صحابہ کرام و تابعین کی زندگیوں کا مکمل انسائیکلوپیڈیا
صحابہ کرام و تابعین
رضوان اللہ علیہم اجمعین
کی
زندگیوں کا تعارف
تالیف
علامہ ابوالتراب
محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری
پروگریسو بکس

صحابۂ کرام و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین
کی زندگیوں کا تعارف

تحقیق و شرح

علامہ ابو التراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ۰ غزنی سٹریٹ
اردو بازار ۰ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

پروگریسو بکس

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین و تابعین کی زندگیوں کا تعارف

تحقیق

شیخ محمد ناصر الدین ناصر المدنی

بار اول	جولائی 2016
پرنٹرز	آصف صدیق، پرنٹرز
سرورق	النافع گرافکس
تعداد	-/1100
ناشر	چوہدری غلام رسول ـ میاں جواد رسول میاں شہزاد رسول
قیمت	=/ روپے

ملنے کے پتے

ملت پبلی کیشنز
فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

اسلام بک ڈپو
۱۲۔ گنج بخش روڈ لاہور فون 042-37113841 0323-8836770

دوکان نمبر 5- مکہ سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ٥ غزنی سٹریٹ
اردو بازار ٥ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352796

فہرست

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

ز۔۔۔تابعین عظام

ز۔۔۔صحابیات

ز۔۔۔تابعیات

س۔۔۔صحابہ کرام

عنوانات	صفحہ

ق۔۔۔۔صحابہ کرام

ق۔۔۔تابعین عظام

ق۔۔۔صحابیات

ک۔۔۔صحابہ کرام

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

م۔۔۔صحابیات

م۔۔۔تابعی بیویاں

ن۔۔۔صحابہ کرام

ن۔۔۔تابعین عظام

عنوانات	صفحہ

☆☆☆☆☆

عرضِ ناشر

الحمدللہ کہ ادارہ پروگریسو بکس کے قیام سے لے کر اب تک ہم کار پردازان ادارہ ہمت وقت اور ہر آن اسی کوشش میں مصروف رہتے ہیں کہ اس ادارے سے مذہبیات اور ادبیات پر بہترین کتب اپنے کرم فرما حضرات کی خدمت میں پیش کی جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہِ رحمت اور قارئین کرام کے تعاون سے ہم آج تک اسی نصب العین کی تکمیل میں مشغول و مصروف رہے ہیں اور اب تک ہم نے اپنی جو مطبوعات آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں' ان کی پسندیدگی اور قبولیت نے اس راہ میں ہمیں اور زیادہ سرگرم عمل بنادیا ہے اور اب تک دینی کتب کے اصل متون یا ان کے تراجم کو موجودہ نسل کی رہنمائی کے لیے پیش کرنا ہی ہمارا مقصود اور نصب العین بن گیا ہے۔ انشاء اللہ! ہم اس راہ میں اور زیادہ سرگرمی سے اپنے قدم اُٹھائیں گے۔ آفتاب رسالت سے اقتباس شدہ ہدایت کا ذریعہ آیاتِ قرآنی اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

اسی بات کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے آپ کا ادارہ پروگریسو بکس نے انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے بہت سی نادر کتابیں شائع کی ہیں' جیسے صحیح ابن حبان' صحیح ابن خزیمہ' مسند حمیدی' سنن ابوداؤد شریف' مؤطا امام مالک' مؤطا امام محمد' شرح مسند امام اعظم' شرح المعجم الصغیر للطبرانی' ریاض الصالحین (ترجمہ)' ریاض الصالحین (شرح)' شرح کشف المحجوب' شرح اربعین نوویہ' احیاء العلوم' تاریخ الخلفاء اور دیگر ادارہ خریدار حضرات کی ڈیمانڈ پوری کرنے میں مصروفِ عمل ہے۔

اس عظیم کتاب کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے والے علامہ ابوتراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری ہیں۔

ہم نے اپنی مطبوعات کو حسن صوری سے آراستہ پیراستہ کرنے میں کبھی کوتاہی سے کام نہیں لیا ہے' جس قدر بھی ممکن ہوسکا اور جماعتی حسن سے اپنے کرم فرماؤں کی خدمت میں پیش کیا ہے اور آپ نے ہماری اس کوشش کو سراہا ہے۔

اسی نصب العین کے تحت پیش نظر کتاب **''صحابہ وتابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں کا تعارف''** کو بھی بھرپور طریقے سے حسن معنوی کی طرح حسن ظاہری سے آراستہ کرنے میں بے اعتنائی نہیں برتی ہے۔

اُمید ہے کہ یہ گراں مایہ کتاب ہماری دیگر مطبوعات کی طرح آپ سے شرفِ قبول حاصل کرے گی۔

آخر میں گزارش ہے کہ جب آپ اس عظیم کتاب سے استفادہ کریں تو اپنے لیے دعا کرتے ہوئے ہمارے ادارہ کے تمام لوگوں کے لیے بھی ضرور دعا مانگیں۔

والسلام!

☆ میاں غلام رسول ☆ میاں شہباز رسول ☆ میاں جواد رسول ☆ میاں شہزاد رسول ☆

ابتدائیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خدائے بزرگ و برتر، رحمن و رحیم عزوجل کا ہم ناتوانوں پر کروڑہا کروڑ احسان، کہ اس نے ہمیں دولت ایمان، اور دامن نبی آخرالزمان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم جیسی عظیم نعمت سے نوازا۔ وہ رحیم و کریم پروردگار عزوجل تو اپنے بندوں پر بہت زیادہ مہربان ہے، لیکن انسان اس کا ناشکرا اور نافرمان ہے، اللہ رب العزت عزوجل نے انسانوں کی بھلائی کے لئے انبیاء ورسل علیہم الصلوۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ اُن پاکیزہ ہستیوں نے انسان کو خالق لم یزل عزوجل کی اطاعت وفرمانبرداری کی دعوت دی۔ انبیاء ورسل علیہم الصلوۃ والسلام کی تشریف آواری کا یہ سلسلہ چلتا رہا اور خاتم النبیین، شفیع المذنبین، رحمۃ للعٰلمین، محبوب ربُّ العٰلمین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بعثت شریف پر ختم ہوگیا۔

آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی تشریف آوری سے قبل انسانیت، تباہی و بربادی کے عمیق گڑھے میں گری ہوئی تھی، ہر طرف کفروشرک اور جہالت وگمراہی کا دوردورہ تھا، ظلم وستم، بے حیائی، شراب وکباب کی محفلیں، دھوکا بازی، جوا، سودی لین دین، قتل وغارت الغرض ہر طرف برائیوں کے سیاہ بادلوں نے گھٹاٹوپ اندھیرا کر رکھا تھا۔ اس وقت کوئی ایسا چراغ نہ تھا جو اس اندھیرے کو ختم کر کے دنیا کو اپنی ضیاء سے منور کرتا۔

پھر جب کفروشرک کے اندھیروں میں بھٹکے ہوئے انسانوں کو کعبے کے بدرالدجی، طیبہ کے شمس الضحیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور نے اپنے حلقے میں لیا، تو ان کی بے چین روحوں اور شکستہ دلوں کو قرار نصیب ہوا۔ کفروشرک کے سیاہ بادل چھٹ گئے، ظلم وستم کی آندھیاں تھم گئیں، بحرِ ظلمات کی تلاطم خیز لہریں ساکن ہوگئیں، متلاشیانِ حق منزلِ مقصود پانے کے لئے اس منارہ نور کی گرداگرد جمع ہوگئے، اس آفتاب رسالت کی کرنوں سے اندھے شیشے جگمگانے لگے، چہار دانگِ عالم میں اسلام کی حقانیت کے ڈنکے بجنے لگے۔ شمع رسالت کے پروانوں نے اسلام کا نور دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچانا شروع کر دیا۔

شیطانِ لعین جو کہ مسلمانوں کا کھلا دشمن ہے اس سے اسلام کی یہ شان وشوکت نہ دیکھی گئی، چنانچہ وہ مردود اور اس کے چیلے اسلام کی شمع کو بجھانے کی مذموم کوشش میں ایڑی چوٹی کا زور لگانے لگے مگر اسلام کے شیدائیوں (حضرات صحابہ کرام، تابعین وتبع تابعین عظام اور پھر اولیاء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے جان کی بازی لگا دی اور اس شمع کو بجھنے نہ دیا۔

جب تک حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اپنی ظاہری حیات کے ساتھ اس دنیا میں جلوہ گر رہے اسلام روز بروز ترقی کرتا رہا، لیکن جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے پردہ فرمایا، تو شیطان اور اس کا طاغوتی لشکر، اسلام کے لہلاتے گلشن کو تباہ و برباد کرنے کے مذموم ارادے سے آگے بڑھا، اور بہارِ اسلام کو خزاں میں بدلنے کے لئے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرنا شروع کردیے۔ لیکن انہیں اسلام کے چاہنے والوں سے ہر میدان میں شکست اٹھانی پڑی۔

مگر جب ان مبارک ہستیوں نے یکے بعد دیگرے اس دارِ فانی سے پردہ فرمانا شروع کردیا۔ تو شیطانی لشکر جواب تک ہر ''رزم حق و باطل'' میں ذلیل و خوار ہوتا آرہا تھا اس نے ایک بار پھر مجتمع ہوکر مسلمانوں کو ان کے دین حق سے دور کرنے کی مذموم کوشش شروع کردی۔ لیکن اب پہلے جیسی بات نہ رہی، جو برکتیں اور رحمتیں قرون ثلثہ (یعنی حضرات صحابہ ،تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مبارک زمانوں) میں تھیں وہ ان کے بعد نہ رہیں۔ چنانچہ،

مخبر صادق، رسولِ عالمیان، نبی غیب دان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ خَیْرَکُمْ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ''۔ ترجمہ: بے شک سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے، پھر وہ جو اُن کے بعد آئیں گے۔'' (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضل الصحابۃ ثم الذین یلونھم، الحدیث: ۲۵۳۵)

سید المرسلین، سرورِ معصومین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم امتِ مسلمہ میں افضل اور برتر ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اور نصرت و اعانت کے لیے پسندیدہ اور برگزیدہ فرمایا، ان نفوسِ قدسیہ کی فضیلت و مدح میں قرآنِ پاک میں جابجا آیاتِ مبارکہ وارد ہیں جن میں ان کے حسن عمل، حسن اخلاق اور حسن ایمان کا تذکرہ ہے اور انہیں دنیا ہی میں مغفرت اور انعاماتِ اخروی کا مژدہ سنا دیا گیا۔ جن کے اوصافِ حمیدہ کی خود اللہ عزوجل تعریف فرمائے ان کی عظمت اور رفعت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ ان پاک ہستیوں کے بارے میں قرآنِ پاک کی کچھ آیات درج ذیل ہیں:

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۴﴾

ترجمۂ کنز الایمان: یہی سچے مسلمان ہیں انکے لیے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور بخشش ہے اور عزت کی روزی (پ9، الانفال:4)

سورۂ توبہ میں ارشاد ہوتا ہے:

رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۰۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور انکے لیے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی کامیابی ہے(پ11، التوبۃ:100)

سورۃ الفتح کی آیت نمبر ۲۹ کا ترجمہ کنزالایمان میں یوں ہے:

محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اللہ (عزوجل) کے رسول ہیں، اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل ورضا چاہتے، ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے۔(پ۲۶، الفتح:۲۹)

آیاتِ قرآنیہ کے علاوہ کتبِ احادیث بھی فضائلِ صحابہ کے ذکر سے مالا مال ہیں چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کی عزت کرو کہ وہ تمہارے نیک ترین لوگ ہیں۔(مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب الصحابۃ، الحدیث: ۶۰۱۲، ج ۲، ص ۴۱۳)

ایک حدیث پاک میں ہے میرے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس کی بھی اقتدا کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔(مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب الصحابۃ، الحدیث: ۶۰۱۸، ج ۲، ص ۴۱۴)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں: سبحان اللہ! کیسی نفیس تشبیہ ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ہدایت کے تارے فرمایا اور دوسری حدیث میں اپنے اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کشتی نوح فرمایا، سمندر کا مسافر کشتی کا بھی حاجت مند ہوتا ہے اور تاروں کی رہبری کا بھی کہ جہاز ستاروں کی رہنمائی پر ہی سمندر میں چلتے ہیں۔ اس طرح امتِ مسلمہ اپنی ایمانی زندگی میں اہل بیت اَطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بھی محتاج ہیں اور صحابہ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بھی حاجت مند، امت کے لئے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اقتداء میں ہی اہتداء یعنی ہدایت ہے۔(مرآۃ المناجیح، ج ۸، ص ۳۴۵)

امام اہل سنت، مجددِ دین وملت مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں:

اہلِ سنت کا ہے بیڑا پار، اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

(حدائقِ بخشش، حصہ اول، ص ۱۱۱)

انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے بعد تمام انسانوں میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب سے زیادہ تعظیم وتوقیر کے لائق ہیں یہ وہ مقدس ومبارک ہستیاں ہیں جنہوں نے رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا، دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے اور تن من دھن سے اسلام کے آفاقی اور ابدی پیغام کو دنیا کے ایک ایک گوشے میں پہنچانے کے لیے کمربستہ ہوگئے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ان مبارک ہستیوں نے قرآن وحدیث کی تعلیمات کو عام کرنے اور

پرچم اسلام کی سربلندی کے لیے ایسی بے مثال قربانیاں دی ہیں کہ آج کے دور میں جن کا تصور بھی مشکل ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روئے زیبا کی زیارت وہ عظیم سعادت ہے کہ دنیا جہاں کی کوئی نعمت اس کے برابر نہیں ہو سکتی اور صحابہ کرام تو وہ ہیں کہ شب و روز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اور آپ کی صحبت فیض سے مستفیض ہوتے رہے قرآن و دین کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زبان سے سنا اور بے واسطہ اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کے مخاطب رہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو فقہا صحابہ میں ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں آپ ایک موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عظمت و فضیلت پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: جو شخص راہِ راست پر چلنا چاہے اسے چاہیے کہ ان لوگوں کے راستے پر چلے اور ان کی اقتدا و پیروی کرے جو اس جہاں سے گزر گئے کہ زندوں کے بارے میں یہ اندیشہ موجود ہے کہ وہ دین میں کسی فتنہ اور ابتلا میں مبتلا ہو جائیں اور یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام ہیں یہ حضرات امت میں سب سے زیادہ افضل ہیں ساری امت میں سب سے زیادہ ان کے دل نیکوکار، ان کا علم سب سے زیادہ گہرا، ان کے اعمال تکلف سے خالی، یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی رفاقت و صحبت اور اقامت و خدمت دین کے لیے چنا تو ان کا فضل و کمال پہچانو اور ان کے آثار و طریقوں کی پیروی کرو اور حتی الوسع ان کے اَخلاق اور ان کی سیرت و رَوِش اختیار کرو کہ بے شک یہ لوگ ہدایت مستقیم پر قائم تھے۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، الحدیث: ۱۹۳، ج ۱، ص ۵۷)

یہ وہ بہترین زمانے تھے جن میں تبع تابعین، تابعین عظام سے، وہ صحابہ کرام سے اور وہ اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اکتساب فیض کرتے یوں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی باتیں سن کر تابعین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اپنے دلوں کو تقویت بخشتے۔ اسی طرح تابعین عظام کے واقعات سن کر تبع تابعین اپنی تشنگی کو بجھاتے اور یوں ایمان کی حفاظت اور اعمال صالحہ کا جذبہ بڑھتا رہتا لیکن اس کے بعد زمانہ تیزی سے تبدیل ہونے لگا اور ایک بار پھر شیطان اپنے لشکر سمیت مسلمانوں کو ان کے پیارے دین سے دور کرنے کے لیے سرگرم ہو گیا۔

اب ضرورت اس اَمر کی تھی کہ ان طاغوتی قوتوں کا مقابلہ کس طرح کیا جائے؟ اور کس طرح سے شیطانی سازشوں کو ناکام بنایا جائے۔ اللہ رب العزت عزوجل نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر کرم فرماتے ہوئے انہیں ایسے صالحین بندوں (اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ) کی صورت میں رہنما عطا فرما دیئے، یہی وہ سلفِ صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں جن کے حالات و واقعات اور عظیم کارنامے آج تک امت کی رہنمائی کر رہے ہیں، ان بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ نے ہر میدان میں شیطانی قوتوں کا مقابلہ کیا اور انہیں شکست دی۔ انہوں نے اپنے قلم، زبان اور عمل کے ذریعے

لوگوں کی رہنمائی فرمائی، وہ خود بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان، تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے نقش قدم پر چلے اور لوگوں کو بھی ان کے راستے پر چلنے کی دعوت دی۔

پھر حضرات علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس امت پر یہ احسان کیا کہ انہوں نے اِن بابرکت ہستیوں کے حالات وواقعات کو کتابی شکلوں میں جمع کردیا جن کو پڑھ کر لوگوں میں خوفِ خدا وعشقِ مصطفی عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دین پر عمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ان پاکیزہ نفوس کی محبت دل میں بساتے ہوئے ان کے حالات وواقعات کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ کریں اور دونوں جہاں میں کامیابی کے لیے ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی کوشش کریں۔

خاکپائے امیر اہلسنت۔

ابوتراب محمد ناصر الدین ناصر العطاری المدنی

- مدینہ ۱: اس کتاب کی تالیف میں علماء اہلسنت اور مدینۃ العلمیہ کی کتابوں سے مدد لی گئی ہے۔
- مدینہ ۲: اس کتاب کی تالیف میں جن صحابہ اکرام اور تابعین عظام کے حالات زندگی نہ مل سکے ان کی روایت کردہ حدیث لکھ دی گئی ہیں جن میں اکثر مشکوٰۃ شریف کی ہیں۔
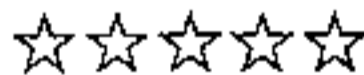
بسم اللہ الرحمن الرحیم

مختصراً حالات صحابہ وتابعین

باب الالف: صحابہ کرام

(۱) حضرت انس ابن مالک: آپ کا نام انس ابن مالک ابن نضر ہے، کنیت ابوحمزہ ہے، خزرجی انصاری ہیں، حضور انور کے خادم خاص آپ کی والدہ ام سلیم بنت ملحان ہیں، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو جناب انس کی عمر دس سال تھی، جب حضور انور کی وفات ہوئی تو آپ بیس سالہ تھے، دس سال تک مسلسل حضور انور کی خدمت کی، خلافت فاروقی میں آپ بصرہ منتقل ہوگئے وہاں ہی آپ کی وفات ہوئی، آپ بصرہ کے آخری صحابی ہیں، ۹۱ھ میں وفات ہوئی، ایک سو تین سال عمر ہوئی بعض نے فرمایا ۹۹ سال عمر ہوئی، آپ کے اولاد اسی ۸۰ یا سو ۱۰۰ ہے، اٹھتر لڑکے اور دو لڑکیاں یعنی اولاد در اولاد آپ سے بہت مخلوق نے روایت لیں۔ خلاصہ میں ہے کہ آپ کی احادیث ایک ہزار دو سو چھیاسی ہیں جن میں سے ایک سو اڑسٹھ حدیثیں متفق علیہ ہیں اور تراسی ۸۳ احادیث بخاری کی اکہتر ۷۱ مسلم کی۔

(۲) انس ابن مالک کعبی: آپ کی کنیت ابوامامہ ہے، آپ سے صرف ایک حدیث مروی ہے مسافر حاملہ اور مرضعہ کے روزے کے متعلق، آخر میں بصرہ میں رہے، آپ سے ابن قلابہ نے روایت کی رضی اللہ عنہ۔

(۳) انس ابن نضر: آپ انصاری بنی نجار سے ہیں، انس بن مالک کے چچا ہیں، غزوہ احد میں تیس سے زیادہ نیزوں تلواروں کے زخم کھا کر شہید ہوئے، انہیں کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی" مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ الخ۔

(۴) انس بن ابی مرثد: آپ کا نام انس ابن مرثد ابن ابی مرثد کنانہ ابن حصین ہے، بعض نے فرمایا کہ آپ کا نام انیس ہے، ابن عبدالبر نے اسی کو ترجیح دی، آپ فتح مکہ اور غزوہ حنین میں شریک ہوئے، بعض کے خیال میں آپ سے ہی حضور انور نے فرمایا تھا کہ اے انیس ان کی بیوی کی طرف جاؤ اگر وہ اقرار زنا کرے تو اسے رجم کردو، آپ کی وفات ۲۰ بیس ہجری میں ہوئی، آپ خود اور آپ کے بھائی والد دادا سب صحابی ہیں، آپ سے سہل ابن حنظلہ حکم ابن مسعود نے روایت کیں۔

(۵) **اسید ابن حضیر:** آپ انصاری اوسی ہیں، آپ دوسری بیعت عقبہ میں شریک ہیں، آپ نقیبوں میں سے تھے، دونوں بیعت عقبہ میں ایک سال کا فاصلہ ہے، آپ بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، آپ سے جماعت صحابہ نے روایت لیں، مدینہ منورہ میں ۲۰ھ بیس میں خلافت فاروقی میں وفات ہوئی، بقیع میں دفن ہوئے۔

(۶) **ابو اسید:** آپ کا نام ابو اسید ابن مالک ابن ربیعہ ہے، انصاری ہیں، ساعدی ہیں، تمام غزوات میں شریک ہوئے، اپنی کنیت میں مشہور ہیں، آپ سے بہت مخلوق نے روایات کی ۶۰ھ ساٹھ میں وفات ہوئی اٹھتر سال کی عمر ہوئی، آخر میں نابینا ہوگئے تھے، آپ سب سے آخری بدری ہیں کہ آپ کی وفات سے زمین بدری صحابہ سے خالی ہوگئی۔

(۷) **اسلم:** آپ کی کنیت ابورافع ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام، آپ کا ذکر رے کی تحتی میں ہوگا۔

(۸) **اسمر:** آپ اسمر ابن مضرس ہیں، طائی ہیں، آپ کا شمار بصرہ کے بدویوں میں ہے صحابی ہیں۔

(۹) **اشعث ابن قیس:** آپ اشعث ابن قیس ابن معدیکرب، کنیت ابومحمد ہے، کندی ہیں، کندہ کے وفد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وفد کے سردار تھے، یہ واقعہ ۱۰ھ میں ہوا، آپ زمانہ جاہلیت میں بھی اپنی قوم کے محترم سردار تھے، اسلام میں بھی بڑے معزز حضور کی وفات کے بعد اسلام سے مرتد ہوگئے تھے پھر خلافت صدیق میں دوبارہ مسلمان ہوئے، آخر میں کوفہ میں رہے وہاں ہی وفات ہوئی، امام حسن ابن علی نے جنازہ پڑھایا ۴۰ چالیس میں وفات ہوئی۔

(۱۰) **اشیم ضبابی:** آپ قبیلہ ضباب ابن کلاب کے اولاد سے ہیں، آپ سے علم فرائض میں صرف ایک حدیث مروی ہے۔

(۱۱) **ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:** آپ حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن شریف سے مدینہ منورہ ذی الحجہ ۸ھ میں پیدا ہوئے، سولہ مہینہ عمر پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

(۱۲) **الاعشی المازنی:** آپ اعزا ابن مزنی ہیں، صحابی ہیں، اہل کوفہ سے ہیں، آپ سے حضرت ابن عمر اور معاویہ ابن قرہ نے روایات کیں۔

(۱۳) **ابیض:** آپ ابیض ابن جمال مار بی السبائی ہیں، یمن میں قیام رہا، آپ مارب کے رہنے والے ہیں جو یمن کا ایک شہر ہے صنعاء کے قریب۔

(۱۴) **اقرع ابن حابس:** آپ تمیمی ہیں، فتح مکہ کے بعد بنی تمیم کے وفد میں حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوئے، زمانہ جاہلیت اور اسلام میں بڑی عزت والے تھے خراسان کے لشکر میں موجود تھے۔

(۱۵) حضرت ابوالزعراء: آپ انصاری ہیں، شام میں قیام رہا، آپ سے خالد ابن معدان وغیرہم نے روایات لیں۔

(۱۶) اکیدر دومہ: آپ اکیدر ابن عبدالملک ہیں، آپ کو دومۃ الجندل کہا جاتا ہے، آپ نے حضور کی خدمت میں ہدایا بھیجے، حضور انور نے آپ سے خط وکتابت کی ان کا ذکر باب الجزیہ میں آتا ہے۔ اکیدر تصغیر ہے اکدر کی، دومہ شام وحجاز کے درمیان ایک شہر ہے۔

(۱۷) اوس ابن اوس: آپ کو اوس ابن ابی اوس بھی کہا جاتا ہے، قبیلہ بنی ثقیف سے ہیں، عمرو ابن اوس کے والد ہیں۔

(۱۸) ایاس ابن بکیر: آپ قبیلہ بنی لیث سے ہیں، بدر وغیرہ غزوات میں شریک ہوئے، جب حضور دار ارقم میں تھے تو ایمان لائے، ۳۴ چونتیس میں وفات پائی۔

(۱۹) ایاس ابن عبداللہ: آپ دوسی مدنی ہیں، آپ کی صحابیت میں اختلاف ہے، آپ سے صرف ایک حدیث مروی ہے بیوی کو مارنے کے متعلق۔

(۲۰) اسامہ ابن زید: آپ اسامہ ابن زید ابن حارثہ ہیں، قبیلہ بنی قضاعہ سے ہیں، آپ کی ماں کا نام برکت ہے، کنیت ام ایمن حضور کی دودھ کی والدہ وہ آپ کے والد جناب عبداللہ کی لونڈی تھیں اور اسامہ حضور کے غلام اور غلام زادے تھے کہ زید ابن حارثہ بھی حضور کے غلام تھے، اسامہ اور زید حضور کے بڑے پیارے تھے، حضور کی وفات کے وقت اسامہ بیس سال کے تھے، حضرت عثمان کی شہادت کے بعد آپ وادی قرالی میں رہے وہیں وصال ہوا، بعض نے کہا کہ آپ کی وفات ۵۴ چون میں ہوئی، ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ یہ ہی قوی ہے۔

(۲۱) ابی ابن کعب: آپ انصاری خزرجی ہیں، کاتب وحی تھے آپ ان چھ صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے زمانہ نبوی میں قرآن مجید حفظ کیا اور ان فقہاء صحابہ میں سے ہیں جو زمانہ نبوی میں فتویٰ دیتے تھے صحابہ میں بڑے قاری تھے۔ حضور انور نے آپ کی کنیت ابوالمنذر رکھی تھی اور عمر فاروق نے ابوالطفیل، حضور انور نے آپ کو خطاب دیا سید الانصار، عمر فاروق نے خطاب دیا سید المسلمین کا، آپ نے مدینہ منورہ میں ۱۹ھ انیس ہجری میں وفات پائی یعنی خلافت فاروقی میں۔

(۲۲) اسامہ ابن شریک: آپ ذبیانی ثعلبی ہیں، کوفہ میں آپ کی احادیث زیادہ مشہور ہوئیں۔

(۲۳) افلح: آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یا ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہما کے غلام ہیں آزاد کردہ۔

(۲۴) ایفع ابن ناکور: آپ ذوالکلاع کے نام سے مشہور ہیں، یمن کے رہنے والے ہیں، اپنی قوم کے سردار تھے، جب ایمان لائے تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خط لکھا کہ اسود عنسی کے مقابلہ میں ہماری مدد کرو، جنگ صفین میں امیر معاویہ کے ساتھ تھے اسی جنگ میں شہید ہوئے، آپ کو اشتر نخعی نے قتل کیا ۳۷ھ میں۔

(۲۵) انجشہ: آپ حبشی غلام تھے، حضور انور کی خدمت میں رہتے تھے، بڑے خوش آواز حدی خواں تھے، ایک بار آپ سے ہی حضور انور نے فرمایا تھا کہ اے انجشہ اپنی حدی یعنی گیت بند کر دو میرے ساتھی کچی شیشیاں ہیں، آپ سے چند صحابہ نے روایات لیں۔

(۲۶) ابوامامہ باہلی: آپ ابوامامہ صدی ابن عجلان باہلی ہیں، اولاً مصر میں حمص میں رہے وہاں ہی وفات پائی، آپ شام کے آخری صحابی ہیں کہ آپ کی وفات سے زمین شام صحابہ سے خالی ہوئی، ۹۱ھ اکیانوے میں آپ کی وفات ہوئی۔

(۲۷) ابوامامہ انصاری: آپ کا نام سعد ابن سہیل ابن حنیف ہے، انصاری اوسی ہیں مگر اپنی کنیت سے مشہور ہوئے۔ حضور انور کی وفات سے دو سال پہلے پیدا ہوئے، حضور نے آپ کا نام سعد اور کنیت ابوامامہ رکھی، حضور سے کچھ سن نہ سکے کہ بہت چھوٹے تھے اس۔ لیے بعض محدثین نے آپ کو تابعی کہا ہے، آپ مدینہ منورہ کے بڑے علماء میں سے تھے، اپنے والد اور ابوسعید خدری وغیرہ صحابہ کے صحبت یافتہ ہیں، بانوے سال عمر ہوئی، ۱۰۰ھ میں وفات پائی۔

(۲۸) ابوایوب انصاری: آپ کا نام خالد ابن زید ہے، آپ انصاری خزرجی ہیں، تمام جنگوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے، آپ کی وفات قسطنطنیہ میں ہوئی جسے اب استنبول کہتے ہیں، ۵۱ھ میں آپ کی وفات ہے امیر معاویہ کے زمانہ میں جب یزید ابن معاویہ کی سرکردگی میں قسطنطنیہ پر حملہ کیا گیا تو آپ اس لشکر میں تھے بیمار ہوگئے جب مرض زیادہ ہوا تو وصیت کی کہ جب میں وفات پا جاؤں تو میری میت اپنے ساتھ رکھنا، جب تم دشمن کے مقابل صف آرا ہو تو مجھے اپنے قدموں کے نیچے دفن کرنا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا آپ کی قبر قسطنطنیہ کے شہر پناہ کے پاس ہے اب تک مشہور ہے۔ اس قبر کا اب تک بہت ہی احترام ہے لوگ آپ کی قبر کی برکت سے شفا حاصل کرتے ہیں انہیں شفا ملتی ہے، آپ سے بہت حضرات نے احادیث روایت کی ہیں۔ خیال رہے کہ آپ ہی مدینہ منورہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے میزبان ہیں۔ (مترجم)

(۲۹) ابوامیہ مخزومی: آپ صحابی ہیں، آپ کا شمار اہلِ حجاز میں ہوتا ہے، آپ سے ابوالمنذر نے احادیث نقل فرمائیں حالات زندگی معلوم نہیں ہو سکے۔

(۳۰) امیہ ابن مخشی: آپ بنی خزاعہ سے ہیں، ازدی ہیں، آپ کا شمار بصرہ والوں میں ہوتا ہے، آپ سے ایک حدیث کھانے کے متعلق مروی ہے جسے آپ کے بھتیجہ مثنیٰ ابن عبدالرحمن نے روایت کیا۔

(۳۱) امیہ ابن صفوان: آپ امیہ ابن خلف کے پوتے ہیں، جمحی ہیں، اپنے والد صفوان سے احادیث روایت فرماتے ہیں۔

(۳۲) ابو اسرائیل: آپ صحابی ہیں، آپ نے ہی نذر مانی تھی کہ خاموش رہیں گے روزہ رکھ کر دھوپ میں کھڑے رہیں گے سایہ میں نہ بیٹھیں گے حضور انور نے اس کے توڑنے کا حکم دیا، فرمایا کہ بیٹھو کلام کرو اور سایہ لو حضرت ابن عباس و جابر نے آپ سے احادیث لیں۔

(۳۳) حضرت ابو اللحم بن عمرو: آپ کا نام خلف ابن عبدالملک ہے یا عبداللہ ہے، غفاری ہیں، چونکہ آپ گوشت قطعاً نہیں کھاتے تھے اس لیے آپ کا لقب آبی اللحم ہوا یعنی گوشت کے انکاری، یا اپنے زمانہ جاہلیت میں بتوں کے نام پر ذبیحہ کا گوشت کبھی نہ کھایا، غزوہ حنین میں شہید ہوئے۔

الف۔۔۔تابعین عظام

(۱) اویس قرنی: آپ اویس ابن عامر ہیں، کنیت ابوعمرو ہے، قرن جو یمن کا شہر ہے وہاں کے رہنے والے ہیں، حضور انور کا زمانہ پایا مگر دیدار نہ کر سکے، حضور انور نے آپ کے مدینہ آنے کی بشارت دی تھی، حضرت عمر فاروق اور دوسرے صحابہ سے ملاقات ہے، گوشہ نشینی اور زہد وتقویٰ میں مشہور تھے، ۳۷ھ میں جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ شریک ہوئے۔

(۲) ابان ابن عثمان: آپ حضرت عثمان غنی کے فرزند ہیں، قرشی ہیں، تابعی ہیں، آپ سے بہت احادیث مروی ہیں، یزید ابن عبدالملک کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

(۳) ایوب ابن موسیٰ: آپ ایوب ابن موسیٰ ابن عمرو ابن سعید ابن عاص ہیں، اموی ہیں، بڑے فقیہ تھے، ۱۳۳ھ ایک سو تینتیس میں وفات پائی۔

(۴) حضرت امیہ بن عبداللہ بن عمرو: آپ امیہ ابن عبداللہ ابن خالد ابن اسید ہیں، مکی ہیں، ثقہ ہیں، خراسان کے حاکم رہے ۸۰ھ اسی میں وفات پائی۔

(۵) اسلم: آپ کی کنیت ابوخالد ہے، حضرت عمر فاروق کے آزاد کردہ غلام حبشی تھے، آپ کو ۱۱ھ گیارہ میں حضرت عمر نے مکہ معظمہ میں خریدا، ایک سو چودہ برس عمر ہوئی، مروان ابن حکم کی حکومت میں وفات پائی۔

(۶) ارزق ابن قیس: آپ حارثی ہیں، تابعی ہیں، بہت صحابہ سے ملاقات کی ہے۔

(۷) اعمش: آپ کا نام سلیمان ابن مہران ہے، اسدی ہیں، کابلی ہیں، کابل قبیلہ اسد کا ایک قبیلہ ہے، ۶۰ ساٹھ برس عمر ہوئی، آپ کی ولادت مقام رے میں ہوئی وہاں سے کوفہ لا کر آپ کو ایک کابلی آدمی کے ہاتھ فروخت کر دیا گیا، آپ مشہور محدث بھی ہیں قاری بھی، آپ سے ایک خلقت نے علمی فیض لیے، ۱۴۸ ایک سو اڑتالیس میں وفات ہوئی، علماء کوفہ اکثر

آپ کے شاگرد ہیں۔

(۸) اعرج: آپ کا نام عبدالرحمن ابن ہرمز مدنی ہے، بنی ہاشم کے آزاد کردہ غلام ہیں، مشہور ثقہ تابعی ہیں، مقام اسکندر میں ۱۲۰ ایک سوبیس میں وفات پائی۔

(۹) اسود: آپ اسود ابن ہلال محاربی ہیں، حضرت عمرو ابن معاذ اور ابن مسعود سے ملاقات بھی ہے اور اخذ روایات بھی ۸۴ھ چوراسی میں وفات ہوئی۔

(۱۰) ابراہیم ابن میسرہ: آپ طائف کے رہنے والے ہیں، تابعی ہیں، ثقہ ہیں۔

(۱۱) ابراہیم ابن عبدالرحمن: آپ کے دادا کا نام عوف ہے، ابراہیم کی کنیت ابواسحاق ہے، زہری قرشی ہیں، بچپن میں حضرت عمر فاروق اعظم سے ملاقات ہوئی، ۹۶ چھیانوے میں وفات ہوئی، پچھتر سال عمر پائی۔

(۱۲) ابراہیم ابن اسماعیل: آپ اشہلی ہیں، آپ دن کے روزہ دار رات کے شب بیدار تھے، دار قطنی وغیرہ نے کہا کہ آپ متروک الحدیث ہیں، ۱۶۵ ایک سو پینسٹھ میں وفات پائی۔

(۱۳) ابراہیم ابن فضل: آپ مخزومی ہیں، محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں، آپ سے حضرت وکیع اور ابن نمیر وغیرہ نے احادیث لیں۔

(۱۴) اسحاق ابن عبداللہ: آپ انصاری ہیں، مدنی ہیں، تابعی ہیں، امام مالک آپ کو بہت سے محدثین پر ترجیح دیتے تھے، آپ نے ۱۳۲ ایک سوبتیس میں وفات پائی۔

(۱۵) اسحاق ابن راہویہ: آپ کی کنیت ابویعقوب ہے، نام اسحاق ابن ابراہیم تیمی ہے مگر مشہور ہیں ابن راہویہ سے، مسلمانوں کے مضبوط ستون اسلام کی چمکتی ہوئی نشانی، محدث فقیہ متقی صحیح حافظہ والے، بہت صفات کے جامع، طلب علم کے لیے خراساں، عراق، حجاز، یمن، شام کے سفر کیے، پھر وفات تک نیشاپور میں رہے، ۷۴ چوہتر سال عمر ہوئی، ۲۳۸ھ میں وفات ہوئی، آپ کے فضائل شمار سے باہر ہیں۔ بخاری، مسلم ترمذی وغیرہ محدثین نے آپ سے روایت لیں۔

(۱۶) ابواسحاق سبعی: آپ کا نام عمرو ابن عبداللہ سبعی ہیں، ہمدانی کوفی ہیں، حضرت علی و ابن عباد وغیرہم سے ملاقات کا شرف حاصل ہے، مشہور محدث ہیں، حضرت عثمان کے خلیفہ بننے کے دوسال بعد پیدا ہوئے، ۱۲۹ ایک سوانتیس ہجری میں وفات ہوئی۔ (رضی اللہ عنہم)

(۱۷) ابواسحاق ابن موسیٰ: آپ انصاری مدنی ہیں، بعد کوفہ میں رہے، بغداد میں حضرت سفیان ابن عیینہ وغیرہم سے فن حدیث حاصل کیا ۲۴۴ھ دوسو چوالیس میں کوفہ میں وفات پائی۔

(۱۸) ابوابراہیم اشہلی: آپ انصاری ہیں، آپ سے یحیٰی ابن کثیر نے روایت کی۔

(۱۹) ابواسرائیل: آپ کا نام اسماعیل ابن خلیفہ ملائی ہے، ۱۶۹ ایک سوانہتر میں وفات ہوئی۔

(۲۰) ابوایوب مراغی: آپ عقیلی ہیں، حضرت جویریہ اور ابوہریرہ سے روایات لیں رضی اللہ عنہم۔

(۲۱) ابوالاحوص: آپ کا نام عوف ابن مالک ابن فضیلہ ہے، اپنے والد اور حضرت ابن مسعود وغیرہم سے روایات لیں۔

(۲۲) حضرت احوص بن مسعود: آپ ابن جواب ہیں، اہل کوفہ سے ہیں، آپ سے علی ابن مدینی نے روایت لیں، ۲۲۱ دوسو اکیس میں وفات ہوئی۔

(۲۳) ابوالاحوص: آپ کا نام سلام ابن سلیم حافظ ہیں، آپ سے چار ہزار احادیث مروی ہیں، ثقہ ہیں، ۱۷۹ ایک سو اناسی میں وفات ہوئی۔

(۲۴) ابی ابن خلف: اس کا بھائی امیہ ابن خلف ہے، یہ ابن وہب کے پوتے ہیں، ابی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن اپنے ہاتھ شریف سے قتل کیا، امیہ بدر میں مارا گیا، ان بے دینوں کے نام تابعین کی فہرست میں نہیں آنا چاہیے تھا۔ (مترجم)

الف۔۔۔صحابیات

(۱) اسماء بنت ابوبکر الصدیق: آپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں، حضور انور کی سالی، آپ کا نام لقب ذات النطاقین یعنی دو کمر بند والی ہے کیونکہ ہجرت کی رات آپ نے اپنے کمر بند کے دوٹکڑے کر کے ایک ٹکڑے سے حضور انور کے سفر کا توشہ باندھا تھا دوسرا ٹکڑا اپنے استعمال میں رکھا، یا دوسرے سے حضور کے سفر کا مشکیزہ باندھا، آپ حضرت عبداللہ ابن زبیر کی والدہ ہیں، مکہ معظمہ میں ایمان لائیں، آپ سے پہلے صرف سترہ آدمی ایمان لائے تھے آپ اٹھارویں مؤمنہ ہیں، اپنی ہمشیرہ حضرت عائشہ صدیقہ سے دس سال بڑی ہیں، اپنے فرزند عبداللہ ابن زبیر کی شہادت سے دس دن بعد وفات ہوئی، ان کے سولی سے اترنے کے بعد ۱۰۰ برس عمر ہوئی، ۷۳ تہتر میں مکہ معظمہ میں وفات ہوئی رضی اللہ عنہا۔

(۲) اسماء بنت عمیس: آپ حضرت جعفر ابن ابوطالب کی زوجہ ہیں، اپنے خاوند کے ساتھ پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی وہاں ہی آپ کے بیٹے محمد، عبداللہ، عون پیدا ہوئے، پھر مدینہ منورہ ہجرت کر کے آئیں، حضرت جعفر کی شہادت کے بعد

حضرت ابوبکر صدیق نے آپ سے نکاح کیا ان سے محمد ابن ابوبکر پیدا ہوئے، حضرت ابوبکر صدیق کی وفات کے بعد حضرت علی کے نکاح میں آئیں ان سے یحیٰی ابن علی پیدا ہوئے، آپ سے بہت صحابہ نے روایات لی ہیں۔

(۳) انیسہ بنت خبیب: آپ انصاریہ ہیں، صحابیہ ہیں، اہلِ بصرہ میں آپ کا شمار ہے، آپ کے بھانجے خبیب ابن عبدالرحمن نے آپ سے احادیث روایات کیں۔

(۴) امیمہ بنت رقیقہ: آپ کے والد عبداللہ ہیں اور رقیقہ بنت خویلد آپ کی والدہ ہیں، آپ کی والدہ بی بی خدیجہ کی بہن ہیں، آپ اہلِ مدینہ سے ہیں۔

(۵) امامہ بنت ابی العاص: آپ ابوالعاص ابن ربیع کی بیٹی ہیں، آپ کی والدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، حضرت فاطمہ زہرا کی وفات کے بعد حضرت علی نے آپ سے نکاح کیا، حضرت فاطمہ زہرا نے وصیت کی تھی کہ میرے بعد میری بھانجی امامہ سے نکاح کرنا یہ نکاح زبیر ابن عوام کے اہتمام سے ہوا رضی اللہ عنہا۔

☆☆☆☆☆

ب ۔۔ صحابہ کرام

(۱) ابوبکر الصدیق: آپ کا نام شریف عبداللہ ابن عثمان (ابوقحافہ) ابن عامر ابن عمرو ابن کعب ابن سعد ابن تیم ابن مرہ ہے یعنی ساتویں والد مرہ میں حضور سے ملتے ہیں، آپ کا لقب صدیق بھی ہے عتیق بھی، حضور نے فرمایا کہ جسے آگ دوزخ سے عتیق دیکھنا ہو وہ ابوبکر کو دیکھے۔ حضور انور کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے، زمانہ جاہلیت اور اسلام میں کبھی بھی حضور انور سے الگ نہ ہوئے، آپ سب سے پہلے مؤمن ہیں قدرت خدا ہے کہ آپ کی کنیت ابوبکر ہے یعنی اولیت والے، ابو معنی والے، بکر معنی اولیت "سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا" آپ ایمان، ہجرت، بعد رسول وفات وغیرہ سب میں اول ہی رہے۔ (مترجم) آپ سفید رنگ دبلا بدن ہلکے رخسارے چہرہ پر رگیں ظاہر آنکھیں کچھ دھنسی ہوئی پیشانی ابھری ہوئی مہندی اور وسمہ کا خضاب لگاتے تھے، آپ خود صحابی ہیں، والدین صحابی ہیں، ساری اولاد صحابی پوتی پوتے نواسی نواسے صحابی کسی صحابی کو یہ شرف حاصل نہیں جیسے یوسف علیہ السلام چار پشت کے نبی ہیں۔ گروہ انبیاء میں صرف آپ کو یہ شرف حاصل ہے، یوں ہی جماعت صحابہ میں آپ ہی ہیں جو چار پشت کے صحابی ہیں، آپ کی ولادت مکہ معظمہ میں واقعہ فیل کے دو سال چار ماہ بعد ہوئی، مدینہ منورہ میں بائیس جمادی آخر ۱۳ھ تیرہ منگل کی رات مغرب وعشاء کے درمیان آپ کی وفات ہوئی، تریسٹھ سال عمر ہوئی، آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو غسل آپ کی بیوی اسماء بنت عمیس نے دیا اور نماز حضرت عمر نے پڑھائی، آپ کی خلافت دو سال چار ماہ ہے، آپ سے بہت تھوڑی احادیث مروی ہیں کیونکہ آپ کی حیوٰۃ شریف حضور کے بعد بہت تھوڑی ہے، روضہ رسول میں دفن ہیں۔

(۲) ابوبکرہ: آپ کا نام نفیع ابن حارث ابن کلدہ ہے، ثقفی ہیں، آپ غزوہ طائف کے موقعہ پر ایک کنوئیں کی رسی کے ذریعہ جسے عربی میں بکرہ کہتے ہیں، لٹک کر حضور انور کی خدمت میں پہنچے حضور انور نے فرمایا تم ابوبکرہ یعنی رسی والے ہو، آپ غلام تھے حضور نے آپ کو آزاد کیا، بصرہ میں قیام رہا وہاں ہی وفات ہوئی، ۴۹ھ انچاس میں وفات ہوئی۔

(۳) ابو برزہ: آپ کا نام نضلہ ابن عبید ہے، اسلمی ہیں، پرانے مسلمان ہیں، عبداللہ ابن خطل کو حضور کے حکم سے آپ نے قتل کیا تھا، حضور انور کی وفات تک ہر غزوہ میں حضور کے ساتھ رہے پھر بصرہ چلے گئے، خراسان کے غزوہ میں شریک ہوئے، مقام مرو میں آپ کی وفات ہوئی ۶۰ھ ساٹھ میں۔

(۴) ابو بردہ: آپ کا نام ہانی ابن نیاز ہے ستر صاحبوں کے ساتھ دوسری بیعت عقبہ میں شریک ہوئے، بدر وغیرہ غزوات

میں شرکت کی آپ حضرت براء ابن عازب کے ماموں ہیں، آپ کی اولاد کوئی نہیں، شروع زمانہ امیر معاویہ میں وفات پائی تمام جنگوں میں حضرت علی کے ساتھ رہے۔

(۵) **ابوبصیر:** آپ کا نام عتبہ ابن اسید ہے، ثقفی ہیں، پرانے مؤمنین سے ہیں، غزوہ حدیبیہ میں آپ کا ذکر آتا ہے، حضور کے زمانہ حیات میں ہی وفات پا گئے تھے۔

(۶) **ابوبصرہ:** آپ کا نام حمیل ابن بصرہ غفاری ہے۔

(۷) **ابوالبشیر:** آپ کا نام قیس ابن عبید ہے، انصاری مازنی ہیں، ابن عبدالبر نے استیعاب میں فرمایا کہ ان کے نام کا یقینی علم نہ ہوسکا۔ آپ صحابی ہیں، آپ سے ایک جماعت نے احادیث لیں، بہت لمبی عمر پائی، جنگ حرہ کے بعد وفات ہوئی۔

(۸) **ابوالبداح:** آپ کا نام غالبًا عاصم ابن عدی ہے، بعض کے خیال میں عاصم کے بیٹے کی کنیت ابوالبداح ہے ان کی کنیت ابوعمرو ہے، بعض نے آپ کو تابعی مانا ہے مگر قوی یہ ہے کہ آپ صحابی ہیں، ۱۱۷ ایک سو سترہ میں وفات پائی چوراسی سال عمر ہوئی۔

(۹) **براء ابن عازب:** آپ کی کنیت ابوعمارہ ہے، انصاری حارثی ہیں، ۲۴ چوبیس میں کوفہ پہنچے اور حضرت علی کے ساتھ جنگ جمل، صفین اور غزوہ نہروان میں شریک ہوئے، مصعب ابن زبیر کے زمانہ میں کوفہ میں وفات پائی۔

(۱۰) **بلال ابن رباح:** آپ حضرت ابوبکر صدیق کے آزاد کردہ غلام ہیں، سب سے پہلے مکہ معظمہ میں آپ نے اپنا اسلام ظاہر کیا بدر وغیرہ تمام غزوات میں شامل ہوئے، آخر میں شام میں رہے، آپ کی اولاد کوئی نہیں، آپ سے صحابہ و تابعین کی جماعت نے روایات لیں، ۲۰ بیس میں دمشق میں وفات پائی، باب صغیر میں دفن ہوئے، ۶۳ تریسٹھ سال عمر پائی۔ بعض نے کہا کہ حلب میں وفات ہے باب اربعین میں آپ کی قبر ہے مگر پہلی بات قوی ہے۔ مترجم احمد یار کہتا ہے کہ فقیر نے دمشق میں آپ کی قبر انور کی زیارت کی ہے بی بی سکینہ کی قبر سے متصل ہے، آپ نے اسلام کی خاطر اپنے پہلے مولی امیہ ابن خلف کے ہاتھوں بہت تکالیف برداشت کیں۔ امیہ جمحی خود اپنے ہاتھوں سے آپ کو طرح طرح کی ایذائیں دیتا تھا اللہ کی شان کہ وہ مردود غزوہ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں چھیدا گیا اور حضرت بلال کے ہاتھوں جہنم میں پہنچا۔ حضرت عمر فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکر ہمارے سید ہیں، انہوں نے ہمارے سید کو آزاد فرمایا۔

(۱۱) **بلال ابن حارث:** آپ کی کنیت ابوعبدالرحمن ہے، مزنی ہیں، آپ اشعر میں رہے، ۸۰ اسی سال عمر ہوئی، ۶۰ میں وفات پائی۔

(۱۲) بریدہ ابن حصیب: آپ اسلمی ہیں، غزوہ بدر سے پہلے ایمان لائے مگر اس میں شریک نہ ہوئے، بیعت الرضوان میں موجود تھے مدینہ منورہ کے باشندے تھے، پھر بصرہ چلے گئے، وہاں سے خراسان کے جہاد میں گئے وہاں ہی شہید ہوئے یعنی یزید ابن معاویہ کے زمانہ میں، ۶۲ھ میں وفات ہوئی، مرو میں آپ کی قبر شریف ہے۔

(۱۳) بشیر ابن معبد: آپ ابن خصاصیہ کے لقب سے مشہور ہیں، خصاصیہ آپ کی ماں ہیں جن کا نام کبشہ ہے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

(۱۴) بسر ابن ابی ارطاۃ: آپ کی کنیت ابوعبدالرحمن ہے اور آپ کے باپ کا نام عمیر عامری قرشی ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ نے حضور انور کا فرمان عالی نہیں سنا کہ اس زمانہ میں آپ بہت چھوٹے تھے مگر اہل شام کہتے ہیں کہ سنا ہے، واقدی فرماتے ہیں کہ حضور انور کی وفات سے دو سال پہلے پیدا ہوئے، آخری عمر میں مخبوط الحواس ہو گئے تھے امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات پائی۔

(۱۵) بدیل ابن ورقاء: آپ خزاعی ہیں، آپ جنگ صفین کے موقعہ پر قتل کیے گئے، آپ کو خود آپ کے بیٹے نے قتل کیا، بعض نے فرمایا کہ حضور انور کے زمانہ میں قتل کیے گئے، آپ کے بیٹے کا نام عبداللہ ہے۔

(۱۶) ابوالیسر کعب بن عمرو الانصاری: ان دونوں کا نام عطیہ اور عبداللہ ہے ان کا بیان عین کی تختی میں آئے گا۔ ان سے صرف ایک حدیث کھجور مکھن کے ساتھ کھانے کے متعلق مروی ہے۔

(۱۷) بیاضی: آپ بیاضہ ابن عامر کی اولاد ہیں، آپ کا نام عبداللہ ابن جابر ہے، صحابی ہیں۔

ب۔۔۔ تابعین عظام

(۱) بلال ابن یسار: آپ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام زید کے پوتے ہیں یعنی یسار زید کے بیٹے ہیں مگر یہ زید زید ابن حارثہ نہیں، وہ دونوں حضرات صحابی ہیں اور بلال تابعی۔

(۲) بلال ابن عبداللہ: آپ حضرت عبداللہ ابن عمر کے بیٹے ہیں، قرشی ہیں، عدوی ہیں، ثقہ اور مقبول الحدیث ہیں۔

(۳) بسر ابن محجن: آپ دیلمی حجازی ہیں، ابن مندہ نے آپ کو صحابی کہا ہے، امام بخاری وغیرہ نے انہیں تابعی فرمایا، آپ سے صرف ایک حدیث مروی ہے۔

(۴) بہز ابن حکیم: آپ بہز ابن حکیم ابن معاویہ ابن حیدہ ہیں، قشیری بصری ہیں، آپ کے متعلق علماء میں اختلاف رہا، بخاری ومسلم نے آپ کی کوئی حدیث روایت نہیں کی۔

(۵) بشر ابن مروان: آپ مروان ابن حکم کے بیٹے ہیں، اموی ہیں، قریشی ہیں، عبدالملک ابن مروان کے بھائی ہیں، اسی کی طرف سے آپ عراق کے حاکم رہے۔

(۶) بشیر ابن رافع: آپ نے یحییٰ ابن کثیر وغیرہ سے احادیث نقل کیں، ابن معین نے آپ کو قوی کہا۔

(۷) بشر ابن ابی مسعود: آپ کے والد ابومسعود بدری ہیں، صحابی ہیں، آپ سے بہت سے محدثین نے روایات لیں۔

(۸) بشیر ابن میمون: آپ نے اپنے چچا اسامہ ابن اخدری سے احادیث روایت کیں۔

(۹) بجالۃ بن عبدہ: آپ تیمی ہیں، جزء ابن معاویہ کے کاتب تھے، مکی ہیں، ثقہ ہیں، اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہے، عمران ابن حسین سے روایت لیں۔

(۱۰) ابو بردہ: آپ کا نام عامر ابن عبداللہ ابن قیس ہے یعنی ابوموسیٰ اشعری کے بیٹے ہیں کہ عبداللہ ابن قیس ابوموسیٰ اشعری کا نام ہے، آپ حضرت علی کے ساتھ رہے، قاضی شریح کے بعد کوفہ کے قاضی رہے حجاج ابن یوسف نے آپ کو معزول کیا، اپنے والد اور حضرت علی سے احادیث نقل کیں۔

(۱۱) ابوبکر ابن عیاش: آپ مخزومی ہیں، تابعی ہیں، حضرت عائشہ اور ابوہریرہ سے احادیث سنیں۔

(۱۲) ابوبکر بن عبداللہ بن زبیر: آپ اسدی ہیں، علماء دین میں سے اعلیٰ درجہ کے عالم ہیں، چھیانوے سن عمر پائی، ۱۵۳ ایک سوترپن میں آپ کی وفات ہوئی۔

(۱۳) ابوبکر ابن عبدالرحمن کا ذکر عین کی تحتی میں آوے گا، آپ حمیدی ہیں، امام بخاری کے استاذ ہیں۔

(۱۴) ابوالبختری: آپ کا نام سعید ابن فیروز ہے، آپ نے چاند دیکھنے کے متعلق حدیث روایات کی۔

ب۔۔۔صحابیات

(۱) بریرہ: آپ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ لونڈی ہیں، حضرت عائشہ صدیقہ، ابن عباس، عروہ ابن زبیر سے روایات لیں۔ مترجم کہتا ہے کہ آپ کے فضائل بہت ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تہمت کے موقعہ پر آپ نے نہایت نفیس طرح پاکدامنی بیان فرمائی آپ کے ذریعہ تین فقہی مسائل ثابت ہوئے۔

(۲) بسرہ: آپ بسرہ بنت صفوان ابن نوفل ہیں، قرشیہ اسدیہ ہیں، ورقہ ابن نوفل کی بھتیجی ہیں۔

(۳) بہیسہ: آپ فزاریہ ہیں، صحابیہ ہیں، آپ نے اپنے والد سے بھی روایت لیں ہیں۔

(۴) ام بجید: آپ کا نام حواء بنت یزید ابن سکن ہے، انصاریہ ہیں، اسماء بنت یزید کی بہن ہیں۔

(۵) بنانہ: حق یہ ہے کہ آپ تابعی ہیں، عبدالرحمن ابن حبان کی آزادہ کردہ لونڈی ہیں، حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کرتی ہیں۔

☆☆☆☆☆

ت۔۔۔صحابہ کرام

(۱) تمیم داری: آپ کا نام تمیم بن اوس ہے، قبیلہ بنی عبدالدار سے ہیں، پہلے عیسائی تھے، ۹ نو اسلام لائے، آپ ایک رکعت میں قرآن مجید ختم کرتے تھے، کبھی ایک آیت بار بار پڑھتے تھے حتی کہ ایک رکعت میں سویرا ہوجاتا تھا، آپ ایک رات سو گئے حتی کہ تہجد نہ پڑھ سکے تو اس کے کفارہ میں ایک سال تک نہ سوئے تمام رات عبادت ہی کرتے رہتے، اولاً مدینہ منورہ میں رہے پھر حضرت عثمان کی شہادت کے بعد شام منتقل ہوگئے وہاں ہی وفات پائی، سب سے پہلے مسجد نبوی میں چراغ سے روشنی آپ ہی نے کی آپ نے دجال اور جساسہ کا واقعہ حضور اکرم سے بیان کیا۔

ت۔۔۔تابعین کرام

(۱) ابوتمیمہ: آپ کا نام طریف ابن خالد ہجمی ہے، یمن کے باشندے تھے، پھر بصرہ میں رہے، آپ نے بہت صحابہ سے ملاقات کی ہے، ۹۵ پچانوے میں وفات پائی۔

☆☆☆☆☆

ث۔۔۔تابعین عظام

(۱) ثابت ابن ابی صفیہ: آپ کی کنیت ابوحمزہ ہے، کوفی ہیں، امام محمد ابن باقر سے روایات لیں، ۱۴۸ ایک سواڑتالیس میں وفات پائی۔

(۲) ثابت ابن اسلم: آپ کی کنیت ابومحمد ہے، بنانی ہیں، تابعی ہیں، اہل بصرہ سے ہیں، مشہور محدث ہیں، حضرت انس کے ساتھ چالیس سال رہے، چھیاسی ۸۶ سال عمر پائی، ۱۲۳ ایک سوتیئس میں وفات پائی۔

(۳) ثمامہ ابن حزن: آپ قشیری ہیں، آپ نے متعدد صحابہ سے ملاقات کی ہے جیسے حضرت عمر اور عبداللہ ابن عمر اور ابو الدرداء اور عائشہ صدیقہ۔

(۴) ثور ابن یزید: آپ قبیلہ بنی کلاع سے ہیں، شامی ہیں، حضرت خالد ابن معدان سے ملاقات ہے، ۱۵۵ ایک سوپچپن میں وفات ہوئی۔

☆☆☆☆☆

ج۔۔۔صحابہ کرام

(۱) جابر ابن عبداللہ: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، انصاری ہیں، سلمی ہیں، بہت احادیث آپ سے مروی ہیں، آپ بدر وغیرہ اٹھارہ غزوات میں شریک ہوئے، حضور انور کی وفات کے بعد شام ومصر گئے، آخر نابینا ہوگئے تھے، آپ کی عمر چورانوے سال ہوئی ۷۴ھ چوہتر میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی، آپ مدینہ منورہ کے آخری صحابی ہیں کہ آپ کی وفات سے زمین مدینہ صحابی سے خالی ہوگئی۔

(۲) جابر ابن سمرہ: آپ کی کنیت ابوعبداللہ عامری ہیں، حضرت سعد ابن ابی وقاص کے بھانجے ہیں، کوفہ میں قیام رہا وہاں ہی وفات ہوئی ۷۴ھ چوہتر میں وفات ہے، ایک جماعت نے آپ سے احادیث لیں۔

(۳) جابر ابن عتیک: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، انصاری ہیں، بدر وغیرہ تمام غزوات میں شامل ہوئے، ۹۱ سال عمر ہوئی ۶۱ھ میں وفات ہوئی۔

(۴) جبار ابن صخر: آپ انصاری سلمی ہیں، بیعت عقبہ اور بدر وغیرہ تمام غزوات میں شامل ہوئے، بیعت عقبہ میں آپ ستر میں سے ایک تھے۔

(۵) جریر ابن عبداللہ: آپ کی کنیت ابوعمرو ہے، حضور انور کی وفات کے سال آپ ایمان لائے، خود فرماتے ہیں کہ میں وفات سے چالیس دن پہلے ایمان لایا، آخر میں کوفہ میں رہے، پھر بستی قرقیس میں وفات پائی، ۵۱ھ اکیاون میں وفات ہے۔

(۶) جندب ابن عبداللہ: آپ عبداللہ ابن سفیان کے بیٹے ہیں، بجلی علقی ہیں، علق بجل کا ایک خاندان ہے واقعہ عبداللہ ابن زبیر کے چار سال بعد وفات پائی۔

(۷) جبیر ابن مطعم: آپ کی کنیت ابومحمد ہے، قرشی نوفلی ہیں، فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے، مدینہ منورہ میں رہے، ۵۴ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

(۸) جرھد بن خویلد: آپ اسلمی مدنی ہیں، صفہ والوں میں سے ہیں، ۶۱ھ اکسٹھ میں وفات ہوئی۔

(۹) جعفر ابن ابی طالب: آپ ہاشمی ومطلبی ہیں، حضرت علی مرتضٰی کے بڑے بھائی، آپ کا لقب ذوالجناحین بھی ہے یعنی دو پروں والے اور طیار بھی یعنی اڑنے والے، آپ اکتیس لوگوں کے بعد ایمان لائے یعنی بتیسویں مؤمن ہیں، حضرت علی سے دس سال بڑے ہیں، صورت وسیرت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہہ تھے، آپ سے آپ کے بیٹے عبداللہ

ابن جعفر اور دوسرے بہت صحابہ نے احادیث روایت کیں، اکتالیس سال عمر پائی ۸ آٹھ ہجری غزدہ موتہ میں اس طرح شہید ہوئے کہ آپ کے جسم شریف کے سامنے والے حصے میں نوے زخم تھے تلواروں نیزوں کے۔ مترجم کہتا ہے کہ آپ کی شہادت کی خبر حضور انور نے مدینہ منورہ میں دی کہ آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور خبر شہادت دے رہے تھے، آپ نے مدینہ منورہ میں نماز جنازہ اور بعد نماز دعاء مغفرت فرمائی، آپ کے فضائل بہت ہیں ان چار میں سے ایک ہیں جنکی غائبانہ میت حاضر کی گئی۔

(۱۰) جارود: آپ کا نام بشر ابن عمرو ہے، جارود لقب ہے، عبدی ہیں، ۹ نو میں حضور انور کی خدمت میں وفد عبدالقیس میں حاضر ہوئے، بعدازاں مصر میں رہے۔ اور فارس میں قتل کیے گئے ۱۲۱ کیس خلافت فاروقی میں آپ کی شہادت ہے۔

(۱۱) جبلہ ابن حارثہ: آپ کلبی ہیں اور زید ابن حارثہ کے بھائی ہیں، زید سے بڑے ہیں، زید کو حضور نے اپنا بیٹا بنایا تھا۔

(۱۲) ابوجہیم: آپ کا نام ابوجہیم ہے، بعض نے فرمایا کہ عبداللہ ابن حارث ابن صمہ ہے، صحابی ہیں، انصاری ہیں۔

(۱۳) ابوجحیفہ: آپ کا نام وہب ابن عبداللہ ہے، عامری ہیں، کوفہ میں رہے، نوعمر صحابہ میں سے ہیں، آپ کے بلوغ سے پہلے حضور انور کی وفات ہوئی، ۷۴ چوہتر میں کوفہ میں وفات ہوئی، صحابی ہیں کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت تمیز وہوش دیکھا ہے۔

(۱۴) ابو جمعہ: آپ انصاری ہیں، آپ کے نام میں اختلاف ہے کہ حبیب ابن سباع ہے یا جنید ابن سباع یا کچھ اور، آپ شام میں رہے، صحابی ہیں۔

(۱۵) ابوالجعد بن جنادہ: بعض نے فرمایا کہ یہ ہی آپ کا نام ہے، بعض نے کہا کہ آپ کا نام وہب ہے۔

(۱۶) ابوجندل: آپ سہیل ابن عمر قرشی عامری کے بیٹے ہیں، مکہ معظمہ میں ایمان لائے، باپ نے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں، آپ نے صلح حدیبیہ کے موقعہ پر انہیں بیڑیوں میں اپنے کو حضور انور تک پہنچایا پھر آپ کے عجیب واقعات ہوئے، خلافت فاروقی میں وفات پائی۔

(۱۷) ابوجہیم: آپ کا نام عامر بن حذیفہ ہے، عدوی قرشی ہیں، حضور انور نے آپ ہی سے کپڑا خریدا، اپنی کنیت میں مشہور ہیں۔

(۱۸) ابوجری: آپ کا نام جابر ابن سلیم ہے، تمیمی ہیں، بصرہ میں رہے، بہت کم روایت آپ سے ہیں۔

(۱۹) ابوجمیل: کتاب الزکوۃ میں ان کا ذکر آتا ہے، نام اور احوال کا پتہ نہیں۔

ج۔۔۔تابعین عظام

(۱) جعفر صادق: آپ جعفر ابن محمد بن علی ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب ہیں، صادق لقب ہے، ابوعبداللہ کنیت ہے، سادات اہل بیت سے ہیں، یحیٰی ابن سعید ابن جریج، مالک ابن انس، سفیان ثوری، ابن عیینہ اور امام ابوحنیفہ سے روایات لیں، ۸۰ھ اسی میں ولادت ۱۴۸ھ ایک سو اڑتالیس میں وفات ہے، اڑسٹھ سال عمر ہوئی، مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں اپنے والد محمد باقر اور دادا امام زین العابدین کے پاس دفن ہوئے، مترجم نے زیارت کی ہے۔

(۲) جعفر بن محمد: آپ محمد ابن ابی عثمان کے فرزند ہیں، طیالسی ہیں، کنیت ابوالفضل، ۲۸۲ھ دوسو بیاسی میں وفات ہے۔

(۳) ابوجعفر قاری: آپ کا نام یزید ابن قعقاع ہے، قاری ہیں، مدنی ہیں، مشہور تابعی ہیں، عبداللہ ابن عیاش کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

(۴) ابوجعفر: آپ کا نام عمیر ابن یزید ہے خطمی ہیں، جماعت صحابہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

(۵) ابوالجویریہ: آپ کا نام حطان ابن حقاف ہے، جرمی ہیں، بہت صحابہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

(۶) ابوالجوزا: آپ کا نام اویس ابن عبداللہ ہے، ازدی ہیں، بصری ہیں، ۸۳ھ تراسی میں قتل کیے گئے۔

(۷) جزی بن معاویہ: آپ تمیمی ہیں، آپ سے بجالہ وغیرہم نے احادیث روایت کیں۔

(۸) جمیع ابن عمیر: آپ تیمی ہیں، اہل کوفہ سے ہیں، حضرت عمر عائشہ صدیقہ وغیرہم سے احادیث سنیں۔

(۹) ابن جریج: آپ کا نام عبدالملک ابن عزیز ابن جریج ہے، مکی ہیں، آپ خود فرمایا کرتے تھے کہ میری طرح علم دوسروں نے جمع نہیں کیا، ۱۵۰ھ ایک سو پچاس میں آپ کی وفات ہوئی۔

ج۔۔۔صحابیات

(۱) جویریہ: آپ بنت حارث ہیں، ۵ھ پانچ ہجری میں غزوہ مریسیع میں تھے جسے غزوہ بنی مصطلق بھی کہتے ہیں، گرفتار ہوکر آئیں اور حضرت ثابت ابن قیس کے حصہ میں آئیں، انہوں نے آپ کو مکاتب کردیا، حضور انور نے آپ کی کتابت کا روپیہ ادا کرکے آپ کو آزاد کرکے آپ سے نکاح کرلیا لہذا آپ ام المؤمنین ہیں، آپ کا پہلا نام برہ تھا حضور انور نے بدل کر جویریہ نام رکھا، آپ نے پینسٹھ سال عمر پائی، ربیع الاول ۵۶ھ چھپن میں وفات ہوئی، آپ کے بہت فضائل ہیں۔

(۲) جدامہ: آپ جدامہ بنت وہب ہیں، اسدیہ ہیں، مکہ معظمہ میں ایمان لائیں حضور انور سے بیعت کرکے اپنی ساری قوم کو چھوڑ دیا حضور کی خدمت میں رہیں۔

ح۔۔۔صحابہ کرام

(۱) حمزہ: آپ عبدالمطلب کے بیٹے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا بھی ہیں اور رضائی بھائی بھی کیونکہ ثویبہ نے حضور کو بھی دودھ پلایا ہے اور آپ کو بھی، آپ کی کنیت ابوعمارہ ہے، لقب اسد اللہ، نبوت کے دوسرے سال ایمان لائے، آپ کے ایمان لانے سے اسلام کو بہت قوت ملی، غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور غزوہ احد میں شریک ہوئے، وحشی ابن حرب نے آپ کو شہید کیا، حضور انور سے عمر میں چار سال زیادہ تھے، مختلف زمانوں میں حضور نے اور حمزہ نے ثویبہ کا دودھ پیا ہے، حضرت علی عباس اور زید ابن حارث نے آپ سے احادیث لیں۔

(۲) حمزہ ابن عمرو: آپ اسلمی ہیں اہل حجاز سے، ۸۰ اسی سال عمر ہوئی، ۶۱ اکسٹھ میں وفات ہوئی۔

(۳) حذیفہ ابن یمان: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، عبسی ہیں، آپ کے والد کا نام حسیل ہے، یمان لقب ہے، حضرت حذیفہ حضور انور کے صاحب اسرار راز دار ہیں، حضرت عثمان کی شہادت کے چالیس دن بعد آپ کی وفات مدائن میں ہوئی وہاں ہی آپ کی قبر شریف ہے، ۳۵ھ میں وفات ہے۔

(۴) حسن ابن علی: آپ کی کنیت ابو محمد ہے، سبط رسول اللہ، ریحانہ رسول، سید شباب اہل جنت آپ کے القاب ہیں۔ ۱۵ رمضان ۳ھ تین ہجری میں آپ کی ولادت ہے، ۵۰ میں وفات، جنت البقیع میں مزار مقدس ہے۔ اپنے والد ماجد علی مرتضی کی شہادت کے بعد آپ خلیفہ ہوئے، چالیس ہزار سے زیادہ لوگوں نے موت پر آپ سے بیعت کی لیکن آپ نے مسلمانوں میں خونریزی دفع کرنے کے لیے امیر معاویہ کے حق میں خلافت سے دست برداری فرمائی، یہ واقعہ ۱۵ جمادی اولی ۴۱ اکتالیس کو ہوا قریباً چھ ماہ خلافت کی، آپ کی وفات زہر دیئے جانے سے ہوئی، ۲۹ انتیس صفر یا چار ربیع الاول شنبہ کی شب ہوئی، اس کے متعلق اور بھی قول ہیں مگر چہارم ربیع الاول قوی ہے۔ (مترجم از کتاب ہشت بہشت)

(۵) حسین ابن علی: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے اور سبط رسول، ریحانہ رسول، سید شباب اہل جنت آپ کے القاب ہیں، آپ پانچ شعبان ۴ چار ہجری کو حضرت فاطمہ زہرا کے شکم پاک سے پیدا ہوئے، آپ حسن کی ولادت سے پچاس رات بعد حضرت حسین کی حاملہ ہوئی تھیں اور حضرت حسین کی شہادت دسویں محرم ۶۱ اکسٹھ جمعہ کے دن بعد زوال مقام کربلا میں ہوئی، کربلا عراق میں کوفہ اور حلہ کے درمیان مشہور بستی ہے آپ کو سنان ابن انس نخعی نے یا شمر ذی الجوشن نے شہید کیا، خولی ابن یزید اصبحی نے آپ کا سر مبارک تن شریف سے جدا کیا پھر یہ ہی خولی عبیداللہ ابن زیاد گورنر کوفہ کے پاس پہنچا اور کچھ اشعار پڑھ کر انعام کا طالب ہوا۔ ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے کہ میری رکاب سونے چاندی سے بھر دے کیونکہ میں نے بڑے بادشاہ زادے کو قتل کیا ہے، میں نے اسے تیری خاطر قتل کیا ہے جو ماں باپ دونوں کی طرف سے اشرف ہے جس کا

نسب بہترین ہے، حضرت حسین کے ساتھ آپ کے خاندان کے یعنی اولاد بھائی بھتیجے تیئس ۲۳ اشخاص شہید ہوئے، آپ شہادت کے وقت اٹھاون سالہ تھے آپ سے حضرت ابوہریرہ، امام زین العابدین فاطمہ اور سکینہ بنت حسین نے احادیث نقل فرمائیں۔ اللہ کی شان کہ ۶۷ سرسٹھ میں عین عاشورہ کے دن عبیداللہ ابن زیاد قتل کیا گیا، اسے مالک ابن اشتر نخعی نے قتل کیا اس کا سر مختار کے پاس بھیجا مختار نے حضرت عبداللہ ابن زبیر کے پاس اور عبداللہ ابن زبیر نے امام زین العابدین کے پاس بھیجا۔ مترجم کہتا ہے کہ پھر مختار بھی مارا گیا، اس کی قبر کوفہ میں ہے میں نے دیکھی ہے، تنور نوح کے پاس ہے۔

(۶) حسان ابن ثابت: آپ کی کنیت ابوالولید ہے، انصاری خزرجی ہیں، آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص شاعر ہیں، شاعروں کے سرتاج ابوعبید کہتے ہیں اہل عرب متفق ہیں کہ شاعروں سے افضل شاعر حسان ہیں، آپ نے ۴۰ھ چالیس سے پہلے حضرت علی مرتضٰی کی خلافت میں وفات پائی ایک سو بیس سال عمر ہوئی، ساٹھ سال جاہلیت میں اور ساٹھ سال اسلام میں۔

(۷) حکم ابن سفیان: آپ ثقفی ہیں، سفیان کے یا حکم کے بیٹے ہیں یعنی یا تو حکم ابن سفیان ہیں یا سفیان ابن حکم، بعض محدثین فرماتے ہیں کہ آپ تابعی ہیں مگر قوی یہ ہے کہ آپ صحابی ہیں ابن عبدالبر نے صحابی مانا ہے۔

(۸) حکم ابن عمرو: آپ کو غفاری کہا جاتا ہے اس لیے نہیں کہ آپ قبیلہ بنی غفار سے ہیں بلکہ اس لیے کہ آپ غفار ابن ملیل کے بھائی کی اولاد سے ہیں، بصرہ میں رہے مقام مرد میں وفات پائی بعض کے نزدیک بصرہ میں پانچ سال رہے وہاں ہی وفات ہوئی مگر مقام مرد میں حضرت بریدہ اسلمی کے ساتھ ایک جگہ دفن ہوئے۔

(۹) حنظلہ ابن ربیع: آپ تمیمی ہیں، آپ کو کاتب کہا جاتا تھا کیونکہ آپ کاتب وحی رہے ہیں، حضور انور کے بعد آپ مکہ معظمہ چلے گئے وہاں سے مقام قرقس گئے وہاں ہی رہے، امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات ہوئی آپ سے ابوعثمان اور یزید ابن شخیر نے احادیث لیں۔

(۱۰) حاطب ابن ابی بلتعہ: آپ کے والد کا نام عمرو ہے یا راشد، ابو بلتعہ ان کی کنیت ہے، بدر اور خندق وغیرہ میں شریک ہوئے، پینسٹھ سال عمر پائی، ۳۰ تیس میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی۔

(۱۱) حویصہ: آپ سعود ابن کعب کے بیٹے ہیں، انصاری حارثی ہیں، محیصہ کے بڑے بھائی ہیں مگر اپنے چھوٹے بھائی محیصہ کے بعد ایمان لائے، غزوہ احد خندق اور بعد کے تمام غزوات میں شریک ہوئے۔

(۱۲) خنیس بن خالد: آپ خزاعی ہیں، فتح مکہ کے دن حضرت خالد کے ساتھ تھے اور شہید ہوئے، آپ کے بیٹے ہشام نے آپ سے روایات لیں۔

(۱۳) **حبیب ابن مسلمہ:** آپ قرشی فہری ہیں، آپ کو حبیب الروم کہا جاتا ہے کیونکہ آپ نے روم پر بہت جہاد کیے آپ مقبول الدعا تھے، ملک شام میں ۴۲ بیالیس میں وفات ہوئی۔

(۱۴) **حکیم ابن حزام:** آپ کی کنیت ابو خالد ہے، قرشی ہیں، اسدی ہیں، حضرت خدیجہ کے بھتیجے ہیں، کعبہ معظمہ میں ولادت ہوئی واقعہ فیل سے تیرہ سال پہلے، زمانہ جاہلیت اور اسلام میں قریش کے سردار تھے، مکہ کے سال ایمان لائے، ایک سو بیس سال عمر ہوئی، ۵۴ چون میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی، آپ نے جاہلیت میں ساٹھ سال گزارے اور اسلام میں ساٹھ سال پہلے مؤلفۃ القلوب میں سے تھے پھر پختہ مؤمن ہوئے، اسلام سے پہلے آپ نے سو غلام آزاد کیے اور سو اونٹ اللہ کی راہ میں خیرات کیے۔

(۱۵) **حکیم ابن معاویہ:** آپ نمیری ہیں، امام بخاری نے فرمایا کہ آپ کے صحابیت میں شک ہے۔

(۱۶) **حمام بن جموح:** آپ انصاری ہیں، آپ کی احادیث مدینہ منورہ میں مشہور ہیں، آپ کو بہت ایذائیں دے کر قتل کیا گیا۔

(۱۷) **حبشی ابن جنادہ:** آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع میں دیکھا۔

(۱۸) **حجاج ابن عمرو:** آپ انصاری مازنی ہیں، اہلِ مدینہ میں آپ کا شمار ہے۔

(۱۹) **حارثہ ابن سراقہ:** آپ انصاری ہیں، آپ کی ماں کا نام ربیع ہے یعنی حضرت انس ابن مالک کی پھوپھی، آپ غزوہ بدر میں شریک اور شہید ہوئے، آپ انصار میں پہلے شہید ہیں جو بدر میں شہید ہوئے۔

(۲۰) **حارثہ ابن وہب:** آپ خزاعی ہیں، عبید اللہ ابن عمر ابن خطاب کے اخیافی بھائی، آپ کا شمار اہلِ کوفہ میں سے ہے۔

(۲۱) **حارثہ ابن نعمان:** آپ فضلاء صحابہ میں سے ہیں، غزوہ بدر احد اور تمام غزوات میں شامل ہوئے، آپ ہی کا وہ واقعہ ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر گزرے حضور کے ساتھ ایک صاحب اور بھی تھے آپ نے سلام کیا ان صاحب نے جواب دیا جب آپ واپس ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے میرے پاس والے شخص کو دیکھا تھا میں نے عرض کیا ہاں، فرمایا وہ جناب جبریل تھے انہوں نے تمہارے سلام کا جواب دیا، آخر میں آپ نابینا ہو گئے آپ مشہور صحابی ہیں۔

(۲۲) **حارث ابن حارث:** آپ اشعری ہیں، اہلِ شام میں آپ کا شمار ہے۔

(۲۳) **حارث ابن ہشام:** آپ مخزومی ہیں، ابوجہل ابن ہشام کے بھائی ہیں، حجاز میں بڑے شریف شمار ہوتے

تھے، فتح مکہ کے دن ایمان لائے آپ کے لیے حضرت ام ہانی بنت ابو طالب نے حضور انور سے امان مانگی حضور نے امان دے دی اور آپ کو سو اونٹ عطا فرمائے، آپ مکہ معظمہ سے شام چلے گئے تھے، شوق جہاد میں وہاں ہی رہے، ۱۵ پندرہ جنگ یرموک میں خلافت فاروقی میں شہید ہوئے۔

(۲۴) حارث ابن کلدہ: آپ ثقفی ہیں، طبیب ہیں، ابوبکر صدیق کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ حق یہ ہے کہ آپ صحابی ہیں اول اسلام میں آپ کی وفات ہوئی۔

(۲۵) ابو حبہ: آپ کا نام ثابت ابن نعمان ہے، انصاری بدری ہیں، آپ کے نام میں اختلاف ہے، بدر میں شریک ہوئے، احد میں شہید ہوئے۔

(۲۶) ابو حمید: آپ کا نام عبدالرحمن ابن سعد ہے، انصاری خزرجی ساعدی ہیں، آپ سے ایک جماعت نے احادیث لیں وفات امیر معاویہ کے آخری دور میں ہوئی۔

(۲۷) ابو حذیفہ بن عتبہ: آپ کا نام ہشم یا ہشیم ہے، عتبہ ابن ربیعہ کے بیٹے ہیں، غزوہ بدر، احد اور تمام غزوات میں شریک ہوئے، ۵۳ ترپن سال عمر ہوئی، غزوہ یمامہ میں شہید ہوئے خلافت صدیقی میں۔

(۲۸) ابو حنظلیہ: آپ کا نام سہیل ابن عبداللہ ہے حنظلیہ ہیں، حنظلیہ آپ کی پردادی کا نام ہے۔

ح۔۔۔تابعین عظام

(۱) حارث ابن سوید: آپ تیمی کوفی ہیں، فضلاء تابعین میں سے ہیں، حضرت عبداللہ ابن زبیر کے آخر دور میں وفات پائی۔

(۲) حارث ابن مسلم: آپ تیمی ہیں، آپ کی احادیث اہلِ شام میں مشہور ہیں۔

(۳) حارث ابن اعور: آپ عبداللہ اعور کے بیٹے ہیں، حارثی ہیں، ہمدانی ہیں، حضرت علی مرتضٰی کے خاص صحبت یافتہ ہونے کا شرف حاصل ہے، آپ علم فقہ علم فرائض میں بہت مشہور تھے لوگ آپ سے بڑی محبت کرتے تھے، ۶۵ پینسٹھ میں کوفہ میں آپ نے وفات پائی۔

(۴) الحارث بن صبھان الجرمی: آپ جرمی ہیں، لوگوں نے آپ کو ضعیف کہا ہے۔

(۵) حارث ابن وجیہ: آپ راسی یعنی بنی راس سے ہیں، مالک ابن دینار سے احادیث نقل کرتے ہیں۔

(۶) حارثہ ابن مضرب: آپ عبدی کوفی ہیں، مشہور تابعی ہیں، حضرت علی اور ابن مسعود سے احادیث روایت کرتے

ہیں۔

(۷) حارثہ ابن ابی الرجال: آپ نے اپنے والد اور اپنی دادی عمرہ سے روایت لیں مگر آپ محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔

(۸) حفص ابن عاصم: آپ عاصم ابن عمر ابن خطاب کے بیٹے ہیں، قرشی عدوی ہیں، جلیل القدر تابعی ہیں، حضرت ابن عمر سے روایت لیتے ہیں۔

(۹) حفص ابن سلیمان: آپ کی کنیت ابوعمرو ہے، قبیلہ ابن اسد کے آزاد کردہ ہیں، علم قراءت میں بڑے محقق ہیں، علم حدیث میں نہیں۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ محدثین نے آپ کو چھوڑ دیا ہے، نوے سال عمر ہوئی، ۱۰۸ ایک سو آٹھ میں وفات پائی۔

(۱۰) حنش بن عبداللہ: آپ سبائی ہیں، کوفہ میں حضرت علی کے ساتھ رہتے تھے، حضرت علی کی شہادت کے بعد مصر چلے گئے، ۱۰۰ سو ہجری میں وفات پائی۔

(۱۱) حکیم ابن معاویہ: آپ قشیری ہیں، بدوی ہیں، اپنے والد سے احادیث لیتے ہیں۔

(۱۲) حکیم ابن اثرم: آپ نے ابوتمیم سے روایات لیں صدوق یعنی سچے ہیں۔

(۱۳) حکیم ابن ظہیر: آپ فراری ہیں، علقمہ ابن مرثد وغیرہ صحابہ سے ملاقات ہے، امام بخاری کہتے ہیں کہ متروک الحدیث ہیں۔

(۱۴) حرام ابن سعید: آپ محیصہ کے پوتے ہیں، کنیت ابونعیم ہے، انصاری حارثی ہیں، ستر سال عمر ہوئی، ۱۱۳ ایک سو تیرہ میں وفات پائی۔

(۱۵) حماد ابن سلمہ: آپ دینار کے پوتے ہیں، کنیت ابوسلمہ ہے، ربیعہ ابن مالک کے آزاد کردہ ہیں، حمید طویل کے بھانجے ہیں، بصرہ کے علماء میں سے ہیں، اتباع سنت اور عبادات میں مشہور ہیں، ۱۶۷ ایک سو سرسٹھ میں آپ کی وفات ہے، ابن مبارک، وکیع، یحیٰی ابن سعید آپ کے شاگرد ہیں۔

(۱۶) حماد ابن زید: آپ ازدی ہیں، ثابت بنانی وغیرہ صحابہ سے ملاقات ہے، سلیمان ابن مالک کے زمانہ میں پیدا ہوئے، ۱۹۹ ایک سو ننانوے میں وفات ہوئی نابینا تھے۔

(۱۷) حماد ابن ابی سلیمان: آپ کے والد کا نام مسلم اشعری ہے، کنیت ابوسلیمان ابراہیم ابن ابوموسیٰ اشعری کے آزاد

کردہ ہیں، کوفی ہیں، ابراہیم نخعی سے ملاقات ہے، آپ سے شعبہ اور سفیان ثوری نے روایات لی ہیں، اپنی زمانہ کے بڑے عالم تھے، ۱۲۰ ایک سوبیس میں وفات ہے۔

(۱۸) حماد ابن ابی حمید: آپ مدنی ہیں، زید ابن اسلم سے روایت لیتے ہیں، ضعیف ہیں۔

(۱۹) حمید ابن عبدالرحمن: آپ عبدالرحمن ابن عوف کے بیٹے ہیں، زہری قرشی مدنی ہیں، جلیل الشان تابعی ہیں، تہتر سال عمر ہوئی، ۱۰۵ ایک سو پانچ میں وفات ہوئی۔

(۲۰) حمید ابن عبدالرحمن حمیری: آپ بصری ہیں، ثقہ ہیں، حضرت ابو ہریرہ، ابن عباس سے ملاقات ہے۔

(۲۱) حسن بصری: آپ کے والد کا نام ابوالحسن ابوسعید ہے، زید ابن ثابت کے آزاد کردہ ہیں، ابوسعید کے والد کا نام یسار ہے اور ربیع بنت نضر نے آزاد کیا تھا، خواجہ حسن بصری کی ولادت عہد فاروقی میں ہے، جب آپ کی خلافت کے دو سال باقی تھے تب حسن بصری مدینہ میں پیدا ہوئے، حضرت عمر نے آپ کو تحنیک کی (پہلی گڑتی دی) آپ کی والدہ جناب ام سلمہ کی خدمت کرتی تھیں، کبھی آپ کی والدہ کام میں ہوتیں آپ روتے تو حضرت ام سلمہ اپنا پستان آپ کے منہ میں دے دیتی تھیں آپ چوستے رہتے اگرچہ دودھ ان میں بالکل نہ ہوتا تھا مگر اس پستان شریف کی برکت آپ کو یہ پہنچی کہ آپ علوم کے امام ہوگئے حضرت عثمان کی شہادت کے بعد آپ مدینہ منورہ سے بصرہ چلے گئے۔ حق یہ ہے کہ آپ کی ملاقات حضرت علی سے ہوئی ہے مگر مدینہ منورہ میں نہیں ہوئی کیونکہ جب حضرت علی بصرہ تشریف لے گئے تب آپ وادی قری میں تھے، آپ نے بہت صحابہ سے روایت کیں اور بہت سے تابعین تبع تابعین نے آپ سے احادیث لیں، آپ اپنے وقت میں ہر فن وعلوم عبادت وزہد وتقویٰ میں امام تھے، ماہ رجب ۱۱۰ ایک سودس میں آپ کی وفات ہوئی۔ مترجم کہتا ہے کہ آپ حضرت علی کے خلیفہ ہیں اور طریقت کے تین سلسلے قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ آپ سے چلتے ہیں، فقیر نے قبر انور کی زیارت کی ہے۔

(۲۲) حسن بن علی بن راشد الواسطی: آپ واسطی ہیں، ابو الاحرص وغیرہ سے روایت کرتے ہیں، صدوق ہیں ۲۳۷ھ دوسوسینتیس ہجری میں وفات ہے۔

(۲۳) الحسن بن علی الہاشمی: اعرج سے روایت کرتے ہیں، امام بخاری فرماتے ہیں کہ وہ منکر الحدیث ہیں کہ ان کی روایات قابل قبول نہیں۔

(۲۴) حسن ابن ابی جعفر: آپ جعفری ہیں، متقی آدمی تھے ۱۶۷ ایک سو سرسٹھ میں وفات ہوئی۔

(۲۵) حنظلہ ابن قیس زرقی: آپ انصاری ہیں، مدینہ منورہ کے قابل اعتبار لوگوں میں سے ہیں۔

(۲۶) حبیب بن سالم: آپ نعمان ابن بشیر کے آزاد کردہ ہیں، ان کے کاتب ہیں۔

(۲۷) حرب ابن عبید اللہ: آپ ثقفی ہیں، آپ کے نام میں بہت اختلاف ہے، آپ کی حدیث یہود ونصاریٰ پر عشر مقرر کرنے کے متعلق ہے۔

(۲۸) حجاج ابن حسان: آپ حنفی ہیں، اہلِ بصرہ سے ہیں، حضرت انس ابن مالک وغیرہم سے احادیث سنیں۔

(۲۹) حجاج ابن حجاج: آپ اسلمی ہیں، بصری ہیں، محدثین نے آپ کو ثقہ فرمایا ہے، ۱۳۱ ایک سو اکتیس میں وفات پائی۔

(۳۰) حجاج ابن یوسف: ثقفی ہے عبدالملک ابن مروان کی طرف سے عراق اور خراسان کا حاکم تھا، مقام واسط میں مرا، ماہ شوال ۹۴ چورانوے میں وفات ہوئی، ۵۴ چون سال عمر ہوئی اس کی موت کا قصہ حرف سین میں سعید بن جبیر کے حالات میں مذکور ہوگا۔

(۳۱) ابوحیہ: ان کا نام عمرو بن نصر ہے، خارقی ہمدانی ہیں، حضرت علی سے احادیث روایت کرتے ہیں۔

(۳۲) ابوحرہ: ان کا نام حنیفہ ہے، رقاشی ہیں، آپ سے ایک حدیث مروی ہے۔

(۳۳) ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم: آپ ابوبکر ابن محمد ابن عمرو ابن حزم حضرت ابوحیہ اور ابن عباس سے روایات لیتے ہیں۔

ح ـــ صحابیات

(۱) حفصہ بنت عمر: آپ ام المؤمنین ہیں، حضرت عمر کی صاحبزادی، آپ کی ماں کا نام زینب بنت مظعون ہے۔ حضور انور سے پہلے خنیس ابن حذافہ سہمی کے نکاح میں تھیں، ان کے ساتھ ہجرت کی، غزوہ بدر کے بعد خنیس فوت ہوگئے، حضرت عمر نے جناب ابوبکر صدیق سے عرض کیا کہ حفصہ سے نکاح کرلو حضرت عثمان سے بھی یہ ہی کہا اس کے بعد حضور انور نے پیغام دیا چنانچہ ۳ ہجری میں حضور کے نکاح میں آئیں، ایک بار حضور انور نے انہیں ایک طلاق دے دی تھی مگر پھر رجوع فرمالیا کیونکہ وحی الٰہی آئی کہ حفصہ آپ کی زوجہ ہیں، جنت میں بھی وہ بہت نمازی قائم اللیل ہیں۔ آپ سے جماعت صحابہ اور تابعین نے روایات لیں، شعبان ۴۵ پینتالیس میں وفات ہوئی، مدینہ منورہ میں قبر انور ہے، مترجم نے زیارت کی ہے رضی اللہ عنہا۔

(۲) حلیمہ بنت ابی ذویب: آپ حضور انور کی دودھ کی والدہ ہیں، بی بی ثویبہ کے بعد حضور انور کو آپ نے ہی آخر تک

دودھ پلایا، اس وقت آپ کے ساتھ عبداللہ ابن حارث کو بھی دودھ پلایا، آپ کی بڑی بیٹی شیما حضور انور کو گود میں کھلاتی لوریاں دیتی تھیں دو سال دو ماہ بعد یا پانچ سال بعد آپ کی والدہ آمنہ کے پاس پہنچا گئیں، آپ سے حضرت عبداللہ ابن جعفر نے احادیث سنیں، آپ حلیمہ سعدیہ کے لقب سے مشہور ہیں، قبیلہ ہوازن سے تھیں، اس قبیلہ سے غزوہ حنین میں جنگ ہوئی، مسلمانوں کو فتح ہوئی مگر بعد ہوازن مسلمان ہوگئے، حضور انور نے ان کے قیدی جو غلام بنائے گئے تھے واپس کردیے کہ وہ حلیمہ کے اہل قرابت تھے رضی اللہ عنہا۔ (مترجم)

(۳) اُم حبیبہ: آپ کا نام شریف رملہ ہے، ابوسفیان ابن صخر ابن حرب کی بیٹی ہیں، والدہ کا نام صفیہ بنت عاص ہے حضرت عثمان غنی کی پھوپھی لہذا آپ عثمان غنی کی پھوپھی زاد ہیں۔ اس میں اختلاف ہے کہ آپ کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کب اور کہاں ہوا۔ قوی یہ ہے کہ ۶ھ میں نجاشی اصحمہ شاہ حبشہ نے زمین حبشہ میں آپ کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا جبکہ حضور مدینہ منورہ میں تھے، چار سو دینار یا چار لاکھ درھم مہر اپنے پاس سے دیا، حضور انور نے شرحبیل ابن حسنہ کو بھیجا وہ آپ کو مدینہ منورہ حضور کے پاس لائے، بعض نے کہا مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد نکاح ہوا جو عثمان غنی نے کیا، ۴۴ھ چوالیس میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، آپ سے بہت حضرات نے بہت احادیث روایت کیں ہیں رضی اللہ عنہا۔

(۴) ام حصین: آپ اسحاق کی بیٹی ہیں، احمسی ہیں، حجۃ الوداع میں حضور انور کے ساتھ شریک ہوئیں۔

(۵) ام حرام: آپ ملحان ابن خالد کی بیٹی ہیں، انصاریہ نجاریہ ہیں، جناب ام سلیم کی بہن ہیں، حضور کے دستِ اقدس پر ایمان لائیں بیعت کی، عبادہ ابن صامت کی زوجہ ہیں، حضور انور آپ کے گھر میں قیلولہ (دوپہر کا آرام) فرمایا کرتے تھے، اپنے خاوند کے ساتھ روم میں غازیہ مجاہدہ ہونے کی حالت میں وفات پائی، آپ کی قبر مقام قرنس میں ہے، آپ سے آپ کے بھانجے حضرت انس نے اور آپ کے خاوند عبادہ ابن صامت نے روایات لیں، آپ کی وفات خلافت عثمانیہ میں ہے رضی اللہ عنہا۔

(۶) حمنہ: آپ جحش کی بیٹی ہیں، حضور انور کی سالی ہیں یعنی حضرت زینب بنت جحش کی بہن ہیں، بنی اسد قبیلہ سے ہیں، مصعب ابن عمیر کی زوجہ ہیں جو غزوہ احد میں شہید ہوئے تو آپ طلحہ ابن عبیداللہ کے نکاح میں آئیں۔

ح۔۔۔تابعیات

(۱) حسناء: آپ معاویہ کی بیٹی ہیں، صرمیہ ہیں، آپ سے عوف اعرابی نے احادیث روایت کیں، بعض لوگوں نے کہا کہ آپ کا نام خنساء بنت معاویہ ہے، آپ کے چچا کا نام حارث ہے ان سے احادیث روایت کرتی ہیں۔

خ۔۔۔صحابہ کرام

(۱) خالد ابن ولید: آپ قرشی مخزومی ہیں، آپ کی والدہ لبابہ صغریٰ ہیں یعنی ام المؤمنین میمونہ کی بہن زمانہ جاہلیت میں سرداران قریش سے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سیف اللہ کا خطاب دیا، حضرت ابن عباس آپ کے خالہ زاد ہیں، خلافت فاروقی میں ۲۱ اکیس میں وفات ہوئی، شام کے مشہور شہر حمص میں آپ کا مزار ہے، دمشق میں ایک سڑک کا نام شارع خالد ابن ولید ہے فقیر نے زیارت کی ہے (مترجم) عظیم الشان شخصیت ہیں۔

(۲) خالد ابن ہوذہ: آپ عامری ہیں، آپ اور آپ کے بھائی حرملہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وفد بن کر آئے یہ دونوں مؤلفۃ القلوب سے ہیں، انہی خالد سے حضور انور نے ایک غلام ایک لونڈی خریدی تھی انہیں کے لیے، حضور انور نے عہد لکھ کر دیا تھا۔

(۳) خلاد ابن سائب: آپ کے دادا کا نام بھی خلاد ہے خزرجی انصاری ہیں، اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

(۴) خباب ابن ارت: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، آپ تمیمی ہیں، زمانہ جاہلیت میں غلام بنالیے گئے تھے پھر آپ کو قبیلہ خزاعہ کی ایک عورت نے خرید کر آزاد کردیا، حضور انور کے دار ارقم میں جانے سے پہلے آپ ایمان لائے، آپ ان میں سے ہیں جنہیں اسلام کی وجہ سے بہت ایذائیں دی گئیں، آپ نے بہت صبر کیا آخر میں کوفہ میں رہے وہاں ہی وفات ہوئی، آپ کی عمر ۷۳ تہتر سال ہوئی ۳۷ھ میں وفات پائی۔

(۵) خارجہ ابن حذافہ: آپ قرشی عدوی ہیں، قرش کے شہہ سواروں میں سے تھے، آپ کو لشکروں میں ایک ہزار سواروں کے برابر سمجھا جاتا تھا، آپ مصر کے باشندوں میں شمار ہوتے ہیں، آپ کو ایک خارجی نے عمرو ابن عاص سمجھ کر شہید کیا، یہ خارجی ان تین سے ایک تھا جنہوں نے حضرت علی معاویہ، عمرو ابن عاص کے قتل کا بیڑا تھا امیر معاویہ تو بچ گئے حضرت علی شہید کردیئے گئے، عمرو بن عاص کے دھوکے میں خارجہ شہید کیے گئے، عمرو بچ گئے ۴۰ چالیس ہجری میں آپ کے قتل کا واقعہ ہوا۔

(۶) خزیمہ ابن ثابت: آپ کی کنیت ابوعمارہ ہے، انصاری ہیں، انہی کا لقب ذوالشہادتین ہے کیونکہ آپ اکیلے کی گواہی دو گواہوں کے برابر تھی، غزوہ بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ تھے، حضرت عمار ابن یاسر کی شہادت کے بعد آپ نے تلوار سونتی اور قتال کرتے رہے حتی کہ قتل ہوگئے، آپ سے بہت صحابہ نے روایات لیں۔

(۷) خزیمہ ابن جزء: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، سلمی ہیں، آپ سے آپ کے بھائی حبان ابن جزء نے احادیث روایت کیں۔

(۸) خریم ابن اخرم: آپ شداد ابن عمرو بن فاتک کے پوتے ہیں، اسدی ہیں، کبھی انہیں خریم ابن فاتک بھی کہہ دیتے ہیں۔

(۹) خبیب بن عدی: آپ انصاری اوسی ہیں، بدر میں شریک ہوئے، غزوہ رجیع ۳ تین میں کفار کے ہاتھوں قید ہو گئے، انہیں مکہ معظمہ میں حارث ابن عامر کی اولاد نے خرید لیا، بدر کے دن خبیب نے حارث کافر کو قتل کیا تھا اس کا بدلہ لینے کے لیے حارث کی اولاد نے خریدا، آپ ان کے ہاں قید رہے، پھر مقام تنعیم میں انہیں سولی دی سب سے پہلی سولی اسلام میں انہیں کو دی گئی۔ بخاری میں ہے کہ خبیب نے حارث کی ایک لڑکی سے استرہ مانگا پاکی کرنے کے لیے اس کا بچہ خبیب کی ران پر آبیٹھا وہ یہ دیکھ کر ڈر گئی کہ کہیں خبیب میرے بچے کو استرے سے ذبح نہ کردیں، آپ نے فرمایا تم ڈرومت میں تیرے بچے کو کوئی تکلیف نہ دوں گا، وہ عورت مسلمان ہونے کے بعد کہا کرتی تھی کہ میں نے خبیب جیسا قیدی آج تک نہ دیکھا، وہ اپنی قید میں انگور کھاتے تھے یہ غیبی رزق تھا جو انہیں ملتا تھا، جب انہیں سولی کے لیے حرم کی زمین سے باہر لے چلے تو فرمایا مجھے دو رکعت پڑھنے کی اجازت دے دو آپ نے ہلکی رکعتیں پڑھیں اور فرمایا کہ تم یہ خیال نہ کرو کہ مجھے قتل سے ڈر ہے تمہارے اس خیال کو دفع کرنے کے لیے میں نے نماز مختصر پڑھی ہے ورنہ دراز پڑھتا، پھر آپ نے چند شعر پڑھے اور سولی چڑھ گئے آپ کا یہ واقعہ مشہور ہے۔

(۱۰) خنیس ابن حذافہ: آپ سہمی قرشی ہیں، حضرت حفصہ بنت عمر فاروق کے پہلے خاوند ہیں، غزوہ بدر و احد میں شریک ہوئے، پھر ایک زخم کی وجہ سے مدینہ منورہ میں وفات پائی اولاد کوئی نہیں، آپ کی وفات کے بعد بی بی حفصہ سے حضور انور نے نکاح کیا۔

(۱۱) ابوخراش: آپ کا نام حدرد ہے، اسلمی ہیں۔

(۱۲) ابوخلاد: آپ کے نام اور نسب کا پتہ نہیں چلا آپ سے ایک حدیث ہے۔

خ۔۔۔ تابعین عظام

(۱) خیثمہ ابن عبدالرحمٰن: آپ ابوسبرہ جعفی کے پوتے ہیں، ابوسبرہ کا نام یزید ابن مالک ہے، خیثمہ عظیم الشان تابعی ہیں، ابو واصل سے پہلے فوت ہوئے، حضرت علی اور ابن عمر وغیرہم سے احادیث سنیں، دو لاکھ روپیہ میراث میں

ملے سارے علماء پر خرچ کر دیئے۔

(۲) خالد ابن معدان: آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے، شامی ہیں، حمص کے رہنے والے ہیں، فرماتے ہیں کہ میں نے ۷۰ ستر صحابہ سے ملاقات کی ثقہ ہیں، طرسوس میں ۱۰۴ ایک سو چار میں وفات پائی۔

(۳) خالد ابن عبد اللہ: آپ واسطی ہیں، طحان میں بڑے متقی پرہیز گار تھے، تین بار اپنے وزن کی چاندی خیرات کی، ۱۷۷ میں یا ۱۸۲ ایک سو بیاسی میں وفات ولادت ایک سو دس میں۔

(۴) خارجہ ابن زید: آپ زید ابن ثابت کے بیٹے ہیں، انصاری مدنی ہیں، تابعی ہیں، مدینہ منورہ کے ساتھ بڑے فقہا میں سے ہیں، ۱۹۹ ایک سوننانوے میں وفات پائی۔

(۵) خارجہ ابن صلت: آپ تیمی براجمی ہیں، تابعی ہیں، حضرت عبد اللہ ابن مسعود وغیرہم صحابہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

(۶) خشف ابن مالک: آپ قبیلہ بنی طے سے ہیں، حضرت عمر وابن مسعود وغیرہ صحابہ سے ملاقات ہے۔

(۷) ابوخزامہ: آپ یعمر کے فرزند ہیں، بنی حارث ابن سعد قبیلہ سے ہیں، تابعی ہیں۔

(۸) ابوخلدہ: آپ کا نام خالد ابن زیاد ہے، ثقہ تابعی ہیں، تیمی سعدی بصری ہیں۔

خ۔۔۔صحابیات

(۱) خدیجہ بنت خویلد: آپ خویلد ابن اسد کی بیٹی ہیں، قرشیہ ہیں، پہلے ابو ہالہ ابن زرارہ کے نکاح میں تھیں پھر عتیق ابن عائذ کے نکاح میں آئیں، پھر آپ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا، اس وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی اور حضور انور کی عمر پچیس سال آپ مسلمانوں کی پہلی ماں ہیں یعنی حضور کی پہلی زوجہ، آپ کی زندگی میں حضور نے کسی اور بیوی سے نکاح نہیں کیا سب سے پہلے حضور پر ایمان لائیں، حضور کی ساری اولاد آپ سے ہی ہے سواء حضرت ابراہیم کے کہ وہ ماریہ قبطیہ سے ہیں، ہجرت سے تین سال پہلے آپ کی وفات ہوئی۔ بعد نبوت دس سال حضور کی خدمت میں رہے، ۶۵ پینسٹھ سال عمر پائی، پچیس سال حضور کے ساتھ رہیں، مقام حجون میں قبر شریف ہے۔ مترجم نے زیارت کی ہے اب اس جگہ کو جنت معلّٰی کہتے ہیں۔

(۲) خولہ بنت حکیم: آپ حضرت عثمان ابن مظعون کی زوجہ ہیں، نہایت نیک صالحہ بی بی ہیں۔

(۳) خولہ بنت ثامر: آپ انصاریہ ہیں، خولہ بنت ثامر ہیں یا خولہ بنت قیس ابن مالک ابن نجار ثامر قیس کا لقب ہے مگر

درست یہ ہے کہ یہ دونوں علیحدہ علیحدہ ہیں۔

(۴) خولہ بنت قیس: آپ جہنیہ ہیں، آپ سے نعمان ابن خربوذ نے روایات لیں۔

(۵) خنساء بنت خزام: آپ خذام ابن خالد کی بیٹی ہیں، انصاریہ ہیں، اسدیہ ہیں، آپ سے حضرت عائشہ وابو ہریرہ جیسے صحابہ نے احادیث لیں۔

(۶) ام خالد: آپ خالد ابن سعید ابن عاص کی والدہ ہیں، اموی ہیں، آپ حبشہ میں پیدا ہوئیں، بچپن میں مدینہ منورہ میں لائی گئیں پھر آپ سے حضرت زبیر ابن عوام نے نکاح کیا، بہت صحابہ نے آپ سے روایات لیں۔

د۔۔۔صحابہ کرام

(۱) دحیہ کلبی: آپ دحیہ ابن خلیفہ ہیں، قبیلہ بنی کلب سے ہیں۔ مشہور صحابی ہیں، احد اور اس کے بعد والے غزوات میں شریک ہوئے، حضور انور نے آپ کو ۶ ھ میں قیصر روم کے پاس تبلیغ کے لیے بھیجا، قیصر روم ہرقل دل سے حضور پر ایمان لایا اس کے درباری ایمان نہ لائے، حضرت جبریل علیہ السلام انہیں کی شکل میں آیا کرتے تھے، امیر معاویہ کے زمانہ میں آپ ملک شام میں رہے، بہت لوگوں نے آپ سے نے آپ سے احادیث لیں۔

(۲) ابوالدرداء: آپ کا نام عویمر ابن عامر ہے، انصاری خزرجی ہیں، اپنی کنیت میں مشہور ہیں، درداء آپ کی بیٹی کا نام ہے، اپنے گھر والوں کے بعد ایمان لائے، آپ بڑے فقیہ عالم ہیں، شام میں قیام رہا، دمشق میں آپ کی قبر ہے، ۳۲ ھ بتیس میں وفات پائی، مترجم نے قبر شریف کی زیارت کی ہے۔

د۔۔۔تابعین

(۱) داؤد ابن صالح: آپ داؤد ابن صالح ابن دینار ہیں، تمار ہیں، انصاری مدنی ہیں۔

(۲) داؤد ابن حصین: آپ عمرو ابن عثمان ابن عفان کے آزاد کردہ ہیں، ۱۳۵ ایک سو پینتیس میں وفات پائی، ۷۲ بہتر سال عمر ہوئی، آپ سے عکرمہ نے روایات لیں۔

(۳) ابن دیلمی: آپ کا نام ضحاک ابن فیروز ہے، دیلم ایک مشہور پہاڑ کا نام ہے اس طرف کے رہنے والے ہیں اس لیے آپ کو دیلمی کہا جاتا ہے۔

(۴) ابوداؤد کوفی: آپ کا نام نفیع ابن حارث ہے، نابینا ہیں، کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

د۔۔۔صحابیات

(۱) ام الدرداء: آپ کا نام خیرہ بنت ابی حدرد ہے، اسلمیہ ہیں، حضرت ابوالدرداء کی زوجہ ہیں، بڑی عالمہ زاہدہ فاضلہ صحابیہ ہیں، عبادات میں مشہور ابوالدرداء سے دو سال پہلے وفات پائی، خلافت عثمانیہ میں شام کے علاقہ میں فوت ہوئیں۔

☆☆☆☆☆

ذ۔۔۔صحابہ کرام

(۱) ابوذر غفاری: آپ کا نام جندب ابن جنادہ ہے، عظیم الشان صحابی ہیں، حضور کی ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ آکر ایمان لائے، آپ پانچویں مؤمن ہیں، پھر اپنی قوم میں واپس گئے، پھر غزوہ خندق کے بعد حضور انور کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے، پھر خلافت عثمانیہ میں مقام ربذہ میں رہے وہاں ہی وفات پائی، ۳۲ھ میں آپ کی وفات ہے، آپ اسلام سے پہلے بھی موحد تھے ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

(۲) ذومخبر: آپ شاہ حبشہ کے بھتیجے ہیں حضور انور کے خاص خادم۔

(۳) ذوالیدین: آپ کا نام خرباق ابن ساریہ، لقب ذوالیدین، صحابی ہیں، حجازی ہیں، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بار نماز میں سہو ہوگیا تو آپ ہی نے اس کی اطلاع عرض کی تھی۔

☆☆☆☆☆

ر۔۔۔صحابہ کرام

(۱) رافع ابن خدیج: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، حارثی ہیں، انصاری ہیں، غزوہ احد میں آپ کو تیر لگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں قیامت میں تمہارا گواہ ہوں پھر عبدالملک ابن مروان کے زمانہ میں یہ ہی زخم ہرا ہوگیا، اس زخم سے آپ کی وفات ہوئی، آپ کی وفات مدینہ منورہ میں ۷۳ تہتر میں ہوئی، ۸۶ چھیاسی سال عمر پائی، ایک خلقت نے آپ سے روایات لیں۔

(۲) رافع ابن عمرو: آپ غفاری ہیں، اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہے، حضرت عبداللہ ابن ارفع نے آپ سے احادیث نقل کیں۔

(۳) رافع ابن مکیث: جہنی ہیں، حدیبیہ میں حاضر ہوئے، بہت لوگوں نے آپ سے روایات لیں۔

(۴) رفاعہ ابن رافع: آپ کی کنیت ابومعاذ ہے، زرقی انصاری ہیں، بدر وغیرہ تمام غزوات میں حاضر ہوئے، جنگ جمل وصفین میں حضرت علی کے ساتھ رہے، امیر معاویہ کی سلطنت میں وفات پائی۔

(۵) رفاعہ ابن سموال: آپ قرظی ہیں، آپ نے ہی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں آپ کی مطلقہ بیوی نے عبدالرحمن ابن زبیر سے نکاح کیا تھا۔

(۶) رفاعہ ابن عبدالمنذر: آپ انصاری ہیں، آپ کی کنیت ابولبابہ ہے، آپ کا ذکر لام کی تحتی میں ہوگا۔

(۷) رویفع ابن ثابت: آپ سکن کے پوتے ہیں، انصاری ہیں آپ کا شمار اہل مصر میں ہے، امیر معاویہ نے آپ کو ۴۶ چھیالیس میں طرابلس المغرب کا حاکم بنایا تھا، آپ کی وفات یا تو مقام برقہ میں ہوئی یا شام میں۔ خیال رہے کہ افریقہ امیر معاویہ نے ۴۷ میں فتح کیا دیکھو اشعۃ اللمعات جلد ثالث صفحہ ۴۴۷ کتاب الجہاد قسمۃ الغنائم۔ (مترجم)

(۸) رکانہ ابن عبد یزید: آپ رکانہ ابن عبد یزید ابن ہاشم ابن عبدالمطلب ہیں، آپ قرشی ہیں، حضرت عثمان کے زمانہ تک رہے، بعض نے فرمایا کہ ۴۲ بیالیس میں وفات پائی، آپ اہل حجاز سے ہیں۔

(۹) رباح ابن ربیع: آپ اسیدی ہیں، آپ کی احادیث اہل بصرہ میں مشہور ہیں۔

(۱۰) ربیعہ ابن کعب: آپ کی کنیت ابوفراس ہے، اسلمی ہیں، اہل مدینہ میں آپ کا شمار ہے، اہل صفہ سے تھے، حضور کے خاص خادم ہیں، سفر وحضر میں حضور کے ساتھ رہے، ۶۳ تریسٹھ میں وفات پائی، آپ نے ہی حضور سے جنت مانگی اور حضور نے عطا کی۔ (مترجم)

(۱۱) ربیعہ ابن حارث: آپ ربیعہ ابن حارث ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ہیں یعنی حضور انور کے چچا زاد صحابی ہیں، خلافت فاروقی ۲۳ھ میں وفات ہے، حضور انور نے آپ ہی کے متعلق فتح مکہ کے دن فرمایا کہ میں ربیعہ ابن حارث کا خون معاف کرتا ہوں کہ آپ ہی کا بیٹا زمانہ جاہلیت میں قتل کیا گیا تھا جس کا نام آدم تھا۔

(۱۲) ربیعہ ابن عمرو: آپ جرشی ہیں، واقدی نے کہا کہ آپ قتل کئے گئے۔

(۱۳) ابورافع: آپ کا نام اسلم ہے، حضور انور کے آزاد کردہ ہیں، کنیت میں مشہور ہیں، قبطی تھے اولاً حضرت عباس کے غلام تھے انہوں نے حضور کی خدمت میں دے دیا یعنی مالک کر دیا، غزوہ بدر سے پہلے ایمان لائے انہوں نے ہی حضور انور کو حضرت عباس کے ایمان کی خبر دی تو حضور نے خوشی میں آپ کو آزاد کیا، عثمان کی شہادت سے کچھ پہلے وفات پائی۔

(۱۴) ابورمثہ: آپ ابن رفاعہ ابن یثربی ہیں، تیمی ہیں، التیس ابن زید ابن مناۃ ابن تمیم کی اولاد سے ہیں، آپ کے نام میں بہت اختلاف ہے عمارہ نام ہے یا کچھ اور آپ اپنے والد کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، آپ کا شمار اہلِ کوفہ میں ہوتا ہے۔

(۱۵) ابورزین: آپ لقیط عامر ابن صبرہ ہیں، آپ کا ذکر لام میں ہوگا۔

(۱۶) ابوریحانہ: آپ شمعون ابن یزید کے بیٹے ہیں، قرظی ہیں یعنی بنی قریظہ کے حلیف ہیں ورنہ انصاری ہیں۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم ہیں، آپ کی بیٹی کا نام ریحانہ ہے بڑے عالم زاہد تارک الدنیا تھے آخر میں شام میں قیام رہا۔

ر۔۔۔ تابعین عظام

(۱) ابورجاء: آپ کا نام عمران ابن تمیم ہے، عطاردی ہیں، حضور انور کی زندگی پاک میں ایمان لائے مگر زیارت نہ کر سکے عالم باعمل تھے حضرت عمر سے روایات لی ہیں، ۱۰۷ ایک سو سات میں وفات ہے بڑے قاری تھے قرات میں مشہور ہیں۔

(۲) ربیعہ ابن ابی عبدالرحمن: آپ جلیل القدر تابعی ہیں، فقہاء مدینہ سے تھے، آپ سے امام مالک اور سفیان ثوری وغیرہم نے روایات لیں، ۱۳۶ ایک سو چھتیس میں وفات ہے۔

(۳) رعل ابن مالک: آپ رعل ابن مالک ابن عوف ہیں، اسی قبیلہ رعل سے ہیں جن پر حضور انور نے بہت روز قنوت نازلہ پڑھی، آپ کی قوم نے قراء کو شہید کیا تھا۔

ر۔۔۔صحابیات

(۱) ربیع بنت معوذ: آپ مشہور صحابیہ ہیں، انصاریہ ہیں، مدینہ منورہ اور مصر میں آپ کی احادیث بہت مشہور ہیں۔

(۲) ربیع بنت براء: آپ حضرت انس بن مالک کی پھوپھی ہیں اور حارثہ ابن سراقہ کی والدہ انصاریہ ہیں مگر بخاری شریف میں ہے کہ آپ ربیع بنت نضر کی والدہ ہیں۔

(۳) رمیصاء: آپ ام سلیم بنت ملحان کی والدہ ہیں اور ام سلیم حضرت انس ابن مالک کی ماں ہیں، ان کا ذکر سین کی تختی میں آوے گا۔

ز۔۔۔صحابہ کرام

(۱) زید ابن ثابت: آپ انصاری ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب ہیں، ہجرت کے بعد سے وفات پاک تک کاتب رہے، صحابہ کرام میں بڑے فقیہ ہیں، علم میراث کے امام ہیں، قرآن مجید جمع کرنے والی جماعت کے امیر ہیں کہ آپ نے اپنی جماعت کے ساتھ خلافت صدیقی میں قرآن مجید جمع کیا اور عہد عثمانی میں اسے مصاحف میں نقل فرمایا، آپ سے بڑی مخلوق نے احادیث روایت کیں، پچاس سال عمر پائی ۴۵ پینتالیس میں وفات شریف ہوئی۔

(۲) زید ابن ارقم: آپ کی کنیت ابوعمرو ہے، انصاری خزرجی ہیں، آخر میں کوفہ میں رہے، ۶۶ چھیاسٹھ میں وہاں ہی وفات ہوئی۔ آپ کا نسب یوں ہے زید ابن ارقم ابن زید ابن قیس ابن نعمان آپ ہی کے ذریعہ عبداللہ ابن ابی کا نفاق ظاہر ہوا، آپ ہی کی تصدیق میں سورۂ منافقین نازل ہوئی، مختار ابن عبدالملک ابن مروان کے زمانہ ۶۶ میں وفات ہوئی۔ (مترجم)

(۳) زید ابن خالد: آپ جہنی ہیں، کوفہ میں رہے وہاں ہی وفات پائی، پچاس سال عمر ہوئی، ۷۸ اٹھتر میں وفات ہوئی۔

(۴) زید ابن حارثہ: آپ کی کنیت ابواسامہ ہے، آپ کی ماں سعدہ بنت ثعلبہ ہیں، بنی معن قبیلہ سے آپ کی والدہ آپ کو لے کر اپنی قوم کی طرف چلیں، آپ پر معن ابن ابی الجریر والوں نے حملہ کردیا آپ کو غلام بنالیا، اس وقت آپ کی عمر آٹھ سال تھی، آپ کو عکاظ بازار میں لائے آپ کو حکیم ابن حزام نے اپنی پھوپھی خدیجہ بنت خویلد کے لیے چارسو درہم میں خریدلیا، جب حضرت خدیجہ حضور کے نکاح میں آئیں تو انہوں نے آپ کو حضور انور کی خدمت عالیہ میں پیش کردیا حضور انور نے قبول فرمالیا، اس کے بعد آپ کے والد حارثہ اور چچا کعب آپ کا فدیہ لے کر حضور کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یہ ہمارا بیٹا ہے ہم کو عنایت کردیا جائے حضور نے فرمایا کہ زید کو اختیار ہے چاہیں میرے پاس رہیں چاہیں تمہارے پاس آپ نے فرمایا رسول اللہ میرے گھربار ماں باپ قرابت دار آپ پر فدا آپ پر قربان میں تو آپ ہی کے پاس رہوں گا آپ جیسا محسن اور محبت والا میں نے کوئی نہیں دیکھا حضور انور آپ کو بیت اللہ شریف میں لائے اور فرمایا کہ حاضرین کعبہ گواہ رہو کہ میں نے زید کو اپنا بیٹا بنالیا چنانچہ آپ کو زید ابن محمد کہا جانے لگا، پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا اور آیت کریمہ "اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ" نازل ہوئی تب آپ کو زید ابن حارثہ کہا گیا، بعض مورخین نے کہا کہ پہلے آپ ہی حضور پر ایمان لائے حضور انور نے پہلے تو اپنی لونڈی ام ایمن سے آپ کا نکاح کیا جن سے اسامہ ابن زید پیدا ہوئے، پھر زینت بنت جحش سے آپ کا نکاح کیا، آپ حضور کے محبوب ترین صحابی ہیں قرآن مجید میں صرف آپ کا نام آیا ہے اور کسی صحابی کا

نام نہیں آیا" فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا" -آپ غزوہ موتہ ۸ آٹھ میں شہید ہوئے، اس لشکر کے آپ ہی امیر تھے، آپ نے پچپن سال عمر پائی، غزوہ موتہ جمادی اول ۸ آٹھ میں ہی ہوا۔

(۵) زید ابن خطاب: آپ قرشی عدوی ہیں، حضرت عمر فاروق کے بڑے بھائی ہیں، مہاجرین اولین سے ہیں، حضرت عمر سے پہلے ایمان لائے بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، خلافت صدیقی میں غزوہ یمامہ میں شہید ہوئے۔

(۶) زید ابن سہیل: آپ کی کنیت ابوطلحہ ہے اسی میں مشہور ہوئے، آپ کا ذکر طاء کی تختی میں ہوگا۔

(۷) زبیر ابن عوام: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، قرشی ہیں، آپ کی والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی آپ اور آپ کی والدہ بڑے پرانے مؤمنین میں سے ہیں، آپ سولہ برس کی عمر میں ایمان لائے آپ کے چچا نے آپ کو دھوئیں کی سزا دی تا کہ اسلام چھوڑ دیں مگر نہ چھوڑا تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے سب سے پہلے آپ نے اللہ کی راہ میں تلوار سونتی احد میں حضور انور کے ساتھ ثابت قدم رہے، آپ عشرہ مبشرہ سے ہیں، آپ کو عمرو ابن جرموز نے بصرہ کے قریب مقام سفوان میں قتل کیا، ۳۶ میں چونسٹھ سال عمر ہوئی پھر بصرہ لاکر آپ کو دفن کیا گیا، مقام وادی السباع میں آپ کی قبر زیارت گاہ عام ہے۔ مترجم نے زیارت کی ہے۔

(۸) زیاد ابن لبید: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، انصاری ہیں، زرقی ہیں، تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے، حضور نے حضرموت پر حاکم مقرر کیا، امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات ہوئی۔

(۹) زیاد ابن حارث: آپ صدائی ہیں، آپ نے جب حضور سے بیعت کی تو آپ کے سامنے اذان دی آپ کا شمار بصرہ والوں میں ہے۔

(۱۰) زارع ابن عامر: آپ عامر ابن عبدالقیس کے بیٹے ہیں، وفد عبدالقیس میں حضور کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوکر ایمان لائے، آخر میں بصرہ میں رہے۔

(۱۱) زاہر ابن اسود: آپ اسلمی ہیں، بیعت الرضوان میں شریک ہوئے، آخر میں کوفہ میں رہے۔

(۱۲) زرارہ ابن ابی اوفی: آپ صحابی ہیں، حضرت عثمان کے زمانہ میں آپ کی وفات ہے۔

(۱۳) ابوزید: آپ کے نام میں اختلاف ہے سعید ابن عمیر ہے یا قیس ابن سکن، آپ نے حضور انور کے زمانہ میں قرآن مجید حفظ کیا تھا۔

(۱۴) ابوزہیر نمیری: آپ قبیلہ نمیر سے ہیں، آخر میں شام میں رہے۔

(۱۵) عمرو بن معدیکرب الزبیدی: آپ قبیلہ زبیدہ میں سے ہیں، آپ کا نام منبہ ابن سعد ہے، لوگ کہتے ہیں کہ آپ صحابی ہیں۔ واللہ اعلم!

ز۔۔۔تابعین عظام

(۱) زبیر ابن عدی: آپ ہمدانی کوفی ہیں، علاقہ رے کے حاکم تھے، تابعی ہیں، ۱۳۱ ایک سو اکتیس میں وفات ہوئی، حضرت انس سے ملاقات ہے۔

(۲) زبیر عربی: آپ نمیری ہیں، بصری ہیں، حضرت ابن عمر سے ملاقات ہے۔

(۳) زیاد ابن کسیب: آپ عدوی ہیں، اہلِ بصرہ میں آپ کا شمار ہے۔

(۴) زہرا ابن معبد: آپ کی کنیت ابوعقیل ہے، قرشی مصری ہیں، اپنے دادا عبداللہ ابن ہشام سے احادیث لیتے ہیں، آپ کی احادیث مصر میں مشہور ہیں۔

(۵) زہیر ابن معاویہ: آپ کی کنیت ابوخیثمہ ہے، جعفی کوفی ہیں، حافظ ثقہ تھے، ۱۷۴ ایک سو چوہتر میں آپ کی وفات ہوئی۔

(۶) زمیل ابن عباس: آپ تابعی ہیں، آپ نے اپنے مولیٰ حضرت عروہ سے روایات لی ہیں۔

(۷) زہری: آپ کا نام محمد ابن عبداللہ ابن شہاب ہے، کنیت ابوبکر، زہرہ ابن کلاب کے قبیلہ سے ہیں، مدینہ منورہ کے علماء فقہاء محدثین میں سے ہیں، بہت صحابہ سے ملاقات ہے، حضرت عمر ابن عبدالعزیز فرماتے تھے کہ میں نے کوئی عالم بالسنہ ان سے بہتر نہ دیکھا، کسی نے حضرت مکحول سے پوچھا کہ آپ نے بڑا عالم کسے پایا وہ بولے امام زہری ابن شہاب کو پوچھا پھر کون، فرمایا ابن شہاب پوچھا پھر کون، فرمایا ابن شہاب، ماہ رمضان ۱۲۴ ایک سو چوبیس میں آپ کی وفات ہے۔

(۸) زر ابن حبیش: آپ کی کنیت ابوحریم ہے، اسدی کوفی ہیں، ایک سو بیس سال عمر ہوئی ساٹھ سال جاہلیت میں گزارے اور ساٹھ سال اسلام میں، عراق کے بڑے قاریوں میں سے ہیں، حضرت عمر اور ابن مسعود سے ملاقات ملاقات کا شرف حاصل ہے، آپ سے ایک مخلوق نے فیض لیا۔

(۹) زرارہ ابن ابی اوفی: آپ کی کنیت ابوحاجب ہے، جرشی ہیں، بصرہ کے قاضی رہے، حضرت ابن عباس وغیرہم سے ملاقات ہے، ایک بار آپ نے یہ آیت پڑھی "فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ" اس پر بے ہوش ہوکر گرے اور فوت ہوگئے، آپ کی وفات ۹۳ ترانوے میں ہے۔

(۱۰) زیادہ ابن حدیر: آپ کی کنیت ابو مغیرہ ہے، اسدی کوفی ہیں، حضرت عمر و علی سے ملاقات ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

(۱۱) زید ابن اسلم: آپ کی کنیت ابو اسامہ ہے، حضرت عمر فاروق کے آزاد کردہ ہیں، مدنی ہیں، جلیل القدر تابعی ہیں ۱۳۶ ایک سو چھتیس میں وفات ہوئی۔

(۱۲) زید ابن طلحہ: آپ سے حضرت سلمہ ابن صفوان زرق نے روایات لیں۔

(۱۳) زید ابن یحیٰی: آپ دمشقی ہیں، ثقہ ہیں۔

(۱۴) ابو زبیر: آپ کا نام محمد ابن اسلم ہے، مکی ہیں، حکیم ابن حزام کے آزاد کردہ ہیں، ۱۲۵ میں وفات ہے۔

(۱۵) امام ابو زرعہ: آپ کا نام عبید اللہ ابن عبد الکریم رازی ہے، آپ امام حافظ ثقہ ہیں، حدیث کے ماہر مشائخ کے عارف، جرح تعدیل والے ہیں، ۲۰۰ دو سو میں ولادت ہے اور دو سو چونسٹھ میں وفات ہے۔ واللہ اعلم! مترجم کہتا ہے کہ صحابہ کا زمانہ ۲۰۰ تک نہیں ہے پھر یہ تابعی کیسے ہوئے۔

ز۔۔۔صحابیات

(۱) زینب بنت جحش: آپ کا نام برہ تھا حضور انور نے بدل کر زینب رکھا، آپ حضور کی پھوپھی امیہ بنت عبد المطلب کی بیٹی ہیں، پہلے زید ابن حارثہ کے نکاح میں تھیں انہوں نے طلاق دے دی تب حضور انور کے نکاح میں آئیں، یہ نکاح ۵ پانچ میں ہوا انہی کے متعلق رب تعالٰی نے فرمایا" فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا"۔ تمام لڑکیوں کے نکاح ان کے ماں باپ کرتے ہیں ان کا نکاح حضور انور سے رب نے کیا۔ (مترجم) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے ان سے بڑھ کر متقی پرہیزگار سچی زبان والی کوئی بی بی نہ دیکھی، آپ بڑی سخیہ صلہ رحمی کرنے والی اپنے ہاتھ سے روزی حاصل کر کے صدقہ و خیرات کرنے والی تھیں۔ ازواج مطہرات میں سب سے پہلے حضور کی خدمت میں آپ پہنچیں یعنی پہلے آپ کی وفات ہوئی، ترپن سال عمر پائی، ۲۰ بیس یا اکیس میں وفات ہوئی، مدینہ منورہ میں دفن ہیں۔ مترجم نے قبر انور کی زیارت کی ہے۔

(۲) زینب بنت عبد اللہ: آپ عبد اللہ ابن معاویہ کی بیٹی ہیں اور حضرت عبد اللہ ابن مسعود کی زوجہ ثقفیہ ہیں، آپ سے حضرت ابن مسعود، ابو سعید خدری اور عائشہ صدیقہ نے روایات لیں۔

(۳) زینب بنت ابی سلمہ: ان کا نام برہ تھا، حضور انور نے زینب رکھا، آپ حضور کی سوتیلی بیٹی ہیں یعنی ام المؤمنین ام سلمٰی کی دختر، آپ ملک حبشہ میں پیدا ہوئیں، عبد اللہ ابن زمعہ کے نکاح میں آئیں، اپنے زمانہ کی بڑی فقیہہ عالمہ بی بی

تھیں، واقعہ حرہ کے بعد وفات ہوئی۔

ز۔۔تابعیات

(ا) زینب بنت کعب: آپ کعب ابن عجرہ کی بیٹی ہیں، انصاریہ ہیں، قبیلہ بنی سالم سے ہیں۔

☆☆☆☆☆

س۔۔۔صحابہ کرام

(۱) سعد ابن ابی وقاص: آپ کی کنیت ابواسحاق ہے، آپ کے والد یعنی ابووقاص کا نام مالک ابن وہیب ہے، آپ قرشی ہیں، عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، پرانے مؤمن ہیں، سترہ سال کی عمر میں ایمان لائے، آپ تیسرے مؤمن ہیں اور آپ نے سب سے پہلے کفار پر تیر چلایا تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے، آپ بڑے مقبول الدعا تھے، آپ کا لقب مجاب الدعوات تھا لوگ آپ کی دعا سے بہت ہی ڈرتے تھے کیونکہ حضور انور نے آپ کے لیے دعا کی تھی اللّٰھم سدد سھمہ واجب دعوتہ خدایا سعد کا نشانہ اور دعا کبھی خالی نہ جائے حضور انور نے آپ سے اور حضرت زبیر سے فرمایا کہ تم پر میرے ماں باپ فدا!ان کے سوا کسی سے نہ فرمایا۔آپ کی وفات اپنی منزل عقیق میں ہوئی جو مدینہ منورہ سے قریب ہے لوگ میت شریف مدینہ منورہ لائے مروان ابن حکم نے آپ کا جنازہ پڑھایا کہ اس وقت وہ ہی حاکم مدینہ تھا، بقیع شریف میں دفن ہوئے، ۵۵ پچپن میں وفات ہے، ستر سال سے زیادہ عمر شریف ہوئی، عشرہ مبشرہ میں آخری وفات آپ کی ہے، آپ کو حضرت عمر و عثمان نے کوفہ کا حاکم بنایا تھا، آپ سے سے ایک خلقت نے احادیث روایت کیں۔

(۲) سعد ابن معاذ: آپ انصاری اشہلی اوسی ہیں، مدینہ منورہ میں ایمان لائے، دونوں بیعت عقبہ کے درمیان آپ کے اسلام پر بہت سے اشہلی لوگ مسلمان ہوگئے، انصار میں سب سے پہلے آپ کا گھرانہ ایمان لایا، حضور انور نے آپ کو سید الانصار کا لقب دیا، اپنی قوم کے سردار تھے جلیل القدر صحابی ہیں، آپ غزوہ بدر واحد میں شریک ہوئے، احد میں حضور کے ساتھ ثابت قدم رہے غزوہ خندق میں آپ کے شانہ پر ایک تیر لگا اس کا خون نہ ٹھہرا اور ایک ماہ بعد وفات ہوگئی یعنی ذی قعدہ ۵ میں وفات ہوئی ۳۷ سال عمر شریف ہوئی بقیع میں دفن ہوئے۔

(۳) سعد ابن خولہ: غزوہ بدر میں شریک ہوئے، حجۃ الوداع مکہ معظمہ میں وفات ہوئی۔

(۴) سعد ابن عبادہ: آپ کی کنیت ابوثابت ہے، انصاری ساعدی خزرجی ہیں، بارہ نقیبوں میں آپ بھی تھے، انصار کے سردار تھے، انصار کو اس کا اقرار تھا، آپ کی وفات خلافت فاروقی ۱۵ پندرہ میں ہوئی، شام کے علاقہ میں مقام حوران میں اپنے غسل خانہ میں مردہ پائے گئے لوگوں کو آپ کی موت کا علم نہیں ہوا حتی کہ کسی غیبی آواز نے ان کو آپ کی موت کی خبر دی، کہا جاتا ہے کہ آپ کو جنات نے قتل کیا انہوں نے ہی اس شعر سے آپ کے قتل کی خبر دی۔

نحن قتلنا سید الخزرج سعد ابن عبادۃ　　　ورمیناہ بسھمین فلم نخط فوادہ

(۵) سعید بن ربیع الحرشی: آپ انصاری خزرجی ہیں، غزوہ احد میں شہید ہوئے، حضور انور نے آپ کے ساتھ عبدالرحمن ابن عوف کا بھائی چارہ کرایا، آپ اور خارجہ ابن زید ایک قبر میں دفن کیے گئے۔

(۶) سعید ابن زید: آپ کی کنیت ابوالاعور ہے، قرشی ہیں، عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، بڑے پرانے مؤمن ہیں، بدر کے سوا سارے غزوات میں شریک ہوئے، بدر میں آپ حضرت طلحہ ابن عبداللہ کے ساتھ ابوسفیان کے قافلہ کی تلاش پر مامور تھے اس لیے حضور انور نے آپ کو بدر کی غنیمت سے حصہ دیا، حضرت عمر کی بہن فاطمہ بنت خطاب آپ کی بیوی تھیں جن کے ذریعہ حضرت عمر کو ایمان ملا، آپ مقام عتیق میں فوت ہوئے، مدینہ منورہ لاکر بقیع میں دفن کیے گئے، ستر سال سے زیادہ عمر پائی، ۵۱ اکیاون میں وفات ہوئی۔

(۷) سعید ابن حریث: آپ قرشی مخزومی ہیں، پندرہ سال کی عمر میں فتح مکہ میں شریک ہوئے، پھر کوفہ میں وفات پائی وہاں ہی دفن ہوئے، آپ کی اولاد کوئی نہیں، آپ سے عمرو ابن حریث نے احادیث لیں۔

(۸) سعید ابن عاص: آپ قرشی ہیں، ہجرت کے سال پیدا ہوئے، قرشی سردار تھے، مصحف عثمان کے لکھنے والوں میں سے ایک آپ بھی ہیں، حضرت عثمان نے آپ کو کوفہ کا حاکم بنایا، آپ نے طبرستان فتح کیا، ۵۹ انسٹھ میں وفات ہوئی۔

(۹) سعید ابن سعد: آپ سعد ابن عبادہ کے بیٹے ہیں، انصاری ہیں، بعض محدثین نے آپ کو صحابی مانا ہے، آپ حضرت علی کی طرف سے یمن کے حاکم تھے۔

(۱۰) سبرہ ابن معبد: آپ جہنی ہیں، مدینہ منورہ میں رہے، مصریوں میں آپ کا شمار ہے۔

(۱۱) سہل ابن سعد: آپ ساعدی انصاری ہیں، آپ کی کنیت ابوالعباس ہے، آپ کا نام پہلے حزن تھا حضور انور نے سہل رکھا، حضور انور کی وفات کے وقت آپ پندرہ سال کے تھے، آپ کی وفات ۹۱ میں مدینہ منورہ میں ہوئی، مدینہ منورہ میں آخری صحابی آپ ہی فوت ہوئے کہ آپ کی وفات سے مدینہ صحابہ سے خالی ہوگیا۔

(۱۲) سہل ابن حنیف: آپ انصاری اوسی ہیں، بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، حضور کے بعد حضرت علی کے ساتھ رہے، مدینہ پاک پھر فارس کے حاکم رہے، ۳۸ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔

(۱۳) سہل ابن بیضاء: آپ اور آپ کے بھائی سہیل دونوں کی ماں کا لقب بیضاء ہے نام وعد، والد کا نام وہب ابن ربیعہ ہے، آپ مکہ معظمہ میں ایمان لاچکے تھے مگر اپنا ایمان چھپائے رہے حتی کہ بدر میں کفار کے ساتھ آئے اور قید ہو گئے مگر حضرت عبداللہ ابن مسعود نے گواہی دی کہ میں نے انہیں مکہ میں نماز پڑھتے دیکھا تب چھوڑ دیئے گئے، مدینہ منورہ میں آپ کی وفات ہوئی حضور انور نے آپ کا اور آپ کے بھائی سہیل کا جنازہ مسجد نبوی میں پڑھایا۔

(۱۴) سہل ابن ابی حیثمہ: آپ کی کنیت ابو محمد یا ابوعمارہ ہے، انصاری اوسی ہیں، ۳ ہجری میں پیدا ہوئے، کوفہ میں قیام رہا، آپ کا شمار اہلِ مدینہ سے ہے، مصعب ابن عمیر کے زمانہ میں آپ کی وفات ہے۔

(۱۵) سہل ابن حنظلیہ: خیال رہے کہ حنظلیہ یا تو آپ کی دادی ہیں یا ماں، آپ کے والد کا نام ربیع ابن عمرو ہے حضرت سہیل بیعت الرضوان میں شریک تھے، آپ دنیا سے کنارہ کش عبادات ریاضات میں مشغول تھے اولاد کوئی نہیں ہوئی، امیر معاویہ کے زمانہ میں آپ کی وفات ہوئی۔

(۱۶) سہیل ابن عمرو: قرشی عامری ہیں، جندل کے والد ہیں، قریش کے سردار ہیں، غزوہ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں قید ہوئے، حضرت عمر نے عرض کیا کہ اس کے دانت نکال دیئے جاویں تاکہ یہ کبھی آپ کے خلاف تقریریں نہ کرسکے یہ بہت اعلٰی مقرر تھے، حضور انور نے فرمایا کہ جلدی نہ کرو عنقریب یہ درست ہوجائے گا، یہ صلح حدیبیہ میں حضور کی بارگاہ میں کفار کے نمائندے بن کر آئے تھے، حضور انور کی وفات کے بعد جب لوگ مرتد ہونے لگے تو آپ نے ارتداد سے روکا، ۱۸ اٹھارہ میں عمواس کی طاعون میں وفات ہوئی، بعض نے فرمایا کہ جنگ یرموک میں شہید ہوئے، آپ کے فضائل بہت ہیں۔

(۱۷) سہیل ابن بیضاء: آپ قرشی ہیں، پرانے مسلمان ہیں، دو ہجرتوں والے ہیں، پہلے مکہ معظمہ سے حبشہ کو ہجرت کی، پھر وہاں سے مدینہ منورہ، بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، حضور کی حیات شریف میں وفات پائی ۹ نو ہجری میں جب کہ حضور انور غزوہ تبوک سے واپس ہوئے، اولاد کوئی نہیں۔

(۱۸) سمرہ ابن جندب: آپ انصار کے حلیف تھے، حافظ قرآن تھے، حضور انور سے بڑے فیوض پائے، ۵۹ انسٹھ میں بصرہ میں وفات پائی۔

(۱۹) سلیمان ابن صرد: آپ کی کنیت ابوالمطرف ہے، خزاعی ہیں، عالم عابد ہیں، کوفہ میں رہے، ترانوے سال عمر ہوئی۔

(۲۰) سلیمان ابن بریدہ: آپ اسلمی ہیں، بہت صحابہ سے روایات لیتے ہیں، ۱۵ پندرہ میں وفات ہوئی۔

(۲۱) سلمہ ابن اکوع: آپ کی کنیت ابومسلم ہے، اسلمی ہیں، مدنی ہیں، بیعت الرضوان میں شامل ہوئے، بڑے بہادر تھے، پیدل کی لڑائی میں مشہور تھے، اسی برس عمر پائی، مدینہ منورہ میں ۷۴ چوہتر میں وفات ہوئی۔

(۲۲) سلمہ ابن ہشام: آپ قرشی مخزومی ہیں، حبشہ کے مہاجرین میں سے ہیں، بہترین صحابی ہیں، ابوجہل کے بھائی ہیں، پرانے مؤمن ہیں، اللہ کی راہ میں آپ نے بہت ایذائیں جھیلیں، مکہ معظمہ میں قید کرلیے گئے تھے، حضور انور نے قنوت نازلہ میں جن مؤمنین معذبین کے لیے چالیس دن دعائیں کیں ان میں آپ بھی ہیں، غزوہ بدر میں اسی قید و بند کی وجہ سے شریک نہ ہوسکے، خلافت فاروقی میں ۱۴ چودہ میں جنگ مرج الصغیر میں شہید کیے گئے۔

(۲۳) **سلمہ ابن صخر:** آپ انصاری بیاضی ہیں، آپ کا نام سلیمان ہے، انہوں نے ہی اپنی بیوی سے ظہار کیا تھا پھر صحبت کرلی تھی، اللہ کے خوف سے بہت گریہ وزاری کرتے تھے، آپ کی احادیث صحیح نہیں ہوتیں۔

(۲۴) **سلمہ ابن محبق:** آپ کی کنیت ابوسنان ہے اور محبق کا نام صخر ابن عتبہ ہذلی ہے، اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہے۔

(۲۵) **سلمہ ابن قیس:** آپ اشجعی ہیں، آپ کا شمار اہلِ کوفہ میں ہے۔

(۲۶) **سلمان فارسی:** آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، آپ حضور انور کے آزاد کردہ ہیں، آپ فارسی النسل رام ہرمزکی اولاد سے ہیں، فارس کے شہر اصفہان کے علاقہ کے رہنے والے تھے، تلاش دین میں دیس چھوڑ پردیسی بنے، پہلے عیسائی بنے ان کی کتابیں پڑھیں بہت مصیبتیں جھیلیں حتی کہ انہیں بعض عربیوں نے غلام بنالیا اور یہود کے ہاتھ فروخت کردیا ان کے آقا نے انہیں مکاتب کردیا، حضور انور نے ان کا مال کتابت ادا کرکے آزاد کردیا، آپ دس سے زیادہ آقاؤں کے پاس پہنچے حتی کہ حضور انور تک پہنچ گئے، حضور انور نے فرمایا کہ سلمان ہمارے اہل بیت سے ہیں، جنت ان کی مشتاق ہے، بڑی عمر پائی ڈھائی سو بلکہ ساڑھے تین سو سال عمر ہوئی، ہمیشہ اپنے ہاتھ سے کماکر کھایا صدقہ کیا، مدائن میں وفات ہوئی وہاں ہی مزار ہے، ۵۳ھ میں وفات ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ مدائن کا نام اب سلمان پاک ہے یہ جگہ بغداد شریف سے ۳۰ تیس میل ہے، ان کے ساتھ حذیفہ ابن یمان اور جابر کے مزارات ہیں، فقیر نے زیارت کی ہے۔ مدینہ منورہ کے عوالی میں سلمان کا باغ ہے اس میں دو کھجور کے درخت حضور کے لگائے ہوئے ہیں، فقیر نے زیارت کی ہے۔

(۲۷) **سلمان ابن عامر:** آپ ضبی ہیں، اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہے، بہت کم عمر صحابی ہیں یعنی لڑکپن میں حضور کی زیارت کی ہے۔

(۲۸) **سفینہ:** آپ کا نام رباح یا رومان ہے، لقب سفینہ، ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے ایک صحابی نے تھک کر اپنی تلوار، ڈھال نیزہ وغیرہ انہیں دے دیا اور بہت سامان انہوں نے لادا ہوا تھا حضور انور نے فرمایا کہ تم تو ہمارے سفینہ یعنی کشتی ہو تب سے آپ کا لقب سفینہ ہوا، یہ حضور انور کے آزاد کردہ غلام ہیں، بعض نے فرمایا کہ آپ حضرت ام سلمہ کے غلام تھے انہوں نے آپ کو آزاد کیا اس شرط پر کہ زندگی بھر حضور انور کی خدمت کریں۔ مترجم کہتا ہے کہ حق یہ ہی ہے کہ حضور انور کے غلام ہیں کیونکہ آپ نے جنگل میں شیر سے کہا تھا کہ اے ابوحارث میں رسول اللہ کا غلام ہوں جس پر شیر دم ہلاتا ہوا آپ کے ساتھ ہولیا، آپ بدوی ہیں یا فارسی النسل۔

(۲۹) **سالم ابن معقل:** آپ حضرت حذیفہ ابن عتبہ ابن ربیعہ کے آزاد کردہ ہیں، ملک فارس کے شہر اصطخر کے رہنے والے ہیں، بہترین شاندار صحابی ہیں، قاریوں میں آپ کا شمار ہے، حضور انور نے فرمایا تھا کہ چار شخصوں سے قرآن لو: ابن

مسعود، ابی ابن کعب، سالم ابن معقل اور معاذ ابن جبل، آپ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔

(۳۰) سالم ابن عبید: آپ اشجعی ہیں، اہلِ صفہ سے ہیں، آپ کا شمار اہلِ کوفہ میں ہے۔

(۳۱) سراقہ ابن مالک: آپ مالک ابن جعشم کے بیٹے ہیں، مدلجی کنانی ہیں، اہل مدینہ میں آپ کا شمار ہے، بڑے شاعر تھے ۲۴ھ چوبیس میں وفات ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ ہجرت میں آپ ہی کا وہ واقعہ ہوا تھا حضور کو پکڑنے نکلے تھے مگر آپ پر ایمان لے آئے آپ کو حضور نے فرمایا تھا کہ میں تمہارے ہاتھ میں شاہ فارس کے کنگن دیکھتا ہوں۔

(۳۲) سفیان ابن اسد: آپ حضرمی شامی ہیں، حضرت جبیر وغیرہم نے آپ سے روایات لیں۔

(۳۳) سفیان ابن ابی زہیر: آپ ازدی ہیں، بنی شنوءہ سے ہیں، حجازی محدث ہیں۔

(۳۴) سفیان ابن عبداللہ: آپ عبداللہ ابن ربیعہ کے بیٹے ہیں، کنیت ابو عمرو ہے، ثقفی ہیں، طائف والوں میں سے ہیں، حضرت عمر فاروق کی طرف سے طائف کے حاکم رہے۔

(۳۵) سنجرہ: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، ازدی ہیں۔

(۳۶) سائب ابن یزید: آپ کی کنیت ابو یزید ہے، کندی میں ۲ دو ہجری میں پیدا ہوئے، حجۃ الوداع میں اپنے والد کے ساتھ شریک ہوئے، اس وقت سات سال کے تھے ۸۰ھ اسی میں وفات ہے۔

(۳۷) سائب ابن خلاد: آپ کی کنیت ابوسہلہ ہے، انصاری ہیں، خزرجی ہیں، ۹۱ اکیانوے میں وفات پائی۔

(۳۸) سوید ابن قیس: آپ کی کنیت ابوصفوان ہے، آپ کا شمار اہل کوفہ میں ہے۔

(۳۹) ابوسیف قین: آپ جناب ابراہیم ابن رسول اللہ کے دودھ کے والد ہیں، آپ کا نام براء ابن اوس ہے، انصاری ہیں، آپ کی بیوی جو جناب ابراہیم کی دودھ کی والدہ ہیں، ان کا نام ام بردہ ہے۔

(۴۰) ابوسعید خدری: آپ کا نام سعد ابن مالک ہے، انصاری خدری ہیں، اپنی کنیت میں مشہور ہیں، آپ حافظ ہیں، بہت احادیث کے راوی ہیں، بہت صحابہ تابعین نے آپ سے روایات لیں، ۷۴ چوہتر میں وفات ہوئی، چوراسی سال عمر پائی جنت البقیع سے باہر آپ کی قبر انور ہے حضرت فاطمہ بنت اسد کی قبر کے برابر، مترجم فقیر نے زیارت کی ہے۔

(۴۱) ابوسعید ابن معلّیٰ: آپ کا نام حارث ابن معلّیٰ ہے، انصاری زرقی ہیں، چونسٹھ سال عمر ہوئی ۶۴ چونسٹھ ہی میں وفات پائی۔

(۴۲) ابوسعید ابن ابی فضالہ: آپ حارثی انصاری ہیں، کنیت ہی آپ کا نام ہے، اہل مدینہ میں آپ کا شمار ہے۔

(۴۳)**ابوسلمہ:** آپ عبداللہ ابن الاسد کے بیٹے ہیں، مخزومی قرشی ہیں، حضور انور کے پھوپھی زاد بھائی ہیں یعنی جناب برہ بنت عبدالمطلب کے فرزند، حضور انور سے پہلے ام سلمہ کے خاوند تھے، ان کی وفات کے بعد ام سلمہ حضور کے نکاح میں آئیں، تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے، مدینہ منورہ میں وفات پائی ۴ھ چار میں۔

(۴۴)**ابوسفیان:** آپ صخر ابن حرب ابن امیہ کے بیٹے ہیں، اموی قرشی ہیں، امیر معاویہ کے والد واقعہ فیل سے دس سال پہلے پیدا ہوئے، قرشی ہیں، زمانہ جاہلیت میں قریش کے سردار ان کے علمبردار تھے، فتح مکہ کے دن ایمان لائے، مؤلفۃ القلوب سے تھے، غزوہ حنین میں حضور انور کے ساتھ تھے، حضور نے اس غزوہ میں آپ کو سو اونٹ اور چالیس اوقیہ سونا عطا فرمایا، غزوہ طائف میں آپ کی ایک آنکھ جاتی رہی تھی، غزوہ یرموک یعنی عہد فاروقی میں دوسری آنکھ شہید ہوگئی کہ اس میں پتھر لگا آپ سے حضرت عبداللہ ابن عباس نے احادیث لیں، ۳۴ھ چونتیس میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، جنت البقیع میں دفن ہوئے، ام المؤمنین جناب ام حبیبہ آپ کی دختر ہیں یعنی آپ حضور انور کے خسر ہیں۔(مترجم)

(۴۵)**ابوسفیان ابن حارث:** آپ حارث ابن عبدالمطلب کے بیٹے ہیں یعنی حضور انور کے چچازاد، نیز حضور کے دودھ شریکے بھائی بھی ہیں کہ حلیمہ بنت ابی ذویب سعدیہ نے آپ کو بھی دودھ پلایا ہے، بعض نے فرمایا کہ آپ کا نام مغیرہ ہے، بعض نے فرمایا کہ مغیرہ آپ کے بھائی کا نام ہے اور آپ کا نام یہ کنیت ہی ہے، زمانہ جاہلیت کے شعراء میں سے تھے حضور انور کی ہجو میں اشعار لکھا کرتے تھے، حضرت حسان ابن ثابت آپ کے اشعار کا اشعار میں جواب دیتے تھے۔ پھر جب اسلام لائے تو عمر بھر کبھی حضور کے سامنے شرم وحیاء سے نگاہ اونچی نہ کی فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے، حضرت علی نے آپ سے کہا تھا کہ ابوسفیان تم آستانہ عالیہ میں جا کر یہ آیت حضور انور کے سامنے پڑھ دینا" تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ اِنْ كُنَّا لَخٰطِـئِيْنَ یعنی اللہ نے آپ کو بڑی عزت دی ہے ہم خطا کار ہیں آپ نے یہ ہی کیا۔ حضور انور نے نظر رحمت سے دیکھا اور جواب دیا" لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ "یعنی تم پر آج کوئی ملامت نہیں اللہ تمہیں بخشے یہ فرما کر آپ کا اسلام قبول فرمایا دامن رحمت میں جگہ دے دی آپ کی موت کا واقعہ یہ ہوا کہ آپ حج کو گئے سر منڈایا نائی نے آپ کے سر پر جو غدود تھا کاٹ دیا اس پر بیمار ہوگئے اور حج میں ہی فوت ہوگئے عقیل ابن ابی طالب کے گھر میں دفن ہوئے، حضرت عمر فاروق نے جنازہ پڑھایا وفات ۲۰ میں ہوئی۔

(۴۶)**ابوسمح:** آپ کا نام ایاد ہے حضور انور کے خاص خادم یا آپ کے آزاد کردہ ہیں خبر نہیں کہ وفات کب اور کہاں ہوئی۔

(۴۷)**ابوسہلہ:** آپ کا نام سائب ابن خلاد ہے آپ کا ذکر گزر چکا ہے۔

س۔۔۔ تابعین عظام

(۱) سعید ابن مسیب: آپ کی کنیت ابو محمد ہے، قرشی مخزومی ہیں، مدنی ہیں، خلافت فاروقی میں پیدا ہوئے جبکہ آپ کی خلافت کو دو سال گزرے تھے آپ کو سید التابعین کہا جاتا ہے، فقہ حدیث، زہد، تقوی ورع میں یکتا تھے، حضرت ابو ہریرہ کی احادیث، عمر فاروق کے فیصلوں کے سب سے بڑے عالم تھے۔ صحابہ کرام کی بڑی جماعت سے ملاقات کا شرف حاصل ہے، بہت تابعین آپ کے شاگرد ہیں۔ مکحول فرماتے ہیں کہ میں نے طلب علم میں زمین چھان ماری ابن مسیب سے بڑا عالم نہ پایا، آپ نے چالیس حج کیے ۹۳ ترانوے میں وفات ہوئی۔

(۲) سعید ابن عبدالعزیز: آپ تنوخی ہیں، دمشق میں امام اوزاعی کے ہم زمانہ ہیں، شام کے رہنے والے، امام احمد فرماتے ہیں کہ شام میں ان سے بہتر محدث نہیں آپ نماز میں گریہ وزاری کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ جب میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں تو دوزخ میرے سامنے ہوتی ہے، ستر سال سے زیادہ عمر پائی ۶۷ سرسٹھ میں وفات ہوئی۔

(۳) سعید ابن ابی الحسن: ابوالحسن کا نام یسار ہے آپ بصری ہیں، آپ کی وفات اپنے بھائی سے ایک سال پہلے ہوئی ۱۰۹ھ ایک سو نو میں وفات ہے۔

(۴) سعید ابن حارث: آپ حارث ابن معلٰی کے بیٹے انصاری ہیں، مدینہ منورہ میں قاضی رہے مشہور تابعی ہیں۔

(۵) سعید ابن ابی ہند: آپ حضرت سمرہ کے آزاد کردہ ہیں، بہت صحابہ سے ملاقات ہے۔

(۶) سعید ابن جبیر: آپ اسدی کوفی ہیں، شاندار تابعی ہیں، شعبان ۹۳ ترانوے میں آپ کو حجاج ابن یوسف نے قتل کیا اس سال رمضان یا شوال میں حجاج مر گیا آپ کے قتل کے بعد حجاج کسی کو قتل نہ کر سکا۔ جب حجاج نے آپ کو قتل کرنا چاہا تو پہلے بہت بحث مباحثہ کیا، پھر جلاد کو قتل کا حکم دیا آپ اس حکم پر بہت ہنسے وجہ پوچھی تو فرمایا تیرے ظلم اور رب تعالٰی کے حلم پر ہنستا ہوں، جب ذبح کے لیے آپ کو لٹایا گیا تو آپ یہ پڑھ کر قبلہ رو لیٹے "اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ" الخ۔ حجاج بولا انہیں غیر قبلہ کی طرف لٹاؤ تو آپ نے پڑھا "فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ" حجاج بولا انہیں اوندھا لٹاؤ، آپ نے پڑھا "مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ" الخ، حجاج بولا انہیں ذبح کر دو آپ بولے اے حجاج میرے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا گواہ رہ تیرا میرا فیصلہ رب کے ہاں ہوگا، پھر آپ نے دعا کی الٰہی اب میرے بعد تو حجاج کو کسی کے قتل پر قابو نہ دے چنانچہ آپ کو ذبح کر دیا گیا آپ کے قتل کے بعد حجاج پندرہ دن زندہ رہا اس کے پیٹ میں زخم ہو گیا حکیم کو بلایا گیا اس نے گوشت کی بوٹی دھاگے میں باندھ کر اس کے حلق کے اندر لٹکائی۔ جب نکالی تو وہ خون سے لتھڑی ہوئی تھی اس نے کہا کہ اب تو بچ نہیں سکتا۔ وہ چیختا تھا کہ مجھے سعید ابن جبیر سے پناہ نہیں وہ مجھے سونے نہیں دیتے جب میں سونے کا ارادہ کرتا ہوں وہ میرا پاؤں

پکڑ کر جھنجھوڑتے ہیں اسی حالت میں حجاج مرا، حضرت سعید کا مزار عراق کے شہر واسط میں ہے آپ کی قبر زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

(۷) سعید ابن ابراہیم: آپ ابراہیم ابن عبدالرحمن ابن عوف کے فرزند ہیں، زہری قرشی ہیں، مدینہ کے قاضی رہے، بہتر سال عمر پائی، ۱۲۵ ایک سو پچیس میں وفات ہوئی۔

سعید ابن ہشام: آپ انصاری ہیں، حضرت ابن عمر، عائشہ صدیقہ وغیرہم سے ملاقات ہے۔

(۸) سفیان ابن دینار: آپ تمار ہیں، کوفی ہیں، حضور کی قبر کی زیارت کی ہے۔

(۹) سفیان ثوری: آپ سفیان ابن سعید ہیں، ثوری کوفی ہیں، اپنے زمانہ میں امام المسلمین حجۃ اللہ علی الخلق تھے، فقیہ، مجتہد، محدث، عابد، زاہد اور متقی تھے، حدیث وغیرہ علوم کے جامع تھے۔ قطب اسلام تھے ارکان دین میں سے تھے سلیمان ابن عبدالملک کے زمانہ ۹۹ میں پیدائش ہے بڑے بڑے محدثین فقہاء آپ کے شاگرد ہیں، بصرہ میں ۱۶۱ ایک سو اکسٹھ میں وفات پائی۔

(۱۰) سفیان ابن عیینہ: آپ بنی ہلال کے مولیٰ تھے ۱۰۷ھ ایک سو سات میں پندرہ شعبان کوفہ میں پیدا ہوئے، آپ وقت کے امام عالم حجۃ زاہد تھے ایک خلقت نے آپ سے احادیث لیں۔ علماء فرماتے ہیں کہ اگر امام مالک اور سفیان نہ ہوتے تو حجاز سے علم جاتا رہتا آپ یکم رجب ۱۹۸ ایک سو اٹھانوے میں مکہ معظمہ میں فوت ہوئے، حجون میں دفن ہوئے، ۷۰ حج کیے۔

(۱۱) سلیمان ابن حرب: آپ بصری ہیں، مکہ معظمہ کے قاضی رہے علماء بصرہ سے ہیں، آپ سے دس ہزار احادیث مروی ہیں، کبھی آپ نے کوئی کتاب ہاتھ میں نہ لی ابوحاتم فرماتے ہیں کہ بغداد میں ان کے مدرسہ میں حاضر ہوا چالیس ہزار شاگرد آپ کی مجلس درس میں دیکھے صفر ۱۴۰ ایک سو چالیس میں پیدا ہوئے، ۱۵۸ ایک سو اٹھاون میں طلب علم حدیث کے لیے نکلے انیس سال حضرت حماد کے ساتھ رہے آپ سے امام احمد وغیرہ نے احادیث لیں ۲۲۴ دو سو چوبیس میں وفات ہوئی۔

(۱۲) سلیمان ابن ابی مسلم: آپ کا لقب احول ہے مکی تابعی ہیں، حجاز کے ثقہ ومعتبر لوگوں میں سے ہیں، اس زمانہ کے امام تھے۔

(۱۳) سلیمان ابن ابی حیثمہ: آپ قرشی عدوی ہیں، فضلاء مسلمین میں سے ہیں، جلیل الشان تابعی ہیں۔

(۱۴) سلیمان بن یسار مولیٰ میمونہ: یہ سلمان ابن یسار کے علاوہ اور صاحب ہیں۔

(۱۵) سلیمان ابن عامر: آپ سلیمان ابن کندی ابن عامر ہیں، مرو کے باشندے ہیں۔

(۱۶) سلیمان ابن یسار: آپ کی کنیت ابوایوب ہے، ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ ہیں، آپ کے بھائی ابن یسار بھی اہل مدینہ سے ہیں، عظیم الشان تابعی فقیہ، فاضل ثقہ، عابد، متقی تھے آپ سات فقہاء میں سے تھے تہتر سال عمر پائی ۱۰۷ ایک سوسات میں وفات ہوئی۔

(۱۷) سالم ابن عبداللہ: آپ حضرت عبداللہ ابن عمر کے بیٹے ہیں، کنیت ابوعمرو ہے، قرشی، عدوی مدنی ہیں، فقہاء مدینہ اور افضل تابعین سے ہیں، ۱۰۶ ایک سوچھ میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔

(۱۸) سالم ابن ابی الجعد: آپ کے والد کا نام رافع کنیت ابوجعد ہے آپ کوفی ہیں، تابعین کے ثقہ ہیں، ۹۷ ستانوے میں آپ کی وفات ہے۔

(۱۹) سیار ابن سلامہ: آپ کی کنیت ابوالمنہال ہے، بصری تمیمی مشہور تابعی ہیں۔

(۲۰) سماک ابن حرب: آپ ذہلی ہیں، کنیت ابومغیرہ ہے آپ سے دوسو احادیث مروی ہیں، ابن مبارک نے آپ کو ضعیف کہا ۱۲۳ ایک سوتیئس میں وفات ہوئی۔

(۲۱) سوید ابن وہب: آپ ابن عجلان کے شیخ ہیں۔

(۲۲) ابوسائب: آپ ہشام ابن زہرہ کے آزاد کردہ ہیں، تابعی ہیں۔

(۲۳) ابوسلمہ: آپ اپنے چچا عبداللہ ابن عبدالرحمن ابن عوف سے روایات لیتے ہیں، زہری قرشی ہیں، سات فقہاء میں سے ہیں، مدینہ منورہ کے باشندے تھے۔ بہتر سال عمر پائی چورانوے میں وفات ہوئی۔

(۲۴) ابوسورہ: آپ نے اپنے چچا ابوایوب اور عدی ابن حاتم سے روایات لیں ابن معین نے آپ کو ضعیف کہا ہے، امام ترمذی کہتے ہیں کہ میں نے امام بخاری کو فرماتے سنا کہ یہ منکر الحدیث ہیں۔

س۔۔۔صحابیات

(۱) سودہ بنت زمعہ: آپ ام المؤمنین یعنی زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپ پہلے اپنے چچازاد سکران ابن عمرو کے نکاح میں تھیں ان کی وفات کے بعد حضور کے نکاح میں آئیں، حضور انور نے آپ سے نکاح مکہ معظمہ میں ہجرت سے پہلے بی بی خدیجہ کی وفات کے بعد کیا گویا ہماری پہلی ماں حضرت خدیجہ ہیں، دوسری ماں بی بی سودہ ہیں، مدینہ منورہ کی طرف آپ نے ہجرت کی آخر میں آپ نے اپنی باری جناب عائشہ صدیقہ کو دے دی تھی ۵۴ھ چون میں مدینہ منورہ میں آپ کی

وفات ہوئی۔

(۲) ام سلمہ: آپ کا نام ہند بنت ابی امیہ ہے، پہلے حضرت ابوسلمہ کے نکاح میں تھیں، ۴ھ چار میں جب ابوسلمہ کا انتقال ہوگیا تو حضور انور کے نکاح میں آئیں۔ اسی سال شوال کے مہینہ میں نکاح ہوا آپ کی عمر چوراسی سال ہوئی ۵۹ انسٹھ میں وفات ہوئی۔ آپ سے آپ کی بیٹی زینب اور عائشہ صدیقہ وغیرہما نے روایات لیں۔

(۳) ام سلیم: آپ ملحان کی بیٹی ہیں، آپ کا نام سہلہ یا رمانہ یا ملیکہ یا غمیصہ یا رمیصا ہے، آپ کا نکاح مالک ابن نضر سے ہوا جو حضرت انس کے والد ہیں، حضرت انس مالک ابن نضر کے بیٹے ہیں، آپ کے شکم سے پھر مالک مشرک ہوکر ہی قتل ہوا، آپ ایمان لائیں ابوطلحہ نے آپ کو نکاح کا پیغام دیا آپ بولیں کہ اگر تم مسلمان ہوجاؤ تو تم سے نکاح کرلوں گی اور سواء اسلام کے کوئی مہر نہ لوں گی چنانچہ ابوطلحہ ایمان لائے اور آپ سے نکاح کیا، ایک مخلوق نے آپ سے احادیث روایت کیں۔

(۴) سبیعہ بنت حارث: آپ اسلمیہ ہیں، سعد ابن خولہ کی زوجہ سعد کی وفات، حجۃ الوداع میں مکہ معظمہ میں ہوئی۔

(۵) سہیمہ بنت عمیر: آپ مزینہ ہیں، رکانہ ابن عبد زید کی بیوی ہیں۔

(۶) سلامہ بنت حر: آپ ازدیہ یا فزاریہ۔

(۷) سلمٰی: آپ رافع کی والدہ اور ابو رافع کی بیوی ہیں، حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ کی دائی یعنی دودھ کی ماں ہیں، حضرت فاطمہ کو بنت عمیس کے ساتھ غسل میت دیا۔

☆☆☆☆☆

ش۔۔۔صحابہ کرام

(۱) شداد ابن اوس: آپ کی کنیت ابویعلی ہے انصاری ہیں، حضرت حسان بن ثابت کے چچا زاد بھائی ہیں، آخر میں بیت المقدس میں رہے بہتر سال عمر ہوئی، ۸۵ پچاسی میں وفات پائی، شام میں مزار ہے، عبادہ ابن صامت اور ابوالدرداء فرماتے ہیں کہ انہیں علم وحکمت عطا ہوئی۔

(۲) شریح ابن ہانی: آپ کی کنیت ابوالمقدام ہے، حارثی ہیں، حضور انور نے آپ کے والد کی کنیت ابوشریح رکھی چنانچہ ہانی ابن یزید کی کنیت ابوشریح ہے حضرت علی کے ساتھیوں میں سے ہیں۔

(۳) شرید ابن سوید: آپ ثقفی ہیں، حضرموت کے رہنے والے۔

(۴) شکل ابن حمید: آپ عبسی ہیں، آپ سے آپ کے بیٹے شتیر نے روایات لیں۔

(۵) شریک ابن سحماء: خیال رہے کہ سحماء آپ کی ماں کا نام ہے آپ کے والد کا نام عبدہ ابن مغیث ہے، آپ کو ہی بلال ابن امیہ نے زنا کی تہمت لگائی تھی اپنی بیوی سے اور پھر لعان کیا تھا، آپ اپنے والد عبدہ کے ساتھ غزوہ احد میں شریک ہوئے رضی اللہ عنہم۔

(۶) ابوشبرمہ: خیال رہے کہ شبرمہ شین کے پیش با کے سکون سے ہے آپ صحابی ہیں، حضور انور کے زمانہ پاک میں ہی آپ کی وفات ہوگئی تھی۔

(۷) ابوشریح: آپ کا نام خویلد ابن عمر ہے، کعبی عدوی، خزاعی ہیں، فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے ۶۸ اڑسٹھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، اپنی کنیت میں مشہور ہے۔

ش۔۔۔تابعین کرام

(۱) شقیق ابن ابی سلمہ: آپ کی کنیت ابووائل ہے اسدی ہیں حضور انور کا زمانہ پایا مگر زیارت نہ کرسکے فرماتے ہیں کہ میں حضور انور کے ظہور نبوت کے وقت بیس سال کا تھا جنگل میں اپنی بکریاں چرایا کرتا تھا بہت صحابہ سے ملاقات ہے، حضرت ابن مسعود کے خاص ساتھیوں میں ہیں، بڑے محدث اور ثقہ تھے ۹۹ھ میں یا حجاج کے زمانہ میں وفات پائی۔

(۲) شریق ہوزنی: تابعی ہیں حضرت عائشہ صدیقہ سے احادیث لیں۔

(۳) شریک ابن شہاب: آپ حارثی بصری ہیں، حضرت ابوبرزہ اسلمی سے احادیث کے راوی۔

(۴) **شریح ابن عبیدہ:** آپ حضرمی ہیں چند صحابہ سے روایات لیتے ہیں۔

(۵) **شعبی:** آپ کا نام شرحبیل ہے، کوفی ہیں، خلافت فاروقی میں پیدا ہوئے، پانچ سو صحابہ سے ملاقات ہے، فرماتے ہیں میں نے کبھی کوئی حدیث کاغذ پر نہیں لکھی یعنی دل میں لکھیں۔ ابن عیینہ فرماتے ہیں کہ اپنے زمانہ میں عبداللہ ابن عباس امام تھے پھر اپنے زمانہ میں شعبی پھر اپنے زمانہ میں سفیان ثوری اور امام زہری کہتے ہیں کہ علماء چار ہوئے: مدینہ منورہ میں سعید ابن مسیب، کوفہ میں امام شعبی، بصرہ میں خواجہ حسن بصری اور شام میں مکحول، آپ نے بیاسی سال عمر پائی ۱۰۴ ایک سو چار میں وفات ہوئی۔

(۶) **ابن شہاب:** آپ کا نام زہری ہے آپ کے حالات زکی تختی میں بیان ہو چکے ہیں۔

ش۔۔۔صحابیات

(۱) **شفاء بنت عبداللہ:** آپ قرشیہ عدویہ ہیں، آپ کا نام لیلی ہے لقب شفاء ہجرت سے پہلے ایمان لائیں بڑی عقل وسمجھ والی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے گھر تشریف لاتے تھے وہاں آرام فرماتے تھے آپ نے حضور کے لیے بستر و تہبند علیحدہ رکھا ہوا تھا جس میں حضور آرام فرماتے تھے۔ مترجم کہتا ہے کہ حضور انور کو پہلے دودھ آپ نے ہی پلایا۔

(۲) **ام شریک:** آپ انصاریہ ہیں، فاطمہ بنت قیس کی عدت کے بیان میں آپ کا ذکر آتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ام شریک عتبہ انصاری کی زوجہ ہیں۔ خیال رہے کہ ایک ام شریک قرشیہ بھی ہیں جو لوی ابن غالب کی اولاد سے ہیں، یہ انصاریہ ہیں۔

☆☆☆☆☆

ص۔۔۔صحابہ کرام

(۱) صفوان ابن عسال: آپ مرادی ہیں، کوفہ میں قیام رہا۔

(۲) صفوان ابن معطل: آپ کی کنیت ابوعمرو ہے سلمی ہیں، تمام غزوات میں شریک ہوئے، حضرت ام المؤمنین کی تہمت کا واقعہ آپ ہی کے متعلق ہوا، آپ بڑے متقی اور صاحب خیر شجاع تھے، ۱۰ دس میں غزوہ آرمینیا میں شہید ہوئے، ساٹھ سال سے زیادہ عمر پائی مشہور صحابی ہیں۔

(۳) صفوان ابن امیہ: آپ امیہ ابن خلف کے بیٹے ہیں، جمحی قرشی ہیں، فتح کے دن بھاگ گئے تھے عمیر ابن وہب نے آپ کے لیے امان حاصل کی۔ حضور انور نے امن دے دی عمیر آپ کو تلاش کر کے لائے آپ حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوکر بولے عمیر نے مجھ سے کہا کہ آپ نے مجھے اس شرط پر امان دی ہے کہ میں دو ماہ تک سفر میں رہوں حضور انور نے امان عطا فرمائی آپ حنین اور طائف میں شریک ہوئے، حضور انور نے آپ کو غنیمت سے بہت مال عطا فرمایا آپ ہجرت کر کے مدینہ منورہ حاضر ہوئے، آپ کی بیوی آپ سے ایک ماہ پہلے ایمان لائیں۔ صفوان کے ایمان لانے پر حضور نے آپ کا نکاح قائم رکھا، حضرت صفوان نے مکہ معظمہ میں ۴۲ بیالیس میں وفات پائی، آپ غزوہ طائف میں ایمان لائے۔

(۴) صخر ابن وداعہ: آپ غامدی ہیں، ازدی ہیں، طائف میں رہے۔

(۵) صخر بن حرب: آپ کی کنیت ابوسفیان ہے امیر معاویہ کے والد، آپ کا ذکر سین کی تختی میں ہو چکا ہے۔

(۶) صہیب ابن سنان: آپ عبداللہ بن جدعان کے آزاد کردہ ہیں، تیمی ہیں، آپ کی کنیت ابویحیٰی ہے آپ کا وطن موصل کے علاقہ میں تھا، رومیوں نے ان پر حملہ کیا آپ کو غلام بنالیا اس وقت آپ بچے تھے پھر رومیوں میں آپ کی پرورش ہوئی حتی کہ آپ کو عبداللہ ابن جدعان نے خرید کر آزاد کیا۔ آپ اور عمار ابن یاسر ایک ہی دن مکہ معظمہ ایمان لائے، جب کہ حضور انور دار ارقم میں تھے اور اس وقت تک تیس سے کچھ زیادہ آدمی مسلمان ہوئے تھے مکہ معظمہ میں آپ کو اسلام کی وجہ سے بہت سخت ایذائیں دی گئیں، پھر آپ مدینہ منورہ ہجرت کر کے آگئے، آپ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی" وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡرِىۡ نَفۡسَهُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰهِ نوے سال عمر ہوئی، مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت بقیع میں دفن ہوئے۔

(۷) صعب ابن جثامہ: آپ لیثی ہیں، ودان اور ابواء میں قیام پذیر رہے تھے، خلافت صدیقی میں وفات ہے۔

(۸) صنابحی: آپ اسی نام سے مشہور ہیں کیونکہ آپ صنابح ابن زاہر ابن عامر قبیلہ سے ہیں جو مراد کے خاندان میں سے

ہے آپ کا نسل نامعلوم نہ ہے۔

(۹) ابو صرمہ: آپ کا نام مالک ابن قیس ہے مازنی ہیں، بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔

ص۔۔۔تابعین عظام

(۱) صالح ابن خوات: آپ انصاری مدنی ہیں، ابو سہل ابن ابی حثمہ سے آپ کی ملاقات ہے۔

(۲) صالح ابن درہم: آپ باہلی ہیں، حضرت ابوہریرہ سے احادیث روایت کرتے ہیں۔

(۳) صالح ابن حسان: مدنی ہیں، بصرہ میں رہے امام بخاری کہتے ہیں، منکر الحدیث ہیں۔

(۴) صخر ابن عبداللہ: آپ عبداللہ ابن بریدہ کے بیٹے ہیں، اپنے والد اور دادا سے احادیث روایت کرتے ہیں۔

(۵) صفوان ابن سلیم: آپ زہری ہیں، حمید ابن عبدالرحمن ابن عوف کے آزاد کردہ ہیں، جلیل القدر تابعی ہیں، اہل مدینہ سے ہیں، بندگانِ صالحین سے ہیں، چالیس سال زمین سے پیٹھ نہ لگائی، زیادہ سجدہ کی وجہ سے پیشانی میں گڑھا پڑ گیا تھا کبھی بادشاہی عطیہ قبول نہیں کیا آپ کے بہت فضائل ہیں، ۱۳۲ ایک سو بتیس میں وفات پائی۔

(۶) ابو صالح: آپ کا نام ذکوان ہے سمان اور زیات لقب ہے مدنی ہیں، چونکہ تیل اور گھی کوفہ لے جاتے تھے اس لیے آپ کے یہ القاب ہوئے۔ ام المؤمنین جویریہ بنت حارث کے آزاد کردہ ہیں، آپ سے بہت احادیث مروی ہیں۔

ص۔۔۔صحابیات

(۱) صفیہ: آپ حی ابن اخطب کی بیٹی ہیں، بنی اسرائیل سے ہیں، حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہیں، پہلے کنانہ ابن ابی حقیق کے نکاح میں تھیں جو جنگ خیبر میں مارا گیا یعنی محرم ۷ سات میں آپ قید ہو کر آئیں اور دحیہ کلبی ابن خلیفہ کلبی کے حصہ میں آئیں، حضور انور نے سات غلام انہیں دے کر ان سے خرید لیں انہیں آزاد فرما کر خود ان سے نکاح فرما لیا یعنی ام المؤمنین ہیں، ۵۰ پچاس میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی، بقیع میں دفن ہوئیں، آپ سے حضرت انس اور عبداللہ ابن عمر وغیرہما نے احادیث روایت کیں۔

(۲) صفیہ بنت عبدالمطلب: آپ حضور انور کی پھوپھی ہیں، اسلام سے پہلے حارث ابن حرب کے نکاح میں تھیں اس کی موت کے بعد عوام ابن خویلد کے نکاح میں آئیں ان سے حضرت زبیر پیدا ہوئے، بہت عمر پائی خلافت فاروقی ۲۰ بیس میں وفات پائی تہتر سال عمر ہوئی مدینہ منورہ کے قبرستان میں بقیع میں دفن ہوئیں۔

(۳) صفیہ بنت ابی عبید: آپ ثقفیہ ہیں، مختار ابن ابی عبید کی بہن ہیں، عبداللہ ابن عمر کی زوجہ حضور انور کی صحبت یافتہ ہیں، آپ کے کلام سے مگر کسی حدیث کی حضور سے روایت نہیں کی حضرت عائشہ حفصہ وغیرہم سے روایات لیتی ہیں۔

(۴) صفیہ بنت شیبہ: آپ حجی ہیں۔ حق یہ ہے کہ آپ نے حضور انور سے احادیث روایت نہیں کیں۔

(۵) صماء بنت بسر: آپ مازنیہ ہیں، صحابیہ ہیں، آپ کا نام بہیمہ ہے، صماء لقب ہے۔

☆☆☆☆☆

ض۔۔۔صحابہ کرام

(۱) ضماد ابن ثعلبہ: آپ قبیلہ ازدشنوءہ سے ہیں، اسلام سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت دوست تھے آپ طبیب بھی تھے اور دوم درود کرنے والے بھی اسلام کی ابتداء میں ہی مسلمان ہوگئے تھے، جب حضور انور نے آپ کو قرآن سنایا تو آپ نے فرمایا کہ یہ کلمات سمندر کی تہہ تک پہنچے ہوئے ہیں، حضرت ابن عباس وغیرہ نے آپ سے روایات لیں ہیں۔

(۲) ضحاک ابن سفیان: آپ کلابی عامری اہل مدینہ سے ہیں، نجد جایا کرتے تھے، حضور انور نے آپ کو آپ کی قوم کا حاکم بنایا، آپ سو پہلوانوں کے برابر سمجھے جاتے تھے بہادری کی وجہ سے، خطرہ کے وقت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر شریف کے پاس ننگی تلوار لے کر کھڑے ہوتے تھے حفاظت کے لیے۔

ض۔۔۔تابعین عظام

(۱) ضحاک ابن فیروز: آپ دیلمی تابعی ہیں، آپ کا شمار اہلِ بصرہ میں ہے۔

(۲) ضرار ابن صرد: آپ کی کنیت ابونعیم ہے، لقب طحان، کوفی ہیں، معتمر ابن سلیمان سے آپ کی ملاقات ہے علی ابن منذر وغیرہ آپ سے احادیث روایت کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

ط۔۔۔صحابہ کرام

(۱) طلحہ ابن عبید اللہ: آپ کی کنیت ابومحمد ہے، قرشی ہیں، عشرہ مبشرہ سے ہیں، پرانے مومن ہیں، ۱۰۰ بدر نے تمام غزوات میں شریک ہوئے، بدر کے دن حضور انور نے انہیں سعید ابن زید کے ساتھ ابوسفیان کے قافلہ کی تحقیق کے لیے بھیجا تھا آپ بین بدر کے دن واپس ہوئے، احد کے دن حضور انور کی حفاظت اپنے ہاتھ سے کی، چوبیس زخم کھائے ہاتھ کی انگلی بے کار ہوگئی، بعض روایات میں ہے کہ اس دن آپ نے ۷۵ زخم کھائے تلواروں نیزوں وغیرہ کے، جمل کے واقعہ میں جمعرات کے دن ۳۶ھ تیس میں بیس جمادی آخرہ کو شہید ہوئے، چونسٹھ سال عمر پائی بصرہ میں دفن ہوئے، مترجم نے قبر شریف کی زیارت کی ہے۔

(۲) طلحہ ابن براء: آپ انصاری ہیں، حضور انور کے زمانہ پاک میں آپ کی وفات ہوئی، حضور انور نے جنازہ پڑھایا اور دعا کی کہ الٰہی تو اس سے راضی ہو کر ملاقات فرما اہل حجاز میں آپ کا شمار ہے۔

(۳) طلق ابن علی: آپ کی کنیت ابوعلی ہے حنفی یمانی ہیں، طلق ابن ثمامہ بھی آپ کو کہا جاتا ہے۔

(۴) طارق ابن شہاب: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے بجلی کوفی ہیں، حضور انور کی زیارت کی مگر آپ سے احادیث بہت ہی کم مروی ہیں، خلافت صدیقی و فاروقی میں ۳۳ تینتیس جہاد کیے اور ۸۲ھ میں وفات پائی۔

(۵) طارق ابن سوید: آپ صحابی ہیں، آپ سے ایک حدیث شراب کے متعلق مروی ہے۔

(۶) طفیل ابن عمرو: آپ دوسی ہیں، مکہ معظمہ میں ہی ایمان لے آئے تھے، پھر اپنی قوم میں چلے گئے، حضور انور کی ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے، حضور انور کی وفات تک وہاں ہی رہے۔حق یہ ہے کہ خلافت صدیقی میں یمامہ کے جہاد میں شہید ہوئے، آپ کا شمار اہل حجاز میں ہے۔

(۷) ابوطفیل: آپ کا نام عامر ابن واثلہ ہے لیثی کنانی ہیں، حضور انور کی صحبت پاک میں آٹھ سال رہے ۱۰۲ ایک سو دو میں وفات ہوئی آپ آخری صحابی ہیں کہ آپ کی وفات سے زمین صحابہ سے خالی ہوگئی۔

(۸) ابوطیبہ: آپ کا نام نافع ہے محیصہ ابن مسعود انصاری کے غلام تھے حجام تھے یعنی فصد کھولنے والے جراح آپ نے حضور کی فصد کھولی۔(مترجم)

(۹) ابوطلحہ: آپ کا نام زید ابن سہل ہے، انصاری نجاری ہیں، اپنی کنیت میں مشہور ہیں، حضرت انس کے سوتیلے والد اعلیٰ درجہ کے تیر انداز تھے حضور انور نے فرمایا کہ لشکر میں ابوطلحہ کی صرف آواز بڑی جماعت سے بہتر ہے ۷۷ ستتر سال عمر پائی

اس ۳۱ھ اکتیس میں وفات ہوئی بیعت عقبہ میں ستر انصاریوں کے ساتھ آپ آئے تھے۔ پھر غزوہ بدر وغیرہ تمام غزوات میں شامل ہوئے۔ آپ سے ایک جماعت نے روایات کیں۔

ط۔۔۔تابعین عظام

(۱) طلحہ ابن عبداللہ: آپ عبداللہ ابن کریز کے فرزند ہیں، خزاعی ہیں، تابعی ہیں اہل مدینہ سے ہیں۔ بہت صحابہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

(۲) طلحہ ابن عبداللہ: آپ عبداللہ ابن عوف کے بیٹے ہیں۔ زہری قرشی ہیں، مشہور تابعی ہیں، اہل مدینہ سے ہیں، بڑے سخی تھے اپنے چچا عبدالرحمن ابن عوف سے احادیث لیتے، ۹۹ ننانوے میں وفات ہوئی۔

(۳) طلق ابن حبیب: آپ عنزی بصری ہیں، بہت عبادت گزار تھے بہت صحابہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

(۴) طفیل ابن ابی ابن کعب: آپ انصاری ہیں، تابعی ہیں، آپ کی احادیث حجاز میں بہت مشہور ہیں۔

(۵) طاؤس ابن کیسان: آپ خولانی ہمدانی یمانی ہیں، اصل میں فارسی النسل ہیں، بڑے عالم وعامل تھے، ۱۰۵ ایک سو پانچ میں وفات ہوئی۔

(٦) ابن طاب: یہ وہ صاحب ہیں جن کی طرف کھجور کی ایک قسم منسوب ہے جسے رطب ابن طاب کہتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

ظ۔۔۔صحابہ کرام

(1) ظہیر ابن رافع: آپ حارثی انصاری اوسی ہیں، دوسری بیعت عقبہ میں شریک ہوئے، پھر بدر وغیرہ غزوات میں شامل ہوئے۔خیال رہے کہ ظہیر کے والد رافع یہ اور ہیں رافع ابن خدیج نہیں ہیں۔

☆☆☆☆☆
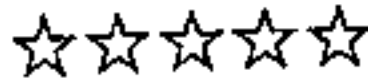
ع۔۔۔صحابہ کرام

(۱) عمر ابن خطاب: آپ کا لقب فاروق ہے، کنیت ابوحفص عدوی قرشی ہیں، نبوت کے چھٹے یا پانچویں سال ایمان لائے آپ سے پہلے چالیس مرد گیارہ عورتیں مسلمان ہو چکے تھے۔ بعض نے فرمایا کہ آپ سے چالیس مؤمنوں کا وعدہ پورا ہوا آپ کے ایمان لانے کے دن مکہ میں اسلام چمکا تین دن پہلے حضرت حمزہ ایمان لا چکے تھے۔ آپ کی بہن فاطمہ بنت خطاب آپ کے ایمان کا ذریعہ بنیں اس دن حضور انور دارارقم میں تھے، صفا کے پاس جب آپ وہاں پہنچے تو جناب حمزہ حضور انور کے پاس تھے آپ نے دروازہ بجایا حاضرین بارگاہ باہر آئے جناب حمزہ نے پوچھا کون ہے لوگوں نے کہا عمر ہیں حضور انور باہر نکلے آپ کے دامن کو جھٹکا دیا آپ کھڑے نہ رہ سکے بیٹھ گئے دوزانو حضور نے فرمایا اے عمر کیا ابھی تمہارے ایمان کا وقت نہیں آیا آپ نے فوراً کلمہ پڑھ لیا، حاضرین نے خوشی سے نعرہ تکبیر لگایا جو حرم شریف میں سنا گیا آپ نے عرض کیا یارسول اللہ کیا ہم حق پر اور کفار باطل پر نہیں ہیں، حضور انور نے فرمایا خدا کی قسم تم حق پر ہو عرض کیا پھر ہم چھپتے کیوں ہیں۔ چنانچہ مسلمان دوصفوں میں نکلے ایک میں حضرت حمزہ تھے دوسری صف میں حضرت عمر آپ کے سینے سے چکی کی سی آواز نکل رہی تھی آپ کو اور حضرت حمزہ کو کفار قریش نے مؤمنین کی صف میں دیکھا تو ان کے ہاں صف ماتم بچھ گئی بہت غمگین ہوئے حضور نے آپ کو فاروق کا لقب دیا جب آپ ایمان لائے تو جبریل امین حاضر خدمت ہو کر بولے یارسول اللہ آج حضرت عمر کے ایمان پر فرشتوں میں مبارکباد کی دھوم مچی ہے۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں اگر تمام دنیا والوں کے علوم ایک پلہ میں رکھے جاویں اور حضرت عمر کا علم دوسرے پلہ میں تو حضرت عمر کا علم وزنی ہوگا۔ حضرت عمر کی وفات سے نو حصے علم اٹھ گیا دسواں حصہ باقی رہ گیا، آپ حضور کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے، پہلے آپ ہی کا لقب امیر المؤمنین ہوا ابوبکر صدیق کے بعد آپ خلیفہ ہوئے، آپ چھبیس ذی الحجہ ۲۳ھ تئیس بدھ کے روز ایک یہودی غلام ابولولو کے خنجر سے محراب النبی میں نماز فجر پڑھاتے ہوئے شہید کیے گئے اور دسویں محرم اتوار کے دن ۲۴ھ کو پہلوئے مصطفوی میں گنبدِ خضرا کے اندر دفن کیے گئے ساڑھے دس سال خلافت کی تریسٹھ سال عمر پائی، حضرت صہیب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ خیال رہے کہ آپ سے پانچ سو انتالیس احادیث مروی ہیں دس حدیثیں متفق علیہ ہیں، نو حدیثیں صرف بخاری میں ہیں پندرہ حدیثیں مسلم میں ہیں۔ (مترجم از حاشیہ) عمر کے معنی ہیں آباد کرنے والے آپ نے اسلام کو آباد کیا آپ کی شہادت سے اسلام گویا یتیم ہو گیا۔ (مترجم)

(۲) عمر ابن ابی سلمہ: آپ کے والد ابوسلمہ کا نام عبداللہ ابن عبدالاسد ہے، آپ مخزومی قرشی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوتیلے بیٹے ہیں یعنی جناب ام سلمہ کے فرزند آپ حبشہ میں پیدا ہوئے، ۲ ہجری میں حضور انور کی وفات کے وقت نو سال

کے تھے عبدالملک ابن مروان کی حکومت میں ۸۳ تراسی میں وفات پائی۔

(۳) عثمان ابن عفان: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے اموی قرشی ہیں، آپ شروع اسلام میں ہی حضرت ابوبکر صدیق کی تبلیغ سے انہیں کے ہاتھ پر اسلام لائے ابھی حضور انور دارارقم میں نہیں گئے تھے آپ نے حبشہ کی طرف دو ہجرتیں کیں آپ غزوہ بدر میں شریک نہ ہوسکے کیونکہ آپ کی زوجہ رقیہ بنت رسول اللہ بیمار تھیں حضور انور کے حکم سے مدینہ منورہ میں رہے حضور نے بدر کی غنیمت سے حصہ آپ کو دیا، نیز صلح حدیبیہ کے موقعہ پر بیعت الرضوان میں جسماً شریک نہ ہوئے کیونکہ حضور انور نے آپ کو اپنا نمائندہ بنا کر اہل مکہ کے پاس صلح کی بات چیت کرنے بھیجا تھا اور یہ بیعت آپ کے پیچھے ہوئی تھی اس خبر پر کہ عثمان کو اہل مکہ نے شہید کردیا۔ حضور انور نے اپنے بائیں ہاتھ کے متعلق فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور آپ نے داہنے ہاتھ کے متعلق فرمایا کہ یہ محمد مصطفی کا ہاتھ ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور بیعت کی چونکہ حضور انور کی دو بیٹیاں رقیہ وکلثوم آگے پیچھے حضرت عثمان کے نکاح میں آئیں اسی لیے آپ کا لقب ذوالنورین ہے یعنی دو نور والے۔ آپ یکم محرم ۲۴ چوبیس کو خلیفہ بنے بیاسی سال عمر پائی بارہ برس خلافت کی آپ کو اسود تجیبی مصری نے یا کسی اور نے شہید کیا اور جنت البقیع کے کنارے پر دفن ہوئے، شہادت اٹھارہ ذی الحجہ جمعہ کے دن ۳۵ پینتیس کو ہوئی۔

(۴) عثمان ابن عامر: آپ کی کنیت ابوقحافہ ہے حضرت ابوبکر صدیق کے والد ماجد ہیں، قرشی تیمی ہیں، فتح مکہ کے دن ایمان لائے خلافت فاروقی تک زندہ رہے ۱۴ھ چودہ میں فات پائی ۹۷ ستانوے سال عمر ہوئی آپ سے ابوبکر صدیق اور اسماء بنت صدیق نے روایات لیں۔

(۵) عثمان ابن مظعون: آپ کی کنیت ابوسائب ہے جمحی قرشی ہیں، تیرہ مردوں کے بعد ایمان لائے دو ہجرتیں کیں غزوہ بدر میں شریک ہوئے، زمانہ جاہلیت میں بھی کبھی شراب نہ پی آپ مدینہ منورہ میں پہلے مہاجرین ہیں جن کی وفات ہوئی ہجرت کے ۳۰ ماہ بعد وفات پائی، حضور انور نے آپ کی میت کی پیشانی چومی بعد دفن فرمایا کہ تم ہمارے بہترین پیش رو ہو، جنت بقیع میں دفن ہوئے، بڑے عابد زاہد تھے آپ سے آپ کے بیٹے سائب نے اور بھائی قدامہ ابن مظعون نے احادیث لیں۔

(۶) عثمان ابن طلحہ: آپ عبدری، قرشی جمحی ہیں، ۴۲ بیالیس میں مکہ معظمہ میں وفات پائی۔

(۷) عثمان ابن حنیف: آپ انصاری ہیں، سہل کے بھائی ہیں، آپ کو حضرت عمر نے سواد عراق اور جہانیہ کا حاکم بنایا تھا وہاں کے باشندوں کفار پر جزیہ قائم کیا تھا پھر حضرت علی نے بصرہ کا حاکم بنایا وہاں سے آپ کو طلحہ وزبیر نے نکال دیا جب کہ وہ دونوں جنگ جمل میں وہاں آئے پھر آپ کوفہ میں رہے امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات پائی آپ سے بہت لوگوں

نے روایات لیں۔

(۸) عثمان ابن ابوالعاص: آپ ثقفی ہیں، آپ کو حضور انور نے طائف کا حاکم بنایا آپ وہاں حضرت عمر کی خلافت کے دو سال تک حاکم رہے، حضرت عمر نے آپ کو وہاں سے ہٹا کر عمان اور بحرین کا حاکم بنایا آپ حضور انور کی خدمت میں وفد بنی ثقیف میں آئے تھے اس وقت آپ کی عمر ۲۹ انتیس سال تھی، آپ ۱۰ دس ہجری میں آئے تھے آخر میں بصرہ میں رہے۔ وہاں ہی وفات ہوئی ۵۱ اکیاون میں وفات پائی۔ حضور انور کی وفات کے بعد جب بنی ثقیف نے مرتد ہوجانے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ اے میری قوم تم آخر مؤمنین ہو اب اول مرتدین نہ بنو۔ چنانچہ وہ لوگ اس حرکت سے باز رہے خواجہ حسن بصری وغیرہم نے آپ سے احادیث روایت کیں۔

(۹) علی ابن ابی طالب: آپ کی کنیت ابوالحسن بھی ہے اور ابوتراب بھی قرشی ہاشمی ہیں، حضور انور کے چچازاد بھائی اور داماد، بعض نے فرمایا کہ مردوں میں سب سے پہلے آپ ایمان لائے اس وقت آپ کی عمر شریف دس بارہ سال تھی سوا تبوک کے سارے غزوات میں حضور انور کے ساتھ شریک ہوئے، غزوہ تبوک میں حضور انور نے مدینہ منورہ اور اپنے گھر بار کا انتظام فرمانے کے لیے آپ کو مدینہ منورہ میں چھوڑا تھا اور فرمایا تم کو مجھ سے وہ ہی نسبت ہے جو حضرت ہارون کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی آپ گندمی رنگ بڑی آنکھوں والے بڑے پستہ قد تھے اٹھارہ ذی الحجہ جمعہ کے دن یعنی عین شہادت عثمان غنی کے دن ۳۵ پینتیس کو خلیفہ ہوئے، آپ کو عبدالرحمن ابن ملجم مرادی نے اٹھارہ رمضان المبارک جمعہ کے دن ۴۰ھ چالیس میں آپ پر حملہ کیا تین دن بعد آپ کی وفات ہوئی، آپ کو حسنین کریمین اور عبداللہ ابن جعفر نے غسل دیا، امام حسن نے نماز پڑھائی، عمر شریف تریسٹھ سال ہوئی، خلافت چار سال نو مہینہ چند دن ہوئی۔ مترجم کہتا ہے کہ آپ کے فضائل بے شمار ہیں، آپ کے گھر میں حضور انور نے اور حضور کے گھر میں آپ نے پرورش پائی، آپ ہی نسل مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل ہیں، کوفہ کے قریب نجف اشرف میں مزار پر انوار ہے فقیر نے زیارت کی ہے۔ حضرت علی سے پانچ سو چھیاسی احادیث مروی ہیں جن میں بیس متفق علیہ ہیں نو بخاری کی ہیں اور پندرہ مسلم میں۔ (خلاصہ)

(۱۰) علی ابن طلق: آپ حنفی یمامی ہیں، آپ سے سلم ابن سلام نے روایات لیں۔

(۱۱) عبدالرحمن ابن عوف: آپ کی کنیت ابومحمد ہے زہری قرشی ہیں، عشرہ مبشرہ سے ہیں، حضرت ابوبکر صدیق کی تبلیغ سے آپ کے ہاتھ پر ایمان لائے دو ہجرتوں والے ہیں، حضور کے ساتھ سارے غزوات میں شریک ہوئے، غزوہ احد میں حضور کے ساتھ ثابت قدم رہے غزوہ تبوک میں حضور انور نے آپ کو مدینہ منورہ میں چھوڑا غزوہ احد میں بیس سے زیادہ زخم کھائے پاؤں میں زخم کی وجہ سے لنگ ہوگیا تھا۔ واقعہ فیل کے دس سال بعد پیدا ہوئے اور ۳۲ بتیس میں وفات ہوئی بہتر سال عمر ہوئی بقیع میں دفن ہوئے، آپ کے پیچھے حضور انور نے فجر کی ایک رکعت نماز پڑھی۔ (مترجم)

(۱۲) عبدالرحمن ابن ابزی: آپ خزاعی ہیں، نافع ابن عبدالحارث کے آزاد کردہ ہیں، کوفہ میں قیام رہا حضرت علی نے خراسان کا حاکم مقرر فرمایا۔ حضور انور کے پیچھے بہت نمازیں پڑھیں ہیں، کوفہ میں وفات پائی وہاں ہی مزار واقع ہے۔

(۱۳) عبدالرحمن ابن ازہر: آپ قرشی ہیں، عبدالرحمن ابن عوف کے بھتیجے ہیں، غزوہ حنین میں شریک ہوئے، آپ کے بیٹے عبدالحمید نے آپ سے احادیث لیں۔

(۱۴) عبدالرحمن ابن ابی بکر: آپ صدیق اکبر کے صاحبزادہ ہیں، عائشہ صدیقہ کے سگے بھائی کہ دونوں کی ماں ام رومان ہیں، حدیبیہ کے سال اسلام لائے ابوبکر صدیق کے سب سے بڑے بیٹے ہیں، ۵۳ھ میں وفات ہے۔

(۱۵) عبدالرحمن ابن حسنہ: آپ کی ماں کا نام حسنہ ہے باپ کا نام عبداللہ ابن مطاع ہے ماں کی نسبت سے مشہور ہیں۔

(۱۶) عبدالرحمن ابن شرحبیل: آپ شرحبیل ابن حسنہ کے بیٹے ہیں یعنی عبدالرحمن ابن حسنہ کے بھتیجے صحابی ہیں، فتح مصر میں شریک تھے۔

(۱۷) عبدالرحمن ابن یزید: آپ یزید ابن خطاب کے بیٹے ہیں یعنی عمر فاروق کے بھتیجے عدوی قرشی ہیں، آپ کو آپ کے دادا ابولبابہ حضور کی خدمت میں لائے حضور نے آپ کی تحنیک کی (گڑتی دی) اور آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا دعا برکت کی جب آپ چھ سالہ تھے تو حضور انور کی وفات ہوگئی، حضرت عمر سے روایات لیں عبداللہ ابن زبیر کے زمانہ میں وفات ہوئی عبدالرحمن ابن عمر سے پہلے۔

(۱۸) عبدالرحمن ابن سمرہ: آپ قرشی ہیں، فتح مکہ کے دن ایمان لائے، پھر حضور انور کے ساتھ رہے آپ کا شمار اہل بصرہ سے ہے ۵۱ اکیاون میں وہاں ہی وفات پائی ایک خلقت نے آپ سے روایات لیں۔

(۱۹) عبدالرحمن ابن سہل: آپ انصاری ہیں، خیبر میں قتل کیے گئے، قسامۃ کا واقعہ آپ ہی کا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔

(۲۰) عبدالرحمن ابن شبل: آپ انصاری ہیں، اہل مدینہ میں آپ کا شمار ہے۔

(۲۱) عبدالرحمن ابن عثمان: آپ تیمی قرشی ہیں، طلحہ ابن عبداللہ کے بھتیجے ہیں، آپ سے کوئی حدیث مروی نہیں۔

(۲۲) عبدالرحمن ابن ابی قراد: آپ اسلمی ہیں، اہل حجاز میں آپ کا شمار ہے۔

(۲۳) عبدالرحمن ابن کعب: آپ کی کنیت ابویعلیٰ ہے مازنی انصاری ہیں، غزوہ بدر میں شریک ہوئے ۲۴ چوبیس میں

وفات پائی آپ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی" تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ" الخ۔

(۲۴) **عبدالرحمن ابن یعمر:** آپ دیلمی ہیں، صحابی ہیں۔خراسان گئے ہیں،کوفہ میں رہے ہیں۔

(۲۵) **عبدالرحمٰن ابن عائش:** آپ حضرمی ہیں، اہلِ شام میں آپ کا شمار ہے آپ کی صحابیت میں اختلاف ہے۔حق یہ ہے کہ آپ سے کوئی حدیث مرفوع مروی نہیں آپ کی روایت مرسل ہے۔

(۲۶) **عبدالرحمن ابن ابی عمیرہ:** آپ قرشی ہیں،شامی ہیں،آپ کی صحابیت یقین سے ثابت نہیں، مضطرب الحدیث ہیں۔

(۲۷) **عبداللہ ابن ارقم:** آپ زہری ہیں،قرشی ہیں، فتح مکہ کے سال اسلام لائے،حضور انور کے کاتب رہے پھر جناب صدیق و فاروق کے،حضرت عمر نے آپ کو افسر مال بنایا تھا، پھر عثمان غنی نے مگر خلافت عثمانی میں آپ نے استعفا دے دیا اسی خلافت عثمانی میں وفات پائی۔

(۲۸) **عبداللہ ابن ابی اوفی:** آپ کے والد ابی اوفی کا نام علقمہ ابن قیس ہے آپ اسلمی ہیں، صلح حدیبیہ اور غزوہ خیبر اور ان کے بعد والے غزوات میں شریک ہوئے حضور انور کی وفات تک مدینہ منورہ میں رہے، پھر کوفہ چلے گئے، آپ کوفہ کے آخری صحابی ہیں کہ آپ کی وفات سے کوفہ صحابہ سے خالی ہوگیا، ستاسی سال عمر ہوئی امام شعبی وغیرہ نے آپ سے روایات لیں۔

(۲۹) **عبداللہ ابن انیس:** آپ جہنی انصاری ہیں، احد اور اس کے بعد کے غزوات میں شامل رہے، ۵۴ چون میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

(۳۰) **عبداللہ ابن بسر:** آپ سلمی مازنی ہیں،آپ کے ماں باپ بھائی عطیہ بہن صماء سب صحابی ہیں،شام میں رہے مقام حمص میں وفات پائی آپ کی موت اچانک وضو کرتے ہوئے ہوئی آپ شام کے آخری صحابی ہیں کہ آپ کی وفات سے شام صحابہ سے خالی ہوگیا بعض نے فرمایا کہ وہاں کے آخری صحابی ابوامامہ ہیں۔

(۳۱) **عبداللہ ابن عدی:** آپ قرشی زہری ہیں،قدیر اور عسفان کے درمیان قیام رہتا تھا۔

(۳۲) **عبداللہ ابن ابی بکر:** آپ حضرت ابوبکر صدیق کے بیٹے ہیں،حضور انور کے ساتھ طائف میں شریک ہوئے وہاں ہی آپ کو ابومحجن ثقفی نے تیر مارا شوال گیارہ میں شروع خلافت صدیقی میں وفات پائی آپ پرانے مؤمنین میں سے ہیں۔

(۳۳) **عبداللہ ابن ثعلبہ:** آپ مازنی عدوی ہیں،حضور انور کی ہجرت سے چار سال پہلے پیدا ہوئے اور ۸۹ نواسی

میں وفات پائی، فتح مکہ کے سال حضور انور کی زیارت کی حضور نے آپ کے چہرہ پر ہاتھ شریف پھیرا۔

(۳۴) عبداللہ ابن جحش: آپ اسدی ہیں، ام المؤمنین زینب بنت جحش کے بھائی ہیں، حضور انور کے دار ارقم میں جانے سے پہلے ایمان لائے دو ہجرتیں کیں اور مقبول الدعا تھے بدر میں شریک ہوئے، غزوہ احد میں شہید ہوئے، پہلے آپ نے غنیمت کے پانچ حصہ کیے ایک حصہ حضور انور کا اور چار مجاہدین کے پھر قرآن مجید نے آپ کی تائید کی" وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ الخ۔ آپ کسی سریہ میں گئے تھے وہاں کی غنیمت میں سے پانچواں حصہ حضور کے لیے نکال لیا، آپ کو ابوالحکم ابن اخنس نے شہید کیا، آپ کی عمر چالیس سال سے زیادہ ہوئی حضرت حمزہ کے ساتھ ایک قبر میں دفن کیے گئے۔

(۳۵) عبداللہ ابن ابی الحمساء: آپ عامری ہیں، بصرہ والوں میں آپ کا شمار ہے۔

(۳۶) عبداللہ ابن جعفر: آپ حضرت جعفر ابن ابی طالب کے فرزند ہیں، آپ کی والدہ بی بی اسماء بنت عمیس ہیں، حبشہ میں آپ کی پیدائش ہے، حبشہ میں آپ اسلام میں پہلے ہیں جو پیدا ہوئے، آپ نے نوے سال عمر پائی ۸۰ میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی بڑے سخی تھے، آپ کا لقب بحر الجود تھا، بڑے خوش طبع اور حلیم تھے، بعض کہتے ہیں کہ اسلام میں ان جیسا سخی نہیں پیدا ہوا۔

(۳۷) عبداللہ الجہم الرازی: آپ انصاری ہیں، حضرت بسر ابن سعید نے آپ سے روایات لیں۔

(۳۸) عبداللہ ابن جزء: آپ کی کنیت ابوالحارث ہے سہمی ہیں غزوہ بدر میں شریک ہوئے، آخر میں مصر میں قیام رہا ۸۵ پچاسی میں مصر میں وفات ہوئی۔

(۳۹) عبداللہ ابن حبش: آپ خشنی ہیں، آپ کا شمار اہل حجاز میں ہے۔

(۴۰) عبداللہ ابن ابی حدرد: آپ کے والد کا نام سلامہ ابن عمرو ہے کنیت ابوالحدرد اسلمی ہیں، صلح حدیبیہ میں شریک ہوئے، پھر خیبر اور بعد کے غزوات میں، ۸۱ اکیاسی سال عمر ہوئی اے اکہتر میں وفات پائی۔

(۴۱) عبداللہ ابن حنظلہ: آپ انصاری ہیں، آپ کے والد حنظلہ غسیل الملائکہ ہیں کہ انہیں فرشتوں نے غسل میت دیا عبداللہ حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے، حضور انور کی وفات کے وقت آپ سات سال کے تھے آپ انصار کے سردار تھے یزید کے مقابل اہل مدینہ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اسی وجہ سے فتنہ حرہ میں آپ قتل کیے گئے ۶۳ تریسٹھ میں۔

(۴۲) عبداللہ ابن حوالہ: آپ ازدی ہیں، شام میں قیام رہا ۸۰ اسی میں شام میں وفات پائی۔

(۴۳) **عبداللہ ابن خبیب:** آپ جہنی ہیں، انصار کے حلیف ہیں، حجازی صحابی ہیں۔

(۴۴) **عبداللہ ابن رواحہ:** آپ انصاری خزرجی ہیں، انصار کے نقیب ہیں، بیعت عقبہ میں شریک ہوئے، پھر سواء فتح مکہ باقی تمام غزوات، بدر، احد، خندق وغیرہ میں شریک ہوئے کیونکہ آپ غزوہ موتہ ۸ آٹھ میں امیر تھے وہاں شہید ہوئے، آپ بڑے شاعر تھے حضور انور نے آپ کے اشعار بہت شوق سے سنے ہیں، مشہور صحابی ہیں۔

(۴۵) **عبداللہ ابن زبیر:** آپ کی کنیت ابوبکر ہے اسدی قرشی ہیں، حضور انور نے آپ کو آپ کے نانا جناب صدیق اکبر کی کنیت ابوبکر عطا فرمائی اور انہیں کا نام عبداللہ رکھا، آپ اسلام میں مہاجرین میں پہلے بچے ہیں جو پیدا ہوئے، ایک ہجری میں ابوبکر صدیق نے کان میں اذان دی مقام قبا میں بی بی اسماء بنت صدیق اکبر کے شکم شریف سے پیدا ہوئے، آپ انہیں حضور کی خدمت میں لائیں حضور انور نے چھوہارے سے تحنیک کی آپ کے پیٹ میں سب سے پہلے حضور کا لعاب پہنچا، پھر حضور نے آپ کو دعا برکت دی آپ کے سر اور چہرے پر کوئی بال نہ تھا، آپ بہت زیادہ نماز روزے کے عادی تھے آپ کے والد حضرت زبیر والدہ بنت صدیق نانا خود صدیق دادی بی بی صفیہ حضور کی پھوپھی خالہ حضرت عائشہ صدیقہ ہیں، آٹھ سال کی عمر میں حضور سے بیعت کی آپ کو حجاج ابن یوسف نے مکہ معظمہ میں ۱۷ سترہ جمادی آخرہ ۷۳ھ تہتر منگل کے دن سولی دے کر ہلاک کیا ۶۴ چونسٹھ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی گئی تھی، حجاز، یمن عراق خراسان وغیرہ کے مسلمانوں نے آپ کی بیعت کرلی تھی، بجز شام کے مسلمانوں نے آپ نے اپنی خلافت میں آٹھ حج لوگوں کو کرائے۔

(۴۶) **عبداللہ ابن زمعہ:** آپ قرشی، اسدی ہیں، آپ کا شمار اہل مدینہ میں ہے۔

(۴۷) **عبداللہ ابن زید:** آپ زید ابن عبدربہ کے فرزند ہیں، انصاری خزرجی ہیں، بیعت عقبہ بدر اور بعد کے تمام غزوات میں شریک ہوئے، اسلامی اذان آپ نے ہی خواب میں دی تھی ایک ہجری میں، چونسٹھ سال عمر پائی، مدینہ منورہ میں وفات ہوئی۔

(۴۸) **عبداللہ ابن زید ابن عاصم:** آپ انصاری مزنی ہیں، بدر میں شریک نہ ہوئے، احد میں شریک ہوئے، آپ نے حضرت وحشی کے ساتھ مسیلمہ کذاب کو قتل کیا، آپ ۶۳ تریسٹھ میں حرہ کے واقعہ میں شہید ہوئے۔

(۴۹) **عبداللہ ابن سائب:** آپ قرشی مخزومی ہیں، اہل مکہ نے قرأت ان سے سیکھی، آپ شہادت ابن زبیر سے پہلے مکہ معظمہ میں فوت ہوئے۔

(۵۰) **عبداللہ ابن سرجس:** آپ مزنی بصری ہیں، آپ کی احادیث بصرہ والوں میں بہت مشہور ہیں۔

(۵۱) **عبداللہ ابن سلام:** آپ کی کنیت ابویوسف ہے اسرائیلی ہیں، یوسف علیہ السلام کی اولاد سے ہیں، بنی عوف ابن

خزرج کے حلیف تھے بنی اسرائیل کے چوٹی کے عالم تھے حضور انور نے آپ کے جنتی ہونے کی شہادت دی آپ کے بیٹوں یوسف اور محمد وغیرہما نے آپ سے روایات لیں، مدینہ منورہ میں ۴۳ تینتالیس میں وفات ہوئی آپ کے فضائل بہت ہیں، آپ کے متعلق بہت آیات ہیں۔ (مترجم)

(۵۲) عبداللہ ابن سہل: آپ انصاری حارثی ہیں، عبدالرحمن کے بھائی اور محیصہ کے بھتیجے خیبر میں آپ ہی کو قتل کیا گیا واقعہ مشہور ہے۔

(۵۳) عبداللہ ابن شخیر: آپ عامری ہیں، قبیلہ بنی عامر کے وفد میں آپ بھی تھے جو حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔

(۵۴) عبداللہ ابن صنابحی: کا نام ابوعبداللہ ہے بعض نے آپ کو صحابہ میں شمار کیا ہے مگر قوی یہ ہے کہ صنابحی تو صحابی ہیں مگر آپ کے بیٹے تابعی ہیں۔

(۵۵) عبداللہ ابن عامر: آپ عبداللہ ابن کریز کے بیٹے ہیں، قرشی ہیں، حضرت عثمان غنی کے ماموں زاد ہیں، حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے، حضور نے آپ کو اپنا لعاب دہن لگایا اور دعا دی، حضور کی وفات کے وقت آپ تیرہ سال کے تھے آپ سے کوئی حدیث مروی نہیں حضرت عثمان نے بصرہ اور خرسان کا حاکم کیا، آپ قتل عثمان تک وہاں ہی حاکم رہے، امیر معاویہ کے زمانہ میں مستعفی ہوگئے، بڑے سخی کریم تھے خراسان کے فاتح آپ ہی ہیں، آپ ہی کی ولایت میں کسریٰ قتل کیا گیا آپ نے ہی بصرہ کی نہر کھدوائی فارس کے بہت سے شہر خراسان اصفہان آپ نے ہی فتح کیے ۵۹ انسٹھ میں وفات پائی آپ کے بہت فضائل ہیں۔

(۵۶) عبداللہ ابن عباس: آپ حضور انور کے چچازاد بھائی ہیں، آپ کی والدہ لبابہ بنت حارث ہیں، یعنی ام المؤمنین میمونہ کی بہن ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے، حضور کی وفات کے وقت آپ کی عمر تیرہ سال تھی، حضور انور نے آپ کو علم وحکمت کی دعائیں دیں آپ کا لقب حبر الامت ہے یعنی مسلمانوں کے بڑے عالم، آپ نہایت حسین عالم فقیہ مجتہد تھے، حضرت عمر نے آپ کو اپنا مشیر خاص بنایا تھا ہر بات میں جلیل القدر صحابہ کے ساتھ آپ سے بھی مشورہ کرتے تھے آخر میں نابینا ہوگئے تھے ۶۸ اڑسٹھ میں طائف میں وفات پائی، اکہتر سال عمر ہوئی۔ مترجم نے قبر انور کی زیارت کی ہے آپ سے ایک خلق نے روایات لی ہیں۔

(۵۷) عبداللہ ابن عمر: آپ قرشی عدوی ہیں، حضرت فاروق کے فرزند اپنے والد کے ساتھ مکہ معظمہ میں ایمان لائے، بدر میں لڑکپن کی وجہ سے شریک نہ ہوئے۔ حق یہ ہے کہ غزوہ احد میں بھی حضور انور نے ان کے بچہ ہونے کی وجہ

سے شریک نہیں کیا، غزوہ خندق میں شریک ہوئے، غزوہ احد میں آپ چودہ سالہ تھے، بڑے عابد زاہد محتاط اور متبع سنت تھے، حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کو دنیا نے اپنی طرف راغب کرلیا سواء حضرت عبداللہ ابن عمر کے، حضرت میمون ابن مہران فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر جیسا متقی، ابن عباس جیسا عالم نہ دیکھا۔ حضرت نافع کہتے ہیں کہ ابن عمر نے ایک ہزار غلام آزاد کیے، ظہور نبوت سے ایک سال پہلے پیدا ہوئے اور ۷۳ تہتر میں حضرت ابن زبیر کے قتل کے تین مہینہ بعد وفات پائی، آپ کی وصیت تو یہ تھی کہ آپ کو حل میں دفن کیا جاوے مگر حجاج نے ایسا نہ کرنے دیا تو آپ ذی طوئی میں دفن کیے گئے مہاجرین کے قبرستان میں۔ آپ کی وفات کا واقعہ یہ ہے کہ ایک بار حجاج نے جمعہ کا خطبہ دراز کیا آپ نے فرمایا کہ سورج تیرا انتظار نہ کرے گا وہ بولا کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اندھا کردوں آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو ایسا کرسکتا ہے کہ تو ایک احمق شخص ہے جو ہم پر مسلط کردیا گیا ہے، نیز آپ حج میں حجاج سے پہلے ہی عرفہ میں حضور انور کی قیام گاہ میں جاکر ٹھہر جاتے تھے ان وجوہ سے حجاج آپ سے کینہ رکھنے لگا، اس نے ایک شخص سے کہا اس نے زہریلا نیزہ آپ کے تلوے میں چبھو دیا راہ چلتے ہوئے اس سے آپ کی موت واقع ہوئی، چوراسی یا چھیاسی سال آپ کی عمر ہوئی آپ کے فضائل بہت ہیں۔

(۵۸) عبداللہ ابن عمرو ابن عاص: آپ سہمی قریشی ہیں، آپ اپنے والد سے پہلے ایمان لائے آپ کے والد آپ سے تیرہ سال بڑے تھے، آپ بڑے عالم حافظ تھے، آپ نے حضور انور سے احادیث لکھنے کی اجازت حاصل کی، آپ کی وفات میں بڑا اختلاف ہے آپ کی وفات ۶۳ھ حرہ کے واقعہ میں ہوئی یا ۷۳ تہتر میں یا ۶۷ سڑسٹھ میں مکہ معظمہ میں یا ۵۵ میں طائف میں یا ۶۵ میں مصر میں، یعلیٰ ابن عطاء اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت ابن عمرو کے لیے سرمہ تیار رکھتی تھی تاکہ لگا کر سوئیں مگر آپ چراغ گل کردیتے تھے پھر خوف خدا سے رویا کرتے تھے حتی کہ آپ کی آنکھیں ابھر گئی تھیں یعنی خراب ہوگئیں تھیں۔

(۵۹) عبداللہ ابن مسعود: آپ کی کنیت ابوعبدالرحمن ہے، ہزلی ہیں، پرانے مؤمنین سے ہیں، حضرت عمر فاروق سے کچھ پہلے ایمان لائے بلکہ آپ اسلام کے چھٹے صاحب ہیں کہ آپ سے پہلے صرف پانچ آدمی ایمان لائے تھے حضور انور کے خاص خادم تھے حضور کے صاحب اسرار تھے سفر میں حضور انور کی نعلین مسواک وضو کا برتن آپ کے پاس رہتا تھا بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، حضور انور نے آپ کے جنتی ہونے کی گواہی دی اور فرمایا کہ میں اپنی امت کے لیے وہ چیز پسند کرتا ہوں جو ابن مسعود پسند کریں اور وہ چیز ناپسند کرتا ہوں جو ابن مسعود ناپسند کریں، اخلاق عادات طور طریقہ میں حضور انور سے بہت ملتے جلتے تھے دبلے دراز قدم گندمی رنگ تھے حضرت عمر کے زمانہ بلکہ شروع خلافت عثمانیہ میں بھی کوفہ کے حاکم رہے، پھر بیت المال کے محافظ پھر مدینہ منورہ آگئے وہاں ہی ۳۲ میں وفات ہوئی، ساٹھ سال سے زیادہ عمر

پائی خلفاء راشدین نے آپ سے احادیث لیں۔ مترجم کہتا ہے کہ صحابہ کرام میں بڑے فقیہ صحابی ہیں حتی کہ امام اعظم ابوحنیفہ آپ کی اتباع کرتے ہیں۔

(۶۰) عبداللہ ابن قرط: آپ ازدی شامی ہیں، آپ کا نام پہلے شیطان تھا حضور انور نے عبداللہ رکھا اہلِ شام میں آپ کا شمار ہے ابوعبیدہ ابن جراح کی طرف سے حمص کے امیر رہے ۵۶ چھپن میں قتل کیے گئے روم میں شہید ہوگئے۔

(۶۱) عبداللہ ابن غنام: آپ بیاضی ہیں، آپ کا شمار اہل حجاز میں سے ہے۔

(۶۲) عبداللہ ابن مغفل: آپ مزنی ہیں، بیعت رضوان میں شریک ہوئے اولاً مدینہ منورہ میں پھر بصرہ میں رہے آپ ان گیارہ میں سے ہیں جنہیں حضرت عمر نے بصرہ بھیجا لوگوں کو علم فقہ سکھانے کے لیے، آپ نے بصرہ میں ۶۰ ساٹھ میں وفات پائی، آپ سے خواجہ حسن بصری وغیرہ نے روایات لیں حسن بصری فرماتے ہیں کہ بصرہ میں ان سے افضل کوئی نہ ہوا۔

(۶۳) عبداللہ ابن ہشام: آپ قرشی تیمی ہیں، اہل حجاز میں آپ کا شمار ہے آپ کو آپ کی والدہ زینب بنت حمید بچپن میں حضور انور کی خدمت میں لے گئیں، حضور انور نے آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا دعا کی بچپن کی وجہ سے بیعت نہ لی۔

عبداللہ ابن یزید: آپ خطمی انصاری ہیں، صلح حدیبیہ میں سترہ سالہ تھے وہاں شریک ہوئے، حضرت ابن زبیر کے زمانہ میں کوفہ کے گورنر رہے اسی زمانہ میں کوفہ میں وفات پائی، امام شعبی آپ کے کاتب یعنی میر منشی تھے۔

(۶۴) عاصم ابن ثابت: آپ کی کنیت ابوسلیمان ہے، انصاری بدری ہیں، غزوہ رجیع میں، جب بنی لحیان نے آپ کو قتل کرکے آپ کا سر کاٹ لیا تو لاش کی حفاظت شہد کی مکھیوں نے کی آپ عاصم ابن عمر ابن خطاب کے نانا ہیں، آپ کے قتل کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ حضور انور نے دس آدمیوں کی جماعت بھیجی جناب عاصم کو ان کا امیر بنایا یہ لوگ جب مکہ معظمہ اور عسفان کے قریب پہنچے تو ان کا دوسو آدمیوں بنی لحیان نے پتہ لگایا کھوج لیتے ہوئے یعنی مدینہ کی کھجوروں کی گٹھلیوں کے نشان کے ذریعہ ان لوگوں تک پہنچ گئے جب ان لوگوں نے دیکھا کہ ہم گھر گئے تو انہوں نے ایک ہموار جگہ میں پناہ لے لی، کفار بولے اپنے کو ہمارے حوالے کردو تم کو امان ہے، عاصم نے کہا کہ مجھے کفار کی امان کی اطمینان نہیں خدایا اپنے حبیب کو ہماری خبر پہنچادے، کفار نے تیروں سے عاصم سمیت سات صحابہ کو شہید کردیا حضور انور نے صحابہ کرام کو مدینہ میں بیٹھے ہوئے اس واقعہ کی خبر دی جب کفار قریش کو پتہ لگا کہ عاصم شہید کردیئے گئے تو انہوں نے اپنے آدمی آپکی لاش پر بھیجے تاکہ ان کا کوئی عضو کاٹ کر لادیں، اللہ تعالٰی نے آپ کی لاش پر شہد کی مکھیاں اس قدر بھیج دیں کہ کوئی کافر آپ تک نہ پہنچ سکا پورا واقعہ بخاری شریف میں ہے۔

(۶۵) عامر رام: حق یہ ہے کہ آپ صحابی ہیں، ایک آدھ روایت بھی آپ سے ہے۔

(۶۶) عامر ابن ربیعہ: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے عزی ہیں، دو ہجرتیں کیں بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، پرانے مؤمن ہیں، ۳۲ بتیس میں وفات پائی۔

(۶۷) عامر ابن مسعود: آپ مسعود ابن امیہ ابن خلف کے بیٹے ہیں یعنی امیہ کے پوتے صفوان ابن امیہ کے بھتیجے۔ حق یہ ہے کہ آپ تابعی ہیں، آپ سے ایک مرسل حدیث ترمذی نے کتاب الصوم میں روایت کی ابن مندہ اور ابن عبدالبر نے آپ کو صحابی مانا ہے ابن معین کہتے ہیں کہ آپ تابعی ہیں۔

(۶۸) عائذ ابن عمرو: آپ مدنی ہیں، بیعت الرضوان میں شریک ہوئے، آخر میں بصرہ میں رہے۔

(۶۹) عباد ابن بشر: آپ انصاری ہیں، سعد ابن معاذ سے پہلے مدینہ منورہ میں اسلام لائے بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، کعب ابن اشرف کے قتل میں آپ شریک ہوئے، فضلاء صحابہ سے ہیں۔

(۷۰) مقطع بن اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب: آپ غزوہ بدر میں شریک ہوئے، آپ سے کوئی حدیث مروی نہیں۔

(۷۱) عبادہ ابن صامت: آپ کی کنیت ابوالولید ہے انصاری سالمی ہیں، نقیب انصار تھے، عقبہ کی دونوں بیعتوں میں شریک ہوئے، پھر بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، حضرت عمر نے آپ کو شام کا قاضی اور معلم بنا کر بھیجا آپ حمص میں مقیم رہے پھر وہاں سے فلسطین چلے گئے رملہ یا بیت المقدس میں وفات پائی، بہتر سال عمر پائی ۳۴ چونتیس میں وفات ہوئی، مشہور صحابی ہیں۔

(۷۲) عباس ابن عبدالمطلب: آپ حضور انور کے چچا ہیں، حضور انور سے دو سال بڑے تھے آپ کی والدہ نمر بن قاسط قبیلہ کی ایک بی بی تھیں آپ پہلی وہ بی بی ہیں جنہوں نے کعبہ معظمہ کو ریشمی اور اعلیٰ درجہ کے غلاف پہنائے کیونکہ ایک بار حضرت عباس گم ہوگئے تھے تو انہوں نے نذر مانی تھی کہ خدایا میرا بچہ مل جاوے تو میں کعبہ کو بہترین غلاف پہناؤں گی، زمانہ جاہلیت میں حضرت عباس خادم کعبہ حجاج کو زمزم دینے والے اور کعبہ کو آباد کرنے والے تھے، جو طواف کعبہ کرنے آتا اس سے آپ تقویٰ وطہارت کا عہد لیتے تھے آپ نے اپنی وفات کے وقت ۷۰ ستر غلام آزاد کیے، واقعہ فیل سے پہلے پیدا ہوئے، اٹھاسی سال عمر پائی، بارہ رجب جمعہ کے دن ۳۲ بتیس کو وفات ہوئی بقیع میں دفن ہوئے، آپ پہلے مسلمان ہوچکے تھے مگر اپنا ایمان ظاہر نہ کرتے تھے بدر میں کفار جبراً آپ کو اپنے ساتھ لائے تھے، حضور انور نے اعلان فرمایا تھا کہ کوئی عباس کو قتل نہ کرے وہ مجبوراً لائے گئے ہیں، اسی غزوہ میں ابو یسر یعنی کعب ابن عمر نے آپ کو قید کرلیا

تھا، آپ فدیہ دے کر چھوٹے مکہ معظمہ واپس گئے پھر مہاجر ہو کر مدینہ منورہ آئے۔ مترجم کہتا ہے کہ فتح مکہ کے لیے حضور جا رہے تھے اور حضرت عباس مکہ سے مدینہ آ رہے تھے کہ راہ میں ملاقات ہوئی حضور نے فرمایا کہ عباس خاتم المہاجرین یعنی آخری مہاجر ہیں، جنت البقیع میں آپ کی قبر ہے حضرت فاطمہ زہرا کے پاس، فقیر نے زیارت کی ہے اللہ پھر نصیب کرے۔

(۷۳) عباس ابن مرداس: آپ کی کنیت ابو الہیثم ہے سلمی ہیں، بڑے شاعر تھے فتح مکہ سے کچھ پہلے ایمان لائے، مؤلفۃ القلوب سے تھے پھر کامل مؤمن ہوئے، آپ نے زمانہ جاہلیت میں بھی شراب نہیں پی۔

(۷۴) عبدالمطلب ابن ربیعہ: آپ ربیعہ ابن حارث ابن عبدالمطلب ابن ہاشم کے بیٹے ہیں، قرشی ہیں، مدینہ منورہ میں رہے، پھر دمشق چلے گئے وہاں ہی ۶۲ باسٹھ میں آپ کی وفات واقع ہوئی۔

(۷۵) عبداللہ ابن محصن: آپ انصاری خطمی ہیں، اہلِ مدینہ میں آپ کا شمار ہے۔

(۷۶) عبید ابن خالد: آپ سلمی بہزی ہیں، مہاجر ہیں، آخر میں کوفہ میں رہے۔

(۷۷) عتاب ابن اسد: آپ قرشی اموی ہیں، فتح مکہ کے دن اسلام لائے حضور نے اسی سال آپ کو مکہ معظمہ کا حاکم مقرر فرمایا یعنی حنین کی طرف روانگی کے وقت حضور انور کی وفات تک آپ مکہ کے حاکم رہے خلافت صدیقی میں بھی اسی عہدے پر رہے ۱۳ تیرہ میں خاص صدیق اکبر کے وفات کے دن آپ نے مکہ معظمہ میں وفات پائی سرداران قریش میں سے ہیں۔

(۷۸) عتبہ ابن اسید: آپ کی کنیت ابوبصیر ہے، ثقفی ہیں اور بنی زہرہ کے حلیف ہیں، پرانے مؤمنین میں سے تھے غزوہ حدیبیہ میں آپ کا ذکر آتا ہے آپ نے ہی مکہ والوں پر حملہ کیا جو آپ کو پکڑنے مدینہ منورہ آئے تھے آپ ہی کے متعلق حضور نے فرمایا تھا کہ یہ تو جنگ بھڑکانے والا ہے، قصہ مشہور ہے حضور انور کے زمانہ ہی میں وفات ہوئی۔ مترجم کہتا ہے کہ آپ نے ہی پانی کے گھاٹ پر ان مسلمانوں کی جماعت جمع کر لی جو مکہ معظمہ میں کفار کے ہاتھوں قید تھے آپ نے ہی کفار مکہ کا یہ راستہ بند کر دیا جس پر وہ چیخ اُٹھے۔

(۷۹) عتبہ ابن عبدالسلمی: بعض نے فرمایا کہ انہی کا نام عتبہ ابن نذر ہے بعض نے کہا ہے کہ یہ دو حضرات ہیں، ان کا نام عتلہ تھا حضور انور نے عتبہ رکھا غزوہ خیبر میں شریک ہوئے، چورانوے سال عمر پائی ۸۷ ستاسی میں حمص میں وفات ہوئی، واقدی کہتے ہیں کہ آپ شام کے آخری صحابی ہیں جن کی وفات سے شام صحابہ سے خالی ہو گیا۔

(۸۰) عتبہ ابن غزوان: آپ مازنی ہیں، پرانے مؤمن ہیں، پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی، پھر مدینہ منورہ کی

طرف، بدر وغیرہ میں شریک ہوئے، آپ ساتویں مسلمان ہیں، حضرت عمر نے آپ کو بصرہ کا حاکم بنایا، پھر آپ حضرت عمر کے پاس آئے تو آپ نے وہاں ہی واپس فرمادیا راستے میں انتقال ہوا ۵۷ سال عمر ہوئی ۱۵ میں وفات ہوئی۔

(۸۱) عداء ابن خالد: آپ خالد ابن ھوزہ کے بیٹے ہیں، عامری ہیں، فتح مکہ کے بعد ایمان لائے، دیہات میں رہتے تھے اہل بصرہ میں آپ کی احادیث مشہور ہیں۔

(۸۲) عدی ابن حاتم: آپ حاتم طائی (مشہور سخی) کے بیٹے ہیں، آپ کا نسب نامہ یہ ہے عدی ابن حاتم ابن عبد ابن سعد طائی ہے سخی ابن سخی ہیں، شعبان ۷ سات میں حضور انور کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائے کوفہ میں قیام رہا جنگ جمل میں حضرت علی کے ساتھ تھے، اسی جنگ میں آپ کی ایک آنکھ جاتی رہی، صفین اور نہروان میں شریک ہوئے، ایک سو بیس سال عمر ہوئی ۶۷ سرسٹھ میں کوفہ میں وفات پائی بعض نے فرمایا کہ مقام فرقیسا میں وفات ہوئی۔

(۸۳) عدی ابن عمیرہ: آپ کندی حضرمی ہیں، اولا کوفہ میں رہے پھر جزیرہ میں وہاں ہی آپ کی وفات ہوئی ہے۔

(۸۴) عرباض ابن ساریہ: آپ کی کنیت ابو نجیح ہے، سلمی ہیں، صفہ والوں میں سے تھے شام میں رہے وہاں ہی ۷۵ پچھتر میں وفات ہوئی مشہور صحابی ہیں۔

(۸۵) عرفجہ ابن اسعد: آپ وہ ہی صحابی ہیں جن سے حضور نے فرمایا کہ تم چاندی کی ناک لگالو پھر فرمایا سونے کی ناک لگالو جنگ کلاب میں آپ کی ناک جاتی رہی تھی۔

(۸۶) عروہ ابن ابی الجعد: آپ بارقی ہیں، حضرت عمر نے آپ کو کوفہ کا حاکم بنایا۔

(۸۷) عروہ ابن مسعود: آپ صلح حدیبیہ میں کافروں کی طرف سے آئے تھے خود کافر تھے، پھر ۹ نو میں جب حضور طائف سے واپس ہوئے تو حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائے آپ کے نکاح میں اسوقت بہت عورتیں تھیں حضور انور نے حکم دیا چار رکھو باقی کو علیحدہ کردو، پھر حضور سے اجازت لے کر اپنے گھر واپس گئے اپنی قوم کو دعوتِ اسلام دی انہوں نے انکار کیا آپ فجر کے وقت اپنے گھر کی چھت پر چڑھ گئے وہاں اذان دی کلمہ شہادت بلند آواز سے پڑھا، ایک ثقفی نے آپ کو وہاں ہی تیر مارا جس سے آپ شہید ہو گئے، حضور انور کو جب اس واقعہ کی خبر دی گئی تو فرمایا کہ عروہ سورۂ یٰسین والے کی مثل ہیں کہ انہوں نے اپنی قوم کو رب کی طرف بلایا تھا انہوں نے بھی انہیں اسی وجہ سے قتل کر دیا تھا۔

(۸۸) عطیہ ابن قیس: آپ سعدی ہیں، صحابی ہیں، یمن اور شام میں آپ کی احادیث مشہور ہیں۔

(۸۹) عطیہ بن بُسر: آپ مازنی ہیں، عبداللہ ابن بسر کے بھائی ہیں، آپ سے ایک حدیث ثرید اور چھوہارے کے کھانے کے متعلق مروی ہے، حضرت مکحول نے آپ سے روایت کی ہے۔

(۹۰) عطیہ قرظی: آپ بنی قریظہ کے قیدیوں میں سے تھے، آپ کے والد کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

(۹۱) عقبہ ابن رافع: آپ قرشی ہیں، افریقہ میں شہید ہوئے کہ ۳۶ چھتیس میں آپ کو بربر نے قتل کیا آپ کا ذکر خواب کی تعبیروں کی حدیث میں آتا ہے۔

(۹۲) عقبہ ابن عامر: آپ جہنی ہیں، عتبہ ابن ابی سفیان کے بعد امیر معاویہ کی طرف سے مصر کے حاکم رہے پھر امیر معاویہ نے آپ کو معزول کردیا ۵۸ اٹھاون میں مصر میں آپ کی وفات ہوئی آپ سے چند صحابہ اور بہت تابعین نے احادیث نقل کیں۔

(۹۳) عقبہ ابن حارث: آپ قرشی ہیں، فتح مکہ کے دن ایمان لائے آپ کا شمار اہل مکہ میں ہے۔

عقبہ ابن عمرو: آپ کی کنیت ابو مسعود ہے آپ کا ذکر میم کی تختی میں آوے گا۔

(۹۴) عکاشہ ابن محصن: آپ اسدی ہیں، بنی امیہ کے حلیف تھے، آپ غزوہ بدر میں شریک ہوئے وہاں بڑی تکالیف اٹھائیں بعد میں تمام غزوات میں شریک ہوئے، بدر میں آپ کی تلوار ٹوٹ گئی تو حضور انور نے آپ کو کھجور کی تچھی (چھڑی) دے دی وہ آپ کے ہاتھ میں تلوار بن گئی، خلافت صدیقیہ میں آپ افضل صحابہ میں شمار ہوتے تھے، ۵۴ چون سال عمر پائی، آپ کی بہن ام قیس نے اور بہت صحابہ نے آپ سے احادیث لیں، آپ کے بڑے عجیب عجیب واقعات مشہور ہیں، آپ ان حضرات میں سے ہیں جو بغیر حساب جنت میں جائیں گے۔ (مترجم)

(۹۵) عکرمہ ابن ابوجہل: آپ عمرو ابن ہشام مخزومی قرشی یعنی ابوجہل کے بیٹے ہیں، آپ کو اور ابوجہل کو حضور انور سے سخت عداوت تھی مشہور شہسوار تھے فتح مکہ کے دن یمن کو بھاگ گئے پھر آپ کی بیوی ام حکیم بنت حارث آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی، حضور انور نے دیکھ کر فرمایا مرحبا مہاجر سوار تو یہ آپ پر ایمان لے آئے یعنی فتح مکہ کے موقعہ پر آٹھ میں آپ کا اسلام بہت ہی مقبول ہوا، ۱۳ تیرہ میں غزوہ یرموک میں شہید ہوئے، باسٹھ سال عمر ہوئی، حضور انور نے جناب ام سلمہ سے فرمایا تھا کہ میں نے جنت میں ابوجہل کا ایک درخت دیکھا جب عکرمہ ایمان لائے تو فرمایا کہا اے ام سلمہ یہ ہے ہماری خواب کی تعبیر، ایک بار عکرمہ نے حضور انور سے شکایت کی کہ لوگ مجھے اللہ کے دشمن کا بیٹا کہتے ہیں حضور انور نے خطبہ فرمایا کہ جو جاہلیت میں سردار تھے وہ اسلام میں بھی سردار رہیں گے جب کہ فقیہ ہوں، شیخ عبدالحق نے مدارج النبوۃ میں فرمایا کہ حضور نے حکم دیا تھا کہ کوئی عکرمہ کے سامنے ابوجہل کو برا نہ کہے۔ (مترجم)

(۹۶) علاء حضرمی: حضرمی کا نام عبداللہ ہے، چونکہ آپ حضرموت کے رہنے والے تھے اس لیے حضرمی کہلاتے تھے آپ حضور انور کی طرف سے بحرین کے حاکم تھے، حضرت ابوبکر وعمر نے بھی آپ کو اسی عہدے پر رکھا حتی کہ آپ کی وفات

۱۴ا چودہ میں ہوگئی۔

(۹۷) علقمہ ابن وقاص: آپ لیثی ہیں، حضور انور کی حیات شریف میں پیدا ہوئے، غزوہ خندق میں شریک ہوئے، عبدالملک ابن مروان کے زمانہ میں وفات پائی، مدینہ منورہ میں قبر شریف ہے۔

(۹۸) عمار ابن یاسر: آپ عنسی ہیں، بنی مخزوم قبیلہ کے آزاد کردہ آپ کے والد یاسر اپنے دو بھائیوں حارث اور مالک کے ساتھ اپنے چوتھے بھائی کی تلاش میں مکہ معظمہ آئے حارث اور مالک تو یمن چلے گئے یاسر مکہ معظمہ رہ گئے اور انہوں نے ابوحذیفہ ابن مغیرہ سے حلف کرلیا اور ابوحذیفہ نے اپنی لونڈی سمیّہ کا نکاح یاسر سے کردیا ان سے عمار پیدا ہوئے ابو حذیفہ نے انہیں آزاد کردیا حضرت عمار پرانے مؤمنین سے ہیں اسلام کی وجہ سے آپ کو مکہ والوں نے بہت ہی دکھ دیئے تاکہ اسلام چھوڑ دیں، ایک بار آپ کو آگ میں زندہ ڈال دیا اتفاقاً حضور انور وہاں سے گزرے آگ سے فرمایا اے آگ عمار پر اسی طرح ٹھنڈی سلامتی والی ہوجا جس طرح حضرت ابراہیم پر ہوئی تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ مہاجرین اولین سے ہیں، بدر اور تمام غزوات میں شریک ہوئے، حضور انور نے آپ کا نام طیب مطیب رکھا یعنی صاف ستھرے، جنگ صفین میں آپ حضرت علی کے ساتھ تھے اس میں قتل ہوئے یعنی ۳۷ میں ترانوے سال عمر پائی۔

(۹۹) عمرو ابن احوص: آپ کلابی ہیں، آپ سے آپ کے بیٹے سلیمان نے احادیث روایت کیں۔

(۱۰۰) عمرو ابن اخطب: آپ کی کنیت ابوزید ہے اسی میں مشہور ہیں، انصاری ہیں، کئی غزوات میں حضور انور کے ساتھ حاضر ہوئے حضور انور نے آپ کے سر پر دستِ اقدس پھیرا اور حسن و جمال کی دعا فرمائی، سو برس سے زیادہ عمر ہوئی مگر سر اور ڈاڑھی میں صرف چند بال سفید ہوئے، آپ سے بہت صحابہ نے احادیث نقل فرمائیں۔

(۱۰۱) عمرو ابن امیہ: آپ ضمری ہیں، بدر واحد میں مشرکوں کے ساتھ آئے تھے مگر احد سے واپسی پر مسلمان ہوگئے عرب کے مشہور بہادر تھے، مسلمانوں کے ساتھ پہلے غزوہ معونہ میں شریک ہوئے، آپ کو عامر ابن طفیل نے اس غزوہ میں قید کرلیا پھر چھوڑ دیا، ۶ھ میں حضور انور نے آپ کو دعوت اسلام کے لیے حبشہ بھیجا، آپ کا شمار اہل حجاز میں ہے امیر معاویہ کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی بعض نے فرمایا کہ ۶۰ ساٹھ میں وفات ہے۔

(۱۰۲) عمرو ابن حارث: آپ خزاعی ہیں، ام المؤمنین جویریہ کے بھائی ہیں، آپ کا شمار اہل کوفہ میں ہے۔

(۱۰۳) عمرو ابن حریث: آپ قرشی مخزومی ہیں، حضور انور کو دیکھا حضور سے سنا ہے حضور انور نے آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا برکت کی حضور انور کی وفات کے وقت آپ بارہ سال کے تھے کوفہ کے حاکم رہے، ۸۵ پچاسی میں وفات پائی کوفہ میں دفن ہوئے۔

(۱۰۴) عمرو ابن حزم: آپ کی کنیت ابوضحاک ہے انصاری ہیں، غزوہ خندق میں شریک ہوئے، اس وقت آپ کی عمر پندرہ سال تھی، حضور انور نے آپ کو نجران کا حاکم بنایا ۵۳ ترپن میں مدینہ منورہ میں آپ کی وفات ہوئی۔

(۱۰۵) عمرو ابن سعید: آپ قرشی ہیں، دو ہجرتوں والے ہیں، پہلی ہجرت حبشہ کی طرف کی پھر مدینہ منورہ میں رہے حضرت جعفر ابن ابی طالب کے ساتھ خیبر کے سال مدینہ پہنچے، ۱۳ تیرہ میں شام میں شہید کیے گئے۔

(۱۰۶) عمرو ابن سلمہ: آپ مخزومی ہیں، حضور انور کا زمانہ پایا اپنی قوم کی امامت کرتے تھے کیونکہ ان میں قرآن کے زیادہ قاری آپ ہی تھے کہا گیا ہے کہ اپنے والد کے ساتھ حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوئے، آخر میں بصرہ میں رہے، آپ چھ سال کی عمر میں اپنی قوم کی امامت کرتے تھے، سجدہ میں آپ کے چوتڑ کھل جاتے تھے۔

(۱۰۷) عمرو ابن عاص: آپ بھی قرشی ہیں، ۵ یا ۸ آٹھ میں اسلام لائے آپ اور خالد ابن ولید اور عثمان ابن طلحہ ایک ساتھ آکر مسلمان ہوئے، حضور انور نے آپ کو عمان کا حاکم بنایا حضور کی وفات تک آپ حاکم رہے پھر حضرت عمر عثمان اور معاویہ نے آپ کو حاکم بنایا، مصر آپ نے ہی فتح کیا اور وفات تک مصر کے حاکم رہے حضرت عثمان نے چار سال تو آپ کو عامل رکھا پھر معزول کردیا، پھر امیر معاویہ نے اپنی حکومت میں وہاں کا حاکم بنایا نوے سال عمر ہوئی ۴۳ تینتالیس میں وفات پائی آپ کے بعد آپ کے بیٹے عبداللہ ابن عمرو مصر کے حاکم ہوئے جنہیں، حضرت معاویہ نے معزول کردیا، بہت لوگوں نے آپ سے روایات لیں جیسے عبداللہ ابن عمر قیس ابن ابی حازم وغیرہم۔

(۱۰۸) عمرو ابن عبسہ: آپ کی کنیت ابونجیح ہے سلمی ہیں، پرانے مؤمنین میں سے ہیں حتی کہ بعض نے فرمایا کہ آپ چوتھے مسلمان ہیں، حضور انور نے آپ کو مؤمن صحابی بنا کر فرمایا تھا کہ ابھی اپنے وطن جاؤ جب تم کو ہمارے غلبہ کی خبر ملے تب ہمارے پاس آجانا۔ چنانچہ آپ کو فتح خیبر کی جب خبر ملی تو حضور کی خدمت میں آئے اور وہاں ہی رہے آپ کا شمار اہلِ شام میں ہوتا ہے۔

(۱۰۹) عمرو ابن عوف: آپ انصاری ہیں، بدر میں شریک ہوئے اور مدینہ منورہ میں رہے۔

(۱۱۰) عمرو ابن عوف مزنی: آپ بڑے پرانے مؤمنین سے ہیں، آپ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی" تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مدینہ منورہ میں رہے وہاں ہی امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات پائی۔

(۱۱۱) عمرو ابن حمق: آپ خزاعی ہیں، صحابی ہیں، ۵۱ میں موصل میں قتل کیے گئے۔

(۱۱۲) عمرو ابن مرہ: آپ کی کنیت ابومریم ہے جہنی ہیں یا ازدی، اکثر غزوات میں شریک ہوئے، شام میں قیام رہا اور امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات پائی۔

(۱۱۳) عمرو ابن قیس: آپ قرشی عامری ہیں، آپ کا دوسرا نام عبداللہ ہے آپ ہی کو ابن ام مکتوم کہتے ہیں، نابینا تھے آپ کی والدہ کا نام عاتکہ ہے آپ ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ کے ماموں زاد یا خالہ زاد بھائی ہیں، مکہ معظمہ میں اول ہی میں ایمان لائے آپ نے مصعب ابن عمیر کے ساتھ ہجرت کی مہاجرین اولین میں سے ہیں، حضور انور نے آپ کو بارہا مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا اور سفر میں تشریف لے گئے آخری بار حجۃ الوداع کے موقعہ پر وفات مدینہ منورہ میں ہوئی بعض کہتے ہیں کہ غزوہ قادسیہ میں شہید ہوئے۔ مترجم کہتا ہے کہ سورۂ "عَبَسَ وَتَوَلّٰی" آپ ہی کے متعلق نازل ہوئی، اس سورۃ کے نزول کے بعد حضور انور آپ کے لیے اپنی چادر بچھادیتے تھے۔

(۱۱۴) عمرو ابن تغلب: آپ عبدی ہیں یعنی قبیلہ بنی عبدالقیس سے آپ سے خواجہ بصری وغیرہم نے احادیث لیں۔

(۱۱۵) عکراش ابن ذویب: آپ تمیمی ہیں، اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہے آپ اپنی قوم کے صدقات لے کر حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

(۱۱۶) عمران ابن حصین: آپ کی کنیت ابونجید ہے خزاعی ہیں، کعبی ہیں، خیبر کے سال ایمان لائے تاوفات بصرہ میں رہے ۵۲ باون میں آپ کی وفات ہے، آپ فضلاء صحابہ سے تھے، مترجم کہتا ہے کہ آپ کو حضرت عمر نے علم سکھانے کے لیے بصرہ بھیجا ابن سیرین کہتے ہیں کہ بصرہ میں کوئی صحابی آپ سے افضل نہ تھا آپ کو فرشتے سلام کرتے تھے۔ (کاشف)

(۱۱۷) عمیر: آپ آبی اللحم کے آزاد کردہ غلام غفاری حجازی ہیں، غزوہ خیبر میں اپنے مولیٰ کے ساتھ حاضر ہوئے، حضور انور کو دیکھا ہے، حضور کی احادیث حفظ کی ہیں، آپ سے ایک جماعت نے روایات لیں۔

(۱۱۸) عمیر ابن حمام: آپ انصاری ہیں، بدر میں شریک اور شہید ہوئے، خالد ابن اعلم نے آپ کو شہید کیا آپ انصار میں پہلے شہید ہیں جو راہِ خدا میں شہید ہوئے۔

(۱۱۹) عوف ابن مالک: آپ اشجعی ہیں، غزوہ خیبر اور اس کے بعد غزوات میں شریک ہوئے، بنی اشجع کا جھنڈا فتح مکہ کے دن آپ کے ہاتھ میں تھا، آخر میں شام میں رہے وہاں ہی ۷۳ تہتر میں وفات پائی۔

(۱۲۰) عویم ابن ساعدہ: آپ انصاری اوسی ہیں، دونوں بیعت عقبہ میں اور تمام غزوات میں شریک ہوئے، قوی یہ ہے کہ آپ خلافت فاروقی میں فوت ہوئے، عمر ۶۵ پینسٹھ سال ہوئی، حضرت عمر نے آپ سے روایت کی۔

(۱۲۱) عویمر ابن عامر: آپ کی کنیت ابوالدرداء ہے اسی کنیت میں مشہور ہیں، دال کی تختی میں آپ کا ذکر ہو چکا ہے۔

(۱۲۲) عویمر ابن ابیض: آپ انصاری عجلانی ہیں، بعض نے فرمایا کہ یہ وہ ہی عویمر ہیں جن کا لعان کا واقعہ احادیث میں آتا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ وہ عویمر دوسرے ہیں ان کا نام عویمر ابن حارث ابن زید ابن حارثہ ابن جد ابن عجلان ہے۔

(۱۲۳) عیاض ابن حمار: آپ تیمی مجاشعی ہیں، اہلِ بصرہ میں آپ کا شمار ہے حضور انور کا ان پر بہت کرم تھا۔

(۱۲۴) عصام مزنی: آپ صحابی ہیں، بہت ہی کم روایات کرتے ہیں۔

(۱۲۵) عتبان ابن مالک: آپ خزرجی سالمی ہیں، امیر معاویہ کے زمانہ میں فوت ہوئے۔

(۱۲۶) عمارہ ابن خزیمہ: آپ خزیمہ ابن ثابت کے بیٹے ہیں، انصاری ہیں، اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

(۱۲۷) عمارہ ابن رویبہ: آپ ثقفی ہیں، اہل کوفہ میں آپ کا شمار ہے بہت لوگوں نے آپ سے روایات لیں۔

(۱۲۸) عرس ابن عمیرہ: آپ کندی ہیں، آپ سے آپ کے بھتیجے عدی نے روایات لیں۔

(۱۲۹) عیاش ابن ابی ربیعہ: آپ مخزومی قرشی ہیں، ابوجہل کے اخیافی بھائی ہیں، بڑے پرانے مؤمن ہیں، حضور انور کے دار ارقم میں جانے سے پہلے ایمان لائے آپ نے پہلے حبشہ کی طرف پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی، جب آپ ہجرت کرکے آئے تو ابوجہل اور اس کا بھائی حارث ابن ہشام آپ کے پاس آئے اور کہا کہ ماں نے قسم کھائی ہے کہ وہ تم کو دیکھے بغیر سائے میں نہ بیٹھے گی تم مکہ چلو تا کہ تمہاری ماں سایہ لے، چنانچہ آپ ان دونوں کے ساتھ مکہ معظمہ چلے گئے، انہوں نے وہاں لے جا کر آپ کو قید کر دیا اور بہت ایذائیں دیں حضور انور نے قنوت نازلہ میں آپ کے لیے دعائیں فرمائیں الٰہی عیاش ابن ربیعہ کو نجات دے آپ خلافت فاروقی میں شہید ہوئے۔

(۱۳۰) عابس ابن ربیعہ: آپ عطیفی ہیں، فتح مصر میں شریک ہوئے آپ کے بیٹے عبدالرحمن نے آپ سے روایات لیں۔

(۱۳۱) ابوعبیدہ ابن جراح: آپ کا نام عامر ابن عبداللہ ابن جراح ہے فہری قرشی ہیں، عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، اس امت کے امین ہیں، حضرت عثمان ابن مظعون کے ساتھ ایمان لائے پھر ہجرت کرکے حبشہ چلے گئے تمام غزوات میں شامل رہے احد میں ثابت قدم رہے خود کے دو حلقے جو حضور انور کے سر کے زخم میں گڑھ گئے تھے آپ نے نکالے جس سے آپ کی ثنایا دانت گر گئے، یہ واقعہ غزوہ احد میں ہوا طاعون عمواس میں وفات ہوئی ۱۸ اٹھارہ میں اٹھاون سال عمر ہوئی حضرت معاذ ابن جبل نے آپ کا جنازہ پڑھایا مقام بیسان میں دفن ہوئے حضور انور سے فہر ابن مالک میں مل جاتے ہیں۔ مترجم کہتا ہے کہ آپ اسلام کے بڑے جرنیل ہیں، شام کے فاتح آپ ہی ہیں، حضرت عمر نے اپنی وفات کے وقت فرمایا کہ اگر آج ابوعبیدہ زندہ ہوتے تو میں خلافت ان کے سپرد کر دیتا۔ (حاشیہ)

(۱۳۲) ابوالعاص ابن ربیع: آپ کا نام مقسم یا لقیط ہے حضور انور کے داماد ہیں، یعنی حضرت زینب بنت رسول اللہ کے خاوند غزوہ بدر میں کفار کی طرف سے آئے تھے، مسلمانوں کے ہاتھ قید ہو گئے، پھر چھوڑے گئے مکہ معظمہ جا کر پھر حضور

انور کی خدمت میں مہاجر بن کر آئے حضور انور آپ سے اور آپ کی وفاداری صادق الوعد ہونے کی وجہ سے بہت خوش تھے، خلافت صدیقی میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے، بہت صحابہ نے آپ سے احادیث لیں۔

(۱۳۳) **ابو عیاش:** آپ کا نام زید ابن صامت ہے انصاری زرقی ہیں، چالیس ہجری کے بعد وفات پائی۔

(۱۳۴) **ابو عمر ابن حفص:** آپ حفص ابن مغیرہ کے بیٹے ہیں، مخزومی ہیں، آپ کا نام عبدالمجید یا احمد ہے۔

(۱۳۵) **ابو عبس عبدالرحمان:** آپ ابن جبیر کے بیٹے ہیں، حارثی ہیں بدر میں شریک ہوئے، ۳۴ چونتیس میں مدینہ منورہ میں وفات پائی وہاں ہی دفن ہوئے ۷۰ ستر سال عمر ہوئی۔

(۱۳۶) **ابو عسیب:** آپ حضور انور کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ کا نام احمر ہے۔

ع۔۔۔ تابعین عظام

(۱) **عبداللہ ابن بریدہ:** آپ اسلمی ہیں، مرو کے قاضی رہے، مشہور تابعی ہیں، حضرت ابو ہریرہ وغیرہ صحابہ سے ملاقات ہے، آپ سے بہت احادیث منقول ہیں، مرو میں مزار ہیں۔

(۲) **عبداللہ ابن ابی بکر:** آپ ابوبکر ابن محمد ابن عمرو ابن حزم کے بیٹے ہیں، انصاری مدنی علماء مدینہ سے ہیں، بہت سچے امام احمد فرماتے ہیں کہ آپ کی احادیث شفاء ہیں، ۷۰ ستر سال عمر ہوئی ۱۳۵ ایک سو پینتیس میں وفات پائی۔

(۳) **عبداللہ ابن زبیر:** آپ کی کنیت ابوبکر حمیدی قرشی اسدی ہیں، امام شافعی کے ساتھ مصر میں رہے حتی کہ امام شافعی کی وفات ہوگئی پھر آپ مکہ معظمہ واپس آئے امام بخاری نے آپ کی بہت احادیث اپنی کتاب بخاری میں روایت کیں ۲۱۹ دوسو انیس میں مکہ معظمہ میں وفات پائی اسلام کے بڑے خدمت گزار ہیں۔

(۴) **عبداللہ ابن مطیع:** آپ قرشی عدوی ہیں، مدنی ہیں، حضور انور کے زمانہ شریف میں پیدا ہو چکے تھے آپ کے والد آپ کو حضور انور کی خدمت میں لے گئے تھے، آپ کے والد کا نام عاص تھا حضور نے مطیع رکھا عبداللہ سرداران قریش سے تھے جب اہل مدینہ نے یزید کی سلطنت سے علیحدگی کی تو آپ کو ہی اپنا امیر بنایا، آپ صرف قریش کے امیر تھے اور قریش کے علاوہ کے امیر عبداللہ ابن حنظلہ غسیل ملائکہ تھے، آپ حضرت عبداللہ ابن زبیر کے ساتھ مکہ معظمہ میں قتل کیے گئے ۷۳ تہتر میں آپ کو عبداللہ ابن زبیر نے کوفہ کا حاکم بنایا وہاں سے مختار ابن ابوعبید نے آپ کو نکال دیا۔

(۵) **عبداللہ ابن مسلمہ:** آپ مسلمہ ابن قعنب کے بیٹے ہیں، تمیمی مدنی ہیں، بصرہ میں قیام رہا مالک ابن انس کے ساتھیوں میں سے ہیں، ہشام ابن سعد وغیرہم سے ملاقات ہے ۲۲۱ دوسو اکیس میں محرم میں مکہ معظمہ میں آپ کی وفات

ہے سوا ابن ماجہ کے باقی صحاح میں آپ کی احادیث موجود ہیں۔

(۶) عبداللہ ابن موہب: آپ فلسطینی شامی ہیں، فلسطین کے قاضی رہے حضرت تمیم داری وغیرہ سے ملاقات ہے آپ سے عمر ابن عبدالعزیز نے روایات لیں۔

(۷) عبداللہ ابن مبارک: آپ مروزی ہیں، بنی حنظلہ کے مولیٰ ہیں، آپ امام ربانی متقی فقیہ، حافظ، زاہد متقی حجۃ الائمہ ہیں، اسمٰعیل ابن عیاش فرماتے ہیں کہ روئے زمین پر ابن مبارک جیسا کوئی نہیں کوئی اچھی خصلت ایسی نہیں جو ابن مبارک میں موجود نہ ہو آپ بغداد میں رہے ۱۱۸ ایک سو اٹھارہ میں پیدا ہوئے اور ۱۸۱ میں وفات پائی۔

(۸) عبداللہ بن حکیم کنانی: آپ نے حضور انور کا زمانہ پایا مگر دیدار نہ کر سکے بعض لوگوں نے آپ کو صحابی کہا ہے مگر حق یہ ہے کہ آپ تابعی ہیں، آپ بغداد میں رہے، آپ کی ملاقات حضرت عمر، و ابن مسعود، حذیفہ سے ہے۔

(۹) عبداللہ ابن ابی قیس: آپ کی کنیت ابوالاسود ہے شامی عطیہ ابن عازب کے آزاد کردہ غلام ہیں، حضرت عائشہ سے روایات لیں۔

(۱۰) عبداللہ ابی عصم: آپ کوفی حنفی ہیں، آپ سے یہ حدیث مروی ہے کہ ثقیف میں ایک جھوٹا اور فسادی ہوگا، حضرت ابن عمر اور ابوسعید سے ملاقات ہے۔

(۱۱) عبداللہ ابن محیریز: آپ جمحی قرشی ہیں، عظیم الشان تابعی بہت نیک وصالح بزرگ ہیں، رجاء ابن حیوۃ فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ حضرت ابن عمر کی عبادت پر فخر کرتے تھے اپنے ہم عابد ابن محیریز کی عبادت پر فخر کرتے ہیں، آپ کی وفات سو ہجری سے پہلے ہے۔

(۱۲) مثنیٰ بن سعید: آپ مثنیٰ ابن عبداللہ ابن انس ابن مالک کے بیٹے ہیں، اپنے چچاؤں سے روایت کرتے ہیں، صالح متقی ہیں۔

(۱۳) عبداللہ ابن عمر ابن حفص: آپ عبداللہ ابن عمر ابن حفص ابن عاصم کے بیٹے ہیں، عمری ہیں، ابن عدی کہتے ہیں کہ وہ صدوق ہیں، ۱۷۱ ایک سو اکہتر میں وفات پائی۔

(۱۴) عبداللہ ابن عتبہ: آپ عتبہ ابن مسعود کے بیٹے ہیں، ہذلی ہیں، عبداللہ ابن مسعود کے بھتیجے ہیں، مدنی ہیں، کوفہ میں رہے آپ نے حضور انور کا زمانہ پایا مگر ملاقات نہ ہوئی، عظیم الشان تابعی ہیں، کوفہ کے ہیں، حضرت عمر فاروق وغیرہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہے آپ کی وفات بشر ابن مروان کے زمانہ میں ہوئی کوفہ میں آپ کی قبر ہے۔

(۱۵) عبداللہ ابن مالک: آپ مالک ابن بحسینہ قشب کے بیٹے ہیں، آپ کی والدہ بحسینہ بنت حارث ابن مطلب

ہیں، امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات ہوئی یعنی ۵۴ یا ۵۸ میں۔

(۱۶) عبداللہ ابن مالک: آپ کی کنیت ابوتمیم ہے آپ جیشانی ہیں، مصری ہیں۔

(۱۷) عبداللہ بن مالک الہمدانی: آپ ہمدانی ہیں، حضرت علی وابن عمرو عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایات لیتے ہیں۔

(۱۸) عبداللہ ابن عبدالرحمن: ابن ابی حسین آپ مکی قریشی تابعی ہیں، ابوطفیل سے ملاقات ہے تابعین کی ایک جماعت نے حتی کہ امام مالک ثوری نے آپ سے احادیث لیں۔

(۱۹) عبداللہ ابن عبید اللہ ابن ابی ملیکہ: ابوملیکہ کا نام زہیر ابن عبداللہ ہے تیمی قریشی احول ہیں، مشہور تابعی ہیں، حضرت ابن زبیر کے زمانہ میں عالم وقاضی تھے ۱۱۷ ایک سوسترہ میں وفات پائی۔

(۲۰) عبداللہ ابن شقیق: آپ کی کنیت ابوعبدالرحمن ہے عقیلی بصری ہیں، مشہور تابعی ہیں۔

(۲۱) عبداللہ ابن شہاب: آپ کی کنیت ابوالحرب ہے خولانی ہیں، تابعین کے دوسرے طبقے میں ہیں، آپ کی احادیث کوفہ میں مشہور ہیں۔

(۲۲) عبیداللہ ابن رفاعہ: ابن رافع انصاری زرقی ہیں۔

(۲۳) عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب: آپ کی کنیت ابوبکر ہے اہلِ مدینہ سے ہیں، اپنے بھائی سالم سے پہلے فوت ہوئے، ثقہ ہیں، امام زہری کے شیخ ہیں۔

(۲۴) عبید اللہ ابن عدی ابن خیار: قرشی ہیں، حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے مگر زیارت نہ کی، ولید ابن عبدالملک کے زمانہ میں وفات پائی۔

(۲۵) عبید ابن عمیر: آپ کی کنیت ابوعاصم ہے لیثی حجازی ہیں، مکہ مکرمہ کے قاضی رہے، حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے، عظیم الشان تابعی ہیں، حضرت عبداللہ ابن عمر سے پہلے وفات پائی۔

(۲۶) عبدالرحمن ابن کعب ابن مالک: انصاری ہیں اور تابعین مدینہ سے ہیں۔

(۲۷) عبدالرحمن ابن اسود: آپ قرشی زہری ہیں، مشہور تابعین مدینہ سے ہیں۔

(۲۸) عبدالرحمن ابن یزید ابن حارثہ: انصاری مدنی ہیں، حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے مگر ملاقات نہ ہوئی ۹۸ اٹھانوے میں وفات پائی۔

(۲۹) عبدالرحمن ابن ابی لیلےٰ: انصاری ہیں، جب خلافت فاروقی کے چھ سال رہ گئے تھے تب پیدا ہوئے یا تو مقام

وجیل میں قتل کیے گئے یا بصرہ کی نہر میں ڈوب گئے بعض نے فرمایا ۸۳ تراسی میں دیر جماجم میں گم ہوگئے آپ نے بہت صحابہ سے احادیث لیں۔

(۳۰) عبدالرحمن ابن غنم: آپ اشعری شامی ہیں، آپ نے زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں پائے حضور انور کے زمانہ میں ایمان تو لائے مگر زیارت نہ کرسکے جب حضور انور نے حضرت معاذ ابن جبل کو یمن بھیجا تب آپ ان کے ساتھ رہے اور پھران کی وفات ہوگئی شام کے مشہور فقیہ تھے حضرت عمر فاروق سے ملاقات ہے ۷۸ اٹھتر میں وفات ہوئی۔

(۳۱) عبدالرحمن ابن ابی عمرہ: حضرت ابوعمرہ کا نام عمرو ابن محصن ہے انصاری بخاری ہیں، مدینہ منورہ کے قاضی رہے ثقہ ہیں۔

(۳۲) عبدالرحمن ابن عبداللہ ابن ابی صعصعہ: آپ مازنی انصاری ہیں، ۱۳۹ ایک سو انتالیس میں وفات واقع ہوئی۔

(۳۳) عبدالرحمن ابن ابی عقبہ: آپ مجیر ابن عتیک کے آزاد کردہ غلام ہیں، انصاری ہیں، ابی عقبہ کا نام رشید ہے۔

(۳۴) عبدالرحمن ابن عبدالقاری: آپ حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے مگر ملاقات نہ ہوئی امام واقدی نے آپ کو صحابی کہا مگر صحیح یہ ہے کہ آپ تابعی ہیں، حضرت عمر فاروق سے ملاقات ہے اٹھتر سال عمر ہوئی اور ۸۱ اکیاسی میں وفات پائی۔

(۳۵) عبدالرحمن ابن عبداللہ: آپ کی ماں ام حکم بنت ابوسفیان ابن حرب ہیں، آپ کو امیر معاویہ نے کوفہ کا امیر بنایا۔

(۳۶) عبدالرحمن ابن ابی بکر: تابعی ہیں، آپ سے آپ کے بیٹے محمد نے روایات لیں۔

(۳۷) عبدالرحمن ابن ابی بکرہ: آپ انصاری بصری ثقفی ہیں، ۱۴ میں بصرہ میں پیدا ہوئے جب کہ مسلمان وہاں پہنچے آپ بصرہ میں پہلے وہ بچے ہیں جو مسلمانوں میں پیدا ہوئے، آپ نے اپنے والد اور حضرت علی سے روایات لیں۔

(۳۸) عبدالرحمن ابن عبداللہ ابن ابی عمار: آپ مکی ہیں، آپ سے ایک جماعت نے روایات لیں۔

(۳۹) عبدالرحمن ابن یزید ابن اسلم: آپ مدنی ہیں، لوگوں نے آپ کو ضعیف کہا ہے ۱۸۲ ایک سو بیاسی میں وفات ہوئی۔

(۴۰) عبدالعزیز ابن رفیع: آپ اسدی آپ مکی ہیں، کوفہ میں قیام رہا مشہور تابعی ہیں، نوے سال سے زیادہ عمر ہوئی

حضرت ابن عباس اورانس ابن مالک سے روایات لیں۔

(۴۱) عبدالعزیز ابن جریج: آپ مکی ہیں، حضرت عائشہ اور ابن عباس سے ملاقات ہے۔

(۴۲) عبدالعزیز ابن عبداللہ: آپ فقہاء مدینہ سے ہیں، بغداد میں رہے وہاں علم حدیث کی خدمت کی ۱۶۴ ایک سو چونسٹھ میں وفات ہوئی وہاں ہی مقابر قریش میں دفن ہوئے۔

(۴۳) عبدالملک ابن عمیر: آپ قرشی کوفی ہیں، یہ نسبت قرش کی طرف ہے نہ کہ قریش کی طرف کوفہ کے قاضی رہے کوفہ کے مشہور تابعی ہیں، بڑے عالم ثقہ تھے ایک سو تین سال عمر ہوئی اور ۱۳۶ ایک سو چھتیس میں وفات ہوئی۔

(۴۴) عبدالواحد ابن ایمن: آپ مخزومی ہیں اور قاسم ابن عبدالواحد کے والد ہیں، مشہور تابعی ہیں۔

(۴۵) عبدالرزاق ابن ہمام: آپ کی کنیت ابوبکر ہے اپنے وقت کے بڑے علماء سے ہیں، آپ نے بہت کتب تصنیف کی ہیں، امام احمد وغیرہم کے شیخ ہیں، پچاسی سال عمر ہوئی ۲۱۱ دوسو گیارہ میں وفات پائی، ابن جریج و معمر سے ملاقات ہے۔

(۴۶) عبدالحمید ابن جبیر: آپ جحی ہیں، اپنی پھوپھی صفیہ اور ابن مسیب سے روایات لیتے ہیں۔

(۴۷) عبدالمہیمن ابن عباس ابن سہل: ساعدی اپنے والد اور ابی حازم وغیرہ سے روایات لیتے ہیں۔

(۴۸) عبدالاعلیٰ ابن مسہر: آپ غسانی ہیں، اہلِ شام کے شیخ ہیں، بڑے فصیح عالم ہیں اس لیے قید کیے گئے کہ آپ خلق قرآن کے قائل نہ تھے چنانچہ آپ جیل میں بھیجے گئے رجب ۲۲۸ھ دوسو اٹھائیس میں فوت ہوئے۔

(۴۹) عبدالمنعم ابن نعیم: آپ اسواری ہیں، ایک جماعت صحابہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

(۵۰) عبدخیر ابن یزید: آپ کی کنیت ابو عمارہ ہے ہمدانی ہیں، آپ نے حضور انور کا زمانہ پایا مگر ملاقات نہ کر سکے، حضرت علی کے خاص ساتھیوں سے ہیں، کوفہ میں رہے ایک سو بیس سال عمر ہوئی۔

(۵۱) عمران ابن حطان: آپ دوسی ہیں، حضرت عائشہ صدیقہ ابن عمر وغیرہ سے روایات لیتے ہیں۔

(۵۲) عمرو ابن شعیب: ابن محمد ابن عبداللہ ابن عمرو ابن عاص سہمی ہیں، آپ نے اپنے والد شعیب، ابن مسیب، طاؤس وغیرہم سے روایت لی بخاری مسلم نے ان کی کوئی حدیث نہ لی کیونکہ ان کی روایات میں عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم آتا ہے خبر نہیں ہوئی کہ جدہ سے ان کے اپنے دادا محمد مراد ہیں یا والد یعنی شعیب کے دادا ابن عمرو ابن عاص مراد ہیں محمد تابعی ہیں اور عبداللہ ابن عمرو صحابی ہیں تو پتہ نہیں لگتا کہ حدیث متصل ہے یا مرسل نیز شعیب نے اپنے دادا

عبداللہ ابن عمرو سے ملاقات نہیں کی لہذا ان کی احادیث میں تدلیس ہے اس وجہ سے بخاری مسلم نے انکی احادیث نہ لیں۔

(۵۳) عمرو ابن سعید: ثقیف کے آزاد کردہ غلام ہیں، بصری ہیں حضرت انس سے احادیث لیتے ہیں۔

(۵۴) عمرو ابن عثمان: ابن عفان اپنے والد عثمان غنی اور اسامہ ابن زید سے روایت لیں۔

(۵۵) عمرو ابن شرید: آپ ثقفی تابعی ہیں، اہلِ طائف سے ہیں، اپنے والد اور ابن عباس وغیرہما سے احادیث لیتے ہیں۔

(۵۶) عمرو ابن میمون: آپ اودی ہیں، زمانہ جاہلیت پالیا ہے حضور انور کی حیوۃ شریف میں ایمان لائے مگر ملاقات نہ کر سکے کوفہ کے عظیم تابعی ہیں، حضرت عمر، معاذ بن جبل ابن مسعود سے ملاقات ہے رضی اللہ عنہم ۷۴ چوہتر میں وفات پائی۔

(۵۷) عمرو ابن عبداللہ: آپ سبیعی ہیں، کنیت ابو اسحاق ہے آپ کا ذکر الف کی تحتی میں ہو چکا۔

(۵۸) عمرو ابن عبداللہ: ابن صفوان آپ جمحی قرشی ہیں، یزید ابن شیبان سے ملاقات ہے۔

(۵۹) عمرو ابن دینار: آپ کی کنیت ابو یحییٰ ہے، سالم ابن عبداللہ ابن عمر وغیرہم سے ملاقات ہے۔

(۶۰) عمرو ابن واقد: آپ دمشقی ہیں، یونس ابن میسرہ سے ملاقات ہے لوگوں نے آپ سے احادیث لینا چھوڑ دیا ہے۔

(۶۱) عمرو ابن مالک: آپ کی کنیت ابو ثمامہ ہے جاہلی ہیں، آپ کا ذکر کسوف اور غصب میں آتا ہے۔

(۶۲) عمر ابن عبدالعزیز: ابن مروان ابن حکم: آپ کی کنیت ابو حفص ہے اموی قرشی ہیں، آپ کی والدہ ام عاصم بنت عاصم ابن عمر ابن خطاب ہیں، ان کا نام لیلیٰ ہے ۹۹ ننانوے میں سلیمان ابن عبدالملک کے بعد خلیفۃ المسلمین ہوئے اور ۱۰۱ ایک سو ایک ماہ رجب میں حمص کے قریب دیر سمعان میں وفات پائی مدت خلافت دو سال پانچ ماہ اور چند دن ہے کل چالیس سال عمر ہوئی، عبادت، تقویٰ، زہد اور پاکدامنی حسن اخلاق میں بے مثال تھے، خصوصاً زمانہ خلافت میں تو ہر صفت اور بھی اعلیٰ ہوگئی تھی جب آپ خلیفہ ہوئے تو آپ کے مکان سے رونے کی آوازیں آئیں، پوچھا گیا تو معلوم ہوا کہ آپ نے اپنی لونڈیوں کو کہا ہے کہ اب میں تمہارے حقوق ادا نہیں کر سکتا تو اب تم میں سے جو چاہے اسے آزاد کردوں اس پر وہ لونڈیاں رو رہی ہیں، عتبہ ابن نافع نے آپ کی بیوی فاطمہ بنت عبدالملک سے پوچھا کہ مجھے جناب عمر کے حالات بتاؤ وہ بولیں کہ جب سے آپ خلیفہ بنے ہیں آپ نے غسل جنابت نہیں کیا نہ صحبت سے نہ احتلام سے حتی کہ وفات ہوگئی اور بولیں کہ ہوسکتا ہے کہ اور لوگ روزے نماز میں ان سے بڑھ جاویں مگر خوفِ خدا میں ان جیسا کوئی نہ ہوگا آپ رات کو گھر میں

آتے تو اپنے کو سجدے میں گرا دیتے روتے اور دعائیں مانگتے حتی کہ نیند آجاتی پھر آنکھ کھلتی تو گریہ وزاری شروع ہو جاتی رات بھر یہ ہی حال رہتا، وہب ابن منبہ فرماتے ہیں کہ آپ اپنے وقت کے مہدی تھے آپ کے مناقب بے شمار ہیں۔ مترجم کہتا ہے کہ آپ نے بنی امیہ کے تمام مظالم بند کئے دبائے ہوئے حقوق ادا کیے ان کی بری رسمیں مٹائیں حتی کہ خطبہ جمعہ میں بنی امیہ بنی ہاشم پر تبرے کرتے تھے اور اس کے برعکس آپ نے اس کی بجائے خطبوں میں صحابہ اور اہلبیت کے صلوۃ و السلام کو داخل کیا جو آج تک جاری ہے یہ ذکر سنت حضرت عمر ابن عبدالعزیز ہے۔

(۶۳) عمر ابن عطا ابن خواری: آپ مکی ہیں، تابعی ہیں، آپ کی احادیث مکہ معظمہ میں بہت مشہور ہیں، عموماً آپ حضرت ابن عباس سے احادیث لیتے ہیں۔

(۶۴) عمر ابن عبداللہ ابن ابی خثعم: یحیٰی ابن ابی کثیر وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

(۶۵) عثمان ابن عبداللہ ابن اوس: ثقفی ہیں، اپنے چچا عمر اور اپنے دادا سے روایت لیتے ہیں۔

(۶۶) عثمان ابن عبداللہ ابن موہب: آپ تیمی ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ وغیرہ سے راوی۔

(۶۷) علی ابن عبداللہ ابن جعفر: آپ ابن مدین کے نام سے مشہور ہیں، ابن مہدی کہتے ہیں کہ آپ اپنے وقت میں سب سے بڑے محدث تھے، نسائی کہتے ہیں کہ شاید اللہ نے آپ کو علم حدیث کے لیے ہی پیدا کیا ہے ذی قعدہ ۲۳۴ دوسو چونتیس میں وفات ہوئی تہتر سال عمر ہوئی۔

(۶۸) علی ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب: آپ کی کنیت ابوالحسن لقب امام زین العابدین سادات اہل بیت سے ہیں، جلیل القدر تابعی ہیں، امام زہری کہتے ہیں کہ میں نے ان سے افضل کوئی قرشی نہیں دیکھا آپ کی عمر ۵۸ اٹھاون سال ہوئی ۹۴ میں وفات ہوئی جنت بقیع میں اپنے تایا امام حسن کے ساتھ دفن ہیں، مترجم کہتا ہے کہ امام حسین کے تینوں بیٹوں کا نام علی ہے علی اکبر علی اوسط علی اصغر، حضرت علی اکبر اور علی اصغر تو کربلا میں شہید ہوئے علی اوسط یعنی امام زین العابدین وہاں سے بچ کر آئے بقیہ زندگی بغیر روئے ہوئے کبھی پانی نہ پیا آپ کی قبر زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

(۶۹) علی ابن منذر: آپ کوفی ہیں، بڑے عابد زاہد ہیں، پچپن حج کیے ثقہ ہیں، بہت ہی صادق ہیں، امام نسائی کہتے ہیں کہ شیعہ تھا ۲۵۶ دوسو چھپن میں ہی فوت ہوا لقب طریقی ہے۔

(۷۰) علی ابن زید: قرشی بصرہ کے تابعی ہیں، اصل میں مکی تھے رہے بصرہ میں انس ابن مالک وغیرہ سے ملاقات ہے ۱۳۰ ایک سوتیس میں وفات ہے۔

(۷۱) علی ابن یزید: آپ ہانی ہیں، محدثین کی ایک جماعت نے انہیں ضعیف کہا ہے۔

(۷۲) علی ابن عاصم: آپ واسطی ہیں، یحیٰی بکاء اور عطاء ابن سائب وغیر ہما سے ملاقات ہے بہت لوگوں نے آپ کو ضعیف کہا آپ کے پاس ایک لاکھ حدیثیں تھیں نوے ۹۰ سال سے زیادہ عمر پائی۔

(۷۳) علاء ابن زیاد: ابن مطر آپ عدوی بصری ہیں، شام میں قیام رہا ۹۴ میں وفات ہوئی۔

(۷۴) عطاء ابن یسار: آپ کی کنیت ابو محمد ہے ام المؤمنین میمونہ کے آزاد کردہ غلام ہیں، مدینہ منورہ کے مشہور تابعی ہیں، چوراسی سال عمر ہوئی ۹۷ ستانوے میں وفات پائی۔

(۷۵) عطاء ابن عبداللہ: آپ خراسانی ہیں، شام میں رہے ۵۰ پچاس میں پیدا ہوئے اور ۱۳۵ ایک سو پینتیس میں وفات پائی، مالک ابن انس نے آپ سے روایات لیں۔

(۷۶) عطاء ابن ابی رباح: آپ کی کنیت ابو محمد ہے آپ ہاتھ پاؤں سے بے کار ایک آنکھ سے محروم تھے آخر میں نابینا ہو گئے تھے مکہ معظمہ کے بڑے فقیہ تھے امام اوزاعی کہتے ہیں کہ آپ مقبول ترین لوگوں سے ہیں، امام احمد ابن حنبل فرماتے ہیں کہ علم کا خزانہ اللہ جسے چاہے دے اگر علم نسب سے ملتا ہو تو حضور انور کی صاحبزادی اس کی مستحق ہوتیں دیکھو عطاء ابن ابی رباح حبشی تھے مگر علم کے خزانے انہیں ملے، سلمہ ابن کہیل فرماتے ہیں کہ میں نے تین شخص دیکھے جن کا علم محض رضا الٰہی کے لیے تھا: عطاء، طاؤس، مجاہد حضرت عطاء کی عمر ۸۸ اٹھاسی سال ہوئی اور ۱۱۵ ایک سو پندرہ میں وفات ہوئی بہت صحابہ سے ملاقات کی ابن عباس ابو ہریرہ ابو سعید خدری وغیرہم۔

(۷۷) عطاء ابن عجلان: آپ بصری ہیں، حضرت انس وغیرہ سے ملاقات ہے بعض لوگوں نے انہیں متہم کیا۔

(۷۸) عطاء ابن سائب ابن یزید: آپ ثقفی ہیں، آپ کی وفات ۱۳۶ ایک سو چھتیس میں ہے۔

(۷۹) عدی ابن عدی: آپ کندی ہیں اپنے والد اور دوسرے صحابہ سے روایات کرتے ہیں۔

(۸۰) عدی ابن ثابت: آپ اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں عدی کے دادا کا نام دینار ہے امام بخاری کہتے ہیں کہ مجھے ان کا نام معلوم نہیں۔

(۸۱) عیسیٰ ابن یونس ابن اسحاق: علم حفظ عبادت میں مشہور تھے آپ ایک سال حج کرتے تھے ایک سال جہاد ۱۸۷ ایک سو ستاسی میں وفات پائی۔

(۸۲) عامر ابن مسعود: آپ قرشی تابعی ہیں، ابراہیم ابن عامر کے والد ہیں۔

(۸۳) عامر ابن سعد: ابن ابی وقاص: آپ زہری قرشی ہیں، ۱۰۴ ایک سو چار میں وفات پائی۔

(۸۴) عامر ابن اسامہ: آپ کی کنیت ابوالملیح ہے ہزلی بصری ہیں بہت صحابہ سے ملاقات ہے۔

(۸۵) عاصم ابن سلیمان: احول آپ بصری تابعی ہیں، حضرت انس وحفصہ سے ملاقات ہے ۱۴۲ ایک سو بیالیس میں وفات ہے۔

(۸۶) عاصم ابن کلیب: آپ جری کوفی ہیں، آپ کی احادیث نماز، حج اور جہاد کے متعلق ہیں۔

(۸۷) عروہ ابن زبیر ابن عوام: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے قرشی اسدی ہیں، حضرت زبیر اور والدہ اسماء اور عائشہ صدیقہ سے روایات لیتے ہیں، ۲۲ بائیس میں ولادت ہے آپ مدینہ منورہ کے سات فقہاء میں سے ہیں، ابن شہاب کہتے ہیں کہ آپ علم کے دریا ہیں۔

(۸۸) عروہ ابن عامر: آپ قرشی تابعی ہیں، حضرت ابن عباس وغیرہ سے احادیث لیتے ہیں۔

(۸۹) عبید ابن عمیر: آپ کی کنیت ابوعاصم ہے لیثی حجازی ہیں، مکہ معظمہ کے قاضی رہے حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے بعض نے آپ کو صحابی مانا ہے مگر قوی یہ ہے کہ تابعی ہیں، حضرت ابن عمر سے پہلے وفات پائی۔

(۹۰) عبید ابن سباق: حجازی ہیں، حضرت زید ابن ثابت سہل ابن حنیف وغیرہما سے روایات لیتے ہیں۔

(۹۱) عبیداللہ ابن زیاد: کلبی ہے یزید ابن معاویہ کی طرف سے امام حسین کے مقابل لشکر کشی کرنے والا یہ ہی تھا اس وقت یہ ہی کوفہ کا گورنر تھا یزید کی طرف سے، یہ خود موصول میں ابراہیم ابن مالک اشتر نخعی کے ہاتھوں مارا گیا ۶۶ چھیاسٹھ میں مختار ابن عبید کی حکومت میں۔

(۹۲) عکرمہ: آپ حضرت عبداللہ ابن عباس کے آزاد کردہ غلام ہیں، کنیت ابوعبداللہ ہے بربر کے رہنے والے ہیں، فقہاء مکہ سے ہیں، آپ سے ایک مخلوق نے روایات لی ہیں، ۸۰ اسی سال عمر ہوئی ۱۰۷ ایک سو سات میں وفات پائی کسی نے سعید ابن جبیر سے پوچھا کہ کیا کوئی آپ سے بڑا عالم ہے فرمایا عکرمہ۔

(۹۳) علقمہ ابن ابی علقمہ: ابوعلقمہ کا نام بلال ہے، حضرت عائشہ صدیقہ کے آزاد کردہ غلام ہیں، بہت صحابہ کرام سے ملاقات کا شرف حاصل ہے جیسے حضرت انس وغیرہ۔

(۹۴) عون بن ابی جحیفہ: تابعی ہیں، کنیت ابوجحفہ ہیں۔

(۹۵) ابوعثمان ابن عبدالرحمن ابن ملی: آپ نہدی بصری ہیں، زمانہ جاہلیت پایا ہے حضور انور کا زمانہ پایا ہے مگر زیارت نہ کرسکے ساٹھ سال جاہلیت میں اور ساٹھ سال اسلام میں گزارے قریبًا ایک سو تیس سال عمر ہوئی، 95 پچانوے

میں وفات پائی۔

(۹۶)ابوعاصم: آپ شیبانی ہیں، امام بخاری کے شیخ۔

(۹۷)ابوعبیدہ ابن محمد ابن یاسر: آپ عنسی ہیں، حضرت جابر سے ملاقات ہے۔

(۹۸)ابوعمیر ابن انس ابن مالک انصاری: آپ کا نام عبداللہ ہے اپنے والد انس کے بعد بہت دراز عرصہ زندہ رہے اپنی پھوپھی سے روایات لیتے ہیں۔

(۹۹)ابوالعشراء: آپ کا نام اسامہ ابن مالک ہے، دارمی ہیں، اپنے والد سے روایات لیتے ہیں، آپ کے نام میں بڑا اختلاف ہے قوی یہ ہے کہ نام اسامہ ہے۔

(۱۰۰)ابوالعالیہ: آپ کا نام رفیع ابن مہران ہے ریاحی بصری ہیں، حضرت صدیق اکبر سے ملاقات ہے حضرت عمر فاروق اور ابی ابن کعب سے روایات لیتے ہیں، حفصہ بنت سیرین فرماتی ہیں کہ ابوالعالیہ کہتے تھے کہ میں نے تین بار قرآن مجید حضرت عمر کو سنایا ہے حضور انور کی وفات کے دو سال بعد آئے، ۹۰ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

(۱۰۱)یزید بن عبداللہ بن الشخیر: حضرت عائشہ صدیقہ سے روایات لیں، ۱۱۱ھ ایک سو گیارہ میں وفات پائی۔

(۱۰۲)ابوعبدالرحمن: آپ کا نام عبداللہ یزید ہے مصری ہیں، عامری ہیں۔

(۱۰۳)ابوعطیہ: آپ عقیلی ہیں مالک ابن حویرث سے ملاقات ہے آپ بنی عقیل کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

(۱۰۴)ابوعاتکہ: حضرت انس سے روایات لیتے ہیں۔

ع۔۔۔صحابیات

(۱)عائشہ صدیقہ: ام المومنین ہیں ابوبکر صدیق کی دختر آپ کی ماں ام رومان بنت عامر ابن عویمر ہیں، حضور انور نے آپ سے نکاح کا پیغام دیا نبوت کے دسویں سال مکہ معظمہ میں آپ سے نکاح کیا یعنی ہجرت سے تین سال پہلے، ۲ دو ہجری شوال میں مدینہ منورہ میں رخصتی ہوئی اس وقت آپ کی عمر شریف صرف نو برس تھی، نو سال حضور انور کے ساتھ رہیں حضور انور کی وفات کے وقت آپ کی عمر شریف اٹھارہ سال تھی، آپ کے سواء کسی کنواری بیوی سے حضور انور نے نکاح نہیں کیا بے مثال عالمہ فقیہہ فصیحہ فاضلہ تھیں حضور انور سے بہت ہی احادیث روایت فرمائیں تاریخ عرب پر بڑی خبر تھی، اشعار عرب پر بڑی نظر تھی مدینہ منورہ میں ۱۷ سترہ رمضان منگل کی رات وفات ہوئی، وصیت فرمائی تھی کہ مجھے رات میں دفن کیا جاوے آپ جنت البقیع میں مدفون ہیں، آپ پر حضرت ابوہریرہ نے نماز پڑھائی مروان ابن حکم کی طرف سے اس وقت مروان

مدینہ کے حاکم تھے امیر معاویہ کا زمانہ خلافت تھا۔ مترجم کہتا ہے کہ صرف آپ کے بستر میں حضور پر وحی آئی حضرت جبرئیل آپ کو سلام کرتے تھے آپ پر بہتان لگا تو سورۂ نور کی قریباً اٹھارہ آیتیں آپ کی براءت میں نازل ہوئیں یعنی حضرت مریم اور حضرت یوسف کو بہتان لگا تو بچے گواہ مگر محبوبہ محبوب رب العالمین کو بہتان لگا تو خود رب تعالیٰ گواہ رضی اللہ عنہا۔

یعنی ہے سورۂ نور جن کی گواہ ان کی پر نور صورت پہ لاکھوں سلام

خلاصہ تہذیب میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ سے دو ہزار دو سو دس احادیث مروی ہیں جن میں ایک سو چوہتر متفق علیہ ہیں یعنی بخاری مسلم دونوں کی روایات اور چون احادیث صرف بخاری کی ہیں اڑسٹھ احادیث صرف مسلم کی، عروہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے بڑھ کر کسی کو اشعار کا عالم نہ پایا۔ (حاشیہ)

(۲) عمرہ بنت رواحہ: آپ انصاریہ ہیں، نعمان ابن بشیر کی والدہ آپ سے بشر ابن سعد نے احادیث لیں۔

(۳) ام عمارہ: آپ کا نام نسیبہ بنت کعب ہے انصاریہ ہیں، بیعت عقبہ میں شریک ہوئیں پھر اپنے خاوند زید ابن عاصم کے ساتھ غزوہ احد میں شریک ہوئیں، پھر بیعت الرضوان میں اور غزوہ یمامہ میں خود جہاد کیا حتی کہ آپ کا ایک ہاتھ کٹ گیا اور جسم پر بارہ زخم نیزوں تلواروں کے کھائے بہت لوگوں نے آپ سے روایات لیں۔

(۴) ام العلاء: آپ انصاریہ صحابیہ ہیں، خارجہ ابن زید ابن ثابت کی والدہ ہیں، حضور انور آپ کی بیماری میں آپ کے پاس تشریف لے جاتے تھے۔

(۵) ام عطیہ: آپ کا نام نسیبہ بنت کعب یا بنت حارث ہے انصاریہ ہیں، بہت صحابیات نے آپ سے احادیث روایت کیں اکثر حضور انور کے ساتھ غزوات میں شریک ہوئیں، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں رضی اللہ عنہا آپ کے بہت فضائل ہیں۔

ع۔۔۔تابعیات

(۱) عمرہ بنت عبدالرحمن: آپ عبدالرحمن ابن سعید ابن زرارہ کی دختر ہیں، حضرت عائشہ صدیقہ نے آپ کی پرورش کی آپ نے ان ہی سے بہت احادیث روایت کیں ۱۰۳ ایک سو تین میں وفات ہوئی۔

☆☆☆☆☆

غ۔۔۔صحابہ کرام

(۱) غضیف ابن حارث: آپ شمالی ہیں، کنیت ابواسماء ہے شامی ہیں، حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے، حضور سے بیعت کی بعض لوگوں نے آپ کو تابعی کیا مگر قوی یہ ہے کہ آپ صحابی ہیں۔

(۲) غیلان ابن سلمہ: آپ ثقفی ہیں، فتح طائف کے بعد ایمان لائے ثقیف کے سرداروں میں سے تھے بڑے شاعر اور عبادت گزار تھے، حضرت عمر فاروق کی خلافت میں وفات پائی۔

غ۔۔۔تابعین کرام

(۱) غالب ابن ابی غیلان: ابن خطاف بصری ہیں بکر ابن عبداللہ سے ملاقات ہے۔

(۲) غریف ابن عیاش ابن دیلمی: آپ نے حضرت واثلہ ابن اسقع سے ملاقات کی۔

(۳) ابوغالب: آپ کا نام حزور ہے باہلی بصری ہیں، عبدالرحمن ابن حضرمی کے آزاد کردہ غلام ہیں ابوامامہ سے روایات لیں۔

☆☆☆☆☆

ف ــ صحابہ کرام

(۱) **فضل ابن عباس:** ابن عبدالمطلب آپ حضور انور کے چچا زاد ہیں، حضور کے ساتھ غزوہ حنین میں شریک ہوئے اور ثابت قدم رہے حجۃ الوداع میں حضور کے ساتھ تھے حضور انور کو غسل وفات دینے والوں میں آپ بھی تھے، پھر شام میں جہاد کرتے رہے اردن کے علاقہ میں وفات پائی، اکیس سال عمر ہوئی اپنے بھائی عبداللہ اور حضرت ابوہریرہ سے روایات کرتے ہیں۔

(۲) **فضالہ ابن عبید:** آپ انصاری اوسی ہیں، احد اور اس کے بعد غزوات میں شریک ہوئے، بیعۃ الرضوان میں شامل ہوئے، امیر معاویہ کی طرف سے دمشق کے قاضی رہے جب کہ وہ صفین کی جنگ میں گئے، ۵۳ھ زمانہ معاویہ میں وفات پائی۔

(۳) **فجیع ابن عبداللہ:** آپ عامری ہیں، اپنی قوم کے نمائندے بن کر حضور انور کی خدمت میں آئے اور حضور سے احادیث سنیں۔

(۴) **فروہ ابن مسیک:** آپ مرادی غطیفی ہیں، اہل یمن سے ہیں، ۹ نو میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوکر ایمان لائے خلافت فاروقی میں کوفہ چلے گئے شاعر بھی تھے بہت عابد زاہد تھے۔

(۵) **فروہ ابن عمرو:** آپ بیاضی انصاری ہیں بدر وغیرہ میں حاضر ہوئے۔

(۶) **فیروز دیلمی:** آپ حمیری فارسی ہیں، صنعاء میں رہے آپ نے یمن میں اسود عنسی مدعی نبوت کو قتل کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے بالکل قریب یہ واقعہ ہوا، خلافت عثمانیہ میں وفات ہوئی، آپ سے ضحاک اور عبداللہ نے روایات لیں۔

ف ــ تابعین

(۱) **فرافصہ ابن عمیر حنفی:** تابعین مدینہ سے ہیں، حضرت عثمان سے روایات لی ہیں، آپ سے قاسم ابن محمد وغیرہ نے روایات لیں۔

(۲) **فروہ ابن نوفل:** آپ اشجعی کوفی ہیں، حضرت عائشہ صدیقہ سے احادیث روایت کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

ف۔۔۔صحابیات

(۱) فاطمہ کبریٰ: آپ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی صاحبزادی ہیں، والدہ خدیجۃ الکبریٰ ہیں، لقب زہرا اور سیدۃ النساء العالمین ہے، ظہور نبوت سے پانچ سال قبل مکہ معظمہ میں آپ کی ولادت ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ آپ حیض ونفاس سے پاک تھیں۔ (ہشت بہشت) رمضان ۲ دو ہجری میں حضرت علی سے آپ کا نکاح ہوا بقرعید کے مہینہ رخصتی ہوئی آپ سے حسن، حسین، محسن تین بیٹے اور زینب، ام کلثوم، رقیہ تین بیٹیاں ہوئیں، حضور انور کی وفات سے چھ ماہ بعد تین رمضان سہ شنبہ ۱۱ھ دن میں وفات پائی اٹھائیس سال عمر ہوئی۔

نبی کی لاڈلی بانو ولی کی ماں شہیدوں کی — یہاں جلوہ نبوت ولایت کا شہادت کا

(۲) فاطمہ بنت ابی حبیش: آپ قرشیہ اسدیہ ہیں، انہیں کو استحاضہ کا خون بہت آتا تھا، عبداللہ ابن جحش کی زوجہ ہیں عروہ ابن زبیر اور حضرت ام سلمہ نے ان سے روایات لیں۔

(۳) فاطمہ بنت قیس: آپ قرشیہ ہیں، حضرت ضحاک کی بہن اولین مہاجرات سے ہیں، جمال وعقل میں کمال رکھتی تھیں پہلے ابوعمرو ابن حفص کے نکاح میں تھیں انہوں نے طلاق دے دی تو حضور انور نے حضرت اسامہ ابن زید سے آپ کا نکاح کر دیا۔

(۴) فریعہ بنت مالک ابن سنان: آپ حضرت ابوسعید خدری کی بہن ہیں، بیعۃ الرضوان میں شریک ہوئیں، آپ سے زینب بنت کعب بن عجرہ نے احادیث روایت کیں۔

(۵) ام الفضل: آپ کا نام لبابہ بنت حارث ہے، حضرت عباس ابن عبدالملک کی زوجہ ہیں عامریہ ہیں، ام المؤمنین میمونہ کی بہن ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ جناب خدیجۃ الکبریٰ کے بعد عورتوں میں آپ ہی ایمان لائیں آپ سے بہت احادیث مروی ہیں حضور انور کی چچی ہیں۔

(۶) ام فروہ: آپ انصاریہ ہیں، حضور انور سے بیعت کی قاسم ابن غنام نے آپ سے روایات لیں۔

ف۔۔۔تابعیات

(۱) فاطمہ صغریٰ: آپ حضرت حسین ابن علی ابن ابی طالب کی بیٹی ہیں، قرشیہ ہاشمیہ ہیں، حسن ابن حسن ابن علی ابن ابی طالب کے نکاح میں تھیں، ان کی وفات کے بعد عبداللہ ابن عمرو ابن عثمان ابن عفان کے نکاح میں رہیں۔

☆☆☆☆☆

ق۔۔۔۔صحابہ کرام

(۱) قبیصہ ابن ذویب: آپ خزاعی ہیں، ایک ہجری میں پیدا ہوئے، آپ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو حضور سرکار نے آپ کو فقہ اور بلندی درجات کی دعا دی ابوالزناد کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں یہ چار حضرات فقہاء شمار کیے جاتے تھے: ابن مسیب، عروہ ابن زبیر، عبدالملک ابن مروان، قبیصہ ابن ذویب، ۸۶ میں آپ کی وفات ہوئی، ابن عبدالبر کے علاوہ دوسرے محدثین نے آپ کو صحابی نہیں مانا شام کے تابعین سے مانا ہے۔

قبیصہ ابن مخارق: آپ ہلالی ہیں حضور انور کی خدمت میں اپنی قوم کے نمایندے بن کر آئے اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہے۔

(۲) قبیصہ ابن وقاص: آپ سلمی ہیں، بصرہ میں رہے انہیں لوگوں میں آپ کا شمار ہے۔

(۳) قتادہ ابن نعمان: آپ انصاری ہیں، بیعت عقبہ میں شریک ہوئے، بدر وغیرہ غزوات میں شامل رہے حضرت ابو سعید خدری آپ کے ماں شریک بھائی ہیں، ۶۵ پینسٹھ سال عمر ہوئی ۲۳ تیئس میں وفات پائی، فضلاء صحابہ سے ہیں۔

(۴) قدامہ ابن عبداللہ: آپ کلابی یا عامری ہیں، پرانے مؤمنین سے ہیں، مکہ معظمہ میں رہے حجۃ الوداع میں شریک ہوئے۔

(۵) قدامہ ابن مظعون: آپ قرشی جمحی ہیں، حضرت عبداللہ ابن عمر کے ماموں ہیں، حبشہ کے مہاجرین سے ہیں، بدر اور تمام غزوات میں شریک ہوئے، آپ سے عبداللہ ابن عمر اور عبداللہ ابن عامر نے احادیث لیں ۶۸ اڑسٹھ سال عمر ہوئی ۳۶ چھتیس میں وفات پائی آپ کے بہت فضائل ہیں۔

(۶) قطبہ ابن مالک: آپ ثعلبی ہیں، کوفی ہیں، حضور کی خدمت میں رہے۔

(۷) قیس ابن ابی غرزہ: آپ غفاری کوفی ہیں، آپ سے ابووائل وغیرہم نے احادیث لیں۔

(۸) قیس ابن سعد ابن عبادہ: آپ کی کنیت ابوعبداللہ انصاری خزرجی ہیں، افاضل صحابہ سے ہیں، جنگی تدابیر میں بہت ماہر تھے، اپنی قوم کے سردار تھے حضور انور کی بارگاہ میں بڑے عزت یافتہ تھے، حضرت علی کی طرف سے مصر کے حاکم رہے، حضرت علی کی شہادت تک کبھی ان سے جدا نہ ہوئے، ۶۰ ساٹھ میں وفات پائی، قیس ابن سعد عبداللہ ابن زبیر: قاضی شریح اور احنف کے چہروں پر کبھی بال نہ آئے داڑھی نہ اُگی۔

(۹) قیس ابن عاصم: آپ کی کنیت ابوقبیصہ ہے یا ابوعلی تمیمی ہیں، بنی تمیم کے وفد میں حضور انور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، ۹ نو میں ایمان لائے جب یہ حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا کہ یہ خیمہ والوں کے سردار ہیں، علم

اور حلم میں مشہور تھے، اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہے۔

(۱۰) قرظہ ابن کعب: آپ انصاری خزرجی ہیں، احد وغیرہ غزوات میں شریک ہوئے، حضرت علی نے آپ کو کوفہ کا حاکم بنایا، آپ ہی کی خلافت میں کوفہ میں وفات پائی، امام شعبی وغیرہ نے آپ سے احادیث لیں۔

(۱۱) قرہ ابن ایاس: آپ مزنی بصری ہیں، آپ کے بیٹے معاویہ نے آپ سے احادیث لیں ازارقہ نے آپ کو قتل کیا اور کسی نے آپ سے احادیث نہ لیں۔

(۱۲) ابوقتادہ: آپ کا نام حارث ابن ربعی ہے حضور انور کے پیادہ سپاہیوں میں سے ہیں، ۵۴ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، بعض نے فرمایا کہ خلافت حیدری میں کوفہ میں فوت ہوئے، ستر سال عمر ہوئی، تمام غزاوت میں شریک ہیں۔

(۱۳) ابوقحافہ: آپ کا نام عثمان ابن عامر ہے حضور ابوبکر صدیق کے والد ہیں، عین کی تختی میں آپ کا ذکر ہو چکا ہے۔

ق۔۔۔تابعین عظام

(۱) قاسم ابن محمد ابن ابوبکر الصدیق: آپ مدینہ منورہ کے سات مشہور فقہاء میں سے ایک ہیں، عظیم الشان تابعی ہیں، آپ اپنے زمانہ میں سب سے افضل تھے۔ یحیٰی ابن سعید کہتے ہیں کہ ہم نے مدینہ منورہ میں ایسا کوئی نہ پایا جو قاسم سے افضل ہو آپ نے بہت صحابہ سے احادیث روایت کیں حتی کہ عائشہ صدیقہ اور امیر معاویہ کی بھی ستر سال عمر ہوئی ۱۰۱ ایک سو ایک میں وفات پائی۔ خیال رہے کہ آپ کی بیٹی فردہ بنت قاسم کا نکاح امام باقر سے ہوا ان کے بطن سے امام جعفر پیدا ہوئے تو صدیق اکبر تمام سیدوں کے نانا ہیں اور علی مرتضیٰ سیدوں کے دادا۔ (مترجم)

(۲) قاضی ابن عبدالرحمن: آپ شامی ہیں، عبدالرحمن ابن خالد کے آزاد کردہ غلام ہیں اپنے زمانہ میں بہترین بزرگ تھے۔

(۳) قبیصہ بن هلب الطائی: آپ طائی ہیں، اپنے والد سے روایت کرتے ہیں آپ کے والد صحابی ہیں۔

(۴) قعقاع ابن حکیم: آپ مدنی تابعی ہیں، حضرت جابر اور ابویونس سے ملاقات ہے۔

(۵) قطن ابن قبیصہ: آپ ہلالی ہیں، اہل بصرہ سے ہیں اور سجستان کے حاکم رہے۔

(۶) قتادہ ابن دعامہ: آپ کی کنیت ابوالخطاب ہے سدوسی ہیں، نابینا تھے حافظ تھے غضب کے حافظ پایا تھا۔ خود فرماتے ہیں کہ جو کچھ میرے کان سنتے ہیں وہ میرا دل محفوظ کر لیتا ہے، عبداللہ ابن سرجس سے روایت لیتے ہیں، ۱۰۷ ایک سو سات میں وفات پائی۔

(۷) **قیس ابن عباد:** آپ بصری ہیں، بصرہ کے تابعین میں سے ہیں، جماعت صحابہ سے روایت کرتے ہیں۔

(۸) **قیس ابن ابی حازم:** آپ احمسی بجلی ہیں زمانہ جاہلیت کو پایا ہے آپ حضور انور سے بیعت کرنے مدینہ منورہ آئے تو معلوم ہوا کہ قریب ہی وفات شریف ہو چکی ہے، آپ کوفہ کے تابعین میں سے ہیں، عشرہ مبشرہ سے روایات لیتے ہیں سوا عبدالرحمن ابن عوف کے آپ کے سواء کسی تابعی نے نو عشرہ مبشرہ سے احادیث نہیں لیں، نہروان میں حضرت علی کے ساتھ تھے آپ نے سو برس سے زیادہ عمر پائی، ۹۸ اٹھانوے میں وفات ہوئی، نہروان خوارج پر جہاد کیا۔

(۹) **قیس ابن مسلم ابن کثیر:** آپ نے حضرت ابوالدرداء سے روایات لیں۔

(۱۰) **ابوقلابہ:** آپ کا نام عبداللہ ابن زید ہے جرمی ہیں، مشہور تابعی ہیں، حضرت انس وغیرہ سے ملاقات ہے شام کے علماء میں سے ۱۰۶ ایک سو چھ میں شام میں وفات پائی۔

(۱۱) **ابن قطن:** آپ کا نام عبدالعزیز ابن قطن ہے، جاہلی ہیں، دجال کی احادیث میں آپ کا نام آتا ہے۔

(۱۲) **قزمان:** یہ وہ شخص ہے جس نے ایک غزوہ میں بہت اچھی طرح جنگ کی حضور انور نے فرمایا کہ یہ دوزخی ہے آخر کار خودکشی کر کے مرا، اسے تابعی کہنا درست نہیں۔ (مترجم)

ق۔۔۔صحابیات

(۱) **قیلہ بنت مخرمہ:** آپ صحابیہ ہیں، آپ سے آپ کی دو پوتیوں صفیہ حبیبہ بنت علیہ نے روایات لیں غالباً یہ وہی قیلہ ہیں جو جمعہ کے دن کچھ لپٹا ساپکا کر بیٹھ جاتی تھیں صحابہ کرام آ کر کھاتے تھے، فرماتے ہیں کہ ہم کو جمعہ کے دن کا انتظار ہوتا تھا قیلہ کے اس کھانے کی وجہ سے۔ واللہ اعلم! (مترجم)

(۲) **ام قیس بنت محصن:** آپ عکاشہ ابن محصن کی بہن ہیں، مکہ معظمہ کے پرانے مسلمانوں میں سے ہیں پھر ہجرت کر کے مدینہ منورہ حاضر ہو گئیں۔

☆☆☆☆☆

ک۔۔۔صحابہ کرام

(۱) کعب ابن مالک: آپ انصاری خزرجی ہیں، بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک ہوئے، بدر کی حاضری میں اختلاف ہے سواء تبوک کے باقی تمام غزوات میں شریک ہوئے حضور انور کے خاص شاعروں میں سے ہیں، غزوہ تبوک میں تین صاحب پیچھے رہ گئے تھے جن کا بائیکاٹ کیا گیا ان میں سے ایک آپ تھے دوسرے ہلال ابن امیہ ہیں، تیسرے مرارہ ابن ربیعہ آپ کے متعلق سورۂ توبہ میں قبول توبہ کی آیات نازل ہوئیں آپ سے ایک جماعت نے روایت کی ۷۷ ستتر سال عمر شریف پائی، ۵۰ پچاس میں وفات ہوئی آخر میں نابینا ہوگئے۔

(۲) کعب ابن عجرہ: آپ بلوی ہیں، کوفہ میں رہے مدینہ منورہ میں وفات پائی، ۷۲ بہتر سال عمر ہوئی ۵۱ھ اکیاون میں وفات پائی۔

(۳) کعب ابن مرہ: آپ بسہری ہیں، سلمی ہیں، اردن میں رہے، ۵۹ انسٹھ میں وفات پائی۔

(۴) کعب ابن عیاض: آپ اشعری ہیں، اہل شام میں آپ کا شمار ہے آپ سے حضرت جابر جبیر ابن نفیر وغیرہما نے روایات لیں۔

(۵) کعب ابن عمرو: آپ انصاری سلمی ہیں، بیعت عقبہ اور بدر میں حاضر ہوئے، غزوہ بدر میں آپ نے ہی حضرت عباس کو گرفتار کیا تھا ۵۵ پچپن میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

(۶) کثیر ابن صلت: ابن معدیکرب آپ کندی ہیں، حضور انور کی حیات شریف میں پیدا ہوئے، آپ کا نام قلیل تھا حضور انور نے کثیر رکھا، بہت صحابہ سے روایات لیتے ہیں۔

(۷) کرکرہ: آپ حضور انور کے سامان کے منتظم ہوا کرتے تھے، سفروں اور غزوات میں آپ کا ذکر غلول میں آتا ہے، کرکرہ میں دونوں کاف کو فتح حاصل ہے۔

(۸) کلدہ ابن حنبل: آپ اسلمی ہیں، صفوان ابن امیہ کے سوتیلے بھائی ہیں، آپ کو عبدالمعمر ابن حبیب نے یمن کے سوق عکاظ سے خریدا انہیں حلیف بنایا وفات تک مکہ معظمہ میں رہے۔

(۹) ابو کبشہ: آپ کا نام عمرو ابن سعد انماری ہے شام میں قیام رہا۔

ک۔۔۔تابعین عظام

(۱) کعب احبار: آپ کا نام کعب ابن مانع ہے، کنیت ابواسحاق ہے، مشہور ہیں، کعب احبار کے نام سے قبیلہ حمیر سے ہیں، حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے مگر زیارت نہ کرسکے خلافت فاروقی میں اسلام لائے اور خلافت عثمانیہ میں ۳۲ ہجری میں مقام حمص میں وفات پائی۔

(۲) کثیر ابن عبداللہ ابن عمرو ابن عوف: آپ مدنی ہیں۔

(۳) کثیر ابن قیس: یا قیس ابن کثیر: آپ کا ذکر قاف کی تختی میں ہو چکا ہے۔

(۴) کریب ابن ابی مسلم: آپ عبداللہ ابن عباس کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

(۵) ابوکریب ابن محمد ابن علاء: آپ ہمدانی کوفی ہیں ابوبکر ابن عباس سے روایت کرتے ہیں ۲۴۸ ہجری میں وفات ہوئی۔

ک۔۔۔تابعیات

(۱) کبشہ بنت کعب ابن مالک: آپ عبداللہ ابن ابی قتادہ کی زوجہ ہیں، بلّی کے جھوٹے کے متعلق آپ کی حدیث مشہور ہے۔

(۲) کریمہ بنت ہمام: آپ سے خضاب کے متعلق حدیث مروی ہے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کرتی ہیں، ہمام میم کے پیش یا میم کے فتحہ سے۔

(۳) ام کرز: آپ خزاعیہ ہیں، چند احادیث آپ سے مروی ہیں خصوصاً عقیقہ کی حدیث۔

(۴) ام کلثوم بنت عقبہ ابن ابی معیط: مکہ معظمہ میں اسلام لائیں پیدل ہجرت کی مکہ معظمہ میں کنواری تھیں مدینہ منورہ میں زید ابن حارثہ کے نکاح میں آئیں، جب حضرت زید غزوہ موتہ میں شہید ہوگئے تو زبیر ابن عوام سے نکاح کیا انہوں نے طلاق دے دی تو عبدالرحمن ابن عوف کے نکاح میں آئیں ان سے ابراہیم اور حمید پیدا ہوئے جب ان کے یہ خاوند فوت ہوئے تو عمرو ابن عاص سے نکاح کیا انہیں کے نکاح میں فوت ہوئیں، آپ حضرت عثمان غنی کی سوتیلی بہن ہیں۔

☆☆☆☆☆

ل۔۔۔صحابہ کرام

(۱) لقیط ابن عامر ابن صبرہ: آپ کی کنیت ابورزین ہے عقیلی مشہور صحابی ہیں اہل طائف سے ہیں۔

(۲) لبید ابن ربیعہ: آپ عامری ہیں، شاعر ہیں، اپنی قوم بنی جعفر ابن کلاب کے وفد میں حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوئے، زمانہ جاہلیت اور اسلام میں بہت عزت والے تھے آخر میں کوفہ میں رہے ۱۴۱ اکتالیس میں وفات ہے ۱۵۷ ایک سوستاون سال عمر پائی۔

(۳) ابولبابہ: آپ کا نام رفاعہ عبدالمنذر ہے اوسی انصاری ہیں، بیعت عقبہ غزوہ بدر اور تمام غزوات شریک ہوئے، بعض نے کہا کہ بدر میں شریک نہیں ہوئے کیونکہ حضور انور کے حکم سے مدینہ منورہ میں انتظام کے لیے رہے مگر آپ کو غنیمت سے حصہ دیا گیا حضرت علی کی خلافت میں وفات پائی۔

(۴) ابولبیبہ: آپ کا نام عبداللہ ہے آپ کا ذکر صدقات کی وصولی میں آتا ہے۔

ل۔۔۔تابعین عظام

(۱) لیث ابن سعد: آپ کی کنیت ابوالحارث ہے مصر کے فقیہ ہیں خالد ابن ثابت فہمی کے آزاد کردہ ہیں، ۹۴ چورانوے میں مصر کے علاقہ میں پیدا ہوئے، ۱۶۱ ایک سواکسٹھ میں بغداد آئے خلیفہ منصور نے آپ کو مصر کا حاکم بنانا چاہا آپ نے انکار کردیا یحیٰی ابن بکیر فرماتے ہیں کہ میں نے لیث سے بڑھ کر کوئی کامل نہ دیکھا قتیبہ ابن سعید کہتے ہیں کہ لیث کی سالانہ آمدنی بیس ہزار دینار تھی مگر آپ پر کبھی زکوۃ واجب نہ ہوئی شعبان ۱۷۵ میں آپ کی وفات ہوئی۔

(۲) ابن ابی لیلیٰ: آپ کا نام عبدالرحمن قاسم ابن ابی لیلی یسار ہے انصاری ہیں، خلافت فاروقی میں پیدا ہوئے، جب کہ ان کی خلافت کو چھ سال گزر گئے، ۸۳ تراسی میں بصرہ کی ایک نہر میں ڈوب کر وفات ہوئی، بہت صحابہ سے ملاقات ہے کوفہ کے تابعین میں سے ہیں، آپ کے بیٹے محمد کو بھی ابن ابی لیلی کہا جاتا ہے وہ کوفہ کے قاضی تھے مشہور فقیہ تھے خیال رہے کہ محدثین جب ابن ابی لیلی کہتے ہیں تو یہ ہی مراد ہوتے ہیں اور جب فقہاء ابن ابی لیلی کہتے ہیں تو آپ کے بیٹے مراد ہوتے ہیں، یہ محمد ۷۴ میں پیدا ہوئے اور ایک سواڑتالیس میں وفات پائی۔

(۳) ابن لہیعہ: آپ کا نام عبداللہ ہے کنیت ابوعبدالرحمن ہے، حضرمی ہیں، فقیہ ہیں، مصر کے قاضی تھے، بہت محدثین سے ملاقات ہے، یحیٰی ابن بکیر اور قتیبہ مصری کہتے ہیں کہ آپ ضعیف الحدیث ہیں، احمد ابن حنبل کہتے ہیں کہ مصر میں ان جیسے کوئی محدث نہ ہوسکا آپ حدیث کے حافظ اتقان وضبط والے ہیں، ۱۷۴ ایک سوچوہتر میں وفات پائی۔

ل۔۔۔صحابیات

(۱) لبابہ بنت حارث: آپ کی کنیت ام الفضل ہے، آپ کا ذکر ف کی تختی میں ہو چکا ہے۔

☆☆☆☆☆

م۔۔۔صحابہ کرام

(۱) مالک ابن اوس: ابن حدثان آپ بصری ہیں، آپ کی صحابیت میں اختلاف ہے آپ کی احادیث بہت تھوڑی ہیں ہاں صحابہ کے آثار آپ سے بہت مروی ہیں، ۹۲ بانوے میں مدینہ میں وفات پائی مشہور ہستی ہے۔

(۲) مالک ابن حویرث: آپ لیثی ہیں، حضور انور کی خدمت میں وفد بن کر آئے اور حضور کے پاس بیس دن رہے آخر میں بصرہ میں قیام رہا وہاں ہی ۹۴ چورانوے میں وفات پائی۔

(۳) مالک ابن صعصعہ: آپ انصاری مازنی ہیں، بصرہ میں رہے احادیث کم روایت کرتے ہیں۔

(۴) مالک ابن ہبیرہ: آپ سکونی ہیں، اہل شام میں آپ کا شمار ہے امیر معاویہ کی طرف سے لشکروں کے سردار رہے روم پر جہاد کیا یہ جہاد امیر معاویہ کے زمانہ میں ہوئے۔

(۵) مالک ابن یسار: آپ سکونی پھر عوفی ہیں، شام میں قیام رہا آپ کی صحابیت میں اختلاف ہے۔

(۶) مالک ابن تیہان: آپ کی کنیت ابوالہیثم ہے انصاری ہیں، عقبہ میں شریک ہوئے، ۲۰ بیس خلافت فاروقی میں وفات پائی بعض مورخین نے کہا کہ ۳۷ سینتیس میں صفین میں وفات پائی۔

(۷) مالک ابن قیس: آپ کی کنیت ابوصرمہ ہے آپ کا ذکر صاد کی تختی میں ہو چکا ہے۔

(۸) مالک ابن ربیعہ: آپ کی کنیت ابواسید ہے اپنی کنیت میں مشہور ہیں، الف کی تختی میں آپ کا ذکر ہو چکا۔

(۹) ماعز ابن مالک: اسلمی ہیں، مدنی ہیں آپ کو ہی سنگسار کیا گیا تھا آپ سے آپ کے بیٹے عبداللہ نے ایک حدیث روایت کی۔

(۱۰) مطر ابن عکاس: آپ اسلمی ہیں اہل کوفہ سے ہیں، آپ سے صرف ایک حدیث مروی ہے۔

(۱۱) معاذ ابن انس: آپ جہنی ہیں اہل مصر سے ہیں، آپ کے بیٹے سہل نے آپ سے احادیث لیں۔

(۱۲) معاذ ابن جبل: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے انصاری ہیں، خزرجی ہیں، بیعت عقبہ دوم میں ستر صحابہ میں آپ بھی تھے بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، حضور انور نے آپ کو یمن کا قاضی و معلم بنا کر بھیجا، اٹھارہ سال کی عمر میں اسلام لائے حضرت عمر نے ابوعبیدہ ابن جراح کے بعد آپ کو شام کا حاکم بنایا اڑتیس سال عمر پائی ۱۸ اٹھارہ میں طاعون عمواس میں وفات ہوئی۔

(۱۳) معاذ ابن جبل: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے انصاری ہیں، خزرجی ہیں، بیعت عقبہ دوم میں ستر صحابہ میں آپ بھی تھے بدر و تمام غزوات میں شریک ہوئے حضور انور نے آپ کو یمن کا قاضی و معلم بنا کر بھیجا، اٹھارہ سال کی عمر میں ... حضرت عمر نے ابوعبیدہ ابن جراح کے بعد آپ کو شام کا حاکم بنایا اڑتیس سال عمر پائی ۱۸ھ اٹھارہ میں طاعون ... میں وفات ہوئی۔

(۱۴) معاذ ابن عمرو ابن جموح: آپ انصاری خزرجی ہیں، بیعت عقبہ اور غزوہ بدر میں شریک رہے آپ بھی اور آپ کے ... بھی، آپ نے معاذ ابن عفراء کے ساتھ مل کر ابوجہل کو قتل کیا، عبدالرحمن ابن اسحاق کے فرزند کہتے ہیں کہ آپ نے ابوجہل کی ٹانگ کاٹی اور اسے زمین پر پچھاڑا ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے آپ کا ہاتھ کندھے سے کاٹ کر گرا دیا اتنے میں معاذ ابن عفراء نے ابوجہل پر دوسرا وار کر کے اسے ٹھنڈا کر دیا سسک رہا تھا کہ عبداللہ ابن مسعود نے اس کا سر کاٹ ڈالا حضور انور نے ابوجہل کی لاش تلاش کرائی اس کے قتل پر سجدہ شکر ادا کیا آپ نے خلافت عثمانی میں وفات پائی۔

(۱۵) معاذ بن حارث بن رفاعہ: آپ انصاری زرقی ہیں، آپ کی والدہ عفراء بنت عبید ابن ثعلبہ ہیں، آپ اور رافع بن مالک خزرجی انصاری ہیں پہلے مؤمن ہیں، آپ اور آپ کے دونوں بھائی عوف اور معوذ بدر میں شریک ہوئے دونوں بھائی وہاں ہی شہید ہوئے، آپ کے متعلق اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں آپ بدر میں زخمی ہوئے پھر کچھ عرصہ کے بعد وفات پائی بعض کی رائے ہے کہ خلافت عثمانیہ میں آپ کی وفات ہے آپ سے بہت صحابہ نے روایات لیں۔

(۱۶) معوذ ابن حارث: آپ کی والدہ کا نام عفراء ہے بدر میں شریک ہوئے، آپ نے معاذ ابن عمرو کے ساتھ مل کر ابوجہل کو قتل کیا آپ کھیت اور باغ والے تھے۔

(۱۷) مسطح ابن اثاثہ ابن عباد ابن عبدالمطلب ابن عبدمناف: قرشی مطلبی ہیں بدر، احد اور تمام غزوات میں شریک ہوئے، ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کی تہمت میں آپ بھی شریک ہوگئے تھے آپ کو تہمت کی سزا میں کوڑے لگائے گئے آپ کا نام عوف ہے مسطح لقب چھپن سال عمر ہوئی ۳۴ھ میں وفات پائی۔ مترجم کہتا ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے حضرت عائشہ کے معاملہ میں آپ کا وظیفہ بند کر دیا تھا اس کے متعلق یہ آیت آئی "وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ" الخ جس پر آپ نے وظیفہ جاری کر دیا رضی اللہ عنہم اجمعین۔

(۱۸) مسور ابن مخرمہ: آپ کی کنیت ابوعبدالرحمن ہے زہری قرشی ہیں، عبدالرحمن ابن عوف کے بھانجے ہیں، ۲ دو ہجری میں مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے، ۸ آٹھ میں آپ کو مدینہ منورہ میں لایا گیا ذی الحجہ میں حضور انور کی وفات کے وقت آپ کی عمر آٹھ سال تھی، اس کے باوجود آپ نے حضور سے احادیث سنیں بڑے فقیہ دیندار پرہیزگار تھے شہادت عثمان غنی تک آپ

مدینہ منورہ میں رہے پھر مکہ معظمہ چلے گئے امیر معاویہ کی وفات تک وہاں رہے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا جب یزید کی فوجوں نے مکہ معظمہ پر حملہ کر کے اس پر پتھر برسائے منجنیق سے اس وقت آپ حطیم میں نفل پڑھ رہے تھی ایک پتھر آپ کے لگا جس سے آپ کی وفات ہوگئی، یہ واقعہ ربیع الاول ۶۴ چونسٹھ میں ہوا آپ سے ایک خلقت نے روایات لیں۔

(۱۹) مسیب ابن حزن: آپ کی کنیت ابوسعید ہے آپ قرشی مخزومی ہیں، اپنے باپ حزن کے ساتھ ہجرت کی، بیعۃ الرضوان میں شریک ہوئے، آپ سے آپ کے بیٹے سعید ابن مسیب نے احادیث لیں۔

(۲۰) مستورد ابن شداد: آپ فہری قرشی ہیں، اہل کوفہ سے ہیں، مصر میں قیام رہا، حضور انور کی وفات کے وقت یہ لڑکے تھے مگر حضور سے سماع ثابت ہے۔

(۲۱) مغیرہ ابن شعبہ: آپ ثقفی ہیں، خندق کے سال ایمان لائے پھر مہاجر ہو کر مدینہ منورہ حاضر ہوئے، آخر میں کوفہ میں رہے ستر سال عمر ہوئی ۵۰ پچاس میں وفات ہوئی، امیر معاویہ کی طرف سے حاکم رہے آپ کا مزار کوفہ میں ہے مشہور صحابی ہیں۔

(۲۲) مقدام ابن معدیکرب: آپ کی کنیت ابوکریمہ ہے، کندی ہیں، اہل شام میں آپ کا شمار ہے اکیانوے سال عمر ہوئی ستاسی ہجری میں شام میں وفات پائی، بہت احادیث کے آپ راوی ہیں، مشہور صحابی ہیں۔

(۲۳) مقداد ابن اسود: آپ کے والد نے قبیلہ بنی کندہ سے حلف کیا تھا اس لیے آپ کو کندی کہا جاتا ہے۔ اسود نے آپ کی پرورش کی تھی اس لیے ابن اسود کہا جاتا ہے آپ چھٹے مؤمن ہیں، آپ سے حضرت علی اور طارق ابن شہاب وغیرہما نے احادیث لیں ستر سال عمر ہوئی ۳۳ تینتیس میں وفات پائی آپ کی وفات مدینہ منورہ سے تین میل دور مقام جرف میں ہوئی وہاں سے آپ کو مدینہ منورہ لایا گیا بقیع میں دفن کیا گیا۔

(۲۴) حضرت مہاجر بن خالد بن ولید: آپ مخزومی قرشی ہیں، حضور انور کے زمانہ میں بچے تھے، جنگ جمل وصفین میں آپ تو حضرت علی کے ساتھ تھے مگر آپ کے بھائی عبدالرحمن امیر معاویہ و عائشہ صدیقہ کے ساتھ تھے، جمل میں آپ کی ایک آنکھ زخمی ہو کر بیکار ہوگئی اور صفین میں آپ قتل ہوئے حضرت علی کے ساتھ رہے۔

(۲۵) مہاجر ابن قنفذ: آپ قرشی تیمی ہیں آپ کا نام عمرو ابن خلف ہے آپ کا لقب مہاجر ہے آپ کے والد کا لقب قنفذ۔ قوی ہے کہ فتح مکہ کے دن ایمان لائے بعض نے فرمایا کہ پہلے ہی ایمان لا کر ہجرت کر کے آ گئے تھے حضور انور نے فرمایا یہ سچے مہاجر ہیں، آخر میں بصرہ میں رہے وہاں ہی وفات پائی۔

(۲۶) معیقیب ابن ابی فاطمہ: آپ دوسی ہیں، سعید ابن ابی العاص کے آزاد کردہ غلام ہیں بدر میں شریک

ہوئے، مکہ مظمہ میں اول ہی سے ایمان لائے حبشہ ہجرت کر کے گئے وہاں ہی رہے حتی کہ حضور انور مدینہ منورہ تشریف لائے، حضرت ابوبکر وعمر نے آپ کو بیت المال کا افسر مقرر فرمایا ن ۴۰ھ چالیس میں وفات پائی۔

(۲۷) **معقل ابن یسار:** آپ مزنی ہیں، بیعت الرضوان میں شریک ہوئے، بصرہ میں رہے نہر معقل آپ ہی کی طرف منسوب ہے ۶۰ھ میں وفات پائی عبید اللہ ابن زیاد کی حکومت میں۔

(۲۸) **معقل ابن سنان:** آپ اشجعی ہیں، فتح مکہ میں حاضر ہوئے، کوفہ میں قیام رہا جنگ حرہ میں قتل کیے گئے باندھ کر۔

(۲۹) **معن ابن عدی:** آپ بلوی ہیں، آپ اپنے بھائی عاصم کے ساتھ بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، غزوہ یمامہ میں یعنی خلافت صدیقی میں شہید ہوئے، حضور انور نے آپ میں اور زید ابن خطاب میں مواخاۃ (بھائی چارہ) کیا تو یہ دونوں حضرات بیک وقت شہید ہوئے ایک ہی جگہ۔

(۳۰) **معن ابن یزید ابن اخنس سلمی:** آپ، آپ کے والد اور دادا سب صحابی ہیں، مشہور ہے کہ آپ غزوہ میں شریک ہوئے، اہل کوفہ میں آپ کا شمار ہے۔

(۳۱) **مجمع ابن جاریہ:** آپ انصاری مدنی ہیں، آپ کا باپ جاریہ منافق تھا، مسجد ضرار بنانے والوں میں سے تھا، مجمع بڑے عالم قاری تھے۔ مشہور ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود نے آدھا قرآن مجید آپ سے لیا امیر معاویہ کے آخر زمانہ میں آپ کی وفات ہوئی۔

(۳۲) **محجن ابن ادرع:** آپ اسلمی پرانے مؤمن ہیں، دراز عمر پائی امارت امیر معاویہ کے آخر میں وفات ہوئی۔

(۳۳) **مخنف ابن سلیم:** آپ غامدی ہیں، حضرت علی نے آپ کو اصفہان کا حاکم بنایا اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہے۔

(۳۴) **مدعم:** آپ حبشی غلام تھے رفاعہ ابن زید کے غلام تھے انہوں نے حضور انور کی خدمت میں پیش کر دیا آخر تک حضور کے غلام رہے آپ کا ذکر غلول میں آتا ہے مشہور واقعہ ہے۔

(۳۵) **حضرت مرداس بن مالک اسلمی:** آپ اسلمی ہیں، بیعۃ الرضوان میں شریک ہوئے، اہل کوفہ میں آپ کا شمار ہے آپ سے صرف ایک ہی حدیث مروی ہے۔

(۳۶) **محیصہ ابن مسعود:** آپ انصاری حارثی ہیں، اہل مدینہ میں آپ کا شمار ہے غزوہ احد، خندق اور بعد کے غزوات میں شرکت کی۔

(۳۷) مخارق بن عبداللہ: اہل کوفہ میں آپ کا شمار ہے آپ کی حدیث میں بہت اختلاف ہے آپ سے صرف آپ کے بیٹے قابوس نے روایت کی۔

(۳۸) مجاشع ابن مسعود: آپ سلمی ہے ماہ صفر ۳۶ھ یوم جمل میں قتل ہوئے۔

(۳۹) مخرمہ عبدی: آپ کے نام میں اختلاف ہے مخرمہ یا مخرفہ، سوید کی حدیث میں آپ کا ذکر آتا ہے آپ کی وفات ۵۴ چون ہجری میں ہوئی۔

(۴۰) مرارہ ابن ربیع: آپ عامری انصاری ہیں، بدر میں شریک ہوئے جو تین حضرات غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے ان میں ایک آپ بھی تھے جن کی قبولیت توبہ کا ذکر سورۂ توبہ میں ہے۔

(۴۱) مصعب ابن عمیر: آپ قرشی عبدری ہیں، جلیل القدر صحابہ سے ہیں، پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر بدر میں شریک ہوئی، حضور انور نے آپ کو عقبہ کی دوسری بیعت کے بعد مدینہ منورہ بھیجا تاکہ آپ وہاں کے مسلمانوں کو قرآن اور فقہ کی تعلیم دیں ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ میں پہلا جمعہ آپ نے اپنے اجتہاد سے پڑھا اسلام سے پہلے آپ بڑے عیش و طرب میں پلے بڑھے اعلیٰ درجہ کا لباس پہنتے تھے بعد اسلام تارک الدنیا ایسے ہوئے کہ موٹے لباس سے آپ کا جسم کھردرا ہوگیا بعض مؤرخین نے فرمایا کہ حضور نے پہلی بیعت عقبہ کے بعد آپ کو مدینہ منورہ بھیجا آپ انصار کے گھروں میں جاکر تبلیغ دین کرتے تھے آپ کی ہر تبلیغ پر ایک دو آدمی مسلمان ہوئے تھے حتی کہ انصاری میں اسلام عام پھیل گیا تب آپ نے حضور انور سے جمعہ قائم کرنے کی اجازت چاہی جو مل گئی آپ پھر دوسری بیعت عقبہ کے موقعہ پر ستر انصار کے ساتھ مکہ معظمہ آئے چند دن مکہ معظمہ میں قیام کرکے واپس مدینہ منورہ چلے گئے یہ واقعات حضور انور کی ہجرت سے پہلے ہے چالیس سال کی عمر ہوئی اور غزوہ احد میں شہید ہوئے جن کے متعلق یہ آیت آئی" رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ" ان میں آپ بھی داخل ہیں حضور انور کے دار ارقم میں جانے کے بعد آپ ایمان لائے۔

(۴۲) معاویہ ابن ابی سفیان: آپ قرشی اموی ہیں، آپ کی ماں ہند بنت عتبہ ہیں، آپ فتح مکہ کے دن ایمان لائے مؤلفۃ القلوب میں سے ہیں، آپ حضور انور کے کاتب وحی تھے، بعض مؤرخین نے کہا کہ آپ کاتب وحی نہ تھے بلکہ دوسری تحریریں حضور انور کی طرف سے لکھتے تھے آپ سے حضرت عبداللہ ابن عباس اور ابوسعید خدری نے احادیث لیں خلافت فاروقی میں اپنے بھائی یزید ابن ابوسفیان کے بعد شام کے حاکم بنے پھر وفات تک وہاں ہی حاکم رہے حکومت کی، خلافت فاروقی میں چار سال خلافت عثمانیہ میں پورے بارہ سال پھر خلافت حیدری اور خلافت امام حسن میں اس طرح بیس سال حکومت کی پھر مستقل سلطان اسلام بن کر بیس سال سلطنت کی ۴۱ اکتالیس میں امام حسن نے آپ کو خلافت سونپ دی خود

علیحدہ ہوگئے رجب ۶۰ ساٹھ میں وفات پائی دمشق میں دفن ہوئے، اڑتالیس سال عمر ہوئی آخر عمر میں لقوہ ہوگیا تھا آپ وفات کے وقت کہتے تھے کہ کاش میں ایک قرشی شخص ہوتا جوذی طویٰ گاؤں میں رہتا حکومت میں حصہ نہ لیتا آپ کے پاس حضورانور کے تبرکات، بال ناخن شریف تہبند تھے وصیت کی کہ مجھے حضورانور کے تہبند میں لپیٹا جائے ہونٹوں ناک نتھنوں آنکھوں میں حضور کے بال ناخن رکھ دینا، پھر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کردینا۔ مترجم کہتا ہے آپ کی عمر شریف کے بیان میں غلطی غالبًا کاتب نے کی، آپ کی عمر اٹھتر سال ہوئی حق یہ ہے کہ آپ کاتب وحی رہے اور آپ نے اپنا اسلام فتح مکہ کے دن ظاہر فرمایا ایمان پہلے ہی لاچکے تھے عمرہ قضا میں حضورانور کی حجامت آپ ہی نے کی تھی جیسا کہ بخاری میں ہے کاتب بجائے ثمان وسبعون کے ثمان واربعون لکھ گیا امیر معاویہ کے صحیح حالات شریفہ ہماری کتاب امیر معاویہ میں دیکھو

(۴۳) معاویہ ابن حکم: آپ سلمی ہیں، مدینہ منورہ میں بہت آتے جاتے رہتے تھے ۱۱۷ ایک سوسترہ میں وفات ہوئی آپ سے کثیر اور عطا نے روایات لیں۔

(۴۴) معاویہ ابن جاہمہ: آپ سلمی ہیں، آپ کا شمار اہل حجاز میں ہے۔

(۴۵) مروان ابن حکم: سلمی ہے قرشی اموی ہے عبدالملک کا والد اور حضرت عمر ابن عبدالعزیز کا دادا ہے ۲ھ یا خندق کے سال پیدا ہوا حضورانور نے اس کے باپ حکم کو مدینہ منورہ سے طائف کی طرف جلاوطن کردیا یہ ساتھ گیا اس لیے حضورانور کو دیکھ نہ سکا لہذا صحابی نہیں، خلافت عثمانیہ میں حکم کو مدینہ منورہ آنے کی اجازت ملی تب یہ بھی ساتھ میں آیا، ۶۵ پینسٹھ میں دمشق میں فوت ہوا اس نے حضرت عثمان علی سے روایات لیں اور اس سے عروہ ابن زبیر امام زین العابدین نے روایات لیں، مترجم کہتا ہے کہ جس جرم کی بنا پر حضورانور نے حکم کو مدینہ منورہ سے نکالا اس نے توبہ کرلی تب حضرت عثمان نے واپس بلالیا پھر حضرت علی نے اپنے دورخلافت میں بھی اسے مدینہ منورہ سے نہ نکالا لہذا نہ حضرت عثمان پر کوئی اعتراض ہوسکتا ہے نہ حضرت علی پر، التائب من الذنب کمن لاذنب لہ یہ بات خیال میں رہے۔

(۴۶) مرہ ابن کعب: آپ نہدی ہیں، آپ کا شمار اہل شام میں ہے ۵۵ پچپن میں اردن میں وفات ہوئی۔

(۴۷) مزیدہ ابن جابر: آپ بصری ہیں، آپ سے متعدد تابعین نے روایات لیں۔

(۴۸) مسلم قرشی: آپ مسلم ابن عبداللہ ہیں یا عبیداللہ بن مسلم ہیں۔

(۴۹) مطلب ابن ابی وداعہ: آپ کے والد ابووداعہ کا نام حارث ہے سہمی قرشی ہیں، فتح مکہ کے دن ایمان لائے پھر کوفہ میں بعد میں مدینہ منورہ میں رہے آپ کے والد بدر کے دن قید کرلیے گئے تھے تو آپ ان کا فدیہ یعنی چار ہزار درہم لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے، آپ سے متعدد صحابہ وتابعین نے روایات لیں۔

(۵۰) مطلب ابن ربیعہ: ابن حارث ابن عبدالمطلب ابن ہاشم آپ قرشی ہاشمی ہیں، حضور انور کے زمانہ میں بچے تھے فتح افریقہ کے لیے مصر گئے ۲۹ میں۔

(۵۱) محمد بن ابوبکر صدیق: آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے حجۃ الوداع میں ذوالحلیفہ میں پیدا ہوئے یعنی آٹھ میں آپ کی والدہ اسماء بنت عمیس ہیں، ۳۸ اڑتیس میں امیر معاویہ کے ساتھیوں نے آپ کو قتل کیا اور گدھے کی کھال میں بھر کر نعش جلادی آپ کے بیٹے قاسم نے آپ سے روایات لیں۔

(۵۲) محمد ابن حاطب: آپ قرشی جمحی ہیں، آپ خود اور آپ کے ماں باپ آپ کے بھائی حارث اور چچا خطاب سب ہی صحابی ہیں، حبشہ میں پیدا ہوئے، ۷۴ میں مکہ معظمہ میں وفات پائی سب سے پہلے آپ ہی کا نام محمد رکھا گیا۔

(۵۳) محمد ابن عبداللہ ابن جحش: آپ قرشی اسدی ہیں، ہجرت سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئے، اپنے والد کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر مکہ معظمہ آئے پھر وہاں سے مدینہ منورہ ہجرت کی۔

(۵۴) محمد ابن عمرو ابن حزم: آپ انصاری ہیں، آپ کے والد حضور انور کی طرف سے نجران کے حاکم تھے، آپ وہاں ہی ۱۰ میں پیدا ہوئے، حضور نے آپ کے والد کو حکم دیا کہ اس بچے کی کنیت ابوعبدالملک رکھو آپ بڑے فقیہ تھے، ترپین سال عمر ہوئی ۶۳ تریسٹھ میں حرہ کے دن قتل کیے گئے۔

(۵۵) محمد ابن ابی عمیرہ: آپ مزنی ہیں، آپ کا شمار اہلِ شام میں ہے۔

(۵۶) محمد ابن مسلمہ: آپ انصاری حارثی ہیں سواء تبوک کے تمام غزوات میں شامل ہوئے، حضرت عمر وغیرہ سے آپ نے روایات لیں، فضلاء صحابہ سے ہیں، ۷۷ سال عمر ہوئی اور ۴۳ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

(۵۷) محمود ابن لبید: آپ انصاری اشہلی ہیں، حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے، امام بخاری فرماتے ہیں کہ آپ صحابی ہیں مگر امام مسلم نے آپ کو تابعین میں شمار کیا، ۹۶ چھیانوے میں آپ کی وفات ہوئی۔

(۵۸) معمر ابن عبداللہ: آپ قرشی عدوی ہیں، پرانے مؤمنین سے ہیں اہل مدینہ میں آپ کا شمار ہے۔

(۵۹) مغیث: آپ جناب بریدہ کے خاوند ہیں خود آل ابی احمد کے آزاد کردہ ہیں اور آپ کی زوجہ جناب عائشہ صدیقہ کی آزاد کردہ۔

(۶۰) منذر ابن ابی اسید: آپ ساعدی ہیں، آپ جب پیدا ہوئے تو حضور انور کی خدمت میں لائے گئے حضور نے آپ کو اپنی ران شریف پر لٹایا اور آپ کا نام منذر رکھا۔

(۶۱) ابوموسی اشعری: آپ کا نام عبداللہ ابن قیس ہے مکہ معظمہ میں ایمان لائے پھر حبشہ ہجرت کر گئے پھر کشتی والوں کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے راہ میں خیبر میں حضور سے ملاقات ہوگئی، حضرت عمر فاروق نے آپ کو ۲۰ بیس میں بصرہ کا حاکم بنایا آپ نے اہواز کا علاقہ فتح کیا شروع خلافت عثمانیہ تک آپ بصرہ کے حاکم رہے، پھر حضرت عثمان نے آپ کو معزول کر کے کوفہ کا حاکم بنا دیا، آپ حضرت عثمان کی شہادت تک کوفہ کے حاکم رہے، حضرت علی نے آپ کو امیر معاویہ کے مقابلہ میں اپنا پنچ مقرر کیا تھا، اس کے بعد آپ مکہ معظمہ چلے گئے وہاں ہی ۵۲ باون میں آپ کی وفات ہوئی۔

(۶۲) ابومرثد غنوی: آپ کا نام کناز ابن حصین ہے، غنوی ہیں، اپنی کنیت میں مشہور ہیں، آپ اور آپ کے بیٹے مرثد غزوہ بدر میں شریک ہوئے، ۱۲ھ میں وفات پائی۔

(۶۳) ابومسعود: آپ کا نام عقبہ ابن عمرو ہے، انصاری بدری ہیں، دوسری بیعت عقبہ میں شریک ہوئے، اکثر مؤرخین کہتے ہیں کہ آپ بدر میں شریک نہیں ہوئے، آپ ایک بار بدر کے کنویں پر اترے تھے اس لیے آپ کو بدری کہا جاتا ہے، آخر میں کوفہ میں رہے خلافت علی میں یا ۴۲ھ میں وفات پائی۔

(۶۴) ابومالک اشعری: آپ کا نام کعب ابن عاصم ہے اشعری ہیں، خلافت فاروقی میں وفات پائی۔

(۶۵) ابومحذورہ: آپ کا نام سمرہ ابن معبرہ ہے یا اوس ابن مغیرہ حضور انور کی طرف مکہ معظمہ میں مؤذن تھے ۵۹ھ میں وفات پائی آپ نے مکہ معظمہ سے ہجرت نہیں کی وہاں ہی رہے۔

(۶۶) ابن مرلع: آپ کا نام زید یا یزید ابن مربع ہے، انصاری ہیں اہل حجاز میں آپ کا شمار ہے۔

م ـــ تابعین عظام

(۱) محمد ابن حنفیہ: آپ محمد ابن علی ابن ابی طالب ہیں، کنیت ابوالقاسم ہے آپ کی والدہ خولہ بنت جعفر حنفیہ ہیں، یمامہ کے غزوہ میں وہ قید ہو کر مدینہ منورہ لائی گئیں حضرت علی کو دی گئیں، اسماء بنت ابی بکر فرماتی ہیں کہ میں نے خولہ کو دیکھا سندی سیاہ فام تھیں آپ سے آپ کے بیٹے ابراہیم نے روایات لیں آپ کی عمر پینسٹھ سال ہوئی ۸۱ اکیاسی میں مدینہ میں وفات پائی۔

(۲) محمد ابن علی بن حسین ابن علی ابن ابی طالب: آپ کی کنیت ابوجعفر ہے لقب امام باقر ہے اپنے والد امام زین العابدین اور حضرت جابر سے روایت لیتے ہیں، آپ سے آپ کے بیٹے امام جعفر صادق نے روایت لیں، آپ کی ولادت ۵۶ چھپن میں مدینہ منورہ میں ہوئی اور وفات ۱۱۸ ایک سو اٹھارہ میں مدینہ پاک میں ہوئی تریسٹھ سال عمر پائی بقیع میں دفن

ہوئے چونکہ آپ وسیع العلم تھے لہذا آپ کو باقر کہا گیا۔

(۳) محمد ابن یحیٰی ابن حبان: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، انصاری ہیں، آپ مالک ابن انس کے مشائخ سے ہیں امام مالک آپ کا بڑا احترام کرتے تھے انکی عبادت زہد تقویٰ فقہ، علم کا اکثر تذکرہ کرتے تھے، آپ کی عمر ۷۴ چوہتر سال ہوئی ۱۲۱ ایک سو اکیس میں مدینہ منورہ میں وفات پائی آپ سے ایک جماعت نے روایات لیں۔

(۴) محمد ابن سیرین: آپ کی کنیت ابوبکر ہے آپ انس ابن مالک کے آزاد کردہ ہیں، انس ابن مالک، ابن عمر اور ابو ہریرہ سے روایات لیتے ہیں، آپ بڑے عابد عالم فقیہ زاہد محدث تھے مشہور جلیل القدر تابعی ہیں مختلف علوم میں مشہور ہیں۔ مورق عجلی کہتے ہیں کہ میں نے ابن سیرین سے زیادہ کوئی فقیہ عابد نہ دیکھا۔ خلف ابن ہشام کہتے ہیں کہ رب نے ابن سیرین کو خشوع وخضوع خوش خلقی عطا فرمائی تھی لوگ جب انہیں دیکھتے تھے خدا یاد آتا تھا، اشعث کہتے ہیں کہ محمد ابن سیرین سے جب کوئی شرعی مسئلہ پوچھا جاتا تو ان کا چہرہ فق ہوجاتا تھا، مہدی کہتے ہیں کہ ہم ابن سیرین کے پاس بیٹھتے تھے مختلف تذکرے کرتے تھے مگر جب موت کا ذکر آتا تو آپ کا چہرہ فق ہوجاتا اور ہم سے اجنبی ہوجاتے گویا پہلا والا حال تھا ہی نہیں آپ کی عمر ۷۷ ستتر سال ہوئی ۱۱۰ ایک سو دس میں وفات ہوئی۔ مترجم نے قبر انور کی زیارت کی ہے بصرہ کے قریب ہی ہے خواجہ حسن بصری اور محمد ابن سیرین ایک ہی حجرہ میں آرام فرما ہیں، آپ تعبیر خواب کے امام مانے جاتے ہیں، آپ کا تعبیر نامہ مشہور ہے۔

(۵) محمد ابن سوقہ: آپ کی کنیت ابوبکر ہے غنوی کوفی ہیں، آپ گناہ سے بہت بچتے تھے ایک لاکھ درہم اپنے بھائیوں میں خرچ کیے۔

(۶) محمد ابن عمرو: ابن حسن ابن علی ابن ابی طالب حضرت جابر سے روایات لیتے ہیں۔

(۷) محمد ابن سلیمان: آپ الباغندی ہیں، کنیت ابوبکر ہے، واسطی ہیں، بغداد میں رہے ۲۸۳ دوسوتراسی میں وفات پائی۔

(۸) محمد ابن ابی بکر ابن محمد ابن عمرو ابن حزم: آپ انصاری ہیں، مدنی ہیں، اپنے والد کے بعد آپ مدینہ منورہ کے حاکم رہے اپنے بھائی عبداللہ سے بڑے تھے، آپ کے والد ۱۲۰ میں فوت ہوئے، آپ کی عمر ۷۲ بہتر سال ہوئی اور ۱۳۲ ایک سو بتیس میں وفات پائی۔

(۹) محمد ابن منکدر: آپ تیمی ہیں، حضرت جابر، انس ابن زبیر وغیرہم سے روایات لیتے ہیں آپ سے سفیان ثوری امام مالک نے روایات لیں، ستر سال سے زیادہ عمر ہوئی اور ۱۳۰ ایک سوتیس میں وفات پائی زہد عبادت دینداری، صدق و

امانت فقہ میں مشہور تھے۔

(۱۰) محمد ابن منتشر: آپ ہمدانی ہیں، مسروق کے بھتیجے ہیں، حضرت عائشہ صدیقہ ابن عمر سے روایات لیتے ہیں۔

(۱۱) محمد ابن صباح: آپ کی کنیت ابوجعفر ہے، بزار دولابی ہیں کتاب السنن کے مصنف ہیں، بخاری مسلم احمد وغیرہم نے آپ سے روایات نقل کیں، آپ ثقہ حافظ تھے ۲۲۷ دوسوستائیس میں وفات ہوئی۔

(۱۲) محمد ابن خالد: آپ سلمی ہیں، آپ کے والد تابعی ہیں دادا صحابی ہیں ان سے روایات لیتے ہیں۔

(۱۳) محمد ابن زید ابن عبداللہ ابن عمر فاروق: اپنے دادا اور حضرت ابن عباس سے روایات لیتے ہیں ثقہ ہیں۔

(۱۴) محمد ابن کعب: آپ قرظی مدنی ہیں، ایک جماعت صحابہ سے روایات لیتے ہیں ۱۰۸ ایک سو آٹھ میں وفات پائی۔

(۱۵) محمد ابن ابی مجالد: آپ کوفی تابعی ہیں، آپ سے ابواسحاق نے روایت کی۔

(۱۶) محمد ابن قیس ابن مخرمہ: آپ قرشی حجازی ہیں، حضرت عائشہ صدیقہ اور ابوہریرہ سے روایات لیتے ہیں۔

(۱۷) محمد ابن ابراہیم: آپ قرشی تیمی ہیں حضرت علقمہ وغیرہ سے ملاقات ہے۔

(۱۸) محمد ابن ابی بکر عوف: آپ ثقفی ہیں حجازی ہیں حضرت انس سے راوی۔

(۱۹) محمد ابن مسلم: آپ کی کنیت ابوالزبیر ہے آپ کا ذکر زا کی تختی میں ہو چکا۔

(۲۰) محمد ابن قاسم: آپ کی کنیت ابوخلاد ہے نابینا تھے ابوالعباس نام سے مشہور ہے اصل آپ کی یمامہ ہے ولادت ایک سو اکیانوے میں اہواز میں ہوئی پرورش بصرہ میں اپنے زمانہ میں قوت حافظہ فصاحت و بلاغت فی البدیہی جواب دینے میں مشہور تھے، ۲۸۳ دوسوتراسی میں وفات پائی۔

(۲۱) محمد ابن فضل ابن عطیہ: اپنے والد اور زیاد ابن علاقہ سے روایات لیتے ہیں، ۱۸۰ ایک سو اسی میں آپ کی وفات ہوئی۔

(۲۲) محمد ابن اسحاق: آپ مدنی ہیں، قیس ابن مخرمہ کے آزاد کردہ ہیں، تابعی ہیں، انس ابن مالک اور سعید ابن مسیب سے روایات لیں آپ سے اکابر علماء نے احادیث لیں جیسے یحییٰ ابن سعید سفیان ثوری امام نخعی ابن عیینہ وغیرہم آپ سیر غزوات، اخبار، قصص انبیاء علم حدیث قرآن فقہ کے بڑے ہی عالم تھے، بغداد میں رہے وہاں ہی خدمت حدیث کی وہاں ہی ۱۰۵ ایک سو پانچ میں وفات ہوئی وہاں ہی کے مقبرہ خیزران جانب شرقی میں دفن ہوئے۔

(۲۳) مسدد ابن مسرہد: آپ بصری ہیں حماد ابن زید اور ابوعوانہ سے روایات لیتے ہیں، ۲۲۸ دوسو اٹھائیس میں

وفات پائی۔

(۲۴) مجاہد ابن جبر: آپ کی کنیت ابوحجاج ہے عبداللہ ابن سائب مخزومی کے آزاد کردہ ہیں، مکہ معظمہ کے عظیم الشان تابعی وہاں کے فقیہ بڑے قاری قرأت کے امام مفسرین کے پیشوا ہیں، ۱۰۰ ایک سو میں وفات ہوئی آپ مشہور تابعی ہیں۔

(۲۵) مہاجر ابن مسمار: آپ زہری خاندان کے آزاد کردہ ہیں، عامر ابن ابی وقاص سے روایات لیتے ہیں، ثقہ ہیں، آپ سے ابوذیب نے احادیث لیں۔

(۲۶) مکحول ابن عبداللہ: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے شامی ہیں، غزول کابل میں گرفتار ہوکر آئے قبیلہ بنی قیس یا بنی لیث کے آزاد کردہ ہیں، امام اوزاعی کے استاذ ہیں۔ امام زہری فرماتے ہیں کہ علماء کاملین چار ہیں: مدینہ منورہ میں ابن مسیب، کوفہ میں شعبی، بصرہ میں خواہ حسن بصری، شام میں مکحول، مکحول کے زمانہ میں ان جیسا مفتی کوئی نہ تھا آپ فتویٰ دیتے وقت پہلے لاحول الخ پڑھتے تھے پھر فتوے دیتے پھر کہتے کہ یہ میری شرعی رائے ہے رائے غلط بھی ہوسکتی ہے اور صحیح بھی بہت صحابہ سے ملاقات ہے ۱۱۸ ایک سو اٹھارہ میں وفات پائی ایک خلق خدا نے آپ سے فیض لیا۔

(۲۷) مسروق ابن اجدع: آپ ہمدانی کوفی ہیں، حضور انور کی وفات سے پہلے ایمان لائے خلفاء راشدین سے ملاقات کی اپنے وقت کے بڑے فقیہ عالم تھے مرہ ابن شرحبیل کہتے ہیں کہ کسی ہمدانی عورت نے مسروق جیسا نہ جنا۔ امام شعبی کہتے ہیں کہ اگر کوئی گھرانہ جنت کے لیے پیدا کیا گیا ہے تو وہ یہ لوگ ہیں اسود، علقمہ، مسروق، محمد، ابن منتشر کہتے ہیں کہ خالد ابن عبداللہ بصرہ کے حاکم تھے، ایک بار انہوں نے مسروق کو تیس ہزار روپیہ ہدیہ کیے اس وقت مسروق بہت حاجت مند تھے مگر آپ نے قبول نہ کیے بچپن میں چرالیے گئے تھے اسی لیے آپ کو مسروق کہا جاتا ہے آپ کی وفات کوفہ میں ۶۲ باسٹھ میں ہوئی۔

(۲۸) مرشد ابن عبداللہ: آپ کی کنیت ابوالخیر ہے یزنی مصری ہیں جماعت صحابہ سے ملاقات ہے۔

(۲۹) مالک بن مرشد: آپ اپنے والد مرشد سے روایات لیتے ہیں آپ سے سماک ابن ولید وغیرہ روایات لیتے ہیں۔

(۳۰) مسلم ابن ابی بکرہ: آپ ثقفی تابعی ہیں اپنے والد سے احادیث لیتے ہیں۔

(۳۱) مسلم ابن یسار: آپ جہنی ہیں، ترمذی نے آپ سے بروایت عمر حدیث نقل کی بخاری فرماتے ہیں کہ آپ نعیم سے وہ حضرت عمر سے راوی ہیں۔

(۳۲) مصعب ابن سعد ابن ابی وقاص: آپ قرشی ہیں، اپنے والد اور حضرت علی سے روایات لیتے ہیں۔

(۳۳) معن ابن عبدالرحمن ابن عبداللہ ابن مسعود: آپ ہزلی ہیں اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

(۳۴) معدان ابن طلحہ: آپ یعمری ہیں، حضرت عمر ابوالدرداء اور ثوبان سے روایات لیتے ہیں۔

(۳۵) معمر ابن راشد: آپ کی کنیت ابوعروہ ہے، بنی ازد کے آزاد کردہ ہیں یمن کے عالم ہیں، عبدالرزاق نے آپ سے دس ہزار احادیث لیں اٹھاون سال عمر ہوئی، ۱۵۳ ایک سوتریپن میں وفات پائی۔

(۳۶) مہلب ابن ابی صفرہ: آپ ازدی ہیں، آپ کے درجات مشہور ہیں اور خوارج سے آپ کی جنگیں مشہور ہیں، آپ کی وفات عبدالملک ابن مروان کے زمانہ میں ۸۳ تراسی میں خراسان کے علاقہ مرو میں ہوئی بصرہ کے تابعی ہیں۔

(۳۷) مورق ابن مشمرج: آپ کی کنیت ابوالمعتمر ہے عجلی بصری ہیں، حضرت ابوذر، انس، ابن عمر وغیرہم صحابہ سے روایات لیتے ہیں۔

(۳۸) موسیٰ ابن طلحہ: آپ کی کنیت ابوعیسیٰ ہے، تیمی قرشی ہیں، ۱۰۴ ایک سو چار میں وفات پائی۔

(۳۹) موسیٰ ابن عبداللہ: آپ جہنی کوفی ہیں مجاہد اور مصعب وغیرہما روایات لیتے ہیں۔

(۴۰) موسیٰ ابن عبیدہ: آپ زیدی ہیں محدثین نے آپ کو ضعیف کہا ہے ۱۵۳ ایک سوتریپن میں وفات پائی۔

(۴۱) مطرف ابن عبداللہ ابن شخیر: آپ عامری بصری ہیں، حضرت عثمان ابن ابی العاص اور ابوذر سے روایات لیتے ہیں، ۸۷ ستاسی کے بعد وفات پائی۔

(۴۲) معاذ ابن زہرہ: آپ سلمی کوفی تابعی ہیں۔

(۴۳) معاذ ابن عبداللہ ابن حبیب: آپ جہنی مدنی ہیں اپنے والد سے روایات لیتے ہیں۔

(۴۴) مخلد ابن خفاف: آپ حضرت عروہ سے روایات لیتے ہیں۔

(۴۵) مختار ابن فلفل: آپ مخزومی کوفی ہیں حضرت انس سے ملاقات ہے۔

(۴۶) مختار ابن ابی عبید ابن مسعود: یہ ثقفی ہے اس کے والد صحابی ہیں، مختار ہجرت کے سال پیدا ہوا مگر حضور انور کی زیارت نہ کر سکا عبداللہ ابن عصمہ فرماتے ہیں کہ مختار وہ ہی جھوٹا ہے جس کے متعلق حضور انور نے فرمایا تھا کہ ثقیف میں ایک جھوٹا ہوگا یہ شخص پہلے علم فضل اور عمل میں مشہور تھا دل کا چور تھا جب یہ حضرت عبداللہ ابن زبیر سے الگ ہوا اور سلطنت کا خواہاں ہوا تو اپنے بغض و بدعقیدگی ظاہر کرنے لگا اس سے بہت سی حرکات خلاف دین ظاہر ہوئیں، حضرت امام حسین کی شہادت کے بعد اس نے یزیدیوں سے بدلہ لینے کا اعلان کیا تاکہ اس ذریعہ سے سلطنت حاصل کرے اسی حال پر رہا حتی

کہ مصعب ابن زبیر کے زمانہ میں ۶۷ سرسٹھ میں قتل کیا گیا۔ مترجم کہتا ہے کہ اس کی قبر کوفہ میں ہے شیعہ اس کی زیارت کرتے ہیں، فقیر نے دیکھی ہے عبداللہ ابن زیاد کو اسی نے قتل کرایا پھر وحی کا دعویدار ہو گیا۔

(۴۷) مغیرہ ابن زیاد: آپ بجلی موصلی ہیں، عکرمہ مکحول وغیرھما سے روایات لیتے ہیں، احمد ابن حنبل کہتے ہیں کہ منکر الحدیث ہیں صحابی نہیں۔

(۴۸) مغیرہ ابن مقسم: آپ کوفی فقیہ ہیں، نابینا تھے آپ فرماتے تھے کہ میرے کان میں جو پڑ جاتا ہے وہ میرے حافظہ سے نہیں نکلتا ۱۳۳ ایک سو تینتیس میں وفات ہے۔

(۴۹) مثنی ابن صباح: آپ یمنی پھر مکی ہیں، بعض لوگوں نے کہا کہ یہ حدیث میں نرم ہیں، ۱۴۹ ایک سو انچاس میں فوت ہوئے۔

(۵۰) معاویہ ابن قرہ: آپ کی کنیت ابوایاس ہے بصری ہیں، اپنے والد اور حضرت انس اور عبداللہ ابن معقل سے روایات لیتے ہیں۔

(۵۱) معاویہ ابن مسلم: آپ کی کنیت ابونوفل ہے حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایات لیتے ہیں۔

(۵۲) سعید بن مینا: آپ عبدالرحمن ابن عوف کے آزاد کردہ ہیں خود ان سے اور حضرت عثمان و ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایات لیتے ہیں۔

(۵۳) ابوالملیح: آپ کا نام عامر ابن اسامہ ہے ہذلی بصری ہیں جماعت صحابہ سے روایات لیتے ہیں۔

(۵۴) ابومودود: آپ کا نام عبدالعزیز ابن سلیمان ہے مدنی ہیں، ابوسعید خدری سے ملاقات ہے ثقہ ہیں، مہدی کے زمانہ میں آپ کی وفات ہوئی۔

(۵۵) ابوماجدۃ: حنفی ہیں، حضرت ابن مسعود سے ملاقات ہے، امام ترمذی کہتے ہیں کہ ابوماجد ضعیف ہیں امام بخاری کی نظر میں۔

(۵۶) ابومسلم: آپ کا نام عبداللہ بن ثوب ہے خولان حضرت ابوبکر و عمر سے ملاقات ہے ۶۳ھ تریسٹھ میں وفات پائی آپ کے بڑے فضائل ہیں۔

(۵۷) ابومطوس: اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور آپ سے حضرت خبیب ابن ابی ثابت روایت کرتے ہیں۔

(۵۸) ابن مدینی: آپ کا نام علی ابن عبداللہ ہے، آپ کا ذکر ع کی تختی میں ہو چکا۔

کا ذکر ع کی تحتی میں ہو چکا۔

(۵۹) ابن ابی ملیکہ: آپ کا نام عبداللہ ابن ابی عبداللہ، آپ

(۶۰) محاربی: آپ کا نام عبدالرحمن ابن محمد ہے اعمش اور یحییٰ وغیرہم سے روایات لیتے ہیں آپ حافظ تھے، ۱۹۵ھ ایک سو پچانوے میں وفات ہوئی۔

م۔۔۔صحابیات

(۱) میمونہ: آپ میمونہ بنت حارث ہیں ہلالیہ عامریہ ہیں بعض نے فرمایا کہ آپ کا نام برہ تھا، حضور انور نے میمونہ نام رکھا، آپ پہلے مسعود ابن ثقفی کے نکاح میں تھیں اس نے آپ کو طلاق دے دی پھر آپ سے ابورہم نے نکاح کیا ان کی وفات کے بعد حضور انور کے نکاح سے مشرف ہوئیں حضور نے آپ سے نکاح ذیقعدہ ۷ھ سات میں عمرہ قضاء کے موقع پر مقام سرف میں کیا جو مکہ معظمہ سے دس میل ہے وہاں ہی آپ کی وفات ۶۱ھ اکسٹھ یا ۵۱ھ میں واقع ہوئی، وہاں ہی آپ دفن ہوئیں بلکہ عین نکاح کی جگہ ہی آپ کی قبر شریف ہے، حضرت عبداللہ ابن عباس نے آپ کا جنازہ پڑھایا، آپ ام الفضل زوجہ عباس کی بہن ہیں، اسماء بنت عمیس کی بھی بہن ہیں، حضور انور کی آخری زوجہ آپ ہیں حضرت عبداللہ ابن عباس کی خالہ ہیں رضی اللہ عنہا آپ سے حضرت ابن عباس اور جماعت صحابہ نے روایات لیں۔

(۲) ام منذر: آپ بنت قیس ہیں، انصاریہ یا عدویہ ہیں، حضور انور کی صحابیہ ہیں۔

(۳) ام معبد بنت خالد: آپ کا نام عاتکہ ہے خزاعیہ ہیں، آپ مدینہ منورہ کے راستہ میں جھونپڑے میں رہتی تھیں حضور انور ہجرت کے دوران آپ کے جھونپڑے میں تشریف لے گئے وہ وہاں ہی یا بعد میں مدینہ منورہ میں آکر ایمان لائیں آپ کا یہ واقعہ مشہور ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ حضور انور نے آپ کے ہاں خشک بکری سے جو کہ ابھی بکرے تک نہ پہنچی تھی دودھ نکالا خود پیا صدیق اکبر کو پلایا ان کے سارے برتن دودھ سے بھر دیئے دوپہری میں آرام فرمایا دوپہر ڈھلے روانہ ہو گئے بعد میں خاوند آیا اپنا جھونپڑہ نور سے معمور اور دودھ سے بھرپور دیکھ کر تعجب سے پوچھا کہ یہ کیا آپ بولیں۔

دو گھڑیاں اس گھر وچہ بیٹھا کر گیا نور اجالا
تھوڑی دیر ہوئی اک آیا کالیاں زلفاں والا

(۴) ام معبد بنت کعب ابن مالک: آپ انصاریہ ہیں، دونوں قبلوں کی طرف آپ نے نماز پڑھی ہے آپ کے بیٹے معبد نے آپ سے روایات لیں، ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ یہ ام معبد کعب ابن مالک انصاری کی زوجہ ہیں اور کعب ابن مالک کی زوجہ دوسری ام معبد ہیں، تاریخ بخاری میں ایک باب میں ہے کہ معبد کعب ابن مالک انصاری کے بیٹے ہیں وہ اس کی تائید کرتی ہے۔

(۵) ام مالک: آپ بہزیہ ہیں صحابیہ ہیں۔

م۔۔۔تابعی بیویاں

(۱) معاذہ بنت عبداللہ: آپ عدویہ ہیں حضرت علی وعائشہ سے روایات لیتی ہیں، ۸۳ھ تراسی میں وفات ہے۔

(۲) مغیرہ: آپ حجاج ابن حسان کی بہن ہیں انس ابن مالک سے روایات لیتی ہیں۔

ن۔۔۔صحابہ کرام

(۱) نعمان ابن بشیر: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے انصاری ہیں، آپ پہلے وہ ہیں جو انصار میں بعد اسلام پیدا ہوئے، حضور کی ہجرت کے بعد جب آپ آٹھ سال سات مہینہ کے تھے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی آپ خود اور آپ کے والدین صحابی ہیں کوفہ میں رہے امیر معاویہ کے زمانہ میں کوفہ کے حاکم رہے، پھر حمص کے پھر آپ نے لوگوں کو عبداللہ ابن زبیر کے بیعت پر رغبت دی اس پر آپ کو ۶۴ھ چونسٹھ میں قتل کردیا گیا۔

(۲) نعمان ابن عمرو ابن مقترن: آپ مزنی ہیں آپ مزنیہ کے چارسو آدمیوں کے ساتھ حضور انور کے خدمت میں حاضر ہوئے تھے اولاً بصرہ میں پھر کوفہ میں رہے خلافت فاروقی میں نہاوند کے لشکر کے حاکم تھے، ۲۱ھ اکیس میں اسی غزوہ میں شہید ہوئے۔

(۳) نعیم ابن مسعود: آپ اشجعی ہیں، غزوہ خندق میں حضور انور کی خدمت میں مہاجر ہوکر آئے آپ ہی جنگ احزاب میں ابوسفیان اور بنی قریظہ کے درمیان رابطہ پیدا کئے ہوئے تھے، جنگ احزاب میں ابوسفیان کفار کے سردار تھے یہ ان کے خاص مددگار ایلچی، آپ کا واقعہ مشہور ہے آپ کی وفات خلافت عثمانیہ میں ہوئی بعض مورخین فرماتے ہیں کہ جنگ جمل میں قتل کئے گئے۔

(۴) نعیم ابن ہمار: آپ غطفانی ہیں آپ سے ابوادریس روایت کرتے ہیں۔

(۵) نعیم ابن عبداللہ: آپ قرشی عدوی ہیں، نحام کے نام سے مشہور ہیں، بعض نے فرمایا کہ آپ نعیم ابن نحام ابن عبداللہ ہیں، مکہ مکرمہ میں اول ہی سے اسلام لائے بعض نے فرمایا کہ حضرت عمر سے پہلے ایمان لائے مگر اپنا ایمان چھپائے رہے، چونکہ اپنی قوم کے سردار تھے اس لئے آپ کی قوم نے آپ کو ہجرت نہ کرنے دی بنی عدی کے یتیموں اور بیوگاں پر بہت خرچ کرتے تھے لوگ بولے کہ آپ کسی دین میں رہیں ہمارے پاس ہی رہیں آخر کار حدیبیہ کے سال

ہجرت کر کے حضور کے پاس پہنچے، خلافت صدیقی کے آخر میں غزوہ اجیاد میں شہید ہوئے۔

(۶) ناجیہ ابن جندب: آپ اسلمی ہیں، حضور انور کے بدنوں کے محافظ رہے بعض نے فرمایا کہ آپ ناجیہ ابن عمرو ہیں، اہل مدینہ میں آپ کا شمار ہے، آپ کا نام ذکوان تھا حضور انور نے ناجیہ رکھا کہ آپ نے قریش سے نجات پائی، امیر معاویہ کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

نبیشۃ الخیر: آپ ہذلی ہیں، اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہے، وہاں ہی آپ کی احادیث مشہور ہیں۔

(۷) نوفل ابن معاویہ: آپ دیلمی ہیں، کہا جاتا ہے کہ آپ نے زمانہ جاہلیت میں ساٹھ سال گزارے اور زمانہ اسلام میں بھی ساٹھ سال گزارے بعض نے فرمایا کہ آپ کی عمر ایک سو سال ہوئی آپ فتح مکہ میں شریک ہوئے، اہل حجاز میں آپ کا شمار ہے، یزید ابن معاویہ کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

(۸) نواس ابن سمعان: آپ کلابی ہیں، شام میں رہے ایک جماعت نے آپ سے روایات لیں۔

(۹) نفیع ابن حارث ثقفی: آپ کی کنیت ابوبکرہ ہے، آپ کا ذکر ب کی تختی میں ہو چکا۔

(۱۰) نافع ابن عتبہ ابن ابی وقاص: آپ زہری ہیں، حضرت سعد ابن ابی وقاص کے بھائی، فتح مکہ کے دن ایمان لائے آخیر میں کوفہ میں رہے۔

(۱۱) ابو نجیح: آپ کا نام عمرو ابن عتبہ ہے، آپ کا ذکر عین کی تختی میں ہو چکا۔

☆☆☆☆☆

ل۔۔۔تابعین عظام

(۱) نافع ابن سرجس: آپ حضرت عبداللہ ابن عمر کے آزاد کردہ ہیں، دیلمی ہیں، عظیم الشان تابعی ہیں، حضرت ابن عمر اور ابوسعید خدری سے روایات لیتے ہیں اور آپ سے زہری امام مالک وغیرہ مشہور محدثین ثقہ علماء نے روایات لیں، حضرت ابن عمر کی اکثر روایات آپ سے مروی ہیں، امام مالک فرماتے ہیں کہ جب میں حضرت ابن عمر کی احادیث حضرت نافع سے سن لیتا ہوں تو مجھے کسی اور سے سننے کی پرواہ نہیں ہوتی، ایک سوسترہ میں آپ کی وفات ہوئی۔

(۲) نافع ابن جبیر ابن مطعم: آپ قرشی حجازی ہیں اپنے والد اور حضرت ابوہریرہ وغیرہم سے روایات لیتے ہیں آپ سے امام زہری نے روایات لیں۔

(۳) نافع ابن غالب: آپ کی کنیت ابوغالب ہے درزی تھے یا باہلی تھے بصرہ والوں میں آپ کا شمار ہے۔

نبیہ ابن وہب: آپ کعبی حجازی ہیں ابان ابن عثمان اور کعب وغیرہم سے روایات لیتے ہیں۔

(۴) نضر ابن شمیل: آپ کی کنیت ابوالحسن ہے مازنی ہیں، مقام مرو میں رہے وہاں ہی ۲۰۳ھ دوسوتین میں وفات پائی آپ لغت نحو اور علم ادب کے امام ہیں۔

(۵) ناصح ابن عبداللہ: آپ محلمی ہیں آپ کا ذکر شفقت ورحمت کے باب میں آتا ہے۔

(۶) نفیلی: آپ کا نام عبداللہ ابن محمد ابن علی ابن نفیل ہے حافظ ہیں، امام احمد آپ کا بہت احترام فرماتے تھے، ابوداؤد کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے بڑھ کر حافظ نہ دیکھا آپ دین اسلام کے رکن تھے، ۲۳۴ دوسوچونتیس میں وفات ہوئی آپ کے فضائل بہت ہیں۔

(۷) نجاشی: آپ حبشہ کے بادشاہ تھے آپ کا نام اصحمہ ہے، حضور انور پر ایمان لائے فتح مکہ سے پہلے آپ کی وفات ہوئی حضور انور نے مدینہ میں جماعت صحابہ کو لے کر آپ کی نماز جنازہ پڑھی، ابن منذر نے آپ کو صحابی فرمایا مگر حق یہ ہے کہ تابعی ہیں۔ مترجم کہتا ہے کہ نجاشی نے مسلمان مہاجروں کو اپنے ملک میں امان دی، حضرت جعفر طیار سے قرآن مجید سن کر ایمان لائے حضرت ام حبیبہ کا نکاح حضور انور سے غائبانہ آپ نے کیا، عمرو ابن عاص کو آپ کے ذریعہ ایمان ملا یعنی آپ وہ تابعی ہیں جن سے ایک صحابی کو ایمان ملا، عرصہ تک آپ کی قبر سے نور نکلتا دیکھا گیا آپ کے متعلق یہ آیت اتری" وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ "رضی اللہ عنہ۔

(۸) ابونضر: آپ کا نام سالم ابن امیہ ہے، عمر ابن عبیداللہ ابن معمر قرشی کے آزاد کردہ ہیں مدنی ہیں، تابعین میں سے ہیں اما

م مالک، ثوری وغیرہم آپ سے روایات لیتے ہیں۔

(۹) ابونضرہ منذر ابن مالک: آپ عبدی ہیں بہت صحابہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہے بصری ہیں، حسن بصری سے کچھ پہلے وفات پائی۔

(۱۰) ابن نواحہ: اس کا نام عبداللہ تھا یہ مسیلمہ کذاب کی طرف سے ابن اثال کے ساتھ حضور انور کی خدمت میں آیا تھا اس کا پیغام لے کر، حضور نے فرمایا تھا کہ اگر ایلچی کا قتل جائز ہوتا تو میں تم کو قتل کر دیتا، مسیلمہ کے قتل کے بعد یہ مسلمانوں میں شامل ہوگیا، یہ اپنی قوم بنی حنیفہ کا امام تھا جب حضرت ابن مسعود کوفہ کے حاکم تھے تب یہ مسیلمہ کی جماعت کے ساتھ آ کر ایمان تو قبول کرلیا مگر اس کا ایمان قبول نہیں کیا، چنانچہ قرظہ ابن کعب کو حکم دیا انہوں نے اسے قتل کیا یہ مسیلمہ کو نبی مانتا تھا، مسیلمہ سے جنگ خلافت صدیقی میں ہوئی۔

☆☆☆☆☆
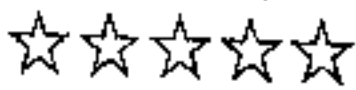
و۔۔۔صحابہ کرام

(۱) واثلہ ابن اسقع: آپ لیثی ہیں، جب حضور انور غزوہ تبوک کی تیاری فرمار ہے تھے تب آپ ایمان لائے، مشہور یہ ہے کہ آپ نے تین سال حضور انور کی خدمت کی صفہ والوں سے تھے پہلے بصرہ میں رہے پھر شام میں آپ کا گھر دمشق سے تین کوس دور بلاء میں تھا پھر بیت المقدس چلے گئے وہاں ہی وفات پائی سو برس عمر ہوئی۔

(۲) وہب ابن عمیر: ابن وہب جمحی آپ بدر کے دن قید ہوئے، پھر آپ کے والد آپ کو چھڑانے کے لیے مدینہ منورہ آئے مگر حضور کو دیکھ کر ایمان لے آئے حضور انور نے آپ پر احسان فرماتے ہوئے آپ کو قید سے آزاد کر دیا اس کرم کریمانہ پر آپ بھی مسلمان ہو گئے گویا نبی کی صورت دیکھ کر عمیر ایمان لائے سیرت دیکھ کر وہب مؤمن ہوئے بارگاہ نبوی میں وہب کی بڑی عزت تھی حضور انور فتح مکہ کے زمانہ میں آپ کو دعوت اسلام دینے کے لیے صفوان ابن امیہ کے پاس بھیجا آپ کی وفات شام میں مجاہدانہ شان سے ہوئی۔

(۳) وابصہ ابن معبد: آپ کی کنیت ابوشداد ہے اوسی ہیں، کوفہ میں رہے پھر جزیرہ میں رہے مقام رقہ میں وفات ہوئی۔

(۴) وائل ابن حجر: آپ حضرمی ہیں، حضر موت کے سرداروں میں سے آپ بھی سردار تھے آپ کے والد یعنی حجر وہاں کے بادشاہ تھے وائل حضور کی خدمت میں وفد بن کر آئے حضور انور نے آپ کی آمد سے پہلے خبر دیدی کہ وائل ابن حجر دور دراز زمین حضر موت سے بخوشی ورغبت اللہ رسول کی طرف آرہے ہیں وہ بادشاہوں کی اولاد ہیں جب آپ حضور انور کے پاس پہنچے تو حضور انور نے مرحبا کہا اپنے پاس بلایا ان کے واسطے اپنی چادر شریف بچھادی اس پر انہیں بٹھایا اور دعا کی کہ وائل ان کی اولاد اولاد کی اولاد ان کی اولاد کی اولاد میں برکت دے اور حضر موت کے قبیلوں کا سردار بنایا آپ کے بیٹے عبد الجبار اور علقمہ وغیرہم آپ سے روایات لیتے ہیں۔

(۵) وحشی ابن حرب: حبشی ہیں، مکہ کے سوڈانی ہیں، جبیر ابن مطعم کے غلام آپ نے غزوہ احد میں حضرت حمزہ کو شہید کیا تھا اس زمانہ میں آپ کافر تھے پھر غزوہ طائف کے بعد ایمان لائے خلافت صدیقی میں غزوہ یمامہ میں آپ شریک ہوئے، مسیلمہ کذاب کو آپ نے ہی قتل کیا آپ کہا کرتے تھے میں نے اس نیزہ سے خیر الناس اور شر الناس دونوں کو قتل کیا ہے شام میں رہے حمص میں وفات پائی آپ سے آپ کے بیٹے اسحاق اور حرب نے روایات لیں۔ مترجم کہتا ہے کہ حضور انور نے ان سے فرمایا تھا کہ تمہارا ایمان تو ہم نے قبول فرمالیا مگر آئندہ ہمارے سامنے نہ آنا تم کو دیکھ کر مجھے مظلوم شہید حمزہ یاد آتے ہیں، چناچہ آپ گوشہ نشین ہو گئے اور حضور انور کی وفات کے بعد نکلے ایک آن کے صحابی ہیں۔

(۶) ولید ابن عقبہ: آپ کی کنیت ابووہب ہے، قرشی ہیں، حضرت عثمان غنی کے اخیافی بھائی ہیں، فتح مکہ کے دن ایمان لائے اس وقت آپ قریب البلوغ تھے حضرت عثمان نے آپ کو کوفہ کا گورنر بنایا بڑے شاعر اور نامور قرشی مقام رقہ میں وفات پائی۔

(۷) ولید ابن ولید: آپ قرشی مخزومی ہیں، حضرت خالد ابن ولید کے بھائی غزوہ بدر میں بحالت کفر قید کئے گئے آپ کے بھائی خالد اور ہشام نے آپ کو فدیہ دیکر آزاد کرایا فدیہ ادا ہو چکنے کے بعد آپ اسلام لائے کسی نے کہا کہ فدیہ سے پہلے تم مسلمان کیوں نہ ہوگئے فرمایا تاکہ تم یہ نہ کہو میں قید و بند کے ڈر سے مسلمان ہوا ہوں کفار مکہ نے آپ کو اسلام کی وجہ سے قید کر دیا حضور انور نے آپ جیسے مجبور مظلوم مسلمانوں کی خلاصی کی دعا کے لیے قنوت نازلہ پڑھی پھر آپ مکہ معظمہ سے چھوٹ کر مدینہ منورہ حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوئے، عمرہ قضاء میں شریک ہوئے، آپ سے حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ نے روایات لیں۔

(۸) ورقہ ابن نوفل ابن اسد: آپ قرشی ہیں، زمانہ جاہلیت میں عیسائی بن گئے تھے توریت کے بڑے تھے بہت بوڑھے اور نابینا تھے ام المؤمنین خدیجہ کے چچازاد بھائی تھے۔ مترجم کہتا ہے کہ حضور انور کی تصدیق سب سے پہلے آپ نے کی پہلی وحی حضور انور نے بی بی خدیجہ کو سنائی آپ حضور کو ورقہ کے پاس لے گئیں۔ (بخاری شریف)

(۹) ابوواقد: آپ کا نام حارث ابن عوف ہے لیثی ہیں، پرانے مؤمن ہیں، آپ کا شمار اہل مدینہ میں ہے مگر مکہ معظمہ میں رہے وہاں ہی وفات پائی پچھتر سال عمر پائی، ۶۸ھ سرسٹھ میں وفات ہوئی، فخ میں دفن ہوئے۔

و۔۔۔ تابعین عظام

(۱) وہب ابن منبہ: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے صنعانی ہیں، اولاد فارس سے ہیں، حضرت جابر و ابن عباس سے ملاقات کا شرف حاصل ہے ۱۱۴ھ ایک سو چودہ میں وفات ہے۔

(۲) وبرہ ابن عبدالرحمن: کنیت ابوخزیمہ ہے حارثی ہیں، حضرت ابن عمر و سعید ابن جبیر سے ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

(۳) وکیع ابن جراح: کوفی ہیں، قیس ابن غیلان کے قبیلہ سے ہیں، نیشاپور کے علاقہ کے ہیں، بغداد میں آئے وہاں خدمت حدیث کی وہاں کے مشائخ سے احادیث لیں جو ثقہ اور قابل اعتماد محدث تھے امام ابوحنیفہ کے مذہب پر فتویٰ دیتے تھے ۹۹ھ میں پیدائش ہے ۱۷۹ھ ایک سو اناسی میں وفات، مکہ معظمہ سے لوٹتے ہوئے مقام قید میں وفات پائی وہاں ہی دفن

ہوئے ، امام ابوحنیفہ سے کچھ سنا ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ آپ امام شافعی کے استاذ ہیں، بڑے درجہ والے ہیں۔

(۴) وحشی ابن حرب: اپنے والد حرب اور اپنے دادا سے روایات لیتے ہیں اہل شام میں آپ کا شمار ہے۔

(۵) ابووائل: آپ کا نام شقیق ابن سلمہ ہے اسدی کوفی ہیں، زمانہ جاہلیت واسلام دونوں پائے مگر حضور انور کی زیارت نہ کر سکے، فرماتے ہیں کہ میں حضور انور کی نبوت سے پہلے دس سال کا تھا جماعت صحابہ سے روایات لیتے ہیں ثقہ ہیں، حضرت ابن مسعود کے خاص ہیں، حجاج کے زمانہ میں وفات پائی، ثبت ہیں حجۃ ہیں۔

☆☆☆☆☆

ہ۔۔۔صحابہ کرام

(۱) ہشام ابن حکیم: ابن حزام آپ قرشی اسدی ہیں، فتح مکہ کے دن ایمان لائے فضلاء صحابہ سے ہیں، وعظ ونصیحت بہت فرماتے تھے بہت حضرات نے حتی کہ حضرت عمر نے آپ سے روایات لیں اپنے والد سے پہلے ۵۴ چون میں وفات پائی۔

(۲) ہشام ابن عاص: آپ حضرت عمرو ابن عاص کے بھائی ہیں، پرانے مؤمن ہیں، مکہ معظمہ میں ایمان لائے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر جب انہیں پتہ لگا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ ہجرت کر کے تشریف لے آئے ہیں آپ بھی مدینہ منورہ آگئے بہترین صحابی ہیں، ۱۳ تیرہ غزوہ یرموک میں شہید ہوئے یعنی خلافت فاروقی میں۔

(۳) ہشام ابن عامر: آپ انصاری ہیں، بصرہ میں رہے آپ سے خواجہ حسن بصری وغیرہم نے روایات لیں۔

(۴) ہلال ابن امیہ: آپ واقفی انصاری ہیں، بصرہ میں رہے وہاں ہی وفات پائی غزوہ تبوک میں حاضر نہ ہو سکے آپ پر بھی عتاب ہوا آپ نے ہی اپنی بیوی کو شریک ابن صحماء سے الزام لگایا۔

(۵) ہذال ابن ذباب: آپ کی کنیت ابو نعیم ہے اسلمی ہیں، آپ سے آپ کے بیٹے نعیم وغیرہم نے روایات لیں۔

(۶) ابو ہریرہ: آپ کے نام اور نسب میں بہت ہی اختلاف ہے، زمانہ جاہلیت میں آپ کا نام عبدالشمس یا عبد عمرو تھا اسلام میں آپ کا م نام عبداللہ یا عبدالرحمن ہوا۔ قوی یہ ہے کہ آپ دوسی ہیں، حاکم اور ابو احمد کہتے ہیں کہ آپ کا نام عبدالرحمن ابن صخر ہے مگر نام گم ہو کر رہ گیا خیبر کی فتح کے سال ایمان لائے اور غزوہ خیبر میں شریک ہوئے، پھر حضور کے ساتھ سایہ کی طرح رہے علم کا بہت شوق تھا ہر دم حضور کے ساتھ رہتے تھے اللہ نے آپ کو غضب کا حافظہ دیا تھا آپ نے ایک بار حضور انور کی بارگاہ میں عرض کیا کہ میں حضور کے فرمان بھول جاتا ہوں فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ آپ نے پھیلائی حضور انور نے کچھ پڑھ کر دم فرمایا آپ نے چادر سینے سے لگائی پھر حافظہ بہت ہی قوی ہوگیا، امام بخاری کہتے ہیں کہ آپ سے آٹھ سو حضرات سے زیادہ نے رویات لیں حتی کہ حضرت ابن عباس ابن عمر، جابر، انس نے بھی، آپ کی عمر اٹھتر سال ہوئی، ۵۷ ستاون یا اٹھاون میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی۔

(۷) ابو الہیثم: آپ کا نام مالک ابن تیہان ہے، آپ کا ذکر میم کی تختی میں گزر گیا۔

(۸) ابو ہاشم: آپ کا نام شیبہ ابن عتبہ ابن ربیعہ ہے قرشی ہیں، بعض نے کہا کہ آپ کا نام ہشام ہے امیر معاویہ ابن ابوسفیان کے ماموں ہیں فتح مکہ کے دن ایمان لائے خلافت عثمانیہ میں وفات پائی فاضل صالح تھے۔

ہ۔۔۔تابعین عظام

(۱) ابو ہند: آپ یسار کے بیٹے ہیں، یسار حضور کے حجام تھے جنہوں نے حضور انور کی فصد لگائی، بنی بیاضہ کے آزاد کردہ تھے۔

(۲) ہشام ابن عروہ ابن زبیر: آپ کی کنیت ابوالمنذر ہے قرشی مدنی ہیں، مدینہ منورہ کے مشہور تابعی ہیں، بڑے محدث ہیں، بڑے علماء سے ہیں، حضرت ابن زبیر ابن عمرو وغیرہم سے روایات لیتے ہیں، بغداد میں خلیفہ منصور کے پاس تشریف لے گئے، ۱۶۱ اکسٹھ میں پیدا ہوئے، ۱۴۶ ایک سو چھیالیس میں وفات پائی رضی اللہ عنہم۔

(۳) ہشام ابن زید ابن انس ابن مالک: آپ انصاری ہیں، اپنے دادا انس سے روایات لیتے ہیں، بصرہ والوں میں آپ کا شمار ہے ایک جماعت نے آپ سے روایات لیں۔

(۴) ہشام ابن حسان: آپ قردسیوں کے آزاد کردہ ہیں، آپ ہی فرماتے ہیں کہ گن لو جنہیں حجاج نے باندھ کر قتل کرایا ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہے آپ کی وفات ۱۴۷ ایک سو سینتالیس میں ہے، قردوس قاف کے پیش سے ہے۔

(۵) ہشام ابن عمار: آپ کی کنیت ابوالولید ہے سلمی دمشقی مقری ہیں، حافظ تھے دمشق کے خطیب تھے بانوے سال عمر ہوئی ۲۴۵ دوسو پینتالیس میں وفات پائی بڑے محدثین نے آپ سے روایات لیں۔

(۶) ہشام بن زیاد: آپ کی کنیت ابوالمقدام ہے محدثین نے آپ کو ضعیف کہا ہے۔

(۷) ہشیم ابن بشیر: آپ سلمی واسطی ہیں، بہت سے صحابہ سے سنا ہے، ۱۰۴ ایک سو چار میں پیدائش ہے اور ۱۸۳ ایک سو تراسی میں وفات۔

(۸) ہلال ابن علی ابن اسامہ: آپ اپنے دادا ہلال ابن ابی میمونہ کی طرف منسوب ہیں فہری ہیں، حضرت انس عطاء ابن یسار وغیرہم سے روایات لیتے ہیں۔

(۹) ہلال ابن عامر: آپ مزنی ہیں، اہل کوفہ میں آپ کا شمار ہے رافع مزنی سے ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

(۱۰) ہلال ابن یساف: آپ اشجع کے آزاد کردہ ہیں، حضرت علی کی زیارت کا شرف حاصل ہے۔

(۱۱) ہلال ابن عبداللہ: آپ کی کنیت ابوہاشم ہے باہلی ہیں، امام بخاری نے فرمایا کہ منکر الحدیث ہیں۔

(۱۲) ہمام ابن حارث: آپ نخعی تابعی ہیں، حضرت عائشہ صدیقہ ابن مسعود وغیرہم سے روایات لیتے ہیں۔

(۱۳) ہود ابن عبداللہ ابن سعد: آپ مصری ہیں اپنے دادا مزیدہ سے روایات لیتے ہیں۔

(۱۴) ہبیرہ ابن مریم: حضرت علی وابن مسعود سے روایات لیتے ہیں قوی نہیں ہیں، ٦٦ چھیاسٹھ میں فوت ہوئے۔

(۱۵) ہذیل ابن شرحبیل: آپ ازدی کوفی ہیں عبداللہ ابن مسعود سے ملاقات ہے۔

ابوالہیاج: آپ کا نام حیان ابن حصین ہے اسدی ہیں، عمار ابن یاسر کے کاتب تھے جلیل القدر تابعی ہیں، حضرت علی وعمار سے ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

۵۔۔۔صحابیات

(۱) ہند بنت عتبہ: آپ ابوسفیان کی زوجہ اور امیر معاویہ کی ماں ہیں، فتح مکہ کے دن ابوسفیان کے بعد ایمان لائیں ان دونوں کو حضور انور نے ان کے نکاح پر قائم رکھا بڑی فصیحہ عاقلہ تھیں جب حضور انور نے خطبہ عالیہ میں عورتوں سے فرمایا کہ شرک نہ کرو چوری نہ کرو تو آپ نے پوچھا کہ ابوسفیان بخیل آدمی ہیں مجھے خرچ پورا نہیں دیتے تو فرمایا کہ تم بقدر ضرورت ان کی جیب سے نکال سکتی ہو پھر فرمایا کہ زنا نہ کرو تو آپ بولیں کیا کوئی آزاد عورت بھی زنا کر سکتی ہے فرمایا اپنے بچوں کو قتل نہ کرو آپ بولیں کہ ہمارے لوگ تو بدر میں قتل ہو گئے آپ کی وفات خلافت فاروقی میں ہوئی آپ اور صدیق اکبر کے والد ابو قحافہ نے ایک ہی دن وفات پائی حضرت عائشہ نے آپ سے روایات لیں۔ مترجم کہتا ہے کہ احد کے دن ہندہ نے حضرت امیر حمزہ کی کلیجی نکال کر چبائی ان کے اعضاء نہانی کا ہار گلے میں ڈالا مگر پھر غزوہ یرموک میں بڑی بہادری سے جہاد کیا اس غزوہ کی فتح کا سہرہ آپ کے سر رہا احد کے دن کا بدلہ کر دیا ان کا احترام چاہیئے۔

(۲) ام ہانی: آپ کا نام فاختہ بنت ابی طالب ہے حضرت علی کی بہن ہیں اسلام کے ظہور سے پہلے حضور انور نے آپ کو اپنے نکاح کا پیغام دیا اور ہبیرہ نے بھی پیغام دیا ابوطالب نے ہبیرہ سے آپ کا نکاح کر دیا پھر ظہور اسلام کے بعد آپ ایمان لے آئیں، ہبیرہ کافر رہا تو حضور انور نے نکاح ختم فرمادیا جیسا کہ اسلامی قانون ہے، پھر حضور انور نے اپنے نکاح کا پیغام دیا تو آپ نے یہ کہہ کر معذرت فرمادی کہ میں بہت بچوں والی بی بی ہوں حضور کو تکلیف ہوگی آپ سے حضرت علی ابن عباس وغیرہم نے روایات لیں، مترجم کہتا ہے کہ آپ ہی کے گھر سے حضور انور کو معراج ہوئی۔

(۳) ام ہشام بنت حارثہ ابن نعمان: آپ صحابیہ ہیں آپ سے ایک جماعت نے روایات لیں۔

☆☆☆☆☆

ی۔۔۔صحابہ کرام

(۱) یزید ابن اسود: آپ سودائی ہیں اہل طائف میں آپ کا شمار ہے۔

(۲) یزید ابن عامر: آپ سوائی حجازی ہیں، غزوہ حنین میں مشرکین کے ساتھ تھے پھر اس کے بعد ایمان لائے آپ سے سائب ابن یزید نے روایات لیں۔

(۳) یزید ابن شیبان: آپ ازدی ہیں صحابی ہیں، آپ سے کئی صحابہ نے روایات لیں۔

(۴) یزید ابن نعامہ: آپ ضبی ہیں، آپ حنین میں مشرکین کے ساتھ تھے بعد میں اسلام لائے، امام ترمذی نے کہا کہ آپ نے حضور انور سے کچھ سنا نہیں۔

(۵) یحیٰی ابن اسید ابن حضیر: آپ انصاری ہیں، حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے، فضل قراءت کے بیان میں آپ کا ذکر آتا ہے بحالت ہوش وسمجھ حضور انور کو دیکھا مگر آپ سے کوئی حدیث مروی نہیں۔

(۶) یوسف ابن عبداللہ ابن سلام: آپ کی کنیت ابو یعقوب ہے اسرائیل یعنی یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے ہیں، حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے حضور کی خدمت میں لائے گئے، حضور انور نے آپ کو اپنی گود میں لیا نام یوسف رکھا سر پر ہاتھ پھیرا۔

(۷) یعلیٰ ابن امیہ: آپ تیمی حنظلی ہیں، فتح مکہ کے دن ایمان لائے حنین طائف تبوک میں شریک ہوئے، جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ رہے اور قتل ہوئے۔

(۸) یعلیٰ ابن مرہ: آپ ثقفی ہیں، حدیبیہ، خیبر، فتح مکہ، حنین، طائف، تبوک میں شریک ہوئے، آپ کا شمار اہل کوفہ میں ہے۔

(۹) ابوالیسر: آپ کا نام کعب ابن عمر ہے آپ کا ذکر کاف کی تختی میں ہو چکا۔

ی۔۔۔تابعین کرام

(۱) یزید ابن ہارون: آپ ہارون اسلمی ہیں واسطی لوگوں کے آزاد کردہ بغداد میں آئے وہاں خدمت حدیث کی پھر واسط چلے گئے وہاں ہی وفات پائی، ۱۱۸ ایک سو اٹھارہ میں پیدا ہوئے اور ۲۰۷ دو سو سترہ میں وفات پائی حافظ ثقہ زاہد تھے ابن مدینی کہتے ہیں کہ میں نے ان سے زیادہ کوئی حافظ نہیں دیکھا۔

(۲) یزید ابن زریع: آپ کی کنیت ابو معاویہ ہے حافظ ہیں، امام احمد ابن حنبل فرماتے ہیں کہ آپ بصرہ میں تحقیق

حدیث کے ملجا وماوی ہیں، اکیاسی سال عمر ہوئی اور شوال ۱۸۲ ایک سو بیاسی میں وفات پائی۔

(۳) یزید ابن ہرمز: آپ ہمدانی مدنی ہیں، بنی لیث کے مولی ہیں حضرت ابوہریرہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

(۴) یزید ابن ابی عبید: آپ سلمہ ابن اکوع کے آزاد کردہ ہیں کئی صحابہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

(۵) یزید ابن رومان: آپ کی کنیت ابوروح ہے اہل مدینہ میں آپ کا شمار ہے۔

(۶) یزید ابن اصم: آپ ام المؤمنین میمونہ کے بھانجے ہیں حضرت میمونہ وابوہریرہ سے ملاقات ہے۔

(۷) یزید ابن نعیم ابن ہزال: آپ اسلمی ہیں، اپنے والد اور حضرت جابر سے روایات لیتے ہیں۔

(۸) یزید ابن زیاد: آپ دمشقی ہیں زہری ہیں اور سلیمان ابن حبیب سے ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

(۹) یعلیٰ بن مملک: تابعی ہیں حضرت ام المؤمنین ام سلمہ سے روایات لیتے ہیں۔

(۱۰) یعیش ابن طخفہ ابن قیس: آپ غفاری ہیں آپ کے والد صفوان والوں سے تھے۔

(۱۱) یعقوب ابن عاصم ابن عروہ ابن مسعود: آپ ثقفی ہیں، حجازی ہیں، حضرت ابن عمر سے ملاقات ہے۔

(۱۲) یحییٰ بن خلف: آپ باہلی ہیں، ۲۴۲ھ دوسو بیالیس میں وفات پائی۔

(۱۳) یحیٰی ابن سعید: آپ انصاری مدنی ہیں، بہت صحابہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہے بنی امیہ کے زمانہ میں مدینہ منورہ کے قاضی تھے پھر سلطان منصور آپ کو عراق میں لایا وہاں مقام ہاشمیہ کا قاضی رکھا وہاں ہی آپ کی وفات ہوئی ۱۴۳ھ ایک سو تینتالیس میں، علم حدیث وفقہ کے امام تھے عالم متقی زاہد صالح تھے فقہ اور دینداری میں مشہور زمانہ تھے۔

(۱۴) یحیٰی ابن حصین: آپ اپنی دادی ام حصین سے روایت کرتے ہیں۔

(۱۵) یحییٰ بن عبدالرحمن بن حاطب بن ابی بلتعہ: آپ مدنی ہیں جماعت صحابہ سے روایات لیتے ہیں۔

(۱۶) یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر: آپ صنعانی ہیں، فروہ ابن مسک سے روایت لیتے ہیں۔

(۱۷) یحیٰی ابن ابی کثیر: آپ کی کنیت ابوالیسر ہے یمامی ہیں اصلی باشندے بصرہ کے تھے پھر یمامہ چلے گئے تھے حضرت انس ابن مالک سے ملاقات ہے۔

(۱۸) یونس ابن یزید: آپ ایلی ہیں، قاسم عکرمہ اور زہری سے ملاقات ہے، ۱۵۹ھ ایک سوانسٹھ میں وفات ہے۔

(۱۹) یونس ابن عبید: بصری ہیں، حسن بصری محمد ابن سیرین کے شاگرد ہیں، ۱۳۹ھ ایک سوانتالیس میں وفات ہے۔

ی۔۔۔صحابیات

(ا) یسیرہ: آپ کی کنیت ام یاسر ہے انصاریہ ہیں مہاجرین میں سے ہیں۔

☆☆☆☆☆
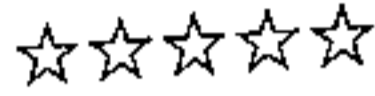
بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفصیلاً حالات صحابہ وتابعین

باب الالف صحابہ کرام

(۱) حضرت انس ابن مالک:

یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ مشہور وممتاز خادم ہیں۔ انہوں نے دس برس مسلسل ہر سفر وحضر میں آپ کی وفادارانہ خدمت گزاری کا شرف حاصل کیا ہے۔ ان کے لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاص طور پر یہ دعا فرمائی تھی کہ اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَہٗ وَوَلَدَہٗ وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ یعنی اے اللہ! اس کے مال اور اولاد میں کثرت عطا فرما اور اس کو جنت میں داخل فرما۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان تین دعاؤں میں سے دو دعاؤں کی مقبولیت کا جلوہ تو میں نے دیکھ لیا کہ ہر شخص کا باغ سال میں ایک مرتبہ پھلتا ہے اور میرا باغ سال میں دو مرتبہ پھلتا ہے۔ اور پھلوں میں مشک کی خوشبو آتی ہے۔ اور میری اولاد کی تعداد ایک سو چھ ہے جن میں ستر لڑکے اور باقی لڑکیاں ہیں۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ میں تیسری دعا کا جلوہ بھی ضرور دیکھوں گا۔ یعنی جنت میں داخل ہو جاؤں گا۔ انہوں نے دو ہزار دو سو چھیاسی حدیثیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں اور حدیث میں ان کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان کی عمر سو برس سے زائد ہوئی۔ بصرہ میں ۹۱ھ یا ۹۲ھ یا ۹۳ھ میں وفات پائی۔ (المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب فی خدمہ صلی اللہ علیہ وسلم...الخ، ج ۴،ص ۵۰۶، ۵۰۷) (ومدارج النبوت، قسم پنجم، باب چہارم، ج ۲،ص ۴۹۴، ۴۹۵ ملخصا)

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم کو دیکھا اور کچھ اور صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) کا زمانہ بھی پایا لیکن ان سے روایت نہیں کی اور ان کی رویت سے مشرف ہوئے، جن صحابہ کا زمانہ آپ نے پایا ان سے عدم سماع (یعنی روایت نہ کرنے) کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ابتداءً اس علم کی طرف متوجہ نہ تھے بلکہ اپنے کسب معاش میں مشغول رہتے تھے۔ جب حضرت علامہ شعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی ذہانت وفطانت اور ذکاوت طبع کو دیکھا تو علامہ موصوف نے آپ کو علم دین کے حصول کی طرف متوجہ کیا اس وقت غالباً صحابہ کی وہ جماعت باقی نہ رہی ہوگی یا ان سے ملاقات نہ ہوسکی کہ آپ ان سے احادیث کا سماع کرتے۔

(الدرالمختار وردالمحتار، المقدمۃ، مطلب: فیما اختلف فیہ من روایۃ...الخ، ج ۱،ص ۱۴۷۔ ۱۵۳)

محبوب رب العلمین، جناب صادق وامین عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے (حضرت انس بن مالک رضی اللہ

تعالٰی عنہ) سے ارشاد فرمایا: بیٹا! نماز میں دائیں بائیں متوجہ ہونے سے بچتے رہنا کیونکہ نماز میں ایسا کرنا ہلاکت ہے۔

(جامع الترمذی، ابواب السفر، باب ماذکرفی الالتفات۔۔۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۵۸۹، ص ۱۷۰۳)

آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم دجو چیز محبوب ہوتی وہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کو بھی محبوب ہوجاتی۔ کدو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم و بہت مرغوب تھا اس لئے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بھی اس کو نہایت پسند فرماتے تھے، چنانچہ ایک روز کدو کھا رہے تھے تو خود بخود بول اٹھے، اس بنا پر کہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو تجھ سے محبت تھی، تو مجھے کس قدر محبوب ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب الاطعمۃ، باب ماجاء فی اکل الرباء، الحدیث: ۱۸۵۶، ج ۳، ص ۳۳۶)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تمام مخلوق اللہ تعالٰی کی عیال ہے اور اس کا سب سے پسندیدہ آدمی وہ ہے جو اس کی عیال کے لئے زیادہ نفع بخش ثابت ہو۔

حضرت سیدنا ابوشریح کعبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رحمتِ عالم صَلَّی اللہ تعَالٰی علیہ وَالہٖ وَسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا، جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ ہمسائے سے اچھا سلوک کرے۔

(بخاری شریف، کتاب الادب، باب من کان یومن باللہ الخ، باب ۳۱، ج ۴، رقم ۶۰۱۹، ص ۱۰۵)

نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت، کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسَلَّم نے فرمایا: طاعون ہر مسلم کے لیے شہادت ہے۔ (صحیح البخاري، کتاب الطب، باب مایذکرفي الطاعون، الحدیث: ۵۷۳۲، ج ۴، ص ۳۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی اس وقت تک (کامل) مومن نہ ہوگا جب تک کہ میں اسے اس کے باپ، اس کی اولاد، اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم۔۔۔الخ، الحدیث ۱۵، ج ۱، ص ۱۷)

(۲) انس ابن مالک کعبی:

اور وہ ایک روایت یہ ہے حضرت انس ابن مالک کعبی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالٰی نے مسافر سے آدھی نماز معاف فرمادی اور روزہ مسافر دودھ پلانے والی اور حاملہ سے (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

(۳) انس ابن نضر

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: میرے چچا حضرت سیدنا انس بن نضر رضی اللہ تعالٰی عنہ

غزوہ بدر میں نہ جاسکے، جب ان سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے افسوس کرتے ہوئے فرمایا: غزوہ بدر جو کہ مسلمانوں اور کفار کے درمیان پہلی جنگ تھی میں اس میں حاضر نہ ہوسکا۔ اگر اب اللہ ربُّ العزَّت نے مجھے کسی غزوہ میں شرکت کا موقع دیا تو تُو دیکھے گا میں کس بہادری سے لڑتا ہوں، پھر جب غزوۂ اُحد کا موقع آیا تو کچھ لوگ بھاگنے لگے، میرے چچا حضرت سیدنا انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: اے میرے پروردگار عزوجل! ان بھاگنے والوں میں جو مسلمان ہیں، میں ان کی طرف سے معذرت خواہ ہوں اور جو مشرک ہیں، میں ان سے بری ہوں۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار لے کر میدان کارزار کی طرف دیوانہ وار بڑھے۔ راستے میں حضرت سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی تو فرمایا: اے سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ! کہاں جاتے ہو؟ اس پاک پروردگار عزوجل کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں اُحد پہاڑ کے قریب جنت کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں (پھر یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے) واہ جنت کی ہوا کیسی عمدہ، خوشگوار اور پاکیزہ ہے۔ بار بار یہی کلمات دہراتے رہے (اور لڑتے لڑتے شہید ہوگئے)

حضرت سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جیسا کارنامہ انہوں نے سرانجام دیا ہم ایسا نہیں کرسکتے، جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعش مبارک کو ڈھونڈا گیا تو ہم نے اسے شہیدوں میں پایا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم مبارک پر تیروں، تلواروں اور نیزوں کے اسّی (80) سے زائد زخم تھے، اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعضاء جگہ جگہ سے کاٹ دیئے گئے تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہچاننا بہت مشکل ہوچکا تھا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمشیرہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُنگلیوں کے نشانات سے پہچانا، حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر یہ آیت پڑھ رہے تھے:

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ

ترجمہ کنزالایمان: مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کردیا جو عہد اللہ سے کیا تھا۔ (پ 21، الاحزاب: 23)

(صحیح البخاری، کتاب الجھاد، باب قول اللہ: مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا ۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث ۲۸۰۵، ص ۲۲۶) (السنن الکبری للبیھقی، کتاب السیر، باب من تبرع بالتعرض للقتل ۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث ۱۷۹۱۷، ج ۹، ص ۷۵۔۷۶)

حضرت انس بن النضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جھگڑا و تکرار کرتے ہوئے ایک انصاری کی لڑکی کے دو اگلے دانت توڑ ڈالے۔ لڑکی والوں نے قصاص کا مطالبہ کیا اور شہنشاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے قرآن مجید کے حکم کے مطابق یہ فیصلہ فرمادیا کہ ربیع بنت النضر کے دانت قصاص میں توڑ دیئے جائیں۔

جب حضرت انس ابن النضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا تو وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور یہ کہا: یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خدا تعالیٰ کی قسم! میری بہن کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ

والہ وسلم نے فرمایا کہ اے انس بن النضر اتم کیا کہہ رہے ہو؟ قصاص تو اللہ تعالیٰ کی کتاب کا فیصلہ ہے۔ یہ گفتگو ابھی ہو رہی تھی کہ لڑکی والے دربار نبوت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قصاص میں ربیع کا دانت توڑنے کے بدلے میں ہم لوگوں کو دیت (مالی معاوضہ) دلا دیا جائے۔ اس طرح انس بن النضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قسم پوری ہوگئی اور ان کی بہن حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دانت توڑے جانے سے بچ گیا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس موقع پر یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ اگر وہ کسی معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پوری فرما دیتا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب والجروح قصاص، الحدیث: ۴۶۱۱، ج ۳، ص ۲۱۵)

(۴) حضرت انس بن ابی مرثد:

آپ انس ابن ابی مرثد غنوی انصاری، کنیت ابو یزید ہے، ابن مندہ اور امام ابو نعیم کے مطابق انصاری ہیں جبکہ امام ابن اثیر جزری فرماتے ہیں کہ آپ انصاری نہیں، سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب سے قریبی دوستی تھی، آپ کا نام کناز بن حصین بن یربوع بن طریق بن خرشہ بن عبید بن سعد بن عوف بن کعب بن جلان بن غنم بن اعصر بن سعد بن قیس بن غیلان ہے۔

(اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 211، رقم الحدیث: 260)

(۵) اسید ابن حضیر:

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر اچھے آدمی ہیں، عمر اچھے آدمی ہیں، ابو عبیدہ ابن جراح اچھے شخص ہیں اسید ابن حضیر اچھے شخص ہیں۔ ثابت ابن قیس ابن شماس اچھے شخص ہیں، معاذ ابن جبل اچھے شخص ہیں، معاذ ابن عمرو بن جموح اچھے شخص ہیں (ترمذی)

روایت ہے حضرت اسید ابن حضیر سے جو انصاری آدمی ہیں فرمایا جب کہ وہ قوم سے بات چیت کر رہے تھے ان کی طبیعت میں مذاق تھا جب کہ وہ لوگوں کو ہنسا رہے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کوکھ میں چھڑی چبھودی وہ بولے مجھے قصاص دیجئے حضور نے فرمایا قصاص لے لو عرض کیا کہ آپ پر قمیض ہے اور مجھ پر نہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیض اٹھادی وہ حضور کو لپٹ گئے اور آپ کی کوکھ شریف چومنے لگے پھر بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے یہ چاہا تھا

(ابوداؤد)

روایت ہے حضرت انس سے کہ اسید ابن حضیر اور عباد ابن بشر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے کاموں کے متعلق

بات چیت کرتے رہے حتی کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا یہ واقعہ سخت اندھیری رات میں ہوا پھر وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپسی کے لیے نکلے ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں چھوٹی لاٹھی تھی تو ان میں سے ایک کی لاٹھی چمک گئی حتی کہ وہ دونوں اس کی روشنی میں چلتے حتی کہ جب ان کو راستہ نے علیحدہ کیا تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی تو ان میں سے ہر ایک اپنی لاٹھی کی روشنی میں چلا حتی کہ اپنے گھر پہنچ گیا (بخاری)

حضرت عمر نے آپ کا جنازہ اٹھایا اور نماز پڑھائی اور بقیع میں دفن ہوئے

(۶) ابواسید:

تمام غزوات میں شرکت کی، غزوہ بدر کی شرکت صحیح بخاری میں مذکور ہے، فتح مکہ میں بنوساعدہ کا جھنڈا ان کے پاس تھا۔

(۷) اسلم:

آپ حضور کے آزاد کردہ غلام ہیں، آپ نسلاً قبطی ہیں، حضرت عباس کی ملک میں تھے، انہوں نے بطور نذرانہ حضور کی ملک میں دے دیا۔ جب حضرت عباس اسلام لائے تو انہوں نے ہی حضور کو آپ کے اسلام کی خبر دی، حضور نے اس خوشی میں ان کو آزاد کر دیا۔ آپ سوائے جنگ بدر کے باقی تمام غزووں میں حضور کے ساتھ رہے، خلافت مرتضوی میں وفات پائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (مرقاۃ واشعۃ اللمعات)

ابورافع رضی اللہ عنہ، غلام مملوک تھے اور ہر کسی سے ملاقات کی غلاموں کو اجازت ہوتی ہے نہ ضرورت، ایسے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی ملاقات کا کوئی خاص امکان نہ تھا، لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو ایسی بات پیدا کر دیتی ہے جس کا انسان کو وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہی قریش کا وہ پیغام ان کے سپرد کروایا جس کی رسائی کے لئے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ کفار قریش کا ان کو در نبوت میں بھیجنا ان کے لئے سعادت کا قرعۂ فال ثابت ہوا اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ تاباں دیکھا ہی تھا کہ دل میں موجود فطری سلامتی امڈ آئی اور اسلام کا داعیہ دل میں پیدا ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: "یا رسول اللہ! اب میں کفار کی طرف واپس نہیں جانا چاہتا، آپ ہی کی خدمت اقدس میں اسلام قبول کر کے رہنا پسند کرتا ہوں"۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ امین و وفادار ہیں جو ذرا ذرا سی باتوں میں بھی وفاداری کا دامن نہ چھوڑا کرتے تھے۔ فرمایا کہ قاصد کو نہیں روکتا، اس وقت تم لوٹ جاؤ، اگر یہی خیال برقرار رہے تو پھر آجانا۔ ان کے دل میں ایک حقیقت نے گھر کر لیا تھا، وہ اسے دھو نہیں سکتے تھے، بعد میں کسی

وقت آکر مشرف باسلام ہوئے، لیکن اسلام کو ظاہر کرنا اس وقت آزاد لوگوں کے لئے بھی آسان نہ تھا پھر یہ تو غلام تھے۔ اس وقت قریش ہر اس شخص کی ایذا کے درپے تھے ذرا سا تعلق بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گیا ہو اگر چہ اس شخص کا تعلق ان تکلیف پہنچانے والوں سے کچھ بھی نہ ہو پھر اگر وہ شخص اس معاشرہ میں غلام ہوتا تو اس کا تو کوئی پرسان حال نہ ہوتا تھا، اس کو ایذا دینے میں ذرا نہ چوکتے تھے۔ اس لئے انہوں نے اپنے ایمان کو چھپا کر رکھا اور اپنے آقا حضرت عباس کی خدمت میں مصروف رہے لیکن پھر بھی انہیں اپنے ایمان کی بدولت بعض مسائل جھیلنے پڑے۔ یہ ان کا فطری تعلق اور قلبی جذبہ کا نتیجہ ہی ہوگا کہ حضرت عباس جو اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے انہوں نے یہ غلام آحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا اور پھر جس وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خوشی میں انہیں آزاد کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد تو فرما دیا مگر ان کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جو محبت تھی، اس محبت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دور نہیں ہونے دیا چنانچہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ان کو اپنے خاندان میں شامل فرما لیا تھا، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" **مولى القوم من أنفسهم**" کہ آدمی کا آزاد کردہ غلام اس کے خاندان میں سے ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شادی بھی اپنی آزاد کردہ باندی حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہ سے کرادی۔ کسی وجہ سے غزوہ بدر تک مکہ مکرمہ میں رہے، اس کے بعد ہجرت کی اور پھر سفر و حضر میں آحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ غزوہ احد اور اس کے بعد والے غزوات میں برابر شریک ہوتے رہے، بعض سرایا میں بھی شامل رہے۔ ہر وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہونے کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے ان کو علوم کا وافر حصہ عطا فرمایا تھا جس کی وجہ سے ان سے فیضیاب ہونے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، بہت سے صحابہ کرام تک ان سے مرجعت کرتے تھے۔ غرض یہ کہ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ اگر چہ غلامون میں سے تھے مگر جب انہوں نے اپنے دل کو کفر و شرک سے آزاد کیا اور محبت نبی سے اپنے دل کو معمور کیا تو مرجع خلائق بن گ ×۔ جی ہاں! یہ حضرت ابو رافع جن کے نام میں اختلاف ہے، کسی نے اسلم کسی نے اور کچھ کہا ہے، ان کی زندگی میں ہمارے لئے بہت بڑا سبق پنہاں ہے کہ وہ غلام ہو کر اور نام و نسب کے بغیر دین و علم کی اتنی خدمت کر گئے جن پر آزادوں کی آزادیاں قربان کی جا سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کی ان پر ہزاروں رحمتیں نازل ہوں۔ (آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا)

حضرت سیدنا ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ بقیعِ غرقد میں پیدل چل رہا تھا کہ میں نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو تجھ پر افسوس، تجھ پر افسوس۔ کہتے ہوئے سنا، میں پیچھے ہٹ گیا اور سمجھا کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ مجھ سے فرمایا ہے، لیکن آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: کیا ہوا، چلو! میں نے عرض کی، کیا میں نے کوئی نیا کام کیا ہے؟ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم

نے ارشاد فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کی پھر آپ نے مجھ پر افسوس کیوں کیا؟ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: تم پر سے نہیں کیا، بلکہ یہ فلاں شخص ہے جسے میں نے بنی فلاں پر صدقہ لینے کے لئے عامل بنا کر بھیجا پھر اس نے ایک دھاری دار اونی چادر میں خیانت کی تو اسے اتنی ہی مقدار میں جہنم کی زرہ پہنا دی گئی۔

(سنن النسائی، کتاب الامامۃ، باب الاسرع الی ۔۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۸۶۳، ص ۲۱۴۲)

حضرتِ سیدنا ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے چچا حضرتِ سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، اے میرے چچا عباس! کیا میں تم کو عطا نہ کروں؟ کیا میں تم کو بخشش نہ دوں؟ کیا تمہارے ساتھ احسان نہ کروں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ارشاد فرمایا، تم چار رکعتیں اس طرح ادا کرو کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھو، جب تم پہلی رکعت میں قراءت سے فارغ ہو جاؤ تو حالتِ قیام میں ہی پندرہ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہو، پھر رکوع کرو اور حالتِ رکوع میں یہی کلمات دس مرتبہ کہو، پھر رکوع سے سر اٹھاؤ اور یہی کلمات دس مرتبہ کہو، پھر سجدہ کرو اور حالتِ سجدہ میں یہی کلمات دس مرتبہ کہو، پھر سجدے سے سر اٹھاؤ اور یہی کلمات دس مرتبہ کہو، پھر دوسرے سجدے میں جاؤ اور یہی کلمات دس مرتبہ کہو، پھر سجدے سے اٹھ کر بیٹھے بیٹھے دس مرتبہ یہی کلمات کہو، تو یہ کلمات ہر رکعت میں ۷۵ مرتبہ پڑھے جائیں گے۔ تم چاروں رکعتوں میں اسی ترتیب سے یہ کلمات پڑھ کر نماز مکمل کرلو۔

حضرتِ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر کوئی شخص روزانہ ان کلمات کو کہنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو؟ ارشاد فرمایا، اگر تم روزانہ یہ نماز ادا کرسکو تو کرلیا کرو، اگر روزانہ نہ ہوسکے تو ہر جمعہ کو ادا کرلیا کرو، ایسا بھی نہ کرسکو تو ہر مہینے ادا کرلیا کرو اور یہ بھی نہ ہوسکے تو سال میں ایک مرتبہ ادا کرلیا کرو اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ رکھو تو زندگی میں ایک مرتبہ ادا کرلو۔

امام بیہقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ نماز پڑھا کرتے تھے اور صالحین میں یہ نماز مُتَدَاوَل (یعنی رائج) تھی اور صالحین کا عمل اس حدیثِ مرفوع کی تقویت کا سبب ہے۔

(ترمذی، باب صلوۃ التسبیح، کتاب الوتر، رقم ۴۸۲، ج ۲، ص ۳۵)

شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال،، دافِعِ رنج وملال، صاحبِ جُود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے غلام حضرتِ سیدنا ابورافع اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا، جس نے میت کو غسل دیا اور اس کی پردہ پوشی کی تو اللہ عزوجل چالیس مرتبہ اس کی مغفرت فرمائے گا اور جس نے

کسی میت کو کفن پہنایا اللہ عزوجل اسے جنت کے سندس اور استبرق (نہایت باریک اور نفیس کپڑوں) کا لباس پہنائے گا اور جس نے میت کے لئے قبر کھودی پھر اسے قبر میں لٹایا تو اللہ عزوجل اسے ایک ایسے گھر کی صورت میں ثواب عطا فرمائے گا جس میں اسے قیامت تک رکھے گا۔ (المستدرک للحاکم، کتاب الجنائز، رقم ۱۳۸۰، ج ۱، ص ۶۹۰)

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، جس نے اپنی داڑھوں کے درمیان والی چیز (یعنی زبان) اور دونوں ٹانگوں کے درمیان والی چیز (یعنی شرمگاہ) کی حفاظت کی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (المعجم الکبیر، مسند ابی رافع، رقم ۹۱۹، ج ۱، ص ۳۱۱ تقدم ذکرہ)

(۸) اسمر

اسمر بن مضرس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوکر بیعت کی پھر حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) نے فرمایا: جو شخص اُس چیز کی طرف سبقت کرے جس کی طرف کسی مسلم نے سبقت نہیں کی ہے تو وہ اُسی کی ہے۔ اس کو سن کر لوگ دوڑنے کہ خط کھینچ کر نشان بنالیں۔

(سنن ابي داود، کتاب الخراج ... الخ، باب في اقطاع الارضين، الحديث: ۳۰۷۱، ج ۳، ص ۲۳۸)

روایت ہے حضرت اسمر ابن مضرس سے فرماتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے حضور سے بیعت کی آپ نے فرمایا جو ایسے پانی پر قبضہ کرے جس تک کسی مسلمان کا قبضہ نہ پہنچا ہو تو وہ اسی کا ہے (ابوداؤد)

(۹) اشعث ابن قیس

حضرت صدیق اکبر نے اپنی ہمشیرہ کا آپ سے نکاح کردیا، پھر آپ حضرت سعد ابن ابی وقاص کے ساتھ عراق کی جنگ میں گئے اور قادسیہ، مدائن اور نہاوند آپ نے فتح کیے، پھر کوفہ میں قیام رہا ۴۲ھ میں کوفہ وفات پائی، آپ کی نماز جنازہ امام حسن نے پڑھائی، جنگ جمل اور جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ صلح کے وقت امیر معاویہ کے ہمراہ رہے۔ (اشعہ، مرقات) لہذا آپ امام شافعی کے ہاں صحابی ہیں اور احناف کے ہاں تابعی ہیں کیونکہ ارتداد کی وجہ سے آپ کی صحابیت ختم ہوچکی کہ احناف کے ہاں صحابیت کے لیے مسلسل مؤمن رہ کر وفات پانا شرط ہے۔ (از مرقات)

(۱۰) اشیم ضبابی

اشیم ضبابی صحابی تھے، ضباب ایک قلعہ کا نام ہے ادھر آپ کی نسبت ہے یہ خطاءً قتل کئے گئے تھے، قاتل پر دیت یعنی خون بہا واجب ہوا تھا، حضور انور نے حضرت ضحاک کو جو وہاں کے والی تھے ۔۔۔ ان کی دیت وارثوں میں تقسیم کرو، چونکہ زوجہ

بھی وارث ہے اس لیے اسے بھی بقدر میراث دیت سے حصہ دو۔ اس حدیث کی بناء پر جمہور علماء فرماتے ہیں کہ دیت کا مال پہلے تو مقتول کی ملک بنتا ہے، پھر مقتول کے دیگر مالوں کی طرح اس کے وارثوں کو بقدر حصہ ملتا ہے مگر حضرت علی کا قول یہ ہے کہ دیت سے اخیافی بھائی بہن، خاوند اور کسی عورت کو حصہ نہیں مل سکتا، غالباً آپ کو یہ حدیث پہنچی نہیں۔

(۱۱) ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بقیع کی زیارت کس سے شروع ہو، اس میں اختلاف ہے بعض علما فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابتدا کرے کہ یہ سب میں افضل ہیں اور بعض فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شروع کرے اور بعض فرماتے ہیں کہ قبہ سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابتدا ہو اور قبہ صفیہ پر ختم کہ سب سے پہلے وہی ملتا ہے، تو بغیر سلام عرض کیے وہاں سے آگے نہ بڑھے اور یہی آسان بھی ہے۔

(المسلک المتقسط، باب زیارۃ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)، ص ۵۲۱)

ابو سیف قین آپ جناب ابراہیم ابن رسول اللہ کے دودھ کے والد ہیں، آپ کا نام براء ابن اوس ہے، انصاری ہیں، آپ کی بیوی جو جناب ابراہیم کی دودھ کی والدہ ہیں، ان کا نام ام بردہ ہے۔

(۱۲) الاعشی المازنی:

حضرت اعشی مازنی' مازن بن عمرو بن تمیم کی اولاد میں سے ہیں' آپ کا نام عبداللہ بن اعور ہے' بصرہ میں سکونت پذیر تھے' آپ کے اشعار بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بہت پسند فرماتے تھے۔ (اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 178' رقم الحدیث: 196)

(۱۳) ابیض:

ان کا نام پہلے اسود تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابیض رکھا یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کے جانوروں کے بلکہ شہروں بستیوں کے برے نام بدل کر اچھے نام رکھ دیتے تھے۔ چنانچہ ایک شخص کا نام تھا اسود حضور انور نے اس کا نام ابیض رکھا، مدینہ منورہ کا نام یثرب تھا حضور انور نے اس کا نام مدینہ طیبہ، ابطح، بطحا وغیرہ رکھے، کفار کے لیے برعکس عمل تھا چنانچہ ابوالحکم کا نام حضور نے ابوجہل رکھا۔ مارب یمن کے علاقہ صنعا کا مشہور شہر ہے جہاں نمک کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔

(۱۴) اقرع ابن حابس:

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا تو فرمایا اے لوگو! تم پر

حج فرض کیا گیا لہٰذا حج کرو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہر سال حضور خاموش رہے حتیٰ کہ اس شخص نے تین بار کہا تو فرمایا کہ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال واجب ہو جاتا اور تم نہ کر سکتے پھر فرمایا مجھے چھوڑے رہو جس میں میں تم کو آزادی دوں کیونکہ تم سے اگلے لوگ اپنے نبیوں سے زیادہ پوچھ گچھ اور زیادہ جھگڑنے کی وجہ سے ہی ہلاک ہوئے لہٰذا جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو جہاں تک ہو سکے کر گزرو اور جب تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو اسے چھوڑ دو (مسلم)

یہ عرض کرنے والے حضرت اقرع ابن حابس تھے، وہ سمجھے یہ کہ ہر رمضان میں روزے فرض ہوتے ہیں تو چاہیے کہ بقر عید میں حج فرض ہو کہ پھر یہ سوچا کہ اس میں لوگوں کو بہت دشواری ہوگی کیونکہ روزے تو اپنے گھر میں ہی رکھ لیے جاتے ہیں مگر حج کے لیے مکہ معظمہ جانا پڑتا ہے اور اطراف عالم سے ہر سال بیت اللہ شریف پہنچنا بہت مشکل ہوگا اس لیے آپ نے یہ سوال کیا اور بار بار کیا تا کہ مسئلہ واضح ہو جائے۔

(۱۵) حضرت ابوالزعراء:

حضرت ابوالزعراء صحابی ہیں، مصری تھے، آپ نے نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث مبارکہ روایت کی کہ میں اپنی اُمت میں دجال کے علاوہ دجال صفت علماء سے ڈرتا ہوں۔ (اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 515، رقم الحدیث: 5906)

(۱۶) اکیدر دومہ:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک سو بیس سواروں کے ساتھ دومۃ الجندل کے بادشاہ اکیدر بن عبدالملک کی طرف روانہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ وہ رات میں نیل گائے کا شکار کر رہا ہو گا تم اس کے پاس پہنچو تو اس کو قتل مت کرنا بلکہ اس کو زندہ گرفتار کر کے میرے پاس لانا۔ چنانچہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاندنی رات میں اکیدر اور اس کے بھائی حسان کو شکار کرتے ہوئے پا لیا۔ حسان نے چونکہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ شروع کر دی۔ اس لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو توقتل کر دیا مگر اکیدر کو گرفتار کر لیا اور اس شرط پر اس کو رہا کیا کہ وہ مدینہ بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر صلح کرے۔ چنانچہ وہ مدینہ آیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو امان دی۔ (المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب ثم غزوۃ تبوک، ج ۴، ص ۹۱، ۹۴)

(۱۷) اوس ابن اوس

روایت ہے حضرت اوس ابن اوس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمہارے بہترین دنوں میں سے جمعہ کا دن ہے اس میں حضرت آدم پیدا ہوئے اور اسی میں وفات دیئے گئے اور اسی میں صور پھونکنا ہے اور اسی میں بے

ہوتی ہے لہذا اس دن میں مجھ پر درود زیادہ پڑھو کیونکہ تمہارے درود مجھ پر پیش ہوتے ہیں لوگ بولے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درود آپ پر کیسے پیش ہوں گے آپ تو رمیم ہو چکے ہوں گے (یعنی گلی ہڈی) فرمایا کہ اللہ نے زمین پر انبیاء کے جسم حرام کر دیئے (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی۔ بیہقی، دعوات کبیر)

روایت ہے حرت اوس ابن اوس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جمعہ کے دن نہلائے اور نہائے اور جلدی آئے اور جلدی کام کرے اور پیدل آئے سوار نہ ہو اور امام سے قریب بیٹھے اور کان لگا کر سنے اور کوئی بیہودگی نہ کرے تو اسے ہر قدم کے عوض ایک سال کے عمل روزوں اور شب بیداریوں کا ثواب ملے گا

(ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

(۱۸) ایاس ابن بکیر:

حمید نے کتاب الترغیب میں ایاس ابن بکیر سے مرفوعاً روایت کیا کہ جو جمعہ کے دن فوت ہو جائے اسے شہید کا ثواب ہے اور عذاب قبر سے نجات ہے۔ ابن جریج نے عطا سے مرفوعاً روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو مسلمان جمعہ کے دن یا رات میں وفات پائے وہ عذاب قبر اور فتنۂ قبر سے محفوظ رہے گا۔ رب تعالیٰ سے اس طرح ملے گا کہ اس کے ذمہ کوئی حساب نہ ہوگا اور قیامت میں ایسے آئے گا کہ اس کے ساتھ گواہ ہوں گے اور اس کے چہرے پر نورانی مہر ہوگی۔

(از مرقاۃ و لمعات و اشعہ)

(۱۹) ایاس ابن عبداللہ:

ایاس بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لقد طاف بآل محمد نساء کثیر یشکون ازواجھن لیس اولئك بخیارکم۔

آج کی رات بہت سی عورتوں نے ہماری بارگاہ اقدس کا طواف کیا کہ اپنے شوہروں کی شکایت کرتی تھیں وہ تم میں کے بہتر لوگ نہیں جو عورتوں کو ایذا دیتے ہیں۔ (۱۔ سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فی ضرب النساء آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۲۹۲) (سنن ابن ماجہ کتاب النکاح باب القسمۃ بین النساء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۴۴)

(۲۰) اسامہ بن زید

یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آزاد کردہ غلام متبنی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ہیں۔ ان کی ماں کی کنیت ام ایمن اور نام برکہ تھا اور حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب محبوب رسول ہے۔ وفات اقدس کے

وقت ان کی عمر صرف بیس سال کی تھی مگر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کو اس لشکر کا سپہ سالار بنایا تھا جو رومیوں سے جنگ کے لئے جارہا تھا اور جس لشکر میں تمام بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم موجود تھے لیکن حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات اقدس کی وجہ سے یہ لشکر واپس آگیا مگر پھر امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ اس لشکر کو بھیجا جو فتح یاب ہوکر آیا۔ چونکہ یہ محبوب رسول تھے اسی لئے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا بے حد اکرام و احترام فرماتے تھے۔ جب آپ نے اپنے دور خلافت میں مجاہدین کی تنخواہیں مقرر فرمائیں تو ان کی تنخواہ ساڑھے تین ہزار درہم مقرر فرمائی اور اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنخواہ صرف تین ہزار درہم مقرر فرمائی۔ صاحبزادے نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین! آپ نے حضرت اسامہ کی تنخواہ مجھ سے زیادہ کیوں مقرر فرمائی جبکہ وہ کسی جہاد میں بھی مجھ سے آگے نہیں رہے؟ اس کے جواب میں امیر المؤمنین نے فرمایا: اس لئے کہ اُسامہ کے باپ زید تمہارے باپ عمر سے زیادہ رسول خدا عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے محبوب تھے اور اسامہ تم سے زیادہ حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے محبوب ہیں۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الہمزۃ، فصل فی الصحابۃ، ص ۵۸۵) (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، الحدیث: ۳۶۷۸۹، ج ۷، الجزء ۱۳، ص ۱۱۸) (واسد الغابۃ، اسامۃ بن زید، ج ۱، ص ۱۰۴)

بے ادبی کرنے والے کافر ہو گئے

حضور اکرم علیہ الصلوۃ والسلام نے حجۃ الوداع میں طواف زیارت کو اس لئے کچھ مؤخر کردیا کہ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی حاجت کی وجہ سے کہیں چلے گئے تھے تھوڑی دیر کے بعد حضرت اسامہ واپس آئے لوگوں نے دیکھا کہ چپٹی ناک اور کالے رنگ کا ایک لڑکا ہے تو یمن کے کچھ لوگوں نے حقارت کے انداز میں یہ کہا کہ کیا اسی چپٹی ناک والے کالے لڑکے کی وجہ سے آج ہم لوگوں کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے طواف زیارت سے روک رکھا تھا؟ اس طرح ان یمن والوں نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے ادبی کی۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس بے ادبی کرنے ہی کا وبال تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی وفات کے بعد یمن کے یہ بے اُدبی کرنے والے لوگ کافر و مرتد ہو گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوجوں نے ان لوگوں سے جہاد کیا تو کچھ ان میں سے توبہ کرکے پھر مسلمان ہو گئے اور کچھ قتل ہو گئے۔

(کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، الحدیث: ۳۶۷۹۵، ج ۷، الجزء ۱۳، ص ۱۱۹)

حضرت سیدنا ابوعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہ وسلم اپنی ایک ران پر مجھے اور ایک ران پر امام حسن رضی اللہ

تعالٰی عنہ کو بٹھاتے اور دونوں کو اپنے ساتھ چمٹا لیتے اور دعا کرتے : اے اللہ عزوجل ! ان دونوں پر رحم فرما کیونکہ میں بھی ان پر رحم کرتا ہوں ۔ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب وضع الصبی علی الفخذ، الحدیث ۶۰۰۳، ج ۴، ص ۱۰۱)

حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سیدنا وابن سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما کے حق میں فرمایا : احب اھلی من قد انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ۔ الترمذی عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ مجھے اپنے گھر والوں میں سب سے پیارا وہ ہے جسے اللہ عزوجل نے نعمت دی اور میں نے نعمت دی۔ (ترمذی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

(سنن الترمذی کتاب المناقب باب مناقب اسامہ بن زید حدیث ۳۸۴۵ دار الفکر بیروت ۵ / ۴۴۷)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میں نے اپنے بعد کوئی ایسا فتنہ نہیں چھوڑا، جو عورتوں کے فتنے سے زیادہ مردوں کو نقصان پہنچانے والا ہو۔

(بخاری، کتاب النکاح، باب ما یتقی من شؤم المرأۃ، رقم ۵۰۹۶، ج ۳، ص ۴۳۱)

حضرت سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وَاٰلہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، بے شک اللہ عزوجل اپنے رحم کرنے والے بندوں پر ہی رحم فرماتا ہے۔ (بخاری شریف، کتاب الجنائز، ج ۱، رقم ۱۲۸۴، ص ۴۳۴)

حضرتِ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم ! میں نے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو کسی مہینے میں اتنے روزے رکھتے نہیں دیکھا جتنے روزے آپ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں رکھتے ہیں؟ ارشاد فرمایا، یہ رجب اور رمضان کے بیچ کا مہینہ ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں، اس مہینے میں ربُّ العٰلمین کی طرف اعمال اٹھائے جاتے ہیں، میں پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال اس حال میں اٹھائے جائیں کہ میں روزہ سے ہوں۔

(سنن نسائی، کتاب الصیام، باب صوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۴، ص ۲۰۱)

اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا : جس کے ساتھ احسان کیا گیا اور اُس نے احسان کرنے والے کے لیے یہ کہا جزاک اللہ خیراً تو پوری ثنا کردی۔

(جامع الترمذي، باب ماجاء في الثناء بالمعروف، الحدیث : ۲۰۴۲، ج ۳، ص ۴۱۷)

اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسَلَّم نے فرمایا کہ دوشنبہ اور پنج شنبہ کو اللہ تعالٰی کے حضور لوگوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں، سب کی مغفرت فرما دیتا ہے مگر جو دو شخص باہم عداوت رکھتے ہیں اور وہ شخص جو قطع رحم کرتا ہے۔ (المعجم الکبیر، باب الالف، الحدیث : ۴۰۹، ج ۱، ص ۱۶۷)

حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہ کا عطیہ ساڑھے تین ہزار اور اپنے بیٹے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تین ہزار مقرر فرمایا، تو انہوں نے اعتراض کیا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مجھ پر کیوں ترجیح دی، وہ تو کسی جنگ میں مجھ سے آگے نہ رہے۔ بولے، اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ تمہارے باپ سے زیادہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب تھے اور اسامہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تم سے زیادہ محبوب تھے، اس لئے میں نے اپنے محبوب پر رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب کو ترجیح دی۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب زید بن حارثۃ، الحدیث: ۳۸۳۹، ج ۵، ص ۴۴۵)

(۲۲) اسامہ ابن شریک:

حضرتِ سیدنا اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اللہ عزوجل کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کی بارگاہ میں ایسی توجہ کے ساتھ بیٹھے ہوتے تھے کہ گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب لوگ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو ہم میں سے کوئی ہرگز کلام نہ کرتا۔ ایک مرتبہ لوگوں نے عرض کیا، اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب بندہ کون ہے؟ فرمایا، جو اِن میں سے بہترین اخلاق والا ہو۔ (الترغیب والترھیب، کتاب البر والصلۃ، باب الترغیب فی الخلق الحسن، رقم ۲۵، ج ۳، ص ۲۷۴)

اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

تداووا عباد اللہ فان اللہ لم یضع داءً الا وضع لہ دواء غیر داءٍ واحد الھرم۔ اخرجہ احمد وابو داؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ وابن حبان والحاکم عن اسامۃ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح۔

خدا کے بندو! دوا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری ایسی نہ رکھی جس کی دوا نہ بنائی ہو مگر ایک مرض یعنی بڑھاپا۔

(جامع الترمذی ابواب الطب باب ماجاء فی الدواء والحث علیہ امین کمپنی دہلی ۲ / ۲۵) (سنن ابی داؤد کتاب الطب باب الرجل یتداوی آفتاب عالم پریس لاہور ۲ / ۱۸۳) (سنن ابن ماجہ ابواب الطب باب ما انزل اللہ داء الا انزل لہ شفاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۵۳) (مسند احمد بن حنبل حدیث اُسامۃ بن شریک المکتب الاسلامی بیروت ۴ / ۲۷۸) (موارد الظمآن کتاب الطب حدیث ۱۳۹۵ المطبعۃ السلفیۃ ص ۳۳۹)

(۲۳) افلح

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: ہمارا ایک غلام افلح نامی جب سجدہ کرتا تو پھونکتا، فرمایا: اے افلح! اپنا مونھ خاک آلود کر۔ (جامع الترمذي، أبواب الصلاۃ، باب ماجاء في کراھیۃ النفخ... إلخ، الحدیث: ۳۸۱، ج ۱، ص ۳۹۲)

(۲۴) ایفع ابن ناکور:

روایت ہے حضرت ایفع ابن عبدالکلاعی سے فرماتے ہیں ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کی کون سی سورۃ بہت بڑی ہے فرمایا'قل ھواللہ احد'عرض کیا پھر قرآن کریم کی کون سی آیت بہت بڑی ہے فرمایا آیۃ الکرسی ،یعنی"اللہ لا الہ الاھوالحی القیوم"عرض کیا یا نبی اللہ کس آیت کے متعلق آپ چاہتے ہیں کہ اس کی برکت آپ کو اور آپ کی امت کو پہنچے فرمایا سورہ بقر کی آخری آیات کہ وہ اللہ تعالٰی کی رحمت کے عرشی خزانے ہیں جو اللہ نے اس امت کو بخشے ان آیتوں نے دنیاوآخرت کی کوئی بھلائی ایسی نہ چھوڑی جو اپنے میں لے نہ لی ہو(دارمی)

(۲۵) انجشہ:

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: رویدک یا انجشہ بالقواریر
(اے انجشہ! آبگینوں کو بچا کر رکھو۔ت) (صحیح بخاری باب المعاریض مندوحۃ عن الکذب الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۹۱۷)

(۲۶) ابوامامہ باہلی:

ان کا نام صدی بن عجلان ہے مگر یہ اپنی کنیت ہی کے ساتھ مشہور ہیں ۔بنو باہلہ کے خاندان سے ہیں اس لئے باہلی کہلاتے ہیں ۔مسلمان ہونے کے بعد سب سے پہلے صلح حدیبیہ میں شریک ہوکر بیعۃ الرضوان کے شرف سے سرفراز ہوئے ۔دوسو پچاس حدیثیں ان سے مروی ہیں اور حدیثوں کے درس واشاعت میں ان کو بے حد شغف تھا، پہلے مصر میں رہتے تھے پھر حمص چلے گئے اور وہیں ۸۶ھ میں اکانوے برس کی عمر میں وفات پائی ۔بعض مؤرخین نے ان کا سال وفات ۸۱ھ تحریر کیا ہے۔ یہ اپنی داڑھی میں زرد رنگ کا خضاب کرتے تھے۔ (اسدالغابۃ ،صدی بن عجلان، ج ۳،ص ۱۶۔۱۷)(والاکمال فی اسماء الرجال،حرف الھمزۃ،فصل فی الصحابۃ،ص ۵۸۶)(والاعلام للزرکلی ،صدی بن عجلان، ج ۳)

کرامات

فرشتہ نے دودھ پلایا

ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ جس کو وہ خود بیان فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے ان کو بھیجا کہ تم اپنی قوم میں جاکر اسلام کی تبلیغ کرو چنانچہ حکم نبوی کی تعمیل کرتے ہوئے یہ اپنے قبیلہ میں پہنچے اور اسلام کا پیغام پہنچایا مگر ان کی قوم نے ان کے ساتھ بہت براسلوک کیا، کھانا کھلانا تو بڑی بات ہے پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں دیا بلکہ ان کا

مذاق اڑاتے ہوئے اور برا بھلا کہتے ہوئے ان کو بستی سے باہر نکال دیا۔ یہ بھوک پیاس سے انتہائی بے تاب اور نڈھال ہو چکے تھے لاچار ہو کر کھلے میدان ہی میں ایک جگہ سو گئے تو خواب میں دیکھا کہ ایک آنے والا (فرشتہ) آیا اور ان کو دودھ سے بھرا ہوا ایک برتن دیا۔ یہ اس دودھ کو پی کر خوب جی بھر کر سیراب ہو گئے۔ خدا کی شان دیکھئے کہ جب نیند سے بیدار ہوئے تو نہ بھوک تھی نہ پیاس۔

اس کے بعد گاؤں کے کچھ خیر پسند اور سلجھے ہوئے لوگوں نے گاؤں والوں کو ملامت کی کہ اپنے ہی قبیلہ کا ایک معزز آدمی گاؤں میں آیا اور تم لوگوں نے اس کے ساتھ شرمناک قسم کی بدسلوکی کر ڈالی جو ہمارے قبیلہ والوں کی پیشانی پر ہمیشہ کے لیے کلنک کا ٹیکہ بن جائے گی۔ یہ سن کر گاؤں والوں کو ندامت ہوئی اور وہ لوگ کھانا پانی وغیرہ لے کر میدان میں ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے تمہارے کھانے پانی کی اب کوئی ضرورت نہیں ہے مجھ کو تو میرے رب نے کھلا پلا کر سیراب کر دیا ہے اور پھر اپنے خواب کا قصہ بیان کیا۔ گاؤں والوں نے جب یہ دیکھ لیا کہ واقعی یہ کھا پی کر سیراب ہو چکے ہیں اور ان کے چہرے پر بھوک و پیاس کا کوئی اثر و نشان نہیں حالانکہ اس سنسان جنگل اور بیابان میں کھانا پانی کہیں سے ملنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تو گاؤں والے آپ کی اس کرامت سے بے حد متاثر ہوئے یہاں تک کہ پوری بستی کے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ما جاء فی ما ظھر علی ابی امامۃ ۔۔۔ الخ، ج۶، ص۱۲۶) (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، الحدیث: ۳۷۵۶۲، ج۷، الجزء ۱۳، ص ۲۶۲)

امداد غیبی کی اشرفیاں

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باندی کا بیان ہے کہ یہ بہت ہی سخی اور فیاض آدمی تھے۔ کسی سائل کو بھی اپنے دروازے سے نامراد نہیں لوٹاتے تھے۔ ایک دن ان کے پاس صرف تین ہی اشرفیاں تھیں اور یہ اس دن روزہ سے تھے اتفاق سے اس دن تین سائل دروازہ پر آئے اور آپ نے تینوں کو ایک ایک اشرفی دے دی۔ پھر سو رہے۔ باندی کہتی ہیں کہ میں نے نماز کے لیے انہیں بیدار کیا اور وہ وضو کر کے مسجد میں چلے گئے۔ مجھے ان کے حال پر بڑا ترس آیا کہ گھر میں نہ ایک پیسہ ہے نہ اناج کا ایک دانہ، بھلا یہ روزہ کس چیز سے افطار کریں گے؟ میں نے ایک شخص سے قرض لے کر رات کا کھانا تیار کیا اور چراغ جلایا۔ پھر میں جب ان کے بستر کو درست کرنے کے لیے گئی تو کیا دیکھتی ہوں تین سو اشرفیاں بستر پر پڑی ہوئی ہیں۔ میں نے ان کو گن کر رکھ دیا وہ نماز عشاء کے بعد جب گھر آئے اور چراغ جلتا ہوا اور بچھا ہوا دستر خوان دیکھا تو مسکرائے اور فرمایا کہ آج تو ماشاء اللہ میرے گھر میں اللہ عزوجل کی طرف سے خیر ہی خیر ہے۔ پھر میں نے انہیں کھانا کھلایا اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ ان اشرفیوں کو یونہی لاپرواہی کے ساتھ بستر پر چھوڑ کر چلے گئے اور

مجھ سے کہہ کر بھی نہیں گئے کہ میں ان کو اٹھالیتی آپ نے حیران ہو کر پوچھا کہ کیسی اشرفیاں؟ میں تو گھر میں ایک پیسہ بھی چھوڑ کر نہیں گیا تھا۔ یہ سن کر میں نے ان کا بستر اٹھا کر جب انہیں دکھایا کہ یہ دیکھ لیجئے اشرفیاں پڑی ہوئی ہیں تو وہ بہت خوش ہوئے لیکن انہیں بھی اس پر بڑا تعجب ہوا۔ پھر سوچ کر کہنے لگے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری امداد غیبی ہے میں اس کے بارے میں اس کے سوا اور کیا کہہ سکتا ہوں۔ (شواھد النبوۃ، رکن سادس در بیان شواھد ودلایلی...الخ، ابوامامہ باھلی...الخ ص ۲۸۴)

۔ حضرت سیدنا ابو امامہ باہلی (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کی روایت میں ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم ایک دوسرے کی بات رد کر رہے تھے آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جلال میں آ گئے اور فرمایا ایک دوسرے کی بات کاٹنا ترک کر دو اس میں بہت کم بھلائی ہے، ایک دوسرے کی بات کاٹنا چھوڑ دو کیونکہ اس کا نفع کم ہے اور یہ (مسلمان) بھائیوں کے درمیان دشمنی کو ابھارتی ہے۔ (مجمع الزوائد جلد اول ص ۱۵۶ کتاب العلم)

ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

بے شک بندہ جب اپنے پاؤں دھوتا ہے اُس کے گناہ دور ہو جاتے ہیں اور جب مُنہ دھوتا اور کُلی کرتا دھوتا ما نجھتا پانی سونگھتا سر کا مسح کرتا ہے اس کے کانوں، آنکھوں اور زبان کے گناہ نکل جاتے ہیں، اور جب کلائیاں اور پاؤں دھوتا ہے ایسا ہو جاتا ہے جیسا اپنی ماں سے پیدا ہوتے وقت تھا۔

(المعجم الاوسط حدیث ۴۳۹۴ مکتبۃ المعارف ریاض ۵/ ۲۰۲) (کنز العمال حدیث ۲۶۰۴۸ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۹/ ۲۸۹)

ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اہلِ بدعت دوزخیوں کے کتے ہیں۔ (کنز العمال فصل فی البدع مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱/ ۲۱۸) (الجامع الصغیر مع فیض القدیر حدیث ۱۰۷۹ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۵۲۸)

ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اگر تمہیں پسند آتا ہو کہ تمہاری نماز قبول ہو تو چاہئے کہ تمہارے نیک تمہاری امامت کریں۔

(کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن ابی امامہ حدیث ۲۰۴۳۳ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۷/ ۵۹۶) (اسرار الموضوعۃ حدیث ۵۶۸ مطبوعہ بیروت ص ۱۲۸) (الفوائد المجموعۃ صلوۃ الجماعۃ مطبوعہ بیروت ص ۳۲)

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالے عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی مرے اور اس کی قبر پر مٹی برابر کر چکو تم میں سے کوئی اس کے سرہانے کھڑا ہو اور فلاں بن فلانہ (عہ) کہہ کر پکارے بیشک وہ سنے گا اور جواب نہ دے گا دوبارہ پھر یوں ہی ندا کرے وہ سیدھا ہو بیٹھے گا سہ بارہ پھر اسی طرح آواز دے اب وہ جواب دے گا کہ ہمیں ارشاد کہ اللہ تجھ پر رحم کرے مگر تمہیں اس کے جواب کی خبر نہیں ہوتی اس

وقت کہے یاد کردہ بات جس پر توں دنیا سے نکلا تھا گواہی اس کی کہ اللہ کے سواء کوئی سچا معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور یہ کہ توں نے پسند کیا اللہ تعالی کو پروردگار اور اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو نبی اور قرآن کو پیشوا منکر ونکیر ہر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہے گے چلو ہم کیا بیٹھے اس کے پاس جسے لوگ اس کی حجت سکھا چکے۔(المعجم الکبیر حدیث ۷۹۷۹ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۲۹۸،۹۹/۸)

روایت ہے ابوامامہ باہلی سے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو شخصوں کا ذکر ہوا جن میں سے ایک عابد دوسرا عالم ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عالم کی عابد پر فضیلت ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ادنی پر پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ اور اس کے فرشتے اور آسمان وزمین والے حتی کے چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور مچھلیاں (پانی میں) صلوٰۃ بھیجتے ہیں لوگوں کو علم دینی سکھانے والے پر اسے ترمذی نے روایت کیا۔ اور دارمی نے حضرتِ مکحول سے مرسلاً نقل کیا اور دو شخصوں کا ذکر نہ کیا اور فرمایا کہ عالم کی عابد پر فضیلت ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ادنی شخص پر پھر آیت تلاوت فرمائی کہ اللہ سے صرف علماء ہی ڈرتے ہیں اور حدیث آخر کی بیان کی۔

(۲۷) ابوامامہ انصاری:

قرض ادا ہونے کی دعاء

مشہور صحابی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ایک دن مسجد میں تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہاں حضرت ابوامامہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوامامہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم اس وقت میں جب کہ نماز کا وقت نہیں ہے مسجد میں کیوں اور کیسے بیٹھے ہوئے ہو، حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں بہت سے افکار اور قرضوں کے بارے زیر بار ہو رہا ہوں۔ ارشاد فرمایا کہ کیا میں تم کو ایک ایسا کلام نہ تعلیم کروں کہ جب تم اس کو پڑھو تو اللہ تعالیٰ تمہاری فکر کو دفع فرما دے اور تمہارے قرض کو ادا کر دے؟ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ کیوں نہیں! یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ضرور مجھے ارشاد فرمائیے۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم روزانہ صبح وشام کو یہ دعا پڑھ لیا کرو۔ (ابوداود جلد ۱ ص ۲۲۴)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس دعا کو پڑھا تو میری فکر جاتی رہی اور خداوند تعالیٰ نے

میرے قرض کو بھی ادا فرما دیا۔ (سنن ابی داود، کتاب الوتر، باب فی الاستعاذة، الحدیث:۱۵۵۵، ج۲، ص۱۴۳)

(۲۸)ابوایوب انصاری:

مدینہ منورہ کے وہی خوش نصیب انصاری ہیں جن کے مکان کو شہنشاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مہمان بن کر شرف نزول بخشا اور یہ شہنشاہ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میزبانی سے سات ماہ تک سرفراز ہوتے رہے اور دن رات صبح وشام ہر وقت وہر آن اپنے ہر قول وفعل سے ایسی والہانہ عقیدت اور عاشقانہ جاں نثاری کا مظاہرہ کرتے رہے کہ مشکل ہی سے اس کی مثال مل سکے گی۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ملاقاتیوں کی آسانی کے لیے نیچے کی منزل میں قیام پسند فرمایا ۔مجبوراً حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوپر کی منزل میں رہے۔ایک مرتبہ اتفاقاً پانی کا گھڑا ٹوٹ گیا تو اس اندیشہ سے کہ کہیں پانی بہ کر نیچے والی منزل میں نہ چلا جائے اور حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کچھ تکلیف نہ پہنچ جائے۔حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھبرا گئے اور سارا پانی اپنے لحاف میں جذب کرلیا۔گھر میں بس یہی ایک رضائی تھی جو گیلی ہوگئی۔رات بھر میاں بیوی نے سردی کھائی مگر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ذرہ بھر بھی تکلیف پہنچ جائے یہ گوارا نہیں کیا۔غرض بے پناہ ادب واحترام اور محبت وعقیدت کے ساتھ سلطان دارین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مہمان نوازی ومیزبانی کے فرائض ادا کرتے رہے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخاوت کے ساتھ ساتھ شجاعت اور بہادری میں بھی بے حد طاق تھے۔ تمام اسلامی لڑائیوں میں مجاہدانہ شان کے ساتھ معرکہ آزمائی فرماتے رہے یہاں تک کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں جب مجاہدین اسلام کا لشکر جہاد قسطنطنیہ کے لئے روانہ ہوا تو اپنی ضعیفی کے باوجود آپ بھی مجاہدین کے اس لشکر کے ساتھ جہاد کے لیے تشریف لے گئے اور برابر مجاہدین کی صفوں میں کھڑے ہوکر جہاد کرتے رہے۔

جب سخت بیمار ہو گئے اور کھڑے ہونے کی طاقت نہیں رہی تو آپ نے مجاہدین اسلام سے فرمایا کہ جب تم لوگ جنگ بندی کروتو مجھے بھی صف میں اپنے قدموں کے پاس لٹائے رکھو اور جب میرا انتقال ہوجائے تو تم لوگ میری لاش کو قسطنطنیہ کے قلعہ کی دیوار کے پاس دفن کرنا۔چنانچہ ۵۱ھ میں اسی جہاد کے دوران آپ کی وفات ہوئی اور اسلامی لشکر نے ان کی وصیت کے مطابق ان کو قسطنطنیہ کے قلعہ کی دیوار کے پاس دفن کردیا۔

یہ اندیشہ تھا کہ شاید عیسائی لوگ آپ کی قبر مبارک کو کھود ڈالیں مگر عیسائیوں پر ایسی ہیبت سوار ہوگئی کہ وہ آپ کی مقدس قبر کو ہاتھ نہ لگا سکے اور آج تک آپ کی قبر شریف اسی جگہ موجود ہے اور زیارت گاہ خلائق خاص وعام ہے جہاں ہر قوم وملت

کے لوگ ہمہ وقت حاضری دیتے ہیں۔

کرامت
قبر مبارک شفا خانہ بن گئی

یہ آپ کی کرامت کا ایک روحانی اور نورانی جلوہ ہے کہ بہت ہی دور دور سے قسم قسم کے مایوس العلاج مریض آپ کی قبر شریف پر شفا کے لئے حاضری دیتے ہیں اور خدا کے فضل و کرم سے شفایاب ہو جاتے ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الھمزہ، فصل فی الصحابۃ، ص ۵۸۶) (واسد الغابۃ، خالد بن زید بن کلیب، ج ۲، ص ۱۱۶ ملتقطاً)

حضرتِ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینۃ المنورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً سے مصر کا سفر محض اس لیے اختیار کیا کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث سنیں چنانچہ یہ وہاں پہنچے اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِستقبال کیا تو فرمانے لگے: میں ایک حدیث کے لیے آیا ہوں، جس کے سننے میں اب تمہارے سوا کوئی باقی نہیں۔ حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وٰلہ وسلم نے فرمایا: جس کسی نے مومن کی ایک برائی چھپائی، قیامت کے دن اللہ عزّ وجلّ اس کی پردہ پوشی کریگا۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حدیث سنتے ہی اپنے اُونٹ کی طرف بڑھے اور ایک لحہ ٹھہرے بغیر مدینے واپس چلے گئے۔

(المسند للامام احمد، باب حدیث عقبہ بن عامر، الحدیث ۱۷۳۹۶، ج ۶، ص ۱۳۷ دار الفکر بیروت)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں قیام فرمایا، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نیچے کے حصے میں اور ان کے اہل وعیال اوپر کے حصے میں رہنے لگے۔ ایک رات حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہوئے تو کہا کہ ہم اور رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر چلیں پھریں۔ اس خیال سے تمام اہل وعیال کو ایک کونے میں کر دیا۔ صبح کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وبارک وسلم کی خدمت میں گزارش کی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وبارک وسلم اوپر قیام فرمائیں۔ ارشاد ہوا کہ نیچے کا حصہ ہمارے لئے زیادہ موزوں ہے۔

ایک روایت میں ہے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ برابر اس بات پر مصر رہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اوپر کی منزل میں رہیں اور خود نچلی منزل میں رہیں۔

بولے کہ جس چھت کے نیچے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وبارک وسلم ہوں ہم اس پر نہیں چڑھ سکتے، لہذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وبارک وسلم نے بالا خانہ پر قیام فرمایا۔ (مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، بیان قضیۂ ہجرت آنحضرت، ج ۲، ص ۶۵)

صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جو اس طرح آئے کہ اللہ عزوجل کی عبادت کرتا ہو، کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراتا ہو، نماز قائم کرتا ہو، زکوٰۃ ادا کرتا ہو، رمضان کے روزے رکھتا ہو اور کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو، تو اس کے لئے جنت ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کرنا اور مسلمان جان کو قتل کرنا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابوایوب انصاری، الحدیث: ۲۳۵۶۱، ج۹، ص۱۳۱، قالو اوماھی الکبائر بدلہ وسالوہ ماالکبائر)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اور خوشبو موجود ہونے کی صورت میں خوشبو لگائی اور اچھے کپڑے پہنے اور گھر سے نکل کر مسجد میں حاضر ہوا پھر اس سے جتنی رکعتیں ہوسکیں ادا کیں اور کسی کو ایذا نہ پہنچائی پھر نماز کی ادائیگی تک خاموش رہا تو اس کا یہ عمل اس جمعہ سے اگلے جمعہ تک کے گناہوں کے لئے کفارہ ہوجائے گا۔

(مسند احمد بن حنبل، رقم ۲۳۶۳۰، ج۹، ص۱۴۵)

حضرتِ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا، جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ اس کے لئے ساری زندگی روزے رکھنے کے برابر ہے۔

(مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صوم ستۃ ایام من شوال، رقم ۱۱۶۴، ص ۵۹۲)

حضرتِ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا کھجور کا ایک گودام تھا۔ ایک جِنّنی وہاں آتی اور اس میں سے کھجوریں چوری کرلیا کرتی۔ میں نے مکی مدنی سلطان، رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اس مرتبہ جب وہ آئے تو اسے کہنا کہ حضور کی بارگاہ میں جوابدہی کیلئے چل۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور اس سے آئندہ نہ آنے کا حلف لے لیا۔ جب وہ دوسری مرتبہ آئی تو میں نے اسے پکڑلیا، اس نے پھر نہ آنے کا وعدہ کیا تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر ماجرا عرض کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، وہ جھوٹ کی عادی ہے دوبارہ آئے گی۔ جب وہ تیسری مرتبہ آئی تو میں نے اسے پکڑلیا اور کہا کہ آج تجھے نہیں چھوڑوں گا اور تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں لے کر جاؤں گا۔ تو اس نے کہا، میں تمہیں ایک بات بتاتی ہوں کہ اپنے گھر میں آیۃ الکرسی پڑھا کرو شیطان یا کوئی بھی بلاء تمہارے قریب نہ آئے گی۔ صبح کے وقت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا، تمہارے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے اس کی بتائی ہوئی بات عرض کی تو آپ نے فرمایا، اس نے سچ

کہا حالانکہ وہ بہت بڑی جھوٹی ہے۔(ترمذی، کتاب فضائل القرآن، (باب ۳) رقم ۲۸۸۹، ج ۴، ص ۴۰۳)

حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انصار میں سے ایک شخص کی عیادت فرمائی تو اس کی مزاج پرسی کرنے لگے تو اس نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے سات راتوں سے آنکھ نہیں جھپکی اور نہ ہی کوئی مجھ سے ملنے کے لئے آیا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے میرے بھائی! صبر کرو، اے میرے بھائی صبر کرو، تم اپنے گناہوں سے ایسے نکل جاؤ گے جیسے ان میں داخل ہوتے وقت تھے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ بیماری کی ساعتیں گناہوں کی ساعتوں کو لے جاتی ہیں۔

(شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، فصل فی ذکر ما فی الاوجاع...الخ، رقم ۹۹۲۵، ج ۷، ص ۱۸۱)

(۲۹) ابوامیہ مخزومی:

حجر اسود کو اس کی جگہ پر نصب کرنے کے بارے میں قریش کے درمیان جھگڑا ہوگیا۔ ہر قبیلہ کے سردار نے چاہا کہ حجر اسود کو نصب کرنے کا شرف اسے حاصل ہو۔ یہ جھگڑا پانچ دن تک چلتا رہا اور اس قدر شدت اختیار کر گیا کہ قریب تھا کہ حرم میں خون خرابہ ہو جاتا۔ اتنے میں ایک عمر رسیدہ شخص ابوامیہ مخزومی نے یہ تجویز پیش کی کہ صبح مسجد حرام کے دروازہ سے جو شخص سب سے پہلے داخل ہو اسے منصف (فیصلہ کرنے والا) مان لیں۔ سب لوگوں نے یہ تجویز منظور کر لی۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی کہ سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی پکار اُٹھے۔

هٰذَا الْاَمِیْنُ رَضِیْنَاهُ هٰذَا مُحَمَّدٌ (صلی اللہ علیہ وسلم)

یہ امین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں، ہم ان سے راضی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاملہ کی تفصیل بتائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چادر منگوائی جس میں اپنے دست مبارک سے حجر اسود کو رکھا اور تمام قبائل کے سرداروں سے کہا: تم لوگ اس چادر کو کناروں سے پکڑ کر اسے حجر اسود کے مقام تک لے چلو۔ جب وہ وہاں لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے حجر اسود کو اٹھا کر اس کی مقررہ جگہ پر نصب فرما دیا۔ یہ اتنا عمدہ فیصلہ تھا کہ جس پر تمام لوگ راضی ہو گئے۔ بیت اللہ کی تعمیر کے وقت قریش نے اس کا دروازہ تقریباً دو میٹر اونچا رکھا تاکہ کوئی بھی شخص ان کی اجازت کے بغیر بیت اللہ میں داخل نہ ہو سکے۔

(۳۰) امیہ ابن مخشی:

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چھ صحابہ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ ایک اعرابی (دیہاتی) آیا، اور اس نے اسے دو لقموں میں کھا لیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو، اگر یہ شخص (بِسْمِ اللّٰهِ) کہہ لیتا، تو یہی کھانا تم سب کے لئے کافی ہوتا، لہٰذا تم میں سے جب کوئی کھانا کھائے تو چاہیے کہ وہ (بِسْمِ اللّٰهِ) کہے، اگر وہ شروع میں (بِسْمِ اللّٰهِ) کہنا بھول جائے تو یوں کہے: (بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ) (ابن ماجہ)

(۳۱) امیہ ابن صفوان:

امام عبدالرزاق علیہ رحمۃ اللہ الرزاق نے اپنی جامع میں روایت کی کہ اُمیہ بن صفوان کہتے ہیں کہ "صفوان کی مٹی میں ایک بندھا ہوا صحیفہ پایا گیا جس میں یہ (لکھا ہوا) تھا کہ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کی: "اے میرے پروردگار عَزَّ وَجَلَّ! جو شخص تیری رضا کے لئے کسی (محتاج) بیوہ کو درست کرے اس کی جزاء کیا ہے؟" اللہ ربُّ العزت نے ارشاد فرمایا: "بیوہ کا درست کرنا کیا ہے؟" آپ علیہ السلام نے عرض کی "وہ شخص اُسے پناہ دے" تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: "میں اسے اپنے سایہ رحمت میں جگہ دوں گا اور اسے اپنی جنت میں داخل کروں گا" (المصنف للامام عبدالرزاق، الحدیث ۲۰۷۳، ج ۳، ص ۲۹۶)

روایت ہے حضرت امیہ ابن صفوان سے وہ اپنے والد سے راوی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے حنین کے دن ان کی زرہ عاریۃً لی وہ بولے یا رسول اللہ کیا غضب سے لیتے ہیں فرمایا نہیں بلکہ عاریۃً جس کا ضمان دیا جائے گا

(ابوداؤد)

(۳۲) ابواسرائیل:

روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص کھڑا ہوا دیکھا حضور نے اس کے متعلق پوچھا لوگوں نے بتایا کہ یہ ابواسرائیل ہے اس نے نذر مانی ہے کہ کھڑا رہے نہ بیٹھے گا نہ سایہ لے گا نہ کلام کرے گا اور روزے رکھے گا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے حکم دو کہ کلام کرے سایہ لے لے اور بیٹھ جائے اور اپنا روزہ پورا کر لے۔ (بخاری)

روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے تو لوگوں کی بھیڑ دیکھی اور ایک شخص کو ملاحظہ کیا جس پر سایہ کیا گیا تھا فرمایا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا ایک روزہ دار ہے فرمایا سفر میں یوں روزہ رکھنا بھلائی

نہیں (مسلم، بخاری)

(۳۴۳) حضرت ابوالحم بن عمرو:

آپ بھی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو احجار الزیت کے پاس دعا کرتے ہوئے دیکھا تھا۔

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 601، رقم الحدیث: 6153)

الف۔۔۔تابعین عظام

(۱) اویس قرنی:

مشہور محدث ابوالفرج حضرت سیدنا عبدالرحمن ابن جوزی حنبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنی کتاب عیون الحکایات میں لکھتے ہیں

حضرت سیدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے خاندان والوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مجنون سمجھا ہوا تھا، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے اپنے گھروں کے قریب کمرہ بنایا ہوا تھا۔ دو دو سال گزر جاتے لیکن گھر والے آپ کی طرف توجہ نہ دیتے، نہ ہی آپ کی خبر گیری کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی گزر بسر اس طرح کرتے کہ کھجور کی گٹھلیاں چنتے، شام کو انہیں بیچتے اور ان کے بدلے جو ردی کھجوریں وغیرہ ملتیں انہیں افطاری کے لئے رکھ لیتے (اور انہیں کھا کر اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتے)

جب حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے، تو ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج کے اجتماع میں فرمایا: اے لوگو! کھڑے ہو جاؤ۔ حکم پاتے ہی تمام لوگ کھڑے ہو گئے۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: قبیلہ مراد کے لوگوں کے علاوہ سب بیٹھ جائیں۔ (چند لوگوں کے علاوہ) سب بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا: تم میں سے قبیلہ قرن کے لوگ کھڑے رہیں باقی سب بیٹھ جائیں۔ ایک شخص کے علاوہ سب بیٹھ گئے، یہ کھڑا ہونے والا شخص حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کا چچا تھا۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا: کیا آپ قبیلہ قرن کے رہنے والے ہیں!؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! میں قرن ہی کا رہنے والا ہوں۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: کیا آپ اویس قرنی کو جانتے ہیں؟ اس نے جواب دیا: حضور! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس اویس (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے متعلق سوال کر رہے ہیں وہ تو

ہمارے ہاں احمق مشہور ہے، وہ اس لائق کہاں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے متعلق استفسار فرمائیں، وہ تو پاگل ومجنون ہے۔

یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے، اور فرمایا: میں اُس پر نہیں بلکہ تم پر رو رہا ہوں، میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ عزوجل اُویس قرنی کی شفاعت سے قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مضر کے برابر لوگوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

(سنن ابن ماجۃ، ابواب الزھد، باب صفۃ النار، الحدیث ۴۳۲۳، ص ۲۷۴۰) (مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الفضائل، باب ماذکر فی اویس القرنی، الحدیث ۱، ج ۷، ص ۵۳۹)

حضرت سیدنا ہرم بن حیان علیہ رحمۃ اللہ المنان فرماتے ہیں: جب مجھ تک یہ حدیث پہنچی تو میں فوراً کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔ میرا وہاں جانے کا صرف یہی مقصد تھا کہ حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی زیارت کرلوں، اور ان کی صحبت سے فیضیاب ہوسکوں۔ کوفہ پہنچ کر میں انہیں تلاش کرتا رہا۔ بالآخر میں نے انہیں دوپہر کے وقت نہر فرات کے کنارے وضو کرتے پایا۔ جو نشانیاں مجھے ان کے متعلق بتائی گئی تھیں ان کی وجہ سے میں نے انہیں فوراً پہچان لیا۔

ن کا رنگ انتہائی گندمی، جسم دبلا پتلا، سر گرد آلود اور چہرہ انتہائی بارعب تھا۔ میں نے قریب جا کر انہیں سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا، اور میری طرف دیکھا۔ میں نے فوراً مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا لیکن انہوں نے مصافحہ نہ کیا۔ میں نے کہا: اے اویس (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیسے ہیں؟ ان کو اس حالت میں دیکھ کر اور ان سے شدید محبت کی وجہ سے میری آنکھیں بھر آئیں اور میں رونے لگا۔ مجھے روتا دیکھ کر وہ بھی رونے لگے۔

اور مجھ سے فرمایا: اے میرے بھائی ہرم بن حیان (علیہ رحمۃ اللہ المنّان)! اللہ عزوجل آپ کو سلامت رکھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیسے ہیں؟ اور میرے بارے میں اپ کو کس نے بتایا کہ میں یہاں ہوں؟ میں نے جواب دیا: اللہ عزوجل نے مجھے تمہاری طرف راہ دی ہے۔

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اور سُبْحٰنَ اللہِ کی صدائیں بلند کیں، اور فرمایا: بے شک ہمارے رب عزوجل کا وعدہ ضرور پورا ہونے والا ہے۔

پھر میں نے ان سے پوچھا: آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو میرا اور میرے والد کا نام کیسے معلوم ہوا؟ حالانکہ آج سے پہلے نہ کبھی میں نے آپ کو دیکھا اور نہ ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے دیکھا۔

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: مجھے میرے علیم وخبیر پروردگار عزوجل نے خبر دی ہے۔ اے میرے بھائی

ھرم بن حیان (علیہ رحمۃ اللہ المنّان) ! میری روح تیری روح کو اس وقت سے جانتی ہے جب (عالمِ ارواح) میں تمام روحوں کی آپس میں ملاقات ہوئی تھی۔ بے شک بعض مؤمن اپنے بعض مؤمن بھائیوں کو جانتے ہیں اور وہ اللہ عزوجل کے حکم سے ایک دوسرے سے اُلفت ومحبت رکھتے ہیں، اگرچہ ان کی بظاہر ملاقات نہ ہوئی ہو، اگرچہ وہ ایک دوسرے سے بہت دور رہتے ہوں۔

پھر میں نے ان سے کہا: اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، مجھے رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی کوئی حدیث سنائیے۔ یہ سن کر انہوں نے فرمایا: آپ پر میرے ماں باپ قربان! مجھے نہ تو حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی صحبت بابرکت نصیب ہوئی اور نہ ہی میں ان کی زیارت سے مشرف ہوسکا، ہاں! اتنا ضرور ہے کہ میں نے ان عظیم ہستیوں کی زیارت کی ہے جن کی نظریں میرے آقا ومولیٰ حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے والضحیٰ والے چہرے کی زیارت کر چکی ہیں۔ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اپنے اوپر اس بات کا دروازہ کھولوں کہ لوگ مجھے محدث، مفتی یا راوی کہیں، میں لوگوں سے دور رہنا چاہتا ہوں اور اپنی اس حالت پر خوش ہوں۔

پھر میں نے ان سے کہا: اے میرے بھائی! مجھے اللہ عزوجل کے کلام سے کچھ تلاوت ہی سنا دیجئے، اور مجھے کچھ نصیحت فرمایئے تاکہ میں اسے یاد رکھوں۔ بے شک میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے صرف اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر محبت کرتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے میرا ہاتھ پکڑا، اور اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھ کر فرمایا: میرے رب عزوجل کا کلام سب کلاموں سے اچھا ہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سورہ دخان کی یہ آیتیں تلاوت فرمائیں:

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ ﴿۳۸﴾ مَا خَلَقْنٰهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ مِیْقَاتُهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۴۰﴾ یَوْمَ لَا یُغْنِیْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَیْــٴًـا وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۴۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے نہ بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، کھیل کے طور پر۔ ہم نے انہیں نہ بنایا مگر حق کے ساتھ لیکن ان میں اکثر جانتے نہیں۔ بے شک فیصلہ کا دن ان سب کی میعاد ہے۔ جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ان کی مدد ہوگی، مگر جس پر اللہ رحم کرے، بے شک وہی عزت والا مہربان ہے۔

(پ25، الدخان: 38 تا 42)

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ چند آیتیں پڑھیں پھر ایک زوردار چیخ ماری۔ میرے گمان کے مطابق شاید آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے ہوش ہوگئے تھے، جب انہیں کچھ افاقہ ہوا تو فرمانے لگے: اے ابن حیان! تیرا باپ فوت ہو چکا، عنقریب

تو بھی اس دنیا سے رخصت ہوجائے گا۔ پھر یا تو تیرا ٹھکانا جنت میں ہوگا یا پھر معاذ اللہ عزوجل جہنم میں۔ (اللہ عزوجل ہم سب کو جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھے)

اے ابن حیان علیہ رحمۃ اللہ المنّان! تیرا باپ حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور تیری ماں حضرت سیدتنا حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس دنیا فانی سے جاچکے، حضرات انبیاء کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام حضرت سیدنا نوح، حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ، حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ، حضرت سیدنا داؤد علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بھی اس دنیا سے ظاہری پردہ فرماچکے، خلیفہ اوّل امیر المؤمنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی انتقال ہوگیا، اور میرے بھائی اور دوست خلیفہ ثانی امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی وصال ہوگیا۔ جب میں نے یہ سنا تو فوراً کہا: حضور! یہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیا فرمارہے ہیں؟ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ابھی حیات ہیں، ان کا ابھی وصال نہیں ہوا۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: مجھے میرے پروردگار عزوجل نے خبر دی ہے، اور میرا دل اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ ان کا انتقال ہوچکا ہے، عنقریب میں اور آپ بھی اس دنیا فانی سے رخصت ہوجائیں گے۔

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں درود وسلام کے گجرے نچھاور کئے اور آہستہ آواز میں دعائیں مانگنا شروع کردیں۔

پھر فرمایا: میری ایک نصیحت ہمیشہ یاد رکھنا۔ کتاب اللہ عزوجل میں تمام احکامات آچکے، تمام انبیاء کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اس دنیا سے کوچ کرجانا ہمارے لئے ایک بہت بڑی نصیحت ہے ۔ ہمیشہ موت کو یاد رکھنا۔ اپنے دل کو دنیا میں نہ الجھانا اور جب تو یہاں سے اپنی قوم کے پاس جائے تو انہیں (عذابِ آخرت) سے خوب ڈرانا، اور تمام لوگوں کا خیر خواہ اور ناصح بن کر رہنا اور کبھی بھی جماعت سے دور نہ ہونا، اگر تو مسلمانوں کی بڑی جماعت سے جدا ہوگیا، تو تُو دین سے جدا ہوجائے گا۔ تجھے معلوم بھی نہ ہوگا اور تو جہنم میں داخل ہوجائے گا۔

پھر فرمایا: اے میرے بھائی! تو اپنے لئے بھی دعا کرنا اور مجھے بھی دعاؤں میں یاد رکھنا۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کرنے لگے: اے پروردگار عزوجل! ہرم بن حیان کا گمان ہے کہ یہ مجھ سے تیری خاطر محبت کرتا ہے اور تیری رضا ہی کی خاطر مجھ سے ملاقات کرنے آیا ہے۔ یا اللہ عزوجل! مجھے جنت میں اس کی پہچان کرا دینا، اور جنت میں بھی میری اس سے ملاقات کرا دینا۔ یا اللہ عزوجل! جب تک یہ دنیا میں باقی رہے اس کی حفاظت فرما، اور اسے تھوڑی ہی دنیا پر راضی رہنے کی توفیق عطا فرما۔ یا اللہ عزوجل اسے جو نعمتیں تو نے عطا کی ہیں۔ ان پر شکر کرنے والا بنادے ، ہماری طرف سے اسے خوب بھلائی عطا فرما۔

پھر مجھ سے فرمایا: اے ابن حیان! تجھ پر اللہ عزوجل کی رحمت ہو اور خوب برکت ہو، آج کے بعد میں تجھ سے ملاقات نہ کرسکوں گا، بے شک میں شہرت کو پسند نہیں کرتا۔ جب میں لوگوں کے درمیان ہوتا ہوں تو سخت پریشان اور غمگین رہتا ہوں۔ بس مجھے تو تنہائی بہت پسند ہے۔ آج کے بعد تو میرے متعلق کسی سے نہ پوچھنا۔ اور نہ ہی مجھے تلاش کرنا۔ میں ہمیشہ تجھے یاد رکھوں گا، اگرچہ تم مجھے نہ دیکھو گے اور میں تجھے نہ دیکھ سکوں گا۔ میرے بھائی! تو مجھے یاد رکھنا، میں تجھے یاد رکھوں گا۔ میرے لئے دعا کرتے رہنا۔ اللہ عزوجل نے چاہا تو میں تجھے یاد رکھوں گا اور تیرے لئے دعا کرتا رہوں گا۔ اب تو اس سمت چلا جا اور میں دوسری طرف چلا جاتا ہوں۔

یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک طرف چل دیئے۔ میں نے خواہش ظاہر کی کہ کچھ دور تک آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ چلوں، لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انکار فرما دیا، اور ہم دونوں روتے ہوئے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ میں بار بار آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مڑ مڑ کر دیکھتا، یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک گلی کی طرف مڑ گئے۔ اس کے بعد میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بہت تلاش کیا لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے نہ مل سکے، اور نہ ہی کوئی ایسا شخص ملا جو مجھے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق خبر دیتا۔ ہاں! اللہ عزوجل نے مجھ پر یہ کرم کیا مجھے ہفتے میں ایک، دو مرتبہ خواب میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت ضرور ہوتی ہے، (اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو۔۔اور۔۔اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)))

حضرت اُویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے فضائل

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رحمتِ عالم، نورِ مجسّم شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ عزوجل اپنے بندوں میں سے ان کو زیادہ پسند فرماتا ہے جو مخلص، پرہیزگار اور گمنام ہوتے ہیں جن کے چہرے گرد آلود، بھوک کی وجہ سے پیٹ کمر سے ملے ہوئے، اور بال بکھرے ہوئے ہوں، اگر وہ امراء کے پاس جانا چاہیں تو انہیں اجازت نہ ملے، اگر کسی محفل میں موجود نہ ہوں تو کوئی ان کے متعلق سوال نہ کرے، اور اگر موجود ہوں تو کوئی انہیں اہمیت نہ دے، اگر وہ کسی سے ملاقات کریں تو لوگ ان کی ملاقات سے خوش نہ ہوں، اگر وہ بیمار ہو جائیں تو کوئی ان کی عیادت نہ کرے، اور جب مرجائیں تو لوگ ان کے جنازہ میں شریک نہ ہوں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ایسے لوگوں سے ہماری ملاقات کیسے ہوسکتی ہے؟ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اویس قرنی (علیہ رحمۃ اللہ الغنی) انہی لوگوں میں سے ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ

الغنی کون ہے؟ بیٹھے بیٹھے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے غیب کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اس کا قد درمیانہ، سینہ چوڑا، رنگ شدید گندمی، داڑھی سینہ تک پھیلی ہوئی اس کی نگاہیں جھکی جھکی، اپنے سیدھے ہاتھ کو الٹے ہاتھ پر رکھ کر قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے، زاروقطار رونے والا ہے، اس کے پاس دو چادریں ہیں؛ ایک بچھانے کے لئے اور ایک اوڑھنے کے لئے، دنیا والوں میں گمنام ہے، لیکن آسمانوں میں اس کا خوب چرچا ہے۔ اگر وہ کسی بات پر اللہ عزوجل کی قسم کھالے تو اللہ عزوجل ضرور اس کی قسم کو پورا کریگا، اس کے سیدھے کندھے کے نیچے سفید نشان ہے۔ کل بروزِ قیامت نیک لوگوں سے کہا جائے گا: تم لوگ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ لیکن اویس قرنی (علیہ رحمۃ اللہ الغنی) سے کہا جائے گا: تو ٹھہر جا اور لوگوں کی سفارش کر۔ چنانچہ وہ قبیلہ ربیعہ اور مضر کے لوگوں کی تعداد کے برابر گناہگاروں کی سفارش کریگا۔

(حلیۃ الاولیاء، اویس بن عامر القرنی، الحدیث: ۱۵۶۷، ج ۲، ص ۹۶۔۹۷) (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل اویس القرنی، الحدیث: ۲۲۴ (۲۵۴۲)، ص ۱۱۲۳)

پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت سیدنا عمر فاروق اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: جب بھی تم دونوں کی ملاقات اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی سے ہو، تو اس سے اپنے لئے دعائے مغفرت کروانا۔

حضرت سیدنا علقمہ بن مرشد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تقریباً دس سال تک حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کو تلاش کرتے رہے، لیکن ان کے بارے میں معلومات نہ ہو سکیں۔ پھر جس سال امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا، اسی سال آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج کے موقع پر جبل ابو قبیس پر کھڑے ہو کر لوگوں سے مخاطب ہوتے ہوئے باآواز بلند فرمایا:

اے یمن سے آنے والے حاجیو! کیا تم میں کوئی اویس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نامی شخص موجود ہے؟ یہ سن کر ایک بوڑھا شخص کھڑا ہوا اور عرض کی: ہم نہیں جانتے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس اویس کے متعلق پوچھ رہے ہیں؟ ہاں! میرا ایک بھائی ہے جس کا نام اویس ہے، لیکن وہ تو بہت غریب اور عام سا آدمی ہے، وہ اس قابل کہاں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے متعلق سوال کریں، وہ تو ہمارا چرواہا ہے، اور ہمارے ہاں اس کی کوئی قدر و منزلت نہیں۔ یہ سن کر حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت غمگین ہوئے گویا کہ حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے بارے میں اس شخص کا اس طرح بولنا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سخت ناگوار گزرا ہو۔

تھوڑی دیر بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بوڑھے شخص سے پوچھا: تیرا وہ بھائی کہاں ہے؟ کیا وہ ہمارے حرم میں موجود ہے؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں! وہ حرم شریف ہی میں موجود ہے، شاید! اب وہ میدان عرفات کی طرف ہوگا۔

یہ سن کر امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم اور حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہما فوراً میدان عرفات کی طرف چل دیئے۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ عاشقِ صادق ایک درخت کے نیچے نماز پڑھ رہا ہے، اور اونٹ اس کے اردگرد چر رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم اور حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہما اپنی سواریوں سے نیچے اتر آئے اور اس عاشقِ صادق کے پاس آکر سلام کیا۔

حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے نماز کو مختصر کیا، اور نماز سے فارغ ہو کر سلام کا جواب دیا۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم اور حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہما نے پوچھا: اے شخص! تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا: میں اپنی قوم کا مزدور اور چرواہا ہوں۔ آپ دونوں حضرات رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا: ہم تجھ سے ان چیزوں کے متعلق سوال نہیں کر رہے بلکہ یہ بتائیں، آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میں عبداللہ (یعنی اللہ عزوجل کا بندہ) ہوں۔ فرمایا: یہ تو ہم بھی جانتے ہیں کہ زمین و آسمان میں موجود تمام لوگ اللہ عزوجل ہی کے بندے ہیں، تم اپنا وہ نام بتاؤ جو تمہاری ماں نے رکھا ہے؟

یہ سن کر حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے عرض کی: آپ لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟ تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ہمارے میٹھے میٹھے آقا، مدینے والے مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ہمیں اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے متعلق چند نشانیاں بتائی ہیں، ہم آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی باتوں اور رنگت کے متعلق بتائی ہوئی نشانیاں تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ میں دیکھ چکے ہیں، لیکن ہمارے غیب دان آقا، مدینے والے مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک نشانی اور بتائی تھی کہ اس کے سیدھے کندھے کے نیچے ایک سفید نشان ہوگا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ذرا اپنا سیدھا کندھا ہمیں دکھا دیں، اگر وہ نشان موجود ہوا تو ہم پہچان جائیں گے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ہی کے متعلق ہمارے غیب دان آقا، مدینے والے مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے غیب کی خبر دی ہے۔

یہ سن کر حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے اپنے کندھے سے چادر ہٹائی تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مبارک کندھے کے نیچے سفید نشان موجود تھا۔ نشان دیکھتے ہی دونوں صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہما نے حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کو بوسہ دیا اور فرمایا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ تم ہی وہ اویس رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ہو جس کے متعلق ہمیں نبی غیب داں صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے خبر دی تھی۔ اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ہمارے لئے مغفرت کی دعا کریں۔

یہ سن کر حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے عرض کی: میں نہ تو صرف اپنے لئے استغفار کرتا ہوں اور نہ ہی کسی فردِ معین کے لئے، بلکہ میں تو ہر مؤمن مرد و عورت کے لئے استغفار کرتا ہوں۔ آپ لوگوں پر اللہ عزوجل نے میرا حال تو

منکشف فرما ہی دیا ہے، اب آپ اپنے متعلق بتائیں کہ آپ کون ہیں؟

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے یہ سن کر جواب دیا: یہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور میں علی بن ابو طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوں۔ یہ سنتے ہی حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی باادب کھڑے ہو گئے اور عرض کی: اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اللہ عزوجل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلامت رکھے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

یہ سن کر امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ عزوجل آپ پر بھی رحم فرمائے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی مقام پر میرا انتظار فرمائیں۔ تاکہ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے مکہ مکرمہ سے کچھ چیزیں خرید لاؤں اور کچھ کپڑے وغیرہ لے آؤں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے یہیں ملنا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی: حضور! آپ تکلف نہ فرمائیں، شاید! آج کے بعد میں آپ کی زیارت نہ کر سکوں گا اور ویسے بھی میں کپڑوں اور پیسوں کا کیا کروں گا؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھ ہی رہے ہیں کہ میرے پاس اون کی دو چادریں موجود ہیں، میں انہیں پھاڑ تو نہیں دوں گا۔ اور یہ دیکھیں میرے پاس چمڑے کے جوتے ہیں میں اتنی جلدی انہیں بیکار تھوڑا ہی کروں گا، باقی رہا پیسوں کا مسئلہ تو میری قوم نے مجھے اونٹوں کی رکھوالی اور چرائی کے بدلے چار درہم دیتے ہیں جو میرے لئے کافی ہیں۔

اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میرے اور آپ کے سامنے ایک تنگ اور دشوار گزار گھاٹی ہے، جسے صرف کمزور اور ضعیف لوگ ہی عبور کر سکیں گے پس ہو سکے تو اپنے آپ کو ہلکا کر لیں، اللہ عزوجل آپ پر رحم و کرم فرمائے۔

یہ سن کر حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا درہ زمین پر مارا اور فرمایا: اے عمر! کاش! تجھے تیری ماں نے جنا ہی نہ ہوتا، کاش! وہ بانجھ ہوتی۔

پھر فرمایا: کیا کوئی ایسا ہے جو مجھ سے خلافت کو اس کی ذمہ داریوں اور اس کے ثواب کے ساتھ قبول کر لے۔

حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے عرض کی: اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! جو کوئی اللہ عزوجل سے ڈرتا ہے وہ اس (خلافت) سے دور بھاگتا ہے (ہماری جدائی کا وقت آ گیا ہے) اب آپ ایک طرف تشریف لے جائیں اور میں دوسری طرف چلا جاتا ہوں۔ چنانچہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما مکۃ المکرمہ کی طرف تشریف لے گئے۔ اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اونٹوں کو لے کر دوسری طرف چل دیئے، اور اونٹوں کو قوم کے حوالے کر دیا۔

پھر سب کام چھوڑ کر صرف اللہ عزوجل کی عبادت میں مشغول ہو گئے اور بالآخر اپنے خالق حقیقی عزوجل سے جا ملے۔

(اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو۔۔اور۔۔اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم)

(عُیُونُ الحِکَایَات صفحہ ۵۵ تا ۵۹)

(۲) ابان ابن عثمان:

ابان بن عثمان بن عفان بن ابوالعاص بن امیہ بن عبدشمس اموی قریشی، آپ کی والدہ عمرو بنت جندب بن عمرو دوسی ہیں، کنیت ابوسعید۔آپ کی جائے پیدائش ووفات مدینہ منورہ ہے، کبار تابعین میں آپ کا شمار ہوتا ہے، جنگ جمل میں عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ دیا، مدینہ کے دس فقہاء میں سے ایک ہیں، بہت کم احادیث آپ سے مروی ہیں، سیرت نبوی کے موضوع پر سب سے پہلے انہوں نے ہی لکھا، ان کی کتاب المغازی عہد اسلام کی قدیم کتب میں شمار ہوتی ہے۔ عبدالملک بن مروان کے زمانے میں [83-76ھ] تک مدینہ منورہ کے گورنر رہے۔83ھ میں معزول ہوے۔ بقیہ زندگی امارت وسیاست سے دور رہے، علم کے لیے اپنے آپ کو پوری طرح سے فارغ کرلیا تھا۔آخر عمر میں آپ کو فالج ہوگیا، اور تھوڑا سا بھرا پن آ گیا تھا۔سن 105ھ میں آپ کا انتقال ہوگیا۔اناللہ وانا الیہ راجعون

حضرت ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندار جمند اور خاندان بنوامیہ کے ایک ممتاز فرد ہیں اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاندان بنو ہاشم کے چشم وچراغ ہیں اور باوجودیکہ دونوں خاندانوں میں عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد کشیدگی رہا کرتی تھی مگر حضرت ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجودیکہ عثمانی تھے خاندان بنوامیہ کے ایک نامور فرزند تھے پھر اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کی طرف سے حاکم تھے لیکن ان سب وجوہات کے باوجود انہوں نے حاکم مدینہ منورہ ہوتے ہوئے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل دیا کفن پہنایا اور جنت البقیع کے قبرستان تک روتے ہوئے جنازہ اٹھایا۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ہی نیک نفس اور خاندانی عصبیت سے بالکل ہی پاک صاف تھے اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر مقبول خلائق تھے کہ خاندان بنو ہاشم وخاندان بنوامیہ دونوں کی نگاہوں میں انتہائی محترم ومعظم تھے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا)

روایت ہے حضرت ابان ابن عثمان سے فرماتے ہیں میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا کوئی بندہ نہیں جو ہر دن صبح شام اور ہر رات تین بار یہ کہہ لیا کرے

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ -

میں نے اس کے نام سے صبح وشام کی جس کے نام کی برکت سے نہ زمین کی کوئی چیز نقصان دے نہ آسمان کی اور وہ سنتا

جاسکتا ہے پھراسے کوئی چیز نقصان بھی دے دے حضرت ابان کو کچھ فالج ہو گیا تو ایک شخص انہیں غور سے دیکھنے لگا آپ نے اس سے فرمایا کہ تو مجھے کیا دیکھتا ہے حدیث ویسی ہے جیسی میں نے تجھے سنائی لیکن اس دن میں یہ دعا نہ پڑھ سکا کہ اللہ مجھ پر اپنی قضا قدر نافذ کر دے (ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد) ابوداؤد کی روایت میں یوں ہے کہ اسے صبح بلاء ناگہانی نہ پہنچے گی اور جو صبح کو یہ پڑھے تو اسے شام تک آفت ناگہانی نہ پہنچے گی۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الدعوات، باب مایقول عند... الخ، الحدیث ۲۳۹۱، ج ا، ص ۴۴۷)

(۳) ایوب ابن موسیٰ

روایت ہے حضرت ایوب ابن موسیٰ سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی باپ نے اپنے بچے کو ایسا عطیہ نہیں دیا جو اچھے ادب سے بہتر ہو (ترمذی، بیہقی شعب الایمان) اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث مرسل ہے

(۴) حضرت امیہ بن عبداللہ بن عمرو:

آپ امیہ بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان ہیں، آپ نے فتح مکہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطبہ پڑھتے ہوئے زیارت فرمائی۔ (اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 198 رقم الحدیث: 233)

(۵) اسلم:

مشہور محدث ابوالفرج حضرت سیدنا عبدالرحمن ابن جوزی حنبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنی کتاب عیون الحکایات میں لکھتے ہیں

حضرت سیدنا اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر رات کے وقت مدینہ منورہ کا دورہ فرماتے تا کہ اگر کسی کو کوئی حاجت ہو تو اسے پورا کریں، ایک رات میں بھی ان کے ساتھ تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلتے چلتے اچانک ایک گھر کے پاس رک گئے، اندر سے ایک عورت کی آواز آرہی تھی: بیٹی دودھ میں تھوڑا سا پانی ملا دو۔

لڑکی یہ سن کر بولی: امی جان! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا حکم جاری فرمایا ہے؟ اس کی ماں بولی: بیٹی! ہمارے خلیفہ نے کیا حکم جاری فرمایا ہے؟ لڑکی نے کہا: امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اعلان کروایا ہے کہ کوئی بھی دودھ میں پانی نہ ملائے۔

ماں نے یہ سن کر کہا: بیٹی! اب تو تمہیں حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں دیکھ رہے، انہیں کیا معلوم کہ تم نے دودھ میں پانی ملایا ہے، جاؤ اور دودھ میں پانی ملا دو۔ لڑکی نے یہ سن کر کہا: خدا عزوجل کی قسم! میں ہرگز ایسا نہیں کر سکتی کہ ان کے سامنے تو ان کی فرمانبرداری کروں اور ان کی غیر موجودگی میں ان کی نافرمانی کروں، اس وقت اگر چہ مجھے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں دیکھ رہے، لیکن میرا رب عزوجل تو مجھے دیکھ رہا ہے، میں ہرگز دودھ میں پانی نہیں ملاؤں گی۔

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ماں بیٹی کے درمیان ہونے والی تمام گفتگو سن لی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا: اے اسلم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اس گھر کو اچھی طرح پہچان لو۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری رات اسی طرح گلیوں میں دورہ کرتے رہے، جب صبح ہوئی تو مجھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا: اے اسلم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اس گھر کی طرف جاؤ اور معلوم کرو کہ یہاں کون کون رہتا ہے؟ اور یہ بھی معلوم کرو کہ وہ لڑکی شادی شدہ ہے یا کنواری؟

حضرت سیدنا اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں اس گھر کی طرف گیا اور ان کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ اس گھر میں ایک بیوہ عورت اور اس کی بیٹی رہتی ہے، اور اس کی بیٹی کی ابھی تک شادی نہیں ہوئی۔ معلومات حاصل کرنے کے بعد میں حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور انہیں ساری تفصیل بتائی،

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا: میرے تمام صاحبزادوں کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔ جب سب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جمع ہوگئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شادی کرنا چاہتا ہے؟ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت سیدنا عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی: ہم تو شادی شدہ ہیں۔

پھر حضرت سیدنا عاصم بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: ابا جان! میں غیر شادی شدہ ہوں، میری شادی کرا دیجئے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لڑکی کو اپنے بیٹے سے شادی کے لئے پیغام بھیجا جو اس نے بخوشی قبول کرلیا۔ اس طرح حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی اس لڑکی سے ہوگئی اور پھر ان کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی جس سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی۔

(اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو۔۔اور۔۔اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) (عُیُونُ الحِکَایَات صفحہ ۴۵ تا ۴۶)

مشہور محدث ابو الفرج حضرت سیدنا عبدالرحمن ابن جوزی حنبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنی کتاب عیون الحکایات میں لکھتے ہیں

حضرتِ سیِّدُنا اَسلم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم فرماتے ہیں: میں ایک رات امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین حضرتِ سیِّدُنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا۔ آبادی سے باہر آگ کی روشنی نظر آئی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے اَسلم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم! شاید وہاں کوئی قافلہ ٹھہرا ہوا ہے، آؤ! وہاں چلتے ہیں، شاید! کسی کو کوئی حاجت ہو۔ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک عورت نے آگ روشن کر کے دیگچی چولہے پر رکھی ہوئی ہے اور اس کے قریب ہی چھوٹے چھوٹے بچے بلند آواز سے رو رہے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اے روشنی والو! (ا) اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ عورت نے کہا: خیر وسلامتی کے ساتھ آجاؤ۔ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قریب جا کر پوچھا: تمہارا کیا معاملہ ہے؟ عورت نے کہا: رات اور سردی کی وجہ سے ہم نے آگ روشن کر لی۔ پوچھا: یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟ کہا: بھوک کی وجہ سے۔ فرمایا: اس دیگچی میں کیا ہے؟ عورت نے غمگین ہو کر کہا: ہمارے پاس کھانے کو کوئی چیز نہیں، مَیں نے دیگچی میں پانی ڈال کر چولہے پر رکھ دی ہے تاکہ اسے دیکھ کر بچوں کو کچھ سکون ملے اور وہ سو جائیں۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ ہمارے اور امیر المؤمنین کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے۔ ہمارے خلیفہ حضرتِ عمر کو اللہ عَزَّ وَجَلَّ پوچھے گا۔ یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بندی! عمر کو کیا معلوم! تمہارا کیا حال ہے؟ کہا: وہ ہمارا خلیفہ ہو کر بھی ہم سے بے خبر ہے؟

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بندی! تم یہیں ٹھہرنا، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ میں کچھ ہی دیر میں واپس آتا ہوں۔ چنانچہ، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گودام میں آئے، ایک بوری میں جو کا آٹا، چربی اور گھی وغیرہ ڈال کر مجھ سے فرمایا: اے اسلم! یہ بوری میری پیٹھ پر رکھو۔ میں نے کہا: حضور! غلام حاضر ہے، یہ بوری میں اٹھاؤں گا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: جو کہا جا رہا ہے اس پر عمل کرو اور بوری میری پیٹھ پر لاد دو۔ میں نے کہا: حضور! میں اُٹھا لیتا ہوں۔ فرمایا: کیا قیامت کے دن بھی تو میرا وزن اٹھا کر چلے گا؟ جلدی کر یہ بوری میری پیٹھ پر رکھ دے۔ میں نے نہ چاہتے ہوئے بھی بوری آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیٹھ پر رکھ دی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے اور عورت کے پاس پہنچ کر بوری اُتار کر زمین پر رکھ دی۔ پھر جو کا آٹا، چربی اور دیگر اشیاء ہانڈی میں ڈال کر خود ہی اسے ہلاتے رہے اور خود ہی چولہے میں پھونک مارتے رہے۔ میں نے دیکھا کہ امتِ مسلمہ کا عظیم خلیفہ، ایک غریب و بے سہارا عورت اور اس کے بچوں کے لئے اپنے ہاتھوں سے کھانا تیار کر رہا ہے۔ (عُیُوْنُ الْحِکَایَات صفحہ ۳۷۷ تا ۳۷۸)

حضرت سیدنا اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے فرمایا، کیا میں تمہیں اپنے اسلام قبول کرنے کا قصہ نہ بیان کروں؟ لوگوں نے عرض کی، کیوں نہیں۔ تو ارشاد فرمایا، میں پہلے پہل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بہت بڑا دشمن تھا۔ آپ اصفا پہاڑی کے قریب ایک مکان میں تشریف فرما تھے کہ میں آپ کی خدمت میں پہنچا اور سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے میری قمیص پکڑ کر ارشاد فرمایا، اے

خطاب کے بیٹے اسلام لے آئے۔ اور ساتھ ہی یہ دعا کی، اے اللہ عزوجل اسے ہدایت عطا فرما۔ یہ ان کر فوراً میرے منہ سے نکلا، اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد انک رسول اللہ۔ میرے اسلام قبول کرتے ہی مسلمانوں نے اتنی زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا کہ مکہ کی گلیاں گونج اٹھیں۔ (حلیۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۷۶، رقم الحدیث: ۹۵)

روایت ہے اسلم سے کہ حضرت عمر ابن خطاب نے سونے والے پر جزیہ چار اشرفیاں مقرر فرمائیں اور چاندی والوں پر چالیس درہم اس کے ساتھ مسلمانوں کا کھانا یعنی تین دن کی مہمانی (مالک)

روایت ہے حضرت اسلم سے فرماتے ہیں کہ ایک دن جناب عمر حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آئے وہ اپنی زبان کھینچ رہے تھے تو حضرت عمر نے ان سے عرض کیا ٹھہریئے اللہ آپ کو بخشے تو ان سے جناب ابوبکر نے فرمایا کہ اس نے مجھے ہلاکت کی جگہوں میں لا ڈالا (مالک)

(۶) ارزق ابن قیس:

روایت ہے حضرت شریک ابن شہاب سے فرماتے ہیں کہ میں آرزو کرتا تھا کہ کسی صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کروں اور ان سے خارجیوں کے متعلق پوچھوں میں عید کے دن ابو برزہ سے ان کے ساتھیوں کی جماعت میں ملا میں نے ان سے کہا کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خارجیوں کے متعلق کچھ ذکر فرماتے ہوئے سنا ہے فرمایا ہاں میں نے حضور کو اپنے کانوں سے فرماتے اور اپنی آنکھوں سے حضور کو دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مال لایا گیا آپ نے وہ مال تقسیم فرمایا تو اپنے داہنے بائیں والوں کو دیا اور اپنے پیچھے والوں کو کچھ نہ دیا تو آپ کے پیچھے سے ایک شخص کھڑا ہوا بولا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے تقسیم میں انصاف نہ کیا یہ کالا شخص تھا منڈے ہوئے بال اس پر دو سفید کپڑے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تم لوگ میرے سوا مجھ سے زیادہ عادل شخص کوئی نہ پاؤ گے پھر فرمایا آخر زمانہ میں ایک قوم نکلے گی شاید یہ بھی ان میں سے ہے جو قرآن بہت پڑھیں گے جو ان کے گلے سے نہ اترے گا اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے ان کی علامت سر منڈانا ہے یہ نکلتے ہی رہیں گے حتی کہ ان کا آخری گروہ مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا تو جب تم ان سے ملو تو جان لو کہ یہ بدترین مخلوق ہیں۔ (نسائی)

(۷) اعمش:

۶۰ ہجری میں مقام ری میں پیدا ہوئے، کوفہ لائے گئے، ۱۴۸ ایک سو اڑتالیس میں وفات ہوئی۔

امام ابن حجر مکی شافعی کی کتاب الخیرات الحسان میں ہے

امام اعمش کے پاس حاضر تھے، حضرت اعمش سے کچھ مسائل دریافت کئے گئے، انہوں نے امام ابوحنیفہ سے فرمایا، تم ان مسائل میں کیا کہتے ہو؟ امام نے جواب دیا، حضرت اعمش نے فرمایا، یہ جواب کہاں سے اخذ کیا؟ عرض کیا آپ کی انہی احادیث سے جو آپ سے میں نے روایت کیں، اور متعدد حدیثیں مع سندوں کے پیش کردیں، اس پر حضرت اعمش نے فرمایا کافی ہے، میں نے سودنوں میں تم سے جو حدیثیں بیان کیں وہ تم ایک ساعت میں مجھے سنائے دے رہے ہو، مجھے علم نہ تھا کہ ان احادیث پر تمہارا عمل بھی ہے، اے فقہا! تم طبیب ہو اور ہم عطار ہیں، اور اے مرد کمال! تم نے تو دونوں کنارے لئے۔ (الخیرات الحسان الفصل الثلاثون ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۴۳ اور ۱۴۴)

مجھے معلوم نہ تھا کہ ان احادیث پر تمہارا عمل بھی ہے امام اعمش نے یہ اس لئے فرمایا کہ احادیث میں انہیں امام کے استنباط کردہ احکام کی کوئی جگہ نظر نہ آئی تو فرمایا کہ مجھے علم نہ تھا کہ یہ احکام تم ان احادیث سے اخذ کرتے ہو۔

(الخیرات الحسان الفصل الثانی ایچ ایم سعید کمپنی ص ۱۱۴)

امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی ایک بخیل شخص کی حکایت نقل فرماتے ہیں کہ حضرت اعمش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک پڑوسی تھا جوان کو مسلسل اپنے گھر آنے کی دعوت دیتا اور کہتا اگر آپ آئیں تو میں آپ کو روٹی کا ایک ٹکڑا اور نمک پیش کروں گا اعمش انکار کرتے اس نے ایک دن آپ کو پھر پیشکش کی اتفاق سے اس وقت آپ کو بھوک بھی لگی ہوئی تھی فرمایا: اچھا ہمیں لے چلئے آپ اس کے گھر میں داخل ہوئے تو اس نے روٹی کا ایک ٹکڑا اور نمک پیش کیا اتنے میں ایک سائل آیا تو گھر کے مالک نے کہا: اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے، اس نے پھر سوال کیا تو اس نے وہی جواب دیا جب تیسری مرتبہ سوال کیا تو اس نے کہا: جاتے ہو یا ڈنڈا لے کر آؤں، حضرت اعمش نے سائل کو آواز دی: بھائی چلے جاؤ میں نے اس شخص سے زیادہ سچا کسی کو نہیں دیکھا یہ وعدے کا پابند ہے یہ ایک مدت سے مجھے روٹی کے ٹکڑے اور نمک کی دعوت دیتا رہا خدا کی قسم! اس نے اس میں کچھ بھی اضافہ نہیں کیا۔ (احیاء علوم الدین، کتاب ذم البخل وذم حب المال، حکایات البخلاء، ج ۳، ص ۳۴۳)

روایت ہے حضرت اعمش سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ علم کی آفت بھول جانا ہے اور اس کی بربادی یہ ہے کہ نااہل پر بیان کروا سے دارمی نے مرسلاً روایت کیا۔

(۸) اعرج:

ابوالیمان، شعیب، زہری، عبدالرحمٰن بن ہرمز مولیٰ عبدالمطلب مرہ مولیٰ ربعیہ بن حارث سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن بحسینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو قبیلہ ازدشنوءہ کے فرد، بنی عبدمناف کے حلیف اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب سے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں نماز ظہر پڑھائی تو پہلی دو رکعتوں کے بعد کھڑے

ہو گئے اور بیٹھے نہیں تو آپ کے ساتھ لوگ بھی کھڑے ہو گئے۔ یہاں تک کہ جب نماز پوری ہو گئی اور لوگ سلام کا انتظار کرنے لگے تو آپ نے بیٹھے بیٹھے تکبیر کہی اور لوگ سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کیے۔ پھر سلام پھیرا۔ (بخاری شریف)

(۹) اسود:

آپ کا نام اسود ابن ہلال محاربی نخعی ہے، علقمہ ابن قیس کے بھتیجے ہیں، ابراہیم نخعی کے ماموں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا، دیدار نہ کر سکے، خلفائے راشدین کے ساتھیوں میں سے ہیں، ۸۰ حج وعمرے کئے، تا وفات ہمیشہ روزہ دار رہے اور دو شب میں ایک ختم قرآن کرتے تھے، ۸۴ھ میں وصال ہوا۔ (مرقاۃ واشعہ)

(۱۰) ابراہیم ابن میسرہ:

حضرت ابراہیم بن میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ، اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی صاحب بدعت (یعنی بے دین) کی تعظیم وتوقیر کی تو اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد دی۔

(شعب الایمان، باب فی مباعدۃ الکفار، فصل فی مجانبۃ الفسقۃ، الحدیث ۹۴۶۴، ج ۷، ص ۶۱)

(۱۱) ابراہیم ابن عبدالرحمن:

سعید ابن ابراہیم تابعی آپ کے فرزند ہیں۔

روایت ہے حضرت ابراہیم ابن عبدالرحمان سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس علم کو ہر پچھلی جماعت میں سے پرہیزگار لوگ اٹھاتے رہیں گے جو غلو والوں کی تبدیلیاں اور جھوٹوں کی دروغ بیانیاں اور جاہلوں کی ہیر پھیر اس سے دور کرتے رہیں گے اسے بیہقی نے مدخل میں مرسلاً روایت کیا

(۱۲) ابراہیم ابن اسماعیل:

اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّ وَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ والا شان ہے: ''سخاوت جنت کے درختوں میں سے ایک درخت ہے جس کی ٹہنیاں زمین کی طرف جھکی ہوئی ہیں، جو شخص اس سے ایک ٹہنی لیتا ہے تو وہ اسے جنت کی طرف لے جاتی ہے اور بخل جہنم کا ایک درخت ہے، جو بخیل ہوتا ہے وہ اس کی ٹہنیوں سے ایک ٹہنی لے لیتا ہے اور وہ ٹہنی اسے نہیں چھوڑتی حتی کہ اسے جہنم میں داخل کر دیتی ہے۔''

(الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی، الرقم ۶۶۔ ابراہیم بن اسماعیل ج ۱، ص ۳۸۴)

(۱۳) ابراہیم ابن فضل:

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ علمی بات عالم کی اپنی گم شدہ چیز ہے جہاں پائے وہ ہی اس کا حقدار ہے اسے ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے اور ابراہیم ابن فضل راوی حدیث میں ضعیف مانا جاتا ہے۔

(۱۴) اسحاق ابن عبداللہ:

روایت ہے ان ہی سے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ بنی اسرائیل میں تین شخص تھے کوڑھی گنجا اور اندھا اللہ تعالٰی نے ان کا امتحان لینا چاہا تو ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا کہ کوڑھی کے پاس آیا بولا تجھے کیا چیز پسند ہے وہ بولا اچھا رنگ اور اچھی کھال اور یہ بیماری جاتی رہے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے گھن کرتے ہیں حضور نے فرمایا کہ فرشتہ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی بیماری جاتی رہی اور اسے اچھا رنگ اچھی کھال دیدی گئی فرشتہ بولا تجھے کون سا مال پسند ہے وہ بولا اونٹ یا حضور نے فرمایا گائے، اسحاق کو شک ہے مگر کوڑھی اور گنجے میں سے ایک نے اونٹ کہا تھا اور دوسرے نے گائے فرمایا کہ اسے گیابھن اونٹنی دے دی گئی فرشتے نے کہا اللہ تجھے اس میں برکت دے فرمایا کہ پھر فرشتہ گنجے کے پاس پہنچا اور پوچھا کہ تجھے کیا چیز پسند ہے وہ بولا اچھے بال اور یہ کہ میری بیماری جاتی رہے جس سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں فرمایا کہ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی گنج جاتی رہی فرمایا کہ اسے اچھے بال دے دیئے گئے پوچھا تجھے کون سا مال پسند ہے بولا گائے تو اسے گیابھن گائے دی اور کہا کہ اللہ تجھے اس میں برکت دے فرمایا پھر وہ اندھے کے پاس پہنچا کہا تجھے کون سی چیز پسند ہے وہ بولا کہ اللہ مجھے میری آنکھیں لوٹا دے جس سے میں لوگوں کو دیکھو فرمایا کہ اس نے اندھے پر ہاتھ پھیرا تو اللہ نے اس کی بینائی لوٹا دی پھر پوچھا کہ تجھے کون سا مال پسند ہے کہا بکریاں اسے گیابھن بکری دے دی پھر ان دونوں جانوروں نے بچے دیئے اور یہ بھی بیاہی تو اس کے پاس اونٹوں کا جنگل ہو گیا اور اس کے پاس گایوں کا جنگل اور اس کے پاس بکریوں کا جنگل فرمایا پھر فرشتہ کوڑھی کے پاس اپنی اسی شکل وصورت میں آیا بولا مسکین آدمی ہوں بحالت سفر میرے سارے اسباب جاتے رہے تو اب اللہ کی توفیق پھر تیری مدد کے بغیر گھر نہیں پہنچ سکتا میں تجھ سے اس خدا کے نام پر ایک اونٹ مانگتا ہوں جس نے تجھے اچھا رنگ اچھی کھال اور مال دیا تاکہ میں اپنے سفر میں مقصد پر پہنچ جاؤں تو وہ بولا کہ حقوق مجھ پر بہت ہیں فرشتہ بولا میں شاید تجھے پہچانتا ہوں تو کوڑھی فقیر نہ تھا؟ کہ تجھ سے لوگ گھن کرتے تھے پھر تجھے اللہ نے مال دیا وہ بولا کہ میں تو اس مال کا پشت در پشت وارث ہوا ہوں فرشتہ بولا کہ اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تجھے جیسا تھا ویسا ہی کر دے فرمایا پھر فرشتہ گنجے کے پاس اسی صورت میں آیا اس سے وہی کہا جو کوڑھی سے کہا تھا اور اس نے ویسا ہی جواب دیا

جو اس نے دیا تھا فرشتہ بولا اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا تو تھا فرمایا پھر وہ اپنی شکل وصورت میں اندھے کے پاس آیا بولا مسکین ومسافر ہوں میرے سفر میں اسباب منقطع ہو چکے ہیں آج خداتعالیٰ کی پھر تیری مدد کے بغیر میں منزل تک نہیں پہنچ سکتا میں تجھ سے اس اللہ کے نام جس نے تجھے آنکھیں لوٹائیں ایک بکری مانگتا ہوں جس کے ذریعہ اپنے سفر میں گھر پہنچ سکوں وہ بولا میں اندھا تھا اللہ نے مجھے روشنی لوٹائی تو جو چاہے لے لے اور جو چاہے چھوڑ دے رب کی قسم آج تو جو کچھ اللہ کے نام پر لے گا میں تجھے اس سے منع نہ کروں گا فرشتہ بولا اپنا مال رکھ تم سب کی آزمائش کی گئی ہے تجھ سے رب راضی ہوا اور تیرے دو یاروں سے ناراض۔ (مسلم، بخاری)

(۱۵) اسحاق ابن راہویہ:

اسحٰق بن راہویہ مسند اور ابوبکر ابن ابی شیبہ استاذ بخاری و مسلم مصنف میں مکحول سے راوی، امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک یہودی پر کچھ آتا تھا لینے کے لئے تشریف لے گئے اور فرمایا: لا والذی اصطفٰی محمدا علی البشر لا افارقک قسم اس کی جس نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام آدمیوں سے برگزیدہ کیا میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔

یہودی بولا: واللہ! خدا نے انہیں تمام بشر سے افضل نہ کیا، امیر المؤمنین نے اسے تمانچہ مارا، وہ بارگاہ رسالت میں نالشی آیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر! تم اس تمانچہ کے بدلے اسے راضی کر دو (یعنی ذمی ہے) اور ہاں اے یہودی! آدم صفی اللہ، ابراہیم خلیل اللہ، نوح نجی اللہ، موسیٰ کلیم اللہ، عیسیٰ روح اللہ ہیں وانا حبیب اللہ اور میں اللہ کا پیارا ہوں، ہاں اے یہودی! اللہ نے اپنے دو ناموں پر میری امت کے نام رکھے اللہ سلام ہے اور میری امت کا نام مسلمین رکھا اور اللہ مومن ہے اور میری امت کو مومنین کا لقب دیا، ہاں اے یہودی! تم زمانہ میں پہلے ہو ونحن الاٰخرون السابقون یوم القیمۃ اور ہم زمانے میں بعد اور روز قیامت میں سب سے پہلے ہیں، ہاں ہاں جنت حرام ہے انبیاء پر جب تک میں اس میں جلوہ افروز نہ ہوؤں اور حرام ہے امتوں پر جب تک میری امت نہ داخل ہو صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیہم وسلم۔

(المصنف لابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، حدیث ۱۱۸۵۱، ادارۃ القرآن والعلوم اسلامیہ، کراچی، ۱۱/۵۱۱)

(۱۶) ابو اسحاق سبعی:

روایت ہے حضرت یحیٰی ابن ہاشم سے وہ یونس ابن ابی اسحٰق سے وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جیسے تم ہو گے ویسے ہی حکام تم پر حاکم بنائے جائیں گے۔

(۱۷) ابواسحاق ابن موسیٰ:

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے کہ لوگ تلاش علم کرتے ہوئے اونٹوں کی سینہ کوبی کریں گے تو مدینہ کے ایک عالم سے بڑا کوئی عالم نہ پائیں گے اسے ترمذی نے روایت کیا اور جامع ترمذی میں ہے کہ ابن عیینہ نے فرمایا کہ وہ مالک ابن انس ہیں اور ایسے ہی عبدالرزاق سے روایت ہے اسحاق ابن موسیٰ نے فرمایا کہ میں نے ابن عیینہ کو سنا وہ فرماتے ہیں کہ وہ عمری زاہد ہیں ان کا نام عبدالعزیز ابن عبداللہ ہے۔

(۱۸) ابوابراہیم اشہلی:

اور نسائی نے ابراہیم اشہلی سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی واشانا پر ختم ہوگئی اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ اسے ایمان پر زندہ رکھ اور اسلام پر موت دے اور اس کے آخر میں ہے کہ اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کردے۔

اسے بغوی نے ابراہیم اشہالی سے، انہوں نے اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کیا۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَ(ہ)هَا وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَ(ہ)هَا۔ (کنز العمال بحوالہ بغوی حدیث ۴۲۲۹۹ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۵/۵۸۶) (شرح السنۃ باب فی صلوۃ الجنازۃ والدعاء للمیت مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت ۵/۳۵۵)

(۱۹) ابواسرائیل:

روایت ہے حضرت بلال سے فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فجر کی نماز کے علاوہ کسی نماز میں تثویب نہ کرو (ترمذی، ابن ماجہ) ترمذی کہتے ہیں کہ محدثین کے نزدیک ابواسرائیل راوی قوی نہیں۔

(۲۰) ابوایوب مراغی:

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چند حدیثیں روایت کیں، ان سے حسب ذیل بزرگوں نے حدیث سنی ہے، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عبید بن السباق، طفیل، ابوایوب مراغی، کلثوم، ابن مصطلق، عبداللہ بن شداد بن الہاد، کریب۔

(۲۱) ابوالاحوص:

روایت ہے حضرت ابوالاحوص عوف ابن مالک سے وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایئے کہ میں اپنے چچازاد کے پاس کچھ مانگنے جاتا ہوں وہ مجھے نہیں دیتا، نہ صلہ رحمی کرتا ہے پھر اسے میری ضرورت پڑتی تو میرے پاس آتا ہے مجھ سے کچھ مانگتا ہے میں قسم کھا چکتا ہوں کہ نہ اسے کچھ دوں گا نہ صلہ رحمی کروں گا تو مجھے حضور نے حکم دیا کہ جو کام اچھا ہے وہ کروں اور اپنی قسم کا کفارہ دے دوں (نسائی، ابن ماجہ) اور اس کی ایک روایت میں یوں فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ میرا چچازاد آتا ہے تو میں قسم کھاتا ہوں کہ نہ اسے کچھ دوں گا نہ صلہ رحمی کروں گا تو فرمایا کہ اپنی قسم کا کفارہ دو

روایت ہے ابوالاحوص سے وہ اپنے والد سے راوی فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا مجھ پر معمولی کپڑے تھے تو فرمایا کیا تمہارے پاس کچھ مال ہے میں نے کہا ہاں فرمایا کون سا مال ہے میں نے کہا کہ اللہ نے مجھے ہر قسم کے مال سے دیا ہے اونٹ گائے اور بکری اور گھوڑے اور غلام فرمایا تو جب تجھے اللہ نے مال دیا ہے تو چاہیے کہ اللہ کی نعمت اس کی بخشش کا اثر تجھ پر دیکھا جائے (احمد، نسائی) اور شرح سنہ میں مصابیح کے الفاظ سے ہے

(۲۲) حضرت احوص بن مسعود:

آپ احوص بن مسعود انصاری ہیں' محیصہ اور حویصہ فرزندان' مسعود انصاری کے بھائی ہیں' یہ اُحد میں اور ان تمام غزوات میں شامل ہوئے جو اُحد کے بعد ہوئے۔ (اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 119' رقم الحدیث: 52)

(۲۳) ابوالاحوص:

ہم سے حسن بن ربیع نے بیان کیا' ان سے ابوالاحوص نے' ان سے عاصم نے بیان کیا' ان سے نضر بن انس نے بیان کیا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہوتا کہ موت کی تمنا نہ کرو تو میں موت کی آرزو کرتا۔ (صحیح بخاری: 7233)

(۲۴) ابی ابن خلف:

ابی ابن خلف وہ مشرک ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن اپنے ہاتھ سے قتل فرمایا۔ صرف یہ ہی کافر حضور کے ہاتھوں مارا گیا ہے۔

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ آپ نے ایک دن نماز کا ذکر کیا تھا فرمایا کہ جو اس پر پابندی کرے گا نماز اس کے لیئے قیامت کے دن روشن دلیل اور نجات ہو جائے گی اور جو اس پر پابندی نہ کرے گا تو اس کے لیئے نہ نور ہو گا نہ دلیل نہ نجات اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہو گا (احمد، داری، بیہقی، شعب الایمان)

الف ۔۔۔ صحابیات

(۱) اسماء بنت ابو بکر الصدیق:

یہ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن اور جنتی صحابی حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی ہیں حضرت عبداللہ بن زبیر ان ہی کے شکم سے پیدا ہوئے ہجرت کے بعد مہاجرین کے یہاں کچھ دنوں تک اولاد نہیں ہوئی تو یہودیوں کو بڑی خوشی ہوئی بلکہ بعض یہودیوں نے یہ بھی کہا کہ ہم لوگوں نے ایسا جادو کر دیا ہے کہ کسی مہاجر کے گھر میں بچہ پیدا ہی نہیں ہو گا اس فضاء میں سب سے پہلے جو بچہ مہاجرین کے یہاں پیدا ہوا وہ یہی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے پیدا ہوتے ہی حضرت بی بی اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس اپنے فرزند کو بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں بھیجا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مقدس گود میں لے کر کھجور منگائی اور خود چبا کر کھجور کو اس بچے کے منہ میں ڈال دیا اور عبداللہ نام رکھا اور خیر و برکت کی دعا فرمائی یہ اس بچے کی خوش نصیبی ہے کہ سب سے پہلی غذا جو ان کے شکم میں گئی وہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا لعاب دہن تھا چنانچہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے بچے کے اس شرف پر بڑا ناز تھا ان کے شوہر حضرت زبیر رشتہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپھی زاد ہیں مہاجرین میں بہت ہی غریب تھے حضرت بی بی اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب ان کے گھر میں آئیں تو گھر میں نہ کوئی لونڈی تھی نہ کوئی غلام گھر کا سارا کام دھندا یہی کیا کرتی تھیں یہاں تک کہ گھوڑے کا گھاس دانہ اور اس کی مالش کی خدمت بھی یہی انجام دیا کرتی تھیں بلکہ اونٹ کی خوراک کے لئے کھجوروں کی گٹھلیاں بھی باغوں سے چن کر اور سر پر گٹھری لاد کر لایا کرتی تھیں ان کی یہ مشقت دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو ایک غلام عطا فرما دیا تو ان کے کاموں کا بوجھ ہلکا ہو گیا آپ فرمایا کرتی تھیں کہ ایک غلام دے کر گویا میرے والد نے مجھے آزاد کر دیا۔

یہ محنتی ہونے کے ساتھ ساتھ بڑی بہادر اور دل گردہ والی عورت تھیں ہجرت کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا توشہ سفر ایک تھیلے میں رکھا گیا اور اس تھیلے کا منہ باندھنے کے

لئے کچھ نہ ملا تو حضرت بی بی اسماء نے فوراً اپنی کمر کے پٹکے کو پھاڑ کر اس سے توشہ دان کا منہ باندھ دیا اسی دن سے ان کو ذات النطاقین (دو پٹکے والی) کا معزز لقب ملا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہجرت کی لیکن حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کے بعد اپنے گھر والوں کے ساتھ ہجرت کی۔

(الاستیعاب، باب النساء، باب الالف ۳۲۵۹ اسماء بنت ابی بکر، ج ۴، ص ۳۴۵)

۶۳ھ میں واقعہ کربلا کے بعد جب یزید پلید کی فوجوں نے مکہ مکرمہ پر حملہ کیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان ظالموں کا مقابلہ کیا اور یزیدی لشکر کو کتوں اور چوہوں کی طرح دوڑا دوڑا کر مارا اس وقت بھی حضرت اسماء مکہ مکرمہ میں موجود رہ کر اپنے فرزند حضرت عبداللہ بن زبیر کی ہمت بڑھاتی اور ان کی فتح و نصرت کے لئے دعائیں مانگتی رہیں اور جب عبدالملک بن مروان کے زمانہ حکومت میں حجاج بن یوسف ثقفی ظالم نے مکہ مکرمہ پر حملہ کیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس ظالم کی فوجوں کا بھی مقابلہ کیا تو اس خوں ریز جنگ کے وقت بھی حضرت اسماء مکہ مکرمہ میں اپنے فرزند کا حوصلہ بڑھاتی رہیں یہاں تک کہ جب عبداللہ بن زبیر کو شہید کر کے حجاج بن یوسف نے ان کی مقدس لاش کو سولی پر لٹکا دیا اور اس ظالم نے مجبور کر دیا کہ بی بی اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا چل کر اپنے بیٹے کی لاش کو سولی پر لٹکی ہوئی دیکھیں تو آپ اپنے بیٹے کی لاش کے پاس تشریف لے گئیں جب لاش کو سولی پر دیکھا تو نہ روئیں نہ بلبلائیں بلکہ نہایت جرأت کے ساتھ فرمایا کہ سب سوار تو گھوڑوں سے اتر گئے لیکن اب تک یہ سوار گھوڑے سے نہیں اترا پھر فرمایا! کہ اے حجاج! تو نے میرے بیٹے کی دنیا خراب کی اور اس نے تیرے دین کو برباد کر دیا

اس واقعہ کے بعد بھی چند دنوں حضرت اسماء زندہ رہیں مکہ مکرمہ کے قبرستان میں ماں بیٹے دونوں کی مقدس قبریں ایک دوسرے کے برابر بنی ہوئی ہیں جن کو نجدیوں نے توڑ پھوڑ ڈالا ہے مگر ابھی نشان باقی ہے اور ۱۹۵۹ء میں ان دونوں مزاروں کی زیارت میں نے کی ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

تبصرہ:۔ اسلامی بہنو! حضرت بی بی اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی غریبی اور اپنے شوہر کی خدمت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی محبت پھر ان کی بہادری اور جراءت واستقلال کے ان واقعات کو بار بار پڑھو اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرو اور یہ بھی سن لو کہ پہلے تو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر بہت غریب تھے مگر بہت ہی بڑے مجاہد تھے بہت زیادہ مال غنیمت میں سے حصہ پایا یہاں تک کہ بہت مالدار ہوگئے اور پھر ان کے مالوں میں اس قدر خیر و برکت ہوئی کہ شاید ہی کسی صحابی کے مال میں اتنی خیر و برکت حاصل ہوئی ہوگی۔

یہ ان کی نیک نیتی اور اسلام کی خدمتوں اور عبادتوں کی برکتوں کے میٹھے میٹھے پھل تھے جو ان کو دنیا کی زندگی میں ملے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ نے ان اللہ والیوں کے لئے جو نعمتوں کے خزانے تیار فرمائے ہیں ان کو تو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے

نہ کسی کان نے سنا ہے نہ کسی کے خیال میں آسکتا ہے۔

اے اللہ کی بندیو! ہمت کرو اور کوشش کرو اور ان نیک بندیوں کے طریقوں پر چلنے کا پختہ ارادہ کرلو ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ جل شانہ کی امداد ونصرت تمہارا بازو تھام لے گی اور ان شاء اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں تمہارا بیڑا پار ہو جائے گا بس شرط یہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ یہ عزم کرلو کہ ہم ان اللہ والی مقدس بیبیوں کے نقش قدم پر اپنی زندگی کی آخری سانس تک چلتی رہیں گی اور اسلام کے عقائد واعمال پر پوری طرح کاربند رہ کر دوسری عورتوں کی اصلاح حال کے لئے بھی اپنی طاقت بھر کوشش کرتی رہیں گی۔

(۲) اسماء بنت عمیس:

یہ بھی صحابیہ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم پر جان چھڑ کنے والی عورت ہیں مکہ میں جب کافروں نے مسلمانوں کو بے حد ستانا شروع کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم نے حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا چنانچہ جب لوگوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی اپنے شوہر جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حبشہ کا سفر کیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو حبشہ کے مہاجرین حبشہ سے مدینہ منورہ چلے آئے جب بی بی اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم میں حاضر ہوئیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم نے ان کو صاحب الہجر تین (دو ہجرت والی) کے لقب سے سرفراز فرمایا اور اجر عظیم کی بشارت دی۔ (الاستیعاب، باب النساء، باب الالف ۳۲۶۴، اسماء بنت عمیس، ج ۴، ص ۳۴۷)

یہ پہلے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں تھیں ان سے عبداللہ وعون ومحمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم تین فرزند پیدا ہوئے پھر جب حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ موتہ میں شہید ہو گئے تو ان سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح کرلیا اور ان سے محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے عقد فرمالیا اور ان سے بھی ایک فرزند پیدا ہوئے جن کا نام یحیٰی تھا۔

حضرت جعفر شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بچوں کو نہلا دھلا کر تیل کا جل سے آراستہ کر کے آٹا گوندھ لیا تھا کہ بچوں کے لئے روٹیاں پکاؤں کہ اتنے میں رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف لائے اور فرمایا کہ جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچوں کو میرے سامنے لاؤ جب میں نے بچوں کو پیش کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بچوں کو سونگھنے اور چومنے لگے

اور آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی دھار رُخسار پر انوار پر بہنے لگی تو میں نے عرض کیا کہ کیا حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ

عنہ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں کوئی خبر آئی ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ ہاں! وہ لوگ آج ہی شہید ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر میری چیخ نکل گئی اور میرا گھر عورتوں سے بھر گیا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے کاشانہ نبوت میں تشریف لے گئے اور ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کراؤ۔

(شرح الزرقانی علی المواھب، باب غزوۃ موتۃ، ج ۳، ص ۳۵۶)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آسمانی معجزات میں سورج پلٹ آنے کا معجزہ بھی بہت ہی عظیم الشان معجزہ اور صداقتِ نبوت کا ایک واضح ترین نشان ہے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت بی بی اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ خیبر کے قریب منزل صہبا میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عصر پڑھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں اپنا سر اقدس رکھ کر سو گئے اور آپ پر وحی نازل ہونے لگی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر اقدس کو اپنی آغوش میں لیے بیٹھے رہے۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور آپ کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز عصر قضا ہو گئی تو آپ نے یہ دعا فرمائی کہ یا اللہ! یقیناً علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے لہٰذا تو سورج کو واپس لوٹا دے تا کہ علی نماز عصر ادا کرلیں۔

حضرت بی بی اسماء بنت عمیس کہتی ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور زمین کے اوپر ہر طرف دھوپ پھیل گئی۔ (المواھب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب رد الشمس لہ، ج ۶، ص ۴۸۴، ۴۸۵)

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کا مژدہ پہنچایا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے، فرمایا کہ اسماء میرے فرزند کو لاؤ، اسماء نے ایک کپڑے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا۔ سید عالم علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے داہنے کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر فرمائی۔

(روضۃ الشہداء (مترجم)، باب ششم، ج ۱، ص ۳۹۶۔۳۹۷) (وسیر اعلام النبلاء، ومن صغار الصحابۃ، ۲۶۹۔ الحسن بن علی۔۔۔ الخ، ج ۴، ص ۳۷۹) (والمسند للامام احمد بن حنبل، ومن مسند علی بن ابی طالب، الحدیث: ۹۵۳، ج ۱، ص ۲۵۰ ماخوذاً)

(۴) انیسہ بنت خبیب:

آپ سیدہ انیسہ دختر خبیب بن یساف انصاریہ ہیں جو خبیب بن عبدالرحمٰن بن خبیب کی پھوپھی تھیں، بصری شمار ہوتی تھیں آپ کی صحابیت ثابت ہے، آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کا سماع کیا کہ ابن اُم مکتوم راتوں کے دوران منادی کرتے تھے، بلال کے منادی کرنے تک کھاتے پیتے رہو اور کبھی اس کے برعکس ہوتا۔ (الاستیعاب لابن عبدالبر، ذکر انیسہ

بنت ضبیب' جلد 1 صفحہ 578)(تہذیب الکمال للمزی' من اسمہ امیمہ' جلد 12 صفحہ 165' رقم الحدیث: 7794)

(۴) امیمہ بنت رقیقہ:

حضرت امیمہ بنت رقیقہ کہتی ہیں کہ ہم نے عرض کیا، یارسول اللہ! آپ: ہم سے مصافحہ کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا: کہ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔ {مسند احمد بشرح البناء: ۱۷، ۳۵۰}

محمد بن بشار، عبدالرحمن، سفیان، محمد بن منکدر، امیمہ بنت رقیقہ سے روایت ہے کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی انصاری خواتین کے ساتھ اور ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کرتے ہیں اس بات پر کہ خداوند قدوس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے اور چوری نہیں کریں گے اور زنا نہیں کریں گے اور بہتان نہیں اٹھائیں گے دونوں ہاتھ اور پاؤں میں سے اور نافرمانی نہیں کریں گے شریعت کے کام کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ بھی کہو کہ ہم سے جہاں تک ممکن ہوگا۔ حضرت امیمہ نے عرض کیا ہم نے کہا کہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہم پر بہت رحم ہے کہ ہماری طاقت کے مطابق ہم سے بیعت کرنا چاہتے ہیں ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئیں اور ہم سے ہاتھ ملائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں خواتین سے ہاتھ نہیں ملاتا میرا ایک خاتون سے کہہ لینا (یعنی ایک خاتون کی معرفت کوئی پیغام دے دینا) ایسا ہے کہ جیسے متعدد خواتین سے کہنا۔ (اس وجہ سے میں چند مخصوص خواتین سے گفتگو کرنا غیر ضروری سمجھتا ہوں اور کسی ایک ہی خاتون سے کہہ دینے کو کافی سمجھتا ہوں) (سنن نسائی: جلد سوم: حدیث نمبر 483 حدیث مرفوع)

(۵) امامہ بنت ابی العاص:

حضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلَّم ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ (اپنی نواسی) امامہ بنت ابوالعاص کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے۔ پھر آپ نماز پڑھانے لگے تو رکوع میں جاتے وقت انہیں اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو انہیں اٹھا لیتے۔ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الولد، الحدیث ۵۹۹۶، ج ۴، ص ۱۰۰)

☆☆☆☆☆

ب۔۔صحابہ کرام

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ اول جانشین پیغمبر امیر المؤمنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی عبداللہ ابوبکر آپ کی کنیت اور صدیق وعتیق آپ کا لقب ہے۔آپ قریشی ہیں اور ساتویں پشت میں آپ کا شجرہ نسب رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خاندانی شجرہ سے مل جاتا ہے۔آپ عام الفیل کے ڈھائی برس بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔آپ اس قدر جامع الکمالات اور مجمع الفضائل ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے بعد تمام اگلے اور پچھلے انسانوں میں سب سے افضل واعلیٰ ہیں۔آزاد مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور سفر وطن کے تمام مشاہد واسلامی جہادوں میں مجاہدانہ کارناموں کے ساتھ شامل ہوئے اور صلح وجنگ کے تمام فیصلوں میں آپ شہنشاہ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وزیر ومشیر بن کر مراحل نبوت کے ہر ہر موڑ پر آپ کے رفیق وجاں نثار رہے۔دو برس تین ماہ گیارہ دن مسند خلافت پر رونق افروز رہ کر ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ منگل کی رات وفات پائی۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور روضہ منورہ میں حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پہلوئے مقدس میں دفن ہوئے۔(الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الباء، فصل فی الصحابۃ، ص۵۸۷ ملتقطا)(وتاریخ الخلفاء، الخلفاء الراشدون، ابوبکر الصدیق، فصل فی انہ افضل۔۔۔الخ، ص۳۴)(وفصل فی مرضہ۔۔۔الخ، ص۶۲)

کرامات

کھانے میں عظیم برکت

حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت کے تین مہمانوں کو اپنے گھر لائے اور خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے اور گفتگو میں مصروف رہے یہاں تک کہ رات کا کھانا آپ نے دستر خوان نبوت پر کھالیا اور بہت زیادہ رات گزر جانے کے بعد مکان پر واپس تشریف لائے۔ان کی بیوی نے عرض کیا کہ آپ اپنے گھر پر مہمانوں کو بلا کر کہاں غائب رہے ؟حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا اب تک تم نے مہمانوں کو کھانا نہیں کھلایا؟ بیوی صاحبہ نے کہا کہ میں نے کھانا پیش کیا مگر ان لوگوں نے صاحب خانہ کی غیر موجودگی میں کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے صاحبزادے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہت زیادہ خفا ہوئے اور وہ خوف ودہشت کی وجہ سے چھپ گئے اور آپ کے سامنے نہیں آئے پھر جب آپ کا غصہ فرو ہو گیا تو آپ مہمانوں کے ساتھ کھانے کے لیے بیٹھ گئے اور سب

مہمانوں نے خوب شکم سیر ہوکر کھانا کھالیا۔ ان مہمانوں کا بیان ہے کہ جب ہم کھانے کے برتن میں سے لقمہ اٹھاتے تھے تو جتنا کھانا ہاتھ میں آتا تھا اس سے کہیں زیادہ کھانا برتن میں نیچے سے ابھر کر بڑھ جاتا تھا اور جب ہم کھانے سے فارغ ہوئے تو کھانا بجائے کم ہونے کے برتن میں پہلے سے زیادہ ہوگیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متعجب ہوکر اپنی بیوی صاحبہ سے فرمایا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ برتن میں کھانا پہلے سے کچھ زائد نظر آتا ہے۔ بیوی صاحبہ نے قسم کھا کر کہا: واقعی یہ کھانا تو پہلے سے تین گنا بڑھ گیا ہے۔ پھر آپ اس کھانے کو اٹھا کر بارگاہ رسالت میں لے گئے۔ جب صبح ہوئی تو ناگہاں مہمانوں کا ایک قافلہ دربار رسالت میں اترا جس میں بارہ قبیلوں کے بارہ سردار تھے اور ہر سردار کے ساتھ بہت سے دوسرے شتر سوار بھی تھے۔ ان سب لوگوں نے یہی کھانا کھایا اور قافلہ کے تمام سردار اور تمام مہمانوں کا گروہ اس کھانے کو شکم سیر کھا کر آسودہ ہوگیا لیکن پھر بھی اس برتن میں کھانا ختم نہیں ہوا۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، الحدیث: ۳۵۸۱، ج۲، ص۴۹۵ بالاختصار و حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء... الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ... الخ، ص۶۱۱)

شکم مادر میں کیا ہے؟

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مرض وفات میں اپنی صاحبزادی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وصیت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میری پیاری بیٹی! آج تک میرے پاس جو میرا مال تھا وہ آج وارثوں کا مال ہو چکا ہے اور میری اولاد میں تمہارے دونوں بھائی عبدالرحمن و محمد اور تمہاری دونوں بہنیں ہیں لہٰذا تم لوگ میرے مال کو قرآن مجید کے حکم کے مطابق تقسیم کر کے اپنا اپنا حصہ لے لینا۔ یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ ابا جان! میری تو ایک ہی بہن بی بی اسماء ہیں۔ یہ میری دوسری بہن کون ہے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میری بیوی بنت خارجہ جو حاملہ ہے اس کے شکم میں لڑکی ہے وہ تمہاری دوسری بہن ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ لڑکی پیدا ہوئی جن کا نام ام کلثوم رکھا گیا۔

(تاریخ الخلفاء، الخلفاء الراشدون، ابوبکر الصدیق، فصل فی مرضہ... الخ، ص۶۳) (و حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء ... الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ... الخ، ص۶۱۱)

اس حدیث کے بارے میں حضرت علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا کہ اس حدیث سے امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو کرامتیں ثابت ہوتی ہیں۔

اول: یہ کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبل وفات یہ علم ہوگیا تھا کہ میں اسی مرض میں دنیا سے رحلت کروں گا اس لئے

بوقتِ وصیت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمایا کہ میرا مال آج میرے وارثوں کا مال ہو چکا ہے۔

دوم: یہ کہ حاملہ کے شکم میں لڑکا ہے یا لڑکی، اور ظاہر ہے کہ ان دونوں باتوں کا علم یقیناً غیب کا علم ہے جو بلاشبہ و بالیقین پیغمبر کے جانشین حضرت امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو عظیم الشان کرامتیں ہیں۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء۔۔۔الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ۔۔۔الخ، ص ۶۱۲) (ازالۃ الخفاء مقصد ۲، ص ۱۲ و حجۃ اللہ ج ۲، ص ۸۶۰)

ضروری انتباہ

حدیث مذکورہ بالا اور علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تقریر سے معلوم ہوا کہ مَا فِی الْاَرْحَامِ (جو کچھ ماں کے پیٹ میں ہے اس) کا علم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہو گیا تھا۔ لہٰذا یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ قرآن مجید کی سورۂ لقمان میں جو یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ

ترجمۂ کنزالایمان: جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے۔ (پ ۲۱، لقمٰن: ۳۴)

آیا ہے یعنی خدا کے سوا کوئی اس بات کو نہیں جانتا کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ بغیر خدا کے بتائے ہوئے کوئی اپنی عقل و فہم سے نہیں جان سکتا کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ لیکن خداوند تعالیٰ کے بتا دینے سے دوسروں کو بھی اس کا علم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وحی کے ذریعے اور اولیائے امت کشف و کرامت کے طور پر خداوند قدوس کے بتا دینے سے یہ جان لیتے ہیں کہ ماں کے شکم میں لڑکا ہے یا لڑکی؟ مگر اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی، ازلی و ابدی اور قدیم ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا علم عطائی و فانی اور حادث ہے۔ اللہ اکبر! کہاں خداوند قدوس کا علم اور کہاں بندوں کا علم؟ دونوں میں بے انتہا فرق ہے۔

نگاہِ کرامت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد جو قبائل عرب مرتد ہو کر اسلام سے پھر گئے تھے ان میں قبیلہ کندہ بھی تھا۔ چنانچہ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قبیلہ والوں سے بھی جہاد فرمایا اور مجاہدین اسلام نے اس قبیلہ کے سردار اعظم یعنی اشعث بن قیس کو گرفتار کر لیا اور لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر اس کو دربارِ خلافت میں پیش کیا۔ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے آتے ہی اشعث بن قیس نے بآواز بلند اپنے جرمِ ارتداد کا اقرار کر لیا اور پھر فوراً ہی توبہ کر کے صدق دل سے اسلام قبول کر لیا۔ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوش ہو کر

اس کا قصور معاف کر دیا اور اپنی بہن حضرت ام فردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کا نکاح کر کے اس کو اپنی قسم قسم کی عنایتوں اور نوازشوں سے سرفراز کر دیا۔ تمام حاضرین دربار حیران رہ گئے کہ مرتدین کا سردار جس نے مرتد ہو کر امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغاوت اور جنگ کی اور بہت سے مجاہدین اسلام کا خون ناحق کیا۔ ایسے خونخوار باغی اور اتنے بڑے خطرناک مجرم کو امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قدر کیوں نوازا؟ لیکن جب حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صادق الاسلام ہو کر عراق کے جہادوں میں اپنا سر ہتھیلی پر رکھ کر ایسے ایسے مجاہدانہ کارنامے انجام دیئے کہ عراق کی فتح کا سہرا انہیں کے سر رہا اور پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں جنگ قادسیہ اور قلعہ مدائن وجلولاء و نہاوند کی لڑائیوں میں انہوں نے سرفروشی و جانبازی کے جو حیرتناک مناظر پیش کئے انہیں دیکھ کر سب کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ واقعی امیر المؤمنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ کرامت نے حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات میں چھپے ہوئے کمالات کے جن انمول جوہروں کو برسوں پہلے دیکھ لیا تھا وہ کسی اور کو نظر نہیں آئے تھے۔ یقیناً یہ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک بہت بڑی کرامت ہے۔

(ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم، ماٰ ثر جمیلہ صدیق اکبر، ج ۳، ص ۱۴۵)

اسی لئے مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عام طور پر یہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے علم میں تین ہستیاں ایسی گزری ہیں جو فراست کے بلند ترین مقام پر پہنچی ہوئی تھیں۔

اول: امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ ان کی نگاہ کرامت کی نوری فراست نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات کو تاڑ لیا اور آپ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے بعد خلافت کے لیے منتخب فرمایا جس کو تمام دنیا کے مؤرخین اور دانشوروں نے بہترین قرار دیا۔

دوم: حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی بیوی حضرت صفوراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے روشن مستقبل کو اپنی فراست سے بھانپ لیا اور اپنے والد حضرت شعیب علیہ الصلوۃ والسلام سے عرض کیا کہ آپ اس جوان کو بطور اجیر کے اپنے گھر پر رکھ لیں۔ جبکہ انتہائی کسمپرسی کے عالم میں فرعون کے ظلم سے بچنے کے لیے حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام اکیلے ہجرت کر کے مصر سے مدین پہنچ گئے تھے۔ چنانچہ حضرت شعیب علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کو اپنے گھر پر رکھ لیا اور ان کی خوبیوں کو دیکھ کر اور ان کے کمالات سے متاثر ہو کر اپنی صاحبزادی حضرت بی بی صفوراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ان سے نکاح کر دیا اور اس کے بعد خداوند قدوس نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو نبوت ورسالت کے شرف سے سرفراز فرما دیا۔

سوم: عزیز مصر کہ انہوں نے اپنی بیوی حضرت زلیخا کو حکم دیا کہ اگرچہ حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام ہمارے

زرخرید غلام بن کر ہمارے گھر میں آئے ہیں مگر خبردار! تم ان کے اعزاز و اکرام کا خاص طور پر اہتمام و انتظام رکھنا کیونکہ عزیز مصر نے اپنی نگاہ فراست سے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شاندار مستقبل کو سمجھ لیا تھا کہ گو یا آج غلام ہیں مگر یہ ایک دن مصر کے بادشاہ ہوں گے۔

(ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم، اما مآثر جمیلہ صدیق اکبر، ج ۳، ص ۱۲۱) (تاریخ الخلفاء، ص ۵۷ و ازالۃ الخفاء مقصد ۲، ص ۳۳)

کلمہ طیبہ سے قلعہ مسمار

امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں قیصر روم سے جنگ کے لیے مجاہدین اسلام کی ایک فوج روانہ فرمائی اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس فوج کا سپہ سالار مقرر فرمایا۔ یہ اسلامی فوج قیصر روم کی لشکری طاقت کے مقابلہ میں صفر کے برابر تھی مگر جب اس فوج نے رومی قلعہ کا محاصرہ کیا اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا نعرہ مارا تو کلمہ طیبہ کی آواز سے قیصر روم کے قلعہ میں ایسا زلزلہ آ گیا کہ پورا قلعہ مسمار ہو کر اس کی اینٹ سے اینٹ بج گئی اور دم زدن میں قلعہ فتح ہو گیا۔ بلاشبہ یہ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت ہی شاندار کرامت ہے کیونکہ آپ نے اپنے دستِ مبارک سے جھنڈا باندھ کر اور فتح کی بشارت دے کر اس فوج کو جہاد کے لیے روانہ فرمایا تھا۔ (ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم، اما مآثر جمیلہ صدیق اکبر، ج ۳، ص ۱۴۸)

خون میں پیشاب کرنے والا

ایک شخص نے امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین! رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ میں خون میں پیشاب کر رہا ہوں۔ آپ نے انتہائی غیظ و غضب اور جلال میں تڑپ کر فرمایا کہ تو اپنی بیوی سے حیض کی حالت میں صحبت کرتا ہے لہٰذا اس گناہ سے توبہ کر اور خبردار! آئندہ ہرگز ہرگز کبھی بھی ایسا مت کرنا۔ وہ شخص اس اپنے چھپے ہوئے گناہ پر نادم و شرمندہ ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تائب ہو گیا۔

(تاریخ الخلفاء، الخلفاء الراشدون، ابوبکر الصدیق، فصل فیما ورد... الخ، ص ۸۳) (تاریخ الخلفاء، ص ۷۲)

سلام سے دروازہ کھل گیا

جب حضرت امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقدس جنازہ لے کر لوگ حجرہ منورہ کے پاس پہنچے تو لوگوں نے عرض کیا کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا اَبُوْ بَکْرٍ یہ عرض کرتے ہی روضہ منورہ کا بند دروازہ یک دم خود بخود کھل گیا اور تمام حاضرین نے قبر انور سے یہ غیبی آواز سنی: اَدْخِلُوا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ (یعنی حبیب کو حبیب کے دربار

میں داخل کردو) (التفسیر الکبیر للرازی، سورۃ الکھف، تحت الآیۃ: ۹-۱۲، ج ۷، ص ۴۳۳)

کشفِ مستقبل

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی وفات اقدس سے صرف چند دن پہلے رومیوں سے جنگ کے لئے ایک لشکر کی روانگی کا حکم فرمایا اور اپنی علالت ہی کے دوران اپنے دست مبارک سے جنگ کا جھنڈا باندھا اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاتھ میں یہ نشان اسلام دے کر انہیں اس لشکر کا سپہ سالار بنایا۔ ابھی یہ لشکر مقام جرف میں خیمہ زن تھا اور عساکر اسلامیہ کا اجتماع ہو ہی رہا تھا کہ وصال کی خبر پھیل گئی اور یہ لشکر مقام جرف سے مدینہ منورہ واپس آ گیا۔ وصال کے بعد ہی بہت سے قبائل عرب مرتد اور اسلام سے منحرف ہو کر کافر ہو گئے نیز مسیلمۃ الکذاب نے اپنی نبوت کا دعویٰ کر کے قبائل عرب میں ارتداد کی آگ بھڑکا دی اور بہت سے قبائل مرتد ہو گئے۔

اس انتشار کے دور میں امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تخت خلافت پر قدم رکھتے ہی سب سے پہلے یہ حکم فرمایا کہ جیش اسامہ یعنی اسلام کا وہ لشکر جس کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر قیادت روانہ فرمایا اور وہ واپس آ گیا ہے دوبارہ اس کو جہاد کے لیے روانہ کیا جائے۔ حضرات صحابہ کرام بارگاہ خلافت کے اس اعلان سے انتہائی متوحش ہو گئے اور کسی طرح بھی یہ معاملہ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ایسی خطرناک صورتحال میں جبکہ بہت سے قبائل اسلام سے منحرف ہو کر مدینہ منورہ پر حملوں کی تیاریاں کر رہے ہیں اور جھوٹے مدعیان نبوت نے جزیرۃ العرب میں لوٹ مار اور بغاوت کی آگ بھڑکا رکھی ہے۔ اتنی بڑی اسلامی فوج کا جس میں بڑے بڑے نامور اور جنگ آزما صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم موجود ہیں ملک سے باہر بھیج دینا اور مدینہ منورہ کو بالکل عساکر اسلامیہ سے خالی چھوڑ کر خطرات مول لینا کسی طرح بھی عقل سلیم کے نزدیک قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک منتخب جماعت جس کے ایک فرد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں، بارگاہ خلافت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اے جانشین پیغمبر! ایسے مخدوش اور پرخطر ماحول میں جبکہ مدینہ منورہ کے چاروں طرف مرتدین نے شورش پھیلا رکھی ہے یہاں تک کہ مدینہ منورہ پر حملہ کے خطرات درپیش ہیں۔ آپ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کو روانگی سے روک دیں تا کہ اس فوج کی مدد سے مرتدین کا مقابلہ کیا جائے اور ان کا قلع قمع کر دیا جائے۔

یہ سن کر آپ نے جوش غضب میں تڑپ کر فرمایا کہ خدا کی قسم! مجھے پرندے اچک لے جائیں یہ مجھے گوارا ہے لیکن میں اس فوج کو روانگی سے روک دوں جس کو اپنے دست مبارک سے جھنڈا باندھ کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے روانہ فرمایا تھا یہ ہرگز ہرگز کسی حال میں بھی میرے نزدیک قابل قبول نہیں ہو سکتا میں اس لشکر کو ضرور روانہ کروں گا اور اس

میں ایک دن کی بھی تاخیر برداشت نہیں کروں گا۔ چنانچہ آپ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے منع کرنے کے باوجود اس لشکر کو روانہ کردیا۔ خدا کی شان کہ جب جوش جہاد میں بھرا ہوا عساکر اسلامیہ کا یہ سمندر موجیں مارتا ہوا روانہ ہوا تو اطراف وجوانب کے تمام قبائل میں شوکت اسلام کا سکہ بیٹھ گیا اور مرتد ہوجانے والے قبائل یا وہ قبیلے جو مرتد ہونے کا ارادہ رکھتے تھے، مسلمانوں کا یہ دل بادل لشکر دیکھ کر خوف ودہشت سے لرزہ براندام ہوگئے اور کہنے لگے کہ اگر خلیفہ وقت کے پاس بہت بڑی فوج ریزرو موجود نہ ہوتی تو وہ بھلا اتنا بڑا لشکر ملک کے باہر کس طرح بھیج سکتے تھے؟ اس خیال کے آتے ہی ان جنگجو قبائل نے جنہوں نے مرتد ہوکر مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا پلان بنایا تھا خوف ودہشت سے سہم کر اپنا پروگرام ختم کردیا بلکہ بہت سے پھر تائب ہوکر آغوش اسلام میں آگئے اور مدینہ منورہ مرتدین کے حملوں سے محفوظ رہا اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر مقام اُبنیٰ میں پہنچ کر رومیوں کے لشکر سے مصروف پیکار ہوگیا اور وہاں بہت ہی خوں ریز جنگ کے بعد لشکر اسلام فتح یاب ہوگیا اور حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے شمار مال غنیمت لے کر چالیس دن کے بعد فاتحانہ شان وشوکت کے ساتھ مدینہ منورہ واپس تشریف لائے اور اب تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم انصار ومہاجرین پر اس راز کا انکشاف ہوگیا کہ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کو روانہ کرنا عین مصلحت کے مطابق تھا کیونکہ اس لشکر نے ایک طرف تو رومیوں کی عسکری طاقت کو تہس نہس کردیا اور دوسری طرف مرتدین کے حوصلوں کو بھی پست کردیا۔

(مدارج النبوت، قسم سوم، باب یازدھم وقصہ مرض ووفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، ج۲، ص۴۰۹، ۴۱۰ ملخصاً)

یہ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک عظیم کرامت ہے کہ مستقبل میں پیش آنے والے واقعات آپ پر قبل از وقت منکشف ہوگئے اور آپ نے اس فوج کشی کے مبارک اقدام کو اس وقت اپنی نگاہ کرامت سے نتیجہ خیز دیکھ لیا تھا جبکہ وہاں تک دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا وہم وگمان بھی نہیں پہنچ سکتا تھا۔

(تاریخ الخلفاء، ص۵۱ ومدارج النبوۃ، ج۲، ص۴۰۹ تا ۴۱۱ وغیرہ)

مدفن کے بارے میں غیبی آواز

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں اختلاف پیدا ہوگیا کہ آپ کو کہاں دفن کیا جائے؟ بعض لوگوں نے کہا کہ ان کو شہدائے کرام کے قبرستان میں دفن کرنا چاہیے اور بعض حضرات چاہتے تھے کہ آپ کی قبر شریف جنت البقیع میں بنائی جائے، لیکن میری دلی خواہش یہی تھی کہ آپ میرے اسی حجرہ میں سپرد خاک کئے جائیں جس میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر منور ہے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ اچانک مجھ پر نیند کا غلبہ ہوگیا اور خواب میں یہ آواز میں نے سنی کہ کوئی کہنے والا یہ کہہ

رہا ہے کہ فَضُمُّوا الْحَبِيْبَ إِلَى الْحَبِيْبِ (یعنی حبیب کو حبیب سے ملا دو) خواب سے بیدار ہو کر میں نے لوگوں سے اس آواز کا ذکر کیا تو بہت سے لوگوں نے کہا کہ یہ آواز ہم لوگوں نے بھی سنی ہے اور مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام کے اندر بہت سے لوگوں کے کانوں میں یہ آواز آئی ہے۔ اس کے بعد تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ آپ کی قبر اطہر روضہ منورہ کے اندر بنائی جائے۔ اس طرح آپ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پہلوئے اقدس میں مدفون ہو کر اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قرب خاص سے سرفراز ہو گئے۔

(شواہد النبوۃ، رکن سادس در بیان شواہد ودلایلی... الخ، ص ۲۰۰)

دشمن خنزیر و بندر بن گئے

حضرت امام مستغفری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ثقات سے نقل کیا ہے کہ ہم لوگ تین آدمی ایک ساتھ یمن جا رہے تھے ہمارا ایک ساتھی جو کوفی تھا وہ حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں بدزبانی کر رہا تھا، ہم لوگ اس کو بار بار منع کرتے تھے مگر وہ اپنی اس حرکت سے باز نہیں آتا تھا، جب ہم لوگ یمن کے قریب پہنچ گئے اور ہم نے اس کو نماز فجر کے لیے جگایا، تو وہ کہنے لگا کہ میں نے ابھی ابھی یہ خواب دیکھا ہے کہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میرے سرہانے تشریف فرما ہوئے اور مجھے فرمایا کہ اے فاسق! خداوند تعالیٰ نے تجھ کو ذلیل وخوار فرما دیا اور تو اسی منزل میں مسخ ہو جائے گا۔ اس کے بعد فوراً ہی اس کے دونوں پاؤں بندر جیسے ہو گئے اور تھوڑی دیر میں اس کی صورت بالکل ہی بندر جیسی ہو گئی۔ ہم لوگوں نے نماز فجر کے بعد اس کو پکڑ کر اونٹ کے پالان کے اوپر رسیوں سے جکڑ کر باندھ دیا اور وہاں سے روانہ ہوئے۔ غروب آفتاب کے وقت جب ہم ایک جنگل میں پہنچے تو چند بندر وہاں جمع تھے۔ جب اس نے بندروں کے غول کو دیکھا تو رسی تڑوا کر یہ اونٹ کے پالان سے کود پڑا اور بندروں کے غول میں شامل ہو گیا۔ ہم لوگ حیران ہو کر تھوڑی دیر وہاں ٹھہر گئے تاکہ ہم یہ دیکھ سکیں کہ بندروں کا غول اس کے ساتھ کس طرح پیش آتا ہے تو ہم نے یہ دیکھا کہ یہ بندروں کے پاس بیٹھا ہوا ہم لوگوں کی طرف بڑی حسرت سے دیکھتا تھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ گھڑی بھر کے بعد جب سب بندر وہاں سے دوسری طرف جانے لگے تو یہ بھی ان بندروں کے ساتھ چلا گیا۔

(شواہد النبوۃ، رکن سادس در بیان شواہد ودلایلی... الخ، ص ۲۰۳)

اسی طرح حضرت امام مستغفری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرد صالح سے نقل کیا ہے کہ کوفہ کا ایک شخص جو حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا بھلا کہا کرتا تھا ہر چند ہم لوگوں نے اس کو منع کیا مگر وہ اپنی ضد پر اڑا رہا، تنگ آ کر ہم لوگوں نے اس کو کہہ دیا کہ تم ہمارے قافلہ سے الگ ہو کر سفر کرو۔ چنانچہ وہ ہم لوگوں سے الگ ہو گیا جب ہم لوگ منزل مقصود پر

پہنچ گئے اور کام پورا کر کے وطن کی واپسی کا قصد کیا تو اس شخص کا غلام ہم لوگوں سے ملا، جب ہم نے اس سے کہا کہ کیا تم اور تمہارا مولیٰ ہمارے قافلہ کے ساتھ وطن جانے کا ارادہ رکھتے ہو؟ یہ سن کر غلام نے کہا کہ میرے مولیٰ کا حال تو بہت ہی برا ہے، ذرا آپ لوگ میرے ساتھ چل کر اس کا حال دیکھ لیجئے۔

غلام ہم لوگوں کو ساتھ لے کر ایک مکان میں پہنچا وہ شخص اداس ہو کر ہم لوگوں سے کہنے لگا کہ مجھ پر تو بہت بڑی افتاد پڑگئی۔ پھر اس نے اپنی آستین سے دونوں ہاتھوں کو نکال کر دکھایا تو ہم لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس کے دونوں ہاتھ خنزیر کے ہاتھوں کی طرح ہو گئے تھے۔ آخر ہم لوگوں نے اس پر ترس کھا کر اپنے قافلہ میں شامل کر لیا لیکن دوران سفر ایک جگہ چند خنزیروں کا ایک جھنڈ نظر آیا اور یہ شخص بالکل ہی ناگہاں مسخ ہو کر آدمی سے خنزیر بن گیا اور خنزیروں کے ساتھ مل کر دوڑنے بھاگنے لگا مجبوراً ہم لوگ اس کے غلام اور سامان کو اپنے ساتھ کوفہ تک لائے۔

(شواہد النبوۃ، رکن سادس در بیان شواہد ودلایلی۔۔۔الخ، ص ۲۰۴)

(۲) ابوبکرہ:

آپ کا نام نقیع ابن حارث ابن کلاہ، ثقفی ہے، طائف کے رہنے والے تھے، جب حضور انور نے طائف کا محاصرہ کیا تو آپ نے اپنے کو طائف کے قلعہ سے ایک بیرونی کنویں کی چرخی پر ڈال دیا اور اس طرح وہاں سے نکل کر حضور کی خدمت میں حاضر ہو گئے، اسلام لے آئے، آپ کا نام ابوبکرہ یعنی چرخی والے، بکرہ چرخی کو کہتے ہیں بعد میں بصرہ میں مقیم رہے ۹۴ھ میں وہاں ہی وفات پائی اور وہاں ہی دفن ہوئے۔ (اشعہ واکمال)

روایت ہے حضرت ابوبکرہ سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کوئی حاکم دو شخصوں کے درمیان غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت ابوبکرہ سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ یہ رات یعنی شب قدر ڈھونڈو جب نو دن باقی رہیں یا سات دن باقی رہیں یا پانچ دن باقی رہے یا تین دن یا آخری رات (ترمذی)

(۳) ابوبرزہ:

روایت ہے حضرت ابوبرزہ سے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا نبی اللہ مجھے وہ بات سکھایئے جس سے نفع اٹھاؤں فرمایا مسلمانوں کے راستہ سے موذی چیز ہٹادو

(۴) ابو بردہ

براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ان کے ماموں ابو بردہ بن نیاز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عید سے پہلے قربانی کر لی تھی جب معلوم ہوا یہ کافی نہیں عرض کی: یا رسول اللہ وہ تو میں کر چکا اب میرے پاس چھ مہینے کا بکری کا بچہ ہے مگر سال بھر والے سے اچھا ہے۔

فرمایا: اجعلها مكانها ولن تجزي عن احد بعدك۔

اس کی جگہ اسے کر دو اور ہرگز اتنی عمر کی بکری تمھارے بعد دوسروں کی قربانی میں کافی نہ ہوگی۔ (صحیح البخاری کتاب العیدین باب الخطبۃ بعد العید قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۳۲) (صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب وقتہا قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۵۴)

(۵) ابو بصیر

صلح حدیبیہ سے فارغ ہو کر جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے جو بزرگ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے وہ حضرت ابو بصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ کفار مکہ نے فوراً ہی دو آدمیوں کو مدینہ بھیجا کہ ہمارا آدمی واپس کر دیجئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابو بصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم مکے چلے جاؤ، تم جانتے ہو کہ ہم نے کفار قریش سے معاہدہ کر لیا ہے اور ہمارے دین میں عہد شکنی اور غداری جائز نہیں ہے حضرت ابو بصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا آپ مجھ کو کافروں کے حوالہ فرمائیں گے تا کہ وہ مجھ کو کفر پر مجبور کریں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم جاؤ! خداوند کریم تمہاری رہائی کا کوئی سبب بنا دے گا۔ آخر مجبور ہو کر حضرت ابو بصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں کافروں کی حراست میں مکہ واپس ہو گئے۔ لیکن جب مقام ذوالحلیفہ میں پہنچے تو سب کھانے کے لئے بیٹھے اور باتیں کرنے لگے۔ حضرت ابو بصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کافر سے کہا کہ اجی! تمہاری تلوار بہت اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اس نے خوش ہو کر نیام سے تلوار نکال کر دکھائی اور کہا کہ بہت ہی عمدہ تلوار ہے اور میں نے بارہا لڑائیوں میں اس کا تجربہ کیا ہے۔ حضرت ابو بصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ذرا میرے ہاتھ میں تو دو۔ میں بھی دیکھوں کہ کیسی تلوار ہے؟ اس نے ان کے ہاتھ میں تلوار دے دی۔ انہوں نے تلوار ہاتھ میں لے کر اس زور سے تلوار ماری کہ کافر کی گردن کٹ گئی اور اس کا سر دور جا گرا۔ اس کے ساتھی نے جو یہ منظر دیکھا تو وہ سر پر پیر رکھ کر بھاگا اور سرپٹ دوڑتا ہوا مدینہ پہنچا اور مسجد نبوی میں گھس گیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو دیکھتے ہی فرمایا کہ یہ شخص خوفزدہ معلوم ہوتا ہے۔ اس نے ہانپتے کانپتے ہوئے بارگاہ نبوت میں عرض کیا کہ میرے ساتھی کو ابو بصیر نے قتل کر دیا اور میں بھی ضرور مارا جاؤں گا۔ اتنے میں حضرت ابو بصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ننگی تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے آن پہنچے اور عرض کیا کہ

یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذمہ داری پوری کردی کیونکہ صلح نامہ کی شرط کے بموجب آپ نے تو مجھ کو واپس کردیا۔اب یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ اس نے مجھ کو ان کافروں سے نجات دے دی۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس واقعہ سے بڑا رنج پہنچا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خفا ہوکر فرمایا کہ

وَيْلُ اُمِّهٖ مِسْعَرُ حَرْبٍ لَوْ كَانَ لَهٗ اَحَدٌ۔

اس کی ماں مرے! یہ تو لڑائی بھڑکا دے گا کاش اس کے ساتھ کوئی آدمی ہوتا جو اس کو روکتا۔

حضرت ابوبصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس جملہ سے سمجھ گئے کہ میں پھر کافروں کی طرف لوٹا دیا جاؤں گا، اس لئے وہ وہاں سے چپکے سے کھسک گئے اور ساحل سمندر کے قریب مقام عیص میں جا کر ٹھہرے۔ادھر مکہ سے حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زنجیر کاٹ کر بھاگے اور وہ بھی وہیں پہنچ گئے۔پھر مکہ کے دوسرے مظلوم مسلمانوں نے بھی موقع پا کر کفار کی قید سے نکل نکل کر یہاں پناہ لینی شروع کردی۔ یہاں تک کہ اس جنگل میں ستر آدمیوں کی جماعت جمع ہوگئی۔کفار قریش کے تجارتی قافلوں کا یہی راستہ تھا۔ جو قافلہ بھی آمدورفت میں یہاں سے گزرتا، یہ لوگ اس کو لوٹ لیتے۔ یہاں تک کہ کفار قریش کے ناک میں دم کردیا۔بالآخر کفار قریش نے خدا اور رشتہ داری کا واسطہ دے کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خط لکھا کہ ہم صلح نامہ میں اپنی شرط سے باز آئے۔آپ لوگوں کو ساحل سمندر سے مدینہ بلا لیجئے اور اب ہماری طرف سے اجازت ہے کہ جو مسلمان بھی مکہ سے بھاگ کر مدینہ جائے آپ اس کو مدینہ میں ٹھہرا لیجئے۔ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔(صحیح البخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجهاد۔۔۔الخ، الحدیث: ۲۷۳۱، ۲۷۳۲، ج۲، ص۲۲۷ مفصلاً والسیرۃ النبویۃ لابن هشام، باب ماجری علیه امر قوم من۔۔۔الخ، ص ۴۳۴، ۴۳۵)

یہ بھی روایت ہے کہ قریش نے خود ابوسفیان کو مدینہ بھیجا کہ ہم صلح نامہ حدیبیہ میں اپنی شرط سے دست بردار ہوگئے۔ لہٰذا آپ حضرت ابوبصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ میں بلالیں تاکہ ہمارے تجارتی قافلے ان لوگوں کے قتل وغارت سے محفوظ ہوجائیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس خط بھیجا کہ تم اپنے ساتھیوں سمیت مقام عیص سے مدینہ چلے آؤ۔مگر افسوس! کہ فرمان رسالت ان کے پاس ایسے وقت پہنچا جب وہ نزع کی حالت میں تھے۔مقدس خط کو انہوں نے اپنے ہاتھ میں لے کر سر اور آنکھوں پر رکھا اور ان کی روح پرواز کرگئی۔حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل جل کر ان کی تجہیز وتکفین کا انتظام کیا اور دفن کے بعد ان کی قبر شریف کے پاس یادگار کے لئے ایک مسجد بنادی۔ پھر فرمان رسول کے بموجب یہ سب لوگ وہاں سے آکر مدینہ میں آباد ہوگئے۔

(مدارج النبوت، قسم سوم، باب ششم، ج۲، ص۲۱۸)

(۶) ابوبصرہ:

روایت ہے حضرت ابوبصرہ غفاری سے فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخمص میں عصر کی نماز پڑھائی پھر فرمایا کہ یہ نماز تم سے اگلوں پر پیش کی گئی تھی انہوں نے اسے ضائع کر دیا تو جو اس پر پابندی کرے گا اس دوہرا ثواب ہوگا اور اس کے بعد تارے نکلنے تک نماز نہیں، شاہد تارا ہے۔ (مسلم)

(۷) ابوالبشیر:

روایت ہے حضرت ابوبشیر انصاری سے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضور کے بعض سفر میں تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قاصد بھیجا کہ کسی اونٹ کی گردن میں تانت کا ہار نہ چھوڑا جائے مطلقًا کوئی ہار نہ چھوڑا جائے مگر وہ کاٹ دیا جائے (مسلم، بخاری)

(۸) ابوالبدّاح:

روایت ہے حضرت ابوالبداح ابن عاصم ابن عدی سے وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ چرانے والوں کو شب گزاری کی اجازت دی کہ بقرعید کے دن رمی کرلیں پھر بقرعید کے بعد دو دن کی رمی جمع کرلیں اس طرح کہ ان دونوں میں سے ایک ہی رمی کریں (مالک، ترمذی، نسائی) اور ترمذی نے فرمایا حدیث صحیح ہے۔

(۹) براء ابن عازب:

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی فرماتے ہیں: میں نے نورِ مجسم سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی، شہزادہ بلند اقبال حضرت امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ آپ کے دوش اقدس پر تھے اور حضور فرما رہے تھے: یارب! عزوجل میں اس کو محبوب رکھتا ہوں تو تو بھی محبوب رکھ۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب الحسن والحسین، الحدیث: ۳۷۴۹، ج ۲، ص ۵۴۷)

روایت ہے حضرت براء ابن عازب سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو کیونکہ اچھی آواز قرآن کا حسن بڑھا دیتی ہے۔ (دارمی)

حدیث براء ابن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے گزرا کہ حضور صلی اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لایلقی مسلم مسلما فیر حب به ویأخذ بیده الاتناثرت الذنوب بینهما۔

جو مسلمان مسلمان سے مل کر مرحبا کہے اور ہاتھ ملائے ان کے گناہ جھڑ جائیں۔

(نصب الرایۃ کتاب الکراھیۃ فصل فی الاستبراء نوریہ رضویہ لاہور ۴/۵۶۶) (شعب الایمان حدیث ۸۹۵۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶/۴۷۵)

(۱۰) بلال ابن رباح:

آپ بہت ہی مشہور صحابی ہیں۔ آپ کے والد کا نام رباح ہے۔ یہ حبشہ کے رہنے والے تھے اور مکہ مکرمہ میں ایک کافر امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ اسی حال میں مسلمان ہو گئے۔ امیہ بن خلف نے ان کو بہت ستایا اور ان پر بڑے بڑے ظلم وستم کے پہاڑ توڑے مگر یہ پہاڑ کی طرح اسلام پر ڈٹے رہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کثیر رقم اور ایک غلام دے کر ان کو امیہ بن خلف سے خرید لیا اور اللہ ورسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رضا جوئی کے لیے ان کو آزاد کر دیا۔ اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ابو بکر ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار (بلال) کو آزاد کیا۔

خدا کی شان کہ جنگ بدر میں امیہ بن خلف کو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی نے چند انصاریوں کی مدد سے قتل کیا۔ تمام اسلامی جہادوں میں مجاہدانہ شان کے ساتھ جہاد فرماتے رہے اور مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے مؤذن بھی رہے۔ وصال نبوی کے بعد مدینہ طیبہ میں رہنا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جگہ کو خالی دیکھنا ان کے لیے ناقابل برداشت ہو گیا۔ فراق رسول میں ہر وقت روتے رہتے۔ اس لئے مدینہ منورہ کو خیر باد کہہ دیا اور ملک شام میں سکونت اختیار کر لی۔ پھر ۲۰ھ میں ۶۳ برس کی عمر پا کر شہر دمشق میں وصال فرمایا اور باب الصغیر میں مدفون ہوئے اور بعض مؤرخین کا قول ہے کہ آپ کا وصال شہر حلب میں ہوا اور باب الاربعین میں آپ کی قبر مبارک بنائی گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الباء، فصل فی الصحابۃ، ص ۵۸۷ واسد الغابۃ، بلال بن رباح رضی اللہ عنہ، ج ۱، ص ۳۰۵۔۳۰۹ ملتقطاً)

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی صحبت میں پہنچنے کے بعد آپ کے لئے اپنا چین چین نہ سمجھا اپنی راحت، راحت نہ سمجھی اپنی جان، جان نہ سمجھی، بلکہ یہ سب کچھ آپ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر قربان کر دیا تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سفر میں ہوتے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کو ہر طرح کا آرام پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتے۔ دھوپ کا وقت ہوتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے سائے کا انتظام کرتے، پڑاؤ ڈالا جاتا تو خیمہ نصب کرتے، معرکوں میں ہوتے تو یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے محافظ ہوتے۔ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے انتقال کا وقت آ گیا تو انکی زوجہ نے کہا وَاحُزْنَاہ، (ہائے غم)۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، نہیں بلکہ وَاطَرَبَاہ. اَلْقٰی غَدًا الْاَحِبَّہ مُحَمَّدًا وَصَحْبَہ (شرح الشفاء للقاضی عیاض، باب الثانی، فصل فیما روی عن السلف، ج ۲، ص ۴۳)

واہ خوشی! کل ہم محمد اور ان کے اصحاب سے ملیں گے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہم)

خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دیدار

ایک مرتبہ خواب میں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت سے سرفراز ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پیار بھرے لہجے میں ارشاد فرمایا: اے لال! یہ کیا انداز ہے کہ تم ہمارے پاس کبھی نہیں آتے۔ خواب سے بیدار ہوئے تو اس قدر بے قرار ہوگئے کہ فوراً ہی اونٹ پر سوار ہوکر عازم سفر ہوگئے۔ جب مدینہ منورہ میں روضۂ انور کے پاس پہنچے تو شدت غم سے غش کھا کر گر پڑے اور زمین پر لوٹنے لگے جب کچھ سکون ہوا تو حضرت امام حسن وامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اذان کی فرمائش کی۔ پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لاڈلوں کی فرمائش پر انکار کی گنجائش ہی نہیں تھی۔ آپ نے مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں اذان دی اور زمانہ نبوت کی بلالی اذان جب اہل مدینہ کے کان میں پڑی تو ایک کہرام مچ گیا یہاں تک کہ پردہ نشین عورتیں جوش بے قراری میں گھروں سے باہر نکلیں اور ہر چھوٹا بڑا دور نبوت کی یاد سے بے قرار ہوکر زار زار رونے لگا۔ چند دنوں مدینہ منورہ میں رہ کر پھر آپ ملک شام چلے گئے۔

(۱۱) بلال ابن حارث:

۵ پانچ ہجری میں وفد مزینہ میں حضور کی خدمت میں آئے، حضور انور نے آپ کو فرع کے علاقہ کا حاکم مقرر فرمایا، فرع مدینہ منورہ سے پانچ دن کے راستہ پر ہے، فتح مکہ کے دن مزینہ کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا، اسی ۸۰ سال آپ کی عمر ہوئی، ۶۰ ساٹھ ہجری میں وفات پائی۔

روایت ہے حضرت بلال ابن حارث مزنی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو میری مردہ سنت کو جو میرے بعد فنا کردی گئی زندہ کرے اسے ان تمام کی برابر ثواب ہوگا جو اس پر عمل کریں اس کے بغیر کہ ان عاملوں کے ثواب سے کچھ کم ہو اور جو گمراہی کی بدعت ایجاد کرے جس سے اللہ رسول راضی نہیں اس پر ان سب کی برابر گناہ ہوگا جو اس پر عامل ہوں اور یہ ان کے گناہوں سے کچھ کم نہ کرے گا اسے ترمذی نے روایت کیا۔

روایت ہے حضرت بلال ابن حارث مزنی سے فرماتے ہیں بیشک آدمی ایک بات ناراضی خدا کی کہتا ہے اس کے گمان میں نہیں ہوتا کہ کہاں تک پہنچی، اس کے سبب اللہ اس پر قیامت تک اپنا غضب لکھ دیتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(مسند احمد بن حنبل حدیث بلال ابن حارث المکتب الاسلامی بیروت ۳/۴۶۹) (المعجم الکبیر حدیث ۱۱۲۹ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱/۳۶۷)

(۱۲) بریدہ ابن حصیب:

جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہجرت کے وقت مدینہ شریف کے قریب پہنچ گئے تو بریدہ اسلمی قبیلۂ بنی سہم کے ستر سواروں کو ساتھ لے کر اس لالچ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گرفتاری کے لئے آئے کہ قریش سے ایک سو اونٹ انعام مل جائے گا۔ مگر جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے آئے اور پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں محمد بن عبداللہ ہوں اور خدا کا رسول ہوں۔ جمال وجلال نبوت کا ان کے قلب پر ایسا اثر ہوا کہ فوراً ہی کلمہ شہادت پڑھ کر دامن اسلام میں آ گئے اور کمال عقیدت سے یہ درخواست پیش کی کہ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری تمنا ہے کہ مدینہ میں حضور کا داخلہ ایک جھنڈے کے ساتھ ہونا چاہیے، یہ کہا اور اپنا عمامہ سر سے اتار کر اپنے نیزہ پر باندھ لیا اور حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمبردار بن کر مدینہ تک آگے آگے چلتے رہے۔ پھر دریافت کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ مدینہ میں کہاں اتریں گے تاجدارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اونٹنی خدا کی طرف سے مامور ہے۔ یہ جہاں بیٹھ جائے گی وہی میری قیام گاہ ہے۔ (مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۶۲)

روایت ہے حضرت بریدہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب زیارت کیا کرو اور میں نے تمہیں تین دن سے زیادہ قربانی کے گوشت سے منع کیا تھا اب جب تک چاہو رکھو اور میں نے تمہیں مشکیزوں کے سواء میں نبیذ پینے سے منع کیا تھا اب تمام برتنوں میں پیا کرو ہاں نشہ کی چیز نہ پینا (مسلم)

روایت ہے حضرت بریدہ سے فرماتے ہیں کہ ہم تھے دور جاہلیت میں کہ جب ہم میں سے کسی کے بچہ پیدا ہوتا تو وہ بکری ذبح کرتا اور اس کے سر کو بکری کے خون سے لتھیڑ دیتا پھر جب اسلام آیا تو ہم ساتویں دن بکری ذبح کرتے تھے اور بچہ کا سر منڈواتے اسے زعفران سے لتھیڑتے (ابوداؤد) اور رزین نے زیادہ کیا کہ نام رکھتے۔

حضرتِ سیدنا بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صبح حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ کالہٖ وسلّم بیدار ہوئے تو حضرتِ سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکارا پھر دریافت فرمایا اے بلال! کونسی چیز تمہیں مجھ سے پہلے جنت میں لے گئی؟ آج شب میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اپنے آگے تمہارے قدموں کی آواز سنی۔ تو حضرتِ سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں (وضو کرنے کے بعد) ہمیشہ دو رکعتیں پڑھ کر اذان دیتا ہوں اور جب بے وضو ہو جاتا ہوں تو فوراً وضو کر لیتا ہوں۔ تو رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (اچھا!) یہی وجہ ہے۔ (مسند احمد، حدیث بریدہ الاسلمی، رقم ۲۳۰۵۷، ج ۹، ص ۲۰)

حضرتِ سیدنا بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ العُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ کالہٖ وسلّم نے حضرتِ سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، اے بلال! آؤ ناشتہ کریں۔ تو حضرتِ سیدنا بلال

رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، میں روزہ سے ہوں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہم اپنا رزق کھا رہے ہیں اور بلال رضی اللہ عنہ کا رزق جنت میں بڑھ رہا ہے۔ پھر فرمایا، اے بلال! کیا تمہیں معلوم ہے کہ جتنی دیر تک روزہ دار کے سامنے کھانا کھایا جاتا ہے تو اس کی ہڈیاں تسبیح کرتی ہیں اور ملائکہ اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔

(ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب فی الصائم اذا اکل عندہ، رقم ۱۷۴۹، ج ۲، ص ۳۴۸)

حضرتِ سیدنا بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، حج کے دوران خرچ کرنے کا ثواب راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرنے کی طرح سات سوگنا زیادہ ملتا ہے۔ (مسند احمد، حدیث بریدہ اسلمی، رقم ۲۳۰۶۱، ج ۹، ص ۲۱)

(۱۳) بشیر ابن معبد:

روایت ہے حضرت بشیر ابن خصاصیہ سے فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا کہ زکوۃ وصول کرنے والے ہم پر زیادتی کرتے ہیں تو کیا ہم ان کی زیادتی کی بقدر اپنے مال چھپالیا کریں فرمایا نہیں (ابوداؤد)

(۱۴) بسر ابن ابی ارطاۃ:

روایت ہے حضرت بسر ابن ارطات سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جہاد میں ہاتھ نہ کاٹے جائیں (ترمذی، دارمی، ابوداود، نسائی) مگر ان دونوں نے بجائے جہاد کے سفر فرمایا۔

(۱۵) بدیل ابن ورقاء:

حدیبیہ میں سب سے پہلا شخص جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا وہ بدیل بن ورقاء خزاعی تھا۔ ان کا قبیلہ اگر چہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوا تھا مگر یہ لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حلیف اور انتہائی مخلص و خیر خواہ تھے۔ بدیل بن ورقاء نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر دی کہ کفار قریش نے کثیر تعداد میں فوج جمع کر لی ہے اور فوج کے ساتھ راشن کے لئے دودھ والی اونٹنیاں بھی ہیں۔ یہ لوگ آپ سے جنگ کریں گے اور آپ کو خانہ کعبہ تک نہیں پہنچنے دیں گے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم قریش کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم جنگ کے ارادہ سے نہیں آئے ہیں اور نہ ہم جنگ چاہتے ہیں۔ ہم یہاں صرف عمرہ ادا کرنے کی غرض سے آئے ہیں۔ مسلسل لڑائیوں سے قریش کو بہت کافی جانی و مالی نقصان پہنچ چکا ہے۔ لہٰذا ان کے حق میں بھی یہی بہتر ہے کہ وہ جنگ نہ کریں بلکہ مجھ سے ایک مدت معینہ تک کے لئے صلح کا معاہدہ کر لیں اور مجھ کو اہل عرب کے ہاتھ میں چھوڑ دیں۔ اگر قریش میری بات مان لیں تو بہتر ہوگا اور اگر انہوں نے مجھ

سے جنگ کی تو مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ میں ان سے اس وقت تک لڑوں گا کہ میری گردن میرے بدن سے الگ ہو جائے۔ بدیل بن ورقاء آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ پیغام لے کر کفار قریش کے پاس گیا اور کہا کہ میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا ایک پیغام لے کر آیا ہوں۔ اگر تم لوگوں کی مرضی ہو تو میں ان کا پیغام تم لوگوں کو سناؤں۔ کفار قریش کے شرارت پسند لونڈے جن کا جوش ان کے ہوش پر غالب تھا شور مچانے لگے کہ نہیں! ہرگز نہیں! ہمیں ان کا پیغام سننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن کفار قریش کے سنجیدہ اور سمجھدار لوگوں نے پیغام سنانے کی اجازت دے دی اور بدیل بن ورقاء نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوت صلح کو ان لوگوں کے سامنے پیش کر دیا۔ یہ سن کر قبیلہ قریش کا ایک بہت ہی معمر اور معزز سردار عروہ بن مسعود ثقفی کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا کہ اے قریش! کیا میں تمہارا باپ نہیں؟ سب نے کہا کہ کیوں نہیں۔ پھر اس نے کہا کہ کیا تم لوگ میرے بچے نہیں؟ سب نے کہا کہ کیوں نہیں۔ پھر اس نے کہا کہ میرے بارے میں تم لوگوں کو کوئی بدگمانی تو نہیں؟ سب نے کہا کہ نہیں! ہرگز نہیں۔ اس کے بعد عروہ بن مسعود نے کہا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے بہت ہی سمجھداری اور بھلائی کی بات پیش کر دی۔ لہٰذا تم لوگ مجھے اجازت دو کہ میں ان سے مل کر معاملات طے کروں۔ سب نے اجازت دے دی کہ بہت اچھا! آپ جائیے۔ عروہ بن مسعود وہاں سے چل کر حدیبیہ کے میدان میں پہنچا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے یہ کہا کہ بدیل بن ورقاء کی زبانی آپ کا پیغام ہمیں ملا۔ اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مجھے آپ سے یہ کہنا ہے کہ اگر آپ نے لڑ کر قریش کو برباد کر کے دنیا سے نیست و نابود کر دیا تو مجھے بتائیے کہ کیا آپ سے پہلے کبھی کسی عرب نے اپنی ہی قوم کو برباد کیا ہے؟ اور اگر لڑائی میں قریش کا پلہ بھاری پڑا تو آپ کے ساتھ جو یہ لشکر ہے میں ان میں ایسے چہروں کو دیکھ رہا ہوں کہ یہ سب آپ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ عروہ بن مسعود کا یہ جملہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صبر وضبط کی تاب نہ رہی۔ انہوں نے تڑپ کر کہا کہ اے عروہ! چپ ہو، جا! اپنی دیوی "لات" کی شرمگاہ چوس، کیا ہم بھلا اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ عروہ بن مسعود نے تعجب سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا کہ "یہ ابوبکر ہیں۔" عروہ بن مسعود نے کہا کہ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اے ابوبکر! اگر تیرا ایک احسان مجھ پر نہ ہوتا جس کا بدلہ میں اب تک تجھ کو نہیں دے سکا ہوں تو میں تیری اس تلخ گفتگو کا جواب دیتا۔ عروہ بن مسعود اپنے کو سب سے بڑا آدمی سمجھتا تھا۔ اس لئے جب بھی وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی بات کہتا تو ہاتھ بڑھا کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ریش مبارک پکڑ لیتا تھا اور بار بار آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس داڑھی پر ہاتھ ڈالتا تھا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ننگی تلوار لے کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے تھے۔ وہ عروہ بن مسعود کی اس جرأت اور حرکت کو برداشت نہ کر سکے۔ عروہ بن مسعود جب ریش مبارک کی طرف ہاتھ بڑھاتا تو وہ تلوار کا قبضہ اس کے ہاتھ پر مار کر اس سے کہتے کہ ریش

مبارک سے اپنا ہاتھ ہٹالے۔ عروہ بن مسعود نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا کہ یہ کون آدمی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ مغیرہ بن شعبہ ہیں۔ تو عروہ بن مسعود نے ڈانٹ کر کہا کہ اے دغاباز! کیا میں تیری عہد شکنی کو سنبھالنے کی کوشش نہیں کر رہا ہوں؟ (حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند آدمیوں کو قتل کر دیا تھا جس کا خون بہا عروہ بن مسعود نے اپنے پاس سے ادا کیا تھا یہ اسی طرف اشارہ تھا) اس کے بعد عروہ بن مسعود صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھنے لگا اور پوری لشکر گاہ کو دیکھ بھال کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ عروہ بن مسعود نے حدیبیہ کے میدان میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حیرت انگیز اور تعجب خیز عقیدت ومحبت کا جو منظر دیکھا تھا اس نے اس کے دل پر بڑا عجیب اثر ڈالا تھا۔ چنانچہ اس نے قریش کے لشکر میں پہنچ کر اپنا تاثر ان لفظوں میں بیان کیا: "اے میری قوم! خدا کی قسم! جب محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنا کھنکھار تھوکتے ہیں تو وہ کسی نہ کسی صحابی کی ہتھیلی میں پڑتا ہے اور وہ فرط عقیدت سے اس کو اپنے چہرے اور اپنی کھال پر مل لیتا ہے۔ اور اگر وہ کسی بات کا ان لوگوں کو حکم دیتے ہیں تو سب کے سب اس کی تعمیل کے لئے جھپٹ پڑتے ہیں۔ اور وہ جب وضو کرتے ہیں تو ان کے اصحاب ان کے وضو کے دھوون کو اس طرح لوٹتے ہیں کہ گویا ان میں تلوار چل پڑے گی اور وہ جب کوئی گفتگو کرتے ہیں تو تمام اصحاب خاموش ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے ساتھیوں کے دلوں میں ان کی اتنی زبردست عظمت ہے کہ کوئی شخص ان کی طرف نظر بھر دیکھ نہیں سکتا۔ اے میری قوم! خدا کی قسم! میں نے بہت سے بادشاہوں کا دربار دیکھا ہے۔ میں قیصر وکسریٰ اور نجاشی کے درباروں میں بھی باریاب ہو چکا ہوں۔ مگر خدا کی قسم! میں نے کسی بادشاہ کے درباریوں کو اپنے بادشاہ کی اتنی تعظیم کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے جتنی تعظیم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ساتھی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی کرتے ہیں۔" عروہ بن مسعود کی یہ گفتگو سن کر قبیلہ بنی کنانہ کے ایک شخص نے جس کا نام "حلیس" تھا، کہا کہ تم لوگ مجھ کو اجازت دو کہ میں ان کے پاس جاؤں۔ قریش نے کہا کہ "ضرور جایئے" چنانچہ یہ شخص جب بارگاہ رسالت کے قریب پہنچا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ یہ فلاں شخص ہے اور یہ اس قوم سے تعلق رکھتا ہے جو قربانی کے جانوروں کی تعظیم کرتے ہیں۔ لہٰذا تم لوگ قربانی کے جانوروں کو اس کے سامنے کھڑا کر دو اور سب لوگ "لبیک" پڑھنا شروع کر دو۔ اس شخص نے جب قربانی کے جانوروں کو دیکھا اور احرام کی حالت میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو "لبیک" پڑھتے ہوئے سنا تو کہا کہ سبحان اللہ! بھلا ان لوگوں کو کس طرح مناسب ہے کہ بیت اللہ سے روک دیا جائے؟ وہ فوراً ہی پلٹ کر کفار قریش کے پاس پہنچا اور کہا کہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آ رہا ہوں کہ قربانی کے جانور ان لوگوں کے ساتھ ہیں اور سب احرام کی حالت میں ہیں۔ لہٰذا میں کبھی بھی یہ رائے نہیں دے سکتا کہ ان لوگوں کو خانہ کعبہ سے روک دیا جائے۔ اس کے بعد ایک شخص کفار قریش کے لشکر میں سے کھڑا ہو گیا جس کا نام مکرز بن حفص تھا اس نے کہا کہ مجھ کو تم لوگ وہاں جانے دو۔ قریش نے کہا: "تم بھی جاؤ" چنانچہ یہ چلا۔ جب یہ نزدیک پہنچا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مکرز ہے۔ یہ

بہت ہی لپا آرہی ہے۔ اس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گفتگو شروع کی۔ ابھی اس کی بات پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ ناگہاں "سہیل بن عمرو" آ گیا اس کو دیکھ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نیک فالی کے طور پر یہ فرمایا کہ سہیل آ گیا، لو! اب تمہارا معاملہ سہل ہو گیا۔ چنانچہ سہیل نے آتے ہی کہا کہ آیئے ہم اور آپ اپنے اور آپ کے درمیان معاہدہ کی ایک دستاویز لکھ لیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو منظور فرمالیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دستاویز لکھنے کے لئے طلب فرمایا۔ سہیل بن عمرو اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان دیر تک صلح کے شرائط پر گفتگو ہوتی رہی۔ بالآخر چند شرطوں پر دونوں کا اتفاق ہو گیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ لکھو، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سہیل نے کہا کہ ہم "رحمن" کو نہیں جانتے کہ یہ کیا ہے؟ آپ "باسمک اللھم" لکھوایئے جو ہمارا اور آپ کا پرانا دستور رہا ہے۔ مسلمانوں نے کہا کہ ہم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے سوا کوئی دوسرا لفظ نہیں لکھیں گے۔ مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سہیل کی بات مان لی اور فرمایا کہ اچھا۔ اے علی! باسمک اللھم ہی لکھ دو۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ عبارت لکھوائی ﴿ ذا ما قاضي علي ﴾ محمد رسول اللہ یعنی یہ وہ شرائط ہیں جن پر قریش کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صلح کا فیصلہ کیا۔ سہیل پھر بھڑک گیا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم! اگر ہم جان لیتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو نہ ہم آپ کو بیت اللہ سے روکتے نہ آپ کے ساتھ جنگ کرتے لیکن آپ "محمد بن عبداللہ" لکھیئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میں محمد رسول اللہ بھی ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی ہوں۔ یہ اور بات ہے کہ تم لوگ میری رسالت کو جھٹلاتے ہو۔ یہ کہہ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ محمد رسول اللہ کو مٹا دو اور اس جگہ محمد بن عبداللہ لکھ دو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ کون مسلمان آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانبردار ہوسکتا ہے؟ لیکن محبت کے عالم میں کبھی کبھی ایسا مقام بھی آ جاتا ہے کہ سچے محب کو بھی اپنے محبوب کی فرمانبرداری سے محبت ہی کے جذبہ میں انکار کرنا پڑتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آپ کے نام کو تو کبھی ہرگز ہرگز نہیں مٹاؤں گا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا مجھے دکھاؤ میرا نام کہاں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس جگہ پر انگلی رکھ دی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہاں سے "رسول اللہ" کا لفظ مٹا دیا۔ بہر حال صلح کی تحریر مکمل ہو گئی۔ اس دستاویز میں یہ طے کر دیا گیا کہ فریقین کے درمیان دس سال تک لڑائی بالکل موقوف رہے گی۔ صلح نامہ کی باقی دفعات اور شرطیں یہ تھیں کہ

(۱) مسلمان اس سال بغیر عمرہ ادا کیے واپس چلے جائیں۔

(۲) آئندہ سال عمرہ کیلئے آئیں اور صرف تین دن مکہ میں ٹھہر کر واپس چلے جائیں۔ (۳) تلوار کے سوا کوئی دوسرا ہتھیار لے کر نہ آئیں۔ تلوار بھی نیام کے اندر رکھ کر تھیلے وغیرہ میں بند ہو۔ (۴) مکہ میں جو مسلمان پہلے سے مقیم ہیں ان میں

سے کسی کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں اور مسلمانوں میں سے اگر کوئی مکہ میں رہنا چاہے تو اس کو نہ روکیں۔ (۵) کافروں یا مسلمانوں میں سے کوئی شخص اگر مدینہ چلا جائے تو واپس کر دیا جائے لیکن اگر کوئی مسلمان مدینہ سے مکہ میں چلا جائے تو وہ واپس نہیں کیا جائے گا۔ (٦) قبائل عرب کو اختیار ہوگا کہ وہ فریقین میں سے جس کے ساتھ چاہیں دوستی کا معاہدہ کر لیں۔ یہ شرطیں ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے سخت خلاف تھیں اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس پر بڑی زبردست ناگواری ہو رہی تھی مگر وہ فرمان رسالت کے خلاف دم مارنے سے مجبور تھے۔ (ابن ہشام ج ۳ ص ۳۱۷ وغیرہ)

روایت ہے مسور ابن مخرمہ سے اور مروان ابن حکم سے دونوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے سال چند اور دس سو صحابہ کی جماعت میں تشریف لے گئے تو جب ذوالحلیفہ پہنچے تو ہدی کو ہار پہنایا اور اشعار کیا اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھا اور چلے حتی کہ جب اس پہاڑی پر پہنچے جہاں سے مکہ والوں پر اترا جاتا ہے تو آپ کو لے کر آپ کی سواری بیٹھ گئی تو لوگ بولے اٹھ اٹھ قصواء اڑیل ہوگئی قصواء اڑیل ہوگئی تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قصواء اڑیل نہیں ہوگئی نہ اس کی یہ عادت ہے لیکن اسے ہاتھیوں کے روکنے والے نے روک لیا پھر فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ وہ مجھ سے کوئی مطالبہ ایسا نہ کریں گے جس میں اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کریں گے مگر میں انہیں دے دوں گا پھر اسے ڈانٹا تو وہ کود کر اٹھی پھر حضور نے ان سے عدول فرمایا حتی کہ حدیبیہ کے کنارہ اترے تھوڑے پانی والی جگہ پر کہ وہاں سے لوگ تھوڑا تھوڑا پانی لیتے تھے تو نہ چھوڑا اسے لوگوں نے حتی کہ اسے خشک کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیاس کی شکایت کی تو حضور نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا پھر انہیں حکم دیا کہ یہ اس کنوئیں میں ڈال دیں تو اللہ کی قسم وہ کنواں پانی سے جوش مارتا رہا حتی کہ وہ لوگ وہاں سے لوٹ گئے وہ اس حال میں تھے کہ بدیل ابن ورقاء خزاعی خزاعہ کی ایک جماعت حضور کے پاس آئی پھر آپ کے پاس عروہ ابن مسعود آیا حدیث پوری بیان کی یہاں تک کہا کہ جب سہیل ابن عمرو آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لکھو یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر اللہ کے رسول محمد نے فیصلہ فرمایا تو سہیل بولا خدا کی قسم اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول جانتے تو آپ کو بیت اللہ سے نہ روکتے نہ آپ سے جنگ کرتے لیکن آپ یوں لکھیں محمد ابن عبداللہ راوی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ میں رسول اللہ ہوں اور اگر تم جھٹلاتے ہی ہو تو لکھو محمد ابن عبداللہ پھر سہیل بولا کہ اس شرط پر صلح ہے کہ ہم میں سے کوئی آدمی آپ کے پاس نہ آوے اگرچہ آپ کے دین پر ہو مگر آپ اسے ہماری طرف لوٹا دیں جب لکھت پڑھت کے جھگڑے سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے اصحاب سے قربانیاں کرو پھر سر منڈواؤ پھر کچھ عورتیں مؤمنہ آئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری، اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مؤمن عورتیں ہجرت کر کے آئیں الخ، چنانچہ انہیں اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کے واپس کرنے سے منع فرما دیا اور یہ حکم دیا کہ ان کے مہر واپس کر دیں پھر حضور مدینہ واپس ہوئے تو آپ کی خدمت میں ایک قرشی شخص ابو بصیر مسلمان ہو کر آئے مکہ والوں

نے ان کے طلب کے لیے دو شخص بھیجے حضور نے انہیں ان دو شخصوں کے حوالہ کر دیا وہ انہیں لے کر نکلے حتی کہ جب ذوالحلیفہ پہنچے تو اپنی کھجوریں کھانے کے لیے اترے تو ابو بصیر نے ان میں سے ایک سے کہا اے فلاں خدا کی قسم میں تیری اس تلوار کو بہت ہی اچھی دیکھ رہا ہوں مجھے دکھا تو میں اسے دیکھوں اس نے انہیں تلوار پر قابو دے دیا انہوں نے اسے مار دیا حتی کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا اور دوسرا بھاگ گیا حتی کہ مدینہ پہنچا دوڑتا ہوا مسجد میں آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے کوئی سخت ڈر دیکھا ہے وہ بولا واللہ میرا ساتھی تو قتل کر دیا گیا اور میں بھی قتل ہو جاؤں گا اتنے میں ابو بصیر آ گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی ماں کی خرابی ہے اگر اس کا کوئی مددگار ہو تو یہ جنگ بھڑکا دے انہوں نے جب یہ سنا تو پہچان گئے کہ حضور انہیں مکہ والوں کے حوالہ کر دیں گے تو یہ نکل کھڑے ہوئے حتی کہ سمندر کنارہ آ گئے فرماتے ہیں کہ ادھر ابو جندل ابن سہیل چھوٹ گئے تو ابو بصیر سے مل گئے پھر قریش کا کوئی آدمی جو مسلمان ہو جاتا وہ نہ نکلتا مگر ابو بصیر سے مل جاتا تا آنکہ ان کی ایک جماعت جمع ہو گئی پھر تو خدا کی قسم یہ لوگ نہ سنتے قریش کے کسی قافلہ کو جو شام کی طرف نکلتا مگر یہ اس کے آڑ ہوتے انہیں قتل کر دیتے اور ان کے مال لے لیتے تب قریش نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا جس میں وہ حضور کو اللہ تعالیٰ کی قسم قرابت داری کا واسطہ دینے لگے کہ حضور انہیں بلا بھیجیں اب جو آپ کے پاس آئے اسے امان ہے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلا بھیجا (بخاری)

(۱۶) ابو الیسر کعب بن عمرو الانصاری:

آپ حضرت ابو الیسر کعب بن عمرو بن مالک بن عمرو بن عباد بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ ہیں' بیعتِ عقبہ اور غزوۂ بدر میں شریک تھے' انتہائی خوشحال اور تونگر تھے' غزوۂ بدر میں آپ ہی نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو گرفتار کیا تھا' آپ جنگِ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہوئے' آپ کے انتقال 55 ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوا۔ (طبقات لابن سعد' جلد 3 صفحہ 581) (سیر اعلام النبلاء للذھبی جلد 2 صفحہ 537' رقم الحدیث: 109) (اسد الغابہ لابن اثیر جلد 3 صفحہ 664' رقم الحدیث: 6345)

(۱۷) بیاضی:

روایت ہے حضرت ابن عمر اور بیاضی سے وہ دونوں کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نمازی اپنے رب سے مناجات کرتا ہے تو چاہیے کہ غور کرے کہ اس سے کیا مناجات کرتا ہے اور بعض بعض پر قرآن اونچا نہ پڑھے

روایت ہے حضرت شعبی سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جناب جعفر ابن ابی طالب سے ملے تو حضور نے انہیں لپٹا لیا اور

ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا (ابوداؤد، بیہقی شعب الایمان ارسالاً) اور مصابیح کے بعض نسخوں اور شرح سنہ میں بیاضی سے بطور اتصال روایت ہے

ب۔۔۔تابعین عظام

(۱) بلال ابن یسار:

روایت ہے حضرت بلال بن یسار ابن زید سے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے میرے دادا سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو یہ پڑھا کرے معافی مانگتا ہوں اس اللہ سے جس کے سواء کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہے قائم رکھنے والا ہے اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں تو اس کی بخشش کردی جائے گی اگرچہ وہ جہاد سے بھاگا ہو (ترمذی، ابوداؤد) لیکن ابوداؤد کے نزدیک راوی ہلال ابن یسار ہیں اور ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۲) بلال ابن عبداللہ:

حضرت سالم بھی عبداللہ ابن عمر کے بیٹے اور بلال ابن عبداللہ کے بھائی ہیں۔۔

روایت ہے حضرت بلال ابن عبداللہ ابن عمر سے وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عورتوں کو ان کے مسجدوں کے حصوں سے نہ روکو جب تم سے اجازت مانگیں یوں بلال بولے کہ خدا کی قسم ہم تو روکیں گے تب ان سے حضرت عبداللہ نے کہا میں تو کہتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تم کہتے ہو کہ ہم ان کو روکیں گے۔

(۳) بسر ابن محجن:

ایک صحابی محجن نامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مجلس میں حاضر تھے اذان ہوئی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی وہ بیٹھے رہ گئے، ارشاد فرمایا: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے کیا چیز مانع ہوئی کیا تم مسلمان نہیں ہو۔ عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ہوں تو مگر میں نے گھر پڑھ لی تھی، ارشاد فرمایا: جب نماز پڑھ کر مسجد میں آؤ اور نماز قائم کی جائے تو لوگوں کے ساتھ پڑھ لو اگرچہ پڑھ چکے ہو۔

(الموطأ لإمام مالك، كتاب صلاة الجماعة، باب إعادة الصلاة مع الإمام، الحديث: ٢٠٢، ج١، ص١٣٥، و مشكاة المصابيح

، کتاب الصلاۃ باب من صلی صلاۃ مرتین، الحدیث: ۱۱۵۳، ج ۱، ص ۴۲۸)

(۴) بہز ابن حکیم:

بہز اور ان کے والد حکیم دونوں تابعی ہیں، ہاں بہز کے دادا معاویہ ابن عیدہ صحابی ہیں جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بصرہ میں رہے، خراسان میں وفات پائی، یہاں جدہ کا مرجع بہز ہیں یعنی حکیم نے اپنے والد جو بہز کے دادا ہیں (اشعہ)

اکثر محدثین آپ کو ثقہ کہتے ہیں مگر مسلم، بخاری نے ان کی روایت اپنی کتاب میں نہ لی، ابن عدی کہتے ہیں کہ ان کی کوئی روایت منکر نہیں۔ (مرقات واشعہ)

روایت ہے بہز ابن حکیم سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں کس سے سلوک کروں فرمایا اپنی ماں سے میں نے عرض کیا پھر کس سے فرمایا پھر اپنی ماں سے میں نے عرض کیا پھر کس سے فرمایا اپنی ماں سے میں نے عرض کیا پھر کس سے فرمایا اپنے باپ سے پھر درجہ بدرجہ قرابت داروں سے (ترمذی، ابوداؤد)

روایت ہے حضرت بہز ابن حکیم سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ غصہ ایمان کو ایسا بگاڑ دیتا ہے جیسے ایلوا (تمہ) شہد کو۔

(۵) بشر ابن مروان:

روایت ہے حضرت عمارہ ابن رویبہ سے کہ آپ نے بشر ابن مروان کو منبر پر اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے دیکھا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں ہاتھوں کو خراب کرے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اس سے زیادہ نہ کرتے تھے کہ اپنے ہاتھ سے یوں اشارہ کریں اور اپنے کلمے کی انگلی سے اشارہ کیا (مسلم)

(۶) بشر ابن رافع:

روایت ہے حضرت عبادہ ابن صامت سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی جنازے کے ساتھ جاتے تو نہ بیٹھتے حتی کہ میت قبر میں رکھ دی جاتی آپ کے سامنے ایک یہودی پادری آیا عرض کیا کہ اے محمد ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں فرمایا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھنے لگے اور فرمایا کہ ان کی مخالفت کرو۔ (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ) ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور بشر ابن رافع راوی قوی نہیں ہے۔

(۷) بشیر ابن ابی مسعود:

روایت ہے حضرت ابن شہاب سے کہ حضرت عمر ابن عبدالعزیز نے عصر کچھ دیر سے پڑھی تو ان سے عروہ نے کہا کہ حضرت جبریل اترے انہوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے نماز پڑھی حضرت عمر نے ان سے کہا کہ جو کہتے ہو سمجھ کے کہو اے عروہ وہ بولے میں نے بشیر ابن ابی مسعود کو کہتے ہوئے سنا انہوں نے ابی مسعود کو سنا کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اترے حضرت جبریل انہوں نے میری امامت کی میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی پھر انکے ساتھ نماز پڑھی پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی اپنی انگلیوں پر پانچ نمازیں گناتے تھے۔ (مسلم، بخاری)

(۸) بشیر ابن میمون:

روایت ہے بشیر ابن میمون سے وہ اپنے چچا اسامہ ابن اخدری سے راوی کہ ایک شخص کو اصرم کہا جاتا تھا وہ اس جماعت میں تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا نام کیا ہے وہ بولے اصرم فرمایا بلکہ تم زرعہ ہو (ابوداؤد) اور کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عاص عزیز عتلہ شیطان حکم عراب حباب شہاب نام تبدیل فرمائے اور کہا کہ میں نے ان کی اسنادیں مختصر کرنے کے لیے چھوڑ دیں۔

(۹) بجالۃ بن عبدہ:

آپ بجالۃ بن عبدہ تمیمی العنبری ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دور پایا مگر زیارت نہ کرسکے' آپ نے حدیث کا سماع سیدنا عبداللہ بن عباس' عبدالرحمن بن عوف اور سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے کیا' آپ سے سماع حدیث کرنے والوں میں عمرو بن دینار اور قتادہ بن دعامہ شامل ہیں' بقول امام ابوزرعہ روایت حدیث میں ثقہ تھے۔ امام بخاری' ابوداؤد' ترمذی اور نسائی نے آپ سے احادیث لیں۔

(التاریخ الکبیر للبخاری جلد 2 صفحہ 146' رقم الحدیث: 1997) (تہذیب التہذیب لابن حجر جلد 1 صفحہ 365' رقم الحدیث: 771)

(۱۰) ابوبردہ

روایت ہے حرمت ابوبردہ ابن ابوموسیٰ سے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعے کی ساعت کے بارے میں فرماتے سنا کہ وہ امام کے بیٹھنے سے ادائے نماز کے درمیان ہے

(صحیح مسلم، کتاب الجمعۃ، باب فی الساعۃ التی فی یوم الجمعۃ، الحدیث: ۸۵۳، ص ۴۲۴)

روایت ہے حضرت ابو بردہ ابن موسیٰ سے فرماتے ہیں میں مدینہ منورہ آیا تو حضرت عبداللہ ابن سلام سے ملا آپ نے فرمایا تم اس جگہ رہتے ہو جہاں سود پھیلا ہوا ہے تو اگر تمہارا کسی پر کچھ حق ہو پھر وہ تمہیں بھوسے یا جو کا بوجھ دے یا چارے کا گٹھا دے تو ہرگز نہ لو کہ یہ سود ہے (بخاری)

(۱۱) ابوبکر ابن عیاش:

بڑے پائے کے محدث اور بے حد مشہور و ممتاز عابد و زاہد تھے اور بادشاہِ وقت اور اس کے گورنروں کو نصیحت کرنے میں بڑے بے خوف اور نڈر رہتے اپنی وفات کے وقت اپنی لڑکی اور لڑکے سے فرمایا کہ میری پیاری بیٹی! تم کیوں روتی ہو؟ کیا تم ڈرتی ہو کہ تمہارے باپ کو عذاب دیا جائے گا؟ اے نورِ نظر! تم کو کیا خبر میں نے اپنے مکان کے اس ایک کونے میں ۲۴ ہزار مرتبہ قرآن مجید ختم کیا ہے۔ بیٹا ابراہیم! تمہارے باپ نے زندگی بھر کوئی بے حیائی کا کام نہیں کیا ہے اور تیس برس سے مسلسل میں ایک ختم روزانہ قرآن مجید پڑھتا رہا ہوں۔ خبردار! اس بالا خانے پر ہرگز تم گناہ کا کام مت کرنا کیونکہ اس بالا خانے میں میں نے بارہ ہزار ختم قرآن مجید پڑھا ہے۔ یہ تقریر ختم کرتے ہی جمادی الاولیٰ ۱۹۲ھ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہو گیا۔ (شرح الکامل للنووی، تحت باب النھی عن الروایۃ۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۱۰)

(۱۲) ابوبکر بن عبداللہ بن زبیر:

آپ ابوبکر بن عبداللہ بن زبیر بن العوام القرشی ہیں، آپ نے اپنے جد زبیر بن عوام سے سماع حدیث کیا، آپ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔ امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں آپ سے حدیث لی، آپ سے سماع حدیث کرنے والوں میں عثمان بن حکیم اور ابن ابی خیرہ شامل ہیں۔ (فتح الباب فی الکنی والالقاب لابن مندہ، صفحہ 120) (تہذیب التہذیب لابن حجر، جلد 11 صفحہ 16، رقم الحدیث:136) (الکاشف للذھبی جلد 2 صفحہ 410، رقم الحدیث:6524)

(۱۳) ابوبکر ابن عبدالرحمن:

روایت ہے حضرت ابوبکر ابن عبدالرحمن سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ام سلمہ سے نکاح کیا اور وہ آپ کے پاس رہیں تو فرمایا کہ تمہاری وجہ سے تمہارے قبیلہ والوں کی حقارت نہیں اگر تم چاہو تو تمہارے پاس سات دن قیام کروں اور باقی بیویوں کے پاس بھی سات دن قیام کروں اور اگر تم چاہو تو تمہارے تین دن قیام کروں پھر دورہ کروں وہ بولیں کہ تین دن قیام فرمائیں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ کنواری کے لیے سات دن ہیں اور بیوہ کے لیے تین دن (مسلم)

(۱۴) ابوالبختری:

ابوالبختری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ ہلاک نہیں کیے جائیں گے یہاں تک کہ اپنے آپ کو معذور بنائیں (ابوداؤد)

صحیح مسلم شریف میں ابوالبختری سعید بن فیروز سے ہے: ہم عمرے کو چلے جب بطنِ نخلہ میں اُترے ہلال دیکھا، کوئی بولا تین رات کا ہے، کسی نے کہا دو ۲ رات کا، عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملے اُن سے عرض کی کہ ہم نے ہلال دیکھا، کوئی کہتا ہے تین شب کا مدار ہے کوئی دو شب کا۔ فرمایا: تم نے کس رات دیکھا؟ ہم نے کہا فلاں شب۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا مدار رؤیت پر رکھا ہے تو وہ اسی رات کا ہے جس رات نظر آیا۔

(صحیح مسلم باب بیان انہ لا اعتبار بکرہ الہلال وصغرہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۴۸)

(۱) بریرہ:

حضرتِ بَرِیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا باندی تھیں۔ اِن کے آقا نے ان کا نکاح حضرت مُغیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کروادیا اور کچھ عرصے کے بعد اِنہیں آزاد کردیا۔ آزاد ہونے کے بعد حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ حق حاصل ہوگیا کہ وہ چاہیں تو اپنے شوہر کے ساتھ رہیں یا علیحدگی اختیار فرمالیں۔ چنانچہ حضرتِ بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے علیحدگی کا ارادہ فرمایا، حضرت مُغیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زوجہ سے بہت محبت فرماتے تھے اور علیحدگی نہ چاہتے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے (حضرتِ بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے) فرمایا، بہتر ہے کہ تم اس سے رجوع کرلو۔ وہ عرض گزار ہوئیں، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! کیا آپ مجھے یہ حکم دیتے ہیں؟ فرمایا، میں سفارش کرتا ہوں۔ عرض کی مجھے اس (رجوع) کی حاجت نہیں۔ (صحیح بخاری، الحدیث ۵۲۸۳، ج ۳، ص ۴۸۹)

اُمّ المؤمنین حضرتِ سَیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رِوایت ہے کہ دو جہاں کے سلطان، سرورِ ذیشان، محبوبِ رحمٰن عَزَّ وَجَلَّ وَصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کی خدمت میں گائے کا گوشت حاضِر کیا گیا، کسی نے عَرض کی، یہ گوشت حضرتِ سَیِّدَتُنا بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر صَدَقہ ہوا تھا۔ فرمایا: ھُوَ لَھَا صَدَقَۃٌ وَلَنَا ھَدِیَّۃٌ۔ یعنی یہ بریرہ کے لیے صَدَقہ تھا ہمارے لیے ہِدیّہ ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، الحدیث ۱۰۷۵، ص ۵۴۱)

حدیث

روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ حضرت بریرہ میں تین شرعی حکم ہوئے ا۔ ایک حکم یہ کہ وہ آزاد کی گئیں تو

انہیں اپنے خاوند کے متعلق اختیار دیا گیا[2] اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ولا آزاد کرنے والے کے لیے ہے[3] اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے کہ ہانڈی گوشت سے ابل رہی تھی آپ کی خدمت میں روٹی اور گھر کا کوئی سالن پیش کیا گیا تو فرمایا کہ کیا مجھے گوشت کی ہانڈی نظر نہیں آرہی عرض کیا ہاں لیکن یہ وہ گوشت ہے جو بریرہ پر صدقہ کیا گیا اور حضور آپ صدقہ تو کھاتے نہیں تو فرمایا وہ ان پر صدقہ ہے ہمارے لیے ہدیہ ہے[4] (مسلم، بخاری)

شرح

ا۔ بریرہ رضی اللہ عنہا بروزن کریمہ صحابیہ ہیں، حضرت عائشہ صدیقہ کی مولاۃ یعنی آزاد کردہ لونڈی ہیں، آپ نے حضرت ابن عباس، عروہ ابن زبیر سے احادیث روایت کیں یعنی حضرت بریرہ کے ذریعہ ہم کو تین شرعی مسائل معلوم ہوئے۔

۲۔ حضرت بریرہ کے خاوند کا نام مغیث تھا جو پہلے غلام تھا حضرت بریرہ کے آزاد ہونے کے وقت آزاد ہو چکے تھے، جب آپ آزاد ہوئیں تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خیار عتق دیا کہ چاہیں نکاح باقی رکھیں یا فسخ کرادیں۔ معلوم ہوا کہ لونڈی کو آزادی پر خیار عتق ملتا ہے خاوند غلام ہو یا آزاد۔ اس کی پوری بحث ان شاءاللہ کتاب النکاح اور کتاب العتق میں آئے گی۔

۳۔ حضرت بریرہ ایک یہودی کی لونڈی تھیں جس نے آپ کو مکاتب کر دیا تھا کہ اتنا مال دو تو تم آزاد ہو، آپ مال دینے سے عاجز ہوئیں تو حضرت عائشہ صدیقہ سے عرض کیا آپ نے فرمایا تمہارا مال میں دے دیتی ہوں اپنے مالک سے کہو کہ تمہیں میرے ہاتھ فروخت کردے پھر میں تم کو آزاد کردوں گی ان کے مالک نے کہا کہ ہاں ہم فروخت تو کردیں گے مگر اس شرط سے کہ تمہاری ولاء یعنی آزاد کرنے کا حق ہم کو رہے یہ مسئلہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ولاء آزاد کرنے والے کو ہے نہ کہ فروخت کرنے والے کو، یہ دوسرا مسئلہ حضرت بریرہ کے ذریعہ معلوم ہوا ولاء کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اگر آزاد کردہ غلام لاوارث فوت ہوجائے تو میراث مولے کو ملتی ہے اسی طرح اگر مولی لاوارث فوت ہو تو یہ غلام میراث لیتا ہے۔

۴۔ یعنی بریرہ سے کہو کہ اپنے اس گوشت میں سے جو انہیں صدقہ ملا ہے ہم کو بھی دیں کیونکہ صدقہ ان پر ختم ہو چکا اب ہم کو بریرہ کی طرف سے ہدیہ ہو کر ملے گا جو ہمارے لیے مباح ہوگا۔ اس سے تین مسائل معلوم ہوئے: ایک یہ کہ بنی ہاشم کا آزاد کردہ غلام زکوۃ نہیں لے سکتا مگر دوسروں کا غلام زکوۃ لے سکتا ہے، چونکہ حضرت عائشہ قرشیہ تو تھیں مگر ہاشمیہ نہ تھیں اس لیے بریرہ کو صدقہ لینا درست ہوا۔ دوسرے یہ کہ اپنی بیوی یا بیوی کی لونڈی یا اولاد سے کچھ مانگنا جس میں ذلت نہ ہو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی جائز ہے چہ جائیکہ اور کوئی، جس سوال میں ممانعت ہے وہ ذلت والا

سوال ہے، دیکھو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرہ سے گوشت طلب فرمایا۔ تیسرے یہ کہ ملکیت بدل جانے سے حکم بدل جاتا ہے لہذا اگر فقیر کو زکوۃ دی گئی اس نے اس زکوۃ سے کسی غنی یا سید کی دعوت کر دی یا وہ زکوۃ کی رقم کسی مسجد سرائے یا کنوئیں پر خیرات کر کے لگادی تو جائز ہے کہ زکوۃ تو فقیر پر ختم ہوگئی اب یہ فقیر کی طرف سے ہدیہ ہے، دیکھو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ پر صدقہ کیا ہوا گوشت کھالیا کہ اب یہ ہدیہ ونذرانہ بن گیا تھا، اس سے بہت سے فقہی مسائل حل ہوسکتے ہیں۔ حضرت ابن عمر کو جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا صدقہ دیا ہوا گھوڑا فقیر سے خریدنے کو منع فرمادیا اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ آپ کو اس لیے رعایت دینا چاہتا تھا کہ آپ نے اسے صدقہ دیا تھا یہ رعایت کرانا ممنوع تھا لہذا احادیث میں تعارض نہیں۔

(۲) بسرہ:

روایت ہے حضرت بسرہ سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے عضو خاص کو چھوئے تو وضو کرے اسے مالک، احمد، ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

(۳) بہیسہ:

روایت ہے حضرت بہیسہ سے وہ اپنے والد سے راوی فرماتی ہیں کہ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ وہ کونسی چیز ہے جس کا منع کرنا جائز نہیں فرمایا پانی پھر عرض کیا یا نبی اللہ اور کون سی چیز ہے جس کا منع کرنا جائز نہیں فرمایا نمک عرض کیا یا نبی اللہ اور کون سی چیز ہے جس کا منع کرنا جائز نہیں فرمایا ہر اچھا کام کرنا تمہارے لیے بہتر ہے (ابوداود)

(۴) ام بجید:

ام بجید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہتی ہیں: میں نے عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! مسکین دروازہ پر کھڑا ہوتا ہے اور مجھے شرم آتی ہے کہ گھر میں کچھ نہیں ہوتا کہ اُسے دوں، ارشاد فرمایا: اُسے کچھ دیدے، اگرچہ کُھر جلا ہوا۔ (صحیح مسلم، کتاب الزھد...الخ، باب الدنیا سجن للمؤمن...الخ، الحدیث: ۲۹۶۴، ص ۱۵۸۴)

(۵) بنانہ:

حق یہ ہے کہ آپ تابعی ہیں، عبدالرحمن ابن حبان کی آزادہ کردہ لونڈی ہیں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت لیتی ہیں۔

ت ۔۔۔ صحابہ کرام

(۱) تمیم داری:

حضرت تمیم بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے نصرانی تھے پھر ۹ ھ میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ بہت ہی عبادت گزار تھے۔ ایک ہی رکعت میں قرآن مجید پڑھا کرتے تھے اور کبھی کبھی ایک ہی آیت کو رات بھر صبح تک نماز میں بار بار پڑھتے رہتے۔ حضرت محمد بن المنکدر کا بیان ہے کہ ایک رات سوتے رہ گئے اور نماز تہجد کے لیے نہیں اٹھ سکے تو انہوں نے اپنی اس کوتاہی کا کفارہ اس طرح ادا کیا کہ مکمل ایک سال تک رات بھر نہیں سوئے۔ پہلے مدینہ منورہ میں رہتے تھے پھر امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ملک شام میں چلے گئے اور اخیر عمر تک ملک شام ہی میں رہے۔ مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں سب سے پہلے انہوں نے قندیل جلائی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دجال کے جساسہ کا واقعہ ان سے سن کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سنایا۔

(اسد الغابۃ، تمیم بن اوس رضی اللہ عنہ، ج ۱، ص ۳۱۹) (والاکمال فی اسماء الرجال، حرف التاء، فصل فی الصحابۃ، ص ۵۸۸)

کرامت

چادر دکھا کر آگ بجھادی

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامتوں میں سے ایک مشہور اور مستند کرامت یہ ہے کہ امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں جب پہاڑ کے ایک غار سے ایک قدرتی آگ نمودار ہوئی تو امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اپنی چادر عطا فرمائی، یہ چادر لے کر جب آگ کے قریب پہنچے تو آگ بجھتی ہوئی پیچھے کو ہٹتی چلی گئی یہاں تک کہ آگ غار کے اندر داخل ہوگئی اور یہ خود بھی آگ کو چادر سے دفع کرتے ہوئے غار میں گھستے چلے گئے جب یہ آگ کو بجھا کر حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ اے تمیم داری! رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی دن کے لئے ہم نے تم کو چھپا رکھا تھا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء ۔۔۔ الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ ۔۔۔ الخ، ص ۶۲۱)

روایت ہے حضرت تمیم داری سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین خیر خواہی ہے تین بار فرمایا ہم نے عرض کیا کہ کس کی فرمایا اللہ کی اس کی کتاب کی اور اس کے رسول کی اور مسلمانوں کے اماموں کی اور عوام کی (مسلم)

تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی: یعنی ہم خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے

ناگاہ ایک اونٹ دوڑتا آیا یہاں تک کہ حضور کے سر مبارک کے قریب آ کر کھڑا ہوا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اونٹ! ٹھہر اگر تو سچا ہے تو تیرے سچ کا پھل تیرے لیے ہے اور جھوٹا ہے تو تیرے جھوٹ کا وبال تجھ پر ہے، اس کے ساتھ یہ بات بیشک کہ جو ہماری پناہ میں آئے اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے امان رکھی ہے اور جو ہمارے حضور التجا لائے وہ نامرادی سے بری ہے۔ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ اونٹ کیا عرض کرتا ہے؟ فرمایا: اس کے مالکوں نے اسے حلال کر کے کھالینا چاہا تھا یہ ان کے پاس سے بھاگ آیا اور تمہارے نبی کے حضور فریاد لایا۔ ہم یوں ہی بیٹھے تھے کہ اتنے میں اس کا مالک یا کہا اس کے مالک دوڑتے آئے، اونٹ نے جب انہیں دیکھا پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سرانور کے پاس آ گیا اور حضور کی پناہ پکڑی، اس کے مالکوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہمارا اونٹ تین دن سے بھاگا ہوا ہے آج حضور کے پاس ملا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سنتے ہو اس نے میرے حضور نالش کی ہے اور بہت ہی بری نالش ہے۔ وہ بولے: یارسول اللہ! یہ کیا کہتا ہے؟ فرمایا: یہ کہتا ہے کہ وہ برسوں تمہاری امان میں پلا گرمی میں اس پر اسباب لاد کر سبزہ ملنے کی جگہ تک جاتے اور جاڑے میں گرم مقام تک کوچ کرتے، جب وہ بڑا ہوا تو تم نے اسے سانڈ بنالیا اللہ تعالیٰ نے اس کے نطفے سے تمہارے بہت اونٹ کردیے جو چرتے پھرتے ہیں، اب جو اسے یہ شاداب برس آیا تم نے اسے ذبح کر کے کھالینا چاہا۔ وہ بولے: یارسول اللہ! خدا کی قسم! یونہی ہوا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: نیک مملوک کا بدلہ اس کے مالکوں کی طرف سے یہ نہیں ہے۔ وہ بولے: یارسول اللہ! تو ہم اسے نہ بیچیں گے نہ ذبح کریں گے۔ فرمایا: غلط کہتے ہو اس نے تم سے فریاد کی تو تم اس کی فریاد کو نہ پہنچے اور میں تم سے زیادہ اس کا مستحق ولائق ہوں کہ فریادی پر رحم فرماؤں اللہ عزوجل نے منافقوں کے دلوں سے رحمت نکال لی اور ایمان والوں کے دلوں میں رکھی ہے، پس حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ اونٹ ان سے سو روپے کو خرید لیا اور اس سے ارشاد فرمایا: اے اونٹ! چلا جا کہ تو اللہ عزوجل کے لئے آزاد ہے۔ یہ سن کر اس نے سر اقدس پر اپنی بولی میں کچھ آواز کی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آمین کہی۔ اس نے دوبارہ آواز کی حضور نے پھر آمین کہی۔ اس نے سہ بارہ عرض کی حضور نے پھر آمین کہی اس نے چوتھی بار کچھ آواز کی اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گریہ فرمایا۔ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ کیا کہتا ہے؟ فرمایا: اس نے کہا اے نبی اللہ! اللہ عزوجل حضور کو اسلام وقران کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے میں نے کہا آمین، پھر اس نے کہا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حضور کی امت سے خوف دور کرے جس طرح حضور نے میر خوف دور کیا میں نے کہا آمین۔ پھر اس نے کہا اللہ جل وعلا حضور کی امت کے خون ان کے دشمنوں کے ہاتھوں سے محفوظ رکھے (کہ کفار کبھی انہیں استیصال نہ کرسکیں) جیسا حضور نے میرا خون بچایا، میں نے کہا آمین پھر اس نے کہا اللہ سبحانہ امت والا کی سختی انکے آپس میں نہ رکھے (باہمی خونریزی سے دور رہیں)، اس پر میں نے گریہ فرمایا کہ یہ سب مرادیں میں اپنے رب عزوجل سے مانگ چکا اور اس نے مجھے عطا فرمادیں مگر

پچھلی منع فرمائی اور مجھے جبرائیل امین علیہ الصلوۃ والتسلیم نے اللہ عزوجل کی طرف سے خبر کردی کہ میری امت کی فنا تلوار سے ہے۔ قلم چل چکا شدنی پر۔ یوں ہی کتاب الترغیب والترھیب میں امام حافظ ذکی الدین عبدالعظیم منذری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے وارد ہے۔ (ت) (الترغیب والترھیب الترغیب فی الشفقۃ علی خلق اللہ تعالیٰ مصطفی البابی مصر ۳/۸-۲۰۷)

اور حضرت سیدنا تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالَم کے مالک ومختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا، جو رات میں دس آیتیں پڑھے گا اس کے لئے ایک قنطار ثواب لکھا جائے گا اور ایک قنطار دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے۔ پھر جب قیامت قائم ہوگی تو اللہ عزوجل اس شخص سے فرمائے گا قرآن پڑھتے جاؤ اور درجات طے کرتے جاؤ، (تمہارے لئے) ہر آیت کے بدلے ایک درجہ ہے، یہاں تک کہ جو آخری آیت اسے یاد ہوگی اتنے درجات طے کرتا جائے گا۔ اللہ عزوجل اس بندے سے فرمائے گا تھام لے تو وہ بندہ عرض کریگا، یا اللہ عزوجل تُو خوب جاننے والا ہے۔ اللہ عزوجل فرمائے گا، اس خلد (ہمیشگی) اور ان نعمتوں کو تھام لے۔ (طبرانی کبیر، رقم ۱۲۵۳، ج۸، ص۵۰)

ت۔۔۔تابعین کرام

(۱) ابو تمیمہ:

روایت ہے حضرت ابو تمیمہ سے فرماتے ہیں کہ میں حضرت صفوان اور انکے ساتھیوں کے پاس گیا جب کہ حضرت جندب انہیں وصیت کررہے تھے لوگوں نے کہا کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو اپنی شہرت چاہے گا اللہ قیامت کے دن اس کی شہرت کردے گا جو مشقت میں ڈالے گا اللہ قیامت کے دن اس پر مشقت ڈالے گا لوگوں نے کہا ہم کو وصیت کیجئے فرمایا انسان کی پہلی چیز جو بگڑتی ہے وہ اس کا پیٹ ہے تو جو طاقت رکھے کہ طیب کے سوا کچھ نہ کھائے وہ ضرور ایسا کرے اور جو طاقت رکھے کہ اس کے اور جنت کے درمیان مٹھی بھر خون آڑ نہ بنے جسے وہ بہائے تو وہ ایسا ضرور کرے (بخاری)

☆☆☆☆☆

ث۔۔۔صحابہ کرام

(۱) ثابت ابن قیس ابن شماس:

یہ مدینہ منورہ کے انصاری ہیں اور خاندان بنی خزرج سے ان کا نسبی تعلق ہے۔ اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فہرست میں ان کا نام نامی بہت ہی مشہور ہے۔ یہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خطیب تھے اور ان کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بہترین زندگی پھر شہادت پھر جنت کی بشارت دی تھی ۔ ۱۲ھ میں جنگ یمامہ کے دن مسیلمۃ الکذاب کی فوجوں سے جنگ کرتے ہوئے شہادت سے سربلند ہو گئے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الثاء، فصل فی الصحابۃ، ص ۵۸۸)(واسد الغابۃ، ثابت بن قیس، ج ۱، ص ۴۴۰)

کرامت

موت کے بعد وصیت

ان کی یہ ایک کرامت ایسی بے مثل کرامت ہے کہ اس کی دوسری کوئی مثال نہیں مل سکتی۔ شہید ہو جانے کے بعد آپ نے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خواب میں یہ فرمایا کہ اے شخص! تم امیر لشکر حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میرا یہ پیغام کہہ دو کہ میں جس وقت شہید ہوا میرے جسم پر لوہے کی ایک زرہ تھی جس کو ایک مسلمان سپاہی نے میرے بدن سے اتار لیا اور اپنے گھوڑا باندھنے کی جگہ پر اس کو رکھ کر اس پر ایک ہانڈی اوندھی کر کے اس کو چھپا رکھا ہے لہٰذا امیر لشکر میری اس زرہ کو برآمد کر کے اپنے قبضے میں لے لیں اور تم مدینہ منورہ پہنچ کر امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میرا یہ پیغام کہہ دینا کہ جو مجھ پر قرض ہے وہ اس کو ادا کر دیں اور میرا فلاں غلام آزاد ہے۔ خواب دیکھنے والے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا خواب حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا تو انہوں نے فوراً ہی تلاشی لی اور واقعی ٹھیک اسی جگہ سے زرہ برآمد ہوئی جس جگہ کا خواب میں آپ نے نشان بتایا تھا اور جب امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خواب سنایا گیا تو آپ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کو نافذ کرتے ہوئے انکا قرض ادا فرما دیا اور انکے غلام کو آزاد قرار دے دیا۔

مشہور صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ خصوصیت ہے جو کسی کو بھی نصیب نہیں ہوئی کیونکہ ایسا کوئی شخص بھی میرے علم میں نہیں ہے کہ اس کے مرجانے کے بعد خواب میں کی ہوئی اس کی وصیت کو نافذ کیا گیا ہو۔ (حاشیۃ الصاوی علی تفسیر الجلالین، سورۃ الحجرات، تحت الآیۃ: ۳، ج ۵، ص ۱۹۸۸)

(واسد الغابۃ، ثابت بن قیس، ج ۱، ص ۳۴۰) (کتاب الروح ابن جوزی)

روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ ثابت ابن قیس ابن شماس انصار کے خطیب تھے جب یہ آیت اتری کہ اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو آخر آیت تک تو جناب ثابت اپنے گھر میں بیٹھ رہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے غیر حاضر ہو گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب سعد ابن معاذ سے پوچھا فرمایا ثابت کو کیا ہوا کیا وہ بیمار ہیں تب سعد ان کے پاس گئے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بیان فرمایا تو ثابت بولے کہ یہ آیت نازل ہو چکی ہے اور تم جانتے ہو کہ میں تم سب میں حضور کی بارگاہ میں اونچی آواز والا ہوں تو میں تو دوزخیوں میں سے ہوں یہ ماجرا حضرت سعد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ وہ تو جنت والوں سے ہیں (مسلم)

حضرت جویریہ بنت حارث ۵ھ پانچ ہجری میں غزوہ مریسیع میں، گرفتار ہو کر آئیں اور حضرت ثابت ابن قیس کے حصہ میں آئیں، انہوں نے آپ کو مکاتب کر دیا، حضور انور نے آپ کی کتابت کا روپیہ ادا کر کے آپ کو آزاد کر کے آپ سے نکاح کر لیا لہذا آپ ام المؤمنین ہیں، آپ کا پہلا نام برہ تھا حضور انور نے بدل کر جویریہ نام رکھا، آپ نے پینسٹھ سال عمر پائی، ربیع الاول ۵۶ھ چھپن میں وفات ہوئی، آپ کے بہت فضائل ہیں۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی شیریں، ملیح اور صاحب حسن و جمال عورت تھیں۔ جب سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں، تو انہوں نے سب سے پہلی بات یہ کہی کہ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں مسلمان ہو کر حاضر ہوئی ہوں، اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک رسولہ اور میں حارث بن ابی ضرار کی بیٹی ہوں جو اس قبیلہ کا سردار اور پیشوا تھا، اب لشکر اسلام کے ہاتھوں میں قید ہوں، اور حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں آگئی ہوں، اور انہوں نے مجھے اتنے مال پر مکاتب (مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس نے اپنے آقا سے مال کی ادائیگی کے بدلے آزادی کا معاہدہ کیا ہوا ہو۔ مختصر القدوری، کتاب المکاتب، ص ۲۷۶) بنایا ہے کہ میں اسے ادا نہیں کر سکتی، میں امید رکھتی ہوں کہ میری اعانت فرمائی جائے تاکہ کتابت (یعنی آزادی کی قیمت) کی رقم ادا کر سکوں، فرمایا: میں ادا کر دوں گا اور اس سے بھی بہتر تمہارے ساتھ سلوک کروں گا۔ عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس سے بہتر کیا ہوگا؟ فرمایا: کتابت کی رقم دے کر تمہیں حبالہ عقد میں لا کر زوجیت کا شرف بخشوں گا۔ اس کے بعد کسی کو ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا کہ وہ کتابت کی رقم ادا کرے، پھر آزادی کے بعد ان سے نکاح کیا اور ان کا مہر چار سو درہم مقرر فرمایا اور ایک قول یہ ہے کہ ان کا مہر بنی المصطلق کے قیدیوں کی آزادی کو بنایا۔ (مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم، در ذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۸۰)

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ اونچا سنتے تھے اس لئے جب وہ مجلس شریف میں حاضر ہوتے تو صحابہ

انہیں آگے جگہ دے دیا کرتے تھے۔ ایک دن جب وہ دربارِ رسالت میں آئے تو مجلس پر ہو چکی تھی، لیکن وہ لوگوں کو ہٹاتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب پہنچ گئے۔ مگر پھر بھی ایک آدمی ان کے اور حضور کے درمیان رہ گیا۔ حضرت ثابت بن قیس اس کو بھی ہٹانے لگے لیکن وہ شخص اپنی جگہ سے بالکل نہیں ہٹا تو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے غصہ میں بھر کر پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو اس شخص نے کہا کہ فلاں آدمی ہوں۔ یہ سن کر حضرت ثابت بن قیس نے حقارت کے لہجے میں کہا کہ اچھا تو فلانی عورت کا لڑکا ہے۔ یہ سن کر اس شخص نے شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا اور اس کو بڑی تکلیف ہوئی اس موقع پر مندرجہ ذیل آیت نازل ہوئی۔

اور حضرت ضحاک سے منقول ہے کہ قبیلہ بنی تمیم کے کچھ لوگ بہترین پوشاک پہن کر بصورت وفد بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آئے اور جب ان لوگوں نے اصحاب صفہ کے غریب و مفلس مسلمانوں کو فرسودہ حال دیکھا تو ان کا مذاق اُڑانے لگے اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر خزائن العرفان، ص ۹۲۹، پ ۲۶، الحجرات: ۱۱)

(۲) ثابت ابن ضحاک:

ایک صحابی تھے۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی کنیت ابوزید تھی۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ قبیلہ اشہل سے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ بعثت نبوی کے تیسرے سال پیدا ہوئے۔ غزوہ حمراء الاسد اور خندق میں حصہ لیا۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے چودہ احادیث کی روایت ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے شام میں سکونت اختیار کرلی۔ پھر شام سے بصرہ منتقل ہو گئے اور وہیں پر مستقل سکونت پزیر ہو گئے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے زمانے میں وفات پائی۔ (آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا)

ثابت بن ضحاک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانہ میں منت مانی تھی کہ بُوانہ (ایک جگہ کا نام ہے) میں ایک اونٹ کی قربانی کریگا۔ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہو کر اوس نے دریافت کیا؟ ارشاد فرمایا: کیا وہاں جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی بت ہے جس کی پرستش (عبادت) کی جاتی ہے؟ لوگوں نے عرض کی نہیں۔ ارشاد فرمایا: کیا وہاں جاہلیت کی عیدوں میں سے کوئی عید ہے؟ لوگوں نے عرض کی نہیں۔ ارشاد فرمایا: اپنی منت پوری کر اس لیے کہ معصیت (گناہ) کے متعلق جو منّت ہے اوس کو پورا نہ کیا جائے اور نہ وہ منّت جس کا انسان مالک نہیں۔

(سنن أبي داود، کتاب الأیمان والنذور، باب مایؤمر بہ من الوفاء بالنذر، الحدیث: ۳۳۱۳، ج ۳، ص ۳۲۲)

ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: مومن پر

لعنت کرنا اس کے قتل کی مثل ہے اور جو شخص مومن مرد یا عورت پر کفر کی تہمت لگائے تو یہ اس کے قتل کی مثل ہے۔

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۳۳۰، ج ۲، ص ۷۳)

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی ذات کو کسی چیز سے قتل کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں اسی چیز سے عذاب دے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم قتل الانسان۔۔۔ الخ، الحدیث: ۱۷۷، ص ۶۹)

روایت ہے حضرت ثابت ابن ضحاک سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اسلام کے سوا کسی دین پر جھوٹی قسم کھائے تو وہ ایسا ہے جیسا کہے اور کسی انسان پر اپنی غیر مملوک میں نذر نہیں اور جو کسی چیز سے اپنے کو قتل کرے دنیا میں تو اسے اسی چیز سے قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور جو کسی مسلمان پر لعنت کرے تو وہ اس کے قتل کی طرح ہے اور جو کسی مسلمان کو کفر کی تہمت لگائے تو وہ اس کے قتل کی طرح ہے اور جو جھوٹا دعوی کرے تاکہ اس سے مال بڑھائے تو اللہ نہ بڑھائے گا مگر کمی (مسلم، بخاری)

(۳) ثابت ابن وحداح:

قبیلہ بلی کے خاندان انیف سے تھے۔ ہجرت مسلمان ہوئے اور بہت سی جنگوں میں حصہ لیا۔ جنگ احد میں جب مسلمان بدل ہو کر لڑائی سے کترانے لگے تو حضرت ثابت نے انتہائی ثابت قدمی کا ثبوت دیا اور چلا چلا کر مسلمانوں کو جنگ کے لیے ابھارتے رہے۔ قریش مکہ کے چند جانباز شجاعوں نے ان کی شجاعت دیکھ کر ان پر حملہ کر دیا۔ تاکہ مسلمانوں کی ہمت افزائی کرنے والا کوئی باقی رہے۔ چنانچہ آپ حضرت خالد کے نیزے سے جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے، زخمی ہو کر گر پڑے۔ گھر لا کر علاج کیا گیا تو عارضی طور پر تندرست ہو گئے۔ لیکن جنگ حدیبیہ کے بعد زخم پھر ابھر آئے اور وفات پا گئے۔ صدقہ اور سخاوت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ کئی مرتبہ مالی قربانی دی اور اللہ کی راہ میں بے شمار دولت خیرات کی۔

(۴) ثوبان بن بجدد:

آپ صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ہیں، آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے، یمن کے قبیلہ حمیر سے ہیں، آپ کا تعلق سعد عشیرہ قبیلے سے تھا جو مذحج کی ایک شاخ تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو خرید کر آزاد کر دیا مگر آپ نے آقا کے ساتھ ہی رہنا پسند کیا، آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے، آقا کے وصال کے بعد شام چلے گئے، مقام رملہ میں رہائش پذیر

ہوئے'54ہجری میں وصال پایا۔(اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 357 'رقم الحدیث:624)

(۵) ثمامہ ابن اثال:

حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لا کر کہنے لگے کہ اے محمد(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) خدا کی قسم! پہلے میرے نزدیک روئے زمین پر کوئی چہرہ آپ کے چہرہ سے زیادہ مبغوض نہیں تھا لیکن آج آپ کا وہی چہرہ مجھے سب چہروں سے زیادہ محبوب ہے۔ خدا کی قسم! میرے نزدیک کوئی دین آپ کے دین سے زیادہ مبغوض نہ تھا۔ مگر اب آپ کا وہی دین میرے نزدیک سب دینوں سے زیادہ محبوب ہے۔ خدا کی قسم! میرے نزدیک کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ مبغوض نہ تھا۔ لیکن اب آپ کا وہی شہر میرے نزدیک تمام شہروں سے زیادہ محبوب ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب وفد بنی حنیفۃ۔۔۔الخ، الحدیث: ۴۳۷۲، ج۳، ص۱۳۱)

(٦) ابو ثعلبہ:

حضرتِ سیدنا اُمَیَّہ شَعبانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرتِ سیدنا ابو ثعلبہ خُشنی رضی اللہ عنہ سے پوچھا اے ابو ثعلبہ! آپ اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں: عَلَيۡكُمۡ اَنۡفُسَكُمۡ ترجمۂ کنزالایمان: تم اپنی فکر رکھو۔

(پ ۷، المائدۃ: ۱۰۵)

تو انہوں نے فرمایا، خدا کی قسم! تم نے ایک باخبر شخص سے سوال کیا ہے جب میں نے سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو یہاں تک کہ جب تم دیکھو کہ لالچ کی اطاعت اور خواہشات نفسانی کی اتباع کی جا رہی ہے اور دنیا کو ترجیح دی جا رہی ہے اور ہر شخص اپنی رائے کو پسند کرتا ہے تو تم اپنے آپ کو دیکھو اور عوام کو چھوڑ دو پھر تمہارے بعد کچھ دن ایسے آئیں گے کہ ان میں صبر کرنے والا اپنے ہاتھ میں انگارہ پکڑنے والے کی طرح ہوگا اور ان دنوں میں عمل کرنے والے کو اس کی مثل عمل کرنے والے پچاس لوگوں کا اجر دیا جائے گا۔(ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب قول تعالیٰ علیکم انفسکم، رقم ۴۰۱۴، ج۴، ص۳۶۵)

حضرت سیّدُنا ابو ثعلبہ خُشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے رسول اللہ عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم سے اس آیت: لَا يَضُرُّكُمۡ مَّنۡ ضَلَّ اِذَا اهۡتَدَيۡتُمۡ ترجمۂ کنزالایمان: تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا جو گمراہ ہوا جب کہ تم راہ پر ہو۔ (پ ۷، المائدۃ: ۱۰۵) کی تفسیر پوچھی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: اے ابو ثعلبہ! نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو اگر تم دیکھو کہ بخل کی اطاعت اور خواہشِ نفس کی اتباع کی جاتی ہے، دنیا کو ترجیح دی جاتی ہے

اور ہر ذی رائے اپنی رائے پر اِتراتا ہے، توتم اپنی فکر کرو اور عوام کو چھوڑ دو بے شک تمہارے بعد اندھیری رات کے ٹکڑے کی طرح فتنے ہیں اس وقت جو دین اختیار کریگا جس طرح تم نے اختیار کیا ہے تو اسے تم میں سے پچاس (کے ثواب کے برابر) ثواب ملے گا۔ (سنن ابی داود، کتاب الملاحم، باب الأمر والنھی، الحدیث ۴۳۴۱، ص ۱۵۳۹، بتغیر)

حضرت سیدنا ابوثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ جب منزل پر اُترتے تو منتشر ہو کر ٹھہرتے تھے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارا منتشر ہو کر ٹھہرنا شیطان کی جانب سے ہے۔ اس کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان جب کبھی کسی منزل پر اترتے تو مل کر ٹھہرتے۔

(سنن ابی داود، کتاب الجہاد، باب مایؤمر من انضمام العسکر، الحدیث ۲۶۲۸، ج ۳، ص ۵۸)

ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے کچھ باتیں فرض کیں انہیں ہاتھ سے نہ جانے دو اور کچھ حرام فرمائیں اُن کی حرمت نہ توڑ و اور کچھ حدیں باندھیں اُن سے آگے نہ بڑھو اور کچھ چیزوں سے بے بھولے سکوت فرمایا اُن میں کاوش نہ کرو۔ (سنن الدارقطنی باب الرضاع مطبوعہ نشرالسنۃ ملتان ۴ / ۱۸۴)

ابوثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے: الفاظ امام ترمذی کے ہیں فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مجوسیوں کی ہانڈیوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: انہیں دھو کر پاک کرلو اور ان میں پکاؤ۔ (ت)

(جامع ترمذی باب ماجاء فی الاکل فی آنیۃ الکفار مطبوعہ کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲ / ۲)

ث۔۔۔تابعین عظام

(۱) ثابت ابن ابی صفیہ:

روایت ہے حضرت ثابت ابن ابی صفیہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے ابوجعفر سے جو محمد باقر ہیں عرض کیا آپ کو حضرت جابر نے خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک بار دو دو بار تین تین بار وضو کیا فرمایا ہاں (ترمذی، ابن ماجہ)

(۲) ثابت ابن اسلم:

حضرت سیِّدُنا ثابت بن اسلم بُنانی رضي اللہ تعالي عنہ تابعین بصرہ کے بڑے باوقار اور نامور علمائے حدیث میں سے تھے۔ آپ پر خوفِ الٰہی کا بڑا غلبہ تھا۔ جب بھی آپ کے سامنے جہنم کا تذکرہ کیا جاتا تو ایسے مضطرب ہوتے کہ تڑپنے لگتے اور بدن پر اتنا لرزہ طاری ہو جاتا کہ جسم کا کوئی نہ کوئی عضو الگ ہو جاتا۔ (اولیائے رجال الحدیث ص ۹۱)

(۳) ثمامہ ابن حزن:

روایت ہے حضرت ثمامہ ابن حزن قشیری سے فرماتے ہیں کہ میں دار کے دن حاضر تھا جب کہ ان پر حضرت عثمان نے جھانکا فرمایا میں تم کو اللہ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے یہاں سوا رومہ کنویں کے میٹھا پانی نہ تھا تو فرمایا کہ کون رومہ کنواں خریدے اور اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈولوں کے ساتھ کر دے بعوض جنت کی اس نعمت کے جو اس سے اچھی ہے تو اسے میں نے اپنے ذاتی مال سے خرید لیا اور تم آج مجھے اس کا پانی پینے سے روکتے ہو حتی کہ میں سمندر کا پانی پی رہا ہوں لوگ بولے ہاں ضرور پھر فرمایا کہ میں تم کو اللہ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ مسجد نمازیوں پر تنگ ہوگئی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آل فلاں کا علاقہ کون خریدے گا کہ اسے مسجد میں بڑھا دے جنت کی اس نعمت کی عوض جو اس سے بہتر ہے میں نے اسے اپنے ذاتی مال سے خرید لیا مگر تم آج مجھے اس میں دو رکعت پڑھنے سے روکتے ہو لوگ بولے ہاں ضرور انہوں نے فرمایا کہ میں تم کو اللہ تعالی اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے مال سے تنگی والے لشکر کو سامان دیا لوگ بولے ہاں ضرور فرمایا میں تم کو اللہ تعالی اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ کے ثبیر پہاڑ پر تھے اور حضور کے ساتھ ابو بکر اور عمر اور میں تھا تو پہاڑ ہلا حتی کہ اس کے پتھر نیچے گر گئے تو اسے حضور نے اپنے پاؤں سے ایڑی ماری فرمایا اے ثبیر ٹھہر جا کہ تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں لوگ بولے ہاں ضرور آپ نے فرمایا اللہ اکبر قسم رب کعبہ کی انہوں نے گواہی دے دی میں شہید ہوں یہ تین بار کہا (ترمذی، نسائی، دارقطنی)

(۴) ثور ابن یزید:

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے وہ شہر سنا ہے جس کا ایک کنارہ خشکی میں ہے اور اس کا دوسرا کنارا دریا میں لوگوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ اس پر اولاد اسحاق کے ستر ہزار غازی غزوہ کریں گے تو جب وہاں پہنچیں گے تو اتریں گے تو نہ تو ہتھیاروں سے جنگ کریں گے نہ کوئی تیر پھینکیں گے، کہیں گے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر تو اس کا ایک کنارہ گر جاوے گا ثور ابن یزید راوی کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا اس کے سوا کہ فرمایا وہ کنارہ جو دریا میں ہے پھر وہ دوبارہ کہیں گے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر تو ان کے لیے کھول دیا جاوے گا چنانچہ یہ لوگ غنیمت لیں گے جب وہ غنیمتیں تقسیم کر رہے ہوں گے تو اچانک ان تک ایک چیخ آئے گی کوئی کہے گا کہ دجال نکل آیا تو وہ ہر چیز چھوڑ دیں گے اور لوٹ جائیں گے (مسلم)

☆☆☆☆☆

ج۔۔۔صحابہ کرام

(۱) جابر ابن عبداللہ:

حضرت سیدُنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم مسجد نبوی شریف میں بیٹھے ہوئے تھے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَرْ، سلطانِ بَحر وبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین پر گھوم پھر کر ذکر کی مجلسوں میں ٹھہرتے ہیں لہٰذا جب تم جنت کی کیاریاں دیکھو تو ان میں سے کچھ پھول چن لیا کرو۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یارسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم! جنت کی کیاریاں کیا ہیں؟ فرمایا: ذکر کی مجالس، صبح وشام اللہ عزوجل کے ذکر میں مشغول رہو اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک اپنا مرتبہ جاننا چاہے تو وہ دیکھے کہ اسکے نزدیک اللہ عزوجل کا مرتبہ کیا ہے کیونکہ اللہ عزوجل بندے کو اسی مرتبہ میں رکھتا ہے جتنی بندے نے اللہ تعالیٰ کی یاد کو اپنے دل میں جگہ دی۔ (مجمع الزوائد، کتاب الاذکار، باب ماجاء فی مجالس الذکر، رقم ۱۶۷۶۸، ج ۱۰، ص ۷۶ بتصرف)

حضرتِ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا، کیا میں تمہاری ایسے عمل کی طرف رہنمائی نہ کروں جس کے سبب اللہ عزوجل خطاؤں کو مٹاتا ہے اور گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، کیوں نہیں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تو ارشاد فرمایا، دشواری کے وقت کامل وضو کرنا اور مسجد کی طرف کثرت سے آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء، رقم ۱۰۳۶، ج ۲، ص ۱۸۸)

حضرتِ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ہ خاتَمُ المُرسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق وامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا جو اذان سننے کے بعد یہ دعا پڑھے گا قیامت کے دن اسکے لئے میری شفاعت حلال ہوگی، اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَ اِنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ اِنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ، ترجمہ: اے اللہ عزوجل اے اس کامل دعوت اور قائم کی جانے والی نماز کے رب، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں اس مقام محمود پر پہنچا جسکا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب الدعاء عند النداء، رقم ۶۱۴، ج ۱، ص ۲۲۴)

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا، جس کے تین بچے مرجائیں پھر وہ ان پر صبر کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ہم نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اور دو بچے۔ فرمایا اور دو بھی۔

حضرت سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا آپ کا کیا خیال ہے اگر آپ ایک کے بارے میں سوال کرتے تو کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم آپ کی تائید فرماتے؟ توانہوں نے فرمایا، میرا خیال ہے کہ ضرور فرماتے۔ (مسند احمد، مسند جابر بن عبداللہ، رقم ۱۴۲۸۹، ج ۵، ص ۳۵)

روایت ہے حضرت جابر ابن عبداللہ سے فرماتے ہیں مجھے عمر ابن خطاب نے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میں یہودیوں عیسائیوں کو جزیرہ عرب سے نکال دوں گا حتی کہ اس میں نہ چھوڑوں گا مگر مسلمان کو (مسلم) اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اگر میں زندہ رہا تو ان شاء اللہ یہود وعیسائیوں کو جزیرہ عرب سے نکال دوں گا۔

روایت ہے حضرت جابر ابن عبداللہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا جب آدمی کوئی بات کرے پھر ادھر ادھر دیکھے تو وہ بات امانت ہے۔

(۲) جابر ابن سمرہ:

حضرت سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ میں نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ ایک ایسی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا جس میں حضرتِ سیدنا سمرہ اور حضرتِ سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ تعالی عنہما بھی شریک تھے۔ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ، بیشک بداخلاقی اور بدکلامی اسلام میں سے نہیں اور بیشک لوگوں میں اسلام کے اعتبار سے سب سے اچھا وہ ہے جو ان میں زیادہ اچھے اخلاق والا ہے۔
(المسند للامام احمد بن حنبل، رقم ۲۰۸۷۴، ج ۷، ص ۴۱۰)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت کو دیکھا جو کبوتر کے انڈے کی مقدار میں سرخ اُبھرا ہوا ایک غدود تھا۔ (شمائل ترمذی ص ۳ و ترمذی ج ۲ ص ۲۰۵)

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرۂ منور جمالِ الٰہی کا آئینہ اور انوارِ تجلّی کا مظہر تھا۔ نہایت ہی وجیہ، پر گوشت اور کسی قدر گولائی لئے ہوئے تھا۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ چاندنی رات میں دیکھا میں ایک مرتبہ چاند کی طرف دیکھتا اور ایک مرتبہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو دیکھتا تو مجھے آپ کا چہرہ چاند سے بھی زیادہ خوبصورت نظر آتا تھا۔

(الشمائل المحمدیۃ، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۹، ص ۲۴)

حضرتِ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: انسان کا اپنے بچے کو ادب سکھانا ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی ادب الولد، الحدیث ۱۹۵۸، ج ۳، ص ۳۸۲)

حضرت سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار بیٹھے بیٹھے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖ ؔلہ وسلم نے اپنا دستِ پُرانوار میرے چہرہ پر پھیرا میں نے اسے ٹھنڈا اور ایسی خوشبو دار ہوا کی طرح پایا جو کسی عطر فروش کے عطر دان سے نکلتی ہے۔(وسائل الوصول الی شمائل الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖ ؔلہ وسلم، الفصل الرابع فی صفۃ عرقہ.....الخ، ص ۸۵)۔

جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بارہ خلیفوں کے گزرنے تک اسلام غالب رہے گا اور وہ قریش سے ہوں گے۔

(صحیح مسلم مقدمۃ الکتاب باب الامارۃ باب الناس تبع لقریش قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۱۹)

(۳) جابر ابن عتیک:

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل کی راہ میں قتل کے علاوہ سات شہادتیں اور ہیں۔ جو طاعون میں مرے شہید ہے، جو ڈوب کر مرے شہید

ہے، جو ذات الجنب میں مرے شہید ہے، جو پیٹ کی بیماری میں مرے شہید ہے، جو آگ میں جل جائے شہید ہے، جو عمارت کے نیچے دب کر مرے شہید ہے اور جو عورت ولادت میں مرے شہید ہے۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الجنائز، باب عیادۃ المریض، الحدیث ۱۵۶۱، ج ۱، ص ۲۹۹)

(۴) جبار ابن صخر:

حضرت سیدنا جبار بن صخر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ہمیں اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ ہماری شرمگاہیں نظر آئیں۔(المستدرک، کتاب معرفۃ الصحابۃ رضوان اللہ، باب مناقب جبار بن صخر رضی اللہ عنہ، الحدیث: ۵۰۳۷، ج ۴، ص ۲۳۸)

(۵) جریر ابن عبداللہ:

حضرت جریر کے حق میں دعا

حضرت جریر بن عبداللہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے کی پیٹھ پر جم کر بیٹھ نہیں سکتے تھے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو ذوالخلصہ کے بت خانہ کو توڑنے کے لئے بھیجنا چاہا تو انہوں نے یہی عذر پیش کیا کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں گھوڑے پر جم کر بیٹھ نہیں سکتا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور یہ دعا

فرمائی کہ یا اللہ! اس کو گھوڑے پر جم کر بیٹھنے کی قوت عطا فرما اور اس کو ہادی ومہدی بنا اس دعا کے بعد حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار ہوئے اور قبیلہ احمس کے ایک سو پچاس سواروں کا لشکر لے کر گئے اور اس بت خانہ کو توڑ پھوڑ کر جلا ڈالا اور مزاحمت کرنے والے کفار کو بھی قتل کر ڈالا جب واپس آئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لئے اور قبیلہ احمس کے حق میں دعا فرمائی۔ (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل جریر بن عبداللہ، الحدیث: ۲۴۷۶، ص ۱۳۴۵)

حضرت جریر ابن عبداللہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ اس پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا (مسلم، بخاری)

حضرت جریر ابن عبداللہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز قائم کرنے زکوۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی (مسلم، بخاری)

(۶) جندب ابن عبداللہ:

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے سفید کپڑے پہنو کہ وہ زیادہ پاکیزہ اور خوب ہیں۔ اور اپنے اموات کو سفید کفن دو۔ (مسند امام احمد بن حنبل حدیث سمرہ بن جندب المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۱۷)

(۷) جبیر ابن مطعم:

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، میں زمانہ جاہلیت میں ملک شام کو تجارت کے لئے گیا تھا ملک کے اسی کنارے پر اہل کتاب سے ایک شخص مجھے ملا پوچھا کیا تمہارے یہاں کسی شخص نے نبوت کا دعوٰی کیا ہے؟ ہم نے کہا ہاں، کہا تم ان کی صورت دیکھو تو پہچان لو گے؟ میں نے کہا ہاں، وہ ہمیں ایک مکان میں لے گیا جس میں تصاویر تھیں، وہاں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت کریمہ مجھے نظر نہ آئی، اتنے میں ایک اور کتابی آکر بولا: کس شغل میں ہو؟ ہم نے حال کہا، وہ ہمیں اپنے گھر لے گیا وہاں جاتے ہی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصویر منیر مجھے نظر آئی اور دیکھا کہ ایک شخص حضور کے پیچھے حضور کے قدم مبارک کو پکڑے ہوئے ہے، میں نے کہا یہ دوسرا کون ہے، وہ کتابی بولا: بیشک کوئی نبی ایسا نہ ہوا جس کے بعد نبی نہ ہو سوا اس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ دوسرا ان کے بعد خلیفہ ہے۔ اسے جو میں دیکھوں تو ابو بکر صدیق کی تصویر تھی

(المعجم الکبیر، حدیث ۱۵۳۷، المکتبۃ الفیصلیۃ، بیروت، ۲/ ۱۲۵) (دلائل النبوۃ ابونعیم، عالم الکتب، بیروت، ۱/ ۹)

روایت ہے حضرت جبیر ابن مطعم سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ سلم کے پاس ایک عورت آئی اس نے کسی چیز کے

متعلق حضور سے بات کی تو اسے حضور نے دوبارہ حاضری کا حکم دیا وہ بولی یارسول اللہ فرمایئے تو اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں شاید اس کی مراد موت تھی فرمایا اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آجانا (مسلم، بخاری)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ رشتہ داری کو کاٹ دینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۴۱۹)

جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ رشتہ کاٹنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ ... الخ، باب صلۃ الرحم ... الخ، الحدیث: ۱۸۔ (۲۵۵۶)، ص ۱۳۸۳)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں میں (۱) محمد و (۲) احمد ہوں اور میں (۳) ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری وجہ سے کفر کو مٹاتا ہے اور میں (۴) حاشر ہوں کہ میرے قدموں پر سب لوگوں کا حشر ہوگا اور (۵) عاقب ہوں۔ (یعنی سب سے آخری نبی)

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۳۵۳۲، ج ۲، ص ۴۸۴)

(۸) جرھد بن خویلد رضی اللہ عنہ:

آپ جرھد بن خویلد ابن رزاح بن عدی بن سہم بن مازن بن حارث ہیں، آپ اہل صفہ سے تھے اور حدیبیہ میں بھی شریک ہوئے، آپ کی کنیت ابوعبدالرحمن ہے مدینہ میں رہتے تھے، آپ کا انتقال یزید کے دورِ حکومت میں ہوا۔

(التاریخ الکبیر للبخاری جلد 2 صفحہ 248، رقم الحدیث: 2354) (الاصابہ لابن حجر جلد 1 صفحہ 473، رقم الحدیث: 1133) (حلیۃ الاولیاء لابی نعیم جلد 1 صفحہ 186)

(۹) جعفر ابن ابی طالب:

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا کہ میں نے جعفر بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک فرشتے کی صورت میں جنت میں اُڑتے ہوئے دیکھا، ان کے دو پر تھے جن کے ذریعے وہ جہاں چاہتے اُڑ کر پہنچ جاتے اور ان کی ٹانگیں خون سے لتھڑی ہوئی تھیں۔

(طبرانی کبیر، رقم ۱۴۶۷، ج ۲، ص ۱۰۷)

وضاحت:

غزوہ موتہ کے موقع پر سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہ وسلّم نے حضرتِ سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو لشکر کا سالار مقرر فرما کر ارشاد فرمایا تھا کہ اگر زید رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا جائے تو جعفر رضی اللہ عنہ تمہارے سالار ہونگے اور اگر جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ تمہارے سالار بنیں گے۔ جنگ شروع ہوئی تو زید رضی اللہ عنہ نے علم (جھنڈے) کو تھام لیا جب وہ شہید ہو گئے تو حضرتِ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے دائیں ہاتھ سے علم کو تھاما، جب دایاں ہاتھ کٹ گیا تو بائیں ہاتھ سے علم پکڑ لیا، وہ ہاتھ بھی کٹ گیا تو پھر آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جب ہم نے حضرتِ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کو تلاش کیا تو انہیں مقتولین میں پایا۔ اُن کے جسم پر تلوار اور تیر کے نوے (۹۰) سے زائد زخم تھے۔ اللہ عزوجل نے شہداء کی طرح انہیں زندہ اور رزق دیئے جانے والے لوگوں میں شامل فرمالیا اور مزید جزا یہ عطا فرمائی کہ ان کے ہاتھوں کو پروں میں تبدیل فرمادیا جنکے ذریعے وہ جہاں چاہتے ہیں اُڑ کر پہنچ جاتے ہیں اور جنت کے پھلوں سے جو چاہتے ہیں کھا لیتے ہیں اسی لئے انہیں طیار (یعنی اُڑنے والا) کہا جاتا ہے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرتِ سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کو سلام کرتے تو اس طرح سلام کرتے، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ ذِی الْجَنَاحَیْن۔ ترجمہ اے دو پروں والے باپ کے بیٹے! تم پر سلامتی ہو۔

ان کا ایک لقب ذوالجناحین (دو بازوؤں والا) ہے۔ دوسرا لقب طیار (اُڑنے والا) ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کی یہ کرامت بیان فرمائی ہے کہ ان کے کٹے ہوئے بازوؤں کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے ان کو دو پر عطا فرمائے ہیں اور یہ جنت کے باغوں میں جہاں چاہتے ہیں اڑ کر چلے جاتے ہیں۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جعفر بن ابی طالب، ج ا، ص ۳۱۳)

تبصرہ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسی کرامت کو بیان کرتے ہوئے امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فخریہ انداز میں یہ شعر ارشاد فرمایا ہے

(یعنی جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو صبح وشام فرشتوں کے جھرمٹ میں نورانی بازوؤں سے پرواز فرماتے رہتے ہیں وہ میرے حقیقی بھائی ہیں۔) (البدایۃ والنہایۃ، فصل فی ذکر شیء من سیرتہ العادلۃ ...الخ، ج ٦، ص ٤٨٧)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ کرامت نادر الوجود ہے کیونکہ اور کسی دوسرے صحابی کے بارے میں یہ کرامت ہماری نظر

سے نہیں گزری۔

اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو حضرت سیدنا زید بن حارثہ، حضرت سیدنا جعفر بن ابی طالب اور حضرت سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادت کی خبر ملی، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بیٹھ گئے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے چہرۂ انور پر غم کے آثار عیاں تھے، اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں: میں نے دروازے کی جھریوں سے دیکھا کہ ایک شخص آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ عالیشان میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی عورتیں۔ اور پھر ان کی چیخ و پکار کا ذکر کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے حکم دیا کہ انہیں ایسا کرنے سے منع کرو۔ پھر وہ شخص دوبارہ حاضر ہوا اور عرض کی: خدا عزوجل کی قسم! وہ مجھ پر غالب آگئیں۔ حضرتِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ان کے منہ مٹی سے بھر دو۔ تو میں نے اس شخص سے کہا: اللہ عزوجل تمہاری ناک خاک آلود کرے، خدا عزوجل کی قسم! تم نہ تو کچھ کرتے ہو اور نہ ہی رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا پیچھا چھوڑتے ہو۔ (صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب التشدید فی النیاحہ، الحدیث: ۲۱۶۱، ص ۸۲۴)

حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تو ان کو بھی گلے سے لگایا چنانچہ حضرت شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم، رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملے تو گلے سے لگالیا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی قبلہ مابین العینین، الحدیث ۵۲۲۰، ج ۴، ص ۴۵۵)

(۱۰) جارود:

دارمی نے جارود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کی گم شدہ چیز آگ کا شعلہ ہے۔ (سنن الدارمی، کتاب البیوع، باب فی الضالۃ، الحدیث: ۲۶۰۱، ج ۲، ص ۳۴۴)

یعنی اس کا اٹھالینا سبب عذاب ہے، اگر یہ مقصود ہو کہ خود مالک بن بیٹھے۔

حضرت سیدنا جارود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے عمل آخرت کے بدلے دنیا کو طلب کیا اس کا چہرہ تاریک کر دیا جائیگا، اس کا ذکر مٹا دیا جائیگا اور دوزخ میں اس کا نام ثبت کر دیا جائیگا۔ (مجمع الزوائد، کتاب الزھد، ج 1 ص 91، رقم: 209)

(۱۱) جبلہ ابن حارثہ:

روایت ہے حضرت جبلہ ابن حارثہ سے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ میرے ساتھ میرے بھائی زید کو بھیج دیں فرمایا وہ یہ ہیں اگر وہ تمہارے ساتھ جائیں تو میں انہیں منع نہ کروں گا جناب زید نے کہا یارسول اللہ اللہ کی قسم میں آپ پر کسی کو ترجیح نہ دوں گا فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی کی رائے اپنی رائے سے بہتر دیکھی (ترمذی)

(۱۲) ابوجہیم:

حضرت ابوجہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نماز پڑھنے والے کے آگے سے گزرنے والا جان لیتا کہ اس پر کتنا بڑا گناہ ہے تو اس کیلئے چالیس تک کھڑا رہنا اس سے بہتر ہوتا کہ نمازی کے آگے سے گزرے۔ اس حدیث کے راوی ابوالنضر نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ چالیس دن فرمایا، یا چالیس مہینے، یا چالیس برس فرمایا۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب اثم المار بین... الخ، الحدیث: ۵۱۰، ج ۱، ص ۱۸۹)

(۱۳) ابوجحیفہ:

حضرت سیدنا ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور سید عالم صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَالہٖ وَسلَّم کی بارگاہ میں اپنے ہمسائے کی شکایت کی تو حضور رحمت عالم صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَالہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا، اپنے گھر کا سامان نکال کر راستے میں رکھ دو۔ تو اس نے ایسا ہی کیا۔ وہاں سے جو بھی گزرتا یہ دیکھ کر اسکے ہمسائے کو لعن طعن کرتا۔ پھر وہ شخص آپ صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَالہٖ وَسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَالہٖ وَسلَّم! لوگ مجھ پر لعنتیں بھیج رہے ہیں۔ آپ صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَالہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا، لوگوں سے پہلے تو اللہ عزوجل نے تجھ پر لعنت کی۔ یہ سن کر اس شخص نے توبہ کی اور آئندہ ہمسائے کو تکلیف نہ دینے کا عہد کیا۔ اس کے بعد اس کی شکایت کرنے والا شخص بھی رحمت عالم صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَالہٖ وَسلَّم کے پاس حاضر ہوا تو سید عالم صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَالہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا، اب تم اپنا سامان اٹھا و اتنا ہی کافی ہے۔ (الادب المفرد، باب شکایۃ الجار ۶۸، رقم ۱۲۵، ص ۵۵)

حضرت ابوجحیفہ وھب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔ (رواہ البخاری، کتاب الاطعمہ، باب الاکل متکئا)

روایت ہے حضرت ابوجحیفہ سے فرماتے ہیں کہ لوگوں نے کہا یارسول اللہ آپ بوڑھے ہوگئے فرمایا مجھے سورۂ ہود اور

اس جیسی سورتوں نے بوڑھا کر دیا (ترمذی)

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز وادی بطحاء کی جانب تشریف لے گئے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا، پھر ظہر کی دو رکعتیں ادا کیں اور عصر کی بھی دو رکعتیں پڑھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک نیزہ گاڑ دیا گیا تھا۔ حضرت عون نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت جحیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت کیا کہ اس نیزے کے پیچھے سے عورتیں گزر گئیں اور مرد کھڑے رہے پھر صحابہ کرام اپنے ہاتھوں کو حبیب پروردگار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے مس کر کے اپنے چہروں پر مل لیتے، میں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستِ مبارک تھاما اور اپنے چہرے سے مس کیا تو دیکھا کہ وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے اور اس کی خوشبو کستوری کی خوشبو سے زیادہ عمدہ تھی۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: المناقب، باب: صفة النبي صلى الله عليه وآله وسلم، 3/ 1304، الرقم: 3360، ومسلم في الصحيح، كتاب: الصلاة، باب: سترة المصلي، 1/ 360، الرقم: 503) (وأحمد بن حنبل في المسند، 4/ 309، الرقم: 18789) (والطبراني في المعجم الكبير، 22/ 115، الرقم: 294)

(۱۴) ابو جمعہ:

روایت ہے ابن محیریز سے فرماتے ہیں میں نے ابو جمعہ سے کہا (جو ایک صحابی ہیں) کہ ہم کو ایسی حدیث سنائیے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو فرمایا ہاں میں تم کو ایک کھری حدیث سناتا ہوں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ناشتہ کیا ہمارے ساتھ ابو عبیدہ ابن جراح بھی تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا کوئی ہم سے بہتر ہے ہم اسلام لائے ہم نے آپ کے ساتھ جہاد کیا فرمایا ہاں وہ لوگ جو تمہارے بعد ہوں گے مجھے دیکھا نہ ہوگا اور مجھ پر ایمان لائیں گے (احمد، دارمی) اور رزین نے ابو عبیدہ سے روایت کی ان کے اس قول سے کہ عرض کیا یا رسول اللہ کیا کوئی ہم سے اچھا ہے آخر تک۔

(۱۵) ابو الجعد بن جنادہ:

آپ حضرت ابو جعد بن جنادہ بن ضمرۃ ہیں' بعض علماء کے مطابق آپ کا نام ادرع ہے' آپ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' مدینہ میں بنو ضمرہ کے محلے میں رہائش پذیر تھے۔ (کتاب الثقات لابن حبان' باب الالف' جلد 3 صفحہ 16) (الاصابۃ لابن حجر جلد 7 صفحہ 65' رقم الحدیث: 9680) (الاستیعاب لابن عبد البر ذکر ادرع' جلد 1 صفحہ 24) (اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 464' رقم الحدیث: 5760)

(۱۶) ابو جندل:

حضرت ابو جندل کا معاملہ

یہ عجیب اتفاق ہے کہ معاہدہ لکھا جاچکا تھا لیکن ابھی اس پر فریقین کے دستخط نہیں ہوئے تھے کہ اچانک اسی سہیل بن عمرو کے صاحبزادے حضرت ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیڑیاں گھسیٹتے ہوئے گرتے پڑتے حدیبیہ میں مسلمانوں کے درمیان آن پہنچے۔ سہیل بن عمرو اپنے بیٹے کو دیکھ کر کہنے لگا کہ اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس معاہدہ کی دستاویز پر دستخط کرنے کے لئے میری پہلی شرط یہ ہے کہ آپ ابو جندل کو میری طرف واپس لوٹا یئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی تو اس معاہدہ پر فریقین کے دستخط ہی نہیں ہوئے ہیں۔ ہمارے اور تمہارے دستخط ہو جانے کے بعد یہ معاہدہ نافذ ہوگا۔ یہ سن کر سہیل بن عمرو کہنے لگا کہ پھر جایئے۔ میں آپ سے کوئی صلح نہیں کروں گا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا اے سہیل! تم اپنی طرف سے اجازت دے دو کہ میں ابو جندل کو اپنے پاس رکھ لوں۔ اس نے کہا کہ میں ہرگز کبھی اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔ حضرت ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیکھا کہ میں پھر مکہ لوٹا دیا جاؤں گا تو انہوں نے مسلمانوں سے فریاد کی اور کہا کہ اے جماعت مسلمین! دیکھو میں مشرکین کی طرف لوٹایا جا رہا ہوں حالانکہ میں مسلمان ہوں اور تم مسلمانوں کے پاس آ گیا ہوں کفار کی مار سے ان کے بدن پر چوٹوں کے جو نشانات تھے انہوں نے ان نشانات کو دکھا دکھا کر مسلمانوں کو جوش دلایا۔

(شرح الزرقانی علی المواھب، باب امر الحدیبیۃ، ج ۳، ص ۲۱۱۔ ۲۱۳) (وکتاب المغازی للواقدی، غزوۃ الحدیبیۃ، ج ۲، ص ۲۰۸)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر سن کر ایمانی جذبہ سوار ہو گیا اور وہ دندناتے ہوئے بارگاہ رسالت میں پہنچے اور عرض کیا کہ کیا آپ سچ مچ اللہ کے رسول نہیں ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ کیوں نہیں؟ انہوں نے کہا کہ کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ کیوں نہیں؟ پھر انہوں نے کہا کہ تو پھر ہمارے دین میں ہم کو یہ ذلت کیوں دی جا رہی ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر! میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا ہوں۔ وہ میرا مددگار ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا آپ ہم سے یہ وعدہ نہ فرماتے تھے کہ ہم عنقریب بیت اللہ میں آ کر طواف کریں گے؟ ارشاد فرمایا کہ کیا میں نے تم کو یہ خبر دی تھی کہ ہم اسی سال بیت اللہ میں داخل ہوں گے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں پھر کہتا ہوں کہ تم یقیناً کعبہ میں پہنچو گے اور اس کا طواف کرو گے۔

دربار رسالت سے اٹھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور وہی گفتگو کی جو بارگاہ رسالت میں عرض کر چکے تھے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے عمر! وہ خدا کے رسول ہیں۔ وہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے کرتے ہیں وہ کبھی خدا کی نافرمانی نہیں کرتے اور خدا ان کا مددگار ہے اور خدا کی قسم! یقیناً وہ حق پر ہیں لہٰذا تم ان کی رکاب تھامے رہو۔ (کتاب المغازی للواقدی، غزوۃ الحدیبیۃ، ج ۲، ص ۶۰۸) (وشرح الزرقانی علی المواھب، باب امر الحدیبیۃ، ج ۳، ص ۲۱۷۔۲۱۹)
(ابن ہشام ج ۳ ص ۳۱۷)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام عمر ان باتوں کا صدمہ اور سخت رنج و افسوس رہا جو انہوں نے جذبہ بے اختیاری میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہہ دی تھیں۔ زندگی بھر وہ اس سے توبہ و استغفار کرتے رہے اور اس کے کفارہ کے لئے انہوں نے نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، خیرات کی، غلام آزاد کئے۔ بخاری شریف میں اگرچہ ان اعمال کا مفصل تذکرہ نہیں ہے، اجمالاً ہی ذکر ہے لیکن دوسری کتابوں میں نہایت تفصیل کے ساتھ یہ تمام باتیں بیان کی گئی ہیں۔

(شرح الزرقانی علی المواھب، باب امر الحدیبیۃ، ج ۳، ص ۲۱۳)

بہرحال یہ بڑے سخت امتحان اور آزمائش کا وقت تھا۔ ایک طرف حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ گڑگڑا کر مسلمانوں سے فریاد کر رہے ہیں اور ہر مسلمان اس قدر جوش میں بھرا ہوا ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب مانع نہ ہوتا تو مسلمانوں کی تلواریں نیام سے باہر نکل پڑتیں۔ دوسری طرف معاہدہ پر دستخط ہو چکے ہیں اور اپنے عہد کو پورا کرنے کی ذمہ داری سر پر آن پڑی ہے۔ حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے موقع کی نزاکت کا خیال فرماتے ہوئے حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم صبر کرو۔ عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اور دوسرے مظلوموں کے لئے ضرور ہی کوئی راستہ نکالے گا۔ ہم صلح کا معاہدہ کر چکے اب ہم ان لوگوں سے بدعہدی نہیں کر سکتے۔ غرض حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی طرح پابزنجیر پھر مکہ واپس جانا پڑا۔ (کتاب المغازی للواقدی، غزوۃ الحدیبیۃ، ج ۲، ص ۲۲۰)

جب صلح نامہ مکمل ہو گیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ اٹھو اور قربانی کرو اور سر منڈا کر احرام کھول دو۔ مسلمانوں کی ناگواری اور ان کے غیظ و غضب کا یہ عالم تھا کہ فرمان نبوی سن کر ایک شخص بھی نہیں اٹھا۔ مگر ادب کے خیال سے کوئی ایک لفظ بول بھی نہ سکا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بی بی اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کا تذکرہ فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ کسی سے کچھ بھی نہ کہیں اور خود آپ اپنی قربانی کر لیں اور بال ترشوالیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قربانی کر کے احرام اتارتے دیکھ لیا تو پھر وہ لوگ مایوس ہو گئے کہ اب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا فیصلہ نہیں بدل سکتے تو سب لوگ قربانی کرنے لگے اور ایک دوسرے کے بال تراشنے لگے مگر اس قدر رنج و غم میں بھرے ہوئے تھے کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک دوسرے کو قتل کر ڈالے گا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ مدینہ

منورہ کیلیے روانہ ہوگئے۔ (صحیح البخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجھاد...الخ، الحدیث:۲۷۳۱، ۲۷۳۲، ج۲، ص۲۲۷ مفصلاً)

(۱۷) ابوجہم:

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص روابط تھے ایک مرتبہ ابوجہم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک بوٹے دار قمیص ہدیہ کی آپ نے اسے پہن کر نماز پڑھی، بوٹوں کی وجہ سے آپ خیال بٹ گیا، اس لیے نماز پڑھنے کے بعد واپس کردی۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو صدقہ وصول کرنے پر مامور فرمایا ایک آدمی نے صدقہ دینے میں جھگڑا کیا، ابوجہم نے اسے مارا، اتفاق سے وہ زخمی ہوگیا، اس کے قبیلہ والوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا کہ یارسول اللہ ﷺ ہم کو اس کا معاوضہ ملنا چاہیے آپ نے فرمایا، اتنی اتنی رقم لے لو، وہ راضی نہ ہوئے، آپ نے دوسری مرتبہ پھر فرمایا، پھر وہ لوگ رضامند نہ ہوئے، آپ نے تیسری مرتبہ ارشاد فرمایا، اس مرتبہ راضی ہوگئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا، آج رات کو میں لوگوں کے سامنے تقریر کرکے تمہاری رضامندی کی اطلاع دونگا، انہوں نے کہا مناسب ہے؛ چنانچہ شب کو اُن کی موجودگی میں صحابہ کے سامنے تقریر کی یہ لیثی زخمی کرنے کا معاوضہ مانگنے کے لیے آئے تھے، میں نے ان کے سامنے اتنی اتنی رقم پیش کی، یہ لوگ راضی ہوگئے، یہ ارشاد فرماکر لیثیوں سے خطاب فرمایا کہ تم لوگ راضی ہو اس وقت یہ لوگ انکار کرگئے، ان کے انکار پر مہاجرین نے انہیں مارنے کا ارادہ کیا، لیکن آنحضرت ﷺ نے روک دیا، اس کے بعد رقم میں اور زیادہ اضافہ کرکے فرمایا، اب راضی ہو، انہوں نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا میں لوگوں کے سامنے تقریر کرکے تمہاری رضامندی کی اطلاع دونگا، انہوں نے اجازت دی؛ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے تقریر کرکے لوگوں کے سامنے ان کی رضامندی کی تصدیق کرادی۔ (ابوداؤد:۲، کتاب الدیات باب العامل یصاب علی یدیہ خطاء)

(۱۸) ابوجری:

روایت ہے حضرت ابوجری جابر ابن سلیم سے فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ آیا تو میں نے ایک صاحب کو دیکھا کہ لوگ ان کی رائے سے کام کرتے ہیں وہ کوئی بات نہیں کہتے مگر لوگ اس پر عمل کرتے ہیں میں نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں لوگ بولے یہ رسول اللہ ہیں فرماتے ہیں میں نے دوبارہ عرض کیا علیہ السلام یارسول اللہ تو فرمایا علیہ السلام نہ کہا کرو کیونکہ علی※ السلام مُردوں کا آپس میں سلام ہے بلکہ کہو السلام علیہ میں نے عرض کیا کہ آپ رسول اللہ ہیں فرمایا میں اللہ کا ایسا رسول ہوں کہ اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے اور میں اس سے دعا کروں تو وہ تمہاری تکلیف دور کردے اور اگر تمہیں قحط سالی پہنچے

میں اس سے دعا کردوں تو تم پر اگادے اور جب تم چٹیل زمین یا جنگ میں ہو اور تمہاری سواری گم ہو جائے میں اس سے دعا کروں تو اللہ وہ تمہیں واپس لوٹا دے میں نے عرض کیا مجھے نصیحت کیجئے فرمایا کسی کو گالی نہ دینا فرماتے ہیں اس کے بعد میں نے کسی آزاد یا غلام اور اونٹ اور بکری کو گالی نہ دی فرمایا اور کسی اچھی بات کو حقیر نہ جاننا اور اپنے بھائی سے کشادہ روئی سے کلام کیا کرنا یہ بھی نیکی ہے اور اپنا تہبند آدھی پنڈلی تک اونچا رکھنا اگر نہ مانو تو ٹخنوں تک اور تہبند زیادہ نیچا رکھنے سے ہمیشہ بچنا کہ یہ تکبر ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا اور اگر کوئی شخص تمہیں گالی دے اور تمہیں کسی ایسے عیب سے عار دلائے جو تم میں وہ جانتا ہے تو تم اسے اس کے ایسے عیب سے عار نہ دلاؤ جو تم اس میں جانتے ہو اس کا وبال اس پر ہے۔ (ابوداود، ترمذی) اور ترمذی نے ان سے سلام کی حدیث نقل کی اور ایک روایت میں ہے کہ تم کو اس کا ثواب ملے گا اور اس پر اس کا وبال ہوگا۔

(۱۹) ابوجمیل:

امام مالک نے ابوجمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک پڑا ہوا بچہ پایا۔ کہتے ہیں میں اُسے اُٹھا لایا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے گیا، اُنھوں نے فرمایا: تم نے اِسے کیوں اُٹھایا؟ جواب دیا، کہ میں نہ اُٹھاتا تو ضائع ہو جاتا پھر ان کی قوم کے سردار نے کہا، اے امیر المومنین! یہ مرد صالح ہے یعنی یہ غلط نہیں کہتا۔ فرمایا: اِسے لے جاؤ، یہ آزاد ہے، اس کا نفقہ ہمارے ذمہ ہے یعنی بیت المال سے دیا جائے گا۔

ج۔۔۔تابعین عظام

(۱) جعفر صادق:

حضرتِ سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وِلادت ۱۷ ربیع النور ۸۳ھ پیر شریف کے دن مدینۃ المنورہ میں ہوئی۔ آپ کی کنیت ابوعبداللہ اور ابواسماعیل جبکہ لقب صادق، فاضل اور طاہر ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرتِ سیّدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے صاحبزادے ہیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرتِ سیّدتُنا اُمّ فروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوتی تھیں۔ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظاہری و باطنی علوم کے جامع تھے اور ریاضت و عبادت اور مجاہدے میں مشہور تھے۔ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے: میں ایک زمانے تک آپ کی خدمتِ مبارکہ میں آتا رہا۔ میں نے ہمیشہ آپ کو تین عبادتوں میں سے کسی ایک میں مصروف پایا، یا تو آپ نماز پڑھتے ہوئے ملتے یا تلاوتِ قرآن میں مشغول ہوتے یا پھر روزہ دار ہوتے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالی نسب ہونے کے باوجود عاجزی کے پیکر تھے۔ ایک مرتبہ حضرت سیدنا داؤد طائی رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ نے امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی، آپ چونکہ اہلِ بیت میں سے ہیں، اس لئے مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ لیکن وہ خاموش رہے۔ جب آپ نے دوبارہ عرض کی کہ، اہلِ بیت ہونے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو فضیلت بخشی ہے، اس لحاظ سے نصیحت کرنا آپ کے لئے ضروری ہے۔ یہ سن کر امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، مجھے تو خود یہ خوف لاحق ہے کہ کہیں قیامت کے دن میرے جدِ اعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرا ہاتھ پکڑ کر یہ نہ پوچھ لیں کہ تو نے خود میری پیروی کیوں نہیں کی؟ کیونکہ نجات کا تعلق نسب سے نہیں اعمالِ صالحہ پر موقوف ہے۔ یہ سن کر حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو رونا آ گیا کہ وہ ہستی جن کے جدامجد سرورِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں، جب ان کے خوفِ خدا عزَّ وَجلَّ کا یہ عالم ہے تو میں کس گنتی میں آتا ہوں؟ (تذکرۃ الاولیاء)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو 68 برس کی عمر میں ۱۵ رجب المرجب ۱۴۸ھ کو کسی شقی القلب نے زہر دیا جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا سبب بنا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار اقدس جنت البقیع (مدینۃ المنورہ) والدِ محترم حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں ہے۔

خلیفہ پر دبدبہ طاری ہوگیا

خلیفہ منصور نے ایک شب اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ امام ابوجعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرے روبرو پیش کرو، تاکہ میں ان کو قتل کردوں۔ وزیر نے منع کیا کہ دنیا کو خیر آباد کہہ کر جو شخص عزلت نشین ہوگیا ہو اس کو قتل کرنا قرین مصلحت نہیں۔ لیکن خلیفہ نے غضب ناک ہوکر کہا کہ میرے حکم کی تعمیل کرنا تم پر ضروری ہے۔ چنانچہ مجبوراً! جب وزیر حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لینے چلا گیا۔ تو منصور نے غلاموں کو ہدایت کردی کہ جب میں اپنے سر سے تاج اتاروں تو تم فوراً امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کردینا لیکن جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو آپ کی عظمت وجلال نے خلیفہ کو اس قدر متاثر کیا کہ وہ بے قرار ہوکر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استقبال کیلئے کھڑا ہوگیا اور نہ صرف آپ کو صدر مقام پر بٹھایا بلکہ خود بھی مؤدبانہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بیٹھ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاجات اور ضروریات کے متعلق دریافت کرنے لگا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میری سب سے اہم حاجت وضرورت یہ ہے کہ آئندہ پھر کبھی مجھے دربار میں طلب نہ کیا جائے تاکہ میری عبادات وریاضات میں خلل واقع نہ ہو۔ چنانچہ منصور نے وعدہ کرکے عزت واحترام کے ساتھ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رخصت کیا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دبدبے کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ لرزہ براندام ہوکر مکمل تین شب وروز بے ہوش رہا۔ بہرحال خلیفہ کی یہ حالت دیکھ کر وزیر اور غلام حیران ہوگئے اور جب خلیفہ سے اس کا حال دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ جس وقت امام جعفر صادق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرے پاس تشریف

لائے تو ان کے ساتھ اتنا بڑا اژدھا تھا جو اپنے جبڑوں کے درمیان پورے چبوترے کو گھیرے میں لے سکتا تھا اور وہ اپنی زبان میں مجھ سے کہہ رہا تھا اگر تو نے ذرا سی گستاخی کی تو تجھ کو چبوترے سمیت نگل جاؤں گا۔ چنانچہ اس کی دہشت مجھ پر طاری ہوگئی اور میں نے آپ سے معافی طلب کر لی۔ (تذکرۃ الاولیاء مترجم، ص ۸)

ایک مرتبہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تنہا ایک گدڑی پہنے مدینہ طیبہ سے کعبہ معظّمہ کو تشریف لیے جاتے تھے اور ہاتھ میں صرف ایک تالموٹ (یعنی ڈونگا)۔ شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا (تو) دل میں خیال کیا کہ یہ فقیر اوروں پر اپنا بار (یعنی بوجھ) ڈالنا چاہتا ہے۔ یہ وسوسہ شیطانی آنا تھا کہ امام نے فرمایا: شقیق! بچو گمانوں سے (کہ) بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ نام بتانے اور وسوسہ دلی پر آگاہی سے نہایت عقیدت ہوگئی اور امام کے ساتھ ہو لیے۔ راستے میں ایک ٹیلے پر پہنچ کر امام نے اس سے تھوڑا ریت لے کر تالموٹ میں گھول کر پیا اور شقیق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی پینے کو فرمایا۔ انہیں انکار کا چارہ نہ ہوا۔ جب پیا تو ایسے نفیس لذیذ خوشبودار ستّو تھے کہ عمر بھر میں نہ دیکھے، نہ سنے۔

(عیون الحکایات، حکایت نمبر ۱۳۱، ص ۱۴۹/ ۱۵۰ ملخصًا)

روایت ہے حضرت جعفر ابن محمد سے وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم کے ساتھ کھاتے تو ان سب میں آخر تک کھاتے (بیہقی شعب الایمان)

(۲) جعفر بن محمد:

آپ کا اسم جعفر، کنیت ابوعبداللہ یا ابواسماعیل، والد کا نام محمد باقر، دادا کا نام علی بن حسین ملقب بہ زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم ہے، آپ کی والدہ حضرت اُم فروہ رضی اللہ عنہا ہیں جو خلیفہ اوّل افضل الناس بعد الانبیاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت قاسم بن محمد کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی ولادت مدینہ منورہ میں دوشنبہ کے دن ماہ ربیع الاوّل کے آخری عشرہ میں 80 ہجری میں ہوئی، آپ کو شرف تابعیت حاصل ہے کیونکہ انس بن مالک اور سہل بن سعد کی زیارت کا شرف ملا ہے، آپ کا وصال 148 ہجری میں مدینہ میں ہوا۔

(سیر اعلام النبلاء للذھبی جلد 5 صفحہ 455 تا 463) (شواہد النبوۃ للجامی صفحہ 427 مترجم) (حضرات القدس صفحہ 90 مترجم)

(۳) ابوجعفر قاری:

یزید بن قعقاع ان کے بارے میں ابن جزری کا کہنا ہے: ان کا نام یزید اور والد کا نام قعقاع تھا۔ ان کی کنیت ابو جعفر ہے۔ ان کا تعلق قبیلہ مخزوم سے اور یہ مدینہ کے رہنے والے تھا، وہ اپنے فن میں امام تھے اور ان کا شمار دس مشہور

قاریوں اور تابعین میں ہوتا ہے۔ یہ ایک معروف اور جلیل القدر شخصیت ہے۔،، انہوں نے عبد اللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ، عبد اللہ بن عباس اور ابوھریرہ سے قرأت سیکھی اور انہی کو تصدیق کے لیے سنائی۔ یحیٰی بن معین کہتے ہیں: ابن قعقاع، قرأت میں اہل مدینہ کا امام تھے اور اسی لیے ان کا نام قاری رکھا گیا، وہ ایک قابل اعتماد انسان تھے لیکن انہوں نے احادیث کم نقل کی ہیں۔،، ابن ابی حاتم کا کہنا ہے: میں نے ان کے بارے میں اپنے والد سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: وہ بیان حدیث میں نیک انسان ہے۔،، انہوں نے ۱۳۰ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔

(طبقات القراء، ج۲،ص۳۸۲)

ابوجعفر (ابن قعقاع) کی قرأت کے دو راوی عیسیٰ،، اور ابن جماز،، ہیں۔عیسیٰ: ان کے والد کا نام وردان،، اور کنیت ابوالحارث تھی۔ یہ مدینہ کے رہنے والے حذاء کے نام سے مشہور تھا۔ ابن جزری کا کہنا ہے: عیسیٰ، قرأت کا استاد اور امام تھے۔ یہ راوی حدیث، محقق، قوی حافظہ رکھنے والا محتاط انسان تھے۔،، انہوں نے قرأت شروع میں ابوجعفر اور شیبہ سے اور بعد میں نافع سے سیکھی۔ دانی ان کے بارے میں کہتا ہے: عیسیٰ، نافع کے پرانے اور جلیل القدر شاگردوں میں سے ہے۔ نقل حدیث اور سند میں یہ نافع کا شریک رہا ہے۔،، میرے خیال میں عیسیٰ کا سن وفات ۱۶۰ھ ہے۔

(طبقات القراء، ج۱،ص۶۱۶)

(۴) ابوجعفر:

آپ امام ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن علی العلوی الفاطمی المدنی ہیں' آپ کی ولادت 56 ہجری میں سیدہ عائشہ اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کی حیاتِ مبارکہ میں ہوئی' آپ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے' آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر' عبداللہ بن جعفر' سعید بن المسیب وغیرہما سے روایت حدیث کی جبکہ آپ سے حدیث کا سماع کرنے والوں میں عطاء بن رباح' امام زہری اور ابن جریج جیسے لوگ شامل ہیں۔ آپ کا وصال مبارک 110 ہجری میں مدینہ میں ہوا۔

(طبقات الفقہاء للشیرازی' صفحہ 64) (طبقات ابن سعد جلد 5 صفحہ 320) (سیر اعلام النبلاء للذھبی جلد 4 صفحہ 401)

(۵) ابوالجویریہ:

ابوالجویریہ جرمی کہتے ہیں: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے باذق (بادہ) کے بارے میں پوچھا، وہ کعبے سے پیٹھ لگائے بیٹھے تھے، چنانچہ وہ بولے: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) باذق کے وجود سے پہلے ہی دنیا سے چلے گئے (یا پہلے ہی اس کا حکم فرما گئے کہ) جو مشروب نشہ لائے، وہ حرام ہے۔ (سنن نسائی 5690)

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں ابوالجویریہ نے، کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے باذق (انگور کا شیرہ ہلکی آنچ دیا ہوا) کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم باذق کے وجود سے پہلے ہی دنیا سے رخصت ہو گئے تھے جو چیز بھی نشہ لائے وہ حرام ہے۔ ابوالجویریہ نے کہا کہ باذق تو حلال وطیب ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ انگور حلال طیب تھا جب اس کی شراب بن گئی تو وہ حرام خبیث ہے۔ (نہ کہ حلال طیب) (صحیح بخاری حدیث:5599)

(۶) ابوالجوزا:

صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اولیائے عظام رحمھم اللہ تعالٰی میں سے بعض کئی کئی روز تک نہیں کھاتے تھے چنانچہ حُجّۃُ الاسلام امام محمد غزالی علیہ رحمۃ الوالی فرماتے ہیں، حضرت سیّدُنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ چھ دن تک کچھ تناوُل نہ فرماتے، حضرت سیّدُنا عبداللہ بن زُبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ سات دن تک نہ کھاتے، حضرتِ سیّدُنا عبدُ اللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے شاگردِ رشید حضرتِ ابوالجوزاء رضی اللہ تعالٰی عنہ سات دن بھوکے رہتے، حضرتِ سیّدُنا ابراھیم بن اَدْھم اور حضرتِ سیّدُنا سُفیانِ ثَوری رحمہما اللہ تعالٰی ہر تین دن کے بعد کھانا تناوُل فرماتے۔ یہ تمام حضرات بھوک کے ذَرِیعے آخرت کے راستے پر چلنے میں مدد حاصل کرتے تھے۔ (اِحیاءُ العُلوم ج ۳ ص ۹۸)

(۷) جزی بن معاویہ

آپ جزی بن معاویہ بن حصین بن عبادہ بن نزال بن مرہ بن عبید ہیں' باختلاف رائے یہ صحابی ہیں اور بقول بعض علماء تابعی ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے اھواز کے حاکم تھے' بقول بعض علماء ان کا نام جزء تھا۔

(اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 400' رقم الحدیث:742)

(۸) جمیع ابن عمیر:

روایت ہے جمیع ابن عمیر سے فرماتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ حضرت عائشہ کے پاس گیا میں نے پوچھا کون شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پیارا تھا آپ نے فرمایا فاطمہ پھر کہا گیا کہ مردوں میں فرمایا ان کے خاوند (ترمذی)

(۹) ابن جریج:

روایت ہے ابن جریج سے فرماتے ہیں مجھے عطاء نے حضرت ابن عباس اور جابر ابن عبداللہ سے خبر دی ان دونوں

نے فرمایا کہ عید بقر کے دن اذان نہ کہی جاتی تھی پھر کچھ عرصہ بعد میں نے عطاء سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ مجھے جابر ابن عبداللہ نے خبر دی کہ عید کے دن امام کے نکلتے وقت اور نکلنے کے بعد نہ تو نماز کی اذان ہے نہ تکبیر، نہ عام اعلان نہ کچھ اور چیز یعنی اس دن نداء ہے نہ تکبیر (مسلم)

ج۔۔۔صحابیات

(۱) جویریہ:

یہ قبیلہ بنی مصطلق کے سردار اعظم حارث بن ابوضرار کی بیٹی ہیں غزوہ مریسیع میں جو کفار مسلمانوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہو کر قیدی بنائے گئے تھے ان ہی قیدیوں میں حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں۔ جب قیدیوں کو لونڈی غلام بنا کر مجاہدین پر تقسیم کر دیا گیا تو حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں آئیں۔ انہوں نے ان سے مکاتبت کر لی یعنی یہ لکھ کر دے دیا کہ تم اتنی اتنی رقم مجھے دے دو تو میں تم کو آزاد کر دوں گا، حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں اپنے قبیلے کے سردار اعظم حارث بن ابوضرار کی بیٹی ہوں اور مسلمان ہو چکی ہوں۔ ثابت بن قیس نے مجھے مکاتبہ بنا دیا ہے مگر میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ میں بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو جاؤں اس لئے آپ اس وقت میں میری مالی امداد فرمائیں کیونکہ میرا تمام خاندان اس جنگ میں گرفتار ہو چکا ہے اور ہمارے تمام مال و سامان مسلمانوں کے ہاتھوں میں مال غنیمت بن چکے ہیں اور میں اس وقت بالکل ہی مفلسی و بے کسی کے عالم میں ہوں۔ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی فریاد سن کر ان پر رحم آ گیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں اس سے بہتر سلوک تمہارے ساتھ کروں تو کیا تم اس کو منظور کر لو گی؟ انہوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ میرے ساتھ اس سے بہتر سلوک کیا فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تمہارے بدل کتابت کی تمام رقم میں خود تمہاری طرف سے ادا کر دوں اور پھر تم کو آزاد کر کے میں خود تم سے نکاح کر لوں تا کہ تمہارا خاندانی اعزاز و وقار برقرار رہ جائے۔ یہ سن کر حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادمانی و مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ انہوں نے اس اعزاز کو خوشی خوشی منظور کر لیا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدل کتابت کی ساری رقم ادا فرما کر اور ان کو آزاد کر کے اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں شامل فرما لیا اور یہ ام المؤمنین کے اعزاز سے سرفراز ہو گئیں۔

جب اسلامی لشکر میں یہ خبر پھیلی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرما لیا تو تمام مجاہدین ایک زبان ہو کر کہنے لگے کہ جس خاندان میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نکاح فرما لیا اس خاندان

کا کوئی فرد لونڈی غلام نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ اس خاندان کے جتنے لونڈی غلام مجاہدین اسلام کے قبضہ میں تھے فوراً ہی سب کے سب آزاد کردیئے گئے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ فرمایا کرتی تھیں کہ دنیا میں کسی عورت کا نکاح حضرت جویریہ کے نکاح سے بڑھ کر مبارک نہیں ثابت ہوا کیونکہ اس نکاح کی وجہ سے تمام خاندان بنی مصطلق کو غلامی سے نجات حاصل ہو گئی۔(المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب جویریۃ ام المؤمنین، ج ۴،ص ۴۲۴۔۴۲۶)

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میرے قبیلے میں تشریف لانے سے تین رات پہلے میں نے یہ خواب دیکھا تھا کہ مدینہ کی جانب سے ایک چاند چلتا ہوا آیا اور میری گود میں گر پڑا میں نے کسی سے اس خواب کا تذکرہ نہیں کیا لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح فرمالیا تو میں نے سمجھ لیا کہ یہی اس خواب کی تعبیر ہے۔(شرح الزرقانی علی المواہب، باب جویریۃ ام المؤمنین، ج ۴،ص ۴۲۶)

ان کا اصلی نام برہ (نیکوکار) تھا لیکن چونکہ اس نام سے بزرگی اور بڑائی کا اظہار ہوتا تھا اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا نام بدل کر جویریہ (چھوٹی لڑکی) رکھ دیا یہ بہت ہی عبادت گزار عورت تھیں نماز فجر سے نماز چاشت تک ہمیشہ اپنے وردو وظائف میں مشغول رہا کرتی تھیں۔(مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم، ج ۲،ص ۴۷۹)

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دو بھائی عمرو بن الحارث اور عبداللہ بن حارث اور ان کی ایک بہن عمرہ بنت حارث یہ تینوں بھی مسلمان ہو کر شرف صحابیت سے سربلند ہوئے۔

ان کے بھائی عبداللہ بن حارث کے اسلام لانے کا واقعہ بہت ہی تعجب خیز بھی ہے اور دلچسپ بھی، یہ اپنی قوم کے قیدیوں کو چھڑانے کے لئے دربار رسالت میں حاضر ہوئے ان کے ساتھ چند اونٹنیاں اور لونڈی تھی۔ انہوں نے ان سب کو ایک پہاڑ کی گھاٹی میں چھپادیا اور تنہا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور اسیران جنگ کی رہائی کے لئے درخواست پیش کی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم قیدیوں کے فدیہ کے لئے کیا لائے ہو؟ انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری وہ اونٹنیاں کیا ہوئیں؟ اور تمہاری وہ لونڈی کدھر گئی؟ جسے تم فلاں گھاٹی میں چھپا کر آئے ہو۔ زبان رسالت سے یہ علم غیب کی خبر سن کر عبداللہ بن حارث حیران رہ گئے کہ آخر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میری لونڈی اور اونٹنیوں کی خبر کس طرح ہوگئی ایک دم ان کے اندھیرے دل میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صداقت اور آپ کی نبوت کا نور چمک اٹھا اور وہ فوراً ہی کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، حرف العین، عبداللہ بن الحارث الخزاعی، ج ۳،ص ۲۰)

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سات حدیثیں بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں جن میں

سے دو حدیثیں بخاری شریف میں اور دو حدیثیں مسلم شریف میں ہیں باقی تین حدیثیں دوسری کتابوں میں مذکور ہیں۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبید بن سباق اور ان کے بھتیجے حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔(المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب جویریۃ ام المؤمنین، ج ۴، ص ۴۲۸) (ومدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم، ج ۲، ص ۴۸۱)

۵۰ھ میں پینسٹھ برس کی عمر پا کر انہوں نے مدینہ طیبہ میں وفات پائی اور حاکم مدینہ مروان نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور یہ جنت البقیع کے قبرستان میں مدفون ہوئیں۔(المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب جویریۃ ام المؤمنین، ج ۴، ص ۴۲۸)

روایت ہے حضرت جویریہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے جب کہ نماز فجر پڑھی وہ اپنی مسجد میں تھیں پھر دوپہر کے بعد واپس ہوئے وہ وہاں ہی بیٹھی تھیں فرمایا کیا تم اسی طرح بیٹھی ہو جیسے میں تمہیں چھوڑ گیا تھا عرض کیا ہاں تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہارے پیچھے چار کلمے تین دفعہ پڑھ لیے اگر انہیں تمہارے تمام وظیفوں سے تولا جائے جو تم نے سارے دن میں پڑھے تو ان پر بھاری ہو جائیں" سبحان اللہ وبحمدہ عدد خلقہ ورضا نفسہ وزنۃ عرشہ ومداد کلماتہ (مسلم)

(۲) جدامہ:

خلف بن ہشام، مالک بن انس، یحییٰ بن یحییٰ، مالک، محمد بن عبدالرحمن بن نوفل، عروہ، حضرت عائشہؓ، حضرت جدامہ بنت وہب اسدیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ میں نے غیلہ سے منع کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا تھا یہاں تک کہ مجھے یاد آیا کہ اہل روم وفارس ایسا کرتے ہیں اور ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں ہوتا اور خلف نے جذامہ اسدیہ سے روایت کی یعنی نام کا اختلاف ہے، لیکن امام مسلمؒ فرماتے ہیں صحیح وہ ہے جو یحییٰ نے کہا ہے، دال غیر منقوطہ کے ساتھ۔

(صحیح مسلم۔ جلد: ۲ / دوسرا پارہ / حدیث نمبر: ۳۵۵۵ / حدیث مرفوع)

☆☆☆☆☆

ح۔۔۔صحابہ کرام

(۱)حمزہ:

اعلان نبوت کے چھٹے سال حضرت حمزہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دو ایسی ہستیاں دامن اسلام میں آ گئیں جن سے اسلام اور مسلمانوں کے جاہ وجلال اور ان کے عزت و اقبال کا پرچم بہت ہی سر بلند ہو گیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچاؤں میں حضرت حمزہ کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑی والہانہ محبت تھی اور وہ صرف دو تین سال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عمر میں زیادہ تھے اور چونکہ انہوں نے بھی حضرت ثویبہ کا دودھ پیا تھا اسلئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ہی طاقتور اور بہادر تھے اور شکار کے بہت ہی شوقین تھے۔ روزانہ صبح سویرے تیر کمان لے کر گھر سے نکل جاتے اور شام کو شکار سے واپس لوٹ کر حرم میں جاتے، خانہ کعبہ کا طواف کرتے اور قریش کے سرداروں کی مجلس میں کچھ دیر بیٹھا کرتے تھے۔ ایک دن حسب معمول شکار سے واپس لوٹے تو ابن جدعان کی لونڈی اور خود ان کی بہن حضرت بی بی صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو بتایا کہ آج ابوجہل نے کس کس طرح تمہارے بھتیجے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بے ادبی اور گستاخی کی ہے۔ یہ ماجرا سن کر مارے غصہ کے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خون کھولنے لگا۔ ایک دم تیر کمان لئے ہوئے مسجد حرام میں پہنچ گئے اور اپنی کمان سے ابوجہل کے سر پر اس زور سے مارا کہ اس کا سر پھٹ گیا اور کہا کہ تو میرے بھتیجے کو گالیاں دیتا ہے؟ تجھے خبر نہیں کہ میں بھی اسی کے دین پر ہوں۔ یہ دیکھ کر قبیلۂ بنی مخزوم کے کچھ لوگ ابوجہل کی مدد کے لئے کھڑے ہو گئے تو ابوجہل نے یہ سوچ کر کہ کہیں بنو ہاشم سے جنگ نہ چھڑ جائے یہ کہا کہ اے بنی مخزوم! آپ لوگ حمزہ کو چھوڑ دیجیے۔ واقعی آج میں نے ان کے بھتیجے کو بہت ہی خراب خراب قسم کی گالیاں دی تھیں۔ (مدارج النبوۃ ج 2 ص 44) (شرح الزرقانی علی المواھب، اسلام حمزۃ رضی اللہ عنہ، ج ۱، ص ۴۷۷ ودلائل النبوۃ للبیہقی، ذکر اسلام حمزۃ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، ج ۲، ص ۲۱۳)

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمان ہو جانے کے بعد زور زور سے ان اشعار کو پڑھنا شروع کر دیا۔

حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نعتیہ کلام

حمدت اللہ حین ھدیٰ فؤادی — الی الاسلام و الدین الحنیف

الدین جاء من رب عزیز — خبیر بالعباد بھم لطیف

اذا تلیت رسائلہ علینا — تحدر دمع ذی اللب الحصیف

واحمد مصطفی فینا مطاع　　　　فلا تغشوہ بالقول العنیف

(زرقانی ج1 ص256)

فرشتوں نے غسل دیا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی شہادت کے بعد فرشتوں نے غسل دیا۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بھی اس کی تصدیق فرمائی کہ بے شک میرے چچا کو شہادت کے بعد فرشتوں نے غسل دیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء۔۔۔الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ۔۔۔الخ، ص ۶۱۴)

قبر کے اندر سے سلام

حضرت فاطمہ خزاعیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں ایک دن حضرت سید الشہداء جناب حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار اقدس کی زیارت کے لئے گئی اور میں نے قبر منور کے سامنے کھڑے ہو کر اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمَّ رَسُوْلِ اللہ کہا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باآواز بلند قبر کے اندر سے میرے سلام کا جواب دیا جس کو میں نے اپنے کانوں سے سنا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء۔۔۔الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ۔۔۔الخ، ص ۶۱۴)

اسی طرح شیخ محمود کردی شیخانی نزیل مدینہ منورہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر انور پر حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر منور کے اندر سے باآواز بلند ان کے سلام کا جواب دیا اور ارشاد فرمایا کہ اے شیخ محمود! تم اپنے لڑکے کا نام میرے نام پر حمزہ رکھنا۔ چنانچہ جب خداوند کریم نے ان کو فرزند عطا فرمایا تو انہوں نے اس کا نام حمزہ رکھا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء۔۔۔الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ۔۔۔الخ، ص ۶۱۴)

قبر میں سے خون نکلا

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی حکومت کے دوران مدینہ منورہ کے اندر نہریں کھودنے کا حکم دیا تو ایک نہر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار اقدس کے پہلو میں نکل رہی تھی۔ لاعلمی میں اچانک نہر کھودنے والوں کا پھاوڑا آپ کے قدم مبارک پر پڑ گیا اور آپ کا پاؤں کٹ گیا تو اس میں سے تازہ خون بہہ نکلا حالانکہ آپ کو دفن ہوئے چھیالیس سال گزر چکے تھے۔ (الطبقات الکبری لابن سعد، طبقات البدریین من المھاجرین، ذکر الطبقۃ الاولی۔۔۔الخ، ج ۳، ص ۷ مختصرا)

(۲) حمزہ ابن عمرو:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا جوئی صحابہ کرام کے لیے سب سے بڑی دولت تھی وہ نہ صرف اپنے لیے اس دولت کے حصول پر بلکہ دوسروں کے حصول سعادت پر بھی وفور مسرت سے معمور ہوجاتے تھے، ایک صحابی حضرت کعب بن مالک انصاری غزوۂ تبوک میں نہ شریک ہوسکے تھے، بہت سے منافق بھی جو ہمیشہ ایسے موقع پر پہلو تہی کرجاتے تھے تبوک میں شریک نہ ہوئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تبوک سے واپس تشریف لانے کے بعد آپ سے جھوٹی معذرت کرلی، آپ نے ان کی معذرت قبول کرلی، کعبؓ ایک راسخ العقیدہ اور سچے مسلمان تھے اس لیے وہ اپنی کوتاہی پر حقیقۃً بہت نادم اور شرمسار تھے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر صحیح صحیح واقعہ بیان کردیا، آپ نے ان کی معذرت بھی قبول فرمائی؛ لیکن وحی الٰہی کی شہادت تک عام مسلمانوں کو ان کے ساتھ ملنے جلنے سے منع کردیا، حتیٰ کہ ان کی بیوی کو بھی ممانعت ہوگئی اور کعب چند دنوں تک نہایت حزن وملال کی زندگی بسر کرتے رہے، جب ان کی صفائی میں وحی نازل ہوئی تو صحابہ کی جماعت میں مسرت کی ایک لہر دوڑ گئی اور وہ کعب کو یہ مژدہ سنانے کے لیے چاروں طرف سے دوڑ پڑے، حمزہ اس قدر مسرور تھے کہ سب سے پہلے اپنی زبان سے برأت کا مژدہ سنانا چاہتے تھے اس لیے اس پہاڑی پر چڑھ گئے اور وہیں سے چلا کر کعب کو مژدہ سنایا، اور سب سے پہلے ان ہی کی زبان نے کعب کے کانوں تک براءت کی خوشخبری پہنچائی تھی پھر پہاڑی سے اتر کر اطمینان سے کعب کے پاس گئے، کعب اس مژدہ پر اس قدر مسرور ہوئے کہ اپنا لباس اتار کر حمزہ کو پہنادیا۔

روایت ہے حضرت حمزہ ابن عمرو اسلمی سے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے اندر سفر میں روزہ کی طاقت رکھتا ہوں تو کیا مجھ پر گناہ ہے فرمایا وہ تو اللہ عزوجل کی طرف سے رخصت ہے جو اسے قبول کرے تو اچھا ہے اور جو روزہ رکھنا پسند کرے تو اس پر گناہ نہیں (مسلم)

(۳) حذیفہ ابن یمان:

حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم دافعِ رنج وملال، صاحب جُود ونوال صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ ایک جنازے میں شریک تھے کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اللہ عزوجل کے بدترین بندے کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ بداخلاق اور متکبر ہے، کیا میں تمہیں اللہ عزوجل کے سب سے بہترین بندے کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ کمزور اور ضعیف سمجھا جانے والا بوسیدہ لباس پہننے والا شخص ہے جسے کوئی اہمیت نہیں دی جاتی لیکن اگر وہ کسی بات پر اللہ عزوجل کی قسم اٹھالے تو اللہ عزوجل اس کی قسم ضرور پوری فرمائے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند حذیفہ بن یمان، الحدیث: ۲۳۵۱۷، ج۹، ص ۱۲۰، بدون لاتلبسوا)

حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہمیں سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے اور ریشم ودیباج (کے کپڑے) پہننے یا ان پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب افتراش الحریر، الحدیث ۵۸۳۷، ص ۴۹۸)

حضرتِ سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، تم سے پہلی امتوں کے ایک شخص کی روح سے فرشتوں کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے اس سے پوچھا، کیا تو نے کوئی اچھا کام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا، نہیں۔ فرشتوں نے کہا، یاد کرو۔ اس نے کہا، میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے خادم سے کہہ دیا کرتا تھا کہ تنگ دست کو مہلت دیا کرو اور مالدار سے چشم پوشی کرو۔ تو اللہ عزوجل نے فرمایا، اسے معاف کر دو۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص کا انتقال ہوا تو اسے جنت میں داخل کر دیا گیا۔ اس سے پوچھا گیا، تو کیا عمل کرتا تھا؟ تو اس نے یاد کیا یا اسے یاد دلایا گیا تو اس نے کہا، میں لوگوں کے ساتھ خرید وفروخت کیا کرتا تو تنگدست کو مہلت دیتا اور درہم ودینار یا نقدی میں نرمی کیا کرتا تھا۔ (مسلم، کتاب المساقاۃ، باب فضل انظار المعسر، رقم ۱۵۶۰، ص ۸۴۴)

حضرتِ سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال، دافِعِ رنج وملال، صاحبِ جُودونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، اللہ عزوجل کے نزدیک بندے کی کوئی حالت ایسی نہیں جو سجدہ میں بندے کے چہرے کو مٹی میں لتھڑے ہوئے دیکھنے سے زیادہ محبوب ہو۔

(طبرانی اوسط، رقم ۶۰۷۵، ج ۴، ص ۳۰۸)

حضرتِ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، کہ اسلام کے آٹھ حصے ہیں:

(۱) اسلام (۲) نماز (۳) زکوٰۃ (۴) حج [(۵) رمضان کے روزے رکھنا ایک حصہ ہے،)] (۶) نیکی کا حکم (۷) برائی سے روکنا (۸) جہاد اور جس کے لئے ان میں سے کوئی حصہ نہ ہو وہ بڑا ہی محروم ہے۔

(مسند البزار، رقم ۲۹۲۷، ج ۷، ص ۳۳۰)

(۴) حسن ابن علی:

یہ امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند اکبر ہیں۔ ان کی کنیت ابو محمد اور لقب سبط پیمبر و ریحانۃ الرسول ہے۔ ۱۵ رمضان ۳ھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ جوانان اہل جنت کے سردار ہیں اور آپ کے فضائل ومناقب میں بہت زیادہ حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ آپ نے تین مرتبہ اپنا آدھا مال خدا تعالیٰ کی راہ میں خیرات کر دیا۔

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد کوفہ میں چالیس ہزار مسلمانوں نے آپ کے دست مبارک پر موت کی بیعت کر کے آپ کو امیر المؤمنین منتخب کیا لیکن آپ نے تقریباً چھ ماہ کے بعد جمادی الاولیٰ ۴۱ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت فرما کر خلافت ان کے سپرد فرما دی اور خود عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔

اس طرح حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جو غیب کی خبر دی تھی وہ ظاہر ہو گئی کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرادے گا۔ چنانچہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپرد نہ فرمادیتے تو ظاہر ہے کہ حضرت امام حسن اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی دونوں فوجوں کے درمیان بڑی ہی خونریز جنگ ہوتی جس سے ہزاروں عورتیں بیوہ اور لاکھوں بچے یتیم ہو جاتے اور سلطنت اسلام کا شیرازہ بکھر جاتا مگر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خیر پسند طبیعت اور نیک مزاجی کی بدولت مسلمانوں میں خونریزی کی نوبت نہیں آئی۔ ۵ ربیع الاول ۴۹ھ میں آپ بمقام مدینہ منورہ زہر خورانی کے باعث شہادت سے سرفراز ہوئے۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الحاء، فصل فی الصحابۃ، ص ۵۹۰) (واسد الغابۃ، الحسن بن علی، ج ۲، ص ۱۵۔ ۲۲ ملتقطاً)
(وتاریخ الخلفاء، الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ص ۱۵۲)

کرامات

خشک درخت پر تازہ کھجوریں

آپ کی بہت سی کرامتوں میں سے یہ ایک کرامت بہت زیادہ مشہور ہے کہ ایک سفر میں آپ کا گزر کھجوروں کے ایک ایسے باغ میں ہوا جس کے تمام درخت خشک ہو گئے تھے۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک فرزند بھی اس سفر میں آپ کے ہمرکاب تھے آپ نے اسی باغ میں پڑاؤ کیا اور خدام نے آپ کا بستر ایک سوکھے درخت کی جڑ میں بچھا دیا اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند نے عرض کیا کہ اے ابن رسول اللہ! کاش! اس سوکھے درخت پر تازہ کھجوریں ہوتیں تو ہم لوگ سیر ہو کر کھا لیتے۔ یہ سن کر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چپکے سے کوئی دعا پڑھی اور بالکل ہی

اچانک منٹوں میں وہ سوکھا درخت بالکل سرسبز وشاداب ہوگیا اور اس میں تازہ پکی ہوئی کھجوریں لگ گئیں۔ یہ منظر دیکھ کر ایک شتربان کہنے لگا کہ خدا کی قسم! یہ تو جادو کا کرشمہ ہے۔ یہ سن کر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند نے اس کو بہت زور سے ڈانٹا اور فرمایا کہ توبہ کر، یہ جادو نہیں ہے بلکہ یہ شہزادہ رسول کی دعائے مقبول کی کرامت ہے۔ پھر لوگوں نے کھجوروں کو درخت سے توڑا اور سب ہمراہیوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا۔ (روضۃ الشھداء (مترجم)، باب ششم، ج۱، ص ۴۰۴)

فرزند پیدا ہونے کی بشارت

آپ پیدل حج کے لیے جارہے تھے درمیان راہ میں ایک منزل پر قیام فرمایا وہاں آپ کا ایک عقیدت مند حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ حضور میں آپ کا غلام ہوں۔ میری بیوی دردزہ میں مبتلا ہے آپ دعا فرمائیں کہ تندرست لڑکا پیدا ہو۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم اپنے گھر جاؤ تمہیں جیسے فرزند کی تمنا ہے ویسا ہی فرزند تم کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمادیا ہے اور تمہارا یہ لڑکا ہمارا عقیدت مند اور جاں نثار ہوگا۔ وہ شخص جب اپنے مکان پر پہنچا تو یہ دیکھ کر خوشی سے باغ باغ ہوگیا کہ واقعی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیسے فرزند کی بشارت دی تھی ویسا ہی لڑکا اس کے ہاں پیدا ہوا۔

(شواھد النبوۃ، رکن سادس۔۔۔الخ، ذکر امیر المومنین حسن رضی اللہ عنہ، ص ۲۲۷)

حضرتِ سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے فجر کی نماز ادا کی پھر طلوع آفتاب تک اللہ عزوجل کا ذکر کرتا رہا پھر دو یا چار رکعتیں ادا کیں اس کے بدن کو جہنم کی آگ نہ چھو سکے گی۔

(شعب الایمان، باب فی الصیام/فصل فیمن فطر صائم، رقم ۳۹۵۷، ج۳، ص ۴۲۰)

حضرتِ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا، جو ثواب کی امید پر خوشدلی سے قربانی کرے تو وہ قربانی اس کے لئے جہنم سے حجاب ہوگی۔ (مجمع الزوائد، کتاب الاضاحی، باب فضل الاضحیہ، رقم ۵۹۳۷، ج۴، ص ۹)

حضرت سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ سلم نے فرمایا، جس نے فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی وہ بندہ اگلی نماز تک اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہے۔

(مجمع الزوائد، کتاب الاذکار، باب ماجاء فی الاذکار عقب الصلوۃ، رقم ۱۶۹۲۴، ج۱۰، ص ۱۲۸)

(۵) حسین ابن علی

نواسہ رسول، جگر گوشہ بتول امامِ عالی مقام حضرتِ سیّدُ نا حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش ۵ شعبان المعظم ۴ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ نانائے حَسَنَین، رحمتِ دارین، تاجدارِ حرمین، سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم نے داہنے کان میں اذان دی اور بائیں میں تکبیر پڑھی اور اپنے دہن مبارک سے تحنیک فرمائی اور دعاؤں سے نوازا۔ ساتویں دن آپ کا نام حسین رکھا اور ایک بکری سے عقیقہ کیا اور آپ کی والدہ محترمہ خاتونِ جنت حضرتِ سیّدَتُنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا: حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یعنی حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بیٹے) کی طرح اس کا سر منڈا کر بالوں کے برابر چاندی خیرات کرو۔ امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ اور مشہور القابات سید الشھداء، شہیدِ کربلا، ذکی، مبارک، سبطِ رسول، ریحانۃ الرسول ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آغوشِ رسالت میں تربیت پائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نانا جان حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم آپ سے بہت محبت فرماتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے ہے اور میں حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوں، اللہ عَزَّ وَجَلَّ دوست رکھے اسے جو حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوست رکھے، حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سبط ہے اسباط سے۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، الحدیث ۳۸۰۰، ج ۵، ص ۴۲۹)

جدائی گوارا نہ فرمائی

ایک روز نبی کریم رء وف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم کے داہنے زانو پر امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بائیں پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم کے صاحبزادے حضرتِ ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے تھے، حضرت جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کی کہ ان دونوں کو خدا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم کے پاس نہ رکھے گا ایک کو اختیار فرمالیجئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم نے امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جدائی گوارا نہ فرمائی، تین دن کے بعد حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد جب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوتے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم بوسے لیتے اور فرماتے: ایسے کو مرحبا جس پر میں نے اپنا بیٹا قربان کیا۔ (تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۰۰)

شہیدِ کربلا

صحابی رسول حضرتِ سیّدُ نا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد ۶۰ھ میں یزید پلید تختِ سلطنت کو اپنے ناپاک قدموں سے روندتے ہوئے خود ساختہ بادشاہ بن بیٹھا۔ اس نے تمام گورنروں کو اپنی بیعت کے لئے خطوط روانہ کئے

اور عاملِ مدینہ ولید بن عقبہ کو لکھا کہ وہ حضرتِ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی بیعت لے۔ ولید بن عقبہ نے رات کے اندھیرے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فوری بیعت کا مطالبہ کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صاف انکار کر دیا جس کی وجہ صاف ظاہر تھی کہ یزید ایک شرابی، ظالم اور فاسق وفاجر شخص تھا۔ ماہِ شعبان ۶۰ھ کی اِسی رات امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آخری سلام عرض کرنے کے بعد مع اہل وعیال مکۃ المکرمہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہاں قیام کے دوران آپ کو اہلِ کوفہ کے کم وبیش 150 خطوط موصول ہوئے جن میں آپ سے محبت اور وفاداری کا اظہار کرتے ہوئے کوفہ تشریف لا کر انہیں یزید کے ظلم وستم سے نجات دلانے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت ہونے کی درخواستیں کی گئی تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے اپنے چچازاد بھائی حضرتِ سیّدُنا مُسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حالات معلوم کرنے کے لئے کُوفہ روانہ کیا۔ حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ پہنچے، اِدھر کوفیوں نے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے اور امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدد دینے کا وعدہ کیا، بلکہ 18,000 (اٹھارہ ہزار) داخلِ بیعت بھی ہو گئے اور حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہاں تک باتوں میں لے کر اطمینان دلایا کہ انہوں نے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تشریف لانے کی نسبت لکھا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۸ ذوالحجۃ الحرام ۶۰ھ کو موسمِ حج کی رونقیں چھوڑ کر کوفہ کی طرف روانہ ہوئے یہاں تک کہ ۲ محرم الحرام ۶۱ھ کو میدانِ کربلا میں قیام فرمایا۔ محرم کی ساتویں تاریخ کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمیت شرکائے قافلہ پر نہرِ فرات کا پانی بند کر دیا گیا۔ ۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ کو یزیدی لشکر کی شقاوت اپنی انتہا کو پہنچی اور آپ کے جانثاران جن میں بھتیجے بھی تھے اور بیٹے بھی، میدانِ جنگ میں دادِ شجاعت دینے کے بعد ایک ایک کر کے شہید ہو گئے۔ سوائے حضرت سیّدُنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے (جو بیمار تھے) کوئی مرد زندہ نہ بچا تو آخر میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تن تنہا ہزاروں یزیدیوں کے مقابلے پر تشریف لائے اور بے شمار یزیدیوں کو اپنے ہاتھ سے جہنم واصل کرنے کے بعد شجرِ اسلام کی آبیاری کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ بھی پیش کر دیا اور بارگاہِ خداوندی میں مرتبہ شہادت سے سرفراز ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزارِ پُرانوار کربلائے معلیٰ میں زیارت گاہِ خلائق ہے۔

اللہ عَزَّ وَجَلَّ ان کے صدقے ہماری مغفرت فرمائے!

کرامات

کُنویں کا پانی اُبل پڑا

حضرتِ سیّدُنا امامِ عالی مقام امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مدینہ منوّرہ سے مکّہ مکرّمہ زادھُمَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعظِیمًا کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں حضرت سیّدنا ابنِ مُطیع علیہ رحمۃ اللہ البدیع سے ملاقات ہوئی۔ اُنہوں نے عرض کی،

میرے کنویں میں پانی بہت ہی کم ہے، برائے کرم! دُعائے بَرَکت سے نواز دیجئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس کنویں کا پانی طلب فرمایا۔ جب پانی کا ڈول حاضر کیا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منہ لگا کر اس میں سے پانی نوش کیا اور کُلی کی پھر ڈول کو واپس کنویں میں ڈال دیا تو کنویں کا پانی کافی بڑھ بھی گیا اور پہلے سے زیادہ میٹھا اور لذیذ بھی ہو گیا۔

(الطبقات الکبریٰ ج ۵ ص ۱۱۰ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

باغ جنّت کے ہیں بہرِ مدح خوانِ اہلبیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہلبیت

غلام کو آزاد کر دیا

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت رحم دل، سخی، عبادت گزار، تقویٰ شعار اور عفو و درگزر کا پیکر تھے۔ ایک دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے، غلام گرم گرم شوربے کا پیالہ دسترخوان پر لاتے ہوئے رُعب سے کانپا جس کی وجہ سے شوربے کا پیالہ گر کر ٹوٹ گیا اور شوربہ آپ کے رخسار مبارک پر پڑ گیا۔ آپ نے اس کی طرف نگاہ اٹھائی تو اس نے نہایت عجز و ادب سے عرض کیا: وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ (یعنی غصہ پینے والے (اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے محبوب ہیں)) آپ نے فرمایا: كَظَمْتُ غَيْظِي یعنی میں نے اپنا غصہ پی لیا۔ غلام نے پھر کہا: وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ (یعنی لوگوں سے درگزر کرنے والے (اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے محبوب ہیں)) آپ نے فرمایا قَدْ عَفَوْتُ عَنْكَ یعنی میں نے تم کو معاف کر دیا۔ غلام نے کہا: وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (یعنی نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں) آپ نے فرمایا: اَنْتَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللّٰهِ یعنی میں نے تجھے اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے آزاد کر دیا۔ (روح البیان، ج ۲، ص ۹۵، تحت الآیۃ ۱۳۴ اٰل عمران)

کنوئیں سے پانی ابل پڑا

ابوعون کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے راستے میں ابن مطیع کے پاس سے گزر ہوا۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے ابن رسول! میرے اس کنوئیں میں پانی بہت کم ہے اس میں ڈول بھرتا نہیں میری ساری تدبیریں بیکار ہو چکی ہیں۔ کاش! آپ ہمارے لئے برکت کی دعا فرمائیں۔ حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کنوئیں کا پانی منگایا اور آپ نے ڈول سے منہ لگا کر پانی نوش فرمایا۔ پھر اس ڈول میں کلی فرما دی اور حکم دیا کہ سارا پانی کنوئیں میں انڈیل دیں جب ڈول کا پانی کنوئیں میں ڈالا تو نیچے سے پانی ابل پڑا۔ کنوئیں کا پانی بہت زیادہ بڑھ گیا اور پانی پہلے سے بہت زیادہ شیریں اور لذیذ بھی ہو گیا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الطبقۃ الاولیٰ من اھل المدینۃ من التابعین، ومن عبد اللہ بن مطیع، ج ۵، ص ۱۱۰)

بے ادبی کرنے والا آگ میں

میدان کربلا میں ایک بے باک اور بے ادب مالک بن عروہ نے جب آپ کے خیمہ کے گرد خندق میں آگ جلتی ہوئی دیکھی تو اس بدنصیب نے یہ کہا کہ اے حسین! تم نے آخرت کی آگ سے پہلے ہی یہاں دنیا میں آگ لگالی؟ حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے ظالم! کیا تیرا گمان ہے کہ میں دوزخ میں جاؤں گا؟ پھر حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مجروح دل سے یہ دعا مانگی کہ خداوندا! تو اس بدنصیب کو نارِ جہنم سے پہلے دنیا میں بھی آگ کے عذاب میں ڈال دے۔ امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا ابھی ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ فوراً ہی مالک بن عروہ کا گھوڑا پھسل گیا اور یہ شخص اس طرح گھوڑے سے گر پڑا کہ گھوڑے کی رکاب میں اس کا پاؤں الجھ گیا اور گھوڑا اس کو گھسیٹتے ہوئے خندق کی طرف لے بھاگا اور یہ شخص خیمہ کے گرد خندق کی آگ میں گر کر راکھ کا ڈھیر ہو گیا۔ (روضۃ الشہداء (مترجم)، باب نہم، ج ۲، ص ۱۸۶)

نیزہ پر سرِ اقدس کی تلاوت

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب یزیدیوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کو نیزہ پر چڑھا کر کوفہ کی گلیوں میں گشت کیا تو میں اپنے مکان کے بالا خانہ پر تھا جب سر مبارک میرے سامنے سے گزرا تو میں نے سنا کہ سر مبارک نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا (کھف، پ15)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا تمہیں معلوم ہوا کہ پہاڑ کی کھوہ اور جنگل کے کنارے والے ہماری ایک عجیب نشانی تھے۔

(پ۱۵، الکہف: ۹)

اسی طرح ایک دوسرے بزرگ نے فرمایا کہ جب یزیدیوں نے سر مبارک کو نیزہ سے اتار کر ابن زیاد کے محل میں داخل کیا تو آپ کے مقدس ہونٹ ہل رہے تھے اور زبان اقدس پر اس آیت کی تلاوت جاری تھی:

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہر گز اللہ کو بے خبر نہ جاننا ظالموں کے کام سے۔ (پ ۱۳، ابراہیم: ۴۲) (روضۃ الشہداء، ص 230)

حضرت سیدنا امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس کے سامنے میرا ذکر ہوا پھر اس نے مجھ پر درود پڑھنے میں کوتاہی کی تو بے شک وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔ (المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۸۸۷، ج ۳، ص ۱۲۸)

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر ہوا پھر اس نے مجھ پر درودِ پاک نہ پڑھا۔

(جامع الترمذی، ابواب الدعوات، باب رغم انف رجل۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۳۵۴۶، ص۲۰۱۶)

روایت ہے حضرت حسین ابن علی سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرماتے ہیں ایسا کوئی مسلمان مرد عورت نہیں جسے کوئی مصیبت پہنچی ہوئی اگرچہ پرانی ہو چکی ہو اسے یاد آجائے تو اناللہ پڑھ لے مگر اللہ تعالیٰ اسے اس وقت نیا ثواب دیتا ہے ویسا ہی ثواب جو مصیبت پہنچنے کے دن دیا تھا (احمد، بیہقی، شعب الایمان)

(۶) حسان ابن ثابت:

حضرت حسان بن ثابت بن منذر بن عمرو انصاری خزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ دربار رسالت کے شعراء کرام میں سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا فرمائی کہ اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ یعنی یا اللہ! حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعہ ان کی مدد فرما۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جب تک یہ میری طرف سے کفار مکہ کو اپنے اشعار کے ذریعہ جواب دیتے رہتے ہیں اس وقت تک حضرت جبریل علیہ السلام ان کے ساتھ رہا کرتے ہیں۔ ایک سو بیس برس کی عمر پا کر ۵۴ھ میں وفات پائی۔ ساٹھ برس کی عمر زمانہ جاہلیت میں گزاری اور ساٹھ برس کی عمر خدمت اسلام میں صرف کی۔ یہ ایک تاریخی لطیفہ ہے کہ ان کی اور ان کے والد ثابت اور ان کے دادا منذر اور نگر دادا حرام سب کی عمریں ایک سو بیس برس کی ہوئیں۔ (المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب فی مؤذنیہ وخطباۂ۔۔۔الخ، ج۵، ص۷۶، ۷۷)

بارگاہِ رسالت میں حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خراج عقیدت:

واحسن منك لم تر قط عيني و اجمل منك لم تلد النساء

خلقت مبرأ من كل عيب كانك قد خلقت كما تشاء (شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری، ص۶۶)

ترجمہ: (۱) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ حسین نہ کبھی میری آنکھوں نے دیکھا اور نہ ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ خوبصورت کسی ماں نے جنا۔

(۲) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر عیب سے پاک پیدا فرمائے گئے گویا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تخلیق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش کے مطابق ہوئی۔

وشق له من اسمه كی یجله فذو العرش محمود و هذا محمد

نبی اتا نا بعد یاس و فترة من الرسل والاوثان فی الارض تعبد

فامسیٰ سراجاً مستنیراً وهادیاً یلوح کما لاح الصقیل المهند

وانذرنا نارا و بشر جنۃ وعلمنا الاسلام فاللہ نحمد

ترجمہ:(۱) اس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اجلال واکرام کے لئے اپنے نام سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام مشتق کیا تو رب عرش عزوجل محمود ہے اور یہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

(۲) یہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بڑی ناامیدی اور رسولوں علیہم السلام کے ایک طویل وقفہ کے بعد ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ زمین پر بتوں کی پرستش ہو رہی تھی۔

(۳) تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم روشن چراغ اور ہادی ورہبر بن کر اس طرح چمکے جیسے صیقل کردہ ہندی تلوار چمکتی ہے۔

(۴) ہمیں جہنم کا ڈر سنایا اور جنت کی بشارت دی اور ہمیں اسلام کی تعلیم دی تو ہم خداعزوجل ہی کی حمد بیان کرتے ہیں۔

هجوت محمدًا واجبت عنه — وعند الله فی ذالك الجزاء
اتهجوه ولست له بكفء — فشر كما لخيركما الفداء
هجوت مباركا برا حنيفا — امين الله شيمته الوفاء
امن يهجو رسول الله منكم — و يمدحه و ينصره سواء
فان ابی و والده و عرضی — لعرض محمد منكم وقاء

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، شعر حسان فی فتح مکۃ، ج ۴، ص ۳۵۹)

ترجمہ:(۱) تو نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو کی تو میں نے ان کی طرف سے تمہیں جواب دیا اور خداعزوجل کے یہاں اس میں اجر وثواب ہے۔

(۲) تو ان کی ہجو کرتا ہے جبکہ تو ان کے برابر نہیں تم میں کا برا (یعنی تو) بھلے پر (یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر) قربان ہو۔

(۳) تو نے ایسے کو برا کہا جو مبارک، پاکباز، حنیف، خداعزوجل کے امین ہیں جنکی خصلت وفاداری ہے۔

(۴) کیا تم میں کا جو رسول خداعزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو کرے اور جو انکی مدح وستائش اور ان کی حمایت کرے دونوں برابر ہیں؟

(۵) میرے باپ دادا، میری عزت وآبرو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وحرمت کے لئے ڈھال ہے۔

و هل عدلت يوما رزية هالك — رزية يوم مات فيه محمد

فبورکت یا قبر الرسول و بورکت — بلاد ثوی فیہا الرشید المسدد
وما فقد الماضون مثل محمد — و لا مثلہ حتی القیامۃ یفقد
ولیس ھو ای نازعا عن ثنائہ — لعلی بہ فی جنۃ الخلد اخلد
مع المصطفی ارجو بذاک جوارہ — وفی نیل ذاک الیوم اسعی و اجھد

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، شعر حسان بن ثابت فی مرثیۃ، ج ۴، ص ۵۵۹۔۵۶۱)

ترجمہ: (۱) کیا کسی مرنے والے کی مصیبت کا دن اس دن کے برابر ہے جس میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا۔

(۲) تجھے مبارکباد ہے اے قبر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اور اس شہر کو بھی جس میں ہدایت و درستی والے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آسودہ خاک ہیں۔

(۳) نہ زمانہ ماضی والوں کو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جیسے (عظیم وجلیل) کی وفات کا صدمہ ہوا نہ قیامت تک کسی کو ایسا صدمہ ہوگا۔

(۴) میرا دل انکی نعت سے باز رہنے والا نہیں شاید اسی کے صدقے مجھے جنۃ الخلد میں دوام نصیب ہو۔

(۵) اسی کے سبب تو میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قرب کا امیدوار ہوں اور وہی دن پانے کے لئے میں کوشش ومحنت کررہا ہوں۔

(۷) حکم ابن سفیان:

روایت ہے حکیم ابن سفیان سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب پیشاب کرتے تو وضو فرماتے اور شرمگاہ (رومالی) پر چھینٹا دیتے (ابوداود، نسائی)

(۸) حکم ابن عمرو:

حضرت حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔ (مسند امام احمد بن حنبل عن علی مطبوعہ دار الکتب الاسلامی بیروت ۱/۱۲۹)

(۹) حنظلہ ابن ربیع:

یہ حنظلہ غسیل الملائکہ نہیں ہیں، بلکہ دوسرے صحابی ہیں، جو کاتب وحی تھے اسید ابن عمرو ابن تمیم کی اولاد سے

ہیں، بڑی عمر پائی، حضرت امیر معاویہ کے زمانہ میں آپ کی وفات ہوئی۔ان کے اسلام کا زمانہ متعین طور پر نہیں بتایا جاسکتا،لیکن قیاس یہ ہے کہ آغازِ دعوت اسلام میں اس شرف سے مشرف ہوئے ہونگے،اس لیے کہ اسی زمانہ میں ان کے گھرانے میں اسلام کا اثر ہوا تھا،ان کے چچا اکثم بن صیفی عرب کے مشہور حکیم تھے،آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے وہ آپ کے ظہور کی خبر دیتے تھے،بعثتِ نبوی کے وقت ان کی عمر ۹۰ سال کی تھی جب انہیں بعثت کی اطلاع ہوئی،توانہوں نے آنحضرت ﷺ کو ایک خط لکھا،آپ نے اس کا جوب مرحمت فرمایا،اکثم اس جواب سے بہت مسرور ہوئے اوراپنے قبیلہ کو جمع کرکے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے اور آپ پر ایمان لانے کی ترغیب دی،لیکن مالک بن نویرہ نے درمیان میں پڑ کر سب کو منتشر کردیا،مگر اکثم نے اپنے لڑکے اورجن جن لوگوں نے ان کا کہنا مانا سب کو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھیجا،لیکن سوئے اتفاق سے آپ تک کوئی نہ پہنچ سکا(استیعاب:۱/۱۰۶)

قیاس یہ ہے کہ اسی زمانہ میں حنظلہ بھی ایمان لائے ہوں گے اسلام کے بعد مراسلات نبوی ﷺ کی کتابت کا عہدہ سپرد ہوا۔(اسد الغابہ:۲/۶۶)

غزوات کسی خاص غزوہ میں ان کی شرکت کی تصریح نہیں ملتی،لیکن اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ کے شرف سے محروم نہ رہے تھے؛چنانچہ بیان کرتے تھے کہ ہم لوگ بعض غزوات میں شریک ہوئے تھے اس میں ایک مقتولہ عورت کی طرف سے گذر ہوا لوگ جمع ہوکر اُسے دیکھنے لگے،اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے،لوگوں نے راستہ چھوڑ دیا،آپ نے لاش دیکھ کر فرمایا کہ یہ تو لڑتی نہ تھی، پھر ایک شخص کو خالد بن ولید کے پاس بھیجا کہ جاکر کہدو کہ رسول اللہ ﷺ بچوں اورعورتوں کے قتل سے منع کرتے ہیں۔(مسند احمد بن حنبل:۵/۱۷۸)

غزوہ طائف سے قبل آنحضرت ﷺ نے انہیں بنی ثقیف کے پاس سفیر بناکر بھیجا کہ وہ لوگ صلح پر آمادہ ہیں یا نہیں۔(اسد الغابہ:۶۶)

روایت ہے حضرت حنظلہ ابن ربیع اسیدی سے فرماتے ہیں مجھے حضرت ابوبکر صدیق ملے پوچھا حنظلہ کیسے ہو میں بولا کہ حنظلہ تو منافق ہوگیا فرمایا سبحان اللہ کیا کہہ رہے ہو میں بولا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتے ہیں،حضور جنت دوزخ کا ذکر ہمیں سناتے ہیں گویا وہ دونوں ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں پھر جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ہٹتے ہیں تو بیوی بچوں مال واسباب میں گھل مل کر بہت سا بھول جاتے ہیں حضرت ابوبکر بولے اللہ کی قسم ہم سب ہی کو یہ درپیش رہتا ہے پھر میں اور حضرت ابوبکر صدیق چلے حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں پہنچے میں نے عرض کیا یارسول اللہ حنظلہ تو منافق ہوگیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قصہ کیا ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں آپ ہمیں جنت ودوزخ کا ذکر یوں سناتے ہیں گویا وہ ہماری آنکھوں کے آگے

ہیں جب آپ کے پاس سے ہم نکلتے ہیں تو بیوی بچوں مال و اسباب میں مشغول ہوجاتے ہیں بہت کچھ بھول جاتے ہیں تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو تمہارا حال میرے پاس ہوتا ہے اگر اس پر ہمیشہ رہو تو فرشتے تمہارے بستروں پر تمہارے راستوں میں تم سے مصافحہ کیا کریں لیکن اے حنظلہ وقتاً فوقتاً دو گھڑی تین بار فرمایا (مسلم)

(۱۰) حاطب ابن ابی بلتعہ:

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ایک معزز صحابی تھے۔ انہوں نے قریش کو ایک خط اس مضمون کا لکھ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ لہٰذا تم لوگ ہوشیار ہوجاؤ۔ اس خط کو انہوں نے ایک عورت کے ذریعہ مکہ بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا تھا۔ آپ نے اپنے اس علم غیب کی بدولت جان کیا کہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے کیا کاروائی کی ہے۔ چنانچہ آپ نے حضرت علی و حضرت زبیر و حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو فوراً ہی روانہ فرمایا کہ تم لوگ "روضہء خاخ" میں چلے جاؤ۔ وہاں ایک عورت ہے۔ اور اس کے پاس ایک خط ہے۔ اس سے وہ خط چھین کر میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ یہ تینوں اصحاب کبار تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہوکر "روضہء خاخ" میں پہنچے اور عورت کو پالیا جب اس سے خط طلب کیا تو اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کبھی کوئی جھوٹی بات نہیں کہہ سکتے۔ نہ ہم لوگ جھوٹے ہیں۔ لہٰذا تو خط نکال کر ہمیں دے دے ورنہ ہم تجھ کو برہنہ کر کے تلاشی لیں گے۔ جب عورت مجبور ہوگئی تو اس نے اپنے بالوں کے جوڑے میں سے وہ خط نکال کر دے دیا جب یہ لوگ خط لے کر بارگاہ رسالت میں پہنچے تو آپ نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ اے حاطب! یہ تم نے کیا کیا؟ انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ میرے بارے میں جلدی نہ فرمائیں۔ نہ میں نے اپنا دین بدلا ہے نہ مرتد ہوا ہوں میرے اس خط کے لکھنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ مکہ میں میرے بیوی بچے ہیں۔ مگر مکہ میں میرا کوئی رشتہ دار نہیں ہے جو میرے بیوی بچوں کی خبر گیری و نگہداشت کرے۔ میرے سوا دوسرے تمام مہاجرین کے عزیز و اقارب مکہ میں موجود ہیں جو ان کے اہل و عیال کی دیکھ بھال کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے میں نے یہ خط لکھ کر قریش پر ایک اپنا احسان رکھ دیا ہے تاکہ میں ان کی ہمدردی حاصل کرلوں اور وہ میرے اہل و عیال کے ساتھ کوئی برا سلوک نہ کریں۔ یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میرا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور ان کافروں کو شکست دے گا۔ اور میرے اس خط سے کفار کو ہرگز ہرگز کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس بیان کو سن کر ان کے عذر کو

قبول فرمالیا۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس خط کو دیکھ کر اس قدر طیش میں آگئے کہ آپے سے باہر ہو گئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اڑادوں۔ دوسرے صحابہ کرام بھی غیظ وغضب میں بھر گئے۔ لیکن رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جبین رحمت پر اک ذرا شکن بھی نہیں آئی اور آپ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا:۔ کہ اے عمر! کیا تمہیں خبر نہیں کہ حاطب اہل بدر میں سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو مخاطب کر کے فرما دیا ہے کہ "تم سے کوئی مواخذہ نہیں۔" یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھیں نم ہوگئیں اور وہ یہ کہہ کر بالکل خاموش ہو گئے کہ اللہ اور اس کے رسول کو ہم سب سے زیادہ علم ہے" اسی موقع پر قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی کہ:۔

یاایھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدو کم اولیاء (الممتحنہ آیت 1)

اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کافروں کو دوست نہ بناؤ۔ بہر حال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاف فرما دیا۔ (بخاری ج 2 ص 612 غزوہ الفتح)

(۱۱) حویصہ:

سہل بن ابی حثمہ اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ محیصہ بن مسعود اور عبداللہ بن سہل دونوں خیبر کی طرف چلے اور کھجور کے درختوں میں (چلتے چلتے) دونوں ایک دوسرے سے علاحدہ ہو گئے، پھر عبداللہ بن سہل قتل کر دیے گئے، تو ان لوگوں نے یہودیوں پر تہمت لگائی، ان کے بھائی عبدالرحمن بن سہل اور ان کے چچازاد بھائی حویصہ اور محیصہ اکٹھا ہوئے اور وہ سب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، عبدالرحمن بن سہل جو ان میں سب سے چھوٹے تھے اپنے بھائی کے معاملے میں بولنے چلے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بڑوں کا لحاظ کرو'' (اور انہیں گفتگو کا موقع دو) یا یوں فرمایا: ''بڑے کو پہلے بولنے دو''، چنانچہ ان دونوں (حویصہ اور محیصہ) نے اپنے عزیز کے سلسلے میں گفتگو کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے پچاس آدمی یہودیوں کے کسی آدمی پر قسم کھائیں تو اسے رسی سے باندھ کر تمہارے حوالے کر دیا جائے''، ان لوگوں نے کہا: یہ ایسا معاملہ ہے جسے ہم نے دیکھا نہیں ہے، پھر ہم کیسے قسم کھالیں؟ آپ نے فرمایا: ''پھر یہود اپنے پچاس آدمیوں کی قسم کے ذریعہ خود کو تم سے بچالیں گے''، وہ بولے: اللہ کے رسول! یہ کافر لوگ ہیں (ان کی قسموں کا کیا اعتبار؟) چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی طرف سے دیت دے دی، سہل کہتے ہیں: ایک دن میں ان کے شترخانے میں گیا، تو ان اونٹوں میں سے ایک اونٹنی نے مجھے لات ماردی، حماد نے یہی کہا یا اس جیسی کوئی بات کہی۔ ابوداود کہتے ہیں: اسے بشر بن مفضل اور مالک نے یحییٰ بن سعید سے روایت کیا ہے اس میں ہے: ''کیا تم پچاس قسمیں کھا کر اپنے ساتھی کے

خون، یا اپنے قاتل کے مستحق ہوتے ہو؟''، البتہ بشر نے لفظ دم یعنی خون کا ذکر نہیں کیا ہے، اور عبدہ نے یحییٰ سے اسی طرح روایت کی ہے جیسے حماد نے کی ہے، اور اسے ابن عیینہ نے یحییٰ سے روایت کیا ہے، تو انہوں نے ابتداء ''تبرئکم یهود بخمسین یمینًا یحلفون'' سے کی ہے اور استحقاق کا ذکر انہوں نے نہیں کیا ہے۔ ابو داود کہتے ہیں: یہ ابن عیینہ کا وہم ہے۔ (سنن ابوداود ۴۵۲۰)

(۱۲) خنیس بن خالد:

آپ کے اسم میں اختلاف ہے' امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کا نام حبیش بن خالد ہے' آپ صحابی ہیں' آپ یوم فتح مکہ فوت ہوئے جبکہ امام ابن عبد البر' امام ابن اثیر اور امام ابن حجر عسقلانی کے مطابق آپ کا نام خنیس بن خالد تھا' آپ کی کنیت ابو صخر ہے۔ (کتاب الثقات لابن حبان جلد 3 صفحہ 97 'رقم الحدیث: 317) (اسد الغابہ لابن اثیر جلد 1 صفحہ 699' رقم الحدیث: 1482) (الاصابۃ لابن حجر جلد 2 صفحہ 346 'رقم الحدیث: 2297)

(۱۳) حبیب ابن مسلمہ:

حضرت سیدنا حبیب بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی کو حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ہاتھوں چھڑی سے بلا قصد خراش آگئی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس اعرابی کو بلایا اور فرمایا: مجھ سے بدلہ لے لو، اس نے عرض کی: یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میرے ماں باپ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر قربان! میں نے آپ کو معاف کیا، خدا عزوجل کی قسم! اگر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مجھے قتل بھی کر دیں تو میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے بدلہ نہیں لوں گا۔

یہ سن کر حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ (المستدرک، کتاب الرقاق، باب دعا النبی اعرابیا الی القصاص من نفسہ، الحدیث ۸۰۱۳، ج ۵، ص ۴۷۱)

حبیب بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ مستجاب الدعوات تھے، فرماتے ہیں کہ میں نے حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کوئی گروہ جمع نہ ہوگا کہ اُن بعض دعا کریں بعض آمین کہیں، مگر یہ کہ اللہ عزوجل اُن کی دعا قبول فرمائے گا۔ (المستدرک علی الصحیحین کتاب الدعاء حبیب بن مسلمہ کان مجیب الدعوات مطبوعہ دار الفکر بیروت ۳/ ۳۴۷)

روایت ہے حضرت حبیب ابن مسلمہ فہری سے فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو ابتداء میں حضور نے چہارم نفل دیا اور لوٹنے پر تہائی (ابوداؤد)

(۱۴) حکیم ابن حزام:

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے مجھے عطا فرمایا۔ میں نے پھر سوال کیا۔ آپ نے پھر عطا فرمایا۔ میں نے پھر سوال کیا، آپ نے پھر مال عطا کیا پھر فرمایا، اے حکیم! یہ دنیا کا مال بظاہر بہت ہرا بھرا اور شیریں ہے، جو کوئی اسے اپنے نفس پر سختی رکھ کر لے تو اسے اس میں برکت ہو گی اور جو کوئی اپنے دل میں لالچ رکھ کر لے تو اسے برکت نہ ہوگی۔ اس کا حال اس شخص کی مانند ہوگا جو کھائے اور سیر نہ ہو اور اوپر والا (یعنی دینے والا) ہاتھ نیچے والے (یعنی لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! قسم اس رب کی جس نے سچائی کے ساتھ آپ کو بھیجا ہے کہ اب میں مرتے دم تک کسی کا احسان نہیں لوں گا۔

(بخاری، کتاب الزکوۃ، ج ۱، ص ۴۹۷، رقم: ۱۴۷۲)

کرامت
تجارت میں کبھی گھاٹا نہیں ہوا

ان کی مشہور کرامت یہ ہے کہ یہ تاجر تھے۔ زندگی بھر تجارت کرتے رہے مگر کبھی بھی اور کہیں بھی اور کسی سودے میں بھی کوئی نقصان اور گھاٹا نہیں ہوا بلکہ اگر یہ مٹی بھی خریدتے تو اس میں نفع ہی نفع ہوتا کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کے لیے یہ دعا فرمائی تھی: اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْ صَفْقَتِہٖ (اے اللہ! عزوجل ان کے بیوپار کو برکت عطا فرما۔)

(کنز العمال، کتاب الفضائل، ذکر الصحابۃ وفضلھم رضی اللہ عنہم اجمعین، حکیم بن حزام، الحدیث: ۳۳۲۷۲، ج ۶، الجزء ۱۱، ص ۳۱۰ بتغیر لفظ)

ترمذی و ابوداود کی روایتوں میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو ایک دینار دے کر مینڈھا خریدنے کے لیے بھیجا تو انہوں نے ایک دینار میں مینڈھا خریدا اور اسے دو دینار میں بیچ ڈالا پھر واپس بازار آئے اور ایک دینار میں مینڈھا خرید کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں آ کر مینڈھا اور ایک دینار پیش کر دیے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے دینار کو تو خدا کی راہ میں خیرات کر دیا اور پھر خوش ہو کر ان کی تجارت میں برکت کے لئے دعا فرمادی۔ (مشکاۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب الشرکۃ والوکالۃ، الحدیث: ۲۹۳۷، ج ۱، ص ۵۴۲)

حضرتِ سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلَّم نے فرمایا، اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، صدقہ کی ابتداء اپنے زیر کفالت لوگوں سے کرو اور بہتر صدقہ غنا کی حالت میں دیا جانے والا صدقہ ہے اور جو پاکدامنی چاہے گا اللہ عزوجل اسے پاکدامن بنا دے گا اور جو غنی ہونا چاہے گا اللہ عزوجل اسے غنی بنا دے گا۔ (بخاری، کتاب الزکاۃ، باب لاصدقۃ الا عن ظھر غنی، رقم ۱۴۲۷، ج ۱، ص ۴۸۲)

حضرت سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے سیدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم سے سوال کیا کہ سب سے افضل صدقہ کون سا ہے؟ فرمایا، جو کینہ پرور رشتہ دار پر کیا جائے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند حکیم بن حزام، رقم ۱۵۳۲۰، ج ۵، ص ۲۲۸)

(۱۵) حکیم ابن معاویہ:

روایت ہے حضرت حکیم ابن معاویہ قشیری سے وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ہم میں سے کسی کی بیوی کا حق اس پر کیا ہے فرمایا جب تم کھاؤ اسے کھلاؤ اور جب تم پہنو اسے پہناؤ اور اس کے منہ پر نہ مارو اور اسے برا نہ کہو اور اسے نہ چھوڑو مگر گھر میں (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

(۱۶) حمام بن جموح:

آپ حمام بن جموح بن زید انصاری ہیں' اُحد کے دن شہید ہوئے۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد 2 صفحہ 120 'رقم الحدیث: 1821) (اسد الغابہ لابن اثیر جلد 1 صفحہ 602 'رقم الحدیث: 1242)

(۱۷) حبشی ابن جنادہ:

حضرت حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امیر اور طاقتور کیلئے صدقہ حلال نہیں۔ صدقہ صرف انتہائی غریب، ادائیگی قرض سے ناتواں اور اس شخص کیلئے ہے جس پر دیت یا قصاص لازم ہوجائے اور جس نے اس لیے لوگوں سے سوال کیا تاکہ مال میں کثرت ہو تو ایسا سوال قیامت کے دن اس کے چہرے پر زخم اور جہنم کا پتھر ہوگا جسے یہ کھائے گا تو جو چاہے اس میں کمی کرے اور جو چاہے زیادتی کرے۔ اور حضور نے صدیق اکبر، ابوذر غفاری اور ثوبان رضی اللہ عنہم سے فرمایا: تمہارا کوڑا بھی گرجائے تو کبھی کسی سے سوال مت کرنا۔

(سنن الترمذی، کتاب الزکوۃ، باب ماجاء من لاتحل لہ الصدقۃ، رقم الحدیث ۶۵۳، ج ۲، ص ۱۴۰)

حضرت حبشی بن جنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: میں نے حضور پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو بغیر حاجت سوال کرتا ہے وہ اس کی طرح ہے جو انگارے چنتا ہے۔

(شعب الایمان، باب في الزكاة، فصل في الاستعفاف عن المسألة، الحدیث: ۳۵۱۷، ج ۳، ص ۲۷۱)

(۱۸) حجاج ابن عمرو:

روایت ہے حضرت حجاج ابن عمرو انصاری سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کا پاؤں ٹوٹ جائے یا لنگڑا ہو جائے تو وہ احرام کھول دے اور اس پر سال آئندہ حج ہے (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی) اور ابوداؤد نے یہ زیادہ کیا کہ دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ یا وہ بیمار ہو جائے ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے اور مصابیح میں ہے کہ ضعیف ہے۔

(۱۹) حارثہ ابن سراقہ:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ربیع بنت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو حارثہ بن سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں ہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کے پاس آ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کیا آپ حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مجھ سے کچھ نہ بیان فرمائیں گے؟ حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ بدر کے دن قتل ہو گئے تھے، ان کو ایک نامعلوم تیر لگ گیا تھا۔ اگر وہ جنت میں ہوں جب تو میں صبر کروں گی اور اگر اس کے سوا کوئی بات ہو تو میں ان پر رونے میں پوری کوشش کروں گی۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم نے فرمایا کہ اے حارثہ کی ماں! بے شک جنت کے اندر بہت سی جنتیں ہیں اور یقین رکھ کہ تیرا بیٹا فردوس اعلیٰ میں ہے۔ اس حدیث کو امام بخاری نے نقل کیا ہے۔ (الاستیعاب، باب النساء، باب الراء ۳۳۱۷، الربیع بنت النضر، ج ۴، ص ۳۹۷)

(۲۰) حارثہ ابن وہب:

روایت ہے حضرت حارثہ ابن وہب خزاعی سے فرماتے ہیں کہ ہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں دو رکعتیں پڑھائیں حالانکہ ہم اتنے زیادہ اور اتنے امن میں تھے جتنے کبھی نہ ہوئے تھے (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت حارثہ ابن وہب سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرو کیونکہ تم پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ کوئی شخص اپنا صدقہ لے کر چلے گا تو کوئی اس کا قبول کرنے والا نہ ملے گا آدمی کہیں گے کہ اگر تم کل لاتے تو میں لے لیتا آج مجھے اس کی ضرورت نہیں (مسلم، بخاری)

حضرت سیدنا حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا، کیا میں تمہیں جنتیوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہر کمزور اور کمزور سمجھا جانے والا شخص جنتی ہے اگر وہ کسی بات پر اللہ عزوجل کی قسم اٹھا لے تو اللہ عزوجل اس کی قسم ضرور پوری فرمائے گا۔ پھر فرمایا، کیا میں

تمہیں جہنمیوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہر جفا کار، مال جمع کرنے والا، دوسروں کو نہ دینے والا اور تکبر کرنے والا جہنمی ہے۔ (بخاری، کتاب التفسیر، باب عتل بعد ذلک زنیم، رقم ۴۹۱۸، ج ۳، ص ۳۶۳)

حضرت حارثہ بن وہب سے روایت ھے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تجھکو نہ بتلاوں کہ جنت کے لوگ کون ھھں۔ ہرایک ضعیف ناتواں، جس لولوگ کمزور جانیں کیا میں تم کو نہ دوزخ کے ہرایک سخت مزاج روپیہ جوڑنے والا اور اکڑ والا۔ (ابن ماجہ 997/1)

(۲۱) حارثہ ابن نعمان:

آپ فضلاء صحابہ میں سے ہیں، غزوہ بدر احد اور تمام غزوات میں شامل ہوئے، آپ ہی کا وہ واقعہ ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر گزرے حضور کے ساتھ ایک صاحب اور بھی تھے آپ نے سلام کیا ان صاحب نے جواب دیا جب آپ واپس ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے میرے پاس والے شخص کو دیکھا تھا میں نے عرض کیا ہاں، فرمایا وہ جناب جبریل تھے انہوں نے تمہارے سلام کا جواب دیا، آخر میں آپ نابینا ہوگئے آپ مشہور صحابی ہیں۔

کرامت

حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا

ان کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے سلام کیا اور وہاں سے چل دیا جب میں واپس آیا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے حارثہ! تم نے اس شخص کو دیکھا جو میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں! تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے اور انہوں نے تمہارے سلام کا جواب بھی دیا تھا۔

اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا کہ حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسّی آدمیوں میں سے ایک ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دریافت کیا کہ اے جبریل! علیہ السلام اس کا کیا مطلب ہے کہ یہ اسّی آدمیوں میں سے ایک ہیں؟ تو آپ نے جواب دیا کہ جنگ حنین کے دن کچھ دیر کے لیے تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم شکست کھا کر پیچھے ہٹ جائیں گے مگر اسّی آدمی پہاڑ کی طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ ایسی حالت میں ڈٹے رہیں گے جب کہ کفار کی طرف سے تیروں کی بارش ہو رہی ہوگی ان اسّی بہادروں میں سے ایک حارثہ بن النعمان ہیں۔ (اسد الغابۃ، حارثۃ بن النعمان، ج ۱، ص ۵۲۵)

یہ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے اس لئے ہر وقت اپنے مصلیٰ پر بیٹھے رہتے تھے اور اپنے مصلیٰ کے پاس ایک ٹوکری میں کھجور بھر کر رکھتے تھے اور اپنے مصلے سے حجرہ کے دروازے تک ایک دھاگا باندھے ہوئے تھے جب مسکین دروازہ پر آکر سلام کرتا تو اسی دھاگا میں کھجوریں باندھ کر دھاگا کھینچ لیتے اور کھجوریں مسکین کے پاس پہنچ جایا کرتی تھیں ان کے گھر والوں نے کہا کہ اس تکلف وتکلیف کی کیا ضرورت ہے؟ آپ حکم دیں تو گھر والے کھجوریں مسکین کو دے دیا کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: مُنَاوَلَۃُ الْمِسْکِیْنِ تَقِیْ مِیْتَۃَ السُّوْءِ (یعنی مسکین کو اپنے ہاتھ سے دینا بری موت سے بچاتا ہے۔) (شعب الایمان للبیہقی، باب الثانی والعشرون...الخ، فصل فی الاختیار فی صدقۃ التطوع، الحدیث: ۳۴۶۳، ج۳، ص ۲۵۳) (واسد الغابۃ، حارثۃ بن النعمان، ج۱، ص ۵۲۵)

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کہ ابھی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان ہی میں تشریف فرماتھے آپ نے اپنے غلام حضرت زید بن حارثہ اور حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پانچ سو درہم اور دو اونٹ دے کر مکہ بھیجا تا کہ یہ دونوں صاحبان اپنے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل وعیال کو مدینہ لائیں۔ چنانچہ یہ دونوں حضرات جا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں حضرت فاطمہ اور حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ام المومنین حضرت بی بی سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت اسامہ بن زید اور حضرت اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مدینہ لے آئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہ آسکیں کیونکہ ان کے شوہر حضرت ابوالعاص بن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو مکہ میں روک لیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوہر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حبشہ میں تھیں۔ انہی لوگوں کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنے سب گھر والوں کو ساتھ لے کر مکہ سے مدینہ آگئے ان میں حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں یہ سب لوگ مدینہ آکر پہلے حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر ٹھہرے۔

(مدارج النبوت، قسم سوم، باب اول، ج ۲، ص ۶۷ مختصراً وشرح الزرقانی علی المواھب، ذکر بناء المسجد النبوی...الخ، ج ۲، ص ۱۸۶)

سب سے پہلے جس انصاری نے اپنا مکان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بطور ہبہ کے نذر کیا اس خوش نصیب کا نام نامی حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے، چنانچہ ازواجِ مطہرات کے مکانات حضرت حارثہ بن نعمان ہی کی زمین میں بنائے گئے۔ (شرح الزرقانی علی المواھب، ذکر بناء المسجد النبوی...الخ، ج ۲، ص ۱۸۵ ملتقطاً)

حضرت حارثہ بن نعمان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ایک مکان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس لئے نذر کر دیا کہ اس میں حضرت علی اور حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سکونت فرمائیں۔ جب حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا رخصت ہو کر نئے گھر میں گئیں تو عشاء کی نماز کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور ایک برتن میں پانی طلب فرمایا اور اس میں کلی فرما کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ اور بازوؤں پر پانی چھڑکا پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا اور ان کے سر اور سینہ پر بھی پانی چھڑکا اور پھر یوں دعا فرمائی کہ یا اللہ میں علی اور فاطمہ اور ان کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں کہ یہ سب شیطان کے شر سے محفوظ رہیں۔

(المواہب اللدنیۃ والزرقانی، ذکر تزویج علی بفاطمۃ، ج ۲، ص ۳۵۷۔۳۶۱ ملخصاً)

حضرت سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: میری امت میں تین چیزیں لازِماً رہیں گی: بدفالی، حَسَد اور بدگمانی۔

ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! جس شخص میں یہ تین خصلتیں ہوں وہ ان کا کس طرح تدارُک کرے؟ ارشاد فرمایا: جب تم حَسَد کرو تو اللہ تعالیٰ سے اِسْتِغْفار کرو اور جب تم کوئی بدگمانی کرو تو اس پر جمے نہ رہو اور جب تم بدفالی نکالو تو اس کام کو کرلو۔ (المعجم الکبیر، الحدیث ۳۲۲۷، ج ۳، ص ۲۲۸)

روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں جنت میں گیا تو میں نے اس میں تلاوت سنی میں نے کہا یہ کون ہے بولے یہ حارثہ ابن نعمان ہیں بھلائی ایسی ہوتی ہے بھلائی ایسی ہوتی ہے اور وہ اپنی ماں کے ساتھ سب سے زیادہ نیکوکار تھے شرح سنہ بیہقی شعب الایمان اور ان کی روایت میں ہے فرمایا میں سویا تو میں نے اپنے کو جنت میں دیکھا بجائے دخلت الجنۃ کے۔

(شرح السنۃ، کتاب البر والصلۃ، باب بر الوالدین، الحدیث: ۳۳۱۲، ۳۳۱۳، ج ۶، ص ۴۲۶۔۴۲۷)

(۲۲) حارث ابن حارث:

روایت ہے حضرت حارث اشعری سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تم کو پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں جماعت کا اور سننے و فرمانبرداری کرنے اور ہجرت اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے کا جو جماعت سے ایک بالشت برابر نکل گیا اس نے اسلام کا پھندا اپنی گردن سے نکال دیا مگر یہ کہ لوٹ آئے اور جو جاہلیت کے بلاوے سے بلائے تو وہ دوزخ کی جماعتوں میں سے ہے اگرچہ روزہ رکھے نماز پڑھے اور گمان کرے کہ وہ مسلمان ہے (احمد، ترمذی)

(۲۳) حارث ابن ہشام:

مکہ کے رئیس اور بڑے مخیر اور فیاض شخص تھے، صدہا غریبوں کی روٹی ان کی ذات سے چلتی تھی، آنحضرت ﷺ کو ان کے اسلام کی بڑی خواہش تھی، ایک مرتبہ ان کا ذکر آیا تو فرمایا حارث سردار ہیں، کیوں نہ ہو ان کے باپ بھی سردار تھے، کاش خدا انہیں اسلام کی ہدایت دیتا، (استیعاب: ۱/۱۱۷)

بدر میں ابوجہل کے ساتھ تھے، لیکن میدان جنگ سے بھاگ نکلے اور ابوجہل مارا گیا، ان کی اس بزدلی پر حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشعار میں غیرت دلائی، انہوں نے اشعار ہی میں اس کی توجیہ آمیز وقدرت کی، احد میں بھی مشرکین کے ہمراہ تھے۔ (استیعاب: ۱/۱۱۷)

روایت ہے جناب عائشہ سے کہ حارث ابن ہشام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر وحی کیسے آتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبھی تو میرے پاس جھانج کی سی جھنکار آتی ہے وہ مجھ پر بہت گراں ہوتی ہے تو وہ مجھ سے ختم ہوتی ہے حالانکہ میں نے اس سے وہ یاد کرلیا ہوتا ہے جو اس نے کہا اور کبھی میرے سامنے فرشتہ مرد کی شکل میں آتا ہے مجھ سے بات کرتا ہے جو وہ کہتا ہے محفوظ کرلیتا ہوں جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور انور کو دیکھا کہ آپ پر سخت ٹھنڈے دن میں وحی نازل ہوتی تھی تو ختم ہوتی تھی اس حالت میں کہ آپ کی پیشانی پسینہ سے نچڑتی ہوتی تھی (مسلم، بخاری)

(۲۴) حارث ابن کلدہ:

روایت ہے حضرت سعد سے فرماتے ہیں میں بیمار ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کو تشریف لائے اپنا ہاتھ مرے پستانوں کے بیچ رکھا حتی کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے دل پر پائی اور فرمایا کہ تم دل کے بیمار ہو حارث ابن کلدہ ثقفی کے پاس جاؤ وہ طبابت کرتے ہیں[۴] وہ مدینہ کی عجوہ میں سے سات عجوہ کھجوریں لیں انہیں معہ گٹھلیوں کے کوٹ لیں اور پھر ان سے تم کو پلادیں (ابوداؤد)

(۲۵) ابوحبہ

آپ ابوحبہ بن غزیہ الانصاری المازنی البخاری ہیں، بقول امام طبری آپ کا نام زید بن غزیہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء بن مبذول بن عمر ہے، آپ نے غزوۂ اُحد میں شرکت فرمائی اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابوحبہ بن غزیہ کے دو بھائی تھے: ضمرۃ بن غزیہ اور تمیم بن غزیہ ہیں۔ امام ابن عبدالبر کے بقول آپ بدری صحابی نہیں ہیں۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب

جلد2 صفحہ 18)(الاصابہ فی تمیز الصحابۃ جلد 7 صفحہ 84' رقم الحدیث:9733)(اسد الغابہ لابن اثیر جلد 6 صفحہ 72)

(۲۶) ابوحمید:

ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں دنیا کی طلب میں اچھی روش سے عدول نہ کرو کہ جس کے مقدر میں جتنی لکھی ہے ضرور اس کے سامان مہیا پائے گا۔

(المستدرک للحاکم کتاب البیوع لاباس بالغنی لمن اتقی دار الفکر بیروت ۲ / ۳)(سنن ابن ماجہ ابواب التجارات باب الاقتصاد فی طلب المعیشۃ اتچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۵۶)(السنن الکبریٰ کتاب البیوع باب الاجمال فی طلب الدنیا دار صادر بیروت ۵ / ۲۶۴)(کنز العمال عن ابی حمید ساعدی حدیث ۹۲۹۱ موسسۃ الرسالہ بیروت ۴ / ۲۰)(الترغیب والترہیب الترغیب فی الاقتصاد فی طلب الرزق اتچ مصطفی البابی مصر ۲ / ۵۳۴)

ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مسلمان کو حلال نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کی چھڑی بے اس کی مرضی کے لے اور یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان کا مال مسلمان پر سخت حرام کیا ہے۔(الترغیب والترہیب بحوالہ ابن حبان حدیث ۹ مصطفی البابی مصر 17 / 3)

روایت ہے ان ہی سے فرماتے ہیں کہ ایک انصاری صاحب ابوحمید نقیع سے دودھ بھرا برتن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اسے ڈھک کیوں نہیں لیا اگرچہ اس پر لکڑی کھڑی کردیتے

(مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت ابوحمید ساعدی سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیئے کھڑے ہوتے تو منہ کعبے کو کرتے اور اپنے ہاتھ اٹھاتے اور اللہ اکبر کہتے۔(ابن ماجہ)

(۲۷) ابوحذیفہ بن عتبہ:

آپ ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس بن عبدمناف قرشی ہیں' آپ کی والدہ دختر صفوان بن امیہ بن محرث تھیں' ابوحذیفہ سابقین اوّلین میں سے ہیں' حبشہ اور مدینہ کی جانب ہجرت بھی کی' آپ نے جنگ یمامہ میں شہادت پائی' آپ کی زوجہ بھی بوقتِ ہجرت آپ کے ہمراہ تھے' وہاں پر ہی آپ کے بیٹے محمد بن ابوحذیفہ کی ولادت ہوئی' آپ کا شمار فضلاء صحابہ سے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے مسلمان ہوئے اور پھر حبشہ ہجرت کر گئے اور پھر وہاں سے واپس مکہ آ گئے اور ہجرتِ مدینہ تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے پھر مدینہ ہجرت فرمائی' آپ نے عباد بن بشر انصاری کے ساتھ مواخات قائم فرمائی' تمام غزوات میں شرکت کی اور جنگ یمامہ میں 53 سال کی عمر میں شرف

شہادت پائی۔(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد 2 صفحہ 19)(کتاب الثقات لابن حبان جلد 3 صفحہ 398 رقم الحدیث: 1309)(تہذیب الاسماء واللغات جلد 3 صفحہ 91 رقم الحدیث: 762)

(۲۸) ابوحنظلیہ:

حضرت سہل بن الحنظلیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم ایک ایسے اونٹ کے پاس سے گزرے جس کی پیٹھ اُس کے پیٹ سے (بھوک کی وجہ سے) مل گئی تھی۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اِن بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو ان پر اُس وقت سوار ہوا کرو جب کہ وہ اچھی حالت میں ہوں اور جب انہیں چھوڑ دو تو اُس وقت بھی انہیں اچھی حالت میں چھوڑ و۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب النفقات وحق المملوک، الفصل الثانی، الحدیث: ۳۳۷۰، ج ۲، ص ۲۶۶۔ سنن ابی داود، کتاب الجہاد، باب مایؤمر بہ من القیام علی الدواب والبہائم، الحدیث ۲۵۴۸، ج ۳، ص ۳۲)

ح۔۔۔تابعین عظام

(۱) حارث ابن سوید:

حضرت حارث ابن سوید سے فرماتے ہیں کہ ہمیں عبداللہ ابن مسعود نے دو حدیثیں سنائیں ایک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور دوسری اپنی طرف سے فرمایا کہ مؤمن اپنے گناہوں کو یوں سمجھتا ہے گویا کہ وہ پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے ڈر رہا ہے کہ اس پر گر جائے اور بدکار اپنے اپنے گناہوں کو اس مکھی طرح سمجھتا ہے جو اس کی ناک پر گذرے تو یوں کر دے یعنی اپنے ہاتھ سے اسے اڑا دے پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن بندے کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی جانوروں والی ہلاکت کی زمین میں اترے اس کے ساتھ سواری ہے جس پر اس کا کھانا پانی ہے اس نے سر رکھا کچھ سو گیا جاگا تو اس کی سواری جا چکی تھی اسے بہت ڈھونڈ رہا تھا حتی کہ جب اس پر دھوپ یا پیاس یا جو اللہ نے چاہا غالب آ گئی تو بولا کہ میں اپنی اس ہی جگہ لوٹ جاؤں جہاں تھا وہاں سو جاؤں حتی کہ مر جاؤں اپنے بازوؤں پر مرنے کے لئے سر رکھ دیا پھر جاگا تو اس کی سواری اس کے پاس تھی جس پر اس کا توشہ پانی تھا اللہ تعالیٰ مؤمن بندے کی توبہ سے اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو یہ سواری سے خوش ہو مسلم نے صرف وہ ہی روایت نقل کی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ابن مسعود سے مرفوع ہے اور بخاری نے ابن مسعود پر موقوف حدیث بھی روایت کی ہے۔

حضرت حارث بن سوید نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علالت کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سخت بخار چڑھا ہوا تھا۔ میں عرض گزار ہوا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو تو بڑا سخت بخار ہے، شاید یہ اس وجہ سے ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے دوگنا اجر ہے۔ فرمایا کہ بات اسی طرح ہے، کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ اسے تکلیف پہنچے مگر اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔ (صحیح بخاری، 5647)

(۲) حارث ابن مسلم:

حارث بن مسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا جب تم فجر کی نماز ادا کرلو تو لوگوں سے ہمکلام ہونے سے پہلے سات ۷ مرتبہ یہ دُعا پڑھو اللّٰھم اجرنی من النار (اے اللہ! مجھے دوزخ کی آگ سے آزاد فرما) اب اگر تو اس دن فوت ہوگیا تو اللہ تعالیٰ تجھے جہنم سے آزادی عطا فرمائے گا اور جب مغرب کی نماز پڑھ لو تو لوگوں سے گفتگو سے پہلے سات دفعہ یہ دعا پڑھ لو اللّٰھم اجرنی من النار (اے اللہ! مجھے جہنم کی آگ سے بچالے) اگر اس رات تجھے موت آگئی تو اللہ تعالیٰ تجھے جہنم سے آزادی عطا فرمائے گا اے اللہ! ہمیں بھی اپنی رحمت سے جہنم کے عذاب سے آزاد فرما یا عزیز یا غفار وصلی اللہ تعالیٰ علی نبیہ المختار وآلہ الاطھار وبارک وسلم۔ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔ (سنن ابوداؤد باب مایقول اذ اصبح مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲ / ۳۳۷) (الترغیب والترہیب فی اذکار الخ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ا / ۳۰۴)

(۳) حارث ابن اعور:

روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے گھوڑے اور غلام کی زکوۃ کی تو معافی دے دی مگر چاندی کی زکوۃ دو ہر چالیس میں ایک درہم ہے اور ایک سونوے میں کچھ نہیں جب دوسو کو پہنچیں تو ان میں پانچ درہم ہیں (ترمذی وابوداؤد) اور ابوداؤد کی ایک روایت میں حضرت حارث ابن اعور سے ہے وہ حضرت علی سے راوی زہیر کہتے ہیں مجھے خیال ہے حضرت علی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ چالیسواں حصہ دو ہر چالیس درہم میں ایک درہم ہے اور تم پر کچھ نہیں حتی کہ دوسو درہم پورے ہوجائیں تو جب دوسو درہم ہوجائیں تو ان میں پانچ درہم میں جو اس پر زیادہ ہو تو اسی حساب پر ہے اور بکریاں میں ہر چالیس بکریوں میں ایک بکری ہے ایک سوبیس تک کہ اگر ایک زیادہ ہوجائے تو دو بکریاں دوسو تک اگر زیادہ ہوں تو تین بکریاں تین سو تک پھر اگر تین سو پر زیادہ ہوں تو ہر سینکڑے میں ایک بکری، اگر بکریاں انتالیس ہوں تو ان کا تم پر کچھ نہیں اور گایوں میں ہر تیس میں ایک سالہ بچہ ہے اور

چالیس میں دو سالہ بچہ اور کام کاج کے جانوروں میں کچھ نہیں۔

روایت ہے حضرت حارث سے فرماتے ہیں میں مسجد میں گزرا تو لوگ بات چیت میں مشغول تھے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا میں نے آپ کو اس کی خبر دی تو فرمایا کیا لوگ یہ حرکت کرنے لگے میں بولا ہاں فرمایا آگاہ رہو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ عنقریب فتنے ہوں گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ان سے رہائی کی سبیل کیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ کی کتاب جس میں تمہارے اگلوں کی خبریں اور پچھلوں کی خبریں اور تمہارے آپس کے فیصلے ہیں قرآن فیصلہ کن ہے وہ غیر درست نہیں ہے جو ظالم اسے چھوڑ دے گا اللہ اس کے ٹکڑے اڑا دے گا اور جو اس کے غیر میں ہدایت ڈھونڈے گا اللہ اسے گمراہ کر دے گا وہ اللہ کی مضبوط رسی ہے اور وہ حکمت والا ذکر ہے وہ سیدھا راستہ ہے قرآن وہ ہے جس کی برکت سے خیالات بگڑتے نہیں اور جس سے دوسری زبانیں مشتبہ نہیں ہوتیں جس سے علماء سیر نہیں ہوتے جو زیادہ دہرانے سے پرانا نہیں پڑتا جس کے عجائبات ختم نہیں ہوتے ۱۴ قرآن ہی وہ ہے کہ جب اسے جنات نے سنا تو یہ کہے بغیر نہ رہ سکے کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے جو صلاحیت کی رہبری کرتا ہے تو ہم اس پر ایمان لے آئے جو قرآن کا قائل ہو وہ سچا ہے جس نے اس پر عمل کیا ثواب پائے گا اور جو اس پر فیصلہ کرے گا منصف ہوگا اور جو اس کی طرف بلائے گا وہ سیدھی راہ کی طرف بلائے گا ترمذی، دارمی اور ترمذی نے فرمایا اس حدیث کی اسناد مجہول ہے اور حارث میں کچھ گفتگو ہوئی ہے۔

(۴) الحارث بن نبہان الجرمی:

آپ سے امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے احادیث لی ہیں' آپ کے شیوخ میں ابان بن ابی عیاش' ایوب سختیانی' سلیمان الاعمش' عطاء بن سائب' عطاء بن عجلان' مالک بن دینار اور امام ابوحنیفہ شامل ہیں۔

آپ کے تلامذہ میں ازھر بن مروان الرقاشی' جعفر بن سلیمان' طالوت بن عباد' عبدالرحمن بن مبارک' عبدالواحد بن غیاث اور موسیٰ بن اسماعیل شامل ہیں۔ (تہذیب الکمال للمزی جلد 5 صفحہ 288' رقم الحدیث: 1046) (میزان الاعتدال للذھبی جلد 1 صفحہ 294' رقم الحدیث: 1649) (تقریب التھذیب لابن حجر جلد 1 صفحہ 176' رقم الحدیث: 1054)

(۵) حارث ابن وجیہ:

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر بال کے نیچے ناپاکی ہے لہذا بال دھوؤ اور کھال صاف کرو (ابوداؤد)

(۶) حارثہ ابن مضرب:

روایت ہے حضرت حارثہ ابن مضرب سے فرماتے ہیں کہ میں حضرت خباب کے پاس گیا جنہیں سات داغ دیئے گئے تھے فرمایا اگر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا نہ ہوتا کہ تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے تو میں اس کی آرزو کرتا میں نے اپنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس حال میں دیکھا ہے کہ میں ایک درہم کا مالک نہ تھا اور آج میرے گھر کے کونے میں چالیس ہزار درہم پڑے ہیں فرماتے ہیں پھر ان کا کفن لایا گیا اسے دیکھا تو روئے اور بولے کہ جناب حمزہ کو کفن بھی نہ ملا سوا اس دھاری دار چادر کے جو اگر ان کے سر پر ڈالی جاتی تو قدموں سے کھل جاتی اور قدموں پر ڈالی جاتی تو سر سے کھل جاتی حتی کہ ان کے سر پر چادر ڈالی گئی اور قدموں پر گھاس (احمد، ترمذی) لیکن ترمذی نے کفن لانے سے آخر تک واقعہ بیان نہ کیا۔

(۷) حارثہ ابن ابی الرجال:

حدثنا محمود بن خالد، حدثنا مروان، حدثنا سليمان بن بلال، عن يحيى بن سعيد، عن عمرة، عن أختها، قالت ما أخذت ق إلا من في رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقرؤها في كل جمعة . قال أبو داود كذا رواه يحيى بن أيوب وابن أبي الرجال عن يحيى بن سعيد عن عمرة عن أم هشام بنت حارثة بن النعمان،

عمرہ اپنی بہن سے روایت کرتی ہیں۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے سورۃ ق، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک ہی سے (سن کر) یاد کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ہر جمعہ (کے خطبہ میں) پڑھا کرتے تھے۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یحیٰی بن ایوب اور ابن ابی الرجال نے یحیٰی بن سعید سے انہوں نے عمرہ سے انہوں نے ام ہشام بنت حارثہ بن نعمان سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔ (سنن ابوداود تفرح أبواب الجمعہ جمعہ المبارک کے احکام ومسائل باب الرجل یخطب علیہ قوس باب: خطیب کا خطبے میں کمان سے سہارا لینا۔ حدیث نمبر: 1102)

(۸) حفص ابن عاصم:

روایت ہے حضرت حفص ابن عاصم سے فرماتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ کے راستے میں حضرت ابن عمر کے ساتھ تھا آپ نے ہمیں ظہر دو رکعتیں پڑھائیں پھر اپنی منزل میں آئے اور بیٹھے تو کچھ لوگوں کو کھڑا دیکھا فرمایا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں میں نے کہا نفل پڑھ رہے ہیں فرمایا اگر میں نفل پڑھتا تو اپنی نماز ہی پوری کر لیتا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا تو آپ سفر

میں دو رکعتوں پر زیادتی نہ کرتے تھے اور ابو بکر، عمر، عثمان کو ایسے ہی دیکھا۔ (مسلم، بخاری)

(۹) حفص ابن سلیمان:

حضرت حفص ابن سلیمان سے روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قرآن پڑھے پھر اسے یاد رکھے اس کے حلال کو حلال اس کے حرام کو حرام جانے اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا اور اس کے گھر والوں میں سے ایسے دس آدمیوں میں اس کی شفاعت قبول فرمائے گا جن کے لیے دوزخ ضروری ہو چکی۔

(۱۰) حنش بن عبداللہ:

آپ حنش بن عبداللہ السبائی ہیں' آپ کا نسب حنش بن عبداللہ بن عمرو بن حنظلۃ بن فہد بن قنان بن ثعلبہ بن عبداللہ بن تامر السبائی ہے۔ آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس' حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم' ابو سعید الخدری اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم وغیر ہما سے سماع حدیث کیا۔ آپ کے تلامذہ میں بکر بن سوادہ' حارث بن یزید' خالد بن ابی عمران' ربیعہ بن سلیم' عامر بن یحیٰی شامل ہیں۔ امام ابوزرعہ فرماتے ہیں کہ روایتِ حدیث میں ثقہ ہیں اور امام ابو حاتم کے بقول صالح ہیں۔ امام ابن یونس فرماتے ہیں کہ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مصر تشریف لے گئے' آپ سے امام بخاری کے علاوہ اکابر محدثین نے روایات لیں۔ (طبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 5 صفحہ 536)

(سیر اعلام النبلاء للذھبی جلد 4 صفحہ 493-492) (تہذیب التھذیب لابن حجر جلد 3 صفحہ 57) (شذرات الذھب جلد 1 صفحہ 119)

(۱۱) حکیم ابن معاویہ:

روایت ہے حضرت حکیم ابن معاویہ قشیری سے وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے کسی کی بیوی کا حق اس پر کیا ہے فرمایا جب تم کھاؤ اسے کھلاؤ اور جب تم پہنو اسے پہناؤ اور اس کے منہ پر نہ مارو اور اسے برا نہ کہو اور اسے نہ چھوڑو مگر گھر میں (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

روایت ہے حضرت حکیم ابن معاویہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت میں پانی کا دریا ہے اور شہد کا دریا ہے اور دودھ کا دریا ہے اور شراب کا دریا ہے پھر اس سے آگے نہریں نکلتی ہیں (ترمذی)

(۱۲) حکیم ابن اثرم:

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو حائضہ عورت سے جماع

کرے یا عورت کے پاخانہ کی جگہ یا کاہن کے پاس جائے اس نے محمد مصطفے پر اترے ہوئے کا انکار کیا اسے ترمذی، ابن ماجہ اور داری نے روایت کیا ان دونوں کی روایت میں یہ ہے کہ کاہن کے کہے ہوئے کی تصدیق کرے تو کافر ہو گیا۔ ترمذی فرماتے ہیں کہ ہم اس حدیث کو صرف حکیم اثرم سے جانتے ہیں جو ابوتمیمہ سے وہ ابوہریرہ سے راوی ہیں۔

(۱۳) حکیم ابن ظہیر:

روایت ہے حضرت بریدہ سے فرماتے ہیں کہ خالد ابن ولید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی عرض کیا یارسول اللہ میں بے خوابی کے باعث رات کو سوتا نہیں۔ تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو یوں کہو اے اللہ اسے سات آسمانوں کے اور جن پر یہ آسمان سایہ فگن ہیں ان کے رب اور زمینوں کے اور جنہیں زمین اٹھائے ہے ان کے رب اور اے شیطانوں کے اور جنہیں وہ گمراہ کریں ان کے رب تو اپنی ساری مخلوق کی شر سے میری پناہ ہو جا کہ ان میں سے کوئی مجھ پر زیادتی یا ظلم کرے تیری پناہ غالب ہے، تیری ثنا شاندار ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں صرف تو ہی معبود ہے (ترمذی) اور ترمذی نے فرمایا کہ اس حدیث کی اسناد قوی نہیں اور حکیم ابن ظہیر راوی کی حدیث کو بعض محدثین نے چھوڑ دیا ہے

(۱۴) حرام ابن سعید:

ابونعیم نے کتاب السواک میں حضرت عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: انگلیاں مسواک کی جگہ کافی ہوں گی جب مسواک نہ ہو۔ اور اس تقیید پر ہمارے علماء کا اتفاق ہے۔ حلیہ میں ہے کہ: مسواک موجود ہے تو انگلی اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتی، اور موجود نہیں ہے تو اس کے قائم مقام ہو جائے گی۔ اسے کافی وغیرہ میں ذکر کیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ مسواک کا ثواب مل جائے گا جیسا کہ خلاصہ میں ذکر کیا ہے اھ۔ اور غنیہ میں ہے کہ لکڑی موجود ہے تو انگلی اس کے قائم مقام نہ ہو سکے گی۔ اور بعض شافعیہ کا یہ کہنا کہ دوسرے کی انگلی بھی اپنی انگلی کی جگہ روا ہے بلا دلیل اور زبردستی کا حکم ہے اھ۔

(کنزالعمال بحوالہ ابونعیم فی کتاب السواک، حدیث ۲۶۱۶۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۹/۳۱۱)

(۱۵) حماد ابن سلمہ:

امام بیہقی لکھتے ہیں: هو احد ائمة المسلمين إلا أنه لما كبر ساء حفظه فلذا تركه البخاري وأما مسلم فاجتهد وأخرج من حديثه عن ثابت ما سمع منه قبل تغيره (تہذیب التہذیب، باب الجزء الثالث: ۳/۱۳)

وہ مسلمانوں کے ایک امام ہیں مگر بڑھاپے میں ان کا حافظہ خراب ہو گیا تھا، اسی لیے امام بخاری نے ان سے روایتیں نہیں کی ہیں، مگر امام مسلم نے اجتہاد کیا اور سوء حفظ سے پہلے کی جوان کی روایتیں ثابت البنانی کے واسطے سے ہیں ان کو انہوں نے اپنی کتاب میں جگہ دی ہے۔ کچھ تو سوء حفظ کی وجہ سے اور کچھ اس وجہ سے کہ ان کی کتابوں میں کچھ لوگوں نے الحاق کر دیا تھا، ان کی روایتیں بعض محدثین کی نظر میں مشتبہ ہو گئی تھیں، سوء حفظ کے بارے میں امام بیہقی کی رائے اوپر گذر چکی، الحاق کے بارے میں امام عبدالرحمن بن مہدی کا بیان ہے کہ: وکانوا یقولون انھا دست فی کتبہ لوگوں کا خیال ہے کہ حماد بن سلمہ کی کتابوں میں الحاق کیا گیا ہے۔ ان کا ایک ربیب ابن ابی العوجاء نامی تھا، اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ: فکان یدس فی کتبہ ان کی کتابوں میں کچھ ردوبدل کیا کرتا تھا۔ تاہم ائمہ حدیث نے حماد بن سلمہ کے فضل وکمال کا کھلے الفاظ میں اعتراف کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ جس شخص کو حماد بن سلمہ کی برائی کرتے ہوئے دیکھو، اس کے اسلام کو مشتبہ سمجھو (تذکرۃ الحفاظ:۱/۱۸۳)

حافظ ابن حجر نے بھی قریب قریب اسی طرح کا ایک قول نقل کیا ہے۔ (تہذیب:۳/۱۵)

روایت ہے حضرت محمد ابن عمرو سے وہ ابوسلمہ سے وہ ابوہریرہ سے راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچے بچے کے متعلق غلام یالونڈی یا گھوڑے یا خچر کا فیصلہ فرمایا۔ (ابوداؤد) فرمایا یہ حدیث حماد ابن سلمہ اور خالد واسطی نے محمد ابن عمرو سے روایت کی اور گھوڑے کا ذکر نہ فرمایا۔

(۱۶) حماد ابن زید:

صحیح بخاری شریف کے اسی باب مذکور میں ہے: صافح حماد بن زید ابن المبارک بیدیہ۔ امام حماد بن زید نے امام اجل عبداللہ بن مبارک سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔

(صحیح البخاری کتاب الاستیذان باب الاخذ بالیدین قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۹۲۶)

تاریخ امام بخاری میں ہے: حدثنی اصحابنا یحیی وغیرہ عن اسمعیل بن ابراھیم قال رأیت حماد بن زید وجاءہ ابن المبارک بمکۃ فصافحہ بکلتا یدیہ۔ یعنی مجھ سے میرے اصحاب یحیی ابوجعفر بیکندی وغیرہ اسمعیل بن ابراہیم سے حدیث بیان کی کہ انھوں نے کہا کہ میں نے حماد بن زید کو دیکھا اور ابن المبارک ان کے پاس مکہ معظمہ میں آئے تھے تو انھوں نے ان سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔

(التاریخ البخاری باب اسمعیل ترجمہ ۱۰۸۴ دار الباز مکۃ المکرمہ ۱/۳۴۳)

یہ امام اجل حماد بن زید ازدی بصری قدس سرہ اجلہ ائمہ تبع تابعین سے ہیں۔ انس بن سیرین وثابت بنانی وعاصم بن

بہدلہ وعمرو بن دینار ومحمد بن واسع وغیرہم علمائے تابعین شاگردان حضرت انس بن مالک وعبداللہ بن عمرو عبداللہ بن عباس وغیرہم رضی اللہ تعالٰی عنہم سے علم حاصل کیا۔ اور اجلہ ائمہ محدثین وعلمائے مجتہدین مثل امام سفیان ثوری وامام یحیٰی بن سعید قطان وامام عبدالرحمن بن مہدی وامام علی بن مدینی وغیرہم کہ امام بخاری وامام مسلم کے اساتذہ واساتذۃ الاساتذہ تھے اس جناب کے شاگرد ہوئے امام عبدالرحمن بن مہدی فرمایا کرتے: **ائمة الناس فی زمانهم اربعة سفین بالکوفة ومالك بالحجاز والاوزاعی بالشام وحماد بن زید بالبصرة** ۔مسلمانوں کے امام اپنے زمانے میں چار ہیں۔ کوفہ میں سفیان۔ حجاز میں مالک، شام میں اوزاعی، بصرۃ میں حماد بن زید۔

(تہذیب التہذیب من اسمہ حماد بن زید دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن ۲ / ۱۰)

اور یہ بھی فرماتے: **مارأیت اعلم من مالك وسفین وحماد بن زید**۔
میں نے مالک وسفیان وحماد بن زید سے زیادہ کوئی علم والا نہ دیکھا۔

(تہذیب التہذیب من اسمہ حماد بن زید دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن ۲ / ۱۰)

اور یہ بھی فرماتے کہ: **مارأیت بالبصرة افقه منه ولم ار احدا اعلم بالسنة منه** ۔
میں نے بصرے میں ان سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہ دیکھا اور میں نے ان سے زیادہ حدیث جاننے والا کوئی نہ پایا۔

(تہذیب التہذیب من اسمہ حماد بن زید دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن ۲ / ۱۰)

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: حماد بن زید من ائمۃ المسلمین۔
حماد بن زید مسلمانوں کے اماموں میں سے ہے:

(تہذیب التہذیب من اسمہ حماد بن زید دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن ۲ / ۱۰)

اس جناب نے ماہ رمضان ۱۷۹ھ میں وفات پائی، جس دن انتقال ہوا یزید بن زریع بصری کو خبر پہنچی فرمایا: **الیوم مات سید المسلمین**۔ آج مسلمانوں کے سردار نے انتقال کیا رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ۔ **ذکر کل ذلك الامام الذهبی فی تهذیب التهذیب**۔ امام ذہبی نے ان میں سے ہر ایک کو تہذیب التہذیب میں ذکر فرمایا۔ (ت)

(تہذیب التہذیب من اسمہ حماد بن زید دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن ۲ / ۱۰)

حضرت سیدنا حماد بن زید علیہ رحمۃ اللہ الواحد کی خدمت میں ایک شخص کوئی مسئلہ پوچھنے آیا جس میں لوگوں کا اختلاف تھا تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: اے بھائی! اگر تو اپنے دین کی سلامتی چاہتا ہے تو عالمِ مدینہ (امام مالک) سے پوچھ اور ان کی بات توجہ سے سن کیونکہ وہ حجت (یعنی دلیل) ہیں اور لوگوں کے امام ہیں۔

(ترتیب المدارک وتقریب المسالک، باب فی ابتداء ظہورہ فی العلم وقعودہ للفتوی والتعلیم، ج ۱، ص ۳۴)

حضرت حماد بن زید کو چند احادیث سنائیں تو انھوں نے فرمایا کہ: مَا أَجْوَدَهَا لَوْ كَانَ لَهَا أَجْنِحَةٌ يَعْنِي الأَسَانِيدَ کیا ہی اچھا ہوتا کہ ان احادیث کے پروبازو بھی ہوتے یعنی اسانید کے ساتھ ذکر کی جاتیں۔ (فتح المغیث)

ہمیں مسدد نے انھیں حماد بن زید نے انھیں عبدالعزیز نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور یونس سے ثابت نے اور انھوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ ہم حاضر تھے رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! چار پائے ہلاک ہو رہے ہیں بکریاں ہلاک ہو رہی ہیں اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بارش عطا فرمائے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور ہاتھ پھیلا دئے اور دعا کی۔ (صحیح البخاری باب رفع الیدین فی الخطبۃ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۲۷)

روایت ہے عازم سے انہوں نے حماد بن زید سے انہوں نے ایوب سے انہوں نے عکرمہ سے بیان کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب حضرت فاطمہ کا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نکاح کیا تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تُو اپنی حطمی درع (تلواروں کو توڑنے والی زرہ) مہر میں دے دے۔ حافظ نے اصابہ میں کہا یہ حدیث مرسل صحیح ہے۔ ابوداؤد نے اپنی سنن میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت فاطمہ کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نکاح کیا تو فرمایا: اس کو مہر میں کچھ دو۔ تو انہوں نے عرض کی: میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تیری حطمی زرہ کہاں ہے؟

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد باب ذکر بنات رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار صادر بیروت ۸/۲۱) (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ترجمہ ۸۳۰ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا دار صادر بیروت ۴/۳۷۷) (سنن ابوداؤد کتاب النکاح آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۸۹)

بطریق حماد بن سلمہ وحماد بن زید ویزید بن زریع وابی ہلال کلہم عن حنظلۃ الدوسی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

قال قال رجل یا رسول اللہ الرجل منا یلقی اخاہ اوصدیقہ اینحنی لہ قال لا -

ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم میں کوئی شخص اپنے بھائی یا دوست سے ملے تو اس کے لئے جھکے۔ فرمایا: نہ۔

(جامع الترمذی ابواب الادب باب ماجاء فی المصافحۃ امین کمپنی دہلی ۲/۹۷) (سنن ابن ماجہ باب المصافحۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۷۱)

(۱۷) حماد ابن ابی سلیمان:

امام اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت حماد بن سلیمان رضی اللہ عنہ کو خوب غور وفکر کے بعد اپنا استاد منتخب کیا تھا۔ آپ کا اپنے استاد کے بارے میں فرمان ہے کہ:

ثَبَتُّ عِنْدَ حَمَّادِ بْنِ سُلَيْمَانَ فَنَمَيْتُ

میں اپنے استاد حماد بن سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس مستقل مزاجی سے پڑھتا رہا اسی وجہ سے میرا علمی مقام نشوونما پاتا رہا۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے سمرقند کے ایک حکیم کو فرماتے سنا انہوں نے فرمایا:

ایک طالب علم جو کہ طلب علم کیلئے بخارا جانے کا ارادہ رکھتا تھا اس نے اس سلسلے میں مجھ سے مشورہ طلب کیا۔

اے عزیز طالب علم! جس طرح اس طالب علم نے مشورہ طلب کیا اسی طرح

وَاِيَّاكُمْ وَالتَّنَطُّعَ وَالتَّبَدُّعَ وَالتَّعَمُّقَ وَعَلَيْكُمْ بِالْعَتِيْقِ

(کنز العمال، کتاب العلم، الباب الاول، الاکمال، الحدیث ۲۸۸۶۱، ج ۱۰، ص ۷۲)

حضرت سیدنا حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری رات بیدار رہ کر گزارتے۔ (اَلرَّوْضُ الْفَائِقُ فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِقِ از اَلشَّیْخ شُعَیْب حَرِیْفِیْش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اَلْمُتَوَفّٰی ۸۱۰ھ)

(۱۸) حماد ابن ابی حمید:

روایت ہے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف ایک لشکر بھیجا وہ بہت غنیمتیں لائے اور جلد لوٹ آئے تو ہم میں سے ایک شخص بولا جو ان میں نہ گیا تھا کہ ہم نے کوئی ایسا لشکر نہ دیکھا جو اس لشکر سے جلد لوٹا ہو اور زیادہ غنیمت لایا ہو تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں وہ قوم نہ بتاؤں جو غنیمت اور لوٹنے میں بہتر ہے وہ قوم ہے جو فجر کی نماز میں حاضر ہوں پھر سورج نکلنے تک بیٹھ کر اس کا ذکر کریں یہ لوگ جلدی لوٹنے والے اور بہتر غنیمت والے ہیں (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے حماد ابن ابی حمید راوی حدیث میں ضعیف ہیں

(۱۹) حمید ابن عبدالرحمن:

روایت ہے حضرت حمید ابن عبدالرحمن ابن عوف سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے سوچا حالانکہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھا کہ قسم خدا کی میں نماز کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکوں گا حتی کہ آپ کا عمل دیکھ لوں تو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء یعنی عتمہ پڑھ لی تو کافی رات لیٹے رہے پھر جاگے تو کنارہ آسمان میں نظر فرمائی، پھر کہا مولا تو نے اسے بے کار نہ بنایا حتی کہ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ تک پہنچ گئے پھر اپنے بستر کی طرف جھکے وہاں سے مسواک نکالی پھر اسے برتن سے جو آپ کے پاس رکھا تھا پانی پیالے میں انڈیلا پھر مسواک کی پھر کھڑے ہوئے نماز پڑھتے رہے حتی کہ میں نے سوچا کہ آپ نے سونے کی بقدر نماز پڑھ لی پھر

لیٹ گئے حتیٰ کہ میں نے کہا آپ بقدر نماز سو لیئے پھر بیدا ہوئے تو جیسا پہلی بار کیا تھا ویسا ہی کیا اور جو پہلے فرمایا تھا ویسا ہی فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر سے پہلے یہ کام تین بار کیا۔ (نسائی)

حضرت سیّدُنا حمید بن عبدالرحمن علیہ رحمۃ الرحمن روایت کرتے ہیں، میں نے حضرت سیّدُنا امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جس سال انہوں نے حج کیا تھا، برسرِ منبر یہ فرماتے سنا: اے اہلِ مدینہ! تمہارے علماء کرام کہاں ہیں؟ میں نے سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دوعالم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: یہ عاشوراء کا دن ہے، اللہ عزَّ وَجَلَّ نے تم پر اس کا روزہ فرض نہ کیا جبکہ میں خود روزے سے ہوں، اب تم میں سے جس کا جی چاہے وہ روزہ رکھ لے اور جو نہ چاہے نہ رکھے۔

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب صوم یوم عاشوراء، الحدیث ۲۰۰۳، ص ۱۵۶)

(۲۰) حمید ابن عبدالرحمن حمیری:

قتیبہ بن سعید، ابوعوانہ، ابی بشر، حمید بن عبدالرحمان حمیری، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے روزوں کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والے روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں اور فرض نماز کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والی نماز رات کی نماز ہے۔

(صحیح مسلم۔جلد:۲ / دوسرا پارہ / حدیث نمبر:۲۷۴۶ / حدیث مرفوع)

روایت ہے حمید حمیری سے فرماتے ہیں کہ میں اس شخص سے ملا جو حضرت ابوہریرہ کی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں چار سال رہے فرمایا منع کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے کہ عورت مرد کے بچے ہوئے سے غسل کرے یا مرد عورت کے بچے ہوئے سے غسل کرے مسدد نے یہ بڑھایا کہ دونوں ایک ساتھ چلولیں اسے ابوداؤد، نسائی نے روایت کیا اور احمد نے اس کے اول میں یہ بھی زیادتی کی کہ حضور نے منع فرمایا اس سے کہ ہم میں سے کوئی روزانہ کنگھی کرے یا غسل خانہ میں پیشاب کرے اسے ابن ماجہ نے عبداللہ ابن سرجس سے روایت کیا۔

(۲۱) حسن بصری:

صوفی بزرگ۔ نام حسن۔ کنیت ابومحمد، ابوسعید اور ابی البصر۔ لقب خواجہ خواجگان۔ حضرت عمر فاروق کے زمانہ خلافت میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد موسیٰ راعی زید بن ثابت انصاری کے آزاد کردہ غلام تھے۔ والدہ ماجدہ ام المومنین حضرت ام سلمہ کی لونڈی تھیں۔ ابتدا میں آپ جواہرات بیچا کرتے تھے۔ اس لیے حسن لولوئی کے نام سے مشہور تھے۔ اس

پیشے سے آپ نے بہت روپیہ کمایا۔لیکن جب عشق الٰہی نے غلبہ ہوا تو سارا روپیہ راہ خدا میں لٹادیا اور گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر عبادت میں مشغول ہوگئے۔آپ حضرت علی کرم اللہ وجہ کے دست بیعت ہوئے، سلسلہ قادریہ اور سلسلہ چشتیہ آپ کے وسلہ سے جناب علی کرم اللہ وجہ سے جاملتا ہے۔تصوت میں آپ ایک خاص مقام حاصل ہے۔سنت نبوی کے سخت پابند تھے۔خوف الٰہی سے ہروقت روتے رہتے تھے۔کثرت گریہ کے باعث آنکھوں میں گڑھے پڑ گئے تھے۔مزاج میں انکسار بہت تھا۔آپ کے نزدیک زہد کی بنیاد حزن والم ہے۔تصوف میں خوف والم کا مسلک آپ ہی سے منسوب ہے۔تمام اکابر صوفیا آپ کو شیخ الشیوخ مانتے ہیں۔آخر عمر میں بصرہ میں سکونت اختیار کر لی۔وہیں انتقال کیا۔

(آزاد دائرۃ المعارف، وکیپیڈیا)

حضرت سیّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں۔اعمالِ حَسنہ کے بغیر جنّت کی تمنّا رکھنا گناہ سے کم نہیں۔اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کا ارشادگرامی ہے۔حقیقی بندگی کی علامت یہ ہے کہ بندہ عمل پر اِترانا چھوڑ دے، نہ کہ عمل کرنا ہی ترک کردے۔

ایہا الولد از حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سیّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ الباری کی خدمت میں ٹھنڈا پانی پیش کیا گیا۔پیالہ ہاتھ میں لیتے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر غشی طاری ہوگئی اور پیالہ دستِ مبارک سے نیچے گرگیا۔جب کچھ دیر بعد اِفاقہ ہوا تو لوگوں نے پوچھا۔اے ابو سعید! آپ کو کیا ہوگیا تھا؟ فرمایا مجھے جہنّمیوں کی وہ اِلتجائیں یاد آگئیں، جو وہ جنّتیوں سے کریں گے۔

اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ

ترجَمہ کنزُالایمان: کہ ہمیں اپنے پانی کا فیض دو یا اُس کھانے کا جو اللہ نے تمھیں دیا۔(الاعراف/٥٠)

ایہا الولد از حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

منقول ہے کہ حضرت سَیِّدُ نا حسن بصری رضي اللہ تعالي عنہ چالیس برس تک نہیں ہنسے۔جب ان کو بیٹھے ہوئے دیکھا جاتا تو یوں معلوم ہوتا گویا ایک قیدی ہیں جسے گردن اڑانے کے لئے لایا گیا ہو، اور جب گفتگو فرماتے تو انداز ایسا ہوتا گویا آخرت کو آنکھوں سے دیکھ دیکھ کر بتا رہے ہیں، اور جب خاموش رہتے تو ایسا محسوس ہوتا گویا ان کی آنکھوں میں آگ بھڑک رہی ہے۔جب ان سے اس قدر غمگین وخوف زدہ رہنے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا، مجھے اس بات کا خوف ہے کہ اگر اللہ تعالی نے میرے بعض ناپسندیدہ اعمال کو دیکھ کر مجھ پر غضب فرمایا اور یہ فرمادیا کہ جاؤ! میں تمہیں نہیں بخشتا۔تو میرا کیا بنے گا؟ (احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٣١)

حضرت سَیِّدُ نا حسن بصری رضي اللہ تعالي عنہ ایک جوان کے پاس سے گزرے جو لوگوں کے درمیان بیٹھا ہنسنے میں

مشغول تھا۔ آپ نے فرمایا، اے نوجوان! کیا تو پلِ صراط پار کر چکا ہے؟ اس نے عرض کی، نہیں۔ فرمایا، کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم جنت میں جاؤ گے یا جہنم میں؟ اس نے کہا، جی نہیں۔ تو آپ نے پوچھا، پھر یہ ہنسی کیسی ہے؟ اس کے بعد اس نوجوان کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ (احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء، ج ۴، ص ۲۲۷)

حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات، شاہِ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مساجد میں دنیا کی باتیں ہوں گی، تم ان کے پاس مت بیٹھو کہ ان کو اللہ عزّ وجلّ سے کچھ کام نہیں ہے۔ (کشف الخفاء، الحدیث ۳۲۴۶، ج ۲، ص ۳۶۳)

حضرتِ سیِّدُنا امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: جلدی کرو! جلدی کرو! تمہاری زندگی کیا ہے؟ یہ سانسیں ہی تو ہیں کہ اگر یہ رُک جائیں تو تمہارے اُن اَعمال کا سلسلہ مُنقطع ہوجائے جن سے تم اللہ عزّ وجلّ کا قُرب حاصل کرتے ہو۔ اللہ عزّ وجلّ رحم فرمائے اُس شخص پر جس نے اپنے اَعمال کا جائزہ لیا اور اپنے گناہوں پر کچھ آنسو بہائے۔

(احیاء العلوم، کتاب ذکر الموت ومابعدہ، الباب الثانی فی طول الامل، ج ۵، ص ۲۰۵)

حضرت غالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے، ایک آدمی نے بتایا کہ میرے والدِ ماجد نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا اور فرمایا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو میرا اسلام عرض کر۔ اس نے کہا، میں آپ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو گیا اور میں نے عرض کی، سرکار! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے والد صاحب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سلام عرض کرتے ہیں۔ حضور سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عَلَیْكَ وَعَلٰی اَبِیْكَ السَّلَامُ یعنی تجھ پر اور تیرے باپ پر سلام ہو۔

(سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی الرجل یقول فلان یقرئک السلام، الحدیث ۵۲۳۱، ج ۴، ص ۴۵۸)

حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے، مُعتکِف کو ہر روز ایک حج کا ثواب ملتا ہے۔

(شعب الایمان، ج ۳، ص ۴۲۵، الحدیث ۳۹۶۸)

حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان ہے کوئی قوم جب بھی آپس میں مشورہ کرتی ہے اللہ تعالیٰ اسے ان کی افضل رائے کی طرف ہدایت دے دیتا ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن، الجزء الرابع، ص ۱۹۳، ط۔)

امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے معنی پوچھے گئے، فرمایا: ارشاد حدیث کے یہ معنٰی ہیں کہ مشرکوں سے اپنے کسی معاملہ میں مشورہ نہ لو، پھر فرمایا اس کی تصدیق خود کلام اللہ میں موجود ہے کہ فرمایا اے ایمان والو! غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ وہ تمھاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے۔ (شعب الایمان حدیث ۹۳۷۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۷/ ۴۰)

(۲۲) حسن بن علی بن راشد الواسطی:

آپ حسن بن علی بن راشد واسطی ہیں، آپ کے شیوخ میں بشر بن مفضل، ابوالاحوص سلام بن سلیم، طلحہ بن عبدالرحمن واسطی، عباد بن عوام، عبداللہ بن مبارک، عبدالحکیم بن منصور شامل ہیں جبکہ آپ کے تلامذہ میں امام ابوداؤد، احمد بن عمرو القطوانی، محمد بن عون سیرافی، موسیٰ بن زکریا تستری شامل ہیں۔ امام ابن حبان فرماتے ہیں کہ آپ مستقیم الحدیث ہیں۔ امام ابن عدی فرماتے ہیں کہ آپ نے ہشیم سے کثرتِ احادیث لیں اور اہلِ واسط اور اہلِ بصرہ سے بھی کثرت سے احادیث کا سماع کیا، آپ کا وصال 237 ہجری میں ہوا۔ (تہذیب الکمال للمزی جلد 6 صفحہ 215، رقم الحدیث: 1246) (تاریخ واسط لبحشل صفحہ 203) (الکامل لابن عدی جلد 1 صفحہ 259) (الکاشف للذھبی جلد 1 صفحہ 224) (تہذیب التہذیب لابن حجر جلد 2 صفحہ 295)

(۲۳) الحسن بن علی الہاشمی:

آپ نے اعرج سے سماع حدیث کیا لیکن بقول امام بخاری روایتِ حدیث میں مجروح ہیں، اس کے علاوہ وہ روایات جو آپ نے امام حمید سے لیں، ان میں کثرت سے مناکیر شامل ہیں، اس کے علاوہ جمہور محدثین نے آپ کو روایتِ حدیث میں حجت نہیں سمجھا۔ (التاریخ الکبیر للبخاری جلد 2 صفحہ 115، رقم الحدیث: 2533) (کتاب الضعفاء لابی نعیم صفحہ 8 صفحہ 45) (الجرح والتعدیل لابن حاتم جلد 3 صفحہ 20، رقم الحدیث: 76)

(۲۴) حسن ابن ابی جعفر:

روایت ہے حضرت معاذ ابن جبل سے فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باغوں میں نماز پڑھنا پسند فرماتے تھے بعض راویوں نے فرمایا یعنی بساتین (احمد، ترمذی) ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف حسن ابن ابی جعفر کی حدیث سے ہی جانتے ہیں،

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: شرکھو لکم من تشبہ بشبابکم ۔ تمھارے ادھیڑوں میں سب سے بدتر وہ ہے جو جوانوں کی سی صورت بنائے۔

(الکامل لابن عدی ترجمہ الحسن بن ابی جعفر دارالفکر بیروت ۲ /۷۲۱)

(۲۵) حنظلہ ابن قیس زرقی:

ہم سے مالک بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے یحیٰی بن سعید نے کہا میں نے حنظلہ

زرقی سے سنا کہا میں نے رافع بن خدیج سے سنا وہ کہتے تھے تمام انصاری لوگوں میں ہمارے کھیت زیادہ تھے ہم زمین کو کرائے پر دیا کرتے کبھی ایک جگہ کچھ اگتا دوسری جگہ نہ اگتا اس لیے مزارعت سے ہم منع کیے گئے لیکن روپے کے بدل کرایہ دینا منع نہیں ہوا۔ (صحیح بخاری ۲۷۲۳)

(۲۶) حبیب بن سالم:

حبیب بن سالم انصاری ہیں' سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے غلام تھے اور ان کے کاتب بھی تھے' آپ نے سیدنا نعمان بن بشیر' حبیب بن یساف اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کیا جبکہ آپ سے روایت حدیث لینے والوں میں ابراہیم بن مہاجر' بشیر بن ثابت' خالد بن عرفطہ' محمد بن سعد انصاری شامی' محمد بن المنتشر ہمدانی شامل ہیں۔ امام ابو حاتم فرماتے ہیں کہ آپ روایت حدیث میں ثقہ ہیں۔ امام ابو احمد بن عدی فرماتے ہیں کہ آپ سے مروی احادیث کے متون میں کوئی نکارت نہیں بلکہ مرویات کی اسانید میں اضطراب پایا جاتا ہے' آپ سے امام بخاری کے علاوہ تمام آئمہ صحاح نے روایات لی ہیں۔ (تاریخ یحیٰی بروایۃ الدوری جلد 2 صفحہ 98) (الجرح والتعدیل جلد 3 صفحہ 471) (رجال صحیح مسلم لابن منجویہ صفحہ 35) (تہذیب الکمال للمزی جلد 5 صفحہ 374' رقم الحدیث: 1085)

(۲۷) حرب ابن عبید اللہ:

روایت ہے حرب ابن عبید اللہ سے وہ نانا سے راوی وہ اپنے والد سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عشر صرف یہودیوں اور عیسائیوں پر ہی ہے اور مسلمانوں پر عشر نہیں (احمد، ابوداؤد)

(۲۸) حجاج ابن حسان:

روایت ہے حضرت حجاج ابن حسان سے فرماتے ہیں کہ ہم انس ابن مالک کے پاس گئے تو مجھے میری بہن مغیرہ نے بتایا بولیں کہ تم اس دن بچے تھے اور تمہارے دو گیسو یا پیشانی پر دو جوڑے تھے تو تمہارے سر پر ہاتھ پھیرا اور تمہیں دعائے برکت دی اور فرمایا کہ ان دونوں کو مونڈ وادیا اور کتروا دیا کرو کیونکہ یہ یہود کا طریقہ ہے (ابوداؤد)

(۲۹) حجاج ابن حجاج:

روایت ہے حضرت حجاج ابن حجاج اسلمی سے وہ اپنے باپ سے راوی انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ کون چیز مجھ کو شیر خوارگی کا حق ادا کرا سکتی ہے فرمایا غلام یا لونڈی کی پیشانی (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، دارمی)

(۳۰) حجاج ابن یوسف:

یہ خلفائے بنوامیہ میں سے انتہائی سفاک وخونخوار ظالم گورنر تھا۔اس نے ایک لاکھ انسانوں کو اپنی تلوار سے قتل کیا اور جو لوگ اس کے حکم سے قتل کیے گئے ان کو تو کوئی گن ہی نہیں سکا۔بہت سے صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس نے قتل کیا یا قید وبند رکھا۔حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ساری امتیں اپنے اپنے منافقوں کو قیامت کے دن لے کر آئیں اور ہم اپنے ایک منافق حجاج بن یوسف ثقفی کو پیش کر دیں تو ہمارا پلہ بھاری رہے گا۔یہ حجاج بن یوسف جب کینسر کی خبیث بیماری میں مرنے لگا تو اس کی زبان پر یہ دعا جاری ہو گئی۔یہی دعا مانگتے مانگتے اس کا دم نکل گیا۔اس کی دعا یہ تھی کہ اللھم اغفرلی فان الناس یقولون انك لا تغفرلی۔اے میرے اللہ! عزوجل تو مجھے بخش دے کیونکہ سب لوگ یہی کہتے ہیں کہ تو مجھے نہیں بخشے گا۔

خلیفہ عادل حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حجاج بن یوسف ثقفی کی زبان سے مرتے وقت کی یہ دعا بہت اچھی لگی اور ان کو حجاج کی موت پر رشک ہونے لگا اور جب حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے لوگوں نے حجاج کی اس دعا کا ذکر کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تعجب سے فرمایا کہ کیا واقعی حجاج نے یہ دعا مانگی تھی؟ تو لوگوں نے کہا کہ جی ہاں اس نے یہ دعا مانگی تھی۔تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ شاید (خدا اس کو بخش دے)۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت، الباب الخامس فی کلام المحتضرین...الخ، ج۵، ص۲۳۱)

ابو ہدبہ حمصی کا بیان ہے کہ جب امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر ملی کہ عراق کے لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گورنر کو اس کے منہ پر کنکریاں مار کر اور ذلیل ورسوا کر کے شہر سے باہر نکال دیا ہے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس خبر سے انتہائی رنج وقلق ہوا اور آپ بے انتہا غضبناک ہو کر مسجد نبوی علی صاحبھا الصلوۃ والسلام میں تشریف لے گئے اور اسی غیظ وغضب کی حالت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز شروع کر دی لیکن چونکہ آپ فرط غضب سے مضطرب تھے اس لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز میں سہو ہو گیا اور آپ اس رنج وغم سے اور بھی زیادہ بے تاب ہو گئے اور انتہائی رنج وغم کی حالت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! عزوجل قبیلہ ثقیف کے لونڈے (حجاج بن یوسف ثقفی) کو ان لوگوں پر مسلط فرما دے جو زمانہ جاہلیت کا حکم چلا کر ان عراقیوں کے نیک وبد کسی کو بھی نہ بخشے۔چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ دعا قبول ہو گئی اور عبدالملک بن مروان اموی کے دور حکومت میں حجاج بن یوسف ثقفی عراق کا گورنر بنا اور اس نے عراق کے باشندوں پر ظلم وستم کا ایسا پہاڑ توڑا کہ عراق کی زمین بلبلا اٹھی۔حجاج بن یوسف ثقفی اتنا بڑا ظالم تھا کہ اس نے جن لوگوں کو رسی میں باندھ کر اپنی تلوار سے قتل کیا ان مقتولوں کی تعداد ایک لاکھ یا اس سے کچھ زائد ہی ہے اور جو لوگ اس کے حکم سے قتل کیے گئے ان کی گنتی کا تو شمار ہی نہیں ہو سکا۔

حضرت ابن لہیعہ محدث نے فرمایا ہے کہ جس وقت امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا مانگی تھی اس وقت حجاج بن یوسف ثقفی پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔ (ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم، الفصل الرابع، ج ۴، ص ۱۰۸)

جنگ بدر میں سعید بن العاص کا بیٹا عبیدہ سر سے پاؤں تک لوہے کا لباس پہنے ہوئے کفار کی صف میں سے نکلا اور نہایت ہی گھمنڈ اور غرور سے یہ بولا کہ اے مسلمانو! سن لو کہ میں ابوکرش ہوں۔ اس کی یہ مغرورانہ للکار سن کر حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوش جہاد میں بھرے ہوئے مقابلے کے لیے اپنی صف سے نکلے مگر یہ دیکھا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے سوا اس کے بدن کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جو لوہے میں چھپا ہوا نہ ہو۔ آپ نے تاک کر اس کی آنکھ میں اس زور سے برچھی ماری کہ برچھی اس کی آنکھ کو چھیدتی ہوئی کھوپڑی کی ہڈی میں چبھ گئی اور وہ لڑکھڑا کر زمین پر گرا اور فوراً ہی مر گیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس کی لاش پر پاؤں رکھ کر پوری طاقت سے برچھی کو کھینچا تو بڑی مشکل سے برچھی نکلی لیکن برچھی کا سرا مڑ کر خم ہو گیا تھا۔ یہ برچھی ایک باکرامت یادگار بن کر برسوں تک تبرک بنی رہی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ برچھی طلب فرمالی اور اس کو اپنے پاس رکھا۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس یکے بعد دیگرے منتقل ہوتی رہی اور یہ حضرات اعزاز واحترام کے ساتھ اس برچھی کی خاص حفاظت فرماتے رہے۔ پھر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آگئی یہاں تک کہ ۷۳ھ میں جب بنوامیہ کے ظالم گورنر حجاج بن یوسف ثقفی نے ان کو شہید کر دیا تو یہ برچھی بنوامیہ کے قبضہ میں چلی گئی۔ پھر اس کے بعد لاپتہ ہوگئی۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب ۱۲، الحدیث: ۳۹۹۸، ج ۳، ص ۱۸ وحاشیۃ البخاری، کتاب المغازی، ج ۲، ص ۵۷۰ واسد الغابۃ، عبداللہ بن الزبیر بن العوام، ج ۳، ص ۲۴۵۔ ۲۴۸)

عبدالملک بن مروان کی حکومت کے دوران حجاج بن یوسف ثقفی امیر الحج بن کر آیا۔ آپ نے خطبہ کے درمیان اس کو ٹوک دیا۔ حجاج ظالم نے جل بھن کر اپنے ایک سپاہی کو حکم دے دیا کہ وہ زہر میں بجھایا ہوا نیزہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں میں مار دے چنانچہ اس مردود نے آپ کے پاؤں میں نیزہ مار دیا۔ زہر کے اثر سے آپ کا پاؤں بہت زیادہ پھول گیا اور آپ علیل ہو کر صاحب فراش ہو گئے۔ مکار حجاج بن یوسف آپ کی عیادت کے لیے آیا اور کہنے لگا کہ حضرت! کاش! مجھے معلوم ہو جاتا کہ کس نے آپ کو نیزہ مارا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کو جان کر پھر تم کیا کرو گے؟ حجاج نے کہا کہ اگر میں اس کو قتل نہ کروں تو خدا مجھے مار ڈالے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم کبھی ہرگز ہرگز اس کو قتل نہیں کرو گے اس نے تو تمہارے حکم ہی سے ایسا کیا ہے۔ یہ سن کر حجاج بن یوسف کہنے لگا کہ نہیں نہیں، اے ابو عبدالرحمن! آپ ہرگز ہرگز یہ خیال نہ کریں اور جلدی سے اٹھ کر چل دیا۔ اسی مرض میں ۷۳ھ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے تین ماہ بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوراسی یا چھیاسی برس کی عمر پا کر وفات

پاگئے اور مکہ معظمہ میں مقام محصب یا مقام ذی طوی میں مدفون ہوئے۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، فصل فی الصحابۃ، ص ۶۰۴-۶۰۵ واسد الغابۃ، عبداللہ بن عمر بن الخطاب، ج ۳، ص ۳۴۷-۳۵۱ ملخصا)

(۳۱) ابوحیہ:

روایت ہے حضرت ابوحیہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کو دیکھا آپ نے وضو کیا تو اپنے ہاتھ دھوئے تا آنکہ انہیں صاف کر دیا پھر تین بار کلی تین بار ناک میں پانی کیا پھر اپنا منہ و کہنیاں تین تین بار دھوئے ایک بار سر کا مسح کیا پھر اپنے قدم ٹخنوں تک دھوئے پھر کھڑے ہوئے تو طہارت کا بچا ہوا پانی کھڑے کھڑے پیا پھر فرمایا میں نے چاہا تمہیں دکھا دوں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو کیسا تھا (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 41)

(۳۲) ابوحرہ:

ابوحرہ رقاشی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: خبردار تم لوگ ظلم نہ کرنا سن لو کسی کا مال بغیر اس کی خوشی کے حلال نہیں۔

(شعب الایمان، الباب الثامن والثلاثون... الخ، باب فی قبض الید... الخ، الحدیث: ۵۴۹۲، ج ۴، ص ۳۸۷)

(۳۳) ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم:

آپ ابن حزم کے نام سے مشہور ہیں' آپ انصاری مدنی ہیں' تابعین سے ہیں' آپ کا اسم ابوبکر' کنیت ابومحمد ہے' آپ نے افلح مولیٰ ابن ایوب انصاری' عبداللہ بن زید بن عبدربہ' عبداللہ بن عبداللہ بن عمر' عبداللہ بن قیس مخرمہ اور عمر بن عبدالعزیز جیسے لوگوں سے سماع حدیث کیا جبکہ آپ سے روایات لینے والوں میں اسامہ بن زید لیثی' اسحاق بن یحییٰ' سعید بن عبدالرحمن' عبدالرحمن بن عبداللہ المسعودی' ولید بن ابی ہشام اور ابوبکر بن نافع مولیٰ ابن عمر شامل ہیں۔ امام یحییٰ بن معین کے بقول روایتِ حدیث میں ثقہ ہیں۔ امام ابن حبان نے آپ کو کتاب الثقات میں ثقہ راویوں میں شمار فرمایا ہے۔ (تہذیب الکمال للمزی جلد 33 صفحہ 137 تا 139' رقم الحدیث: 7254) (طبقات لابن سعد جلد 8 صفحہ 480) (تہذیب التہذیب لابن حجر جلد 12 صفحہ 38)

ح۔۔۔صحابیات

(۱)حفصہ بنت عمر:

ام المؤمنین حفصہ بنت عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزی بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی۔ سیدہ کی والدہ ماجدہ حضرت زینب بنت مظعون، حضرت عثمان بن مظعون کی بہن ہیں۔ ام المؤمنین حفصہ بنت عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزی بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی۔ سیدہ کی والدہ ماجدہ حضرت زینب بنت مظعون، حضرت عثمان بن مظعون کی بہن ہیں۔

(الطبقات الکبری لا بن سعد، ذکر ازواج رسول اللہ، ج ۸،ص ۶۵)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے حضرت خنیس بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجیت میں تھیں، جو شرکائے بدر میں سے ہیں سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کے ہمراہ ہجرت فرمائی۔

(الطبقات الکبری لا بن سعد، ذکر ازواج رسول اللہ، ج ۸،ص ۶۵)

بعد وصال حضرت خنیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی صاحبزادی کے نکاح کے لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا مگر انہوں نے اثبات میں جواب نہ دیا۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اور فرمایا کہ اگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواہش ہو تو حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح آپ کے ساتھ کر دوں۔ اس پر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔ تو میں غصہ میں آیا اور یہ غصہ اس سے زیادہ تھا جتنا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر آیا تھا۔ اس کے بعد چند راتیں گزری تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پیام دیا اور میں نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کر دیا، پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ شاید اس وقت مجھ پر ناراض ہو گئے تھے جب کہ تمہاری پیش کش پر میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے کہا: میں ناراض ہو گیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری پیش کش کا انکار تو نہیں کیا تھا۔ البتہ میں یہ جانتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یاد فرمایا ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے راز کو افشا نہیں کیا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انہیں قبول نہ فرماتے تو میں قبول کر لیتا۔ (الطبقات الکبری لا بن سعد، ذکر ازواج رسول اللہ، ج ۸،ص ۶۵ ملخصا)

سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ساٹھ حدیثیں مروی ہیں، ان میں سے چار تو متفق علیہ، صرف مسلم میں چھ اور پچاس دیگر تمام کتابوں میں مروی ہیں۔ (مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم، در ذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲،ص ۴۷۴)

وصال

سیدہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال زمانۂ امارتِ حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ۴۵ھ یا ۴۱ھ یا ۴۲ھ میں ہوا۔ بعض خلافت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بتاتے ہیں لیکن پہلا قول صحیح تر ہے۔ (المرجع السابق)

حضرتِ سیدتنا حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کاہن اور نجومی کے پاس جا کر کچھ دریافت کرے اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں کی جائیں گی۔ (مسلم، رقم ۲۲۳۰، ص ۱۲۲۵)

روایت ہے حضرت حفصہ سے فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چار کام نہ چھوڑتے تھے عاشورہ کا روزہ، بقرعید کے دس دن اور ہر مہینہ تین دن کے روزے اور فجر سے پہلے کی دو رکعتیں۔ (نسائی)

روایت ہے حضرت حفصہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسارہ کے نیچے رکھتے پھر تین بار عرض کرتے خدایا مجھے اپنے عذاب سے بچا جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے (ابوداؤد)

حضرت ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الشیطن یجری من الانسان مجری الدم۔

بے شک شیطان انسان (آدمی) کی رگ رگ میں خون کی طرح ساری وجاری ہے۔

(صحیح البخاری باب الاعتکاف ۱/ ۲۷۲ کتاب بدء الخلق ۱/ ۴۶۴ کتاب الاحکام ۲/ ۱۰۶۳ قدیمی کتب خانہ کراچی) (سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب المعتکف یدخل البیت لحاجتہ الخ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۳۳۵)

(۲) حلیمہ بنت ابی ذویب:

سب سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابولہب کی لونڈی حضرت ثویبہ کا دودھ نوش فرمایا پھر اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دودھ سے سیراب ہوتے رہے، پھر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کو اپنے ساتھ لے گئیں اور اپنے قبیلہ میں رکھ کر آپ کو دودھ پلاتی رہیں اور انہیں کے پاس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دودھ پینے کا زمانہ گزرا۔ (مدارج النبوت، قسم دوم، باب اول، ج2، ص18، 19 ملخصا)

شرفاء عرب کی عادت تھی کہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلانے کے لئے گردونواح دیہاتوں میں بھیج دیتے تھے دیہات کی صاف ستھری آب وہوا میں بچوں کی تندرستی اور جسمانی صحت بھی اچھی ہو جاتی تھی اور وہ خالص اور فصیح عربی زبان بھی سیکھ جاتے تھے کیونکہ شہر کی زبان باہر کے آدمیوں کے میل جول سے خالص اور فصیح وبلیغ زبان نہیں رہا کرتی۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں بنی سعد کی عورتوں کے ہمراہ دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں

مکہ کو چلی۔اس سال عرب میں بہت سخت کال پڑا ہوا تھا، میری گود میں ایک بچہ تھا، مگر فقر و فاقہ کی وجہ سے میری چھاتیوں میں اتنا دودھ نہ تھا جو اس کو کافی ہو سکے۔رات بھر وہ بچہ بھوک سے تڑپتا اور روتا بلبلاتا رہتا تھا اور ہم اس کی دلجوئی اور دلداری کے لئے تمام رات بیٹھ کر گزارتے تھے۔ایک اونٹنی بھی ہمارے پاس تھی۔مگر اس کے بھی دودھ نہ تھا۔مکہ مکرمہ کے سفر میں جس خچر پر میں سوار تھی وہ بھی

اس قدر لاغر تھا کہ قافلہ والوں کے ساتھ نہ چل سکتا تھا میرے ہمراہی بھی اس سے تنگ آ چکے تھے۔بڑی بڑی مشکلوں سے یہ سفر طے ہوا جب یہ قافلہ مکہ مکرمہ پہنچا تو جو عورت رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھتی اور یہ سنتی کہ یہ یتیم ہیں تو کوئی عورت آپ کو لینے کے لئے تیار نہیں ہوتی تھی، کیونکہ بچے کے یتیم ہونے کے سبب سے زیادہ انعام واکرام ملنے کی امید نہیں تھی۔ادھر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قسمت کا ستارہ ثریا سے زیادہ بلند اور چاند سے زیادہ روشن تھا، ان کے دودھ کی کمی ان کے لئے رحمت کی زیادتی کا باعث بن گئی، کیونکہ دودھ کم دیکھ کر کسی نے ان کو اپنا بچہ دینا گوارا نہ کیا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شوہر حارث بن عبدالعزیٰ سے کہا کہ یہ تو اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ میں خالی ہاتھ واپس جاؤں اس سے تو بہتر یہی ہے کہ میں اس یتیم ہی کو لے چلوں، شوہر نے اس کو منظور کر لیا اور حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس دریتیم کو لے کر آئیں جس سے صرف حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کے گھر میں نہیں بلکہ کائناتِ عالم کے مشرق و مغرب میں اجالا ہونے والا تھا۔یہ خداوند قدوس کا فضل عظیم ہی تھا کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سوئی ہوئی قسمت بیدار ہو گئی اور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی آغوش میں آ گئے۔ اپنے خیمہ میں لا کر جب دودھ پلانے بیٹھیں تو باران رحمت کی طرح برکاتِ نبوت کا ظہور شروع ہو گیا، خدا کی شان دیکھیے کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مبارک پستان میں اس قدر دودھ اترا کہ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اور ان کے رضاعی بھائی نے بھی خوب شکم سیر ہو کر دودھ پیا، اور دونوں آرام سے سو گئے، ادھر اونٹنی کو دیکھا تو اس کے تھن دودھ سے بھر گئے تھے۔حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر نے اس کا دودھ دوہا۔اور میاں بیوی دونوں نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا اور دونوں شکم سیر ہو کر رات بھر سکھ اور چین کی نیند سوئے۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شوہر حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ برکتیں دیکھ کر حیران رہ گیا، اور کہنے لگا کہ حلیمہ! تم بڑا ہی مبارک بچہ لائی ہو۔حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ واقعی مجھے بھی یہی امید ہے کہ یہ نہایت ہی بابرکت بچہ ہے اور خدا کی رحمت بن کر ہم کو ملا ہے اور مجھے یہی توقع ہے کہ اب ہمارا گھر خیر و برکت سے بھر جائے گا۔

(مدارج النبوت، قسم دوم، باب اول، ج2، ص19،20 ملخصا والمواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، ذکر رضاعہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج1، ص79)

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد ہم رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی گود میں لے کر مکہ مکرمہ سے اپنے گاؤں کی طرف روانہ ہوئے تو میرا وہی خچر اب اس قدر تیز چلنے لگا کہ کسی کی سواری اس کی گرد کو نہیں پہنچتی تھی، قافلہ کی عورتیں حیران ہو کر مجھ سے کہنے لگیں کہ اے حلیمہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیا یہ وہی خچر ہے؟ جس پر تم سوار ہو کر آئی تھیں یا کوئی دوسرا تیز رفتار خچر تم نے خرید لیا ہے؟ الغرض ہم اپنے گھر پہنچے وہاں سخت قحط پڑا ہوا تھا تمام جانوروں کے تھن میں دودھ خشک ہو چکے تھے، لیکن میرے گھر میں قدم رکھتے ہی میری بکریوں کے تھن دودھ سے بھر گئے، اب روزانہ میری بکریاں جب چراگاہ سے گھر واپس آتیں تو ان کے تھن دودھ سے بھرے ہوتے حالانکہ پوری بستی میں اور کسی کو اپنے جانوروں کا ایک قطرہ دودھ نہیں ملتا تھا میرے قبیلہ والوں نے اپنے چرواہوں سے کہا کہ تم لوگ بھی اپنے جانوروں کو اسی جگہ چراؤ جہاں حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جانور چرتے ہیں۔ چنانچہ سب لوگ اسی چراگاہ میں اپنے مویشی چرانے لگے جہاں میری بکریاں چرتی تھیں، مگر یہاں تو چراگاہ اور جنگل کا کوئی عمل دخل ہی نہیں تھا یہ تو رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے برکات نبوت کا فیض تھا جس کو میں اور میرے شوہر کے سوا میری قوم کا کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا تھا۔

(مدارج النبوت، قسم دوم، باب اول، ج2، ص20 ملتقطاً)

الغرض اسی طرح ہر دم ہر قدم پر ہم برابر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکتوں کا مشاہدہ کرتے رہے یہاں تک کہ دو سال پورے ہو گئے اور میں نے آپ کا دودھ چھڑا دیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تندرستی اور نشوونما کا حال دوسرے بچوں سے اتنا اچھا تھا کہ دو سال میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوب اچھے بڑے معلوم ہونے لگے، اب ہم دستور کے مطابق رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی والدہ کے پاس لائے اور انہوں نے حسب توفیق ہم کو انعام واکرام سے نوازا۔ (شرح الزرقانی علی المواھب، من خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج1، ص279 والمواھب اللدنیۃ، ذکر رضاعہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج1، ص82)

گو قاعدہ کے مطابق اب ہمیں رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے پاس رکھنے کا کوئی حق نہیں تھا، مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکات نبوت کی وجہ سے ایک لمحہ کے لئے بھی ہم کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جدائی گوارا نہیں تھی۔ عجیب اتفاق کہ اس سال مکہ معظمہ میں وبائی بیماری پھیلی ہوئی تھی چنانچہ ہم نے اس وبائی بیماری کا بہانہ

کر کے حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رضامند کر لیا اور پھر ہم رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو واپس اپنے گھر لائے اور پھر ہمارا مکان رحمتوں اور برکتوں کی کان بن گیا اور آپ ہمارے پاس نہایت خوش وخرم ہو کر رہنے لگے۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کچھ بڑے ہوئے تو گھر سے باہر نکلتے اور دوسرے لڑکوں کو کھیلتے ہوئے دیکھتے مگر خود ہمیشہ ہر قسم کے کھیل کود سے علیحدہ رہتے۔ (شرح الزرقانی علی المواھب، من خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج1، ص278 ماخوذاً)

ایک روز مجھ سے کہنے لگے کہ اماں جان! میرے دوسرے بھائی بہن دن بھر نظر نہیں آتے یہ لوگ ہمیشہ صبح کو اٹھ کر

روزانہ کہاں چلے جاتے ہیں؟ میں نے کہا کہ یہ لوگ بکریاں چرانے چلے جاتے ہیں، یہ سن کر آپ نے فرمایا: مادر مہربان! آپ مجھے بھی میرے بھائی بہنوں کے ساتھ بھیجا کیجیے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصرار سے مجبور ہو کر آپ کو حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بچوں کے ساتھ چراگاہ جانے کی اجازت دے دی۔ اور آپ روزانہ جہاں حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بکریاں چرتی تھیں تشریف لے جاتے رہے اور بکریاں چراگاہوں میں لے جا کر ان کی دیکھ بھال کرنا جو تمام انبیاء اور رسولوں علیہم الصلوۃ والسلام کی سنت ہے آپ نے اپنے عمل سے بچپن ہی میں اپنی ایک خصلت نبوت کا اظہار فرمادیا۔ (مدارج النبوت، قسم دوم، باب اول، ج2، ص21)

شق صدر

ایک دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم چراگاہ میں تھے کہ ایک دم حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایک فرزند ضمرہ دوڑتے اور ہانپتے کانپتے ہوئے اپنے گھر پر آئے

اور اپنی ماں حضرت بی بی حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ اماں جان! بڑا غضب ہو گیا، محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو تین آدمیوں نے جو بہت ہی سفید لباس پہنے ہوئے تھے، چت لٹا کر ان کا شکم پھاڑ ڈالا ہے اور میں اسی حال میں ان کو چھوڑ کر بھاگا ہوا آیا ہوں۔ یہ سن کر حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے شوہر دونوں بدحواس ہو کر گھبرائے ہوئے دوڑ کر جنگل میں پہنچے تو یہ دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم بیٹھے ہوئے ہیں۔ مگر خوف و ہراس سے چہرہ زرد اور اداس ہے، حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر نے انتہائی مشفقانہ لہجے میں پیار سے چمکار کر پوچھا کہ بیٹا! کیا بات ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص جن کے کپڑے بہت ہی سفید اور صاف ستھرے تھے میرے پاس آئے اور مجھ کو چت لٹا کر میرا شکم چاک کر کے اس میں سے کوئی چیز نکال کر باہر پھینک دی اور پھر کوئی چیز میرے شکم میں ڈال کر شگاف کو سی دیا لیکن مجھے ذرہ برابر بھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

(مدارج النبوت، قسم دوم، باب اول، ج ۲، ص ۲۱ ملخصاً والمواہب اللدنیۃ، ذکر رضاعہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۱، ص ۸۲)

یہ واقعہ سن کر حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے شوہر دونوں بے حد گھبرائے اور شوہر نے کہا کہ حلیمہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا مجھے ڈر ہے کہ ان کے اوپر شاید کچھ آسیب کا اثر ہے لہٰذا بہت جلد تم ان کو ان کے گھر والوں کے پاس چھوڑ آؤ۔ اس کے بعد حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کو لے کر مکہ مکرمہ آئیں کیونکہ انہیں اس واقعہ سے یہ خوف پیدا ہو گیا تھا کہ شاید اب ہم کما حقہ ان کی حفاظت نہ کر سکیں گے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب مکہ معظمہ پہنچ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سپرد کیا تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ حلیمہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا تم تو بڑی

خواہش اور چاہ کے ساتھ میرے بچے کو اپنے گھر لے گئی تھیں پھر اس قدر جلد واپس لے آنے کی وجہ کیا ہے؟ جب حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شکم چاک کرنے کا واقعہ بیان کیا اور آسیب کا شبہ ظاہر کیا تو حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ہرگز نہیں، خدا کی قسم! میرے نورِ نظر پر ہرگز ہرگز کبھی بھی کسی جن یا شیطان کا عمل دخل نہیں ہوسکتا۔ میرے بیٹے کی بڑی شان ہے۔ پھر ایام حمل اور وقت ولادت کے حیرت انگیز واقعات سنا کر حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مطمئن کر دیا اور حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کی والدہ ماجدہ کے سپرد کر کے اپنے گاؤں میں واپس چلی آئیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واالہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کی آغوشِ تربیت میں پرورش پانے لگے۔

(المواہب اللدنیۃ، ذکر رضاعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج ۱، ص ۸۲ وشرح الزرقانی علی المواھب، شق صدرہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۱، ص ۲۸۰، ۲۸۱)

جب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلّم نے مکہ فتح ہو جانے کے بعد طائف کے شہر پر جہاد فرمایا اس وقت حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوہر اور بیٹے کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلّم نے ان کے لئے اپنی چادر مبارک کو زمین پر بچھا کر ان کو اس پر بٹھایا اور انعام واکرام سے بھی نوازا اور یہ سب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئے۔ (الاستیعاب، باب النساء، باب الحاء ۳۳۳۶ حلیمۃ السعدیۃ، ج ۴، ص ۳۷۴)

(۳) اُم حبیبہ:

ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ بنت ابوسفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن مناف۔ ان کا نام رملہ یا بقول دیگر ہند تھا، ان کی والدہ صفیہ بنتِ ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔

(مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم، در ذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۸۱)

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اوائل اسلام میں ایمان لے آئیں اور حبشہ کی طرف ہجرت ثانیہ کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلے عبید اللہ بن جحش کی زوجیت میں تھیں

جس سے ایک بیٹی پیدا ہوئی، اس کا نام حبیبہ تھا، اسی سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیت ام حبیبہ ہوئی عبید اللہ بعد میں دین اسلام سے پھر گیا اور مرتد ہو کر مرا۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذکر ازواج رسول اللہ، ج ۸، ص ۷۶)

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خواب

ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھے یا ام المؤمنین کہہ کر مخاطب کر رہا ہے، میں نے خواب کی تعبیر یہ لی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم مجھے نکاح میں لائیں گے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذکر ازواج رسول اللہ، ج ۸، ص ۷۷)

نکاح مع سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نجاشی کے پاس بھیجا کہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پیام دیں اور نکاح کریں، پھر سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا وکیل بنایا، نجاشی نے خطبہ پڑھا، حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہ تمام مسلمان جو حبشہ میں موجود تھے شریک محفل ہوئے، پھر نجاشی نے حضرت خالد بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دینار سپرد کئے لوگ جب روانہ ہونے کے لئے تیار ہوئے تو نجاشی نے کہا: بیٹھ جاؤ کہ مجلس نکاح میں کھانا کھلانا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے، نجاشی نے کھانے کا انتظام کیا، سب نے کھانا کھایا پھر رخصت ہوگئے۔

(مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم درذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۸۱)

سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ادب

صلح حدیبیہ کے دوران ابوسفیان مدینہ منورہ آیا سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر پہنچ کر چاہا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر بیٹھے سیدہ نے اپنے باپ کو بستر پر بیٹھنے سے منع کر دیا اور فرمایا: یہ بستر طاہر ومطہر ہے اور تم نجاست شرک سے آلودہ ہو۔ (الطبقات الکبری، ام حبیبة بنت سفیان رضی اللہ عنہا، ج ۸، ص ۷۸) (مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم درذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۸۱)

سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کتب معتبرہ میں پینسٹھ احادیث مروی ہیں ان میں سے دو متفق علیہ ہیں ایک تنہا مسلم میں ہے باقی دیگر کتابوں میں مروی ہیں۔ (مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم درذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۸۲)

وصال

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پاکیزہ ذات، حمیدہ صفات، جواد اور عالی ہمت تھیں، قرب وصال سیدہ عائشہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ مجھے ان امور میں معاف کر دو جو ایک شوہر کی بیویوں کے درمیان ہو جاتے ہیں اور اس نوع سے جو کچھ میری جانب سے تمہارے متعلق واقع ہوا ہو اسے معاف کر دو۔ انہوں نے کہا حق تعالیٰ آپ کو بخشے اور معاف کرے ہم بھی معاف کرتے ہیں۔ ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں خوش رکھے تم نے مجھے خوش کر دیا۔ (مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم درذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۸۱)

ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال مدینہ طیبہ میں ۴۰ھ یا ۴۴ھ میں ہوا۔ ایک قول کے مطابق آپ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال شام میں ہوا۔ (مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم درذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۸۲)

ام المومنین حضرت سیدتنا ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ میں نے خاتم المرسلین، رحمۃ للعٰلمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین، محبوب رب العلمین، جناب صادق وامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا جو مسلمان اللہ عزوجل کی رضا کیلئے روزانہ بارہ رکعت نوافل ادا کریگا، اللہ عزوجل اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا یا اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنایا جائے گا۔ جبکہ ایک روایت میں یہ اضافہ ہے چار رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر کے بعد اور دو رکعتیں مغرب کے بعد اور دو رکعتیں عشاء کے بعد اور دو رکعتیں فجر سے پہلے۔

(صحیح مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین، باب فضل السنن الراتبۃ الخ، رقم ۷۲۸، ص ۲۶۷)

حضرت سیدتنا اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اُم المؤمنین حضرت سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حبشہ کی ہجرت سے واپسی کے بعد جب حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں عیسائیوں کے عبادت خانوں میں تصاویر کی موجودگی کا تذکرہ کیا جو انہوں نے وہاں ملاحظہ فرمائی تھیں تو) آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: یقیناً یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان میں سے کوئی نیک شخص مر جاتا تو یہ اس کی قبر کو سجدہ گاہ بنا لیتے اور اس میں اس کی تصویریں بنا دیتے، یہی لوگ قیامت کے دن اللہ عزوجل کی بدترین مخلوق ہوں گے۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب ہل تنبش قبور مشرکی الجاھلیۃ ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۴۲۷، ص ۳۶)

ام المومنین حضرتِ سیدتنا ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص پابندی کے ساتھ ظہر سے پہلے اور بعد میں چار چار رکعتیں ادا کریگا اللہ عزوجل اس پر جہنم کو حرام فرما دے گا۔ جبکہ ایک روایت میں ہے کہ اس کے چہرے کو جہنم کی آگ کبھی نہ چھو سکے گی۔ (مسند احمد، حدیث ام حبیبہ بنت ابی سفیان، رقم ۲۶۸۲۵، ج ۱۰، ص ۲۳۲ بتغیر قلیل)

(۴) ام حصین:

سلمہ بن شبیب، حسن بن اعین، معقل، زید بن ابی انیسہ، حضرت یحیٰی بن حصین رضی اللہ عنہ اپنی دادی حضرت ام الحصین رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ام الحصین رضی اللہ عنہا سے سنا وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج کیا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جس وقت کہ آپ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مار رہے ہیں اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سواری پر سوار تھے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے، ان دونوں میں سے ایک سواری کی

مہار پکڑے جارہا تھا اور دوسرے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر اپنا کپڑا بلند کیا ہوا تھا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گرمی کی شدت سے بچ رہیں، حضرت ام الحصین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سی باتیں ارشاد فرمائیں، پھر میں نے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمار ہے ہیں کہ اگر ایک حبشی غلام بھی تم پر حاکم مقرر ہو، حضرت ام الحصین رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ وہ سیاہ فام اللہ کی کتاب سے تمہاری راہنمائی کرے تو اس سے سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ (صحیح مسلم۔ جلد: ۲/ دوسرا پارہ/ حدیث نمبر: ۳۱۲۸/ حدیث متواتر مرفوع ۳۱۲۸)

روایت ہے حضرت ام الحصین سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر تم پر ناقص الاعضاء غلام حاکم بنادیا جائے جو تم کو اللہ کی کتاب سے چلائے اس کی سنو اور اطاعت کرو (مسلم)

(۵) اُمِّ حرام:

یہ حضرت بی بی ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن ہیں ان کے مکان پر کبھی کبھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم دوپہر کو قیلولہ فرمایا کرتے تھے ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم مسکراتے ہوئے نیند سے بیدار ہوئے تو حضرت بی بی ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم! آپ کے مسکرانے کا کیا سبب ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ میں نے ابھی ابھی اپنی امت کے کچھ مجاہدین کو خواب میں دیکھا ہے کہ وہ سمندر میں کشتیوں پر اس طرح بیٹھے ہوئے جہاد کے لئے جارہے ہیں جس طرح بادشاہ لوگ اپنے اپنے تخت پر بیٹھے رہا کرتے ہیں حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم! دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان مجاہدین میں شامل فرمائے پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم سو گئے اور دوبارہ پھر اسی طرح ہنستے ہوئے اٹھے اور یہی خواب بیان فرمایا تو ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم دعا فرمایئے کہ میں ان مجاہدوں میں شامل رہوں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم نے فرمایا کہ تم پہلے مجاہدین کی صف میں رہوگی چنانچہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور حکومت میں بحری بیڑہ تیار ہوا اور مجاہدین کشتیوں میں سوار ہونے لگے تو حضرت بی بی ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اپنے شوہر حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان مجاہدین کی جماعت میں شامل ہو کر جہاد کے لئے روانہ ہوگئیں سمندر سے پار ہو جانے کے بعد یہ اونٹ پر سوار ہونے لگیں تو اونٹ پر سے گر پڑیں اور اونٹ کے پاؤں سے کچل کر ان کی روح پرواز کر گئی اس طرح یہ شہادت کے شرف سے سرفراز ہوگئیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب غزو المرأۃ فی البحر، رقم ۲۸۷۷، ۲۸۷۸، ج ۲، ص ۲۷۵)

حضرت سیدتنا ام حرام رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال،، دافِعِ رنج وملال، صاحب

جودونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا، سمندر میں چکرا کرتے کرنے والے کے لئے ایک شہید کا ثواب ہے اور سمندر میں ڈوب کر مرنے والے کے لئے ایک شہید کا ثواب ہے۔

(ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب فضل الغزو فی البحر، رقم ۲۴۹۳، ج ۳، ص ۱۱)

(۶) حمنہ:

روایت ہے حضرت حمنہ بنت جحش سے فرماتی ہیں کہ مجھے بہت سخت استحاضہ آتا تھا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مسئلہ پوچھنے اور یہ خبر دینے حاضر ہوئی میں نے حضور کو اپنی بہن زینب بنت جحش کے گھر پایا میں نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے بہت سخت استحاضہ آتا ہے آپ اس بارے میں مجھے کیا حکم دیتے ہیں مجھے تو اس نے روزہ نماز سے روک دیا ہے فرمایا میں تمہارے واسطے گدی تجویز کرتا ہوں کہ یہ خون چوس لے گی عرض کیا وہ تو اس سے زیادہ ہے فرمایا تو لنگوٹ باندھو عرض کیا وہ اس سے بھی زیادہ ہے فرمایا تو کپڑا رکھ لو عرض کیا وہ خون اس سے بھی زیادہ ہے میں تو خون ڈالتی بہاتی ہوں تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو دو باتوں کا حکم دیتا ہوں ان میں جو کرلوگی وہ دوسرے سے کفایت کرے گا اگر دونوں کرسکو تو تم جانو فرمایا یہ بیماری شیطان کے چوکھوں ہی سے ایک چوکھ ہے تم چھ یا سات دن حیض کے شمار کرلیا کرو رب کے علم میں پھر نہالیا کرو، پھر جب یہ سمجھو کہ تم خوب پاک اور صاف ہوگئیں تو تئیس یا چوبیس دن و رات نمازیں پڑھو، روزے رکھو کہ یہ تمہیں کافی ہوگا، ہر مہینہ یوں ہی کرلیا کرو جیسے عموماً عورتیں اپنے حیض و طہر کے اوقات میں ناپاک و پاک رہتی ہیں اور اگر تم اس پر طاقت رکھو کہ ظہر دیر سے اور عصر جلدی پڑھو تو ایک غسل کرو اور دو نمازیں ظہر و عصر جمع کرلیا کرو اور مغرب دیر سے عشاء جلدی پڑھو تو غسل کرو اور دو نمازیں جمع کرلو تو ایسا کرو اور فجر کے ساتھ غسل کرو تو ایسا کرلیا کرو اور روزے رکھو اگر اس پر قادر ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں کاموں میں مجھے یہ زیادہ پسند ہے (احمد، ابوداؤد، ترمذی)

ح۔۔۔تابعیات

(۱) حسناء:

روایت ہے حضرت حسناء بنت معاویہ سے فرماتی ہیں مجھے میرے چچا نے حدیث سنائی کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جنت میں کون جائے گا فرمایا نبی جنت میں ہوں گے اور شہید جنت میں ہوگا اور بچہ جنت میں ہوگا اور زندہ گاڑھا ہوا بچہ جنت میں ہوگا (ابوداؤد)

(۲)حفصہ:

امام مالک علقمہ بن ابی علقمہ سے وہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں، کہ حفصہ بنتِ عبدالرحمن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے پاس باریک دوپٹا اوڑھ کر آئیں، حضرت عائشہ نے ان کا دوپٹا پھاڑ دیا اور موٹا دوپٹا دے دیا۔

(الموطأ للامام مالک، کتاب اللباس، باب ما یکرہ للنساء لبسہ من الثیاب، الحدیث:۱۷۳۹، ج۲، ص۴۱۰

(۳)ام جریر:

روایت ہے ام جریر سے جو طلحہ ابن مالک کی لونڈی ہیں فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے مولا کو کہتے سنا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کا نزدیک ہونا عرب کی ہلاکت ہے (ترمذی)

خ۔۔۔صحابہ کرام

(۱) خالد ابن ولید:

یہ خاندان قریش کے بہت ہی نامور اشراف میں سے ہیں۔ان کی والدہ حضرت بی بی لبابہ صغری رضی اللہ تعالیٰ عنہاام المؤمنین حضرت بی بی میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن تھیں۔یہ بہادری اورفن سپہ گری وتدابیر جنگ کے اعتبار سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ایک خصوصی امتیاز رکھتے ہیں۔اسلام قبول کرنے سے پہلے انکی اوران کے باپ ولید کی اسلام دشمنی مشہورتھی ۔ جنگ بدر اور جنگ احد کی لڑائیوں میں یہ کفار کے ساتھ رہے اوران سے مسلمانوں کو بہت زیادہ جانی نقصان پہنچامگرناگہاں ان کے دل میں اسلام کی صداقت کاایسا آفتاب طلوع ہوگیا کہ ۷ ھ میں یہ خودبخود مکہ سے مدینہ جاکر دربار رسالت میں حاضر ہوگئے اوردامن اسلام میں آگئے اور یہ عہد کرلیا کہ اب زندگی بھرمیری تلوار کفار سے لڑنے کے لئے بے نیام رہے گی چنانچہ اس کے بعد ہر جنگ میں انتہائی مجاہدانہ جاہ وجلال کے ساتھ کفار کے مقابلہ میں شمشیر بکف رہے یہاں تک ۸ ھ میں جنگ موتہ میں جب حضرت زید بن حارثہ وحضرت جعفر بن ابی طالب وحضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تینوں سپہ سالاروں نے یکے بعد دیگرے جام شہادت نوش کرلیا تو اسلامی فوج نے ان کو اپنا سپہ سالار منتخب کیااورانہوں نے ایسی جاں بازی کے ساتھ جنگ کی کہ مسلمانوں کی فتح مبین ہوگئی۔اوراسی موقع پر جب کہ یہ جنگ میں مصروف تھے حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مدینہ منورہ میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت کے سامنے ان کو سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔امیرالمؤمنین حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورخلافت میں جب فتنہ ارتداد نے سراٹھایا تو انہوں نے ان معرکوں میں بھی خصوصاجنگ یمامہ میں مسلمان فوجوں کی سپہ سالاری کی ذمہ داری قبول کی اور ہرمحاذ پر فتح مبین حاصل کی۔پھر امیرالمؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے دوران رومیوں کی جنگوں میں بھی انہوں نے اسلامی فوجوں کی کمان سنبھالی اور بہت زیادہ فتوحات حاصل ہوئیں ۲۱ ھ میں چنددن بیماررہ کروفات پائی۔

(وکنزالعمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ خالد بن الولید، الحدیث:۳۰۲۷۰، ج۷، الجزء ۱۳، ص۱۶۱) (وتاریخ الخلفاء، الخلفاء الراشدون، ابوبکرالصدیق، فصل فیماوقع فی خلافتہ، ص۵۸) (واسد الغابۃ، خالد بن الولید بن المغیرۃ، ج۲، ص۱۳۵۔۱۳۸ ملتقطاً)

کرامات

زہر نے اثر نہیں کیا

روایت ہے کہ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقام حیرہ میں اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا تو لوگوں نے عرض کیا کہ اے امیر لشکر! آپ عجمیوں کے زہر سے بچتے رہیں۔ ہم لوگوں کو اندیشہ ہے کہ کہیں یہ لوگ آپ کو زہر نہ دے دیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لاؤ میں دیکھ لوں کہ عجمیوں کا زہر کیسا ہوتا ہے؟ لوگوں نے آپ کو دیا تو آپ بسم اللہ پڑھ کر کھا گئے اور آپ کو بال برابر بھی ضرر نہیں پہنچا اور کلبی کی روایت میں یہ ہے کہ ایک عیسائی پادری جس کا نام عبدالمسیح تھا ایک ایسا زہر لے کر آیا کہ اس کے کھا لینے سے ایک گھنٹہ کے بعد موت یقینی ہوتی ہے۔ آپ نے اس سے وہ زہر مانگ کر اس کے سامنے ہی بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ پڑھا اور یہ زہر کھا گئے۔ یہ منظر دیکھ کر عبدالمسیح نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! یہ اتنا خطرناک زہر کھا کر بھی زندہ ہیں یہ بہت ہی حیرت کی بات ہے۔ اب بہتر یہی ہے کہ ان سے صلح کر لو ورنہ انکی فتح یقینی ہے۔ چنانچہ ان عیسائیوں نے ایک گراں قدر جزیہ دے کر صلح کر لی۔ یہ واقعہ امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ہوا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء۔۔۔الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ۔۔۔الخ، ص ۶۱۷) (والکامل فی التاریخ، سنۃ اثنتی عشرۃ، ذکر وقعۃ یوم۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۲۴۴ ملتقطاً) (وحیاۃ الحیوان الکبری، باب الحاء المھملۃ، الحیۃ، فائدۃ، ج ۱، ص ۳۹۰۔۳۹۱ ملخصاً)

شراب کی شہد

حضرت خیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس شراب سے بھری ہوئی مشک لے کر آیا تو آپ نے یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! عزوجل اس کو شہد بنا دے۔ تھوڑی دیر بعد جب لوگوں نے دیکھا تو وہ مشک شہد سے بھری ہوئی تھی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء۔۔۔الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ۔۔۔الخ، ص ۶۱۷)

شراب سرکہ بن گئی

ایک مرتبہ لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شکایت کی کہ اے امیر لشکر! آپ کی فوج میں کچھ لوگ شراب پیتے ہیں۔ آپ نے فوراً ہی تلاشی لینے کا حکم دے دیا۔ تلاشی لینے والوں نے ایک سپاہی کے پاس سے شراب کی ایک مشک برآمد کی لیکن جب یہ مشک آپ کے سامنے پیش کی گئی تو آپ نے بارگاہ الٰہی عزوجل میں یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! عزوجل اس کو سرکہ

بنادے چنانچہ جب لوگوں نے مشک کا منہ کھول کر دیکھا تو واقعی اس میں سے سرکہ نکلا۔ یہ دیکھ کر مشک والا سپاہی کہنے لگا: خدا کی قسم! یہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت ہے ورنہ حقیقت یہی ہے کہ میں نے اس مشک میں شراب بھر رکھی تھی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء۔۔۔۔الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ۔۔۔الخ، ص ۶۱۷)

(۲) خالد ابن ہوذہ:

روایت ہے حضرت خالد ابن ہوذہ سے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ عرفات میں اونٹ پر دو رکابوں کے درمیان کھڑے ہوئے لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے (ابوداؤد)

(۳) خلاد ابن سائب:

روایت ہے حضرت خلاد ابن سائب سے وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس جبریل آئے مجھے حکم پہنچایا کہ میں اپنے صحابہ کو حکم دوں کہ احرام یا تلبیہ اونچی آواز سے کریں

(مالک، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی)

(۴) خباب ابن ارت:

ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ یہ غلام تھے ان کو قبیلۂ بنی تمیم کی ایک عورت نے خرید کر آزاد کر دیا تھا اس لئے یہ تمیمی کہلاتے ہیں۔ ابتداہی میں انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا اور کفار مکہ نے حضرت عمار و بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرح ان کو بھی طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کیا یہاں تک کہ ان کو کوئلوں کے اوپر لٹاتے تھے اور پانی میں اس قدر غوطہ دلاتے تھے کہ ان کا دم گھٹنے لگتا اور یہ بے ہوش ہو جاتے مگر صبر و استقامت کا پہاڑ بن کر یہ ساری مصیبتوں اور تکلیفوں کو جھیلتے رہے اور ان کے اسلام میں بال برابر بھی تذبذب یا تزلزل پیدا نہیں ہوا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد از وصال مدینہ منورہ سے ان کا دل اٹھ گیا اور یہ کوفہ میں جا کر مقیم ہو گئے اور وہیں ۳۷ھ میں ۷۳ برس کی عمر میں انتقال فرما گئے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الخاء، فصل فی الصحابۃ، ص ۵۹۲) (واسد الغابۃ، خباب بن الارت، ج ۲، ص ۱۴۱ ملتقطا)

کرامت
خشک تھن دودھ سے بھر گیا

ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ یہ ایک مرتبہ جہاد کے لیے نکلے تو ایک ایسے مقام پر پہنچ گئے جہاں پانی کا نام ونشان بھی نہیں تھا۔ جب یہ اوران کے ساتھی پیاس کی شدت سے ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے اور بالکل ہی نڈھال اور بے تاب ہو گئے تو آپ نے اپنے ایک ساتھی کی اونٹنی کو بٹھایا اور بسم اللہ شریف پڑھ کر اس کے تھن کو ہاتھ لگایا تو ایک دم اس کا سوکھا ہوا تھن اس قدر دودھ سے بھر گیا کہ پھول کر مشک کے برابر ہو گیا۔ اس اونٹنی کا دودھ دوہ کر سب ساتھیوں نے شکم سیر ہو کر پی لیا اور سب کی جان بچ گئی۔ (مجمع الزوائد، کتاب المغازی والسیر، باب فی سرایاہ، الحدیث:١٠٣٥٩، ج٦، ص٢١١)

حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جلی ہوئی پیٹھ: امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک مرتبہ صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیٹھ نظر آ گئی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ پوری پشت مبارک میں سفید سفید زخموں کے نشان ہیں۔ دریافت فرمایا کہ اے خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ! یہ تمھاری پیٹھ میں زخموں کے نشان کیسے ہیں؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ امیر المومنین آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان زخموں کی کیا خبر؟ یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ ننگی تلوار لیکر حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سر کاٹنے کے لئے دوڑتے پھرتے تھے۔ اس وقت ہم نے محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا چراغ اپنے دل میں جلایا اور مسلمان ہوئے۔ اس وقت کفار مکہ نے مجھ کو آگ کے جلتے ہوئے کوئلوں پر پیٹھ کے بل لٹا دیا میری پیٹھ سے اتنی چربی پگھلی کہ کوئلے بجھ گئے اور میں گھنٹوں بے ہوش رہا مگر رب کعبہ کی قسم! کہ جب مجھے ہوش آیا تو سب سے پہلے زبان سے کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نکلا۔

امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مصیبت سنکر آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا: اے خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ! کرتا اٹھاؤ! میں تمھاری اس پیٹھ کی زیارت کروں گا۔ اللہ اللہ! یہ پیٹھ کتنی مبارک و مقدس ہے جو محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بدولت آگ میں جلائی گئی ہے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، خباب بن الارت، ج٣، ص١٢٣)

حضرت سیدنا عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرتِ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک صاحب مقصورہ حضرتِ سیدنا خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور فرمایا، اے عبداللہ ابن عمر! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا فرما رہے ہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص میت کے ساتھ اس کے گھر سے نکلا اور اس پر نماز پڑھی اور تدفین تک اس کے ساتھ رہا تو اس کے لئے دو قیراط ثواب ہے اور ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے اور جو نماز پڑھ کر لوٹ آیا اس کے لئے احد

پہاڑ جتنا ایک قیراط ہے۔

تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرتِ سیدنا خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کے بارے میں پوچھنے کے لئے ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا اور فرمایا، مجھے بتانا کہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا جواب دیا ہے۔

اس کے بعد حضرتِ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مسجد میں پڑے ہوئے پتھروں میں سے ایک پتھر کو اٹھایا اور حضرتِ سیدنا خباب رضی اللہ عنہ کے لوٹنے تک اسے اپنے ہاتھ میں گھماتے رہے۔ پھر جب حضرتِ سیدنا خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واپس آ کر بتایا کہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچ کہتے ہیں تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے ہاتھ میں موجود پتھر زمین پر مارا اور فرمایا، (افسوس) ہم نے بہت سارے قیراط ضائع کر دیئے۔ (مسلم، کتاب الجنائز، باب فضل الصلوۃ علی الجنازۃ، رقم ۹۴۵، ص ۴۷۲)

روایت ہے حضرت خباب ابن ارت سے فرماتے ہیں ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو اسے بہت دراز فرمایا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ایسی نماز پڑھی جو کبھی نہ پڑھتے تھے فرمایا ہاں یہ نماز رغبت اور ڈر کی ہے میں نے اس میں اللہ سے تین چیزیں مانگیں تو اس نے مجھے دو عطا فرمادیں اور ایک سے منع فرمادیا میں نے اس سے مانگا کہ میری امت کو قحط سے ہلاک نہ فرمائے اس نے مجھے عطا فرمادیا اور میں نے اس سے مانگا کہ ان پر ان کا غیر دشمن مسلط نہ فرمائے مجھے عطا فرمادیا اور میں نے اس سے مانگا کہ ان کے بعض کو بعض کی سختی نہ چکھائے اس سے مجھے منع فرمادیا

(ترمذی، نسائی)

روایت ہے حضرت خباب ابن ارت سے فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شکایت کی جب کہ حضور کعبہ کے سایہ میں چادر کا تکیہ لگائے لیٹے تھے ہم نے مشرکین سے بہت سختی جھیلی تھی تو ہم نے عرض کیا کہ حضور اللہ سے دعا کیوں نہیں فرماتے تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے چہرہ انور سرخ تھا اور فرمایا کہ تم سے اگلوں میں ایک شخص کے لیے گڑھا کھودا جاتا تھا اسے اس گڑھے میں دبایا جاتا تھا پھر آرا لایا جاتا تھا وہ اس کے سر پر رکھا جاتا تھا وہ قاشیں کر کے چیر دیا جاتا تھا یہ اسے اس کے دین سے نہ روکتا تھا اور اس کے گوشت کے نیچے ہڈیوں پٹھوں تک پہنچا کر لوہے کی کنگھیوں سے اسے کنگھی کی جاتی تھی اور یہ اسے اس کے دین سے نہ روکتا تھا خدا کی قسم یہ دین پورا ہو کر رہے گا حتی کہ سوار صنعاء سے حضر موت تک چلے گا کسی سے خوف نہ کرے گا سواء اللہ کے یا سواء بھیڑیے کے اپنی بکریوں پر مگر تم لوگ جلد بازی کرتے ہو (بخاری)

روایت ہے خباب ابن ارت سے فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اللہ کی رضا تلاش کرتے تھے تو ہمارا ثواب اللہ پر ہو گیا ہم میں سے بعض وہ تھے جو چلے گئے اپنا ثواب کچھ نہ چکھا ان میں سے جناب

مصعب ابن عمیر ہیں جو احد کے دن شہید ہوئے تو ان کے لیے اتنا کپڑا نہ ملا جس میں انہیں کفن دیا جاوے سواء ایک چادر کے کہ ہم جب ان کے سر ڈھکتے تو ان کے پاؤں نکل جاتے اور جب ان کے پاؤں ڈھکتے تو ان کا سر نکل جاتا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے ان کا سر ڈھانپ دو اور ان کے پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دو بعض ہم میں وہ ہیں جن کے پھل پک گئے تو وہ انہیں چن رہا ہے (مسلم، بخاری)

(۵) خارجہ ابن حذافہ:

حضرتِ سیدنا خارجہ بن حُذَافَہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حُسن وجمال،، دافِعِ رنج وملال، صاحبِ جودونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم ہمارے ہاں تشریف لائے اور فرمایا، بے شک اللہ عزوجل نے تمہاری مدد ایک ایسی نماز کے ذریعے سے فرمائی ہے جو تمہارے حق میں سرخ اونٹوں سے بہتر ہے اور یہ نماز وتر ہے اور اسے تمہارے لئے عشاء سے طلوع فجر کے درمیان رکھا ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الوتر، باب استحباب الوتر، رقم ۱۴۱۸، ج ۲، ص ۸۸)

(۶) خزیمہ ابن ثابت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بدو سے گھوڑا خریدا اور دام طے کر کے چلے آئے لوگوں کو اس کی خبر نہ تھی، اس لئے خریداری کے لئے اس کی قیمت بڑھا کر دی، اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دی کہ لینا ہو تو لو ورنہ میں دوسرے سے سودا کر چکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تو میرے ہاتھ فروخت کر چکے ہو، بولا واللہ میں نے نہیں بیچا اور اگر بیچا ہو تو کوئی گواہ لاؤ، مسلمان اس گفتگو کو سن کر جمع ہو گئے اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچ کہتے ہیں، حضرت خزیمہ بھی پہنچ گئے اور کہا میں گواہ ہوں تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ فروخت کیا تھا، اس جرأت پر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حیرت ہوئی فرمایا "لم تشھد؟" تم کس طرح گواہی دیتے ہو عرض کیا "بتصدیقا تک یا رسول اللہ" آپ کی بات کی تصدیق کر رہا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی روز سے خزیمہ کی شہادت دو آدمیوں کی شہادت کے برابر کر دی، (مسند بن حنبل: ۱۵/ ۲۱۵، ۲۱۶) اور ذو الشہادتین ان کا لقب پڑ گیا۔ بخاری میں بھی ضمناً اس واقعہ کا ذکر آیا ہے، حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ جب ہم نے مصاحف نقل کئے تو سورہ احزاب کی ایک آیت جس کو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے تھے نہیں پائی، یہ آیت خزیمہؓ انصاری کے پاس تھی، جن کی شہادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کے برابر کی تھی وہ آیت یہ ہے۔ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ (بخاری، باب قولِ اللہ تعالیٰ: ۹/ ۳۷۵)

روایت ہے حضرت خزیمہ ابن ثابت سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو گناہ کو پہنچے اس پر اس گناہ کی سزا قائم کردی جائے تو وہ سزا اس کا کفارہ ہے (شرح السنہ)

روایت ہے حضرت خزیمہ ابن ثابت سے وہ اپنے چچا ابوخزیمہ سے راوی کہ انہوں نے خودکو اس حالت میں دیکھا جس کو سونے والا دیکھتا ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر سجدہ کیا تو حضور کو خبر دی حضور انکے آگے لیٹ گئے اور فرمایا اپنی خواب سچی کرلو چنانچہ انہوں نے حضور کی پیشانی پر سجدہ کیا (شرح السنہ) اور ہم ابوبکرہ کی حدیث گویا آسمان سے ترازو اتری الخ مناقب ابوبکر وعمر میں بیان کریں گے

(۷) خزیمہ ابن جزء:

ابوبکر بن ابی شیبہ، یحییٰ بن واضح، محمد بن اسحاق، الکریم بن ابی مخارق، حبان بن جزیٔ، حضرت خزیمہ بن جزء فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں زمین کے کیڑوں کے متعلق پوچھنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گوہ کی بابت کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ فرمایا خود کھاتا نہیں، دوسروں کے لیے حرام نہیں بتاتا۔ میں نے عرض کیا جس کی حرمت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ بیان فرمائیں میں اسے کھاؤں گا اور اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود کیوں نہیں کھاتے؟ فرمایا ایک گروہ گم (مسخ) ہوگیا تھا۔ میں نے اس کی خلقت ایسی دیکھی کہ مجھے شک ہوا کہ شاید گوہ اس قوم کی مسخ شدہ صورت ہے، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرگوش کے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ فرمایا خود کھاتا نہیں اور دوسروں کے لیے حرام نہیں بتاتا۔ میں نے عرض کیا جس چیز کی حرمت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان نہ فرمائیں میں اسے کھاؤں گا کھاؤں گا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود کیوں نہیں کھاتے؟ فرمایا مجھے بتایا گیا ہے کہ اسے حیض آتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ: جلد سوم: حدیث نمبر 126)

(۸) خریم ابن اخرم:

روایت ہے حضرت خریم ابن فاتک سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر پڑھی، پھر جب فارغ ہوئے تو سیدھے کھڑے ہوئے پھر تین بار فرمایا کہ جھوٹی گواہی اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے برابر کی گئی پھر یہ آیت تلاوت کی کہ بچو گندگی یعنی بتوں سے اور بچو جھوٹی بات سے اللہ کی طرف جھکتے ہوئے اس کے ساتھ شریک نہ کرتے ہوئے

(ابوداؤد، ابن ماجہ)

روایت ہے ابن حنظلیہ سے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک صاحب ہیں فرماتے ہیں فرمایا نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم نے کہ خریم اسدی اچھے آدمی ہیں اگران کے جمہ کی درازی اوران کے تہبند کا گھسٹنا نہ ہوتا یہ خبر جناب خریم کو پہنچی تو انہوں نے چھری لی تو اس سے اپنے گیسو اپنے کانوں تک کاٹ دیئے اور اپنا تہبند اپنی آدھی پنڈلیوں تک اونچا کرلیا

(ابوداؤد)

(۹) خبیب بن عدی:

کرامات

بے موسم کا پھل

جن دنوں یہ حارث بن عامر کے بیٹوں کی قید میں تھے ظالموں نے دانہ پانی بند کردیا تھا اوران کو زنجیروں میں اس طرح جکڑ دیا تھا کہ ان کے ہاتھ پاؤں دونوں بندھے ہوئے تھے۔ حارث بن عامر کی بیٹی کا بیان ہے کہ خدا کی قسم! میں نے خبیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے اچھا کوئی قیدی نہیں دیکھا میں نے بارہا یہ دیکھا کہ وہ قید کی کوٹھڑی کے اندر زنجیروں میں بندھے ہوئے بہترین انگوروں کا خوشہ ہاتھ میں لئے کھا رہے ہیں حالانکہ خدا کی قسم! ان دنوں مکہ معظمہ کے اندر کوئی پھل بھی نہیں ملتا تھا اور انگور کا تو موسم بھی نہیں تھا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء... الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ... الخ ص ۶۱۸) (وصحیح البخاری، کتاب المغازی، باب ۱۰، الحدیث: ۳۹۸۹، ج ۳، ص ۱۵)

مکہ کی آواز مدینہ پہنچی

جب حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سولی پر چڑھائے گئے تو انہوں نے بڑی حسرت کے ساتھ کہا کہ یا اللہ! عزوجل میں یہاں کسی کو نہیں پاتا جس کے ذریعے میں آخری سلام تیرے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تک پہنچا سکوں لہٰذا تو میرا سلام حبیب علیہ الصلوۃ والسلام تک پہنچادے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بیان ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مدینہ منورہ کے اندر اپنے اصحاب کی مجلس میں رونق افروز تھے کہ بالکل ہی ناگہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بلند آواز سے وعلیک السلام فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کس کے سلام کا جواب دیا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا دینی بھائی خبیب ابھی ابھی مکہ مکرمہ میں سولی پر چڑھادیا گیا ہے اور اس نے سولی پر چڑھ کر میرے پاس اپنا سلام بھیجا ہے اور میں نے اس کے سلام کا جواب دیا ہے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء... الخ، المطلب الثالث وفی ذکر جملۃ جمیلۃ... الخ ص ۶۱۹) (وفتح الباری شرح صحیح

البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الرجیع۔۔۔الخ تحت الحدیث:۴۰۸۶، ج۷، ص۳۲۷)

ایک سال میں تمام قاتل ہلاک

روایت ہے کہ سولی پر چڑھائے جانے کے وقت حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قاتلوں کے مجمع کی طرف دیکھ کر یہ دعا مانگی: اَللّٰھُمَّ اَحْصِھِمْ عَدَدًا وَّاقْتُلْھُمْ بَدَدًا وَّلَا تُبْقِ مِنْھُمْ اَحَدًا۔ (یعنی اے اللہ! عزوجل تو میرے ان تمام قاتلوں کو گن کر شمار کرلے اور ان سب کو ہلاک فرمادے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی باقی نہ رکھ۔) ایک کافر کا بیان ہے کہ میں نے جب خبیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بددعا کرتے ہوئے سنا تو میں زمین پر لیٹ گیا تاکہ خبیب کی نظر مجھ پر نہ پڑے۔ چنانچہ اس کا اثر یہ ہوا کہ ایک سال پورا ہوتے ہوتے تمام وہ لوگ جو آپ کے قتل میں شریک وراضی تھے سب کے سب ہلاک وبرباد ہوگئے۔ فقط تنہا میں بچ گیا ہوں۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء۔۔۔الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ۔۔۔الخ، ص۶۱۸) (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب ۱۰، الحدیث:۳۹۸۹، ج۳، ص۱۵) (فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الرجیع۔۔۔الخ، تحت الحدیث:۴۰۸۶، ج۷، ص۳۲۷)

لاش کو زمین نگل گئی

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ارشاد فرمایا کہ مقام تنعیم میں حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش سولی پر لٹکی ہوئی ہے جو مسلمان ان کی لاش کو سولی سے اتار کر لائے گا میں اس کے لیے جنت کا وعدہ کرتا ہوں۔ یہ خوشخبری سن کر حضرت زبیر بن العوام اور حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہما تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر راتوں کو سفر کرتے اور دن میں چھپتے ہوئے مقام تنعیم میں گئے۔ چالیس کفار سولی کے پہرہ دار بن کر سورہے تھے۔ ان دونوں حضرات نے لاش کو سولی سے اتارا اور چالیس دن گزر جانے کے باوجود لاش بالکل تروتازہ تھی اور زخموں سے تازہ خون ٹپک رہا تھا۔ گھوڑے پر لاش کو رکھ کر مدینہ منورہ کا رخ کیا مگر ستر کافروں نے ان لوگوں کا پیچھا کیا۔ جب ان دونوں حضرات نے دیکھا کہ اب ہم گرفتار ہوجائیں گے تو ان دونوں نے مقدس لاش کو زمین پر رکھ دیا۔ خدا کی شان دیکھئے کہ ایک دم زمین پھٹ گئی اور مقدس لاش کو زمین نگل گئی اور پھر زمین اس طرح برابر ہوگئی کہ پھٹنے کا نام ونشان بھی باقی نہ رہا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب بلیع الارض (جن کو زمین نگل گئی) ہے۔ پھر ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ اے کفار مکہ! ہم تو دو شیر ہیں جو اپنے جنگل میں جارہے تھے اگر تم لوگوں سے ہوسکے تو ہمارا راستہ روک کر دیکھ لو ورنہ اپنا راستہ لو جب کفار مکہ نے دیکھ لیا کہ ان دونوں حضرات کے پاس لاش نہیں ہے تو وہ لوگ مکہ واپس چلے گئے۔

(مدارج النبوت، قسم سوم، باب سوم، ج۲، ص۱۴۱)

(۱۰) خنیس ابن حذافہ:

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پہلی شادی حضرت خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی اور انہوں نے اپنے شوہر کے ساتھ مدینہ طیبہ کو ہجرت بھی کی تھی لیکن ان کے شوہر جنگ بدر یا جنگ احد میں زخمی ہوکر وفات پا گئے اور یہ بیوہ ہوگئیں پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ۳ھ میں ان سے نکاح فرمایا اور یہ ام المؤمنین کی حیثیت سے کاشانۂ نبوی کی سکونت سے مشرف ہوگئیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارقم کے گھر میں پناہ گزین ہونے سے پہلے آپ کے دستِ حق پرست پر مشرف باسلام ہوئے اور ہجرت ثانیہ میں حبشہ گئے اور پھر وہاں سے مدینہ آئے اور رفاعہ بن عبدالمنذر کے مہمان ہوئے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں اور ابی عبس بن جبیر میں مواخاۃ کرادی۔ (ابن سعد، جزو ۳، ق ۱: ۲۸۶)

(۱۱) ابوخراش:

ابوخراش خویلد بن مرہ ہے (متوفی 15ھ/736ء) اور یہ مخضرمی شاعر ہیں، یہ حنین کے دن بڑھاپے کی حالت میں اسلام لائے، عرب کے مشہور شہسواروں میں سے ہیں، یہ ایسے سبک رفتار تھے کہ پیدل گھڑ سواروں سے سبقت لے جایا کرتے تھے۔

حضرت ابوخراش سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو ایک سال تک اپنے (دینی) بھائی کو چھوڑے رہے تو یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ گویا اس کا خون بہادیا۔

(سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فیمن یھجر اخاہ المسلم، الحدیث ۴۹۱۵، ج ۴، ص ۳۶۴)

(۱۲) ابوخلاد

روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابوخلاد سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی بندے کو دیکھو کہ اسے دنیا سے بے رغبتی اور کم بولنے کی نعمتیں دی گئیں ہیں تو اس سے قرب حاصل کرو کیونکہ اسے حکمت دی جاتی ہے (بیہقی شعب الایمان)

خ۔۔۔تابعین عظام

(۱) خیثمہ ابن عبدالرحمٰن:

حضرت خیثمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: قیامت کے دن انسان اپنے پسینے میں تیر رہا ہوگا یہاں تک کہ وہ پسینہ اس کی ناک تک پہنچ جائے گا۔ تو حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: مؤمنین کے لئے موتیوں کی کرسیاں ہوگی جن پر وہ بیٹھیں گے، اُن پر بادلوں سے سایہ کیا جائے گا اور قیامت کا دن ان کے لئے دن کی ایک ساعت کے برابر یا ایک بار آنکھ جھپکنے کے برابر ہوگا۔ (حلیۃ الاولیاء، الحدیث ۱۱۶۱۲، ج ۸، ص ۱۳۱)

حضرت خیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس شراب سے بھری ہوئی مشک لے کر آیا تو آپ نے یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! عزوجل اس کو شہد بنا دے۔ تھوڑی دیر بعد جب لوگوں نے دیکھا تو وہ مشک شہد سے بھری ہوئی تھی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء۔۔۔الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ۔۔۔الخ ص ۶۱۷)

حضرت اعمش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میری ایک بکری بیمار ہوگئی تو حضرت خیثمہ بن عبدالرحمن صبح و شام اس کی عیادت کے لئے آتے اور مجھ سے پوچھتے کیا وہ گھاس اچھی طرح کھاتی ہے اور بچے اس کے دودھ کے بغیر کس طرح گزارہ کرتے ہوں گے؟ میں جس گدے پر بیٹھا کرتا تھا اس کے نیچے وہ کچھ رقم رکھ دیا کرتے اور جاتے وقت فرماتے گدے کے نیچے جو کچھ ہے لے لوحتی کہ بکری کی بیماری کے دوران مجھے تین سو سے زیادہ دینار دے گئے۔

(إحیاء علوم الدین، کتاب ذم البخل وذم حب المال، بیان فضیلۃ السخاء، حکایات الأسخیاء، ج ۳، ص ۳۳۴)

روایت ہے حضرت خیثمہ ابن ابی سبرہ سے فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ آیا میں نے اللہ سے دعا کی کہ مجھے نیک ہم نشین میسر فرمائے تو اس نے میرے لیے جناب ابوہریرہ میسر فرمائے میں ان کے پاس بیٹھا میں نے کہا کہ میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ وہ مجھے کوئی نیک ہم نشین میسر کرے تو مجھے آپ دیئے گئے فرمایا تم کہاں کے ہو میں نے کہا کوفے والوں میں سے ہوں میں یہاں بھلائی تلاش کرنے اسے حاصل کرنے آیا ہوں تو فرمایا کیا تم میں سعد ابن مالک نہیں جو مقبول الدعاء ہیں اور ابن مسعود نہیں جو حضور کی طہارت شریف کے منتظم اور نعلین پاک والے ہیں اور حذیفہ نہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے راز دان ہیں اور کیا عمار نہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر شیطان سے امان دی اور کیا سلمان نہیں جو دو کتابوں یعنی انجیل اور قرآن والے ہیں (ترمذی)

(۳) خالد ابن عبداللہ:

روایت ہے حضرت محمد ابن عمرو سے وہ ابو سلمہ سے وہ ابو ہریرہ سے راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچے بچے کے متعلق غلام یا لونڈی یا گھوڑے یا خچر کا فیصلہ فرمایا۔ (ابوداؤد) فرمایا یہ حدیث حماد ابن سلمہ اور خالد واسطی نے محمد ابن عمرو سے روایت کی اور گھوڑے کا ذکر نہ فرمایا۔

(۴) خارجہ ابن زید

حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ بدر میں نہایت شجاعت کے ساتھ کفار سے معرکہ آرائی کی۔ جنگ احد میں بارہ کافروں کو ایک ایک نیزہ مارا اور جس کو ایک نیزہ مارا وہ مر کر ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر گھمسان کی جنگ میں زخمی ہو کر اسی جنگ احد میں ۳ھ میں شہید ہو گئے اور حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک قبر میں دفن ہو گئے۔

(اسد الغابۃ، سعد بن الربیع، ج ۲، ص ۴۱۴) (والاکمال فی اسماء الرجال، حرف السین، فصل فی الصحابۃ، ص ۵۹۶) (والاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، سعد بن الربیع، ج ۳، ص ۴۹)

حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی مجلسوں میں جس قدر وقار کے ساتھ رونق افروز رہتے تھے بڑے سے بڑے بادشاہوں کے دربار میں بھی اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس حلم وحیاء اور خیر وامانت کی مجلس ہوا کرتی تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس میں کبھی کوئی بلند آواز سے گفتگو نہیں کر سکتا تھا اور جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلام فرماتے تھے تو تمام اہل مجلس اس طرح سر جھکائے ہوئے ہمہ تن گوش بن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام سنتے تھے کہ گویا ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں۔ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہایت ہی وقار کے ساتھ اس طرح ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جملوں کو گننا چاہتا تو وہ گن سکتا تھا۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، فصل واما وقارہ، ج ۱، ص ۱۳۷-۱۳۹ ملتقطاً) (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۳۵۶۷، ج ۲، ص ۴۹۱)

روایت ہے حضرت خارجہ ابن زید ابن ثابت سے فرماتے ہیں کہ ایک جماعت زید ابن ثابت کے پاس آئی وہ بولے ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سنائیے فرمایا کہ میں حضور کا پڑوسی تھا تو جب آپ پر وحی نازل ہوتی تو مجھے بلاتے میں اسے لکھتا تو جب ہم دنیا کا ذکر کرتے تو آپ بھی وہ ہی ذکر کرتے تھے ہمارے ساتھ میں اور جب ہم آخرت کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ وہ ہی ذکر کرتے اور جب ہم کھانے کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ وہ ہی ذکر

کرتے یہ تمام باتیں میں تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خبر دے رہا ہوں (ترمذی)

(۵) خارجہ ابن صلت:

روایت ہے حضرت خارجہ ابن صلت سے وہ اپنے چچا سے راوی فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو عرب کے ایک قبیلہ پر گزرے وہ لوگ بولے ہمیں خبر ملی ہے کہ تم ان محبوب کے پاس سے بڑی خیر لے کر آئے ہو تو کیا تمہارے پاس کوئی دوا یا دم درود ہے ہمارے ہاں ایک دیوانہ قید میں بندھا ہوا ہے ہم بولے ہاں چنانچہ وہ لوگ بیڑیاں پہنے ایک دیوانہ لائے میں نے تین دن تک صبح شام اس پر سورۂ فاتحہ پڑھی کہ اپنا تھوک جمع کرتا پھر اس پر تھتکار دیتا تھا وہ تو گویا رسیوں سے کھل گیا انہوں نے مجھے کچھ اجرت پیش کی میں بولا نہیں حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لوں حضور نے فرمایا کھاؤ میری زندگی کی قسم یہ اجرت اسی کے لیے ہے جو جھوٹے دم سے کھائے تم نے تو سچے دم سے کھایا ہے

(احمد، ابوداؤد) (سنن ابوداؤد کتاب الطب حدیث نمبر: 3901)

(۶) خشف ابن مالک:

روایت حضرت خشف ابن مالک سے وہ حضرت ابن مسعود سے راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاء کی دیت میں یہ فیصلہ فرمایا کہ بیس یک سالہ اونٹنیاں اور بیس یک سالہ نر اونٹ اور بیس دو سالہ اونٹنیاں اور بیس تین سالہ اور بیس چار سالہ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی) صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث حضرت ابن مسعود پر موقوف ہے اور خشف مجہول آدمی ہیں صرف اس حدیث سے پہچانے گئے ہیں اور شرح سنہ میں یوں روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے مقتول کی دیت صدقہ سے سو اونٹ دیئے اور صدقہ کے اونٹوں کی عمروں میں کوئی ایک سالہ نر اونٹ نہیں ہوتا اس میں دو سالہ اونٹ ہی ہوتے ہیں۔

(۷) ابوخزامہ:

روایت ہے ابوخزامہ سے وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ فرمایئے کہ جو منتر ہم کرتے ہیں جو دوائیں اور پرہیز ہمارے استعمال میں آتے ہیں کیا یہ اللہ کی تقدیر پلٹ دیتے ہیں فرمایا یہ خود اللہ کی تقدیر سے ہیں (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

(۸) ابوخلدہ:

حضرت سیدنا ابوخلدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں: کہ میں حضرت سیدنا ابوالعالیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔انہوں نے فرمایا کہ کل جب تم عیدگاہ جاؤ،تو مجھ سے ملتے جانا۔جب میں گیا تو مجھ سے فرمایا: کیا تم نے کچھ کھایا؟ میں نے کہا: ہاں۔فرمایا: کیا تم نہا چکے ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔فرمایا: صدقہ فطر ادا کر چکے ہو؟ میں نے کہا: ہاں صدقہ فطر ادا کر دیا ہے۔فرمانے لگے: میں نے تمہیں اسی لیے بلایا تھا۔پھر آپ نے یہ آیت کریمہ (قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى) تلاوت کی اور فرمایا: اہل مدینہ صدقہ فطر اور پانی پلانے سے افضل کوئی صدقہ نہیں جانتے تھے۔

(تفسیر طبری، ج ۱۲، ص ۵۴۷، رقم: ۳۶۹۹۲)

حضرت سیدنا ابوخلدہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت سیدنا محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے تو آپ نے فرمایا، مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ آپ کو کیا چیز پیش کروں؟ گوشت اور روٹی تو تم سب کے گھر میں ہے۔پھر آپ نے اپنی لونڈی کو آواز دی کہ وہ شہد کا چھتہ لائے۔پھر آپ نے خود اسے کاٹنا شروع کیا اور ہمیں کھلایا۔

خ۔۔۔صحابیات

(۱) خدیجہ بنت خویلد:

نسب شریف

سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنتِ خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی۔آپ کا نسب حضور پرنور شافعِ یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نسب شریف سے قصی میں مل جاتا ہے۔سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیت ام ہند ہے۔آپ کی والدہ فاطمہ بنت زائدہ بن الاصم قبیلہ بنی عامر بن لوی سے تھیں۔

(مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم درذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۶۴)

اللہ تعالیٰ کا سلام

صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بارگاہِ رسالت میں جبرائیل علیہ السلام نے حاضر ہوکر عرض کیا: اے اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ کے پاس حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دسترخوان لارہی ہیں جس میں کھانا پانی ہے جب وہ لائیں ان سے ان کے رب کا سلام فرمانا۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل خدیجۃ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا، الحدیث ۲۴۳۲، ص ۱۳۲۲)

افضل ترین جنتی عورتیں

مسند امام احمد میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم نے فرمایا: جنتی عورتوں میں سب سے افضل سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا، سیدہ فاطمہ بنت محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم، حضرت مریم بنت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ تعالیٰ عنہا امراۃ فرعون ہیں۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عباس، الحدیث ۲۹۰۳، ج۱، ص ۶۷۸)

سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تجارت میں دونا نفع

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ کا ہر جگہ چرچا تھا حتی کہ مشرکین مکہ بھی انہیں الامین والصادق سے یاد کرتے، سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے کاروبار کے لئے یکتائے روزگار کو منتخب فرمایا اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کی بارگاہ میں پیغام پہنچایا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مال تجارت لے کر شام جائیں اور منافع میں جو مناسب خیال فرمائیں لے لیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم نے اس پیشکش کو بمشورہ ابو طالب قبول فرمالیا۔ سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے غلام میسرہ کو بغرض خدمت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کے ساتھ کر دیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم نے اپنا مال بصرہ میں فروخت کر کے دونا نفع حاصل کیا نیز قافلے والوں کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کی صحبت بابرکت سے بہت نفع ہوا جب قافلہ واپس ہوا تو سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھا کہ دو فرشتے رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم پر سایہ کناں ہیں نیز دوران سفر کے خوارق نے سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ کا گرویدہ کر دیا۔ (مدارج النبوت، قسم دوم، باب دوم در کفالت عبدالمطلب۔۔۔الخ، ج۲، ص ۲۷)

سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح

سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مالدار ہونے کے علاوہ فراخ دل اور قریش کی عورتوں میں اشرف وانسب تھیں۔ بکثرت قریشی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کے خواہشمند تھے

لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کسی کے پیغام کو قبول نہ فرمایا بلکہ سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سرکار ابدقرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کی بارگاہ میں نکاح کا پیغام بھیجا اور اپنے چچا عمرو بن اسد کو بلایا۔ سردار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم بھی اپنے چچا ابو طالب، حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر رؤساء کے ساتھ سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر تشریف لائے۔ جناب ابو طالب نے نکاح کا خطبہ پڑھا۔ ایک روایت کے

مطابق سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ سونا تھا۔

(مدارج النبوت، قسم دوم، باب دوم در کفالت عبدالمطلب...الخ، ج ۲، ص ۲۷)

بوقتِ نکاح سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر چالیس برس اور آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہ وسلم کی عمر شریف پچیس برس کی تھی۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، تسمیۃ النساء...الخ، ذکر خدیجہ بنت خولید، ج ۸، ص ۱۳)

جب تک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حیات رہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موجودگی میں پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہ وسلم نے کسی عورت سے نکاح نہ فرمایا۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل خدیجۃ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا، الحدیث ۲۴۳۵، ص ۱۳۲۴)

غم گسار بیوی

غارِ حرا میں حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہِ رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہ وسلم میں وحی لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا پڑھیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہ وسلم نے فرمایا: مَا اَنَا بِقَارِئٍ میں نہیں پڑھتا اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام نے اپنی آغوش میں لے کر بھینچا پھر چھوڑ کر دوبارہ کہا: پڑھیے، میں نے کہا: میں نہیں پڑھتا، جبرائیل علیہ السلام نے پھر آغوش میں لے کر بھینچا پھر چھوڑ کر کہا پڑھیے میں نے کہا میں نہیں پڑھتا۔ تیسری مرتبہ پھر جبرائیل علیہ السلام نے آغوش میں لے کر بھینچا پھر چھوڑ کر کہا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَۚ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍۚ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُۙ﴿۳﴾ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِۙ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْؕ﴿۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم جس نے قلم سے لکھنا سکھایا آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔ (پ30، العلق: 1تا5)

اس پُر مژدہ واقعہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہ وسلم کی طبیعت بے حد متأثر ہوئی گھر واپسی پر سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: زملونی زملونی مجھے کمبل اڑھاؤ مجھے کمبل اڑھاؤ۔ سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہ وسلم کے جسمِ انور پر کمبل ڈالا اور چہرہ انور پر سرد پانی کے چھینٹے دیئے تاکہ خشیت کی کیفیت دور ہو۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہ وسلم نے سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سارا حال بیان فرمایا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہ وسلم کے ساتھ اچھا ہی فرمائے گا کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہ وسلم صلۂ رحمی فرماتے، عیال کا بوجھ اٹھاتے، ریاضت و مجاہدہ کرتے، مہمان نوازی فرماتے، بیکسوں اور مجبوروں کی

دستگیری کرتے، محتاجوں اور غریبوں کے ساتھ بھلائی کرتے لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتے، لوگوں کی سچائی میں انکی مدد اوران کی برائی سے حذر فرماتے ہیں، یتیموں کو پناہ دیتے ہیں سچ بولتے ہیں اور امانتیں ادا فرماتے ہیں۔ سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان باتوں سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی واطمینان دلایا کفار قریش کی تکذیب سے رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جوغم اٹھاتے تھے وہ سب سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھتے ہی جاتا رہتا تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خوش ہوجاتے تھے اور جب سرکار ابدقرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے تو وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر مدارات فرماتیں جس سے ہر مشکل آسان ہوجاتی۔ (مدارج النبوت، قسم دوم، باب سوم در بدو وحی وثبوت نبوت ...الخ، ج ۲، ص ۲۳، وقسم پنجم، باب دوم در ذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۶۵)

سابق الایمان

مذہب جمہور پر سب سے پہلے علی الاعلان ایمان لانے والی حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ کیونکہ جب سرور دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غار حرا سے تشریف لائے اور ان کو نزول وحی کی خبر دی تو وہ ایمان لائیں۔ بعض کہتے ہیں ان کے بعد سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے بعض کہتے ہیں سب سے پہلے سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے اس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر شریف دس سال کی تھی۔ شیخ ابن الصلاح فرماتے ہیں۔ کہ سب سے زیادہ محتاط اور موزوں تر یہ ہے کہ آزاد مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچوں اور نو عمروں میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عورتوں میں سیدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور موالی میں زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور غلاموں میں سے حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے۔

(مدارج النبوت، قسم دوم، باب سوم در بدو وحی وثبوت نبوت... الخ، ج ۲، ص ۳۷)

سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فراخدلی

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: اللہ کی قسم! خدیجہ سے بہتر مجھے کوئی بیوی نہیں ملی جب سب لوگوں نے میرے ساتھ کفر کیا اس وقت وہ مجھ پر ایمان لائیں اور جب سب لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے اس وقت انہوں نے میری تصدیق کی اور جس وقت کوئی شخص مجھے کوئی چیز دینے کے لئے تیار نہ تھا اس وقت خدیجہ نے مجھے اپنا سارا سامان دے دیا اور انہیں کے شکم سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد عطا فرمائی۔ (شرح العلامۃ الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، حضرت خدیجۃ ام المومنین رضی اللہ عنہا، ج ۴، ص ۳۶۳۔ الاستیعاب، کتاب النساء: ۳۳۴۷، خدیجۃ بنت خویلد، ج ۴، ص ۳۷۹)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مجھ پر اس وقت ایمان لائیں جب کہ لوگ میری تکذیب کرتے تھے اور انہوں نے اپنے مال سے میری ایسے وقت مدد کی جب کہ لوگوں نے مجھے محروم کر رکھا تھا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السیدۃ عائشۃ، الحدیث ۲۴۹۱۸، ج۹،ص۴۲۹)

اولادِ کرام

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے ہوئی۔ بجز حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جو سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیدا ہوئے۔ فرزندوں میں حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسمائے گرامی مروی ہیں جب کہ دختران میں سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ ام کلثوم اور سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہن ہیں۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، حدیث تزویج رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خدیجۃ، اولادہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم من خدیجۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا،ص ۷۷۔ اسد الغابۃ، کتاب النساء، خدیجۃ بنت خویلد، ج۷،ص۹۱)

وصال

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تقریباً پچیس سال حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شریک حیات رہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال بعثت کے دسویں سال ماہِ رمضان میں ہوا۔ اور مقبرہ حجون میں مدفون ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر میں داخل ہوئے اور دعائے خیر فرمائی۔ نماز جنازہ اس وقت تک مشروع نہ ہوئی تھی۔ اس سانحہ پر رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بہت زیادہ ملول و محزون ہوئے۔

(مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم در ذکر ازواج مطہرات، ج۲،ص۴۶۵)

ذکرِ خیر

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اکثر ذکر فرماتے رہتے تھے۔ بعض اوقات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بکری ذبح فرماتے اور پھر اس کے گوشت کے ٹکڑے کر کے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سہیلیوں کے گھر بھیجتے صرف اس لئے کہ یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سہیلیاں تھیں۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل خدیجۃ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا، الحدیث ۲۴۳۵،ص ۱۳۲۳)

(۲) خولہ بنت حکیم:

حضرت سیدتنا خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ولہ وسلم نے فرمایا، جو کسی مقام پر ٹھہرے پھر یہ کہے اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ترجمہ: میں اللہ عزوجل کی مخلوق کے شر سے اس کے کامل کلمات کی پناہ چاہتا ہوں۔ تو اسکے اس مقام سے کوچ کرنے تک اسے کوئی چیز نقصان نہ پہنچائے گی۔

(مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من سوء القضاء۔۔۔الخ، رقم ۲۷۰۸، ج ۱، ص ۱۴۵۲)

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نہایت پریشانی ہوئی، کیونکہ گھر بار، بال بچوں کا انتظام ان ہی سے متعلق تھا۔ یہ دیکھ کر خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ نکاح کر لیجئے، فرمایا: کس سے؟ خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عائشہ وسودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام لیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دونوں سے خواستگاری کی اجازت دیدی۔ خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئیں اور کہا کہ خدا عزوجل نے تم پر کیسی خیر و برکت نازل فرمائی ہے۔ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ وہ کیا ہے! خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے آپ کے پاس بغرض خواستگاری بھیجا ہے، انہوں نے کہا کہ مجھے منظور ہے مگر میرے باپ سے بھی دریافت کرلو۔ چنانچہ وہ ان کے والد کے پاس گئیں اور جاہلیت کے طریق پر سلام کیا یعنی انعم صباحا کہا انہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا نام بتایا پھر نکاح کا پیغام سنایا انہوں نے کہا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) شریف کفو ہیں مگر سودہ سے بھی دریافت کرلو۔ خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ وہ راضی ہیں۔ یہ سن کر زمعہ نے کہا کہ نکاح کے لیے آجائیں۔

(شرح العلامۃ الزرقانی، الفصل الثالث، سودۃ ام المومنین رضی اللہ عنھا، ج ۴، ص ۳۷۹)

(۳) خولہ بنت ثامر:

روایت ہے حضرت خولہ انصاریہ سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بعض لوگ اللہ کے مال میں ناحق گھس جاتے ہیں ان کے لیے قیامت کے دن آگ ہے (بخاری)

(۴) خولہ بنت قیس:

حضرت حمزہ کی ایک اہلیہ مدینہ کے معروف خاندان بنو نجار کی عظیم بیٹی خولہ بنت قیس تھیں۔ یہ خوش بخت خاتون بھی

اپنے شوہر نامدار کے ساتھ حلقہ بگوش اسلام ہوگئیں۔ یہ نبوت کا چھٹا سال تھا۔ دونوں میاں بیوی نے مکہ سے مدینہ کی جانب ہجرت اور پھر جہاد وقتال فی سبیل اللہ کا شرف حاصل کیا۔ حضرت حمزہ تو غزوہ احد میں شہادت کے مقام پر سرفراز ہو گئے جبکہ حضور کی اس چچی نے لمبی عمر پائی۔ حضرت حمزہ جو ابوعمارہ کی کنیت سے معروف تھے، تو ان کے بیٹے عمارہ ان کی اس بیوی حضرت خولہ ہی کے بطن سے پیدا ہوا

روایت ہے حضرت خولہ بنت قیس سے فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ یہ مال سرسبز میٹھا ہے جو اسے حق سے لے گا اسے اس میں برکت دی جائے گی بہت وہ لوگ جو اللہ رسول کے مال میں گھس پڑتے ہیں جیسے ان کا دل چاہے قیامت کے دن ان کے لیے آگ کے سوا کچھ نہیں۔

(جامع الترمذی ابواب الزہد باب ما جاء ان الغنی غنی النفس امین کمپنی دہلی ۲/ ۶۰)

(۵) خنساء بنت خزام:

یہ زمانہ جاہلیت میں بہت بڑی مرثیہ گو شاعرہ تھیں یہاں تک کہ عکاظ کے میلے میں ان کے خیمے پر جو سائن بورڈ لگتا تھا اس پر ارثی العرب (عرب کی سب سے بڑی مرثیہ گو شاعرہ) لکھا ہوتا تھا یہ مسلمان ہوئیں اور حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار خلافت میں بھی حاضر ہوئیں ان کی شاعری کا دیوان آج بھی موجود ہے اور علمائے ادب کا اتفاق ہے کہ مرثیہ کے فن میں آج تک خنساء کا مثل پیدا نہیں ہوا ان کے مفصل حالات علامہ ابو الفرج اصفہانی نے اپنی کتاب کتاب الاغانی میں تحریر کئے ہیں یہ صحابیت کے شرف سے سرفراز ہیں اور بے مثال شعر گوئی کے ساتھ یہ بہت ہی بہادر بھی تھیں محرم ۱۴ھ میں جنگ قادسیہ کے خوں ریز معرکہ میں یہ اپنے چار جوان بیٹوں کے ساتھ تشریف لے گئیں جب میدان جنگ میں لڑائی کی صفیں لگ گئیں اور بہادروں نے ہتھیار سنبھال لئے تو انہوں نے اپنے بیٹوں کے سامنے یہ تقریر کی کہ۔

میرے پیارے بیٹو! تم اپنے ملک کو دوبھر نہ تھے نہ تم پر کوئی قحط پڑا تھا باوجود اس کے تم اپنی بوڑھی ماں کو یہاں لائے اور فارس کے آگے ڈال دیا۔ خدا کی قسم! جس طرح تم یک ماں کی اولاد ہو اسی طرح ایک باپ کی بھی ہو میں نے کبھی تمہارے باپ سے بد دیانتی نہیں کی نہ تمہارے ماموں کو رسوا کیا لو جاؤ آخر تک لڑو۔

بیٹوں نے ماں کی تقریر سن کر جوش میں بھرے ہوئے ایک ساتھ دشمنوں پر حملہ کر دیا جب نگاہ سے اوجھل ہو گئے تو حضرت خنساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا کہ الٰہی عزوجل! تو میرے بچوں کا حافظ و ناصر ہے تو ان کی مدد فرما۔

چاروں بھائیوں نے انتہائی دلیری اور جاں بازی کے ساتھ جنگ کی یہاں تک کہ چاروں اس لڑائی میں شہید ہو گئے

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس واقعہ سے بے حد متاثر ہوئے اور ان چاروں بیٹوں کی تنخواہیں ان کی ماں حضرت خنساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عطا فرمانے لگے۔

(الاستیعاب، باب النساء، باب الخاء ۳۳۵۱، خنساء بنت عمرو السلمیۃ ج ۴، ص ۳۸۷)

(۶) ام خالد:

یہ بھی صحابیہ ہیں جب مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو یہ حبشہ میں پیدا ہوئیں جب ان کے والدین حبشہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو ان کے باپ ان کو لے کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ اقدس میں گئے یہ اس وقت پیلے رنگ کا کپڑا پہنے ہوئے تھیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ بہت اچھا لباس ہے بہت اچھا کپڑا ہے پھر ایک پھولدار چادر جو بہت ہی خوب صورت تھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے پیار و محبت سے ان کو اوڑھا دی اور یہ فرمایا کہ اس کو پرانی کر۔ اس کو پھاڑ۔ یہ بہت اچھی لگتی ہے اس دعا کا مطلب یہ تھا کہ تیری عمر خوب بڑی ہو تا کہ اس کو اوڑھتے اوڑھتے پرانی کر دے اور بالکل پھٹ جائے چنانچہ اس دعاء نبوی کا یہ اثر ہوا کہ حضرت ام خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر اس قدر لمبی ہوئی کہ ان کی بڑی عمر کا لوگوں میں چرچا ہوتا تھا اور لوگ کہا کرتے تھے کہ ہم نے نہیں سنا کہ جتنی لمبی عمر انہوں نے پائی ہے اتنی بڑی عمر مدینہ میں کسی نے پائی ہو۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، رقم ۱۲۰۰۴، اُمّ خالد بنت خالد، ج ۸، ص ۳۸۵)

چھوٹے چھوٹے بچے بھی اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کسی قسم کی شوخی کرتے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم انکو ڈانٹ دیتے حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا اپنے باپ کے ساتھ حاضر خدمت ہوئیں، اور بچپن کی وجہ سے خاتم النبوۃ سے کھیلنے لگیں، ان کے والد نے ڈانٹا، لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کھیلنے دو۔

(صحیح البخاری، کتاب الجھاد، باب من تکلم بالفارسیۃ والرطانۃ، الحدیث: ۳۰۷۱، ج ۲، ص ۳۳۱)

☆☆☆☆☆

د۔۔۔صحابہ کرام

(۱) دحیہ کلبی:

قیدیوں میں حضرت بی بی صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں۔ یہ بنونضیر کے رئیس اعظم حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں اور ان کا شوہر کنانہ بن ابی الحقیق بھی بنونضیر کا رئیس اعظم تھا۔ جب سب قیدی جمع کئے گئے تو حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان میں سے ایک لونڈی مجھ کو عنایت فرمایئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو اختیار دے دیا کہ خود جا کر کوئی لونڈی لے لو۔ انہوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لے لیا۔ بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس پر گزارش کی کہ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

أَعْطَيْتَ دِحْيَةَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ سَيِّدَةَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ لَا تَصْلُحُ إِلَّا لَكَ

(سنن ابی داود، کتاب الخراج والفئی والامارۃ، باب ماجاء فی سہم الصفی، الحدیث: ۲۹۹۸، ج ۳ ص ۲۰۹)

یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ نے صفیہ کو دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ کر دیا۔ وہ قریظہ اور بنونضیر کی رئیسہ ہے وہ آپ کے سوا کسی اور کے لائق نہیں ہے۔

یہ سن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت دحیہ کلبی اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلایا اور حضرت دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم اس کے سوا کوئی دوسری لونڈی لے لو۔ اس کے بعد حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آزاد کر کے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرما لیا اور تین دن تک منزل صہبا میں ان کو اپنے خیمہ میں سرفراز فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دعوت ولیمہ میں کھجور، گھی، پنیر کا مالیدہ کھلایا۔ (بخاری جلد ا ص ۲۹۸ باب ھل یسافر بالجاریہ و بخاری جلد ۲ ص ۷۶۱ باب اتخاذ السراری و مسلم جلد ا ص ۴۵۸ باب فضل اعتاق امتہ) (صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب مایذکر فی الفخذ، الحدیث: ۳۷۱، ج ا، ص ۱۴۸) (والمواھب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب غزوۃ خیبر، ج ۳، ص ۲۶۸۔ ۲۷۳ ملتقطا)

(۲) ابوالدرداء:

یہ قبیلہ انصار میں خاندان خزرج سے نسبی تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا نام عویمر بن عامر انصاری ہے۔ یہ بہت ہی علم وفضل والے فقیہ اور صاحب حکمت صحابی ہیں اور زہد وعبادت میں بھی یہ بہت ہی بلند مرتبہ ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد انہوں نے مدینہ منورہ چھوڑ کر شام میں سکونت اختیار کر لی اور ۳۲ھ میں شہر دمشق کے اندر وصال فرمایا۔

کرامت

ہانڈی اور پیالے کی تسبیح

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ہانڈی کے نیچے آگ سلگا رہے تھے اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان کے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ ناگہاں ہانڈی میں سے تسبیح پڑھنے کی آواز بلند ہوئی پھر خود بخود وہ ہانڈی چولہے پر سے گر کر اوندھی ہوگئی پھر خود بخود ہی چولہے پر چلی گئی لیکن اس ہانڈی میں سے پکوان کا کوئی حصہ بھی زمین پر نہیں گرا۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اے سلمان! یہ تعجب خیز اور حیرت انگیز معاملہ دیکھو۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے ابوالدرداء! اگر تم چپ رہتے تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے بہت سی دوسری بڑی بڑی نشانیاں بھی تم دیکھ لیتے۔ پھر یہ دونوں ایک ہی پیالہ میں کھانا کھانے لگے تو پیالہ بھی تسبیح پڑھنے لگا اور اس پیالہ میں جو کھانا تھا اس کھانے کے دانے دانے سے بھی تسبیح پڑھنے کی آواز سنائی دینے لگی۔

(حلیۃ الاولیاء، ج۱، ص ۲۲۴ و ۲۸۹)

عقد مواخات میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے حضرت ابوالدرداء اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا تھا۔

(حلیۃ الاولیاء، ابوالدرداء رضی اللہ عنہ، الحدیث: ۷۵۳، ۷۵۴، ج۱، ص ۲۰۵ و اسد الغابۃ، عویمر بن عامر، ج ۴، ص ۳۴۰)

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: والدین کا نافرمان، شراب کا عادی اور تقدیر کا منکر جنت میں داخل نہ ہوں گے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی الدرداء عویمر، الحدیث: ۲۷۵۵۴، ج ۱۰، ص ۴۱۶)

نبی کریم، رؤف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جب تم یہ بات سنو کہ کوئی پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ گیا ہے تو اس بات کی تصدیق کر دو اور جب یہ سنو کہ کسی شخص نے اپنا اخلاق بدل لیا ہے تو ہرگز اس بات کی تصدیق نہ کرنا کیونکہ بندہ اپنی عادت پر ہی قائم رہتا ہے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی الدرداء، الحدیث: ۲۷۵۶۹، ج ۱۰، ص ۴۱۹، زال بدلہ تغیر)

نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ہر شخص کو جس کام کے لئے پیدا کیا گیا اس کے لئے وہ کام آسان ہوتا ہے۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی الدرداء عویمر، الحدیث: ۲۷۵۵۷، ج ۱۰، ص ۴۱۷)

د۔۔۔تابعین

(۱) داؤد ابن صالح:

روایت ہے حضرت ابوداؤد ابن صالح ابن دینار سے وہ اپنی والدہ سے راوی کہ ان کی مالکہ نے انہیں ہریسہ دے کر حضرت عائشہ کے پاس بھیجا میں نے آپ کو نماز پڑھتے پایا مجھے اشارہ کیا کہ رکھ دو ایک بلی آئی جو اس میں سے کھا گئی جب حضرت عائشہ نماز سے فارغ ہوئیں تو آپ نے وہاں سے ہی کھایا جہاں سے بلی نے کھایا تھا۔ فرمانے لگیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلی نجس نہیں وہ تو تم پر گھومنے والوں سے ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ بلی کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرتے تھے (ابوداؤد)

(۲) داؤد ابن حصین:

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع عرایا میں اجازت دی کہ پانچ وسق سے کم یا پانچ وسق تک درخت کے پھل اندازاً چھوہاروں کے عوض بیچ دے داؤد ابن حصین نے شک کیا (مسلم، بخاری)

حدیث میں ہے جو میری اولاد اور انصار اور عرب کا حق نہ پہچانے وہ تین میں سے ایک ہے۔ منافق ہے یا زانیہ کا بچہ یا ایسا شخص جسے اس کی ماں نے بحالت حیض حمل میں لیا۔ اسے دیلمی نے روایت کیا اور اسے بیہقی نے زید بن جبیر کی حدیث میں داؤد بن حصین سے، انھوں نے ابو رافع سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اس کے الفاظ یہ ہیں: یا تو منافق ہے یا مزنیہ کا بچہ یا بے طہارت کا (ت)

(الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۵۹۵۵ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳/۶۲۶) (شعب الایمان باب فی تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۱۶۱۴ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/۲۳۲)

(۳) ابن دیلمی:

روایت ہے ابن دیلمی سے فرماتے ہیں میں ابی ابن کعب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میرے دل میں تقدیر کے متعلق کچھ شکوک پڑ گئے مجھے کوئی حدیث سنایئے شاید اللہ میرے دل سے وہ دور فرمادے فرمایا اگر اللہ تعالٰی اپنے آسمانی اور زمینی بندوں کو عذاب دے تو وہ ان پر ظالم نہیں اور اگر ان پر رحم فرمادے تو اس کی رحمت ان کے اعمال سے بہتر ہے اور اگر تم احد برابر سونا اللہ کی راہ میں خیرات کرو تو اللہ قبول نہ کرے گا، جب تک تم تقدیر پر ایمان نہ لاؤ اور یہ نہ جان لو کہ جو

تمہیں پہنچا وہ تم سے بچ سکتا نہ تھا اور جو تم سے بچ گیا وہ تمہیں پہنچ سکتا نہ تھا اور اگر تم اس کے سوا کسی اور عقیدے پر مرے تو دوزخ میں جاؤ گے فرماتے ہیں پھر میں عبداللہ ابن مسعود کے پاس گیا تو انہوں نے بھی یہ ہی فرمایا پھر میں حذیفہ ابن یمان کے پاس گیا تو انہوں نے بھی یہ ہی فرمایا پھر میں زید ابن ثابت کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

(۴) ابوداؤد کوفی:

روایت ہے حضرت سخبرہ ازدی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے تلاش علم کی تو یہ تلاش اس کے گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہوگی اسے ترمذی ودارمی نے روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث ضعیف الاسناد ہے ابوداؤد راوی کو ضعیف کہا گیا

د۔۔۔صحابیات

(۱) ام الدرداء:

روایت ہے حضرت ام درداء سے فرماتی ہیں ایک بار میرے پاس ابودرداء غصے میں آئے میں نے کہا آپ کو کس چیز نے غصہ دلایا فرمایا اللہ کی قسم میں محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے کاموں میں سے صرف یہ پاتا ہوں کہ وہ نماز جماعت سے پڑھ لیتے ہیں (بخاری)

روایت ہے حضرت ام الدرداء سے فرماتی ہیں میں نے ابوالدرداء کو فرماتے سنا کہ میں نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تمہارے بعد ایسی امت پیدا کرنے والا ہوں کہ جنہیں اگر پسندیدہ چیز ملے گی تو اللہ کی حمد کریں گے اور اگر ناپسند چیز ملے گی تو طلب اجر وصبر کریں گے حالانکہ ان میں علم وحلم نہ ہوگا عرض کیا الٰہی ان میں یہ خوبی حلم وعقل کے بغیر کیونکر ہوگی فرمایا انہیں اپنے علم وحلم سے دوں گا (بیہقی، شعب الایمان)

روایت ہے حضرت ام الدرداء سے فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت ابوالدرداء سے کہا کہ آپ کا کیا حال ہے کہ آپ کمائی نہیں کرتے جیسی فلاں کرتا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تمہارے لیے سخت پہاڑ ہیں جنہیں بوجھل لوگ طے نہ کرسکیں گے میں چاہتا ہوں کہ ان پہاڑوں کے لیے ہلکا ہوں

حضرت ام الدرداء سے راوی میں نے کعب احبار سے پوچھا: تم تورات میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت کیا پاتے ہو؟ کہا: حضور کا وصف تورات مقدس میں یوں ہے: محمد اللہ کے رسول ہیں ان کا نام متوکل ہے، نہ درشت خو ہیں نہ

سخت گو، نہ بازاروں میں چلّانے والے، وہ کنجیاں دیئے گئے ہیں تاکہ اللہ تعالٰی ان کے ذریعہ سے پھوٹی آنکھیں بینا اور بہرے کان شنوا اور ٹیڑھی زبانیں سیدھی کر دے یہاں تک کہ لوگ گواہی دیں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اس کا ساجھی نہیں وہ نبی کریم ہر مظلوم کی مدد فرمائیں گے اور اسے کمزور سمجھے جانے سے بچائیں گے۔

(الخصائص الکبرٰی باب ذکرہ فی التوراۃ والانجیل مرکز اہلسنت گجرات الہند ۱/۱۱) (دلائل النبوۃ للبیہقی باب صفۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی التوراۃ والانجیل دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۳۷۷)

☆☆☆☆☆

ذ۔ ۔ صحابہ کرام

(۱) ابوذر غفاری:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جذبہ اسلام: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی ہیں، جن کا شمار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جلیل القدر زاہدوں اور عظیم علماء میں ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے علم کے حامل ہیں جن سے لوگ عاجز ہیں مگر انھوں نے اسے محفوظ رکھا ہے۔ جب ان کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نبوت کی پہلے پہل خبر پہنچی تو انہوں نے اپنے بھائی کو حالات کی تحقیق کے لئے مکہ بھیجا کہ جو شخص یہ دعوی کرتا ہے کہ میرے پاس وحی آتی ہے اور آسمان کی خبریں آتی ہیں اسکے حالات معلوم کریں اور اس کے کلام کو غور سے سنیں۔

وہ مکہ مکرمہ آئے اور حالات معلوم کرنے کے بعد اپنے بھائی سے جا کر کہا کہ میں نے ان کو اچھی عادتوں اور عمدہ خیال کا حکم کرتے دیکھا اور ایک ایسا کلام سنا جو نہ شعر ہے اور نہ کاہنوں کی خبریں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس مجمل بات سے تشفی نہ ہوئی، تو خود سامان سفر کیا اور مکہ پہنچے اور سیدھے مسجد حرام میں گئے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پہچانتے نہ تھے اور کسی سے پوچھنا مصلحت کے خلاف سمجھا، شام تک اسی حال میں رہے۔ شام کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دیکھا کہ ایک پردیسی مسافر ہے، مسافروں، غریبوں، پردیسیوں کی خبر گیری اور ان کی ضرورت کا پورا کرنا ان حضرتؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت وطبیعت تھی، اس لئے ان کو اپنے گھر لے آئے میزبانی فرمائی۔ لیکن ان سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہ سمجھی کہ کون ہو اور کیوں آئے، مسافر نے بھی کچھ ظاہر نہ کیا، صبح کو پھر مسجد میں آگئے تاکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے متعلق کسی سے کچھ دریافت کریں، لیکن کوئی ایسا شخص نظر نہ آیا جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے متعلق کچھ بتاتا۔ دوسری شام کو بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیال ہوا کہ پردیسی مسافر ہے بظاہر جس کیلئے آیا ہے وہ پوری نہیں ہوئی اس لئے پھر اپنے گھر لے گئے اور رات کو کھلایا سلایا مگر پوچھنے کی اس رات کو بھی نوبت نہیں آئی۔

تیسری رات کو پھر یہی صورت ہوئی۔ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا کہ تم کس کام کیلئے آئے ہو کیا غرض ہے؟ تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم اور عہد و پیمان کے بعد ان کو غرض بتائی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: وہ بے شک اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں اور صبح کو جب میں جاؤں تو تم میرے ساتھ چلنا، میں وہاں تک پہنچا دوں گا، لیکن مخالفت کا زور ہے، اس لئے راستہ میں اگر مجھ سے کوئی ایسا شخص ملا جس سے میرے ساتھ چلنے کی وجہ سے تم پر کوئی اندیشہ ہو تو میں استنجاء کے لیے رک جاؤں گا یا اپنا جوتا درست کرنے لگوں گا، تم سیدھے چلے چلنا میرے

ساتھ ٹھہرنا نہیں جس کی وجہ سے تمہارا میرا ساتھ ہونا معلوم نہ ہو۔ چنانچہ صبح کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پیچھے پیچھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی خدمت میں پہنچے وہاں جا کر بات چیت ہوئی، اسی وقت مسلمان ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے انکی تکلیف کے خیال سے فرمایا کہ اپنے اسلام کو ابھی ظاہر نہ کرنا چپکے سے اپنی قوم میں چلے جاؤ، جب ہمارا غلبہ ہو جائے اس وقت چلے آنا۔ انھوں نے عرض کیا یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اس کلمہ توحید کو ان بے ایمانوں کے بیچ میں چلا کر پڑھوں گا، چنانچہ اسی وقت مسجد حرام میں تشریف لے گئے اور بلند آواز سے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ پڑھا۔ پھر کیا تھا چاروں طرف سے لوگ اٹھے اور اس قدر مارا کہ زخمی کر دیا، مرنے کے قریب ہو گئے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس وقت مسلمان بھی نہیں ہوئے تھے، ان کے اوپر بچانے کے لئے لیٹ گئے اور لوگوں سے کہا کیا ظلم کرتے ہو یہ شخص قبیلہ غفار کا ہے اور یہ قبیلہ ملک شام کے راستہ میں پڑتا ہے، تمہاری تجارت وغیرہ سب ملک شام کے ساتھ ہے اگر یہ مر گیا تو شام کا آنا جانا بند ہو جائیگا۔ اس پر ان لوگوں کو بھی خیال ہوا کہ ملک شام سے ساری ضرورتیں پوری ہوتی ہیں، وہاں کا راستہ بند ہو جانا مصیبت ہے اس لئے ان کو چھوڑ دیا دوسرے دن پھر اسی طرح انھوں نے جا کر با آواز بلند کلمہ پڑھا اور لوگ اس کلمہ کو سننے کی تاب نہ لا سکتے تھے۔ اس لئے ان پر ٹوٹ پڑے، دوسرے دن بھی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی طرح انکو سمجھا کر ہٹایا کہ تجارت کا راستہ بند ہو جائے گا۔ (صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب قصۃ اسلام أبی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ، الحدیث: ۳۵۲۲۔۳۸۶۱، ج۲، ص۴۸۰)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ جوش اظہار غلبہ حق کے ولولہ کی بنا پر تھا اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا منع اظہار شفقت کی بنیاد پر، لیکن حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم جب خود مصائب جھیل رہے ہیں تو ہمیں پیچھے رہنے کی کیا ضرورت؟ اس لئے اپنی راحت پر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے اتباع عمل کو ترجیح دی اور پھر اطاعت حق میں ہمیشہ سرگرم رہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم جب غزوہ تبوک کے لئے روانہ ہوئے تو میرا اونٹ بہت لاغر اور ضعیف تھا۔ میرا خیال تھا کہ چند روز مزید ٹھہر کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم سے جا ملوں گا۔ میں نے کئی روز تک اپنے اونٹ کو چارا کھلایا بعد ازاں میں عازم سفر ہوا۔ جب ایک جگہ پہنچا تو میرے اونٹ کی ٹانگ ٹوٹ گئی جس کے باعث وہ آگے نہ چل سکا میں نے اپنا مال ومتاع اپنی پشت پر رکھا اور چل دیا۔ راستے میں سخت گرمی سے دوچار ہونا پڑا۔ لشکر اسلام کے پاس پہنچا تو لوگوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم سے عرض کیا کوئی شخص پیدل چلا آرہا ہے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: ابوذر غفاری ہوں گے۔ جب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے قیام کی حالت میں فرمایا: خوش رہو ابوذر! رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم تنہا سفر کرتے ہو تنہا ہی اس دنیا سے جاؤ گے اور تنہا ہی بروز حشر اٹھو گے۔

کہتے ہیں جب ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو آپ تنہا ہی تھے۔ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بحالت وفات پایا تو کہا۔ سچ فرمایا تھا خدا کے صادق ومصدوق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے۔ صاحب مستقصی نے لکھا ہے کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کی زیارت کی ہے۔ مجھے وہاں وہ کیف وجذب حاصل ہوا جو دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزار پر نہ پاسکا۔ میں نے ان کی قبر کے پاس نماز ادا کی جونہی میں سربسجود ہوا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تربت انور سے مشک وعنبر کی خوشبو نکلی جس نے میرے مشام جاں تک کو معطر ومعنبر کردیا۔ (شواہد النبوۃ، رکن رابع، ص ۱۲۵)

حضرت سیدنا محمد بن واسع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد ایک شخص نے ان کی زوجہ محترمہ سے ان کی عبادت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا، وہ دن بھر گھر کے ایک کونے میں فکرِ مدینہ میں مشغول رہتے تھے۔ (احیاء العلوم، کتاب التفکر، ج ۵ ص ۱۶۲)

حضرتِ سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا، جن مسلمان والدین کے تین بچے بالغ ہونے سے پہلے مرجائیں اللہ عزوجل ان بچوں پر رحم کرتے ہوئے ان کے والدین کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

(الاحسان بترتیب ابن حبان، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الصبر وثواب الامراض، رقم ۲۹۲۹، ج ۴، ص ۲۶۰)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا جب کہ سورج غروب ہو چکا تھا کیا تم جانتے ہو کہ سورج کہاں جاتا ہے؟ حضرت ابوذر کہتے ہیں میں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں تو آپ نے فرمایا: وہ جاتا ہے تاکہ عرش کے نیچے سجدہ کرے۔ چنانچہ وہ اجازت طلب کرتا ہے تو اس کو اجازت دے دی جاتی ہے قریب ہے کہ وہ سجدہ کرے، وہ سجدہ اس کی طرف سے قبول نہ کیا جائے اور وہ اجازت طلب کرے تو اس کو سجدہ کرنے کی اجازت نہ دی جائے اور اسے کہا جائے کہ تو لوٹ جہاں سے آیا ہے۔ پھر وہ مغرب سے طلوع ہوگا۔ یہی معنی ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا اور سورج چلتا ہے اپنے ایک ٹھہراؤ کے لیے، یہ حکم ہے زبردست علم والے کا۔ (ت)

(صحیح البخاری کتاب بدء الخلق باب صفۃ الشمس والقمر بحسبان الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۵۴)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اس حال پر چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم حضور نے ہمارے سامنے بیان نہ فرمادیا ہو۔ (مسند احمد بن حنبل عن ابی ذر غفاری رضی

اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۵ / ۱۵۳) (مجمع الزوائد عن ابی الدرداء کتاب علامات العبودۃ باب فیما اوتی من العلم، الخ دار الکتاب ۸ / ۲۶۴)

اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: وہی خسارہ پانے والے ہیں ربِّ کعبہ کی قسم! قیامت کے دن وہی خسارے میں ہوں گے ربِّ کعبہ کی قسم! وہ کثیر مال ودولت والے ہیں مگر ان میں سے جو ایسے ایسے خرچ کرے اور ایسے لوگ بہت قلیل ہیں، اس ذاتِ پاک کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جو شخص بکریاں، اونٹ یا گائے چھوڑ کر مرے اور ان کی زکوٰۃ ادا نہ کی ہو قیامت کے دن وہ جانور پہلے سے بڑے اور فربہ ہو کر آئیں گے یہاں تک کہ لوگوں کا فیصلہ ہونے تک اسے اپنے کھروں سے روندیں گے اور اپنے سینگوں سے ماریں گے جب ان میں سے آخری جماعت گزر جائے گی تو پہلی جماعت دوبارہ لوٹ آئے گی۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۲۱۴۰۹، ج۸، ص۸۱، راوی: ابوذر غفاری)

بحر وبَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی ملاقات حضرتِ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اے ابوذر! کیا میں تمہیں دو ایسی خصلتوں کے بارے میں نہ بتاؤں جو بظاہر تو ہلکی ہیں مگر میزان پر بہت بھاری ہیں؟ انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ضرور بتایئے۔ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حسن اخلاق اور خاموشی اختیار کرلو، اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے مخلوق نے ان دونوں جیسا کوئی عمل نہیں کیا۔ (مسند ابی یعلی الموصلی، سند انس بن مالک، رقم ۳۲۸۵، ج۳، ص۱۷۴)

(۲) ذومخبر:

روایت ہے ذی مخبر سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تم روم سے امن وامان والی صلح کرو گے تو تم اور وہ اپنے سامنے والے دشمن سے جنگ کرو گے تو تم کو فتح دی جاوے گی اور تم غنیمت حاصل کرو گے اور سلامت رہو گے ۳؎ پھر تم لوٹو گے حتی کہ ٹیلوں والی چراگاہ میں اترو گے تو عیسائیوں میں ایک شخص صلیب اٹھا کر کہے گا کہ صلیب غالب آ گئی تو مسلمانوں میں سے ایک شخص غضب ناک ہو کر اسے توڑ دے گا اس وقت روم عہد شکنی کریں گے اور جنگ کے لیے جمع ہو جائیں گے، بعض راویوں نے یہ زیادہ فرمایا کہ پھر مسلمان اپنے ہتھیاروں کی طرف جوش سے بڑھیں گے پھر جنگ کریں گے تو اللہ اس جماعت کو شہادت سے عزت دے گا (ابوداؤد)

(۳) ذوالیدین:

روایت ہے حضرت ابن سیرین سے وہ حضرت ابوہریرہ سے راوی فرماتے ہیں کہ ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شام

کی دونمازوں میں سے کوئی نماز پڑھائی ابن سیرین کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ نے وہ نماز بتائی تھی لیکن میں بھول گیا فرماتے ہیں کہ ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں پھر سلام پھیر دیا پھر مسجد میں پڑی ہوئی لکڑی کی طرف تشریف لے گئے اور اس پر ٹیک لگائی گویا غصے میں تھے اور اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا اور اپنی انگلیوں میں انگلیاں ڈالیں اور دایاں رخسار بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھا اور قوم کے جلد باز لوگ مسجد کے دروازوں سے یہ کہتے نکلے کہ نماز کم ہوگئی اور قوم میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے لیکن انہوں نے کلام کرنے سے خوف کیا اور قوم میں ایک صاحب تھے جن کے ہاتھ کچھ لمبے تھے انہیں ہاتھوں والا کہا جاتا تھا وہ بولے یا رسول اللہ آپ بھول گئے یا نماز کم ہوگئی فرمایا نہ میں بھولا نہ نماز کم ہوئی پھر فرمایا کہ کیا ایسا ہی ہے جیسا ذوالیدین کہتے ہیں لوگوں نے کہا ہاں آپ آگے بڑھ گئے چھوٹی رکعتیں پڑھ لیں پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کہی اور سجدوں کے برابر یا کچھ دراز سجدہ کیا پھر اپنا سر اٹھایا اور تکبیر کہی پھر تکبیر کہی اور سجدوں کے برابر یا کچھ دراز سجدہ کیا پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہی لوگوں نے ان سے پوچھا کہ پھر سلام بھی پھیرا تو آپ کہنے لگے کہ مجھے خبر ملی کہ عمران ابن حصین نے کہا پھر سلام پھیر (مسلم، بخاری) اور لفظ بخاری کے ہیں اور ان دونوں کی دوسری روایت میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے نہ بھولا اور نہ نماز کم ہوئی یہ فرمایا کہ ان میں سے کچھ نہ ہوا ذوالیدین نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ تو ہوا ہے

(سنن ابی داود، کتاب الصلوۃ، باب السھو فی السجدتین، الحدیث:۱۰۰۸، ج۱،ص۳۷۷)(حدیث نمبر:482 صحیح بخاری)

ر۔۔۔صحابہ کرام

(۱) رافع ابن خدیج:

ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے اور شجرہ نسب یہ ہے: رافع بن خدیج بن عدی بن زید بن جشم بن حارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس۔ یہ انصاری ہیں اور ان کا وطن مدینہ منورہ ہے۔ یہ جنگ بدر میں کفار سے لڑنے کے لیے آئے تو ان کو کم عمری کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے لشکر میں شامل کرنے سے انکار کردیا لیکن جنگ احد میں اسلامی فوج میں شامل کر لیے گئے اور خوب جم کر کفار سے لڑتے رہے۔ پھر جنگ خندق وغیرہ اکثر لڑائیوں میں یہ مصروف جہاد رہے۔ عمر بھر مدینہ منورہ ہی میں رہے اور اسلامی لڑائیون میں سر بکف اور کفن بردوش ہوکر کافروں سے لڑتے رہے اور اپنی قوم کے سردار اور مکھیہ بھی رہے۔ ۷۳ھ یا ۷۴ھ میں چھیاسی برس کی عمر پا کر مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

(اسد الغابۃ، رافع بن خدیج، ج۲، ص ۲۲۳۔۲۲۵ ملتقطا) (والاکمال فی اسماء الرجال، حرف الراء، فصل فی الصحابۃ، ص ۵۹۴)

کرامت

برسوں حلق میں تیر چبھا رہا

۳ھ میں جنگ احد میں کفار نے آپ کے حلق پر تیر مارا اور یہ تیر آپ کے حلق میں چبھ گیا، ان کے چچا ان کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں لائے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہاری خواہش ہوتو ہم اس تیر کو نکال دیں اور اگر تم کو شہادت کی تمنا ہوتو تم اس تیر کو نہ نکلواؤ تم جب بھی اور جہاں کہیں بھی وفات پاؤ گے شہیدوں کی صف میں تمہارا شمار ہوگا۔ انہوں نے درجہ شہادت کی آرزو میں تیر نکلوانا پسند نہیں کیا اور اسی حالت میں ستر برس تک زندہ رہے اور زندگی کے تمام معمولات پورے کرتے رہے یہاں تک کہ لڑائیوں میں کفار سے جنگ بھی کرتے رہے اور ان کو کسی قسم کی اس تیر کی وجہ سے تکلیف بھی نہیں رہتی تھی لیکن ستر برس کی مدت کے بعد ۷۳ھ میں تیر کا یہ زخم خود بخود پھٹ گیا اور اسی زخم کی حالت میں ان کا وصال ہوگیا۔ بلا شبہ یہ ان کی بہت بڑی کرامت ہے جو بہت زیادہ مشہور ہے۔

(کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ، الحدیث: ۳۷۰۴۵، ج۷، الجزء ۱۳، ص ۱۷۰) (واسد الغابۃ، رافع بن خدیج، ج۲، ص ۲۲۴۔۲۲۵ ملتقطا)

روایت ہے حضرت رافع ابن خدیج سے فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب پڑھتے تھے تو ہم میں سے ایک اس وقت لوٹتا جب اپنے تیر گرنے کی جگہ کو دیکھ لیتا (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت رافع ابن خدیج سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر روشنی میں پڑھو کیونکہ اس کا ثواب بڑا ہے (ترمذی، ابوداؤد، دارمی) اور نسائی کے نزدیک یہ نہیں ہے کہ اس کا ثواب بڑا ہے۔

روایت ہے حضرت رافع ابن خدیج سے فرماتے ہیں عرض کیا گیا یارسول اللہ کون کسب بہت پاکیزہ ہے فرمایا انسان کی اپنے ہاتھ کی دستکاری اور ہر سچی تجارت (احمد)

حضرتِ سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا، اللہ عزوجل کی رضا کے لئے حق کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرنے والا اپنے گھر لوٹنے تک اللہ عزوجل کی راہ کے غازی کی طرح ہے۔ (مسند احمد، مسند المکین، رقم ۱۵۸۲۶، ج ۵، ص ۳۶۶)

حضرتِ سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، صدقہ برائی کے ستر دروازوں کو بند کر دیتا ہے۔

(مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب فضل الصدقۃ، رقم ۴۶۰۴، ج ۳، ص ۲۸۳)

حضرت سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، جب تم میں کوئی اپنے دائیں پہلو پر لیٹ کر یہ کلمات کہے گا اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْكَ وَوَجَّھْتُ وَجْھِیْ اِلَیْكَ وَاَلْجَأْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ لَا مَلْجَاءَ مِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ اُوْمِنُ بِکِتَابِكَ وَرَسُوْلِكَ ترجمہ: اے اللہ! میں نے اپنی جان تیرے سپرد کی اور تیری جانب متوجہ ہوا اور اپنی پیٹھ تیرے حضور جھکا دی اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا تیرے مقابلہ میں تیرا ہی سہارا ہے میں ایمان لایا تیری کتاب اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ۔ اگر اس کا اس رات میں انتقال ہوگیا تو جنت میں داخل ہوگا۔

(ترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی الدعاء... الخ رقم ۳۴۰۶، ج ۵، ص ۲۵۴)

رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام مدینہ طیبہ کو حرم بنا دیا۔ (مسلم اور طحاوی نے معانی الآثار میں روایت کیا۔ت) (صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۴۰) (شرح معانی الآثار کتاب الصید باب صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۳۴۲)

(۲) رافع ابن عمرو:

روایت ہے حضرت رافع ابن عمرو مزنی سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ منیٰ میں اپنے چتکبرے خچر پر خطبہ پڑھ رہے تھے جب کہ دن چڑھ چکا تھا اور جناب علی اس کی تفسیر وتعبیر کر رہے تھے لوگ کچھ بیٹھے

سے تھے پکھ کھڑے تھے (ابوداؤد)

روایت ہے حضرت رافع ابن عمرو غفاری سے فرماتے ہیں میں لڑکا تھا انصار کے درخت کھجور پر پتھر مار رہا تھا کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا گیا فرمایا اے لڑکے درخت پر پتھر کیوں مارتا ہے میں نے عرض کیا کھاؤں گا فرمایا تو پتھر نہ مار اور جو نیچے گرے ان میں سے کھالے پھر ان کے سر پر ہاتھ پھیرا فرمایا خدایا اس کا پیٹ بھر دے (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ) اور ہم حضرت عمرو ابن شعیب کی حدیث ان شاء اللہ باب اللقطۃ میں بیان کریں گے۔

(۳) رافع ابن مکیث:

روایت ہے حضرت رافع ابن مکیث سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوش خلقی برکت ہے اور بد خلقی نحوست (ابوداؤد) اور میں نے سوائے مصابیح کے وہ نہ دیکھا جو اس حدیث میں اس پر زیادہ ہے آپ کا فرمان کہ صدقہ بری موت سے بچاتا ہے اور نیکی عمر بڑھاتی ہے (راد المحط والوباء ص ۷، ۳۴۵ا، المعجم الکبیر للطبرانی، ۵/۱۷)

(۴) رفاعہ ابن رافع:

یزید بن ابی مریم کہتے ہیں: میں جمعہ کو جاتا تھا، عبایہ بن رفاعہ بن رافع ملے، انہوں نے کہا: تمھیں بشارت ہو کہ تمھارے یہ قدم اللہ کی راہ میں ہیں، میں نے ابوعبس کو کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے قدم اللہ (عزوجل) کی راہ میں گرد آلود ہوں وہ آگ پر حرام ہیں۔

(جامع الترمذي، أبواب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل من اغبرت قدماه... إلخ، الحديث: ۱۶۳۸، ج ۳، ص ۲۳۵)

روایت ہے حضرت رفاعہ ابن رافع سے فرماتے ہیں ایک شخص آیا مسجد میں نماز پڑھی پھر حاضر خدمت ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی نماز لوٹاؤ تم نے نماز نہیں پڑھی وہ بولا یا رسول اللہ مجھے سکھا دو کہ نماز کیسے پڑھوں فرمایا جب تم قبلہ کو منہ کرو تو تکبیر کہو پھر سورۂ فاتحہ اور جو پڑھنا اللہ چاہے وہ پڑھ لو پھر جب رکوع کرو تو اپنی ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھو اور اپنے رکوع کو مضبوطی سے کرو اور اپنی پشت دراز کرو جب اپنے سر کو اٹھاؤ تو اپنی پیٹھ سیدھی کرو حتی کہ ہڈیاں اپنے جوڑوں تک لوٹ جائیں پھر جب سجدہ کرو تو سجدہ مضبوطی سے کرو جب اٹھو تو اپنی بائیں ران پر بیٹھو پھر رکوع اور سجدہ میں یونہی کرو حتی کہ مطمئن ہو جاؤ یہ مصابیح کے لفظ ہیں اور ابوداؤد نے تھوڑے فرق سے روایت کیا اور ترمذی و نسائی نے اس کے معنی روایت کیے۔ ترمذی کی روایت میں ہے کہ جب تم نماز کے لیے اٹھو تو یونہی وضو کرو جیسے تمہیں اللہ نے اس کا حکم دیا پھر کلمۂ شہادت پڑھو پھر تکبیر کہو پھر اگر تمہیں کچھ قرآن یاد ہو تو اسے پڑھ لو ورنہ اللہ کی حمد اس کی

تکبیر اس کی تہلیل کرو پھر رکوع کرو۔

روایت ہے حضرت رفاعہ ابن رافع سے فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نے اپنا سر رکوع سے اٹھایا تو فرمایا اللہ اپنے حمد کرنے والے کی سنتا ہے تو آپ کے پیچھے ایک شخص نے کہا اے ہمارے رب تیرے ہی لیے حمد ہے بہت طیب برکت والی حمد جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ ابھی کس نے یہ کلمات کہے وہ بولا میں نے آپ نے فرمایا کہ میں نے چند اور تیس فرشتوں کو دیکھا کہ ان میں جلدی کر رہے کہ پہلے کون لکھے (بخاری)

(۵) رفاعہ ابن سموال:

روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رفاعہ قرظی کی بیوی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں عرض کیا کہ میں رفاعہ کے پاس تھی اور انہوں نے مجھے طلاق دی تو طلاق منقطع کر دی پھر ان کے بعد میں نے عبدالرحمان ابن زبیر سے نکاح کر لیا ان کے پاس نہیں ہے مگر کپڑے کے پلو (گوشہ) کے تو فرمایا کہ کیا تم رفاعہ کی طرف لوٹنا چاہتی ہو بولیں ہاں فرمایا نہیں تا آنکہ تم ان کی لذت چکھ لو اور وہ تمہاری لذت چکھ لیں (مسلم، بخاری)

(۶) رفاعہ ابن عبدالمنذر:

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے فرماتے ہیں کہ بدر کے دن ہم ایک ایک اونٹ پر تین تین تھے تو ابولبابہ اور علی بن ابی طالب رسول اللہ کے ساتھی تھے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (چلنے کی) باری آتی تو یہ دونوں عرض کرتے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چل لیں گے تو حضور فرماتے کہ تم دونوں مجھ سے زیادہ قوی نہیں اور میں ثواب سے مستغنی تم سے بڑھ کر نہیں (شرح السنہ)

(۷) رویفع ابن ثابت:

روایت ہے حصرت رویفع سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو حضور محمد پر درود پڑھے اور کہے الٰہی انہیں قیامت کے دن اپنی قریب ٹھکانے میں اتار تو اس کے لیے میری شفاعت ضروری ہوگئی (احمد)

روایت ہے حضرت رویفع ابن ثابت سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ تعالٰی اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہو وہ مسلمانوں کی غنیمت سے کسی گھوڑے پر سوار نہ ہو کہ جب اسے دبلا کر دے تو غنیمت میں لوٹا دے اور جو شخص ایمان رکھتا ہو اللہ اور آخری دن پر تو وہ مسلمانوں کی غنیمت سے کپڑا نہ پہنے کہ جب اسے پرانا کر دے تو غنیمت میں لوٹا دے (ابوداؤد)

روایت ہے حضرت رویفع بن ثابت سے فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے رویفع شاید

میرے بعد تمہاری زندگی لمبی ہوگی تو لوگوں کو خبر دے دینا کہ جو اپنی داڑھی میں گرہ لگائے یا تانت باندھے یا کسی جانور کی پلید کی یا ہڈی سے استنجاء کرے تو حضور انور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں (ابوداؤد)

(سنن النسائی کتاب الزینۃ من السنن باب عقد اللحیۃ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/ ۲۷۶۔۲۷۷)

(۸) رکانہ ابن عبد یزید:

روایت ہے حضرت رکانہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق ٹوپیوں پر عمامے ہیں (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے اور اس کی اسناد قوی وقائم نہیں۔

(۹) رباح ابن ربیع:

روایت ہے حضرت رباح ابن ربیع سے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جہاد میں تھے تو حضور نے لوگوں کو کسی چیز پر جمع دیکھا تو حضور نے بھی ایک شخص کو فرمایا دیکھو یہ لوگ کس چیز پر جمع ہوئے ہیں وہ آیا بولا ایک مقتولہ عورت پر تو فرمایا کہ یہ عورت تو جنگ نہ کرتی تھی اور مقدمہ پر خالد ابن ولید تھے تو حضور نے ایک شخص کو بھیجا فرمایا خالد سے کہو کہ نہ تو کسی عورت کو قتل کریں نہ مزدور کو (ابوداؤد)

(۱۰) ربیعہ ابن کعب:

یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے وضو کرانے کی خدمت انجام دیتے تھے۔ یعنی پانی اور مسواک وغیرہ کا انتظام کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو جنت کی بشارت دی تھی ۶۳ھ میں وفات پائی۔

روایت ہے حضرت ربیعہ ابن کعب سے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات گزارتا تھا تو میں آپ کے پاس وضو کا پانی اور ضروریات لایا مجھ سے فرمایا کچھ مانگ لو میں نے عرض کیا کہ میں آپ سے جنت میں آپ کا ساتھ مانگتا ہوں فرمایا اس کے سوا کچھ اور بھی میں نے عرض کیا بس یہی فرمایا اپنی ذات پر زیادہ سجدوں سے میری مدد کرو۔

(ابوداؤد عربی اردو جلد اول باب وقت قیام النبی من اللیل حدیث نمبر 1306 ص 491 مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور پاکستان) (صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، الحدیث ۴۸۹، ص ۲۵۲)

(۱۱) ربیعہ ابن حارث:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: اللہ عزوجل نے خلق بنا کر دو فریق کی، مجھے بہتر فریق میں رکھا پھر ان کے قبیلے

قبیلے جدا کئے مجھے سب سے بہتر قبیلے میں رکھا پھر قبیلوں میں خاندان بنائے، مجھے سب سے بہتر گھر میں رکھا، پھر میرا قبیلہ تمھارے قبیلوں سے بہتر اور میرا گھر تمھارے گھروں سے بہتر، اسے روایت کیا ہے احمد اور ترمذی نے مطلب بن ابی وداعہ سے اور ترمذی نے عباس بن عبدالمطلب سے اور حاکم نے ربیعہ بن حارث رضی اللہ تعالٰی عنہم سے۔

(جامع الترمذی ابواب المناقب باب ماجاء فی فضل النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم امین کمپنی دہلی ۲/۲۰۱) (مسند احمد بن حنبل عن المطلب المکتب الاسلامی بیروت ۱/۲۱۰ و ۴/۱۶۶) (المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ دارالفکر بیروت ۳/۲۴۷)

(۱۲) ربیعہ ابن عمرو:

روایت ہے حرت ربیعہ جرشی سے فرماتے ہیں حضور کی خدمت میں آنے والا آیا اور حضور سے کہا گیا کہ مناسب ہے کہ آپ کی آنکھیں تو سو جائیں آپ کے کان سنتے اور دل سمجھتا رہے فرماتے ہیں کہ میری آنکھیں سو گئیں اور کان سنتے رہے دل سمجھتا رہا فرماتے ہیں مجھ سے کہا گیا کہ سردار نے گھر بنایا وہاں خوان تیار کیا اور بلانے والا بھیجا تو جس نے بلانے والے کی دعوت قبول کی وہ گھر میں آیا خوان سے کھایا اس سے سردار راضی ہوا اور جس نے منادی کی نہ مانی وہ نہ گھر میں آیا نہ اس نے خوان سے کھایا آقا اس پر ناراض ہوئے فرمایا کہ اللہ سید ہے اور محمد بلانے والے گھر اسلام ہے اور خوان جنت (دارمی)

(۱۳) ابورافع:

ان کی کوئی حیثیت نہ تھی، غلام مملوک تھے اور ہر کسی سے ملاقات کی غلاموں کو اجازت ہوتی ہے نہ ضرورت، ایسے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی ملاقات کا کوئی خاص امکان نہ تھا، لیکن اللہ تعالٰی کی ذات ہے جو ایسی بات پیدا کر دیتی ہے جس کا انسان کو وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالٰی نے ہی قریش کا وہ پیغام ان کے سپرد کروایا جس کی رسائی کے لئے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ کفار قریش کا ان کو در نبوت میں بھیجنا ان کے لئے سعادت کا قرعۂ فال ثابت ہوا اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ تاباں دیکھا ہی تھا کہ دل میں موجود فطری سلامتی امڈ آئی اور اسلام کا داعیہ دل میں پیدا ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: "یا رسول اللہ! اب میں کفار کی طرف واپس نہیں جانا چاہتا، آپ ہی کی خدمت اقدس میں اسلام قبول کر کے رہنا پسند کرتا ہوں"۔ مگر آحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ امین و وفادار ہیں جو ذرا ذرا سی باتوں میں بھی وفاداری کا دامن نہ چھوڑا کرتے تھے۔ فرمایا کہ قاصد کو نہیں روکتا، اس وقت تم لوٹ جاؤ، اگر یہی خیال برقرار رہے تو پھر آ جانا۔ ان کے دل میں ایک حقیقت نے گھر کر لیا تھا، وہ اسے دھو نہیں سکتے تھے، بعد میں کسی وقت آ کر مشرف باسلام ہوئے، لیکن اسلام کو ظاہر کرنا اس وقت آزاد لوگوں کے لئے بھی آسان نہ تھا پھر یہ تو غلام تھے۔ اس

وقت قریش ہر اس شخص کی ایذا کے درپے تھے ذرا سا تعلق بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گیا ہو اگر چہ اس شخص کا تعلق ان تکلیف پہنچانے والوں سے کچھ بھی نہ ہو پھر اگر وہ شخص اس معاشرہ میں غلام ہوتا تو اس کا تو کوئی پرسان حال نہ ہوتا تھا، اس کو ایذا دینے میں ذرا نہ چوکتے تھے۔ اس لئے انہوں نے اپنے ایمان کو چھپا کر رکھا اور اپنے آقا حضرت عباس کی خدمت میں مصروف رہے لیکن پھر بھی انہیں اپنے ایمان کی بدولت بعض مسائل جھیلنے پڑے۔ یہ ان کا فطری تعلق اور قلبی جذبہ کا نتیجہ ہی ہوگا کہ حضرت عباس جو اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے انہوں نے یہ غلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا اور پھر جس وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خوشی میں انہیں آزاد کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد تو فرما دیا مگر ان کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جو محبت تھی، اس محبت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دور نہیں ہونے دیا چنانچہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ان کو اپنے خاندان میں شامل فرما لیا تھا، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"مولی ※ القوم من انفس ※ م"کہ آدمی کا آزاد کردہ غلام اس کے خاندان میں سے ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شادی بھی اپنی آزاد کردہ باندی حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہ سے کرادی۔ کسی وجہ سے غزوہ بدر تک مکہ مکرمہ میں رہے، اس کے بعد ہجرت کی اور پھر سفر و حضر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ غزوہ احد اور اس کے بعد والے غزوات میں برابر شریک ہوتے رہے، بعض سرایا میں بھی شامل رہے۔ ہر وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہونے کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے ان کو علوم کا وافر حصہ عطا فرمایا تھا جس کی وجہ سے ان سے فیضیاب ہونے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، بہت سے صحابہ کرام تک ان سے مرجعت کرتے تھے۔ غرض یہ کہ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ اگر چہ غلاموں میں سے تھے مگر جب انہوں نے اپنے دل کو کفر و شرک سے آزاد کیا اور محبت نبی سے اپنے دل کو معمور کیا تو مرجع خلائق بن گئے۔ (آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا)

شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال،، دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُودو نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلَّم کے غلام حضرتِ سیدنا ابو رافع اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس نے میت کو غسل دیا اور اس کی پردہ پوشی کی تو اللہ عزوجل چالیس مرتبہ اس کی مغفرت فرمائے گا اور جس نے کسی میت کو کفن پہنایا اللہ عزوجل اسے جنت کے سندس اور استبرق (نہایت باریک اور نفیس کپڑوں) کا لباس پہنائے گا اور جس نے میت کے لئے قبر کھودی پھر اسے قبر میں لٹایا تو اللہ عزوجل اسے ایک ایسے گھر کی صورت میں ثواب عطا فرمائے گا جس میں اسے قیامت تک رکھے گا۔ (المستدرک للحاکم، کتاب الجنائز، رقم ۱۳۸۰، ج ۱، ص ٦٩٠)

حضرتِ ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلَّم نے فرمایا، جس نے اپنی داڑھوں کے درمیان والی چیز (یعنی زبان) اور دونوں ٹانگوں کے درمیان والی چیز (یعنی

شرمگاہ) کی حفاظت کی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (المعجم الکبیر، مسند ابی رافع، رقم ۹۱۹، ج ا، ص ۳۱۱ تقدم ذکرہ)

حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں اور جس قوم کا آزاد کردہ غلام ہو، وہ انہیں میں سے ہے۔

(جامع الترمذي، أبواب الزکاۃ، باب ماجاء في کراھیۃ الصدقۃ للنبي صلی اللہ علیہ وسلم وأھل بیتہ وموالیہ، الحدیث: ۶۵۷، ج ۲، ص ۱۴۲)

حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: جب لڑکے کا نام محمد رکھوتو اسے نہ مارو اور نہ محروم کرو۔ (البحرالزخار المعروف بمسند البزار، الحدیث: ۳۸۸۳، ج ۹، ص ۳۲۷)

(۱۴) ابورمشہ:

حضرت ابورمشہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سبز چادریں پہنے ہوئے دیکھا۔

(جامع ترمذی جلد ۲ ص ۱۰۹، سنن ابوداؤد، جلد ۲ ص ۲۰۶، سنن نسائی جلد ۲ ص ۱۶۳، مشکوۃ المصابیح ص ۳۷۶، مصابیح السنۃ جلد ۳ ص ۲۰۲، شرح السنۃ جلد ۱۲، ص ۲۱، مسند امام احمد جلد ۶ ص ۸۹)

(۱۵) ابورزین:

ایک حدیث شریف میں ہے حضرت ابورزین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اس چیز کی اصل پر رہبری نہ کروں جس سے تم دنیا وآخرت کی بھلائی پالو (پس وہ اصل چیز یہ ہے کہ) تم ذکر کرنے والوں کی مجلس اختیار کرو... الخ

(شعب الایمان، باب فی مقاربۃ... الخ فصل فی الصالحۃ... الخ، الحدیث ۹۰۲۴، ج ۶، ص ۴۹۲)

حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابورزین! مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کرتا ہے تو اسے رخصت کرتے ہوئے ستر ہزار فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں یا اللہ عزوجل! جیسے اس نے تیرے لئے ملاقات کی تو بھی اسے اپنا وصال عطا فرما۔ (مجمع الزوائد، باب الزیارۃ واکرام الزائرین، رقم ۱۳۵۹۲، ج ۸، ص ۳۱۷)

روایت ہے حضرت ابورزین عقیلی سے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد بہت بوڑھے ہیں جو نہ حج وعمرہ کی طاقت رکھتے ہیں نہ سوار ہونے کی فرمایا اپنے باپ کی طرف سے حج وعمرہ کرو (ترمذی، ابوداؤد، نسائی) اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

روایت ہے حضرت ابورزین عقیلی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مؤمن کی خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اور وہ پرندے کے پاؤں پر ہوتی ہے جب تک اس کی خبر نہ دی جاوے جب وہ بیان کردی جاوے تو واقع ہوجاتی ہے مجھے خیال ہے کہ انہوں نے کہا کہ خواب نہ بیان کرو مگر دوست سے یا عاقل سے (ترمذی) اور ابوداؤد کی روایت میں ہے فرمایا کہ پرندے کے پاؤں پر ہے جب تک تعبیر نہ دی جاوے جب تعبیر دے دی جاوے تو واقع ہوکر رہتی ہے غالبًا انہوں نے فرمایا کہ خواب نہ بیان کرو مگر محبت والے پر یا عقل والے پر روایت ہے حضرت ابورزین عقیلی سے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ خدا تعالٰی مخلوق کو کیسے لوٹائے گا اور اس کی خلقت میں اس کی نشانی کیا ہے فرمایا کیا تم اپنی قوم کے جنگل میں خشک سالی میں نہیں گزرے تھے وہاں اس وقت نہ گزرے جب سبزہ سے لہلہا رہی ہیں میں نے عرض کیا ہاں فرمایا تو یہ اللہ کی نشانی ہے اس کی مخلوق ہیں اسی طرح اللہ مردے زندہ کردے گا ان دونوں کو رزین نے روایت کیا

روایت ہے حضرت ابورزین عقیلی سے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا قیامت کے دن سب اپنے رب کو خلوت میں دیکھیں گے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا اللہ کی مخلوق میں اس کی نشانی کیا ہے فرمایا اے ابورزین کیا تم سب چودھویں شب میں چاند کو خلوت میں نہیں دیکھتے، عرض کیا ہاں فرمایا یہ تو اللہ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے، اللہ تو بہت جلالت وعظمت والا ہے (ابوداؤد)

(۱۶) ابوریحانہ:

حضرت ابوریحانہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے دس چیزوں سے منع فرمایا:

(۱) دانتوں کو ریتی سے ریت کر پتلا کرنے سے (۲) گودنا گدوانے سے (۳) بھنوؤں اور چہرے کے بال نوچنے سے (۴) ننگے بدن مرد کو مرد کے ساتھ لپٹ کر سونے سے (۵) ننگے بدن عورت کو عورت کے ساتھ لپٹ کر سونے سے (۶) اپنے کپڑوں کے نیچے ریشمی کپڑا اس طرح رکھنے سے جیسے عجمی لوگ رکھتے ہیں (۷) اپنے کندھوں پر ریشمی کپڑا رکھنے سے جیسے عجمی لوگ رکھا کرتے ہیں۔ (۸) لوٹ مار کرنے سے (۹) چیتے کی کھال پر بیٹھنے اور سوار ہونے سے (۱۰) انگوٹھی پہننے سے مگر حاکم کیلئے (سنن ابی داود، کتاب اللباس، باب من کرھہ، الحدیث ۴۰۴۹، ج ۴، ص ۶۸)

ایک غزوہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے ایک ٹیلے پر قیام فرمایا۔ اس شدت سے سردی پڑی کہ بعض لوگوں نے زمین میں گڑھا کھودا اور اس کے اندر گھس کر اوپر سے ڈھال ڈال دی۔ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے یہ حالت دیکھی تو

فرمایا: کہ آج کی شب میری حفاظت کون کریگا؟ میں اسکو دعا دوں گا، ایک انصاری نے عرض کیا کہ میں! یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قریب بلاکران کا نام پوچھا اور دیر تک دعا دیتے رہے، حضرت ابوریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا سنی تو عرض گزار ہوئے کہ میں دوسرا نگہبان بنوں گا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قریب بلاکر نام پوچھا اور ان کو بھی دعا دی۔

(المسند لامام احمد بن حنبل، حدیث أبی ریحانۃ، الحدیث: ۱۷۲۱۳، ج ۶، ص ۹۹)

ر۔۔۔صحابیات

(۱) ربیع بنت معوذ:

یہ انصاریہ صحابیہ ہیں اور جنگ بدر میں ابوجہل کو قتل کرنے والے صحابی حضرت معوذ بن عفرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی ہیں انہوں نے بیعت الرضوان میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے دست مبارک پر بیعت کی تھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان پر بڑا خاص کرم تھا ان کی شادی کے دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے مکان پر تشریف لے گئے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں کھجور کا ایک خوشہ نذر کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے اس کو قبول فرما کر کچھ سونا یا چاندی ان کو عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تم اس کے زیور بنوالو امام واقدی نے ان کا ایک عجیب واقعہ نقل فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک عورت اسماء بنت مخرمہ مدینہ منورہ میں عطر بیچا کرتی تھی وہ عطر لے کر حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئی اور کہا کہ تم اس شخص کی بیٹی ہو جس نے اپنے سردار یعنی ابوجہل کو قتل کر دیا؟ تو انہوں نے تڑپ کر جواب دیا میں اس شخص کی بیٹی ہوں جس نے اپنے غلام یعنی ابوجہل کو قتل کر دیا یہ جواب سن کر عطر بیچنے والی عورت جھلا گئی اور کہا کہ مجھ پر حرام ہے کہ میں تمہارے ہاتھ اپنا عطر بیچوں تو حضرت ربیع نے بھی جوش میں آکر یہ کہہ دیا کہ مجھ پر حرام ہے کہ میں تیرا عطر خریدوں تیرے عطر سے تو بدبو دار میں نے کسی کا عطر ہی نہیں پایا حضرت ربیع کہتی ہیں اس کا عطر بدبودار نہیں تھا مگر میں نے اس کو جلانے کے لئے اس کے عطر کو بدبودار کہہ دیا تھا کیونکہ وہ ابوجہل کی مداح تھی۔ (الاستیعاب، باب النساء، باب الراء ۳۳۰۷، الربیع بنت معوذ، ج ۴، ص ۳۹۶)

روایت ہے حضرت ربیع بنت معوذ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو فرماتے دیکھا تو آپ نے اپنے اگلے پچھلے حصہ، سر کا اور کنپٹیوں اور کانوں کا ایک بار مسح کیا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے وضو کیا تو اپنی انگلیاں اپنے کانوں کے سوراخوں میں ڈالیں اسے ابوداؤد نے روایت کیا ترمذی نے پہلی روایت اور احمد و ابن ماجہ نے دوسری روایت نقل کی۔

روایت ہے حضرت ربیع بنت معوذ عفراء سے فرماتی ہیں جب میری رخصت کی گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور جیسے تم میرے پاس بیٹھے ہو ویسے ہی حضور میرے بستر پر بیٹھ گئے تو ہماری بچیاں دف بجانے لگیں اور میرے باپ دادے جو بدر کے دن شہید ہوئے تھے ان کا مرثیہ کہنے لگیں کہ جب ان میں سے ایک نے یہ شعر کہا کہ ہم میں وہ نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں تو حضور نے فرمایا یہ چھوڑ دو وہ ہی کہو جو پہلے کہتی تھیں (بخاری)

روایت ہے حضرت عبیدہ ابن محمد ابن عمار ابن یاسر سے فرماتے ہیں کہ میں نے جناب ربیع بنت معوذ ابن عفراء سے کہا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ شریف سنایئے وہ بولیں اے میرے بچے اگر تم حضور کو دیکھتے تو چمکتا ہوا سورج دیکھتے (دارمی)

(۲) ربیع بنت براء:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ربیع بنت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو حارثہ بن سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں ہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر عرض کیا کہ یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مجھ سے کچھ نہ بیان فرمائیں گے؟ حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ بدر کے دن قتل ہو گئے تھے، ان کو ایک نامعلوم تیر لگ گیا تھا۔ اگر وہ جنت میں ہوں جب تو میں صبر کروں گی اور اگر اس کے سوا کوئی بات ہو تو میں ان پر رونے میں پوری کوشش کروں گی۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے حارثہ کی ماں! بے شک جنت کے اندر بہت سی جنتیں ہیں اور یقین رکھ کہ تیرا بیٹا فردوس اعلیٰ میں ہے۔ (بخاری)

(۳) رمیصاء:

آپ کی کنیت غمیصاء اور رمیصاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے

روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں جنت میں گیا تو میں ابوطلحہ کی بیوی رمیصا کے پاس پہنچا اور میں نے ایک آہٹ سنی تو میں نے کہا یہ کون ہیں فرمایا یہ بلال ہیں اور میں نے ایک محل دیکھا جس کے صحن میں ایک بی بی تھیں میں نے کہا یہ کس کا ہے سب نے کہا عمر ابن خطاب کا میں نے چاہا کہ وہاں داخل ہوں کہ اسے دیکھوں تو تمہاری غیرت یاد آ گئی جناب عمر نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا یارسول اللہ کیا میں آپ پر غیرت کر سکتا ہوں (مسلم، بخاری)

☆☆☆☆☆

ز۔۔۔صحابہ کرام

(۱) زید ابن ثابت:

حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں جب میں بغرضِ تحصیلِ علم (یعنی علمِ دین سیکھنے کے لئے) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درِ دولت پر جاتا اور وہ باہر تشریف نہ رکھتے ہوتے تو براہِ ادب ان کو آواز نہ دیتا، ان کی چوکھٹ پر سر رکھ کر لیٹ رہتا۔ ہَوا خاک اور ریتا اُڑا کر مجھ پر ڈالتی، پھر جب حضرت زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کاشانہ اقدس سے تشریف لاتے فرماتے: ابنِ عمِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (یعنی اے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے) آپ نے مجھے اطلاع کیوں نہ کرادی؟ میں عرض کرتا مجھے لائق نہ تھا کہ میں آپ کو اطلاع کراتا۔ (ملخصاً، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، حرف العین المھملۃ، ج ۴، ص ۱۲۵)

ایک مرتبہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے رکاب اُسے تھامی۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ اے ابنِ عمِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! انہوں نے کہا: ہمیں یہی تعلیم دی گئی ہے کہ علما کے ساتھ ادب کریں۔ اس پر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے سے اُترے اور حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور فرمایا: ہمیں یہی حکم ہے کہ اہلِ بیتِ اطہار کے ساتھ ایسا ہی کریں۔ (ملتقطا، المعجم الکبیر للطبرانی، زید بن ثابت الانصاری، حدیث ۴۷۴۶، ج ۵، ص ۱۰۶)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جنگِ احد کے دن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ کو حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش کی تلاش میں بھیجا اور فرمایا کہ اگر وہ زندہ ملیں تو تم ان سے میرا سلام کہہ دینا۔ چنانچہ جب تلاش کرتے کرتے میں ان کے پاس پہنچا تو ان کو اس حال میں پایا کہ ابھی کچھ کچھ جان باقی تھی میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سلام پہنچایا تو انہوں نے جواب دیا اور کہا کہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے میرا سلام کہہ دینا اور سلام کے بعد یہ بھی عرض کر دینا کہ یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں جنت کی خوشبو میدان جنگ میں سونگھ چکا اور میری قوم انصار سے میرا یہ آخری پیغام کہہ دینا کہ اگر تم میں ایک آدمی بھی زندہ رہا اور کفار کا حملہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تک پہنچ گیا تو خدا تعالیٰ کے دربار میں تمہارا کوئی عذر قبول نہیں ہوسکتا اور تمہارا وہ عہد ٹوٹ جائے گا جو تم لوگوں نے بیعۃ العقبہ میں کیا تھا، اتنا کہتے کہتے ان کی روح پرواز کرگئی۔

(حجۃ اللہ، ج ۲، ص ۸۷۰ بحوالہ حاکم وبیہقی)

حضرتِ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال،، دافعِ رنج

وملال، صاحبِ جُودونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ عزوجل اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سنی پھر دوسرے تک پہنچادی کیونکہ کچھ علم کے حامل زیادہ سمجھ دار لوگوں تک علم پہنچاتے ہیں اور علم کے حامل کچھ افراد فقیہ نہیں ہوتے ۔ تین عمل ایسے ہیں کہ مومن کا دل ان میں خیانت نہیں کرتا (۱) خالص اللہ عزوجل کے لئے عمل کرنا (۲) حکمرانوں کی خیر خواہی اور (۳) ان کی جماعت کو لازم پکڑنا کیونکہ ان حکمرانوں کو دین کی دعوت دینا ان کے ماتحت لوگوں کی اصلاح کا ذریعہ بن سکتا ہے اور جس کا مقصد دنیا کمانا ہوگا اللہ تعالیٰ اس کے کام کو متفرق یعنی جدا جدا کردے گا اور اس کے فقر کو اس کے سامنے کردے گا اور اسے دنیا سے وہی ملے گا جو اس کے لئے لکھا گیا ہوگا اور جس کا مطلوب آخرت ہوگی اللہ تعالیٰ اسے اس کا مطلوب عطا فرمادے گا اور اس کے دل کو غنا سے بھر دے گا اور دنیا ذلیل ہوکر اس کے پاس آئے گی ۔ (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الفقر، رقم ۶۷۹، ج ۲، ص ۳۵)

حضرتِ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے ساتھ نماز پڑھنے جایا کرتا تھا ۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم درمیانے قدم چلا کرتے تھے ۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا، کیا تم جانتے ہو کہ میں درمیانے قدم کیوں چلتا ہوں؟ میں نے عرض کیا اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں ۔ تو ارشاد فرمایا، جب تک بندہ نماز کی طلب میں ہوتا ہے نماز ہی میں ہوتا ہے ۔ ایک اور روایت میں ہے کہ میں درمیانے قدم اس لئے چلتا ہوں تاکہ نماز کی طلب میں زیادہ قدم چل سکوں ۔ (مجمع الزوائد، کتاب الصلوۃ، باب کیف المشی الی الصلوۃ، رقم ۲۰۹۲، ج ۲، ص ۱۵۱)

حضرتِ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ بندہ جب تک اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں رہتا ہے اللہ عزوجل اسکی حاجت پوری فرماتا رہتا ہے ۔ (مجمع الزوائد، کتاب البر والصلۃ، باب فضل قضاء الحوائج، رقم ۱۳۷۲۳، ج ۸، ص ۳۵۳)

حضرتِ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا، اللہ عزوجل اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سنی پھر دوسرے تک پہنچادی کیونکہ علم کے حامل کچھ افراد زیادہ سمجھ دار لوگوں تک علم پہنچاتے ہیں اور علم کے حامل کچھ افراد سمجھ دار نہیں ہوتے ۔ تین عمل ایسے ہیں کہ مومن کا دل ان میں خیانت نہیں کرتا (۱) خالص اللہ کے لئے عمل کرنا (۲) حکمرانوں کی خیر خواہی اور (۳) ان کی جماعت کو لازم پکڑنا کیونکہ ان کو دین کی دعوت دینا اپنکے ماتحت لوگوں کی اصلاح کا ذریعہ بن سکتا ہے اور جس کا مقصد دنیا کمانا ہو اللہ تعالیٰ اسکے کام کو منتشر کردے گا اور اسکے فقر کو اس کے سامنے کردے گا اور اسے دنیا سے وہی ملے گا جو اس کے لئے لکھا گیا ہوگا اور جس کا مطلوب آخرت ہوگی اللہ تعالیٰ اسکے مطلوب کو جمع کردے گا اور اس کے دل کو

غنا سے بھر دے گا اور دنیا اس کی طرف ذلیل ہو کر آئے گی۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الفقر والزہد والقناعۃ، رقم ۶۷۹، ج ۲، ص ۴۵)

(۲) زید ابن ارقم:

۵ھ میں بنوالمصطلق کی مشہور جنگ ہوئی اس میں ایک مہاجر اور ایک انصاری کی باہم لڑائی ہوگئی معمولی بات تھی مگر بڑھ گئی ہر ایک نے اپنی اپنی قوم سے دوسرے کے خلاف مدد چاہی اور دو فریق ہو گئے۔ قریب تھا کہ آپس میں لڑائی ہو جائے مگر بعض لوگوں نے درمیان میں پڑ کر صلح کرادی۔ عبداللہ بن ابی منافقوں کا سردار اور مسلمانوں کا سخت مخالف تھا مگر چونکہ اسلام ظاہر کرتا تھا اس لئے اس کے ساتھ خلاف کا برتاؤ نہ کیا جاتا تھا۔ اور یہی اس وقت کے منافقوں کے ساتھ عام برتاؤ کیا جاتا تھا۔ اس کو جب اس قصے کی خبر ہوئی تو اس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی شان میں گستاخانہ لفظ کہے اور اپنے دوستوں سے خطاب کر کے کہا کہ یہ سب کچھ تمھارا اپنا ہی کیا ہوا ہے۔ تم نے ان لوگوں کو اپنے شہروں میں ٹھکانا دیا اپنے مالوں کو ان کے درمیان آدھا آدھا بانٹ دیا اگر تم ان لوگوں کی مدد کرنا چھوڑ دو تو ابھی سب چلے جائیں اور یہ بھی کہا کہ خدا عزوجل کی قسم اگر ہم مدینہ پہنچ گئے تو ہم عزت والے مل کر ان ذلیلوں کو وہاں سے نکال دیں گے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نوعمر بچے تھے۔ وہاں موجود تھے یہ سنکر تاب نہ لاسکے کہنے لگے خدا عزوجل کی قسم! تو ذلیل ہے، تو اپنی قوم میں بھی ترچھی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ تیرا کوئی حمایتی نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم عزت والے ہیں۔ رحمٰن عزوجل کی طرف سے بھی عزت دیئے گئے ہیں اور اپنی قوم میں بھی عزت والے ہیں عبداللہ بن ابی نے کہا اچھا چپکا رہ میں تو ویسے ہی مذاق میں کہہ رہا تھا مگر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جا کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم سے نقل کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درخواست بھی کی کہ اس کافر کی گردن اڑا دی جائے مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے اجازت مرحمت نہ فرمائی۔ عبداللہ بن ابی کو جب اس کی خبر ہوئی کہ حضور تک یہ قصہ پہنچ گیا ہے تو حاضر خدمت ہو کر جھوٹی قسمیں کھانے لگا کہ میں نے کوئی ایسا لفظ نہیں کہا ہے۔ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھوٹ نقل کر دیا ہے۔ انصار کے بھی کچھ لوگ حاضر خدمت تھے۔ انہوں نے بھی سفارش کی کہ یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم عبداللہ قوم کا سردار ہے بڑا آدمی شمار ہوتا ہے کہ ایک بچہ کی بات اس کے مقابلے میں قابل قبول نہیں ممکن ہے کہ سننے میں کچھ غلطی ہوئی ہو یا سمجھنے میں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے اس کا عذر قبول فرمالیا۔

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اس کی خبر ہوئی کہ اس نے جھوٹی قسموں سے اپنے کو سچا ثابت کر دیا اور زید کو جھٹلا دیا تو شرم کی وجہ سے باہر نکلنا چھوڑ دیا۔ بالآخر سورۂ منافقون نازل ہوئی جس سے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سچائی

اور عبداللہ بن ابی کی جھوٹی قسموں کا راز کھل گیا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وقعت موافق ومخالف سب کی نظروں میں بڑھ گئی اور عبداللہ بن ابی کا قصہ بھی سب پر ظاہر ہو گیا عبداللہ بن ابی کے بیٹے کا نام بھی عبداللہ تھا اور بڑے پکے مسلمان اور سچے عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تھے جنگ سے واپسی کے وقت مدینہ منورہ سے باہر تلوار کھینچ کر کھڑے ہو گئے اور باپ سے کہنے لگے: اس وقت تک مدینہ میں داخل ہونے نہیں دوں گا جب تک تو اس کا اقرار نہ کرے کہ تو ذلیل ہے اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم عزیز ہیں۔ اس کو بڑا تعجب ہوا کیونکہ یہ ہمیشہ سے باپ کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرنے والے تھے مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مقابلے میں باپ کی کوئی عزت ومحبت دل میں نہ رہی۔ آخر اس نے مجبور ہو کر اقرار کیا کہ واللہ میں ذلیل ہوں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم عزیز ہیں اس کے بعد مدینہ میں داخل ہو سکا۔

(السیرۃ النبویۃ، جھجاہ وسنان وما کان من ابن أبی، ج ۳، ص ۲۴۸۔۲۴۹)

روایت ہے زید بن ارقم سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ پاخانے جنات کے حاضر رہنے کی جگہ ہیں تو جب تم میں سے کوئی پاخانہ جائے تو کہہ لے میں گندے جن اور جناتی سے اللہ کی پناہ لیتا ہوں (ابوداؤد، ابن ماجہ)

حضرتِ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا، تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان میں ہمارے لئے کیا ثواب ہے؟ فرمایا، ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے۔ عرض کیا، اور اُون میں؟ فرمایا، اس کے ہر بال کے بدلے بھی ایک نیکی ہے۔

(ابن ماجہ، کتاب الاضاحی، باب ثواب الاضحیہ، رقم ۳۱۲۷، ج ۳، ص ۵۳۱)

حضرتِ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا، جس نے اخلاص کے ساتھ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ عرض کیا گیا، اِخلاص سے کیا مراد ہے؟ فرمایا، اس کا اخلاص یہ ہے کہ تم اللہ عزوجل کی حرام کردہ چیزوں سے دور رہو۔

(طبرانی کبیر، رقم ۵۰۷۴، ج ۵، ص ۱۹۷)

حضرتِ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں کس چیز کے ذریعے جہنم سے بچ سکتا ہوں؟ تو رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ اپنی آنکھوں کے آنسوؤں کے ذریعے سے کیونکہ جو آنکھ اللہ عزوجل کے خوف سے روتی ہے اسے جہنم کی آگ کبھی نہ چھوئے گی۔

(الترغیب والترہیب، کتاب التوبہ والزھد، الترغیب فی البکاء من خشیۃ اللہ، رقم ۹، ج ۴، ص ۱۱۴)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو مونچھوں

میں سے کچھ بھی نہ کٹائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء فی قص الشارب، الحدیث: ۲۷۶۰، ج۴، ص۳۴۹)

(۳) زید ابن خالد:

روایت ہے ابوسلمہ سے وہ زید ابن خالد جہنی سے راوی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اگر میں اپنی امت پر بھاری نہ جانتا تو انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا اور نماز عشاء کو تہائی رات تک پیچھے ہٹا دیتا فرماتے ہیں کہ زید ابن خالد مسجد میں نماز کے لیئے یوں آتے تھے کہ ان کی مسواک ان کے کان پر ہوتی۔ جیسے منشی کے کان میں قلم جب بھی نماز کو کھڑے ہوتے تو مسواک کر لیتے پھر وہاں ہی مسواک رکھ لیتے اسے ترمذی وابوداؤد نے روایت کیا مگر ابوداؤد نے لاَ تُخرِجُ کا ذکر نہ کیا ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حضرتِ سیدنا زید بن خالد جُہنی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، جس نے غازی کو سامانِ جہاد فراہم کیا اور حاجی کو زادِ راہ دیا یا اس کے اہل خانہ کی دیکھ بھال کی یا کسی روزہ دار کو افطاری کرائی تو اسے ان کی مثل ثواب دیا جائے گا اور ان کے ثواب میں بھی کچھ کمی نہ ہوگی۔ (بخاری، کتاب الجھاد، باب فضل من جھز غازیا۔۔۔۔۔۔ الخ، رقم ۲۸۴۳، ج۲، ص۲۶۷) (ابن خزیمہ، جماع وقت الافطار، باب اعطاء مفطر الصائم، رقم ۲۰۶۴، ج۳، ص۲۷۷)

حضرتِ سیدنا زید بن خالد جُہنی رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، جو کسی روزے دار کو افطاری کرائے گا اسے روزہ دار کا ثواب دیا جائے گا اور روزہ دار کے ثواب میں بھی کچھ کمی نہ کی جائے گی۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب فی ثواب من افطر صائما، رقم ۱۷۴۶، ج۲، ص۳۴۷)

(۴) زید ابن حارثہ:

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ کا عشق رسول صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم: حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ زمانہ جاہلیت میں اپنی والدہ کے ساتھ ننھیال جا رہے تھے بنوقیس نے وہ قافلہ لوٹا جس میں زید رضی اللہ تعالی عنہ بھی تھے ان کو مکہ میں لا کر بیچا۔ حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کے لئے ان کو خرید لیا۔ جب حضور صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا سے ہوا تو انھوں نے زید رضی اللہ تعالی عنہ کو حضور اقدس صلی

اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا۔ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کو ان کے فراق کا بہت صدمہ تھا اور ہونا بھی چاہیے تھا کہ اولاد کی محبت فطری چیز ہے وہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فراق میں روتے اور اشعار پڑھتے پھرا کرتے تھے، اکثر جو اشعار پڑھتے تھے ان کا مختصر ترجمہ یہ ہے کہ میں زید کی جدائی میں رو رہا ہوں اور یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ زندہ ہے کہ اس کی امید رکھوں یا موت نے اسکا کام تمام کر دیا کہ اس سے مایوس ہو جاؤں، خدا عزوجل کی قسم مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ تجھے اے زید نرم زمین نے ہلاک کیا یا کسی پہاڑ نے ہلاک کیا۔ کاش مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ تو عمر بھر میں کبھی بھی واپس آئے گا یا نہیں ساری دنیا میں میری انتہائی غرض تیری واپسی ہے۔ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو مجھے زید ہی یاد آتا ہے اور جب بارش ہونے کو آتی ہے تو بھی اسی کی یاد مجھے ستاتی ہے اور جب ہوائیں چلتی ہیں تو وہ بھی اس کی یاد کو بھڑکاتی ہیں۔ ہائے میرا غم اور میری فکر کس قدر طویل ہوگئی میں اس کی تلاش اور کوشش میں ساری دنیا میں اونٹ کی تیز رفتاری کو کام میں لاؤں گا اور دنیا کا چکر لگانے سے نہ اکتاؤں گا اونٹ چلنے سے اکتا جائیں تو اکتا جائیں لیکن میں کبھی بھی نہ اکتاؤں گا۔ اپنی ساری زندگی اسی میں گزار دوں گا۔ ہاں میری موت ہی آگئی تو خیر کہ موت ہر چیز کو فنا کر دینے والی ہے آدمی خواہ کتنی ہی امیدیں لگائے مگر میں اپنے بعد فلاں فلاں رشتہ داروں اور آل و اولاد کو وصیت کر جاؤں گا کہ وہ بھی اسی طرح زید کو ڈھونڈتے رہیں۔

غرض وہ یہ اشعار پڑھتے اور روتے ہوئے ڈھونڈتے پھرا کرتے تھے۔ اتفاق سے ان کی قوم کے چند لوگوں کا حج کو جانا ہوا اور انھوں نے زید کو پہچانا۔ باپ کا حال سنایا، شعر سنائے انکی یاد و فراق کی داستان سنائی۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے ہاتھ تین شعر کہہ بھیجے جن کا مطلب یہ تھا کہ میں یہاں مکہ میں ہوں۔ ان لوگوں نے جا کر زید کی خیر و خبر ان کے باپ کو سنائی اور وہ اشعار سنائے جو زید نے کہے تھے اور پتا بتایا۔ زید کے باپ اور چچا فدیہ کی رقم لے کر ان کو غلامی سے چھڑانے کی خاطر مکہ مکرمہ پہنچے، تحقیق کی، پتا چلایا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا: اے ہاشم کی اولاد! اپنی قوم کے سردار! تم لوگ حرم کے رہنے والے ہو اور اللہ عزوجل کے گھر کے پڑوسی، تم خود قیدیوں کو رہا کراتے ہو، بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہو۔ ہم اپنے بیٹے کی طلب میں تمھارے پاس پہنچے ہیں ہم پر احسان فرماؤ اور کرم کرو۔ فدیہ قبول کر واور اس کو رہا کر دو بلکہ جو فدیہ ہو اس سے زیادہ لے لو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: بس اتنی سی بات ہے! عرض کیا حضور! بس یہی عرض ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسکو بلاؤ اور اس سے پوچھ لو اگر وہ تمھارے ساتھ جانا چاہے تو بغیر فدیہ ہی کے وہ تمہاری نذر ہے اور اگر نہ جانا چاہے تو میں ایسے شخص پر جبر نہیں کر سکتا جو خود نہ جانا چاہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے استحقاق سے بھی زیادہ احسان فرمایا یہ بات خوشی سے منظور ہے۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلائے گئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تم ان کو پہچانتے ہو عرض کیا جی ہاں پہچانتا ہوں یہ میرے

باپ ہیں اور یہ میرے چچا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا کہ میرا حال بھی تمہیں معلوم ہے۔ اب تمہیں اختیار ہے کہ میرے پاس رہنا چاہو تو میرے پاس رہو، انکے ساتھ جانا چاہو تو اجازت ہے۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا حضور! میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے مقابلے میں بھلا کس کو پسند کرسکتا ہوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم میرے لئے باپ کی جگہ بھی ہیں اور چچا کی جگہ بھی ہیں۔

ان دونوں باپ چچا نے کہا کہ زید! غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتے ہو؟ باپ چچا اور سب گھر والوں کے مقابلہ میں غلام رہنے کو پسند کرتے ہو؟ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہاں میں نے ان میں (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی طرف اشارہ کرکے) ایسی بات دیکھی ہے جس کے مقابلے میں کسی چیز کو بھی پسند نہیں کرسکتا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے جب یہ جواب سنا تو ان کو گود میں لے لیا اور فرمایا کہ میں نے اس کو اپنا بیٹا بنالیا۔ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ اور چچا بھی یہ منظر دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور خوشی سے ان کو چھوڑ کر چلے گئے۔ (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، زید بن حارثۃ، ج ۲، ص ۴۹۵)

کرامت

ساتویں آسمان کا فرشتہ زمین پر

آپ کی ایک کرامت بہت زیادہ مشہور اور مستند ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے سفر کے لیے طائف میں ایک خچر کرایہ پر لیا، خچر والا ڈاکو تھا، وہ آپ کو سوار کرکے لے چلا اور ایک ویران وسنسان جگہ پر لے جا کر آپ کو خچر سے اتار دیا اور ایک خنجر لے کر آپ کی طرف حملہ کے ارادہ سے بڑھا آپ نے یہ دیکھا کہ وہاں ہر طرف لاشوں کے ڈھانچے بکھرے پڑے ہوئے ہیں، آپ نے اس سے فرمایا کہ اے شخص! تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو ٹھہر! مجھے اتنی مہلت دے دے کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ اس بدنصیب نے کہا کہ اچھا تو نماز پڑھ لے، تجھ سے پہلے بھی بہت سے مقتولوں نے نمازیں پڑھیں تھیں مگر ان کی نمازوں نے ان کی جان نہ بچائی۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب میں نماز سے فارغ ہو گیا تو وہ مجھے قتل کرنے کے لیے میرے قریب آ گیا تو میں نے دعا مانگی اور یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن کہا۔ غیب سے یہ آواز آئی کہ اے شخص! تو ان کو قتل مت کر۔ یہ آواز سن کر وہ ڈاکو ڈر گیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا جب کوئی نظر نہیں آیا تو وہ پھر میرے قتل کے لیے آگے بڑھا تو میں نے پھر بلند آواز سے یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن کہا اور غیبی آواز آئی۔ پھر تیسری مرتبہ جب میں نے یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن کہا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار ہے اور اس کے ہاتھ میں نیزہ ہے اور نیزے کی نوک پر آگ کا ایک شعلہ ہے۔ اس شخص نے آتے ہی ڈاکو کے سینے میں اس زور سے نیزہ مارا کہ نیزہ اس کے سینے کو چھیدتا ہوا اس کی پشت کے پار نکل گیا اور ڈاکو زمین

پر گرکر مر گیا۔

پھر وہ سوار مجھ سے کہنے لگا کہ جب تم نے پہلی مرتبہ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہا تو میں ساتویں آسمان پر تھا اور جب دوسری مرتبہ تم نے یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہا تو میں آسمان دنیا پر تھا اور جب تیسری مرتبہ تم نے یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہا تو میں تمہارے پاس امداد ونصرت کے لئے حاضر ہوگیا۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، حرف الزای، زید بن حارثۃ الکلبی، ج ۲، ص ۱۱۷)

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب زید بن حارثہ مدینہ منورہ میں تشریف لائے اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف فرما تھے۔ جب حضرت زید نے آکر دروازے پر دستک دی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام برہنہ ہی اٹھ کر اسی حالت میں ان سے ملنے تشریف لے گئے۔ حالت یہ تھی کہ اس وقت اپنا کپڑا گھسیٹے جارہے تھے خدا کی قسم میں نے آپ کو اس سے پہلے یا اس کے بعد کبھی برہنہ نہیں دیکھا، پھر آپ نے انھیں گلے لگالیا اور انھیں بوسہ دیا۔ (ت)

(جامع الترمذی کتاب الاستیذان والادب باب ماجاء فی المعانقۃ والقبلۃ امین کمپنی کراچی ۲/ ۹۸۔۹۷)

(۵) زید ابن خطاب:

روایت ہے حضرت محمد ابن یحیٰی ابن حبان سے فرماتے ہیں کہ میں نے عبید اللہ ابن عبداللہ ابن عمر سے کہا کہ بتایئے تو کہ عبداللہ ابن عمر ہر نماز کے لئے وضو کرتے تھے باوضو ہوں یا بے وضو یہ کس سے لیا تو کہنے لگے کہ انہیں اسماء بنت زید ابن خطاب نے خبری دی کہ عبداللہ ابن حنظلہ ابن ابی عامر غسیل نے انہیں خبر دی تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر نماز کے لیئے وضو کا حکم دیا گیا تھا باوضو ہوں یا بے وضو لیکن جب یہ عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دشوار ہوا تو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیا گیا اور وضو موقوف کیا گیا ان سے مگر حدث سے فرمایا عبداللہ سمجھتے تھے کہ ان میں اس کی طاقت ہے (یعنی ہر نماز کے لیئے تازہ وضو کی) تو وفات تک ہی کرتے رہے (احمد)

(۶) زید ابن سہیل:

مدینے میں حضرت زید ابن سہیل لحد کھودنے والے صحابی حضرت زید ابن سہیل انصاری یعنی ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور صندوقی کھودنے والے حضرت عبیدہ ابن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ مدینہ میں دو ہی بزرگ تھے جنہیں قبر کھودنے میں مہارت تھی آج کل کی طرح ان کا پیشہ گورکنی نہ تھا۔ ہر مسلمان کو کفن سینا اور قبر کھودنا سیکھنا چاہیے کہ نا معلوم موت کہاں واقع ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صندوقی قبر منع نہیں ورنہ سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے صحابی یہ

یہ کھودا کرتے اور صحابہ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان دونوں کو پیغام نہ بھیجتے۔ یہ بھی خیال رہے کہ اگر چہ تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم قبر کھودنا جانتے تھے مگر وہ دونوں حضرات بہت مشاق تھے انہوں نے چاہا کہ قبر انور بہت اعلیٰ درجے کی تیار ہو جو بہت تجربہ کار ہی کر سکتا ہے۔ (مراۃ المناجیح، ج ۲، ص ۴۹۰)

قبر کی دو قسمیں ہیں:
(1) لحد (2) صندوق

(1) لحد: لحد بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ قبر کھودنے کے بعد میت رکھنے کیلئے قبلہ کی جانب جگہ کھودی جاتی ہے۔ لحد سنت ہے اگر زمین اس قابل ہو تو یہی بنائیں اور اگر زمین نرم ہو تو صندوق میں مضایقہ نہیں۔

(2) صندوق: اس میں قبلہ کی جانب جگہ نہیں کھودی جاتی، صرف قبر کھودی جاتی ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت حصہ ۴ ص ۱۹۲)

(۷) زبیر ابن عوام:

نبی کریم کے پھوپھی زاد بھائی ہجرت سے 28 سال پہلے پیدا ہوئے۔ سولہ برس کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ پہلے حبشہ اور پھر مدینہ کو ہجرت کی۔ جنگ بدر میں بڑی جانبازی سے لڑے اور دیگر غزوات میں بھی بڑی شجاعت دکھائی۔ فتح مکہ کے روز رسول اللہ کے ذاتی دستے کے علمبردار تھے۔ جنگ فسطاط میں حضرت عمر نے چار افسروں کی معیت میں چار ہزار مجاہدین کی کمک مصر روانہ کی۔ ان میں ایک افسر حضرت زبیر بھی تھے۔ اور اس جنگ کی فتح کا سہرا آپ کے سر ہے۔ جنگ جمل میں حضرت علی اور امام حسن کے مخالفین کے ساتھ شامل ہوئے۔ لیکن جلد ہی رسول اللہ کی ایک پیشن گوئی کو یاد کر کے آپ نے اس جنگ سے علیحدگی اختیار کی۔ جس پر مخالفین حضرت علی میں ایک شخص جرموز نامی نے نماز میں آپ کو شہید کر دیا۔ رسول اللہ سے قربت رکھنے کے باعث بے شمار احادیث جانتے تھے۔ لیکن بہت کم بیان کر سکے۔ مروجہ کتب احادیث میں بعض احادیث آپ سے مروی ہیں۔ آپ ایک بڑے عالم، حد سے زیادہ شجاع اور دلیر، مستقل مزاج اور مساوات پسند تھے۔ تاجر ہونے کی وجہ سے کافی دولت مند تھے آپ صاحب جائداد بھی تھے۔ ایک مکان کوفہ، ایک مصر اور دو بصرہ میں اور گیارہ مکان مدینہ میں تھے۔ علاوہ ازیں زمین اور باغات تھے۔ اس کے باوجود بہت سادہ لباس پہنتے اور سادہ غذا کھاتے تھے۔ البتہ میدان جنگ میں ہمیشہ اعلیٰ قسم اور عمدہ ریشمی لباس پہن کر جاتے۔ آپ کا شمار رسول اللہ کے ان دس صحابہ میں ہوتا ہے جنہیں حضور نے نام لے کر جنتی ہونے کی بشارت دی۔ (آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا)

حضرتِ سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ

تعالیٰ علیہ فالہٖ وسلّم نے فرمایا، جو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا نامہ اعمال اسے خوش کرے تو اسے چاہیئے کہ اس میں استغفار کا اضافہ کرے۔ (مجمع الزوائد، کتاب التوبۃ، باب الاکثار من الاستغفار، رقم ۱۷۵۷۹، ج ۱۰، ص ۳۴۷)

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ فالہٖ وسلّم نے فرمایا کہ آہستہ آہستہ تمہارے اندر اگلی امتوں کی بیماریاں پھیل رہی ہیں یعنی حسد اور بغض۔ یہ دین کو مونڈنے والی بیماریاں ہیں، بال کو مونڈنے والی نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ فالہٖ وسلّم کی جان ہے کہ تم لوگ اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوسکو گے جب تک مومن نہ ہو جاؤ۔ اور تم لوگ اس وقت تک مومن نہ ہو گے جب تک کہ آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ کرو گے۔ کیا میں تمہیں وہ کام نہ بتادوں کہ جب تم لوگ اس کو کرو گے تو ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو گے اور وہ کام یہ ہے کہ تم لوگ آپس میں سلام کا چرچا کرو۔ (کنز العمال، کتاب الاخلاق، من قسم الاقوال، الحسد، الحدیث: ۷۴۴۰، الجزء الثالث، ص ۱۸۶) (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الزبیر بن العوام، الحدیث: ۱۴۱۲، ۱۴۳۰، ج ۱، ص ۳۴۸، ۳۵۲) (وسنن الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ۔۔۔ الخ، باب: ۱۲۱، الحدیث: ۲۵۱۸، ج ۴، ص ۲۲۸)

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ فالہٖ وسلّم سے راوی ہیں کہ تم میں کوئی اپنی رسی لے کر جائے اور لکڑیوں کا ایک گٹھر اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے اور اس کو بیچ کر اپنی ذات کا گزارہ کرے یہ اس سے بہت اچھا ہے کہ وہ لوگوں سے بھیک مانگے کہ کوئی اس کو دے گا اور کوئی منع کر دے گا۔

(صحیح البخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب الاستعفاف۔۔۔ الخ، الحدیث: ۱۴۷۱، ج ۱، ص ۴۹۷)

(۸) زیاد ابن لبید:

12ھ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علا ابن حضرمی کو بحرین کی طرف روانہ کیا۔ وہاں کے لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ جواثی میں ان سے مقابلہ ہوا اور بکرمہ تعالیٰ مسلمان فتح یاب ہوئے۔ عمان میں بھی لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ وہاں عکرمہ ابن ابی جہل کو روانہ فرمایا۔ نجیر کے مرتدین پر مہاجر بن ابی امیہ کو بھیجا۔ مرتدین کی ایک اور جماعت پر زیاد بن لبید انصاری کو روانہ کیا۔

روایت ہے زیاد ابن لبید سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کا تذکرہ فرمایا اور فرمایا کہ یہ علم جاتے رہنے کے وقت ہوگا میں نے عرض کیا یارسول اللہ علم کیسے جاسکتا ہے؟ ہم قرآن پڑھتے ہیں اور اپنے بچوں کو پڑھاتے رہیں گے اور تا قیامت ہماری اولاد اپنی اولاد کو تو فرمایا اے زیاد تمہیں تمہاری ماں روئے ہم تو تمہیں مدینہ کے بڑے سمجھ داروں میں سے جانتے تھے کیا یہ یہود اور نصاریٰ توریت و انجیل نہیں پڑھتے لیکن ان میں جو ہے اس پر بالکل عمل نہیں

کرتے روایت کیا احمد ابن ماجہ نے اور ترمذی نے انہیں سے اس طرح روایت کیا۔ ایسے ہی دارمی نے ابو امامہ سے۔

زیاد بن لبید سے راوی، میں مدینہ طیبہ میں ایک ٹیلے پر تھا ناگاہ ایک آواز سنی کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے: اے اہل مدینہ! خدا کی قسم بنی اسرائیل کی نبوت گئی، ولادت احمد کا تارا چمکا، وہ سب سے پچھلے نبی ہیں، مدینے کی طرف ہجرت فرمائیں گے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (الخصائص الکبریٰ باب اخبار الاحبار بحوالہ ابی نعیم دار الکتب الحدیثہ شارع الجمہوریہ بعابدین، ۱/ ۶۸)

(۹) زیاد ابن حارث:

روایت ہے حضرت زیاد ابن حارث صدائی سے فرماتے ہیں مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر میں حکم دیا کہ اذان کہو میں نے اذان کہی پھر حضرت بلال نے تکبیر کہنا چاہی تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے صدائی بھائی نے اذان کہی ہے جو اذان کہے وہ ہی تکبیر کہے۔ (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

روایت ہے حضرت زیاد ابن حارث صدائی سے فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے بیعت کی انہوں نے ایک دراز حدیث سنائی کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا بولا کہ مجھے صدقہ سے دیجئے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ صدقات کے متعلق نبی وغیرہ کے حکم سے راضی نہ ہوا حتی کہ اس کا خود حکم آیا مصرف کی رب تعالیٰ نے آٹھ قسمیں کیں اگر تم ان آٹھ قسموں سے ہو تو میں تم کو دے دوں۔ (ابوداؤد)

(۱۰) زارع ابن عامر:

روایت ہے حضرت زارع سے اور وہ عبدالقیس کے وفد میں تھے فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ آئے تو ہم اپنی سواریوں سے جلدی آنے لگے تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں چومتے تھے (ابوداؤد)

(۱۱) زاہر ابن اسود:

حضرت زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بدوی صحابی تھے، جو رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نہایت محبت رکھتے تھے، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ بھیجا کرتے تھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی ان سے محبت رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے، کہ زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے بدوی ہیں اور ہم ان کے شہری ہیں۔

ایک دن وہ اپنا سودا فروخت کر رہے تھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پیچھے سے آکر ان کو گود میں لے لیا، انہوں نے کہا کون ہے؟ چھوڑ دو! لیکن مڑ کر دیکھا اور معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو اپنی پشت کو بار بار آپ کے سینہ سے چمٹاتے تھے اور تسکین نہیں ہوتی تھی۔

(شمائل ترمذی، باب ماجاء فی صفۃ مزاح رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم، الحدیث: ۲۳۸، ج ۵، ص ۵۰۵)

روایت ہے زاہر اسلمی سے فرماتے ہیں کہ میں گدھوں کے گوشت پر ہانڈیوں کے نیچے آگ جلا رہا تھا کہ کسی حضور کے منادی نے آواز دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گدھوں کے گوشت سے تم کو منع فرماتے ہیں (بخاری)

(۱۲) زرارہ ابن ابی اوفی:

روایت ہے حضرت زرارہ ابن اوفی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب جبریل سے فرمایا کیا تم نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو جبریل کانپ گئے اور عرض کیا اے حضور محمد! میرے اور رب کے درمیان ستر ہزار حجاب ہیں اگر میں ان کے بعض سے قریب ہو جاؤں تو جل جاؤں اسی طرح مصابیح میں ہے اور ابونعیم نے حلیہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مگر انہوں نے اس کا ذکر نہ کیا کہ جبریل کانپ گئے۔

حضرت زرارہ بن ابی اوفی نے فجر کی نماز پڑھی اور جب یہ آیت پڑھی: فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ (پ29، المدثر:8)

ترجمہ کنزالایمان: پھر جب صور پھونکا جائے گا۔

تو بے ہوش ہو کر گرے جب آپ کو اُٹھایا گیا تو میّت پائے گئے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب الخوف والرجاء، بیان احوال الصحابۃ...الخ، ج4، ص229)

(۱۳) ابوزید:

روایت ہے حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چار صاحبوں نے قرآن جمع کیا ابن ابی کعب، معاذ ابن جبل، زید ابن ثابت اور ابوزید، انس سے کہا گیا کہ ابوزید کون ہے فرمایا میرے ایک چچا ہیں

(مسلم، بخاری)

(۱۴) ابوزہیر نمیری:

روایت ہے حضرت ابوزہیر نمیری سے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک رات نکلے تو ایک شخص ایسے پر پہنچے جو دعا مانگنے میں بہت مبالغہ کر رہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ مہر لگا دے تو واجب کرے گا قوم میں سے ایک آدمی نے کہا کہ کس چیز سے مہر لگائے فرمایا آمین سے۔ (ابوداؤد)

(۱۵) عمرو بن معدیکرب الزبیدی

آپ عمرو بن معدی کرب بن عبداللہ بن عمرو بن حصم بن عمرو بن زبید اصغر' زبید کا دوسرا نام منبہ بن ربیعہ بن سلمہ بن مازن بن ربیعہ بن منبہ بن زبید اکبر بن حارث بن صعب بن سعد عشیرہ بن مذحج زبیدی مذحجی' کنیت ابوثور تھی' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں قبیلہ مراد کے وفد کے ساتھ حاضر ہوئے تھے۔ یہ اپنی قوم سعد عشیرہ سے علیحدہ ہو گئے تھے اور قبیلہ مراد میں رہتے تھے اور انہیں کے وفد کے ساتھ آئے تھے اور انہیں کے ساتھ اسلام قبول کیا تھا' بقولِ بعض علماء زبید کے وفد کے ساتھ آئے تھے۔ باختلافِ اقوال 9 ہجری یا 10 ہجری میں مشرف باسلام ہوئے' بعد از وصال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسود عنسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی مرتد ہو گئے' اس کے بعد خالد بن سعید بن عاص کے ہاتھوں گرفتار ہو کر دوبارہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر کیے گئے اور دوبارہ اسلام قبول کیا' جنگِ یرموک میں شرکت فرمائی' واقعۂ نہاوند کی شرکت کے بعد 21 ہجری میں اُنہوں نے وفات پائی' نہاوند کے قریب ایک موضع روزہ نامی ہے' وہیں وفات پائی۔

(اسد الغابہ لابن اثیر جلد 2 صفحہ 736' رقم الحدیث: 4026)

ز۔۔ تابعین عظام

(۱) زبیر ابن عدی:

روایت ہے حضرت زبیر ابن عدی سے فرماتے ہیں کہ ہم حضرت انس کے پاس گئے تو ہم نے ان تکالیف کی شکایت کی جو ہم حجاج سے اٹھاتے ہیں فرمایا صبر کرو نہیں آئے گا کوئی زمانہ مگر اس کے بعد والا زمانہ اس سے بدتر ہو گا حتی کہ تم اپنے رب سے ملو' یہ میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا (بخاری)

(یہ حدیث امام عبداللہ بن مبارک نے امام سفیان ثوری سے انہوں نے زبیر بن عدی سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے۔ ت) یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے عرفات میں وقوف فرمایا یہاں تک کہ آفتاب ڈوبنے پر آیا اس وقت ارشاد ہوا اے بلال! لوگوں کو میرے لئے خاموش کر، بلال نے کھڑے ہو کر پکارا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے لئے خاموش ہو جاؤ، لوگ ساکت ہوئے۔ حضور پرنور صلوات اللہ تعالی وسلامہ علیہ نے فرمایا اے لوگو! ابھی جبریل نے حاضر ہو کر مجھے میرے رب کا سلام و پیام پہنچایا کہ اللہ عزوجل نے عرفات و مشعر الحرام والوں کی مغفرت فرمائی اور ان کے باہمی حقوق کا خود ضامن ہو گیا۔ امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ کیا یہ دولت خاص ہمارے لئے ہے؟ فرمایا تمہارے لئے اور جو تمہارے بعد قیامت تک آئیں سب کے لئے عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا اللہ عزوجل کی خیر کثیر و پاکیزہ ہے انتہی (ت)

(الدر المنثور بحوالہ ابن مبارک عن انس رضی اللہ تعالی عنہ مکتبہ آیۃ اللعظمی قم ایران ۱/ ۳۱-۳۳۰)

(۲) زبیر عربی:

روایت ہے حضرت زبیر ابن عربی سے فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے حضرت ابن عمر سے سنگ اسود چومنے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسے ہاتھ لگاتے اور چومتے دیکھا (بخاری)

حضرت ابن عمر سے سماع ثابت ہے ان سے صرف یہ ہی ایک حدیث مروی ہے۔

(۳) زیاد ابن کسیب:

روایت ہے حضرت زیاد ابن کسیب عدوی سے فرماتے ہیں میں ابوبکرہ کے ساتھ ابن عامر کے منبر کے نیچے تھا وہ خطبہ پڑھ رہا تھا اور اس پر باریک کپڑے تھے تو ابو بلال نے کہا کہ امیر کو دیکھو فاسقوں کا لباس پہنتا ہے تو ابوبکرہ بولے چپ رہو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو زمین میں اللہ کے بادشاہ کی توہین کرے اللہ اسے ذلیل کرے (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۴) زہرا ابن معبد:

حضرت عبداللہ بن ہشام بن عثمان بن عمرو قریشی، یہ قبیلہ قریش میں خاندان بنی تیم سے تعلق رکھتے ہیں ۴ھ میں پیدا ہوئے یہ مشہور محدث حضرت زہرہ بن معبد کے دادا ہیں۔

زہرہ بن معبد کہتے ہیں، کہ میرے دادا عبداللہ بن ہشام مجھے بازار لیجاتے اور وہاں غلہ خریدتے تو ابن عمر و ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُن سے ملتے اور کہتے ہمیں بھی شریک کرلو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمھارے لیے دعائے برکت کی ہے، وہ انھیں بھی شریک کر لیتے اور بسا اوقات ایک مسلّم اونٹ (3) نفع میں مل جاتا اور اُسے گھر بھیج دیا کرتے۔

(صحیح البخاري، کتاب الشرکۃ، باب الشرکۃ في الطعام وغیرہ، الحدیث: ۲۵۰۱، ج ۲، ص ۱۴۵)

(۵) زہیر ابن معاویہ:

حضرت زہیر کی پیدائش کوفہ میں ۱۰۰ھ میں ہوئی (خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال: ۱۴۳)

عمر کے بیشتر حصہ میں وہیں علم وعمل کی روشنی پھیلائی، لیکن پھر ایک زمانہ کے بعد ۱۶۴ھ میں جزیرہ منتقل ہوکر وہیں سکونت اختیار کرلی اور وہیں وفات پائی۔ (تذکرۃ الحفاظ: ۱/ ۲۱۱)

(۶) زمیل ابن عباس

روایت ہے حضرت زہری سے وہ عروہ سے وہ عائشہ صدیقہ سے راوی فرماتی ہیں کہ میں اور حفصہ دونوں روزہ دار تھیں اور ہمارے سامنے وہ کھانا آیا جس کی ہمیں رغبت تھی ہم نے اس میں سے کھالیا حضرت حفصہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم دونوں روزہ دار تھیں ہمارے سامنے مرغوب کھانا آیا تو ہم نے اس سے کھالیا سرکار نے فرمایا اس کی جگہ ایک دن کی قضا کرو ترمذی حافظین کی ایک جماعت نے اسے زہری سے انہوں نے حضرت عائشہ سے مرسلاً روایت کیا اور اس میں عروہ کا ذکر نہ کیا یہ ہی صحیح تر ہے اور روایت کیا ابوداؤد نے اسے عروہ کے مولے زمیل سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے روایت کیا

(۷) زہری:

جب امام زہری کو کسی اسحاق بن ابوفروہ نامی شخص نے بغیر اسناد کے چند احادیث سنائیں تو آپ نے اس سے فرمایا: اے ابن ابوفروہ! تجھے اللہ تباہ کرے تجھے کس چیز نے اللہ پر جری کردیا ہے؟ کہ تیری حدیث کی کوئی سند نہیں، تو ہم سے ایسی حدیثیں بیان کرتا ہے جن کی نکیل ہے نہ لگام۔ (معرفۃ علوم الحدیث)

امام زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک مجلس جوان وعمر رسیدہ علماء سے بھری ہوتی تھی بسا اوقات ان سے مشورہ کرتے تو فرماتے تم میں سے کسی کو اس کی کم عمری مشورہ دینے سے نہ روکے کیونکہ علم کا مدار کم یا زیادہ عمر پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے علم سے نواز دیتا ہے۔ (مصنف عبدالرزاق، ج۱۰، ص ۴۶۳)

روایت ہے حضرت ابن شہاب سے کہ حضرت عمر ابن عبدالعزیز نے عصر کچھ دیر سے پڑھی تو ان سے عروہ نے کہا کہ حضرت جبریل اترے انہوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے نماز پڑھی۔ حضرت عمر نے ان سے کہا کہ جو کہتے ہو سمجھ کے کہو اے عروہ وہ بولے میں نے بشیر ابن ابی مسعود کو کہتے ہوئے سنا انہوں نے ابی مسعود کو سنا کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اترے حضرت جبریل انہوں نے میری امامت کی میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی پھر انکے ساتھ نماز پڑھی پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی اپنی انگلیوں پر پانچ نمازیں گناتے تھے (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت زہری سے وہ سالم سے وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو جنازے سے آگے چلتے دیکھا (احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) ترمذی نے کہا کہ محدثین اسے مرسل سمجھتے ہیں

(۸) زر ابن حبیش:

حضرتِ زر بن حبیش رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرتِ صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے پوچھا کیا تم ملاقات کے لئے آئے ہو؟ ہم نے عرض کی ہاں۔ ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم فرماتے ہیں کہ جو اپنے مؤمن بھائی سے ملاقات کرتا ہے وہ واپس لوٹنے تک رحمت میں غوطہ زن رہتا ہے اور جو اپنے مؤمن بھائی کی عیادت کرتا ہے، واپس لوٹنے تک رحمت میں غوطے لگا تا رہتا ہے۔ (طبرانی کبیر، رقم ۷۳۸۹، ج ۸، ص ۶۷)

روایت ہے حضرت زر بن حبیش سے فرماتے ہیں فرمایا علی رضی اللہ عنہ نے اس کی قسم جس نے دانہ چیرا اور ہر جان کو پیدا کیا کہ مجھ سے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد فرمایا کہ مجھ سے محبت نہ کرے گا مگر مؤمن اور مجھ سے نہ بغض رکھے گا مگر منافق (مسلم)

(۹) زرارہ ابن ابی اوفی:

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بصرہ کے رہنے والے تابعی اور بہت بلند مرتبہ محدث ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بصرہ کے قاضی بھی تھے اور قبیلہ بنی قشیر کی مسجد میں لوجہ اللہ امامت بھی فرماتے تھے حضرت بہز بن حکیم محدث رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا بیان ہے کہ

حضرت زرارہ بن ابی اوفی نے فجر کی نماز پڑھی اور جب یہ آیت پڑھی:

فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوۡرِ (پ29، المدثر:8)

ترجمہ کنزالایمان: پھر جب صور پھونکا جائے گا۔

تو بے ہوش ہو کر گرے جب آپ کو اُٹھایا گیا تو میت پائے گئے۔

بہز بن حکیم محدث رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کہتے ہیں کہ میں بھی ان کی نعش مبارک کو مسجد سے ان کے گھر تک اٹھا کر لے جانے والوں میں شامل تھا۔ یہ واقعہ ۹۲ھ میں ہوا۔

(احیاء علوم الدین، کتاب الخوف والرجاء، بیان احوال الصحابۃ...الخ، ج4، ص229)

(۱۰) زیادہ ابن حدیر:

روایت ہے حضرت زیاد ابن حدیر سے فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمر نے فرمایا کہ کیا جانتے ہو کہ اسلام کو کیا چیز ڈھاتی ہے میں نے کہا نہیں فرمایا اسلام کو عالم کی لغزش منافق کا قرآن میں جھگڑنا اور گمراہ کن سرداروں کی حکومت تباہ

کرے گی (دارمی)

(۱۱) زید ابن اسلم:

روایت ہے حضرت زید ابن اسلم سے فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر نے پانی مانگا تو ایسا پانی لایا گیا جو شہد سے مخلوط تھا فرمایا یہ بہت اچھا ہے مگر میں اللہ عزوجل کو سن رہا ہوں کہ اس نے لوگوں پر ان کی خواہشات سے عیب لگایا کہ فرمایا کہ تم اپنی پسندیدہ چیز اپنی دنیاوی زندگی میں حاصل کر چکے ان سے نفع لے چکے، میں ڈرتا ہوں کہ ہماری نیکیاں جلدی دے دی گئی ہوں چنانچہ آپ نے وہ نہ پیا (رزین)

روایت ہے حضرت زید ابن اسلم سے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر ابن خطاب نے دودھ پیا تو آپ کو پسند آیا تو پلانے والے سے پوچھا کہ یہ دودھ کہاں سے لایا اس نے بتایا کہ وہ ایک گھاٹ پر گیا تھا جس کا اس نے نام لیا تو وہاں صدقہ کے جانور تھے وہ پانی پلا رہے تھے انہوں نے ان جانوروں کا دودھ دوہا تو میں نے اپنے مشکیزہ میں ڈال لیا یہ وہ دودھ ہے تو حضرت عمر نے منہ میں ہاتھ ڈالا اور قے کر دی (مالک، بیہقی شعب الایمان)

حضرت سیدنا زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس حاضر ہوا تو حضرت سیدنا عبداللہ بن واقد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا، انہوں نے نئے کپڑے پہن رکھے تھے تو میں نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: بیٹا! اپنا تہبند اونچا کرلو کیونکہ میں نے محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ عزوجل تکبر سے اپنا تہبند لٹکانے والے پر نظرِ رحمت نہیں فرماتا۔ (صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم جر الثوب خیلاء، رقم ۵۴۵۳ ص ۱۰۵۱)

حضرتِ سیِّدنا زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: پہلی امتوں میں ایک شخص کثرتِ عبادت سے اپنے نفس پر سختی کرتا اور لوگوں کو رحمتِ الٰہی عَزَّ وَجَلَّ سے مایوس کرتا۔ جب اس کا انتقال ہوا تو کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہے اور عرض کر رہا ہے: اے میرے رب عَزَّ وَجَلَّ! میرے لئے تیری بارگاہ میں کیا (اجر) ہے؟ تو بارگاہِ خداوندی عَزَّ وَجَلَّ سے جواب ملا: آگ۔ عرض کی: میری عبادت وریاضت کہاں گئی؟ ارشاد فرمایا: تو دنیا میں لوگوں کو میری رحمت سے مایوس کرتا تھا، آج میں تجھے اپنی رحمت سے مایوس کردوں گا۔

(جامع معمر بن راشد مع مصنف عبدالرزاق، کتاب الجامع، باب الاقناط، الحدیث ۲۰۷۲۸، ج ۱۰، ص ۲۶۱)

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ ایک رات آپ عوام کی خدمت کے لیے رات کو نکلے تو آپ نے ایک گھر میں دیکھا کہ چراغ جل رہا ہے اور ایک بوڑھی خاتون اُون کاتتے

ہوئے ہجر وفراق میں ڈوبے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہی ہے: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ کے تمام ماننے والوں کی طرف سے سلام ہو اور تمام متقین کی طرف سے بھی۔ آپ راتوں کو اللہ کی یاد میں کثیر قیام کرنے والے اور سحری کے وقت آنسو بہانے والے تھے۔ ہائے افسوس! اسبابِ موت متعدد ہیں، کاش مجھے یقین ہو جائے کہ روزِ قیامت مجھے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب نصیب ہو سکے گا۔" یہ اشعار سن کر حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو بے اختیار اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد آ گئی اور وہ زار و قطار رو پڑے۔ اہل سیر آگے لکھتے ہیں: انہوں نے دروازے پر دستک دی۔ خاتون نے پوچھا: کون؟ آپ نے کہا: عمر بن الخطاب۔ خاتون نے کہا: رات کے ان اوقات میں عمر کو یہاں کیا کام؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تجھ پر رحم فرمائے، تو دروازہ کھول تجھے کوئی پریشانی نہ ہوگی۔ اس نے دروازہ کھولا: آپ اندر داخل ہو گئے اور کہا کہ جو اشعار تو ابھی پڑھ رہی تھی انہیں دوبارہ پڑھ۔ اس نے جب دوبارہ اشعار پڑھے تو آپ کہنے لگے کہ اس مسعود و مبارک اجتماع میں مجھے بھی اپنے ساتھ شامل کر لے اور یہ کہہ کہ ہم دونوں کو آخرت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ نصیب ہو اور اے معاف کرنے والے عمر کو معاف کر دے۔

[1] قاضی عیاض، الشفاء، 2:2569، ابن مبارک، الزہد، 1:363[2] خفاجی، نسیم الریاض، 3:355

(۱۲) زید ابن طلحہ:

روایت ہے زید بن طلحہ سے فرمایا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شک ہر دین کے اخلاق ہیں اور اسلام کا اخلاق حیا ہے اسے مالک نے ارسالاً روایت کیا۔ اور ابن ماجہ وبیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس وابن عباس سے روایت فرمایا

(۱۳) زید ابن یحیٰی:

روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ شراب پہلی وہ چیز ہے جو انڈیلی جاوے گی زید ابن یحیٰی راوی فرماتے ہیں کہ مراد اسلام ہے جیسے برتن سے اونڈیلی جاتی ہے یعنی شراب عرض کیا گیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کیسے ہوگا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں واضح بیان فرمادیا ہے فرمایا کہ اس کا نام کچھ اور رکھ لیں گے پھر اسے حلال سمجھ لیں گے (دارمی)

(۱۴) ابو زبیر:

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کے غلام حضرتِ سیدنا حسن بن عیسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کو زم زم کے کنویں پر آتے دیکھا۔آپ نے ایک ڈول پانی پیا اور قبلہ رخ ہو کر دعا مانگی، اے اللہ عزوجل! مجھے عبداللہ بن مؤمّل نے ابو زبیر سے انہوں نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہوئے یہ حدیث بیان کی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال،، دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُودو نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا، آبِ زم زم اسی کے لئے ہے جس کے لئے اسے پیا جائے۔ لہٰذا میں قیامت کی پیاس سے تحفظ کے لئے اسے پی رہا ہوں۔

(شعب الایمان، باب فی المناسک، فضل الحج، رقم ۴۱۲۸، ج ۳، ص ۴۸۱)

(۱۵) امام ابوزرعہ

آپ امام ابوزرعہ عبیداللہ بن عبدالکریم رازی مخزومی رضی اللہ عنہ ہیں' آپ کی ولادت 200 ہجری میں ایران کے مشہور تاریخی شہر رے میں ہوئی' جسے آج کے دور میں قم کہا جاتا ہے' آپ علمی خانوادے سے تعلق رکھتے تھے' چچا اسماعیل بن یزید اور محمد بن یزید بڑے علماء سے تھے' والد عبدالکریم صاحب علم وفضل ہونے کے ساتھ ساتھ اہلِ علم اور علماء کے قدردان تھے اور ان کی مجالس میں کثرت سے شریک ہوتے تھے اور شدت سے خواہش رکھتے تھے کہ اُن کا بیٹا ایک بہت بڑا عالم دین بنے۔ایک دفعہ شیخ عبدالرمن الدمشقی نے امام ابوزرعہ کو دیکھ کر آپ کے والد سے فرمایا: تمہارے اس بیٹے کی ایک جداگانہ شان ہوگی۔امام ابوزرعہ کا حافظہ انتہائی غیر معمولی تھا۔امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوزرعہ سے زیادہ حافظہ والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔امام ذہبی فرماتے ہیں کہ آپ کو ایک لاکھ احادیث ازبر تھیں' آپ نے 27 سال کی عمر سے ہی حدیث کا درس دینا شروع کردیا تھا' بوقتِ وصال مختلف محدثین کی موجودگی میں آپ نے آخری کلام جو ادا کیا وہ کلمہ طیبہ تھا' آپ کا وصال 264 ہجری میں بمقام رے میں پیش آیا اور وہیں سپردِ خاک ہوئے۔(مقدمہ الجرح والتعدیل جلد 1 صفحہ 339)(تہذیب التہذیب جلد 7 صفحہ 30)(تذکرۃ الحفاظ للذھبی جلد 2 صفحہ 124)(تاریخ بغداد للخطیب جلد 10 صفحہ 330)

ز۔۔۔صحابیات

(۱) زینب بنت جحش:

یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت امیمہ بنت عبدالمطلب کی صاحبزادی ہیں۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا نکاح کرادیا تھا مگر چونکہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا خاندانِ قریش کی ایک بہت ہی شاندار خاتون تھیں اور حسن و جمال میں بھی یہ خاندانِ قریش کی بے مثال

عورت تھیں اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آزاد کر کے اپنا متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) بنا لیا تھا مگر پھر بھی چونکہ وہ پہلے غلام تھے اس لئے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان سے خوش نہیں تھیں اور اکثر میاں بیوی میں ان بن رہا کرتی تھی یہاں تک کہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو طلاق دے دی۔ اس واقعہ سے فطری طور پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب نازک پر صدمہ گزرا۔ چنانچہ جب ان کی عدت گزر گئی تو محض حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دلجوئی کے لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس اپنے نکاح کا پیغام بھیجا۔ روایت ہے کہ یہ پیغام بشارت سن کر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دو رکعت نماز ادا کی اور سجدہ میں سر رکھ کر یہ دعا مانگی کہ خداوندا! تیرے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے نکاح کا پیغام دیا ہے اگر میں تیرے نزدیک ان کی زوجیت میں داخل ہونے کے لائق عورت ہوں تو یا اللہ! عزوجل تو ان کے ساتھ میرا نکاح فرما دے ان کی یہ دعا فوراً ہی قبول ہوگئی اور یہ آیت نازل ہوگئی کہ

فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا پ ۲۲، الاحزاب: ۳۷

جب زید نے اس سے حاجت پوری کر لی (زینب کو طلاق دے دی اور عدت گزر گئی) تو ہم نے اس (زینب) کا آپ کے ساتھ نکاح کر دیا۔ (احزاب)

اس آیت کے نزول کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ کون ہے جو زینب کے پاس جائے اور اس کو یہ خوشخبری سنائے کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح اس کے ساتھ فرما دیا ہے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک خادمہ دوڑتی ہوئی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچیں اور یہ آیت سنا کر خوشخبری دی۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس بشارت سے اس قدر خوش ہوئیں کہ اپنا زیور اتار کر اس خادمہ کو انعام میں دے دیا اور خود سجدہ میں گر پڑیں اور اس نعمت کے شکریہ میں دو ماہ لگاتار روزہ دار رہیں۔

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بعد ناگہاں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں تشریف لے گئے انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بغیر خطبہ اور بغیر گواہ کے آپ نے میرے ساتھ نکاح فرما لیا؟ ارشاد فرمایا کہ تیرے ساتھ میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے کر دیا ہے اور حضرت جبریل علیہ السلام اور دوسرے فرشتے اس نکاح کے گواہ ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے نکاح پر جتنی بڑی دعوت ولیمہ فرمائی اتنی بڑی دعوت ولیمہ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں سے کسی کے نکاح کے موقع پر بھی نہیں فرمائی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح کی دعوت ولیمہ میں تمام صحابہ کرام کو نان و گوشت کھلایا۔

ان کے فضائل ومناقب میں چند احادیث بھی مروی ہیں۔ چنانچہ روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ میری وفات کے بعد تم ازواجِ مطہرات میں سے میری وہ بیوی سب سے پہلے وفات پا کر مجھ سے آن ملے گی جس کا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا ہے۔ یہ سن کر تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک لکڑی سے اپنا ہاتھ ناپا تو حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا نکلا لیکن جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں سے سب سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وفات پائی تو اس وقت لوگوں کو پتا چلا کہ ہاتھ لمبا ہونے سے مراد کثرت سے صدقہ دینا تھا۔ کیونکہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے ہاتھ سے کچھ دستکاری کا کام کرتی تھیں اور اس کی آمدنی فقراء ومساکین پر صدقہ کر دیا کرتی تھیں۔

ان کی وفات کی خبر جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچی تو انہوں نے کہا کہ ہائے ایک قابل تعریف عورت جو سب کے لئے نفع بخش تھی اور یتیموں اور بوڑھی عورتوں کا دل خوش کرنے والی تھی آج دنیا سے چلی گئی، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے بھلائی اور سچائی میں اور رشتہ داروں کے ساتھ مہربانی کے معاملہ میں حضرت زینب سے بڑھ کر کسی عورت کو نہیں دیکھا۔

منقول ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اکثر یہ کہا کرتی تھیں کہ مجھ کو خداوند تعالیٰ نے ایک ایسی فضیلت عطا فرمائی ہے جو ازواجِ مطہرات میں سے کسی کو بھی نصیب نہیں ہوئی کیونکہ تمام ازواجِ مطہرات کا نکاح تو ان کے باپ داداؤں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کیا لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے کر دیا۔

انہوں نے گیارہ حدیثیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کی ہیں جن میں سے دو حدیثیں بخاری ومسلم دونوں کتابوں میں مذکور ہیں۔ باقی نو حدیثیں دوسری کتب احادیث میں لکھی ہوئی ہیں۔

منقول ہے کہ جب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کا حال امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے حکم دے دیا کہ مدینہ کے ہر کوچہ وبازار میں یہ اعلان کر دیا جائے کہ تمام اہل مدینہ اپنی مقدس ماں کی نمازِ جنازہ کے لئے حاضر ہو جائیں۔ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود ہی ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور یہ جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔ ۲۰ھ یا ۲۱ھ میں ۵۳ برس کی عمر پا کر مدینہ منورہ میں دنیا سے رخصت ہوئیں۔

(مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم، ج ۲، ص ۴۷۶، ۴۷۹)

روایت ہے حضرت ام حبیبہ اور زینب بنت جحش سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرماتے ہیں نہیں حلال کسی ایسی عورت کو جو اللہ وقیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے سوائے خاوند کے اس پر چار ماہ دس دن (مسلم، بخاری)

(۲) زینب بنت عبداللہ:

روایت ہے عبداللہ ابن مسعود کی بیوی زینب سے کہ عبداللہ نے میری گردن میں دھاگہ دیکھا تو فرمایا یہ کیا میں بولی کہ یہ دھاگہ ہے جس میں دم کیا گیا ہے فرماتی ہیں کہ آپ نے اسے لے کر توڑ دیا پھر فرمایا اے عبداللہ کے گھر والو تم شرک سے بے نیاز ہو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ دم تعویذات اور جادو شرک ہے تو میں نے کہا کہ آپ یہ کیوں کہتے ہیں میری آنکھ کھٹکتی تھی اور میں فلاں یہودی کے پاس آجاتی تھی تو جب وہ اسے دم کر دیتا تھا تو ٹھہر جاتی تھی تب عبداللہ نے کہا کہ یہ شیطانی کام ہی تھا وہ آنکھ میں اپنے ہاتھ سے چھوتا تھا پھر جب دم کیا جاتا تو ٹھہر جاتا تھا تمہیں یہ کافی تھا کہ کہہ لیتی جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے اے لوگوں کے رب تکلیف دور کر دے اور شفاء دے تو ہی شفا دینے والا ہے نہیں ہے شفاء مگر تیری شفاء وہ شفاء دے جو بیماری نہ چھوڑے (ابوداؤد)

(۳) زینب بنت ابی سلمہ:

روایت ہے حضرت زینب بنت ابی سلمہ سے فرماتی ہیں کہ میرا نام برہ رکھا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خود اپنی صفائیاں نہ دو تم میں سے بھلائی والے کو اللہ جانتا ہے اس کا نام زینب رکھو (مسلم)

ز ۔۔۔ تابعیات

(۱) زینب بنت کعب:

روایت ہے حضرت زینب بنت کعب سے کہ فریعہ بنت مالک ابن سنان جو ابوسعید خدری کی بہن ہیں انہوں نے انہیں خبر دی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں آپ سے اپنے گھر لوٹ جانے کے متعلق پوچھتی تھیں جو بنی خدرہ میں تھا کیونکہ ان کے خاوند اپنے بھاگے ہوئے غلاموں کے پیچھے گئے غلاموں نے انہیں قتل کر دیا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں اپنے گھر لوٹ جاؤں کیونکہ میرے خاوند نے مجھے کسی ایسے گھر میں نہ چھوڑا جس کا وہ مالک ہو نہ خرچہ میں فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاں چنانچہ میں لوٹ گئی حتی کہ جب میں حجرہ یا مسجد میں پہنچی تو مجھے بلایا اور فرمایا اپنے گھر میں رہو حتی کہ قرآنی حکم اپنی معیاد کو پہنچ جائے فرماتی ہیں کہ میں نے اسی گھر میں چار ماہ دس دن عدت گزاری (مالک، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی)

☆☆☆☆☆

س۔۔۔صحابہ کرام

(۱) سعد ابن ابی وقاص:

ان کی کنیت ابو اسحاق ہے اور خاندان قریش کے ایک بہت ہی نامور شخص ہیں جو مکہ مکرمہ کے رہنے والے ہیں۔ یہ ان خوش نصیبوں میں سے ایک ہیں جن کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جنت کی بشارت دی۔ یہ ابتدائے اسلام ہی میں جبکہ ابھی ان کی عمر سترہ برس کی تھی دامن اسلام میں آگئے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ ساتھ تمام معرکوں میں حاضر رہے۔ یہ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کفار پر تیر چلایا اور ہم لوگوں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ رہ کر اس حال میں جہاد کیا کہ ہم لوگوں کے پاس سوائے ببول کے پتوں اور ببول کی پھلیوں کے کوئی کھانے کی چیز نہ تھی۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، حرف السین، فصل فی الصحابۃ، ص۵۹۶ ملتقطاً ومعرفۃ الصحابۃ، معرفۃ سعد بن ابی وقاص۔۔۔الخ، الحدیث:۵۲۵، ج۱، ص۱۴۵)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خاص طور پر ان کے لئے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ سَدِّدْ سَھْمَہٗ وَاَجِبْ دَعْوَتَہٗ

(کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، سعد بن ابی وقاص۔۔۔الخ، الحدیث:۳۶۶۴۰، ج۷، الجزء ۱۳، ص۹۲)

(اے اللہ! عزوجل ان کے تیر کے نشانہ کو درست فرمادے اور ان کی دعا کو مقبول فرما)

خلافت راشدہ کے زمانے میں بھی یہ فارس اور روم کے جہادوں میں سپہ سالار رہے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ان کو کوفہ کا گورنر مقرر فرمایا پھر اس عہدہ سے معزول کر دیا اور یہ برابر جہادوں میں کفار سے کبھی سپاہی بن کر اور کبھی اسلامی لشکر کے سپہ سالار بن کر لڑتے رہے۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المؤمنین ہوئے تو انہوں نے دوبارہ انہیں کوفہ کا گورنر بنا دیا۔ یہ مدینہ منورہ کے قریب مقام عقیق میں اپنا ایک گھر بنا کر اس میں رہتے تھے اور ۵۵ھ میں جبکہ ان کی عمر شریف پچھتر برس کی تھی اسی مکان کے اندر وصال فرمایا۔ آپ نے وفات سے پہلے یہ وصیت فرمائی تھی کہ میرے کفن میں میرا اون کا وہ پرانا جبہ ضرور پہنایا جائے جس کو پہن کر میں نے جنگ بدر میں کفار سے جہاد کیا تھا چنانچہ وہ جبہ آپ کے کفن میں شامل کیا گیا۔ لوگ فرط عقیدت سے آپ کے جنازے کو کندھوں پر اٹھا کر مقام عقیق سے مدینہ منورہ لائے اور حاکم مدینہ مروان بن الحکم نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں آپ کی قبر منور بنائی۔

عشرہ مبشرہ یعنی جنت کی خوشخبری پانے والے دس صحابیوں میں سے یہی سب سے اخیر میں دنیا سے تشریف لے گئے

اوران کے بعد دنیا عشرہ مبشرہ کے ظاہری وجود سے خالی ہوگئی مگر زمانہ ان کی برکات سے ہمیشہ ہمیشہ مستفیض ہوتا رہے گا۔

(اسد الغابۃ، سعد بن مالک القرشی، ج ۲، ص ۴۳۴، ۷۴۳۴ ملتقطاً وملخصاً)

کرامات

آپ کی کرامتوں میں سے چند کرامات مندرجہ ذیل ہیں:

بدنصیب بوڑھا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کوفہ کے کچھ لوگ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایات لے کر امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربارِ خلافت مدینہ منورہ میں پہنچے۔ حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان شکایات کی تحقیقات کے لیے چند معتمد صحابیوں رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کوفہ بھیجا اور یہ حکم فرمایا کہ کوفہ شہر کی ہر مسجد کے نمازیوں سے نماز کے بعد یہ پوچھا جائے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسے آدمی ہیں؟ چنانچہ تحقیقات کرنے والوں کی اس جماعت نے جن جن مسجدوں میں نمازیوں کو قسم دے کر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں دریافت کیا تو تمام مسجدوں کے نمازیوں نے ان کے بارے میں کلمہ خیر کہا اور مدح وثناء کی مگر ایک مسجد میں فقط ایک آدمی جس کا نام ابوسعدہ تھا اس نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تین شکایات پیش کیں اور کہا: لَا یَقْسِمُ بِالسَّوِیَّةِ وَلَا یَسِیْرُ بِالسَّرِیَّةِ وَلَا یَعْدِلُ فِی الْقَضِیَّةِ (یعنی یہ مال غنیمت برابری کے ساتھ تقسیم نہیں کرتے اور خود لشکروں کے ساتھ جہاد میں نہیں جاتے اور مقدمات کے فیصلوں میں عدل نہیں کرتے)

یہ سن کر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً ہی یہ دعا مانگی: اے اللہ! اگر یہ شخص جھوٹا ہے تو اس کی عمر لمبی کردے اور اس کی محتاجی کو دراز کردے اور اس کو فتنوں میں مبتلا کردے۔ عبدالملک بن عمیر تابعی کا بیان ہے کہ اس دعا کا میں نے یہ اثر دیکھا کہ ابوسعدہ اس قدر بوڑھا ہو چکا تھا کہ بڑھاپے کی وجہ سے اس کی دونوں بھویں اس کی دونوں آنکھوں پر لٹک پڑی تھیں اور وہ دربدر بھیک مانگ کر انتہائی فقیری اور محتاجی کی زندگی بسر کرتا تھا اور اس بڑھاپے میں بھی وہ راہ چلتی ہوئی جوان جوان لڑکیوں کو چھیڑتا تھا اور ان کے بدن میں چٹکیاں بھرتا رہتا تھا اور جب کوئی اس سے اس کا حال پوچھتا تھا تو وہ کہا کرتا تھا کہ میں کیا بتاؤں؟ میں ایک بڈھا ہوں جو فتنوں میں مبتلا ہوں کیونکہ مجھ کو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بددعا لگ گئی ہے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء۔۔۔ الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ۔۔۔ الخ، ص ۶۱۵)

دشمن صحابہ کا انجام

ایک شخص حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں گستاخی وبے ادبی کے الفاظ بکنے لگا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم اپنی اس خبیث حرکت سے باز رہو ورنہ میں تمہارے لئے بددعا کردوں گا۔ اس گستاخ وبے باک نے کہہ دیا کہ مجھے آپ کی بددعا کی کوئی پرواہ نہیں۔ آپ کی بددعا سے میرا کچھ بھی نہیں بگڑ سکتا۔ یہ سن کر آپ کو جلال آگیا اور آپ نے اس وقت یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! عزوجل اگر اس شخص نے تیرے پیارے نبی کے پیارے صحابیوں کی توہین کی ہے تو آج ہی اس کو اپنے قہر وغضب کی نشانی دکھادے تاکہ دوسروں کو اس سے عبرت حاصل ہو۔ اس دعا کے بعد جیسے ہی وہ شخص مسجد سے باہر نکلا تو بالکل ہی اچانک ایک پاگل اونٹ کہیں سے دوڑتا ہوا آیا اور اس کو دانتوں سے پچھاڑ دیا اور اس کے اوپر بیٹھ کر اس کو اس قدر زور سے دبایا کہ اس کی پسلیوں کی ہڈیاں چور چور ہوگئیں اور وہ فوراً ہی مرگیا۔ یہ منظر دیکھ کر لوگ دوڑ دوڑ کر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مبارک باد دینے لگے کہ آپ کی دعا مقبول ہوگئی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا دشمن ہلاک ہوگیا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ماجاء فی دعاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لسعد بن ابی وقاص...الخ، ج۶، ص۱۹۰) (حجۃ اللہ علی العالمین، ج۲، ص۸۶۶)

گستاخ کی زبان کٹ گئی

جنگ قادسیہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلامی لشکروں کے سپہ سالار تھے لیکن آپ زخموں سے نڈھال تھے اس لئے میدان جنگ میں نکل کر جنگ نہیں کرسکے بلکہ سینے کے نیچے ایک تکیہ رکھ کر اور پیٹ کے بل لیٹ کر فوجوں کی کمان کرتے رہے۔ بڑی خونریز اور گھمسان کی جنگ کے بعد جب مسلمانوں کی فتح مبین ہوگئی تو ایک مسلمان سپاہی نے یہ گستاخی اور بے ادبی کی کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نکتہ چینی کرتے ہوئے ان کی شان میں ہجو اور بے ادبی کے اشعار لکھ ڈالے جو یہ ہیں:

نُقَاتِلُ حَتّٰی یُنْزِلَ اللّٰہُ نَصْرَہٗ

وَسَعْدٌ بِبَابِ الْقَادِسِیَّةِ مُعْصَمٗ

(ہم لوگ جنگ کرتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی مدد نازل فرمادیتا ہے اور حضرت سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا یہ حال ہے کہ وہ قادسیہ کے پھاٹک پر محفوظ ہوکر بیٹھے ہی رہتے ہیں۔)

فَاُبْنَا وَقَدْ اٰمَتْ نِسَاءٌ کَثِیْرَۃٌ

وَنِسْوَۃُ سَعْدٍ لَیْسَ فِیْهِنَّ اَیِّمٗ

(ہم جب جنگ سے واپس آئے تو بہت سی عورتیں بیوہ ہوچکیں تھیں لیکن سعد کی کوئی بیوی بھی بیوہ نہیں ہوئی۔)

اس دل خراش ہجو سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب نازک پر بڑی زبردست چوٹ لگی اور آپ نے اس طرح دعا مانگی کہ یااللہ! عزوجل اس شخص کی زبان اور ہاتھ کو میری ہجو کرنے سے روک دے۔ آپ کی زبان سے ان کلمات کا نکلنا تھا کہ یکایک کسی نے اس گستاخ سپاہی کو اس طرح تیر مارا کہ اس کی زبان کٹ کر گر پڑی اور اس کا ہاتھ بھی کٹ گیا اور وہ شخص ایک لفظ بھی نہ بول سکا اس کا دم نکل گیا۔

(البدایۃ والنھایۃ، سنۃ اربع عشرۃ من الھجرۃ، غزوۃ القادسیۃ، ج۵، ص۱۱۳ ملتقطاً) (وثم دخلت سنۃ اربع وخمسین، ذکر توفی فیھا۔۔۔الخ، ج۵، ص۵۷۲۔۵۷۳ ملتقطاً) (ودلائل النبوۃ لابی نعیم، اجابۃ الدعوۃ، اللھم کف لسانہ۔۔۔الخ، ج۲، ص۱۲۱)

چہرہ پیٹھ کی طرف ہوگیا

ایک عورت کی یہ عادت بدتھی کہ وہ ہمیشہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں جھانک جھانک کر آپ کے گھریلو حالات کی جستجو وتلاش کیا کرتی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بار بار اس کو سمجھایا اور منع کیا مگر وہ کسی طرح باز نہیں آئی۔ یہاں تک کہ ایک دن نہایت جلال میں آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکل پڑے کہ تیرا چہرہ بگڑ جائے ان لفظوں کا یہ اثر ہوا کہ اس عورت کی گردن گھوم گئی اور اس کا چہرہ پیٹھ کی طرف ہوگیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء۔۔۔الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ۔۔۔الخ، ص۶۱۶)

ایک خارجی کی ہلاکت

ایک گستاخ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی دی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر رنج وغم میں ڈوب گئے اور جوش میں آکر یہ دعا کردی کہ یااللہ! عزوجل اگر یہ تیرے اولیاء میں سے ایک ولی کو گالیاں دے رہا ہے تو اس مجلس کے برخاست ہونے سے قبل ہی اس شخص کو اپنا قہر وغضب دکھادے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان اقدس سے اس دعا کا نکلنا تھا کہ اس مردود کا گھوڑا بدک گیا اور وہ پتھروں کے ڈھیر میں منہ کے بل گر پڑا اور اس کا سر پاش پاش ہوگیا جس سے وہ ہلاک ہوگیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء۔۔۔الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ۔۔۔الخ، ص۶۱۶)

ساٹھ ہزار کا لشکر دریا میں

جنگ فارس میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلامی لشکر کے سپہ سالار تھے۔ دوران سفر راستہ میں

دریائے دجلہ کو پار کرنے کی ضرورت پیش آ گئی اور کشتیاں موجود نہیں تھیں۔ آپ نے لشکر کو دریا میں چل دینے کا حکم دے دیا اور خود سب سے آگے آگے آپ یہ دعا پڑھتے ہوئے دریا پر چلنے لگے نَسْتَعِیْنُ بِاللّٰہِ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَحَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ لوگ آپس میں بلا جھجک ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہوئے گھوڑوں والے گھوڑوں پر سوار، اونٹوں والے اونٹوں پر سوار، پیدل چلنے والے پا پیادہ اپنے اپنے سامانوں کے ساتھ دریا پر اس طرح چلنے لگے جس طرح میدانوں میں قافلے گزرتے رہتے ہیں۔ عثمان نہدی تابعی کا بیان ہے کہ اس موقع پر ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیالہ دریا میں گر پڑا تو دریا کی موجوں نے اس پیالہ کو کنارے پر پہنچا دیا اور ان کو ان کا پیالہ مل گیا۔ اس لشکر کی تعداد ساٹھ ہزار پا پیادہ اور سوار کی تھی۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم، الفصل التاسع والعشرون، عبور سعد بن ابی وقاص العسکر۔۔۔ الخ، ج ۲، ص ۲۴۲۔۲۴۳ ملخصاً)

نعرۂ تکبیر سے زلزلہ

جنگ قادسیہ میں فتح حاصل ہو جانے کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حمص پر چڑھائی کی یہ رومیوں کا بہت ہی مضبوط قلعہ تھا۔ بادشاہ روم نے اس شہر کی حفاظت کے لیے بہت ہی زبردست فوج بھیجی تھی مگر جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شہر کے قریب پہنچے تو آپ نے اپنے لشکر کو حکم فرمایا: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کا بلند آواز سے نعرہ ماریں چنانچہ جب پوری فوج نے ایک ساتھ نعرہ مارا تو اس شہر میں اس زور کا زلزلہ آ گیا کہ تمام عمارتیں ہلنے لگیں۔ پھر دوسری مرتبہ نعرہ مارا تو قلعہ اور شہر کی دیواریں گرنے لگیں اور رومی فوج پر ایسی دہشت سوار ہو گئی کہ وہ ہتھیار بھی نہ اٹھا سکی بلکہ ایک گراں قدر رقم بطور جزیہ کے دے کر رومیوں نے مسلمانوں سے صلح کر لی۔

(ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم، اما مآثر فاروق اعظم، ج ۳، ص ۲۱۳)

عمر دراز ہو گئی

ایک شخص نہایت ہی خطرناک اور جان لیوا بیماری میں مبتلا ہو کر اپنی زندگی سے ناامید ہو چکا تھا۔ وہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا اور رو رو کر فریاد کرنے لگا: اے صحابی رسول! میرے بچے ابھی بہت ہی چھوٹے ہیں میرے مرنے کے بعد ان کی پرورش کرنے والا مجھے کوئی نظر نہیں آتا لہٰذا آپ یہ دعا کر دیجئے کہ ان بچوں کے بالغ ہونے تک زندہ رہوں۔ آپ کو اس مریض کے حال زار پر رحم آ گیا اور آپ نے اس کی تندرستی اور سلامتی کے لئے دعا کر دی تو وہ شخص شفایاب ہو گیا اور بیس برس تک زندہ رہا حالانکہ کسی کو بھی امید نہیں تھی کہ وہ اس بیماری

سے بچ کر زندہ رہ سکے گا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ...الخ، ص ٦١٦)

حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر جنت کی چیزوں میں سے ناخن برابر کوئی چیز ظاہر ہو جائے تو آسمان وزمین کے اطراف وجوانب اس سے آراستہ ہو جائیں۔

(ترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ والنار، رقم الحدیث ٢٥٤٧، ج ٤، ص ٢٤١)

حضرتِ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر جنتیوں میں سے کوئی شخص (دنیا کی طرف) جھانکے اور اس کے کنگن ظاہر ہو جائیں تو اس کی روشنی سورج کی روشنی کو مٹا دے جیسے کہ ستاروں کی روشنی کو سورج مٹا دیتا ہے۔ (ترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ، رقم الحدیث ٢٥٤٧، ج ٤، ص ٢٤١)

حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے انہیں ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل کی رضا کے لئے تُو جتنا بھی خرچ کرتا ہے تجھے اس کا اجر دیا جائے گا حتی کہ جو لقمہ تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو اس کا بھی اجر ملے گا۔

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب رثی النبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم الحدیث ١٢٩٥، ج ١، ص ٤٣٨)

حضرتِ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال، دافعِ رنج وملال، صاحبِ جُودونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا، حضرتِ سیدنا ذوالنون (حضرتِ سیدنا یونس علیہ السلام) نے مچھلی کے پیٹ میں یہ دعا مانگی لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿﴾ (ترجمہ کنزالایمان، کوئی معبود نہیں سوا تیرے پاکی ہے تجھ کو بے شک مجھ سے بے جا ہوا (پ ١٧، انبیاء، ٨٧) لہٰذا جو مسلمان اس دعا کے وسیلے سے جو کچھ مانگے گا اس کی دعا قبول کی جائے گی۔

(ترمذی، کتاب الدعوات، باب (١٥) رقم ٣٥١٦، ج ٥، ص ٣٠٢)

(٢) سعد ابن معاذ:

حضرت سعد بن معاذ بن النعمان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ مدینہ منورہ کے رہنے والے بہت ہی جلیل القدر صحابی ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مدینہ منورہ تشریف لے جانے سے پہلے ہی حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ بھیج دیا کہ وہ مسلمانوں کو اسلام کی تعلیم دیں اور غیر مسلموں میں اسلام کی تبلیغ کرتے رہیں۔ چنانچہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تبلیغ سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دامن اسلام میں آگئے اور خود اسلام قبول کرتے ہی یہ اعلان فرما دیا کہ میرے قبیلہ بنو عبدالاشہل کا جو مرد یا عورت اسلام سے منہ موڑے گا میرے لئے

حرام ہے کہ میں اس سے کلام کروں۔آپ کا یہ اعلان سنتے ہی قبیلہ بنوعبدالاشہل کا ایک ایک بچہ دولت اسلام سے مالا مال ہوگیا۔اس طرح آپ کا مسلمان ہوجانا مدینہ منورہ میں اشاعت اسلام کے لیے بہت ہی بابرکت ثابت ہوا۔

(اسد الغابۃ،سعد بن معاذ،ج ۲،ص ۴۴۱)

کرامات

جنازہ میں ستر ہزار فرشتے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ سعد بن معاذ کی موت سے عرش الٰہی ہل گیا اور ستر ہزار فرشتے ان کے جنازہ میں شریک ہوئے۔(شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ، غزوۃ بنی قریظۃ،ج ۳،ص ۹۲ وحجۃ اللہ علی العالمین،الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ،المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ...الخ،ص ۶۱۷)

مٹی مشک بن گئی

محمد بن شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کی مٹی ہاتھ میں لی تو اس میں سے مشک کی خوشبو آنے لگی اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب ان کی قبر کھودی گئی تو اس میں سے خوشبو آنے لگی جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے سبحان اللہ! سبحان اللہ! فرمایا اور مسرت کے آثار آپ کے رخسار انور پر نمودار ہوگئے۔(شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ،غزوۃ بنی قریظۃ،ج ۳،ص ۹۸-۹۹)

فرشتوں سے خیمہ بھر گیا

حضرت سلمہ بن اسلم بن حریش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیمہ میں داخل ہوئے تو وہاں کوئی بھی آدمی موجود نہ تھا مگر پھر بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم لمبے لمبے قدم رکھ کر پھلانگتے ہوئے خیمہ میں تشریف لے گئے اور ان کی لاش کے پاس تھوڑی دیر ٹھہر کر باہر تشریف لائے۔میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ خیمہ میں لمبے لمبے قدم کے ساتھ پھلانگتے ہوئے داخل ہوئے حالانکہ خیمہ میں کوئی شخص بھی موجود نہ تھا۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خیمہ میں اس قدر فرشتوں کا ہجوم تھا کہ وہاں قدم رکھنے کی جگہ نہ تھی اس لئے میں نے فرشتوں کے بازوؤں کو بچا بچا کر قدم رکھا۔(حجۃ اللہ علی العالمین،الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ،المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ...الخ،ص ۶۱۷)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ خندق میں زخمی ہو گئے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے مسجدِ نبوی میں ایک خیمہ گاڑا اور ان کا علاج شروع کیا۔ خود اپنے دستِ مبارک سے دو مرتبہ ان کے زخم کو داغا یہاں تک کہ ان کا زخم بھرنے لگا۔ لیکن انہوں نے شوقِ شہادت میں خداوند تعالیٰ سے یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! عزوجل تو جانتا ہے کہ مجھے کسی قوم سے جنگ کرنے کی اتنی تمنا نہیں ہے جتنی کفارِ قریش سے لڑنے کی تمنا ہے جنہوں نے تیرے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلایا اور ان کو وطن سے نکالا۔ اے اللہ! عزوجل میرا تو یہی خیال ہے کہ اب تو نے ہمارے اور کفارِ قریش کے درمیان جنگ کا خاتمہ کر دیا ہے لیکن اگر ابھی کفارِ قریش سے کوئی جنگ باقی رہ گئی ہو جب تو مجھے زندہ رکھ تاکہ میں تیری راہ میں ان کافروں سے جنگ کروں اور اگر اب ان لوگوں سے کوئی جنگ باقی نہ رہ گئی ہو تو تو میرے اس زخم کو پھاڑ دے اور اسی زخم میں تو مجھے شہادت کی موت عطا فرما دے۔

خدا عزوجل کی شان کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا ختم ہوتے ہی بالکل اچانک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زخم پھٹ گیا اور خون بہنے لگا۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔ الخ، الحدیث: ۴۱۲۲، ج۳، ص۵۶)

سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت سے عرشِ رحمٰن عزّ وجلّ فرحت وشادمانی سے جھوم اُٹھا۔ (صحیح البخاری: کتاب مناقب الانصار، باب ، مناقب سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ج ۲ ص ۵۶۰ رقم الحدیث ۳۸۰۳ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(۳) سعد ابن خولہ:

ہم سے امام حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھے عامر بن سعد بن ابی وقاص نے خبر دی اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں مکہ مکرمہ میں (حجۃ الوداع میں) بیمار پڑ گیا اور موت کے قریب پہنچ گیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس بہت زیادہ مال ہے اور ایک لڑکی کے سوا اس کا کوئی وارث نہیں تو کیا مجھے اپنے مال کے دو تہائی حصہ کا صدقہ کر دینا چاہئے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں۔ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا پھر آدھے کا کر دوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے عرض کیا ایک تہائی کا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ گو تہائی بھی بہت ہے، اگر تم اپنے بچوں کو مالدار چھوڑو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں تنگدست چھوڑو اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلا پھریں اور تم جو بھی خرچ کرو گے اس پر تمہیں ثواب ملے گا یہاں تک کہ اس لقمہ پر بھی ثواب ملے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ میں رکھو گے۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں اپنی ہجرت میں پیچھے رہ جاؤں گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد تم پیچھے رہ بھی گئے تب بھی جو عمل تم کرو گے اور اس سے اللہ کی خوشنودی مقصود ہوگی تو اس کے

ذریعہ درجہ ومرتبہ بلند ہوگا اور غالباً تم میرے بعد زندہ رہو گے اور تم سے بہت سے لوگوں کو فائدہ ہوگا اور بہتوں کو نقصان پہنچے گا۔ قابل افسوس تو سعد ابن خولہ ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں اس لئے افسوس کا اظہار کیا کہ (ہجرت کے بعد اتفاق سے) ان کی وفات مکہ مکرمہ میں ہی ہوگئی۔ سفیان نے بیان کیا کہ سعد ابن خولہ رضی اللہ عنہ بنی عامر بن لوی کے ایک آدمی تھے۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر:6733 کتاب الفرائض)

(۴) سعد ابن عبادہ:

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوکر عرض کی یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میری والدہ محترمہ فوت ہوگئی ہیں لہٰذا کون سا صدقہ افضل ہے؟ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: پانی۔ تو انہوں نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا: ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ یعنی یہ کنواں سعد کی والدہ ماجدہ (کے ایصالِ ثواب) کے لئے ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب فی فضل سقی الماء، الحدیث: ۱۶۸۱، ج۲، ص ۱۸۰)

حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جو شخص قرآن پڑھے اور پھر اسے بھلا دے وہ قیامت کے دن اللہ عزوجل سے کوڑھی ہوکر ملے گا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الوتر، باب التشدید فیمن حفظ القرآن ثم نسیہ، الحدیث: ۱۴۷۴، ج۲، ص ۱۰۷)

(۵) سعید بن ربیع الحرشی:

آپ سعید بن ربیع الحرشی العامری، ابوزید الہروی البصری ہیں، آپ کے شیوخ میں سعید بن ابی عروبہ، شعبہ بن الحجاج، شیخ عبدالقدوس بن حبیب شامی اور ہشام الدستوائی قابلِ ذکر ہیں جبکہ آپ سے روایتِ حدیث لینے والوں میں امام بخاری، ابراہیم بن محمد بن عرعرۃ، احمد بن سعید بن صخر، حجاج بن الشاعر، ابوقلابہ، محمد بن عبدالملک الدقیقی، محمد بن عیسیٰ الزجاج اور محمد بن یونس الکدیمی شامل ہیں۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ روایتِ حدیث میں ثقہ ہیں۔ امام ابوحاتم فرماتے ہیں کہ سچے ہیں، آپ سے امام مسلم، امام ترمذی اور امام نسائی نے بھی احادیث لیں۔ امام بخاری کے مطابق آپ کا وصال 21 ہجری میں ہوا۔ (تاریخ الکبیر للبخاری جلد 3 صفحہ 157، رقم الحدیث: 1572) (کتاب الکنی للامام مسلم صفحہ 96) (رجال صحیح مسلم لابن منجویہ صفحہ 58) (تہذیب التہذیب للخزرجی جلد 2 صفحہ 18) (نہایۃ السول صفحہ 115)

(۶) سعید ابن زید:

یہ بھی عشرہ مبشرہ یعنی ان دس صحابیوں رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ہیں جن کو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جنتی ہونے کی خوشخبری سنائی ہے۔ یہ خاندان قریش میں سے ہیں اور زمانہ جاہلیت کے مشہور موحد زید بن عمرو بن نفیل کے فرزند اور امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہنوئی ہیں یہ جب مسلمان ہوئے تو ان کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسی سے باندھ کر مارا اور ان کے گھر میں جا کر ان کو اور اپنی بہن فاطمہ بنت الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی مارا مگر یہ دونوں استقامت کا پہاڑ بن کر اسلام پر ثابت قدم رہے۔ جنگ بدر میں ان کو اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ابوسفیان کے قافلہ کا پتا لگانے کے لیے بھیج دیا تھا اس لئے یہ جنگ بدر کے معرکہ میں حصہ نہ لے سکے مگر اس کے بعد کی تمام لڑائیوں میں یہ شمشیر بکف ہو کر کفار سے ہمیشہ جنگ کرتے رہے۔ گندمی رنگ ، بہت ہی دراز قد، خوبصورت اور بہادر جوان تھے۔ تقریباً [illegible] ستر برس کی عمر پا کر مقام عقیق میں وصال فرمایا اور لوگوں نے آپ کے جنازہ مبارکہ کو مدینہ منورہ لا کر آپ [illegible] میں دفن کیا۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، حرف السین، فصل فی الصحابۃ، ص ۵۹۶ و الاستیعاب، باب حرف السین، سعید بن زید بن [illegible] سد الغابۃ، عمر بن الخطاب، ج ۴، ص ۱۵۸-۱۵۹)

کنواں قبر بن گیا

ایک عورت جس کا نام اروی بنت اویس تھا اس نے ان کے اوپر حاکم مدینہ مروان بن الحکم کی کچہری میں یہ دعویٰ دائر کر دیا کہ انہوں نے میری ایک زمین لے لی ہے۔ مروان نے جب ان سے جواب طلب کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے جب رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کسی کی بالشت برابر بھی زمین لے لے گا تو قیامت کے دن اس کو ساتوں زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا تو اس حدیث کو سن لینے کے بعد بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ میں کسی کی زمین لے لوں گا۔ آپ کا جواب سن کر مروان نے کہا: اے عورت! اب میں تجھ سے کوئی گواہ طلب نہیں کروں گا، جا تو اس زمین کو لے لے۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فیصلہ سن کر یہ دعا مانگی: یا اللہ! عزوجل اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اندھی ہو جائے اور اسی زمین پر مرے۔ چنانچہ اس کے بعد یہ عورت اندھی ہو گئی۔ محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بیان ہے کہ میں نے اس عورت کو دیکھا ہے کہ وہ اندھی ہو گئی تھی اور دیواریں پکڑ کر ادھر ادھر چلتی پھرتی تھی یہاں تک کہ وہ ایک دن اسی زمین کے ایک کنوئیں میں گر کر مر گئی اور کسی نے اس کو نکالا بھی نہیں اس لئے وہی کنواں اس کی قبر بن گیا اور ایک اللہ والے کی دعا کی مقبولیت کا جلوہ نظر آ گیا۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب احوال القیامۃ وبدء الخلق، الحدیث: ۵۹۵۳، ج۲، ص۴۰۱ وحجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ...الخ ص۶۱۶)

دافعِ رنج وملال، صاحبِ جودونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے بالشت بھر زمین ناحق چھین لی اُسے 7 زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند سعید بن زید بن عمرو بن نفیل، الحدیث: ۱۶۴۰، ج۱، ص۳۹۹)

حضرت سیدنا سَعِید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ بے شک سود سے بڑا گناہ مسلمان کی ناحق بے عزتی کرنا ہے اور بیشک یہ رشتہ داری رحمن عزوجل کی طرف سے ایک پیچیدہ ٹہنی ہے لہذا جو اس سے تعلق توڑے گا اللہ عزوجل اس پر جنت کو حرام فرمادے گا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند سعید بن زید، رقم ۱۶۵۱، ج۱، ص۴۰۲)

(۷) سعید ابن حریث

روایت ہے حضرت سعید ابن حریث سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تم میں سے جو بھی گھر یا زمین بیچے وہ اس لائق ہے کہ اسے برکت نہ دی جائے مگر یہ کہ وہ پیسہ اس کی مثل میں لگائے (ابن ماجہ، دارمی)

(۸) سعید ابن عاص:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، سیدنا سعید بن عاص رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابان بن سعید بن عاص کو مدینہ منورہ سے نجد کی جانب ایک جہادی مہم پر روانہ کیا۔ پس ابان بن سعید اور اس کے ساتھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خیبر میں پہنچے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو فتح کر لیا تھا۔ ابان بن سعید اور ان کے ساتھیوں کے گھوڑے تنگ (زین کسنے کے چوڑے تسمے، یا لگام) کھجور کی چھال کے تھے۔ تو ابان نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں بھی عنایت فرمایئے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! انہیں مت دیجیے۔ ابان بولے: أنت بها يا وبر! تم یہ کہہ رہے ہو اور (کہاں سے) ہمارے پاس ضال (پہاڑ) کی چوٹی سے اتر آئے ہو؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ابان بیٹھ جاؤ۔" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو غنیمت میں سے کچھ نہ دیا۔

(سنن ابوداود کتاب الجہاد حدیث نمبر: 2723)

(۹) سعید ابن سعد:

روایت ہے حضرت سعید ابن سعد ابن عبادہ سے کہ سعد ابن عبادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص کو لائے جو قبیلہ میں تھا ناقص الخلقہ بیمار وہ ان کی لونڈیوں میں سے ایک لونڈی پر بدکاری کرتے پایا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بڑی شاخ لو جس میں سو چھوٹی شاخیں ہوں ایک بار مار دو (شرح سنہ) اور ابن ماجہ کی روایات میں اسی طرح ہے۔

(۱۰) سبرہ ابن معبد:

سیدنا سبرہ بن معبد الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یا ایھا الناس انی قد کنت اذنت لکم فی الإستمتاع من النساء وانّ الله قد حرم ذلك الی یوم القیامة اے لوگو! میں نے تمہیں عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے کی اجازت دی تھی اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت کے دن تک حرام قرار دیا ہے۔

(صحیح مسلم:1406)

حضرت عمرو ابن شعیب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد مکرم سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تمہارے بچے سات برس کے ہو جائیں تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب وہ دس برس کے ہو جائیں (تو نماز چھوڑنے پر) انہیں مارو۔ نیز ان کے بستر ے علیحدہ کر دو (ابوداؤد) اسی طرح السنہ میں عمرو سے اور مصابیح میں سبرہ ابن معبد سے یہ روایت نقل کی گئی ہے۔ (مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 539)

(۱۱) سہل ابن سعد

حضرت سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اگر اللہ عزوجل کے نزدیک دنیا کی حیثیت مچھر کے پَر کے برابر بھی ہوتی تو وہ اس دنیا سے کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی پینے کو نہ دیتا۔

(جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی ھوان الدنیا۔۔۔الخ، الحدیث: ۲۳۲۰، ص ۱۸۸۵)

حضرتِ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا، کہ اللہ عزوجل کی قسم! تمہاری رہنمائی سے ایک شخص کو ہدایت مل جائے تو یہ تمہارے لیئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

(بخاری، کتاب الجھاد، رقم ۲۹۴۲، ج ۲، ص ۲۹۴)۔

حضرتِ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا، رات کی تاریکیوں میں مسجد کی طرف چلنے والوں کو قیامت کے دن ایک کامل نور کی بشارت دی جائے گی۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب المساجد والجماعات، باب المشی الی الصلوۃ، رقم ۷۸۰، ج۱، ص ۴۳۰)

حضرتِ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا، جب تک لوگ افطاری میں جلدی کرتے رہیں گے، خیر پر قائم رہیں گے۔ (صحیح البخاری، کتاب الصیام، باب تعجیل الافطار، رقم ۱۹۵۷، ج۱، ص ۶۴۵)

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں صلح کرانے کے واسطے تشریف لے گئے۔ جب نماز کا وقت ہوا موذن نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے تاکہ میں اقامت کہوں، فرمایا: ہاں! اور انھوں نے امامت کی، اس عرصہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف لے آئے اور صف میں قیام فرمایا، جب نمازیوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو تصفیق کی (بائیں ہاتھ کی پشت پر دائیں ہاتھ کی انگلیاں اس طرح مارنا کہ آواز پیدا ہو، تصفیق کہلاتا ہے۔) اس غرض سے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خبردار ہو جائیں کیونکہ ان کی عادت تھی کہ نماز میں کسی طرف توجہ نہ کرتے تھے جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تصفیق کی آواز سنی تو گوشۂ چشم سے دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں، لہٰذا پیچھے ہٹنے کا قصد کیا اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ سے فرمایا کہ اپنی ہی جگہ پر قائم رہو، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اس نوازش پر کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے امامت کا حکم فرمایا، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور پیچھے ہٹ کر صف میں کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ ابوبکر! جب میں خود تمھیں حکم کر چکا تھا تو تم کو اپنی جگہ پر کھڑے رہنے سے کون سی چیز مانع تھی عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! ابوقحافہ کا بیٹا اس لائق نہیں کہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے آگے بڑھ کر نماز پڑھائے۔ (صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب من دخل لیؤم الناس.... الخ، الحدیث ۶۸۴، ج۱، ص ۲۴۴)

(۱۲) سہل ابن حنیف:

حضرتِ سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا، جو اپنے گھر سے وضو کر کے مسجدِ قباء میں آئے پھر اس مسجد میں نماز پڑھے اسے ایک عمرے کا ثواب دیا جائے گا۔ (مسند امام احمد، ج۵، رقم ۱۵۹۸۱، ص ۴۱۱)

حضرت سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحب معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا، جو سچے دل سے اللہ عزوجل سے شہادت کا سوال کریگا اللہ عزوجل اسے شہداء کی منزل میں پہنچادے گا اگر چہ اس کا انتقال اپنے بستر پر ہوا ہو۔

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب، ب طلب الشھادۃ، رقم ۱۹۰۹، ص ۱۰۵۷)

سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دست مبارک سے مدینہ طیبہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: یہ امن والی حرم ہے۔ (مسلم، احمد، طحاوی اور ابوعوانہ نے روایت کیا۔ ت) (صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ / ۴۴۳) (مسند احمد بن حنبل عن سہل بن حنیف المکتب الاسلامی بیروت ۳ / ۴۸۶) (کنز العمال بحوالہ ابی عوانہ حدیث ۳۴۸۰۰ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲ / ۲۳۰) (شرح معانی الآثار کتاب الصید باب صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲ / ۳۴۲)

(۱۳) سہل ابن بیضاء:

اسلام لانے سے پہلے بھی سہل منصب مزاج اور رقیق القلب تھے؛ چنانچہ دعوتِ اسلام کے آغاز میں جب قریش نے آپس میں معاہدہ کر کے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ آپ کے خاندان والوں کو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا اور بنی ہاشم کئی برس تک مصیبتیں جھیلتے رہے تو آخر میں بعض خدا ترس اور منصف مزاج آدمیوں نے اس معاہدہ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کیا اور ان کی کوششوں سے یہ معاہدہ ٹوٹا، ان عدل پرور لوگوں میں سہل بھی تھے۔

(استیعاب:۲/۵۸۵)

(۱۴) سہل ابن ابی حیثمہ:

ایک بی بی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور کچھ سوال کیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ پھر حاضر ہو۔ انہوں نے عرض کی آؤں اور حضور کو نہ پاؤں۔ فرمایا مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آنا۔۔۔۔۔

رواہ الشیخان عن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اس کو شیخین نے جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

(صحیح البخاری مناقب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فضائل ابی بکر رضی اللہ عنہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ / ۵۱۶) (صحیح البخاری کتاب الاحکام باب الاستخلاف قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ / ۱۰۷۲) (صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب من فضائل ابی بکر قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ / ۲۷۳)

(۲) یونہی ایک مرد سے ارشاد فرمایا مروی کہ میں نہ ہوں تو ابوبکر کے پاس آنا۔ عرض کی جب انہیں نہ پاؤں۔ فرمایا تو عمر کے پاس۔ عرض کی جب وہ بھی نہ ملیں۔ فرمایا تو عثمان کے پاس۔

اخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ والطبرانی عن سہل بن ابی حیثمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ابونعیم نے حلیہ میں اور طبرانی نے سہل بن ابی حیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی تخریج کی ہے) (ازالۃ الخفاء عن سہل بن ابی حیثمہ فصل پنجم مقصد اول سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۲ / ۱)

(۱۵) سہل ابن حنظلیہ:

روایت ہے حضرت سہل ابن حنظلیہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو مانگے حالانکہ اس کے پاس بقدر غنا ہو تو وہ آگ بڑھاتا ہے نفیلی نے فرمایا جو دوسری جگہ اس حدیث کے ایک راوی ہیں وہ غنا کیا ہے جس کے ہوتے سوال مناسب نہیں فرمایا اس قدر کہ صبح شام کھائے اور دوسری جگہ فرمایا کہ اس کے پاس ایک دن یا ایک دن رات کی سیری ہو (سنن ابوداود کتاب الزکاۃ حدیث: 1629)

روایت ہے حضرت سہل ابن حنظلیہ سے کہ لوگ حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے تو انہوں نے بہت دراز سفر کیا حتی کہ شام ہوگئی تو ایک سوار آیا عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں فلاں فلاں پہاڑ پر چڑھا تو میں نے ہوازن کو دیکھا جو سارے کا سارا قبیلہ اپنی عورتوں جانوروں کے ساتھ حنین میں جمع ہوگیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا کہ انشاء اللہ یہ سب کچھ کل مسلمانوں کی غنیمت ہوگی پھر فرمایا کہ آج رات ہماری حفاظت کون کرے گا انس ابن مرثد غنوی بولے یارسول اللہ میں کروں گا فرمایا سوار ہوجاؤ چنانچہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوگئے فرمایا اس گھاٹی کے سامنے جاؤ حتی کہ اس کی بلندی پر پہنچ جاؤ پھر جب ہم نے سویرا کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مصلے پر تشریف لائے دو رکعتیں پڑھیں پھر فرمایا کہ کیا تم نے اپنے سوار کو محسوس کیا ایک صاحب نے کہا یارسول اللہ ہم نے تو محسوس نہ کیا پھر نماز کی تکبیر کہی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے ہوئے گھاٹی کی طرف انکھیوں سے دیکھنے لگے حتی کہ جب نماز پوری فرمائی تو فرمایا خوش ہوجاؤ تمہارا سوار آپہنچا تو ہم گھاٹی میں درختوں کی طرف دیکھنے لگے تو ناگاہ وہ آرہا تھا حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکھڑا ہوا تو عرض کیا کہ میں چلا حتی کہ میں اس گھاٹ کی چوٹی پر پہنچ گیا جہاں کا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا پھر جب میں نے سویرا کیا تو میں ان دونوں گھاٹیوں (پہاڑیوں) پر چڑھ گیا تو میں نے کسی ایک کو نہ دیکھا ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس رات نیچے اترے عرض کیا نہیں سواء نماز کے یا اداحاجت کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بعد کوئی عمل نہ کرنا تم کو مضر نہیں (ابوداود)

حضرت سیدنا سہل بن حنظلیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، جو قوم کسی مجلس میں اللہ عزوجل کی رضا کے لئے اس کا ذکر کرنے کسی مجلس میں بیٹھتی ہے ان کے اٹھنے سے پہلے ہی ان سے کہہ دیا جاتا ہے کہ کھڑے ہوجاؤ تمہاری مغفرت کردی گئی اور تمہارے گناہ

نیکیوں میں بدل دیئے گئے ہیں۔ (طبرانی کبیر، رقم ۶۰۳۰، ج ۶، ص ۲۱۲)

(۱۶) سہیل ابن عمرو:

مکہ مکرمہ میں جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حد مخالفت کی وہ اثر ورسوخ کے مالک ہونے کے علاوہ بہت مالدار بھی تھے۔ان میں سہیل بن عمرو کا نام بہت نمایاں ہے۔یہ قریشی تھا، بے حد ذہین وفطین ہونے کے ساتھ ساتھ شاعر بھی تھا۔بڑا زبردست، دلبر اور اشراف مکہ میں سے تھا۔اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بڑی جوشیلی تقاریر کیا کرتا تھا۔سہیل کے والد کا نام عمرو اور دادا کا نام عبد شمس تھا۔لوی بن غالب بن فہر پر جا کر ان کا نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔سہیل کی والدہ کا نام حبی بنت قیس خزاعیہ تھا۔ابو یزید کنیت تھی۔واضح رہے کہ بنوخزاعہ کے ساتھ قریش کی آپس میں رشتہ داریاں چلی آرہی تھیں۔بدر کے روز یہ قریش کی طرف سے میدان جنگ میں موجود تھا ،میدان بدر میں مشرکین مکہ کو شکست فاش ہوئی تو ان کے نہ صرف ستر بڑے بڑے سردار قتل ہوئے بلکہ ستر کی تعداد میں بڑے نمایاں افراد قیدی بھی بنا لیے گئے۔ان قیدیوں میں سہیل بن عمرو بھی شامل تھا۔اسے گرفتار کرنے والے صحابی مالک بن دخشم رضی اللہ عنہ تھے۔وہ ان کو گرفتار کر کے مدینہ کی طرف چلے راستے میں وہ ان سے کہنے لگا: مجھے ضروری حاجت سے فارغ ہونا ہے، اس لیے تھوڑی دیر کے لئے مجھے موقع دیں۔انہوں نے اسے جانے دیا۔ذرا آگے جا کر کہنے لگا: میں نہایت حیادار آدمی ہوں ذرا مجھ سے دور ہو جاؤ۔مالک نے اعتبار کیا اور اس سے ذرا فاصلے پر چلے گئے۔سہیل اس دوران فرار ہونے کا پروگرام بنا چکا تھا، اس لئے جیسے ہی مالک رضی اللہ عنہ ان سے دور ہوئے اس نے موقع غنیمت جانا اور وہاں سے بھاگ نکلا۔ذرا فاصلے پر جا کر نشیبی جگہ پر کھجور کے پتوں سے اپنے آپ کو چھپالیا، ادھر جب سہیل کے آنے میں تاخیر ہوئی تو مالک بن دخشم رضی اللہ عنہ نے شور مچادیا کہ ان کا قیدی بھاگ گیا ہے۔چنانچہ قیدی کی تلاش شروع ہوگئی ،اعلان کرادیا گیا کہ جس کو سہیل ملے وہ اسے قتل کردے۔تھوڑی سی جدوجہد کے بعد سہیل کو تلاش کرلیا گیا اور رسیوں سے جکڑ کر مدینہ لایا گیا۔اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ سہیل بن عمرو بڑا زبان آور اور شعلہ بیان خطیب تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ سہیل کے اگلے دو دانت نکلوا دیجئے، اس کی زبان لیٹ جایا کرے گی اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف تقریر نہیں کر سکے گا۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی یہ تجویز مسترد کردی اور فرمایا: میں مثلہ کی اجازت نہیں دے سکتا۔مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں خود میرا مثلہ نہ کردے۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آپ کے قریب ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے عمر! شاید کل یہی سہیل ایسا موقف اختیار کرے کہ جس سے تمہیں خوشی حاصل ہو۔سہیل جب مدینہ میں قیدی کی حیثیت سے داخل ہوا تو ام المومنین سیدہ سودہ رضی

اللہ عنہا کی نگاہ اس پر پڑی۔ یہ ان کے رشتہ دار تھے، سیدہ کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا تم نے عورتوں کی طرح مشکیں کسوالیں لیکن یہ نہ ہو سکا کہ لڑ کر مر ہی جاتا۔ سیرت ابن ہشام کے مطابق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم قریب ہی تھے ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سودہ کے یہ جملے سنے تو فرمایا: سودہ میرے مقابلے میں اشتعال پھیلا رہی ہو؟ یہ سن کر سیدہ سودہ دم بخود ہو گئیں، فوراً معذرت کی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ جملے بے اختیار زبان سے نکل گئے۔ مکرز بن حفص نے سہیل کی رہائی کی کوشش کی، مگر زرفدیہ پاس نہ تھا۔ چنانچہ مکرز نے خود اپنی ضمانت پیش کر دی کہ میرے پاؤں میں تسمہ ڈال دیا جائے اور سہیل کو رہا کر کے مہلت دی جائے کہ وہ زرفدیہ فراہم کر کے لے آئے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مکرز کی یہ ضمانت قبول فرمائی اور سہیل بن عمرو کو رہا کر دیا گیا کہ وہ زرفدیہ کا بندوبست کر کے آجائے۔ سہیل بن عمرو غزوہ احد میں ایک بار پھر قریش کے ہمراہ میدان جنگ میں موجود تھا۔ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سخت زخمی ہوئے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن عمرو، صفوان بن امیہ، حارث بن ہشام کا نام لے کر ان پر بددعا کی مگر اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا، ارشاد ربانی ہوا: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو اس بات میں کچھ اختیار نہیں، اللہ چاہے تو انہیں معاف کر دے چاہے تو سزا دے۔ (آل عمران 128) اور پھر مشیت ایزدی کو ان کی ہدایت منظور تھی، سہیل بن عمرو بالآخر مسلمان ہو جاتے ہیں۔ غزوہ خندق میں بھی سہیل بن عمرو اسلام کی شمع بجھانے کے لئے آیا۔ وہ قریش کے لشکر میں شامل تھا، مگر ان کی ناپاک سازشیں ناکام ہوتی رہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خندق کے موقع پر فرمایا تھا۔ اب ہم ان پر چڑھائی کریں گے وہ ہم پر چڑھائی نہ کر سکیں گے، اب ہمارا لشکر ان کی طرف جائے گا۔ صلح حدیبیہ ذوالقعدہ 6 ہجری میں ہوئی، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں خواب میں دیکھا کہ آپ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو ایک روایت کے مطابق پندرہ سو صحابہ کے ساتھ مکہ مکرمہ کا رخ کیا۔ آپ نے میان کے اندر تلواروں کے سوا کسی قسم کا ہتھیار نہیں لیا کیونکہ آپ کا مقصد جنگ کرنا نہیں تھا قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قافلے کو روکا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا، قریش کی طرف سے مختلف ایلچی بھجوائے گئے، مذاکرات ہوتے رہے مگر بات نہ بنی۔ ادھر صحابہ کرام نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی، جسے بیعت رضوان کا نام دیا گیا، قریش نے اب جس شخص کو مذاکرات کے لئے روانہ کیا وہ سہیل بن عمرو تھا۔ پہلے عرض کر چکا ہوں کہ یہ شخص بڑا مدبر اور معاملہ فہم تھا، اس کے باوجود کفر پر اڑا ہوا تھا، ہم تھوڑی دیر کے حدیبیہ کے میدان میں چلتے ہیں، یہ جگہ ان دنوں حدیبیہ شمیسی کہلاتی ہے، مکہ مکرمہ سے پرانے جدہ روڈ پر اٹھارہ یا بیس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے ۔مکہ سے سہیل بن عمرو مذاکرات کے لئے چلتا ہے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی آمد کی اطلاع مل جاتی ہے۔ فرمایا: تمہارا کام سہل کر دیا گیا ہے، اس شخص کو بھیجنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ قریش صلح چاہتے ہیں۔ سہیل رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ لمبے مذاکرات کرتا ہے۔ صلح کی شرائط پر زبانی معاملات طے ہوتے ہیں اور اب وہ وقت آ گیا ہے کہ ان شرائط کو قلمبند کیا جائے، معاہدہ لکھنے کے لئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلوایا جاتا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں: علی! لکھو، بسم اللہ الرحمن الرحیم، اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔" سہیل فوراً بولا: ہم رحمان کو نہیں مانتے، اس کی بجائے لکھو، باسمک اللھم، چنانچہ انہوں نے یہی لکھ دیا، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی! لکھو یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سہیل بن عمرو کے درمیان طے پایا اور مصالحت ہوئی، سہیل ایک مرتبہ پھر بولا اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں تو پھر ہم نہ تو آپ کو بیت اللہ سے روکتے اور نہ جنگ کرتے، لہذا آپ محمد بن عبداللہ لکھوائیے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں خواہ تم مجھے جھٹلاؤ، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ محمد بن عبداللہ لکھیں اور لفظ رسول اللہ مٹا دیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں کیسے گوارہ اپنے ہاتھوں سے لکھے ہوئے رسول اللہ کے الفاظ مٹادوں۔ مگر امن کے پیامبر، نبی محترم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے اس لفظ کو مٹا دیا اور پھر اس کے بعد صلح نامہ تحریر کیا جاتا ہے۔ صلح نامے کی اہم دفعات یہ تھیں: دس سال تک فریقین لڑائی نہیں کریں گے، مسلمان اس سال واپس جائیں گے اور اگلے سال آئیں گے، جو قبیلہ اور خاندان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہونا چاہے اسے اجازت ہے۔ لیکن اہم دفعہ یہ تھی کہ قریش کا جو آدمی اپنے سرپرست کی اجازت کے بغیر بھاگ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائے گا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسے واپس کر دیں گے۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے کوئی شخص پناہ لینے کے لئے بھاگ کر قریش کے پاس جائے گا تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔

قارئین کرام! ابھی یہ معاملہ لکھا جا رہا تھا، اس پر ابھی دستخط بھی نہیں ہوئے تھے کہ ابوجندل، جو سہیل بن عمرو کے بیٹے تھے، اپنے بیڑیاں گھسیٹے ہوئے مکہ مکرمہ سے بھاگ کر حدیبیہ پہنچ جاتے ہیں، یہ مسلمان ہو چکے تھے اور قریش نے ان کو گرفتار کر رکھا تھا، یہ کسی نہ کسی طرح وہاں سے بھاگ کر آئے تھے اب وہ مسلمانوں کے درمیان تھے، سہیل نے اپنے بیٹے کو دیکھا تو پکار اٹھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ پہلا شخص ہے جو معاہدے کے مطابق واپس ہونا چاہئے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا، ابھی تو معاہدہ لکھا جا رہا ہے۔ ابھی تو اس پر دستخط بھی نہیں ہوئے اور معاہدے پر عمل درآمد تو لکھے جانے اور اس پر دستخط ہونے کے بعد ہوتا ہے۔ سہیل اپنی بات پر اڑ گیا۔ کہنے لگا: اگر ابوجندل کو واپس نہ کیا گیا تو میں صلح کے معاہدے پر دستخط نہیں کروں گا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہر حالت میں صلح کے معاہدے کو پایہ تکمیل تک پہنچانا چاہتے تھے۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سہیل سے فرما رہے ہیں: اچھا ایسا ہے تو پھر میری خاطر اسے چھوڑ دو، عام حالتوں میں جب کوئی بڑی شخصیت اس قسم کا سوال کرتی ہے تو اس کا احترام کیا جاتا ہے مگر سہیل نے انکار کر دیا۔ سہیل بیڑیوں سے جکڑتے ہوئے اپنے بیٹے ابوجندل کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کے چہرے پر زوردار تھپڑ مارتا ہے، کرتے کا گلا پکڑ کر اپنی طرف

زور سے گھسیٹا ہے۔ تمام مسلمانوں کے سامنے ایک موحد کی یہ توہین؟ ابو جندل نے زور زور سے شور مچا کر مسلمانوں کو اپنی طرف متوجہ کیا: مسلمانو! کیا میں مشرکین کی طرف واپس کیا جاؤں گا؟ مشرکین مجھے میرے دین کے معاملے میں فتنے میں ڈال دیں گے۔ مسلمان اپنے قائد اعلیٰ کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابو جندل کو صبر کی تلقین کررہے ہیں۔ فکر نہ کرو، بہت جلد اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے جیسے دیگر مسلمانوں کے لئے کشادگی اور پناہ کی جگہ بنائے گا۔ تم اسے باعث ثواب سمجھو، ہم نے قریش سے صلح کرلی ہے، اس لئے بدعہدی نہیں کرسکتے۔ ابو جندل کے پاس اچانک سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پہنچ جاتے ہیں، ان کے پاس تلوار ہے وہ اس کے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں اور اسے تسلی دے رہے ہیں کہ صبر کرو یہ مشرک لوگ ہیں، ان کا خون کتے کا ہے، وہ اپنی تلوار کا دستہ ابو جندل کے قریب کرتے ہیں، ان کا خیال تھا کہ ابو جندل تلوار کو چھین کر اپنے باپ کا کام تمام کردے مگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو جندل نے اپنے باپ کا قتل نہیں کیا، اس نے اس بارے میں بخل سے کام لیا۔ مسلمان مضطرب ہیں، ان کی آنکھوں میں آنسو ہیں مگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم معاہدے کی پاسداری کرتے ہوئے اور نہ چاہتے ہوئے بھی ابو جندل کو سہیل کے حوالے کردیتے ہیں۔ قارئین کرام! میں نے کتنی مرتبہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم کے بارے میں سوچا ہے کہ وہ واقعی خلق عظیم اور بے شمار صفات کے مالک تھے [illegible] اپنے حسن تعامل سے دشمن کا دل جیتا، اس کو قریب کیا، سہیل بن عمرو کے معاملے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی د[illegible] پیش گوئی ہم آگے چل کر ملاحظہ کریں گے۔ ابو جندل کو دوبارہ گرفتار کرکے مکہ میں قید کردیا گیا۔ صلح حدیبیہ کی شر[illegible] ظاہر دیکھا جائے تو اسے سہیل کی کامیاب ڈپلومیسی سمجھا جائے گا۔ قریش اس پر بڑے خوش تھے، مسلمان معاہدے کے مطابق عمرہ کیے بغیر واپس چلے گئے مگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جندل کو جو الفاظ کہے تھے وہ پورے ہوتے ہیں۔ اللہ تمہارے جیسے کمزور مسلمانوں کے لئے کشادگی اور پناہ کی جگہ بنائے گا۔" قرآن کریم نے صلح حدیبیہ کو فتح مبین قرار دیا، مسلمان قیدیوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایسی صورت پیدا کردی کہ وہ ابو بصیر کی قیادت میں ینبع البحر کے علاقے میں جمع ہوجاتے ہیں۔ ابو جندل بھی قید سے کسی طرح نکل کر ان کے پاس پہنچ گئے اور قریش کے تجارتی قافلوں پر حملے شروع کردیے ان کے قافلے غیر محفوظ ہوگئے، جس کے بعد انہوں نے خود ہی اس شرط کو ختم کرنے کی درخواست کردی۔ سہیل بن عمرو کی ذہانت، فصاحت اور بلاغت فتح مکہ کے موقع پر ظاہر ہوتی ہے، فتح مکہ 8 ہجری میں ہوتی ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں مسلمانوں کا لشکر مکہ میں داخل ہوا تو اسلامی لشکر کا مقابلہ کرنے والوں میں صفوان بن امیہ اور عکر[مہ بن] ابی جہل جیسے لوگ شامل تھے، ان کا مقابلہ کرنے والے سیدنا خالد بن ولید تھے جو زمانہ جاہلیت میں ان کے جگری یار اور ساتھی تھے، اور پھر یہ اس طرح بھاگے کہ خندمہ کا علاقہ آناً فاناً ہوگیا۔ انسانی تاریخ میں وہ دن بڑی اہمیت کا حامل ہے جب بیت اللہ کے صحن میں قریش مجرم بیٹھے ہیں، ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی اللہ کے

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کا طواف کیا ہے، بتوں کو توڑا ہے، کعبۃ اللہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اور سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی معیت میں کعبہ شریف میں داخل ہوتے ہیں، آپ نے نماز ادا کی، بیت اللہ کے اندرونی حصے کا چکر لگایا، تمام گوشوں میں تکبیر وتوحید کے کلمات کہے اور پھر دروازہ کھول دیا۔ سامنے قریش کے اکابر مجرمین کی صفیں نظر آرہی ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے دروازے کے دونوں بازو تھامے قریش سے خطاب کررہے ہیں، پالیسی بیان دیا جارہا ہے اور پھر قریش سے پوچھا: تمہارا کیا خیال ہے میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں۔ تو اس وقت یہی خطیب قریش سہیل بن عمرو کھڑے ہوتے ہیں اور نہایت خوبصورت انداز میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عفوودرگزر کی درخواست کرتے ہیں، کہہ رہے ہیں ہم آپ سے بھلائی اور خیر کی توقع رکھتے ہیں، اس کا سبب یہ ہے کہ کریم ابن کریم آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود شریف ہیں اور شریف بھائی کے چشم وچراغ ہیں۔ یہ ابوجندل کا والد ہے جو آج قریش کا وکیل صفائی بنا ہوا اعلیٰ عدالت سے معافی کا طلب گار ہے۔ قارئین کرام! پھر انسانی تاریخ کی سب سے بڑی معافی کا اعلان ہوتا ہے: جو ہونا تھا وہ ہوچکا، جاؤ آج تم پر کوئی سرزنش نہیں، تم سب آزاد ہو۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عام معافی کے نتیجے میں قریش کی اکثریت اسلام قبول کرتی ہے جن میں سہیل بن عمرو بھی شامل ہیں (رضی اللہ عنہ) اسلام قبول کرنے بعد اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق بہت گہرا ہوجاتا ہے، نماز، روزہ، صدقہ وخیرات میں اکثر وقت گزارتے، اللہ کے خوف اور ڈر سے بے حد روتے تھے، غزوہ حنین میں مجاہدین کی صف میں شامل ہوکر کفار کے ساتھ لڑتے ہیں اور غازی بن کر لوٹتے ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں سے سو اونٹ سہیل بن عمرو عطاء فرمائے۔ قارئین کرام! ذرا اس منظر کو دیکھیں کہ وہ کہاں سہیل بن عمرو جو حدیبیہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ رسول اللہ کا نام لکھنے سے انکاری تھا اور کہاں وہ وقت کہ اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں قربانی کررہے ہیں، اس روز اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سو اونٹوں کی قربانی دی تھی۔ 63 اونٹوں کو اپنے دست مبارک سے ذبح فرمایا تھا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سہیل بن عمرو کو رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ منحر کے قریب کھڑے تھے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قربانی کے اونٹ آگے بڑھا رہے تھے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ذبح فرمارہے تھے۔ جب آپ قربانی سے فارغ ہوئے تو آپ نے حجام کو بلوایا۔ حجام نے آپ کے سر مبارک کو مونڈا اور پھر میں نے وہ منظر بھی دیکھا جب سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کو چن رہے تھے اور انہیں اپنی آنکھوں پر رکھ رہے تھے اور میں اس وقت کو یاد کررہا ہوں کہ یہ وہ سہیل ہے جس نے صلح حدیبیہ کے روز بسم اللہ الرحمن الرحیم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ لکھنے سے انکار کردیا تھا۔ میں نے اللہ کا شکر ادا کیا جس نے اسے اسلام کی نعمت سے مالا مال کیا اور اسے اسلام کی ہدایت دی۔ سیدنا سہیل رضی اللہ عنہ نے اپنے ماضی کی غلطیوں کی تلافی اس طرح

کی کہ انہوں نے جہاد کا راستہ اپنایا۔ وہ مکہ چھوڑتے ہیں اور شام کے علاقے کی طرف چلے جاتے ہیں۔ وہاں یرموک کی لڑائی میں مسلمان فوج کے ایک بریگیڈ کے سالار تھے۔ بہت سارے سیرت نگاروں کے مطابق ان کی شہادت جنگ یرموک میں ہوئی۔ اس جنگ کے سالار تو سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے مگر اس میں عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ جیسے عظیم لوگ بھی شامل تھے۔ یرموک میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار کیا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے جگری دوست عکرمہ کی تلاش میں نکلتے ہیں۔ دیکھتے ہیں کہ میدان جنگ میں تھوڑے فاصلے پر تین نامور شخصیات شدید زخمی حالت میں پڑی ہیں۔ خالد بن ولید اپنے ساتھی مغیرہ کو بھیجتے ہیں، ان کے ہاتھ میں پانی کا چھاگل ہے، تین نامور شخصیات میں عکرمہ رضی اللہ عنہ، سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ اور حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ ہیں۔ تینوں پیاسے ہیں، مغیرہ بھاگتے ہوئے عکرمہ کی طرف بڑھتے ہیں انہیں پانی پلانا چاہتے ہیں مگر دوسری جانب سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کے کراہنے کی آواز عکرمہ کے کانوں کو چھوتی ہے۔ وہ اشارہ کرتے ہیں کہ پہلے سہیل کو پانی پلاؤ، مغیرہ سہیل کی طرف بڑھتے ہیں ان کے منہ سے پانی کا مشکیزہ لگانے کی کوشش کرتے ہیں تو کچھ ہی فاصلے پر حارث کی آواز آتی ہے۔ سہیل بن عمرا اشارہ کرتے ہیں کہ پہلے حارث کو پانی پلاؤ، مغیرہ حارث کی جانب بڑھتے ہیں مگر قریب جاتے ہیں تو دیکھتے ہیں حارث جام شہادت نوش کر چکے ہیں، واپس پلٹتے ہیں کہ سہیل کو پانی پلائیں، وہ پیاسے ہیں ان کی طرف تیزی سے آتے ہیں تو دیکھتے ہیں وہ بھی اپنے رب کے پاس جا چکے ہیں۔ وہ دیوانہ وار عکرمہ کی طرف بڑھتے ہیں مگر وہ بھی ایثار اور قربانی کی لازوال مثال پیش کرتے ہوئے ابدی نیند سو چکے ہوتے ہیں۔ پوری انسانی تاریخ میں ایثار کی اس سے بڑھ کر کوئی مثال نہیں کی تینوں زخمی اپنی پیاس ساتھ لے کر ایک دوسرے کے لئے قربانی دیتے ہوئے شہادت کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہو جاتے ہیں۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ان عظیم المرتبت شخصیات کے طرز عمل سے میں نہایت متاثر ہوا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سیدنا سہیل بن عمر رضی اللہ عنہ پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے اور ان پر مزید فضل و کرم اور رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

(۱۷) سہیل ابن بیضاء:

اعلانِ نبوت کے پانچویں سال رجب کے مہینے میں گیارہ مرد اور چار عورتوں نے حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ ان مہاجرین کرام کے مقدس نام حسب ذیل ہیں۔

(۱، ۲) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیوی حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں۔ (۳، ۴) حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیوی حضرت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ۔ (۵، ۶) حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اہلیہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے

ساتھ۔(۷،۸) حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زوجہ حضرت لیلیٰ بنت ابی حشمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ۔ (۹) حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔(۱۰) حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔(۱۱) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔(۱۲) حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔(۱۳) حضرت ابوسبرہ بن ابی رہم یا حاطب بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔(۱۴) حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔(۱۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔(شرح الزرقانی علی المواھب، الھجرۃ الاولی الی الحبشۃ، ج۱،ص ۵۰۳،۵۰۶ ملخصا)

(۱۸) سمرہ ابن جندب:

حضرت سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکار ابد قرار، شافع روز شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اکثر اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا کرتے: کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ جس کو اللہ عزوجل چاہتا وہ اپنا خواب بیان کر دیتا۔ چنانچہ ایک صبح آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: آج رات میرے پاس دو فرشتے آئے، انہوں نے مجھے اٹھایا اور کہا: چلیں۔ میں ان کے ساتھ چل دیا، ہم ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو لیٹا ہوا تھا جبکہ دوسرا شخص اس کے قریب پتھر لئے کھڑا تھا، وہ اس کے سر پر پتھر مارتا جس سے وہ پھٹ جاتا پھر وہ پتھر لڑھک کر دور جا گرتا اور وہ شخص پتھر اٹھانے کے لئے چلا جاتا اس کے لوٹنے سے پہلے ہی اس کا سر پہلے کی طرح درست ہو جاتا، پھر وہ واپس آ کر اس کے سر پر اسی طرح پتھر مارتا جس طرح پہلی دفعہ مارا تھا،

میں نے ان دونوں فرشتوں سے کہا سُبْحَانَ اللہ! یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا: آگے چلیں۔ لہٰذا ہم چل دیے، پھر ہم ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو چت لیٹا ہوا تھا اور دوسرا شخص اس کے پاس کھڑا تھا اور آنکس (یعنی لوہے کا ایسا راڈ جس کا ایک سرا قدرے مڑا ہوتا ہے) کے ذریعے اس کے جبڑے، نتھنے اور آنکھ کو گدی تک چیر دیتا تھا۔ ابوعوف کہتے ہیں کہ کبھی ابو رجاء یوں بیان کرتے: وہ چیر کر دوسری جانب چلا جاتا اور وہاں بھی ایسا ہی کرتا جیسا پہلی طرف کیا تھا جب وہ ایک جانب چیر کر فارغ ہوتا تو دوسری جانب پہلے کی طرح درست ہو چکی ہوتی، پھر وہ دوبارہ ویسے ہی کرتا جیسے پہلی مرتبہ کیا تھا۔

میں نے پھر کہا: سُبْحَانَ اللہ! یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا: اور آگے چلیں۔ لہٰذا ہم چل دیئے یہاں تک کہ تنور جیسی ایک چیز کے پاس پہنچے۔ راوی کہتے ہیں، میرا خیال ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ بھی فرمایا: اس میں سے شور وغل کی آوازیں آ رہی تھیں، میں نے اس میں جھانک کر دیکھا تو اس میں ننگے مرد اور عورتیں نظر آئیں جب انہیں نیچے سے آگ کی لپیٹ پہنچتی تو چیخنے چلانے لگتے۔

میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا: مزید آگے چلیں۔ لہٰذا ہم چل دیے یہاں تک کہ ہم ایک نہر پر پہنچے۔

راوی کہتے ہیں، میرا خیال ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ بھی فرمایا تھا: وہ نہر خون کی طرح سرخ تھی، نہر کے اندر ایک شخص تیر رہا تھا جبکہ دوسرا شخص نہر کے کنارے کھڑا تھا اور اس کے پاس بہت سے پتھر جمع تھے، جب وہ اندر والا تیرتا ہوا اس شخص کے قریب آتا جس کے پاس بہت سے پتھر جمع تھے تو آ کر اپنا منہ کھول دیتا اور یہ اس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا اور وہ تیرتا ہوا واپس چلا جاتا اور جب واپس لوٹ کر آتا تو اسی طرح یہ اس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا۔

میں نے ان دونوں سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے مجھ سے کہا: مزید آگے چلیں۔ تو ہم چل دیے یہاں تک کہ ایک نہایت ہی بدصورت آدمی کے پاس پہنچے اتنا بدصورت کہ تم نے کبھی دیکھا نہ ہو، اس کے پاس آگ تھی جسے وہ بھڑکا رہا تھا اور اس کے گرد دوڑ رہا تھا۔

میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ تو انہوں نے کہا: آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم آگے چلیں۔ ہم چل دیے یہاں تک کہ ایک باغ میں پہنچے اس میں موسمِ بہار کے پھول کھلے ہوئے تھے، باغ کے درمیان ایک دراز قد شخص کھڑا تھا، آسمان سے باتیں کرتی ہوئی اس کی بلندی کے باعث میں اس کا سر نہ دیکھ سکا، اس شخص کے گرد اتنے بچے تھے جتنے میں نے کسی کے نہیں دیکھے۔

میں نے پوچھا: یہ شخص کون ہے اور یہ بچے کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا: آگے چلیں۔ لہٰذا ہم چل دیے پھر ہم ایک اتنے بڑے باغ میں پہنچے جتنا بڑا اور خوبصورت کوئی باغ میں نے نہیں دیکھا، انہوں نے مجھ سے کہا: اس پر چڑھیں۔ چنانچہ ہم اس پر چڑھ گئے تو ہمیں ایک شہر نظر آیا جس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی تھی، جب ہم شہر کے دروازے پر پہنچے اور اسے کھولنے کے لئے کہا تو وہ ہمارے لئے کھول دیا گیا، ہم اس کے اندر داخل ہوئے تو اس میں ایسے لوگوں سے ملے جن کا نصف بدن تو اتنا خوبصورت تھا جتنا تم نے نہ دیکھا ہو اور نصف اتنا بدصورت کہ جتنا تم نے نہ دیکھا ہو، ان فرشتوں نے ان لوگوں سے کہا: جاؤ اور اس نہر میں کود پڑو۔ وہ نہر چوڑائی میں بہہ رہی تھی اور اس کا پانی بالکل سفید تھا وہ لوگ جا کر اس نہر میں کود پڑے، پھر جب وہ لوٹ کر ہمارے پاس آئے تو ان کی بدصورتی دور ہو چکی تھی اور وہ خوبصورت ہو گئے تھے۔

ان فرشتوں نے مجھ سے کہا: یہ باغِ عدن ہے اور یہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا مکان ہے۔ میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو وہ سفید ابر یعنی بادل کی طرح تھا، میں نے ان سے کہا: اللہ عزوجل تمہیں برکت دے مجھے اس کے اندر جانے دو۔ انہوں نے جواب دیا: ابھی نہیں، لیکن آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس میں ضرور داخل ہوں گے۔

پھر میں نے ان سے کہا: رات بھر میں نے جو عجیب چیزیں دیکھیں وہ کیا ہیں؟ تو انہوں نے کہا: ہم ابھی عرض کئے دیتے ہیں، جس پہلے شخص کے پاس آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پہنچے تھے اور جس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا وہ قرآن

پڑھ کر بھلانے والا اور نماز کے وقت سوجانے والا تھا، وہ شخص جس کے پاس آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پہنچے تو اس کے جبڑے، نتھنے اور آنکھ کو گدی تک چیرا جارہا تھا یہ وہ شخص تھا جو صبح گھر سے نکلتا تو جھوٹی باتیں گھڑتا اور انہیں دنیا بھر میں پھیلا دیتا، وہ ننگے مرد اور عورتیں جو تنور سے مشابہ جگہ میں تھے وہ زانی مرد اور زانی عورتیں تھیں، وہ شخص کہ جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس کے پاس پہنچے تو وہ نہر میں تیر رہا تھا اور اس کے منہ میں پتھر ڈالے جارہے تھے وہ سود خور تھا، اور وہ ہیبت ناک صورت والا شخص جو آگ کے قریب تھا اور اسے بھڑکا کر اس کے اردگرد دوڑ رہا تھا وہ داروغۂ جہنم (یعنی جہنم پر مقرر فرشتے) حضرت مالک علیہ السلام تھے اور بلند قامت آدمی جو باغ میں تھے وہ حضرت سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تھے اور ان کے گرد جو بچے تھے وہ فطرتِ اسلامیہ پر فوت ہونے والے تھے۔

راوی کا بیان ہے کہ بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اور مشرکین کے بچے؟ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: مشرکین کے بچے بھی۔ اور وہ لوگ جن کا نصف بدن خوبصورت اور نصف بدصورت تھا یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ملے جلے عمل کئے یعنی اچھے عمل بھی کئے اور برے بھی تو اللہ عزوجل نے ان سے درگزر فرمایا۔ (صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب تعبیر الرؤیا بعد صلاۃ الصبح، الحدیث ۷۰۴۷، ص ۵۸۸)

حضرتِ سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ جو فجر کی نماز باجماعت ادا کرتا ہے وہ اللہ عزوجل کی امان میں ہوتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب المسلمون فی ذمۃ اللہ عزوجل، رقم ۳۹۴۶، ج ۴، ص ۳۲۵)

حضرتِ سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ گزشتہ رات میں نے دیکھا کہ دو شخص میرے پاس آئے اور مجھے ساتھ لے کر ایک درخت کے اوپر چڑھ گئے اور مجھے ایک بہت خوبصورت اور فضیلت والے گھر میں داخل کردیا، میں نے اس جیسا گھر کبھی نہیں دیکھا پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ یہ شہداء کا گھر ہے۔ (بخاری، کتاب الجہاد، باب درجات المجاہدین فی سبیل اللہ، رقم ۲۷۹۱، ج ۲، ص ۲۵۱)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ بھر کر کھانا تھا، ہم لوگ دس دس آدمی باری باری صبح سے شام تک اس پیالہ میں سے لگاتار کھاتے رہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ ایک ہی پیالہ تو کھانا تھا تو وہ کہاں سے بڑھتا رہتا تھا؟ (کہ لوگ اس قدر زیادہ تعداد میں دن بھر اس کو کھاتے رہے) تو انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ وہاں سے

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب ماجاء فی آیات اثبات نبوۃ... الخ، الحدیث: ۳۶۴۵، ج ۵، ص ۳۵۸)

(۱۹) سلیمان ابن صرد:

اہلِ کوفہ کو یزید خبیث کی تخت نشینی اور امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت طلب کئے جانے اور امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدینہ چھوڑ کر مکے تشریف لے آنے کی خبر پہنچی، فریب دہی وعیاری کی پرانی روش یاد آئی۔ سلیمان بن صرد خزاعی کے مکان پر جمع ہوئے، ہم مشورہ ہو کر عرضی لکھی کہ تشریف لائیے اور ہم کو یزید کے ظلم سے بچائیے۔ ڈیڑھ سو عرضیاں جمع ہو جانے پر امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریر فرمایا کہ اپنے معتمد چچازاد بھائی مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجتا ہوں، اگر یہ تمہارا معاملہ ٹھیک دیکھ کر اطلاع دیں گے تو ہم جلد تشریف لائیں گے۔ (آئینہ قیامت)

روایت ہے حضرت سلیمان ابن صرد سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسے اس کے پیٹ نے مارا تو اسے عذاب قبر نہ ہوگا (احمد، ترمذی) اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

روایت ہے سلیمان ابن صرد سے فرماتے ہیں کہ دو شخصوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آپس میں گالی گلوچ کی ہم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے ان میں سے ایک شخص دوسرے کو غضب میں برا بھلا کہہ رہا تھا اس کا منہ سرخ ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایسی دعا جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص وہ کہہ دے تو اس کی یہ حالت جاتی رہے جسے محسوس کر رہا ہے میں مردود شیطان سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں لوگوں نے اس سے کہا کیا تو سنتا نہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں وہ بولا میں دیوانہ نہیں ہوں (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت سلیمان ابن صرد سے فرماتے ہیں فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ احزاب آپ سے دور کیے گئے کہ ہم ان پر حملہ کریں گے وہ ہم پر حملہ نہ کریں گے ہم ان کی طرف جائیں گے (بخاری)

(۲۰) سلیمان ابن بریدہ:

روایت ہے حضرت سلیمان ابن بریدہ سے وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو کسی لشکر یا فوج پر امیر بناتے تو اسے اپنے خاص ذاتی معاملہ میں اللہ سے ڈرنے کی اور اپنے مسلمان ساتھیوں کے ساتھ بھلائی کی وصیت فرماتے تھے پھر فرماتے کہ اللہ کے نام سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو، ان سے جنگ کرو جو اللہ کے منکر ہیں جہاد کرو تو نہ خیانت کرو، نہ بدعہدی اور نہ مثلہ کرو نہ کسی بچہ کو قتل کرو اور جب اپنے دشمن مشرکوں سے ملو تو انہیں تین خصلتوں یا تین باتوں کی طرف بلاؤ تو وہ ان میں سے جو بات مان جائیں تم ان سے قبول کرو اور ان کے ہاتھ روک لو انہیں اسلام کی طرف بلاؤ تو اگر وہ یہ مان لیں تم ان سے قبول کر لو اور ان سے ہاتھ روک لو تو پھر انہیں اپنے وطن سے مہاجرین کی جگہ کی طرف منتقل ہو جانے کی دعوت دو اور انہیں خبر دو کہ وہ یہ کر لیں گے تو ان کے لیے وہ ہی حقوق ہوں گے جو مہاجرین کے ہیں

اوران پر وہ ذمہ داریاں ہوں گی جو مہاجرین پر ہیں اگر وہ وہاں سے منتقل ہونے سے انکار کریں تو انہیں آگاہ کردو کہ وہ دیہاتی مسلمانوں کی طرح ہونگے کہ ان پر وہ احکام الٰہی جاری کئے جائیں گے جو مسلمانوں پر جاری کئے جاتے ہیں اوران کے لئے غنیمت وفئ سے کچھ نہ ہوگا مگر یہ کہ مسلمان کے ساتھ جہاد کریں پھر اگر وہ انکار کریں تو تم ان سے جزیہ مانگو پھر اگر وہ لوگ تمہاری مان لیں تو تم ان سے قبول کرلو اوران سے ہاتھ روک لو لیکن اگر وہ انکاری ہوں تو اللہ سے مدد مانگو اوران سے جنگ کرو اور جب تم کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کرو پھر وہ تم سے خواہش کریں کہ تم ان کے لئے اللہ رسول کا ذمہ کرو تو تم ان کے لئے نہ اللہ کا ذمہ اور نہ اس کے نبی کا ذمہ بلکہ ان کے لیے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا ذمہ دو کیونکہ اگر تم اپنا اور اپنے ساتھیوں کا ذمہ توڑے جاؤ تو یہ اس سے آسان ہے کہ تم اللہ کا ذمہ اوراس کے رسول کا ذمہ توڑے جاؤ اور اگر تم کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کرو پھر وہ چاہیں کہ تم انہیں اللہ کے حکم پر اتارو تو تم ان کو اللہ کے حکم پر نہ اتارو لیکن انہیں اپنے حکم پر اتارو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ ان کے متعلق اللہ کا حکم پاؤ گے یا نہیں (مسلم)

(۲۱) سلمہ ابن اکوع:

غابہ مدینہ طیبہ سے چار پانچ میل پر ایک آبادی ہے وہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کچھ اونٹ چرا کرتے تھے۔ کافروں کے ایک مجمع کے ساتھ عبدالرحمن فزاری نے ان کو لوٹ لیا، جو صاحب چراتے ان کو قتل کردیا اور اونٹوں کو لیکر چل دیئے۔ یہ لٹیرے گھوڑے پر سوار تھے اور ہتھیار لگائے ہوئے تھے اتفاقاً حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ صبح کے وقت پیدل تیر کمان لئے ہوئے غابہ کی طرف چلے جارہے تھے کہ اچانک ان لٹیروں پر نظر پڑی۔ بچے تھے وہ دوڑتے بہت تھے کہتے ہیں کہ ان کی دوڑ ضرب المثل اور مشہور تھی یہ اپنی دوڑ میں گھوڑے کو پکڑ لیتے تھے اور گھوڑا ان کو پکڑ نہیں سکتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی تیر اندازی میں بہت مشہور تھے۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے ایک پہاڑی پر چڑھ کر لوٹ کا اعلان کیا اور خود ان لٹیروں کے پیچھے دوڑے تیر کمان ساتھ ہی تھی یہاں تک کہ ان کے پاس پہنچ گئے اور تیر مارنے شروع کئے اور اس پھرتی سے دمادم تیر برسائے کہ وہ لوگ بڑا مجمع سمجھے اور چونکہ خود تنہا تھے اور پیدل بھی تھے اس لئے جب کوئی گھوڑا لوٹا کر پیچھا کرتا تو کسی درخت کی آڑ میں چھپ جاتے اور آڑ میں سے اس گھوڑے کو تیر مارتے جس سے وہ زخمی ہوجاتا اور وہ اس خیال سے واپس جاتا کہ گھوڑا اگر گیا تو میں پکڑا جاؤں گا۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ غرض وہ بھاگتے رہے اور میں پیچھا کرتا رہا حتی کہ جتنے اونٹ انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لوٹے تھے وہ میرے پیچھے ہوگئے اور تیس برچھے اور تیس چادریں وہ اپنی چھوڑ گئے اتنے میں عیینہ

بن بصن کی ایک جماعت مدد کے طور پر ان کے پاس پہنچ گئی۔ اور ان لٹیروں کو قوت حاصل ہوگئی اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ میں اکیلا ہوں۔ ان کے کئی آدمیوں نے مل کر میرا پیچھا کیا میں ایک پہاڑ پر چڑھ گیا اور وہ بھی چڑھ گئے۔ جب میرے قریب ہوگئے تو میں نے کہا کہ ذرا ٹھہرو! پہلے میری ایک بات سنو! تم مجھے جانتے بھی ہو کہ میں کون ہوں انھوں نے کہا کہ بتاؤ تم کون ہو میں نے کہا کہ میں ابن الاکوع ہوں اس ذات پاک کی قسم! جس نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو عزت دی تم میں سے کوئی مجھے پکڑنا چاہے تو نہیں پکڑ سکتا اور میں تم میں سے جسکو پکڑنا چاہوں وہ مجھ سے ہرگز نہیں چھوٹ سکتا۔ ان کے متعلق چونکہ عام طور سے یہ شہرت تھی کہ بہت زیادہ دوڑتے ہیں حتیٰ کہ عربی گھوڑا بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے یہ دعویٰ کچھ عجیب نہیں تھا۔

سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس طرح ان سے بات چیت کرتا رہا اور میرا مقصود یہ تھا کہ ان لوگوں کے پاس تو مدد پہنچ گئی ہے مسلمانوں کی طرف سے میری مدد بھی آجائے کہ میں بھی مدینہ میں اعلان کر کے آیا تھا۔ غرض ان سے اسی طرح میں بات کرتا رہا اور درختوں کے درمیان سے مدینہ منورہ کی طرف غور سے دیکھتا تھا کہ مجھے ایک جماعت گھوڑے سواروں کی دوڑ کر آتی ہوئی نظر آئی ان میں سب سے آگے اخرم اسدی تھے انھوں نے آتے ہی عبدالرحمن فزاری پر حملہ کیا اور عبدالرحمن بھی ان پر متوجہ ہوا۔ انھوں نے عبدالرحمن کے گھوڑے پر حملہ کیا اور پاؤں کاٹ دیئے جس سے وہ گھوڑا گرا اور عبدالرحمن نے گرتے ہوئے ان پر حملہ کر دیا جس سے وہ شہید ہوگئے اور عبدالرحمن ان کے گھوڑے پر سوار ہوگیا ان کے پیچھے ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے انہوں نے حملہ شروع کر دیا۔ عبدالرحمن نے فوراً ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے پاؤں پر حملہ کیا جس سے وہ گرنے اور گرتے ہوئے انھوں نے عبدالرحمن پر حملہ کیا جس سے وہ قتل ہوگیا اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فوراً اس گھوڑے پر سوار ہوگئے جو پہلے اخرم اسدی کا تھا اور اب اس پر عبدالرحمن سوار ہو چکا تھا۔

(صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب غزوۃ ذی قرد وغیرہا، الحدیث: ۱۸۰۷، ص ۱۰۰۰)

سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں ایک غزوہ میں لوگوں کے توشہ (6) میں کمی پڑ گئی، لوگوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اُونٹ ذبح کرنے کی اجازت طلب کی (کہ اسی کو ذبح کر کے کھالینگے) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اجازت دیدی۔ پھر لوگوں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات ہوئی، اُنھوں نے خبر دی (کہ اونٹ ذبح کرنے کی ہم نے اجازت حاصل کر لی ہے) حضرت عمر نے فرمایا، اونٹ ذبح کر ڈالنے کے بعد تمھاری بقا کی کیا صورت ہوگی یعنی جب سواری نہ رہے گی اور پیدل چلو گے، تھک جاؤ گے اور کمزور ہو جاؤ گے پھر دشمنوں سے جہاد کیونکر کر سکو گے اور یہ ہلاکت کا سبب ہوگا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اونٹ ذبح ہو جانے کے بعد

لوگوں کی بقا کی کیا صورت ہوگی؟ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: کہ اعلان کردو کہ جو کچھ توشہ لوگوں کے پاس بچا ہے، وہ حاضر لائیں۔ ایک دسترخوان بچھا دیا گیا، لوگوں کے پاس جو کچھ توشہ بچا ہوا تھا لاکر اُس دسترخوان پر جمع کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے اور دعا کی پھر لوگوں سے فرمایا: اپنے اپنے برتن لاؤ۔ سب نے اپنے اپنے برتن بھر لیے پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک میں اللہ (عزوجل) کا رسول ہوں۔

(صحیح البخاري، کتاب الشرکۃ، باب الشرکۃ في الطعام والنھد۔۔۔ إلخ، الحدیث: ۲۴۸۴، ج ۲، ص ۱۴۰)

روایت ہے حضرت سلمہ ابن اکوع سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو ہم پر تلوار سونتے وہ ہم میں سے نہیں (مسلم)

روایت ہے حضرت سلمہ ابن اکوع سے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے بائیں ہاتھ سے کھایا تو فرمایا اپنے داہنے ہاتھ سے کھاوہ بولا میں اس کی طاقت نہیں رکھتا فرمایا اب طاقت نہ رکھے گا اسے صرف تکبر نے اس سے منع کیا راوی نے فرمایا کہ پھر وہ یہ ہاتھ اپنے منہ تک نہ اٹھا سکا (مسلم)

(۲۲) سلمہ ابن ہشام:

سلمہ ابن ہشام ابن مغیرہ ابو جہل کے حقیقی بھائی تھے جو قدیم الاسلام صحابی تھے اور اسلام کی وجہ سے مکہ معظمہ میں سخت مصیبت میں گرفتار تھے آخر کار بھاگ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے اور عہدِ فاروقی میں جہاد میں شہید ہوئے، عیاش ابن ابی ربیعہ ابو جہل کے سوتیلے بھائی تھے، پرانے مومن تھے، پہلے حبشہ، پھر مدینہ پاک کی طرف ہجرت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے ابو جہل ماں کی بیماری کا بہانہ بنا کر دھوکہ سے انہیں مکہ معظمہ لے گیا اور وہاں بھاری قیدوں میں گرفتار کر دیا، آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے یہ بھاگ کر مدینہ پہنچے اور غزوہ تبوک میں شہید ہوئے۔ (لمعات)

حضرت ضباعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ ہیں جو ابتداءً ہی مکرمہ میں ایمان لے آئی تھیں پھر انہوں نے ہجرت کی وہ عرب کی حسین ترین عورتوں میں سے تھیں، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے بیٹے سلمہ بن ہشام کو ان کے لئے پیغام نکاح دیا تو اس (سلمہ) نے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ سے کوئی مانع نہیں، کہا میں اس (ضباعہ) سے مشورہ کرلوں؟ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں (مشورہ کرلو) چنانچہ وہ ضباعہ کے پاس آیا تو انہوں (ضباعہ) نے کہا کہ اللہ سے ڈر، کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں مجھ سے مشورہ لیتا ہے، میں ان کی ازواج مطہرات

کے ساتھ قیامت میں اٹھنا چاہتی ہوں آپ کی طرف واپس جا اور قبل اس کے آپ کے لیئے کوئی نئی بات ظاہر ہو ہاں کہہ دے، تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ وہ (ضباعہ) عمر رسیدہ ہیں۔ چنانچہ جب ان کا بیٹا واپس آیا اس حال میں کہ انہوں نے نکاح کی اجازت دے دی تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا اور ان سے نکاح نہ فرمایا اھ ملخصاً (ت) (شرح زرقانی علی المواہب اللدنیہ ذکر صفیہ ام المومنین دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۲۷۰)

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی پر بددعا یا دعا کرنے کا ارادہ کرتے تو رکوع کے بعد قنوت پڑھتے بارہا جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہتے تو کہتے الٰہی ولید ابن ولید سلمہ ابن ہشام عیاش ابن ربیعہ کو نجات دے الٰہی سخت پامالی ڈال مضر پر اور اسے یوسف علیہ السلام کی قحط سالیوں کی طرح قحط سالی بنا یہ بآواز بلند کہتے اور اپنی بعض نمازوں میں فرماتے الٰہی فلاں فلاں عربی قبیلوں پر لعنت کر حتی کہ رب نے یہ آیت نازل فرمائی "لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ" (مسلم، بخاری) (صحیح مسلم باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوات الخ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/ ۲۳۷)

(۲۳) سلمہ ابن صخر:

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تھے کہ حضور کی خدمت میں ایک شخص (سلمہ ابن صخر) انصاری آیا عرض کیا یا رسول اللہ میں تو ہلاک ہو گیا فرمایا تجھے کیا ہوا عرض کیا میں نے بحالت روزہ اپنی بیوی سے صحبت کر لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو غلام پاتا ہے جسے آزاد کر دے بولا نہیں فرمایا تو کیا مسلسل دو ماہ کے روزے رکھ سکتا ہے بولا نہیں فرمایا کیا ساٹھ مسکینوں کا کھانا پاتا ہے بولا نہیں فرمایا بیٹھ جا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ توقف فرمایا ہم اسی حال میں تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زنبیل لائی گئی جس میں کھجوریں تھیں عرق بڑی زنبیل ہوتی ہے فرمایا مسئلہ پوچھنے والا کہاں ہے بولا میں ہوں فرمایا یہ لے اور صدقہ کر دے اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اپنے سے زیادہ محتاج پر صدقہ کروں خدا کی قسم مدینہ کے دو گوشوں یعنی دو سنگلاخوں کے بیچ میرے گھر والوں سے زیادہ کوئی خاندان محتاج نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے حتی کہ آپ کے دانت مبارک چمک گئے فرمایا اپنے گھر والوں کو ہی کھلا۔ (جامع الترمذی، کتاب الطلاق۔۔۔الخ، باب ماجاء فی کفارۃ الظھار، الحدیث: ۱۲۰۴، ج ۲، ص ۴۰۸)

(۲۴) سلمہ ابن محبق:

روایت ہے حضرت سلمہ ابن محبق سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک میں ایک کے گھر تشریف لے گئے وہاں مشک لٹکی ہوئی تھی آپ نے پانی مانگا وہ بولے یا رسول اللہ یہ مردار کی کھال ہے فرمایا اس کا پکالینا اس کی پاکی

ہے (احمد وابوداود)

(۲۵) سلمہ ابن قیس:

حضرت سَیِّدُ نا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات بھر مدینہ منورہ (زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا) کی روشن و خوشبودار اور مشکبار وضیاء بار و پُر بہار گلیوں کا دورہ فرما کر اپنی رِعایا کی خبر گیری میں مصروف تھے اور ساتھ ہی اِس بات پر بھی غور فرما رہے تھے کہ ایران کے مغربی صوبے اُہواز کو فتح کرنے کے لئے لشکرِ اسلام کا سِپہ سالار کس کو منتخب کیا جائے۔ غور وفکر کے بعد حضرت سَیِّدُ نا سلمہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذِہن مبارک میں آیا۔ اِس کام کو کرنے کے لئے اِن کی صلاحیت وقابلیت کا سوچ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خُوشی کی اِنتہا نہ رہی۔ الغَرض حضرت سَیِّدُ نا سلمہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مطلوبہ ہدف کامیابی سے پورا کیا اور مسلمانوں کو عظیم فتح نصیب ہوئی۔

حضرت سَیِّدُ نا سلمہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعدِ فتح مجاہدین میں مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ نہایت قیمتی اور خوبصورت موتیوں کا ہار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں آیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شرکاءِ لشکر سے مشورہ کیا کہ اگر آپ سب اِس بات کی اجازت دیں تو یہ موتیوں کا عمدہ ہار امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بطورِ تحفہ بھیج دُوں؟ سب نے بیک زَبان اقرار اور خوشی کا اِظہار کیا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس ہار کو صندوقچی میں ڈال کر اپنی قوم کے دو افراد کو روانہ کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن افراد کو امیر المومنین عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف روانہ کیا اب ان کا واقعہ اِنہی کی زَبانی مُلاحظہ فرمائیں۔

قبیلہ اَشجع کا وہ شخص بیان کرتا ہے کہ میں اور میرا غلام بصرہ کی طرف روانہ ہوئے، وہاں پہنچ کر ہم نے سفر کے لئے دو سواریاں خریدیں، اِس کے لئے اجازت اور سرمایہ ہمیں حضرت سلمہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عنایت کیا تھا۔ ہم نے زادِراہ اِن پر لادا اور مدینہ منورہ (زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا) کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو ہم نے امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تلاش کیا تو وہ ایک جگہ اپنے عصاء پر ٹیک لگائے، مسلمانوں کو کھلائے جانے والے کھانے کی نگرانی فرما رہے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے غلام یرفاء کو فرما رہے تھے۔ اے یرفاء: ان لوگوں کے سامنے مزید گوشت رکھو۔ اے یرفاء: ان لوگوں کے سامنے مزید روٹی رکھو۔ اے یرفاء: ان لوگوں کے برتن میں مزید شوربا ڈالو، جب میں اِن کے پاس آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے ارشاد فرمایا: بیٹھو۔ میں وہیں عام لوگوں کے ساتھ بیٹھ گیا۔ میرے سامنے کھانا رکھا گیا میں نے کھانا کھایا۔

جب لوگ کھانے سے فارغ ہوگئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: اے یرفاء دسترخوان اُٹھالو پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چل دیئے تو میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے ہولیا۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر میں داخل ہوگئے تو میں نے گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کمالِ شفقت سے اجازت عطا فرمادی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالوں کی بُنی ہوئی ایک چٹائی پر بیٹھ گئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو ایسے تکیوں پر ٹیک لگائے ہوئے تھے جو کھجور کے پتوں سے بھرے ہوئے تھے۔ اِن میں سے ایک تکیہ میری طرف بڑھا دیا تو میں اُس پر بیٹھ گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے پردہ لٹکا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پردے کی طرف دیکھا اور اپنے بچوں کی امّی سے ارشاد فرمایا: اے اُمِ کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہمیں کھانا دیجئے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لئے کوئی خاص کھانا تیار کروایا ہوگا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچوں کی امّی (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے تیل میں تلی ہوئی ایک روٹی جس پر سالن کی جگہ نمک رکھا ہوا تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش کی۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا: آؤ کھانا کھاؤ میں نے تعمیلِ حکم کے طور پر چند ایک لقمے لے لئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھانا کھایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کھانے کا انداز ایسا دلربا تھا کہ میں نے کبھی کسی کو اِس عمدہ انداز میں کھاتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہمیں پانی پلاؤ، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ستو کا ایک بھرا ہوا پیالہ پیش کیا گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پہلے مہمان کو پلاؤ۔ میں نے پیالہ پکڑا اور تھوڑے سے ستو نوش کئے۔ میں نے محسوس کیا کہ جو ستو میں نے اپنے لئے تیار کروائے ہیں وہ اِس سے کہیں بہتر اور عمدہ ہیں۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیالہ پکڑا اور ستو نوش فرمائے۔ اور یہ دُعاء پڑھی: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَاَشْبَعَنَا وَسَقَانَا وَاَرْوَانَا (ترجمہ) شکر ہے اُس اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا جس نے ہمیں کھلایا اور سیر کیا، پلایا اور سیراب کیا۔

اِس کے بعد میں نے عرض کیا: یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْن! رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ایک مکتوب لیکر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا کہاں سے؟ میں نے عرض کیا سلمہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب سے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں سلمہ بن قیس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے خط اور اُس کے قاصد کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ لشکرِ اسلام کے متعلق کچھ بتایئے۔ میں نے عرض کی یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْن رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمنا کے مُطابق اللہ تعالیٰ نے اِسلامی لشکر کو فتح ونصرت سے ہمکنار کیا۔ میں نے جنگ میں پیش آنے والے واقعات بالتفصیل پیش کیے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تفصیلات سُن کر ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُس نے ہم پر بے اِنتہا اپنا فضل وکرم فرمایا! پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا: کیا تُمہارا بصرہ سے گزر ہوا؟ میں نے عرض کی

ہاں یاامیرَ الْمؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پوچھا: مسلمانوں کا کیا حال ہے؟ میں نے بتایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ خیریت سے ہیں۔ دریافت فرمایا: بازار میں اَشیاءِ صَرف کے نرخ کیسے ہیں؟ عرض کی: چیزیں بہت سستی ہیں۔ پوچھا گوشت کا کیا بھاؤ ہے؟ گوشت عربوں کی مرغوب غِذا ہے۔ جب تک گوشت نا ملے تو انہیں تسلّی نہیں ہوتی۔ میں نے بتایا گوشت تو وافر مقدار میں دستیاب ہے۔

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس صندوقچی کی طرف دیکھا جو میں نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی۔ پوچھا یہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ عرض کیا، جب ہمیں اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے دُشمن پر غلبہ دیا تو ہم نے مالِ غنیمت جمع کیا۔ حضرت سلمہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ ہار دیکھا تو لشکر سے پوچھا: اگر یہ ہار تم میں تقسیم کردیا جائے تو کسی کا کچھ نہ بنے گا۔ اگر تم بخوشی مجھے اجازت دے دو تو میں یہ ہار امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خِدمت میں بطورِ تحفہ بھیج دُوں۔ سب نے کہا ہاں ضرور بھیجئے، ہم خوش ہیں۔ یہ کہہ کر وہ صندوقچی میں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کردی۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِسے دیکھا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر سُرخ، زرد اور سبز رنگ کے چمکتے ہوئے نگینوں پر پڑی تو غُصّے سے آگ بگولہ ہوگئے اور فرمایا: ابھی ابھی جا کر اِس ہار کو مجاھدین میں تقسیم کردو اور سُنو! آئندہ کبھی بھی ایسا نہ کرنا۔ (کتب تاریخ)

(۲۶) سلمان فارسی:

ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے اور یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ یہ فارس کے شہر رامہرمز کے باشندہ تھے۔ مجوسی مذہب کے پابند تھے اور ان کے باپ مجوسیوں کی عبادت گاہ آتش خانہ کے منتظم تھے۔ یہ بہت سے راہبوں اور عیسائی سادھوؤں کی صحبت اٹھا کر مجوسی مذہب سے بیزار ہوگئے اور اپنے وطن سے مجوسی دین چھوڑ کر دینِ حق کی تلاش میں گھر سے نکل پڑے اور عیسائیوں کی صحبت میں رہ کر عیسائی ہوگئے۔ پھر ڈاکوؤں نے گرفتار کرلیا اور اپنا غلام بنا کر بیچ ڈالا اور یکے بعد دیگرے یہ دس آدمیوں سے زیادہ اشخاص کے غلام رہے۔ جب رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس وقت یہ ایک یہودی کے غلام تھے جب انہوں نے اسلام قبول کرلیا تو جناب رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو خرید کر آزاد فرمادیا۔

جنگ خندق میں مدینہ منورہ شہر کے گرد خندق کھودنے کا مشورہ انہوں نے ہی دیا تھا۔ یہ بہت ہی طاقتور تھے اور انصار ومہاجرین دونوں ہی ان سے محبت کرتے تھے۔ چنانچہ انصاریوں نے کہنا شروع کیا کہ سَلْمَانُ مِنَّا یعنی سلمان ہم میں سے ہیں اور مہاجرین نے بھی یہی کہا کہ سَلْمَانُ مِنَّا یعنی سلمان ہم میں سے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ان پر بہت بڑا کرم عظیم تھا جب انصار ومہاجرین کا نعرہ سنا تو ارشاد فرمایا: سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلُ الْبَیْتِ (یعنی سلمان ہم میں سے

ہیں) یہ فرما کر ان کو اپنے اہل بیت میں شامل فرمالیا۔ عقد مواخات میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو ابوالدرداء صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھائی بنادیا تھا، اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ان کا شمار ہے۔ بہت عابد وزاہد اور متقی وپرہیز گار تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ یہ رات میں بالکل ہی اکیلے صحبت نبوی سے سرفراز ہوا کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم اول بھی سیکھا اور علم آخر بھی سیکھا اور وہ ہم اہل بیت میں سے ہیں۔ احادیث میں ان کے فضائل ومناقب بہت مذکور ہیں۔ ابونعیم نے فرمایا کہ ان کی عمر بہت زیادہ ہوئی۔ بعض کا قول ہے تین سو پچاس برس کی عمر ہوئی اور دو سو پچاس برس کی عمر پر تمام مورخین کا اتفاق ہے۔ ۳۵ھ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی۔

یہ مرض الموت میں تھے تو حضرت سعد اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کی بیمار پرسی کے لیے گئے تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے۔ ان حضرات نے رونے کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہم لوگوں کو وصیت کی تھی کہ تم لوگ دنیا میں اتنا ہی سامان رکھنا جتنا کہ ایک سوار مسافر اپنے ساتھ رکھتا ہے لیکن افسوس کہ میں اس مقدس وصیت پر عمل نہیں کرسکا کیونکہ میرے پاس اس سے کچھ زائد سامان ہے۔
بعض مورخین نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا سال ۱۰ رجب ۳۳ھ یا ۳۶ھ تحریر کیا ہے۔ مزار مبارک مدائن میں ہے جو زیارت گاہ خلائق ہے۔

(اسد الغابۃ، سلمان الفارسی، ج ۲، ص ۴۸۷۔۴۹۲ ملتقطا) (وکنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، سلمان الفارسی، الحدیث: ۳۷۱۲۶، ج ۷، الجزء ۱۳، ص ۱۸۴) (وتھذیب التھذیب، حرف السین، سلمان الخیر الفارسی، ج ۳، ص ۴۴۲ ملتقطا)

کرامات

ملک الموت نے سلام کیا

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنی بیوی صاحبہ سے فرمایا کہ تم نے جو تھوڑا سا مشک رکھا ہے اس کو پانی میں گھول کر میرے سر میں لگادو کیونکہ اس وقت میرے پاس کچھ ایسی ہستیاں تشریف لانے والی ہیں جو نہ انسان ہیں اور نہ جن۔ ان کی بیوی صاحبہ کا بیان ہے کہ میں نے مشک کو پانی میں گھول کر ان کے سر میں لگادیا اور میں جیسے ہی مکان سے باہر نکلی گھر کے اندر سے آواز آئی: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ میں یہ آواز سن کر مکان کے اندر گئی تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مطہرہ پرواز کرچکی تھی اور وہ

اس طرح لیٹے ہوئے تھے کہ گویا گہری نیند سو رہے ہیں۔

(شواھد النبوۃ، رکن سادس در بیان شواھد و دلایلی۔۔۔الخ، سلمان فارسی۔۔۔الخ، ص ۲۸۷)

خواب میں اپنے انجام کی خبر دینا

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آیئے ہم اور آپ یہ عہد کریں کہ ہم دونوں میں سے جو بھی پہلے وصال کرے وہ خواب میں آ کر اپنا حال دوسرے کو بتادے۔ میں نے کہا کہ کیا ایسا ہوسکتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں مؤمن کی روح آزاد رہتی ہے۔ روئے زمین میں جہاں چاہے جاسکتی ہے۔ اس کے بعد حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوگیا۔

پھر میں ایک دن قیلولہ کر رہا تھا تو بالکل ہی اچانک حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے سامنے آ گئے اور بلند آواز سے انہوں نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہ، میں نے جواب میں: وَعَلَیۡکُمُ السَّلَامُ وَرَحۡمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہ، کہا اور ان سے دریافت کیا کہ کہیے وصال کے بعد آپ پر کیا گزری؟ اور آپ کس مرتبہ پر ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں بہت ہی اچھے حال میں ہوں اور میں آپ کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ آپ ہمیشہ خدا پر توکل کرتے رہیں کیونکہ توکل بہترین چیز ہے، توکل بہترین چیز ہے، توکل بہترین چیز ہے۔ اس جملہ کو انہوں نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔

(شواھد النبوۃ، رکن سادس در بیان شواھد و دلایلی۔۔۔الخ، سلمان فارسی۔۔۔الخ، ص ۲۸۷)

فرشتہ سے گفتگو

سلم بن عطیہ اسدی کا بیان ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مسلمان کے پاس اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے وہ جان کنی کے عالم میں تھا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے فرشتہ! تو اس کے ساتھ نرمی کر! راوی کہتے ہیں کہ اس مسلمان نے کہا کہ اے سلمان فارسی! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ فرشتہ آپ کے جواب میں کہتا ہے کہ میں تو ہر مؤمن کے ساتھ نرمی ہی اختیار کرتا ہوں۔

(حلیۃ الاولیاء، ذکر الصحابۃ من المھاجرین، سلمان الفارسی، الحدیث: ۶۴۹، ج ۱، ص ۲۶۲)

حضرت سیّدنا سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیّدنا ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف خط لکھا کہ ان صفات کے حامل لوگ عرش کے سائے میں ہوں گے (۱) انصاف کرنے والا حکمران (۲) وہ مالدار جو اپنے دائیں ہاتھ سے اس طرح صدقہ کرے کہ بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو (۳) وہ شخص جس کو حسب و منصب والی عورت اپنی طرف دعوتِ (گناہ) دے اور وہ

کہے کہ میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے ڈرتا ہوں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے(۴) وہ شخص جس کی نشونما اس حال میں ہوئی کہ اس کی صحبت، جوانی اور قوت اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی پسند اور رضا والے کاموں میں صرف ہوئی (۵) وہ شخص جس کا دل مساجد سے محبت کی وجہ سے انہی میں لگا رہتا ہے(۶) وہ شخص جس نے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا ذکر کیا اور اس کے خوف سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور(۷) ایسے دو شخص جو باہم ملیں تو ان میں سے ایک دوسرے سے کہے: اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! میں تم سے رضائے الٰہی عَزَّ وَجَلَّ کی خاطر محبت کرتا ہوں۔

(کتاب الزھد لامام احمد بن حنبل، الحدیث ۸۱۹،ص ۱۷۳)(المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، الحدیث ۱۲، ج ۸، ص ۱۷۹)

حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے پیارے حبیب، حبیب لبیب عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: دنیا میں زہد وتقویٰ اختیار کرنے والے لوگ، کل (بروز قیامت) اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے قرب میں ہوں گے۔ (الجامع الصغیر، الحدیث ۵۹۷۳، ص ۲۱۹)

حضرت سیِّدُنا سلمان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ارشاد فرمایا: سورج قیامت کے دن لوگوں سے بہت زیادہ قریب ہوگا حتّٰی کہ ان کے سروں سے ایک یا دو کمان کے فاصلے پر آجائے گا، اس دن کسی کے بدن پر پھٹے پرانے

کپڑے کا ایک ٹکڑا تک نہ ہوگا۔ مگر اس دن کسی مؤمن مرد اور عورت کا ستر دکھائی نہ دے گا اور نہ ہی اُس دن کسی مؤمن مرد اور عورت کو سورج کی گرمی نقصان پہنچائے گی جبکہ باقی لوگوں۔ یا ارشاد فرمایا- کافروں کو پیسا جائے گا تو اُن کے پیٹ ابلنے اور جوش مارنے کی آوازیں نکالیں گے۔ (الزھد لابن المبارک، اول السادس عشر، الحدیث ۳۴۷، ص ۱۰۰)

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام بتایا اور جس سے سکوت فرمایا وہ عفو ہے یعنی اس میں کچھ مواخذہ نہیں، (جامع الترمذی ابواب اللباس، باب ماجاء فی لبس الفراء مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱/۲۰۶)(سنن ابن ماجہ باب اکل الجبن والسمن مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۲۴۹)

(۲۷) سلمان ابن عامر:

حضرت سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب تم میں کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور یا چھوہارے سے افطار کرے کہ وہ برکت ہے اور اگر نہ ملے تو پانی سے کہ وہ پاک کرنے والا ہے۔ (جامع الترمذی، ابواب الصوم باب ماجاء مایستحب علیہ الافطار، الحدیث: ۶۹۵، ج ۲، ص ۱۶۲)

حضرت سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو فرماتے سنا کہ لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے اوس کی طرف سے خون بہاؤ (یعنی جانور ذبح کرو) اور اوس سے اذیت کو دور کرو یعنی اوس کا سر مونڈ ادو۔ (صحیح البخاري، کتاب العقیقۃ، باب اماطۃ الأذی عن الصبي في العقیقۃ، الحدیث: ۵۴۷۲، ج۳،ص ۵۴۷)

(۲۸) سفینہ:

یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں اور بعض کا قول ہے کہ یہ حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے غلام تھے انہوں نے اس شرط پر ان کو آزاد کیا تھا کہ عمر بھر رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کی خدمت کرتے رہیں گے۔ سفینہ ان کا لقب ہے۔ ان کے نام میں اختلاف ہے کسی نے رباح کسی نے مہران کسی نے رومان نام بتایا ہے۔ سفینہ عربی میں کشتی کو کہتے ہیں۔ ان کا لقب سفینہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ دوران سفر ایک شخص تھک گیا تو اس نے اپنا سامان ان کے کندھوں پر ڈال دیا اور یہ پہلے ہی بہت زیادہ سامان اٹھائے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے خوش طبعی اور مزاح کے طور پر یہ فرمایا کہ اَنْتَ سَفِیْنَۃٌ (تم تو کشتی ہو) اس دن سے آپ کا یہ لقب اتنا مشہور ہو گیا کہ لوگ آپ کا اصلی نام ہی بھول گئے، لوگ ان کا اصلی نام پوچھتے تو یہ فرماتے تھے کہ میں نہیں بتاؤں گا۔ میرا نام رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے سفینہ رکھ دیا ہے اب میں اس نام کو کبھی ہرگز ہرگز نہیں بدلوں گا۔ (اسد الغابۃ، سفینہ رضی اللہ عنہ، ج ۲، ص ۴۸۱)

کرامت

شیر نے راستہ بتایا

ان کی مشہور اور نہایت ہی مستند کرامت یہ ہے کہ یہ روم کی سرزمین میں جہاد کے دوران اسلامی لشکر سے بچھڑ گئے اور لشکر کی تلاش میں دوڑتے بھاگتے چلے جا رہے تھے کہ بالکل ہی اچانک جنگل سے ایک شیر نکل کر ان کے سامنے آ گیا انہوں نے ڈانٹ کر بلند آواز سے فرمایا کہ اے شیر! میں رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کا غلام ہوں اور میرا معاملہ یہ ہے کہ میں لشکر اسلام سے الگ پڑ گیا ہوں اور لشکر کی تلاش میں ہوں۔ یہ سن کر شیر دم ہلاتا ہوا ان کے پہلو میں آ کر کھڑا ہو گیا اور برابر ان کو اپنے ساتھ میں لئے ہوئے چلتا رہا یہاں تک کہ یہ لشکر اسلام میں پہنچ گئے تو شیر واپس چلا گیا۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الفضائل والشمائل، باب الکرامات، الحدیث: ۵۹۴۹، ج ۲، ص ۴۰۰)

روایت ہے حضرت سفینہ سے فرماتے ہیں کہ میں ام سلمہ کا غلام تھا وہ بولیں کہ میں تمہیں آزاد کرتی ہوں اور تم پر یہ شرط

لگاتی ہوں کہ جب تک جیو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرو میں نے کہا کہ اگر آپ یہ شرط نہ بھی لگا ئیں تو بھی میں زندگی بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ چھوڑتا چنانچہ انہوں نے مجھے آزاد کر دیا اور یہ شرط لگا دی (ابوداؤد،ابن ماجہ)

روایت ہے حضرت سفینہ سے کہ ایک شخص حضرت علی بن ابی طالب کا مہمان ہوا آپ نے اس کے لیے کھانا تیار کیا تو جناب فاطمہ بولیں کہ کاش ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ کھاتے چنانچہ آپ کو بلایا حضور تشریف لائے تو آپ نے اپنے دنوں ہاتھ دروازے کی چوکھٹوں پر رکھے گھر کے ایک گوشہ میں پردہ دیکھا چنانچہ آپ واپس ہو گئے جناب فاطمہ فرماتی ہیں کہ میں آپ کے پیچھے گئی بولی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز نے آپ کو واپس کیا فرمایا میرے لیے یا نبی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ مزین گھر میں داخل ہوں (احمد،ابن ماجہ)

سروایت ہے حضرت سفینہ سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بٹیر کا گوشت کھایا (ابوداؤد)

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تیس برس تک خلافت رہے گی اس کے بعد بادشاہی ہو جائے گی۔ اس حدیث کو سنا کر حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم لوگ گن لو! حضرت ابوبکر کی خلافت دو برس اور حضرت عمر کی خلافت دس برس اور حضرت عثمان کی خلافت بارہ برس اور حضرت علی کی خلافت چھ برس یہ کل تیس برس ہو گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الرقاق، الفصل الثانی، الحدیث: ۵۳۹۵، ج ۲، ص ۲۸۱)

(۲۹) سالم ابن معقل:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: ''ابوحذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ (ان صحابہ میں سے تھے، جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ بدر میں شرکت کی تھی۔) نے سالم بن معقل کو لے پالک بیٹا بنایا اور پھر ان کا نکاح اپنے بھائی کی لڑکی ہندہ بنت ولید بن عتبہ سے کر دیا۔ (بخاری، کتاب النکاح، باب الاکفاء فی الدین)

(۳۰) سالم ابن عبید:

روایت ہے حضرت ہلال ابن یساف سے فرماتے ہیں کہ ہم سالم ابن عبید کے پاس تھے تو قوم میں سے کسی شخص نے چھینکا تو بولا السلام علیکم تو اس سے سالم نے کہا تجھ پر اور تیری ماں پر تو شاید وہ شخص اپنے دل میں غصہ ہوا تو فرمایا میں نے وہ ہی کہا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھینک لی تھی تو بولا السلام علیکم تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر اور تیری ماں پر جب تم میں سے کوئی چھینکے تو کہے الحمد للہ رب العلمین اور اس کو جواب

دینے والا کہے یرحمک اللہ اور یہ کہے یغفر اللہ لی ولکم (ترمذی، ابوداؤد)

(۳۱) سراقہ ابن مالک:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب ہجرت کے لئے روانہ ہوئے تو مکہ کا ایک مشہور شہسوار سراقہ بن مالک بن جعشم تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر تعاقب کرتا نظر آیا۔ قریب پہنچ کر حملہ کرنے کا ارادہ کیا مگر اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ گھوڑے سے گر پڑا مگر سو اونٹوں کا انعام کوئی معمولی چیز نہ تھی۔ انعام کے لالچ نے اسے دوبارہ اُبھارا اور وہ حملہ کی نیت سے آگے بڑھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا سے پتھریلی زمین میں اس کے گھوڑے کا پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ یہ معجزہ دیکھ کر خوف ودہشت سے کانپنے لگا اور امان! امان! پکارنے لگا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دل رحم وکرم کا سمندر تھا۔ سراقہ کی لاچاری اور گریہ زاری پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دریائے رحمت جوش میں آ گیا۔ دعا فرمادی تو زمین نے اس کے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد سراقہ نے عرض کیا کہ مجھ کو امن کا پروانہ لکھ دیجیے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سراقہ کے لئے امن کی تحریر لکھ دی۔ سراقہ نے اس تحریر کو اپنے ترکش میں رکھ لیا اور واپس لوٹ گیا۔ راستہ میں جو شخص بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کرتا تو سراقہ اس کو یہ کہہ کر لوٹا دیتے کہ میں نے بڑی دور تک بہت زیادہ تلاش کیا مگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس طرف نہیں ہیں۔ واپس لوٹتے ہوئے سراقہ نے کچھ سامان سفر بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور نذرانہ کے پیش کیا مگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبول نہیں فرمایا۔

(صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم... الخ، الحدیث: ۳۹۰۶، ج ۲، ص ۵۹۳)

سراقہ اس وقت تو مسلمان نہیں ہوئے مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت نبوت اور اسلام کی صداقت کا سکہ ان کے دل پر بیٹھ گیا۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتح مکہ اور جنگ طائف وحنین سے فارغ ہو کر جعرانہ میں پڑاؤ کیا تو سراقہ اسی پروانۂ امن کو لے کر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو گئے اور اپنے قبیلہ کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ اسلام قبول کر لیا۔ (مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۶۲ وشرح الزرقانی علی المواہب، قصۃ سراقۃ، ج ۲، ص ۱۲۵ ملخصا)

واضح رہے کہ یہ وہی سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کے بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے علم غیب سے غیب کی خبر دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ اے سراقہ! تیرا کیا حال ہوگا جب تجھ کو ملک فارس کے بادشاہ کسریٰ کے دونوں کنگن پہنائے جائیں گے؟ اس ارشاد کے برسوں بعد جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ایران فتح ہوا اور کسریٰ کے کنگن دربار خلافت میں لائے گئے تو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تاجدار دو

رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کی تصدیق وتحقیق کے لئے وہ کنگن حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنا دیئے اور فرمایا کہ اے سراقہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے حمد ہے جس نے ان کنگنوں کو بادشاہ فارس کسریٰ سے چھین کر سراقہ بدوی کو پہنا دیا۔ (شرح الزرقانی علی المواہب، قصہ سراقہ، ج ۲، ص ۱۴۵)

حضرت سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 24ھ میں وفات پائی۔ جب کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تخت خلافت پر رونق افروز تھے۔ (زرقانی علی المواہب ج1 ص246 وص348)

روایت ہے حضرت سراقہ ابن مالک سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تم کو بہترین صدقہ پر رہبری نہ کروں تمہاری وہ بیٹی جو تم تک لوٹادی جاوے تمہارے سوا اس کا کوئی کمانے والا نہ ہو (ابن ماجہ)

روایت ہے حضرت سراقہ ابن مالک ابن جعشم سے فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا تو فرمایا کہ تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے کنبہ سے دفاع کرے جب تک کہ گناہ نہ کرے (ابوداؤد)

(۳۲) سفیان ابن اسد:

روایت ہے حضرت سفیان ابن اسد حضرمی سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ بری خیانت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی بات کرے جس میں وہ تجھے سچا سمجھتا ہو اور تو اس میں جھوٹا ہو (ابوداؤد)

(۳۳) سفیان ابن ابی زہیر:

روایت ہے حضرت سفیان ابن ابی زہیر سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ عنقریب یمن فتح ہوگا تو ایک قوم دوڑتی ہوئی خوشی خوشی آئے گی اور اپنے بال بچوں اور اپنے خدام کو وہاں لے جائے گی حالانکہ اگر وہ سمجھتے تو مدینہ ان کے لیے بہتر تھا اور شام فتح ہوگا تو ایک قوم خوشی خوشی دوڑتی آئے گی تو گھر والوں اور خدام کو وہاں لے جائے گی حالانکہ ان کے لیے مدینہ اچھا تھا اگر وہ جانتے اور عراق فتح ہوگا تو ایک قوم خوشی خوشی دوڑتی آئے گی اور اپنے بال بچوں اور خادموں کو لے جائے گی حالانکہ مدینہ ان کے لیے بہتر تھا اگر جانتے۔ (مسلم، بخاری)

(A۳۳) سفیان ابن سعید:

آپ کا نام سفیان ابن سعید ہے، قبیلہ ثور کے ہیں، کوفی ہیں، جلیل القدر تابعی ہیں، آئمہ مجتہدین اور قطب عالمین میں سے ہیں، ۹۹ھ میں پیدا ہوئے ۱۶۱ھ میں بصرے میں وفات پائی۔

روایت ہے حضرت سفیان سے کہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب سے فرمایا کہ اہل علم کون لوگ

ہیں فرمایا جو اپنے علم پر عمل کرتے ہیں فرمایا کہ علماء کے دل سے علم کس چیز نے نکال دیا فرمایا لالچ نے (دارمی)

(۳۴) سفیان ابن عبداللہ:

روایت ہے حضرت سفیان ابن عبداللہ ثقفی سے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اسلام کے متعلق ایسی بات بتائیں کہ آپ کے بعد اس کے متعلق کسی سے نہ پوچھوں۔ دوسری روایت میں ہے (کہ آپ کے سوا) فرمایا کہ کہو کہ میں اللہ پر ایمان لایا پھر اُس پر قائم رہو

روایت ہے حضرت سفیان ابن عبداللہ ثقفی سے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ جن چیزوں کا آپ مجھ پر خوف کرتے ہیں ان میں زیادہ خطرناک کیا چیز ہے فرمایا کہ آپ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا یہ ترمذی اور اسے صحیح کہا۔

(۳۵) سنجرہ:

حضرت سنجرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ بیان فرمارہے تھے آپ کے قریب سے دو افراد گزرے، آپ نے ان سے فرمایا: تم دونوں یہیں بیٹھ جاؤ، تم خیر پر ہو۔ جب آپ نے مجلس برخاست کردی اور اُٹھ کھڑے ہوئے اور صحابہ کرام بھی حضور کے پاس سے ادھر اُدھر چلے گئے تو ان دونوں نے کھڑے ہو کر عرض کیا، یارسول اللہ! آپ نے ہم سے ارشاد فرمایا تھا کہ تم دونوں بیٹھ جاؤ، تم خیر پر ہو۔ یہ بشارت صرف ہم دونوں کے لیے ہے یا تمام لوگوں کے لیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: جو بندہ بھی علم حاصل کرتا ہے تو اس کا یہ علم حاصل کرنا اس کے گزشتہ تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ (ترمذی، طبرانی)

(۳۵A) سنان بن سلمہ

جناب سنان بن سلمہ بن محبق ہذلی اپنے والد سے بیان کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس کے پاس سواری ہو کہ (اسے آرام سے منزل پر پہنچا دے اور) پیٹ بھر کر کھانا وغیرہ مل جائے تو اسے چاہیئے کہ رمضان کے روزے رکھے جہاں بھی آجائے۔" (سنن ابوداود کتاب حدیث: 2410)

50ھ میں سنان بن سلمہ رحمہ اللہ نے بھی قیقان پر حملہ کیا ان کے مقابلے میں دشمن کا بہت بڑا لشکر آگیا حضرت سنان نے فرمایا مسلمانو! تمھارے لئے خوشخبری ہے یا تو جنت کی یا مالِ غنیمت کی۔ اس لڑائی میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح عطاء فرمائی اور صرف ایک مسلمان شہید ہوا۔

(۳۶) سائب ابن یزید:

حضرتِ سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق وامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا، کھجور بہترین سحری ہے۔ اور فرمایا کہ اللہ عزوجل سحری کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے۔ (طبرانی کبیر، رقم ۶۶۸۹، ج ۷، ص ۱۵۹)

حضرتِ سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں: میں مسجد میں سویا تھا، ایک شخص نے مجھ پر کنکری پھینکی دیکھا، تو امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، فرمایا: جاؤ ان دونوں شخصوں کو میرے پاس لاؤ، میں ان دونوں کو حاضر لایا، فرمایا: تم کس قبیلہ کے ہو یا کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے عرض کی، ہم طائف کے رہنے والے ہیں، فرمایا: اگر تم اہلِ مدینہ سے ہوتے تو میں تمھیں سزا دیتا (کہ وہاں کے لوگ آداب سے واقف تھے) مسجد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آواز بلند کرتے ہو۔ (صحیح البخاري، کتاب الصلاۃ، باب رفع الصوت في المسجد، الحدیث: ۴۷۰، ج ۱، ص ۱۷۸) رواہ بلفظ کنت قائما وفی نسخۃ نائما (ارشاد الساري شرح صحیح البخاري، ج ۲، ص ۱۴۸)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں بیمار پڑا تو میری خالہ مجھ کو آپ کی خدمت میں لے گئیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعائے برکت کی اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے وضو کیا تو میں نے آپ کے وضو کا پانی پیا۔

(صحیح البخاري، کتاب الدعوات، باب الدعاء للصبیان، بالبرکۃ۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۶۳۵۲، ج ۴، ص ۲۰۴)

کرامت

چورانوے برس کا جوان

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا تھا۔ جعید بن عبدالرحمن کا بیان ہے کہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ چورانوے برس تک نہایت ہی تندرست اور قوی ہیکل رہے اور کان، آنکھ، دانت کسی چیز میں بھی کمزوری کے آثار نہیں پیدا ہوئے تھے۔ (کنز العمال، ج ۱۶، ص ۵۱)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام عطاء کہتے ہیں کہ حضرت سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر کے اگلے حصے کے بال بالکل سیاہ تھے اور سر کے پچھلے حصے کے سب بال اور داڑھی بالکل سفید تھی۔ میں نے حیران ہو کر پوچھا: اے میرے آقا! یہ کیا معاملہ ہے؟ مجھے اس پر تعجب ہو رہا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ میں بچپن میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور مجھ سے میرا نام پوچھا میں نے اپنا نام سائب بن

یزید بتایا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے میرے سر پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا جہاں تک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دست مبارک پہنچا ہے وہ بال سفید نہیں ہوئے اور آئندہ بھی کبھی سفید نہیں ہوں گے۔

(کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، السائب بن یزید، الحدیث: ۳۷۴۱۳،۳۷۴۱۸، ج ۷، الجزء ۱۳، ص ۱۸۷،۱۸۸)

حضرت سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ خاتم المرسلین، رحمۃ للعلمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین، محبوب رب العلمین، جناب صادق وامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، میں پانچ وجہ سے انبیاء پر فضیلت دیا گیا۔ (اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ت)

(المعجم الکبیر عن سائب بن یزید عن ابی امامۃ الباہلی حدیث ۶۶۷۴ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۷/ ۱۵۵)

حضرت سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری خالہ مجھے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت بابرکت میں لے گئیں اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! میرا بھانجا بیمار ہے۔ (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے دعائے برکت فرمائی۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے وضو فرمایا تو میں نے آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی پیا۔

(صحیح المسلم کتاب الفضائل، باب اثبات خاتم النبوۃ، الحدیث ۲۳۴۵، ص ۱۲۷۷)

روایت ہے حضرت سائب ابن یزید سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا مانگتے تو ہاتھ شریف اٹھاتے پھر ہاتھ منہ پر پھیر لیتے ان تینوں حدیثوں کو بیہقی نے دعوات کبیرہ میں نقل کیا۔

(۳۷) سائب ابن خلاد:

روایت ہے حضرت سائب ابن خلاد سے وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک ہیں فرمایا ایک شخص نے قوم کی امامت کی، قبلے کی طرف تھوک دیا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فراغت پر اس کی قوم سے فرمایا کہ آئندہ یہ تمہیں نماز نہ پڑھائے اس کے بعد اس نے نماز پڑھانی چاہی لوگوں نے روک دیا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے آگاہ کیا، اس نے یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا فرمایا ہاں۔ مجھے خیال ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تو نے اللہ رسول کو ستایا (ابوداؤد) (سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث 431)

روایت ہے ابوسہلہ سے فرماتے ہیں کہ مجھے دار کے دن جناب عثمان نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد کیا ہے میں اس پر صابر رہوں (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی۔

(۳۸) سوید ابن قیس:

سیدنا سوید بن قیس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے سراویل (شلوار یا پاجامہ) کا سودا کیا (سنن ابن ماجہ 3579 کتاب اللباس)

(۳۹) ابو سیف قین:

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد مبارکہ میں سب سے آخری فرزند ہیں۔ یہ ذوالحجہ ۸ھ میں مدینہ منورہ کے قریب مقام ''عالیہ'' کے اندر حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم مبارک سے پیدا ہوئے۔ اس لیے مقام عالیہ کا دوسرا نام ''مشربۂ ابراہیم'' بھی ہے۔ ان کی ولادت کی خبر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقام عالیہ سے مدینہ آکر بارگاہِ اقدس میں سنائی۔ یہ خوش خبری سن کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انعام کے طور پر حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک غلام عطا فرمایا۔ اس کے بعد فوراً ہی حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ''یا ابا ابراہیم'' (اے ابراہیم کے باپ) کہہ کر پکارا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے حد خوش ہوئے اور ان کے عقیقہ میں دو مینڈھے آپ نے ذبح فرمائے اور ان کے سر کے بال کے وزن کے برابر چاندی خیرات فرمائی اور ان کے بالوں کو دفن کرادیا اور ''ابراہیم'' نام رکھا، پھر ان کو دودھ پلانے کے لیے حضرت ''ام سیف'' رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سپرد فرمایا۔ ان کے شوہر حضرت ابوسیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوہاری کا پیشہ کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت زیادہ محبت تھی اور کبھی کبھی آپ ان کو دیکھنے کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوسیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر گئے تو یہ وہ وقت تھا کہ حضرت ابراہیم جان کنی کے عالم میں تھے۔ یہ منظر دیکھ کر رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس وقت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا آپ بھی روتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے عوف کے بیٹے! یہ میرا رونا ایک شفقت کا رونا ہے۔ اس کے بعد پھر دوبارہ جب چشمان مبارک سے آنسو بہے تو آپ کی زبان مبارک پر یہ کلمات جاری ہو گئے کہ اِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَ الْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا يَرْضٰى رَبُّنَا وَاِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمزدہ ہے مگر ہم وہی بات زبان سے نکالتے ہیں جس سے ہمارا رب خوش ہو جائے اور بلاشبہ اے ابراہیم! ہم تمہاری جدائی سے بہت زیادہ غمگین ہیں۔

(مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۲۵۴)

(۴۰) ابو سعید خدری:

حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب آدمی صبح کرتا ہے تو اس کے جسم کے تمام اعضاء زبان سے کہتے ہیں: اے زبان! تو ہمارے معاملے میں اللہ سے ڈر کیونکہ ہم تیرے ساتھ اور تابع ہیں اگر تو سیدھی رہی تو ہم سیدھے رہیں گے اور اگر ٹیڑھی ہوئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔

(ترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی حفظ اللسان، رقم: ۲۴۱۵، ج ۴، ص ۱۸۳)

حضرتِ سیّدُنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک نوجوان صَحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ ایک بار جب وہ اپنے گھر تشریف لائے تو دیکھا کہ اُن کی دُلہن گھر کے دروازے پر کھڑی ہے، مارے جلال کے نیزہ تان کر اپنی دُلہن کی طرف لپکے۔ وہ گھبرا کر پیچھے ہٹ گئی اور رو کر پکاری: میرے سرتاج! مجھے مت ماریئے، میں بے قُصور ہوں، ذرا گھر کے اندر چل کر دیکھئے کہ کس چیز نے مجھے باہر نکالا ہے! چُنانچہ وہ صَحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر تشریف لے گئے، کیا دیکھتے ہیں کہ ایک خطرناک زہریلا سانپ کُنڈلی مارے بچھونے پر بیٹھا ہے۔ بے قرار ہو کر سانپ پر وار کر کے اس کو نیزے میں پِرَو لیا۔ سانپ نے تڑپ کر اُن کو ڈس لیا۔ زخمی سانپ تڑپ تڑپ کر مر گیا اور وہ غیرت مند صَحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سانپ کے زہر کے اثر سے جامِ شہادت نوش کر گئے۔ (صَحیح مُسلم ص ۱۲۲۸ حدیث ۲۲۳۶)

روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو پاک و حلال کھائے سنت پر عمل کرے اور لوگ اس کے فتنوں سے محفوظ رہیں وہ جنت میں جائے گا ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج کل بہت سے ایسے لوگ ہیں فرمایا میرے بعد والے زمانوں میں بھی ہوں گے (ترمذی)

روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا راستوں پر بیٹھنے سے بچو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو وہاں بیٹھنے کے سوا چارہ نہیں ہم وہاں بات چیت کرتے ہیں فرمایا اگر بغیر بیٹھے نہ مانو تو راستہ کو اس کا حق دو انہوں نے عرض کیا کہ راستہ کا کیا حق ہے یا رسول اللہ، فرمایا نگاہ نیچے رکھنا، تکلیف دہ چیز ہٹانا اور سلام کا جواب دینا اور اچھائیوں کا حکم دینا، برائیوں سے روکنا (مسلم، بخاری)

(۴۱) ابو سعید ابن معلیٰ:

بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ حضرت سعید بن معلیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ مجھے رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آواز دی میں چونکہ نماز پڑھ رہا تھا اس لئے جواب نہ دیا پھر نماز سے فارغ ہو کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کیا یا رسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں نماز پڑھ رہا

تھا (اس لئے حاضر نہ ہوسکا) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ گالہ وسلم نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نہیں سنا ہے!

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اُس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔ (پ9، الانفال: 24) (صحیح البخاري، کتاب التفسیر، باب ماجاء في فاتحۃ الکتاب، الحدیث: ۴۴۷۴، ج ۳، ص ۱۶۳)

(۴۲) ابوسعید ابن ابی فضالہ:

حضرت ابوسعید بن ابوفضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ گالہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب لوگوں کو جمع فرمائے گا تو ایک منادی یہ اعلان کرے گا کہ جس نے اپنے اس عمل میں جو اللہ کیلئے کیا ہے کسی دوسرے کو شریک کرلیا ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ اس کا ثواب اللہ عزوجل کے غیر سے طلب کرے۔

(سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ الکھف، الحدیث ۳۱۶۵، ج ۵، ص ۱۰۵)

(۴۳) ابوسلمہ

حضرت ابوسلمہ ابن عبدالاسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا۔ جن سے چار بچے پیدا ہوئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شوہر کے ہمراہ حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر حبشہ سے مدینہ طیبہ واپس آئیں۔

(مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم، درذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۷۵)

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ احد میں شریک ہوئے۔ لڑائی کے دوران جو زخم آئے کچھ عرصہ مندمل ہونے کے بعد دوبارہ تازہ ہو گئے۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہی زخموں کی وجہ سے ۴ھ میں اس دارِ فانی سے کوچ فرمایا۔

(مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم، درذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۷۵)

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ گالہ وسلم تعزیت کے لئے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لائے اور دعا فرمائی۔ اے خدا ان کے غم کو تسکین دے اور ان کی مصیبت کو بہتر بنا اور بہتر عوض عطا فرما۔ (مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم، درذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۷۵)

مدینہ منورہ میں جب اسلام اور مسلمانوں کو ایک پناہ گاہ مل گئی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو عام اجازت دے دی کہ وہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے جائیں۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کی۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے دوسرے لوگ بھی مدینہ روانہ ہونے لگے۔ جب کفار قریش کو پتہ چلا تو انہوں نے

روک ٹوک شروع کر دی مگر چھپ چھپ کر لوگوں نے ہجرت کا سلسلہ جاری رکھا یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بہت سے صحابہ کرام مدینہ منورہ چلے گئے۔ صرف وہی حضرات مکہ میں رہ گئے جو یا تو کافروں کی قید میں تھے یا اپنی مفلسی کی وجہ سے مجبور تھے۔

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اونٹ پر کجاوہ باندھا اور حضرت بی بی اُم سلمہ اور اپنے فرزند سلمہ کو کجاوہ میں سوار کر دیا مگر جب اونٹ کی نکیل پکڑ کر حضرت ابوسلمہ روانہ ہوئے تو حضرت اُم سلمہ کے میکے والے بنومغیرہ دوڑ پڑے اور ان لوگوں نے یہ کہا کہ ہم اپنے خاندان کی اس لڑکی کو ہرگز ہرگز مدینہ نہیں جانے دیں گے اور زبردستی ان کو اونٹ سے اتار لیا۔ یہ دیکھ کر حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندانی لوگوں کو بھی طیش آ گیا اور ان لوگوں نے غضب ناک ہوکر کہا کہ تم لوگ اُم سلمہ کو محض اس بنا پر روکتے ہو کہ یہ تمہارے خاندان کی لڑکی ہے تو ہم اس کے بچہ سلمہ کو ہرگز ہرگز تمہارے پاس نہیں رہنے دیں گے اس لئے کہ یہ بچہ ہمارے خاندان کا ایک فرد ہے۔ یہ کہہ کر ان لوگوں نے بچہ کو اس کی ماں کی گود سے چھین لیا مگر حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کا ارادہ ترک نہیں کیا بلکہ بیوی اور بچہ دونوں کو چھوڑ کر تنہا مدینہ منورہ چلے گئے۔ حضرت بی بی اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوہر اور بچے کی جدائی پر صبح سے شام تک مکہ کی پتھریلی زمین میں کسی چٹان پر بیٹھی ہوئی تقریباً سات دنوں تک زاروقطار روتی رہیں ان کا یہ حال دیکھ کر ان کے ایک چچازاد بھائی کو ان پر رحم آ گیا اور اس نے بنو مغیرہ کو سمجھا بجھا کر یہ کہا کہ آخر اس مسکینہ کو تم لوگوں نے اس کے شوہر اور بچے سے کیوں جدا کر رکھا ہے؟ تم لوگ کیوں نہیں اس کو اجازت دے دیتے کہ وہ اپنے بچہ کو ساتھ لے کر اپنے شوہر کے پاس چلی جائے۔ بالآخر بنومغیرہ اس پر رضامند ہو گئے کہ یہ مدینہ چلی جائے۔ پھر حضرت ابوسلمہ کے خاندان والے بنوعبدالاسد نے بھی بچے کو حضرت اُم سلمہ کے سپرد کر دیا اور حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بچہ کو گود میں لے کر اونٹ پر سوار ہوگئیں اور اکیلی مدینہ کو چل پڑیں مگر جب مقام تنعیم میں پہنچیں تو عثمان بن طلحہ سے ملاقات ہوگئی جو مکہ کا مانا ہوا ایک نہایت ہی شریف انسان تھا اس نے پوچھا کہ اے اُم سلمہ! کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں اپنے شوہر کے پاس مدینہ جارہی ہوں۔ اس نے کہا کہ کیا تمہارے ساتھ کوئی دوسرا نہیں ہے؟ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے درد بھری آواز میں جواب دیا کہ نہیں میرے ساتھ اللہ اور میرے اس بچہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ یہ سن کر عثمان بن طلحہ کی رگ شرافت پھڑک اٹھی اور اس نے کہا کہ خدا کی قسم! میرے لئے یہ زیب نہیں دیتا کہ تمہاری جیسی ایک شریف زادی اور ایک شریف انسان کی بیوی کو تنہا چھوڑ دوں۔ یہ کہہ کر اس نے اونٹ کی مہار اپنے ہاتھ میں لے لی اور پیدل چلنے لگا حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ خدا کی قسم! میں نے عثمان بن طلحہ سے زیادہ شریف کسی عرب کو نہیں پایا۔ جب ہم کسی منزل پر اترتے تو وہ الگ کسی درخت کے نیچے لیٹ جاتا اور میں اپنے اونٹ کے پاس سورہتی۔ پھر روانگی کے وقت جب میں اپنے بچہ کو گود میں لے کر اونٹ پر سوار ہو جاتی تو وہ اونٹ کی مہار پکڑ کر چلنے لگتا۔ اسی طرح اس نے مجھے قبا تک پہنچا دیا اور وہاں سے وہ یہ کہہ کر مکہ چلا گیا کہ اب تم چلی جاؤ تمہارا شوہر اسی گاؤں میں

ہے۔ چنانچہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس طرح بخیریت مدینہ منورہ پہنچ گئیں۔

(المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب فی ذکر ازواجہ۔۔۔الخ، ج۴، ص۳۶۰)

(۴۴) ابوسفیان:

ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کو قرآن نے رءوف ورحیم کے لقب سے یاد کیا ہے۔ ان کی رحمت چمکار چمکار کر ابوسفیان کے کان میں کہہ رہی تھی کہ اے مجرم! مت ڈر۔ یہ دنیا کے سلاطین کا دربار نہیں ہے بلکہ یہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ رحمت ہے۔ بخاری شریف کی روایت تو یہی ہے کہ ابوسفیان بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تو فوراً ہی اسلام قبول کرلیا۔ اس لئے جان بچ گئی۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب این رکز النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔۔۔الخ، الحدیث: ۴۲۸۰، ج۳، ص۱۰۱)

مگر ایک روایت یہ بھی ہے کہ حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء نے تو فوراً رات ہی میں اسلام قبول کرلیا مگر ابوسفیان نے صبح کو کلمہ پڑھا۔ (شرح الزرقانی علی المواھب، باب غزوۃ الفتح الاعظم، ج۳، ص۴۰۵)

اور بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ ابوسفیان اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان ایک مکالمہ ہوا اس کے بعد ابوسفیان نے اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ وہ مکالمہ یہ ہے:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: کیوں اے ابوسفیان! کیا اب بھی تمہیں یقین نہ آیا کہ خدا ایک ہے؟

ابوسفیان: کیوں نہیں کوئی اور خدا ہوتا تو آج ہمارے کام آتا۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: کیا اس میں تمہیں کوئی شک ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟

ابوسفیان: ہاں! اس میں تو ابھی مجھے کچھ شبہ ہے۔

مگر پھر اس کے بعد انہوں نے کلمہ پڑھ لیا اور اس وقت گو ان کا ایمان متزلزل تھا لیکن بعد میں بالآخر وہ سچے مسلمان بن گئے۔ چنانچہ غزوہ طائف میں مسلمانوں کی فوج میں شامل ہو کر انہوں نے کفار سے جنگ کی اور اسی میں ان کی ایک آنکھ زخمی ہوگئی۔ پھر یہ جنگ یرموک میں بھی جہاد کے لئے گئے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، اسلام ابی سفیان بن الحارث۔۔۔الخ، ص۶۹ ۴ ملخصا)

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے فتح مکہ کے دن تو فرمایا

جو ابوسفیان کے گھر میں گھس جاوے اسے امان ہے اور جو ہتھیار کو رکھ دے اسے امان ہے تو انصار بولے کہ ان محبوب کو اپنے کنبہ سے محبت اور اپنے وطن کی رغبت ہوگئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو گئی فرمایا کیا تم نے یہ کہا ہے کہ ان محبوب کو اپنے کنبہ کی محبت اپنے وطن کی رغبت ہوگئی ایسا ہرگز نہیں ہے میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، میں نے اللہ کی اور تمہاری طرف ہجرت کرلی ہے اب میری زندگی تمہاری زندگی میں ہے اور میری وفات تمہاری موت میں ہے وہ بولے کہ ہم نے جو کچھ کہا ہے اللہ رسول پر بخل کی وجہ سے ہے فرمایا کہ اللہ رسول تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور تم کو معذور جانتے ہیں (مسلم)

(۴۵) ابوسفیان ابن حارث:

روایت ہے حضرت براء ابن عازب سے وہ حنین کے متعلق فرماتے ہیں کہ ابوسفیان ابن حارث آپ کے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے تو جب مشرکین نے آپ کو گھیر لیا تو آپ اترے کہنے لگے میں جھوٹا نبی نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں فرماتے ہیں اس دن حضور سے زیادہ کوئی بہادر نہیں دیکھا گیا (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت عباس سے فرماتے ہیں کہ میں حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا تو جب مسلمان وکفار بھڑ پڑے تو مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگ پڑے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کی طرف اپنے خچر کو ایڑھ مار رہے تھے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی لگام پکڑے تھا اسے روک رہا تھا کہ کہیں تیز نہ چل پڑے اور ابوسفیان ابن حارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب پکڑے ہوئے تھے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عباس بیعت الرضوان والوں کو پکارو تو جناب عباس نے کہا اور وہ تھے بہت بلند آواز آپ نے اپنی بلند آواز سے پکارا کہ بیعت رضوان والے کہاں ہیں فرمایا اللہ کی قسم گویا جب انہوں نے میری آواز سنی تو میں نے انہیں ایسے پھیر لیا جیسے گائے اپنے بچوں پر موڑتی ہے وہ بولے ہم حاضر ہیں ہم حاضر ہیں حضور نے فرمایا کفار سے جنگ کرو انصار کے متعلق پکار یہ تھی کہ کہتے تھے اے گروہ انصار اے گروہ انصار راوی نے فرمایا کہ پھر بنی حارث ابن خزرج پر بلاوا محدود ہوگیا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر دوڑائی حالانکہ آپ اپنے خچر پر تھے گویا آپ اس پر جہاد کفار کے منتظر تھے تو فرمایا کہ یہ لڑائی گرم ہونے کا وقت ہے پھر چند کنکریاں لیں وہ کفار کے منہ کی طرف پھینکیں پھر فرمایا قسم رب محمد کی یہ بھاگ نکلے تو خدا کی قسم کچھ نہ ہوا سوا اس کے کہ حضور نے ان پر کنکریاں پھینکیں میں دیکھتا رہا ان کی دھار کند اور ان کا معاملہ ذلت والا (مسلم)

ابوسفیان بن حارث کا نعتیہ کلام

لقد عظمت مصیبتنا وجلت   عشیة قیل قد قبض الرسول

فقدنا الوحی و التنزیل فینا   یروح به ویغدو جبرئیل

نبی کان یجلو الشك عنا   بما یوحی الیه وما یقول

ویهدینا فلا نخشی ضلالاً   علینا والرسول لنا دلیل

افاطم! ان جزعت فذاك عذر   وان لم تجزعی ذاك السبیل

فقبر ابیك سید كل قبر   وفیه سید الناس الرسول

ترجمہ: (۱) اس شام ہم پر بڑی مصیبت آئی جب کہا گیا کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وفات پا گئے۔

(۲) وحی وتنزیل جسے جبریل علیہ السلام صبح وشام لاتے تھے ہم اس سے محروم ہو گئے۔

(۳) وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خدا عزوجل کی وحی اور اپنے اقوال کے ذریعے ہمارے شکوک دور فرماتے تھے۔

(۴) اور ہماری رہبری کرتے تھے تو ہمیں اپنے اوپر گمراہی کا خوف نہ ہوتا جب کہ خود رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے رہبر ورہنما ہیں۔

(۵) اے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روئیں تو معذور ہیں اور نہ روئیں تو یہ بھی بہتر راہ ہے۔

(۶) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد گرامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر ہر قبر کی سردار ہے اور اس میں تمام لوگوں کے سردار رسول باوقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما ہیں۔

(۴۶) ابوسمح:

حضرت ابوسمح رضی اللہ عنہ ہمیشہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مصروف رہتے تھے، چنانچہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غسل فرماتے تو وہ پیٹھ پھیر کر کھڑے ہو جاتے اور آپ ان کی آڑ میں نہا لیتے۔

(اسد الغابة، تذکرۃ ابوالسمح مولی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج۶، ص۱۶۶)

(۴۷) ابوسہلہ:

آپ کا نام سائب ابن خلاد ہے آپ کا ذکر گزر چکا ہے۔

روایت ہے ابوسہلہ سے فرماتے ہیں کہ مجھے دار کے دن جناب عثمان نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ

سے ایک عہد کیا ہے میں اس پر صابر ہوں (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی۔

س۔۔۔تابعین عظام

(۱) سعید ابن مسیب:

مشہور تابعی بزرگ ہیں۔ ان کے علم کا چرچا دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ علی بن مدینی کہا کرتے تھے: تابعین میں سعید بن مسیب (رحمۃ اللہ علیہ) سے زیادہ وسیع علم رکھنے والا میرے علم میں اور کوئی نہیں۔ وہ جلیل القدر تابعی تھے۔ قتادہ (رضی اللہ عنہ) کہا کرتے تھے کہ: میں نے سعید بن مسیّب سے زیادہ علم رکھنے والا کسی اور کو نہیں دیکھا۔ سعید بن مسیّب، علم کے ساتھ ساتھ عمل بھی کیا کرتے تھے۔ خود آپ (رحمۃ اللہ) کا بیان ہے: چالیس (40) سال سے باجماعت نماز مجھ سے فوت نہیں ہوئی! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے متعلق جب آپ سے سوال کیا جاتا تو نہایت ہی ادب واحترام کے ساتھ جواب دیا کرتے تھے۔ جان کنی کے عالم میں جب آپ سے ایک حدیث کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: "مجھے اٹھا کر بٹھا دو!" لوگوں نے عرض کیا: "آپ تو سخت مریض ہیں"۔ جواباً آپ نے فرمایا: جلسونی، کیف اسال عن کلام الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم وانا مضطجع مجھے اٹھا کر بٹھا دو۔ مجھ سے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے بارے میں پوچھا جائے اور میں لیٹا رہوں، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ سعید بن مسیّب کی وفات، 94ھ میں ہوئی۔

سعید ابن مسیب کی مرسل کی روایت میں ہے کہ بہترین عیادت جلد اٹھ جانا ہے (شعب الایمان، بیہقی)

روایت ہے حضرت سعید ابن مسیب سے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ کی اقتداء میں اس بچے پر نماز پڑھی جس نے کبھی کوئی خطا نہ کی تھی لیکن میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ الٰہی اسے عذاب قبر سے بچالے (مالک)

روایت ہے حضرت سعید ابن مسیب سے ارسالاً وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ فرمایا جو قل ہو اللہ احد دس ۱۰ بار پڑھے اللہ اس کے لیے جنت میں محل تیار کرے گا اور جو بیس بار پڑھے اللہ اس کی برکت سے جنت میں دو محل بنائے گا اور جو اسے تیس بار پڑھے اللہ اس کی برکت سے جنت میں تین محل تیار کرے گا حضرت عمر ابن الخطاب نے عرض کیا یا رسول اللہ تب تو اللہ کی قسم ہم اپنے محل بہت بنوالیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس سے بھی زیادہ وسعت والا ہے (دارمی)

سعید بن مسیب سے راوی سلمان فارسی و عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالٰی عنہما ملے، ایک صاحب نے دوسرے سے فرمایا: اگر آپ مجھ سے پہلے انتقال کریں تو مجھے خبر دیں کہ وہاں کیا پیش آیا، دوسرے صاحب نے پوچھا کہ کیا زندے اور مردے بھی آپس میں ملتے ہیں؟ فرمایا: ہاں مسلمانوں کی روحیں تو جنت میں ہوتی ہیں اور انھیں اختیار ہوتا ہے جہاں چاہے

جائیں۔(شعب الایمان حدیث ۵۵ ۱۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/۱۲۱)

سعید بن مسیب سے راوی: یعنی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کیساتھ ایک جنازہ میں حاضر ہوا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اُسے لحد میں رکھا کہا بسم اللہ وفی سبیل اللہ جب لحد برابر کرنے لگے کہا الٰہی! اسے شیطان سے بچا اور عذاب قبر سے امان دے، پھر فرمایا میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا۔

(سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی ادخال المیت القبر مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۲)

(۲) سعید ابن عبدالعزیز:

روایت ہے سعید ابن عبدالعزیز سے فرماتے ہیں کہ جب جنگ حرہ کا زمانہ ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں تین دن نہ اذان کہی گئی نہ تکبیر کہی گئی اور سعید ابن مسیب مسجد سے نہ ہٹے وہ نماز کا وقت نہیں پہچانتے تھے مگر ایک گنگناہٹ سے جسے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے سنتے تھے۔(دارمی)

(۳) سعید ابن ابی الحسن:

حضرت سعید بن ابوالحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس حاضر تھا تو اچانک ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ اے ابن عباس! رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں ایک ایسا آدمی ہوں کہ میری روزی کا ذریعہ میرے ہاتھ کی کاریگری ہے اور وہ یہ ہے کہ میں تصویریں بنایا کرتا ہوں۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں تم سے وہی حدیث بیان کرتا ہوں جس کو خود میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص کوئی تصویر بنائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اس وقت تک عذاب دیتا رہے گا جب تک کہ وہ اس تصویر میں روح نہ پھونک دے اور وہ اس میں کبھی بھی روح نہیں پھونک سکے گا۔ یہ حدیث سن کر وہ آدمی سخت لرزہ سے کانپنے لگا اور اسکا چہرہ پیلا پڑ گیا۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ تم پر افسوس ہے اگر تم تصویر بنانا نہیں چھوڑ سکتے تو ان درختوں اور ایسی چیزوں کی تصویر بناؤ جن میں روح نہیں ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب بیع التصاویر...الخ، الحدیث: ۲۲۲۵، ج ۲، ص ۵۱)

روایت ہے حضرت سعید ابن ابی الحسن سے فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک گواہی میں ابوبکرہ آئے تو ایک شخص ان کے لیے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا آپ نے وہاں بیٹھنے سے انکار فرمایا اور کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی اپنے ہاتھ اس کے کپڑے سے پونچھے جسے یہ پہنے ہوئے نہیں۔

(سنن أبي داود، کتاب الأدب، باب في الرجل يقوم للرجل من مجلسه، الحدیث: ۴۸۲۷، ج ۴، ص ۳۳۹)

(۴) سعید ابن حارث:

روایت ہے حضرت سعید بن حارث بن معلے سے فرماتے ہیں کہ ہم کو ابوسعید خدری نے نماز پڑھائی تو جب سجدہ سے سر اٹھایا اور جب سجدہ کیا اور جب دو رکعتوں سے اٹھے تو اونچی آواز سے تکبیر کہی اور فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یونہی دیکھا۔ (بخاری)

(۵) سعید ابن ابی ہند:

محمد بن مثنی عنزی، یحیٰی بن سعید، عبداللہ بن سعید ابن ابی ہند، اسماعیل بن ابی حکیم، سعید بن مرجانہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس آدمی نے کسی مومن غلام کو آزاد کیا اللہ اس غلام کے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے ہر عضو کو جہنم سے آزاد کردے گا۔

(صحیح مسلم۔جلد:۲/ دوسرا پارہ/ حدیث نمبر:۳۷۸۵/ حدیث مرفوع ۳۷۸۵)

(۶) سعید ابن جبیر:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ہی جلیل القدر تابعی ہیں بلکہ بعض محدثین نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیر التابعین (تمام تابعین میں بہترین) لکھا ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بصرہ کے ظالم گورنر حجاج بن یوسف ثقفی کو اس کی خلافِ شرع باتوں پر روک ٹوک کرتے رہتے تھے اس لیے اس ظالم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرا دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا واقعہ بڑا ہی عجیب وغریب ہے، حجاج نے پوچھا کہ سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! بولو میں کس طریقے سے تمہیں قتل کروں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس طرح تو مجھے قتل کریگا قیامت کے دن اسی طریقے سے میں تجھے قتل کروں گا، حجاج نے کہا کہ تم مجھ سے معافی مانگ لو میں تمہیں چھوڑ دوں گا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں خدا عزوجل کے سوا کسی دوسرے سے معافی نہیں مانگ سکتا، حجاج نے جھلا کر کہا: اے جلاد! ان کو قتل کردے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر ہنسنے لگے حجاج نے تعجب سے پوچھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت کس بات پر ہنس پڑے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خدا عزوجل کے روبرو تمہاری جرات پر مجھے تعجب ہوا اور ہنسی آ گئی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلاد کے سامنے قبلہ رو ہو کر کھڑے ہو گئے اور اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ

ترجمہ کنزالایمان: میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان وزمین بنائے ایک اسی کا ہو کر اور میں مشرکوں میں نہیں۔ (پ ۷، الانعام:۷۹)

پڑھنے لگے۔حجاج نے کہا کہ اے جلاد!ان کا منہ قبلہ سے پھیر دے۔تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھا:

فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ

ترجمہ کنزالایمان: توتم جدھر منہ کرو ادھر وجہ اللہ (خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ) ہے۔(پ۱،البقرۃ:۱۱۵)

حجاج نے کہا کہ اے جلاد!ان کو منہ کے بل زمین پر لٹا کر قتل کرڈالو۔جب جلاد نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منہ کے بل بحالت سجدہ لٹایا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى

ترجمہ کنزالایمان: ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔(پ۱۶،طٰہٰ:۵۵)

جب جلاد نے خنجر اٹھایا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلند آواز سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ پڑھا اور یہ دعا مانگی کہ یا اللہ!عزوجل میرے قتل کے بعد حجاج کو کسی مسلمان پر قابو نہ دے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ دعا مقبول ہوگئی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد صرف پندرہ رات حجاج زندہ رہا اور کسی مسلمان کو قتل نہ کرسکا۔اس کے پیٹ میں کینسر ہوگیا تھا۔طبیب بدبودار گوشت کی بوٹی کو دھاگے میں باندھ کر اس کے حلق میں ڈالتا تھا اور وہ اس کو گھونٹ جاتا تھا۔پھر اس کو نکالتا تھا تو وہ بوٹی خون میں لپٹی ہوئی نکلتی تھی اور ان پندرہ راتوں میں حجاج کبھی سو نہیں سکا کیونکہ آنکھ لگتے ہی وہ خواب دیکھتا کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹ رہے ہیں،بس آنکھ کھل جاتی۔یہ بھی منقول ہے کہ قتل کے بعد حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدن سے اس قدر خون نکلا کہ حجاج اور حاضرین حیران رہ گئے،جب طبیب سے پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ قتل ہونے والوں کا خون خوف سے سوکھ جاتا ہے،مگر حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ بالکل بے خوف تھے اس لیے ان کا خون بالکل خشک نہیں ہوا اور اس قدر زیادہ خون نکلا کہ سارا دربار خون سے بھر گیا۔(اکمال فی اسماء الرجال ص۵۹۸ وطبقات شعرانی وتہذیب التہذیب)(الطبقات الکبری للشعرانی،سعید بن جبیر،ج۱،ص۶۱)(والطبقات الکبری لابن سعد،سعید بن جبیر،ج۶،ص۲۷۴)

وامام سعید بن جبیر سے تفسیر کریمہ مذکورہ میں راوی:

لاتقولوا یا محمد ولکن قولوا یا رسول اللہ،یا نبی اللہ۔

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یا محمد نہ کہو بلکہ یا نبی اللہ،یا رسول اللہ کہو۔

(تفسیر الحسن البصری تحت الآیۃ ۲۴/۶۳ المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمۃ ۲/۱۶۴)(الدر المنثور بحوالہ عبد بن حمید عن سعید بن جبیر والحسن تحت الآیۃ ۲۴/۶۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۶/۲۱۱)

امام سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں ربانی عالم فقیہ کو کہتے ہیں (الدر المنثور ص ۲۵۱/۲ مطبوعہ بیروت)
حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین یوم عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے۔
(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند علی بن ابی طالب، الحدیث ۱۰۲۹، ج ۱، ص ۲۷۳، مختصراً)

(۷) سعید ابن ابراہیم

سعید بن ابراہیم عن ابیہ روایت کی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی کی آواز مسجد میں سنی تو فرمایا تجھے معلوم نہیں کہ تو کہاں ہے تجھے معلوم نہیں کہ تو کہاں ہے آپ نے آواز کو ناپسند کیا۔
(الزہد لابن المبارک باب فضل المشی الی الصلوٰۃ والجلوس فی المسجد دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۱۳۷)

(۸) سعید ابن ہشام:

روایت ہے حضرت ابن ہشام سے فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ کے پاس گیا عرض کیا اے ام المومنین مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی خبر دیجئے آپ نے فرمایا کہ کیا تم قرآن نہیں پڑھتے میں نے کہا ہاں بولیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن تھا میں نے عرض کیا اے ام المومنین مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کی خبر دیجئے فرمایا ہم آپ کی مسواک اور طہارت کا پانی تیار کر دیتے تھے تو رات میں جب اللہ چاہتا انہیں اٹھاتا تو آپ مسواک کرتے اور وضو کرتے اور نو رکعتیں پڑھتے جن میں آٹھویں کے سوا کہیں نہ بیٹھتے پھر اللہ کا ذکر کرتے اور اس کی حمد کرتے اس سے دعا مانگتے پھر بغیر سلام پھیرے کھڑے ہوتے تو نویں رکعت پڑھ لیتے پھر بیٹھتے پھر اللہ کا ذکر کرتے اور اس کی حمد کرتے اور اس سے دعا مانگتے پھر اس طرح سلام پھیرتے کہ ہمیں سنا دیتے پھر سلام کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے اے بچے یہ گیارہ رکعتیں ہوئیں پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سن رسیدہ اور کمزور ہو گئے تو سات رکعتیں وتر پڑھنے لگے اور دو رکعتوں میں پہلی رکعتوں کا سا عمل کرتے اے بچے یہ نو ہوئیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی نماز پڑھتے تو اس پر ہمیشگی کو پسند فرماتے اور جب آپ کو نیند یا تکلیف رات کو اٹھنے سے مانع ہوتی تو دن میں بارہ رکعتیں پڑھ لیتے اور مجھے خبر نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سارا قرآن ایک رات میں پڑھا ہو اور نہ یہ کہ ساری رات صبح تک نماز پڑھی ہو اور نہ یہ کہ رمضان کے سوا کسی مہینے کا پورا روزہ رکھا ہو (مسلم)

(۹) سفیان ابن دینار:

روایت ہے حضرت سفیان تمار سے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو ہان نما دیکھی۔ (بخاری)

(۱۰) سفیان ثوری:

مشہور محدث اور فقیہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہم عصر اور کوفہ کے باشندہ تھے فرمایا کرتے تھے کہ جو مسلمان بکثرت قبروں کا تذکرہ کرتا رہے گا وہ اپنی قبر کو جنت کا باغ پائے گا اور جو قبروں کے ذکر اور ان کی یاد سے غافل رہے گا وہ اپنی قبر کو جہنم کا گڑھا پائے گا۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت ومابعدہ، الباب السادس فی اقاویل العارفین علی الجنائز والمقابر وحکم زیارۃ القبور، ج۵، ص۲۳۸)

جلیل القدر مُحَدِّث حضرتِ سیِّدُنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی رَملہ تشریف لائے تو حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن ادھم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے ان کو پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس تشریف لا کر کوئی حدیث سنایئے۔ حضرتِ سیِّدُنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی تشریف لے آئے تو حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن ادھم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم سے عرض کی گئی: آپ ایسے لوگوں کو یوں بلاتے ہیں! فرمایا: میں ان کی تواضُع (یعنی عاجزی) دیکھنا چاہتا تھا۔ (احیاء العلوم، ج۳، ص۴۳۵)

روایت ہے حضرت سفیان ثوری سے فرماتے ہیں کہ دنیا میں بے رغبتی موٹا پہننے موٹا کھانے سے معمولی غذا سے نہیں، دنیا میں بے رغبتی جھوٹی امیدوں سے ہے (شرح السنہ)

حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیدنا جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہو کر عرض کی: اے اللہ کے رسول عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے شہزادے رضی اللہ تعالیٰ عنہ! مجھے وصیت فرمایئے؟ تو انہوں نے دو باتیں ارشاد فرمائیں:

اے سفیان! (۱) مروّت جھوٹے کے لیے اور راحت حاسد کے لئے نہیں ہوتی اور (۲) اخوت تنگ دل لوگوں کے لئے اور سرداری بداخلاق لوگوں کے لئے نہیں ہوتی۔ میں نے عرض کی: اے شہزادۂ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ! مزید ارشاد فرمایئے؟ تو انہوں نے مزید ارشاد فرمایا: اے سفیان! (۱) اللہ عزوجل کے حرام کردہ کاموں سے رکے رہو، تدبر والے بن جاؤ گے۔

(۲) اللہ عزوجل نے تمہارے لئے جو تقسیم مقرر کی ہے اس پر راضی رہو، سرِ تسلیم خم کرنے والے بن جاؤ گے (۳) لوگوں سے اسی طرح ملو جس طرح تم چاہتے ہو کہ وہ تم سے ملیں، ایمان والے بن جاؤ گے اور (۴) فاجر کی صحبت میں نہ بیٹھو کہیں وہ تمہیں اپنی بدکاریاں نہ سکھادے، جیسا کہ مروی ہے کہ،

سرکارِ والا تبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، لہٰذا تم میں سے ہر ایک کو چاہے کہ وہ دیکھے کس سے دوستی کر رہا ہے۔

(جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب الرجل علی دین خلیلہ، الحدیث: ۲۳۸۷، ص۱۸۹۰)

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالی عنہ سے منقول ہے کہ:

الْاِسْنَادُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ فَاِذَا لَمْ یَکُنْ مَعَہٗ سِلَاحٌ فَبِاَیِّ شَیْئٍ یُقَاتِلُ

یعنی اسناد مؤمن کا ہتھیار ہے اگر اس کے پاس ہتھیار ہی نہیں ہوگا تو وہ کس چیز کی مدد سے لڑے گا۔ (فتح المغیث)

امام اجل حضرت سفیان ثوری نے ہمارے امام رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا آپ پر تو وہ علم منکشف ہوتا ہے جس سے ہم سبھی غافل ہوتے ہیں۔ (الخیرات الحسان الفصل الثانی ایچ ایم سعید کمپنی ص ۱۱۴)

(۱۱) سفیان ابن عیینہ

حضرت سیدنا سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور سرورِ کونین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی علیہ وَالہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا، میں اور یتیم یا کسی دوسرے کی کفالت کرنے والا جنت میں ایسے ہوں گے۔ (یہ فرمانے کے بعد) حضرت سیدنا سفیان بن عیینہ نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے اشارہ کیا۔ (الادب المفرد، باب فضل من یعول یتیما بین ابویہ، رقم ۱۳۳، ص ۵۸)

حضرت سیدنا سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالی عنہ اپنی گفتگو میں اکثر اس شعر سے مثال دیا کرتے تھے،

اِذَا الْمَرْءُ کَانَتْ لَہٗ فِکْرَۃٌ فَفِیْ کُلِّ شَیْئٍ لَہٗ عِبْرَۃٌ

یعنی: جب کسی شخص کو فکر کی عادت ہو تو اس کے لئے ہر چیز میں عبرت کا سامان ہوتا ہے۔

(احیاء العلوم، کتاب التفکر، ج ۵، ص ۱۶۲)

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عِنْدَ ذِکْرِ الصّٰلِحِیْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَۃُ یعنی نیک لوگوں کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔

(حلیۃ الاولیاء، رقم ۱۰۷۵۰، ج ۷، ص ۳۳۵، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(۱۲) سلیمان ابن حرب:

ابوحاتم رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ میں بغداد میں سلیمان بن حرب رحمۃ اللہ (224ھ) کے حلقہ درس میں گیا، چالیس ہزار طلبہ شریک درس تھے۔ ان میں خلیفہ مامون الرشید عباسی (218ھ) بھی تھا۔

امام سخاوی فتح (عہ) المغیث میں فرماتے ہیں:

تتمہ ان لوگوں کے بارے میں جو ثقہ کے علاوہ سے روایت نہیں کرتے مگر شاذ و نادر۔ وہ امام احمد، بقی بن مخلد، حریز بن عثمان، سلیمان بن حرب، شعبہ، شعبی، عبدالرحمن بن مہدی، مالک اور یحیی بن سعید القطان، اور شعبہ کے بارے میں یہ مشہور

ہے کہ وہ لوگوں کے بارے میں سختی سے کام لیتے ہیں وہ صرف ثبت سے ہی روایت کرتے ہیں ورنہ عاصم بن علی کہتے ہیں کہ میں نے شعبہ کو یہ کہتے ہُوئے سنا کہ اگر میں تمہیں ثقہ کے علاوہ کسی سے حدیث بیان نہ کرتا تو صرف تین راویوں (بعض نسخوں میں تیس کا ذکر ہے) سے حدیث بیان کرتا۔ یہ ان کا اعتراف ہے کہ میں ثقہ اور غیر ثقہ دونوں سے روایت کرتا ہُوں لہذا غور وفکر کر لیا جائے، ہر حال میں وہ متروک سے روایت نہیں کرتے اور نہ اس شخص سے جس کے ضعف پر محدثین کا اتفاق ہو، رہا معاملہ سفیان ثوری کا تو وہ باوجود علمی وسعت اور ورع وتقوٰی کے نرمی کرتے ہوئے رخصت دیتے اور ضعفا سے روایت کرتے ہیں حتی کہ ان کے بارے میں ان کے شاگرد شعبہ نے کہا ہے کہ ثوری سے روایت نہ لو مگر ان لوگوں کے حوالے سے جن کو تم جانتے ہو کیونکہ وہ پروانہیں کرتے کہ وہ کس سے حدیث اخذ کر رہے ہیں، فلاس کہتے ہیں کہ مجھے یحیٰی بن سعید نے کہا کہ معتمر سے نہ لکھو مگر ان لوگوں کے حوالے سے جن کو تم خود جانتے ہو کیونکہ وہ ہر ایک سے حدیث اخذ کرتے ہیں اھ (ت) (فتح المغیث شرح معرفۃ من تقبل روایتہ ومن ترد دارالامام الطبری بیروت ۲ / ۴۲ و ۴۳)

تہذیب التہذیب میں ہے:

سلیمان بن حرب بن بجیل ازدی واشجی کے بارے میں ابوحاتم کہتے ہیں کہ ائمہ حدیث میں سے امام ہیں اور وہ تدلیس نہیں کرتے تھے اور ابوحاتم نے یہ بھی کہا کہ سلیمان بن حرب بہت کم مشائخ کا اعتبار کرتے تھے لہذا جب آپ دیکھیں کہ انہوں نے کسی شیخ سے روایت کی ہے تو یقیناً وہ ثقہ ہی ہوگا اھ ملتقطاً (ت)

(تہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانی ترجمہ ۳۱۱ سلیمٰن بن حرب مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن ۴ / ۱۷۸ و ۱۷۹)

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے ایوب کے واسطے سے بیان کیا، انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے سنا، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتا ہوں، یا عطاء نے کہا کہ میں ابن عباس پر گواہی دیتا ہوں کہ نبی صل اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ عید کے موقع پر مردوں کی صفوں میں سے) نکلے اور آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ کو خیال ہوا کہ عورتوں کو (خطبہ اچھی طرح) نہیں سنائی دیا۔ تو آپ نے انہیں علیحدہ نصیحت فرمائی اور صدقے کا حکم دیا (یہ وعظ سن کر) کوئی عورت بالی (اور کوئی عورت) انگوٹھی ڈالنے لگی اور بلال رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے کے دامن میں (یہ چیزیں) لینے لگے۔ (بخاری شریف کتاب العلم: عید پر صدقہ)

(۱۴۳) سلیمان ابن ابی مسلم:

روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت وفات آیا اور گھر میں کچھ لوگ تھے جن میں حضرت عمر ابن خطاب بھی تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاؤ میں تمہارے لیے ایسی تحریر لکھ دوں

جس کے بعد تم کبھی نہ بہکو تو حضرت عمر نے کہا کہ آپ پر تکلیف کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے تم کو اللہ کی کتاب کافی ہے گھر والے اختلاف کر بیٹھے جھگڑنے لگے بعض کہتے تھے کہ پیش کردو تا کہ تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحریر لکھ دیں، بعض تھے جو وہ ہی کہتے تھے جو حضرت عمر نے کہا، پھر جب انہوں نے شور اور اختلاف زیادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ عبید اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس کہتے تھے کہ پوری مصیبت وہ تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی تحریر فرمانے کے درمیان حائل ہوگئی ان کے اختلاف اور شور کی وجہ سے اور سلیمان ابن ابی مسلم احول کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ ہائے جمعرات کا دن اور کیا ہی تھا جمعرات کا دن پھر آپ روئے حتی کہ آپ کے آنسو نے کنکر تر کردیئے میں نے کہا اے ابن عباس جمعرات کا دن کیا ہے، فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی بیماری سخت ہوگئی تو فرمایا کہ میرے پاس کندھے کی ہڈی لاؤ میں تمہارے لیے ایسی تحریر لکھ دوں کہ تم اس کے بعد کبھی بہکو گے نہیں مگر لوگ جھگڑ پڑے نبی کے پاس جھگڑا نہیں چاہیے تو لوگ بولے کہ حضور کا خیال مبارک کیا ہے کیا آپ پریشان باتیں کررہے ہیں آپ سے پوچھ لو چنانچہ وہ آپ سے بار بار پوچھنے لگے تو فرمایا کہ مجھے چھوڑ دو جس میں میں مشغول ہوں وہ اس سے اچھا ہے جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو پھر ان کو تین چیزوں کا حکم دیا مشرکوں کو جزیرہ عرب سے نکالو وفود کو ان کا حق دو جیسا کہ انہیں ہم دیا کرتے تھے اور تیسری سے خاموشی فرمائی یا حضور نے وہ بات کہی مگر میں بھول گیا سفیان کہتے ہیں کہ یہ سلیمان کا قول ہے۔ (مسلم، بخاری)

(۱۴) سلیمان ابن ابی حیثمہ:

روایت ہے حضرت ابوبکر ابن سلیمان ابن ابی حثمہ سے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر ابن خطاب نے صبح کی نماز میں سلیمان ابن ابی حثمہ کو نہ پایا پھر جناب عمر بازار تشریف لے گئے سلیمان کا گھر مسجد اور بازار کے درمیان تھا تو آپ سلیمان کی والدہ شفاء پر گزرے ان سے فرمایا کہ میں نے سلیمان کو فجر میں نہ پایا وہ بولیں وہ تمام رات نماز پڑھتے رہے پھر ان کی آنکھ لگ گئی تو حضرت عمر نے فرمایا کہ میرا فجر کی جماعت میں حاضر ہوجانا تمام رات کھڑے رہنے سے مجھے زیادہ پیارا ہے (مالک) (مؤطا امام مالک باب ماجاء فی العتمۃ والصبح مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۱۱۵)

(۱۵) سلیمان بن یسار مولیٰ میمونہ:

آپ سلیمان بن یسار الہلالی ابوایوب' یا بقول بعض علماء ابوعبدالرحمن ہیں' آپ کو ابوعبداللہ بھی کہا گیا ہے' آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ اُم میمونہ کے غلام تھے' آپ کے بھائیوں کے نام عطاء بن یسار' عبدالملک بن یسار' عبداللہ بن یسار

ہیں۔

آپ کے شیوخ میں جابر بن عبداللہ' جعفر بن عمرو بن امیۃ الضمری' سیدنا حسان بن ثابت' زید بن ثابت' عبداللہ بن حذافہ السہمی' عبداللہ بن عباس' عبداللہ بن عمر بن الخطاب اور فاطمہ بنت قیس شامل ہیں۔

جبکہ آپ کے تلامذہ میں اسامہ بن زید' بکیر بن عبداللہ' جعفر بن عبداللہ الحکم' حاضر بن مہاجر' خالد بن ابی عمران' صالح بن سعید' صالح بن کیسان اور عبداللہ بن یزید الہذلی شامل ہیں۔

امام زہری فرماتے ہیں کہ آپ علماء مدینہ سے تھے۔ امام حسن بن محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں کہ سلیمان بن یسار ہمارے ہاں سعید بن المسیب سے زیادہ فہم رکھنے والے ہیں۔ امام یحیٰ بن معین' امام ابوزرعہ' امام نسائی اور دیگر آئمہ حدیث نے روایت حدیث میں آپ کی حجیت کو تسلیم فرمایا ہے' آپ کا انتقال باختلاف علماء 104 یا 109 ہجری میں ہوا۔

(طبقات ابن سعد جلد 5 صفحہ 175) (الجرح والتعدیل لابی حاتم جلد 4 صفحہ 643) (کتاب الثقات لابن حبان جلد 1 صفحہ 177) (تہذیب الکمال للمزی جلد 12 صفحہ 100' رقم الحدیث: 2574)

(۱۶) سلیمان ابن عامر:

روایت ہے حضرت سلیمان ابن عامر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عام مسکین پر صدقہ کرنا ایک صدقہ ہے اور وہ ہی صدقہ اپنے قرابت دار پر دو صدقے ہیں ایک صدقہ دوسرا صلہ رحمی۔

(جامع الترمذی، ابواب الزکاۃ، باب ماجاء فی الصدقۃ علی ذی القرابۃ، الحدیث: ۶۵۸، ج ۲، ص ۱۴۲)

روایت ہے حضرت سلیمان ابن عامر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرنے لگے تو چھوارے پر افطار ے کہ یہ برکت ہے پھر اگر چھوارہ نہ پائے تو پانی سے افطار کرے کہ یہ پاک کرنے والا ہے (احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی) اور انہ برکۃ کا لفظ ترمذی کے سواء کسی نے روایت نہ کیا۔ (اپنی دوسری روایت میں)

(۱۷) سلیمان ابن یسار:

حضرت سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ مشہور محدث ہیں۔ ایک دفعہ حج کے ارادے سے سفر پر روانہ ہو گئے، دوران سفر ایک بستی کے قریب جنگل میں پڑاؤ ڈالا آپ کے باقی ساتھی سامان ضرورت خریدنے کے بستی میں چلے گئے۔ حضرت سلیمان رحمۃ اللہ علیہ اپنے خیمے میں اکیلے تھے کہ ایک نوجوان عورت آئی اور ان سے کچھ سوال کیا۔ انہوں نے عورت کو

کھانے کے لیے کچھ دینا چاہا تو اس نے انکار کر دیا۔ حضرت سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ پھر تم کیا چاہتی ہو تو اس عورت نے برملا کہا کہ میں وہ چاہتی ہوں جو ایک جوان عورت آپ جیسے جوان اور خوبصورت مرد سے چاہ سکتی ہے، دیکھو میں بھی خوبصورت ہوں اور تم بھی جوان ہو یہاں ویرانے میں کوئی دیکھنے والا بھی نہیں ہے ہم دونوں کے لطف اندوز ہونے کے لیے یہ بہت اچھا موقع ہے حضرت سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بات سنی تو سمجھ گئے کہ شیطان نے میری عمر بھر کی ریاضت ختم کرنے کے لیے اس عورت کو بھیجا ہے، وہ خوف خداوندی سے رونے لگ گئے اور اتنا روئے، اتنا روئے کہ وہ عورت شرمسار ہو کر واپس چلی گئی حضرت سلیمان نے خدا کا شکر ادا کیا جس نے انکا ایمان محفوظ رکھا رات کو سوئے تو خواب میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی زیارت ہوئی انہوں نے فرمایا مبارک ہو تم نے ولی ہو کر وہ کام کیا ہے جو ایک نبی نے کیا تھا

سلیمان بن یسار سے راوی قبیلہ بنی تمیم کا ایک شخص جس کو صبیغ بن عسل کہا جاتا تھا مدینہ منورہ آیا اس کے پاس کچھ کتابیں تھیں اور قرآن مجید کے متشابہات کے بارے میں پوچھتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک یہ بات پہنچی تو آپ نے ایک آدمی بھیج کر اسے اپنے ہاں بلالیا اور اس کے لئے کھجوروں کی چند بڑی ٹہنیاں تیار رکھیں جب وہ امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا، میں عبداللہ صبیغ ہوں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کا بندہ عمر ہوں، پھر اس کی طرف بڑھے اور ان ٹہنیوں سے اسے مارنے لگے اسے مسلسل مارتے رہے یہاں تک کہ وہ زخمی ہو گیا اور اس کے چہرے پر خون بہنے لگا، اس نے کہا بس بھی کریں کافی ہو گیا ہے امیر المومنین! خدا کی قسم میں اپنے دماغ میں جو کچھ پاتا تھا وہ نکل گیا ہے یعنی ختم ہو گیا ہے نصر مقدسی اور ابن عساکر نے ابو عثمان نہدی کے حوالے سے صبیغ سے روایت کی، امیر المومنین نے اہل بصرہ کو لکھا کہ وہ صبیغ کے پاس نہ بیٹھا کریں، چنانچہ ابو عثمان نے بیان کیا (کہ اس حکم کے بعد لوگوں کی یہ حالت ہوگئی کہ) اگر وہ شخص آتا اور ہم ایک سو کی تعداد میں موجود ہوتے تو ہم ادھر ادھر بکھر جاتے، (تہذیب تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ صبیغ بن عسل دار احیاء التراث العربی بیروت ۶ / ۳۸۷) (سنن الدارمی حدیث ۱۴۶ دار المحاسن للطباعۃ القاہرۃ ۱ / ۵۱) (ا۔ تہذیب دمشق الکبیر ترجمہ صبیغ بن عسل دار احیاء التراث العربی بیروت ۶ / ۳۸۷)

روایت ہے حضرت سلیمان ابن یسار سے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے منی کے بارے میں پوچھا جو کپڑے کو لگ جائے فرمانے لگیں کہ میں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے دھوتی تھی پس آپ نماز کو تشریف لے جاتے تھے حالانکہ دھونے کا اثر آپ کے کپڑے میں ہوتا (مسلم، بخاری)

(۱۸) سالم ابن عبداللہ:

حضرت سیّدُنا سالم بن عبداللہ نے ایک مرتبہ حضرت سیّدُنا عمر بن عبدالعزیز (ص) کو لکھا خبردار! بندے کو اپنی نیت

کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد ونصرت حاصل ہوتی ہے، جسکی نیت مکمل ہو اسکے لئے رب کائنات (عزوجل) کی مدد بھی مکمل ہوتی ہے اور جسکی نیت میں نقص ہو تو مدد میں بھی کمی واقع ہوتی ہے۔ (احیاء العلوم)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا: ابن عساکر نے بطریق احمد بن محمد از عیسٰی بن یونس از عباس بن کثیر حدیث بیان کی ح اور دیلمی نے بطریق حسین بن اسحٰق العجلی از اسحٰق بن یعقوب قطان از سفین بن زیاد الحرمی از عباس بن کثیر القرشی از یزید بن ابی حبیب از میمون بن مہران حدیث بیان کی کہا میں سالم بن عبداللہ بن عمر کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے حدیث املاء کرائی پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے ابوایوب! کیا تجھے ایسی حدیث کہ خبر نہ دوں جو تجھے پسند ہو، میری طرف سے روایت کرے اور اسے بیان کرے۔ میں نے عرض کیا کیوں نہیں! تو سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں میں اپنے والد ماجد عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حضور حاضر ہوا اور وُہ عمامہ باندھ رہے تھے جب باندھ چکے میری طرف التفات کرکے فرمایا تم عمامہ کو دوست رکھتے ہو؟ میں نے عرض کی کیوں نہیں! فرمایا اسے دوست رکھو عزت پاؤ گے اور جب شیطان تمہیں دیکھے گا تم سے پیٹھ پھیر لے گا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ عمامہ کے ساتھ ایک نفل نماز خواہ فرض بے عمامہ کی پچیس نمازوں کے برابر ہے اور عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بے عمامہ کے ستر جمعوں کے برابر ہے۔ پھر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اے فرزند! عمامہ باندھ کہ فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھے آتے ہیں اور سورج ڈوبنے تک عمامہ والوں پر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔

(اللسان المیزان حرف العین ترجمہ العباس بن کثیر مطبوعہ دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن ۳/ ۲۴۴)

(۱۹) سالم ابن ابی الجعد:

ھشام بن عبدالملک، شعبہ، عمر بن مرہ، سالم بن ابی الجعد، نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی صفوں کو برابر کرلیا کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں میں اختلاف ڈال دے گا۔

(صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 684 حدیث مرفوع مکررات 10 متفق علیہ 4 بدون مکرر ابوالولید)

روایت ہے حضرت سالم ابن ابی الجعد سے فرماتے ہیں کہ خزاعہ کے ایک آدمی نے کہا کاش میں نماز پڑھ لیتا تو راحت پاجاتا، شاید لوگوں نے اس بات کو معیوب سمجھا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اے بلال نماز کی تکبیر کہو ہمیں اس سے راحت پہنچاؤ (ابوداؤد)

سالم بن ابی الجعد سے راوی، فرمایا میں نے امام محمد بن حنفیہ صاحبزادہ مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے اسلام لائے تھے، فرمایا نہ۔ میں نے کہا پھر کس وجہ سے ابوبکر سب پر بلند و

سابق ہوئے کہ ان کے سوا کوئی دوسرے کا ذکر ہی نہیں کرتا، فرمایا: اس لئے کہ وہ جب سے مسلمان ہوئے اور جب تک اپنے رب عزوجل کے پاس گئے ان کا ایمان سب سے افضل رہا۔

(الصواعق المحرقۃ بحوالہ ابن عساکر، الباب الثانی، مکتبہ مجیدیہ، ملتان، ص ۵۳)

(۲۰) سیار ابن سلامہ:

سیار بن سلامہ ابوالمنہال نے حدیث بیان کی کہ میں اپنے والد کے ساتھ ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس گیا انہیں یہ حدیث روایت کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی کو فرماتے سنا کہ خلفاء قریش سے ہیں الخ (ملخصاً)

(اتحاف السادۃ المتقین کتاب قواعد العقائد دار الفکر بیروت ۲/۲۳۱)

(۲۱) سماک ابن حرب:

روایت ہے حضرت سماک ابن حرب سے وہ حضرت جابر ابن سمرہ سے راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کشادہ منہ والے سرخ وسفید آنکھ والے پتلی ایڑیوں والے تھے سماک سے پوچھا گیا کہ ضلیع الفم کیا چیز ہے فرمایا کشادہ منہ کہا گیا کہ اشکل العین کیا ہے فرمایا آنکھ کی لمبائی دراز کہا گیا کہ منھوش العقبین کیا ہیں فرمایا ایڑی شریف پر گوشت تھوڑا

(مسلم)

ابن جریر نے سماک بن حرب سے روایت کیا کہ انھوں نے فرمایا: میں نے معرور یا ابن معرور تمیمی سے سنا انھوں نے کہا میں نے عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سنا جبکہ آپ منبر پر حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نشستگاہ سے دو سیڑھیاں نیچے تشریف فرما ہوئے تو آپ نے فرمایا میں تمھیں اللہ تعالٰی سے تقوٰی کی وصیت کرتا ہوں اور اللہ تعالٰی کی طرف سے تمھارے امور کے بنائے ہوئے والی کی اطاعت وسمع اختیار کرو۔ (ت)

(۲ کنز العمال بحوالہ ابن جریر حدیث ۴۴۱۹۷ خطب عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۶/۱۵۷)

(۲۲) سوید ابن وہب:

روایت ہے حضرت سہل ابن معاذ سے وہ اپنے باپ سے راوی بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غصے کو پی جائے حالانکہ اس کے جاری کرنے پر قادر ہو اللہ تعالٰی اس کو قیامت کے دن مخلوق کے سرداروں میں بلائے گا یہاں تک کہ اس کو اختیار دے گا کہ جو حور چاہے لے لے (ترمذی، ابوداود) اور ابوداؤد کی روایت میں جو سوید بن وہب سے روایت ہے وہ ایک صحابی زادے مرد سے راوی وہ اپنے باپ سے فرمایا بھر دے گا اللہ تعالٰی اس کی دل کو امن وایمان سے

اورذکرکیا سوید کی حدیث کومن ترک لبس ثوب جمال کتاب اللباس میں۔

روایت ہے حضرت سوید ابن وہب سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے بیٹوں میں سے ایک صاحب سے راوی وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو جمال کا لباس پہننا چھوڑ دے حالانکہ وہ اس پر قادر ہو اور ایک روایت میں ہے کہ انکسار کے طور پر تو اللہ اسے عزت کا جوڑا پہنائے گا اور جو اللہ کے لیے نکاح کرے تو اللہ اسے بادشاہی تاج پہنائے گا (ابوداؤد) اور ترمذی نے انہیں سے بروایت معاذ ابن انس لباس کی حدیث روایت کی۔

(۲۴۳) ابوسائب:

روایت ہے حضرت ابوسائب سے فرماتے ہیں ہم ابوسعید خدری کے پاس گئے اس دوران میں کہ ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ہم نے ان کے تخت کے نیچے حرکت سنی تو ہم نے دیکھا وہاں سانپ تھا میں اسے قتل کرنے کے لیے کودا اور جناب ابوسعید نماز پڑھ رہے تھے تو انہوں نے مجھے اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا جب وہ فارغ ہوئے تو گھر کی ایک کوٹھڑی کی طرف اشارہ کیا فرمایا کیا تم اس کوٹھڑی کو دیکھتے ہو میں نے کہا ہاں فرمایا اس میں ہمارا ایک نوعروس جوان تھا فرماتے ہیں کہ ہم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خندق کی طرف گئے تو وہ جوان دوپہریوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیا کرتا تھا اور اپنے گھر لوٹ جاتا تھا ایک دن اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ہتھیار لیتے جاؤ کیونکہ میں تمہارے متعلق قریظہ سے ڈرتا ہوں چنانچہ اس شخص نے اپنے ہتھیار لے لیے پھر چلا گیا اچانک اس کی بیوی دروازہ میں کھڑی تھی اس نے بیوی کی طرف نیزے کا اشارہ کیا تا کہ اسے مار دے اسے غیرت آگئی وہ بولی کہ اپنا نیزہ روک رکھو گھر میں جاؤ تا کہ خود دیکھ لو کہ مجھے کس چیز نے نکالا ہے چنانچہ وہ گیا تو ایک بڑا سانپ بستر پر کنڈلی مارے ہے (لہرا رہا ہے) وہ اس سانپ کی طرف نیزہ لے کر جھکا اسے نیزہ میں پرولیا پھر نکلا پھر گھر میں چبھولیا تو سانپ نے تڑپ کر اس پر حملہ کیا پھر خبر نہیں کہ ان دونوں میں جلدی کون مرا سانپ یا جوان راوی فرماتے ہیں کہ پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ عرض کیا اور ہم نے عرض کیا کہ اللہ سے دعا فرمادیں کہ اسے ہمارے لیے زندہ فرمادے فرمایا اپنے ساتھی کے لیے دعا بخشش کرو پھر فرمایا کہ ان گھروں میں کچھ جنات رہنے والے ہیں جب تم ان میں سے کچھ دیکھو تو ان پر تین دن تنگی کرو پھر اگر وہ چلا جائے تو خیر ورنہ اسے ماردو کہ وہ کافر ہے اور فرمایا کہ جاؤ اپنے ساتھی کو دفن کردو اور ایک رویت میں ہے کہ مدینہ میں کچھ جن ہیں جو مسلمان ہو چکے ہیں تو جب ان میں سے کچھ دیکھو تو اسے تین دن تک خبردار کرو اگر وہ پھر اس کے بعد ظاہر ہو تو اسے ماردو کہ وہ شیطان ہے۔

(مسلم)

(۲۴) ابوسلمہ:

روایت ہے ابوسلمہ سے وہ زید ابن خالد جہنی سے راوی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اگر میں اپنی امت پر بھاری نہ جانتا تو انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا اور نماز عشاء کو تہائی رات تک پیچھے ہٹا دیتا فرماتے ہیں کہ زید ابن خالد مسجد میں نماز کے لیئے یوں آتے تھے کہ ان کی مسواک ان کے کان پر ہوتی۔ جیسے منشی کے کان میں قلم جب بھی نماز کو کھڑے ہوتے تو مسواک کر لیتے پھر وہاں ہی مسواک رکھ لیتے اسے ترمذی وابوداؤد نے روایت کیا مگر ابوداؤد نے لاَ خَّرْتُ کا ذکر نہ کیا ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۲۵) ابوسورہ:

روایت ہے حضرت ابوایوب سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بدوی حاضر ہوا عرض کیا یارسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم میں گھوڑے پسند کرتا ہوں تو کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو جنت میں داخل کیا گیا تو تیرے پاس ایک یاقوت کا گھوڑا لایا جاوے گا جس کے دو پر ہوں گے تو اس پر سوار کیا جاوے گا پھر وہ تجھے وہاں اڑا کر لے جاوے گا جہاں تو چاہے (ترمذی)

س۔۔۔صحابیات

(۱) سودہ بنت زمعہ:

ام المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود، قرشیہ عامریہ ہیں، ان کا نسب افضل الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نسب شریف سے لوی میں مل جاتا ہے۔ ان کی کنیت ام الاسود ہے۔

(مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم در ذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۶۷)

ہجرت حبشہ

سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابتدا ہی میں مکہ مکرمہ میں ایمان لائیں ان کے شوہر حضرت سکران بن عمرو بن عبد الشمس بھی ان کے ساتھ اسلام لائے، جن سے عبدالرحمن نامی لڑکا پیدا ہوا۔ سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ حبشہ کی طرف ہجرت ثانیہ کی۔ ان کے شوہر مکہ مکرمہ بروایت دیگر حبشہ میں فوت ہوئے۔

(مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم در ذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۶۷)

سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خواب

سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب مکہ مکرمہ واپس تشریف لائیں تو خواب میں دیکھا کہ رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور قدم مبارک ان کی گردن پر رکھا۔ اپنا یہ خواب حضرت سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنایا تو انہوں نے فرمایا کہ اگر خواب بعینہ ایسا ہی ہے جیسا کہ تم بیان کر رہی ہو تو میں بہت جلد اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا اور پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم تمہیں چاہیں گے۔ پھر کچھ دنوں بعد حضرت سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصال فرما گئے۔

(مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم درذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴٦۷)

نکاح مع سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نہایت پریشانی ہوئی ، کیونکہ گھر بار، بال بچوں کا انتظام ان ہی سے متعلق تھا۔ یہ دیکھ کر خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ نکاح کر لیجئے ،فرمایا: کس سے؟ خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عائشہ وسودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نام لیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دونوں سے خواستگاری کی اجازت دیدی۔ خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئیں اور کہا کہ خداعزوجل نے تم پر کیسی خیر و برکت نازل فرمائی ہے۔ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ وہ کیا ہے! خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے آپ کے پاس بغرض خواستگاری بھیجا ہے، انہوں نے کہا کہ مجھے منظور ہے مگر میرے باپ سے بھی دریافت کرلو۔ چنانچہ وہ ان کے والد کے پاس گئیں اور جاہلیت کے طریق پر سلام کیا یعنی انعم صباحا کہا انہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا نام بتایا پھر نکاح کا پیغام سنایا انہوں نے کہا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) شریف کفو ہیں مگر سودہ سے بھی دریافت کرلو۔ خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ وہ راضی ہیں۔ یہ سن کر زمعہ نے کہا کہ نکاح کے لیے آجائیں۔

(شرح العلامۃ الزرقانی، الفصل الثالث، سودۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنھا، ج ۴، ص ۳۷۹)

بعض روایتوں کے مطابق حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کے نکاح میں آئیں اور بعض کے مطابق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کا نکاح ثانی ہوا۔ (اسد الغابۃ، کتاب النساء، حرف السین، سودہ بنت زمعہ، ج ۷، ص ۱۷۳)

حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پانچ حدیثیں مروی ہیں ایک بخاری اور باقی چار سنن اربعہ میں مروی ہیں۔

(مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم درذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴٦۷)

اور بار روایات دیگر انہوں نے دس حدیثیں روایت کی ہیں جن میں سے ایک حدیث بخاری و مسلم دونوں کتابوں میں ہے اور باقی نو حدیثیں دوسری کتابوں میں درج ہیں۔

وصال

سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ماہ شوال ۵۴ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور مبارک میں ہوا۔
بموجب روایت دیگر دور خلافت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہوا۔ (المرجع السابق)
روایت ہے سودہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سے فرماتی ہیں کہ ہماری بکری مرگئی ہم نے اس کا چمڑا پکالیا پھر ہم اس میں نبیذ بناتے رہے حتی کہ وہ پرانی مشک بن گئی (بخاری)

(۲) ام سلمہ

ان کا نام ہند اور کنیت ام سلمہ ہے لیکن یہ اپنی کنیت ہی کے ساتھ زیادہ مشہور ہیں ان کے والد کا نام حذیفہ یا سہیل اور ان کی والدہ عاتکہ بنت عامر ہیں یہ پہلے ابو سلمہ عبداللہ بن اسد سے بیاہی گئی تھیں اور یہ دونوں میاں بیوی مسلمان ہو کر پہلے حبشہ ہجرت کر گئے پھر حبشہ سے مکہ مکرمہ چلے آئے اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اونٹ پر کجاوہ باندھا اور بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اونٹ پر سوار کرایا اور وہ اپنے دودھ پیتے بچے کو گود میں لے کر اونٹ پر بٹھادی گئیں تو ایک دم حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے میکا والے بنو مغیرہ دوڑ پڑے اور ان لوگوں نے یہ کہہ کر کہ ہمارے خاندان کی لڑکی مدینہ نہیں جاسکتی حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اونٹ سے اتار ڈالا یہ دیکھ کر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان والوں کو طیش آگیا اور ان لوگوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود سے بچے کو چھین لیا اور یہ کہا کہ یہ بچہ ہمارے خاندان کا ہے اس لئے ہم اس بچہ کو ہرگز ہرگز تمہارے پاس نہیں رہنے دیں گے اس طرح بیوی اور بچہ دونوں حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جدا ہو گئے مگر حضرت ابو سلمہ نے ہجرت کا ارادہ نہیں چھوڑا بلکہ بیوی اور بچہ دونوں کو خدا کے سپرد کر کے تنہا مدینہ منورہ چلے گئے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شوہر اور بچے کی جدائی پر دن رات رویا کرتی تھیں ان کا یہ حال دیکھ کر ان کے ایک چچا زاد بھائی کو رحم آگیا اور اس نے بنو مغیرہ کو سمجھایا کہ آخر اس غریب عورت کو تم لوگوں نے اس کے شوہر اور بچے سے کیوں جدا کر رکھا ہے؟ کیا تم لوگ یہ نہیں دیکھ رہے ہو کہ وہ ایک پتھر کی چٹان پر ایک ہفتہ سے اکیلی بیٹھی ہوئی بچے اور شوہر کی جدائی میں رویا کرتی ہے آخر بنو مغیرہ کے لوگ اس پر رضا مند ہو گئے کہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بچے کو لے کر اپنے شوہر کے پاس مدینہ چلی جائے پھر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کے خاندان والوں نے بھی بچہ کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سپرد کر دیا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بچے کو گود میں لے کر ہجرت کے ارادہ سے اونٹ پر سوار ہوگئیں مگر جب مقام تنعیم میں پہنچیں تو عثمان بن طلحہ راستہ میں ملا جو مکہ کا مانا ہوا ایک نہایت ہی شریف انسان تھا اس نے پوچھا کہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں اپنے شوہر کے پاس مدینہ جا رہی ہوں اس نے کہا کہ کیا تمہارے ساتھ کوئی دوسرا نہیں ہے؟ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے درد بھری آواز میں جواب دیا میرے ساتھ میرے اللہ عزوجل اور میرے اس بچہ کے سوا دوسرا کوئی نہیں ہے یہ سن کر عثمان بن طلحہ کو شریفانہ جذبہ آ گیا اور اس نے کہا کہ خدا کی قسم میرے لئے یہ زیب نہیں دیتا کہ تمہارے جیسی ایک شریف زادی اور ایک شریف انسان کی بیوی کو تنہا چھوڑ دوں یہ کہہ کر اس نے اونٹ کی مہار اپنے ہاتھ میں لی اور پیدل چلنے لگا۔

حضرت ام سلمہ کا بیان ہے کہ خدا کی قسم میں نے عثمان بن طلحہ سے زیادہ شریف کسی عرب کو نہیں پایا جب ہم کسی منزل پر اترتے تو وہ الگ دور جا کر کسی درخت کے نیچے سو رہتا اور میں اپنے اونٹ پر سو رہتی پھر چلنے کے وقت وہ اونٹ کی مہار ہاتھ میں لے کر پیدل چلنے لگتا اسی طرح اس نے مجھے قبا تک پہنچا دیا اور یہ کہہ کر واپس مکہ چلا گیا کہ اب تم چلی جاؤ تمہارا شوہر اسی گاؤں میں ہے چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بخیریت مدینہ پہنچ گئیں۔

(شرح العلامۃ الزرقانی، حضرت ام سلمۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا، ج ۴، ص ۳۹۶۔۳۹۸)

پھر دونوں میاں بیوی مدینہ میں رہنے لگے چند بچے بھی ہوگئے شوہر کا انتقال ہو گیا تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی بے کسی میں پڑ گئیں چند چھوٹے چھوٹے بچوں کے ساتھ بیوگی میں زندگی بسر کرنا دشوار ہو گیا ان کا یہ حال زار دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم نے ان سے نکاح فرما لیا اور بچوں کو اپنی پرورش میں لے لیا اس طرح یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر آ گئیں اور تمام امت کی ماں بن گئیں حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عقل وفہم، علم وعمل، دیانت وشجاعت کے کمال کا ایک بے مثال نمونہ تھیں اور فقہ وحدیث کی معلومات کا یہ عالم تھا کہ تین سو اٹھہتر حدیثیں انہیں زبانی یاد تھیں مدینہ منورہ میں چوراسی برس کی عمر پا کر وفات پائی ان کے وصال کے سال میں بڑا اختلاف ہے بعض مورخین نے ۵۳ھ بعض نے ۵۹ھ بعض نے ۶۲ھ لکھا ہے اور بعض کا قول ہے کہ ان کا انتقال ۶۳ھ کے بعد ہوا ہے ان کی قبر مبارک جنت البقیع میں ہے۔ (شرح العلامۃ الزرقانی، حضرت ام سلمۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا، ج ۴، ص ۳۹۹۔۴۰۲)

حضرت سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم نے فرمایا عورت کا اپنے کمرے میں نماز پڑھنا گھر کے احاطے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے، اور اس کا احاطے میں نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے، اور صحن میں نماز پڑھنا گھر سے باہر نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ (طبرانی اوسط، رقم ۹۱۰۱، ج ۶، ص ۳۶۸)

ام المومنین حضرت سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو عصر سے پہلے چار رکعتیں ادا کریگا اللہ عزوجل اس کے بدن کو جہنم پر حرام فرمادے گا۔ (طبرانی کبیر، رقم ۶۱۱، ج ۲۳، ص ۲۸۱)

حضرتِ سیدنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا، نیکیاں برائی کے دروازوں سے بچاتی ہیں پوشیدہ صدقہ اللہ عزوجل کے غضب سے بچاتا ہے اور صلہ رحمی عمر میں اضافہ کردیتی ہے اور ہر نیک عمل صدقہ ہے اور جو لوگ دنیا میں نیکوکار رہیں وہی آخرت میں بھی نیکوکار رہوں گے اور جو لوگ دنیا میں گنہگار رہیں آخرت میں بھی گنہگار رہوں گے اور نیکوکار لوگ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ (طبرانی کبیر، رقم ۸۰۱۵، ج ۸، ص ۲۶۱)

حضرتِ سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں خاتم المُرسَلین، رَحمۃٌ لِّلعٰلمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق وامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ جس عورت کے مرتے وقت اس کا شوہر اس سے راضی ہو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ (ترمذی، کتاب الرضاع، باب فی حق الزوج، رقم ۱۱۶۴، ج ۲، ص ۳۸۶)

(۴) ام سلیم:

یہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے سب سے پیارے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں ہیں ان کے پہلے شوہر کا نام مالک تھا بیوہ ہوجانے کے بعد ان کا نکاح حضرت ابوطلحہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوگیا۔ (الاستیعاب، کتاب کنی النساء، باب السین ۳۵۹۷، ام سلیم بنت ملحان، ج ۴، ص ۴۹۴)

یہ رشتہ میں ایک طرح سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خالہ ہوتی تھیں اور ان کے بھائی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ ایک جہاد میں شہید ہوگئے تھے ان سب باتوں کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم ان پر بہت مہربان تھے اور کبھی کبھی ان کے گھر بھی تشریف لے جایا کرتے تھے بخاری شریف وغیرہ میں ان کا ایک بہت ہی نصیحت آموز اور عبرت خیز واقعہ لکھا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ام سلیم کا ایک بچہ بیمار تھا جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کو اپنے کام دھندے کے لئے باہر جانے لگے تو اس بچہ کا سانس بہت زور زور سے چل رہا تھا ابھی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکان پر نہیں آئے تھے کہ بچہ کا انتقال ہوگیا حضرت بی بی ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سوچا کہ دن بھر کے تھکے ماندے میرے شوہر مکان پر آئیں گے اور بچے کے انتقال کی خبر سنیں گے تو نہ کھانا کھائیں گے نہ آرام کرسکیں گے اس لئے انہوں نے بچے کی لاش کو ایک الگ مکان میں لٹا دیا اور کپڑا اوڑھا دیا اور خود روزانہ کی طرح کھانا پکایا پھر خوب اچھی طرح بناؤ سنگار کر کے بیٹھ کر شوہر کے آنے کا انتظار کرنے لگیں جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو گھر میں آئے تو پوچھا

کہ بچہ کا کیا حال ہے؟ تو بی بی ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہہ دیا کہ اب اس کا سانس ٹھہر گیا ہے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطمئن ہو گئے اور انہوں نے یہ سمجھا کہ سانس کا کھنچاؤ تھم گیا ہے پھر فوراً ہی کھانا سامنے آ گیا اور انہوں نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا پھر بیوی کے بناؤ سنگار کو دیکھ کر انہوں نے بیوی سے صحبت بھی کی جب سب کاموں سے فارغ ہو کر بالکل ہی مطمئن ہو گئے تو بی بی ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ اے میرے پیارے شوہر! مجھے یہ مسئلہ بتائیے کہ اگر ہمارے پاس کسی کی کوئی امانت ہو اور وہ اپنی امانت ہم سے لے لے تو کیا ہم کو برا ماننے یا ناراض ہونے کا کوئی حق ہے؟ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں امانت والے کو اس کی امانت خوشی خوشی دے دینی چاہیے شوہر کا یہ جواب سن کر حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ اے میرے سرتاج! آج ہمارے گھر میں یہی معاملہ پیش آیا کہ ہمارا بچہ جو ہمارے پاس خدا کی ایک امانت تھا آج خدا نے وہ امانت واپس لے لی اور ہمارا بچہ مر گیا یہ سن کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونک کر اٹھ بیٹھے اور حیران ہو کر بولے کہ کیا میرا بچہ مر گیا؟ بی بی نے کہا کہ جی ہاں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم نے تو کہا تھا کہ اس کے سانس کا کھنچاؤ تھم گیا ہے بیوی نے کہا کہ جی ہاں مرنے والا کہاں سانس لیتا ہے؟ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے حد افسوس ہوا کہ ہائے میرے بچے کی لاش گھر میں پڑی رہی اور میں نے بھر پیٹ کھانا کھایا اور صحبت کی۔ بیوی نے اپنا خیال ظاہر کر دیا کہ آپ دن بھر کے تھکے ہوئے گھر آئے تھے میں فوراً ہی اگر بچے کی موت کا حال کہہ دیتی تو آپ رنج و غم میں ڈوب جاتے نہ کھانا کھاتے نہ آرام کرتے اس لیے میں نے اس خبر کو چھپایا حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کو مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں نماز فجر کے لیے گئے اور رات کا پورا ماجرا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کر دیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے یہ دعا فرمائی کہ تمہاری رات کی اس صحبت میں اللہ تعالیٰ خیر و برکت عطا فرمائے اس دعائے نبوی کا یہ اثر ہوا کہ اسی رات میں حضرت بی بی ام سلیم کے حمل ٹھہر گیا اور ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ رکھا گیا اور ان عبداللہ کے بیٹوں میں بڑے بڑے علماء پیدا ہوئے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خادم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے یہاں تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا۔ حالت خواب میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پسینہ آیا، میری ماں ام سُلیم نے ایک شیشی لی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ مبارک اس میں ڈالنے لگیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے اور فرمانے لگے: ام سلیم تم یہ کیا کرتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ ہے ہم اس کو اپنی خوشبو میں ڈالتے ہیں اور وہ سب خوشبوؤں سے عمدہ خوشبو ہے۔

دوسری روایت مسلم میں ہے کہ ام سلیم نے یوں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم اپنے بچوں کے لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عرق مبارک کی برکت کے امیدوار ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو

نے سچ کہا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عرق مبارک کو چہرے اور بدن پر مل دیا کرتے تھے اور وہ تمام بلاؤں سے محفوظ رہا کرتے تھے۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب طیب عرق النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، الحدیث ۲۳۳۱ ص ۱۲۷۲)

روایت ہے حضرت ام سلیم سے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ انس آپ کا خدمت گار ہے اس کے لیے اللہ سے دعا فرمایئے حضور نے فرمایا الٰہی ان کا مال ان کی اولاد زیادہ کر اور انہیں تو جو عطا فرماوے اس میں برکت دے حضرت انس فرماتے ہیں اللہ کی قسم کہ میرا مال بہت زیادہ ہے اور میری اولاد اور اولاد کی اولاد آج تقریباً سو سے زیادہ ہیں (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت جابر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جنت دکھائی گئی تو میں نے ابوطلحہ کی بیوی وہاں دیکھی اور میں نے اپنے سامنے آہٹ سنی وہ بلال تھے (مسلم)

روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ ابوطلحہ نے ام سلیم سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کمزوری سنی ہے جس میں بھوک محسوس کرتا ہوں کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے وہ بولیں ہاں چنانچہ انہوں نے جو کی چند ٹکیاں نکالیں پھر اپنا دوپٹہ نکالا تو اس کے بعض سے روٹیاں لپیٹیں پھر اسے میرے ہاتھ سے چھپا دیا اور بعض حصہ لپیٹ دیا پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تو میں وہ لے گیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں پایا آپ کے ساتھ لوگ تھے تو میں نے انہیں سلام کیا تو مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم کو ابوطلحہ نے بھیجا ہے میں نے کہا ہاں فرمایا کھانا دے کر میں نے کہا ہاں تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس والوں سے فرمایا اٹھو حضور چلے اور میں انکے سامنے چلا حتی کہ میں ابوطلحہ کے پاس آیا تو میں نے انہیں یہ خبر دی ابوطلحہ نے کہا اے ام سلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو لے کر تشریف لے آئے ہمارے پاس کھانا نہیں جو انہیں کھلائیں وہ بولی اللہ رسول ہی جانیں ابوطلحہ چلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ابوطلحہ حضور کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلیم جو کچھ تمہارے پاس ہے لاؤ چنانچہ یہ ہی روٹیاں لائیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حکم دیا وہ توڑ دی گئیں ام سلیم نے ڈبہ نچوڑا اسے سالن بنا دیا پھر اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پڑھا جس کا پڑھنا اللہ نے چاہا پھر فرمایا دس آدمیوں کو اجازت دو انہیں بلایا گیا انہوں نے کھایا حتی کہ سیر ہو گئے پھر چلے گئے پھر فرمایا اور دس کو بلاؤ پھر اور دس کو تو ساری قوم نے کھالیا اور سیر ہو گئے قوم کل ستر ۷۰ یا اسی ۸۰ آدمی تھے (بخاری، مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ دس کو بلاؤ وہ آئے فرمایا کھاؤ بسم اللہ پڑھ کر انہوں نے کھایا حتی کہ یہ ہی معاملہ اسی ۸۰ آدمیوں سے کیا گیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور گھر والوں نے کھایا اور بقیہ چھوڑ بھی دیا اور بخاری کی ایک روایت میں یوں ہے کہ فرمایا میرے پاس دس آدمی لاؤ حتی کہ چالیس آدمی گنائے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا تو میں دیکھنے لگا کہ کیا اس میں سے کچھ کم ہوا اور مسلم

کی ایک روایت میں ہے کہ پھر بقیہ لیا اسے جمع فرمایا پھر اس میں برکت کی دعا کی تو وہ جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا تو فرمایا اسے لو۔

(۴) سبیعہ بنت حارث:

روایت ہے حضرت مسور ابن مخرمہ سے کہ سبیعہ اسلیمہ اپنے خاوند کی وفات کے چند دنوں بعد نفاس والی ہو گئیں تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں آپ سے نکاح کر لینے کی اجازت مانگی حضور نے انہیں اجازت دیدی تو انہوں نے نکاح کر لیا (بخاری)

(۵) سہیمہ بنت عمیر:

روایت ہے حضرت رکانہ ابن عبد یزید سے کہ انہوں نے اپنی بیوی سہیمہ کو طلاق دی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی اور بولے اللہ کی قسم میں نے صرف ایک کی نیت کی تھی تو رسول اللہ نے فرمایا کیا خدا کی قسم تم نے نہ نیت کی مگر ایک کی تو رکانہ بولے اللہ کی قسم میں نے نہ نیت کی مگر ایک کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ عورت رکانہ کی طرف لوٹا دی پھر انہوں نے زمانہ فاروقی میں دوسری طلاق دی اور زمانہ عثمانی میں تیسری (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی) مگر انہوں نے دوسری تیسری طلاق کا ذکر نہ کیا۔

(۶) سلامہ بنت حر:

روایت ہے حضرت سلامہ بنت حر سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ علامات قیامت سے یہ ہے کہ مسجد والے ایک دوسرے پر ٹالیں کوئی امام نہ پائیں جو انہیں نماز پڑھائے (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

(۷) سلمٰی:

روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ سلمٰی رضی اللہ عنہا سے فرماتی ہیں کہ کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سر کے درد کی شکایت نہ کرتا مگر آپ فرماتے کہ پچھنے لگاؤ اور نہ کوئی پاؤں کے درد کی شکایت کرتا مگر آپ فرماتی ان میں خضاب کرو (ابوداؤد)

روایت ہے حضرت سلمٰی سے فرماتی ہیں کہ میں ام سلمہ کے پاس گئی وہ رو رہی تھیں میں نے کہا آپ کو کیا چیز رلاتی ہے آپ بولیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا یعنی خواب میں آپ کے سر اور ڈاڑھی مبارک پر مٹی ہے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کا یہ حال کیسا ہے فرمایا میں ابھی قتل حسین کے موقعہ پر حاضر تھا (ترمذی)۔

ش۔۔۔صحابہ کرام

(۱) شداد ابن اوس:

حضرتِ سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کیا تمہارے ساتھ کوئی اجنبی شخص (یعنی اہل کتاب) بھی ہے؟ ہم نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نہیں ہے۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دروازہ بند کرنے کا حکم دیا اور فرمایا، اپنے ہاتھ اٹھالو اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہو۔

ہم نے تھوڑی دیر کے لئے ہاتھ اٹھائے پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے الحمد للہ کہا اور بارگاہِ الٰہی عزوجل میں دعا کی، اے اللہ عزوجل! بے شک تو نے مجھے اس کلمہ کے ساتھ بھیجا ہے اور مجھ سے اس کلمہ پر جنت کا وعدہ فرمایا ہے اور بے شک تو اپنے وعدے کا خلاف نہیں کرتا۔ پھر ہم سے فرمایا کہ خوشخبری سن لو کہ اللہ عزوجل نے تمہاری مغفرت فرمادی۔

(مسند احمد، حدیث شداد بن اوس، رقم ۱۷۱۲۱، ج ۶، ص ۷۸)

حضرتِ سیِّدُنا شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اہلِ ایمان پر موت دونوں جہان کی تمام تر ہولناکیوں سے زیادہ دردناک ہے۔ موت کی تکالیف قینچیوں سے کاٹے جانے، آروں سے چیرے جانے اور ہنڈیوں میں ابالے جانے سے سخت تر ہیں۔ اگر مرنے والا اٹھ کر دنیا والوں کو موت کی تکالیف سے آگاہ کردے تو ان کا جینا دوبھر ہوجائے اور نیند کا سب مزہ جاتا رہے۔ (الموسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب الذکر الموت، الخوف من اللہ تعالیٰ، الحدیث ۱۷۵، ج ۵، ص ۴۴۶)

حضرتِ سیِّدُنا شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس نے کسی تنگدست مقروض کو مہلت دی یا اس پر مالِ قرض کو صدقہ کردیا، اللہ عَزَّ وَجَلَّ قیامت کے دن اس کو اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا۔

(مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب فی من فرج عن معسر ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث ۶۶۷۱، ج ۴، ص ۲۴۱)

احمد شداد بن اَوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے: جب میں اپنے مومن بندہ کو بلا میں ڈالوں اور وہ اس ابتلا پر میری حمد کرے، تو وہ اپنی خواب گاہ سے گناہوں سے ایسا پاک ہوکر اٹھے گا جیسے اس دن کہ اپنی ماں سے پیدا ہوا۔ اور رب تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: میں نے اپنے بندہ کو مقید اور مبتلا کیا، اس کے لیے عمل ویسا ہی جاری رکھو جیسا صحت میں تھا۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث شداد بن اَوس، الحدیث: ۱۷۱۱۸، ج ۶، ص ۷۷)

حضرت سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کو کمزور کر دے اور موت کے بعد آنے والی زندگی کے لئے نیک عمل کرے اور عاجز ولاچار وہ ہے جو نفسانی خواہشات کی پیروی کرے اور اللہ عزوجل پر لمبی امیدیں رکھے۔

(شعب الایمان، باب فی الزھد وقصر الامل، الحدیث: ۱۰۵۴۶، ج ۷، ص ۳۵۰)

(۲) شریح ابن ہانی:

روایت ہے شریح ابن ہانی سے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں تشریف لاتے تو پہلے کیا کام کیا کرتے تھے؟ فرمایا مسواک (مسلم)

روایت ہے حضرت شریح ابن ہانی سے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی ابن ابی طالب سے موزوں پر مسح کے متعلق پوچھا فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لئے ۃ تین دن رات اور مقیم کے لئے ایک دن رات مقرر فرمائی (مسلم)

روایت ہے شریح ابن ہانی سے وہ اپنے والد سے راوی کہ جب وہ اپنی قوم کے ساتھ وفد بن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے لوگوں کو سنا کہ وہ انہیں ابوالحکم کنیت کرتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا پھر فرمایا کہ اللہ ہی حکم ہے اور اسکی طرف فیصلے ہیں تمہاری کنیت ابوالحکم کیوں ہے انہوں نے عرض کیا کہ میری قوم جب کسی بات میں جھگڑتی ہے تو میرے پاس آجاتی ہے میں ان کے درمیان فیصلہ کر دیتا ہوں تو دونوں فریق میرے فیصلہ سے راضی ہوجاتے ہیں تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کیا ہی اچھا ہے تو کیا تمہارے کوئی لڑکا ہے بولے میرے شریح اور مسلم اور عبداللہ ہیں فرمایا ان میں بڑا کون ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کہ شریح فرمایا تو تم ابوشریح ہو

(ابوداؤد، نسائی)

(۳) شرید ابن سوید:

روایت ہے حضرت یعقوب ابن عاصم ابن عروہ سے کہ انہوں نے حضرت شرید کو فرماتے سنا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات چلا تو آپ کے قدم شریف زمین سے نہ لگے حتّٰی کہ مزدلفہ میں پہنچ گئے (ابوداؤد)

(۴) شکل ابن حمید:

روایت ہے حضرت شُتیر ابن شکل ابن حمید سے وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں میں نے عرض کیا نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم مجھے کوئی تعویذ سکھایئے جس سے میں تعویذ کیا کروں فرمایا کہو الٰہی میں تیری پناہ لیتا ہوں اپنے کان اپنی آنکھ زبان دل اور منی کی شر سے (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

(۵) شریک ابن سحماء:

روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ ہلال ابن امیہ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اپنی بیوی کو شریک ابن سماء سے تہمت لگائی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہ لاؤ یا تمہاری پیٹھ میں سزا ہے وہ بولے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہم میں سے کوئی اپنی بیوی پر کسی مرد کو دیکھے تو گواہ ڈھونڈتا پھرے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے گواہ لاؤ ورنہ تمہاری پیٹھ میں سزا ہوگی ہلال بولے اس کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا میں سچا ہوں تو اللہ تعالیٰ ضرور وہ آیات اتارے گا جو میری پیٹھ کو سزا سے بچالیں گی اتنے میں جبرئیل اترے اور آپ پر یہ آیت اتاری اور وہ لوگ جو الزام لگائیں اپنی بیویوں کو، پھر پڑھی حتی کہ ان کان من الصادقین تک پہنچ گئے پھر ہلال آئے گواہی دی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یقیناً اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے تو کیا تم میں سے کوئی توبہ کرلے گا پھر عورت کھڑی ہوئی پس گواہی دی جب پانچویں پر پہنچی تو لوگوں نے اسے ٹھہرالیا اور بولے کہ یہ واجب کرنے والی ہے ابن عباس فرماتے ہیں کہ وہ کچھ ٹھہری اور لوٹی حتی کہ ہم نے گمان کرلیا کہ یہ رجوع کرلے گی پھر بولی میں اپنی قوم کو کبھی رسوا نہ کروں گی پھر گزر گئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے دیکھنا اگر یہ سرگیں آنکھوں والا بھرے چوتڑوں والا پتلی پنڈلیوں والا بچہ جنے تو وہ شریک ابن سماء کا ہے پھر وہ ایسا بچہ لائی فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر قرآن کا وہ حکم جو گزر گیا نہ ہوتا تو میرا اور اس عورت کا کچھ حال ہوتا (بخاری)

(۶) ابوشبرمہ:

حضرت سیدنا شبرمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنے ایک دینی بھائی کی ایک بہت بڑی حاجت کو پورا کیا تو وہ ایک تحفہ لے کر آیا، انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جو مجھ سے حسن سلوک کیا ہے اس کا بدلہ ہے۔ انہوں نے جواب دیا اللہ (عزوجل) تمہیں معاف کرے اپنا مال لے جاؤ۔ جب تم کسی دوست سے حاجت برآری چاہو اور وہ اسے پورا کرنے کی کوشش نہ کرے تو نماز کی طرح کا وضو کرو اور اس پر چار تکبیریں پڑھو اور اسے مُردوں میں شمار کرو۔ (احیاء العلوم)

(۷) ابوشریح:

حضرت سیدنا ابوشریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ جس نے اپنے بھائی کے ساتھ اِقالہ کیا (یعنی اس نے جو چیز خریدی تھی واپس کرنے پر اس سے لے لی) تو اللہ عزوجل قیامت کے دن اس کی پریشانی دور فرمائے گا۔

(مجمع الزوائد، کتاب البیوع، کتاب فیمن اقال اخاہ بیعا، رقم ۶۵۳۸، ج ۴، ص ۱۹۹)

حضرت سیدنا ابوشریح کعبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رحمتِ عالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا، جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ ہمسائے سے اچھا سلوک کرے۔

(بخاری شریف، کتاب الادب، باب من کان یومن باللہ الخ، باب ۳۱، ج ۴، رقم ۶۰۱۹، ص ۱۰۵)

ابوشریح کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ (عزوجل) اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، وہ مہمان کا اکرام کرے، ایک دن رات اُس کا جائزہ ہے (یعنی ایک دن اس کی پوری خاطر داری کرے، اپنے مقدور بھر اس کے لیے تکلف کا کھانا طیار کرائے) اور ضیافت تین دن ہے (یعنی ایک دن کے بعد ماحضر پیش کرے) اور تین دن کے بعد صدقہ ہے، مہمان کے لیے یہ حلال نہیں کہ اس کے یہاں ٹھہرا رہے کہ اسے حرج میں ڈال دے۔ (صحیح البخاري، کتاب الأدب، باب إکرام الضیف الحدیث: ۶۱۳۸، ج ۴، ص ۱۳۶)

روایت ہے حضرت ابوشریح عدوی سے انہوں نے عمرو ابن سعید سے فرمایا جب کہ وہ مکہ معظمہ پر لشکر بھیج رہا تھا کہ اے امیر مجھے اجازت دے کہ میں تجھے وہ فرمان پاک سناؤں جسے کل فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر فرمایا جسے میرے کانوں نے سنا اور میرے دل نے محفوظ کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میری آنکھوں نے کلام کرتے وقت دیکھا اپنے اللہ کی حمد وثنا کی بھی فرمایا کہ مکہ کو اللہ نے حرم بنایا ہے کسی انسان نے نہ بنایا تو کسی بھی اس شخص کو جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو یہ جائز نہیں کہ وہاں خون بہائے اور نہ وہاں کا درخت کاٹے اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاد سے اجازت سمجھے تو اسے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس کی اجازت دے دی تھی اور تم کو نہ دی رب نے مجھے دن کی ایک گھڑی اجازت دی تھی اب آج اس کی حرمت کل کی طرح ہی لوٹ آئی حاضرین غائبین کو پہنچادیں ابو شریح سے کہا گیا کہ پھر تم سے عمرو نے کیا کہا فرمایا وہ بولا اے ابوشریح میں تم سے یہ زیادہ جانتا ہوں کہ حرم شریف نہ تو مجرم کو پناہ دے سکتا ہے نہ خون کر کے بھاگے ہوئے کو نہ فساد کر کے بھاگے کو (مسلم، بخاری) اور بخاری میں ہے کہ خربہ خیانت ہے۔

ش ـ ـ ـ تابعین کرام

(۱) شقیق ابن ابی سلمہ

آ روایت ہے حضرت شقیق سے فرماتے ہیں کہ عبداللہ ابن مسعود ہر جمعرات کو وعظ فرماتے تھے ایک شخص نے عرض کیا کہ اے ابوعبدالرحمن میری تمنا یہ ہے کہ آپ روزانہ وعظ فرماتے فرمایا مجھے اس سے رکاوٹ یہ ہے کہ میں ناپسند کرتا ہوں کہ تمہیں ملال میں ڈال دوں میں تمہارا ویسے ہی لحاظ رکھتا ہوں جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا وعظ میں لحاظ رکھتے تھے ملال کے خوف سے (بخاری، مسلم)

روایت ہے حضرت ابو وائل سے فرماتے ہیں کہ حضرت خالد ابن ولید نے فارس والوں کو لکھا میں شروع کرتا ہوں مہربان رحم والے اللہ کے نام سے یہ خط ہے خالد ابن ولید کی طرف سے رستم اور مہران کی طرف جو فارس کی جماعت میں ہیں اس پر سلام ہو جو ہدایت کی اتباع کرے اس کے بعد ہم تم کو اسلام کی طرف دعوت دیتے ہیں لیکن اگر تم نہ مانو تو جزیہ اپنے ہاتھ سے دو حالانکہ تم ذلیل ہو پھر اگر تم نہ مانو تو میرے ساتھ ایسی قوم ہے جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جانے کو ایسا پسند کرتے ہیں جیسے فارس کے لوگ شراب پسند کرتے ہیں اور سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے (شرح السنہ)

(۲) شریق ہوزنی

روایت ہے حضرت شریق ہوزنی سے فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ کے پاس گیا میں نے ان سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات میں جاگتے تھے تو ابتداء کس چیز سے کرتے تھے فرمایا کہ تم نے مجھ سے وہ چیز پوچھی جو تم سے پہلے مجھ سے کسی نے نہ پوچھی جب حضور رات میں جاگتے تو دس بار تکبیر دس بار حمد کہتے اور دس بار سُبْحٰنَ اللّٰہِ دس بار سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ کہتے دس بار استغفار پڑھتے اور دس بار کلمہ پھر دس بار کہتے الٰہی میں دنیا اور قیامت کی تنگی سے تیری پناہ مانگتا ہوں پھر نماز شروع کرتے۔ (ابوداؤد)

(۳) شریک ابن شہاب:

روایت ہے حضرت شریک ابن شہاب سے فرماتے ہیں کہ میں آرزو کرتا تھا کہ کسی صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کروں اور ان سے خارجیوں کے متعلق پوچھوں میں عید کے دن ابو برزہ سے ان کے ساتھیوں کی جماعت میں ملا میں نے ان سے کہا کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خارجیوں کے متعلق کچھ ذکر فرماتے ہوئے سنا ہے فرمایا ہاں

ہیں نے حضور کو اپنے کانوں سے فرماتے اور اپنی آنکھوں سے حضور کو دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مال لایا گیا آپ نے وہ مال تقسیم فرمایا تو اپنے داہنے بائیں والوں کو دیا اور اپنے پیچھے والوں کو کچھ نہ دیا تو آپ کے پیچھے سے ایک شخص کھڑا ہوا بولا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے تقسیم میں انصاف نہ کیا یہ کالا شخص تھا منڈے ہوئے بال اس پر دو سفید کپڑے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تم لوگ میرے سوا مجھ سے زیادہ عادل شخص کوئی نہ پاؤ گے پھر فرمایا آخر زمانہ میں ایک قوم نکلے گی شاید یہ بھی ان میں سے ہے جو قرآن بہت پڑھیں گے جوان کے گلے سے نہ اترے، گا اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے ان کی علامت سر منڈانا ہے یہ نکلتے ہی رہیں گے حتی کہ ان کا آخری گروہ مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا تو جب تم ان سے ملو تو جان لو کہ یہ بدترین مخلوق ہیں (نسائی)

(۴) شریح ابن عبیدہ:

روایت ہے حضرت شریح ابن عبید سے فرماتے ہیں کہ حضرت علی کے پاس شام والوں کا ذکر ہوا اور عرض کیا گیا اے امیر المؤمنین ان پر لعنت کیجئے فرمایا نہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ابدال شام میں ہوں گے وہ حضرات چالیس مرد ہیں جب ان میں ایک وفات پاتا ہے تو اللہ اس کی جگہ دوسرے شخص کو بدل دیتا ہے ان کی برکت سے بارشیں برستی ہیں، ان کے ذریعہ دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے ان کی برکت سے شام والوں سے عذاب دفع ہوتا ہے۔

(۵) شعبی:

حضرت شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم، روف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ کالہ وسلم جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملے تو گلے سے لگالیا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔

(سنن ابی داوٗد، کتاب الادب، باب فی قبلہ مابین العینین، الحدیث ۵۲۲۰، ج ۴، ص ۴۵۵)

شعبی فرماتے ہیں حضرت عمر اور ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مابین ایک معاملہ میں خصومت تھی حضرت عمر نے فرمایا میرے اور اپنے درمیان کسی کو حکم کرلو (ثالث مقرر کرلو)۔ دونوں صاحبوں نے زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم بنایا اور دونوں ان کے پاس آئے حضرت عمر نے کہا ہم اس لیے تمھارے پاس آئے ہیں کہ ہمارے مابین فیصلہ کردو جب دونوں اُن کے پاس فیصلہ کے لیے پہنچے تو حضرت زید صدر مجلس سے ہٹ گئے اور عرض کی امیر المومنین یہاں تشریف لائیے حضرت عمر نے فرمایا یہ تمھارا پہلا ظلم ہے جو فیصلہ میں تم نے کیا۔ ولیکن میں اپنے فریق کے ساتھ بیٹھوں گا دونوں صاحب اُن کے سامنے بیٹھ گئے۔ ابی بن کعب نے دعویٰ کیا اور حضرت عمر نے اُن کے دعوے سے انکار کیا۔ حضرت زید نے ابی بن کعب

سے کہا کہ امیر المومنین کو حلف سے معافی دے دو حضرت عمر نے قسم کھالی اس کے بعد قسم کھا کر کہا کہ زید کو کبھی فیصلہ سپرد نہ کیا جائے جب تک اُن کے نزدیک عمر اور دوسرا مسلمان برابر نہ ہو یعنی جو شخص مدعی (دعوی کرنے والا) و مدعیٰ علیہ (جس پر دعوی کیا گیا ہے) میں اس قسم کی تفریق کرے وہ فیصلہ کا اہل نہیں۔

(السنن الکبری للبیھقی، کتاب آداب القاضی، باب انصاف الخصمین۔۔۔الخ، الحدیث: ۲۰۴۶۳، ج۱۰، ص۲۲۹)

(۶) ابن شہاب:

حضرت سیدنا امام ابن شہاب زہری علیہ رحمۃ اللہ القوی سے مروی ہے کہ جب ابراہیم بن ہشام حاکم بنا تو میں اس کے ساتھ ہی رہتا۔ وہ کئی معاملات میں مجھ سے مشورہ کرتا۔ ایک دن اس نے مجھ سے کہا: اے زہری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! کیا ہمارے شہر میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی صحبت پائی ہو، اگر کوئی ایسا شخص تمہاری نظر میں ہے تو بتاؤ۔ میں نے کہا: ہاں، حضرت سیدنا ابو حازم علیہ رحمۃ اللہ الدائم اس شہر میں رہتے ہیں، انہیں حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبتِ بابرکت حاصل ہوئی ہے اور ان سے سنی ہوئی کئی حدیثیں بھی آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بیان فرماتے ہیں۔

چنانچہ ابراہیم بن ہشام نے ایک قاصد بھیج کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بلوایا، آپ تشریف لائے اور سلام کیا۔ ابراہیم بن ہشام نے جواب دیا اور کہا: اے ابو حازم علیہ رحمۃ اللہ الدائم! ہمیں کوئی حدیث سنایئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اے ابراہیم بن ہشام! اگر مجھے تمہاری آخرت کی بھلائی مقصود نہ ہوتی تو میں کبھی بھی تیرے پاس حدیث نبوی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سنانے نہ آتا۔ ابراہیم بن ہشام نے پوچھا: حضور! آپ یہ بتائیں کہ ہمیں نجات کس طرح حاصل ہوگی؟

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ تم اللہ عزوجل کے اَحکام کو تمام مخلوق پر ترجیح دو، اللہ عزوجل کے حکم کے خلاف کسی کی بھی بات نہ مانو، مال حلال طریقے سے حاصل کرو اور جہاں اسے صرف کرنے کا حق ہے وہیں صرف کرو۔

ابراہیم بن ہشام کہنے لگا: ان باتوں پر کماحقُّہٗ کون عمل کرسکتا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اے ابراہیم! اگر تُو چاہتا ہے کہ تجھے دنیا میں سے اتنی چیز ملے جو تجھے کافی ہو تو تیرے لئے تھوڑی سی دنیوی نعمتیں بھی کافی ہیں اگر تو صبر کرے۔ اور اگر تُو دنیا کا حریص ہے تو چاہے کتنا ہی مال و زر جمع کرلے تیری حرص ختم نہ ہوگی تُو کبھی بھی دُنیوی دولت سے بے نیاز نہ ہوگا، ہر وقت اس میں اضافے کا متمنی ہوگا۔

ابراہیم بن ہشام نے پوچھا: کیا بات ہے کہ ہم جیسے لوگ موت کو ناپسند کرتے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: تم لوگوں نے اپنی ساری توجہ دنیا کی دولت پر دے رکھی ہے اور ہر وقت تمہارے سامنے دنیوی نعمتیں موجود رہتی ہے۔ اس لئے تمہیں ان نعمتوں سے جدا ہونا پسند نہیں۔ اگر تم آخرت کی تیاری کرتے اور آخرت کے لئے اعمال صالحہ کئے ہوتے تو تم موت کو کبھی بھی ناپسند نہ کرتے بلکہ آخرت کی نعمتوں کی طرف جلدی کرتے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ حکمت بھری باتیں سن کر حضرت سیدنا امام زہری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے فرمایا: اے امیر! خدا عزوجل کی قسم! میں نے آج تک کبھی بھی اس کلام سے بہتر کلام نہیں سنا۔ شیخ ابوحازم علیہ رحمۃ اللہ الدائم نے کیسے جامع کلمات کے ساتھ ہمیں نصیحت کی ہے، میں عرصہ دراز سے ان کا پڑوسی ہوں لیکن افسوس! میں کبھی ان کی بارگاہ میں حاضر نہ ہوسکا اور ان کی صحبتِ بابرکت سے محروم رہا۔

شیخ ابوحازم علیہ رحمۃ اللہ الدائم نے فرمایا: اے ابن شہاب زہری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! اگر تو ان علماء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم میں سے ہوتا جو دنیاداروں سے بے نیازی کو پسند کرتے ہیں تو ضرور میری مجلس میں بیٹھتا اور ضرور مجھ سے ملاقات کا سلسلہ رکھتا۔

اس پر حضرت سیدنا ابن شہاب زہری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے عرض کی: اے ابوحازم علیہ رحمۃ اللہ الدائم! مجھے آپ کی اس بات نے غمزدہ کر دیا ہے۔ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اے زہری علیہ رحمۃ اللہ القوی! جب کوئی شخص اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر علم حاصل کرتا ہے تو وہ شخص اپنے اس علم کی بدولت مخلوق سے بے نیاز ہوجاتا ہے، اسے کوئی دُنیوی غرض وغایت نہیں ہوتی اور ایسے عالم ربانی کی طرف لوگ اِکتسابِ علم کے لئے آتے ہیں۔ بڑے بڑے اُمراء ودنیادار لوگ اس عالم ربانی کی بارگاہ میں دست بستہ کھڑے ہوتے ہیں۔ ایسا عالم اُمراء اور عوام دونوں کے لئے باعث نجات ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ انہیں حق بات ہی کا حکم دیتا ہے اور بری باتوں سے روکتا ہے۔

اگر علماء کو دنیا کی حرص بادشاہوں کے درباروں میں لے جائے تو پھر علماء اپنی شان کھو بیٹھتے ہیں اور اُمراء ان کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے، ایسے لوگوں کا علم حاصل کرنا اس لئے ہوتا ہے کہ ہماری تعظیم کی جائے، ہماری بات کو اہمیت دی جائے لیکن جب یہ امراء کی محفل میں جاتے ہیں تو ان کا وقار گر جاتا ہے۔ یہ حق بات کہنے کی جرأت نہیں رکھتے، ہر وقت بادشاہوں اور اُمراء کی خوشنودی کے طالب ہوتے ہیں، ایسے علماء ان بادشاہوں اور عوام الناس دونوں کے لئے ہلاکت کا باعث بنتے ہیں۔

حضرت سیدنا ابوحازم علیہ رحمۃ اللہ الدائم کی یہ باتیں سننے کے بعد ابراہیم بن ہشام نے کہا: آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی حاجت بیان کریں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جس چیز کی ضرورت ہو وہ دی جائے گی۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اے ابراہیم بن ہشام! میں اپنی حاجتیں اس پاک پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں عرض کرتا ہوں جو زمین وآسمان کا مالک ہے، میری اُمیدوں کا مرکز صرف میرا مالک حقیقی عزوجل ہے۔ میں اس کے علاوہ کسی اور کا محتاج نہیں، میرا مالک عزوجل مجھے جو چیز بھی عطا فرماتا ہے میں اسے بخوشی قبول کر لیتا ہوں اور جس چیز کو مجھ سے روک لیتا ہے میں کبھی بھی اس کی شکایت نہیں کرتا نہ ہی ناشکری کرتا ہوں بلکہ میں اپنے پروردگار عزوجل سے ہر حال میں خوش ہوں۔ اس کے علاوہ کسی چیز کو پسند نہیں کرتا۔ یہ دو نعمتیں میرے نزدیک بہت بڑا سرمایہ ہیں: (۱)۔۔۔۔۔۔اللہ عزوجل کی رضا (۲)۔۔۔۔۔۔زُہد وتقویٰ۔ یہ دو نعمتیں مجھے ہر چیز سے محبوب ہیں۔

ابراہیم بن ہشام نے عرض کی: اے ابوحازم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! برائے کرم آپ ہمارے ہاں تشریف لایا کریں تا کہ ہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اکتساب فیض کر سکیں، اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہ آنا چاہیں تو میں خود حاضر ہو جایا کروں گا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اے ابراہیم بن ہشام! تُو میرا خیال چھوڑ دے اور میرے گھر بھی نہ آنا، اسی میں میری بھلائی ہے، ہاں اتنا ضرور ہے کہ تُو نیک اعمال کی طرف راغب ہو جا، اگر نیک کام کریگا تو کامیابی کی راہ پر گامزن ہو جائے گا اور تجھے نجات حاصل ہو جائے گی۔ اتنا کہنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے تشریف لے گئے۔

(عُیُونُ الحِکَایَات، حصہ اوّل مؤلف امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی الجوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی المتوفی ۵۹۷ھ)

ابن شہاب نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، وہ کہتے ہیں کہ شطرنج نہیں کھیلے گا مگر خطا کار۔ اور انہیں سے دوسری روایت یہ ہے کہ وہ باطل سے ہے اور اللہ تعالیٰ باطل کو دوست نہیں رکھتا۔

(شعب الایمان، باب فی تحریم الملاعب والملاھی، الحدیث: ۶۵۱۸، ج۵، ص۲۴۱)

حضرت سیِّدُنا ابن شہاب علیہ رحمۃ اللہ الوہاب ارشاد فرماتے ہیں: ہمیں صحابۂ کرام وتابعینِ عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت سیِّدُنا علی بن ابی طالب، حضرت سیِّدُنا ابوموسیٰ اشعری، حضرت سیِّدُنا علی بن حسین اور حضرت سیِّدُنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین یومِ عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند علی بن ابی طالب، الحدیث ۱۵۶۹، ج۱، ص ۲۷۳، مختصراً)

روایت ہے حضرت ابن شہاب سے کہ حضرت عمر ابن عبدالعزیز نے عصر کچھ دیر سے پڑھی تو ان سے عروہ نے کہا کہ حضرت جبریل اترے انہوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے نماز پڑھی حضرت عمر نے ان سے کہا کہ جو کہتے ہو سمجھ کے کہو اے عروہ وہ بولے میں نے بشیر ابن ابی مسعود کو کہتے ہوئے سنا انہوں نے ابی مسعود کو سنا کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اترے حضرت جبریل انہوں نے میری امامت کی میں نے ان کے ساتھ

نماز پڑھی پھران کے ساتھ نماز پڑھی پھران کے ساتھ نماز پڑھی پھرانکے ساتھ نماز پڑھی پھران کے ساتھ نماز پڑھی اپنی انگلیوں پر پانچ نمازیں گناتے تھے۔ (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جبریل نے ایک قرأت پر قرآن پیش کیا تھا مگر میں نے انہیں واپس بھیجا میں رب سے زیادہ مانگتا رہا رب مجھے زیادہ دیتا رہا، حتی کہ سات قرأتوں تک پہنچ گیا ابن شہاب فرماتے ہیں مجھے خبر ملی ہے کہ یہ سات قرأتیں حقیقتاً ایک ہی ہیں جو حلال وحرام میں مختلف نہیں

(مسلم، بخاری)

ابن شہاب زہری سے مرسلا راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو وضو کرتے دیکھا فرمایا! اللہ کے بندے اسراف نہ کر۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا وضو میں بھی اسراف ہے؟ فرمایا: ہاں اور ہر شے میں اسراف کو دخل ہے۔ (تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ابو عیسیٰ الدمشقی ۹۰۸۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۷۱ /۹۴) (کنز العمال بحوالہ الحاکم فی الکنی وابن عساکر عن الزہری مرسلا حدیث ۲۶۲۶۱ موسسۃ الرسالہ بیروت ۹ /۳۲۷)

ش۔۔۔صحابیات

(۱) شفاء بنت عبداللہ:

یہ ہجرت سے پہلے ہی مسلمان ہوگئی تھیں بہت ہی عقل منداور فضل وکمال والی عورت تھیں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلّم ان پر بہت زیادہ شفقت وکرم فرماتے تھے انہوں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے ایک مخصوص بستر بنا رکھا تھا کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلّم دوپہر میں کبھی کبھی ان کے مکان پر قیلولہ فرماتے تھے تو وہ اس بستر کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلّم کے لئے بچھادیتی تھیں دوسرا کوئی شخص بھی نہ اس بستر پر سوسکتا تھا نہ بیٹھ سکتا تھا

(الاستیعاب، باب النساء، باب الشین ۳۴۳۲، الشفاء أم سلیمان، ج ۴، ص ۴۲۳)

تبصرہ:۔ سبحان اللہ عزوجل! ان کے قلب میں کس قدر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلّم ی عظمت اور کتنا نبوت کا احترام تھا کہ جس بستر پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلّم نے آرام فرمالیا انہوں نے دوسرے کسی شخص کو بھی اس پر بیٹھنے نہیں دیا یہ بستر حضرت شفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد ان کے صاحبزادہ حضرت سلیمان بن ابی حثمہ کے پاس ایک یادگاری تبرک ہونے کی حیثیت سے محفوظ رہا مگر حاکم مدینہ مروان بن حکم اموی نے اس مقدس بچھونے کو ان سے چھین لیا اس طرح یہ تبرک لاپتا ہوکر ضائع ہوگیا۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلّم نے حضرت شفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جاگیر میں ایک گھر بھی عطا فرمایا تھا جس

میں یہ اپنے بیٹے سلیمان کے ساتھ رہا کرتی تھیں حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی بہت قدر کرتے تھے بلکہ بہت سے معاملات میں ان سے مشورہ طلب کیا کرتے تھے ان کو بچھو کے ڈنک کا زہر اتارنے والا ایک عمل بھی یاد تھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا کہ تم یہ عمل میری بیوی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی سکھا دو الغرض یہ بارگاہ نبوت میں مقرب تھیں اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے عشق ومحبت کی دولت سے مالا مال تھیں۔

(الاستیعاب، باب النساء، باب الشین ۳۴۳۲، الشفاء ام سلیمان، ج ۴، ص ۴۲۳۔ ۴۲۴)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں کبھی کبھی قیلولہ فرماتے تھے، اس غرض سے انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے ایک خاص بستر اور ایک خاص تہبند بنوالیا تھا، جسکو پہن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وبارک وسلم استراحت فرماتے تھے، یہ یادگاریں ایک مدت تک ان کے پاس محفوظ رہیں۔ اخیر میں مروان نے ان سے لے لیا۔ (اسد الغابۃ، تذکرۃ الشفاء بنت عبداللہ، ج ۷، ص ۱۷۷)

ایک بار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شفاء بنت عبداللہ العدویہ کو بلا بھیجا، وہ آئیں تو دیکھا کہ عاتکہ بنت اسید پہلے سے موجود ہیں، کچھ دیر کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں کو ایک ایک چادر دی، لیکن شفا کی چادر کم درجہ کی تھی، اس لئے انہوں نے کہا کہ میں عاتکہ سے زیادہ قدیم الاسلام اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چچازاد بہن ہوں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خاص اس غرض کے لئے بلایا تھا اور عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو یونہی آ گئی تھیں، بولے میں نے یہ چادر تمہیں ہی دینے کے لئے رکھی تھی، لیکن جب عاتکہ آ گئیں تو مجھے رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کا لحاظ کرنا پڑا۔ (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، کتاب النساء، تذکرۃ عاتکۃ بنت اسید، الحدیث: ۱۱۴۵۰، ج ۸، ص ۲۲۶۔ ۲۲۷)

روایت ہے شفاء بنت عبداللہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جب کہ میں حفصہ کے پاس تھی تو فرمایا کہ تم انہیں نملہ کا دم کیوں نہیں سکھاتیں جیسے تم نے انہیں لکھنا سکھایا (ابوداؤد)

(۲) ام شریک:

یہ قبیلہ دوس کی ایک صحابیہ ہیں جو اپنے وطن سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئی تھیں یہ بہت ہی عبادت گزار اور صاحب کرامت بھی تھیں ان کی دو کرامتیں بہت مشہور ہیں جن کو ہم نے اپنی کتاب کرامات صحابہ میں بھی لکھا ہے ایک کرامت تو یہ ہے کہ یہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ جا رہی تھیں اور روزہ دار تھیں راستہ میں ایک یہودی کے مکان پر پہنچیں تا کہ روزہ افطار کر لیں اس دشمن اسلام نے ان کو ایک مکان میں بند کر دیا تا کہ ان کو روزہ افطار کرنے کے لئے ایک قطرہ پانی بھی نہ مل سکے جب سورج غروب ہو گیا اور ان کو روزہ افطار کرنے کی فکر ہوئی تو اندھیری بند کوٹھڑی میں اچانک کسی نے ٹھنڈے پانی کا

بھرا ہوا ڈول ان کے سینہ پر رکھ دیا اور انہوں نے روزہ افطار کر لیا دوسری کرامت یہ ہے کہ ان کے پاس چڑے کا ایک کُپہ تھا ایک دن انہوں نے اس کپے میں پھونک مار کر اس کو دھوپ میں رکھ دیا تو وہ کُپہ گھی سے بھر گیا پھر ہمیشہ اس کپے میں سے گھی نکلتا رہتا یہاں تک کہ اس کرامت کا چرچا ہو گیا کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ ام شریک کا کُپہ خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، المطلب الثالث فی ذکر بعض کرامات أصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، أم شریک، ص ٦٢٣)

روایت ہے حضرت ابوسلمہ سے وہ حضرت فاطمہ بنت قیس سے راوی کہ ابوعمرو ابن حفص نے انہیں طلاق بات دے دی جبکہ وہ غائب تھے تو ان کے وکیل نے حضرت فاطمہ کو کچھ جو بھیجے وہ ان پر ناراض ہوئیں تو وکیل نے کہا اللہ کی قسم تمہارا ہم پر کچھ حق نہیں تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ سے اس کا ذکر کیا حضور نے فرمایا تمہارے لیے خرچہ نہیں پھر انہیں حکم دیا ام شریک کے گھر عدت گزاریں پھر فرمایا کہ وہ ایسی بی بی ہیں جن کے پاس ہمارے صحابہ گھیرے رہتے ہیں تم ابن ام مکتوم کے پاس عدت گزارو وہ نابینا آدمی ہیں تم اپنے یہ کپڑے اتار دو پھر جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دینا فرماتی ہیں کہ جب میں فارغ ہو گئی تو میں نے حضور سے عرض کیا کہ معاویہ ابن ابوسفیان اور ابوجہم نے پیغام دیا تو فرمایا کہ ابوجہم اپنی لاٹھی اپنے کندھے سے اتارتے ہی نہیں رہے معاویہ وہ بہت تنگدست ہیں جن کے پاس مال نہیں تم اسامہ ابن زید سے نکاح کر لو میں نے انہیں ناپسند کیا حضور نے پھر فرمایا کہ اسامہ سے نکاح کر لو میں نے ان سے نکاح کر لیا تو اللہ نے اس نکاح میں بہت خیر دی کہ مجھ پر رشک کیا گیا اور ان ہی کی ایک روایت میں یوں ہے کہ ابوجہم بیویوں کو بہت مارنے والے ہیں (مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ ان کے خاوند نے انہیں تین طلاقیں دے دیں تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں حضور نے فرمایا تمہارے لیے خرچہ نہیں مگر اس صورت میں کہ حاملہ ہوتیں۔

ام شریک رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے وزغ (چھپکلی اور گرگٹ) کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا کہ ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے کافروں نے جو آگ جلائی تھی اوسے یہ پھونکتا تھا۔

(صحیح البخاري، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قول اللہ تعالی (واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا)، الحدیث: ٣٣٥٩، ج٢، ص ٤٢٣)

روایت ہے حضرت ام شریک سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگ دجال سے بھاگیں گے حتی کہ پہاڑوں میں جا پہنچیں گے ام شریک فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ تو اس دن عرب کہاں ہوں گے فرمایا وہ تھوڑے ہوں گے (مسلم)

☆☆☆☆☆

ص۔۔۔صحابہ کرام

(۱) صفوان ابن عسال:

حضرتِ سیدنا صفوان بن عسال المرادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں خاتم المُرسَلین، رَحْمۃٌ لِّلعٰلمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین، مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں اپنا سرخ کمبل اوڑھے ٹیک لگائے تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں علم حاصل کرنے آیا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا طالب العلم کو خوش آمدید، بیشک طالب العلم کو ملائکہ اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں پھر ان میں بعض ملائکہ دیگر بعض ملائکہ پر سواری کرتے ہوئے طلب علم کی وجہ سے طالب العلم کی محبت میں آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ میں نے سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص علم کی طلب میں گھر سے نکلتا ہے فرشتے اُس کے اِس عمل سے خوش ہو کر اس کے لئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔

(طبرانی کبیر، رقم ۷۳۴۷، ج ۸، ص ۵۴)

صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ دو ۲ یہودی حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ سوال کیا کہ کھلی ہوئی نو ۹ نشانیاں کیا ہیں؟ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے فرمایا: اللہ (عزوجل) کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ (1) اور چوری نہ کرو۔ (2) اور زنا نہ کرو۔ (3) اور جس جان کو اللہ (عزوجل) نے حرام کیا ہے اسے ناحق قتل نہ کرو۔ (4) اور جو جرم سے بری ہو اسے بادشاہ کے پاس قتل کے لیے نہ لے جاؤ۔ (5) اور جادو نہ کرو۔ (6) اور سود نہ کھاؤ۔ (7) اور عفیفہ (2) پر زنا کی تہمت نہ دھرو۔ (اور لڑائی کے دن مونھ پھیر کر نہ بھاگو اور خاص تم یہودی ہفتہ کے متعلق حد سے تجاوز نہ کرو۔ جب حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے یہ فرمایا تو انھوں نے حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم) کے ہاتھوں اور قدموں کو بوسہ دیا۔

(سنن الترمذي، کتاب الاستئذان۔۔۔إلخ، باب ماجاء في قبلۃ الید والرجل، الحدیث: ۲۷۴۲، ج ۴، ص ۳۳۵)

حضرتِ ذر بن حبیش رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرتِ صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے پوچھا کیا تم ملاقات کے لئے آئے ہو؟ ہم نے عرض کی ہاں۔ ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں کہ جو اپنے مؤمن بھائی سے ملاقات کرتا ہے وہ واپس لوٹنے تک رحمت میں غوطہ زن رہتا ہے اور جو اپنے مؤمن بھائی کی عیادت کرتا ہے، واپس لوٹنے تک رحمت میں غوطے لگا تا رہتا ہے۔ (طبرانی کبیر، رقم ۷۳۸۹، ج ۸، ص ۶۷)

روایت ہے حضرت صفوان بن عسال سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کے لیے مغرب میں ایک دروازہ بنایا ہے جس کی چوڑائی ستر سال کی راہ ہے وہ اس وقت تک بند نہ ہوگا جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو یہ ہی اللہ عزوجل کا فرمان عالی شان ہے جس دن تمہارے رب کی بعض نشانیاں آئیں گی تو کسی ایسے نفس کو ایمان مفید نہ ہوگا جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو (ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا فرمایا: چلو خدا کے نام پر خدا کے راہ میں جہاد کرو خدا کے منکروں سے اور نہ مثلہ کرو نہ بدعہدی نہ خیانت نہ بچے کا قتل۔

(سنن ابن ماجہ ابواب الجہاد ص ۲۱۰ و مسند احمد بن حنبل ۴/ ۲۴۰)

روایت ہے حضرت صفوان ابن عسال سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو حکم دیتے تھے کہ جب ہم سفر میں ہوں تو تین دن رات موزے نہ اتاریں مگر جنابت سے لیکن پاخانہ پیشاب اور نیند سے (موزے نہ اتاریں) (ترمذی، نسائی)

(۲) صفوان ابن معطل:

غزوہ سے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ واپس آنے لگے تو ایک منزل پر رات میں پڑاؤ کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک بند ہودج میں سوار ہو کر سفر کرتی تھیں اور چند مخصوص آدمی اس ہودج کو اونٹ پر لادنے اور اتارنے کے لئے مقرر تھے، حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لشکر کی روانگی سے کچھ پہلے لشکر سے باہر رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئیں جب واپس ہوئیں تو دیکھا کہ ان کے گلے کا ہار کہیں ٹوٹ کر گر پڑا ہے وہ دوبارہ اس ہار کی تلاش میں لشکر سے باہر چلی گئیں اس مرتبہ واپسی میں کچھ دیر لگ گئی اور لشکر روانہ ہو گیا آپ کا ہودج لادنے والوں نے یہ خیال کر کے کہ اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہودج کے اندر تشریف فرما ہیں ہودج کو اونٹ پر لاد دیا اور پورا قافلہ منزل سے روانہ ہو گیا جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا منزل پر واپس آئیں تو یہاں کوئی آدمی موجود نہیں تھا تنہائی سے سخت گھبرائیں اندھیری رات میں اکیلے چلنا بھی خطرناک تھا اس لئے وہ یہ سوچ کر وہیں لیٹ گئیں کہ جب اگلی منزل پر لوگ مجھے نہ پائیں گے تو ضرور ہی میری تلاش میں یہاں آئیں گے، وہ لیٹی لیٹی سو گئیں ایک صحابی جن کا نام حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا وہ ہمیشہ لشکر کے پیچھے پیچھے اس خیال سے چلا کرتے تھے تاکہ لشکر کا گرا پڑا سامان اٹھاتے چلیں وہ جب اس منزل پر پہنچے تو حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا اور چونکہ پردہ کی آیت نازل ہونے سے پہلے وہ بارہا ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھ چکے تھے اس لئے دیکھتے ہی پہچان لیا اور انہیں مردہ سمجھ کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا اس آواز سے وہ جاگ اٹھیں حضرت صفوان بن معطل سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً ہی ان کو اپنے اونٹ پر سوار کر لیا

اور عود اونٹ کی مہار تھام کر پیدل چلتے ہوئے اگلی منزل پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب حدیث الافک، الحدیث ۴۱۴۱، ج ۳، ص ۶۱ ملتقطاً و مدارج النبوت، قسم سوم، باب پنجم، ج ۲، ص ۱۵۹ ملتقطاً وملخصاً)

منافقوں کے سردار عبداللہ بن اُبی نے اس واقعہ کو حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگانے کا ذریعہ بنا لیا اور خوب خوب اس تہمت کا چرچا کیا یہاں تک کہ مدینہ میں اس منافق نے اس شرمناک تہمت کو اس قدر اچھالا اور اتنا شور وغل مچایا کہ مدینہ میں ہر طرف اس افتراء اور تہمت کا چرچا ہونے لگا اور بعض مسلمان مثلاً حضرت حسان بن ثابت اور حضرت مسطح بن اثاثہ اور حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی اس تہمت کو پھیلانے میں کچھ حصہ لیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس شرانگیز تہمت سے بے حد رنج وصدمہ پہنچا اور مخلص مسلمانوں کو بھی انتہائی رنج وغم ہوا حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدینہ پہنچتے ہی سخت بیمار ہوگئیں، پردہ نشین تو تھیں ہی صاحب فراش ہوگئیں اور انہیں اس تہمت تراشی کی بالکل خبر ہی نہیں ہوئی گو کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاک دامنی کا پورا پورا علم ویقین تھا مگر چونکہ اپنی بیوی کا معاملہ تھا اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے اپنی بیوی کی براءت اور پاکدامنی کا اعلان کرنا مناسب نہیں سمجھا اور وحی الٰہی کا انتظار فرمانے لگے اس درمیان میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے مخلص اصحاب سے اس معاملہ میں مشورہ فرماتے رہے تاکہ ان لوگوں کے خیالات کا پتا چل سکے۔

(مدارج النبوت، قسم سوم، باب پنجم، ج ۲، ص ۱۵۹۔۱۶۱ ملتقطاً)

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس تہمت کے بارے میں گفتگو فرمائی تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلمیہ منافق یقیناً جھوٹے ہیں اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ کو یہ گوارا نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر ایک مکھی بھی بیٹھ جائے کیونکہ مکھی نجاستوں پر بیٹھتی ہے تو بھلا جو عورت ایسی برائی کی مرتکب ہو خداوند قدوس کب اور کیسے برداشت فرمائے گا کہ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجیت میں رہ سکے۔ (مدارج النبوت، قسم سوم، باب پنجم، ج ۲، ص ۱۶۱)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے سایہ کو زمین پر نہیں پڑنے دیا تاکہ اس پر کسی کا پاؤں نہ پڑ سکے تو بھلا اس معبود برحق کی غیرت کب یہ گوارا کرے گی کہ کوئی انسان آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ کے ساتھ ایسی قباحت کا مرتکب ہو سکے؟

(مدارج النبوت، قسم سوم، باب پنجم، ج ۲، ص ۱۶۱)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ گزارش کی کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ایک مرتبہ آپ کی نعلین اقدس میں نجاست لگ گئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو بھیج کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر دی کہ آپ

اپنی نعلین اقدس کو اتار دیں اس لئے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا معاذ اللہ اگر ایسی ہوتیں تو ضرور اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی نازل فرمادیتا کہ آپ ان کو اپنی زوجیت سے نکال دیں۔ (مدارج النبوت، قسم سوم، باب پنجم، ج ۲، ص ۱۵۷ ومدارک التنزیل المعروف بتفسیر النسفی، الجزء الثامن عشر، سورۃ النور، تحت الآیۃ ۱۲، ۱۳، ص ۷۷۲)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس تہمت کی خبر سنی تو انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اے بیوی! تو سچ بتا! اگر حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ میں ہوتا تو کیا تو یہ گمان کرسکتی ہے کہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حرم پاک کے ساتھ ایسا کرسکتا تھا؟ تو ان کی بیوی نے جواب دیا کہ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جگہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیوی ہوتی تو خدا کی قسم! میں کبھی ایسی خیانت نہیں کرسکتی تھی تو پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو مجھ سے لاکھوں درجے بہتر ہے اور حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بدرجہا تم سے بہتر ہیں بھلا کیونکر ممکن ہے کہ یہ دونوں ایسی خیانت کرسکتے ہیں؟

(مدارک التنزیل المعروف بتفسیر النسفی، الجزء الثامن عشر، سورۃ النور، تحت الآیۃ ۱۲، ۱۳، ص ۷۷۲)

بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس معاملہ میں حضرت علی اور اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب مشورہ طلب فرمایا تو حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برجستہ کہا کہ اَهْلُكَ وَلَا نَعْلَمُ اِلَّا خَيْرًا کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وہ آپ کی بیوی ہیں اور ہم انہیں اچھی ہی جانتے ہیں، اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ جواب دیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی تنگی نہیں ڈالی ہے عورتیں ان کے سوا بہت ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے بارے میں ان کی لونڈی (حضرت بریرہ) سے پوچھ لیں وہ آپ سے سچ سچ کہہ دے گی۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب حدیث الافک، الحدیث ۴۱۴۱، ج ۳، ص ۶۳ ملتقطا)

حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب آپ نے سوال فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس ذات پاک کی قسم جس نے آپ کو رسول برحق بنا کر بھیجا ہے کہ میں نے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں کوئی عیب نہیں دیکھا، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ وہ ابھی کمسن لڑکی ہیں وہ گوندھا ہوا آٹا چھوڑ کر سو جاتی ہیں اور بکری آ کر کھا ڈالتی ہے۔ (السیرۃ الحلبیۃ، غزوۃ بنی المصطلق، ج ۲، ص ۴۰۲ ودلائل النبوۃ للبیہقی، باب حدیث الافک، ج ۴، ص ۶۸)

پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت فرمایا جو حسن وجمال میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مثل تھیں تو انہوں نے قسم کھا کر یہ عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اَحْمِيْ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَاللهِ مَا عَلِمْتُ اِلَّا خَيْرًا میں اپنے کان اور آنکھ کی حفاظت کرتی ہوں خدا کی قسم! میں تو حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اچھی ہی جانتی ہوں۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب حدیث الافک، الحدیث ۴۱۴۱، ج ۳، ص ۶۶)

اس کے بعد حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دن منبر پر کھڑے ہوکر مسلمانوں سے فرمایا کہ اس شخص کی طرف سے مجھے کون معذور سمجھے گا، یا میری مدد کریگا جس نے میری بیوی پر بہتان تراشی کر کے میری دل آزاری کی ہے، وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى اَهْلِىْ اِلَّا خَيْرًا خدا کی قسم! میں اپنی بیوی کو ہر طرح کی اچھی ہی جانتا ہوں۔ وَلَقَدْ ذَكَرُوْا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ اِلَّا خَيْرًا اور ان لوگوں (منافقوں) نے (اس بہتان میں) ایک ایسے مرد (صفوان بن معطل) کا ذکر کیا ہے جس کو میں بالکل اچھا ہی جانتا ہوں۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب حدیث الافک، الحدیث ۴۱۴۱، ج ۳، ص ۶۴)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برسرِ منبر اس تقریر سے معلوم ہوا کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ اور حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں کی براءت وطہارت اور عفت و پاک دامنی کا پورا پورا علم اور یقین تھا اور وحی نازل ہونے سے پہلے ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یقینی طور پر معلوم تھا کہ منافق جھوٹے اور اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا پاک دامن ہیں ورنہ آپ برسرِ منبر قسم کھا کر ان دونوں کی اچھائی کا مجمع عام میں ہرگز اعلان نہ فرماتے مگر پہلے ہی اعلان عام نہ فرمانے کی وجہ یہی تھی کہ اپنی بیوی کی پاکدامنی کا اپنی زبان سے اعلان کرنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مناسب نہیں سمجھتے تھے، جب حد سے زیادہ منافقین نے شور وغوغا شروع کر دیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منبر پر اپنے خیال اقدس کا اظہار فرمادیا مگر اب بھی اعلان عام کے لئے آپ کو وحی الٰہی کا انتظار ہی رہا۔

یہ پہلے تحریر کیا جاچکا ہے کہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سفر سے آتے ہی بیمار ہوکر صاحب فراش ہوگئی تھیں اس لئے وہ اس بہتان کے طوفان سے بالکل ہی بے خبر تھیں جب انہیں مرض سے کچھ صحت حاصل ہوئی اور وہ ایک رات حضرت اُم مسطح صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ رفع حاجت کے لئے صحرا میں تشریف لے گئیں تو انکی زبانی انہوں نے اس دلخراش اور روح فرسا خبر کو سنا۔ جس سے انہیں بڑا دھچکا لگا اور وہ شدت رنج وغم سے نڈھال ہوگئیں چنانچہ ان کی بیماری میں مزید اضافہ ہوگیا اور وہ دن رات بلک بلک کر روتی رہیں آخر جب ان سے یہ صدمہ جاں کاہ برداشت نہ ہوسکا تو وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اجازت لے کر اپنی والدہ کے گھر چلی گئیں اور اس منحوس خبر کا تذکرہ اپنی والدہ سے کیا، ماں نے کافی تسلی وتشفی دی مگر یہ برابر لگاتار روتی ہی رہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب حدیث الافک، الحدیث: ۴۱۴۱، ج ۳، ص ۶۳)

اسی حالت میں ناگہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ اے عائشہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمہارے بارے میں ایسی ایسی خبر اڑائی گئی ہے اگر تم پاک دامن ہو اور یہ خبر جھوٹی ہے تو عنقریب خداوند تعالیٰ تمہاری براءت کا بذریعہ وحی اعلان فرمادے گا۔ ورنہ تم توبہ واستغفار کرلو کیونکہ جب کوئی بندہ خدا سے توبہ کرتا ہے اور بخشش مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ گفتگو سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آنسو

بالکل تھم گئے اور انہوں نے اپنے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جواب دیجیے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میں نہیں جانتا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیا جواب دوں؟ پھر انہوں نے ماں سے جواب دینے کی درخواست کی تو ان کی ماں نے بھی یہی کہا پھر خود حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ جواب دیا کہ لوگوں نے جو ایک بے بنیاد بات اڑائی ہے اور یہ لوگوں کے دلوں میں بیٹھ گئی ہے اور کچھ لوگ اس کو سچ سمجھ چکے ہیں اس صورت میں اگر میں یہ کہوں کہ میں پاک دامن ہوں تو لوگ اس کی تصدیق نہیں کریں گے اور اگر میں اس برائی کا اقرار کرلوں تو سب مان لیں گے حالانکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں اس الزام سے بری اور پاک دامن ہوں اس وقت میری مثال حضرت یوسف علیہ السلام کے باپ (حضرت یعقوب علیہ السلام) جیسی ہے لہٰذا میں بھی وہی کہتی ہوں جو انہوں نے کہا تھا یعنی فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ

ترجمہ کنزالایمان: تو صبر اچھا اور اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں ان باتوں پر جو تم بتا رہے ہو۔ (پ۱۲، یوسف: ۱۸)

یہ کہتی ہوئی انہوں نے کروٹ بدل کر منہ پھیر لیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں اس تہمت سے بری اور پاک دامن ہوں اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور میری براءت کو ظاہر فرما دے گا۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب حدیث الافک، الحدیث ۴۱۴۱، ج ۳، ص ۶۴)

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جواب سن کر ابھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی جگہ سے اٹھے بھی نہ تھے اور ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر بیٹھا ہی ہوا تھا کہ ناگہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے لگی اور آپ پر نزول وحی کے وقت کی بے چینی شروع ہوگئی اور باوجودیکہ شدید سردی کا وقت تھا مگر پسینے کے قطرات موتیوں کی طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدن سے ٹپکنے لگے جب وحی اتر چکی تو ہنستے ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا تم خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کی حمد کرو کہ اس نے تمہاری براءت اور پاکدامنی کا اعلان فرما دیا اور پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن کی سورۂ نور میں سے دس آیتوں کی تلاوت فرمائی جو اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ سے شروع ہو کر وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۟ پر ختم ہوتی ہیں۔

ان آیات کے نازل ہو جانے کے بعد منافقوں کا منہ کالا ہوگیا اور حضرت ام المؤمنین بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاک دامنی کا آفتاب اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ اس طرح چمک اٹھا کہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے دلوں کی دنیا میں نور ایمان سے اجالا ہوگیا۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب حدیث الافک، الحدیث ۴۱۴۱، ج ۳، ص ۶۵)

روایت ہے حضرت ابوسعید سے فرماتے ہیں ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور ہم حضور کے پاس تھے بولی میرا خاوند صفوان ابن معطل جب میں نماز پڑھتی ہوں تو مجھے مارتا ہے اور جب روزہ رکھتی ہوں تو تڑوا دیتا

ہے اور فجر کی نماز نہیں پڑھتا حتی کہ سورج نکل آتا ہے فرماتے ہیں صفوان حضور کے پاس تھے فرماتے ہیں ہم نے ان سے اس بیان کے متعلق ان سے پوچھا وہ بولے یارسول اللہ لیکن اس کا یہ کہنا کہ جب میں نماز پڑھتی ہوں تو مجھے مارتا ہے تو ایسی دو سورتیں پڑھتی ہیں جن سے میں نے اسے منع کیا ہے راوی فرماتے ہیں تب اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ایک سورہ ہوتی تو لوگوں کو کافی ہوتی بولے کہ رہا اس کا یہ کہنا کہ جب میں روزہ رکھتی ہوں تو تڑوا دیتا ہے تو یہ شروع ہو جاتی ہے تو روزہ ہی رکھتی رہتی ہے اور میں جوان آدمی ہوں صبر نہیں کرسکتا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت روزہ نہ رکھے بغیر خاوند کی اجازت کے رہا اس کا یہ کہنا کہ میں سورج نکلنے تک نماز نہیں پڑھتا۔ تو ہم لوگ ایسے گھرانے والے ہیں کہ یہ بات ہماری مشہور ہے جانی پہچانی سورج نکلنے تک نہیں جاگ سکتے فرمایا اے صفوان جب تم لوگ جاگو تو نماز پڑھ لیا کرو (ابوداؤد، ابن ماجہ)

(۴) صفوان ابن امیہ:

حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے مال عطا فرمایا، حالانکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میری نظر میں مبغوض ترین خلق تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھے عطا فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میری نظر میں محبوب ترین خلق ہو گئے۔

(جامع الترمذی، کتاب الزکاۃ، باب ماجاء فی اعطاء المؤلفۃ قلوبہم، الحدیث ۶۶۶، ج ۲، ص ۱۴۷)

صفوان بن امیہ جب مقام جعرانہ میں حاضر دربار ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو اتنی کثیر تعداد میں اونٹوں اور بکریوں کا ریوڑ عطا فرما دیا کہ دو پہاڑیوں کے درمیان کا میدان بھر گیا چنانچہ صفوان مکہ جا کر چلا چلا کر اپنی قوم سے کہنے لگا کہ اے لوگو! دامن اسلام میں آجاؤ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس قدر زیادہ مال عطا فرماتے ہیں کہ فقیری کا کوئی اندیشہ ہی باقی نہیں رہتا اس کے بعد پھر صفوان خود بھی مسلمان ہو گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(المواہب اللدنیہ وشرح الزرقانی، الفصل الثانی فیما اکرمہ اللہ۔۔۔ الخ، ج ۶، ص ۱۰۹، ۱۱۰)

صفوان بن امیہ سے اور دارمی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، کہ صفوان بن امیہ مدینہ میں آئے اور اپنی چادر کا تکیہ لگا کر مسجد میں سو گئے چور آیا اور اون کی چادر لے بھاگا، اونھوں نے اوسے پکڑا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر لائے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا۔ صفوان نے عرض کی، میرا یہ مطلب نہ تھا، یہ چادر اوس پر صدقہ ہے۔ ارشاد فرمایا: میرے پاس حاضر کرنے سے پہلے تم نے ایسا کیوں نہ کیا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود، من سرق من الحرز، الحدیث: ۲۵۹۵، ج ۳، ص ۲۴۶)

روایت ہے کلدہ ابن حنبل سے کہ صفوان ابن امیہ نے دودھ یا ہرنی کا بچہ اور ککڑیاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے اعلیٰ حصہ میں تھے فرماتے ہیں کہ میں آپ کے پاس حاضر ہوا تو نہ میں نے سلام کیا نہ اجازت لی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوٹ جاؤ پھر کہو السلام علیکم پھر اندر آؤ (ترمذی، ابوداؤد)

(۴) صخر ابن وداعہ:

روایت ہے حضرت صخر ابن وداعہ غامدی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الٰہی میری امت کے صبح کے کاموں میں برکتیں دے اور جب کوئی فوج یا لشکر بھیجتے تو شروع دن میں بھیجتے تھے اور صخر تاجر تھے تو وہ اپنا مال تجارت اول دن میں بھیجا کرتے تھے تو وہ بڑے امیر ہو گئے اور ان کا مال بہت بڑھ گیا (ترمذی، ابوداؤد، دارمی)

(۵) صخر بن حرب:

آپ مشہور صحابی صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی الاموی ہیں۔ سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور تھے' آپ مشہور صحابی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد ہیں' فتح مکہ کے موقع پر مشرف باسلام ہوئے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: آج فتح مکہ کے دن جو بھی ابوسفیان کے گھر پناہ لے گا امان پائے گا۔

آپ نے سیدنا عبداللہ بن عباس' قیس بن حازم' مسیب بن حزن اور اپنے بیٹے معاویہ رضی اللہ عنہم سے حدیث روایت کی۔ امام علی بن المدینی کے بقول حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں انتقال پایا' باختلاف علماء آپ کا وصال مبارک 31, 32, 33 یا پھر 34 ہجری میں ہوا' آپ کی نماز جنازہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

(تاریخ یحییٰ بن معین للدوری جلد 2 صفحہ 268) (تاریخ دمشق لابن عساکر جلد 8 صفحہ 119) (الکامل فی التاریخ جلد 1 صفحہ 595)
(تہذیب الکمال للمزی جلد 13 صفحہ 119' رقم الحدیث: 2855) (اسد الغابہ لابن اثیر جلد 6 صفحہ 149-148)

(۶) صہیب ابن سنان:

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے ساتھ مسلمان ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت ارقم صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر تشریف فرما تھے کہ یہ دونوں حضرات علیحدہ علیحدہ حاضر خدمت ہوئے اور مکان کے دروازے پر اتفاقیہ اکٹھے ہو گئے ہر ایک نے دوسرے کی غرض معلوم کی تو ایک ہی غرض یعنی اسلام لانا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فیض سے مستفیض ہونا دونوں کا مقصود تھا۔ اسلام لائے اور اسلام لانے کے بعد جو کچھ اس زمانہ میں قلیل اور کمزور جماعت کو پیش آتا تھا وہ پیش آیا۔ ہر طرح ستائے گئے۔ تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ آخر کار

ہجرت کا ارادہ فرمایا تو کافروں کو یہ چیز بھی گوارا نہ تھی کہ یہ لوگ کسی دوسری جگہ جا کر آرام سے زندگی بسر کریں۔

اس لئے جس کی ہجرت کا حال معلوم ہوتا تھا اسکو پکڑنے کی کوشش کرتے تھے کہ تکالیف سے نجات پا نہ سکے۔ چنانچہ ان کا بھی پیچھا کیا گیا، اور ایک جماعت ان کو پکڑنے کے لئے گئی انھوں نے اپنا ترکش سنبھالا جس میں تیر تھے اور ان لوگوں سے کہا کہ دیکھو تم کو معلوم ہے کہ میں تم سے زیادہ تیرانداز ہوں ایک بھی تیر میرے پاس باقی رہے گا تو تم لوگ مجھ تک آنہیں سکو گے اور جب ایک بھی تیر نہ رہے گا تو میں اپنی تلوار سے مقابلہ کروں گا یہاں تک کہ تلوار بھی میرے ہاتھ میں نہ رہے اس کے بعد جو تم سے ہو سکے کرنا۔ اس لئے اگر تم چاہو تو اپنی جان کے بدلہ میں اپنے مال کا پتا بتا سکتا ہوں جو مکہ میں ہے اور دو باندیاں بھی ہیں وہ تم سب لے لو! اس پر وہ لوگ راضی ہو گئے حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا مال دیکر جان چھڑائی اس بارہ میں آیت پاک نازل ہوئی۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ

ترجمہ کنزالایمان: اور کوئی آدمی اپنی جان بیچتا ہے اللہ کی مرضی چاہنے میں اور اللہ بندوں پر مہربان ہے۔ (پ2، البقرۃ: 207)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس وقت قبا میں تشریف فرما تھے صورت دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ نفع کی تجارت کی۔

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے ہی خرچ کرنیوالے تھے۔ حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا کہ تم فضول خرچی کرتے ہو۔ انھوں نے عرض کیا کہ ناحق کہیں خرچ نہیں کرتا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب وصال ہونے لگا تو انھیں کو جنازہ کی نماز پڑھانے کی وصیت فرمائی تھی۔ (اسد الغابۃ، ج ۳، ص ۴۱)

حضور نبیٔ اکرم، نورِ مجسم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت سیّدنا صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: تم کھجوریں کھا رہے ہو، جبکہ تمہاری آنکھوں میں درد ہے تو حضرت سیّدنا صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: میں دوسری طرف سے کھا رہا ہوں۔ یہ سُن کر آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم مسکرا دیئے۔

(سنن ابن ماجۃ، ابواب الطب، باب الحمیۃ، الحدیث ۳۴۴۳، ص ۲۶۸۴)

روایت ہے حضرت صہیب سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تین چیزوں میں برکت ہے ادھار بیچنا، قرض دینا اور گیہوں جو سے ملانا مگر گھر کے لیے نہ کہ تجارت کے لیے (ابن ماجہ)

حضرتِ سیدنا صہیب رومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ مومن کے معاملے پر تعجب ہے کہ اس کا سارا معاملہ بھلائی پر مشتمل ہے اور یہ صرف اُسی مومن کے لئے ہے جسے خوشحالی حاصل ہوتی ہے تو شکر کرتا ہے کیونکہ اسکے حق میں یہی بہتر ہے اور اگر تنگدستی پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے تو یہ

بھی اس کے حق میں بہتر ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الزھد والرقائق، باب المومن امرہ کلہ خیر، رقم ۲۹۹۹، ص ۱۵۹۸)

حضرت سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ جب جنتی جنت میں داخل ہوجائیں گے تو اللہ عزوجل فرمائے گا کہ کیا تمہیں کسی چیز کی خواہش ہے کہ میں تمہاری نعمتوں میں اضافہ کروں؟ تو وہ عرض کریں گے کہ کیا تو نے ہماری عزت نہیں بڑھائی؟ کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں فرمادیا؟ اور کیا تو نے ہمیں جہنم سے پناہ عطا نہیں فرمادی؟ تو حجاب اٹھادیا جائے گا اور انہیں اپنے رب عزوجل کی طرف نظر کرنے سے زیادہ محبوب کوئی نعمت عطا نہیں کی جائے گی۔ پھر یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی، لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ترجمہ کنزالایمان: بھلائی والوں کے لئے بھلائی ہے اور اس سے بھی زائد۔ (پ ۱۱، یونس: ۲۶) (مسلم، کتاب الایمان، باب اثبات رویۃ المومنین فی الاخرۃ، رقم ۱۸۱، ص ۱۱۰) (جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ یونس، الحدیث ۳۱۰۵، ص ۱۹۶۶)

(۷) صعب ابن جثامہ:

روایت ہے حضرت صعب ابن جثامہ سے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گورخر پیش کیا جب کہ حضور انور مقام ابواء یا ودان میں تھے تو آپ نے وہ واپس فرمادیا پھر جب حضور نے ان کے چہرے کی حالت دیکھی تو فرمایا کہ ہم نے صرف اس لیے واپس کیا کہ ہم محرم ہیں (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ حضرت صعب بن جثامہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ چراگاہیں اللہ اور رسول ہی کی ہیں (بخاری)

روایت ہے حضرت صعب ابن جثامہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کے گھر والوں کے متعلق پوچھا گیا جن پر شب خون مارا جائے تو ان کی عورتیں اور بچے بھی قتل ہوجائیں فرمایا وہ سب ان سے ہی ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اپنے باپوں سے ہیں (مسلم)

(۸) صنابحی:

حضرتِ سیِّدُنا صنابحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں حضرتِ سیِّدُنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت نزع میں ان کے پاس حاضر تھا۔ (ان کی حالت دیکھ کر) میں رونے لگا تو انہوں نے ارشاد فرمایا: چُپ ہوجایئے، آپ کیوں روتے ہیں؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر مجھ سے گواہی طلب کی گئی تو میں آپ کے حق میں گواہی دوں گا، اگر مجھ سے

شفاعت کا کہا گیا تو میں آپ کی شفاعت کروں گا، اگر مجھ سے ہوسکا تو آپ کو ہر قسم کا نفع پہنچاؤں گا۔ پھر ارشاد فرمایا: قسم بخدا عَزَّ وَجَلَّ! میں نے حضور رحمتِ عالم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے سنی ہوئی تمام احادیث، جن میں آپ کے لئے بھلائی تھی، آپ کو بیان کردی ہیں مگر ایک حدیث بیان نہیں کی، وہ آج بیان کر دیتا ہوں اور اسے میں نے اپنے دل میں محفوظ رکھا ہے (پھر ارشاد فرمایا) میں نے تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جود وسخاوت، مَحبوبِ ربُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: جو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اس کا رسول ہوں تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس پر دوزخ کی آگ حرام فرما دیتا ہے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبادۃ بن الصامت، الحدیث ۲۲۷۷۴، ج ۸، ص ۴۰۲)(صحیح المسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من مات............الخ، الحدیث ۱۴۲، ص ۶۸۶)

حضرت شداد بن اوس اور حضرت صنابحی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ یہ دونوں ایک مریض کی بیمار پرسی کے لیے گئے تو ان دونوں نے مریض سے پوچھا کہ تم نے کس حال میں صبح کی؟ تو اس نے کہا کہ میں نے نعمت کی حالت میں صبح کی تو حضرت شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم خوشخبری حاصل کرو کہ گناہوں کا کفارہ ہوگیا اور خطائیں معاف ہوگئیں اس لیے کہ میں نے رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میں جب کسی بندہ مومن کو مبتلا کرتا ہوں اور وہ اس ابتلاء پر میری حمد کرتا ہے تو وہ اپنی اس بیماری کی خوابگاہ سے اٹھے گا تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک وصاف ہو جائے گا جس طرح اس دن گناہوں سے پاک وصاف تھا کہ جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا اور رب تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے بندے کو مقید اور مبتلا کر دیا تھا۔ لہٰذا (اے فرشتو!) اس کے نامہ اعمال کو ویسا ہی جاری رکھو جیسا کہ اس کی تندرستی کی حالت میں جاری رکھتے تھے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث شداد بن اوس، الحدیث: ۱۷۱۱۸، ج ۶، ص ۷۷)

عبداللہ صنابحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: مسلمان بندہ جب وُضو کرتا ہے تو کُلّی کرنے سے مونھ کے گناہ گر جاتے ہیں اور جب ناک میں پانی ڈال کر صاف کیا تو ناک کے گناہ نکل گئے اور جب مونھ دھویا تو اس کے چہرہ کے گناہ نکلے یہاں تک کہ پلکوں کے نکلے اور جب ہاتھ دھوئے تو ہاتھوں کے گناہ نکلے یہاں تک کہ ہاتھوں کے ناخنوں سے نکلے اور جب سر کا مسح کیا تو سر کے گناہ نکلے یہاں تک کہ کانوں سے نکلے اور جب پاؤں دھوئے تو پاؤں کی خطائیں نکلیں یہاں تک کہ ناخنوں سے پھر اس کا مسجد کو جانا اور نماز مزید براں۔

(سنن النسائي، کتاب الطھارۃ، باب مسح الاذنین مع الرأس...الخ، الحدیث: ۱۰۳، ص ۲۵)

(۹) ابوصرمہ:

حضرت ابوصرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان کو ضرر پہنچائے اللہ تعالیٰ ضرور اس کو ضرر پہنچائے گا اور جو مسلمانوں کو مشقت میں ڈالے اللہ تعالیٰ اس کو مشقت میں ڈالے گا۔

(سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الخیانۃ والغش، الحدیث: ۱۹۴۷، ج ۳، ص ۳۷۸)

ص ۔۔۔ تابعین عظام

(۱) صالح ابن خوات:

روایت ہے حضرت یزید ابن رومان سے وہ صالح ابن خوات سے راوی وہ ان سے راوی جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذات الرقاع کے دن نماز خوف پڑھی کہ ایک ٹولہ آپ کے ساتھ صف آراء ہوا اور دوسرا ٹولہ دشمن کے مقابل رہا آپ نے اپنے ساتھ والے ٹولے کو ایک رکعت پڑھائی پھر یوں ہی کھڑے رہے انہوں نے اپنی نماز پوری کر لی پھر چلے گئے اور دشمن کے مقابل صف بستہ ہو گئے پھر دوسرا ٹولہ آیا آپ نے انہیں رکعت پڑھائی جو آپ کی نماز سے باقی تھی پھر آپ یوں ہی بیٹھے رہے ان صاحبوں نے اپنی نماز پوری کر لی پھر حضور نے ان سب کے ساتھ سلام پھیرا (مسلم، بخاری) بخاری نے دوسری اسناد سے قاسم سے انہوں نے صالح ابن خوات سے انہوں نے سہل ابن ابی حثمہ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

(۲) صالح ابن درہم:

روایت ہے صالح ابن درہم سے فرماتے ہیں کہ ہم حج کرنے جا رہے تھے کہ ایک شخص ملا پس اس نے کہا کیا تم سے قریب کوئی بستی ہے جسے ابلہ کہا جاتا ہے ہم بولے ہاں اس نے کہا تم سے کون اس کا ضامن بنتا ہے کہ مسجد عشار میں میرے لیے دو چار رکعتیں پڑھ دے اور کہہ دے کہ یہ نماز ابوہریرہ کی ہے میں نے اپنے محبوب ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مسجد عشار سے ایسے شہید اٹھائے گا کہ ان کے سواء شہداء بدر کے ساتھ کوئی نہ کھڑا ہوگا۔

(مشکوٰۃ کتاب الفتن۔ باب الملاحم، ص ۴۶۸)

(۳) صالح ابن حسان:

روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ اگر تم مجھ سے ملنا

چاہتی ہو تو تم کو دنیا سے اتنا کافی ہو جیسے سوار مسافر کا توشہ اور امیروں کی مجلس سے اپنے کو بچاؤ اور کسی کپڑے کو پرانا نہ سمجھتی کہ اسے پیوند لگالو (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صالح ابن حسان کی ہی حدیث سے پہچانتے ہیں محمد ابن اسماعیل نے کہا کہ صالح ابن حسان منکر الحدیث ہے۔

(۴) صخر ابن عبداللہ:

روایت ہے حضرت صخر بن عبداللہ ابن بریدہ سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ بعض بیان جادو ہیں اور بعض علم جہالت ہے اور بعض شعر حکمت ہیں اور بعض کلام وبال ہیں (ابوداؤد)

(۵) صفوان ابن سلیم:

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ ذیشان ہے: بروزِ قیامت ہر آنکھ روئے گی مگر وہ آنکھ جو اللہ عزَّ وجَلَّ کی حرام کردہ اشیاء سے بچی اور وہ آنکھ جو رات بھر اللہ عزَّ وجَلَّ کی راہ میں جاگتی رہی اور وہ کہ جس سے اللہ عزَّ وجَلَّ کے خوف سے مکھی کے سر کی مثل آنسو بہا۔ (حلیۃ الاولیاء، صفوان بن سلیم، الحدیث ۳۶۶۳، ج ۳، ص ۱۹۰)

حضرتِ سیدنا سفیان بن عیینہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ صفوان بن سلیم علیہ الرحمۃ نے قسم اٹھائی کہ اللہ عزوجل سے ملنے تک اپنے پہلو زمین پر نہ رکھوں گا۔ پھر تیس سال سے زیادہ عرصہ اس قسم پر قائم رہے۔ جب آپ کی موت کا وقت ہوا اور نزع و بیماری نے زور پکڑا تو اس وقت بھی آپ بجائے لیٹنے کے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کے بیٹے نے عرض کیا، اے ابو جان! اگر آپ لیٹ جائیں تو؟ آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اگر میں نے ایسا کرلیا تو اللہ عزوجل سے مانی ہوئی نذر اور اس سے اٹھایا ہوا حلف پورا نہ کرسکوں گا۔ اور بیٹھے ہی رہے حتی کہ آپ کا انتقال ہوگیا۔

روایت ہے صفوان ابن سلیم سے وہ متعدد صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹوں سے راوی وہ اپنے والدوں سے راوی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ خبردار رہو جس نے کسی معاہدہ والے کافر پر ظلم کیا یا عہد توڑا یا اسے طاقت سے زیادہ تکلیف دی یا اس سے کوئی چیز ناخوش دلی سے لی تو قیامت کے دن اس کا مقابل میں ہوں گا (ابوداؤد)

روایت ہے حضرت صفوان ابن سلیم سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ کیا مؤمن بزدل ہوسکتا ہے فرمایا ہاں پھر عرض کیا گیا مؤمن کنجوس ہوسکتا ہے فرمایا ہاں پھر عرض کیا گیا مؤمن جھوٹا ہوسکتا ہے فرمایا نہیں۔

(شعب الایمان للبیہقی، باب فی حفظ اللسان، الحدیث ۴۸۱۲، ج ۴، ص ۲۰۷)

(۶) ابو صالح:

آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے قد مبارک کا سایہ نہ تھا۔ حکیم ترمذی (متوفی ۲۵۵ھ) نے اپنی کتاب "نوادر الاصول" میں حضرت ذکوان تابعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ سورج کی دھوپ اور چاند کی چاندنی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ نہیں پڑتا تھا۔ امام ابن سبع رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا قول ہے کہ یہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا اور آپ نور تھے اس لئے جب آپ دھوپ یا چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نظر نہ آتا تھا اور بعض کا قول ہے کہ اس کی شاہد وہ حدیث ہے جس میں آپ کی اس دعا کا ذکر ہے کہ آپ نے یہ دعا مانگی کہ خداوندا! تو میرے تمام اعضاء کو نور بنادے اور آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنی اس دعا کو اس قول پر ختم فرمایا کہ "وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا" یعنی یا اللہ! تو مجھ کو سراپا نور بنادے۔ ظاہر ہے کہ جب آپ سراپا نور تھے تو پھر آپ کا سایہ کہاں سے پڑتا؟

اسی طرح عبداللہ بن مبارک اور ابن الجوزی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما نے بھی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا۔

(صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب من زار قوما۔۔۔الخ، الحدیث: ۶۲۸۱، ج ۴، ص ۱۸۲)

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ مہاجر فقراء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بولے کہ مالدار بڑے درجے اور دائمی نعمت لے گئے فرمایا یہ کیسے؟ عرض کیا جیسے ہم نمازیں پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے ہیں اور جیسے کہ ہم روزے رکھتے ہیں وہ بھی رکھتے ہیں اور وہ خیرات کرتے ہیں ہم نہیں کرتے وہ غلام آزاد کرتے ہیں ہم نہیں کرتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ چیز نہ سکھاؤں جس سے تم آگے والوں کو پکڑ لو اور پیچھے والوں سے آگے بڑھ جاؤ اور تم میں سے کوئی افضل نہ ہو اس کے سوا جو تمہارے کام کرے بولے ہاں یا رسول اللہ فرمایا ہر نماز کے بعد ۳۳، ۳۳ بار تسبیح، تکبیر اور حمد کرو ابو صالح کہتے ہیں کہ پھر مہاجر فقراء حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوٹے اور عرض کیا کہ ہمارے اس عمل کو ہمارے مالدار بھائیوں نے سن لیا تو انہوں نے بھی یونہی کیا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے (مسلم، بخاری) ابو صالح کا قول صرف مسلم کی روایت میں ہے اور بخاری کی روایت میں ہے کہ ہر نماز کے بعد دس بار تسبیح، دس بار حمد، دس بار تکبیر کہو بجائے ۳۳ بار کے

ص۔۔۔صحابیات

(ا) صفیہ:

ام المؤمنین سیدہ صفیہ بنت حیی بن اخطب بنی اسرائیل سے حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔

(المواہب اللدنیہ، المقصد الثانی، الفصل الثالث، ذکر ازواجہ الطاہرات۔۔۔الخ، ج۱، ص۴۱۲)

نکاح مع سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

ام المؤمنین سیدہ صفیہ بنت حیی خیبر کے قیدیوں میں تھیں۔ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنے لئے منتخب کرلیا۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں آئیں لوگوں نے کہا وہ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ حسینہ جمیلہ ہونے کے علاوہ قبیلہ کے سردار کی بیٹی بھی ہیں لہٰذا مناسب یہی ہے، کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مخصوص کی جائیں۔ مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ان قیدی باندیوں میں سے کوئی اور لے لو۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حضرت دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سیدہ صفیہ کے چچا کی لڑکی ان کے بدلہ میں مرحمت فرمائی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سات باندیوں کے بدلہ میں خریدا۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں آزاد فرمادیا اور نکاح کیا اور ان کی آزادی کو ان کا مہر بنایا۔

(مدارج النبوت، قسم سوم، باب ششم، وصل ذکر غزوہ خیبر۔۔۔الخ، ج۲، ص۲۴۹)

سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خواب

سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ چاند ان کی آغوش میں آگیا ہے جسے اپنے پہلے شوہر کنانہ سے بیان کیا۔ اس نے کہا کہ تو اس بات کی خواہش رکھتی ہے کہ اس بادشاہ کی بیوی بنے جو مدینہ میں ہے اور ایک طمانچہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مارا جس سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آنکھ نیلی پڑگئی، اس طمانچہ کا اثر ظاہر تھا، سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے استفسار پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ساری حقیقت حال بیان کردی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج۸، ص۹۶)

سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ادب

غزوہ خیبر سے واپسی پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پائے مبارک سواری پر رکھے تاکہ سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے قدموں کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ران پر رکھ کر سوار ہو جائیں۔ سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے قدم کے بجائے اپنے زانو کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ران پر رکھ کر سوار ہو گئیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنا ردیف بنایا اور پردہ باندھا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۸، ص ۹۶)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری کے دن ان کے پاس تشریف لائے، سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو روتا پا کر سبب گریہ وزاری پوچھا عرض کیا: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آکر مجھے ایذا دیتی ہیں، کہتی ہیں کہ ہم صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بہتر ہیں کیونکہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نسب مبارک کی شرافت حاصل ہے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے کیوں نہیں کہا کہ تم کیوں کر مجھ سے بہتر ہو، حالانکہ میرے باپ ہارون علیہ السلام ہیں اور میرے چچا موسیٰ علیہ السلام ہیں۔

(مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم در ذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۸۳)

سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کتب معتبرہ میں دس حدیثیں مروی ہیں۔ ایک متفق علیہ اور باقی نو دیگر کتابوں میں ہیں۔ (مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم در ذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۸۳)

وصال

ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال مختلف اقوال کے مطابق ۳۶ھ یا ۵۲ھ میں ہوا، یہ قول بھی ہے کہ خلافت فاروقی میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا، اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم در ذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۸۳)

(۲) صفیہ بنت عبدالمطلب:

یہ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی اور جنتی صحابی حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ہیں یہ بہت شیر دل اور بہادر خاتون ہیں جنگ خندق کے موقع پر تمام مجاہدین اسلام کفار کے مقابلہ میں صف بندی کر کے کھڑے تھے اور ایک محفوظ مقام پر سب عورتوں بچوں کو ایک پرانے قلعہ میں جمع کر دیا گیا تھا اچانک ایک یہودی تلوار

لے کر قلعہ کی دیوار پھاندتے ہوئے عورتوں کی طرف بڑھا اس موقع پر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اکیلی اس یہودی پر جھپٹ کر پہنچیں اور خیمہ کی ایک چوب اکھاڑ کر اس زور سے اس یہودی کے سر پر ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا اور وہ تلوار لئے ہوئے چکرا کر گرا اور مر گیا پھر اسی کی تلوار سے اس کا سر کاٹ کر باہر پھینک دیا یہ دیکھ کر جتنے یہودی عورتوں پر حملہ کرنے کے لئے قلعہ کے باہر کھڑے تھے بھاگ نکلے اسی طرح جنگ احد میں جب مسلمانوں کا لشکر بکھر گیا یہ اکیلی کفار پر نیزہ چلاتی رہیں یہاں تک کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم کو ان کی بے پناہ بہادری پر سخت تعجب ہوا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم نے ان کے فرزند حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اپنی ماں اور میری پھوپھی کی بہادری تو دیکھو کہ بڑے بڑے بہادر بھاگ گئے مگر چٹان کی طرح کفار کے نرغے میں ڈٹی ہوئی اکیلی لڑ رہی ہیں اسی طرح جب جنگ احد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا حضرت سید الشہداء حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے اور کافروں نے ان کے کان ناک کاٹ کر اور آنکھیں نکال کر شکم چاک کر دیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منع کر دیا کہ میری پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو میرے چچا کی لاش پر مت آنے دینا ورنہ وہ اپنے بھائی کی لاش کا یہ حال دیکھ کر رنج و غم میں ڈوب جائیں گی مگر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پھر بھی لاش کے پاس پہنچ گئیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم سے اجازت لے کر لاش کو دیکھا تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا کہ میں خدا کی راہ میں اس کو کوئی بڑی قربانی نہیں سمجھتی پھر مغفرت کی دعا مانگتے ہوئے وہاں سے چلی آئیں ۲۰ ھ میں تہتر برس کی عمر پا کر مدینہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ (شرح العلامۃ الزرقانی، ذکر بعض مناقب العباس، ج ۴، ص ۴۹۰)

حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نعتیہ اشعار:

الا یارسول اللہ کنت رجاء نا وکنت بنا براً ولم تک جافیا
وکنت رحیماً ھادیاً ومعلما لیبک علیك الیوم من کان باکیا
فدی لرسول اللہ امی وخالتی وعمی وآبائی ونفسی ومالیاً

(حجۃ اللہ علی العلمین، قسم الرابع، الباب الاول، ص ۵۱۰)

ترجمہ: (۱) یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہماری امید اور ہمارے ساتھ اچھا سلوک کرنے والے تھے بدسلوکی والے نہ تھے۔

(۲) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مہربان، راہنما، اور معلم تھے، رونے والے کو چاہیے کہ آج آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر روئے۔

(۳) میری ماں، میری خالہ، میرے چچا، میرے آباء واجداد، میری جان و مال سب کچھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم پر قربان ہوں۔

(۳) صفیہ بنت ابی عبید:

روایت ہے حضرت نافع سے وہ صفیہ بنت ابو عبید کی مولاۃ سے راوی کہ انہوں نے اپنی ہر چیز کے عوض اپنے خاوند سے خلع کیا تو حضرت عبداللہ ابن عمر نے اس کا انکار نہ فرمایا (مالک)

روایت ہے حضرت نافع سے کہ صفیہ بنت ابی عبید نے انہیں خبر دی کہ حکومت کے غلاموں میں سے ایک غلام خمس کی لونڈیوں میں ایک کے ساتھ الجھ گیا اسے مجبور کر دیا حتی کہ اس کی بکارت توڑ دی تو حضرت عمر نے غلام کے کوڑے لگائے اور لونڈی کے نہ لگائے کیونکہ اس نے اسے مجبور کیا تھا (بخاری)

(۴) صفیہ بنت شیبہ:

روایت ہے حضرت صفیہ بنت شیبہ سے فرماتی ہیں مجھے ابی تجارہ کی بیٹی نے خبر دی فرماتی تھیں کہ میں چند قرشی بیبیوں کے ساتھ ابی حسین کے خاندان کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے گئی جب کہ آپ صفا و مرہ کے درمیان سعی کر رہے تھے تو میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کا تہبند شریف تیز دوڑنے کے باعث گردش کر رہا تھا اور میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ لوگو سعی کرو اللہ نے تم پر سعی واجب کی (شرح السنہ) اور احمد نے کچھ اختلاف سے روایت کی۔

روایت ہے حضرت صفیہ بنت شیبہ سے فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض بیویوں کا دو ۲ مد جو سے ولیمہ کیا (بخاری)

(۵) صماء بنت بسر:

روایت ہے حضرت صفیہ بنت شیبہ سے فرماتی ہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ اُس کے چہرے کو تر و تازہ رکھے جس نے میری بات کو سنا، یاد کیا اور آگے پہنچا دیا۔ (ابواب الصوم-جامع ترمذی-حدیث نمبر 723)

☆☆☆☆☆

ض ـ ـ ـ صحابہ کرام

(۱) ضماد ابن ثعلبہ:

روایت ہے حضرت ابنؓ عباس سے فرماتے ہیں کہ ضماد مکہ مکرمہ آئے اور یہ تھے از دشنوءہ سے اس قسم کی ہوا سے جھاڑ پھونک کرتے تھے انہوں نے مکہ کے بے وقوف باشندوں کو کہتے سنا کہ حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم دیوانہ ہیں تو بولے کہ ان صاحب کو میں دیکھ لیتا ہوں شاید کہ اللہ تعالیٰ انہیں میرے ہاتھ پر شفا دے دیتا فرماتے ہیں کہ وہ حضور سے ملے بولے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اس خلل والی ہوا سے جھاڑ پھونک کرتا ہوں کیا یہ آپ کو ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساری تعریفیں اللہ کی ہیں، ہم اس کی حمد کرتے ہیں اسی سے مدد مانگتے ہیں، جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے وہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اس کے رسول ہیں اس کے بعد تب ضماد نے کہا اپنے یہ کلمات دوبارہ فرمایئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سامنے یہ کلمات تین بار لوٹائے وہ بولا کہ میں نے کاہنوں کی باتیں شاعروں کے قول سنے ہیں مگر میں نے آپ کی ان باتوں کی مثل کبھی نہیں سنیں یہ تو سمندر کی تہہ کو پہنچی ہوئی ہیں اپنا ہاتھ لایئے میں اسلام پر آپ کی بیعت کرتا ہوں فرمایا اس نے حضور کی بیعت کرلی (مسلم) اور مصابیح کے بعض نسخوں میں ہے سمندر کی گہرائی میں پہنچ گئے ہیں اور ابوہریرہ اور جابر ابن سمرہ کی دونوں حدیثیں کہ کسریٰ ہلاک ہوجاوے گا اور دوسری کہ ایک جماعت فتح کرے گی لڑائیوں کے باب میں بیان کردی گئیں۔

(۲) ضحاک ابن سفیان:

روایت ہے حضرت ضحاک ابن سفیان سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا کہ اشیم ضبابی کی بیوی کو ان کے خاوند کی دیت سے ورثہ دو (ترمذی، ابوداؤد) ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ۹ھ محرم کے مہینے میں زکوٰۃ وصدقات کی وصولی کے لئے عاملوں اور محصلوں کو مختلف قبائل میں روانہ فرمایا۔ ان امراء وعاملین کی فہرست میں ضحاک ابن سفیان خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں جن کو ابن سعد نے ذکر فرمایا ہے۔

حضرت ضحاک بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنی کلاب کی طرف بھیجا۔ (اصح السیر ص ۳۳۵)

حضرت سَیِّدُ نا ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ایک شخص نے پوچھا: یارسول اللہ عَزَّ وَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم! لوگوں میں سے سب سے بڑا زاہد کون ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص قبر اور گلنے سڑنے کو نہ بھولے، دنیا کی زینت کو چھوڑ دے، فنا ہونے والی پر باقی رہنے والی کو ترجیح دے اور آنے والے کل کو اپنی زندگی میں شمار نہ کرے نیز اپنے آپ کو قبر والوں میں شمار کرے۔

(شعب الایمان للبیہقی، باب فی الزھد وقصر الأمل، الحدیث ۱۰۵٦۵، ج ۷، ص ۳۵۵۔۳۵٦، من أھل القبور: بدلہ: فی الموتیٰ)

ض۔۔۔تابعین عظام

(۱) ضحاک ابن فیروز:

روایت ہے حضرت ضحاک ابن فیروز دیلمی سے وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مسلمان ہوگیا ہوں اور میری زوجیت میں دو بہنیں ہیں فرمایا ان دونوں میں سے جس کو چاہو اختیار کرلو۔

(ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

(۲) ضرار ابن صرد:

حضرت ضرار بن صرد نے کہا، مجھ سے حضرت یزید بن ہارون نے پوچھا کہ سب سے زیادہ فقہ (سمجھ) والا امام ثوری رح ہیں یا امام ابوحنیفہ رح؟ تو انہوں نے کہا کہ: ابوحنیفہ (حدیث میں) افقہ (سب سے زیادہ فقیہ) ہیں اور سفیان (ثوری) تو سب سے زیادہ حافظ ہیں حدیث میں۔ (آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا)

☆☆☆☆☆

ط۔۔۔صحابہ کرام

(۱) طلحہ ابن عبید اللہ:

آپ کا نام نامی بھی عشرہ مبشرہ کی فہرست گرامی میں ہے۔ مکہ مکرمہ کے اندر خاندان قریش میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ ماں باپ نے طلحہ نام رکھا، مگر دربار نبوت سے ان کو فیاض وجود وخیر کے معزز القاب عطا ہوئے۔ یہ جماعت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے سابقین اولین کے زمرہ میں ہیں۔

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، الباب الخامس فی مناقب ابی محمد طلحۃ بن عبید اللہ، الفصل الثانی فی اسمہ وکنیتہ، ج ۲،ص ۲۴۵)

ان کے اسلام لانے کا واقعہ یہ ہے کہ یہ بسلسلہ تجارت بصرہ گئے تو وہاں کے ایک عیسائی پادری نے ان سے دریافت کیا کہ کیا مکہ میں احمد نبی پیدا ہو چکے ہیں؟ انہوں نے حیران ہو کر پوچھا: کون احمد نبی پادری نے کہا:

احمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب۔ وہ نبی آخرالزماں ہیں اور ان کی نبوت کے ظہور کا یہی زمانہ ہے اور ان کی پہچان کا نشان یہ ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوں گے اور کھجوروں والے شہر (مدینہ منورہ) کی طرف ہجرت کریں گے۔

چونکہ اس وقت تک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان نہیں فرمایا تھا اس لئے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پادری کو نبی آخرالزماں خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بارے میں کوئی جواب نہ دے سکے، لیکن بصرہ سے مکہ معظمہ آنے کے بعد جب ان کو پتہ چلا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان فرما دیا ہے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، الباب الخامس فی مناقب ابی محمد طلحۃ بن عبید اللہ، الفصل الرابع فی اسلامہ، ج ۲،ص ۲۵۰)

کفار مکہ نے ان کو بے حد ستایا اور رسی باندھ باندھ کر ان کو مارتے رہے مگر یہ پہاڑ کی طرح دین اسلام پر ثابت قدم رہے۔ پھر ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے اور جنگ بدر کے سوا تمام اسلامی جنگوں میں کفار سے لڑتے رہے۔ جنگ بدر میں ان کی غیر حاضری کا یہ سبب ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابوسفیان کے قافلہ کی تلاش میں بھیج دیا تھا۔ ابوسفیان کا قافلہ ساحل سمندر کے راستوں سے مکہ مکرمہ چلا گیا اور یہ دونوں حضرات جب لوٹ کر میدان بدر میں پہنچے تو جنگ ختم ہو چکی تھی۔

جنگ اُحد میں انہوں نے بڑی ہی جاں بازی اور سرفروشی کا مظاہرہ کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کفار کے حملوں سے بچانے میں چونکہ یہ تلوار اور نیزوں کی بوچھاڑ کو اپنے ہاتھ پر روکتے رہے اس لئے آپ کی انگلی کٹ گئی اور ہاتھ بالکل شل ہو گیا تھا اور ان کے بدن پر تیر وتلوار اور نیزوں کے ۷۴ زخم لگے۔

(اسد الغابۃ، طلحۃ بن عبید اللہ القرشی التیمی، ج ۳،ص ۸۳، ۸۴ والاکمال فی اسماء الرجال، حرف الطاء، فصل فی الصحابۃ،ص ۶۰۱)

ان کے فضائل ومناقب میں چند حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں ۔ جنگ احد کے دن جب جنگ رک جانے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم چٹان پر چڑھنے لگے

تو لوہے کی زرہ کے بوجھ کی وجہ سے چٹان پر چڑھنا دشوار ہوگیا۔اس وقت حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھ گئے اور ان کے بدن کے اوپر سے گزر کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم چٹان پر چڑھے اور خوش ہوکر فرمایا: **اَوْجَبَ طَلْحَۃُ** (یعنی طلحہ نے اپنے لئے جنت واجب کرلی۔)

(مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب العشرۃ رضی اللہ عنہم، الحدیث: ۶۱۲۱، ج ۲، ص ۴۳۳)

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: زمین پر چلتا پھرتا شہید طلحہ ہے۔

(کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، تتمۃ العشرۃ رضی اللہ عنہم اجمعین طلحۃ بن عبید اللہ، الحدیث: ۳۶۵۹۲، ج ۷، الجزء ۱۳، ص ۸۶)

۲۰ جمادی الاخریٰ ۳۶ھ میں جنگ جمل کے دوران آپ کو ایک تیر لگا اور آپ چونسٹھ برس کی عمر میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، طلحۃ بن عبید اللہ التیمی، ج ۲، ص ۳۲۰ ملتقطاً)

کرامت

ایک قبر سے دوسری قبر میں

شہادت کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بصرہ کے قریب دفن کر دیا گیا مگر جس مقام پر آپ کی قبر شریف بنی وہ نشیب میں تھا اس لئے قبر مبارک کبھی کبھی پانی میں ڈوب جاتی تھی۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو بار بار متواتر خواب میں آکر اپنی قبر بدلنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس شخص نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اپنا خواب بیان کیا تو آپ نے دس ہزار درہم میں ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان خرید کر اس میں قبر کھودی اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس لاش کو پرانی قبر میں سے نکال کر اس قبر میں دفن کر دیا۔ کافی مدت گزر جانے کے باوجود آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقدس جسم سلامت اور بالکل ہی تروتازہ تھا۔ (اسد الغابۃ، طلحۃ بن عبید اللہ القرشی التیمی، ج ۳، ص ۸۷)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کچھ ثقل محسوس کیا تو دریافت فرمایا: آپ کو کیا ہوا ہے؟ شاید ہم سے کوئی تکلیف پہنچی ہے اس لئے آپ ہم سے ناراض ہیں۔تو آپ نے ارشاد فرمایا: نہیں، تم مسلمان مرد کی اچھی بیوی ہو مگر بات یہ ہے کہ میرے پاس بہت سا مال جمع ہوگیا ہے اور میں فیصلہ نہیں کر پا رہا کہ اس کا کیا کروں۔ بیوی نے کہا: اس میں غمگین ہونے کی کیا بات ہے، اپنی قوم کے لوگوں کو بلا کر وہ مال ان میں تقسیم کر دیں۔تو آپ نے اپنے غلام سے ارشاد فرمایا: اے غلام! میری قوم کے لوگوں کو بلا لاؤ۔ اس دن جو مال تقسیم ہوا وہ چار لاکھ

4,00,000 درہم تھے۔ (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۹۵، ج ۱، ص ۱۱۳، ۶علیہ قلیل)

روایت ہے حضرت طلحہ ابن عبید اللہ سے فرماتے ہیں فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے کجاوے کو پیٹھ کی طرح رکھ لے تو نماز پڑھتا رہے اور سامنے سے گزرنے والوں کی پرواہ نہ کرے (مسلم)

امام مالک مُرسلاً طلحہ بن عبید اللہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عرفہ سے زیادہ کسی دن میں شیطان کو زیادہ صغیر و ذلیل و حقیر اور غیظ میں بھرا ہوا نہیں دیکھا گیا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس دن میں رحمت کا نزول اور اللہ (عزوجل) کا بندوں کے بڑے بڑے گناہ معاف فرمانا شیطان دیکھتا ہے۔

(الموطأ للامام مالک، کتاب الحج، باب جامع الحج، الحدیث: ۹۸۲، ج ۱، ص ۳۸۶)

رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت کے متعلق جو احکام جاری فرمائے تھے ان میں ایک یہ تھا۔

لا یبیع حاضر لباد شہری آدمی بدویوں کا مال نہ بکوائے (یعنی اس کا دلال نہ بنے)

ایک بار ایک بدوی کچھ مال لیکر آیا تو حضرت طلحہ بن عبید رضی اللہ عنہ کے یہاں اترا لیکن انھوں نے کہا کہ میں خود تو تمہارا سودا نہیں بکوا سکتا، البتہ بازار میں جاؤ بائع کی تلاش کرو میں صرف مشورہ دیدونگا۔

(سنن ابی داود، کتاب الاجارۃ، باب فی النھی ان یبیع حاضر لباد، الحدیث: ۳۴۴۱، ج ۳، ص ۳۷۱)

روایت ہے حضرت طلحہ ابن عبید اللہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند دیکھتے تو کہتے اے اللہ اسے ہم پر امن و امان، سلامتی اور اسلام کا چاند بنا کر چمکا اے چاند میرا اور تیرا رب اللہ ہے (ترمذی) اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

روایت ہے حضرت ابن عثمان تیمی سے فرماتے ہیں ہم طلحہ ابن عبید اللہ کے ساتھ تھے اور ہم احرام باندھے تھے تو ان کے لیے پرندے لائے گئے اور حضرت طلحہ سو رہے تھے تو ہم میں سے بعض نے وہ کھا لیئے اور بعض نے احتیاط برتی پھر جب طلحہ جاگے تو آپ نے کھانے والوں کی موافقت کی کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پرندے کھائے (مسلم)

حضرت سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو فرمایا: میں امامت کرانے سے پہلے تم سے اجازت لینا بھول گیا تھا کیا تم میرے نماز پڑھانے سے راضی ہو؟ لوگوں نے عرض کی جی ہاں! راضی ہیں اے صحابیٔ رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آپ کی امامت کو کون ناپسند کرسکتا ہے۔ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں نے حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کسی قوم کا امام بنے حالانکہ وہ قوم اسے ناپسند کرتی ہو تو اس کی نماز اس کے کانوں سے تجاوز نہیں کرتی۔

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۱۰، ج ۱، ص ۱۱۵)

(۲) طلحہ ابن براء:

روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر پر گزرے جو رات میں دفن کیا گیا تھا فرمایا یہ کب دفن کیا گیا انہوں نے عرض کیا آج رات فرمایا تم نے مجھے اطلاع کیوں نہیں دی انہوں نے عرض کیا ہم نے اسے رات کے اندھیرے میں دفن کیا یہ ناپسند کیا کہ آپ کو جگائیں تو آپ کھڑے ہوئے ہم نے آپ کے پیچھے صفیں بنائیں آپ نے اس (طلحہ ابن براء) پر نماز پڑھی (مسلم، بخاری)

(۳) طلق ابن علی:

مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ عزوجل اس بندے کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا جو رکوع اور سجود کے درمیان اپنی کمر کو سیدھا نہیں کرتا (پھر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے استفسار فرمایا) اور شرابی، زانی اور چور کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ (یہ اس وقت تھا کہ ابھی حدود کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے) تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: یہ بدکاریاں ہیں اور ان پر سزا ہے اور سب سے بدتر چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: آدمی نماز میں چوری کیسے کرتا ہے؟ تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: وہ اس کے رکوع اور سجود پورے نہیں کرتا۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث طلق بن علی، الحدیث: ۱۶۲۸۳، ج۵، ص ۴۹۲) (موطا امام مالک، کتاب قصر الصلاۃ فی السفر، باب العمل فی جامع الصلاۃ، الحدیث: ۴۱۰، ج۱، ص ۱۶۴)

روایت ہے حضرت علی ابن طلق سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی بے آواز ہوا نکالے تو وضو کرے اور عورتوں کی دبروں سے نہ جاؤ (ترمذی، ابوداؤد)

روایت ہے حضرت طاؤس سے ارسالاً فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون شخص قرآن میں خوش آواز اور اچھی قرأت والا ہے فرمایا وہ جسے تم جب قرآن پڑھتے سنو تو محسوس کرو کہ وہ اللہ سے ڈر رہا ہے طاؤس فرماتے ہیں کہ طلق ایسے ہی تھے (دارمی)

روایت ہے حضرت طلق ابن علی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب مرد اپنی بیوی کو اپنی ضرورت کے لیے بلائے تو وہ فوراً اس کے پاس آئے اگرچہ تنور پر ہو (ترمذی)

روایت ہے حضرت طلق ابن علی سے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا گیا کہ جو وضو کے بعد عضو خاص کو چھوئے فرمایا وہ بھی تو جسم انسانی کا ہی حصہ ہے ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے اس کی مثل روایت

کیا اور شیخ امام محی السنۃ نے فرمایا کہ یہ حکم منسوخ ہے، کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ طلق کے آنے کے بعد اسلام لائے۔

روایت ہے حضرت طلق ابن علی سے فرماتے ہیں کہ ہم وفد کی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو ہم نے آپ کی بیعت کی اور اس کے ساتھ نماز پڑھی اور ہم نے آپ کو خبر دی کہ ہماری زمین میں ہمارا گرجا ہے ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے وضو کا غسالہ مانگا تو آپ نے پانی منگایا وضو کیا اور کلی کی پھر یہ پانی ایک برتن میں بھر دیا اور ہم کو دیا فرمایا جاؤ جب اپنے وطن کو پہنچو تو اپنا گرجا توڑ ڈالو اور اس کی جگہ یہ پانی چھڑک دو اور اُسے مسجد بنالو ہم نے عرض کیا کہ ہمارا شہر دور ہے اور گرمی سخت ہے پانی سوکھ جائے گا فرمایا اسے اور پانی سے بڑھاتے رہو اس سے برکت ہی بڑھے گی (نسائی)

روایت ہے حضرت طلق ابن علی حنفی سے فرماتے ہیں فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کی نماز پر نظر نہیں فرماتا جو نماز میں رکوع اور سجدے کے درمیان پیٹھ سیدھی نہیں کرتا (احمد)

روایت ہے حضرت طلق ابن علی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کسی کو نماز میں ہوا آجائے تو پھر جائے وضو کرے نماز لوٹائے (ابوداؤد) ترمذی نے کچھ زیادتی کمی کے ساتھ۔

(۴) طارق ابن شہاب:

روایت ہے حضرت طارق ابن شہاب سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمعہ ہر مسلمان پر باجماعت حق ہے فرض ہے سوائے چار شخصوں کے مملوک غلام، عورت، بچہ، بیمار (ابوداؤد) اور شرح سنہ میں بالفاظ مصابیح بنی وائل کے ایک شخص سے۔ (مشکوۃ المصابیح، کتاب الصلوۃ، باب وجوبھا، الفصل الثانی، الحدیث: ۱۳۷۷، ج ا، ص ۳۹۵۔۳۹۶) (سنن ابی داود، کتاب الصلوۃ، باب الجمعۃ للمملوک والمرأۃ، الحدیث: ۱۰۶۷، ج ا، ص ۳۹۷)

روایت ہے حضرت ابوسعید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا جہاد اس کا ہے جو ظالم بادشاہوں کے پاس حق بات کہے (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ) اور احمد و نسائی نے طارق ابن شہاب سے روایت کی۔

(۵) طارق ابن سوید:

روایت ہے حضرت وائل حضرمی سے کہ حضرت طارق ابن سوید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کے متعلق پوچھا تو منع فرمایا وہ بولے کہ دوا کے لیے بناتا ہوں تو فرمایا کہ شراب دوا نہیں لیکن وہ نری بیماری ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب تحریم التداوی بالخمر... الخ، الحدیث: ۱۲۔(۱۹۸۴)، ص ۱۰۹۷)

(۶) طفیل ابن عمرو:

حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ ہجرت سے قبل ہی اسلام قبول کر چکے تھے۔ ان کے اسلام لانے کا واقعہ بھی بڑا ہی عجیب ہے یہ ایک بڑے ہوش مند اور شعلہ بیان شاعر تھے۔ یہ کسی ضرورت سے مکہ آئے تو کفار قریش نے ان سے کہہ دیا کہ خبردار تم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے نہ ملنا اور ہرگز ہرگز ان کی بات نہ سننا۔ ان کے کلام میں ایسا جادو ہے کہ جو سن لیتا ہے وہ اپنا دین ومذہب چھوڑ بیٹھتا ہے اور عزیز واقارب سے اس کا رشتہ کٹ جاتا ہے۔ یہ کفار مکہ کے فریب میں آ گئے اور اپنے کانوں میں انہوں نے روئی بھر لی کہ کہیں قرآن کی آواز کانوں میں نہ پڑ جائے۔ لیکن ایک دن صبح کو یہ حرم کعبہ میں گئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجر کی نماز میں قراءت فرما رہے تھے ایک دم قرآن کی آواز جوان کے کان میں پڑی تو یہ قرآن کی فصاحت وبلاغت پر حیران رہ گئے اور کتاب الٰہی کی عظمت اور اس کی تاثیر ربانی نے ان کے دل کو موہ لیا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شانہ نبوت کو چلے تو یہ بے تابانہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چل پڑے اور مکان میں آکر آپ کے سامنے مودبانہ بیٹھ گئے اور اپنا اور قریش کی بدگوئیوں کا سارا حال سنا کر عرض کیا کہ خدا کی قسم! میں نے قرآن سے بڑھ کر فصیح وبلیغ آج تک کوئی کلام نہیں سنا۔ للہ! مجھے بتائیے کہ اسلام کیا ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسلام کے چند احکام ان کے سامنے بیان فرما کر ان کو اسلام کی دعوت دی تو وہ فوراً ہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

پھر انہوں نے درخواست کی یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے کوئی ایسی علامت وکرامت عطا فرمائیے کہ جس کو دیکھ کر لوگ میری باتوں کی تصدیق کریں تاکہ میں اپنی قوم میں یہاں سے جا کر اسلام کی تبلیغ کروں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرما دی کہ الٰہی! تو ان کو ایک خاص قسم کا نور عطا فرما دے۔ چنانچہ اس دعاء نبوی کی بدولت ان کو یہ کرامت عطا ہوئی کہ ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان چراغ کے مانند ایک نور چمکنے لگا۔ مگر انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ یہ نور میرے سر میں منتقل ہو جائے۔ چنانچہ ان کا سر قندیل کی طرح چمکنے لگا۔ جب یہ اپنے قبیلہ میں پہنچے اور اسلام کی دعوت دینے لگے تو ان کے ماں باپ اور بیوی نے تو اسلام قبول کر لیا مگر ان کی قوم مسلمان نہیں ہوئی بلکہ اسلام کی مخالفت پر تل گئی۔ یہ اپنی قوم کے اسلام سے مایوس ہو کر پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں چلے گئے اور اپنی قوم کی سرکشی اور سرتابی کا سارا حال بیان کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم پھر اپنی قوم میں چلے جاؤ اور نرمی کے ساتھ ان کو خدا کی طرف بلاتے رہو۔ چنانچہ یہ پھر اپنی قوم میں آ گئے اور لگاتار اسلام کی دعوت دیتے رہے یہاں تک کہ ستر یا اسی گھرانوں میں اسلام کی روشنی پھیل گئی اور یہ ان سب لوگوں کو ساتھ لے کر خیبر میں تاجدار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خوش ہو کر خیبر کے مال غنیمت میں سے ان سب لوگوں کو حصہ عطا فرمایا۔

(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب الوفد الثالث عشر، وفد دوس، ج ۵، ص ۱۸۰-۱۸۵)

سیدنا طفیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، جب میں اپنی قوم کی طرف نکلا، تو ابھی اس گھاٹی تک پہنچنے ہی پایا تھا، جس سے میں اپنے شہر کو دیکھ سکتا تھا، تو اچانک میری آنکھوں کے درمیان چراغ کی مانند ایک نور رونما ہو گیا۔ میں نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی کہ اے اللہ! اس نور کو میرے چہرے کے علاوہ کسی اور جگہ ظاہر فرما، کیونکہ مجھے خوف ہے کہ میری قوم یہ گمان کرے گی کہ میرے چہرے پر آنے والی تبدیلی، ان کا دین چھوڑنے کی وجہ سے ہے۔ میرے دعا کرتے ہی وہ نور، میرے چہرے سے چھڑی کے سرے پر منتقل ہو گیا۔ جب میں گھاٹی سے نیچے اتر رہا تھا، تو میرے شہر والے، میری اس چھڑی کے نور کو اس طرح دیکھ رہے تھے، جیسے فضا میں لٹکا ہوا کوئی چراغ۔ میں چلتے چلتے ان کے قریب جا پہنچا۔

صبح ہوئی، تو میرا عمر رسیدہ باپ میرے پاس آیا۔ میں نے کہا مجھ سے دور ہو جائیے، اب میرا اور آپ کا کوئی رشتہ نہیں ہے۔ اس نے پوچھا، بیٹے! وہ کیوں؟ میں نے جواب دیا میں مسلمان ہو چکا ہوں اور میں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ فالہ وسلم کے دستِ اقدس پر اسلام کی بیعت کر لی ہے۔ انہوں نے کہا، اے لختِ جگر! مجھ سے جدا نہ ہو، اب میرا دین وہی ہے، جو تیرا دین ہے۔ میں نے عرض کی، تو پھر جائیے، غسل کیجئے، پاک کپڑے پہنئے اور میرے پاس تشریف لائیے، تاکہ میں آپ کو وہ تعلیم دوں، جو بارگاہِ نبوت اسے مجھے حاصل ہوئی ہے۔ میرے مطالبے پر وہ فوراً گئے اور غسل کر کے اور پاک کپڑے پہن کر میرے پاس تشریف لے آئے۔ میں نے انہیں اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کے بارے میں بتایا، چنانچہ انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

پھر میری بیوی میرے پاس آئی، تو میں نے اس سے کہا، مجھ سے دور ہو جا! اب میرا تجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ....اس نے مجسم سوال بن کر پوچھا، میرے ماں باپ آپ پر فدا! آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں؟....میں نے اسے بھی بتایا کہ اسلام کی وجہ سے ہم دونوں کے درمیان جدائی ہو چکی ہے۔ یہ سن کر وہ بھی مسلمان ہو گئی۔

(الوفاء باحوال المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ فالہ وسلم، ص ۲۵۲)

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طائف کا ارادہ فرمایا تو حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک لشکر کے ساتھ بھیجا کہ وہ ذوالکفین کے بت خانہ کو برباد کر دیں۔ یہاں عمر بن حممہ دوسی کا بت تھا جو لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ چنانچہ حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں جا کر بت خانہ کو منہدم کر دیا اور بت کو جلا دیا۔ بت کو جلاتے وقت وہ ان اشعار کو پڑھتے جاتے تھے:

یَاذَا الْکَفَّیْنِ لَسْتُ مِنْ عِبَادِکَا
اے ذالکفین! میں تیرا بندہ نہیں ہوں

مِیْلَادُنَا اَقْدَمُ مِنْ مِیْلَادِکَا

میری پیدائش تیری پیدائش سے بڑی ہے

إِنِّي حَشَوْتُ النَّارَ فِي فُؤَادِكَا

میں نے تیرے دل میں آگ لگادی ہے

حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چار دن میں اس مہم سے فارغ ہوکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس طائف میں پہنچ گئے۔ یہ ذوالکفین سے قلعہ توڑنے کے آلات منجنیق وغیرہ بھی لائے تھے۔ چنانچہ اسلام میں سب سے پہلی یہی منجنیق ہے جو طائف کا قلعہ توڑنے کے لئے لگائی گئی۔ مگر کفار کی فوجوں نے تیراندازی کے ساتھ ساتھ گرم گرم لوہے کی سلاخیں پھینکنی شروع کردیں اس وجہ سے قلعہ توڑنے میں کامیابی نہ ہوسکی۔

(المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب حرق ذی الکفین، ج ۴، ص ۳، ۴) (والمواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب غزوۃ الطائف، ص ۱۰)

روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ پاک کی طرف ہجرت فرمائی تو طفیل ابن عمرو دوسی نے حضور کی طرف ہجرت کی اور ان کے ساتھ ان کی قوم کے ایک شخص نے ہجرت کی پھر وہ بیمار ہوگئے تو گھبرا گئے تو انہوں نے اپنے تیر لیے ان سے اپنے پورے کاٹ لیے تو ان کے ہاتھ خون بہانے لگے یہاں تک کہ وہ مرگئے تو اسے طفیل ابن عمرو نے خواب میں دیکھا کہ ان کی حالت بہت اچھی ہے اور انہیں اپنے ہاتھ ڈھکے ہوئے دیکھا تو ان سے پوچھا کہ رب نے تم سے کیا معاملہ کیا؟ تو بولے کہ مجھے بخش دیا اپنے نبی کی طرف ہجرت کرنے کی برکت سے پھر پوچھا کہ کیا وجہ ہے میں تمہیں ہاتھ ڈھانپے دیکھ رہا ہوں بولے کہ مجھ سے فرمایا کہ جو تم نے خود بگاڑ لیا ہم اسے درست نہ کریں گے یہ خواب طفیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی الٰہی اس کے ہاتھوں کو بھی بخش دے (مسلم)

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ طفیل ابن عمرو دوسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے بولے کہ دوس تو ہلاک ہوگئے انہوں نے نافرمانی کی اور انکار کیا تو ان پر اللہ سے بددعا کریں لوگ سمجھے کہ حضور ان پر بددعا کریں گے مگر فرمایا الٰہی دوس کو ہدایت دے اور انہیں یہاں پہنچادے (مسلم، بخاری)

(۷) ابوطفیل:

روایت ہے ابوطفیل رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے حضور گورے نمکین حسن والے میانہ قد تھے (مسلم)

روایت ہے حضرت ابوطفیل غنوی سے فرماتے ہیں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بلی

بی صاحبہ آئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر بچھادی حتی کہ وہ اس پر بیٹھ گئیں تو پھر جب وہ چلی گئیں تو کہا گیا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا ہے (ابوداؤد)

روایت ہے حضرت ابوطفیل سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام جعرانہ میں گوشت تقسیم فرماتے دیکھا کہ ایک بی بی صاحبہ آئیں حتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہوگئیں تو حضور نے ان کے لیے اپنی چادر بچھادی وہ اس پر بیٹھ گئیں میں نے کہا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا یہ حضور کی وہ ماں ہیں جنہوں نے حضور کو دودھ پلایا ہے۔ (ابوداؤد)

(۸) ابوطیبہ:

روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ ابوطیبہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فصد لی تو حضور نے اس کے لیے ایک صاع کھجوروں کا حکم دیا اور اس کے مالکوں کو حکم دیا تو انہوں نے اس کے وظیفہ آمد سے کمی کردی (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت جابر سے کہ حضرت ام سلمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فصد کی اجازت مانگی تو حضور نے ابو طیبہ کو حکم دیا کہ ان کی فصد کریں فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ ابوطیبہ ان کے دودھ کے بھائی تھے یا نابالغ لڑکے (مسلم)

(۹) ابوطلحہ:

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ تعالی عنہ انصار میں سب سے زیادہ مالدار تھے اور ان کا سب سے پسندیدہ مال بَیْرُ حَاء کے نام کا ایک کھجور کا باغ تھا جو کہ مسجد نبوی شریف کے سامنے ہی تھا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اس میں داخل ہوتے اور صاف پانی نوش فرماتے تھے۔ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ

ترجمہ کنز الایمان: تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو۔ (پ4، ال عمران:92)

حضرتِ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ تعالی عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ

ترجمہ کنز الایمان: تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو۔ (پ4، ال عمران:92)

اور بیشک میرا سب سے زیادہ محبوب ترین مال بیرحاء ہے اور میں اسے صدقہ کرتا ہوں اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں

اس کے اجر وثواب کا امید وار ہوں ، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !اسے وہاں خرچ کر دیجئے جہاں اللہ عزوجل فرمائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بہت خوب یہ ایک نفع بخش مال ہے، بہت خوب یہ ایک نفع بخش مال ہے۔

(بخاری، کتاب الزکاۃ، باب الزکاۃ علی الاقارب، رقم ۱۴۶۱، ج ۱، ص ۴۹۳)

بخاری شریف وغیرہ میں ان کا ایک بہت ہی نصیحت آموز اور عبرت خیز واقعہ لکھا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ام سلیم کا ایک بچہ بیمار تھا جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کو اپنے کام دھندے کے لئے باہر جانے لگے تو اس بچہ کا سانس بہت زور زور سے چل رہا تھا ابھی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکان پر نہیں آئے تھے کہ بچہ کا انتقال ہوگیا حضرت بی بی ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سوچا کہ دن بھر کے تھکے ماندے میرے شوہر مکان پر آئیں گے اور بچے کے انتقال کی خبر سنیں گے تو نہ کھانا کھائیں گے نہ آرام کرسکیں گے اس لئے انہوں نے بچے کی لاش کو ایک الگ مکان میں لٹادیا اور کپڑا اوڑھادیا اور خود روزانہ کی طرح کھانا پکایا پھر خوب اچھی طرح بناؤ سنگار کر کے بیٹھ کر شوہر کے آنے کا انتظار کرنے لگیں جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو گھر میں آئے تو پوچھا کہ بچہ کا کیا حال ہے؟ تو بی بی ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہہ دیا کہ اب اس کا سانس ٹھہر گیا ہے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطمئن ہوگئے اور انہوں نے یہ سمجھا کہ سانس کا کھنچاؤ تھم گیا ہے پھر فوراً ہی کھانا سامنے آگیا اور انہوں نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا پھر بیوی کے بناؤ سنگار کو دیکھ کر انہوں نے بیوی سے صحبت بھی کی جب سب کاموں سے فارغ ہو کر بالکل ہی مطمئن ہوگئے تو بی بی ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ اے میرے پیارے شوہر! مجھے یہ مسئلہ بتائیے کہ اگر ہمارے پاس کسی کی کوئی امانت ہو اور وہ اپنی امانت ہم سے لے لے تو کیا ہم کو برا ماننے یا ناراض ہونے کا کوئی حق ہے؟ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں امانت والے کو اس کی امانت خوشی خوشی دے دینی چاہیے شوہر کا یہ جواب سن کر حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ اے میرے سرتاج! آج ہمارے گھر میں یہی معاملہ پیش آیا کہ ہمارا بچہ جو ہمارے پاس خدا کی ایک امانت تھا آج خدا نے وہ امانت واپس لے لی اور ہمارا بچہ مرگیا یہ سن کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونک کر اٹھ بیٹھے اور حیران ہو کر بولے کہ کیا میرا بچہ مرگیا؟ بی بی نے کہا کہ جی ہاں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم نے تو کہا تھا کہ اس کے سانس کا کھنچاؤ تھم گیا ہے بیوی نے کہا کہ جی ہاں مرنے والا کہاں سانس لیتا ہے؟ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے حد افسوس ہوا کہ ہائے میرے بچے کی لاش گھر میں پڑی رہی اور میں نے بھر پیٹ کھانا کھایا اور صحبت کی۔ بیوی نے اپنا خیال ظاہر کر دیا کہ آپ دن بھر کے تھکے ہوئے گھر آئے تھے میں فوراً ہی اگر بچے کی موت کا حال کہہ دیتی تو آپ رنج وغم میں ڈوب جاتے نہ کھانا کھاتے نہ آرام کرتے اس لیے میں نے اس خبر کو چھپایا حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کو مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم میں نماز فجر کے لیے گئے اور رات کا پورا ماجرا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم سے عرض کر دیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم نے

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے یہ دعا فرمائی کہ تمہاری رات کی اس صحبت میں اللہ تعالیٰ خیر و برکت عطا فرمائے اس دعائے نبوی کا یہ اثر ہوا کہ اسی رات میں حضرت بی بی ام سلیم کے حمل ٹھہر گیا اور ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ رکھا گیا اور ان عبداللہ کے بیٹوں میں بڑے بڑے علماء پیدا ہوئے۔

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ اور حضرت سیدنا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ حضور پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد نہ کرے جہاں اس کی عزت پامال کی جارہی ہو اور اسے گالیاں دی جارہی ہوں تو اللہ عزوجل اسے ایسی جگہ رسوا کریگا جہاں وہ اپنی مدد کا طلب گار ہوگا اور جو مسلمان کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد کرے جہاں اسے گالیاں دی جارہی ہوں اور اس کی عزت پامال کی جارہی ہو تو اللہ عزوجل اس کی ایسی جگہ مدد فرمائے گا جہاں وہ اپنی مدد کا طلب گار ہوگا۔

(ابوداؤد، کتاب الادب، باب من ردعن مسلم غیبۃ، رقم ۴۸۸۴، ج ۴، ص ۳۵۵)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (رحمت کے) فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں کتا یا تصویریں ہوں۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب التصاویر، الحدیث ۵۹۴۹، ج ۴، ص ۸۷)

حضرت ابوطلحہ اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی جاں نثاری کا وقت آیا، تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے آپ نے اپنا ترکش بکھیر دیا، اور فرمایا کہ تیر پھینکو، میرے ماں باپ تم پر قربان۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب اذ ھمت طائفتان منکم ان تفشلا واللہ ولیھما..... الخ، الحدیث: ۴۰۵۵، ج ۳، ص ۳۷)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سپر لے کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوگئے اور تیر چلانے لگے، اور اس شدت سے تیر اندازی کی کہ دو تین کمانیں ٹوٹ گئیں، اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گردن اٹھا کر کفار کی طرف دیکھتے تھے تو وہ کہتے تھے، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں گردن اٹھا کر نہ دیکھیں، مبادا کوئی تیر لگ جائے میرا سینہ آپ کے سینہ کے سامنے ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب اذ ھمت طائفتان منکم ان تفشلا واللہ ولیھما..... الخ، الحدیث: ۴۰۶۴، ج ۳، ص ۳۸)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روز بدر قریش کے چوبیس سر برآوردہ اشخاص کو بدر کے کنوؤں میں ایک گندے پلید کنویں میں پھنکوا دیا، حضور کا طریقہ یہ تھا کہ جب کسی قوم پر فتحیاب ہوتے تو میدان میں تین دن قیام فرماتے، جب بدر کا تیسرا دن تھا تو سواری مبارک پر کجاوہ کسوایا، پھر چلے، صحابہ نے ہمرکابی کی، اور کہا ہمارا یہی خیال ہے کہ اپنے کسی کام سے تشریف لے جارہے ہیں، یہاں تک کہ کنویں کے سرے پر ٹھہر کر ان کا اور ان

کے آباء کا نام لے لے کر اے فلاں بن فلاں اور اے فلاں بن فلاں کہہ کر پکارنے لگے، فرمایا کیا اس سے تمھیں خوشی ہوتی کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم تم نے مانا ہوتا، ہم نے تو حق پایا وہ جس کا ہمارے رب نے ہم سے وعدہ فرمایا تھا، کیا تم نے اس کو ثابت پایا جو تمھارے رب نے تم سے وعدہ کیا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ ان جسموں سے کلام فرمارہے ہیں جن میں جان نہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد کی جان ہے میری بات تم ان سے زیادہ نہیں سنتے، حضرت قتادہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ان کی توبیخ، تذلیل، کلفت، حسرت اور ندامت کے لیے انھیں حیات دے کر حضور کا کلام سنوایا۔

(صحیح بخاری باب قتل ابی جہل قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۵۶۶)

ط۔۔۔تابعین عظام

(۱) طلحہ ابن عبداللہ:

روایت ہے حضرت طلحہ ابن عبداللہ سے کہ ایک نجدی شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بال بکھیرے حاضر ہوا جس کی گنگناہٹ تو ہم سنتے تھے مگر سمجھتے نہ تھے کہ کیا کہتا ہے یہاں تک کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گیا تو اسلام کے بارے میں پوچھنے لگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دن رات میں پانچ نمازیں ہیں بولا ان کے سواء میرے ذمہ اور نماز بھی ہے فرمایا نہیں ہاں چاہو تو نفل پڑھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماہ رمضان کے روزے بولا کیا مجھ پر اس کے سواء اور بھی ہیں فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل ادا کرے فرمایا اُس سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے زکوۃ کا ذکر فرمایا بولا کیا میرے ذمہ کچھ اور بھی ہے فرمایا نہیں مگر نفل ادا کرے فرمایا اس نے پیٹھ پھیر لی یہ کہتا جاتا تھا کہ میں اِس سے نہ زیادہ کروں گا اور نہ کم کروں گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ شخص سچا ہے تو کامیاب ہوگا۔

(۲) طلحہ ابن عبداللہ:

روایت ہے حضرت طلحہ ابن عبداللہ ابن عوف سے فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ ابن عباس کے پیچھے ایک جنازہ پر نماز پڑھی تو آپ نے سورۂ فاتحہ پڑھی پھر فرمایا تم جان لو کہ یہ بھی ایک طریقہ ہے (بخاری)

(۳) طلق ابن حبیب:

طلق بن حبیب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے حقوق بندوں پر اس قدر ہیں کہ انکا ادا کرنا ممکن نہیں ہے لہذا

چاہیے کہ ہر بندہ جب اٹھے تو توبہ کرے اور رات کو توبہ کر کے سوئے۔

(کیمیائے سعادت، رکن چہار، منجیات، اصل اول قبول توبہ، ج ۲، ص ۷۶۳)

قتیبہ بن سعید، ابوبکر بن ابی شیبہ، زہیر بن حرب، وکیع، زکریا بن ابی زائدہ، مصعب بن شیبہ، طلق بن حبیب، عبداللہ بن زبیر، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا دس چیزیں سنت ہیں مونچھیں کتروانا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، ناخنوں کا کاٹنا، جوڑ دھونا، بغل کے بال اکھیڑنا، زیر ناف بال صاف کرنا، پانی سے استنجا کرنا مصعب راوی بیان کرتے ہیں کہ دسویں چیز میں بھول گیا شاید وہ کلی کرنا ہو۔ صحیح

(مسلم: جلد اول: حدیث نمبر 604)

(۴) طفیل ابن ابی ابن کعب:

ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم! اگر میں (فرائض کے علاوہ) اپنا سارا وقت آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم پر درودِ پاک پڑھنے میں صرف کروں تو آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا کیا خیال ہے؟ تو آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ عزوجل تمہاری دنیوی واُخروی پریشانیوں میں تمہاری کفایت فرمائے گا۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث طفیل بن ابی بن کعب، الحدیث: ۲۱۳۰۰، ج ۸، ص ۵۰)

طفیل بن ابی بن کعب سے روایت ہے کہ یہ صبح کو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس جاتے تو وہ ان کو اپنے ساتھ بازار لے جاتے۔ وہ گھٹیا چیزوں کے بیچنے والے اور کسی بیچنے والے اور مسکین یا کسی کے سامنے سے گزرتے سب کو سلام کرتے۔ طفیل کہتے ہیں کہ ایک دن میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا، انھوں نے بازار چلنے کو کہا، میں نے کہا، آپ بازار جا کر کیا کریں گے نہ تو آپ وہاں کھڑے ہوتے ہیں، نہ سودے کے متعلق کچھ دریافت کرتے ہیں، نہ کسی چیز کا نرخ چکاتے ہیں اور نہ بازار کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں؟ یہیں بیٹھے باتیں کیجیے یعنی حدیثیں سنایئے۔ انھوں نے فرمایا: ہم سلام کرنے کے لیے بازار جاتے ہیں کہ جو ملے گا، اسے سلام کریں گے۔

(الموطا للامام مالک، کتاب السلام، باب جامع السلام، الحدیث: ۱۸۴۴، ج ۲، ص ۴۴۴_۴۴۵)

(۵) طاؤس ابن کیسان:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت ہی نامور شیخ الحدیث تھے، اور بادشاہ اور گورنروں کو نصیحت کرنے میں مطلق خوف نہیں رکھتے تھے بلکہ ان کے روبرو کلمہ حق علی الاعلان کہہ دیا کرتے تھے اور اس قدر بارعب تھے کہ کوئی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا

جواب دینے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا مگر خوف خداوندی کا یہ عالم تھا کہ بستر پر لیٹتے تو سانپ کی طرح کروٹ بدلتے رہتے پھر بستر لپیٹ کر رکھ دیتے اور فرمایا کرتے کہ جہنم کے ذکر نے خداعزوجل سے ڈرنے والوں کی نیندیں اڑادی ہیں پھر تہجد پڑھ کر مسجد میں چلے جاتے اور نماز فجر ادا کر کے اپنے مصلی پر قبلہ رو بیٹھے رہا کرتے تھے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب الخوف والرجاء، بیان أحوال الصحابۃ والتابعین والسلف الصالحین فی شدۃ الخوف، ج ۴، ص ۲۳۱)

لیث بن ابی سلیم کا بیان ہے کہ میں نے طاؤس محدث سے کہا کہ تم اس نوعمر شخص (عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی درس گاہ سے چپٹے ہوئے ہو اور اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی درس گاہوں میں نہیں جا رہے ہو۔

طاؤس محدث نے فرمایا کہ میں نے یہ دیکھا ہے کہ ستر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ان کے مابین کسی مسئلہ میں اختلاف ہوتا تھا تو وہ سب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول پر عمل کرتے تھے اس لئے مجھے ان کے علم کی وسعت پر اعتماد ہے اس لئے میں ان کی درس گاہ چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خوف خدا کا بہت زیادہ غلبہ رہتا۔ آپ اس قدر زیادہ روتے کہ آپ کے دونوں رخساروں پر آنسوؤں کی دھار بہنے کا نشان پڑ گیا تھا۔

(اسد الغابۃ، عبداللہ بن عباس، ج ۳، ص ۲۹۵۔۲۹۹ ملتقطا)

خلیفہ دمشق سلیمان بن عبدالملک اموی بڑے کروفر کا بادشاہ تھا۔ اس نے ایک مرتبہ مشہور محدث امام طاؤس علیہ الرحمۃ کو دربار میں بلایا تو آپ نے فرمایا، کیا آپ کو معلوم ہے کہ سب سے زیادہ عذاب کس کو ہوگا؟ خلیفہ نے جواب دیا، آپ ہی ارشاد فرمایئے۔ تو آپ نے یہ حدیث پڑھ کر سنائی، جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی سلطنت میں بادشاہی عطا فرمائی، پھر اس نے ظلم کیا تو اس شخص کو قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب دیا جائے گا۔

یہ سن کر خلیفہ لرز گیا اور چیخ مار کر رونے لگا حتی کہ روتے روتے تخت پر چت لیٹ گیا۔ (مستطرف، ج ۱، ص ۹۴)

حضرتِ سیِّدُنا طاؤس علیہ رَحمۃُ اللہِ القُدّوس خلیفہ وقت ہشام کے پاس تشریف لے گئے اور پوچھا: ہشام! کیسے ہو؟ اس نے غصّے سے کہا: آپ نے مجھے امیرُ المؤمنین کہہ کر مخاطب کیوں نہیں کیا؟ فرمایا: اس لئے کہ تمام مسلمان تمہاری خلافت سے مُتّفِق نہیں ہیں، لہٰذا میں ڈرا کہ تمہیں امیرُ المؤمنین کہنا کہیں جھوٹ نہ ٹھہرے۔

(ماخوذ از: إحیاء العُلوم ج ۲ ص ۲۸۷)

حضرت طاؤس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر گھر میں بیٹھے رہتے تھے لوگوں نے دریافت کیا تو فرمانے لگے کہ میں نے اس لئے گھر بیٹھے رہنے کو پسند کیا ہے کہ رعیت خراب ہوگئی ہے سنت جاتی رہی بادشاہوں اور امیروں میں ظلم کی عادت ہوگئی ہے جو شخص اپنی اولاد اور غلام میں اقامت حق میں فرق کرے وہ ظالم ہے۔

(تنبیہ المغترین، الباب الاوّل، صبرہم علی جور الحکام، ص 44، ملخصا)

حضرت سیدنا طاؤس علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن غسل کیا کرو اور اپنے سروں کو اچھی طرح دھویا کرو اگر چہ تم جنبی نہ ہو اور خوشبو بھی لگایا کرو تو حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، خوشبو لگانے کا تو مجھے معلوم نہیں البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کرنے کا حکم ضرور فرمایا ہے۔ (مسند احمد، رقم ۱۶۱۷۳، ج ۵، ص ۴۶۵)

حضرت سیّدنا طاؤس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نیت کے بغیر کلام نہ کرتے، آپ سے حدیث بیان کرنے کا مطالبہ ہوتا لیکن آپ بیان نہ کرتے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ میں بغیر نیت کے گفتگو کروں؟ جب میری نیت حاضر ہوگی تو کلام کروں گا، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی گئی: ہمارے لئے دعا کیجئے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: جب میری نیت ہوگی تو دعا کروں گا۔ (احیاء العلوم)

امام حکیم ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے روایت کر کے فرمایا: امام طاؤس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت سے یہ عہد نامہ اُن کے کفن میں لکھا گیا۔ (الدر المنثور ج ۵ ص ۵۴۲ دار الفکر بیروت) امام فقیہ ابن عجیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی دعائے عہد نامے کی نسبت فرمایا: جب یہ عہد نامہ لکھ کر میت کے ساتھ قبر میں رکھ دیں تو اللہ تعالیٰ اُسے سُوال نکرین وعذاب قبر سے امان دے، عہد نامہ یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ الرَّحْمٰنَ الرَّحِیْمَ اِنِّیْ اَعْھَدُ اِلَیْكَ فِیْ ھٰذِہِ الْحَیَاۃِ الدُّنْیَا بِاَنَّكَ اَنْتَ اللہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ فَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ فَاِنَّكَ اِنْ تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ تُقَرِّبْنِیْ مِنَ الشَّرِّ وَ تُبَاعِدْنِیْ مِنَ الْخَیْرِ وَاِنِّیْ لَا اَثِقُ اِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ لِیْ عَھْدًا عِنْدَكَ تُؤَدِّیْہِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔

(الدر المنثور ج ۵ ص ۵۴۲ دار الفکر بیروت)

روایت ہے حضرت طاؤس سے کہ حضرت معاذ ابن جبل کے پاس نصاب سے کم گائیں لائیں گئیں تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی حکم نہیں دیا (دار قطنی، شافعی) اور امام شافعی نے فرمایا کہ وقص وہ عدد ہے کہ نصاب کو نہ پہنچے۔

روایت ہے حضرت طاؤس سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرماتے ہیں جو بلوے میں قتل کیا گیا آپس کے پتھراؤ یا کوڑے بازی میں یا لاٹھی کی مار میں تو وہ خطا ہے اور اس کی دیت خطا کی دیت ہے اور جو عمداً قتل کیا گیا تو وہ قصاص ہے جو اس کے پیچھے حائل ہو تو اس پر اللہ کی لعنت اور ناراضگی ہے اس کا نہ نفل قبول ہو نہ فرض (ابوداؤد، نسائی)

(۶) ابن طاب:

روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات مجھے اس میں جس میں سونے والا دیکھتا ہے دکھایا گیا گویا ہم عقبہ ابن رافع کے گھر میں ہیں کہ ہمارے پاس ابن طاب سے کچھ رطب لائے گئے میں نے تعبیر دی کہ دنیا میں بلندی ہمارے لیے ہے اور آخرت میں انجام بھی اور یہ کہ ہمارا دین طیب ہو گیا۔

(مسلم) (سنن ابوداود کتاب الادب باب لي الرؤيا: حدیث:5025) (صحیح مسلم:2273)

ظ۔۔۔صحابہ کرام

(۱) ظہیر ابن رافع:

سیدنا رافع بن خدیج (بن رافع) رضی اللہ عنہ اپنے چچا سیدنا ظہیر بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے کام سے ہمیں منع فرمادیا کہ جس سے ہمیں بہت آسانی ہوتی تھی میں نے کہا کہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ حق ہے۔انھوں نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا اور فرمایا: "تم اپنی کھیتیوں کو کیا کرتے ہو؟" میں نے کہا کہ ہم ان کو چوتھائی (پیداوار) پر اور (کبھی) کھجور اور جو کے چند وسق پر کرایہ پر دے دیتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایسا نہ کیا کرو خود ان کو زراعت کرو یا (کسی سے) ان کی زراعت کروالو یا ان کو اپنے پاس روک رکھو۔" سیدنا رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو ارشاد ہوا" ہم نے سنا اور دل سے قبول کیا۔" (مختصر صحیح بخاری کاشتکاری کا بیان باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ایک دوسرے کو کھیتی اور پھلوں میں شریک کرلیا کرتے تھے۔ حدیث نمبر:1085)

ع۔۔۔صحابہ کرام

(۱) عمر ابن خطاب:

خلیفۂ دوم جانشین پیغمبر حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوحفص اور لقب فاروق اعظم ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشراف قریش میں اپنی ذاتی وخاندانی وجاہت کے لحاظ سے بہت ہی ممتاز ہیں۔ آٹھویں پشت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاندانی شجرہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے شجرۂ نسب سے ملتا ہے۔ آپ واقعہ فیل کے تیرہ برس بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور اعلان نبوت کے چھٹے سال ستائیس برس کی عمر میں مشرف بہ اسلام ہوئے، جبکہ ایک روایت میں آپ سے پہلے کل انتالیس آدمی اسلام قبول کر چکے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلمان ہوجانے سے مسلمانوں کو بے حد خوشی ہوئی اور ان کو ایک بہت بڑا سہارا مل گیا یہاں تک کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ خانہ کعبہ کی مسجد میں اعلانیہ نماز ادا فرمائی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام اسلامی جنگوں میں مجاہدانہ شان کے ساتھ کفار سے لڑتے رہے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تمام اسلامی تحریکات اور صلح وجنگ وغیرہ کی تمام منصوبہ بندیوں میں حضور سلطان مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وزیر ومشیر کی حیثیت سے وفادار ورفیق کار رہے۔

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماہِ جمادی الاخری 13ھ میں مسند آرائے سریر خلافت ہوئے۔ دس سال چند ماہ امور خلافت کو انجام دیا۔ اس دہ سالہ خلافت کے ایام نے سلاطینِ عالم کو متحیر کر دیا ہے۔ زمین عدل وداد سے بھر گئی، دنیا میں راستی ودیانت داری کا سکہ رائج ہوا، مخلوقِ خدا کے دلوں میں حق پرستی و پاکبازی کا جذبہ پیدا ہوا، اسلام کے برکات سے عالم فیض یاب ہوا، فتوحات اس کثرت سے ہوئیں کہ آج تک ملک وسلطنت کے والی وسپاہ ولشکر کے مالک حیرت میں ہیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکروں نے جس طرف قدم اٹھایا فتح وظفر قدم چومتی گئی، بڑے بڑے فریدوں فرُ شہریار دل کے تاج قدموں میں روندے گئے۔ ممالک وبلاد اس کثرت سے قبضہ میں آئے کہ ان کی فہرست لکھی جائے تو صفحے کے صفحے بھر جائیں، رعب وہیبت کا یہ عالم تھا کہ بہادروں کے زَہرے نام سن کر پانی ہوتے تھے، جنگ جویاں صاحب ہنر کانپتے اور تھراتے تھے، قاہر سلطنتیں خوف سے لرزتی تھیں۔ بایں ہمہ فر واقبال ورعب وسَطْوَت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درویشانہ زندگی میں کوئی فرق نہ آیا۔ رات دن خوفِ خدا عزوجل میں روتے روتے رخساروں پر نشان پڑ گئے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے عہد میں سنہ ہجری مقرر ہوا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی نے دفتر ودیوان کی بنیاد ڈالی، آپ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ ہی نے بیت المال بنایا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی نے تمام بلاد وامصار میں تراویح کی جماعتیں قائم فرمائیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی نے شب کے پہرہ دار مقرر کئے جو رات کو پہرہ دیتے تھے۔ یہ سب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خصوصیتیں ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے ان میں سے کوئی بات نہ تھی۔

(تاریخ الخلفاء، عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فصل فی خلافتہ، ص ۱۰۴ وفصل فی اولیات عمر رضی اللہ عنہ، ص ۱۰۸)

کرامات

قبر والوں سے گفتگو

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ ایک نوجوان صالح کی قبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے فلاں! اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ۔ (پ ۲۷، الرحمٰن: ۴۶)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔

یعنی جو شخص اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈر گیا اس کے لیے دو جنتیں ہیں

اے نوجوان! بتا تیرا قبر میں کیا حال ہے؟ اس نوجوان صالح نے قبر کے اندر سے آپ کا نام لے کر پکارا اور باآواز بلند دو مرتبہ جواب دیا کہ میرے رب نے یہ دونوں جنتیں مجھے عطا فرما دی ہیں۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ...الخ، ص ۶۱۲)

مدینہ کی آواز نہاوند تک

امیر المؤمنین حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک لشکر کا سپہ سالار بنا کر نہاوند کی سرزمین میں جہاد کے لیے روانہ فرما دیا۔ آپ جہاد میں مصروف تھے کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی کے منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے ناگہاں یہ ارشاد فرمایا کہ یَاسَارِیَۃُ الْجَبَل (یعنی اے ساریہ! پہاڑ کی طرف اپنی پیٹھ کرلو) حاضرین مسجد حیران رہ گئے کہ حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو سرزمین نہاوند میں مصروف جہاد ہیں اور مدینہ منورہ سے سینکڑوں میل کی دوری پر ہیں۔ آج امیر المؤمنین نے انہیں کیونکر اور کیسے پکارا؟ لیکن نہاوند سے جب حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاصد آیا تو اس نے یہ خبر دی کہ میدان جنگ میں جب کفار سے مقابلہ ہوا تو ہم کو شکست ہونے لگی اتنے میں ناگہاں ایک چیخنے والے کی آواز آئی جو چلا چلا کر یہ کہہ رہا تھا کہ اے ساریہ! تم پہاڑ کی طرف اپنی پیٹھ کرلو۔ حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ تو امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز ہے، یہ کہا اور فوراً ہی

انہوں نے اپنے لشکر کو پہاڑ کی طرف پشت کر کے صف بندی کا حکم دیا اور اس کے بعد جو ہمارے لشکر کی کفار سے ٹکر ہوئی تو ایک دم اچانک جنگ کا پانسہ ہی پلٹ گیا اور دم زدن میں اسلامی لشکر نے کفار کی فوجوں کو روند ڈالا اور عساکر اسلامیہ کے قاہرانہ حملوں کی تاب نہ لا کر کفار کا لشکر میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ نکلا اور افواج اسلام نے فتح مبین کا پرچم لہرا دیا۔

(تاریخ الخلفاء، الخلفاء الراشدون، عمر الفاروق، فصل فی کراماتہ، ص۹۹ ملتقطا وحجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ...الخ، ص ۶۱۲ ملخصا)

دریا کے نام خط

روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ایک مرتبہ مصر کا دریائے نیل خشک ہو گیا۔ مصری باشندوں نے مصر کے گورنر عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فریاد کی اور یہ کہا کہ مصر کی تمام تر پیداوار کا دارومدار اسی دریائے نیل کے پانی پر ہے۔ اے امیر! اب تک ہمارا یہ دستور رہا ہے کہ جب کبھی بھی یہ دریا سوکھ جاتا تھا تو ہم لوگ ایک خوبصورت کنواری لڑکی کو اس دریا میں زندہ دفن کر کے دریا کی بھینٹ چڑھایا کرتے تھے تو یہ دریا جاری ہو جایا کرتا تھا اب ہم کیا کریں؟ گورنر نے جواب دیا کہ ارحم الراحمین اور رحمۃ للعالمین کا رحمت بھرا دین ہمارا اسلام ہرگز ہرگز کبھی بھی اس بے رحمی اور ظالمانہ فعل کی اجازت نہیں دے سکتا لہٰذا تم لوگ انتظار کرو میں دربار خلافت میں خط لکھ کر دریافت کرتا ہوں وہاں سے جو حکم ملے گا ہم اسی پر عمل کریں گے چنانچہ ایک قاصد گورنر کا خط لے کر مدینہ منورہ دربار خلافت میں حاضر ہوا امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گورنر کا خط پڑھ کر دریائے نیل کے نام ایک خط تحریر فرمایا جس کا مضمون یہ تھا کہ اے دریائے نیل! اگر تو خود بخود جاری ہوا کرتا تھا تو ہم کو تیری کوئی ضرورت نہیں ہے اور اگر تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاری ہوتا تھا تو پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاری ہو جا۔"

امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خط کو قاصد کے حوالہ فرمایا اور حکم دیا کہ میرے اس خط کو دریائے نیل میں دفن کر دیا جائے۔ چنانچہ آپ کے فرمان کے مطابق گورنر مصر نے اس خط کو دریائے نیل کی خشک ریت میں دفن کر دیا، خدا کی شان کہ جیسے ہی امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط دریا میں دفن کیا گیا فوراً ہی دریا جاری ہو گیا اور اس کے بعد پھر کبھی خشک نہیں ہوا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ...الخ، ص ۶۱۲ ملخصا)

چادر دیکھ کر آگ بجھ گئی

روایت میں ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے دور میں ایک مرتبہ ناگہاں ایک پہاڑ کے غار سے ایک بہت ہی خطرناک آگ نمودار ہوئی جس نے آس پاس کی تمام چیزوں کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیا، جب لوگوں نے دربار خلافت میں

فریاد کی تو امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی چادر مبارک عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تم میری یہ چادر لے کر آگ کے پاس چلے جاؤ۔ چنانچہ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مقدس چادر کو لے کر روانہ ہو گئے اور جیسے ہی آگ کے قریب پہنچے یکا یک وہ آگ بجھنے اور پیچھے ہٹنے لگی یہاں تک کہ وہ غار کے اندر چلی گئی اور جب یہ چادر لے کر غار کے اندر داخل ہو گئے تو وہ آگ بالکل ہی بجھ گئی اور پھر کبھی بھی ظاہر نہیں ہوئی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء۔۔۔الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ۔۔۔الخ، ص ۶۲۱ وازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم، الفصل الرابع، ج ۴، ص ۱۰۹)

مار سے زلزلہ ختم

امام الحرمین نے اپنی کتاب الشامل میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں زلزلہ آ گیا اور زمین زوروں کے ساتھ کانپنے اور ہلنے لگی۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلال میں بھر کر زمین پر ایک درہ مارا اور بلند آواز سے تڑپ کر فرمایا: قِرِّیْ اَلَمْ اَعْدِلْ عَلَیْكِ (اے زمین! ساکن ہو جا کیا میں نے تیرے اوپر عدل نہیں کیا ہے) آپ کا فرمان جلالت نشان سنتے ہی زمین ساکن ہو گئی اور زلزلہ ختم ہو گیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء۔۔۔الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ۔۔۔الخ، ص ۶۱۲)

دور سے پکار کا جواب

حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرزمین روم میں مجاہدین اسلام کا ایک لشکر بھیجا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد بالکل ہی اچانک مدینہ منورہ میں نہایت ہی بلند آواز سے آپ نے دو مرتبہ یہ فرمایا: یَا لَبَّیْکَاہُ! یَا لَبَّیْکَاہُ! (یعنی اے شخص! میں تیری پکار پر حاضر ہوں) اہل مدینہ حیران رہ گئے اور ان کی سمجھ میں کچھ بھی نہ آیا کہ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس فریاد کرنے والے کی پکار کا جواب دے رہے ہیں؟ لیکن جب کچھ دنوں کے بعد وہ لشکر مدینہ منورہ واپس آیا اور اس لشکر کا سپہ سالار اپنی فتوحات اور اپنے جنگی کارناموں کا ذکر کرنے لگا تو امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان باتوں کو چھوڑ دو! پہلے یہ بتاؤ کہ جس مجاہد کو تم نے زبردستی دریا میں اتارا تھا اور اس نے (اے میرے عمر! میری خبر لیجئے) پکارا تھا اس کا کیا واقعہ تھا۔

سپہ سالار نے فاروقی جلال سے سہم کر کانپتے ہوئے عرض کیا کہ امیر المؤمنین! رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے اپنی فوج کو دریا کے پار اتارنا تھا اس لئے میں نے پانی کی گہرائی کا اندازہ کرنے کے لیے اس کو دریا میں اترنے کا حکم دیا، چونکہ موسم بہت ہی سرد تھا اور زوردار ہوائیں چل رہی تھیں اس لئے اس کو سردی لگ گئی اور اس نے دو مرتبہ زور زور سے یَا عُمَرَاہُ! یَا عُمَرَاہُ!

کہہ کر آپ کو پکارا، پھر یکا یک اس کی روح پرواز کر گئی۔ خدا گواہ ہے کہ میں نے ہرگز ہرگز اس کو ہلاک ہونے کے لیے ٹھنڈے دریا میں اترنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ جب اہل مدینہ نے سپہ سالار کی زبانی یہ قصہ سنا تو ان لوگوں کی سمجھ میں آ گیا کہ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن جو دو مرتبہ یَالَبَّیْکَاہُ! یَالَبَّیْکَاہُ! فرمایا تھا در حقیقت یہ اس غازی مجاہد کی فریاد و پکار کا جواب تھا۔ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سپہ سالار کا بیان سن کر غیظ و غضب میں بھر گئے اور فرمایا کہ سردی کے موسم اور ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکوں میں اس مجاہد کو دریا کی گہرائی میں اتارنا یہ قتل خطا کے حکم میں ہے لہٰذا تم اپنے مال میں سے اس کے وارثوں کو اس کا خون بہا ادا کرو اور خبردار! خبردار! آئندہ کسی سپاہی سے ہرگز ہرگز کبھی کوئی ایسا کام نہ لینا جس میں اس کی ہلاکت کا اندیشہ ہو کیونکہ میرے نزدیک ایک مسلمان کا ہلاک ہو جانا بڑی سے بڑی ہلاکتوں سے بھی کہیں بڑھ چڑھ کر ہلاکت ہے۔ (ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم، الفصل الرابع، ج ۴، ص ۱۰۹)

دو غیبی شیر

روایت ہے کہ بادشاہ روم کا بھیجا ہوا ایک عجمی کافر مدینہ منورہ آیا اور لوگوں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پتہ پوچھا، لوگوں نے بتادیا کہ وہ دوپہر کو کھجور کے باغوں میں شہر سے کچھ دور قیلولہ فرماتے ہوئے تم کو ملیں گے۔ یہ عجمی کافر ڈھونڈتے ڈھونڈتے آپ کے پاس پہنچ گیا اور یہ دیکھا کہ آپ اپنا چمڑے کا درّہ اپنے سر کے نیچے رکھ کر زمین پر گہری نیند سو رہے ہیں۔ عجمی کافر اس ارادے سے تلوار کو نیام سے نکال کر آگے بڑھا کہ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر کے بھاگ جائے مگر وہ جیسے ہی آگے بڑھا بالکل ہی اچانک اس نے یہ دیکھا کہ دو شیر منہ پھاڑے ہوئے اس پر حملہ کرنے والے ہیں۔ یہ خوفناک منظر دیکھ کر وہ خوف و دہشت سے بلبلا کر چیخ پڑا اور اس کی چیخ کی آواز سے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہو گئے اور یہ دیکھا کہ عجمی کافر ننگی تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے تھر تھر کانپ رہا ہے۔ آپ نے اس کی چیخ اور دہشت کا سبب دریافت فرمایا تو اس نے سچ سچ سارا واقعہ بیان کر دیا اور پھر بلند آواز سے کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو گیا اور امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے ساتھ نہایت ہی مشفقانہ برتاؤ فرما کر اس کے قصور کو معاف کر دیا۔

(ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم، الفصل الرابع، ج ۴، ص ۱۰۹)

قبر میں بدن سلامت

ولید بن عبدالملک اموی کے دور حکومت میں جب روضہ منورہ کی دیوار گر پڑی اور بادشاہ کے حکم سے تعمیر جدید کے لیے بنیاد کھودی گئی تو ناگہاں بنیاد میں ایک پاؤں نظر آیا، لوگ گھبرا گئے اور سب نے یہی خیال کیا کہ یہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا پائے اقدس ہے لیکن جب عروہ بن زبیر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دیکھا اور پہچانا تو پھر قسم کھا کر یہ فرمایا

کہ یہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مقدس پاؤں نہیں ہے بلکہ یہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم شریف ہے تو لوگوں کی گھبراہٹ اور بے چینی میں قدرے سکون ہوا۔
(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما، الحدیث: ۱۳۹۰، ج ۱، ص ۴۶۹)

جو کہہ دیا وہ ہو گیا

ربیعہ بن امیہ بن خلف نے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنا یہ خواب بیان کیا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ میں ایک ہرے بھرے میدان میں ہوں پھر میں اس سے نکل کر ایک ایسے چٹیل میدان میں آ گیا جس میں کہیں دور دور تک گھاس یا درخت کا نام ونشان بھی نہیں تھا اور جب میں نیند سے بیدار ہوا تو واقعی میں ایک بنجر میدان میں تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تو ایمان لائے گا، پھر اس کے بعد کافر ہو جائے گا اور کفر ہی کی حالت میں مرے گا۔ اپنے خواب کی یہ تعبیر سن کر وہ کہنے لگا کہ میں نے کوئی خواب نہیں دیکھا ہے، میں نے یوں ہی جھوٹ موٹ آپ سے یہ کہہ دیا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمایا کہ تو نے خواب دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو مگر میں نے جو تعبیر دی ہے وہ اب پوری ہو کر رہے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مسلمان ہونے کے بعد اس نے شراب پی اور امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو درہ مار کر سزا دی اور اس کو شہر بدر کر کے خیبر بھیج دیا۔ وہ ظالم وہاں سے بھاگ کر روم کی سرزمین میں چلا گیا اور وہاں جا کر وہ مردود نصرانی ہو گیا اور مرتد ہو کر کفر ہی کی حالت میں مر گیا۔ (ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم، الفصل الرابع، ج ۴، ص ۱۰۱)

لوگوں کی تقدیر میں کیا ہے؟

عبداللہ بن مسلمہ کہتے ہیں کہ ہمارے قبیلہ کا ایک وفد امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ خلافت میں آیا تو اس جماعت میں اشتر نام کا ایک شخص بھی تھا۔

امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو سر سے پیر تک بار بار گرم گرم نگاہوں سے دیکھتے رہے پھر مجھ سے دریافت فرمایا کہ کیا یہ شخص تمہارے ہی قبیلہ کا ہے؟ میں نے کہا کہ جی ہاں اس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خدا عزوجل اس کو غارت کرے اور اس کے شر وفساد سے اس امت کو محفوظ رکھے۔ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس دعا کے بیس برس بعد جب باغیوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا تو یہی اشتر اس باغی گروہ کا ایک بہت بڑا لیڈر تھا۔

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام کے کفار سے جہاد کرنے کے لیے لشکر بھرتی فرما رہے تھے۔ ناگہاں ایک ٹولی آپ کے سامنے آئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتہائی کراہت کے ساتھ ان لوگوں کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ پھر دوبارہ یہ لوگ آپ کے روبرو آئے تو آپ نے منہ پھیر کر ان لوگوں کو اسلامی فوج میں بھرتی کرنے سے انکار

فرما دیا۔ لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس طرز عمل سے انتہائی حیران تھے لیکن آخر میں یہ راز کھلا کہ اس ٹولی میں "اسود تجیبی"، بھی تھا جس نے اس واقعہ سے بیس برس بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی تلوار سے شہید کیا اور اس ٹولی میں عبدالرحمن بن ملجم مرادی بھی تھا جس نے اس واقعہ سے تقریباً چھبیس برس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی تلوار سے شہید کر ڈالا۔ (ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم، الفصل الرابع، ج ۴، ص ۱۰۱)

دعا کی مقبولیت

ابوہدبہ حمصی کا بیان ہے کہ جب امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر ملی کہ عراق کے لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گورنر کو اس کے منہ پر کنکریاں مار کر اور ذلیل ورسوا کر کے شہر سے باہر نکال دیا ہے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس خبر سے انتہائی رنج وقلق ہوا اور آپ بے انتہا غضبناک ہو کر مسجد نبوی علی صاحبھا الصلوۃ والسلام میں تشریف لے گئے اور اسی غیظ وغضب کی حالت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز شروع کر دی لیکن چونکہ آپ فرط غضب سے مضطرب تھے اس لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز میں سہو ہو گیا اور آپ اس رنج وغم سے اور بھی زیادہ بے تاب ہو گئے اور انتہائی رنج وغم کی حالت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! عزوجل قبیلہ ثقیف کے لونڈے (حجاج بن یوسف ثقفی) کو ان لوگوں پر مسلط فرما دے جو زمانہ جاہلیت کا حکم چلا کر ان عراقیوں کے نیک وبد کسی کو بھی نہ بخشے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ دعا قبول ہو گئی اور عبدالملک بن مروان اموی کے دور حکومت میں حجاج بن یوسف ثقفی عراق کا گورنر بنا اور اس نے عراق کے باشندوں پر ظلم وستم کا ایسا پہاڑ توڑا کہ عراق کی زمین بلبلا اٹھی۔ حجاج بن یوسف ثقفی اتنا بڑا ظالم تھا کہ اس نے جن لوگوں کو رسی میں باندھ کر اپنی تلوار سے قتل کیا ان مقتولوں کی تعداد ایک لاکھ یا اس سے کچھ زائد ہی ہے اور جو لوگ اس کے حکم سے قتل کئے گئے ان کی گنتی کا تو شمار ہی نہیں ہو سکا۔

حضرت ابن لہیعہ محدث نے فرمایا ہے کہ جس وقت امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا مانگی تھی اس وقت حجاج بن یوسف ثقفی پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔ (ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم، الفصل الرابع، ج ۴، ص ۱۰۸)

ابن عساکر نے اسماعیل بن زیاد سے روایت کی کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم مسجدوں پر گزرے جن پر قندیلیں روشن تھیں، انھیں دیکھ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کو روشن فرمائے جنہوں نے ہماری مسجدوں کو منور کر دیا۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی کی توسیع کی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی نے یہود کو حجاز سے نکالا۔ (تاریخ الخلفاء، عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فصل فی اولیات عمر رضی اللہ عنہ، ص ۱۰۹)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کرامات اور فضائل بہت زیادہ ہیں اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں بہت احادیث وارد ہیں۔ ذی الحجہ 23ھ میں آپ ابولولو مجوسی کے ہاتھ سے مسجد میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ زخم کھانے کے بعد

آپ نے فرمایا: كَانَ اَمْرُ اللهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا اور فرمایا: اللہ عزوجل کی تعریف جس نے میری موت کسی مدعیٔ اسلام کے ہاتھ پر نہ رکھی۔ بعد وفات شریف باجازت حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب روضۂ قدسیہ کے اندر پہلوئے صدیق میں مدفون ہوئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امر خلافت کو شوریٰ پر چھوڑا، وفات شریف کے وقت اَرْجَحِ اقوال پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر شریف تریسٹھ سال کی تھی آپ کی مُہر کا نقش تھا: كَفٰى بِالْمَوْتِ وَاعِظًا۔ (تاریخ الخلفاء، عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، فصل فی خلافتہ، ص ۱۰۶۔۱۰۸ ملتقطا)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہ وسلم نے فرمایا کہ تمام اعمال کے ثواب کا دارومدار نیت پر ہے ہر آدمی کو وہی حاصل ہوگا جو اُس کی نیت ہوگی تو جس نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہ وسلم کے لئے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہ وسلم کے لئے ہوگی اور جس نے دنیا حاصل کرنے کی غرض سے ہجرت کی یا کسی عورت کے لئے ہجرت کی کہ اُس سے نکاح کرے تو اُس کی ہجرت اُسی کام کے لئے ہوگی جس غرض کے لئے اُس نے ہجرت کی۔

(صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء... الخ، الحدیث ۱، ج ۱، ص ۵)

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کھانے کی چیزوں کی ذخیرہ اندوزی کر کے مسلمانوں کو تکلیف دے گا اللہ تعالیٰ اس کو کوڑھ کی بیماری اور مفلسی میں مبتلا کر دے گا۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب الحکرۃ والجلب، الحدیث: ۲۱۵۵، ج ۳، ص ۱۴)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ایسی چیز میں نہ پڑو جو تمہارے لئے مفید نہ ہو اور دشمن سے الگ رہو اور دوست سے بچتے رہو، مگر جب کہ وہ امین ہو کہ امین کے برابر کوئی ہمنشین نہیں اور امین وہی ہے جو اللہ سے ڈرے اور فاجر کے ساتھ نہ رہو کہ وہ تمہیں فجور سکھائے گا اور اس کے سامنے بھید کی بات نہ کہو، اور اپنے کام میں ان سے مشورہ لو جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔ (کنز العمال، کتاب الصحبۃ قسم الافعال، باب آداب الصحبۃ، الحدیث: ۲۵۵۶۵، ج ۹، ص ۵۷۔ شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، فصل فی فضل السکوت... الخ، الحدیث: ۴۹۹۵، ج ۴، ص ۲۵۷)

حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمازِ مغرب پڑھ کر مسجد سے تشریف لائے تھے کہ ایک شخص نے آواز دی: کون ہے کہ مسافر کو کھانا دے؟ امیر المؤمنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے خادم سے ارشاد فرمایا: اسے ہمراہ لے آؤ۔ وہ آیا (تو) اسے کھانا منگا کر دیا۔ مسافر نے کھانا شروع ہی کیا تھا کہ ایک لفظ اس کی زبان سے ایسا نکلا جس سے بد مذہبی کی بُو آتی تھی، فوراً کھانا سامنے سے اُٹھوالیا اور اسے نکال دیا۔ (ملخصا کنز العمال، کتاب العلم، قسم الافعال، الحدیث ۲۹۳۸۴، ج ۱۰، ص ۱۱۷)

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم سے پہلی امتوں میں الہام والے لوگ تھے تو اگر میری امت میں کوئی ہوا تو وہ عمر ہیں (مسلم، بخاری)

(۲) عمر ابن ابی سلمہ:

حضرت عمر بن ابی سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے بیت حضرت ام سلمہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک کپڑے میں اس طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ اس کی دونوں اطراف آپ کے کاندھوں پر تھیں۔

(صحیح مسلم باب الصلوٰۃ فی ثوب واحد مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/۱۹۸)

(۳) عثمان ابن عفان:

خلیفۂ سوم امیرالمؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت "ابوعمرو" اور لقب ذوالنورین (دونوروالے) ہے۔ آپ قریشی ہیں اور آپ کا نسب نامہ یہ ہے: عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ آپ کا خاندانی شجرہ "عبد مناف" پر رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نسب نامہ سے مل جاتا ہے۔ آپ نے آغاز اسلام ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا اور آپ کو آپ کے چچا اور دوسرے خاندانی کافروں نے مسلمان ہوجانے کی وجہ سے بے حد ستایا۔ آپ نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی اس لئے آپ **صاحب الھجرتین** (دو ہجرتوں والے) کہلاتے ہیں اور چونکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں اس لئے آپ کا لقب "ذوالنورین" ہے۔ آپ جنگ بدر کے علاوہ دوسرے تمام اسلامی جہادوں میں کفار سے جنگ فرماتے رہے۔ جنگ بدر کے موقع پر ان کی زوجہ محترمہ جو رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی صاحبزادی تھیں، سخت علیل ہوگئیں تھیں اس لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو جنگ بدر میں جانے سے منع فرمادیا لیکن ان کو مجاہدین بدر میں شمار فرما کر مال غنیمت میں سے مجاہدین کے برابر حصہ دیا اور اجروثواب کی بشارت بھی دی۔ حضرت امیرالمؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد آپ خلیفہ منتخب ہوئے اور بارہ برس تک تخت خلافت کو سرفراز فرماتے رہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں اسلامی حکومت کی حدود میں بہت زیادہ توسیع ہوئی اور افریقہ وغیرہ بہت سے ممالک مفتوح ہوکر خلافت راشدہ کے زیر نگیں ہوئے۔ بیاسی برس کی عمر میں مصر کے باغیوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ کرلیا اور بارہ ذوالحجہ یا اٹھارہ ذوالحجہ ۳۵ھ جمعہ کے دن ان باغیوں میں سے ایک بدنصیب نے آپ کو رات کے وقت اس حال میں شہید کردیا کہ آپ قرآن پاک کی تلاوت فرمارہے تھے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کے چند قطرات قرآن شریف کی آیت فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ

ترجمہ کنزالایمان: تو اے محبوب عنقریب اللہ انکی طرف سے تمہیں کفایت کریگا۔ (پ۱، البقرۃ: ۱۳۷) پر پڑے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ کی نماز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے پڑھائی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

(تاریخ الخلفاء، الخلفاء الراشدون، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، ص ۱۱۸، فصل فی خلافتہ، ص ۱۲۲، ۱۲۷۔۱۲۹ ملتقطاً والاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، فصل فی الصحابۃ، ص ۶۰۲ وازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم، اما مآثر امیر المؤمنین عثمان بن عفان، ج ۴، ص ۳۶۷)

جب مصر کے باغیوں نے مکان کے پیچھے سے مکان کے اندر داخل ہو کر رات کو تلاوت کرتے ہوئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا تو حضرت ضبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے یہ دیکھا کہ خون کی دھار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس داڑھی پر بہہ رہی ہے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ پڑھ رہے ہیں کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَعْدِیْكَ عَلَیْھِمْ وَاَسْتَعِیْنُكَ عَلٰی جَمِیْعِ اُمُوْرِیْ وَاَسْئَلُكَ الصَّبْرَ عَلٰی مَا ابْتَلَیْتَنِیْ اے اللہ! عزوجل کوئی معبود نہیں مگر تو ہی، تو پاک ہے، بے شک میں گنہگاروں میں سے ہوں اے اللہ! عزوجل میں ان لوگوں کے مقابلہ میں تیرے انتقام کا طلبگار ہوں اور اپنے تمام معاملات میں تیری مدد کا خواستگار ہوں اور جس بلا میں تو نے مجھے مبتلا فرمادیا ہے اس پر صبر کا میں تجھی سے سوال کرتا ہوں۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس روح عالم بالا کو پرواز کر گئی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے قبرستان جنۃ البقیع میں مدفون ہوئے۔ بوقتِ شہادت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر شریف اسی یا بیاسی برس کی تھی۔ ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ جمعہ کے دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت ومابعدہ، الباب الرابع فی وفاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والخلفاء الراشدین من بعدہ، ج ۵، ص ۲۲۹)

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے تھے کہ آنسوؤں سے ان کی داڑھی تر ہو جایا کرتی تھی۔ تو کسی نے کہا (اے امیر المومنین) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنت و دوزخ کا ذکر کرتے ہیں تو نہیں روتے اور قبر کے پاس کیوں روتے ہیں؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یقین رکھو کہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے اگر اس سے نجات مل گئی تو اس کے بعد کی منزلیں اس سے زیادہ آسان ہوں گی اور اگر اس سے نجات نہ ملی تو اس کے بعد کی منزلیں اس سے زیادہ سخت ہوں گی، اور رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ قبر سے بڑھ کر خوفناک منظر کبھی میں نے دیکھا ہی نہیں۔ (جامع الترمذی، کتاب الزہد، باب ۵، الحدیث: ۲۳۱۵، ج ۴، ص ۱۳۸)

کرامات

زنا کار آنکھیں

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب "طبقات" میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک شخص نے راستہ چلتے ہوئے ایک اجنبی عورت کو گھور گھور کر غلط نگاہوں سے دیکھا۔ اس کے بعد یہ شخص امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس شخص کو دیکھ کر حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت ہی پرجلال لہجہ میں فرمایا کہ تم لوگ ایسی حالت میں میرے سامنے آتے ہو کہ تمہاری آنکھوں میں زنا کے اثرات ہوتے ہیں۔ شخص مذکور نے (جل بھن کر) کہا کہ کیا رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد آپ پر وحی اترنے لگی ہے؟ آپ کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ میری آنکھوں میں زنا کے اثرات ہیں۔

امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میرے اوپر وحی تو نہیں نازل ہوتی ہے لیکن میں نے جو کچھ کہا ہے یہ بالکل ہی قول حق اور سچی بات ہے اور خداوند قدوس نے مجھے ایک ایسی فراست (نورانی بصیرت) عطا فرمائی ہے جس سے میں لوگوں کے دلوں کے حالات وخیالات کو معلوم کرلیا کرتا ہوں۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء۔۔۔الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ۔۔۔الخ، ص ۶۲۳)

گستاخی کی سزا

حضرت ابوقلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں ملک شام کی سرزمین میں تھا تو میں نے ایک شخص کو بار بار یہ صدا لگاتے ہوئے سنا کہ ہائے افسوس! میرے لئے جہنم ہے۔ میں اٹھ کر اس کے پاس گیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس شخص کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے ہیں اور وہ دونوں آنکھوں سے اندھا ہے اور اپنے چہرے کے بل زمین پر اوندھا پڑا ہوا بار بار لگاتار یہی کہہ رہا ہے کہ ہائے افسوس! میرے لئے جہنم ہے۔ یہ منظر دیکھ کر مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے اس سے پوچھا کہ اے شخص! تیرا کیا حال ہے؟ اور کیوں اور کس بناء پر تجھے اپنے جہنمی ہونے کا یقین ہے؟ یہ سن کر اس نے یہ کہا: اے شخص! میرا حال نہ پوچھ، میں ان بدنصیب لوگوں میں سے ہوں جو امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے کے لئے ان کے مکان میں گھس پڑے تھے۔ میں جب تلوار لے کر ان کے قریب پہنچا تو ان کی بیوی صاحبہ نے مجھے ڈانٹ کر شور مچانا شروع کر دیا تو میں نے ان کی بیوی صاحبہ کو ایک تھپڑ مار دیا یہ دیکھ کر امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا مانگی کہ "اللہ تعالیٰ تیرے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کو کاٹ ڈالے اور تیری دونوں آنکھوں کو اندھی کر دے اور تجھ کو جہنم میں جھونک دے۔" اے شخص! میں امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پرجلال چہرے کو دیکھ کر اور ان کی اس قاہرانہ دعا کو سن کر کانپ اٹھا اور میرے بدن کا ایک ایک رونگٹا کھڑا ہو گیا اور میں خوف و دہشت سے کانپتے ہوئے وہاں سے بھاگ نکلا۔

امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چار دعاؤں میں سے تین دعاؤں کی زد میں تو آ چکا ہوں، تم دیکھ رہے ہو کہ میرے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کٹ چکے اور دونوں آنکھیں اندھی ہو چکیں اب صرف چوتھی دعا یعنی میرا جہنم میں داخل ہونا باقی رہ گیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ معاملہ بھی یقیناً ہو کر رہے گا چنانچہ اب میں اسی کا انتظار کر رہا ہوں اور اپنے جرم کو بار بار یاد کر

کے نادم وشرمسار ہو رہا ہوں اور اپنے جہنمی ہونے کا اقرار کرتا ہوں۔

(ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم، اما مآثر امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالٰی عنہ، ج ۴، ص ۳۱۵)

خواب میں پانی پی کر سیراب

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ جن دنوں باغیوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مکان کا محاصرہ کرلیا اور ان کے گھر میں پانی کی ایک بوند تک کا جانا بند کر دیا تھا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ پیاس کی شدت سے تڑپتے رہتے تھے میں آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ملاقات کے لیے حاضر ہوا تو آپ اس دن روزہ دار تھے مجھ کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ اے عبداللہ بن سلام! آج میں حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کے دیدار پرانوار سے خواب میں مشرف ہوا تو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے انتہائی مشفقانہ لہجے میں ارشاد فرمایا کہ اے عثمان! رضی اللہ تعالٰی عنہ ظالموں نے پانی بند کر کے تمہیں پیاس سے بے قرار کر دیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں! تو فوراً ہی آپ نے دریچے میں سے ایک ڈول میری طرف لٹکا دیا جو نہایت شیریں اور ٹھنڈے پانی سے بھرا ہوا تھا، میں اس کو پی کر سیراب ہو گیا اور اب اس وقت بیداری کی حالت میں بھی اس پانی کی ٹھنڈک میں اپنی دونوں چھاتیوں اور دونوں کندھوں کے درمیان محسوس کرتا ہوں۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے عثمان! اگر تمہاری خواہش ہو تو ان باغیوں کے مقابلہ میں تمہاری امداد و نصرت کروں۔ اور اگر تم چاہو تو ہمارے پاس آ کر روزہ افطار کرو۔ اے عبداللہ بن سلام! میں نے خوش ہو کر یہ عرض کر دیا کہ یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم آپ کے دربار پرانوار میں حاضر ہو کر روزہ افطار کرنا یہ زندگی سے ہزاروں لاکھوں درجے زیادہ مجھے عزیز ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس کے بعد رخصت ہو کر چلا آیا اور اسی دن رات میں باغیوں نے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو شہید کر دیا۔

(البدایۃ والنھایۃ، ذکر مجئ الاحزاب الی عثمان... الخ، ذکر حصر امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالٰی عنہ، ج ۵، ص ۲۶۹)

اپنے مدفن کی خبر

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع کے اس حصہ میں تشریف لے گئے جو "حش کوکب" کہلاتا ہے تو آپ نے وہاں کھڑے ہو کر ایک جگہ پر یہ فرمایا کہ عنقریب یہاں ایک مرد صالح دفن کیا جائے گا۔ چنانچہ اس کے بعد ہی آپ کی شہادت ہو گئی اور باغیوں نے آپ کے جنازہ مبارکہ کے ساتھ اس قدر ہلڑ بازی کی کہ آپ کو نہ روضہ منورہ کے قریب دفن کیا جا سکا نہ جنت البقیع کے اس حصہ میں مدفون کیے جا سکے جو کبار صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کا قبرستان تھا بلکہ سب سے دور الگ تھلگ "حش کوکب" میں آپ سپرد خاک

کیئے گئے جہاں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہاں امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک بنے گی کیونکہ اس وقت تک وہاں کوئی قبر تھی ہی نہیں۔

(ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم، اما ماٰثر امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج ۴، ص ۳۱۵)

شہادت کے بعد غیبی آواز

حضرت عدی بن حاتم صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ کوئی شخص بلند آواز سے یہ کہہ رہا تھا:

اَبْشِرِ ابْنَ عَفَّانَ بِرَوْحٍ وَّرَيْحَانٍ وَّبِرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ اَبْشِرِ ابْنَ عَفَّانَ بِغُفْرَانٍ وَّرِضْوَانٍ

(یعنی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راحت اور خوشبو کی بشارت دو اور نہ ناراض ہونے والے رب کی ملاقات کی خوشخبری سناؤ اور خدا کے غفران ورضوان کی بھی بشارت دے دو) حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں اس آواز کو سن کر ادھر ادھر نظر دوڑانے لگا اور پیچھے مڑ کر بھی دیکھا مگر کوئی شخص نظر نہیں آیا۔

(شواہد النبوۃ، رکن سادس در بیان شواھد ودلائلی۔۔۔الخ، ص ۲۰۹)

مدفن میں فرشتوں کا ہجوم

روایت ہے کہ باغیوں کی ہلڑ بازیوں کے سبب تین دن تک آپ کی مقدس لاش بے گوروکفن پڑی رہی۔ پھر چند جاں نثاروں نے رات کی تاریکی میں آپ کے جنازہ مبارکہ کو اٹھا کر جنت البقیع میں پہنچا دیا اور آپ کی مقدس قبر کھودنے لگے۔ اچانک ان لوگوں نے دیکھا کہ سواروں کی ایک بہت بڑی جماعت ان کے پیچھے پیچھے جنت البقیع میں داخل ہوئی ان سواروں کو دیکھ کر لوگوں پر ایسا خوف طاری ہوا کہ کچھ لوگوں نے جنازہ مبارکہ کو چھوڑ کر بھاگ جانے کا ارادہ کرلیا۔ یہ دیکھ کر سواروں نے با آواز بلند کہا کہ آپ لوگ ٹھہرے رہیں اور بالکل نہ ڈریں، ہم لوگ بھی ان کی تدفین میں شرکت کے لیے یہاں حاضر ہوئے ہیں۔ یہ آواز سن کر لوگوں کا خوف دور ہوگیا اور اطمینان وسکون کے ساتھ لوگوں نے آپ کو دفن کیا۔ قبرستان سے لوٹ کر ان صحابیوں رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قسم کھا کر لوگوں سے کہا کہ یقیناً یہ فرشتوں کی جماعت تھی۔

(شواہد النبوۃ، رکن سادس در بیان شواھد ودلائلی۔۔۔الخ، ص ۲۰۹)

گستاخ درندہ کے منہ میں

منقول ہے کہ حجاج کا ایک قافلہ مدینہ منورہ پہنچا۔ تمام اہل قافلہ حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مزار مبارک پر زیارت کرنے اور فاتحہ خوانی کے لئے گئے لیکن ایک شخص جو آپ سے بغض وعناد رکھتا تھا توہین واہانت کے طور پر آپ کی زیارت کے لئے نہیں گیا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ وہ بہت دور ہے اس لئے میں نہیں جاؤں گا۔

یہ قافلہ جب اپنے وطن کو واپس آنے لگا تو قافلہ کے تمام افراد خیر وعافیت اور سلامتی کے ساتھ اپنے اپنے وطن پہنچ گئے لیکن وہ شخص جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر انور کی زیارت کے لیے نہیں گیا تھا اس کا یہ انجام ہوا کہ درمیان راہ میں بیچ قافلہ کے اندر ایک درندہ جانور دراتا اور غراتا ہوا آیا اور اس شخص کو اپنے دانتوں سے دبوچ کر اور پنجوں سے پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

یہ منظر دیکھ کر تمام اہل قافلہ نے یک زبان ہو کر یہ کہا کہ یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے ادبی و بے حرمتی کا انجام ہے۔ (شواہد النبوۃ، رکن سادس در بیان شواہد ودلایلی... الخ، ص ۲۱۰)

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دنیا کی فکر دل میں اندھیرا جب کہ آخرت کی فکر روشنی ونور پیدا کرتی ہے۔ (المنبہات علی الاستعداد لیوم المعاد، ص ۳)

روایت ہے حضرت عثمان ابن عفان سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن تین جماعتیں شفاعت کریں گی انبیاء، پھر علماء، پھر شہید لوگ (ابن ماجہ)

امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اذان کو مسجد میں پایا پھر وہاں سے نکل گیا حالانکہ اسے نکلنے کی کوئی حاجت بھی نہ تھی اور واپسی کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو وہ منافق ہے۔ (ت) (سنن ابن ماجہ باب الاذان وَاَنتَ فِی المَسجِد فَلَا تخرج مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵۴)

نزال بن سبرہ فرماتے ہیں ایک دن ہم نے امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو خوش دل پایا، عرض کی: یا امیر المومنین! اپنے یاروں کا حال ہم سے بیان کیجئے۔ فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب صحابہ میرے یار ہیں۔ ہم نے عرض کی: اپنے خاص یاروں کا تذکرہ کیجئے۔ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی صحابی نہیں کہ میرا یار نہ ہو۔ ہم نے عرض کی: ابو بکر صدیق کا حال بیان کیجئے۔ فرمایا: یہ وہ صاحب ہیں کہ اللہ عزوجل نے جبریل امین ومحمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہما وسلم کی زبان پر ان کا نام صدیق رکھا، وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں ہمارے دین کی امامت کو پسند فرمایا تو ہم نے اپنی دنیا میں بھی انہیں کو پسند کیا۔ ہم نے عرض کی: عمر بن خطاب کا حال بیان فرمائیے۔ فرمایا: یہ وہ صاحب ہیں جن کا نام اللہ عزوجل کے فاروق رکھا، انہوں نے حق کو باطل سے جدا کر دیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عرض کرتے سنا کہ الٰہی! عمر بن خطاب کے سبب اسلام کی عزت دے۔ ہم نے عرض کی: عثمان کا حال کہئے۔ فرمایا ذلک امرؤ تدعٰی فی الملاء الاعلی ذالنورین کان ختن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابنتیہ ضمن لہ فی الجنۃ یہ وہ صاحب ہیں کہ ملاء اعلیٰ وبزم بالا میں ذی النورین پکارے جاتے ہیں، سید عالم صلی اللہ

تعالٰی علیہ وسلم کی دوشاہزادیوں کے شوہر ہوئے، سرورِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے لئے جنت میں ایک مکان کی ضمانت فرمائی ہے۔ خیثمۃ [1] والللالکائی والعشاری فی فضائل الصدیق وابن عساکر عنہ عن علی کرم اللہ تعالٰی وجھہ ورواہ عنہ ابو نعیم قال سألنا علیا عن عثمٰن رضی اللہ تعالٰی عنہما قال ذاك امرؤ فذ کرہ [2]۔ خیثمہ، لالکائی اور عشاری نے فضائل صدیق میں اور ابن عساکر نے انہی سے بحوالہ حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے اسکو روایت کی اکہ ہم نے حضرت علی سے حضرت عثمان کے بارے میں پوچھا رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ وہ ایسے عظیم شخص ہیں، پھر پوری حدیث ذکر کی۔ (ت)

(۱؎ کنز العمال بحوالہ خیثمہ واللالکائی والعشاری حدیث ۳۶۶۹۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۲۳۱۔ ۲۳۲) (۲؎ معرفۃ الصحابہ لابی نعیم حدیث ۲۳۹ مکتبۃ الحرمین ریاض ۱/ ۲۴۶)

سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں کسی سے فرمایا کہ اپنا گھر میرے ہاتھ بیچ ڈال کہ مسجدِ حرام میں زیادت فرماؤں اور تیرے لئے جنت میں مکان کا ضامن ہوں۔ اس نے عذر کیا۔ پھر فرمایا۔ انکار کیا۔ عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو خبر ہوئی، یہ شخص زمانہ جاہلیت میں ان کا دوست تھا اس سے باصرار تمام دس ہزار اشرفی دے کر خرید لیا، پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی کہ حضور! اب وہ گھر میرا ہے فھل انت اخذ ھابیت تضمن لی فی الجنۃ کیا حضور مجھ سے ایک مکان بہشت کے عوض لیتے ہیں جس کے حضور میرے لئے ضامن ہوجائیں۔ قال نعم فرمایا: ہاں۔ فاخذ ھا منہ وضمن لہ بیتا فی الجنۃ واشھد لہ علی ذٰلک المؤمنین حضور نے ان سے وہ مکان لے کر جنت میں ان کے لئے ایک مکان کی ضمانت فرمائی اور مسلمانوں کو اس معاملہ پر گواہ کرلیا۔ احمد الحاکمی [1] فی فضائل عثمان عن سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھم۔ احمد حاکمی نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ کے فضائل میں سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا۔ (ت) (۱؎ الریاض النضرۃ بحوالہ الحاکمی الباب الثالث دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۲۰ و ۲۱)

جب مہاجرین مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں آئے یہاں کا پانی پسند نہ آیا شور تھا، بنی غفار سے ایک شخص کی مِلک میں ایک شیریں چشمہ مسمّٰی بہ رومہ تھا وہ اس کی ایک مشک نیم صاع کو بیچتے، سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: بعنیھا بعین فی الجنۃ یہ چشمہ میرے ہاتھ ایک چشمہ بہشت کے عوض بیچ ڈال۔ عرض کی: یارسول اللہ! میری اور میرے بچوں کی معاش اسی میں ہے مجھ میں طاقت نہیں۔ یہ خبر عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو پہنچی وہ چشمہ مالک سے پینتیس ہزار روپے کو خرید لیا، پھر خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہوکر عرض کی: یارسول اللہ اتجعل لی مثل الذی جعلت لہ عینا فی الجنۃ اشتریتھا یارسول اللہ! کیا جس طرح حضور اس شخص کو چشمہ بہشتی عطا فرماتے تھے اگر میں یہ چشمہ اس سے خرید لوں تو حضور مجھے عطا فرمائیں گے؟ قال نعم فرمایا: ہاں۔ عرض کی: میں نے بئر رومہ خرید لیا اور مسلمانوں پر وقف کردیا۔ الطبرانی [1] فی الکبیر وابن عساکر عن بشیر رضی اللہ تعالٰی عنہ

(طبرانی نے کبیر میں اور ابن عساکر نے بشیر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

(اـ المعجم الکبیر عن بشیر اسلمی حدیث ۱۲۲۶ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲/۴۱و۴۲) (تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۴۷۱۵ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۴۱/۴۹) (کنز العمال بحوالہ طب کر حدیث ۳۶۱۸۳ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/۳۵و۳۶)

ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: اشترٰی عثمان بن عفان من رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الجنۃ مرتین یوم رومۃ ویوم جیش العسرۃ۔ الحاکم اـ وابن عدی وعساکر عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ نے دوبار نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے جنت خرید لی بئر رومہ کے دن اور لشکر کی تنگدستی کے روز۔ (حاکم اور ابن عدی اور ابن عساکر نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

(اـ المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ اشترٰی عثمان الجنۃ مرتین دار الفکر بیروت ۳/۱۰۷) (تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۴۷۱۵ عثمان بن عفان دار احیاء التراث العربی بیروت ۴۱/۴۹) (الکامل لابن عدی ترجمہ بکر بن بکار دار الفکر بیروت ۲/۴۶۴)

(۴) عثمان ابن عامر:

ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا نسب حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے نسب پاک سے مرہ میں ملتا ہے

روایت ہے حضرت جابر سے کہ فرماتے ہیں کہ ابوقحافہ فتح مکہ کے دن لائے گئے حالانکہ ان کا سر اور داڑھی سفیدی میں ثغامہ کی طرح تھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے کسی چیز سے بدل دو اور سیاہی سے بچو (مسلم)

(۵) عثمان ابن مظعون:

،آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی ہیں حضرت خولہ بنتِ حکیم حضرت عثمان ابن مظعون کی بیوی ہیں، نہایت نیک اور عالمہ تھیں۔۔

روایت ہے حضرت عثمان ابن مظعون سے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ہمیں خصی ہوجانے کی اجازت دیجئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو خصی ہو یا خصی کرے وہ ہم میں سے نہیں میری امت کا خصی ہونا روزے ہیں عرض کیا کہ ہمیں خانہ بدوش ہونے کی اجازت دیجئے فرمایا میری امت کی خانہ بدوشی اللہ کی راہ میں جہاد ہے عرض کیا ہمیں ترک دنیا کی اجازت دیجئے فرمایا میری امت کا ترک دنیا نماز کے انتظار میں مسجدوں میں بیٹھنا ہے اسے شرح السنہ نے روایت کیا ہے۔

روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان ابن مظعون کی میت کو چوما حالانکہ حضور رو رہے تھے حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو عثمان کے چہرے پر بہنے لگے (ترمذی، ابوداؤد)

روایت ہے حضرت مطلب ابن ابی وداعہ سے فرماتے ہیں حضرت عثمان ابن مظعون فوت ہوئے ان کا جنازہ لا کر دفن کیا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو پتھر لانے کا حکم دیا وہ اسے اٹھا نہ سکا تب خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادھر تشریف لے گئے اپنی آستینیں چڑھائیں مطلب کہتے ہیں کہ جس نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واقعہ کی خبر دی وہ کہتے تھے گویا میں اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کلائیوں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھولا پھر پتھر اٹھایا اور اسے قبر کے سرہانے رکھ دیا اور فرمایا کہ میں اس سے اپنے بھائی کی قبر کا نشان لگاتا ہوں اور ان کے پاس اپنے فوت ہونے والے گھر والوں کو دفن کروں گا (ابوداؤد)

روایت ہے ام العلاء انصاریہ سے فرماتی ہیں میں نے عثمان ابن مظعون کا چشمہ خواب میں دیکھا تو جب ہوا میں نے اسکا واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا تو فرمایا کہ یہ اس کا عمل ہے جو اس کے لیے جاری ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الشہادات، باب القرعۃ فی المشکلات، الحدیث ۲۶۸۷، ص ۲۰۹، مختصر)

(۲) عثمان ابن طلحہ:

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا

ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو۔ (پ5، النساء:58)

یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا عثمان بن طلحہ حجبی داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی، وہ فتح مکہ کے دن خانہ کعبہ کے خادم تھے، جب نبی کریم، رؤف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم خانہ کعبہ شریف میں داخل ہونے لگے تو انہوں نے کعبہ کا دروازہ بند کر دیا اور یہ گمان کرتے ہوئے چابی دینے سے انکار کر دیا اگر وہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو اللہ عزوجل کا رسول مانتے تو ہرگز انکار نہ کرتے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے اُن کے ہاتھ کو مروڑا (یعنی مل دیا) اور ان سے چابی لے لی اور کعبہ کا دروازہ کھول دیا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کعبہ شریف میں داخل ہوئے اور اس میں نماز پڑھی، پھر جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم باہر تشریف لائے تو حضرت سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: چابی مجھے عنایت فرمایئے تاکہ میں کعبہ شریف کی خدمت اور اس میں حاجیوں کو پانی پلانے کی ذمہ داری لے لوں۔ تو اللہ عزوجل نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

پس رسول اکرم، شفیع معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو حضرت سیدنا عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چابی واپس دینے اور اُن سے معذرت کرنے کا حکم دیا، اس پر حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: پہلے تم نے نفرت دلائی، ایذاء پہنچائی اور اب نرمی کرنے لگے ہو۔ تو حضرت سیدنا علی

المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل نے تیرے بارے میں قرآنِ کریم کی آیت مبارکہ نازل فرمائی ہے۔ پھر انہیں یہ آیت مبارکہ سنائی تو وہ مسلمان ہو گئے، اور چابی انہیں کے پاس رہی جب ان کے انتقال کا وقت ہوا تو انہوں نے وہ چابی اپنے بھائی شیبہ کے حوالے کردی اور اب قیامت تک کعبہ کی خدمت انہیں کی اولاد میں رہے گی، کیونکہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے انہیں چابی عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا: اسے ہمیشہ کے لئے لے لو تم سے یہ چابی ظالم کے علاوہ کوئی نہیں چھین سکتا۔

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۴۸۸، ج ۱، ص ۱۵۱)

اَلزَّوَاجِرُ عَنْ اِقْتِرَافِ الْکَبَائِر مؤلف شیخ الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حجر المکی الھیتمی الشافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی اَلْمُتَوَفّٰی ۹۷۴ھ

ابوسلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اونٹ پر کجاوہ باندھا اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ کیا بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو اونٹ پر سوار کرایا اور وہ اپنے دودھ پیتے بچے کو گود میں لے کر اونٹ پر بٹھادی گئیں تو ایک دم حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے میکا والے بنو مغیرہ دوڑ پڑے اور ان لوگوں نے یہ کہہ کر کہ ہمارے خاندان کی لڑکی مدینہ نہیں جاسکتی حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو اونٹ سے اتارڈالا یہ دیکھ کر حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے خاندان والوں کو طیش آ گیا اور ان لوگوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی گود سے بچے کو چھین لیا اور یہ کہا کہ یہ بچہ ہمارے خاندان کا ہے اس لئے ہم اس بچہ کو ہرگز ہرگز تمہارے پاس نہیں رہنے دیں گے اس طرح بیوی اور بچہ دونوں حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے جدا ہو گئے مگر حضرت ابوسلمہ نے ہجرت کا ارادہ نہیں چھوڑا بلکہ بیوی اور بچہ دونوں کو خدا کے سپرد کر کے تنہا مدینہ منورہ چلے گئے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا شوہر اور بچے کی جدائی پر دن رات رویا کرتی تھیں ان کا یہ حال دیکھ کر ان کے ایک چچازاد بھائی کو رحم آ گیا اور اس نے بنو مغیرہ کو سمجھایا کہ آخر اس غریب عورت کو تم لوگوں نے اس کے شوہر اور بچے سے کیوں جدا کر رکھا ہے؟ کیا تم لوگ یہ نہیں دیکھ رہے ہو کہ وہ ایک پتھر کی چٹان پر ایک ہفتہ سے اکیلی بیٹھی ہوئی بچے اور شوہر کی جدائی میں رویا کرتی ہے آخر بنو مغیرہ کے لوگ اس پر رضامند ہو گئے کہ ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا اپنے بچے کو لے کر اپنے شوہر کے پاس مدینہ چلی جائے پھر حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے خاندان والوں نے بھی بچہ کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے سپرد کر دیا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا بچے کو گود میں لے کر ہجرت کے ارادہ سے اونٹ پر سوار ہو گئیں مگر جب مقام تنعیم میں پہنچیں تو عثمان بن طلحہ راستہ میں ملا جو مکہ کا مانا ہوا ایک نہایت ہی شریف انسان تھا اس نے پوچھا کہ ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں اپنے شوہر کے پاس مدینہ جارہی ہوں اس نے کہا کہ کیا تمہارے ساتھ کوئی دوسرا نہیں ہے؟ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے درد بھری آواز میں جواب دیا میرے ساتھ میرے اللہ عزوجل اور میرے اس بچہ کے سوا دوسرا کوئی نہیں ہے یہ سن کر عثمان بن طلحہ کو شریفانہ جذبہ آ گیا اور اس نے کہا کہ

خدا کی قسم میرے لئے یہ زیب نہیں دیتا کہ تمہارے جیسی ایک شریف زادی اور ایک شریف انسان کی بیوی کو تنہا چھوڑ دوں یہ کہہ کر اس نے اونٹ کی مہار اپنے ہاتھ میں لی اور پیدل چلنے لگا۔

حضرت ام سلمہ کا بیان ہے کہ خدا کی قسم میں نے عثمان بن طلحہ سے زیادہ شریف کسی عرب کو نہیں پایا جب ہم کسی منزل پر اترتے تو وہ الگ دور جا کر کسی درخت کے نیچے سو رہتا اور میں اپنے اونٹ پر سو رہتی پھر چلنے کے وقت وہ اونٹ کی مہار ہاتھ میں لے کر پیدل چلنے لگتا اسی طرح اس نے مجھے قبا تک پہنچا دیا اور یہ کہہ کر واپس مکہ چلا گیا کہ اب تم چلی جاؤ تمہارا شوہر اسی گاؤں میں ہے چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بخیریت مدینہ پہنچ گئیں۔

(شرح العلامۃ الزرقانی، حضرت ام سلمۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا، ج ۴، ص ۳۹۶۔۳۹۸)

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمر سے (رضی اللہ عنہما) کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسامہ ابن زید، بلال وابن رباح اور عثمان ابن طلحہ حجبی کعبہ میں داخل ہوئے اور آپ پر کعبہ بند کر لیا اس میں کچھ ٹھہرے جب تشریف لائے تو میں نے بلال سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا تو فرمایا ایک ستون اپنے بائیں اور دو ستون اپنے دائیں اور تین ستون اپنے پیچھے رکھے کعبہ اس دن چھ ستونوں پر تھا پھر نماز پڑھی (مسلم، بخاری)

(۷) عثمان ابن حنیف:

حضرت سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا شخص شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحب معطر پسینہ، باعثِ نزول سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ میری بینائی واپس لوٹا دے۔ تو سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا، کیا میں تیرے لئے دعا کروں؟ اس نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری بصارت کا چلا جانا مجھ پر بہت شاق گزرتا ہے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا، جاؤ! وضو کرو اور پھر دو رکعتیں ادا کرو، اس کے بعد یہ دعا مانگو، اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّیْ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیۡ اَتَوَجَّہُ اِلٰی رَبِّیۡ بِكَ اَنْ یَّكْشِفَ لِیۡ عَنْ بَصَرِیۡ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیَّ وَشَفِّعْنِیۡ فِیۡ نَفْسِیۡ اے اللہ عزوجل میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں جو رحمت والے نبی ہیں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں عرض کرتا ہوں کہ وہ میری بینائی سے پردہ ہٹا دے، یا اللہ عزوجل! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش میرے حق میں قبول فرما اور میری مراد پوری فرما۔

راوی فرماتے ہیں کہ جب وہ شخص وہاں سے پلٹا تو اللہ عزوجل نے اس کی بینائی واپس لوٹا دی تھی۔

(الترغیب والترھیب، کتاب النوافل، باب الترغیب فی صلاۃ الحاجۃ ودعائھا، رقم ۱، ج ۱، ص ۲۷۲) (سنن ابن ماجہ، کتاب إقامۃ الصلوات

والسنۃ فیہا، باب ماجاء فی صلاۃ الحاجۃ، الحدیث: ۱۳۸۵، ج ۲، ص ۱۵۶) (جامع الترمذی، کتاب احادیث شتی، باب ۱۲۷، رقم ۳۵۸۹، ج ۵، ص ۳۳۲، المعجم الکبیر للطبرانی، ج ۹، رقم ۸۳۱۱، ص ۳۰)

(۸) عثمان ابن ابوالعاص:

حضرت سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کلاب بن اُمیہ کے پاس سے گزرے، وہ بصرہ میں ایک ٹیکس وصول کرنے والے کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے ان سے پوچھا: آپ کو یہاں کس نے بٹھایا ہے؟ انہوں نے بتایا: زیاد نے مجھے اس جگہ کا عامل مقرر کیا ہے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے سنی ہوئی حدیث پاک نہ سناؤں؟ انہوں نے عرض کی، کیوں نہیں! ضرور سنایے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے خاتم المرسلین، رحمۃ للعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: حضرت داؤد علیہ الصلوۃ و السلام کا معمول تھا کہ وہ ایک مخصوص ساعت میں اپنے گھر والوں کو بیدار کر کے ارشاد فرماتے: اے آلِ داؤد! اٹھ کر نماز پڑھو کیونکہ یہ وہ ساعت ہے جس میں اللہ عزوجل ساحر اور عشر وصول کرنے والے کے علاوہ سب کی دعا قبول فرماتا ہے۔ یہ سن کر کلاب بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سواری پر سوار ہو کر زیاد کے پاس آئے اور استعفیٰ پیش کیا جو اس نے قبول کر لیا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۱۶۲۸۱، ج ۵، ص ۴۹۲)

حضرت سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ عزوجل اپنی رحمت اور فضل وجود کے ذریعے مخلوق کو اپنا قرب بخشتا ہے، پھر اپنی شرمگاہ کے ذریعے کمانے والی اور ٹیکس وصول کرنے والے کے علاوہ ہر بخشش چاہنے والے کی مغفرت فرمادیتا ہے۔ (المعجم الکبیر، الحدیث: ۸۳۷۱، ج ۹، ص ۵۴)

حضرت سیدنا عثمان بن ابو عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے جو آخری وصیت فرمائی وہ یہ تھی کہ مؤذن ایسے شخص کو بناؤ جو اذان دینے پر اجرت نہ لے۔ (سنن ترمذی، ابواب الصلوۃ، باب ماجاء فی کراھیۃ ان یاخذ المؤذن علی الاذان ثوابا، رقم ۲۰۹، ج ۱، ص ۲۵۲)

حضرت سیدنا عثمان بن ابو عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا، جس طرح تم میں سے کسی کے پاس لڑائی میں بچاؤ کے لئے ڈھال ہوتی ہے اسی طرح روزہ جہنم سے تمہاری ڈھال ہے اور ہر ماہ تین دن روزے رکھنا بہترین روزے ہیں۔

(ابن خزیمہ، کتاب الصوم، رقم ۲۱۲۵، ج ۳، ص ۳۰۱)

حضرت سیدنا عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی، یارسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم! شیطان میرے اور میری نماز کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور میری قراءت میں شبہ ڈال دیتا ہے۔ تو رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا، یہ وہ شیطان ہے جسے خِنْزَب کہا جاتا ہے جب تم اسے محسوس کرو تو اس سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگو اور اپنے بائیں طرف تین مرتبہ تھوک دیا کرو۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے ایسے کیا تو اللہ عزوجل نے شیطان کو مجھ سے دور فرما دیا۔

(صحیح مسلم، کتاب السلام، باب التعوذ من شیطان الوسوسۃ فی الصلوۃ، رقم ۲۲۰۳، ج ا، ص ۱۲۰۹)

(۹) علی ابن ابی طالب:

خلیفہ چہارم جانشین رسول وزوج بتول حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے۔ آپ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچا ابو طالب کے فرزند ارجمند ہیں۔ عام الفیل کے تیس برس بعد جبکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عمر شریف تیس برس کی تھی۔ ۱۳ رجب کو جمعہ کے دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت فاطمہ بنت اسد ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) آپ نے اپنے بچپن ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے زیر تربیت ہر وقت آپ کی امداد ونصرت میں لگے رہتے تھے۔ آپ مہاجرین اولین اور عشرہ مبشرہ میں اپنے بعض خصوصی درجات کے لحاظ سے بہت زیادہ ممتاز ہیں۔ جنگ بدر، جنگ اُحد، جنگ خندق وغیرہ تمام اسلامی لڑائیوں میں اپنی بے پناہ شجاعت کے ساتھ جنگ فرماتے رہے اور کفار عرب کے بڑے بڑے نامور بہادر اور سورما آپ کی مقدس تلوار ذُوالفقار کی مار سے مقتول ہوئے۔ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد انصار ومہاجرین نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کر کے آپ کو امیر المؤمنین منتخب کیا اور چار برس آٹھ ماہ نو دن تک آپ مسند خلافت کو سرفراز فرماتے رہے۔ ۱۷ رمضان ۴۰ھ کو عبدالرحمن بن ملجم مرادی خارجی مردود نے نماز فجر کو جاتے ہوئے آپ کی مقدس پیشانی اور نورانی چہرے پر ایسی تلوار ماری جس سے آپ شدید طور پر زخمی ہو گئے اور دو دن زندہ رہ کر جام شہادت سے سیراب ہو گئے اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ ۱۹ رمضان جمعہ کی رات میں آپ زخمی ہوئے اور ۲۱ رمضان شب یکشنبہ آپ کی شہادت ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

جب عبدالرحمن بن ملجم خارجی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک پر تلوار ماری اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس پیشانی اور چہرہ انور پر شدید زخم لگا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ ادا ہوئے کہ فُزْتُ بِرَبِّ الکعبۃ کعبہ کے رب کی قسم! میں تو کامیاب ہو گیا۔

حضرت محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادوں کو جمع کر کے کچھ وصیتیں فرمائیں۔ پھر اس کے بعد لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے سوا کوئی دوسرا لفظ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان

مبارک سے نکلا اور کلمہ پڑھتے ہوئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح اقدس عالم قدس کو روانہ ہوگئی۔(اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ)(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت ومابعدہ، الباب الرابع فی وفاۃ رسول اللہ۔۔۔الخ، ج۵،ص۲۲۹)

بوقتِ شہادت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر شریف ترسٹھ سال کی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادگان نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل دیا اور بڑے صاحبزادہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ۱۷رمضان ۴۰ھ جمعہ کی رات میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی ہوئے اور دودن زندہ رہ کر جامِ شہادت سے سیراب ہوگئے اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ ۱۹رمضان شب یک شنبہ (اتوار) میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی۔(تاریخ الخلفاء، فصل فی مبایعۃ علی رضی اللہ عنہ بالخلافۃ۔۔۔الخ، ص۱۳۹)

کرامات

قبر والوں سے سوال وجواب

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں گئے تو آپ نے قبروں کے سامنے کھڑے ہوکر باآواز بلند فرمایا کہ اے قبر والو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ! کیا تم لوگ اپنی خبریں ہمیں سناؤ گے یا ہم تم لوگوں کو تمہاری خبریں سنائیں؟ اس کے جواب میں قبروں کے اندر سے آواز آئی: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اے امیر المؤمنین! رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ہی ہمیں یہ سنایئے کہ ہماری موت کے بعد ہمارے گھروں میں کیا کیا معاملات ہوئے؟ حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے قبر والو! تمہارے بعد تمہارے گھروں کی خبر یہ ہے کہ تمہاری بیویوں نے دوسرے لوگوں سے نکاح کرلیا اور تمہارے مال ودولت کو تمہارے وارثوں نے آپس میں تقسیم کرلیا اور تمہارے چھوٹے چھوٹے بچے یتیم ہوکر دربدر پھر رہے ہیں اور تمہارے مضبوط اور اونچے اونچے محلوں میں تمہارے دشمن آرام اور چین کے ساتھ زندگی بسر کررہے ہیں۔ اس کے جواب میں قبروں میں سے ایک مردہ کی یہ دردناک آواز آئی کہ اے امیر المؤمنین! رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہماری خبر یہ ہے کہ ہمارے کفن پرانے ہوکر پھٹ چکے ہیں اور جو کچھ ہم نے دنیا میں خرچ کیا تھا اس کو ہم نے یہاں پالیا ہے اور جو کچھ ہم دنیا میں چھوڑ آئے تھے اس میں ہمیں گھاٹا ہی گھاٹا اٹھانا پڑا ہے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء۔۔۔الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ۔۔۔الخ، ص۶۱۳)

فالج زدہ اچھا ہوگیا

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب طبقات میں ذکر فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت

علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دونوں شاہزادگان حضرت امام حسن وامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ حرم کعبہ میں حاضر تھے کہ درمیانی رات میں ناگہاں یہ سنا کہ ایک شخص بہت ہی گڑگڑا کر اپنی حاجت کے لیے دعا مانگ رہا ہے اور زار زار رو رہا ہے۔ آپ نے حکم دیا کہ اس شخص کو میرے پاس لاؤ۔ وہ شخص اس حال میں حاضر خدمت ہوا کہ اس کے بدن کی ایک کروٹ فالج زدہ تھی اور وہ زمین پر گھسٹتا ہوا آپ کے سامنے آیا۔ آپ نے اس کا قصہ دریافت فرمایا تو اس نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین! رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بہت ہی بے باکی کے ساتھ قسم قسم کے گناہوں میں دن رات منہمک رہتا تھا اور میرا باپ جو بہت ہی صالح اور پابند شریعت مسلمان تھا، بار بار مجھ کو ٹوکتا اور گناہوں سے منع کرتا رہتا تھا میں نے ایک دن اپنے باپ کی نصیحت سے ناراض ہو کر اس کو مار دیا اور میری مار کھا کر میرا باپ رنج و غم میں ڈوبا ہوا حرم کعبہ آیا اور میرے لئے بددعا کرنے لگا۔ ابھی اس کی دعا ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ بالکل ہی اچانک میری ایک کروٹ پر فالج کا اثر ہو گیا اور میں زمین پر گھسٹ کر چلنے لگا۔ اس غیبی سزا سے مجھے بڑی عبرت حاصل ہوئی اور میں نے رو رو کر اپنے باپ سے اپنے جرم کی معافی طلب کی اور میرے باپ نے اپنی شفقت پدری سے مجبور ہو کر مجھ پر رحم کھایا اور مجھے معاف کر دیا اور کہا کہ بیٹا چل! جہاں میں نے تیرے لیے بددعا کی تھی اسی جگہ اب میں تیرے لئے صحت وسلامتی کی دعا مانگوں گا۔ چنانچہ میں اپنے باپ کو اونٹنی پر سوار کر کے مکہ معظمہ لا رہا تھا کہ راستے میں بالکل ناگہاں اونٹنی ایک مقام پر بدک کر بھاگنے لگی اور میرا باپ اس کی پیٹھ پر سے گر کر دو چٹانوں کے درمیان ہلاک ہو گیا اور اب میں اکیلا ہی حرم کعبہ میں آ کر دن رات رو رو کر خدا تعالیٰ سے اپنی تندرستی کے لیے دعائیں مانگتا رہتا ہوں۔ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساری سرگزشت سن کر فرمایا کہ اے شخص! اگر واقعی تیرا باپ تجھ سے خوش ہو گیا تھا تو اطمینان رکھ کہ خدا کریم بھی تجھ سے خوش ہو گیا ہے۔ اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بحلف شرعی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا باپ مجھ سے خوش ہو گیا تھا۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کی حالت زار پر رحم کھا کر اس کو تسلی دی اور چند رکعت نماز پڑھ کر اس کی تندرستی کے لئے دعا مانگی۔ پھر فرمایا کہ اے شخص! اٹھ کھڑا ہو جا! یہ سنتے ہی وہ بلا تکلف اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور چلنے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ اے شخص! اگر تو نے قسم کھا کر یہ نہ کہا ہوتا کہ تیرا باپ تجھ سے خوش ہو گیا تھا تو میں ہرگز تیرے لئے دعا نہ کرتا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء۔۔۔ الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ۔۔۔ الخ ص ۶۱۴)

گرتی ہوئی دیوار تھم گئی

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دیوار کے سائے میں ایک مقدمہ کا فیصلہ فرمانے کے لیے بیٹھ گئے۔ درمیان مقدمہ میں لوگوں نے شور مچایا کہ اے امیر المؤمنین! رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہاں سے اٹھ جائیے یہ دیوار گر رہی ہے۔ آپ نے نہایت سکون واطمینان کے ساتھ فرمایا

کہ مقدمہ کی کارروائی جاری رکھو۔ اللہ تعالیٰ بہترین حافظ وناصر ونگہبان ہے۔ چنانچہ اطمینان کے ساتھ آپ اس مقدمہ کا فیصلہ فرما کر جب وہاں سے چل دیئے تو فوراً ہی وہ دیوار گر گئی۔

(ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم، اما مآثر امیر المؤمنین وامام المجتہدین اسد اللہ۔۔۔ الخ، ومن کراماتہ، ج ۴، ص ۴۹۴)

آپ کو جھوٹا کہنے والا اندھا ہو گیا

علی بن زاذان کا بیان ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ کوئی بات ارشاد فرمائی تو ایک بد نصیب نے نہایت ہی بیباکی کے ساتھ یہ کہہ دیا کہ اے امیر المؤمنین! رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ جھوٹے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے شخص! اگر میں سچا ہوں تو ضرور تو قہر الٰہی میں گرفتار ہو جائے گا۔ اس گستاخ نے کہہ دیا کہ آپ میرے لیے بددعا کر دیجئے، مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔ اس کے منہ سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ بالکل ہی اچانک وہ شخص دونوں آنکھوں سے اندھا ہو گیا اور ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔

(ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم، اما مآثر امیر المؤمنین وامام المجتہدین اسد اللہ۔۔۔ الخ، ومن کراماتہ، ج ۴، ص ۴۹۵)

کون کہاں مرے گا؟ کہاں دفن ہو گا

حضرت اصبغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ سفر میں میدان کربلا کے اندر ٹھیک اس جگہ پہنچے جہاں آج حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر انور بنی ہوئی ہے، تو آپ نے فرمایا کہ اس جگہ آئندہ زمانے میں ایک آل رسول (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا قافلہ ٹھہرے گا اور اس جگہ ان کے اونٹ بندھے ہوئے ہوں گے اور اسی میدان میں جوانانِ اہل بیت کی شہادت ہوگی اور اسی جگہ ان شہیدوں کا مدفن بنے گا اور ان لوگوں پر آسمان و زمین روئیں گے۔ (الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، الباب الرابع فی مناقب امیر المؤمنین علی بن ابی طالب، الفصل التاسع فی ذکر نبذ من فضائلہ، ذکر کراماتہ، ج ۲، ص ۲۰۱)

فرشتوں نے چکی چلائی

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلانے کے لیے ان کے مکان پر بھیجا تو میں نے وہاں یہ دیکھا کہ ان کے گھر میں چکی بغیر کسی چلانے والے کے خود بخود چل رہی ہے۔ جب میں نے بارگاہ رسالت میں اس عجیب کرامت کا تذکرہ کیا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوذر! رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے بھی ہیں جو زمین میں سیر کرتے رہتے

ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کی یہ بھی ڈیوٹی فرمادی ہے کہ وہ میری آل کی امداد واعانت کرتے رہیں۔ (الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، الباب الرابع فی مناقب امیرالمؤمنین علی بن ابی طالب، الفصل التاسع فی ذکر نبذ من فضائلہ، ذکر کراماتہ، ج ۲، ص ۲۰۲ ملتقطاً)

میں کب وفات پاؤں گا؟

حضرت فضالہ بن ابی فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ امیرالمؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام ینبع میں بہت سخت بیمار ہوگئے تو میں اپنے والد کے ہمراہ ان کی عیادت کے لیے گیا۔ دوران گفتگو میرے والد نے عرض کیا: اے امیرالمؤمنین! رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ اس وقت ایسی جگہ علالت کی حالت میں مقیم ہیں اگر اس جگہ آپ کی وفات ہوگئی تو قبیلہ جہینہ کے گنواروں کے سوا اور کون آپ کی تجہیز و تکفین کریگا؟ اس لئے میری گزارش ہے کہ آپ مدینہ منورہ تشریف لے چلیں کیونکہ وہاں اگر یہ حادثہ رونما ہوا تو وہاں آپ کے جاں نثار مہاجرین وانصار اور دوسرے مقدس صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور یہ مقدس ہستیاں آپ کے کفن و دفن کا انتظام کریں گی۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ اے ابوفضالہ! تم اطمینان رکھو کہ میں اپنی بیماری میں ہرگز ہرگز وفات نہیں پاؤں گا۔ سن لو اس وقت تک ہرگز ہرگز میری موت نہیں آسکتی جب تک کہ مجھے تلوار مار کر میری پیشانی اور داڑھی کو خون سے رنگین نہ کردیا جائے۔

(ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم، اما مآثر امیرالمؤمنین وامام المجمعین اسداللہ۔۔۔الخ، ومن کراماتہ، ج ۴، ص ۴۹۶)

درِ خیبر کا وزن

جنگ خیبر میں جب گھمسان کی جنگ ہونے لگی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈھال کٹ کر گر پڑی تو آپ نے جوش جہاد میں آگے بڑھ کر قلعہ خیبر کا پھاٹک اکھاڑ ڈالا اور اس کے ایک کواڑ کو ڈھال بنا کر اس پر دشمنوں کی تلواروں کو روکتے تھے۔ یہ کواڑ اتنا بھاری اور وزنی تھا کہ جنگ کے خاتمہ کے بعد چالیس آدمی ملکر بھی اس کو نہ اٹھا سکے۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، غزوۃ خیبر، ج ۳، ص ۲۶۷ ملتقطاً)

کٹا ہوا ہاتھ جوڑ دیا

روایت ہے کہ ایک حبشی غلام جو امیرالمؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتہائی مخلص محب تھا، شامت اعمال سے اس نے ایک مرتبہ چوری کرلی، لوگوں نے اس کو پکڑ کر دربار خلافت میں پیش کردیا اور غلام نے اپنے جرم کا اقرار بھی کرلیا۔ امیرالمؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ جب وہ اپنے گھر کو روانہ ہوا تو راستہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن الکرا سے اس کی ملاقات ہوگئی۔ ابن الکرا نے پوچھا کہ تمہارا ہاتھ کس نے کاٹا؟ تو غلام نے کہا

نا امیر المؤمنین ویعسوب المسلمین، داماد رسول وزوج بتول نے۔ ابن الکراء نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمہارا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر بھی تم اس قدر اعزاز واکرام اور مدح وثناء کے ساتھ ان کا نام لیتے ہو؟ غلام نے کہا کہ کیا ہوا؟ انہوں نے حق پر میرا ہاتھ کاٹا اور مجھے عذاب جہنم سے بچالیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں کی گفتگو سنی اور امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا تذکرہ کیا تو امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس غلام کو بلوا کر اس کا کٹا ہوا ہاتھ اس کی کلائی پر رکھ کر رومال سے چھپا دیا پھر کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔ اتنے میں ایک غیبی آواز آئی کہ رومال ہٹا ؤ جب لوگوں نے رومال ہٹایا تو غلام کا کٹا ہوا ہاتھ اس طرح کلائی سے جڑ گیا تھا کہ کہیں کٹنے کا نشان بھی نہیں تھا۔

(التفسیر الکبیر، سورۃ الکھف، تحت الآیۃ: ۹-۱۲، ج ۷، الجزء ۲۱، ص ۴۳۴)

شوہر، عورت کا بیٹا نکلا

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاشانہ خلافت سے کچھ دور ایک مسجد کے پہلو میں دو میاں بیوی رات بھر جھگڑا کرتے رہے، صبح کو امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں کو بلا کر جھگڑے کا سبب دریافت فرمایا، شوہر نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کیا کروں؟ نکاح کے بعد مجھے اس عورت سے بے انتہا نفرت ہو گئی، یہ دیکھ کر بیوی مجھ سے جھگڑا کرنے لگی، پھر بات بڑھ گئی اور رات بھر لڑائی ہوتی رہی۔ آپ نے تمام حاضرین دربار کو باہر نکال دیا اور عورت سے فرمایا کہ دیکھ میں تجھ سے جو سوال کروں اس کا سچ سچ جواب دینا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے عورت! تیرا نام یہ ہے؟ تیرے باپ کا نام یہ ہے؟ عورت نے کہا کہ بالکل ٹھیک آپ نے بتایا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے عورت! تو یاد کر کہ تو زنا کاری سے حاملہ ہو گئی تھی اور ایک مدت تک تو اور تیری ماں اس حمل کو چھپاتی رہی۔ جب دردِ زہ شروع ہوا تو تیری ماں تجھے اس گھر سے باہر لے گئی اور جب بچہ پیدا ہوا تو اس کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر تو نے میدان میں ڈال دیا۔ اتفاق سے ایک کتا اس بچے کے پاس آیا۔ تیری ماں نے اس کتے کو پتھر مارا لیکن وہ پتھر بچے کو لگا اور اس کا سر پھٹ گیا تیری ماں کو بچے پر رحم آ گیا اور اس نے بچے کے زخم پر پٹی باندھ دی۔ پھر تم دونوں وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئیں۔ اس کے بعد اس بچے کی تم دونوں کو کچھ بھی خبر نہیں ملی۔ کیا یہ واقعہ سچ ہے؟ عورت نے کہا کہ ہاں! اے امیر المؤمنین! رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ پورا واقعہ حرف بحرف صحیح ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے مرد! تو اپنا سر کھول کر اس کو دکھا دے۔ مرد نے سر کھولا تو اس زخم کا نشان موجود تھا۔ اس کے بعد امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے عورت! یہ مرد تیرا شوہر نہیں ہے بلکہ تیرا بیٹا ہے، تم دونوں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تم دونوں کو حرام کاری سے بچا لیا، اب تو اپنے اس بیٹے کو لے کر اپنے گھر چلی جا۔ (شواہد النبوۃ، رکن سادس در بیان شواھد ودلایلی...الخ، ص ۲۱۳)

ذرا دیر میں قرآن کریم ختم کر لیتے

یہ کرامت روایات صحیحہ سے ثابت کہ آپ گھوڑے پر سوار ہوتے وقت ایک پاؤں رکاب میں رکھتے اور قرآن مجید شروع کرتے اور دوسرا پاؤں رکاب میں رکھ کر گھوڑے کی زین پر بیٹھنے تک اتنی دیر میں ایک قرآن مجید ختم کرلیا کرتے تھے۔ (شواہد النبوۃ، رکن سادس در بیان شواہد ودلائلی ۔۔۔ الخ، ص ۲۱۲)

اشارہ سے دریا کی طغیانی ختم

ایک مرتبہ نہر فرات میں ایسی خوفناک طغیانی آگئی کہ سیلاب میں تمام کھیتیاں غرقاب ہوگئیں لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار گوہر بار میں فریاد کی۔ آپ فوراً ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جبہ مبارکہ وعمامہ مقدسہ و چادر مبارکہ زیب تن فرما کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور آدمیوں کی ایک جماعت جس میں حضرت امام حسن وامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تھے، آپ کے ساتھ چل پڑے۔ آپ نے پل پر پہنچ کر اپنے عصاء سے نہر فرات کی طرف اشارہ کیا تو نہر کا پانی ایک گز کم ہوگیا۔ پھر دوسری مرتبہ اشارہ فرمایا تو مزید ایک گز کم ہوگیا جب تیسری بار اشارہ کیا تو تین گز پانی اتر گیا اور سیلاب ختم ہوگیا۔ لوگوں نے شور مچایا کہ امیر المؤمنین! رضی اللہ تعالیٰ عنہ بس کیجئے یہی کافی ہے۔ (شواہد النبوۃ، رکن سادس در بیان شواہد ودلائلی ۔۔۔ الخ، ص ۲۱۴)

جاسوس اندھا ہوگیا

ایک شخص آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہ کر جاسوسی کیا کرتا تھا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خفیہ خبریں آپ کے مخالفین کو پہنچایا کرتا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس سے دریافت فرمایا تو وہ شخص قسمیں کھانے لگا اور اپنی برأت ظاہر کرنے لگا۔ آپ نے جلال میں آکر فرمایا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تیری آنکھوں کی روشنی چھین لے۔ ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا تھا کہ یہ شخص اندھا ہوگیا اور لوگ اس کو لاٹھی پکڑا کر چلانے لگے۔

(شواہد النبوۃ، رکن سادس در بیان شواہد ودلائلی ۔۔۔ الخ، ص ۲۲۱)

تمہاری موت کس طرح ہوگی؟

ایک شخص آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے اس کو اس کے حالات بتا کر یہ بتایا کہ تم کو فلاں کھجور کے درخت پر پھانسی دی جائے گی۔ چنانچہ اس شخص کے بارے میں جو کچھ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا وہ حرف بحرف درست نکلا اور آپ کی پیش گوئی پوری ہوکر رہی۔ (شواہد النبوۃ، رکن سادس در بیان شواہد ودلائلی ۔۔۔ الخ، ص ۲۱۵)

پتھر اٹھایا تو چشمہ اُبل پڑا

مقام صفین کو جاتے ہوئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر ایک ایسے میدان سے گزرا جہاں پانی نایاب تھا، پورا لشکر پیاس کی شدت سے بے تاب ہوگیا۔ وہاں کے گرجا گھر میں ایک راہب رہتا تھا۔ اس نے بتایا کہ یہاں سے دو کوس کے فاصلے پر پانی مل سکے گا۔ کچھ لوگوں نے اجازت طلب کی تا کہ وہاں سے جا کر پانی پئیں، یہ سنکر آپ اپنے خچر پر سوار ہو گئے اور ایک جگہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ اس جگہ تم لوگ زمین کو کھودو۔ چنانچہ لوگوں نے زمین کی کھدائی شروع کر دی تو ایک پتھر ظاہر ہوا۔ لوگوں نے اس پتھر کو نکالنے کی انتہائی کوشش کی لیکن تمام آلات بے کار ہو گئے اور وہ پتھر نہ نکل سکا۔ یہ دیکھ کر آپ کو جلال آ گیا اور آپ نے اپنی سواری سے اتر کر آستین چڑھائی اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو اس پتھر کی دراز میں ڈال کر زور لگایا تو وہ پتھر نکل پڑا اور اس کے نیچے سے ایک نہایت ہی صاف شفاف اور شیریں پانی کا چشمہ ظاہر ہو گیا اور تمام لشکر اس پانی سے سیراب ہو گیا۔ لوگوں نے اپنے جانوروں کو بھی پلایا اور لشکر کی تمام مشکوں کو بھی بھر لیا، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پتھر کو اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ گرجا گھر کا عیسائی راہب آپ کی یہ کرامت دیکھ کر سامنے آیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ فرشتہ ہیں؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: نہیں۔ اس نے پوچھا: کیا آپ نبی ہیں؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: نہیں۔ اس نے کہا: پھر آپ کون ہیں؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں پیغمبر مرسل حضرت محمد بن عبداللہ خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا صحابی ہوں اور مجھ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے چند باتوں کی وصیت بھی فرمائی ہے۔ یہ سن کر وہ عیسائی راہب کلمہ شریف پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تم نے اتنی مدت تک اسلام کیوں قبول نہیں کیا تھا؟ راہب نے کہا کہ ہماری کتابوں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اس گرجا گھر کے قریب جو ایک چشمہ پوشیدہ ہے اور اس چشمہ کو وہی شخص ظاہر کریگا جو یا تو نبی ہوگا یا نبی کا صحابی ہوگا۔ چنانچہ میں اور مجھ سے پہلے بہت سے راہب اس گرجا گھر میں اسی انتظار میں مقیم رہے۔ اب آج آپ نے یہ چشمہ ظاہر کر دیا تو میری مراد بر آئی۔ اس لئے میں نے آپ کے دین کو قبول کر لیا۔ راہب کی تقریر سن کر آپ رو پڑے اور اس قدر روئے کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی اور پھر آپ نے ارشاد فرمایا: الحمد للہ! عزوجل کہ ان لوگوں کی کتابوں میں بھی میرا ذکر ہے۔ یہ راہب مسلمان ہو کر آپ کے خادموں میں شامل ہو گیا اور آپ کے لشکر میں داخل ہو کر شامیوں سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گیا

اور آپ نے اس کو اپنے دست مبارک سے دفن کیا اور اس کے لیے مغفرت کی دعا فرمائی۔

(شواہد النبوۃ، رکن سادس در بیان شواہد ودلایلی۔۔۔الخ، ص ۲۱۶)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان کسی مسلمان کی

عیادت کے لیے صبح کو جائے تو شام تک اس کے لیے ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں اور شام کو جائے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ ہوگا۔ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۹۷۱، ج ۲، ص ۲۹۰)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اپنے اہل وعیال کو بھلائی سکھاؤ۔

(الترغیب والترھیب ج ۱ ص ۷۰ مکتبہ روضۃ القرآن پشاور)

روایت ہے حضرت علی سے فرماتے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں ایسا کوئی نہیں جس کا ایک ٹھکانہ دوزخ میں اور ایک ٹھکانہ جنت میں نہ لکھا جاچکا ہو لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ہم اپنی تحریر پر بھروسہ کیوں نہ کرلیں اور عمل چھوڑ دیں فرمایا عمل کیئے جاؤ ہر ایک کو وہی اعمال آسان ہوں گے جس کے لیئے پیدا ہوا اگر خوش نصیبوں سے ہے تو اسے خوش نصیبی کے اعمال آسان ہوں گے اور اگر بدنصیبوں سے ہے تو اسے بدنصیبی کے اعمال میسر ہوں گے پھر حضور نے یہ آیت تلاوت کی لیکن جو خیرات کرے اور پرہیز گار اور ایماندار ہوا لایہ (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تک بندہ مؤمن نہیں ہوتا جب تک چار باتوں پر ایمان نہ لائے گواہی دے کے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں مجھے اللہ نے حق کے ساتھ بھیجا اور مرنے اور مرے بعد اٹھنے اور تقدیر پر ایمان لائے (ترمذی، وابن ماجہ)

روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عنقریب لوگوں پر وہ وقت آئے گا جب اسلام کا صرف نام اور قرآن کا صرف رواج ہی رہ جائے گا ان کی مسجدیں آباد ہوں گی مگر ہدایت سے خالی ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین خلق ہوں گے ان سے فتنہ نکلے گا اور انہیں میں لوٹ جائے گا اسے بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس گھر میں فرشتے نہیں آتے جس میں تصویر ہو اور نہ اس میں جس میں کتا اور جنبی ہو (ابوداود، نسائی)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا نعتیہ کلام

فامسی رسول اللہ قد عز نصرہ　　وکان رسول اللہ ارسل با لعدل

فجاء بفرقان من اللہ منزل　　مبینۃ آیا تہ لذوی العقل

فآ من اقوام بذاك ایقنوا　　فامسوا بحمداللہ مجتمعی الشمل

وانکر اقوام فزاغت قلوبھم　　فزادھم ذوالعرش خبلا علی خبل

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ما قیل من الشعر فی یوم بدر، ج ۳، ص ۱۲)

ترجمہ: (۱) یوم بدر رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوب تائید ونصرت ہوئی، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عدل وانصاف کے ساتھ مبعوث کیئے گئے۔

(۲) وہ اللہ عزوجل کی طرف سے نازل کردہ فرقان حمید لیکر آئے جس کی آیات ارباب دانش کیلئے روشن وواضح ہیں۔

(۳) تو اس پر بہت سے لوگ ایمان لائے اور اس کا یقین کیا جس کی وجہ سے وہ بحمدہ تعالیٰ مربوط ومنظم ہوگئے۔

(۴) اور کچھ لوگ اس سے منکر ہوئے تو ان کے دلوں میں کجی آگئی اور رب عرش عزوجل نے بھی ان کی تباہیوں میں اضافہ کردیا۔

(۱۰) علی ابن طلق:

روایت ہے حضرت علی ابن طلق سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی بے آواز ہوا نکالے تو وضو کرے اور عورتوں کی دبروں سے نہ جاؤ (ترمذی وابوداؤد)

(۱۱) عبدالرحمن ابن عوف:

یہ بھی عشرہ مبشرہ یعنی دس جنتی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی فہرست میں ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت مبارکہ سے دس سال بعد خاندان قریش میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وتربیت اسی طرح ہوئی جس طرح سرداران قریش کے بچوں کی ہوا کرتی تھی۔ ان کے اسلام لانے کا سبب یہ ہوا کہ یمن کے ایک بوڑھے عیسائی راہب نے ان کو نبی آخرالزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ظہور کی خبر دی اور یہ بتایا کہ وہ مکہ میں پیدا ہوں گے اور مدینہ منورہ کو ہجرت کریں گے۔ جب یہ یمن سے لوٹ کر مکہ مکرمہ آئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اسلام کی ترغیب دی۔ چنانچہ ایک دن انہوں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کرلیا۔ جبکہ آپ سے پہلے چند ہی آدمی آغوش اسلام میں آئے تھے چونکہ مسلمان ہوتے ہی آپ کے گھر والوں نے آپ پر ظلم وستم کا پہاڑ توڑنا شروع کردیا اس لئے ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے۔ پھر حبشہ سے مکہ مکرمہ واپس آئے اور اپنا سارا مال واسباب چھوڑ کر بالکل خالی ہاتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر آپ نے بازار کا رخ کیا اور چند ہی دنوں میں آپ کی تجارت میں اس قدر خیر وبرکت ہوئی کہ آپ کا شمار دولت مندوں میں ہونے لگا اور آپ نے قبیلہ انصار کی ایک خاتون سے شادی بھی کرلی۔

(الطبقات الکبری لابن سعد، عبدالرحمن بن عوف، ج ۳، ص ۹۲ - ۹۳ ملخصا)

تمام اسلامی لڑائیوں میں آپ نے جان ومال کے ساتھ شرکت کی۔ جنگ اُحد میں یہ ایسی جاں بازی اور سرفروشی کے ساتھ کفار سے لڑے کہ ان کے بدن پر اکیس زخم لگے تھے اور ان کے پاؤں میں بھی ایک گہرا زخم لگ گیا تھا جس کی وجہ سے

لنگڑا کر چلتے تھے۔ (اسد الغابۃ، عبدالرحمن بن عوف، ج ۳، ص ۴۹۶)

آپ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ آپ کا تجارتی قافلہ جو سات سو اونٹوں پر مشتمل تھا۔ آپ نے اپنا یہ پورا قافلہ مع اونٹوں اور ان پر لدے ہوئے سامانوں کے خدا عزوجل کی راہ میں خیرات کر دیا۔

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو صدقہ دینے کی ترغیب دی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار ہزار درہم پیش کر دیئے۔ دوسری مرتبہ چالیس ہزار درہم اور تیسری مرتبہ پانچ سو گھوڑے، پانچ سو اونٹ پیش کر دیے۔ (اسد الغابۃ، عبدالرحمن بن عوف، ج ۳، ص ۴۹۸)

بوقت وفات ایک ہزار گھوڑے اور پچاس ہزار دیناروں کا صدقہ کیا اور جنگ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیلئے چار چار سو دینار کی وصیت فرمائی اور ام المؤمنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دوسری ازواج مطہرات کیلئے ایک باغ کی وصیت کی جو چالیس ہزار درہم کی مالیت کا تھا۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب العشرۃ۔۔۔الخ، الحدیث ۶۱۳۰، ج ۲)

۳۲ھ میں کچھ دنوں بیمار رہ کر بہتر سال کی عمر میں وصال فرمایا اور مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں دفن ہوئے اور ہمیشہ کے لیے سخاوت و شجاعت کا یہ آفتاب غروب ہو گیا۔

(عشرہ مبشرہ، ص ۲۲۹ تا ۲۳۵ والاکمال، ص ۶۰۳ وکنز العمال، ج ۱۵، ص ۲۰۴)

کرامات

یوں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس زندگی سراپا کرامت ہی کرامت تھی مگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا مسئلہ آپ نے جس طرح طے فرمایا وہ آپ کی باطنی فراست اور خداداد کرامت کا ایک بڑا ہی انمول نمونہ ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بوقت وفات چھ جنتی صحابہ حضرت عثمان و حضرت علی و حضرت سعد بن ابی وقاص و حضرت زبیر بن العوام و حضرت عبدالرحمن بن عوف و حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نام لے کر یہ وصیت فرمائی کہ میرے بعد ان چھ شخصوں میں سے جس پر اتفاق رائے ہو جائے اس کو خلیفہ مقرر کیا جائے اور تین دن کے اندر خلافت کا مسئلہ ضرور طے کر لیا جائے اور ان تین دنوں تک حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوۃ و السلام میں امامت کرتے رہیں گے۔ اس وصیت کے مطابق یہ چھ حضرات ایک مکان میں جمع ہو کر دو روز تک مشورہ کرتے رہے مگر یہ مجلس شوریٰ کسی نتیجہ پر نہ پہنچی۔ تیسرے دن حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم لوگ

جانتے ہو کہ آج تقررِ خلافت کا تیسرا دن ہے لہٰذا تم لوگ آج اپنے میں سے کسی کو خلیفہ منتخب کرلو۔ حاضرین نے کہا: اے عبدالرحمن! رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم لوگ تو اس مسئلہ کو حل نہیں کر سکے۔ اگر آپ کے ذہن میں کوئی تجویز ہو تو پیش کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ چھ آدمیوں کی یہ جماعت ایثار سے کام لے اور تین آدمیوں کے حق میں اپنے اپنے حق سے دستبردار ہو جائے۔ یہ سن کر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان فرمادیا کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اپنے حق سے دستبردار ہوتا ہوں۔ پھر حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اپنے حق سے کنارہ کش ہو گئے۔ آخر میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا حق دے دیا۔ اب خلافت کے حقدار حضرت عثمان و حضرت علی و حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہم رہ گئے۔ پھر حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے عثمان وعلی! رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں تم دونوں کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ہرگز ہرگز خلیفہ نہیں بنوں گا، اب تم دو ہی امیدوار رہ گئے ہو اس لئے تم دونوں خلیفہ کے انتخاب کا حق مجھے دے دو۔ حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے انتخاب خلیفہ کا مسئلہ خوشی خوشی حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کردیا۔ اس گفتگو کے مکمل ہوجانے کے بعد حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکان سے باہر نکل آئے اور پورے شہر مدینہ میں خفیہ طور پر گشت کر کے ان دونوں امیدواروں کے بارے میں رائے عامہ معلوم کرتے رہے۔ پھر دونوں امیدواروں سے الگ الگ تنہائی میں یہ عہد لے لیا کہ اگر میں تم کو خلیفہ بنادوں تو تم عدل کرو گے اور اگر دوسرے کو خلیفہ مقرر کردوں تو تم اس کی اطاعت کرو گے۔ جب دونوں امیدواروں سے یہ عہد لے لیا تو پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوۃ والسلام میں آکر یہ اعلان فرمایا کہ اے لوگو! میں نے خلافت کے معاملہ میں خود بھی کافی غور وخوض کیا اور اس معاملہ میں انصار ومہاجرین کی رائے عامہ بھی معلوم کرلی ہے۔ چونکہ رائے عامہ حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے حق میں زیادہ ہے اس لئے میں حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو خلیفہ منتخب کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر سب سے پہلے خود آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی اور آپ کے بعد حضرت علی اور دوسرے سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بیعت کرلی۔ اس طرح خلافت کا مسئلہ بغیر کسی اختلاف و انتشار کے طے ہوگیا جو بلاشبہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک بہت بڑی کرامت ہے۔ (الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، الباب الثالث فی مناقب امیر المومنین عثمان بن عفان، الفصل العاشر فی خلافتہ وما یتعلق بھا، ذکر حدیث الشوری، ج۲، ص ۵۳۔۵۵ ملتقطاً)

جنت میں جانے والا پہلا مال دار

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اَوَّلُ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اَغْنِيَاءِ اُمَّتِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ (یعنی میری امت کے مال داروں میں سب سے پہلے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنت میں داخل ہوں

گے۔ (کنز العمال، کتاب الفضائل، ذکر الصحابۃ وفضلہم، عبدالرحمن بن عوف، الحدیث: ۳۳۴۹۵، ج ۶، الجزء ۱۱، ص ۳۲۸)

ماں کے پیٹ ہی سے سعید

حضرت ابراہیم بن عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ بے ہوش ہوگئے اور کچھ دیر بعد جب وہ ہوش میں آئے تو فرمایا کہ ابھی ابھی میرے پاس دو بہت ہی خوفناک فرشتے آئے اور مجھ سے کہا کہ تم اس خدا کے دربار میں چلو جو عزیز وامین ہے۔ اتنے میں ایک دوسرا فرشتہ آگیا اور اس نے کہا کہ ان کو چھوڑ دو یہ تو جب اپنی ماں کے شکم میں تھے اسی وقت سے سعادت آگے بڑھ کر ان سے وابستہ ہو چکی ہے۔

(کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، الحدیث: ۳۶۶۸۵، ج ۷، الجزء ۱۳، ص ۹۹)

رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جبریل امین علیہ السلام نے مجھ سے عرض کی، کیا میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو خوشخبری نہ سناؤں؟ بے شک اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: جو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درود پاک پڑھے گا میں اس پر رحمت نازل فرماؤں گا اور جو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلامتی نازل فرماؤں گا۔ تو میں یہ سن کر اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ ریز ہوگیا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبدالرحمن بن عوف الزہری، الحدیث: ۱۶۶۲/۱۶۶۴، ج ۱، ص ۴۰۶-۴۰۷)

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور اور بڑے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں بدر کی لڑائی میں میدان میں لڑنے والوں کی صف میں کھڑا تھا۔ میں نے دیکھا کہ میرے دائیں اور بائیں جانب انصار کے دو کم عمر لڑکے ہیں۔ مجھے خیال ہوا کہ میں اگر قوی اور مضبوط لوگوں کے درمیان ہوتا تو اچھا تھا کہ ضرورت کے وقت ایک دوسرے کی مدد کر سکتے میرے دونوں جانب بچے ہیں یہ کیا مدد کرسکیں گے۔ اتنے میں ان دونوں لڑکوں میں سے ایک نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا، چچا جان تم ابو جہل کو پہچانتے ہو میں نے کہا ہاں پہچانتا ہوں تمہاری کیا غرض ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گالیاں بکتا ہے۔ اُس ذات پاک کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں اسکو دیکھ لوں تو میں اس سے جدا نہیں ہوں گا یہاں تک کہ وہ مرجائے یا میں مرجاؤں مجھے اس کے سوال اور جواب پر تعجب ہوا۔ اتنے میں دوسرے نے یہی سوال کیا اور جو پہلے نے کہا تھا وہی اس نے بھی کہا اتفاقاً ابو جہل میدان میں مجھے دوڑتا ہوا نظر آگیا میں نے ان دونوں سے کہا کہ تمھارا مطلوب جس کے بارے میں تم مجھ سے سوال کررہے تھے وہ جارہا ہے۔ دونوں یہ سنکر تلواریں ہاتھ میں لئے ہوئے ایک دم بھاگے چلے گئے اور جا کر اس پر تلوار چلانی شروع کردی یہاں تک کہ اس کو گرادیا۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب ۱۰، الحدیث ۳۹۸۸، ج ۳، ص ۱۴)

حضرتِ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافِعِ

رنج وملال، صاحب جودونوال، رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جب کسی کو زکوۃ وصول کرنے کے لئے عامل مقرر کیا جائے پھر وہ دیانتداری کے ساتھ زکوۃ وصول کرے اور اسے حقدار تک پہنچائے تو وہ اپنے گھر لوٹنے تک اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے والے مجاہد کی طرح ہے۔

(مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب العمال علی الصدقۃ، رقم ۴۴۵۰، ج ۳، ص ۲۳۶)

حضرت سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تین باتیں ایسی ہیں جن پر میں قسم اٹھاسکتا ہوں: (۱) صدقہ سے مال میں کچھ کمی نہیں ہوتی لہذا صدقہ دیا کرو، (۲) جو بندہ ظالم کو معاف کردیتا ہے اللہ عزوجل قیامت کے دن اس کی عزت میں اضافہ فرمائے گا، (۳) جو بندہ اپنے لئے سوال کا دروازہ کھولے گا اللہ عزوجل اس پر فقر کا دروازہ کھول دے گا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبدالرحمن بن عوف الزھری، رقم ۱۶۷۴، ج ۱، ص ۴۱۰)

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اللہ ہوں اور میں رحمن ہوں، میں نے رشتوں کو پیدا کیا ہے۔ اور اپنے نام سے اس کے نام کو مشتق کیا ہے۔ تو جو شخص رشتہ کو ملائے گا میں اس کو ملاؤں گا اور جو اس کو کاٹ دے گا۔ میں اس کو کاٹ دوں گا۔

(سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی قطیعۃ الرحم، الحدیث ۱۹۱۴، ج ۳، ص ۳۶۳)

(۱۲) عبدالرحمن ابن ابزی:

عبدالرحمن بن ابزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم وتروں میں سبح اسم ربک الاعلی اور قل یاایھا الکافرون اور قل ھواللہ احد پڑھتے اور وتروں سے فارغ ہوکر تین بار سبحان الملک القدوس کہتے اور تیسری بار آواز اونچی رکھتے۔ (سنن النسائی حدیث (1721)

آدم، شعبہ، حکم، ذر، سعید بن عبدالرحمن بن ابزی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ایک شخص حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے غسل کی ضرورت ہوگئی، اور پانی نہ مل سکا، تو عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیا آپ کو یاد نہیں کہ ہم اور آپ سفر میں جنبی ہوگئے تھے، تو آپ نے تو نماز نہیں پڑھی اور میں (مٹی میں) چمٹ گیا اور نماز پڑھ لی، پھر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کو بیان کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے صرف یہ کافی تھا (یہ کہہ کر) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارا اور ان میں پھونک دیا، پھر ان سے اپنے منہ اور ہاتھوں پر مسح فرمالیا۔ (صحیح بخاری: جلد اول: حدیث 329)

(۱۳) عبدالرحمن ابن ازہر:

روایت ہے حضرت کریب سے کہ حضرت ابن عباس اور مسور ابن مخرمہ اور عبدالرحمان ابن ازہر نے انہیں حضرت عائشہ کے پاس بھیجا کہا کہ ہم سب کا انہیں سلام کہنا اور ان سے عصر کے بعد والی دو رکعتوں کے متعلق پوچھنا فرماتے ہیں میں حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہیں وہ پیغام پہنچایا جو مجھے دے کر بھیجا تھا انہوں نے کہا ام سلمہ سے پوچھو میں ان حضرات کی طرف لوٹا انہوں نے مجھے ام سلمہ کے پاس لوٹایا ام سلمہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے منع فرماتے سنا پھر میں نے آپ کو یہ رکعتیں پڑھتے دیکھا پھر آپ تشریف لائے تو میں نے آپ کی خدمت میں لڑکی کو بھیجا اور میں نے کہہ دیا کہ آپ سے عرض کرنا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمہ عرض کرتی ہیں کہ میں نے آپ کو ان دو رکعتوں سے منع کرتے سنا اور آپ کو پڑھتے دیکھتی ہوں فرمایا اے ابی امیہ کی بیٹی تم نے عصر کے بعد دو رکعتوں کے متعلق مجھ سے پوچھا میرے پاس عبدالقیس کے کچھ لوگ آئے تھے جنہوں نے مجھے ظہر کے بعد والی دو رکعتوں سے باز رکھا یہ وہی دو رکعتیں ہیں۔ (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت عبدالرحمن بن ازہر سے فرماتے ہیں گویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں جب کہ آپ کے پاس وہ شخص لایا گیا جس نے شراب پی لی تھی لوگوں سے فرمایا اسے مارو تو بعض نے اسے جوتوں سے مارا اور بعض نے اسے ڈنڈے سے مارا اور بعض نے اسے چھڑی سے مارا۔ ابن وہب نے فرمایا کہ متیخہ سے مراد تر شاخ ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے مٹی لی وہ اس کے منہ پر ماری (ابوداؤد)

(۱۴) عبدالرحمن ابن ابی بکر:

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ عزوجل قیامت کے دن قرض لینے والے کو بلائے گا یہاں تک کہ بندہ اس کے سامنے کھڑا ہوگا تو اس سے کہا جائے گا: اے ابن آدم! تُو نے یہ قرض کیوں لیا؟ اور لوگوں کے حقوق کیوں ضائع کئے؟ وہ عرض کریگا: اے رب عزوجل! تو جانتا ہے کہ میں نے قرض لیا مگر نہ اسے کھایا، نہ پیا، نہ پہنا، اور نہ ہی ضائع کیا، البتہ وہ یا تو جل گیا یا چوری ہو گیا یا جتنے میں خریدا تھا اس سے کم میں بیچ دیا۔ تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: میرے بندے نے سچ کہا، میں اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہوں کہ تیری طرف سے قرض ادا کردوں۔ اللہ عزوجل کسی چیز کو بلائے گا اور اسے اس کے ترازو میں رکھے گا لہذا اس کی نیکیاں برائیوں سے زیادہ ہو جائیں گی اور وہ اللہ عزوجل کے فضل و رحمت سے جنت میں داخل ہو جائے گا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبدالرحمن بن ابی بکر، الحدیث: ۱۷۰۸، ج۱، ص ۴۲۰)

حضرت سیدنا عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ خاتم المرسلین، رحمۃ للعٰلمین، شفیع المذنبین،

انیس الغریبین، سراج السالکین، محبوب رب العلمین، جناب صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ فالہ وسلم نے فرمایا کہ بندۂ مومن کو جب لُو لگتی ہے یا بخار ہوتا ہے تو اس کی مثال اس لوہے کی طرح ہوتی ہے جسے آگ میں ڈالا گیا تو آگ نے اس کا زنگ دور کردیا اور اچھائی باقی رکھی۔ (المستدرک، کتاب معرفۃ الصحابۃ، ذکرمناقب عبدالرحمن، رقم ۵۸۸۰، ج ۴، ص ۵۳۶)

(۱۵) عبدالرحمن ابن حسنہ:

روایت ہے حضرت عبدالرحمان بن حسنہ سے فرماتے ہیں ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے کہ آپ کے ہاتھ شریف میں ڈھال تھی آپ نے ڈھال زمین پر رکھی پھر بیٹھ کر اس کے پیچھے پیشاب کیا تو بعض کفار بولے انہیں دیکھو تو عورتوں کیطرح پیشاب کرتے ہیں یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لی تو فرمایا افسوس تم پر کیا تمہیں خبر نہیں کہ بنی اسرائیل والے کو کیا آفت پہنچی تھی کہ جب انہیں پیشاب لگ جاتا تو قینچیوں سے جگہ کاٹ ڈالتے تھے اس نے انہیں منع کیا تو اپنی قبر میں عذاب دیا گیا اسے ابوداؤد و ابن ماجہ نے روایت کیا اور نسائی نے ان سے انہوں نے ابوموسی سے۔

(۱۶) عبدالرحمن ابن شرحبیل:

روایت ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم مصر فتح کرد گے وہ وہ جگہ ہے جس میں قیراط کا بہت نام لیا جاتا ہے تو جب تم اسے فتح کرو تو اس کے باشندوں سے بھلائی کرنا کیونکہ اس کا احترام ہے اور قرابت داری ہے یا فرمایا کہ سسرالی رشتہ ہے پھر جب تم دو شخصوں کو اینٹ بھر جگہ میں جھگڑتے دیکھو تو وہاں سے نکل جانا راوی نے فرمایا کہ میں نے عبدالرحمن ابن شرحبیل ابن حسنہ اور ان کے بھائی ربیعہ کو دیکھا گیا کہ وہ ایک ایک اینٹ بھر جگہ میں جھگڑ رہے تھے تو میں وہاں سے نکل گیا۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب وصیۃ النبی باھل مصر، الحدیث: ۲۵۴۳، ص ۱۳۷۶)

(۱۷) عبدالرحمن ابن یزید:

روایت ہے حضرت قیس ابن مسلم سے وہ حضرت ابوجعفر سے راوی فرماتے ہیں مدینہ میں ایسا کوئی گھر والا مہاجر نہیں جو تہائی یا چوتھائی پر کھیتی نہ کرتا ہو اور حضرت علی اور سعد ابن مالک، عبداللہ ابن مسعود، عمر ابن عبدالعزیز، قاسم، عروہ اور ابوبکر و عمر و علی کی اولاد نے اور ابن سیرین نے کھیتیاں کرائیں اور عبدالرحمن ابن اسود کہتے ہیں کہ میں عبدالرحمن ابن یزید کے ساتھ کھیتی میں شرکت کرلیتا تھا اور حضرت عمر نے لوگوں سے اس شرط پر معاملہ کیا تھا کہ اگر عمر اپنے پاس سے بیج دیں تو انہیں آدھی پیداوار اور اگر وہ لوگ بیج دیں تو انہیں اتنی پیداوار (بخاری)

عبدالرحمن ابن یزید سے، اس نے ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مغرب وعشاء کو مزدلفہ میں جمع کیا۔ (سنن النسائی الجمع بین الصلواۃ بالمزدلفۃ مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور ۲ / ۴۰)

(۱۸) عبدالرحمن ابن سمرہ:

روایت ہے حضرت عبدالرحمن ابن سمرہ سے فرماتے ہیں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی شریف میں مدینہ میں تیر اندازی کر رہا تھا کہ سورج گرہن ہوگیا میں نے تیر تو پھینک دیئے اور سوچا کہ رب کی قسم میں دیکھوں گا کہ سورج گرہن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا واقعہ پیش آیا فرماتے ہیں میں وہاں آیا تو حضور نماز میں ہاتھ اٹھائے کھڑے تھے تو آپ تسبیح تہلیل وتکبیر اور حمد کہہ رہے تھے دعا مانگ رہے تھے حتیٰ کہ سورج سے گرہن کھل گیا جب گرہن کھل گیا تو آپ نے دو سورتیں پڑھیں اور دو رکعت نماز ادا کی مسلم نے اپنی صحیحین میں عبدالرحمان بن سمرہ سے روایت کی اسی طرح شرح سنہ میں انہیں سے اور مصابیح کے نسخوں میں حضرت جابر ابن سمرہ سے۔

روایت ہے حضرت عبدالرحمن ابن سمرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ قسم کھاؤ بتوں کی اور نہ اپنے باپ دادوں کی۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب من حلف باللات والعزی... الخ، الحدیث: ۶۔ (۱۶۴۸) ص ۸۹۵)

روایت ہے حضرت عبدالرحمن ابن سمرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے عبدالرحمن ابن سمرہ امیر ہونا نہ مانگو کیونکہ اگر تمہیں حکومت مانگ کر دی گئی تو تم اس کی طرف سپرد کر دیئے جاؤ گے اور اگر بغیر مانگے دی گئی تو اس پر تمہاری مدد کی جائے گی اور جب تم کسی چیز پر قسم کھالو پھر اس کے سوا کو اس سے بہتر دیکھو تو اپنی قسم کا کفارہ دے لو اور جو بہتر ہے وہ کر لو اور ایک روایت میں ہے کہ جو اچھا ہے وہ کر لو اور اپنی قسم کا کفارہ دے لو۔ (مسلم، بخاری)

(۱۹) عبدالرحمن ابن سہل:

روایت ہے حضرت رافع ابن خدیج اور سہل ابن حثمہ سے انہوں نے خبر دی کہ حضرت عبداللہ ابن سہل اور محیصہ ابن مسعود دونوں خیبر پہنچے تو وہ دونوں باغات میں متفرق ہو گئے عبداللہ ابن سہل قتل کر دیئے گئے تو عبدالرحمن بن سہل اور حویصہ اور محیصہ یعنی مسعود کے بیٹے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اپنے ساتھی کے معاملہ میں انہوں نے گفتگو کی تو عبدالرحمن نے ابتداء کی اور تھے یہ ساری قوم میں چھوٹے تو ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے کا بڑا پن رکھو یحییٰ ابن سعید فرماتے ہیں مقصد یہ تھا کہ بڑا گفتگو کرے چنانچہ انہوں نے بات چیت کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے آپس کی پچاس قسموں سے اپنے مقتول کے یا فرمایا اپنے ساتھی کے مستحق ہو سکتے ہو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ایسا واقعہ ہے جسے ہم نے دیکھا نہیں تو فرمایا پھر یہود اپنی پچاس پچاس قسموں کے ذریعہ تم سے

چھٹکارا حاصل کرلیں گے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کافر قوم ہے تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے فدیہ دیا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ تم لوگ پچاس قسمیں کھالو اپنے قاتل کے حق دار ہوجاؤ یا ساتھی کے پھر اس کا فدیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے سو اونٹنیاں دیں (مسلم، بخاری) اور یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے۔

(۲۰) عبدالرحمن ابن شبل:

روایت ہے حضرت عبدالرحمن ابن شبل سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوے کی سی ٹھونگ مارنے اور درندے کی طرح ہاتھ بچھانے سے منع فرمایا اور اس سے منع کیا کہ کوئی شخص مسجد میں جگہ مقرر کرلے جیسے اونٹ مقرر کرلیتا ہے

(سنن ابي داود، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ من لا یقیم صلبہ في الرکوع والسجود، الحدیث: ۸۶۲، ج ا، ص ۳۲۸)

عبدالرحمن بن شبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے گوہ کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ (سنن ابي داود، کتاب الأطعمۃ، باب في أکل الضب، الحدیث: ۳۷۹۶، ج ۳، ص ۴۹۶)

روایت ہے حضرت عبدالرحمن ابن شبلی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کھانے سے منع فرمایا (ابوداؤد)

(۲۱) عبدالرحمن ابن عثمان:

روایت ہے حضرت ابن عثمان تیمی سے فرماتے ہیں ہم طلحہ ابن عبیداللہ کے ساتھ تھے اور ہم احرام باندھے تھے تو ان کے لیے پرندے لائے گئے اور حضرت طلحہ سو رہے تھے تو ہم میں سے بعض نے وہ کھالیئے اور بعض نے احتیاط برتی پھر جب طلحہ جاگے تو آپ نے کھانے والوں کی موافقت کی کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پرندے کھائے (مسلم)

روایت ہے حضرت عبدالرحمن ابن عثمان سے کہ کسی طبیب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مینڈک کے متعلق پوچھا سے کسی دوا میں ڈالا جاوے تو اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد)

(۲۲) عبدالرحمن ابن ابی قراد:

عبدالرحمن بن ابی قراد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو کیا۔ صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) نے وضو کا پانی لے کر مونھ وغیرہ پر مسح کرنا شروع کردیا۔

حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم) نے فرمایا: کیا چیز تمھیں اس کام پر آمادہ کرتی ہے؟ عرض کی، اللہ و رسول

(عزوجل وصلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم) کی محبت، حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جس کی خوشی یہ ہو کہ اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم) سے محبت کرے یا اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم) اس سے محبت کریں، وہ جب بات بولے سچ بولے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو امانت ادا کردے اور جو اس کے جوار میں ہو، اس کے ساتھ احسان کرے۔

(۲۳) عبدالرحمن ابن کعب:

روایت ہے حضرت عبدالرحمان ابن کعب سے وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں کہ جب حضرت کعب کو موت آئی تو ان کے پاس ام بشر بنت ابن معرور آئیں بولیں اے ابوعبدالرحمان اگر تم فلاں سے ملو تو انہیں میرا اسلام پہنچانا وہ بولے ام بشر اللہ تمہیں بخشے ہم تو ان چیزوں سے زیادہ مشغول ہوں گے وہ بولی اے ابوعبدالرحمان کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے نہیں سنا کہ مسلمانوں کی روحیں سبز پرندوں میں جنت کے درخت سے لٹکائی جاتی ہیں فرمایا ہاں بولیں یہ وہی ہے۔ (ابن ماجہ، بیہقی، کتاب البعث والنشور)

(۲۴) عبدالرحمن ابن یعمر:

روایت ہے حضرت عبدالرحمن ابن یعمر دیلمی سے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ حج عرفہ ہے جو مزدلفہ کی شب فجر طلوع ہونے سے پہلے عرفہ کا قیام پالے اس نے حج پالیا منٰی کے دن تین ہیں تو جو دو دن میں جلدی کرے تو اس پر گناہ نہیں اور جو دیر سے لوٹے تو اس پر گناہ نہیں (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی) اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے۔

(۲۵) عبدالرحمن ابن عائش:

روایت ہے حضرت عبدالرحمن ابن عائش سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا رب نے پوچھا کہ فرشتے مقرب کس چیز میں جھگڑتے ہیں میں نے عرض کیا مولیٰ تو ہی جانے تب رب نے اپنا ہاتھ میرے دو کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی تو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب میں نے جان لیا اور یہ آیت تلاوت کی ہم یونہی ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کے ملک دکھاتے ہیں تاکہ وہ یقین والوں میں سے ہو جائیں دارمی نے مرسلاً روایت کیا اور ترمذی کی روایت اسی کی مثل ہے انہی سے۔

(۲۶) عبدالرحمن ابن ابی عمیرہ:

روایت ہے حضرت عبدالرحمن ابن ابی عمیرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مسلمان جان جسے اللہ تعالی قبض فرمائے ایسی نہیں جو تمہاری طرف لوٹنا چاہے اگر چہ اس کے لیے دنیا اور دنیا کی ساری چیزیں ہو جائیں سواء شہید کے ابن ابی عمیرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اللہ کی راہ میں مارا جانا اس سے زیادہ پیارا ہے کہ میری ملک اون والے اور ڈھیلے والے ہوں (نسائی)

روایت ہے حضرت عبدالرحمن ابن ابی عمیرہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ انہوں نے جناب معاویہ کے لیے فرمایا الہی انہیں ہدایت دینے والا ہدایت یافتہ بنا اور ان سے ہدایت دے۔ (ترمذی: ۳۸۴۲)

(۲۷) عبداللہ ابن ارقم:

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن ارقم سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب نماز کی تکبیر ہو اور تم میں سے کوئی پاخانے کی حاجت پائے تو پہلے پاخانے جائے۔

(جامع الترمذي، أبواب الطهارة، باب ما جاء إذا أقيمت الصلاة... إلخ، الحديث: ۱۴۲، ج ۱، ص ۱۹۲)

(۲۸) عبداللہ ابن ابی اوفی:

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا کہ میں قرآن کچھ بھی یاد نہیں کر سکتا تو مجھے وہ چیز سکھلا دیجئے جو کافی ہو فرمایا یہ کہہ لیا کرو سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو اللہ کے لیے ہوا میرے واسطے کیا ہے فرمایا کہہ لیا کرو الہی مجھ پر رحم کر مجھے امن، ہدایت اور روزی دے پھر اس شخص نے دونوں ہاتھ بند کر کے ان سے یوں اشارہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے اپنے دونوں ہاتھ خیر سے بھر لیے۔ (ابوداؤد) نسائی کی روایت الا باللہ پر ختم ہوگئی۔

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی پیٹھ رکوع سے اٹھاتے تو فرماتے کہ اللہ اپنے حمد کرنے والوں کی سنتا ہے الہی ہمارے رب تیرے ہی لیے حمد ہے آسمان بھر کر اور زمین بھر کر اور اس کے بعد وہ چیز بھر کر جو تو چاہے (مسلم)

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس کو اللہ سے یا کسی انسان سے حاجت ہو تو وہ اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعتیں پڑھ لے پھر اللہ کی حمد کرے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر کہے رب کے سوا کوئی معبود نہیں، حلم والا ہے، کرم والا ہے، اللہ پاک ہے، بڑے عرش کا مالک ہے سب تعریفیں

جہانوں کے مالک اللہ کی ہیں الٰہی میں تجھ سے تیری رحمت کے اسباب اور تیری بخشش کے اعمال اور ہر نیکی میں سے غنیمت اور ہر گناہ سے سلامتی مانگتا ہوں میرا کوئی گناہ بغیر بخشے اور کوئی غم بغیر دور کیے نہ چھوڑ جو تیری رضا کا باعث ہے مگر اسے پوری کردے اے رحم کرنے والوں سے بڑا رحم کرنے والے۔ (ترمذی وابن ماجہ) ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب کوئی قوم اپنا صدقہ لاتی تو آپ فرماتے الٰہی فلاں کی اولاد پر رحمتیں نازل کر میرے والد اپنا صدقہ لائے تو آپ نے فرمایا الٰہی ابی اوفی کی اولاد پر رحمت کر (مسلم، بخاری) اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جب کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا صدقہ لاتا تو آپ فرماتے الٰہی اس پر رحمت کر۔

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سویرا پاتے تو یوں کہتے ہم نے اور اللہ کے ملک نے سویرا پالیا اللہ کی ہی حمد اور بڑائی ہے اور عظمت اللہ کے لیے ہے اور خلق، حکم اور رات دن اور جو ان میں رہیں سب اللہ کے لیے ہیں ۲؎ الٰہی اس دن کا اول درستی بنا اور درمیان کو کامیابی اور آخر کو چھٹکارا بنا اے تمام رحم والوں سے بڑے ۳؎ اسے امام نووی نے کتاب الاذکار میں ابن سنی کی روایت سے بیان کیا۔

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب کے دن مشرکوں پر بددعا کی عرض کیا اے اللہ اے کتاب اتارنے والے جلد حساب لینے والے اے اللہ احزاب کو بھگا دے اے اللہ انہیں شکست دے اور انہیں ہلا ڈال ا؎ (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قاضی کے ساتھ اللہ تعالٰی ہوتا ہے جب تک کہ وہ ظلم نہ کرے پھر جب وہ ظلم کرتا ہے تو اس سے الگ ہوجاتا ہے اور اسے شیطان چمٹ جاتا ہے (ترمذی، ابن ماجہ) اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں یوں ہے کہ جب وہ ظلم کرتا ہے تو رب اس کو نفس کے سپرد کردیتا ہے

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض ان دنوں میں جن میں دشمن سے جنگ فرمائی تو یہاں تک انتظار فرمایا کہ سورج ڈھل گیا تو حضور لوگوں میں کھڑے ہوئے پھر فرمایا کہ اے لوگو دشمن سے ملنے کی آرزو نہ کرو اور اللہ سے امن کی دعا مانگو پھر جب بھڑ جاؤ تو صبر کرو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے پھر کہا اے اللہ اے کتاب کے اتارنے والے اور بادلوں کو چلانے والے اور لشکروں کو بھگانے والے انہیں بھگا دے اور ان کے مقابل میں ہماری مدد فرما (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت ابن ابی اوفی سے فرماتے ہیں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات غزوہ کیے ہم حضور کے ساتھ ٹڈی کھاتے تھے (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہری ٹھلیا کے نبیذ سے پینے

سے منع فرمایا میں نے عرض کیا کہ کیا ہم سفید میں پی لیا کریں فرمایا نہیں (بخاری)
روایت ہے حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اس قوم
پر رحمت نہیں اترتی جن میں قرابت توڑنے والا ہو (بیہقی شعب الایمان)

(۲۹) عبداللہ ابن انیس:

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن انیس سے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ میرا ایک جنگل ہے جس میں میں
رہتا ہوں اور الحمدللہ وہاں ہی نمازیں پڑھتا ہوں مجھے ایک رات بتادیجئے جس میں میں اس مسجد میں آیا کروں فرمایا
تیئسویں رات آجایا کرو ان کے بیٹے سے پوچھا گیا کہ آپ کے والد کیا کرتے تھے فرمایا جب عصر پڑھ لیتے تو مسجد
نبوی میں چلے جاتے پھر کسی کام کے لیے نہ نکلتے حتی کہ نماز فجر پڑھ لیتے جب فجر پڑھ لیتے تو اپنی سواری مسجد کے دروازے
پر پاتے اس پر سوار ہو کر اپنے جنگل چلے جاتے (ابوداؤد)

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن انیس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے سے بڑا گناہ اللہ کا
شریک ٹھہرانا ہے اور ماں باپ کی نافرمانی اور گزشتہ پر جھوٹی قسم اور نہیں قسم کھاتا کوئی روکنے والی قسم پھر اس میں مچھر کے پر
برابر ملاوٹ کرے مگر وہ تا قیامت اس کے دل میں داغ بنادی جاتی ہے (ترمذی) اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے

(۳۰) عبداللہ ابن بسر:

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن بسر سے وہ اپنی بہن صماء سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہفتہ کے
دن بجز اس کے جو تم پر فرض ہو اور روزہ نہ رکھو اگر تم میں سے کوئی انگور کی چھال یا درخت کی لکڑی کے سواء کچھ نہ پائے تو وہ ہی
چبائے (احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن بسر سے فرماتے ہیں کہ ایک بدوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا
عرض کیا کون شخص اچھا ہے فرمایا مژدہ ہو اسے جس کی عمر لمبی ہو اور اعمال اچھے ہوں عرض کیا یارسول اللہ کون سا عمل افضل
ہے فرمایا یہ کہ تم دنیا کو اس حال میں چھوڑو کہ تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو (احمد، ترمذی)

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن بسر سے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ اسلام کے احکام شرعیہ بہت ہیں مجھے
کوئی ایک بات ایسی بتادیں جسے میں مضبوط تھام لوں فرمایا تمہاری زبان اللہ کے ذکر میں تر رہے (ترمذی، ابن ماجہ) ترمذی
نے فرمایا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن بسر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے والد کے پاس تشریف

لائے تو ہم نے آپ کی خدمت میں کھانا اور کھجور کا حلوہ پیش کیا اس سے حضور نے کچھ کھایا پھر چھوارے حاضر کیے گئے تو انہیں کھانے لگے اور گٹھلیاں دو انگلیوں کے بیچ لے کر پھینکنے لگے کلمہ کی اور بیچ کی انگلی جمع فرماتے اور ایک روایت میں ہے کہ گٹھلیاں اپنی کلمہ کی اور بیچ کی انگلی کی پشت پر ڈالنے لگے پھر پانی لایا گیا حضور نے پیا پھر میرے والد نے آپ کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر عرض کیا حضور ہمارے حق میں اللہ سے دعا فرمائیے تو فرمایا الٰہی جو تو انہیں روزی دے اس میں برکت دے اور انہیں بخش ان پر رحم کر (مسلم)

عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں جب رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کسی کے دروازہ پر تشریف لے جاتے تو دروازہ کے سامنے نہیں کھڑے ہوتے تھے بلکہ دہنے یا بائیں ہٹ کر کھڑے ہوتے اور یہ فرماتے:
اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ۔

(سنن ابی داود، کتاب الادب، باب کم مرۃ یسلم الرجل فی الاستئذان، الحدیث:۵۱۸۶، ج ۴، ص ۴۴۶)

عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے موصولاً اور بیہقی شعب الایمان میں ابراہیم بن میسرہ مکی سے مرسلاً راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کسی بدعتی کی توقیر کرے اس نے دین اسلام کے ڈھانے پر مدد کی۔

(شعب الایمان باب ۶۲ فصل فی مجانبۃ الفسقۃ والمبتدعۃ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۷ /۶۱)

(۳۱) عبداللہ ابن عدی:

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عدی ابن حمراء سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام حزورہ پر کھڑے ہوئے دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہ کی قسم تو اللہ کی ساری زمین میں بہترین زمین ہے اور اللہ کی تمام زمین میں خدا کو زیادہ پیاری ہے اگر میں تجھ سے نکالا نہ جاتا تو کبھی نہ نکلتا (ترمذی، ابن ماجہ)

(A-۳۱) عبیداللہ ابن عدی ابن خیار

حضرت عثمان نے عبیداللہ بن عدی بن خیار سے فرمایا جہاں تک تم نے ولید بن عقبہ کے بارے میں ذکر کیا ہے تو ہم انشاءاللہ اس معاملے میں اس کی گرفت حق کے ساتھ کریں گے۔ راوی نے بیان کیا کہ آخر (گواہی کے بعد) ولید بن عقبہ کو چالیس کوڑے لگوائے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کوڑے لگائیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی نے اس کو کوڑے مارے تھے۔ (الراوي: عبيد الله بن عدي بن الخيار المحدث: البخاري - المصدر: صحيح البخاري - الصفحة أو الرقم: 3872)

روایت ہے حضرت عبیداللہ ابن عدی ابن خیار سے کہ وہ حضرت عثمان کے پاس گئے جب کہ آپ محاصرہ میں تھے عرض کیا کہ آپ عام لوگوں کے امام ہیں اور آپ پر وہ بلا اتری ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں اور ہم کو فتنے کا امام نماز پڑھا

رہا ہے ہم اس میں حرج سمجھتے ہیں آپ نے فرمایا کہ نماز انسان کے سارے اعمال سے بہتر ہے تو جب لوگ بھلائی کریں تو تم بھی ان کے ساتھ بھلائی کرو اور جب برائی کریں تو تم ان کی برائی سے بچو (بخاری)

(۳۲) عبداللہ ابن ابی بکر:

حنین سے بھاگنے والی کفار کی فوجیں کچھ تو اوطاس میں جا کر ٹھہری تھیں اور کچھ طائف کے قلعہ میں جا کر پناہ گزیں ہو گئی تھیں۔ اوطاس کی فوجیں تو آپ پڑھ چکے کہ وہ شکست کھا کر ہتھیار ڈال دینے پر مجبور ہو گئیں اور سب گرفتار ہو گئیں۔ لیکن طائف میں پناہ لینے والوں سے بھی جنگ ضروری تھی۔ اس لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حنین اور اوطاس کے اموال غنیمت اور قیدیوں کو مقام جعرانہ میں جمع کر کے طائف کا رخ فرمایا۔

طائف کے محاصرہ میں بہت سے مسلمان زخمی ہوئے اور کل بارہ اصحاب شہید ہوئے سات قریش، چار انصار اور ایک شخص بنی لیث کے۔ زخمیوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تھے یہ ایک تیر سے زخمی ہو گئے تھے۔ پھر اچھے بھی ہو گئے، لیکن ایک مدت کے بعد پھر ان کا زخم پھٹ گیا اور اپنے والد ماجد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں اسی زخم سے ان کی وفات ہو گئی۔

(المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب غزوۃ الطائف، ج ۴، ص ۹ والسیرۃ النبویۃ لابن ھشام، باب شھداء المسلمین فی الطائف، ص ۵۰۴)

(۳۳) عبداللہ ابن ثعلبہ:

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال، دافعِ رنج و ملال، صاحبِ جُودو نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، ہر چھوٹے یا بڑے، آزاد یا غلام، مرد یا عورت، غنی یا فقیر میں سے ہر ایک پر نصف صاع گندم یا جَو (صدقہ فطر) ہے، غنی کو تو اللہ عزوجل برکت عطا فرمائے گا جبکہ فقیر کو اللہ عزوجل اس سے زیادہ عطا فرمائے گا جو کچھ اس نے راہِ خدا عزوجل میں دیا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب من روی نصف صاع من قمح، رقم ۱۶۱۹، ج ۲، ص ۱۶۱)

(۳۴) عبداللہ ابن جحش:

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن جحش سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بیری کاٹے اللہ اسے اوندھے منہ آگ میں ڈالے۔ (ابوداؤد) اور فرمایا یہ حدیث مختصر ہے کہ جو جنگل کی وہ بیری کاٹے جس سے مسافر سایہ لیتے ہوں اور محض ظلم وستم سے کاٹے اس میں اس کا کوئی حق نہ ہو تو اللہ اسے اوندھے منہ آگ میں ڈالے۔

(۳۵) عبداللہ ابن ابی الحمساء:

حضرت عبداللہ بن ابی الحمساء صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نزول وحی اور اعلانِ نبوت سے پہلے میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ خرید وفروخت کا معاملہ کیا۔ کچھ رقم میں نے ادا کردی، کچھ باقی رہ گئی تھی۔ میں نے وعدہ کیا کہ میں ابھی ابھی آکر باقی رقم بھی ادا کردوں گا۔ اتفاق سے تین دن تک مجھے اپنا وعدہ یاد نہیں آیا۔ تیسرے دن جب میں اس جگہ پہنچا جہاں میں نے آنے کا وعدہ کیا تھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسی جگہ منتظر پایا۔ مگر میری اس وعدہ خلافی سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماتھے پر اک ذرا بل نہیں آیا۔ بس صرف اتنا ہی فرمایا کہ تم کہاں تھے؟ میں اس مقام پر تین دن سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ (سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی العدۃ، الحدیث:۴۹۹۶، ج ۴، ص ۳۸۸) (مشکوۃ المصابیح، کتاب الادب، باب الوعد، الفصل الثانی، الحدیث ۴۸۸۰، ج ۲، ص ۱۹۹)

(۳۶) عبداللہ ابن جعفر:

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن جعفر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنے مُردوں کو یہ تلقین کرو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، حلم والا ہے، کرم والا ہے، پاک ہے، عرش عظیم کا رب ہے، ساری حمد اللہ رب العلمین کی ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ دعا زندوں کے لیے کیسی فرمایا بہت اچھی اچھی (ابن ماجہ)

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن جعفر سے فرماتے ہیں کہ جب حضرت جعفر کی موت کی خبر آئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جعفر کے گھر والوں کے لیئے کھانا پکاؤ کہ ان کے پاس وہ خبر آئی ہے جو کھانے سے باز رکھے گی۔

(ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ککڑی تازہ کھجوروں کے ساتھ تناول فرمایا کرتے تھے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب القثاء...الخ، الحدیث:۳۳۲۵، ج ۴، ص ۷ ۳)

(۳۷) عبداللہ الجہم الرازی

آپ عبداللہ الجہم الرازی ہیں' کنیت ابوعبدالرحمن ہے' شیوخ میں جریر بن عبدالحمید' حکام بن سلم رازی' زکریا بن سلام عقبی' عبداللہ بن مبارک' عکرمہ بن ابراہیم شامل ہیں۔

روایت حدیث لینے والوں میں احمد بن سریج رازی' علی بن شہاب رازی' محمد بن بکیر حضرمی اور یوسف بن موسیٰ القطان شامل ہیں۔

آئمہ صحاح میں امام ابوداؤد نے آپ سے روایت لی ہے۔ امام ابوزرعہ فرماتے ہیں کہ صدوق (سچے) تھے۔ امام

ابن حبان نے آپ کا ذکر اپنی کتاب الثقات میں کیا ہے۔ (الجرح والتعدیل جلد 5 صفحہ 121) (تقریب التہذیب لابن حجر جلد 1 صفحہ 407) (تہذیب الکمال للمزی جلد 14 صفحہ 389 رقم الحدیث: 3210)

(۳۸) عبداللہ ابن جزء:

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن حارث ابن جزء سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مسکرانے والا کوئی نہ دیکھا (ترمذی)

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن حارث ابن جزء سے فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو نہ دیکھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تبسم والا ہو (ترمذی)

(۳۹) عبداللہ ابن حبش:

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن حبشی سے کہ نبی کریم سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے فرمایا دراز قیام عرض کیا گیا کہ کون سا صدقہ افضل ہے فرمایا فقیر کی طاقت عرض کیا گیا کون سی ہجرت افضل ہے فرمایا اس کی جو ان سب چیزوں کو چھوڑ دے جو اللہ نے اس پر حرام کیں عرض کیا گیا کون سا جہاد افضل ہے فرمایا اس کا جو کفار پر اپنے مال وجان سے کرے عرض کیا گیا کہ کون سا قتل اشرف ہے فرمایا جس کا خون بہا دیا جائے اس کے گھوڑے کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں ابوداؤد اور نسائی کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کون سا عمل بہترین ہے، فرمایا وہ ایمان جس میں تردد نہ ہو اور وہ جہاد جس میں خیانت نہ ہو اور پاکیزہ حج، عرض کیا گیا کہ کون سی نماز افضل ہے فرمایا دراز قیام پھر باقی حدیث میں وہ دونوں متفق ہو گئے

حضرت سیدنا عبداللہ بن حبشی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے سوال کیا گیا کہ ''کون سا عمل سب سے افضل ہے؟'' فرمایا، ''ایسا ایمان جس میں شک نہ ہو اور ایسا جہاد جس میں بددیانتی نہ ہو اور حج مبرور۔'' عرض کیا گیا، ''کون سا صدقہ افضل ہے؟'' فرمایا، ''تنگدست کا صدقہ۔'' پھر عرض کیا گیا، ''کون سی ہجرت افضل ہے؟'' فرمایا، ''اللہ عزوجل کی حرام کردہ اشیاء سے ہجرت کرنا۔'' عرض کیا گیا، ''کون سا جہاد افضل ہے؟'' فرمایا، ''اس شخص کا جس نے اپنی جان ومال سے مشرکین کے خلاف جہاد کیا۔'' پھر عرض کیا گیا، ''کون سا مقتول عظمت والا ہے؟'' فرمایا، ''جس کا خون بہایا جائے اور ٹانگیں کاٹ دی جائیں۔'' (نسائی، کتاب الزکاۃ، باب جھد المقل، ج۵، ص۵۸)

(۴۰) عبداللہ ابن ابی حدرد:

مقام حنین میں ہوازن اور ثقیف نام کے دو قبیلے آباد تھے جو بہت ہی جنگجو اور فنون جنگ سے واقف تھے۔ان لوگوں پر فتح مکہ کا اُلٹا اثر پڑا۔ان لوگوں پر غیرت سوار ہوگئی اور ان لوگوں نے یہ خیال قائم کرلیا کہ فتح مکہ کے بعد ہماری باری ہے اس لئے ان لوگوں نے یہ طے کرلیا کہ مسلمانوں پر جو اس وقت مکہ میں جمع ہیں ایک زبردست حملہ کردیا جائے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تحقیقات کے لئے بھیجا۔

(المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب غزوۃ حنین، ج ۳،ص ۴۹۶۔۵۳۰ ملخصاً)

روایت ہے حضرت عبادہ ابن صامت سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں شب قدر بتانے تشریف لائے تو دو مسلمان (غالبًا یہ حضرات عبداللہ ابن ابی حدرد اور کعب ابن مالک تھے) مرد لڑ پڑے حضور نے فرمایا کہ میں تمہیں شب قدر بتانے آیا تھا مگر فلاں فلاں لڑ پڑے تو شب قدر اٹھالی گئی ممکن ہے یہ اٹھالیا جانا تمہارے لیے بہتر ہی ہو اب اسے آخری نویں، ساتویں، پانچویں میں تلاش کرو (بخاری)

روایت ہے حضرت کعب ابن مالک سے کہ انہوں نے مسجد میں ابن ابی حدرد سے اپنے قرض کا تقاضا کیا زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تو ان کی آوازیں کچھ اونچی ہوگئیں حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر سے سن لیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف تشریف لائے حتی کہ اپنے حجرہ شریف کا پردہ اٹھایا اور حضرت کعب ابن مالک کو پکارا فرمایا اے کعب عرض کیا حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) حاضر ہوں آپ نے اپنے ہاتھ شریف سے اشارہ کیا کہ آدھا قرض معاف کردو، حضرت کعب نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے کردیا فرمایا اُٹھو اب ادا کردو (مسلم، بخاری)

(صحیح بخاری کتاب الصلوۃ حدیث: 471)

(۴۱) عبداللہ ابن حنظلہ:

روایت ہے حضرت محمد ابن یحییٰ ابن حبان سے فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ ابن عبداللہ ابن عمر سے کہا کہ بتایئے تو کہ عبداللہ ابن عمر ہر نماز کے لئے وضو کرتے تھے باوضو ہوں یا بے وضو یہ کس سے لیا تو کہنے لگے کہ انہیں اسماء بنت زید ابن خطاب نے خبر دی کہ عبداللہ ابن حنظلہ ابن ابی عامر غسیل نے انہیں خبر دی تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر نماز کے لیے وضو کا حکم دیا گیا تھا باوضو ہوں یا بے وضو لیکن جب یہ عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دشوار ہوا تو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیا گیا اور وضو موقوف کیا گیا ان سے مگر حدث سے فرمایا عبداللہ سمجھتے تھے کہ ان میں اس کی طاقت ہے (یعنی ہر نماز کے لیئے تازہ وضو کی) تو وفات تک ہی کرتے رہے۔ (احمد)

عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سود کا ایک

درہم جس کو جان کر کوئی کھائے، وہ چھتیس مرتبہ زنا سے بھی سخت ہے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبداللہ بن حنظلۃ، الحدیث ۲۲۰۱۶، ج۸، ص ۲۲۳)

(۴۲) عبداللہ ابن حوالہ:

روایت ہے ابن حوالہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ معاملہ اس حد تک ہو جاوے گا کہ تم لوگ متفرق لشکر ہو جاؤ گے کوئی لشکر شام میں اور کوئی لشکر یمن میں اور کوئی لشکر عراق میں ہوگا ابن حوالہ نے کہا یارسول اللہ میرے لیے کوئی جگہ اختیار فرمائیے اگر میں یہ وقت پاؤں تو فرمایا کہ تم شام کو اختیار کرنا کیونکہ وہ اللہ کی زمین میں بہترین زمین ہے کھچ آئیں گے اس کی طرف اس کے بہترین بندے لیکن اگر تم نہ کر سکو تو اپنے یمن کو اختیار کرنا اور تالابوں سے پانی پینا کیونکہ اللہ عزوجل نے میرے لیے شام اور شام والوں کی ضمان دی ہے (احمد، ابوداؤد)

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن حوالہ سے فرماتے ہیں ہم کو جہاد کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدل بھیجا تو ہم واپس ہوئے کہ ہم نے کوئی غنیمت حاصل نہ کی اور حضور نے ہمارے چہروں میں مشقت محسوس کی تو ہم میں کھڑے ہوئے پھر فرمایا الٰہی انہیں میرے حوالہ نہ کر کہ میں ان سے دور ہو جاؤں گا اور انہیں ان کے نفسوں کے حوالہ نہ کر یہ ان سے عاجز ہو جائیں گے اور نہ انہیں لوگوں کے سپرد کر ورنہ وہ ان پر دوسروں کو ترجیح دیں گے پھر حضور نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا پھر فرمایا اے ابن حوالہ جب تم دیکھو کہ خلافت زمین مقدس میں اتر گئی تو زلزلے اور رنج وغم اور بڑے بڑے کام قریب ہو جائیں گے اور اس دن قیامت زیادہ قریب ہوگی بمقابلہ میرے اس ہاتھ کے تمہارے سر سے

(۴۳) عبداللہ ابن خبیب:

حضرت سیدنا عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بارش والی تاریک رات میں ہم اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کیلئے نکلے۔ جب ہم مکی مدنی سلطان، رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچے تو آپ نے ہم سے فرمایا، پڑھو۔ میں نے کچھ نہ پڑھا تو پھر فرمایا، پڑھو۔ میں خاموش رہا۔ آپ نے دوبارہ فرمایا، پڑھو۔ تو میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا پڑھوں؟ فرمایا، صبح وشام قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور مَعُوْ ذَتَیْنِ (یعنی سورہ فلق اور سورہ ناس) تین تین مرتبہ پڑھ لیا کرو یہ تمہیں ہر چیز سے کفایت کریں گی۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الاذکار، باب مایقول اذا اصبح واذا امسی، رقم ۵۰۸۲، ج۴، ص۴۱۶)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے

فرمایا کہ کیا تم پسند کرتے ہو کہ بیمار نہ پڑو؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، اللہ عزوجل کی قسم! ہم عافیت کو ضرور پسند کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لئے اس میں کیا بھلائی ہے کہ اللہ عزوجل تمہیں یاد نہ کرے۔ (الترغیب والترھیب، کتاب الجنائز، باب الترغیب فی الصبر، ج ۴، ص ۱۴۶)

(۴۴) عبداللہ ابن رواحہ:

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کسی شخص سے ملتے تو کہتے کہ آؤ! ہم اپنے رب عزوجل پر گھڑی بھر کے لئے ایمان لے آئیں۔ ایک دن آپ رضی اللہ عنہ نے یہی بات ایک شخص سے کہی تو وہ ناراض ہوکر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ابن رواحہ کو نہیں دیکھتے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا کئے ہوئے ایمان سے دور ہوکر ایک گھڑی کے ایمان کی طرف جارہے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل ابن رواحہ پر رحم فرمائے وہ ان مجالس کو پسند کرتے ہیں جن پر فرشتے فخر کرتے ہیں۔

(مسند احمد، مسند انس بن مالک، رقم ۱۳۷۹۸، ج ۴، ص ۵۲۸)

روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ ابن رواحہ کو یہود (خیبر) کی طرف بھیجتے تھے تو وہ کھجوروں کا اندازہ لگاتے تھے پکنے کے وقت کھائے جانے سے پہلے (ابوداؤد)

روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ ابن رواحہ کو کسی فوج میں بھیجا یہ جمعہ کے دن میں اتفاقاً واقع ہوا تو ان کے ساتھی سویرے ہی چلے گئے اور انہوں نے کہا کہ میں پیچھے رہ جاؤں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ لوں پھر ان سے جا ملوں گا تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی انہیں دیکھا تو فرمایا تم کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ صبح میں جانے سے کس چیز نے روکا تو عرض کیا کہ میں نے چاہا آپ کے ساتھ نماز پڑھ لوں پھر ان سے جا ملوں فرمایا کہ اگر تم تمام زمینی چیزیں خیرات کردو تو بھی ان کے سویرے نکل جانے کا درجہ نہیں پاسکتے۔ (ترمذی)

اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب خاتَمُ الْمُرسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو حضرت سیدنا زید بن حارثہ، حضرت سیدنا جعفر بن ابی طالب اور حضرت سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادت کی خبر ملی، تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بیٹھ گئے، آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے چہرۂ انور پر غم کے آثار عیاں تھے، اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں: میں نے دروازے کی جھریوں سے دیکھا کہ ایک شخص آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ عالیشان میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا: یا رسولَ اللہ عزوجل وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی عورتیں۔ اور پھر ان کی چیخ و

پکار کا ذکر کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے حکم دیا کہ انہیں ایسا کرنے سے منع کرو۔ پھر وہ شخص دوبارہ حاضر ہوا اور عرض کی: خدا عزوجل کی قسم! وہ مجھ پر غالب آ گئیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ان کے منہ مٹی سے بھر دو۔ تو میں نے اس شخص سے کہا: اللہ عزوجل تمہاری ناک خاک آلود کرے، خدا عزوجل کی قسم! تم نہ تو کچھ کرتے ہو اور نہ ہی رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا پیچھا چھوڑتے ہو۔ (صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب التشدید فی النیاحہ، الحدیث: ۲۱۶۱، ص ۸۲۴)

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نعتیہ کلام

روحی الفداء لمن اخلاقه شهدت — بانه خير مولود من البشر

عمت فضائله كل العباد كما — عم البرية ضوء الشمس و القمر

انى تفرست فيك الخير اعرفه — والله يعلم عن ماخانني البصر

انت النبى فمن يحرم شفاعته — يوم الحساب فقد ازرى به القدر

فثبت الله ما اتاك من حسن — تثبيت موسى و نصرا كالذى نصر

(وسیلۃ الاسلام، ج ۱، ص ۸۷۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ج ۳، ص ۴۰۰)

ترجمہ: (۱) میری روح اس پر قربان جس کے اخلاق اس بات کے گواہ ہیں کہ وہ خیر البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

(۲) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات سارے بندوں پر عام ہیں جیسے آفتاب وماہتاب کی روشنی ساری مخلوق کو عام ہے۔

(۳) میں نے غور کر کے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اندر بھلائی دیکھ لی جسے میں پہچانتا ہوں اور خدا عزوجل جانتا ہے کہ میری آنکھوں نے مجھ سے خیانت نہیں کی۔

(۴) آپ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو شخص بروز قیامت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے محروم ہوا اسے قسمت نے ذلیل ورسوا کر دیا۔

(۵) اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جو بھلائی دی اسے قائم رکھے جیسے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرے جیسے ان کی مدد ہوئی۔

(۴۵) عبداللہ ابن زبیر:

۱ھ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی۔ ہجرت کے بعد مہاجرین کے یہاں سب سے پہلا بچہ جو پیدا ہوا وہ یہی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کی والدہ حضرت بی بی اسماء جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ہیں پیدا ہوتے ہی ان کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو اپنی گود میں بٹھا کر اور کھجور چبا کر ان کے منہ میں ڈال دی۔ اس طرح سب سے پہلی غذا جو ان کے شکم میں پہنچی وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لعاب دہن تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی پیدائش سے مسلمانوں کو بے حد خوشی ہوئی اس لئے کہ مدینہ کے یہودی کہا کرتے تھے کہ ہم لوگوں نے مہاجرین پر ایسا جادو کر دیا ہے کہ ان لوگوں کے یہاں کوئی بچہ پیدا ہی نہیں ہوگا۔ (السیرۃ الحلبیۃ، باب ہجرۃ الی المدینۃ، ج ۲، ص ۱۱۰)

۶۳ھ میں واقعہ کربلا کے بعد جب یزید پلید کی فوجوں نے مکہ مکرمہ پر حملہ کیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان ظالموں کا مقابلہ کیا اور یزیدی لشکر کو کتوں اور چوہوں کی طرح دوڑا دوڑا کر مارا اس وقت بھی حضرت اسماء مکہ مکرمہ میں موجود رہ کر اپنے فرزند حضرت عبداللہ بن زبیر کی ہمت بڑھاتی اور ان کی فتح و نصرت کے لئے دعائیں مانگتی رہیں اور جب عبدالملک بن مروان کے زمانہ حکومت میں حجاج بن یوسف ثقفی ظالم نے مکہ مکرمہ پر حملہ کیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس ظالم کی فوجوں کا بھی مقابلہ کیا تو اس خوں ریز جنگ کے وقت بھی حضرت اسماء مکہ مکرمہ میں اپنے فرزند کا حوصلہ بڑھاتی رہیں یہاں تک کہ جب عبداللہ بن زبیر کو شہید کر کے حجاج بن یوسف نے ان کی مقدس لاش کو سولی پر لٹکا دیا اور اس ظالم نے مجبور کر دیا کہ بی بی اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا چل کر اپنے بیٹے کی لاش کو سولی پر لٹکی ہوئی دیکھیں تو آپ اپنے بیٹے کی لاش کے پاس تشریف لے گئیں جب لاش کو سولی پر دیکھا تو نہ روئیں نہ بلبلائیں بلکہ نہایت جرأت کے ساتھ فرمایا کہ سب سوار تو گھوڑوں سے اتر گئے لیکن اب تک یہ سوار گھوڑے سے نہیں اترا پھر فرمایا! کہ اے حجاج! تو نے میرے بیٹے کی دنیا خراب کی اور اس نے تیرے دین کو برباد کر دیا

اس واقعہ کے بعد بھی چند دنوں حضرت اسماء زندہ رہیں مکہ مکرمہ کے قبرستان میں ماں بیٹے دونوں کی مقدس قبریں ایک دوسرے کے برابر بنی ہوئی ہیں جن کو نجدیوں نے توڑ پھوڑ ڈالا ہے مگر ابھی نشان باقی ہے اور ۱۹۵۹ء میں ان دونوں مزاروں کی زیارت میں نے کی ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ میری اس مسجد میں نماز پڑھنا مسجد حرام کے علاوہ دیگر مساجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا ایک لاکھ نمازیں پڑھنے سے افضل ہے۔

(مسند احمد، مسند المدنیین/حدیث عبداللہ عن الزبیر بن العوام، رقم ۱۶۱۱۷، ج ۵، ص ۴۵۲)

صحیح مسلم میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سلام پھیر کر، بلند آواز سے یہ دُعا پڑھتے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔ (صحیح مسلم، کتاب المساجد... الخ، باب استحباب الذکر... الخ، الحدیث: ۵۹۴، ص۲۹۹) (ومشکاۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، باب الذکر بعد الصلاۃ، الحدیث: ۹۶۳، ج۱، ص۲۸۷)

(۴۶) عبداللہ ابن زمعہ:

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن زمعہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو غلام کی طرح کوڑے نہ مارے پھر اخیر دن میں اس سے صحبت کرے گا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ تم میں سے کوئی ارادہ کرتا ہے تو اپنی بیوی کو غلام کی طرح کوڑے مارتا ہے کہ شاید اخیر دن اس سے صحبت کرے گا پھر انہیں گوز سے ہنسنے کے متعلق نصیحت کی تو فرمایا کہ تم میں سے کوئی اس کام پر کیوں ہنستا ہے جو خود بھی کرتا ہے (مسلم، بخاری)

(صحیح البخاري، کتاب النکاح، باب ما یکرہ من ضرب النساء، الحدیث: ۵۲۰۴، ج۳، ص۴۶۵)

(۴۷) عبداللہ ابن زید:

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن زید سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے ایک ہاتھ سے کلی کی اور ناک میں پانی لیا یہ تین بار کیا۔ (ابوداؤد و ترمذی)

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن زید ابن عبدربہ سے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقوس بنانے کا حکم دینا چاہا تاکہ جماعت نماز کے واسطے لوگوں کے لئے بجایا جائے تو مجھے خواب میں ایک شخص دکھائی دیا جو اپنے ہاتھ میں ناقوس اٹھائے ہوئے تھا میں نے کہا رب کے بندے کیا تو ناقوس بیچتا ہے وہ بولا اس کا تم کیا کرو گے میں نے کہا اس سے نماز کے لئے بلایا کریں گے وہ بولا کیا تمہیں اس سے اچھی چیز نہ بتادوں میں نے کہا ہاں فرماتے ہیں وہ بولا کہو اللہ اکبر آخر تک اور اس طرح تکبیر جب صبح ہوئی میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا جو کچھ دیکھا تھا حضور سے عرض کیا فرمایا بفضلہ تعالیٰ یہ خواب سچی ہے تم بلال کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ جو کچھ خواب میں دیکھا ہے انہیں بتاتے جاؤ وہ اذان دیں کیونکہ وہ تم سے بلند آواز ہیں میں حضرت بلال کے ساتھ کھڑا ہو گیا میں انہیں بتانے لگا وہ اذان دینے لگے فرماتے ہیں یہ اذان حضرت عمر نے اپنے گھر میں سنی تو چادر گھسیٹتے ہوئے نکلے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم اس کی قسم جس نے تمہیں حق دے کر بھیجا ہے میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا ہے جیسا کہ انہوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا شکر ہے (ابوداؤد، دارمی، ابن ماجہ) مگر ابن ماجہ نے تکبیر کا ذکر نہ کیا ترمذی نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے لیکن انہوں نے ناقوس کا واقعہ صراحتاً بیان نہ کیا۔

(۴۸) عبداللہ ابن زید ابن عاصم:

عبداللہ ابن زید ابن عاصم سے کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے وضو کرتے تھے تو آپ نے پانی منگایا پھر اپنے ہاتھوں پر ڈالا دونوں ہاتھ دو دو بار دھوئے پھر کلی کی اور ناک جھاڑی (تین بار) پھر تین بار منہ دھویا پھر ہاتھ دو بار کہنیوں تک دھوئے پھر دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کا مسح کیا کہ انہیں آگے پیچھے لے گئے سر کے اگلے حصے سے شروع کیا پھر انہیں گدی تک لے گئے پھر لوٹا لائے حتی کہ اسی جگہ لوٹ آئے جہاں سے شروع کیا تھا پھر اپنے پاؤں دھوئے (مالک و نسائی) اور ابوداؤد کی روایت بھی اسی طرح ہے جیسے جامع والے نے ذکر کیا۔

صحیح بخاری میں یوں ہے اے گروہ انصار! کیا میں نے نہ پایا تمہیں گمراہ پس اللہ عزوجل نے تمہیں میرے ذریعے سے ہدایت کی، اور تمہارے آپس میں پھوٹ تھی اللہ تعالیٰ نے میرے وسیلے سے تم میں موافقت کردی، اور تم محتاج تھے اللہ عزوجل نے میرے واسطے سے تمہیں تونگری بخشی (عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اسے روایت کیا گیا۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۶۲۰)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بیشک ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مکہ معظمہ کو حرم بنادیا اور اس کے ساکنوں کے لیے دعا فرمائی، اور بیشک میں نے مدینہ طیبہ کو حرم کردیا جس طرح انہوں نے مکے کو حرم کیا اور میں نے اس کے پیمانوں میں اس سے دونی برکت کی دعا کی جو دعا انہوں نے اہل مکہ کے لیے کی تھی (ان سب نے عبداللہ ابن زید بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (صحیح البخاری کتاب البیوع باب برکۃ صاع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۸۶) (صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ ودعا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۴۰) (مسند احمد بن حنبل عن عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۴۰) (شرح المعانی الآثار کتاب الصید باب صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۳۴۲)

(۴۹) عبداللہ ابن سائب:

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن سائب سے فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں نماز فجر پڑھائی سورۂ مؤمنون شروع کی حتی کہ موسیٰ و ہارون کا ذکر یا عیسیٰ کا ذکر آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانسی آگئی تو رکوع فرمادیا۔ (مسلم)

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن سائب سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلنے کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے اور فرماتے تھے کہ یہ وہ گھڑی ہے جس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ اس گھڑی میں میرا نیک عمل چڑھے (ترمذی)

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن سائب سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو رکنوں کے درمیان فرماتے سنا الٰہی ہم کو دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھلائی دے اور ہم کو آگ کے عذاب سے بچالے (ابوداؤد)

(۵۰) عبداللہ ابن سرجس:

روایت ہے عبداللہ ابن سرجس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے کوئی شخص سوراخ میں ہرگز پیشاب نہ کرے (ابوداؤد، نسائی)

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن سرجس سے فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کرتے تو ان چیزوں سے پناہ مانگتے تھے سفر کے نقصانات سے اور واپسی کی تکالیف سے اور بھلائی کے بعد برائی سے مظلوم کی بددعا سے اور گھر بار و مال میں برائی دیکھنے سے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب سفر کے لئے روانہ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔ (ترمذی جلد ۲ ص ۱۸۱)

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ اَللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا فِي سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِي اَهْلِنَا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَآءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَمِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ۔

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب مایقول اذا خرج مسافرا، الحدیث: ۳۴۵۰، ج ۵، ص ۲۷۶)

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن سرجس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھے اخلاق اور اطمینان اور میانہ روی نبوت کا چوبیسواں حصہ ہے۔ (ترمذی)

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن سرجس سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ کے ساتھ گوشت روٹی کھائی یا فرمایا ثرید کھایا پھر میں آپ کے پیچھے مڑ گیا تو میں نے حضور کی مہر نبوت دیکھی جو آپ کے دو کندھوں کے بیچ بائیں کندے کی گھنڈی کے پاس تھی اکٹھی تھی جس پر کھرنڈ کی طرح تل تھے (مسلم)

عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب سونے کا ارادہ ہو تو چراغ کو بجھا دو، ممکن ہے کہ چوہیا چراغ کے فتیلہ کو کھینچ کر گھر والوں کو جلا دے۔

(مسند احمد بن حنبل عبداللہ بن سرجس دار الفکر بیروت ۵ / ۸۲)

(۵۱) عبداللہ ابن سلام:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ میں یہودیوں کے سب سے بڑے عالم تھے، خودان کا اپنا بیان ہے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ میں تشریف لائے اور لوگ جوق در جوق ان کی زیارت کے لئے ہر طرف سے آنے لگے تو میں بھی اُسی وقت خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور جونہی میری نظر جمال نبوت پر پڑی تو پہلی نظر میں میرے دل نے یہ فیصلہ کر دیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہوسکتا۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے وعظ میں یہ ارشاد فرمایا کہ

اَيُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ

اے لوگو! اسلام کا چرچا کرو اور کھانا کھلاؤ اور (رشتہ داروں کے ساتھ) صلہ رحمی کرو اور راتوں کو جب لوگ سو رہے ہوں تو تم نماز پڑھو۔

حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک نظر دیکھا اور آپ کے یہ چار بول میرے کان میں پڑے تو میں اس قدر متاثر ہوگیا کہ میرے دل کی دنیا ہی بدل گئی اور میں مشرف بہ اسلام ہوگیا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن اسلام میں آجانا یہ اتنا اہم واقعہ تھا کہ مدینہ کے یہودیوں میں کھلبلی مچ گئی۔

(مدارج النبوت ، قسم سوم ، باب اول، ج۲،ص۶۶ ملخصا والمستدرک للحاکم ،کتاب البروالصلہ ،باب ارحموا اہل الارض...الخ، الحدیث۷۳۵۹ ،ج۵،ص۲۲۱ ملخصا)

عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام لاتے ہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی بیشک میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی صفت توراۃ میں پاتا ہوں، اے نبی! یقینا ہم نے تجھے بھیجا گواہ اور اپنی امت کے تمام احوال وافعال پر مطلع اور خوشخبری دیتا اور ڈرسناتا۔ اللہ عزوجل اس نبی کو نہ اٹھائے گا یہاں تک کہ لوگ لا الہ الا اللہ کہہ دیں اور اس نبی کے ذریعے سے اندھی آنکھیں اور بہرے کان اور غلاف چڑھے دل کھل جائیں گے۔ (روایت کیا طبرانی اور ابو نعیم نے دلائل میں ، اور ابن عساکر محمد بن حمزہ بن یوسف بن عبداللہ بن سلام سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے ، نیز ابن عساکر نے بطریق زید بن اسلم عبداللہ بن سلام سے ، اور دارمی اور بیہقی نے بطریق عطاء بن یسار انہیں سے ایسے ہی اور طریق دیگر آئندہ باب میں آئیگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی باب صفۃ رسول اللہ فی التوراۃ والانجیل دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۳۸۶) (سنن الدارمی باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الکتب قبل مبعثہ دارالمحاسن للطباعۃ لقاہرۃ ۱/۱۴) (الخصائص الکبری بحوالہ ابن عساکر والدارمی والبیہقی باب ذکرہ فی التوراۃ الخ مرکز اہلسنت گجرات ہند ۱/۱۰) (الطبقات الکبرٰی ذکر صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التوراۃ والانجیل دار صادر بیروت ۱/۳۶۰) (تاریخ دمشق الکبیر باب ماجاء فی الکتب من نعتہ وصفاتہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۲۱۸و۲۱۹)

حضرت سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار سے اس حالت میں گزرے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر پر لکڑیوں کی گٹھڑی اٹھا رکھی تھی، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا: جب اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس سے بے نیاز کر دیا ہے تو پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گٹھڑی اٹھانے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے آپ سے تکبر دور کرنے کے لئے ایسا کیا ہے کیونکہ میں نے رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۰۰۰، ج۱۰، ص۷۵)

حضرت سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ عالیشان ہے: آدمی کا سود کا ایک درہم لینا اللہ عزوجل کے نزدیک اس بندے کے حالتِ اسلام میں 33 مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔

(مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب ماجاء فی الربا، الحدیث: ۶۵۷۴، ج۴، ص۲۱۱)

حضرت سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا، بے شک کچھ لوگ (گویا) مساجد کے ستون ہوتے ہیں، ملائکہ ان کے ہم نشین ہوتے ہیں اگر وہ غائب ہو جائیں تو ملائکہ انہیں تلاش کرتے ہیں اور اگر بیمار ہوں تو ان کی عیادت کرتے ہیں اور اگر انہیں کوئی حاجت درپیش ہو تو ان کی مدد کرتے ہیں۔ (مستدرک للحاکم، کتاب التفسیر، رقم ۳۵۵۹، ج۳، ص۱۶۲)

حضرت سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ جوق در جوق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے لگے۔ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا۔ جب میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو غور سے دیکھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں چھان بین کی تو جان لیا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں اور پہلی بات جو میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنی وہ یہ تھی کہ اے لوگو! سلام کو عام کرو اور محتاجوں کو کھانا کھلایا کرو اور صلۂ رحمی اختیار کرو اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھا کرو جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔

(سنن ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب ۴۲، رقم ۲۴۹۳، ج۴، ص۲۱۹)

حضرت سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خاتم المرسلین، رحمۃ للعلمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین، محبوبِ ربّ العلمین، جنابِ صادق وامین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا، اے لوگو! سلام کو عام کرو اور کھانا کھلاؤ اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب الترغیب فی افشاء السلام، رقم ۶، ج۳، ص۲۸۵)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دواور پیالے حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس محفوظ تھے۔

(صحیح البخاری، کتاب الاشربۃ، باب الشرب من قدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم وآنیتہ، الحدیث: ۵۶۳۷۔۵۶۳۸، ج ۳، ص ۵۹۵)

روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ عبداللہ ابن سلام نے رسول اللہ کی تشریف آوری کی خبر سنی حالانکہ وہ ایک زمین میں کام کرر ہے تھے تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کیا کہ میں آپ سے تین ایسی باتیں پوچھتا ہوں جنہیں نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا قیامت کی پہلی علامت کیا ہے اور جنتیوں کا پہلا کھانا کیا ہے اور بچے کو کون سی چیز اس کے باپ یا اس کی ماں کی طرف کھینچتی ہے راوی نے کہا کہ حضور نے فرمایا کہ ابھی مجھے ان کی خبر جبریل علیہ السلام نے دی قیامت کی پہلی نشانی وہ آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب تک پہنچادے گی اور پہلا وہ کھانا جسے جنتی کھائیں گے وہ مچھلی کی کلیجی کا کنارہ ہے اور جب مرد کی منی عورت کی منی پر غالب ہوجاوے تو مرد بچہ کو کھینچ لیتا ہے اور جب عورت کا پانی غالب ہوجاوے تو وہ کھینچ لیتی ہے عبداللہ بولے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں یارسول اللہ یہود بہتان لگانے والی قوم ہے اگر آپ کی پوچھ گچھ سے پہلے وہ میرے اسلام کو جان لیں تو مجھے بہتان لگادیں گے چنانچہ یہود آئے تو حضور نے فرمایا کہ تم میں عبداللہ کیسے شخص ہیں وہ بولے کہ ہم میں بہترین ہیں اور ہمارے بہترین کے بیٹے ہیں ہمارے سرداراور سردار کے بیٹے ہیں فرمایا بتاؤ تو اگر عبداللہ ابن سلام مسلمان ہوجائیں وہ بولے کہ انہیں اللہ اس سے پناہ دے تو عبداللہ نکلے بولے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں تو یہود بولے کہ وہ ہمارے بدترین ہیں اور ہمارے بدترین کے بیٹے ہیں ان کی بہت برائی کی، عبداللہ نے کہا یارسول اللہ یہ ہی وہ چیز ہے جس سے میں ڈرتا تھا۔ (بخاری)

سلمان فارسی وعبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہما ملے، ایک صاحب نے دوسرے سے فرمایا: اگر آپ مجھ سے پہلے انتقال کریں تو مجھے خبر دیں کہ وہاں کیا پیش آیا، دوسرے صاحب نے پوچھا کہ کیا زندے اور مردے بھی آپس میں ملتے ہیں؟ فرمایا: ہاں مسلمانوں کی روحیں تو جنت میں ہوتی ہیں اور انھیں اختیار ہوتا ہے جہاں چاہے جائیں۔

(شعب الایمان حدیث ۱۳۵۵ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۱۲۱)

(۵۲) عبداللہ ابن سہل:

روایت ہے حضرت رافع ابن خدیج اور سہل ابن حثمہ سے انہوں نے خبر دی کہ حضرت عبداللہ ابن سہل اور محیصہ ابن مسعود دونوں خیبر پہنچے تو وہ دونوں باغات میں متفرق ہوگئے عبداللہ ابن سہل قتل کردیئے گئے تو عبدالرحمن بن سہل اور حویصہ اور محیصہ یعنی مسعود کے بیٹے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اپنے ساتھی کے معاملہ میں انہوں نے گفتگو

کی توعبدالرحمن نے ابتداء کی اور تھے یہ ساری قوم میں چھوٹے تو ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے کا بڑا پن رکھو یحیی ابن سعید فرماتے ہیں مقصد یہ تھا کہ بڑا گفتگو کرے چنانچہ انہوں نے بات چیت کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے آپس کی پچاس قسموں سے اپنے مقتول کے یا فرمایا اپنے ساتھی کے مستحق ہوسکتے ہوانہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ایسا واقعہ ہے جسے ہم نے دیکھا نہیں تو فرمایا پھر یہود اپنی پچاس پچاس قسموں کے ذریعہ تم سے چھٹکارا حاصل کرلیں گے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کافر قوم ہے تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے فدیہ دیا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ تم لوگ پچاس قسمیں کھالو اپنے قاتل کے حق دار ہوجاؤ یا ساتھی کے پھر اس کا فدیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے سو اونٹنیاں دیں (مسلم، بخاری) اور یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے۔

روایت ہے حضرت نافع ابن خدیج سے فرماتے ہیں کہ ایک انصاری) عبداللہ بن سہل (شخص خیبر میں مقتول ہوگئے تو ان کے اولیاء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے پھر یہ واقعہ حضور سے عرض کیا تو فرمایا کہ کیا تمہارے پاس دو گواہ ہیں جو تمہارے ساتھی کے قتل پر گواہی دیں وہ بولے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں کوئی مسلمان نہ تھا اور وہ لوگ یہود ہیں جو اس سے بڑے جرم پر بھی جرأت کرلیتے ہیں تو فرمایا کہ تم ان میں سے پچاس شخص چن لو پھر ان سے قسم لو ان حضرات نے انکار کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے ان کی دیت دے دی۔ (ابوداؤد)

حضرت سیّدنا عبداللہ بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے راہِ خدا عَزَّ وَجَلَّ کے مجاہد یا تنگدست مقروض یا مکاتب غلام کی آزادی میں اس کی مدد کی، اللہ عَزَّ وَجَلَّ اسے اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث رجل یسمی طلحۃ ونعیم بن مسعود، الحدیث ۱۵۹۸۷، ج ۵، ص ۴۱۳)

(۵۴) عبداللہ ابن شخیر:

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن شخیر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان اس طرح بنایا گیا ہے کہ اس کے آس پاس ۹۹ بلائیں ہیں اگر ان سب بلاؤں سے بچ گیا تو بڑھاپے میں پڑے گا حتی کہ مرجائے (ترمذی) اور فرمایا کہ حدیث غریب ہے۔

ایک روایت میں ہے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سینہ مبارک ہنڈیا کی طرح جوش مارتا تھا۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد ۴ ص ۲۵ مرویات عبداللہ بن شخیر)

(۵۴) عبداللہ ابن صنابحی:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... جب کوئی وضو کرتا ہے اور کلی کرتا ہے تو اس کے تمام گناہ منہ سے نکل جاتے ہیں...... پھر جب پاؤں دھوتا ہے تو پاؤں کے گناہ پاؤں کے ناخنوں سے نکل جاتے ہیں۔"

(مؤطا مالک فی جامع الوضوء ص:۱۰، مسند احمد ج:۴ ص:۳۴۸، ۳۴۹، سنن ابن ماجہ فی ثواب الطھور ص:۲۴، سنن نسائی ج:۱ ص:۲۹، فی باب مسح الاذنین مع الرأس، مستدرک حاکم ج:۱ ص:۱۲۹، ۱۳۰، ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین، سنن بیھقی فی باب فضیلۃ الوضوء ج:۱ ص:۸۱)

(۵۵) عبداللہ ابن عامر:

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعلین اقدس کا تسمہ ٹوٹ گیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے اس کو درست فرمانے لگے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مجھے دیجئے میں اس کو درست کردوں، میری اس درخواست پر ارشاد فرمایا کہ یہ صحیح ہے کہ تم اس کو ٹھیک کردو گے مگر میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ میں تم لوگوں پر اپنی برتری اور بڑائی ظاہر کروں، اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی کام میں مشغول دیکھ کر بار بار درخواست عرض کرتے کہ یا رسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ خود یہ کام نہ کریں اس کام کو ہم لوگ انجام دیں گے مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہی فرماتے کہ یہ سچ ہے کہ تم لوگ میرا سب کام کردو گے مگر مجھے یہ گوارا نہیں ہے کہ میں تم لوگوں کے درمیان کسی امتیازی شان کے ساتھ رہوں۔ (المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، الفصل الثانی فیما اکرمہ اللہ... الخ، ج۶، ص۴۹)

(۵۶) عبداللہ ابن عباس:

یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کے لیے حکمت اور فقہ وتفسیر کے علوم کے حاصل ہونے کے لیے دعا مانگی۔ ان کا علم بہت ہی وسیع تھا اسی لئے کچھ لوگ ان کو بحر (دریا) کہتے تھے اور حبر الامۃ (امت کا بہت بڑا عالم) یہ تو آپ کا بہت ہی مشہور لقب ہے۔ یہ بہت ہی خوبصورت اور گورے رنگ کے نہایت ہی حسین وجمیل شخص تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو کم عمری کے باوجود امور خلافت کے اہم ترین مشوروں میں شریک کرتے رہے۔

لیث بن ابی سلیم کا بیان ہے کہ میں نے طاؤس محدث سے کہا کہ تم اس نوعمر شخص (عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی درس گاہ سے چمٹے ہوئے ہو اور اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی درس گاہوں میں نہیں جارہے ہو۔

طاؤس محدث نے فرمایا کہ میں نے یہ دیکھا ہے کہ ستر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ان کے مابین کسی مسئلہ میں

اختلاف ہوتا تھا تو وہ سب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول پر عمل کرتے تھے اس لئے مجھے ان کے علم کی وسعت پر اعتماد ہے اس لئے میں ان کی درس گاہ چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خوف خدا کا بہت زیادہ غلبہ رہتا۔ آپ اس قدر زیادہ روتے کہ آپ کے دونوں رخساروں پر آنسوؤں کی دھار بہنے کا نشان پڑ گیا تھا۔ ۶۸ھ میں بمقام طائف ۷۱ برس کی عمر میں وصال ہوا۔ (اسد الغابۃ، عبداللہ بن عباس، ج ۳، ص ۲۹۵۔۲۹۹ ملتقطاً)

کرامات

ان کی کرامتوں میں سے تین کرامتیں بہت زیادہ مشہور ہیں جو درج ذیل ہیں:

کفن میں پرند

میمون بن مہران تابعی محدث کا بیان ہے کہ میں طائف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے جنازہ میں حاضر تھا جب لوگ نماز جنازہ کے لیے کھڑے ہوئے تو بالکل ہی اچانک نہایت تیزی کے ساتھ ایک سفید پرند آیا اور ان کے کفن کے اندر داخل ہو گیا۔ نماز کے بعد ہم لوگوں نے ٹٹول ٹٹول کر بہت تلاش کیا مگر اس پرند کا کچھ بھی پتہ نہیں چلا کہ وہ کہاں گیا اور کیا ہوا؟ (المستطرف فی کل فن مستظرف، الباب الحادی والثمانون فی ذکر الموت۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۴۷۶)

غیبی آواز

جب لوگ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دفن کر چکے اور قبر پر مٹی برابر کی جا چکی تو تمام حاضرین نے ایک غیبی آواز سنی کہ کوئی شخص بلند آواز سے یہ تلاوت کر رہا ہے

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ﴿۲۸﴾ (پ ۳۰، الفجر: ۲۷۔۲۸)

اے اطمینان پانے والی جان! تو اپنے رب کے دربار میں اس طرح حاضر ہو جا کہ تو خدا سے خوش ہے اور خدا تجھ سے خوش ہے۔ (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، عبداللہ بن عباس، الحدیث: ۳۷۱۸۶، ج ۷، الجزء ۱۳، ص ۱۹۷ والمستطرف فی کل فن مستظرف، الباب الحادی والثمانون فی ذکر الموت۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۴۷۶)

حضرت جبریل علیہ السلام کا دیدار

یہ بھی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک کرامت ہے کہ انہوں نے دو مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، فصل فی الصحابۃ، ص ۶۰۴)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ جب میری آنکھوں کی سیاہی باقی رہنے کے باوجود میری بینائی جاتی رہی تو مجھ سے کہا گیا: ہم آپ کا علاج کرتے ہیں کیا آپ کچھ دن نماز چھوڑ سکتے ہیں؟ تو میں نے کہا: نہیں، کیونکہ دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر وبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے نماز چھوڑی تو وہ اللہ عزوجل سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غضب فرمائے گا۔

(مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، باب فی تارک الصلاۃ، الحدیث: ۱۶۳۲، ج ۲، ص ۲۶)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: بغیر کسی مرض کے بال جوڑنے، جڑوانے، چہرے کے بال نوچنے، نوچوانے، گودنے اور گدوانے والی پر لعنت کی گئی ہے۔

(سنن ابی داود، کتاب الترجل، باب فی صلۃ الشعر، الحدیث ۴۱۷۰، ص ۱۵۲۶)

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال، ، دافعِ رنج وملال، صاحب جُود ونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا کہ ایک فقیہ عالم، شیطان پر ایک ہزار عبادت گزاروں سے زیادہ سخت ہے۔

(سنن ترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ، رقم ۲۶۹۰، ج ۴، ص ۳۱۱)

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا کہ جب تم جنت کی کیاریوں سے گزرا کرو تو اس میں سے خوب چن لیا کرو۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم! جنت کی کیاریاں کونسی ہیں؟ فرمایا علم کی محفلیں۔

(طبرانی کبیر، رقم ۱۱۱۵۸، ج ۱۱، ص ۷۸)

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، بندے کو اپنی موت کے بعد سب سے پہلے جو جزاء دی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کے جنازے میں شریک تمام افراد کی مغفرت کردی جاتی ہے۔ (مجمع الزوائد، کتاب الجنائز، باب اتباع الجنازۃ، رقم ۴۱۳۴، ج ۳، ص ۱۳۲)

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا کہ جو اپنے بھائی کی پردہ پوشی کریگا اللہ عزوجل قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور جو اپنے بھائی کے راز کھولے گا اللہ عزوجل اس کا راز ظاہر کردے گا یہاں تک کہ وہ اپنے گھر ہی میں رُسوا ہوجائے گا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود، باب الستر علی المومن، رقم ۲۵۴۶، ج ۳، ص ۲۱۹)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سرورِ ذیشان، رحمتِ عالمیان، نبی غیب دان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ غیب نشان ہے: دو مومن جنت کے دروازے پر ملاقات کریں گے، جن میں سے ایک دنیا میں

غنی (یعنی مالدار) تھا اور دوسرا فقیر (یعنی غریب)۔ فقیر کو جنت میں داخل کردیا جائے گا اور غنی کو جب تک اللہ عزوجل چاہے گا روک دیا جائے گا۔ پھر اُسے بھی جنت میں داخل کردیا جائے گا۔ جب فقیر اس سے ملے گا تو پوچھے گا: اے بھائی! کس چیز نے تجھے (اتنی دیر تک) روک دیا، اللہ عزوجل کی قسم! تجھے اتنی دیر تک روکا گیا حتی کہ میں تیرے بارے میں خوف کرنے لگا۔ غنی جواب دے گا: اے میرے بھائی! تمہارے بعد مجھے انتہائی تکلیف دہ اور ناپسندیدہ رکاوٹ کا سامنا تھا اور تم تک پہنچتے پہنچتے (روکے جانے کے سبب) میرا اتنا پسینہ نکلا کہ اگر اُس کو نمکین اور کڑوی بوٹی چرنے والے ایک ہزار پیاسے اونٹ پینے کے لئے اترتے تو سیراب ہو جاتے۔ (المسند احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن العباس، الحدیث: ۲۷۷۰، ج۱، ص ۶۵۲)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: دو آنکھوں کو جہنم کی آگ نہ چھوئے گی: ایک وہ آنکھ جو رات کے کسی حصے میں اللہ عزوجل کے خوف سے روئے اور دوسری وہ آنکھ جو اللہ عزوجل کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزارے۔

(جامع الترمذی، کتاب الجہاد، باب ماجاء فی فضل الحرس۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۱۶۳۹، ص ۱۸۲۰، بدون فی جوف اللیل)

(۵۷) عبداللہ ابن عمر:

یہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ ان کی والدہ کا نام زینب بنت مظعون ہے۔ یہ بچپن ہی میں اپنے والد ماجد کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ یہ علم وفضل کے ساتھ بہت ہی عبادت گزار اور متقی و پرہیز گار تھے۔ میمون بن مہران تابعی کا فرمان ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بڑھ کر کسی کو متقی و پرہیز گار نہیں دیکھا۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے امام ہیں۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات اقدس کے بعد ساٹھ برس تک حج کے مجمعوں اور دوسرے مواقع پر مسلمانوں کو اسلامی احکام کے بارے میں فتویٰ دیتے رہے۔ مزاج میں بہت زیادہ سخاوت کا غلبہ تھا اور بہت زیادہ صدقہ وخیرات کی عادت تھی۔ اپنی جو چیز پسند آجاتی تھی فوراً ہی اس کو راہ خدا عزوجل میں خیرات کردیتے تھے۔ آپ نے اپنی زندگی میں ایک ہزار غلاموں کو خرید خرید کر آزاد فرمایا۔ جنگ خندق اور اس کے بعد کی اسلامی لڑائیوں میں برابر کفار سے جنگ کرتے رہے۔ ہاں البتہ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان جو لڑائیاں ہوئیں آپ ان لڑائیوں میں غیر جانبدار رہے۔

عبدالملک بن مروان کی حکومت کے دوران حجاج بن یوسف ثقفی امیر الحج بن کر آیا۔ آپ نے خطبہ کے درمیان اس کو ٹوک دیا۔ حجاج ظالم نے جل بھن کر اپنے ایک سپاہی کو حکم دے دیا کہ وہ زہر میں بجھایا ہوا نیزہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں میں مار دے چنانچہ اس مردود نے آپ کے پاؤں میں نیزہ مار دیا۔ زہر کے اثر سے آپ کا پاؤں

بہت زیادہ پھول گیا اور آپ علیل ہو کر صاحب فراش ہو گئے۔ مکار حجاج بن یوسف آپ کی عیادت کے لیے آیا اور کہنے لگا کہ حضرت! کاش! مجھے معلوم ہو جاتا کہ کس نے آپ کو نیزہ مارا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کو جان کر پھر تم کیا کرو گے؟ حجاج نے کہا کہ اگر میں اس کو قتل نہ کروں تو خدا مجھے مار ڈالے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم کبھی ہرگز ہرگز اس کو قتل نہیں کرو گے اس نے تو تمہارے حکم ہی سے ایسا کیا ہے۔ یہ سن کر حجاج بن یوسف کہنے لگا کہ نہیں نہیں، اے ابو عبدالرحمن! آپ ہرگز ہرگز یہ خیال نہ کریں اور جلدی سے اٹھ کر چل دیا۔ اسی مرض میں ۷۳ھ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے تین ماہ بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوراسی یا چھیاسی برس کی عمر پا کر وفات پا گئے اور مکہ معظمہ میں مقام محصب یا مقام ذی طویٰ میں مدفون ہوئے۔

(اسد الغابۃ، عبداللہ بن عمر بن الخطاب، ج ۳، ص ۳۴۷-۳۵۱ ملخصاً)

کرامات

شیر دم ہلاتا ہوا بھاگا

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے طبقات میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک شیر راستہ میں بیٹھا ہوا تھا اور قافلہ والوں کا راستہ روکے ہوئے تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے قریب جا کر فرمایا کہ راستہ سے الگ ہٹ کر کھڑا ہو جا۔ آپ کی یہ ڈانٹ سن کر شیر دم ہلاتا ہوا راستہ سے دور بھاگ نکلا۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم، اجابۃ الدعوۃ، اذ ابصر بحیۃ... الخ، ج ۲، ص ۱۲۲)

ایک فرشتہ سے ملاقات

حضرت عطاء بن ابی رباح کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوپہر کے وقت دیکھا کہ ایک بہت ہی خوبصورت سانپ نے سات چکر بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔ پھر مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھی۔ آپ نے اس سانپ سے فرمایا: اب آپ جب کہ طواف سے فارغ ہو چکے ہیں یہاں پر آپ کا ٹھہرنا مناسب نہیں ہے کیونکہ مجھے یہ خطرہ ہے کہ میرے شہر کے نادان لوگ آپ کو کچھ ایذا پہنچا دیں گے۔ سانپ نے بغور آپ کے کلام کو سنا پھر اپنی دم کے بل کھڑا ہو گیا اور فوراً ہی اڑ کر آسمان پر چلا گیا۔ اس طرح لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ یہ کوئی فرشتہ تھا جو سانپ کی شکل میں طواف کعبہ کے لیے آیا تھا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء... الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ... الخ، ص ۶۱۶)

زیاد کیسے ہلاک ہوا؟

زیاد سلطنت بنو امیہ کا بہت ہی ظالم و جابر گورنر تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر ملی کہ وہ حجاز کا گورنر بن کر آرہا ہے۔ آپ کو یہ ہرگز ہرگز گوارا نہ تھا کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر ایسا ظالم حکومت کرے۔ چنانچہ آپ نے یہ دعا مانگی کہ یااللہ! عزوجل ابن سمیہ (زیاد) کی اس طرح موت ہو جائے کہ اس کے قصاص میں کوئی مسلمان قتل نہ کیا جائے۔ آپ کی یہ دعا مقبول ہوگئی کہ اچانک زیاد کے انگوٹھے میں طاعون کی گلٹی نکل پڑی اور وہ ایک ہفتہ کے اندر ہی ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گیا۔ (الکامل فی التاریخ، سنۃ ثلاث وخمسین، ذکر وفاۃ زیاد، ج ۳، ص ۳۴۱)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو اپنے منبر کے زینے پر بیٹھے یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: لوگ جمعہ نہ پڑھنے کے عمل سے باز آجائیں ورنہ اللہ عزوجل ان کے دلوں پر مہر لگادے گا پھر وہ غافلوں میں سے ہوجائیں گے۔

(صحیح مسلم، کتاب الجمعۃ، باب التغلیظ فی ترک الجمعۃ، الحدیث ۲۰۰۲، ص ۸۱۳)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری ادا کرو۔

(سنن ابن ماجۃ، ابواب الرھون، باب اجر الاجراء، الحدیث: ۲۴۴۳، ص ۲۶۲۳)

حضرتِ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم فرمایا کرتے تھے جو وضو ہونے کے باوجود وضو کرے گا اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔

(سنن ابوداود، کتاب الطھارۃ، باب الرجل یجدد الوضوء من غیر حدث، رقم ۶۲، ج ۱، ص ۵۶)

حضرتِ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا، جب اللہ عزوجل کے پاس کسی چیز کو امانت کے طور پر رکھا جاتا ہے تو وہ اس کی حفاظت فرماتا ہے۔

(بیہقی، شعب الایمان، باب فی الزکاۃ، رقم ۳۳۴۳، ج ۳، ص ۲۱۱)

(۵۸) عبداللہ ابن عمرو ابن عاص:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک شخص نے عرض کی: کیا ہم فقراء مہاجرین میں سے نہیں ہیں؟ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا: کیا تمہاری بیوی ہے جس کے ساتھ تم رہتے ہو؟ عرض کی: ہاں۔ پوچھا: کیا تیرے پاس رہنے کی جگہ ہے؟ عرض کی: ہاں۔ ارشاد فرمایا: تم تو اغنیاء میں سے ہو۔ اس نے کہا: میرا ایک خادم بھی ہے۔ ارشاد فرمایا: پھر تو تم بادشاہ ہو۔ (صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب الدنیا سجن...... الخ، الحدیث: ۷۴۶۲، ص ۱۱۹۶)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سردارِ مکہ مکرمہ، سلطانِ مدینہ منورہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ عالیشان ہے: میں نے جنت کے اندر جھانکا تو اہل جنت میں فقراء (یعنی غریبوں) کو زیادہ دیکھا اور دوزخ کے اندر جھانکا تو اہل دوزخ میں اغنیاء (یعنی مالداروں) اور عورتوں کو زیادہ دیکھا۔

(المسند احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث: ۶۶۲۲، ج ۲، ص ۵۸۲)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ ایک شخص قرض کی وصولی اور ادائیگی میں نرمی کرنے کی وجہ سے جنت میں داخل ہو گیا۔

(مسند، احمد بن حنبل، مسند ابن عمرو، رقم ۶۹۸۱، ج ۲، ص ۶۶۲)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال،، دافِعِ رنج و ملال، صاحبِ جُود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ سب سے افضل صدقہ روٹھے ہوئے لوگوں میں صلح کرا دینا ہے۔ (الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب اصلاح بین الناس، رقم ۶، ج ۳، ص ۳۲۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضي اللہ تعالي عنہ نے فرمایا، رویا کرو! اگر رونا نہ آئے تو رونے کی کوشش کرو، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر تم میں سے کسی کو علم ہوتا تو وہ اس قدر چیختا کہ اس کی آواز ٹوٹ جاتی اور اس طرح نماز پڑھتا کہ اس کی پیٹھ ٹوٹ جاتی۔ (احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ۴، ص ۲۳۰)

(۵۹) عبداللہ ابن مسعود:

حضرت عبداللہ بن مسعود (عربی: عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْعُوْدِ بنِ غَافِلِ بنِ حَبِيْبِ الهُذَلِيُّ) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر اصحاب میں سے تھے۔ براویتے آپ سے پہلے صرف پانچ افراد نے اسلام قبول کیا اس لیے آپ سابقون الاولون میں شامل ہیں۔ آپ نے غزوہ بدر سمیت ہر بڑے غزوہ میں شرکت کی۔ حالات حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسلام کے اعلان کے فوراً بعد اسلام قبول کر لیا اور شروع سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے۔ آپ قرآن کا خوب علم رکھتے تھے اور آیات کے بارے میں جانتے تھے کہ وہ کب، کہاں اور کس چیز کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ آپ نے تمام غزوات میں شرکت کی اور 32ھ میں انتقال فرمایا۔ آخر عمر میں آپ کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص سے شدید اختلافات ہو گئے تھے۔ آپ سے بے شمار احادیث مروی ہیں۔ وفات آپ کا انتقال 32ھ میں ہوا۔ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ جناب عثمان بن مظعون کے پہلو میں دفن کیا جائے اور کہا تھا کہ بے شک عثمان ابن مظعون فقیہہ تھے۔ آپ کی نمازِ جنازہ حضرت عمار بن یاسر نے پڑھائی اور مدینہ میں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ (آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا)

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے انتہا محبت کرتا ہوں، میں خوف خدا عزوجل رکھنے والا ہوں، اگر مجھے پتا چل جائے کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی سگ (کتے) سے محبت فرماتے ہیں تو میں بھی اُس سگ (کتے) سے محبت کروں، میں آخری دم تک سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خادم ہوں۔

(المعجم الکبیر للطبرانی ج۹ ص ۱۶۴ رقم ۸۸۱۴ دار احیاء التراث العربی بیروت)

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم المرسلین، رحمۃ للعلمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین، محبوب رب العلمین، جناب صادق وامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، رات کی نماز کی دن کی نماز پر فضیلت اسی طرح ہے جیسے پوشیدہ صدقے کی فضیلت اعلانیہ صدقے پر ہے۔

(طبرانی کبیر، رقم ۸۹۹۸، ج۹، ص ۲۰۵)

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، حج اور عمرہ پے در پے ادا کرلیا کرو کیونکہ یہ فقر اور گناہوں کو اس طرح مٹا دیتے ہیں جیسے بھٹی سونے چاندی اور لوہے کا زنگ دور کردیتی ہے۔

(ترمذی، کتاب الحج، باب ماجاء فی ثواب الحج والعمرۃ، رقم ۸۱۰، ج ۲، ص ۲۱۸)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ سچ بولنے کو لازم پکڑلو کیونکہ سچ نیکوکاری کا راستہ بتاتا ہے اور نیکوکاری جنت کی طرف راہنمائی کرتی ہے آدمی ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ عزوجل کے نزدیک صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور تم لوگ جھوٹ بولنے سے بچتے رہو؟ کیونکہ جھوٹ بدکاری کا راستہ بتاتا ہے اور بدکاری جہنم کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ اور آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ... الخ، باب قبح الکذب... الخ، الحدیث ۲۶۰۷، ص ۱۴۰۵)

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: پانچوں انگلیوں کا خلال کرلیا کرو تا کہ اللہ عزوجل انہیں آگ سے نہ بھردے۔ (المعجم الکبیر، الحدیث: ۹۲۱۳، ج۹، ص ۲۴۷)

(۶۰) عبداللہ ابن قرط:

ان کا خاندانی تعلق بنی ازد سے ہے اس لئے ازدی کہلاتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں ان کا نام شیطان تھا۔ مسلمان ہوجانے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھ دیا۔ یہ جنگ یرموک اور فتح دمشق کی لڑائیوں میں بڑی دلیری اور جانبازی کے ساتھ کفار سے لڑتے رہے۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو دو مرتبہ

حمص کا عامل بنا دیا۔ پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت میں بھی یہ حمص کے حاکم بنائے گئے۔ ان کا شمار محدثین کی فہرست میں ہوتا ہے اور محدثین کی ایک جماعت نے ان کے حلقہ درس میں حدیثوں کا سماع کیا ہے ۔ ۵۶ھ میں روم کی زمین میں کفار سے لڑتے ہوئے شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ (اسد الغابۃ، عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ، ج ۳، ص ۲۷۴)

کرامت

مستجاب الدعوات

ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ ان کی دعائیں بہت زیادہ اور بہت جلد قبول ہوا کرتی تھیں اور ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں بحالت سفر حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا مگر ناگہاں میرا اونٹ اس قدر تھک گیا کہ چلنے کے قابل ہی نہ رہا چنانچہ میں نے ارادہ کر لیا کہ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ چھوڑ دوں لیکن پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو بالکل ناگہاں میرا اونٹ چاق و چوبند ہو کر تیزی کے ساتھ چلنے لگا۔ (طبرانی)

امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ اپنا خط امیر لشکر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام مقام یرموک میں بھیجا اور سلامتی کی دعا مانگی۔ حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مسجد نبوی سے باہر آئے تو ان کو خیال آیا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی کہ میں نے روضہ اقدس پر سلام نہیں عرض کیا۔ چنانچہ واپس جا کر جب قبر انور کے پاس حاضر ہوئے تو وہاں حضرت عائشہ، حضرت عباس و حضرت علی و حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم حاضر تھے۔ حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان حضرات سے جنگ یرموک میں اسلام کی فتح کے لئے دعا کی درخواست کی تو حضرت علی و حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ہاتھ اٹھا کر یوں دعا مانگی کہ

یا اللہ! ہم اس نبی مصطفیٰ اور رسول مجتبیٰ کہ جن کے وسیلہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی دعا قبول ہو گئی اور خدا نے ان کو معاف فرما دیا ان ہی کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں کہ تو حضرت عبداللہ بن قرط پر اس کا راستہ آسان کر دے اور دور کو نزدیک کر دے اور اپنے نبی کے اصحاب کی مدد فرما کر ان کو فتح عطا فرما دے۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اب آپ جائیے۔ اللہ تعالیٰ حضرت عمر و عباس و علی و حسن و حسین و ازواج نبی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی دعا کو رد نہیں فرمائے گا جب کہ ان لوگوں نے اس کی بارگاہ میں اس نبی کا وسیلہ پکڑا ہے جو اکرم الخلق ہیں۔ (فتوح الشام، رجبلۃ بن الایہم، الجزء ۱، ص ۱۶۷۔۱۶۹)

عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ پانچ یا چھ اونٹ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں قربانی کے لیے پیش کیے گئے، وہ سب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے قریب ہونے لگے کہ کس سے شروع فرمائیں (یعنی ہر

ایک کی یہ خواہش تھی کہ پہلے مجھے ذبح فرمائیں یا اس لیے کہ پہلے جسے چاہیں ذبح فرمائیں) پھر جب اُن کی کرونیں زمین سے لگ گئیں تو فرمایا: جو چاہے ٹکڑا لے لے۔ (سنن ابي داود، کتاب المناسک، ۱۸۔ باب، الحدیث: ۱۷۶۵، ج ۲، ص ۲۱۱)

(۶۱) عبداللہ ابن غنام:

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن غنام سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو صبح کے وقت یہ پڑھے الٰہی تیری جو نعمت مجھے یا تیری کسی مخلوق کو ملی وہ صرف تیرے اکیلے کی طرف سے ہے تیرا کوئی شریک نہیں لہذا تیری ہی حمد ہے اور تیرا ہی شکر تو اس نے آج کے دن کا شکریہ ادا کر دیا اور جو اسی طرح شام کے وقت کہہ لے تو اس نے اس رات کا شکریہ ادا کر دیا (ابوداؤد)

(۶۲) عبداللہ ابن مغفل:

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کا ایک نوعمر بھتیجا خذف سے کھیل رہا تھا انھوں نے دیکھا اور فرمایا برادر زادہ ایسا نہ کرو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس سے فائدہ کچھ نہیں نہ شکار ہوسکتا ہے نہ دشمن کو نقصان پہنچایا جاسکتا ہے اور اتفاقاً کسی کو لگ جائے تو آنکھ پھوٹ جائے، دانت ٹوٹ جائے۔ بھتیجا کم عمر تھا اس لئے جب چچا کو غافل دیکھا تو پھر کھیلنے لگا۔ انھوں نے دیکھ لیا فرمایا کہ میں تجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد سناتا ہوں کہ اس سے انہوں نے منع فرمایا ہے اور تو پھر اس کام کو کرتا ہے خدا عزوجل کی قسم تجھ سے کبھی بات نہیں کروں گا۔ ایک دوسرے قصہ میں اس کے بعد ہے کہ خدا عزوجل کی قسم! تیرے جنازے کی نماز میں شریک نہ ہوں گا اور نہ تیری عیادت کروں گا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب تعظیم حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ... الخ، الحدیث ۱۷، ج ۱، ص ۱۹)

حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی: یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غلایا گٹھلی کنکری پھینک کر مارنے سے منع کیا اور فرمایا اس سے نہ دشمن پر وار ہو سکے نہ جانور کا شکار، اس کا نتیجہ یہی ہے کہ آنکھ پھوڑ دے یا دانت توڑ دے۔ (صحیح البخاری کتاب الادب باب الخذف قدیمی کتب خانہ ۲ / ۹۱۹) (صحیح مسلم کتاب الصید باب الخذف قدیمی کتب خانہ ۲ / ۱۵۲) (سنن ابی داؤد کتاب الادب باب الخذف آفتاب عالم پریس لاہور ۲ / ۳۵۸)

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کنگھی کرنے سے منع فرمایا مگر ناغہ کر کے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الترجل آفتاب عالم پریس لاہور ۲ / ۲۱۷)

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مغفل سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے ڈرو، خدا سے ڈرو میرے اصحاب کے حق میں انہیں نشانہ نہ بنالینا میرے بعد جو انہیں دوست رکھتا ہے میری محبت سے انہیں دوست رکھتا ہے،

اور جوان کا دشمن ہے میری عداوت سے ان کا دشمن ہے، جس نے انہیں ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی، اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی، اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو گرفتار کر لے۔ (یعنی زندہ عذاب و بلا میں ڈال دے) (جامع الترمذی ابواب المناقب سب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم امین کمپنی دہلی ۲/۲۲۶) (مسند احمد بن حنبل حدیث عبداللہ بن مغفل المکتب الاسلامی بیروت ۵/۵۴،۵۵،۵۷)

(۶۴۳) عبداللہ ابن ہشام:

حضرت عبداللہ بن ہشام بن عثمان بن عمرو قریشی، یہ قبیلہ قریش میں خاندان بنی تیم سے تعلق رکھتے ہیں ۴ھ میں پیدا ہوئے یہ مشہور محدث حضرت زہرہ بن معبد کے دادا ہیں۔ اہل حجاز کے محدثین میں ان کا شمار ہوتا ہے اور ان کے شاگردوں میں ان کے پوتے زہرہ بن معبد بہت مشہور ہیں۔ حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بچپن ہی میں ان کی والدہ حضرت زینب بنت حمید حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے گئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ میرے اس بچے سے بیعت لے لیجئے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو بہت ہی چھوٹا ہے۔ پھر اپنا مقدس ہاتھ ان کے سر پر پھیرا اور ان کے لیے خیر و برکت کی دعا فرما دی۔

(اسد الغابۃ، عبداللہ بن ہشام، ج ۳، ص ۴۲۱)

اسی دعائے نبوی کی بدولت ان کو یہ کرامت حاصل ہوئی کہ ان کو تجارت میں نفع کے سوا کسی سودے میں کبھی بھی نقصان ہوا ہی نہیں۔ روایت ہے کہ یہ اپنے پوتے زہرہ بن معبد کو ساتھ لے کر بازار میں جاتے اور غلہ خریدتے تو حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان سے ملاقات کرتے اور کہتے کہ ہم کو بھی آپ اپنی اس تجارت میں شریک کر لیجئے اس لئے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے آپ کے لیے خیر و برکت کی دعا فرمائی ہے۔ پھر یہ سب لوگ اس تجارت میں شریک ہو جاتے تو بسا اوقات اونٹ کے بوجھ برابر نفع کما لیتے اور اس کو اپنے گھر بھیج دیتے۔

(صحیح البخاری، کتاب الشرکۃ، باب الشرکۃ فی الطعام وغیرہ، الحدیث: ۲۵۰۱، ج ۲، ص ۱۴۵)

عبداللہ بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُنکی والدہ زینب بنت حُمید رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر لائیں اور عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اسکو بیعت فرما لیجئے۔ فرمایا: یہ چھوٹا بچہ ہے۔ پھر ان کے سر پر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے دعا کی۔ انکے پوتے زہرہ بن معبد کہتے ہیں، کہ میرے دادا عبداللہ بن ہشام مجھے بازار لیجاتے اور وہاں غلہ خریدتے تو ابن عمر و ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُن سے ملتے اور کہتے ہمیں بھی شریک کر لو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمھارے لیے دعائے برکت کی ہے، وہ انھیں بھی شریک کر لیتے اور بسا اوقات ایک مسلّم اونٹ (پورا اونٹ) نفع میں مل جاتا اور اُسے گھر بھیج دیا کرتے۔

(صحیح البخاری، کتاب الشرکۃ، باب الشرکۃ فی الطعام وغیرہ، الحدیث: ۲۵۰۱، ج ۲، ص ۱۴۵)

(۶۴) عبداللہ ابن یزید:

روایت ہے عبداللہ ابن یزید سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ حضور انور نے لوٹ مار کرنے اور ناک کان کاٹنے سے منع فرمایا (بخاری)

(۶۵) عاصم ابن ثابت:

حضرت عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح انصاری یہ انصار میں قبیلہ اوس کے مایہ ناز سپوت ہیں۔ بہت ہی جانباز اور بہادر صحابی ہیں۔ انہوں نے جنگ بدر میں بے مثال جرأت و بہادری کا مظاہرہ کیا اور کفار قریش کے بڑے بڑے نامور سرداروں کو قتل کر دیا۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت عاصم بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نانا ہیں ۳ھ میں غزوۃ الرجیع کی جنگ میں یہ کفار سے دست بدست لڑتے ہوئے اپنے چھ ساتھیوں کے ساتھ شہید ہوگئے۔

(اسد الغابۃ، عاصم بن ثابت، ج ۳، ص ۱۰۶)

ان کی مندرجہ ذیل دو کرامتیں بہت ہی مشہور ہیں جو نہایت ہی مستند ہیں۔

کرامات

شہد کی مکھیوں کا پہرہ

چونکہ آپ نے جنگ بدر کے دن کفار مکہ کے بڑے بڑے نامی گرامی سورماؤں اور نامور سرداروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اس لئے جب کفار مکہ کو ان کی شہادت کی خبر ملی تو ان کافروں نے چند آدمیوں کو اس لئے مقام رجیع میں بھیج دیا تا کہ انکے بدن کا کوئی ایسا حصہ (سر وغیرہ) کاٹ کر لائیں جس سے یہ شناخت ہو جائے کہ واقعی حضرت عاصم قتل ہوگئے۔ چنانچہ چند کفار ان کی لاش کی تلاش میں مقام رجیع تک پہنچ گئے مگر وہاں جا کر ان کافروں نے اس شہید مرد کی یہ کرامت دیکھی کہ لاکھوں کی تعداد میں شہد کی مکھیوں کے جھنڈ نے ان کی لاش کے اردگرد اس طرح گھیرا ڈال رکھا ہے جس سے وہاں تک کسی کا پہنچنا ہی ناممکن ہو گیا ہے اس لئے کفار مکہ ناکام و نامراد ہو کر مکہ واپس چلے گئے۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب ۱۰، الحدیث: ۳۹۸۹، ج ۳، ص ۱۵-۱۶) (حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء... الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ... الخ، ص ۶۱۸)

سمندر میں قبر

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ مکہ کی ایک کافرہ عورت سلافہ بنت سعد کے دو بیٹوں کو حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے جنگ احد میں قتل کر ڈالا تھا، اس لئے اس عورت نے جوش انتقام میں یہ قسم کھا رکھی تھی کہ اگر مجھ کو عاصم بن ثابت کا سر مل گیا تو میں ان کی کھوپڑی میں شراب پیوں گی۔ چنانچہ اس نے کچھ لوگوں کو بھیجا تھا کہ تم ان کا سر کاٹ کر لاؤ، میں اس کو بہت بڑی قیمت دے کر خرید لوں گی۔ اس لالچ میں چند کفار مقام رجیع تک پہنچے مگر جب انہوں نے شہد کی مکھیوں کا گھیرا دیکھا تو حواس باختہ ہو گئے مگر یہ چند لالچی لوگ اس انتظار میں وہاں ٹھہر گئے کہ جب کبھی بھی یہ شہد کی مکھیاں اڑ جائیں گی تو ہم ان کا سر کاٹ کر لے جائیں گے۔ خدا کی شان کہ نہایت ہی زوردار بارش ہوئی اور پہاڑوں سے برساتی نالہ بہتا ہوا اس میدان میں پہنچا اور اس زور کا ریلا آیا کہ کفار جان بچانے کے لئے بھاگ کھڑے ہوئے اور آپ کی مقدس لاش پانی کے بہاؤ کے ساتھ بہتی ہوئی سمندر میں پہنچ گئی۔

روایت ہے کہ جس دن عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا تھا اسی دن خدا سے یہ عہد کیا تھا کہ میں نہ تو کسی کافر کے بدن کو ہاتھ لگاؤں گا نہ کسی کافر کو موقع دوں گا کہ وہ میرے بدن کو چھو سکے۔ اللہ اکبر! خدا کی شان کہ زندگی بھر تو ان کا یہ عہد پورا ہوتا ہی رہا مگر شہادت کے بعد بھی خداوند قدوس نے ان کے اس عہد کو پورا فرما دیا کہ کفار ان کے مقدس بدن کو ہاتھ نہ لگا سکے۔ پہلے شہد کی مکھیوں کا پہرہ لگا دیا پھر برساتی نالوں نے ان کے بدن مبارک کو ان کے مدفن تک پہنچا دیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء۔۔۔الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ۔۔۔الخ، ص ۶۱۸) (دلائل النبوۃ للبیھقی، باب غزوۃ الرجیع وماظھر۔۔۔الخ، ج ۳، ص ۳۲۸) (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، الحدیث: ۳۷۴۶۵، ج ۷، الجزء ۱۳، ص ۲۴۵)

(۶۶) عامر رام:

روایت ہے حضرت عامر رام سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماریوں کا ذکر فرمایا تو فرمایا کہ مؤمن کو جب بیماری پہنچتی ہے پھر اللہ اسے آرام دے دیتا ہے تو یہ گزشتہ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اور آئندہ کے لیئے نصیحت اور منافق جب بیمار ہوتا ہے پھر آرام دیا جاتا ہے تو اس اونٹ کی طرح ہوتا ہے جسے اس کے مالکوں نے باندھ دیا پھر کھول دیا وہ نہیں جانتا کہ اسے کیوں باندھا اور کیوں کھولا تو ایک شخص بولا یارسول اللہ بیماریاں کیا ہیں قسم رب کی میں تو کبھی بیمار ہوا ہی نہیں تو فرمایا ہمارے پاس سے ہٹ جاؤ تم ہم میں سے نہیں (ابوداؤد)

(۶۷) عامر ابن ربیعہ:

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں تھا۔ آپ جب بعزم حج مدینۂ طیبہ سے روانہ ہوئے آمد و رفت میں امراء و خلفاء کی طرح آپ کے لئے خیمہ نصب نہ کیا گیا، راہ میں جہاں قیام فرماتے اپنے کپڑے اور بستر کسی درخت پر ڈال کر سایہ کر لیتے۔

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، الباب الثانی۔۔۔الخ، الفصل الثامن فی شہادۃ النبی۔۔۔الخ، ذکر زہدہ، ج ۱، الجزء ۲، ص ۳۶۸)

ایک روز بر سرِ منبر مَوْعِظت فرما رہے تھے۔ مہر کا مسئلہ زیرِ بحث آیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مہر گراں نہ کیے جائیں اور چالیس اوقیہ سے مہر زیادہ مقرر نہ کیا جائے۔ (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) کیونکہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج کا مہر چالیس اوقیہ سے زیادہ نہ فرمایا لہٰذا جو کوئی آج کی تاریخ سے اس سے زیادہ مہر مقرر کریگا وہ زیادتی بیت المال میں داخل کرلی جائے گی۔ ایک ضعیفہ عورتوں کی صف سے اٹھی اور اس نے عرض کیا: اے امیر المومنین! رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسا کہنا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منصب عالی کے لائق نہیں، مہر اللہ تعالیٰ نے عورت کا حق کیا ہے وہ اس کے لیے حلال ہے اس کا کوئی جز داس سے کس طرح لیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَّاٰتَیْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْــٴًـا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً بے دَرِیغ دادِ انصاف دی اور فرمایا: اِمرَاۃٌ اَصَابَتْ وَرَجُلٌ اَخْطَأَ عورت ٹھیک پہنچی اور مرد نے خطا کی۔ پھر منبر پر اعلان فرمایا کہ عورت صحیح کہتی ہے میری غلطی تھی جو چاہو مہر مقرر کرو اور فرمایا: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ کُلُّ اِنْسَانٍ اَفْقَهُ مِنْ عُمَرَ۔ یارب! عزوجل میری مغفرت فرما، ہر شخص عمر سے زیادہ دانا ہے۔

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جب کوئی بندہ مجھ پر درودِ پاک پڑھتا ہے تو جب تک وہ درودِ پاک پڑھتا رہتا ہے ملائکہ اس کے لئے دعاء مغفرت کرتے رہتے ہیں، اب بندے کی مرضی ہے کہ درودِ پاک کم پڑھے یا زیادہ۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عامر بن ربیعہ، الحدیث: ۱۵۶۸۰، ج ۵، ص ۳۲۴)

حضرتِ سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتمُ المُرسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق وامین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسَلَّم نے فرمایا، جب بندہ مرجاتا ہے اور اللہ عزوجل اس کی برائی کو جانتا ہے جبکہ لوگ (اپنے علم کے مطابق) اس کی بھلائی بیان کرتے ہیں تو اللہ عزوجل اپنے ملائکہ سے فرماتا ہے، بیشک میں نے اپنے بندوں کی گواہی اپنے اس بندے کے حق میں قبول فرمالی اور اس کے جو گناہ میرے علم میں ہیں معاف فرمادیئے۔ (مجمع الزوائد، کتاب الجنائز، باب الثناء علی المیت، رقم ۳۹۶۰، ج ۳، ص ۸۴)

عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں میں نے بے شمار بار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روزہ میں مسواک کرتے دیکھا۔ (جامع الترمذي، ابواب الصوم، باب ماجاء في السواک للصائم، الحدیث: ۷۲۵، ج ۲، ص ۱۷۶)

عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: محرم جب آفتاب ڈوبنے تک لبیک کہتا ہے تو آفتاب ڈوبنے کے ساتھ اُس کے گناہ غائب ہوجاتے ہیں اور ایسا ہوجاتا ہے جیسا اُس دن کہ پیدا ہوا۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب المناسک، باب الظلال للمحرم، الحدیث: ۲۹۲۵، ج ۳، ص ۴۲۴)

(٦٨) عامر ابن مسعود:

روایت ہے حضرت عامر ابن مسعود سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھنڈی غنیمت جاڑوں کے روزے ہیں (احمد، ترمذی) اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث مرسل ہے اور حضرت ابوہریرہ کی یہ حدیث ما من ایام الحدیث قربانی کے باب میں ذکر ہو چکی۔

(٦٩) عائذ ابن عمرو:

روایت ہے حضرت عائذ ابن عمرو سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ بدترین والی ظالم لوگ ہیں۔ (مسلم)

روایت ہے حضرت عائذ ابن عمرو سے کہ ابوسفیان حضرت سلمان اور صہیب اور بلال پر گزرے جو ایک جماعت میں تھے تو ان حضرات نے کہا کہ اللہ کی تلواریں اللہ کے دشمن کی گردن میں اپنی جگہ پر نہ گزریں تو جناب ابوبکر بولے کہ کیا تم قریش کے بوڑھے اور ان کے سردار کے متعلق یہ کہتے ہو پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے آپ کو خبر دی تو فرمایا اے ابوبکر شاید تم نے ان حضرات کو ناراض کر دیا اگر تم نے انہیں ناراض کر دیا تو تم نے اپنے رب کو ناراض کر دیا تب ابوبکر ان حضرات کے پاس آئے بولے اے میرے بھائیو کیا میں نے تم کو رنجیدہ کر دیا وہ بولے نہیں اے میرے بھائی اللہ تم کو بخشے۔ (مسلم)

حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے اس رزق سے بغیر مانگے اور بغیر حرص کے کچھ پیش کیا جائے تو اسے چاہے کہ اس کے ذریعہ اپنے رزق میں وسعت کرے پھر اگر خود غنی وغیر محتاج ہو تو اپنے سے زیادہ حاجت مند کو دے دے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عائذ بن عمرو، الحدیث: ۲۰۹۲۴، ج۶، ص۸۷)

(٧٠) عباد ابن بشر:

یہ مدینہ منورہ کے باشندہ انصاری ہیں۔ جو خاندان بنی عبدالاشہل کے ایک بہت ہی نامور شخص ہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ہجرت سے قبل ہی حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ بہت ہی دلیر اور جانباز صحابی ہیں۔ جنگ بدر اور جنگ احد وغیرہ کے تمام معرکوں میں بڑی جرأت وشجاعت کے ساتھ کفار سے جنگ آزما ہوئے۔

کعب بن اشرف یہودی جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا بدترین دشمن تھا، آپ حضرت محمد بن مسلمہ وابوعبس بن جبر اور ابونائلہ وغیرہ چند انصاریوں کو اپنے ساتھ لے کر اس کے مکان پر گئے اور اس کو قتل کر ڈالا۔ افاضل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہم میں آپ کا شمار ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عباد بن بشر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی آواز سنی تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت عباد بن بشر پر اپنی رحمت نازل فرمائے ۱۲ھ کی جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے جبکہ آپ کی عمر شریف صرف پینتالیس سال کی تھی۔ (اسد الغابۃ، عباد بن بشر بن وقش، ج ۳، ص ۱۴۸، ۱۴۹)

روایت ہے حضرت انس سے کہ اسید ابن حضیر اور عباد ابن بشر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے کاموں کے متعلق بات چیت کرتے رہے حتی کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا یہ واقعہ سخت اندھیری رات میں ہوا پھر وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپسی کے لیے نکلے ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں چھوٹی لاٹھی تھی تو ان میں سے ایک کی لاٹھی چمک گئی حتی کہ وہ دونوں اس کی روشنی میں چلتے حتی کہ جب ان کو راستہ نے علیحدہ کیا تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہو گئی تو ان میں سے ہر ایک اپنی لاٹھی کی روشنی میں چلا حتی کہ اپنے گھر پہنچ گیا۔ (بخاری) (اسد الغابۃ، عباد بن بشر بن وقش، ج ۳، ص ۱۴۹)

کرامت والا خواب

جنگ یمامہ میں جبکہ امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر مسیلمۃ الکذاب کی فوجوں کے ساتھ مصروف جنگ تھا اور مرتدین بہت ہی کثیر تعداد میں جمع ہو کر بہت سخت جنگ کر رہے تھے۔ حضرت عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رات میں ایک خواب دیکھا ہے کہ میرے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور جب میں آسمان میں داخل ہو گیا تو دروازے بند کر دیئے گئے۔ میرے اس خواب کی تعبیر یہی ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب ہو گی۔ چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جنگ یمامہ کے دن حضرت عباد بن بشر زور زور سے یہ اعلان کر رہے تھے کہ مخلص مؤمنین میرے پاس آ جائیں۔ اس آواز پر چار سو انصاری ان کے پاس جمع ہو گئے۔

پھر آپ حضرت ابو دجانہ اور حضرت براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ساتھ لے کر اس باغ کے دروازے پر حملہ آور ہوئے جہاں سے مسیلمۃ الکذاب اپنی فوجوں کی کمان کر رہا تھا اس حملہ میں انتہائی سخت لڑائی ہوئی یہاں تک کہ حضرت عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے۔ ان کے چہرے پر تلواروں کے زخم اس قدر زیادہ لگے تھے کہ کوئی ان کو پہچان نہ سکا ان کے بدن مبارک پر ایک خاص نشان تھا جس کو دیکھ کر لوگوں نے پہچانا کہ یہ حضرت عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش ہے۔ (الطبقات الکبری لابن سعد، طبقات البدریین من الانصار۔۔۔ الخ، عباد بن بشر، ج ۳، ص ۳۳۶)

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی فرماتے ہیں کہ یہودیوں میں جب کسی عورت کو حیض آتا تو اسے نہ اپنے ساتھ کھلاتے نہ اپنے ساتھ گھروں میں رکھتے۔ صحابہ کرام نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے آیہ

(وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ) نازل فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جماع کے سوا ہر شے کرو۔ اس کی خبر یہود کو پہنچی تو کہنے لگے کہ یہ (نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہماری ہر بات کا خلاف کرنا چاہتے ہیں، اس پر اُسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آکر عرض کی کہ یہود ایسا ایسا کہتے ہیں تو کیا ہم ان سے جماع نہ کریں (کہ پوری مخالفت ہو جائے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روئے مبارک متغیر ہو گیا یہاں تک کہ ہم کو گمان ہوا کہ ان دونوں پر غضب فرمایا وہ دونوں چلے گئے اور ان کے آگے دودھ کا ہدیہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا حضور نے آدمی بھیج کر ان کو بلوایا اور پلایا تو وہ سمجھے کہ حضور نے ان پر غضب نہیں فرمایا تھا۔

(صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجھا۔۔۔ الخ، الحدیث: ۳۰۲، ص ۱۷۱)

(۷۱) مقطع بن اثاثہ ابن عباد ابن عبد المطلب:

آپ مقطع بن اثاثہ بن عباد المطلب بن عبد مناف ہیں' سیدنا مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوہ بدر میں شرکت بھی فرمائی۔

(اسد الغابہ لابن اثیر جلد 7 صفحہ 235) (الاصابہ لابن حجر جلد 6 صفحہ 126' رقم الحدیث: 8015)

(۷۲) عبادہ ابن صامت:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بیشک بالیقین میں روز قیامت تمام جہان کا سید ہوں، میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا، کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو میرے نشان کے نیچے نہ ہو کشائش کا انتظار کرتا ہوا۔ میں چلوں گا اور لوگ میرے ساتھ ہوں گے یہاں تک کہ دروازہ جنت پر تشریف فرما ہو کر دروازہ کھلواؤں گا سوال ہوگا کون ہیں؟ میں فرماؤں گا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ کہا جائے گا مرحبا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو۔ پھر جب میں اپنے رب عزوجل کو دیکھوں گا اس کے لئے سجدہ شکر میں گروں گا اس پر کہا جائے گا: ارفع راسك وقل تطاع واشفع تشفع۔ اپنا سر اٹھاؤ اور جو کہنا ہو کہو تمہاری اطاعت کی جائے گی اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہوگی۔

پس جو لوگ جل چکے تھے وہ اللہ کی رحمت اور میری شفاعت سے دوزخ سے نکال لئے جائیں گے۔

(اتحاف السادۃ المتقین بحوالہ الحاکم وابن عساکر صفۃ الشفاعۃ دار الفکر بیروت ۱ / ۳۰) (کنز العمال بحوالہ ک وابن عساکر حدیث ۳۲۰۳۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱ / ۴۳۴)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ

نے مجھے روز قیامت جنۃ النعیم کے سب غرفوں سے اعلیٰ غرفوں میں بلند فرمائے گا کہ مجھ سے اوپر بس خدا کا عرش ہوگا۔
والحمد اللہ رب العالمین۔ (الخصائص الکبرٰی بحوالہ کتاب الرجلی الرحمیۃ باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بالکوثر الخ مرکز اہلسنت ۲/ ۲۲۶)
حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے روایت ہے علم عمل سے بہتر ہے۔
(کنز العمال بحوالہ ابی الشیخ عن عبادہ بن صامت مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۱۸۲)

(۷۳) عباس ابن عبد المطلب:

ہند بنت عوف وہ خاتون ہیں جن کے ایسے داماد تھے جو کسی اور کو میسر نہیں، ایک داماد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تھے، دوسرے داماد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیونکہ سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔

یہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دوسرے چچا ہیں ان کی عمر آپ سے دو سال زائد تھی۔ یہ ابتدائے اسلام میں کفار مکہ کے ساتھ تھے یہاں تک کہ آپ جنگ بدر میں کفار کی طرف سے جنگ میں شریک ہوئے اور مسلمانوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہوئے مگر محققین کا قول یہ ہے کہ یہ جنگ بدر سے پہلے مسلمان ہوگئے تھے اور اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھے اور کفار مکہ ان کو قومیت کا دباؤ ڈال کر زبردستی جنگ بدر میں لائے تھے۔ چنانچہ جنگ بدر میں لڑائی سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمادیا تھا کہ تم لوگ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل مت کرنا کیونکہ وہ مسلمان ہوگئے ہیں لیکن کفار مکہ ان پر دباؤ ڈال کر انہیں جنگ میں لائے ہیں۔

یہ بہت ہی معزز اور مالدار تھے اور زمانہ جاہلیت میں بھی حجاج کو زمزم شریف پلانے اور خانہ کعبہ کی تعمیرات کا اعزاز آپ کو حاصل تھا۔ فتح مکہ کے دن انہیں کی ترغیب پر حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسلام قبول کرلیا اور دوسرے سرداران قریش بھی انہیں کے مشوروں سے متاثر ہوکر اسلام کے دامن میں آئے۔ ان کے فضائل میں چند حدیثیں بھی مروی ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو بہت سی بشارتیں اور بہت زیادہ دعائیں دی ہیں جن کا تذکرہ صحاح ستہ اور حدیث کی دوسری کتابوں میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ ۳۲ھ میں اٹھاسی برس کی عمر پا کر مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں سپرد خاک کئے گئے۔ (اسد الغابۃ، عباس بن عبد المطلب، ج ۳، ص ۱۶۳) (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، غزوۃ بدر الکبریٰ، ذکر رؤیا عاتکۃ بنت عبد المطلب، نھی النبی اصحابہ عن قتل۔۔۔ الخ، ص ۲۵۹ ملخصا)

منقول ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان مسجد نبوی سے ملا ہوا تھا اور اس مکان کا پرنالہ بارش میں آنے جانے والے نمازیوں کے اوپر گرا کرتا تھا۔ امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پرنالہ کو اکھاڑ دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ خدا کی قسم! اس پرنالہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

میری گردن پر سوار ہو کر اپنے مقدس ہاتھوں سے لگایا تھا۔ یہ سن کر امیر المؤمنین نے فرمایا کہ اے عباس! مجھے اسکا علم نہ تھا اب میں آپ کو حکم دیتا ہوں کہ آپ میری گردن پر سوار ہو کر اس پرنالہ کو پھر اسی جگہ لگا دیجئے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(وفاء الوفاء باخبار دار المصطفٰی، الباب الثالث، الفصل الثانی عشر فی زیادۃ عمر...الخ، ج ۱، ص ۴۸۶ ملتقطاً)

کرامت
ان کے طفیل بارش ہوئی

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں جب شدید قحط پڑ گیا اور خشک سالی کی مصیبت سے دنیائے عرب بدحالی میں مبتلا ہو گئی تو امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز استسقاء کے لیے مدینہ منورہ سے باہر میدان میں تشریف لے گئے اور اس موقع پر ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجتماع ہوا۔ اس بھرے مجمع میں دعا کے وقت حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بازو تھام کر انہیں اٹھایا اور انکو اپنے آگے کھڑا کر کے اس طرح دعا مانگی:

یا اللہ! عزوجل پہلے جب ہم لوگ قحط میں مبتلا ہوتے تھے تو تیرے نبی کو وسیلہ بنا کر بارش کی دعائیں مانگتے تھے اور تو ہم کو بارش عطا فرماتا تھا مگر آج ہم تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچا کو وسیلہ بنا کر دعا مانگتے ہیں لہٰذا تو ہمیں بارش عطا فرما دے۔

پھر جب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بارش کے لیے دعا مانگی تو ناگہاں اسی وقت اس قدر بارش ہوئی کہ لوگ گھٹنوں گھٹنوں تک پانی میں چلتے ہوئے اپنے گھروں میں واپس آئے اور لوگ جوش مسرت اور جذبہ عقیدت سے آپ کی چادر مبارک کو چومنے لگے اور کچھ لوگ آپ کے جسم مبارک پر اپنا ہاتھ پھیرنے لگے چنانچہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو دربار نبوت کے شاعر تھے اس واقعہ کو اپنے اشعار میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے

سَئَلَ الْاِمَامُ وَقَدْ تَتَابَعَ جَدْبُنَا
فَسَقَی الْغَمَامُ بِغُرَّةِ الْعَبَّاسِ
اَحْیَی الْاِلٰهُ بِهِ الْبِلَادَ فَاَصْبَحَتْ
مُخْضَرَّةَ الْاَجْنَابِ بَعْدَ الْیَاسِ

(یعنی امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حالت میں دعا مانگی کہ لگاتار کئی سال سے قحط پڑا ہوا تھا تو بدلی نے حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی روشن پیشانی کے طفیل میں سب کو سیراب کر دیا۔ معبود برحق نے اس بارش سے تمام شہروں کو زندگی عطا فرمائی اور ناامیدی کے بعد تمام شہروں کے اطراف ہرے بھرے ہو گئے۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب ذکر العباس بن عبدالمطلب، الحدیث: ۳۷۱۰، ج۲، ص۵۳۷) (حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ...الخ، ص۶۱۵)

(۷۴) عباس ابن مرداس:

عباس بن مرداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرفہ کی شام کو اپنی اُمت کے لیے مغفرت کی دعا مانگی اور وہ دعا مقبول ہوئی، فرمایا: میں نے انھیں بخش دیا سوا حقوق العباد کے کہ مظلوم کے لیے ظالم سے مواخذہ کروں گا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے عرض کی، اے رب! اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت عطا کردے اور ظالم کی مغفرت فرمادے۔ اُس دن یہ دعا مقبول نہ ہوئی پھر مزدلفہ میں صبح کے وقت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس دعا کا اعادہ کیا اُس وقت یہ دعا مقبول ہوئی، اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔

صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی، ہمارے ماں باپ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر قربان اس وقت تبسم فرمانے کا کیا سبب ہے؟ ارشاد فرمایا کہ: دشمنِ خدا ابلیس کو جب یہ معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل نے میری دعا قبول کی اور میری اُمت کی بخشش فرمائی تو اپنے سر پر خاک اُڑانے لگا اور واویلا کرنے لگا، اُس کی یہ گھبراہٹ دیکھ کر مجھے ہنسی آئی۔

(سنن ابن ماجہ، أبواب المناسک، باب الدعاء بعرفۃ، الحدیث: ۳۰۱۳، ج۳، ص۴۶۶)

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نعتیہ کلام

یا خاتم النبآء انك مرسل   بالحق کل هدی السبیل هدا کا

ان الاله بنی علیك محبة   فی خلقه و محمدا سما کا

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، غزوۃ حنین فی سنۃ ثمان بعد الفتح، شعر آخر لعباس بن مرداس، ج۴، ص۹۰۳)

ترجمہ: (۱) اے خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حق کے ساتھ مبعوث ہوئے۔ راہ حق کی ہدایت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کی ہدایت ہے۔

(۲) اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر اپنی مخلوق میں محبت کی بنیاد رکھی اور آپ کا نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رکھا۔

(۷۵) عبدالمطلب ابن ربیعہ:

روایت ہے حضرت عبدالمطلب ابن ربیعہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ صدقات لوگوں

کے میل ہیں یہ نہ حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ آپ کی آل کو حلال۔

(صحیح للمسلم تحریم الزکوۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۴۵)

روایت ہے حضرت عبدالمطلب ابن ربیعہ سے کہ جناب عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بہت غصہ کی حالت میں آئے میں حضور کے پاس تھا حضور نے فرمایا آپ کو کس چیز نے غصہ میں کیا عرض کیا یارسول اللہ ہم کو قریش سے کیا تعلق ہے کہ جب آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو ہنس مکھ ہوکر ملتے ہیں اور جب ہم سے ملتے ہیں تو اس کے سوا اور طریقہ سے ملتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے حتی کہ آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا پھر فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کسی کے دل میں ایمان داخل نہ ہوگا حتی کہ اللہ رسول کے لیے تم لوگوں سے محبت کرے پھر فرمایا اے لوگو جس نے میرے چچا کو ستایا اس نے مجھے ستایا کیونکہ آدمی کا چچا اس کے باپ کی مثل ہے (ترمذی) اور مصابیح میں مُطلب سے روایت کی۔

جناب عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب نے بیان کیا کہ اس کے والد ربیعہ بن حارث اور عباس بن عبدالمطلب نے عبدالمطلب بن ربیعہ (مجھ سے) اور فضل بن عباس سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر درخواست کرو کہ اے اللہ کے رسول! ہم اس عمر کو پہنچ گئے ہیں جو آپ دیکھ رہے ہیں (بھرپور جوان ہیں) اور ہم شادیاں کرنا چاہتے ہیں اور آپ اے اللہ کے رسول! سب سے بڑھ کر حسن سلوک اور سب سے عمدہ صلہ رحمی کرنے والے ہیں' ہمارے والدین کے پاس ہمارے حق مہر کے لیے کچھ نہیں ہے' تو آپ اے اللہ کے رسول! ہمیں صدقات کا عامل بنا دیجیئے' ہم وہی کریں گے جو دوسرے عامل کرتے ہیں اور ہمیں ہمارا حق الخدمت جو ہوگا مل جائے گا۔ عبدالمطلب نے کہا: ہم یہی گفتگو کررہے تھے کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آگئے' تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی کو صدقے پر عامل نہیں بنائیں گے' تو ربیعہ نے ان سے کہا: یہ تمہاری بات ہے کہ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی مل گئی ہے' ہمیں تو اس پر تم سے کوئی حسد نہیں ہے۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر بچھائی اور اس پر لیٹ گئے اور کہنے لگے میں ابوالحسن ہوں اور معاملہ فہم بھی! (جیسے کہ بڑا اونٹ ہوتا ہے) اللہ کی قسم! میں یہاں سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک کہ تمہارے صاحبزادے جواب لے کر نہیں آجاتے' جس مقصد کے لیے آپ نے انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا ہے۔ عبدالمطلب کہتے ہیں چنانچہ میں اور فضل (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کی طرف) گئے۔ ہم نے دیکھا کہ ظہر کا وقت ہو چکا ہے اور جماعت کھڑی ہوگئی ہے تو ہم نے لوگوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھی۔ پھر جلدی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے کے دروازے کے پاس آگئے۔ آپ اس دن سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہ کے ہاں تھے۔ ہم دروازے کے پاس کھڑے ہوگئے حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پیار سے) میرے اور فضل کے کان پکڑ لیے اور فرمایا "نکالو جو تمہارے جی میں ہے۔" پھر آپ اندر

تشریف لے گئے اور ہمیں اندر آنے کی اجازت دی تو ہم اندر چلے گئے۔ اور ہم تھوڑی دیر تک بات کرنے کو ایک دوسرے پر ٹالتے رہے (میں کہتا کہ تم بات کرو وہ کہتا کہ تم کرو) بالآخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے بات کی یا فضل نے، عبداللہ بن حارث کو شک ہے۔ اور ہمارے باپوں نے جو کہا تھا ہم نے آپ کے گوش گزار کر دیا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھڑی کے لیے خاموش ہو گئے۔ آپ نے اپنی نظر چھت کی طرف اٹھائی ہوئی تھی۔ حتیٰ کہ بہت وقت گزر گیا اور آپ ہمیں کوئی جواب نہیں دے رہے تھے۔ حتیٰ کہ ہم نے دیکھا کہ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے ہمیں اشارہ کیا یعنی جلدی مت کرو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے ہی بارے میں فکر کر رہے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر جھکایا اور فرمایا "یہ صدقہ تو لوگوں کا میل کچیل ہے اور یہ محمد اور آل محمد کے لیے حلال نہیں ہے۔ نوفل بن حارث کو میرے پاس بلا لاؤ۔" چنانچہ انہیں بلایا گیا۔ آپ نے ان سے کہا: "نوفل! عبدالمطلب سے (اپنی بیٹی کا) نکاح کر دو۔" چنانچہ نوفل نے میرے ساتھ (اپنی بیٹی کا) نکاح کر دیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "محمیہ بن جزء کو بلا لاؤ" وہ بنو زبیدہ میں سے تھے۔ اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس کا نگران بنایا ہوا تھا۔ آپ نے اس سے کہا: "محمیہ! فضل سے (اپنی بیٹی کا) نکاح کر دو۔" چنانچہ اس نے بھی کر دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا "اٹھو اور انہیں خمس میں سے اتنا اتنا حق مہر ادا کر دو۔" زہری کہتے ہیں کہ عبداللہ بن حارث نے مجھے اس کی مقدار بیان نہیں کی تھی۔

(سنن ابوداود کتاب الخراج والفيء۔ حدیث:2985)

(٧٦) عبداللہ ابن محصن:

روایت ہے حضرت عبید اللہ ابن محصن سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص تم میں سے صبح پائے کہ اس دل میں امن وامان ہو اپنے جسم میں تندرستی، اس کے پاس اس دن کا کھانا ہو تو گویا اس کے لیے دنیا پوری کی پوری جمع کر دی گئی (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

حضرت عبید اللہ بن محصن خطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تم میں سے صبح پائے کہ اُس کے دل میں امن وامان ہو، اس کے جسم میں تندرستی ہو، اُس کے پاس اُس دن کا کھانا ہو تو گویا اُس کے لئے دنیا پوری کی پوری جمع کر دی گئی۔

(سنن الترمذي، کتاب الزھد، ٣٤۔ باب، الحدیث: ٢٣٤٦، ج ٤، ص ٣٠٥)

(٧٧) عبید ابن خالد:

روایت ہے حضرت عبید ابن خالد سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں کے درمیان بھائی چارہ فرمایا تو ان میں

سے ایک اللہ کی راہ میں مارا گیا پھر ایک ہفتہ یا اس کے قریب میں دوسرا آدمی فوت ہوا لوگوں نے اس پر نماز پڑھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے کیا کہا عرض کیا ہم نے اللہ سے دعا کی کہ اسے بخش دے اس پر رحم کر اسے اس کے ساتھی سے ملا دے تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اس شہید کے بعد اس کی نمازیں اور اس کے عمل یا فرمایا شہید کے روزوں کے بعد اس کے روزے کہاں گئے ان کے درمیان کا فاصلہ آسمان وزمین کے فاصلہ سے زیادہ دراز ہے (ابوداؤد، نسائی)

(۷۸) عتاب ابن اسد:

فتح مکہ کے بعد جب نماز کا وقت آیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دیں۔ جس وقت اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کی ایمان افروز صدا بلند ہوئی تو حرم کے حصار اور کعبہ کے در و دیوار پر ایمانی زندگی کے آثار نمودار ہو گئے مگر مکہ کے وہ نو مسلم جو ابھی کچھ ٹھنڈے پڑ گئے تھے اذان کی آواز سن کر ان کے دلوں میں غیرت کی آگ پھر بھڑک اٹھی۔ چنانچہ روایت ہے کہ حضرت عتاب بن اُسید نے کہا کہ خدا نے میرے باپ کی لاج رکھ لی کہ اس آواز کو سننے سے پہلے ہی اس کو دنیا سے اٹھا لیا اور ایک دوسرے سردار قریش کے منہ سے نکلا کہ اب جینا بے کار ہے۔ (شرح الزرقانی علی المواھب، باب غزوۃ الفتح الاعظم، ج ۳، ص ۳۸۴)

مگر اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں نور ایمان کا سورج چمک اٹھا اور وہ صادق الایمان مسلمان بن گئے۔ چنانچہ مکہ سے روانہ ہوتے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہی کو مکہ کا حاکم بنا دیا۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، باب دخول الرسول صلی اللہ علیہ وسلم الحرم، ص ۴۷۴ ملخصا) (المواھب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب غزوۃ حنین، ج ۳، ص ۴۹۸ ملخصا)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ کا نظم ونسق اور انتظام چلانے کے لئے حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ کا حاکم مقرر فرما دیا اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس خدمت پر مامور فرمایا کہ وہ نو مسلموں کو مسائل واحکام اسلام کی تعلیم دیتے رہیں۔

(مدارج النبوت، قسم سوم، باب ہشتم، ج ۲، ص ۳۲۴، ۳۲۵) (المواھب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب غزوۃ حنین، ج ۳، ص ۴۹۸۔۴۹۹)

روایت ہے حضرت عتاب ابن اسید سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگور کی زکوۃ کے بارے میں فرمایا کہ اس کا یوں ہی اندازہ لگایا جائے جیسے کھجور کا لگایا جاسکتا ہے پھر اس کی کشمش سے یوں ہی زکوۃ دی جائے جیسے کھجور سے چھوہاروں کی دی جاتی ہے (ترمذی وابوداؤد)

(۷۹) عتبہ ابن اسید:

روایت ہے مسور ابن مخرمہ سے اور مروان ابن حکم سے دونوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے سال چند اور دس سو صحابہ کی جماعت میں تشریف لے گئے تو جب ذوالحلیفہ پہنچے تو ہدی کو ہار پہنایا اور اشعار کیا اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھا اور چلے حتی کہ جب اس پہاڑی پر پہنچے جہاں سے مکہ والوں پر اترا جاتا ہے تو آپ کو لے کر آپ کی سواری بیٹھ گئی تو لوگ بولے اٹھ اٹھ قصواء اڑیل ہوگئی قصواء اڑیل ہوگئی تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قصواء اڑیل نہیں ہوگئی نہ اس کی یہ عادت ہے لیکن اسے ہاتھیوں کے روکنے والے نے روک لیا پھر فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ وہ مجھ سے کوئی مطالبہ ایسا نہ کریں گے جس میں اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کریں گے مگر میں انہیں دے دوں گا پھر اسے ڈانٹا تو وہ کود کر اٹھی پھر حضور نے ان سے عدول فرمایا حتی کہ حدیبیہ کے کنارہ اترے تھوڑے پانی والی جگہ پر کہ وہاں سے لوگ تھوڑا تھوڑا پانی لیتے تھے تو نہ چھوڑا اسے لوگوں نے حتی کہ اسے خشک کردیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیاس کی شکایت کی تو حضور نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا پھر انہیں حکم دیا کہ یہ اس کنوئیں میں ڈال دیں تو اللہ کی قسم وہ کنواں پانی سے جوش مارتا رہا حتی کہ وہ لوگ وہاں سے لوٹ گئے وہ اس حال میں تھے کہ بدیل ابن ورقاء خزاعی خزاعہ کی ایک جماعت حضور کے پاس آئی پھر آپ کے پاس عروہ ابن مسعود آیا حدیث پوری بیان کی یہاں تک کہا کہ جب سہیل ابن عمرو آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لکھو یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر اللہ کے رسول محمد نے فیصلہ فرمایا تو سہیل بولا خدا کی قسم اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول جانتے تو آپ کو بیت اللہ سے نہ روکتے نہ آپ سے جنگ کرتے لیکن آپ یوں لکھیں محمد ابن عبداللہ راوی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ میں رسول اللہ ہوں اور اگر تم جھٹلاتے ہی ہو تو لکھو محمد ابن عبداللہ پھر سہیل بولا کہ اس شرط پر صلح ہے کہ ہم میں سے کوئی آدمی آپ کے پاس نہ آوے اگرچہ آپ کے دین پر ہو مگر آپ اسے ہماری طرف لوٹا دیں جب لکھت پڑھت کے جھگڑے سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے اصحاب سے قربانیاں کرو پھر سر منڈواؤ پھر کچھ عورتیں مؤمنہ آئیں تو اللہ تعالٰی نے یہ آیت اتاری، اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مؤمن عورتیں ہجرت کرکے آئیں الخ، چنانچہ انہیں اللہ تعالٰی نے ان عورتوں کے واپس کرنے سے منع فرمادیا اور یہ حکم دیا کہ ان کے مہر واپس کردیں پھر حضور مدینہ واپس ہوئے تو آپ کی خدمت میں ایک قرشی شخص ابو بصیر مسلمان ہوکر آئے مکہ والوں نے ان کے طلب کے لیے دو شخص بھیجے حضور نے انہیں ان دو شخصوں کے حوالہ کردیا وہ انہیں لے کر نکلے حتی کہ جب ذوالحلیفہ پہنچے تو اپنی کھجوریں کھانے کے لیے اترے تو ابو بصیر نے ان میں سے ایک سے کہا اے فلاں خدا کی قسم میں تیری اس تلوار کو بہت ہی اچھی دیکھ رہا ہوں مجھے دکھا تو میں اسے دیکھوں اس نے انہیں تلوار پر قابو دے دیا انہوں نے اسے مار دیا حتی کہ وہ ٹھنڈا ہوگیا اور دوسرا بھاگ گیا حتی کہ مدینہ پہنچا دوڑتا ہوا مسجد میں آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے کوئی سخت

ڈر دیکھا ہے وہ بولا واللہ میرا ساتھی تو قتل کر دیا گیا اور میں بھی قتل ہو جاؤں گا اتنے میں ابو بصیر آ گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی ماں کی خرابی ہے اگر اس کا کوئی مددگار ہو تو یہ جنگ بھڑکا دے انہوں نے جب یہ سنا تو پہچان گئے کہ حضور انہیں مکہ والوں کے حوالہ کر دیں گے تو یہ نکل کھڑے ہوئے حتیٰ کہ سمندر کنارہ آ گئے فرماتے ہیں کہ ادھر ابو جندل ابن سہیل چھوٹ گئے تو ابو بصیر سے مل گئے پھر قریش کا کوئی آدمی جو مسلمان ہو جاتا وہ نہ نکلتا مگر ابو بصیر سے مل جاتا تا آنکہ ان کی ایک جماعت جمع ہو گئی پھر تو خدا کی قسم یہ لوگ نہ سنتے قریش کے کسی قافلہ کو جو شام کی طرف نکلتا مگر یہ اس کے آڑے ہوتے انہیں قتل کر دیتے اور ان کے مال لے لیتے تب قریش نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا جس میں وہ حضور کو اللہ تعالیٰ کی قسم قرابت داری کا واسطہ دینے لگے کہ حضور انہیں بلا بھیجیں اب جو آپ کے پاس آئے اسے امان ہے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلا بھیجا (بخاری)

(۸۰) عتبہ ابن عبد السلمی:

حضرت سیدنا عتبہ بن عبد السُّلَمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: راہِ خدا عَزَّ وَجَلَّ میں قتل ہونے والوں کی تین قسمیں ہیں، ایک وہ مؤمن جو اپنی جان اور اپنے مال کے ساتھ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی راہ میں جہاد کرے اور دشمن سے خوب لڑے یہاں تک کہ قتل کر دیا جائے تو یہ شہیدِ مُفتخر (یعنی قابلِ فخر) ہے اور وہ عرش کے نیچے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے خیمہ (یعنی قرب) میں ہوگا اور انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام اس سے درجہ نبوت (اور نبوت سے متعلق کمالات) میں افضل ہوں گے۔

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۳۱۱، ج۱۷، ص۱۲۶) (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبد الرحمن بن قتادہ، الحدیث ۱۷۶۷۳، ج۶، ص۲۰۵)

روایت ہے حضرت عتبہ ابن عبد سلمی سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ نہ تو گھوڑے کی پیشانی کے بال کاٹو نہ گردن کے بال اور نہ ان کی دم کیونکہ ان کی دم ان کے مورچھل (پنکھے) ہیں اور ان کی گردن کے بال ان کے کمبل ہیں اور ان کی پیشانی کے بالوں میں خیر وابستہ ہے (ابوداؤد)

حضرت سیدنا عتبہ بن عبد سُلَمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا، جس کے تین بچے بالغ ہونے سے پہلے مر جائیں تو وہ اسے جنت کے آٹھوں دروازوں پر ملیں گے اور اسے اختیار ہوگا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔ (سنن ابن ماجہ ابواب ماجاء فی الجنائز باب ماجاء فی ثواب من اصیب ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۶) (کنز العمال حدیث ۶۵۶۰ موسسۃ الرسالہ بیروت ۳/ ۲۸۴)

روایت ہے حضرت عتبہ ابن عذر سے فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ آپ نے سورۃ طسم

پڑھی حتیٰ کہ حضرت موسیٰ کے قصہ پر پہنچے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نفس کو اپنی پاکدامنی کی حفاظت اور اپنے پیٹ کی روٹی پر آٹھ یا دس سال اجرت پر دیا (احمد، ابن ماجہ)

عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت میں شہید اور طاعون زدہ حاضر آئیں گے طاعون والے کہیں گے ہم شہید ہیں، حکم ہوگا: دیکھو اگر ان کا زخم شہیدوں کی مثل ہے خون رواں اور مشک کی خوشبو تو یہ بھی شہید ہیں۔ تو انہیں ایسا ہی پائیں گے۔ (مسند احمد بن حنبل عن عتبہ بن عبد ۴/۱۸۵ والمعجم الکبیر عن عتبہ حدیث ۲۹۲ ۷/۱۱۹)

(۸۱) عتبہ ابن غزوان:

جب حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک چھوٹا سا لشکر لے کر مدینہ منورہ سے عکرمہ بن ابو جہل کے لشکر سے لڑنے کے لئے آئے تو حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کافروں کے لشکر میں شامل ہو گئے اور بھاگ کر مسلمانوں سے مل گئے اور اس طرح مدینہ منورہ ہجرت کر کے پہنچ گئے۔

روایت ہے حضرت عتبہ ابن غزوان سے فرماتے ہیں کہ ہم سے ذکر کیا گیا کہ دوزخ کے کنارے سے پتھر ڈالا جاوے گا تو اس میں ستر سال گرے گا اس کی تہہ نہ پاوے گا رب کی قسم وہ بھری جاوے گی اور ہم سے ذکر کیا گیا کہ جنت کی چوکھٹوں میں سے دو چوکھٹوں کے درمیان چالیس سالوں کا فاصلہ ہے اور اس پر ایک ایسا دن آوے گا جب وہ بھیڑ کی وجہ سے ٹھسا ہوگا۔ (مسلم)

سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پرنور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب تم میں سے کوئی شخص سنسان جگہ میں بہکے بھولے یا کوئی چیز گم کردے اور مدد مانگنی چاہے تو یوں کہے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا۔

(المعجم الکبیر ما سند عتبہ بن غزوان حدیث ۲۹۰ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۰ /۱۱۷ و ۱۱۸)

(۸۲) عداء ابن خالد:

روایت ہے حضرت عداء ابن خالد ابن ہوذہ سے انہوں نے ایک تحریر نکالی کہ یہ وہ ہے جو عداء ابن خالد ابن ہوذہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خریدا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے غلام یا لونڈی خریدی جس میں نہ کوئی عیب ہے نہ فساد نہ کوئی خرابی مسلمان کی مسلمان سے بیع (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۸۳) عدی ابن حاتم:

حضرت عدی بن حاتم (عدي بن حاتم الطائي) صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ مشہور سخی حاتم طائی بے بیٹے اور قبیلہ طے کے سردار تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقِ کریمہ کی بدولت 9ھ میں اسلام لائے۔ شام کے اسلامی لشکروں میں شامل رہے اور عراق کی فتح میں شامل تھے اور بعد میں جنگِ جمل اور جنگِ صفین میں بھی حضرت علی کی جانب سے شرکت کی۔ جنگ یرموک میں ساٹھ ہزار رومی افواج کے مقابلے میں حضرت خالد بن ولید نے صرف ساٹھ مسلمانوں کو منتخب کر کے کھڑا کیا اور جنگ جیتی۔ ان ساٹھ افراد میں حضرت عدی بن حاتم بھی شامل تھے۔ بعض روایات کے مطابق نصف رمضان 66ھ میں وفات پائی۔ (آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا)

اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العُیوب عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے: گناہ پر نادم ہونے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں، نادم ہونے والا رحمت کا منتظر ہوتا ہے جبکہ خود پسندی کرنے والا اللہ عزوجل کی ناراضگی کا منتظر ہوتا ہے۔ (شعب الایمان، باب فی معالجۃ کل ذنب بالتوبۃ، رقم ۷۱۷۸، ج ۵، ص ۴۳۶۔ بلفظ التائب من الذنب، النادم ینتظر ۔۔ الخ۔ رواہ ابن عدی فی الضعفاء، میسرہ بن عبدربہ تستری، ج ۸، ص ۱۸۰)

حضرتِ سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا، عنقریب تم میں سے ہر ایک کے ساتھ اللہ عزوجل اس طرح کلام فرمائے گا کہ دونوں کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا تو وہ بندہ اپنی دائیں جانب دیکھے گا تو جو کچھ اس نے آگے بھیجا وہ اسے نظر آئے گا، جب وہ اپنے بائیں جانب دیکھے گا تو اسے وہی نظر آئے گا جو اس نے آگے بھیجا، اپنے سامنے دیکھے گا تو اسے آگ نظر آئے گی تو اس آگ سے بچو اگرچہ ایک کھجور کے ذریعے ہو۔ اور ایک روایت میں ہے تم میں سے جو آگ سے بچ سکے اگرچہ ایک ہی کھجور کے ذریعے تو اسے چاہیے کہ ضرور بچے۔

(مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی الصدقۃ ولو بشق تمرۃ، رقم ۱۰۱۶، ص ۵۰۷)

حضرت سیِّدُنا عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: قیامت کے دن کچھ لوگوں کو جنت کی طرف بلایا جائے گا یہاں تک کہ جب وہ قریب پہنچیں گے اور اس کی خوشبو سونگھیں گے اور اس کے محلات دیکھیں گے تو ندا کی جائے گی: ان لوگوں کو جنت سے لوٹا دو، ان کے لئے جنت میں کوئی حصہ نہیں۔ تو وہ ایسی حسرت کے ساتھ لوٹیں گے کہ اس جیسی حسرت سے اگلوں پچھلوں میں سے کوئی نہ لوٹا ہوگا تو وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب عَزَّ وَجَلَّ! اگر تو یہ دکھانے سے قبل ہی جہنم میں داخل کر دیتا تو ہم پر آسان تھا۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ فرمائے گا: میں نے یہ اس لئے کیا کیونکہ تم خلوت میں نافرمانیوں سے میرا مقابلہ کیا کرتے تھے اور جب تم لوگوں سے ملتے تو لوگوں کو دکھانے کے لئے بڑی عاجزی سے ملاقات کرتے اور جو

تمہارے دلوں میں میرے لئے تھا وہ اس کے برعکس تھا۔ تم لوگوں سے ڈرتے اور مجھ سے نہ ڈرتے، لوگوں کی تعظیم کرتے اور میری تعظیم نہ کرتے۔ تو آج میں تمہیں اپنا دردناک عذاب چکھاؤں گا مزید یہ کہ میں نے تم پر آخرت کا ثواب حرام کردیا ہے۔ (المعجم الکبیر، الحدیث ۱۹۹/ ۲۰۰، ج ۱۵/ ۱۷، ص ۸۵۔ ۸۶۔ بتغیر قلیل)

حضرت عدی بن حاتم صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ کوئی شخص بلند آواز سے یہ کہہ رہا تھا:

اَبْشِرِ ابْنَ عَفَّانَ بِرَوْحٍ وَّرَيْحَانٍ وَّبِرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ اَبْشِرِ ابْنَ عَفَّانَ بِغُفْرَانٍ وَّرِضْوَانٍ

(یعنی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راحت اور خوشبو کی بشارت دو اور نہ ناراض ہونے والے رب کی ملاقات کی خوشخبری سناؤ اور خدا کے غفران و رضوان کی بھی بشارت دے دو) حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں اس آواز کو سن کر ادھر ادھر نظر دوڑانے لگا اور پیچھے مڑ کر بھی دیکھا مگر کوئی شخص نظر نہیں آیا۔

(شواہد النبوۃ، رکن سادس در بیان شواہد و دلایلی... الخ، ص ۲۰۹)

حضرتِ سیدنا عدی بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرتِ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں کسی کے دانت توڑ دیئے۔ جب مظلوم شخص کو دیت دی گئی تو اس نے دیت قبول کرنے سے انکار کردیا۔ تین مرتبہ کوشش کی گئی مگر اس نے قبول نہ کی اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا، جو اپنے خون یا کسی زخم کو صدقہ (یعنی معاف) کریگا وہ صدقہ قیامت کے دن اسکے لئے کفارہ ہوجائے گا۔

(مجمع الزوائد، کتاب الدیات، باب ماجاء فی العفو... الخ، رقم ۱۰۸۰۰، ج ۶، ص ۴۷۴، بتصرف ما)

(۸۴) عدی ابن عمیرہ:

روایت ہے حضرت عدی ابن عمیرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم تم میں سے جسے کسی کام پر عامل بنائیں پھر وہ ہم سے سوئی یا اس سے زیادہ چھپالے تو یہ بھی خیانت ہے جسے وہ قیامت کے دن لائے گا۔ (مسلم)

روایت ہے حضرت عدی ابن عمیرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو تم میں سے جو کوئی ہمارے کام پر عامل بنایا گیا پھر اس میں سے سوئی اور اس کے اوپر کوئی چیز ہم سے چھپائی تو وہ خائن ہے قیامت کے دن وہ لائے گا تو ایک انصاری صاحب کھڑے ہوکر بولے یارسول اللہ مجھ سے اپنا عمل (نوکری) لے لیجئے فرمایا یہ کیا عرض کیا کہ میں نے آپ کو یہ کہتے سنا فرمایا یہ تو میں کہتا ہوں کہ ہم جسے کسی کام پر عامل بنائیں تو وہ تھوڑا اور بہت حاضر کردے پھر اس میں سے اسے جو دیا جائے وہ لے لے اور جس سے منع کیا جائے اس سے باز رہے۔ (مسلم، ابوداؤد) اور لفظ ابوداؤد کے ہیں۔

(۸۵)عرباض ابن ساریہ:

ان کی کنیت ابونجیح ہے اوران کا خاندانی تعلق بنی سلیم سے ہے۔ مفلس مہاجر تھے اس لئے مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اصحاب صفہ کے ساتھ رہتے۔ آخر میں ملک شام چلے گئے اور وہیں سکونت اختیار کی۔ حضرت ابو امامہ اور تابعین کی ایک جماعت نے ان سے حدیثوں کی روایت کی ہے۔ ۷۵ھ میں شام میں ان کا وصال ہوا۔

(اسد الغابۃ، عرباض بن ساریہ السلمی، ج ۴، ص ۲۲)

کرامت
فرشتہ سے ملاقات اور گفتگو

ایک دن یہ دمشق کی جامع مسجد میں اس طرح دعا مانگ رہے تھے کہ یا اللہ! عزوجل اب میری عمر بہت زیادہ ہوگئی ہے اور میری ہڈیاں بہت زیادہ کمزور ہو چکی ہیں لہٰذا اب تو مجھے وفات دے دے۔ اچانک ان کے پیچھے سے ایک سبز پوش نوجوان جو بہت ہی خوبصورت تھا بول اٹھا: اے شخص! یہ کیسی دعا تو مانگ رہا ہے؟ تمہیں اس طرح دعا کرنی چاہے کہ یا اللہ! عزوجل میرے عمل کو اچھا کردے اور مجھ کو میری اجل تک پہنچا دے۔ یہ نوجوان کی ڈانٹ سن کر چونکے اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ کون ہیں؟ نوجوان نے کہا: میں ریبائیل فرشتہ ہوں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے میری یہ ڈیوٹی ہے کہ میں مؤمنین کے دلوں سے رنج وغم کو دور کرتا ہوں۔

(مجمع الزوائد، کتاب الادعیۃ، باب ادعیۃ الصحابۃ رضی اللہ عنہم، الحدیث: ۱۷۴۳۳، ج۱۰، ص ۲۹۵)

حضرت سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہٖ وسلّم پہلی صف والوں کے لئے تین مرتبہ اور دوسری صف والوں کیلئے ایک مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب امامۃ الصلوۃ والسنۃ فیہا، باب الصف المقدم، رقم ۹۹۶، ج ۱، ص ۵۲۸)

روایت ہے حضرت عرباض ابن ساریہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرما کر فرمایا کیا تم میں سے کوئی چھپرکھٹ پر تکیہ لگا کر یہ گمان کرسکتا ہے کہ اللہ نے بجز ان چیزوں کے کوئی چیز حرام نہ کی جو قرآن میں ہیں آگاہ رہو کہ بخدا میں نے احکام دیئے وعظ فرمائے اور بہت چیزوں سے منع کیا جو قرآن کے برابر یا اس سے بھی زیادہ ہیں یقیناً اللہ نے تمہارے لیے یہ مباح نہ کیا کہ کتابیوں کے گھروں میں بلا اجازت گھس جاؤ اور نہ ان کی عورتوں کو مار پیٹ اور نہ ان کے پھل کھانا جب وہ اپنے ذمہ کے حقوق تمہیں ادا کریں اسے ابوداؤد نے روایت کیا اس حدیث کی اسناد میں اشعث ابن شعبہ مصیصی ہے جس میں کلام کیا گیا ہے۔

روایت ہے حضرت عرباض ابن ساریہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہید اور اپنے بستروں پر مرنے والے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ان کے متعلق جھگڑتے ہیں جو طاعون میں فوت ہوئے شہید تو کہتے ہیں کہ یہ ہمارے بھائی ہیں ہماری طرح یہ بھی قتل ہوئے اور ویسے مرنے والے کہتے ہیں کہ یہ ہمارے بھائی ہیں جو اپنے بستروں پر ہماری طرح فوت ہوئے رب فرماتا ہے کہ ان کے زخم دیکھو اگر ان کے زخم مقتولوں کی طرح ہوں تو یہ ان ہی سے ہیں ان ہی کے ساتھ ہیں دیکھا تو ان کے زخم شہدا کے زخموں کے مشابہ ہیں (احمد، نسائی)

حضرتِ سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ للہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے رمضان میں سحری کرنے کے لئے بلایا اور ارشاد فرمایا، مبارک ناشتے کی طرف آؤ۔ (ابن خزیمہ، کتاب الصیام، باب ذکر الدلیل، رقم ۱۹۳۸، ج ۳، ص ۲۱۴)

حضرت سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مسبّحات پڑھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ ان میں ایک ایسی آیت ہے جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے۔ (ابوداؤد کتاب الادب، باب مایقول عندالنوم، رقم ۵۰۵۷، ج ۴، ص ۴۰۸)

روایت ہے حضرت عرباض ابن ساریہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن ہر کیل والے درندے سے اور ہر پنجے والے پرندے سے اور پلاؤ ہوا گدھوں کے گوشتوں سے اور مجثمہ سے اور خلیہ سے منع فرمایا اور اس سے کہ حاملہ عورت سے صحبت کی جائے حتی کہ اپنے پیٹوں کے بچے جن دیں محمد ابن یحیٰی نے کہا ابو عاصم سے مجثمہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا وہ ہے کہ پرندہ یا کوئی چیز باندھی جائے پھر تیر سے مارا جائے اور خلیہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا بھیڑیا اور درندہ جسے آدمی پالے تو اس کو چھڑا لے پھر وہ ذبح کرنے سے پہلے اس کے قبضہ میں مرجائے

روایت ہے حضرت عرباض ابن ساریہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ حضور نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک آخر نبی لکھا ہوا تھا جب کہ آدم اپنی خمیر میں لوٹ رہے تھے میں تم کو اپنی پہلی حالت بتاتا ہوں میں دعاء ابراہیم ہوں اور بشارت عیسیٰ ہوں میں اپنی ماں کا نظارہ ہوں جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا کہ ان کے سامنے ایک نور ظاہر ہوا جس سے ان کے لیے شام کے محل چمک گئے (شرح السنہ) اور احمد بروایت ابوامامہ حضور کے فرمان ساخبر کم سے۔

حضرتِ سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحب معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جب کوئی شخص اپنی بیوی کو پانی پلاتا ہے تو اسے اس کا اجر دیا جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور میں نے اسے پانی پلایا اور جو کچھ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سنا تھا اسے سنایا۔

(مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب فی نفقۃ الرجل.....الخ رقم ۴۶۵۹، ج ۳، ص ۳۰۰)

حضرت سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، مخزن جودو سخاوت، پیکر عظمت و شرافت، محبوب رب العزت عزّ وجلّ وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عزّ وجلّ ارشاد فرماتا ہے: میرے عزت وجلال کی وجہ سے آپس میں محبت رکھنے والے اس دن میرے عرش کے سایہ میں ہوں گے جس دن میرے عرش کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الشامیین، الحدیث ۱۷۱۵۸، ج ۶، ص ۸۲)

(۸۶) عرفجہ ابن اسعد:

روایت ہے حضرت عرفجہ سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ فتنہ اور فساد ہوں گے شرارتیں بدخوئیاں ہوں گی تو جو اس امت کا معاملہ جدا کرنا چاہے حالانکہ امت متفق ہو تو اسے تلوار سے مار دو کوئی بھی ہو

(مسلم)

روایت ہے حضرت عبدالرحمن ابن طرفہ سے کہ ان کے دادا عرفجہ ابن سعد کی کلاب کے دن ناک ٹوٹ گئی تو آپ نے چاندی کی ناک بنوالی وہ آپ پر بدبو دینے لگی تو انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ سونے کی ناک بنالیں

(ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

(۸۷) عروہ ابن ابی الجعد:

عروہ بن ابی الجعد بارقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو ایک دینار دیا تھا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لیے بکری خرید لائیں۔ انھوں نے ایک دینار کی دو بکریاں خرید کر ایک کو ایک دینار میں بیچ ڈالا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں ایک بکری اور ایک دینار لاکر پیش کیا، ان کے لیے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے دُعا کی، کہ ان کی بیع میں برکت ہو۔ اس دعا کا یہ اثر تھا کہ مٹی بھی خریدتے تو اُس میں نفع ہوتا۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب ۲۸، الحدیث: ۳۶۴۲، ج ۲، ص ۵۱۳)

ترمذی وابوداود نے حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو ایک دینار دیکر بھیجا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لیے قربانی کا جانور خرید لائیں۔ انھوں نے ایک دینار میں مینڈھا خرید کر دو دینار میں بیچ ڈالا پھر ایک دینار میں ایک جانور خرید کر یہ جانور اور ایک دینار لاکر پیش کیا۔ دینار کو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے صدقہ کرنے کا حکم دیا (کیونکہ یہ قربانی کے جانور کی قیمت تھی) اور ان کی تجارت میں برکت کی دُعا کی۔

(سنن أبي داود، کتاب البیوع، باب في المضارب یخالف، الحدیث: ۳۳۸۶، ج ۳، ص ۳۵۰)

(۸۸) عروہ ابن مسعود:

عروہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جب قریش نے انھیں صلح حدیبیہ کے سال، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، انھوں نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بے پناہ تعظیم دیکھی، انھوں نے دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب بھی وضو فرماتے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان وضو کا پانی حاصل کرنے کے لئے بے حد کوشش کرتے حتیٰ کہ قریب تھا کہ وضو کا پانی نہ ملنے کے سبب لڑ پڑیں۔ انہوں نے دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دہن مبارک یا بینی مبارک کا پانی ڈالتے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان اسے ہاتھوں میں لیتے، اپنے چہرے اور جسم پر ملتے اور آبرو پاتے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی بال جسد اطہر سے جدا نہیں ہوتا تھا مگر اس کے حصول کے لئے جلدی کرتے، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انھیں کوئی حکم دیتے تو فوراً تعمیل کرتے اور جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گفتگو فرماتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے خاموش رہتے اور ازراہ تعظیم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتے۔ (الشفاء، الباب الثالث، ج ۲، ص ۶۹)

جب عروہ بن مسعود قریش کے پاس واپس گئے تو انھیں کہا اے قوم قریش! میں کسریٰ، قیصر اور نجاشی یعنی شاہ فارس، شاہ روم اور شاہ حبشہ کے پاس ان کی حکومت میں گیا ہوں، بخدا میں نے ہرگز کوئی بادشاہ اپنی قوم میں اتنا محترم نہیں دیکھا جس قدر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اپنے اصحاب میں معزز ہیں۔ ایک روایت میں ہے میں نے کبھی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ اس کے رفیق اس کی اس قدر تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب علیہم الرضوان آپ کی تعظیم کرتے ہیں۔ تحقیق کہ میں نے ایسی قوم دیکھی ہے جو کبھی بھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں چھوڑے گی اور ہمیشہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کرتی رہے گی۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں چاہتا تھا کہ کسی امر کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کروں لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہیبت کے سبب دو سال تک مؤخر کرتا رہا۔

(الشفاء، الباب الثالث، ج ۲، ص ۱۷)

روایت ہے حضرت جابر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے انبیاء کرام پیش کیے گئے تو موسیٰ علیہ السلام مردوں میں درمیانہ قد ہیں گویا کہ وہ شنوءہ کے مردوں میں سے ہیں اور میں نے عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو دیکھا تو جن کو ہم نے دیکھا ہے ان میں قریب ترین مشابہت والے عروہ ابن مسعود ہیں اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو جنہیں میں نے دیکھا ہے ان میں قریب ترین مشابہت والے تمہارے یہ صاحب ہیں یعنی حضور کی ذات شریفا اور میں نے جبرئیل کو دیکھا تو جسے میں نے دیکھا ان میں قریب ترین مشابہت والا دحیہ ابن خلیفہ ہیں (مسلم)

روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے اپنے کو حلیم میں دیکھا قریش مجھ سے میرے سفر معراج کے متعلق سوالات کر رہے تھے تو انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی ایسی چیزوں کے متعلق سوالات کیے جو مجھے یاد نہ رہی تھیں تو میں اتنا غمگین ہوا جتنا کبھی نہ ہوا تھا تو اللہ نے میرے سامنے اسے کر دیا میں اسے دیکھ رہا تھا وہ کسی چیز کے متعلق مجھ سے نہ پوچھتے تھے مگر میں انہیں بتا دیتا تھا اور میں نے اپنے کو نبیوں کی جماعت میں دیکھا تو موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے وہ درمیانہ قد گھونگر یلے بال والے ہیں گویا وہ شنوءہ کے لوگوں میں سے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے ان سے قریبًا ہم شکل عروہ ابن مسعود ثقفی ہیں اور ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے سب میں زیادہ ان کے مشابہ تمہارے صاحب یعنی میں ہوں پھر نماز کا وقت ہو گیا تو میں نے انکی امامت کی پھر جب نماز سے میں فارغ ہو گیا تو مجھ سے کسی کہنے والے نے کہا اے محمد یہ آگ کے خزانچی مالک ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے ان کی طرف توجہ کی تو انہوں نے مجھے سلام کرنے سے ابتداء کی (مسلم) اور یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے۔

(۸۹) عطیہ ابن قیس:

روایت ہے حضرت عطیہ سعدی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بندہ پرہیز گاروں میں سے ہونے کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا حتی کہ مضائقہ والی چیزوں سے ڈرتے ہوئے غیر مضائقہ والی چیزوں کو چھوڑ دو۔

(ترمذی، ابن ماجہ)

(۹۰) عطیہ بن بُسر:

آپ عطیہ بن بُسر الشامی ہیں' آپ کے شیوخ میں عکاف بن وداعۃ شامل ہیں جبکہ آپ سے روایت لینے والوں میں مکحول شامل ہیں' آپ کے لیے شرف صحابیت ثابت ہے۔ امام ابوداؤد اور امام ابن ماجہ نے ایک ایک حدیث آپ سے لی ہے' جو روایت امام مکحول آپ سے لیتے ہیں' علمائے حدیث کے ہاں محفوظ نہیں سمجھی جاتیں۔ (تہذیب الکمال للمزی جلد 20 صفحہ 142' رقم الحدیث: 3954) (تعجیل المنفعۃ لابن حجر صفحہ 287' رقم الحدیث: 742) (تاریخ الاسلام للذھبی جلد 8 صفحہ 320)

(۹۱) عطیہ قرظی:

روایت ہے حضرت عطیہ قرظی سے فرماتے ہیں کہ میں قریظہ کے قیدیوں میں تھا ہم سب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیے گئے تو معائنہ کیے جاتے تھے جس کے بال اگ گئے تھے وہ قتل کر دیا گیا اور جس کے نہ اگے تھے وہ قتل نہ کیا گیا چنانچہ

میرا زیر ناف بدن بھی کھولا تو محسوس کیا کہ نہ اُگے تھے تو مجھے قیدیوں میں کر دیا (ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی)

(۹۲) عقبہ ابن رافع:

روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات مجھے اس میں جس میں سونے والا دیکھتا ہے دکھایا گیا گویا ہم عقبہ ابن رافع کے گھر میں ہیں کہ ہمارے پاس ابن طاب سے کچھ رطب لائے گئے میں نے تعبیر دی کہ دنیا میں بلندی ہمارے لیے ہے اور آخرت میں انجام بھی اور یہ کہ ہمارا دین طیب ہو گیا۔

(مسلم)

(۹۳) عقبہ ابن حارث:

روایت ہے حضرت عقبہ ابن حارث سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مدینہ منورہ میں نماز عصر پڑھی آپ نے سلام پھیرا پھر تیزی سے کھڑے ہوئے لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے بعض بیویوں کے حجرے میں تشریف لے گئے لوگ حضور کی جلدی سے گھبرا گئے پھر واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ آپ کی جلدی سے تعجب کر رہے ہیں فرمایا مجھے اپنے پاس سونے کا پترا یاد آ گیا تو مجھے یہ ناپسند ہوا کہ وہ مجھے مشغول کرے میں نے اس کے تقسیم کر دینے کا حکم دے دیا بخاری کی دوسری روایت میں یوں ہے کہ فرمایا میں نے گھر میں صدقہ کا پترا چھوڑا تھا تو رات کو اپنے گھر میں رکھنا ناپسند کیا۔

روایت ہے حضرت عقبہ سے کہ انہوں نے ابواھاب ابن عزیز کی بیٹی سے نکاح کیا تو ایک عورت آئی بولی کہ میں نے عقبہ کو اور جس سے انہوں نے نکاح کیا ہے اسے دودھ پلایا ہے تو اس سے عقبہ نے کہا کہ مجھے پتہ نہیں کہ تم نے مجھے دودھ پلایا ہے اور نہ تم نے مجھے اس کی خبر دی انہوں نے ابواہاب کے گھر والوں کے پاس بھیجا ان سے پوچھا وہ لوگ بولے ہم کو خبر نہیں کہ ہماری لڑکی کو اس نے دودھ پلایا ہے تو یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مدینہ سوار ہو کر پہنچے اور آپ سے پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ نکاح کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ یہ کہا گیا چنانچہ عقبہ نے اسے چھوڑ دیا اس نے دوسرے خاوند سے نکاح کر لیا (بخاری)

روایت ہے حضرت عقبہ ابن حارث سے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے عصر کی نماز پڑھی پھر نکلے چل رہے تھے آپ کے ساتھ حضرت علی تھے تو حسن کو دیکھا بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے انہیں اپنے کندھے پر اٹھا لیا اور فرمایا میرے باپ صدقے تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم شکل ہو علی کے ہم شکل نہیں اور علی ہنس رہے تھے۔ (بخاری)

(۹۴) عقبہ ابن عمرو:

روایت ہے حضرت ابومسعود انصاری سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا بولا کہ میرا اونٹ تھک رہا ہے مجھے سواری دیجئے فرمایا میرے پاس نہیں ایک نے کہا یارسول اللہ میں اسے وہ آدمی بتاتا ہوں جو اسے سواری دے دے تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بھلائی پر رہبری کرے اسے کرنے والے کی طرح ثواب ہے۔ (مسلم)

روایت ہے حضرت ابومسعود انصاری سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ انسان کی نماز درست نہیں ہوتی حتی کہ رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ سیدھی کرے (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی) اور ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

روایت ہے حضرت ابن مسعود انصاری سے فرماتے ہیں میں اپنے غلام کو مار رہا تھا کہ میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی کہ اے ابومسعود سوچو کہ اللہ تم پر اس سے زیادہ قادر ہے جتنے تم اس پر ہو میں نے پیچھے پھر کر دیکھا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے میں نے عرض کیا یارسول اللہ یہ آزاد ہے اللہ کی راہ میں تب حضور نے فرمایا اگر تم یہ نہ کرتے تو تم کو آگ جلاتی یا آگ پہنچتی (مسلم)

(A-۹۴) حضرت عقبہ بن نافع فہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور حکومت میں ان کو افریقہ کا گورنر مقرر فرمادیا تھا اور انہوں نے افریقہ کے کچھ حصوں کو فتح کرلیا اور بربری لوگ جو اس ملک کے اصلی باشندہ تھے ان کے بہت سے باشندے دامن اسلام میں آگئے۔ انہوں نے اس ملک میں اسلامی فوجوں کے لئے ایک چھاؤنی بنانے اور ایک اسلامی شہر آباد کرنے کا ارادہ فرمایا لیکن اس مقصد کیلئے ماہرین حربیات وعمرانیات نے جس جگہ کا انتخاب کیا وہاں ایک نہایت ہی خوفناک اور گنجان جنگل تھا جو جنگلی درندوں اور ہر قسم کے موذی اور زہریلے حشرات الارض اور جانوروں کا مسکن اور گڑھ تھا۔ اس موقع پر حضرت عقبہ بن نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک عجیب کرامت کا ظہور ہوا۔

کرامات

ایک پکار سے درندے فرار

مروی ہے کہ حضرت عقبہ بن نافع فہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس لشکر میں اٹھارہ صحابی موجود تھے۔ آپ نے ان سب مقدس صحابیوں کو جمع فرمایا اور ان بزرگوں کو اپنے ساتھ لے کر اس خوفناک اور گھنے جنگل میں تشریف لے گئے اور بلند آواز

سے یہ اعلان فرمایا: اے درندو! اور موذی جانورو! ہم رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صحابہ ہیں اور ہم اس جگہ اپنی بستی بسا کر آباد ہونا چاہتے ہیں لہٰذا تم سب یہاں سے نکل جاؤ ورنہ اس کے بعد ہم تم میں سے جس کو یہاں دیکھیں گے قتل کر دیں گے۔

اس اعلان کے بعد اس آواز میں خدا ہی جانتا ہے کہ کیا تاثیر تھی کہ سب درندوں اور حشرات الارض میں ہل چل مچ گئی اور غول در غول اس جنگل کے جانور نکلنے لگے۔ شیر اپنے بچوں کو اٹھائے ہوئے، بھیڑیے اپنے پلوں کو لئے ہوئے، سانپ اپنے سنپولیوں کو کمر سے چمٹائے ہوئے جنگل سے باہر نکلے چلے جا رہے تھے اور یہ ایک ایسا عجیب ہیبت ناک اور دہشت انگیز منظر تھا جو نہ اس سے قبل دیکھا گیا نہ یہ کسی کے وہم وگمان میں تھا۔ غرض پورا جنگل جانوروں سے خالی ہو گیا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور پورے لشکر نے اس جنگل کو کاٹ کر ۵۰ھ میں ایک شہر آباد کیا جس کا نام قیروان ہے۔ یہ شہر اسی لئے مسلمانوں میں بہت زیادہ قابل احترام شمار کیا جاتا ہے کہ اس شہر کی آبادکاری میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مقدس ہاتھوں کا بہت زیادہ حصہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہزاروں جلیل القدر علماء ومشائخ اس سرزمین کی آغوش خاک سے اٹھے اور پھر اسی مقدس زمین کی آغوش لحد میں دفن ہو کر اس زمین کا خزانہ بن گئے۔

(معجم البلدان، حرف القاف، القیروان، ج ۴، ص ۱۰۶ واسد الغابۃ، عقبۃ بن نافع، ج ۴، ص ۶۶۔۶۷ ملتقطاً)

گھوڑے کی ٹاپ سے چشمہ جاری

حضرت عقبہ بن نافع فہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ کرامت بھی بہت ہی حیرت انگیز اور عبرت خیز ہے کہ افریقہ کے جہادوں میں ایک مرتبہ ان کا لشکر ایک ایسے مقام پر پہنچ گیا جہاں دور دور تک پانی نایاب تھا جب اسلامی لشکر پر پیاس کا غلبہ ہوا اور تمام لوگ تشنگی سے مضطرب ہو کر ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے تو حضرت عقبہ بن نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو رکعت نماز پڑھ کر دعا مانگی۔ ابھی آپ کی دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ آپ کے گھوڑے نے اپنے کھر سے زمین کو کریدنا شروع کر دیا۔ آپ نے اٹھ کر دیکھا تو مٹی ہٹ چکی تھی اور ایک پتھر نظر آ رہا تھا۔ آپ نے جیسے ہی اس پتھر کو ہٹایا تو ایک دم اس کے نیچے سے پانی کا ایک چشمہ پھوٹ نکلا اور اس قدر پانی بہنے لگا کہ سارا لشکر سیراب ہو گیا اور تمام جانوروں نے بھی پیٹ بھر کر پانی پیا اور لشکر کے تمام سپاہیوں نے اپنی اپنی مشکوں کو بھی بھر لیا اور اس چشمہ کو بہتا ہوا چھوڑ کر لشکر آگے روانہ ہو گیا۔

(الکامل فی التاریخ، سنۃ اثنتین وستین، ذکر ولایۃ عقبۃ بن نافع۔۔۔الخ، ج ۳، ص ۴۵۱)

(۹۵) عکاشہ ابن محصن:

جنگِ بدر کے دن حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی تو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

ان کو ایک درخت کی ٹہنی دے کر فرمایا کہ تم اس سے جنگ کرو وہ ٹہنی ان کے ہاتھ میں آتے ہی ایک نہایت نفیس اور بہترین تلوار بن گئی جس سے وہ عمر بھر تمام لڑائیوں میں جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں وہ شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ (مدارج النبوت، قسم سوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۱۲۳ ملخصا)

حضرت سَیِّدُ نا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہ نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: میں نے حج کے موسم میں تمام اُمتوں کو دیکھا، پس میں نے اپنی امت کو دیکھا کہ انہوں نے میدانوں اور پہاڑوں کو گھیر رکھا ہے، مجھے ان کی کثرت اور انداز نے تعجب میں ڈال دیا، مجھ سے پوچھا گیا: کیا آپ اس بات پر راضی ہیں؟ میں نے کہا: میں راضی ہوں۔ پوچھا گیا: ان کے ساتھ مزید ستر ہزار ہیں جو کسی حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے۔

حضور نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کیا گیا: وہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد فرمایا: جو جسم نہیں داغتے، نہ فال لیتے ہیں اور نہ ہی تعویذات (یعنی ممنوع تعویذات) استعمال کرتے ہیں اور اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ حضرت سَیِّدُ نا عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کی: یا رسول اللہ عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا فرمایئے کہ مجھے بھی ان میں کر دے۔ چنانچہ نبیِّ رحمت، قاسمِ نعمت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دُعا مانگی: یا اللہ عَزَّ وَجَلَّ! اسے بھی ان لوگوں میں سے کر دے۔ ایک دوسرے صحابی نے کھڑے ہو کر عرض کی: میرے لئے بھی دعا فرمایئے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ مجھے بھی اِن میں سے کر دے۔ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: عکاشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم پر سبقت لے گئے۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرقاء والتمائم، الحدیث ۶۰۵۲، ج ۷، ص ۶۲۸، رأیت الامم بدلہ: عرضت علی الامم)

(۹۶) عکرمہ ابنُ ابوجہل:

روایت ہے حضرت عکرمہ ابن ابوجہل سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دن میں آپ کے پاس آیا خوش آمدید مہاجر سوار۔ (ترمذی)

(۹۷) علاء حضرمی:

امام بخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ بدر میں حضور نبی پاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ شریک تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

اہل بحرین سے جزیہ وصول کرنے کے لئے روانہ فرمایا کیونکہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے بحرین والوں سے جزیہ کے بدلے صلح فرمائی تھی اور حضرت سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کا گورنر مقرر فرمایا تھا۔

حضرت سیدنا قدامہ بن حماطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیدنا سہم بن منجاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ ایک مرتبہ ہم حضرت سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جنگ کے لئے دارین کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستجاب الدعوات تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ علیہ نے راستے میں تین دعائیں کیں اور تینوں مقبول ہوئیں۔ راستے میں ایک جگہ پانی بالکل ختم ہو گیا، ہم نے ایک جگہ قافلہ روکا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کے لئے پانی منگوایا اور وضو کرنے کے بعد دو رکعتیں ادا فرمائیں، پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور بارگاہِ خداوندی عزوجل میں اس طرح عرض گزار ہوئے: اے ہمارے پروردگار عزوجل! ہم تیرے بندے ہیں، تیری راہ کے مسافر ہیں، ہم تیرے دشمنوں سے قتال کریں گے، اے ہمارے رحیم وکریم پروردگار عزوجل! ہمیں بارانِ رحمت سے سیراب فرمادے تاکہ ہم وضو کریں اور اپنی پیاس بجھائیں۔

اس کے بعد قافلے نے کوچ کیا۔ ابھی ہم نے تھوڑی سی مسافت ہی طے کی تھی کہ گھنگور گھٹائیں چھا گئیں اور یکا یک بارانِ رحمت ہونے لگی، سب نے اپنے اپنے برتن بھر لئے اور پھر ہم وہاں سے آگے چل دیئے۔

حضرت سیدنا سہم بن منجاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: تھوڑی دور چلنے کے بعد مجھے یاد آیا کہ میں اپنا برتن تو اسی جگہ بھول آیا ہوں جہاں بارش ہوئی تھی۔ چنانچہ میں اپنے رفقاء کو بتا کر اس طرف چل دیا جہاں بارش ہوئی تھی۔ جب میں وہاں پہنچا تو یہ دیکھ کر مجھے بڑی حیرانگی ہوئی کہ ابھی کچھ دیر پہلے جہاں شدید بارش کا سماں تھا اب وہاں بارش کے آثار تک نہ تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے یہاں کی زمین پر برسوں سے ایک قطرہ بھی نہیں برسا۔ بہر حال میں اپنے برتن کو لے کر واپس قافلے میں شامل ہو گیا۔

جب ہم دارین پہنچے تو ہمارے اور دشمنوں کے درمیان ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا۔ ہمارے پاس ایسا ساز وسامان نہ تھا کہ ہم سمندر پار کر سکیں۔ ہم بہت پریشان ہوئے اور معاملہ حضرت سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہنے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور ان کلمات کے ساتھ دعا کرنے لگے: یَا عَلِیُّ، یَا عَلِیْمُ، یَا حَلِیْمُ، یَا عَظِیْمُ اے ہمارے پروردگار عزوجل! ہم تیرے بندے ہیں اور تیری راہ کے مسافر ہیں، ہم تیرے دشمنوں سے قتال کریں گے، اے ہمارے پروردگار عزوجل! ہمارے لئے ان کی طرف کوئی راستہ بنادے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا قبول ہوئی اور ہمارے لئے سمندر میں راستے بن گئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں لے کر سمندر میں اُتر گئے اور ہم نے اس طرح سمندر پار کیا کہ ہمارے کپڑے بھی گیلے نہ ہوئے۔ جنگ کے بعد جب ہماری واپسی ہوئی تو راستے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیٹ میں درد ہونے لگا اور اسی درد کی حالت میں آپ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کا وصال ہوگیا۔ ہم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل دینا چاہا لیکن پانی بالکل ختم ہوگیا تھا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بغیر نہلائے کفن دیا گیا، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن کر دیا گیا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدفین کے بعد ہم وہاں سے رخصت ہوگئے۔ ایک جگہ ہمارے قافلے کو پانی میسر آیا تو ہم نے باہم مشورہ کیا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل دے کر دوبارہ دفن کیا جائے۔ چنانچہ ہم اس جگہ پہنچے جہاں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن کیا تھا۔ لیکن وہاں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش موجود نہ تھی۔ خوب تلاش کیا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لاشہ مبارک نہ مل سکا پھر ہمیں ایک شخص نے بتایا کہ میں نے حضرت سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصال سے پہلے یہ دعا کرتے سنا تھا: یَا عَلِیُّ، یَا عَلِیْمُ، یَا حَلِیْمُ، یَا عَظِیْمُ اے ہمارے پروردگار عزوجل! میری موت کو ان لوگوں پر پوشیدہ کر دینا اور میرے ستر کو کسی پر ظاہر نہ فرمانا۔ جب ہم نے یہ سنا تو ہم واپس لوٹ آئے اور ہم سمجھ گئے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ دعا بھی قبول ہو چکی ہے، اسی لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسم اطہر نہیں مل رہا۔

حضرت سیدنا عمر بن ثابت بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ایک مرتبہ بصرہ کے رہنے والے ایک شخص کے کان میں ایک کنکری چلی گئی، طبیبوں نے بہت علاج کیا مگر وہ نہ نکلی بلکہ مزید اندر چلی گئی اور دماغ تک جا پہنچی، اس شخص کا تکلیف کے مارے برا حال تھا، راتوں کی نیند اور دن کا آرام وسکون سب برباد ہوگیا، پھر بصرہ میں حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے رفقاء میں سے ایک شخص آیا۔ یہ غم کا مارا اس کے پاس پہنچا اور اپنا درد بیان کیا۔

حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے رفیق نے کہا: تیرا بھلا ہو، اگر تو چاہتا ہے کہ تیری تکلیف دور ہو جائے تو ان کلمات کے ساتھ اللہ عزوجل سے دعا کر جن کے ذریعے حضرت سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا کرتے تھے، انہوں نے صحراؤں اور سمندروں میں ان کلمات سے دعا کی تو ان کی دعا مقبول ہوئی۔ پس تو بھی انہیں کلمات کے ذریعے دعا کر۔ وہ شخص عرض گزار ہوا: وہ کلمات کون سے ہیں؟ اس نے بتایا: وہ کلمات یہ ہیں: یَا عَلِیُّ، یَا عَلِیْمُ، یَا حَلِیْمُ، یَا عَظِیْمُ جیسے ہی اس شخص نے ان کلمات کے ساتھ دعا کی فوراً اس کے کان سے وہ کنکری نکلی اور دیوار سے جا لگی اور اس شخص کو سکون نصیب ہوگیا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی قدس سرہ، الرَّبانی فرماتے ہیں: حضرت سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اصل نام عبداللہ بن عماد بن اکبر بن ربیعہ بن مالک بن عوف حضرمی تھا۔

آپ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابی تھے، حضور نبی رحمت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بحرین کا امیر بنا کر بھیجا۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحرین کے امیر رہے اور حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بحرین کا امیر برقرار رکھا۔ (عُیُونُ الحِکَایَات مؤلف امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی الجوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی المتوفی ۵۹۷ ھ)

روایت ہے حضرت ابوالعلاء حضرمی سے کہ ابوالعلاء حضرمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عامل تھے اور جب آپ ان کی طرف لکھتے تو اپنی ذات سے ابتداء کرتے۔ (ابوداؤد)

روایت ہے حضرت عبدالرحمن ابن علاء حضرمی سے فرماتے ہیں کہ مجھ کو اس نے خبر دی جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے ہیں کہ اس امت کے آخر میں ایک ایسی قوم ہوگی جن کو اگلوں کا سا ثواب ہوگا وہ بھلائی کا حکم دیں گے برائی سے روکیں گے اور فتنوں والوں سے لڑیں گے یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیں۔

(۹۸) علقمہ ابن وقاص:

روایت ہے حضرت علقمہ ابن وقاص سے فرماتے ہیں میں حضرت معاویہ کے پاس تھا جب ان کے مؤذن نے اذان دی حضرت معاویہ نے بھی وہ ہی کہا جو مؤذن نے کہا حتی کہ جب اس نے حی علی الصلوۃ کہا تو آپ نے فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ پھر جب حی علی الفلاح کہا تو آپ نے فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اس کے بعد وہی کہا جو مؤذن نے کہا پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ہی فرماتے سنا۔ (احمد)

حضرت سیدنا علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ ربِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ لہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے ارشاد فرمایا، بیشک تمہارا اپنے اموال میں سے زکوۃ نکالنا تمہارے اسلام کی تکمیل ہے۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الصدقات، باب فی اداء الزکاۃ، رقم ۱۲، ج ۱، ص ۳۰۱)

(۹۹) عمار ابن یاسر:

یہ قدیم الاسلام اور مہاجرین اولین میں سے ہیں اور یہ ان مصیبت زدہ صحابیوں میں سے ہیں جن کو کفار مکہ نے اس قدر ایذائیں دیں کہ جنہیں سوچ کر ہی بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ ظالموں نے ان کو جلتی ہوئی آگ پر لٹایا چنانچہ یہ دہکتی ہوئی آگ کے کوئلوں پر پیٹھ کے بل لیٹے رہتے تھے اور جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کے پاس سے گزرتے اور یہ آپ کو یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہہ کر پکارتے تو آپ ان کے لئے اس طرح آگ سے فرمایا کرتے تھے: یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی عَمَّارٍ کَمَا کُنْتِ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ (یعنی اے آگ! تو عمار پر اسی طرح ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جا جس طرح تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی بن گئی تھی۔)

ان کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اسلام قبول کرنے کی وجہ سے ابوجہل نے بہت ستایا یہاں تک کہ ان کی ناف کے نیچے نیزہ مار دیا جس سے ان کی روح پرواز کرگئی اور عہد اسلام میں سب سے پہلے یہ شہادت سے

سرفراز ہوگئیں۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلے تو عرب کے کافروں نے بہت مارا پیٹا پھر آگ کے جلتے ہوئے کوئلوں پر پیٹھ کے بل لٹا دیا۔ مگر یہ استقامت کا پہاڑ دامن اسلام پر ثابت قدم رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کے قریب سے گزرے تو حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہہ کر پکارا، عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ مصیبت دیکھ کر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دل صدمہ سے بھر گیا اور فرمایا:

اے آگ! تو عمار پر اس طرح ٹھنڈک اور سلامتی بن جا جس طرح تو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈک اور سلامتی بن گئی تھی۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم پر اپنا دست شفقت پھیرتے ہوئے فرماتے کہ عمار طیب ومطیب یعنی عمار پاکیزہ اور خوشبودار ہے۔ یہ ۳۷ھ میں ترانوے برس کی عمر پا کر جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت میں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوجوں سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔ (اسد الغابۃ، عمار بن یاسر، ج۴، ص۱۴۰۔۱۴۶ ملخصاً) (الطبقات الکبری لابن سعد، عمار بن یاسر، ج۳، ص۱۹۹)

کرامات
کبھی ان کی قسم نہیں ٹوٹی

ان کی ایک مشہور کرامت یہ ہے کہ یہ جس بات کی قسم اٹھالیا کرتے تھے خداوند کریم ہمیشہ ان کی قسم کو پوری فرمادیتا کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے انکے بارے میں یہ ارشاد فرمادیا تھا: کتنے ہی ایسے کمبل پوش ہیں کہ لوگ ان کی کوئی پرواہ نہیں کرتے لیکن اگر وہ کسی بات کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ضرور ان کی قسم کو پوری فرمادے گا اور انہیں لوگوں میں عمار بن یاسر ہیں۔

(کنز العمال، کتاب الفضائل، ذکر الصحابۃ وفضلھم رضی اللہ عنھم اجمعین، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، الحدیث: ۳۳۵۱۹، ج۶، الجزء ۱۱، ص۳۳۰)

تین مرتبہ شیطان کو پچھاڑا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پانی بھرنے کے لیے بھیجا۔ شیطان ایک کالے غلام کی صورت میں حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پانی بھرنے سے روکنے لگا اور لڑنے پر آمادہ ہوگیا۔ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو پچھاڑ دیا تو وہ عاجزی کرنے لگا۔ اسی طرح تین مرتبہ شیطان نے پانی بھرنے سے آپ کو روکا اور لڑنے پر تیار ہوا اور تینوں مرتبہ آپ نے اس کو پچھاڑ دیا جس وقت شیطان سے آپ کی کشتی

ہورہی تھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی مجلس میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بتادیا کہ آج عمار نے تین مرتبہ شیطان کو پچھاڑ دیا ہے جو ایک کالے غلام کی صورت میں ان سے لڑ رہا ہے۔

حضرت عمار جب پانی لے کر آگئے تو میں نے ان سے کہا کہ تمہارے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم نے تین مرتبہ شیطان کو پچھاڑا ہے۔ یہ سنکر حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ خدا کی قسم! مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ شیطان ہے ورنہ میں اس کو مار ڈالتا ہاں البتہ تیسری مرتبہ مجھے بڑا ہی غصہ آگیا تھا اور میں نے ارادہ کرلیا تھا کہ میں دانت سے اس کی ناک کاٹ لوں مگر میں جب اس کی ناک کے قریب منہ لے گیا تو مجھے بہت ہی گندی بدبو محسوس ہوئی اس لئے میں پیچھے ہٹ گیا اور اس کی ناک بچ گئی۔

(شواھد النبوۃ، رکن سادس در بیان شواھد۔۔۔الخ، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، ص ۲۸۳)

حضرت سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے اسلامی احکام سکھانے کے لئے قیس قبیلے کے ایک محلے میں بھیجا، میں جب وہاں پہنچا تو پتہ چلا کہ وہ لوگ جنگلی اونٹوں کی طرح نظریں بلند رکھنے والے تھے، ان کی فکروں اور سوچوں کا محور صرف بکریاں اور اونٹ تھے، تو میں دافعِ رنج وملال، صاحبِ جودونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ عالیشان میں لوٹ آیا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے استفسار فرمایا: اے عمار! تم نے کیا کیا؟ تو میں نے اس قوم کی حالت اور غفلت بھی بیان کردی، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اے عمار! کیا میں تمہیں ان سے بھی زیادہ تعجب انگیز لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ قوم جو ایسی تمام باتیں جانتی تھی جن سے یہ لوگ ناواقف ہیں لیکن پھر بھی وہ ان کی طرح غافل ہوگئی۔

(مجمع الزوائد، کتاب العلم، باب لم ینفع بعلمہ، الحدیث: ۸۷۳، ج۱، ص ۱۴۴)

حضرتِ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ﷺ وسلَّم کو مغرب کے بعد چھ رکعتیں ادا کرتے دیکھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو مغرب کے بعد چھ رکعتیں ادا کریگا اس کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (طبرانی اوسط، رقم ۷۲۴۵، ج۵، ص ۲۵۵)

حضرت سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ﷺ وسلَّم نے فرمایا، بے شک اللہ عزوجل نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر فرمایا ہے جسے تمام مخلوق کی آوازیں سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے، قیامت تک جو کوئی مجھ پر درود پاک پڑھتا ہے تو وہ مجھے اس کا اور اس کے باپ کا نام پیش کرتا ہے کہ ''فلاں بن فلاں'' نے آپ پر درود پاک پڑھا ہے۔ (مسند البزاز، رقم ۱۴۲۵ ج۴، ص ۲۵۵)

حضرتِ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے

تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کوفرماتے ہوئے سنا، نیک لوگوں نے دنیا سے بے رغبتی سے بڑھ کر کسی عمل سے زینت حاصل نہیں کی۔ (مجمع الزوائد، کتاب الزھد، باب ماجاء فی الزھد فی الدنیا، رقم ۱۸۰۵۹، ج ۱۰، ص ۵۱۰)

(۱۰۰) عمرو ابن احوص:

روایت ہے حضرت عمرو ابن احوص سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع میں فرماتے سنا یہ کون دن ہے صحابہ نے عرض کیا حج اکبر کا دن فرمایا تمہارے خون تمہارے مال تمہاری آبروئیں آپس میں ایک دوسرے پر ایسے حرام ہیں جیسے اس شہر میں اس دن کی حرمت خبردار کوئی مجرم اپنی جان پر ظلم نہ کرے خبردار کوئی مجرم اپنی اولاد پر ظلم نہ کرے اور نہ کوئی فرزند اپنے باپ پر خبردار شیطان اس سے تو مایوس ہو چکا کہ تمہارے اس شہر میں کوئی اسے پوجے مگر جن گناہوں کو تم معمولی سمجھتے ہو ان میں اس کی اطاعت ہو جایا کرے گی جس سے وہ راضی ہوتا رہے گا (ابن ماجہ، ترمذی) اور ترمذی نے اسے صحیح کہا۔

(۱۰۱) عمرو ابن اخطب:

حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم لوگوں کو نماز فجر پڑھا کر منبر پر تشریف لے گئے اور ہم لوگوں کو خطبہ سناتے رہے یہاں تک کہ نماز ظہر کا وقت آ گیا۔ پھر آپ نے منبر سے اتر کر نماز ظہر ادا فرمائی۔ پھر خطبہ دینے میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ اس وقت آپ نے منبر سے اتر کر نماز عصر پڑھائی پھر منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھنے لگے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا تو اس دن بھر کے خطبہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو تمام ان واقعات کی خبر دے دی جو قیامت تک ہونے والے تھے تو جس شخص نے جس قدر زیادہ اس خطبہ کو یاد رکھا وہ ہم صحابہ میں سب سے زیادہ علم والا ہے۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب احوال القیامۃ... الخ، باب فی المعجزات، الحدیث: ۵۹۳۶، ج ۲، ص ۳۹۷)

روایت ہے حضرت عمرو ابن اخطب انصاری سے فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز فجر پڑھائی اور منبر پر چڑھے ہم کو خطبہ دیا حتی کہ ظہر کا وقت آ گیا پھر اترے پھر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھے تو ہم کو خطبہ دیا حتی کہ عصر کا وقت آ گیا پھر اترے پھر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھے حتی کہ سورج ڈوب گیا تو ہم کو تمام ان چیزوں کی خبر دی جو قیامت کے دن تک ہونے والا ہے فرمایا کہ ہم میں زیادہ جاننے والا وہ تھا جو ہم میں زیادہ حافظ تھا (مسلم)

(۱۰۲) عمرو ابن امیہ:

ابن سعد نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ روایت کی ہے کہ انہوں نے حبشہ میں ایک رات میں خواب دیکھا کہ ان کے شوہر عبید اللہ بن جحش کی صورت اچانک بہت ہی بدنما اور بدشکل ہو گئی وہ اس خواب سے بہت زیادہ گھبرا گئیں۔ جب صبح ہوئی تو انہوں نے اچانک یہ دیکھا کہ ان کے شوہر عبید اللہ بن جحش نے اسلام سے مرتد ہو کر نصرانی دین قبول کر لیا، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شوہر کو اپنا خواب سنا کر ڈرایا اور اسلام کی طرف بلایا مگر اس بدنصیب نے اس پر کان نہیں دھرا اور مرتد ہونے ہی کی حالت میں مر گیا مگر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے اسلام پر استقامت کے ساتھ ثابت قدم رہیں۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی حالت معلوم ہوئی تو قلب نازک پر بے حد صدمہ گزرا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی دلجوئی کے لئے حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نجاشی بادشاہِ حبشہ کے پاس بھیجا اور خط لکھا کہ تم میرے وکیل بن کر حضرت ام حبیبہ کے ساتھ میرا نکاح کر دو۔

عمرو ابن امیہ اور واقعہ بیر معونہ: ماہ صفر ۴ھ میں بیر معونہ کا مشہور واقعہ پیش آیا ابو براء عامر بن مالک جو اپنی بہادری کی وجہ سے ملاعب الاسنہ (برچھیوں سے کھیلنے والا) کہلاتا تھا، بارگاہ رسالت میں آیا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو اسلام کی دعوت دی، اس نے نہ تو اسلام قبول کیا نہ اس سے کوئی نفرت ظاہر کی بلکہ یہ درخواست کی کہ آپ اپنے چند منتخب صحابہ کو ہمارے دیار میں بھیج دیجئے مجھے امید ہے کہ وہ لوگ اسلام کی دعوت قبول کر لیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے نجد کے کفار کی طرف سے خطرہ ہے۔ ابو براء نے کہا کہ میں آپ کے اصحاب کی جان و مال کی حفاظت کا ضامن ہوں۔

(المواھب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب بئر معونۃ، ج ۲، ص ۹۶ ومدارج النبوت، قسم سوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۱۴۳ والکامل فی التاریخ، السنۃ الرابعۃ من الھجرۃ، ذکر بئر معونۃ، ج ۲، ص ۶۳)

اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ میں سے ستر منتخب صالحین کو جو قراء کہلاتے تھے بھیج دیا۔ یہ حضرات جب مقام بیر معونہ پر پہنچے تو ٹھہر گئے اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قافلہ سالار حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خط لے کر عامر بن طفیل کے پاس اکیلے تشریف لے گئے جو قبیلہ کا رئیس اور ابو براء کا بھتیجا تھا۔ اس نے خط کو پڑھا بھی نہیں اور ایک شخص کو اشارہ کر دیا جس نے پیچھے سے حضرت حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نیزہ مار کر شہید کر دیا اور آس پاس کے قبائل یعنی رعل و ذکوان اور عصیہ و بنولحیان وغیرہ کو جمع کر کے ایک لشکر تیار کر لیا اور صحابہ کرام پر حملہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیر معونہ کے پاس بہت دیر تک حضرت حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی واپسی کا انتظار کرتے رہے مگر جب بہت زیادہ دیر ہو گئی تو یہ لوگ آگے بڑھے راستہ میں عامر بن طفیل کی فوج کا سامنا ہوا اور جنگ شروع ہو گئی کفار نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شہید کر دیا، انہی شہداء کرام میں حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ جن کے بارے میں عامر بن طفیل کا بیان ہے کہ

قتل ہونے کے بعدان کی لاش بلند ہوکر آسمان تک پہنچی پھرزمین پر آگئی، اس کے بعدان کی لاش تلاش کرنے پر بھی نہیں ملی کیونکہ فرشتوں نے انہیں دفن کر دیا۔(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب بئر معونۃ، ج۲،ص ۴۹۸۔ ۵۰۲ ملخصاوصحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الرجیع، الحدیث:۴۰۹۱، ج۳،ص ۴۸)

حضرت عمرو بن اُمیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عامر بن طفیل نے یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ میری ماں نے ایک غلام آزاد کرنے کی منت مانی تھی اس لئے میں تم کو آزاد کرتا ہوں یہ کہا اور ان کی چوٹی کا بال کاٹ کر ان کو چھوڑ دیا۔

(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب بئر معونۃ، ج۲،ص ۵۰۱)

حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے چل کر جب مقامِ قرقرہ میں آئے تو ایک درخت کے سائے میں ٹھہرے وہیں قبیلۂ بنوکلاب کے دو آدمی بھی ٹھہرے ہوئے تھے۔ جب وہ دونوں سو گئے تو حضرت عامر بن اُمیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں کافروں کو قتل کر دیا اور یہ سوچ کر دل میں خوش ہو رہے تھے کہ میں نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کا بدلہ لے لیا ہے مگر ان دونوں شخصوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امان دے چکے تھے جس کا حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم نہ تھا۔

(کتاب المغازی للواقدی، باب غزوۃ بنی النضیر، ج۱،ص ۳۶۳ و السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، حدیث بئر معونۃ، ص ۳۷۶)

جب مدینہ پہنچ کر انہوں نے سارا حال دربار رسالت میں بیان کیا تو اصحاب بیر معونہ کی شہادت کی خبر سن کر سرکار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اتنا عظیم صدمہ پہنچا کہ تمام عمر شریف میں کبھی بھی اتنا رنج وصدمہ نہیں پہنچا تھا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مہینہ بھر تک قبائل رعل وذکوان اور عصیہ وبنولحیان پر نماز فجر میں لعنت بھیجتے رہے اور حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن دو شخصوں کو قتل کر دیا تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان دونوں کے خون بہا ادا کرنے کا اعلان فرمایا۔(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب بئر معونۃ، ج۲،ص ۵۰۳، ۵۰۸)

غزوہ بنونضیر

حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبیلۂ بنوکلاب کے جن دو شخصوں کو قتل کر دیا تھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان دونوں کا خون بہا ادا کرنے کا اعلان فرما دیا تھا اسی معاملہ کے متعلق گفتگو کرنے کے لئے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبیلۂ بنونضیر کے یہودیوں کے پاس تشریف لے گئے کیونکہ ان یہودیوں سے آپ کا معاہدہ تھا مگر یہودی در حقیقت بہت ہی بد باطن ذہنیت والی قوم ہیں معاہدہ کر لینے کے باوجود ان خبیثوں کے دلوں میں پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دشمنی اور عناد کی آگ بھری ہوئی تھی۔ ہر چند حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان بد باطنوں سے اہل کتاب ہونے کی بنا پر اچھا سلوک فرماتے تھے مگر یہ لوگ ہمیشہ اسلام کی بیخ کنی اور بانیٔ اسلام کی دشمنی میں مصروف رہے۔ مسلمانوں سے بغض

وعناد اور کفار و منافقین سے ساز باز اور اتحاد یہی ہمیشہ ان غداروں کا طرزِ عمل رہا۔ چنانچہ اس موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یہودیوں کے پاس تشریف لے گئے تو ان لوگوں نے بظاہر تو بڑے اخلاق کا مظاہرہ کیا مگر اندرونی طور پر بڑی ہی خوفناک سازش اور انتہائی خطرناک اسکیم کا منصوبہ بنالیا۔

(شرح الزرقانی علی المواهب، حدیث بنی النضیر، ج ۲،ص ۵۰۸ ملخصاً)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر وحضرت عمر وحضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے یہودیوں نے ان سب حضرات کو ایک دیوار کے نیچے بڑے احترام کے ساتھ بٹھایا اور آپس میں یہ مشورہ کیا کہ چھت پر سے ایک بہت ہی بڑا اور وزنی پتھر ان حضرات پر گرادیں تا کہ یہ سب لوگ دب کر ہلاک ہو جائیں۔ چنانچہ عمرو بن جحاش اس مقصد کے لئے چھت کے اوپر چڑھ گیا، محافظِ حقیقی پروردگار عالم عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہودیوں کی اس ناپاک سازش سے بذریعہ وحی مطلع فرمادیا اس لئے فوراً ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہاں سے اٹھ کر چپ چاپ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ چلے آئے اور مدینہ تشریف لا کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہودیوں کی اس سازش سے آگاہ فرمایا اور انصار ومہاجرین سے مشورہ کے بعد ان یہودیوں کے پاس قاصد بھیج دیا۔

(مدارج النبوت، قسم سوم، باب چہارم، ج ۲،ص ۱۴۶، ۱۴۷ ملتقطاً)

کہ چونکہ تم لوگوں نے اپنی اس دسیسہ کاری اور قاتلانہ سازش سے معاہدہ توڑ دیا اس لئے اب تم لوگوں کو دس دن کی مہلت دی جاتی ہے کہ تم اس مدت میں مدینہ سے نکل جاؤ، اس کے بعد جو شخص بھی تم میں کا یہاں پایا جائے گا قتل کردیا جائے گا۔ شہنشاہ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان سن کر بنونضیر کے یہودی جلاوطن ہونے کے لئے تیار ہو گئے تھے مگر منافقوں کا سردار عبداللہ ابن ابی ان یہودیوں کا حامی بن گیا اور اس نے کہلا بھیجا کہ تم لوگ ہرگز ہرگز مدینہ سے نہ نکلو ہم دو ہزار آدمیوں سے تمہاری مدد کرنے کو تیار ہیں اس کے علاوہ بنوقریظہ اور بنوغطفان یہودیوں کے دو طاقتور قبیلے بھی تمہاری مدد کریں گے۔ بنونضیر کے یہودیوں کو جب اتنا بڑا اسہارا مل گیا تو وہ شیر ہو گئے اور انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم مدینہ چھوڑ کر نہیں جاسکتے آپ کے جو دل میں آئے کر لیجیے۔

(شرح الزرقانی علی المواهب، حدیث بنی النضیر، ج ۲،ص ۷۱۴)

یہودیوں کے اس جواب کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کی امامت حضرت ابن اُمِ مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرما کر خود بنونضیر کا قصد فرمایا اور ان یہودیوں کے قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔

روایت ہے حضرت عمرو ابن امیہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ بکری کی دستی سے کاٹ کر کھاتے تھے جو آپ کے ہاتھ میں تھی پھر آپ کو نماز کی طرف بلایا گیا تو اسے اور چھری کو جس سے کاٹ رہے تھے ڈال دیا پھر کھڑے ہوئے پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔ (مسلم، بخاری)

(۱۰۳) عمرو ابن حارث:

روایت ہے حضرت عمرو ابن حارث سے جو جناب جویریہ کے بھائی ہیں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت نہ اشرفی چھوڑی نہ درہم نہ غلام نہ لونڈی نہ کوئی اور چیز سواء اپنے سفید خچر کے اور اپنے ہتھیار اور زمین کے جنہیں وقف فرمایا۔ (بخاری)

(۱۰۴) عمرو ابن حریث:

روایت ہے حضرت عمرو ابن حریث سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن اس حال میں خطبہ دیا کہ آپ پر سیاہ عمامہ تھا جس کے دونوں کنارے اپنے دونوں کندھوں کے بیچ لٹکائے تھے۔ (مسلم)

روایت ہے حضرت عمرو ابن حریث سے وہ حضرت ابوبکر صدیق سے راوی فرمایا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی فرمایا دجال مشرقی زمین سے نکلے گا جسے خراسان کہا جاتا ہے اس کے پیچھے کچھ قومیں ہوں گی گویا ان کے چہرے کٹی ہوئی ڈھالیں ہیں۔ (ترمذی)

روایت ہے عمرو بن حریث سے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فجر میں وَالَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ پڑھتے سنا۔ (مسلم)

روایت ہے حضرت عمرو بن حریث سے میں نے امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کو منبر پر فرماتے سنا: بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے افضل ابوبکر و عمر و عثمان ہیں، اور بالفاظ دیگر پھر عمر پھر عثمان۔

(کنز العمال، بحوالہ ابن عساکر وحل ابن شاہین فی السنہ، حدیث ۳۶۰۰۶، دار الفکر بیروت، ۱۶/۲۹۰)

(۱۰۵) عمرو ابن حزم:

سیدنا ابن شہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے جو مکتوب حضرت سیدنا عمرو بن حزم کو نجران بھیجتے وقت عطا فرمایا تھا میں نے اس کی ابتداء میں یہ لکھا ہوا پڑھا: یہ وضاحت اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی جانب سے ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۬ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۬ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ۝ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ اٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۬ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ۬ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا

تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۲﴾ حُرِّمَتْ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّیَةُ وَالنَّطِیْحَةُ وَمَاۤ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّیْتُمْ ۫ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ اَلْیَوْمَ یَىٕسَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِیْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ؕ اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَةٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳﴾ یَسْــٴَـلُوْنَكَ مَاذَاۤ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّیِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِیْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ؗ فَكُلُوْا مِمَّاۤ اَمْسَكْنَ عَلَیْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! اپنے قول پورے کرو تمہارے لیے حلال ہوئے بے زبان مویشی مگر وہ جو آگے سنایا جائے گا تم کو لیکن شکار حلال نہ سمجھو جب تم احرام میں ہو بے شک اللہ حکم فرماتا ہے جو چاہے، اے ایمان والو حلال نہ ٹھہرالو اللہ کے نشان اور نہ ادب والے مہینے اور نہ حرم کو بھیجی ہوئی قربانیاں اور نہ جن کے گلے میں علامتیں آویزاں اور نہ ان کا مال وآبرو جو عزت والے گھر کا قصد کر کے آئیں اپنے رب کا فضل اور اس کی خوشی چاہتے اور جب احرام سے نکلو تو شکار کر سکتے ہو اور تمہیں کسی قوم کی عداوت کہ انہوں نے تم کو مسجد حرام سے روکا تھا زیادتی کرنے پر نہ ابھارے اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے تم پر حرام ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا اور وہ جو گلا گھونٹنے سے مرے اور بے دھار کی چیز سے مارا ہوا اور جو گر کر مرا اور جسے کسی جانور نے سینگ مارا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جنہیں تم ذبح کر لو اور جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا اور پانسے ڈال کر بانٹا کرنا یہ گناہ کا کام ہے آج تمہارے دین کی طرف سے کافروں کی آس ٹوٹ گئی تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا تو جو بھوک پیاس کی شدت میں ناچار ہو یوں کہ گناہ کی طرف نہ جھکے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے، اے محبوب تم سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کیا حلال ہوا تم فرمادو کہ حلال کی گئیں تمہارے لیے پاک چیزیں اور جو شکاری جانور تم نے سدھا لیے انہیں شکار پر دوڑاتے جو علم تمہیں خدا نے دیا اس سے انہیں سکھاتے تو کھاؤ اس میں سے جو وہ مار کر تمہارے لیے رہنے دیں اور اس پر اللہ کا نام لو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کو حساب کرتے دیر نہیں لگتی۔ (پ6، المآئدۃ:1 تا 4)

(الزَّوَاجِرُ عَنِ اقْتِرَافِ الْکَبَائِر مؤلف شیخ الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حجر المکی الہیتمی الشافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی المتوفّٰی ۹۷۴ھ)

رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اہلِ یمن کی طرف خط لکھا جس میں فرائض، سنن اور دیتوں کا تذکرہ تھا اور حضرت سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو دے کر بھیجا، خط میں لکھا تھا: کبیرہ گناہوں میں سب

سے بڑے گناہ اللہ عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا، مؤمن کو ناحق قتل کرنا، جنگ کے دن اللہ عزوجل کے جہاد سے بھاگنا، والدین کی نافرمانی کرنا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، جادو سیکھنا، سود اور یتیم کا مال کھانا ہیں۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الزکاۃ، باب کیف فرض الصدقۃ، الحدیث: ۷۲۵۵، ج ۴، ص ۱۴۹)

حضرت سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا، جو بندۂ مؤمن اپنے کسی مصیبت زدہ بھائی کی تعزیت کرے گا اللہ عزوجل قیامت کے دن اسے کرامت کا جوڑا پہنائے گا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی ثواب من عزی مصابا، رقم ۱۶۰۱، ج ۲، ص ۲۶۸)

صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ جب رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے جھاڑ پھونک سے منع فرمایا۔ عمرو بن حزم کے گھر والوں نے حاضر ہو کر یہ کہا، کہ یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم) حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم) نے جھاڑنے کو منع فرمایا اور ہمارے پاس بچھو کا جھاڑ ہے اور اس کو حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم) کے سامنے پیش کیا۔ ارشاد فرمایا: اس میں کچھ حرج نہیں جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے، نفع پہنچائے۔

(صحیح مسلم، کتاب السلام، باب استحباب الرقیۃ من العین... الخ، الحدیث: ۶۳۔(۲۱۹۹)، ص ۱۲۰۷)

(۱۰۶) عمرو ابن سعید:

روایت ہے حضرت ابو شریح عدوی سے انہوں نے عمرو ابن سعید سے فرمایا جب کہ وہ مکہ معظمہ پر لشکر بھیج رہا تھا کہ اے امیر مجھے اجازت دے کہ میں تجھے وہ فرمان پاک سناؤں جسے کل فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر فرمایا جسے میرے کانوں نے سنا اور میرے دل نے محفوظ کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میری آنکھوں نے کلام کرتے وقت دیکھا اپنے اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا کہ مکہ کو اللہ نے حرم بنایا ہے کسی انسان نے نہ بنایا تو کسی بھی اس شخص کو جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو یہ جائز نہیں کہ وہاں خون بہائے اور نہ وہاں کا درخت کاٹے اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاد سے اجازت سمجھے تو اسے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس کی اجازت دے دی تھی اور تم کو نہ دی رب نے مجھے دن کی ایک گھڑی اجازت دی تھی اب آج اس کی حرمت کل کی طرح ہی لوٹ آئی حاضرین غائبین کو پہنچا دیں ابو شریح سے کہا گیا کہ پھر تم سے عمرو نے کیا کہا فرمایا وہ بولا اے ابو شریح میں تم سے یہ زیادہ جانتا ہوں کہ حرم شریف نہ تو مجرم کو پناہ دے سکتا ہے نہ خون کر کے بھاگے ہوئے کو نہ فساد کر کے بھاگے کو (مسلم، بخاری) اور بخاری میں ہے کہ خربہ خیانت ہے۔

روایت ہے حضرت ابو کبشہ انماری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پچھنے لگواتے تھے اپنی کھوپڑی پر اور اپنے دونوں کندھوں کے درمیان اور آپ فرماتے تھے کہ جو کوئی ان خونوں میں سے بہا دے تو اسے مضر نہیں کہ وہ کسی بیماری کے

لیے کوئی دوا نہ کرے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

روایت ہے حضرت ایوب ابن موسیٰ سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی باپ نے اپنے بچے کو ایسا عطیہ نہیں دیا جو اچھے ادب سے بہتر ہو (ترمذی، بیہقی شعب الایمان) اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث مرسل ہے۔

روایت ہے حضرت عمرو ابن سعید سے وہ حضرت انس سے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو نہ دیکھا جو بال بچوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مہربان ہو آپ کے فرزند ابراہیم بیرون مدینہ میں شیر خوارگی کرتے تھے تو آپ تشریف لے جاتے تھے ہم آپ کے ساتھ ہوتے تھے آپ گھر میں تشریف لے جاتے حالانکہ وہاں دھواں ہوتا تھا ان کا رضائی والد لوہار تھا آپ بچے کو لیتے اسے چومتے پھر لوٹ آتے حضرت عمرو نے فرمایا پھر جب ابراہیم وفات پا گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا بچہ ابراہیم شیر خوارگی میں وفات پا گیا اس کے لیے دو دوائیاں مقرر ہیں جو اس کی شیر خوارگی جنت میں پوری کریں۔ (مسلم)

(۱۰۷) عمرو ابن سلمہ:

عمرو بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب مکہ فتح ہوا تو ہر ایک قوم نے اسلام لانے میں جلدی کی اور میرے والد نے اپنی قوم سے اسلام لانے میں جلدی کی پس جب وہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ کی خدمت سے واپس آئے تو انھوں نے فرمایا واللہ میں تمہارے پاس اس سچے نبی اور حق کے پاس سے آیا ہوں پس تم لوگ نماز ایسے ایسے وقت میں پڑھا کرو پس جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک اذان کہے اور تم میں سے زیادہ قرآن پڑھا ہوا تمھاری امامت کرائے پس انھوں نے دیکھا تو مجھ سے زیادہ قرآن خواں کسی کو نہ پایا کیونکہ میں سواروں سے (جو ہمارے پاس سے گزرتے تھے) سیکھ لیا کرتا تھا انہوں نے مجھ کو اپنا امام بنالیا اور میں چھوٹا سات برس کا لڑکا تھا اور مجھ پر ایک چادر ہوتی تھی جب میں سجدہ کرتا تھا تو وہ چادر مجھ سے سکڑ جاتی تھی پس قبیلہ کی ایک عورت نے کہا تم ہم سے اپنے قاری کے سرین نہیں ڈھانکتے پس انھوں نے کپڑا خریدا اور انھوں نے میرے لئے کُرتا بنایا پس میں جیسا اُس کپڑے سے خوش ہوا اور کسی چیز سے خوش نہیں ہوا بخاری ونسائی کی روایت بھی ہے کہ میں ان کی امامت کراتا تھا اور میں آٹھ برس کا تھا۔ اور ابی داؤد کی روایت میں زیادہ ہے کہ سات یا آٹھ برس کا لڑکا تھا اور احمد اور ابوداؤد کی ایک روایت میں زیادہ ہے کہ میں جرم قبیلہ کے کسی مجمع میں نہیں حاضر ہوا مگر وہ آج کے دن تک وہاں مجھ کو امام بناتے ہیں۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی ۲ / ۶۱۶) (سنن نسائی کتاب الامامۃ ۱ / ۹۱) (سنن ابوداؤد باب من احق بالامامۃ ۱ / ۸۶) (مسند احمد بن حنبل حدیث عمرو بن سلمہ ۵ / ۷۱)

عمرو بن سلمہ بیان کرتے ہیں ہم صبح کی نماز سے قبل عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دروازے پر بیٹھ جاتے

اور جب وہ باہر نکلتے تو ہم ان کے ساتھ مسجد چلے جاتے، ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ آئے اور دریافت کیا کیا ابوعبدالرحمن باہر آئے ہیں؟ تو ہم نے عرض کیا نہیں تو وہ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ گئے، اور جب وہ باہر نکلے تو ہم سب اٹھ کر چل دیے تو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عرض کی اے ابوعبدالرحمن! میں نے ابھی ابھی مسجد میں ایک کام دیکھا ہے اور مجھے وہ اچھا نہیں لگا، اور الحمد للہ وہ اچھا ہی معلوم ہوتا ہے، ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دریافت کیا وہ کیا؟ تو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے اگر تم زندہ رہے تو دیکھو گے، وہ بیان کرنے لگے: میں نے مسجد میں لوگوں کو نماز کا انتظار کرتے ہوئے دیکھا کہ وہ حلقے باندھ کر بیٹھے ہیں اور ہر حلقے میں لوگوں کے ہاتھوں میں کنکریاں ہیں اور ایک شخص کہتا ہے سو بار تکبیر کہو، تو وہ سو بار اللہ اکبر کہتے ہیں، اور وہ کہتا ہے سو بار لا الہ الا اللہ کہو تو وہ سو بار لا الہ الا اللہ کہتے ہیں، وہ کہتا ہے سو بار سبحان اللہ کہو تو وہ سو بار سبحان اللہ کہتے ہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: تو پھر آپ نے انہیں کیا کہا؟ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: میں نے انہیں کچھ نہیں کہا میں آپ کی رائے اور حکم کا انتظار کر رہا ہوں۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہنے لگے: تم نے انہیں یہ حکم کیوں نہ دیا کہ وہ اپنی برائیاں شمار کریں اور انہیں یہ ضمانت کیوں نہ دی کہ ان کی نیکیاں ضائع نہیں کی جائینگی؟ پھر وہ چل پڑے اور ہم بھی ان کے ساتھ گئے حتیٰ کہ وہ ان حلقوں میں سے ایک حلقہ کے پاس آ کر کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے: یہ تم کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: اے ابوعبدالرحمن کنکریاں ہیں ہم ان پر اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ اور سبحان اللہ پڑھ کر گن رہے ہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: تم اپنی برائیوں کو شمار کرو، میں تمہاری نیکیوں کا ضامن ہوں وہ کوئی ضائع نہیں ہوگی، اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم افسوس ہے تم پر! تم کتنی جلدی ہلاکت میں پڑ گئے ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کتنے وافر مقدار میں تمہارے پاس ہیں، اور ابھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے بھی بوسیدہ نہیں ہوئے اور نہ ہی ان کے برتن ٹوٹے ہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میری جان ہے کیا تم ایسی ملت پر ہو جو ملت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور طریقہ سے زیادہ ہدایت پر ہے یا کہ تم گمراہی کا دروازہ کھولنے والے ہو۔ انہوں نے جواب دیا: اے ابوعبد الرحمن ہمارا ارادہ تو صرف خیر و بھلائی کا ہی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جواب دیا: اور کتنے ہی خیر و بھلائی کا ارادہ رکھنے والے اسے پا نہیں سکتے۔ تو ہر خیر و بھلائی کا ارادہ رکھنے والا اسے پا نہیں سکتا ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا ہے کہ: کچھ لوگ قرآن مجید پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلقوم سے نیچے نہیں جائیگا" اور اللہ کی قسم مجھے معلوم نہیں ہوسکتا ہے ان کی اکثریت تم میں سے ہو یہ کہہ کر ابن مسعود رضی اللہ عنہ وہاں سے چل دیے، عمرو بن سلمہ بیان کرتے ہیں ہم نے ان حلقوں میں بیٹھنے والے عام افراد کو نھروان کی لڑائی والے دن خارجیوں کے ساتھ دیکھا کہ وہ ہم پر طعن کر رہے تھے (سنن دارمی حدیث نمبر (204)

(۱۰۸) عمرو ابن عاص:

حضرت عمرو ابن لا عاص رضی اللہ عنہ ایک صحابی رسول تھے۔ فاتح مصر اور حضرت امیر معاویہ کے قریب ترین مشیر۔ حضرت امیر معاویہ کے ان مشیران میں سے تھے جن کی مدد سے انہوں نے حکومت حاصل کی وہ مکہ کے مشہور مالدار سردار عاص بن وائل کا بیٹا ہونے کے سبب ناز ونعمت میں پلے تھے۔ باپ نے ان کی تعلیم وتربیت کا خصوصی اہتمام کیا تھا۔ عاص بن وائل اسلام کا شدید دشمن تھا جس نے آخری وقت تک مسلمانوں کو تنگ کیا۔ عمر بن العاص نے بھی کئی سال تک اسلام کی شدید مخالفت کی۔ یہاں تک مومنین نے اہل مکہ کی زیادتیوں سے تنگ آ کر حبشہ ہجرت کی تو عمر بن العاص نے شاہ حبشہ سے جا کر مطالبہ کیا کہ ہمارے باغی ہمیں واپس کیے جائیں۔ غزوہ بدر اور غزوہ احد اور غزوہ خندق میں عمرو بن العاص نے قریش کی طرف سے شرکت کی۔ قبول اسلام غزوہ خندق کے بعد عمرو بن العاص نے سنجیدگی سے سوچنا شروع کر دیا کہ اگر بتوں میں کوئی جان ہوتی تو اتنا بڑا لشکر کبھی ناکام نہ ہوتا۔ ان کے اندر سے یہ آواز بھی آئی کہ اگر آخرت کا وجود نہ ہو تو دنیا میں کیے گئے ظلم وجور کا حساب کہاں ہوگا۔ اس ذہنی الجھنوں کے دور میں انہوں نے حبشہ کا سفر کیا اور وہاں شاہ نجاشی کی خدمت میں چمڑے کا تحفہ پیش کر کے حضور اکرم کے سفیر عمرو بن امیہ ضمری کو قتل کے لیے اپنے حوالے کرنے کا مطالبہ کیا۔ نجاشی اس وقت تک مسلمان ہو چکا تھا۔ اس نے نہایت غضب ناک ہو کر جواب دیا۔ کیا تم ایک شخص کو مجھ سے قتل کرنے کے لیے مانگتے ہو جو اس ہستی کا قاصد ہے جس کے پاس ناموس اکبر آتا ہے۔ وہی ناموس اکبر جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔ عمرو بن العاص کا اپنا بیان ہے کہ اس جواب سے یک سو ہو گیا اور اپنے ساتھیوں سے کچھ کہے بغیر مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستے میں خالد بن ولید ملے۔ وہ قبول اسلام کی غرض سے مدینہ جا رہے تھے۔ چنانچہ دونوں نے حضور اکرم کے دست مبارک پر بیعت کی اور اپنے ماضی سے استغفار کیا۔ عہد نبوی میں خدمات قبول اسلام کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن العاص کو ذات السلاسل اور سواع کی مہمات کا امیر مقرر کیا۔ اور دونوں آپ نے کامیابی سے سر کیں۔ موخر الذکر مہم سواع بت اور اس کے مندر کو مسمار کرنے کی مہم تھی جو مکہ سے تین میل کے فاصلے پر رباط کے مقام پر واقع تھا۔ آپ نے بلی اور عذرہ قبائل کو بھی دعوت حق پہنچا کر مشرف با اسلام کیا اور عمان کے سرداروں عبید اور جیفر کو جو مجوسی تھے مسلمان کرنے کا شرف بھی آپ کو حاصل ہوا۔ حضور اکرم نے آپ کو عمان کا عامل مقرر فرمایا۔ عہد خلافت میں خدمات عہد صدیقی میں آپ عمان ہی کے عامل رہے یہاں تک کہ انہیں تسخیر فلسطین کی ذمہ داری سونپی گئی۔ اجنادین کے معرکہ میں آپ نے نوے ہزار مجاہدین کی کمان کی۔ اسی معرکہ میں آپ کے بھائی ہشام بن عاص شہید ہو گئے۔ جو آپ سے بہت پہلے اسلام قبول کر چکے تھے۔ اجنادین کی فتح کے بعد مخل وبیسان کے لوگوں میں بھی آپ نے کامیابی حاصل کی اور یرموک کے فیصلہ کن معرکہ میں آپ نے نمایاں کردار ادا کیا۔ جنگ عین شمس۔ فتح مصر عمرو بن العاص کو جس کارنامہ کی بدولت امتیاز حاصل ہوا وہ فتح مصر ہے۔ آپ نے صرف چار ہزار جان بازوں کے ساتھ مصر کی سرحد عبور کی۔ بابلیوں اور العریش پر قبضہ

کر کے عین شمس پہنچے اور طویل محاصرے سے قصرِ شمع کو فتح کیا۔ اس قلعہ کے پاس آپ نے فسطاط کا شہر بسایا جو بعد میں اسلامی مصر کا دارالحکومت قرار پایا۔ اس فتح کا سب سے اہم معرکہ اسکندریہ کی فتح ہے جس کے بعد مقوقس شاہ مصر نے مسلمانوں کی اطاعت قبول کر لی۔ اور مصر کی تسخیر مکمل ہوگئی۔ مصر کے بعد عمر بن العاص نے طرابلس بھی فتح کر لیا۔ تاہم امیر المومنین نے افریقہ (تونس اور الجزائر اور مراکش) کی طرف پیش قدمی روک دی۔ مصر کے زرخیز علاقے کی آمدن نے مسلمانوں کا معیار زندگی بلند کر دیا۔ امیر معاویہ سے تعلق امیر معاویہ نے قصاص عثمان کی دعوت دی تو عمرو بن العاص سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ آپ نے مصر کی حکومت کی شرط منوا کر ان کا ساتھ دیا۔ تحکیم کے معاہدہ کے بعد عمرو بن العاص نے امیر معاویہ کے مقرر کردہ ثالث کی حیثیت سے امیر معاویہ کی خلافت کا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد آپ نے محمد بن ابی بکر کو شکست دے کر مصر پر قبضہ کر لیا اور آخر وقت تک مصر پر حکومت کی۔ خارجیوں نے حضرت علی کے ساتھ ان کو بھی شہید کرنے کی کوشش کی لیکن وہ صرف زخمی ہوئے اور بچ گئے۔ عمرو بن العاص بہت بہادر، باصلاحیت، انسان تھے۔ بہترین سالار بہت اچھے منتظم سلطنت اور اعلیٰ درجے کے سیاسی مدبر تھے۔ امیر معاویہ کے وفادار تھے اور ان کے بہترین مشیر جن کی بدولت امیر معاویہ کی حکومت قائم ہوئی۔ (آزاد دائرۃ المعارف، وکیپیڈیا)

منقول ہے: فرعون کا طریقہ یہ تھا کہ جب دریائے نیل کا پانی کم ہو جاتا تو وہ اہلِ مصر کو حکم دیتا کہ وہ اپنی ایک نوجوان دوشیزہ کو طرح طرح کے زیورات سے آراستہ کریں، رنگ برنگے فخریہ لباس پہنائیں اور ہر طرح کی زیب و زینت سے اس دلہن کی طرح مزیّن کریں جو شبِ زفاف (یعنی شادی کی پہلی رات) اپنے شوہر کے پاس آراستہ پیراستہ ہو کر جاتی ہے۔ پھر اس کو دریائے نیل میں ڈال دیں۔ چنانچہ، لوگ ہر سال ایسا ہی کرتے۔ اکثر جاہل لوگوں کا یہ باطل عقیدہ تھا کہ دریائے نیل کی سطحِ آب تب تک بلند نہیں ہوتی جب تک کہ اس میں دُلہن کی طرح سجا سنوار کر کوئی لڑکی نہ ڈال دی جائے۔ یہی طریقہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت تک رائج رہا۔ مصر میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گورنر حضرت سیِّدُنا عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ جب اُن کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے اہلِ مصر کی اس بُری عادت کو انتہائی ناپسند کیا اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا جس میں ساری صورتِ حال بیان کی۔ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً خط کا جواب لکھا اور ایک رقعہ بھی لکھا جس میں لکھا تھا: اللہ تعالیٰ کے بندے عمر بن خطاب کی جانب سے مصر کے دریا نیل کی طرف!

اَمَّا بَعْد!

اے نیل! اگر تو اپنی مرضی سے جاری ہوتا ہے تو مت جاری ہو اور اگر خدائے واحد وقہار عَزَّ وَجَلَّ کے حکم سے جاری ہوتا ہے تو ہم اس کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ وہ تجھے جاری فرما دے۔

حضرت سیِّدُنا عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ رقعہ دریائے نیل میں ڈال دیا اور اہلِ مصر نے یقین کر لیا کہ اب

یہ ٹھاٹھیں مارنے لگ جائے گا۔ چنانچہ، جب لوگوں نے صبح کی تو دیکھا کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے دریائے نیل کو جاری ہونے کا حکم فرمادیا ہے اور وہ ایک ہی رات میں سولہ گز بلند ہو گیا۔ (العظمۃ لابی الشیخ الاصبھانی، باب صفۃ النیل ومنتھاہ، الحدیث ۹۴۵،ص ۳۱۸)

حضرت سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہ نے ارشاد فرمایا: کلام کرنا دوا کی مثل ہے، اگر تم اس کا قلیل استعمال کرو گے تو یہ تمہیں فائدہ دے گا اور اگر اس کے استعمال میں زیادتی کرو گے تو تمہیں نقصان پہنچائے گا۔

(المستطرف فی کل فن مستظرف، الباب الثالث عشر، ج ۱،ص ۱۴۷)

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو بن عاص سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو رات کھڑے ہو کر دس آیتیں پڑھے تو وہ غافلوں سے نہ لکھا جائے گا اور جو کھڑے ہو کر سو آیتیں پڑھے وہ مطیعون میں سے لکھا جائے گا اور جو کھڑے ہو کر ہزار آیتیں پڑھے تو وہ بہت ثواب والوں میں لکھا جائے گا (ابوداؤد)

روایت ہے حضرت عمرو بن عاص سے کہ انہوں نے ایک دن فرمایا حالانکہ ایک آدمی کھڑا ہوا تو بہت باتیں کیں تب حضرت عمرو نے فرمایا کہ اگر یہ اپنے کلام میں اختصار کرتا تو اچھا ہوتا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ میں مناسب سمجھتا ہوں یا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ کلام میں اختصار کیا کروں کیونکہ مختصر کرنا میں بہتر ہے (ابوداؤد)

(۱۰۹) عمرو ابن عبسہ:

حضرت سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالی عنہ اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں زمانہ جاہلیت میں لوگوں کو سراسر گمراہ خیال کرتا تھا اور بتوں کو کچھ نہ سمجھتا تھا۔ ایک دن میں نے سنا کہ مکہ میں ایک شخص ہے جو نئی نئی باتیں بیان کرتا ہے۔ میں اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر فوراً مکہ جا پہنچا۔ وہاں پہنچ کر مجھے معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کسی خفیہ مقام پر جلوہ فرما ہیں اور مکہ والے آپ کے درپئے آزار ہیں۔ میں بڑی مشکلوں سے آپ تک پہنچا اور عرض کی، آپ کون ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا، میں اللہ عزوجل کا نبی ہوں۔ میں نے پوچھا، نبی کس کو کہتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا، اللہ عزوجل کی طرف سے پیغام لانے والے کو۔ میں نے سوال کیا، کیا واقعی آپ کو اللہ (عزوجل) نے بھیجا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا، ہاں! مجھے اللہ تعالیٰ نے ہی بھیجا ہے۔ میں نے پوچھا، کیا پیغام دے کر بھیجا ہے؟ فرمایا، اللہ عزوجل کو ایک مانا جائے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے، بت توڑ دیئے جائیں اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک کیا جائے۔ میں نے عرض کی، آپ کا ساتھ دینے والوں میں کون لوگ شامل ہیں؟ ارشاد فرمایا، ایک آزاد اور ایک غلام۔ تو میں نے دیکھا کہ آپ کا پاس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ موجود تھے۔ میں نے عرض کی، میں بھی آپ کی غلامی میں آنا چاہتا ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا، موجودہ حالات میں میرا ساتھ دینا تمہارے بس سے باہر ہے، ابھی تو تم (اسلام قبول کر کے) اپنے گھر چلے جاؤ اور جب سنو کہ مجھے غلبہ حاصل ہو گیا ہے تو

میرے پاس چلے آنا۔ چنانچہ میں آپ کے حکم کے مطابق اسلام قبول کر کے گھر چلا آیا۔ (طبقات ابن سعد، ج ۴، ص ۱۶۳)

حضرت سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا، یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم! اسلام کیا ہے؟ فرمایا، (اسلام یہ ہے کہ) تیرا دل جھک جائے اور مسلمان تیری زبان اور ہاتھوں سے محفوظ رہیں۔ اس نے عرض کیا، کونسا اسلام افضل ہے؟ فرمایا، ایمان۔ اس نے عرض کیا، ایمان کیا ہے؟ فرمایا، تُو اللہ عزوجل اور اس کے ملائکہ اور اسکی کتابوں اور اس کے رسولوں اور موت کے بعد اٹھنے پر یقین رکھے۔

اس نے عرض کیا، کونسا ایمان افضل ہے؟ فرمایا، ہجرت۔ اس نے عرض کیا، ہجرت کیا ہے؟ فرمایا، یہ کہ تو برائی کو چھوڑ دے۔ اس نے عرض کیا، کونسی ہجرت افضل ہے؟ فرمایا جہاد اس نے عرض کیا، جہاد کیا ہے؟ فرمایا، جب کفار سے جنگ ہو تو ان سے قتال کرو۔ پھر اس نے عرض کیا، کون سا جہاد افضل ہے؟ ارشاد فرمایا، جس میں مجاہد کی ٹانگ کاٹ دی جائے اور خون بہا دیا جائے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اور یہاں دو عمل ہیں جو دیگر تمام اعمال سے افضل ہیں سوائے اس کے جو ان کی مثل عمل کرے۔ (۱) حج مبرور (۲) مبرور عمرہ۔

(مسند احمد، حدیث زید بن خالد الجہنی، رقم ۱۷۰۲۴، ج ۶، ص ۵۸)

حضرت سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا، جو راہِ خدا عزوجل میں ایک روزہ رکھے تو جہنم اس کے چہرے سے سو سال کی مسافت تک دور ہو جائے گی۔ (طبرانی اوسط، من اسمہ بکر، رقم ۳۲۴۹، ج ۲، ص ۲۶۸)

روایت ہے حضرت عمرو ابن عبسہ سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو میں بھی مدینے آیا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا کہ مجھے نماز کے متعلق خبر دیجئے تو فرمایا کہ نماز فجر پڑھو پھر آفتاب نکلتے وقت نماز سے باز رہو حتی کہ بلند ہو جائے کیونکہ وہ نکلتے وقت شیطان کے دو سینگوں کے درمیان نکلتا ہے اور اس وقت اسے کفار سجدہ کرتے ہیں پھر نماز پڑھو کیونکہ وہ نماز حاضری یا گواہی کا وقت ہے یہاں تک کہ نیزے کا سایہ کم ہو جائے پھر نماز سے باز رہو کیونکہ اس وقت دوزخ جھونکا جاتا ہے پھر جب زوال کا سایہ آگے ہو جائے تو نماز پڑھو کیونکہ یہ نماز حاضری اور گواہی کا وقت ہے حتی کہ عصر پڑھ لو پھر سورج ڈوبنے تک نماز سے باز رہو کیونکہ وہ شیطان کے سینگوں کے بیچ ڈوبتا ہے اس وقت کفار اسے سجدہ کرتے ہیں، فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا نبی اللہ مجھے وضوء کے متعلق خبر دیجئے تو فرمایا کوئی ایسا شخص نہیں جو وضو کا پانی لے پھر کلی کرے ناک میں پانی ڈالے مگر اس کے چہرے اور منہ اور نتھنوں کی خطائیں گر جاتی ہیں پھر جب اسی طرح اپنا منہ دھوئے جیسے اسے اللہ نے حکم دیا مگر اس کے چہرے کی خطائیں داڑھی کے کناروں سے پانی کے ساتھ پوروں سے گر جاتی ہیں، پھر اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھوئے مگر اس کے ہاتھوں کی خطائیں پانی کے ساتھ گر جاتی ہیں، پھر اپنے سر کا مسح کرے مگر اس کے سر کی خطائیں پانی کے ساتھ بالوں کے کناروں سے گر جاتی ہیں پھر اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھوئے مگر اس کے پاؤں

کی خطائیں پانی کے ساتھ پوروں سے گرجاتی ہیں پھر اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو اللہ کی وہ حمد وثناء اور بڑائی کرے جس کے وہ لائق ہے اور اپنا دل اللہ کے لیے خالی کرے مگر اپنی خطاؤں سے اس دن کی طرح پھرے گا جس دن اسے ماں نے جنا (مسلم)

روایت ہے حضرت عمرو ابن عبسہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رب بندے سے آخری رات کے وسط میں بہت قریب ہوتا ہے اگر تم یہ کرسکو کہ اس وقت اللہ کے ذاکرین میں سے ہوتو بن جاؤ (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث اسناد میں حسن صحیح غریب ہے

روایت ہے حضرت عمرو بن عبسہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس لیے مسجد بنائے کہ اس میں اللہ کا ذکر کیا جائے، تو اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا اور جو مسلمان نفس کو آزاد کرے تو وہ اس کا دوزخ سے فدیہ ہوگا اور جو اللہ کی راہ میں بوڑھا ہو تو اس کے لیے قیامت کے دن نور ہوگا (شرح السنہ)

روایت ہے حضرت سلیم ابن عامر سے فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ اور روم کے درمیان معاہدہ تھا اور جناب معاویہ ان کے شہروں کی طرف چل دیئے تا کہ جب معاہدہ پورا ہو جائے تو فوراً ان پر حملہ کردیں تو ایک شخص ترکی یا عربی گھوڑے پر سوار یہ کہتا ہوا آیا اللہ اکبر اللہ اکبر وفا عہد ہو بدعہدی نہ ہو لوگوں نے غور کیا تو وہ حضرت عمرو ابن عبسہ تھے تو اس کے متعلق ان سے حضرت معاویہ نے پوچھا تو فرمایا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس کا کسی قوم سے عہد ہو تو وہ نہ تو عہد کھولے نہ اسے بدلے حتی کہ اس کی مدت گزر جائے یا انہیں برابری پر خبر دے دے فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ لوگوں کو واپس لے گئے (ترمذی، ابوداؤد)

روایت ہے حضرت عمرو ابن عبسہ سے فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت کے کچھ اونٹوں کی طرف نماز پڑھائی پھر جب سلام پھیرا تو اونٹ کے کروٹ سے بال لیا پھر فرمایا کہ تمہاری غنیمتوں سے میرے لیے اتنا بھی حلال نہیں سوا خمس کے اور خمس بھی تم میں ہی لوٹایا جاتا ہے (ابوداؤد)

حضرت سیدنا عمرو بن عَبَسہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، جس نے راہِ خدا عزوجل میں ایک تیر چلایا وہ اس کے لئے جنت میں ایک درجہ ہوگا۔ تو اس دن میں نے سولہ تیر چلائے۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عمرو بن عبسہ، رقم ۱۷۰۱۹، ج ۶، ص ۵۶)

حضرت سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، جس نے راہِ خدا عزوجل میں ایک تیر چلایا تو اس کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے۔ (ترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ماجاء فی فضل الرمی فی سبیل اللہ، رقم ۱۶۴۴، ج ۳، ص ۲۳۹)

حضرت سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ

شمار، دو عالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ رحمن عزوجل کی بارگاہ میں کچھ لوگ ہونگے جو نہ تو انبیاء ہونگے نہ ہی شہداء، ان کے چہروں کی چمک لوگوں کی نگاہوں کو خیرہ کئے دیتی ہوگی انبیاء اور شہداء ان کے مرتبے اوران کی بارگاہِ الٰہی میں قرب پر تعجب کریں گے، عرض کیا گیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا، وہ مختلف قبائل کے لوگ ہوں گے جو اللہ عزوجل کا ذکر کرنے کیلئے جمع ہوں گے اور عمدہ کلام سے لطف اندوز ہوں گے جیسے کھجور کھانے والا اس کے ذائقہ سے لطف اندوز ہوتا ہے۔

(مجمع الزوائد، کتاب الاذکار، باب ماجاء فی مجالس الذکر، رقم ۱۶۷۷۱، ج ۱۰، ص ۷۸)

(۱۱۰) عمرو ابن عوف:

امام بخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ بدر میں حضور نبی پاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ شریک تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ کے محبوب ، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اہل بحرین سے جزیہ وصول کرنے کے لئے روانہ فرمایا کیونکہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے بحرین والوں سے جزیہ کے بدلے صلح فرمائی تھی اور حضرت سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کا گورنر مقرر فرمایا تھا۔

جب حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحرین سے (جزیہ کا) مال لے کر واپس لوٹے تو انصار نے آپ کی آمد کی خبر سنی تو سب نے صبح کی نماز حضور نبی کریم، رءوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ ادا کی، جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم فارغ ہوئے تو سارے سامنے آگئے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے انہیں دیکھ کر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا: میرا خیال ہے کہ آپ لوگوں نے ابوعبیدہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی آمد کی خبر سن لی ہے کہ وہ کچھ مال لائے ہیں۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایسا ہی ہے۔ حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: خوشخبری سنادو اور اُس کی امید رکھو جو تمہیں خوش کردے گا، پس اللہ عزوجل کی قسم! مجھے تم پر فقر (غربت) کا خوف نہیں لیکن مجھے ڈر ہے کہ تم پر دنیا پھیلادی جائے گی جیسا کہ تم سے پہلی قوموں پر پھیلائی گئی تھی پس تم بھی اس دنیا کی خاطر پہلے لوگوں کی طرح باہم مقابلہ کرو گے، اور یہ تمہیں غفلت میں ڈال دے گی جس طرح اس نے پچھلی قوموں کو غافل کردیا۔ (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب مایحذر من زھرۃ الدنیا.....الخ، الحدیث: ۶۴۲۵، ص ۵۴۰)

حضرتِ سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلَّم نے فرمایا، بیشک مسلمان کا صدقہ عمر میں اضافہ کرتا ہے اور بُری موت کو دور کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے تکبر اور فخر کو دور کرتا ہے۔ (مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب فضل الصدقۃ، رقم ۴۶۰۹، ج ۳، ص ۲۸۴)

روایت ہے حضرت عمرو بن عوف سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دین حجاز کی طرف ایسا سمٹ آوے گا جیسے سانپ اپنے سوراخ کی طرف اور دین حجاز سے ایسا بندھ جاوے گا جیسے پہاڑی بکری پہاڑ کی چوٹی سے یقیناً دین غریب ہی شروع ہوا اور جیسا شروع ہوا ویسا لوٹے گا لہذا غربا کو خوشخبری ہو یہ غربا وہ ہیں جو میرے بعد میری سنت کو درست کریں گے جسے لوگوں نے بگاڑ دیا ہوگا۔ (ترمذی)

(۱۱۱) عمرو ابن عوف مزنی:

روایت ہے حضرت عمرو ابن عوف مزنی سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ آپ نے فرمایا مسلمانوں میں صلح جائز ہے بجز اس صلح کے جو حلال کو حرام کردے یا حرام کو حلال اور مسلمان اپنی شرطوں پر رہیں، بجز اس شرط کے جو حلال کو حرام کرے یا حرام کو حلال۔ (ترمذی، وابن ماجہ، ابوداؤد) اور ابوداؤد کی روایت شروطھم پر ختم ہوگئی۔

(۱۱۲) عمرو ابن حمق:

صلح حدیبیہ کے بعد یہ اپنے قبیلہ بنی خزاعہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے اور دربار نبوت میں حاضر رہ کر حدیثیں یاد کرتے رہے۔ پھر کوفہ چلے گئے اور وہاں سے مصر جا کر مقیم ہوگئے۔ کچھ دنوں شام میں بھی رہے۔ ان کے شاگردوں میں جبیر بن نفیر اور رفاعہ بن شداد وغیرہ بہت مشہور محدثین ہیں۔ یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طرفدار تھے اور جنگ جمل وصفین ونہروان میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہے جب حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونپ دی تو اس وقت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گورنر زیاد کے خوف سے یہ عراق سے بھاگ کر موصل کے ایک غار میں روپوش ہوگئے اور اسی غار میں ان کو سانپ نے کاٹ لیا جس سے ان کی وہیں وفات ہوگئی۔ علامہ ابن اثیر صاحب اسد الغابہ کا بیان ہے کہ ان کی قبر شریف موصل میں بہت ہی مشہور زیارت گاہ ہے۔ قبر پر بہت بڑا گنبد اور لمبی چوڑی درگاہ ہے ۵۰ھ میں آپ کی شہادت ہوئی۔

(اسد الغابۃ، عمرو بن الحمق الخزاعی، ج ۴، ص ۲۳۰)

کرامت

اسی برس کی عمر میں سب بال کالے

انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں دودھ کا ہدیہ پیش کیا، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دودھ نوش فرما کر ان کی جوانی کی بقا کیلئے دعا فرمادی۔ اس دعاء نبوی کی بدولت ان کو یہ کرامت مل گئی کہ اسی برس کی

عمر ہو جانے کے باوجود ان کا ایک بال بھی سفید نہیں ہوا تھا۔

(اسد الغابۃ، عمرو بن الحمق الخزاعی، ج ۴، ص ۱۲۳ و کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، الحدیث: ۳۷۲۸۵، ج ۷، الجزء ۱۳، ص ۲۱۳)

(۱۱۳) عمرو ابن مرہ:

یہ زمانۂ جاہلیت میں حج کرنے گئے تو مکہ مکرمہ میں ایک خواب دیکھا اور ایک غیبی آواز سنی جس میں ان کو نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ایمان لانے کی ترغیب دلائی گئی۔ یہ اس خواب سے بے حد متأثر ہوئے اور نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آمد کے منتظر رہے۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان فرمایا تو انہوں نے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا اور پھر اپنی قوم میں آ کر اسلام کی تبلیغ کرنے لگے اور ان کی قوم کے بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر ان مسلمانوں کو ساتھ لے کر بارگاہ نبوت میں دوبارہ حاضر ہوئے۔ بہت ہی بہادر مجاہد بھی تھے اور اکثر اسلامی جہادوں میں شمشیر بکف ہو کر کفار سے جنگ بھی کی۔ آخر میں مدینہ منورہ سے ملک شام میں جا کر سکونت اختیار کر لی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور حکومت میں وفات پائی۔

(کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، عمرو بن مرۃ الجھنی، الحدیث: ۳۷۲۸۹، ج ۷، الجزء ۱۳، ص ۲۱۴)

کرامت
دشمن بلاؤں میں گرفتار

ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ مستجاب الدعوات تھے یعنی ان کی دعائیں بہت زیادہ اور بہت جلد مقبول ہوا کرتی تھیں۔ چنانچہ منقول ہے کہ جب اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے تشریف لے گئے تو ایک شخص نے ان کی بہت زیادہ ہجو اور مذمت کی اور ان کی شان میں توہین آمیز الفاظ بکنے لگا اور آپ کو جھوٹا کہنے لگا۔ اس وقت آپ نے مجروح قلب کے ساتھ اس طرح دعا مانگی: یا اللہ! عزوجل اس کی زندگی کو تلخ بنادے اور اس کی زبان کو گونگی اور اس کی آنکھوں کو اندھی کر دے۔ آپ کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ یہ شخص گونگا اور اندھا ہو گیا اور اس قدر بوڑھا ہو گیا کہ اس کے دانت ٹوٹ گئے اور زبان کے شل ہو جانے سے اس کو کسی چیز کا مزہ محسوس نہیں ہوتا تھا۔

(کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، عمرو بن مرۃ الجھنی، الحدیث: ۳۷۲۸۹، ج ۷، الجزء ۱۳، ص ۲۱۵)

روایت ہے حضرت عمرو ابن مرۃ سے کہ انہوں نے حضرت معاویہ سے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جسے اللہ مسلمین کی کسی چیز کا والی وحاکم بنائے پھر وہ مسلمان کی حاجت وضرورت ومحتاجی کے سامنے حجاب کر دے تو اللہ اس کی حاجت وضرورت ومحتاجی کے سامنے آڑ فرمادے گا چنانچہ حضرت معاویہ نے لوگوں کی حاجت پر ایک

آدمی مقرر فرمادیا (ابوداود، ترمذی) احمد اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ اس کی ضرورت وحاجت ومحتاجی کے سامنے آسمان کے دروازے بند فرمادے گا۔

عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک شخص نے عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! فرمائیے تو اگر میں اُس کی گواہی دوں کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ (عزوجل) کے رسول ہیں اور پانچوں نمازیں پڑھوں اور زکاۃ ادا کروں اور رمضان کے روزے رکھوں اور اس کی راتوں کا قیام کروں تو میں کن لوگوں میں سے ہوں گا؟ فرمایا: صدیقین اور شہدا میں سے۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الصوم، باب فضل رمضان، الحدیث: ۳۴۲۹، ج۵، ص ۱۸۴)

(۱۱۴) عمرو ابن قیس:

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصوصی مؤذنوں کی تعداد چار ہے:

(۱) حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲) حضرت عبداللہ بن ام مکتوم (نابینا) رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ دونوں مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے مؤذن ہیں۔

(۳) حضرت سعد بن عائذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو سعد قرظ کے لقب سے مشہور ہیں۔ یہ مسجد قبا کے مؤذن ہیں۔

(۴) حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ مکہ مکرمہ کی مسجد حرام میں اذان پڑھا کرتے تھے۔

(المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب فی مؤذنیہ وخطبائہ... الخ، ج۵، ص ۷۰۔۷۲)

حضرت سیدنا ابن اُم مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مسجد میں تشریف لائے اور لوگوں کو کم تعداد میں پایا تو ارشاد فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ کسی کو لوگوں کا امام بناؤں پھر جاؤں اور نماز سے پیچھے رہ جانے والے جس شخص پر بھی قدرت پاؤں اس پر اس کا گھر جلادوں۔ (نابینا ہونے کی وجہ) حضرت سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: میرے اور مسجد کے درمیان درخت اور باغات ہیں اور میں ہر وقت کسی رہنما پر قدرت بھی نہیں پاتا کیا مجھے اجازت ہے کہ میں اپنے گھر پر نماز پڑھ لیا کروں؟ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: کیا تم اقامت کی آواز سنتے ہو؟ تو انہوں نے عرض کی: جی ہاں، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: پھر نماز کے لئے آیا کرو۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عمرو بن اُم مکتوم، الحدیث: ۱۵۴۹۱، ج۵، ص ۲۷۷، ۲۷۸)

روایت ہے کہ عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مدینہ میں موذی جانور بکثرت ہیں اور میں نابینا ہوں، تو کیا مجھے رخصت ہے کہ گھر پڑھ لُوں؟ فرمایا: حَيَّ عَلَى الصَّلٰوۃ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاح سُنتے ہو، عرض کی، ہاں، فرمایا: تو حاضر ہو۔ (سنن النسائی، کتاب الامامۃ، باب المحافظۃ علی الصلوات، الحدیث: ۸۴۸، ص ۱۴۸)

روایت ہے حضرت عمرو ابن قیس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم آخری ہیں اور ہم قیامت کے دن اول ہوں گے اور میں ایک بات کہتا ہوں مگر فخر نہیں کہ ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں، موسیٰ علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ ہیں اور میں اللہ کا محبوب ہوں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے پاس ہوگا اللہ نے مجھے میری امت کے بارے میں وعدہ فرمالیا ہے اور انہیں تین آفتوں سے امان دی ہے ان پر عام قحط نہ بھیجے گا، انہیں کوئی دشمن جڑ سے نہ اکھیڑے گا، انہیں گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔ (دارمی)

(۱۱۵) عمرو ابن تغلب:

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ تم عجمیوں یعنی خوز اور کرمان سے جہاد کرو گے سرخ چہروں والے، چپٹی ناک والے، چھوٹی آنکھ والے، ان کے چہرے گویا کٹی ہوئی ڈھالیں ہیں، ان کے جوتے بال والے ہیں (بخاری) اور اس کی ایک روایت بروایت عمرو ابن تغلب ہے کہ چوڑے چہرے والے

(۱۱۶) عکراش ابن ذویب:

روایت ہے حضرت عکراش ابن ذویب سے فرماتے ہیں ہمارے پاس بہت ثرید اور گوشت والا پیالہ لایا گیا تو میں نے اس کے کناروں میں ہاتھ مارا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سامنے سے کھایا پھر حضور نے اپنے ہاتھ سے میرا داہنا ہاتھ پکڑ لیا فرمایا اے عکراش ایک جگہ سے کھاؤ کیونکہ یہ ایک ہی کھانا ہے پھر ہمارے پاس ایک طباق لایا گیا جس میں قسم قسم کے چھوہارے تھے تو میں اپنے سامنے سے کھانے لگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ طباق میں گھومنے لگا پھر فرمایا اے عکراش جہاں سے چاہو کھاؤ کہ یہ ایک قسم سے زیادہ ہے پھر ہمارے پاس پانی لایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ دھوئے اور ہاتھوں کی تری اپنے چہرے اور کہنیوں اور سر پر مل لی اور فرمایا اے عکراش یہ وضو ہے اس سے جسے آگ پکا دے۔ (ترمذی)

(۱۱۷) عمران ابن حصین:

ان کی کنیت ابونجید ہے اور یہ قبیلہ بنوخزاعہ کی ایک شاخ بنوکعب کے خاندان سے ہیں اس لئے خزاعی اور کعبی کہلاتے ہیں ۷ ھ میں جنگ خیبر کے سال مسلمان ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے دوران ان کو اہل بصرہ کی تعلیم کے لیے مقرر فرمایا تھا۔ محمد بن سیرین محدث فرمایا کرتے تھے کہ بصرہ میں عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

زیادہ پرانا اور افضل کوئی صحابی نہیں۔ ان کی پوری زندگی مذہبی رنگ میں رنگی ہوئی تھی طرح طرح کی عبادتوں میں بہت زیادہ محنت شاقہ فرماتے تھے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ اتنی والہانہ عقیدت تھی اور آپ کا اتنا احترام رکھتے تھے کہ جس ہاتھ سے انہوں نے رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی تھی اس ہاتھ سے عمر بھر انہوں نے پیشاب کا مقام نہیں چھوا۔ تیس برس تک مسلسل استسقاء کی بیماری میں صاحب فراش رہے اور شکم کا آپریشن بھی ہوا مگر صبر وشکر کا یہ حال تھا کہ ہر مزاج پرسی کرنے والے سے یہی فرمایا کرتے تھے کہ میرے خدا کو جو پسند ہے وہی مجھے بھی محبوب ہے سنہ ۵۲ھ میں بمقام بصرہ آپ کا وصال ہوا۔

(اسد الغابۃ، عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، ج ۴، ص ۲۹۹ وحجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء۔۔۔ الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ۔۔۔ الخ، ص ۶۲۱) (الطبقات الکبری لابن سعد، عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، ج ۴، ص ۲۱۵)

کرامت

فرشتوں سے سلام ومصافحہ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور کرامت یہ ہے کہ آپ فرشتوں کی تسبیح کی آواز سنا کرتے اور فرشتے آپ سے مصافحہ کیا کرتے تھے نیز آپ بہت مستجاب الدعوات بھی تھے۔ یعنی آپ کی دعائیں بہت زیادہ مقبول ہوا کرتی تھیں۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء۔۔۔ الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ۔۔۔ الخ، ص ۶۲۱) (الطبقات الکبری لابن سعد، عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، ج ۴، ص ۲۱۶) (اسد الغابۃ، عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، ج ۴، ص ۲۹۹)

حضرتِ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہ وسلَّم نے فرمایا، راہِ خدا عزوجل میں صف باندھ کر کھڑا ہونا اللہ عزوجل کے نزدیک بندے کی ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔ (المستدرک، کتاب الجہاد، باب مقام احدکم فی سبیل اللہ افضل من صلاتہ۔ الخ، رقم ۲۴۳۰، ج ۲، ص ۳۸۵)

حضرتِ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہ وسلَّم نے فرمایا، کیا تم میں سے کوئی روزانہ احد پہاڑ کے برابر عمل کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! روزانہ احد پہاڑ کے برابر عمل کرنے کی استطاعت کون رکھ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا، تم میں سے ہر ایک اس کی استطاعت رکھتا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیسے؟ فرمایا سُبْحَانَ اللہِ، لَآاِلٰہَ اِلَّا اللہُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور اَللہُ اَکْبَرُ کہنا احد پہاڑ سے زیادہ عظمت والا ہے۔

(طبرانی کبیر، رقم ۳۹۸، ج ۱۸، ص ۱۷۴)

حضرت سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بحر و بر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم نے فرمایا، جس نے اللہ عزوجل کی راہ میں سمندر میں ایک مرتبہ جہاد کیا اور اللہ عزوجل خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں جہاد کرتا ہے تو اس نے اللہ عزوجل کی اطاعت کا حق ادا کر دیا اور جنت کی بھر پور طلب کی اور جہنم سے ہر طرح سے دور ہو گیا۔ (المعجم الاوسط، من اسمہ ابراہیم، رقم ۲۹۶۴، ج ۲، ص ۸۵)

حضرت سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بحر و بر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب ارشاد فرمایا۔ پھر وہ شخص بیٹھ گیا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم نے فرمایا دس نیکیاں ہیں۔ پھر ایک دوسرا شخص حاضر ہوا اور عرض کیا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم نے اسے بھی سلام کا جواب دیا۔ پھر وہ بیٹھ گیا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم نے فرمایا، بیس نیکیاں ہیں۔ پھر ایک اور شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُه، پھر وہ بیٹھ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم نے فرمایا، تیس نیکیاں ہیں۔ (ابوداؤد، کتاب الادب، باب کیف السلام، رقم ۵۱۹۵، ج ۴، ص ۴۴۹)

حضرت سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم المُرسلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین، مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم نے فرمایا کہ جو دنیا سے کٹ کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں آجائے اللہ عزوجل اس کے ہر کام میں کفایت فرمائے گا اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائے گا جس کا اسے گمان بھی نہ ہوگا اور جو (اللہ عزوجل سے) کٹ کر دنیا کی طرف آئے گا اللہ عزوجل اسے دنیا کے سپرد کر دے گا۔ (مجمع الزوائد، کتاب الزھد، باب ماجاء فی العزلۃ، رقم ۱۸۱۸۹، ج ۱۰، ص ۵۴۶)

(۱۱۸) عمیر:

روایت ہے حضرت عمیر سے جو کہ آبی اللحم کے مولیٰ ہیں کہ انہوں نے زوراء کے قریب احجار الزیت کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعائے بارش کرتے دیکھا آپ کھڑے ہوئے دعائیں کررہے تھے، اپنے چہرہ مبارک کے سامنے ہاتھ اٹھائے بارش مانگ رہے تھے ان ہاتھوں کو سر سے اونچا نہ کرتے (ابوداؤد) اور ترمذی ونسائی نے اس کی مثل روایت کی۔

(۱۱۹) عمیر ابن حمام:

جنگ بدر میں کل چودہ مسلمان شہادت سے سرفراز ہوئے جن میں سے چھ مہاجر اور آٹھ انصار تھے۔ شہداء مہاجرین کے نام یہ ہیں: (۱) حضرت عبیدہ بن الحارث (۲) حضرت عمیر بن ابی وقاص (۳) حضرت ذوالشمالین عمیر بن عبد عمرو

(۴) حضرت عاقل بن ابی بکیر (۵) حضرت مجع (۶) حضرت صفوان بن بیضاء اور انصار کے ناموں کی فہرست یہ ہے۔(۷) حضرت سعد بن خیثمہ (۸) حضرت مبشر بن عبدالمنذر (۹) حضرت حارثہ بن سراقہ (۱۰) حضرت معوذ بن عفراء (۱۱) حضرت عمیر بن حمام (۱۲) حضرت رافع بن معلیٰ (۱۳) حضرت عوف بن عفراء (۱۴) حضرت یزید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (المواہب اللدنیۃ والزرقانی، غزوۃ بدر الکبریٰ، ج ۲،ص ۳۲۵،۳۲۶،۳۲۷ ملتقطاً)

روایت ہے ان ہی سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ تشریف لے گئے حتی کہ بدر میں مشرکین سے پہلے پہنچ گئے اور مشرکین بھی آگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس جنت کی طرف بڑھو جس کی چوڑائی آسمانوں وزمین کی برابر ہے تو عمیر ابن حمام بولے خوب خوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے خوب خوب کہنے پر کون چیز بھڑکا رہی ہے بولے یارسول اللہ اور کوئی چیز نہیں سواء اس امید کے کہ میں بھی جنت کے اہل سے ہوجاؤں فرمایا تم اہلِ جنت میں سے ہو راوی فرماتے ہیں کہ پھر انہوں نے اپنے ترکش سے کچھ چھوارے نکالے اور انہیں کھانے لگے پھر بولے کہ اگر ان چھوہاروں کے کھانے تک زندہ رہوں تو یہ زندگی بہت دراز ہے فرماتے ہیں کہ جتنے چھوارے ان کے پاس تھے پھینک دیئے پھر کفار سے جنگ کی حتی کہ شہید کردیئے گئے۔(مسلم)

(۱۲۰)عوف ابن مالک:

ان کی کنیت کے بارے میں اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ ان کی کنیت ابوعبدالرحمن ہے اور بعض کے نزدیک ابوحماد اور کچھ لوگوں نے کہا کہ ابوعمرو ہے۔

اسلام لانے کے بعد سب سے پہلا جہاد جس میں انہوں نے شرکت کی وہ جنگ خیبر ہے۔یہ بہت ہی جاں باز اور مجاہد صحابی تھے۔فتح مکہ کے دن قبیلہ اشجع کا جھنڈا انہیں کے ہاتھ میں تھا۔ملک شام کی سکونت اختیار کرلی تھی اور حدیث میں کچھ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور بہت سے تابعین ان کے شاگرد ہیں۔شہر دمشق میں ۷۳ھ کے سال میں ان کا وصال شریف ہوا۔(اسد الغابۃ، عوف بن مالک الاشجعی، ج ۴،ص ۳۳۳)

کرامت
پکار پر مویشی دوڑ پڑے

حضرت محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کفار نے گرفتار کرکے انہیں تانتوں سے باندھ رکھا تھا۔ان کے والد مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ماجرا عرض کیا آپ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے بیٹے عوف کے پاس کسی قاصد کے ذریعے یہ کہلا دو کہ وہ بکثرت لَاحَوْلَ وَلَا

قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھتے رہیں۔

چنانچہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ وظیفہ پڑھنے لگے۔ ایک دن ناگہاں ان کی تمام تانتیں ٹوٹ گئیں اور وہ رہا ہو کر کفار کی قید سے نکل پڑے اور ایک اونٹنی پر سوار ہو کر چل پڑے۔ راستہ میں ایک چراگاہ کے اندر کفار کے سینکڑوں اونٹ چر رہے تھے۔ آپ نے ان اونٹوں کو پکارا تو وہ سب کے سب دوڑتے بھاگتے ہوئے آپ کی اونٹنی کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ انہوں نے مکان پر پہنچ کر اپنے والدین کو پکارا تو وہ سب ان کی آواز سن کر ماں باپ اور خادم دوڑ پڑے اور یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹوں کے زبردست ریوڑ کے ساتھ موجود ہیں سب خوش ہو گئے۔

ان کے والد حضرت مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ نبوت میں پہنچ کر سارا قصہ سنایا اور اونٹوں کے بارے میں بھی عرض کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان اونٹوں کو تم جو چاہو کرو، تمہارا بیٹا ان اونٹوں کا مالک ہو چکا میں ان اونٹوں میں کوئی مداخلت نہیں کروں گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک رزق ہے جو تمہیں عطا کیا گیا۔ روایت ہے کہ اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۚ

(سورہ طلاق، پ 28)

اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے مضرتوں سے نجات کی شکل نکال دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں اس کو گمان بھی نہیں ہوتا اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کریگا تو اللہ تعالیٰ اسکے لیے کافی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، پ ۲۸، سورۃ الطلاق، تحت الآیۃ: ۲، ۳، ج ۸، ص ۱۷۰) (الترغیب والترہیب، ج ۳، ص ۴۰۵ و تفسیر ابن کثیر، ج ۴، ص ۳۸۰)

مفسرین نے فرمایا کہ عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک فرزند کو جن کا نام سالم تھا، مشرکوں نے گرفتار کرلیا تو عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور اپنی مفلسی و فاقہ مستی کی شکایت کرتے ہوئے یہ عرض کیا کہ مشرکوں نے میرے بچے کو گرفتار کرلیا ہے، جس کے صدمہ سے اس کی ماں بے حد پریشان ہے تو اس سلسلے میں اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم صبر کرو اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرو اور تم بھی بکثرت وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھا کرو اور بچے کی ماں کو بھی تاکید کردو کہ وہ بھی کثرت سے اس وظیفہ کا ذکر کرتی رہیں۔ یہ سن کر عوف بن مالک اشجعی اپنے گھر چلے گئے اور اپنی بیوی کو یہ وظیفہ بتادیا۔ پھر دونوں میاں بیوی اس وظیفہ کو بکثرت پڑھنے لگے۔

اسی درمیان میں وظیفہ کا یہ اثر ہوا کہ ایک دن مشرکین سالم کی طرف سے غافل ہو گئے چنانچہ موقع پا کر حضرت سالم مشرکوں کی قید سے نکل بھاگے اور چلتے وقت مشرکوں کی چار ہزار بکریاں اور پچاس اونٹوں کو بھی ہانک کر ساتھ لائے اور اپنے

گھر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ ماں باپ نے دروازہ کھولا تو حضرت سالم موجود تھے، ماں باپ بیٹے کی ناگہاں ملاقات سے بے حد خوش ہوئے اور عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بیٹے کی سلامتی کے ساتھ قید سے رہائی کی خبر سنائی اور یہ فتویٰ دریافت کیا کہ مشرکین کی یہ بکریاں اور اونٹ ہمارے لئے حلال ہیں یا نہیں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی کہ وہ اونٹوں اور بکریوں کو جس طرح چاہیں استعمال کریں (تفسیر خزائن العرفان، ص ۱۰۰۴، پ ۲۸، الطلاق: ۲) وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۚ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝

ترجمہ کنز الایمان:۔اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے بیشک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے بیشک اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے۔(پ28، الطلاق:2-3)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک ایسی آیت جانتا ہوں کہ اگر لوگ اس آیت کو لے لیں تو یہ آیت لوگوں کو کافی ہو جائے گی۔اور وہ آیت یہ ہے وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ سے آخر آیت تک۔

(تفسیر صاوی، ج ۶، ص ۲۱۸۲، پ ۲۸، الطلاق: ۳)

حضرتِ سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا، جس مسلمان کی تین بیٹیاں ہوں پھر وہ ان کی شادی ہو جانے یا مر جانے تک ان پر خرچ کرتا رہے تو وہ اس کے لئے جہنم سے پردہ ہو جائیں گی۔ایک عورت نے عرض کیا، اور جس کی دو بیٹیاں ہوں؟ فرمایا اور جس کی دو بیٹیاں ہوں (اسکے لئے بھی یہی فضیلت ہے)۔(المعجم الکبیر، رقم ۱۰۲، ج ۱۸، ص ۵۶)

حضرتِ سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ میں اور زرد رخساروں والی عورت قیامت میں اس طرح ہونگے۔

پھر راوی نے بیچ کی اور شہادت والی انگلیوں کی طرف اشارہ کیا، زرد رخساروں والی عورت سے مراد حسن و جمال اور منصب والی بیوہ عورت ہے جب اپنے یتیم بچوں کی کفالت کے لئے اپنے آپ کو ان سے جدا ہونے یا مرنے تک وقف کر دے اور دوسری شادی نہ کرے۔(ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی فضل من عال یتیما، رقم ۵۱۴۹، ج ۴، ص ۴۳۵)

روایت ہے حضرت عوف ابن مالک اشجعی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قصہ گوئی نہیں کرتے مگر حاکم یا محکوم یا متکبر اسے ابوداؤد نے روایت کیا۔اور دارمی نے حضرت عمرو ابن شعیب سے انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے اپنے دادا سے اور ان کی روایت میں مختال کی بجائے ریا کار ہے۔

روایت ہے حضرت عوف ابن مالک سے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑا ہوا جب آپ نے رکوع کیا تو سورۂ بقر کی بقدر ٹھہرے اور رکوع میں فرماتے تھے پاک ہے غلبے والا الملکوت بڑائی اور عظمت والا (نسائی)

روایت ہے حضرت عوف ابن مالک سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں کے درمیان فیصلہ فرمایا تو ہارے ہوئے نے جب پیٹھ پھیری تو بولا مجھے اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عاجز پر ملامت فرماتا ہے لیکن تجھ پر احتیاط لازم تھی پھر جب تجھ پر کوئی چیز غالب آئے تو کہو کہ اللہ مجھے کافی ہے، وہ اچھا کارساز ہے (ابوداؤد)

روایت ہے حضرت عوف ابن مالک اشجعی اور خالد ابن ولید سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتول کے سامان کا فیصلہ قاتل کے لیے کیا اور اس سامان سے خمس نہ لیا (ابوداؤد)

(۱۲۱) عویم ابن ساعدہ:

انصار میں سے بارہ افراد مکہ مکرمہ حاضر ہوئے، جنہوں نے مقام عقبہ میں آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ حضرت جابر کے علاوہ پانچ تو وہ تھے، جو پچھلے سال شرف اسلام حاصل کر چکے تھے۔ اور ان کے علاوہ معاذ بن عفراء، ذکوان بن عبدقیس، عبادہ بن صامت، یزید بن ثعلبہ، عباس بن عبادہ، عویم بن ساعدہ اور ابوالہیثم ابن التیہان رضی اللہ عنہم نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

جب یہ حضرات مشرف بہ اسلام ہو کر سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ سے رخصت ہوئے تو آپ نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف روانہ فرمایا کہ اہلِ مدینہ کو دینِ اسلام کی تعلیم دیں اور قرآن پاک پڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان کے ہاتھ پر بہت سے لوگ شرفِ اسلام سے مشرف ہوئے۔ (الوفا باحوال المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم، ص ۲۶۶)

علامہ ابن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (230-168ھ) اَلطَّبَقَات میں فرماتے ہیں کہ محمد بن عمر واقدی نے اپنے شیوخ سے روایت کرتے ہوئے ہمیں خبر دی کہ مجذَّر بن زیاد نے زمانہ جاہلیت میں کی رنجش کے سبب سوید بن صامت پر قابو پا کر اسے قتل کر دیا اور یہ اسلام سے پہلے کا واقعہ ہے۔ جب نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو حارث بن سوید اور مجذر بن زیاد نے اسلام قبول کر لیا۔ دونوں بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے۔ حارث جنگ میں مجذر کو تلاش کرنے لگے۔ تاکہ انہیں قتل کر کے اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لیں لیکن انہیں موقع نہ ملا۔

پھر غزوہ اُحد کا دن آیا مسلمانوں نے نقصان اٹھانے کے بعد دوبارہ حملہ کیا تو حارث مجذَّر کے پیچھے سے آئے اور ان کی گردن اُڑا دی۔ جب رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حمراء اَسد سے واپس تشریف لائے تو حضرت جبرائیل

علیہ السلام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی کہ حارث بن سوید نے مجذّر بن زیاد کو دھوکے سے قتل کر دیا ہے پھر جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ ان کو قتل کیا جائے۔

چنانچہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مخزنِ جودوسخاوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس دن جب کہ سخت گرمی تھی سوار ہو کر قباء کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسجد قباء میں داخل ہوئے اور نماز ادا فرمائی۔ انصار کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا، انہیں ایسے دن اور اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کا یقین نہ آ رہا تھا اتنے میں حارث بن سوید ایک رنگین چادر میں وہاں پہنچے جب رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھا تو عویم بن ساعدہ کو بلایا اور ارشاد فرمایا: حارث بن سوید کو مسجد کے دروازہ کے پاس لے جاؤ اور مجذر بن زیاد کے بدلے اس کی گردن مار دو اس لئے کہ اس نے مجذر کو دھوکے سے قتل کیا ہے۔

حارث کہنے لگے: اللہ عزوجل کی قسم! مجذّر کو میں نے ہی قتل کیا ہے لیکن میرا اسے قتل کرنا اسلام سے پھرنے یا اس میں کسی شک کی بناء پر نہ تھا بلکہ شیطان کی طرف سے غصہ دلانے اور اپنے نفس پر بھروسا کرنے کی وجہ سے تھا۔ میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اپنے اس عمل سے توبہ کرتا ہوں۔ میں اس کی دیت ادا کروں گا، لگاتار دو ماہ کے روزے رکھوں گا اور ایک غلام آزاد کروں گا۔ جب انہوں نے اپنی گفتگو مکمل کی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عویم! اسے لے جاؤ اور اس کی گردن اڑا دو۔ چنانچہ وہ انہیں لے گئے اور قتل کر دیا۔

(السنن الکبری للبیہقی، کتاب الجراح، باب ماجاء فی قتل الغیلۃ۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۱۶۰۶۱، ج۸، ص۱۰۱)

عویم ابن ساعدہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے منتخب فرمایا اور میرے لئے رفقاء اور ساتھی بھی منتخب فرمائے اور پھر ان رفقاء میں سے کچھ کو میرا وزیر، کچھ کو میرا مددگار اور کچھ کو میرا رشتہ دار بنایا پس جس شخص نے ان کو برا کہا اس پر اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام لوگوں کی لعنت اور اللہ تعالیٰ نہ تو اس کی توبہ قبول کرے گا اور نہ اس کا فدیہ یا یہ کہ نہ نفل اس کا مقبول ہوگا نہ فرض۔ (المستدرک علی الصحیحین للحاکم، ج: ۱۵، ص: ۳۶۲، رقم: ۶۷۳۲)

روایت ہے حضرت عبدالرحمن ابن سالم ابن عتبہ ابن عویم ابن ساعدہ انصاری سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم کنواریوں کو اختیار کرو کہ وہ منہ کی میٹھی رحم کی صاف اور تھوڑے پر رضامند ہو جانے والی ہوتی ہیں (ابن ماجہ، ارسلا)

(۱۲۲) عویمر ابن عامر:

روایت ہے حضرت معاذ ابن جبل سے کہ جب انہیں موت آئی تو فرمایا کہ تم چار شخصوں کے پاس علم تلاش کرو عویمر

یعنی ابوالدرداء سلمان اور ابن مسعود اور عبداللہ ابن سلام کے پاس جو پہلے یہودی تھے پھر اسلام لائے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ وہ جنت والوں کے دس میں سے دسویں ہیں (ترمذی)

روایت ہے ابوالدرداء سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں ہر بندہ کے متعلق پانچ چیزوں سے فارغ ہو چکا ہے اس کی موت سے، اس کے عمل سے ہر حرکت وسکون سے اور اس کے رزق سے۔ (احمد)

(۱۲۳) عویمر ابن ابیض:

روایت ہے حضرت سہل ابن سعد ساعدی سے فرماتے ہیں کہ عویمر عجلانی نے عرض کیا یارسول اللہ فرمائیے تو ایک شخص اپنی بیوی کے پاس کسی مرد کو پائے کیا وہ اسے قتل کردے تو مسلمان اسے قتل کردیں گے کیا کرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے اور تیری بیوی کے متعلق آیت نازل کردی گئی تم جاؤ اسے لے آؤ سہل فرماتے ہیں کہ ان دونوں نے مسجد میں لعان لیا میں بھی لوگوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا جب وہ زوجین فارغ ہو چکے تو عویمر بولے کہ میں نے اس پر جھوٹ ہی لگایا یارسول اللہ اگر اس کو روک رکھوں چنانچہ اسے تین طلاقیں دے دیں پھر رسول اللہ نے فرمایا لوگو خیال رکھنا اگر وہ عورت جنے بچہ سیاہ رنگ بڑی آنکھ والا بڑے سرین والا بڑی پنڈلیا نوالہ تو میں عویمر کو اس عورت پر سچا ہی گمان کرتا ہوں اور اگر وہ عورت بچہ جنے سرخ رنگ والا گویا وہ بامنی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ عویمر نے اس پر جھوٹ ہی بولا پھر اس عورت نے بچہ اس صفت پر جنا جس پر رسول اللہ نے عویمر کو سچا فرمایا تھا پھر وہ بچہ بعد میں اپنی ماں کی طرف منسوب کیا جاتا تھا (مسلم، بخاری)

(۱۲۴) عیاض ابن حمار:

روایت ہے حضرت عیاض ابن حمار سے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ (عزوجل) نے مجھے وحی فرمائی کہ انکسار کرو حتی کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر ظلم کرے۔ (مسلم ۲۸۲۵۔ ابن ماجہ ۴۱۷۹۔ ابوداؤد ۴۸۹۵)

روایت ہے حضرت عیاض ابن حمار سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو پڑی چیز پائے تو ایک یا دو عادلوں کو گواہ بنائے نہ اسے چھپائے نہ غائب کرے پھر اگر اس کا مالک ملے تو اسے لوٹا دے ورنہ وہ اللہ کا مال ہے جسے چاہے دے (احمد) (ابوداؤد، دارمی)

روایت ہے حضرت عیاض ابن حمار سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ نے جنتی لوگ تین ہیں وہ حاکم جو عدل والا صدقہ والا توفیق والا اور وہ شخص جو رحم اور نرم دل ہو ہر قرابت والے پر اور وہ مسلمان جو پاک دامن سوال کرنے سے بچنے والا

عیال دار ہو آگ والے پانچ ہیں وہ کمزور جس کی خود اپنی کوئی رائے نہ ہو کہ تم میں رہیں تمہارے تابع ہو کہ نہ گھر بار چاہتے ہیں نہ مال اور وہ خیانت والا جس کی ہوس ڈھکی چھپی نہیں رہتی اگر چہ معمولی چیز ہو مگر خیانت کر لیتا ہو اور وہ شخص جو نہیں صبح کرتا نہیں شام کرتا مگر وہ تم کو دھوکہ دیتا رہتا ہے تمہارے گھر بار اور تمہارے مال میں اور حضور نے کنجوسی اور جھوٹ کا بھی ذکر فرمایا اور بد خلق اور فحش گو (مسلم)

روایت ہے حضرت عیاض ابن حمار مجاشعی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے خطبہ میں فرمایا کہ آگاہ رہو کہ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں وہ سب سکھاؤں جو مجھے میرے رب نے سکھایا اس دن جو مال میں کسی بندہ کو دوں وہ حلال ہے اور میں نے اپنے بندوں کو پیدا کیا کہ وہ سارے برائیوں سے دور تھے اور ان کے پاس شیاطین آئے تو انہیں دین سے پھیر دیا اور ان پر وہ چیزیں حرام کر دیں جو میں نے ان کے لیے حلال کی تھیں اور انہیں مشورہ دیا کہ میرا شریک انہیں ٹھہرائیں جس پر میں نے کوئی دلیل نہ اتاری اور اللہ نے زمین والوں کی طرف نظر فرمائی تو ان سب عربیوں عجمیوں پر ناراض ہوا سواء بچے کھچے اہل کتاب کے اور فرمایا کہ میں نے تم کو بھیجا ہے تاکہ تمہارا امتحان لوں اور تمہارے ذریعہ سے امتحان لوں اور میں نے تم پر ہر وہ کتاب اتاری جسے پانی نہ دھو سکے تم سوتے جاگتے پڑھو گے اور اللہ نے مجھے حکم دیا کہ قریش کو جلا ڈالوں تو میں نے عرض کیا یا رب تب تو وہ میرا سر کچل دیں گے تو اسے روٹی کو چھوڑیں گے فرمایا تم انہیں نکالو جیسے انہوں نے تمہیں نکالا تم ان پر جہاد کرو ہم تمہیں سامان دیں گے تم خرچ کرو ہم تم پر خرچ کریں گے تم لشکر بھیجو ہم پانچ گناہ لشکر بھیجیں گے اور اپنے فرمانبرداروں کے ساتھ اپنے نافرمانوں سے جنگ کرو (مسلم)

حضرت عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انکے اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان بعثت سے پہلے تعارف تھا۔ جب حضور مبعوث ہوئے تو میں نے حضور کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا۔ کہتے ہیں: مجھے خیال ہے کہ اونٹ تھا۔ حضور نے لینے سے انکار فرما دیا، اور کہا: میں مشرکین کا ہدیہ قبول نہیں کرتا۔

(الجامع للترمذی، السیر، ۱/۱۹۱ السنن لابی داؤد، الامارۃ، ۲/۴۳۴ المسند لاحمد بن حنبل، ۵/۱۲۶ المعجم الکبیر للطبرانی، ۱۸/۳۶۴ فتح الباری للعسقلانی، ۵/۲۳۱ التمہید لابن عبدالبر ۲/۱۲ منحۃ المعبود للساعاتی، ۱/۲۱۷ المصنف لابن ابی شیبۃ، ۶/۵۲۰)

(۱۲۵) عصام مزنی:

روایت ہے حضرت عصام مزنی سے فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر میں بھیجا تو فرمایا جب تم مسجد دیکھو یا موذن کو سنو تو کسی کو قتل نہ کرو (ترمذی، ابوداؤد)

(۱۲۶) عتبان ابن مالک:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی قدر دور مقام عالیہ میں رہتے تھے اس لئے روزانہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے فیض صحبت سے متمتع نہ ہوسکتے تھے۔ تاہم یہ معمول کرلیا تھا کہ ایک روز خود آتے تھے اور دوسرے روز اپنے اسلامی بھائی حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بھیجتے تھے کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کی تعلیمات وارشادات سے محروم نہ رہنے پائیں۔ (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب التناوب فی العلم، الحدیث:۸۹، ج۱، ص ۵۰)

حضرت عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ باجازت حضور پُرنور سیّد المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنی قوم کی امامت فرماتے، بخاری ومسلم میں ہے اور مسلم کے الفاظ یہ ہیں ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ محمود بن الربیع انصاری سے مروی ہے کہ حضرت عتبان بن مالک جو انصاری اور بدری صحابیِ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے عرض کیا یارسول اللہ! میری آنکھیں جواب دے گئی ہیں حالانکہ میں اپنی قوم کو نماز پڑھاتا ہوں الی آخر الحدیث تو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے نماز ادا فرمائی تاکہ وہ اس جگہ کو اپنی نماز کی جگہ بنالیں۔ (ت) (صحیح مسلم، باب الرخصۃ فی التخلف الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/ ۲۳۳)

امام اجل زکریا نووی جن کی ولادت باسعادت ۶۳۱ھ اور وفات شریف ۶۷۷ھ میں ہوئی شرح صحیح مسلم شریف میں زیر حدیث عتبان بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ: میری تمنا ہے کہ آپ میرے گھر تشریف لاکر کسی جگہ نماز پڑھ لیں تاکہ میں اس جگہ کو نماز پڑھنے کے لئے متعین کرلوں۔ ت) فرماتے ہیں: اس حدیث میں کئی قسم کے علوم ومعارف ہیں اور اس میں بزرگان دین کے آثار سے تبرک اور علماء صلحاء، اور بزرگوں اور ان کے متبعین کی زیارت اور ان سے برکات کا حصول ثابت ہے۔ (ت) (المنہاج لشرح صحیح مسلم بن الحجاج کتاب الایمان باب الدلیل علی ان من رضی باللہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۷)

روایت ہے حضرت قیس ابن ابی حازم سے فرماتے ہیں کہ بدر والوں کا عطیہ پانچ پانچ ہزار تھا حضرت عمر نے فرمایا کہ میں ان کو بعد والوں پر فضیلت دوں گا (بخاری) ان بدر والوں کے نام جو بخاری کی جامع میں بیان کیے گئے نبی محمد ابن عبداللہ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ ابن عثمان یعنی ابوبکر صدیق قرشی عمر ابن خطاب عدوی عثمان ابن عفان قرشی جنہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دختر رقیہ کی تیمارداری کے لیے پیچھے چھوڑا اور ان کے لیے حصہ الگ رکھا علی ابن ابی طالب ہاشمی ایاس ابن بکیر بلال ابن رباح یعنی ابوبکر صدیق کے غلام حمزہ ابن عبدالمطلب ہاشمی حاطب ابن ابی بلتعہ جو قریش کے حلیف تھے ابوحذیفہ ابن عتبہ ابن ربیعہ قرشی حارثہ ابن ربیع انصاری جو بدر کے دن شہید ہوئے اور وہ حارثہ ابن سراقہ ہیں جو اولی میں مقرر تھے خبیب ابن عدی انصاری، خنیس ابن حذافہ سہمی رفاعہ ابن رافع انصاری رفاعہ ابن عبدالمنذر ابولبابہ انصاری زبیر ابن عوام قرشی زید ابن سہل یعنی ابوطلحہ انصاری ابوزید انصاری سعد ابن مالک زہری سعد ابن خولہ قرشی سعید ابن زید ابن عمرو ابن نفیل قرشی سہل ابن حنیف انصاری ظہیر ابن رافع انصاری اور انکے بھائی عبداللہ ابن مسعود ہذلی عبدالرحمن ابن عوف

زہری عبیدہ ابن حارث قرشی عبادہ ابن صامت انصاری عمرو ابن عوف جو بنی عامر ابن لوی کے حلیف تھے عقبہ ابن عمرو انصاری عامر ابن ربیعہ عنزی عاصم ابن ثابت انصاری عویمر ابن ساعدہ انصاری عتبان ابن مالک انصاری قدامہ ابن مظعون قتادہ ابن نعمان انصاری معاذ ابن عمرو ابن جموح معوذ ابن عفراء اوران کے بھائی مالک ابن ربیعہ ابواسید انصاری مسطح ابن اثاثہ ابن عباد ابن عبدالمطلب ابن عبدمناف مرارہ ابن ربیع انصاری معن بن عدی انصاری مقداد ابن عمرو کندی جو بنی زہرہ کے حلیف ہیں ہلال ابن امیہ انصاری اللہ تعالٰی ان سب سے راضی رہے۔

(۱۲۷) عمارہ ابن خزیمہ:

روایت ہے حضرت عمارہ ابن خزیمہ ابن ثابت سے وہ اپنے والد سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ آپ جب تلبیہ سے فارغ ہوتے تو اللہ سے اس کی رضا اور جنت مانگتے اوراس کی رحمت کے وسیلہ سے آگ سے پناہ مانگتے تھے۔

(شافعی)

حضرت عمارہ بن خزیمہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے نے انہیں بتایا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی اعرابی سے گھوڑا خریدا پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے ساتھ لے کے چلے تاکہ گھوڑے کی قیمت اسے ادا کردی جائے، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلدی جلدی چل رہے تھے اور اعرابی آہستہ آہستہ پس اعرابی کو چند حضرات ملے جو اس سے گھوڑے کا سودا کرنے لگے اور انہیں معلوم نہیں تھا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا سودا کر چکے ہیں۔ چنانچہ اعرابی نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آواز دیتے ہوئے عرض کیا: آپ اس گھوڑے کو خریدنا چاہتے ہیں تو خرید لیں ورنہ میں اسے فروخت کرتا ہوں پس اعرابی کی یہ آواز سن کر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیام فرما ہو گئے اور فرمایا: کیا میں نے اسے تم سے خرید نہیں لیا ہے؟ اعرابی نے کہا: خدا کی قسم میں نے تو آپ کے ہاتھوں فروخت نہیں کیا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں میں نے تو تم سے خرید لیا ہے! اعرابی نے کہنا شروع کر دیا: اچھا تو گواہ لے آیئے۔ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے یہ خریدا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم کس بنیاد پر گواہی دیتے ہو، انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کو سچا جانتے ہوئے (کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نے تو خدا کے ہونے کا ہمیں پتہ دیا)۔ تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خذیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر کر دیا۔ اس حدیث کو امام ابوداود، نسائی، احمد، عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے اور امام حاکم نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے

(۱۲۸) عمارہ ابن رویبہ:

روایت ہے حضرت عمارہ ابن رویبہ سے کہ آپ نے بشر ابن مروان کو منبر پر اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے دیکھا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں ہاتھوں کو خراب کرے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اس سے زیادہ نہ کرتے تھے کہ اپنے ہاتھ سے یوں اشارہ کریں اور اپنے کلمے کی انگلی سے اشارہ کیا۔ (مسلم)

سیدنا عمارہ بن رویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص آفتاب کے طلوع وغروب سے پہلے [فجر اور عصر] کی نماز پڑھے گا، وہ شخص ہرگز آگ میں داخل نہ ہوگا۔" [مسلم، حدیث نمبر 634]

(۱۲۹) عرس ابن عمیرہ:

حضرت عرس بن عمیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی سرزمین میں گناہ کیا جائے تو جب تک لوگ وہاں موجود ہوں اور اس گناہ سے ناراض ہوں تو (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) وہ ان لوگوں کی طرح ہیں جو وہاں نہیں ہیں (یعنی ان سے گناہ کے بارے میں کوئی باز پرس نہ ہوگی) اور جو لوگ اس گناہ کی جگہ میں موجود نہ ہوں مگر اس گناہ سے راضی ہوں وہ ان لوگوں کی طرح ہیں جو وہاں موجود تھے (اور گویا شریک گناہ تھے۔ (سنن ابی داؤد)

حضرت عرس بن عمیرہ کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نقل کرتے ہیں کہ جب کوئی گناہ کیا جاتا ہے تو جس نے اسے دیکھا اور برا سمجھا وہ گناہ کے وبال سے اس شخص کی طرح محفوظ رہے گا جو گناہ کی جگہ پر موجود نہیں تھا۔ جو گناہ کے جگہ پر موجود نہیں تھا لیکن اس نے گناہ کے ہونے کو برا نہ سمجھا وہ گناہ کے وبال میں اس شخص کی طرح شریک رہے گا جو گناہ کی جگہ موجود تھا۔ (ابوداؤد شریف)

(۱۳۰) عیاش ابن ابی ربیعہ:

عیاش ابن ابی ربیعہ ابوجہل کے سوتیلے بھائی تھے، پرانے مومن تھے، پہلے حبشہ، پھر مدینہ پاک کی طرف ہجرت کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے ابوجہل ماں کی بیماری کا بہانہ بنا کر دھوکہ سے انہیں مکہ معظمہ لے گیا چنانچہ ان کی تلاش میں مکہ سے مدینہ آیا اور عیاش سے کہا کہ والدہ تمہاری جدائی سے سخت بے قرار ہیں اور انہوں نے قسم کھالی ہے کہ جب تک وہ تم کو دوبارہ نہ دیکھ لیں گی اس وقت تک نہ سر میں تیل ڈالیں گی، اور نہ سایہ میں بیٹھیں گی، عیاش ماں کی یہ حالت سن کر ان کی محبت میں ابوجہل کے ساتھ مکہ واپس آگئے، یہاں پہنچ کر ابوجہل نے ان کو قید کر دیا اور وہ عرصہ تک اس قید میں گرفتار رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے مسلمان قیدیوں کے ساتھ ان کے لیے بھی دعا فرماتے تھے: کہ خدایا ان کو

مشرکین کے ظلم سے نجات دلا، آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے یہ بھاگ کر مدینہ پہنچے اور غزوہ تبوک میں شہید ہوئے۔ (لمعات)

(۱۳۱) عابس ابن ربیعہ:

حنظلہ بن اسعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے قرآن مجید کی کچھ آیات پڑھیں اور کوفیوں کو عذاب الٰہی سے ڈرایا مگر وہاں ایسی کون سنتا تھا، یہ بھی سلام کر کے گئے اور دادِ شجاعت دے کر شہید ہو گئے۔ شوذب بن شاکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رخصت پا کر بڑھے اور شہادت پا کر دار السلام پہنچے۔ حضرت عابس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجازت لے کر چلے اور مبارز مانگا ان کی مشہور بہادری کے خوف سے کوئی سامنے نہ آیا۔ ابن سعد نے کہا: انہیں پتھروں سے مارو۔ چاروں طرف سے پتھروں کی بوچھاڑ شروع ہوگئی۔ جب انہوں نے ان نامردوں کی یہ حرکت دیکھی، طیش میں بھر کر زرہ اتار، خود پھینک، حملہ آور ہوئے، دم کے دم میں سب کو بھگا دیا۔ دشمن پھر حواس جمع کر کے آئے اور انہیں بھی شہید کیا۔

آئینہ قیامت

روایت ہے حضرت عابس ابن ربیعہ سے فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر کو دیکھا کہ آپ سنگِ اسود چومتے تھے اور کہتے تھے میں جانتا ہوں تو پتھر ہے نہ نفع دے نہ نقصان اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے نہ چومتا (مسلم، بخاری)

(۱۳۲) ابوعبیدہ ابن جراح:

تین برس تک حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتہائی پوشیدہ طور پر نہایت رازداری کے ساتھ تبلیغ اسلام کا فرض ادا فرماتے رہے اور اس درمیان میں عورتوں میں سب سے پہلے حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آزاد مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور لڑکوں میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور غلاموں میں سب سے پہلے زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت وتبلیغ سے حضرت عثمان، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی جلد ہی دامن اسلام میں آ گئے۔ پھر چند دنوں کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، حضرت ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد، حضرت ارقم بن ابوارقم، حضرت عثمان بن مظعون اور ان کے دونوں بھائی حضرت قدامہ اور حضرت

عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اسلام میں داخل ہو گئے۔ پھر کچھ مدت کے بعد حضرت ابوذر غفاری و حضرت صہیب رومی، حضرت عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب، سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اوران کی بیوی فاطمہ بنت الخطاب حضرت عمر کی بہن رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی اسلام قبول کرلیا۔

سیرتِ مصطفی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دس اصحاب وہ ہیں جن کے بہشتی (جنتی) ہونے کی دنیا میں خبر دے دی گئی ان کو عشرہ مبشرہ کہتے ہیں۔ ان میں چار تو یہی خلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں جن کا ذکر ابھی گزرا باقی حضرات کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ احادیث میں بعض اور صحابہ کرام کو بھی جنت کی بشارت دی گئی ہے چنانچہ خاتون جنت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حق میں وارد ہے کہ وہ جنت کی بیبیوں کی سردار ہیں اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں وارد ہے کہ وہ جوانانِ بہشت کے سردار ہیں اسی طرح اصحاب بدر اور اصحاب بیعۃ الرضوان کے حق میں بھی جنت کی بشارتیں ہیں۔ (کتاب العقائد)

منقول ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے چار سو دینار ایک تھیلی میں بند کر کے اپنے غلام کو حکم دیا کہ یہ تھیلی حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کی خدمت میں پیش کردو اور پھر تم گھر میں اس وقت تک ٹھہرے رہو کہ تم دیکھ لو کہ وہ اس تھیلی کا کیا کرتے ہیں؟ چنانچہ غلام تھیلی لے کر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور عرض کیا کہ حضرت امیر المؤمنین نے یہ دیناروں کی تھیلی آپ کے پاس بھیجی ہے اور فرمایا ہے کہ آپ اس کو اپنی حاجتوں میں خرچ کریں۔ امیر المؤمنین کا پیغام سن کر آپ نے یہ دعا دی کہ اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین کا بھلا کرے۔ پھر اپنی لونڈی سے فرمایا کہ اے خادمہ! یہ سات دینار فلاں کو دے آؤ اور یہ پانچ دینار فلاں کو۔ اسی طرح انہوں نے ایک ہی نشست میں تمام دیناروں کو حاجت مندوں میں تقسیم کرادیا۔ صرف دو دینار ان کے سامنے رہ گئے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ اے لونڈی! یہ دو دینار بھی فلاں ضرورت مند کو دے دو۔

یہ ماجرا دیکھ کر غلام امیر المؤمنین کے پاس واپس آ گیا تو امیر المؤمنین نے چار سو دینار کی دوسری تھیلی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجی اور غلام سے فرمایا کہ تم اس وقت تک ان کے گھر میں بیٹھے رہنا اور دیکھتے رہنا کہ وہ اس تھیلی کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں۔ چنانچہ غلام حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھیلی لے کر پہنچا تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر المؤمنین کا تحفہ اور پیغام پانے کے بعد یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین پر اپنی رحمت نازل فرمائے اور ان کو نیک بدلہ دے پھر فوراً ہی اپنی لونڈی کو حکم دیا کہ فلاں فلاں صحابہ کے گھروں میں اتنی اتنی رقم پہنچادو۔ صرف

دو دینار باقی رہ گئے تھے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی آ گئیں اور کہا کہ خدا کی قسم! ہم لوگ بھی تو مفلس اور مسکین ہی ہیں۔ یہ سن کر وہ دینار جو باقی رہ گئے تھے بیوی کی طرف پھینک دیئے۔ یہ منظر دیکھ کر غلام امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور سارا چشم دید ماجرا سنانے لگا۔ امیر المومنین حضرت ابوعبیدہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اس سخاوت و اولوالعزمی کی داستان کو سن کر فرطِ تعجب سے انتہائی مسرور ہوئے اور فرمایا کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ صحابہ کرام یقیناً آپس میں بھائی بھائی ہیں اور ایک دوسرے پر انتہائی رحم دل اور آپس میں بے حد ہمدرد ہیں۔

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دوسرے صحابہ کرام سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

(تفسیر صاوی، ج ۶، ص ۲۱۳۸، پ ۲۸، الحشر: ۹)

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہودیوں نے ایک دن میں پینتالیس نبیوں اور ایک سو ستر صالحین کو قتل کر دیا تھا جو ان کو اچھی باتوں کا حکم دیا کرتے تھے۔

(تاریخ ابن کثیر، ج ۲، ص ۵۵)

امام بخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ بدر میں حضور نبی پاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ شریک تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اہل بحرین سے جزیہ وصول کرنے کے لئے روانہ فرمایا کیونکہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے بحرین والوں سے جزیہ کے بدلے صلح فرمائی تھی اور حضرت سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کا گورنر مقرر فرمایا تھا۔

ہے کہ آپ لوگوں نے ابوعبیدہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی آمد کی خبر سن لی ہے کہ وہ کچھ مال لائے ہیں۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایسا ہی ہے۔ حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: خوشخبری سنا دو اور اُس کی امید رکھو جو تمہیں خوش کر دے گا، پس اللہ عزوجل کی قسم! مجھے تم پر فقر (غربت) کا خوف نہیں لیکن مجھے ڈر ہے کہ تم پر دنیا پھیلا دی جائے گی جیسا کہ تم سے پہلی قوموں پر پھیلائی گئی تھی پس تم بھی اس دنیا کی خاطر پہلے لوگوں کی طرح باہم مقابلہ کرو گے، اور یہ تمہیں غفلت میں ڈال دے گی جس طرح اس نے پچھلی قوموں کو غافل کر دیا۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب مایحذر من زھرۃ الدنیا۔۔۔ الخ، الحدیث: ۶۴۲۵، ص ۵۴۰)

حضرت سیّدُنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے لئے آپس میں محبت رکھنے والے دو بندوں کے لئے کرسیاں رکھی جائیں گی جن پر ان کو بٹھایا جائے گا یہاں تک کہ (لوگوں کا) حساب و کتاب ہو جائے۔

(الجامع الصغیر، الحدیث ۷۸۶۸، ص ۴۸۱)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں میں جیش الخبط میں گیا تھا اور امیر لشکر ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ہمیں بہت سخت بھوک لگی تھی دریا نے مری ہوئی ایک مچھلی پھینکی کہ ویسی مچھلی ہم نے نہیں دیکھی اوس کا نام عنبر ہے ہم نے آدھے مہینے تک اوسے کھایا ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اوس کی ایک ہڈی کھڑی کی بعض روایت میں ہے پسلی کی ہڈی تھی اوس کی کجی اتنی تھی کہ اوس کے نیچے سے اونٹ مع سوار گزر گیا جب ہم واپس آئے تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) سے ذکر کیا فرمایا: کھاؤ اللہ (عزوجل) نے تمہارے لیے رزق بھیجا ہے اور تمہارے پاس ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ ہم نے اوس میں سے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے پاس بھیجا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے تناول فرمایا۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ سیف البحر۔۔۔الخ، الحدیث: ۴۳۶۰ و ۴۳۶۲، ج ۳، ص ۱۲۷، ۱۲۸)

حضرت سیِّدُنا ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، کاش! میں مینڈھا ہوتا اور میرے گھر والے مجھے ذبح کر دیتے پھر میرا گوشت کھالیتے اور شوربہ پیتے۔ (شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج ۱، ص ۴۸۶، رقم الحدیث ۷۹۰)

روایت ہے حضرت ابو عبیدہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ خالد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے اور یہ اپنے کنبے کے بہترین جوان ہیں۔ (احمد)

(۱۳۳) ابو العاص ابن ربیع:

جنگ بدر کے قیدیوں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے داماد ابو العاص بن الربیع بھی تھے۔ یہ ہالہ بنت خویلد کے لڑکے تھے اور ہالہ حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حقیقی بہن تھیں اس لئے حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشورہ لے کر اپنی لڑکی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ابو العاص بن الربیع سے نکاح کر دیا تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب اپنی نبوت کا اعلان فرمایا تو آپ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تو اسلام قبول کر لیا مگر ان کے شوہر ابو العاص مسلمان نہیں ہوئے اور نہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے سے جدا کیا۔ ابو العاص بن الربیع نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس قاصد بھیجا کہ فدیہ کی رقم بھیج دیں۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کی والدہ حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جہیز میں ایک قیمتی ہار بھی دیا تھا۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فدیہ کی رقم کے ساتھ وہ ہار بھی اپنے گلے سے اتار کر مدینہ بھیج دیا۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظر اس ہار پر پڑی تو حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کی محبت کی یاد نے قلب مبارک پر ایسا رقت انگیز اثر ڈالا کہ آپ رو پڑے اور صحابہ سے فرمایا کہ اگر تم لوگوں کی مرضی ہو تو بیٹی کو اس کی ماں کی یادگار واپس کر دو یہ سن کر تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سر تسلیم خم کر دیا اور یہ ہار حضرت بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس مکہ بھیج دیا گیا۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ذکر رؤیا عاتکۃ۔۔۔الخ، ص ۲۷۰)

ابوالعاص رہا ہوکر مدینہ سے مکہ آئے اور حضرت بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مدینہ بھیج دیا۔ ابوالعاص بہت بڑے تاجر تھے یہ مکہ سے اپنا سامان تجارت لے کر شام گئے اور وہاں سے خوب نفع کما کر مکہ آرہے تھے کہ مسلمان مجاہدین نے ان کے قافلہ پر حملہ کر کے ان کا سارا مال واسباب لوٹ لیا اور یہ مالِ غنیمت تمام سپاہیوں پر تقسیم بھی ہوگیا۔ ابوالعاص چھپ کر مدینہ پہنچے اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو پناہ دے کر اپنے گھر میں اتارا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ اگر تم لوگوں کی خوشی ہو تو ابوالعاص کا مال وسامان واپس کردو۔ فرمانِ رسالت کا اشارہ پاتے ہی تمام مجاہدین نے سارا مال وسامان ابوالعاص کے سامنے رکھ دیا۔ ابوالعاص اپنا سارا مال واسباب لے کر مکہ آئے اور اپنے تمام تجارت کے شریکوں کو پائی پائی کا حساب سمجھا کر اور سب کو اس کے حصہ کی رقم ادا کر کے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا اور اہل مکہ سے کہہ دیا کہ میں یہاں آکر اور سب کا پورا پورا حساب ادا کر کے مدینہ جاتا ہوں تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ابوالعاص ہمارا روپیہ لے کر تقاضا کے ڈر سے مسلمان ہوکر مدینہ بھاگ گیا۔ اس کے بعد حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ آکر حضرت بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ رہنے لگے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، اسلام ابی العاص بن الربیع، ص ۲۷۲)

حضرت سیدنا عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! شیطان میرے اور میری نماز کے درمیان حائل ہوجاتا ہے اور میری قراءت میں شبہ ڈال دیتا ہے۔ تو رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا، یہ وہ شیطان ہے جسے خِنْزَب کہا جاتا ہے جب تم اسے محسوس کرو تو اس سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگو اور اپنے بائیں طرف تین مرتبہ تھوک دیا کرو۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے ایسے کیا تو اللہ عزوجل نے شیطان کو مجھ سے دور فرما دیا۔

(صحیح مسلم، کتاب السلام، باب التعوذ من شیطان الوسوسۃ فی الصلوۃ، رقم ۲۲۰۳، ج ۱، ص ۱۲۰۹)

(۱۳۴) ابوعیاش:

حضرتِ سیدنا ابوعیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا، جس نے صبح کے وقت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پڑھا تو یہ اس کے لئے اولادِ اسماعیل علیہ السلام سے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا اور اس کے لئے اسکے عوض دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے دس گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور اس کے دس درجات بلند کر دیئے جائیں گے اور وہ شام تک شیطان سے حفاظت میں رہے گا اور اگر شام کے وقت پڑھا تو اسے صبح تک یہی فضیلت حاصل ہوگی۔

حضرت سیدنا حماد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بحر و بَر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ابوعیاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فلاں فلاں بات روایت کرتے ہیں۔ تو مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ابوعیاش سچ کہتے ہیں۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الأدب، باب مایقول اذا اصبح، رقم ۵۰۷۷، ج ۴، ص ۴۱۴)

(۱۳۵) ابوعمر ابن حفص:

روایت ہے حضرت ابوسلمہ سے وہ حضرت فاطمہ بنت قیس سے راوی کہ ابوعمرو ابن حفص نے انہیں طلاق بات دے دی جبکہ وہ غائب تھے تو ان کے وکیل نے حضرت فاطمہ کو کچھ جو بھیجے وہ ان پر ناراض ہوئیں تو وکیل نے کہا اللہ کی قسم تمہارا ہم پر کچھ حق نہیں تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ سے اس کا ذکر کیا حضور نے فرمایا تمہارے لیے خرچہ نہیں پھر انہیں حکم دیا ام شریک کے گھر عدت گزاریں پھر فرمایا کہ وہ ایسی بی بی ہیں جن کے پاس ہمارے صحابہ گھیرے رہتے ہیں تم ابن ام مکتوم کے پاس عدت گزارو وہ نابینا آدمی ہیں تم اپنے یہ کپڑے اتار دو پھر جب تم فارغ ہوجاؤ تو مجھے اطلاع دینا فرماتی ہیں کہ جب میں فارغ ہوگئی تو میں نے حضور سے عرض کیا کہ معاویہ ابن ابوسفیان اور ابوجہم نے پیغام دیا تو فرمایا کہ ابوجہم اپنی لاٹھی اپنے کندھے سے اتارتے ہی نہیں رہے معاویہ وہ بہت تنگدست ہیں جن کے پاس مال نہیں تم اسامہ ابن زید سے نکاح کرلو میں نے انہیں ناپسند کیا حضور نے پھر فرمایا کہ اسامہ سے نکاح کرلو میں نے ان سے نکاح کرلیا تو اللہ نے اس نکاح میں بہت خیر دی کہ مجھ پر رشک کیا گیا اور ان ہی کی ایک روایت میں یوں ہے کہ ابوجہم بیویوں کو بہت مارنے والے ہیں (مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ ان کے خاوند نے انہیں تین طلاقیں دے دیں تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں حضور نے فرمایا تمہارے لیے خرچہ نہیں مگر اس صورت میں کہ حاملہ ہوتیں۔

(۱۳۶) ابوعبس عبدالرحمان:

کعب بن اشرف یہودی جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا بدترین دشمن تھا، حضرت محمد بن مسلمہ و ابوعبس بن جبر اور ابو نائلہ وغیرہ چند انصاریوں کو اپنے ساتھ لے کر اس کے مکان پر گئے اور اس کو قتل کرڈالا۔ افاضل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں آپ کا شمار ہے۔

روایت ہے حضرت ابوعبس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں ہوسکتا کہ کسی بندے کے پاؤں اللہ کی راہ میں گردآلود ہوں پھر آگ چھوئے (بخاری)

ابوعبس بن جبر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی، کہ ارشاد فرمایا: کھانے کے وقت جوتے اتارلو کہ یہ سنتِ جمیلہ (اچھا طریقہ) ہے۔ (المستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ رضی اللہ عنھم، باب دعا النبی.... الخ، الحدیث: ۵۵۵۰، ج ۴، ص ۲۲۲)

(۱۳۷) ابوعسیب:

روایت ہے حضرت ابوعسیب سے فرماتے ہیں کہ ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے مجھ پر گزرے تو مجھے بلایا میں نکل آیا پھر جناب ابوبکر پر گزرے انہیں بلایا وہ بھی آپ کے پاس آگئے پھر حضرت عمر پر گزرے تو انہیں بلایا وہ بھی نکل آئے تب چلے حتی کہ کسی انصاری کے باغ میں داخل ہوئے تو باغ والے سے فرمایا ہم کو کچی کھجوریں کھلاؤ وہ ایک خوشہ لائے اس کو رکھ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں نے کھایا پھر ٹھنڈا پانی منگایا وہ پیا پھر فرمایا ان نعمتوں کے متعلق تم سے قیامت کے دن سوال ہوگا راوی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے خوشہ لیا اسے زمین پر مارا حتی کہ کھجوریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھڑ گئیں پھر عرض کیا یارسول اللہ ہم قیامت کے دن اس کے متعلق پوچھے جائیں گے فرمایا ہاں بجز تین چیزوں کے وہ چیتھڑا جس سے انسان اپنا ستر لپیٹ لے، وہ ٹکڑا روٹی کا جس سے اپنی بھوک دفع کرے، وہ سوراخ جس میں سردی گرمی سے بے تکلف داخل ہو جائے (احمد، بیہقی شعب الایمان)

حضرت ابوعسیب کے اصل کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ جمہور اہل سیران کا نام احمر بتاتے تھے۔ لیکن انہوں نے اپنی کنیت ابوعسیب کے نام سے پائی

ان کے شرف اور مجد کے لئے یہی بات کافی ہے کے وہ سیدالانبیاء والمرسلین رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے۔ حضرت ابوعسیب کے بار میں بعض ارباب سیر نے کہا ہے کہ انہیں فتح مکہ (رمضان ۸ ھ) سے پہلے کسی وقت اسلام قبول کیا اور انحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا شرف حاصل ہو گیا تھا۔ بعد میں انہیں حضور نے آزاد کرا دیا تھا۔

بادی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہونے کے بعد ان کی زندگی میں ایسا زبردست انقلاب آیا کہ اخلاق حسن کے پیکر جمیل بن گئے، چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے ہر حالت میں اسوہ نبوی پیش نظر رہتا تھا۔ اس طرح وہ حقیقی معنوں میں ؛عبادالرحمن ؛کی صف کے ادمی بن گئے عبادت الہی سے خاص شغف تھا۔ ضعیف العمری میں بھی اس شغف میں کوئی فرق نہ ایا۔ چاشت کی نماز کبھی ترک نہ کی۔ جب کھڑے رہنے کی ہمت نہ ہوتی تو بیٹھ کر پڑھ لیتے تھے مگر ناغہ نہ کرتے تھے ابن سعید کا بیان ہے کہ وہ ہر مہینے کی چاندنی راتوں کی تاریخوں میں سے باقاعدگی سے روزہ رکھتے تھے نماز جمعہ کا اس قدر التزام تھا کہ جب تک مسجد جانے کی طاقت رہی۔ جمعہ کی نماز کا کبھی ناغہ نہیں کیا۔ وہ لوگوں کو بھی تاکید کرتے تھے کہ جب تک صحت قائم ہے اور چلنے پھرنے کی طاقت ہے جمعہ کی نماز نہ چھوڑنا۔ یہ نماز (حج کی ادائیگی نہ رکھنے والوں کے لئے فریضہ حج کے برابر ہے۔ (طبقات ابن سعد جلد ۷، ق اول ص ۲۴)

انہوں نے اپنی انکھوں سے نبی پاک کو جو کچھ کرتے دیکھا تھا۔ چھوٹی چھوٹی باتون میں بھی اس کی پیروی کرتے۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ حضرت ابوعسیب ہمیشہ موٹے برتن میں پانی پیتے تھے۔ ایک دفع ایک شخص نے پوچھا۔ اپ ہماری طرح پتلے برتن میں پانی کیوں نہیں پیتے؟ فرمایا؛ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کے برتن میں پانی نوش فرماتے دیکھا ہے پھر میرے لئے ایسا کرنے میں کیا رکاوٹ ہوسکتی ہے؟

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے عہد خلافت میں بصرہ آباد ہوا تو حضرت ابوعسیب بصرہ چلے گئے اور وہی مستقل سکونت اختیار کرلی

ابن سعد کا بیان ہے کہ لوگ ان کا شرف صحابیت، خدمات رسول اور زہدو تقوی کی بناء پر ان کی بے انتہا عزت کرتے تھے جب وہ بہت بوڑھے ہوگئے تو لاگ اپنے ہاتھوں سے ان کی مونچھ اور داڑھی کے بال تراشتے تھے۔

حضرت ابوعسیب کے سال وفات کے بارے میں بھی کتب سیر خاموش ہے علامہ ابن اثیر نے؛ اسد الغابہ؛ میں حضرت ابوعسیب سے مروی یہ حدیث نقل کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جبرائیل میرے پاس بخار اور طاعون لے کرائے تو میں نے بخار کو مدینہ روک لیا اور طاعون کو شام بھیج دیا اور وہ میری امت کے لئے رحمت ہے اور کافروں کے لئے عذاب ہے۔

مسند احمد میں حضرت ابوعسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور حدیث نقل کی گئی ہے جس میں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابوالہیشم بن التیہان انصاری رضی اللہ تعالی عنہ کے نخلستان میں تشریف لے جانے کا ایک واقعہ بیان کیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما کی معیصت میں حضرت بوالہیشم بن التیہان انصاری رضی کے نخلستان میں تشریف لے گئے انہوں نے اپ کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور کھجوروں سے لادی ہوئی ایک شاخ توڑ لائے۔ جب یہ شاخ انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھی تو آپ نے پوچھا کے تم خود کیوں نہ کھجور توڑ لائے؟ انہوں نے عرض کیا میں چاہتا تھا کہ آپ حضرت خود چھانٹ چھانٹ کے کھجور تناول فرمالیں چناچہ انہوں نے کھجوریں کھائیں اور ٹھنڈا پانی پیا۔ اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کی دست قدرت میں میری جان ہے یہ ان نعمتون میں سے ہے جن کے بارمیں میں تمہیں قیامت کے روز جواب دہی کرنی ہوگی یہ ٹھنڈا سایہ، یہ ٹھنڈی کھجوریں، یہ ٹھنڈا پانی بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت ابوالہیشم رضی اللہ تعالی عنہ نے بکری کا ایک بچہ ذبح کرکے بھونا اوران تینوں مقدس ہستیوں میں کھانا پیش کیا۔ اسی اثنا میں دو جنگی قیدی آپ کے سامنے لائے گئے۔ ان میں سے ایک آپ نے حضرت ابوالہیشم کو عطا فرمایا۔ انہوں نے اپنی اہلیہ کے مشورے پر آزاد کر دیا۔ حضور نے سنا تو بہت خوش ہوئے اور دونوں میاں بیوں کی تعریف فرمائی۔

ع۔۔۔تابعین عظام

(۱) عبداللہ ابن بریدہ:

عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ کسی نے فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیا بات ہے کہ آپ کو پراگندہ سر دیکھتا ہوں؟ انھوں نے کہا، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہم کو کثرتِ ارفاہ یعنی بنے سنورے رہنے سے منع فرماتے تھے۔ اُس نے کہا، کیا بات ہے کہ آپ کو ننگے پاؤں دیکھتا ہوں؟ انھوں نے کہا، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو حکم فرماتے کہ کبھی کبھی ہم ننگے پاؤں رہیں۔

روایت ہے ابن بریدہ سے وہ اپنے والد سے راوی کہ نجاشی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو سیاہ سادہ موزے ہدیۃً بھیجے حضور نے انہیں پہنا (ابن ماجہ) اور ترمذی نے ابن بریدہ عن ابیہ سے یہ زیادتی کہ پھر حضور نے وضو کیا اور ان پر مسح کیا

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن بریدہ سے وہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرا کوئی صحابی کسی زمین میں وفات نہیں پاتا مگر وہ قیامت کے دن ان کا پیشروان کا نور ہوگا (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے اور ابن مسعود کی حدیث کہ مجھے کوئی نہ پہنچائے، الخ زبان کی حفاظت کے باب میں ذکر کردی گئی۔

(۲) عبداللہ ابن ابی بکر:

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن ابی بکر ابن محمد ابن عمرو ابن حزم سے کہ وہ خط جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن حزم کو لکھا اس میں یہ تھا کہ قرآن کو صرف پاک آدمی ہی چھوئے۔ (مالک دار قطنی)

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن ابی بکر سے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابی کو فرماتے سنا کہ ہم رمضان میں نماز سے فارغ ہوتے تھے تو خدام سے جلد کھانا مانگتے تھے سحری جاتے رہنے کے خوف سے۔ دوسری روایت میں ہے فجر کے خوف سے (مالک)

(۳) عبداللہ ابن زبیر:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تو ان کی والدہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کو لیکر آئیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی گود میں رکھ دیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کھجور منگا کر چبائی اور اس کو ان کے منہ میں ڈال دیا پھر برکت کی دعا دی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بچوں کے منہ میں لعاب ڈال دیتے اور بعض کی آنکھوں

پر ہاتھ پھیرتے ۔ (صحیح البخاری، کتاب العقیقۃ، باب تسمیۃ المولود...... الخ، الحدیث: ۵۴۶۷، ج ۳، ص ۵۴۶)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھانجے تھے اور وہ ان سے بہت محبت فرماتی تھیں۔ انھوں نے ہی گویا بھانجے کو پالا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس فیاضی سے پریشان ہو کر کہ خود تکلیفیں اٹھاتیں اور جو آئے فوراً خرچ کر دیتیں ایک مرتبہ کہہ دیا کہ خالہ کا ہاتھ کس طرح روکنا چاہیے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی یہ فقرہ پہنچ گیا۔ اس پر ناراض ہوگئیں کہ میرا ہاتھ روکنا چاہتا ہے اور ان سے نہ بولنے کی نذر کے طور پر قسم کھائی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خالہ کی ناراضگی سے بہت صدمہ ہوا، بہت لوگوں سے سفارش کرائی مگر انھوں نے اپنی قسم کا عذر فرما دیا۔

آخر جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ہی پریشان ہوئے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ننھیال کے دو حضرات کو سفارشی بنا کر ساتھ لے گئے وہ دونوں حضرات اجازت لیکر اندر گئے یہ بھی چھپ کر ساتھ ہو لئے جب وہ دونوں سے پردہ کے اندر بیٹھ کر بات چیت فرمانے لگیں تو یہ جلدی سے پردہ میں چلے گئے اور جا کر خالہ سے لپٹ گئے اور بہت روئے اور خوشامد کی وہ دونوں حضرات بھی سفارش کرتے رہے اور مسلمان سے بولنا چھوڑنے کے متعلق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات یاد دلاتے رہے اور احادیث میں جو ممانعت اس کی آئی ہے وہ سناتے رہے جس کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کی تاب نہ لاسکیں اور رونے لگیں آخر معاف فرما دیا اور بولنے لگیں، لیکن اپنی قسم کے کفارہ میں بار بار غلام آزاد کرتی تھیں، حتی کہ چالیس غلام آزاد کئے اور جب بھی اس قسم کے توڑنے کا خیال آجاتا اتنا روتیں کہ دوپٹا تک آنسوؤں سے بھیگ جاتا۔ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب الہجرۃ، الحدیث ۶۰۷۳، ج ۴، ص ۱۱۹)۔

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا کہ میری اس مسجد میں نماز پڑھنا مسجد حرام کے علاوہ دیگر مساجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا ایک لاکھ نمازیں پڑھنے سے افضل ہے۔

(مسند احمد، مسند المدنیین/ حدیث عبداللہ عن الزبیر بن العوام، رقم ۱۶۱۱۷، ج ۵، ص ۴۵۲)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: قیامت نہ آئے گی جب تک کہ تیس کذاب نکلیں ان میں سے مسیلمہ اور اسود عنسی ومختار ثقفی ہے، اخذہم اللہ تعالیٰ۔

(مسند ابو یعلٰی، مروی از عبداللہ بن زبیر، حدیث ۶۷۸۶، موسسۃ علوم القرآن، بیروت، ۶ / ۱۹۹)

(۴) عبداللہ ابن مطیع:

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مطیع سے وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فتح مکہ میں فرماتے سنا کہ اس دن کے بعد قیامت تک کوئی قرشی باندھ کر قتل نہیں کیا جاوے گا (مسلم)

(۵) عبداللہ ابن مسلمہ:

عبداللہ بن مسلمہ کہتے ہیں کہ ہمارے قبیلہ کا ایک وفد امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ خلافت میں آیا تو اس جماعت میں اشتر نام کا ایک شخص بھی تھا۔

امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو سر سے پیر تک بار بار گرم گرم نگاہوں سے دیکھتے رہے پھر مجھ سے دریافت فرمایا کہ کیا یہ شخص تمہارے ہی قبیلہ کا ہے؟ میں نے کہا کہ جی ہاں اس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خدا عزوجل اس کو غارت کرے اور اس کے شروفساد سے اس امت کو محفوظ رکھے۔ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس دعا کے بیس برس بعد جب باغیوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا تو یہی اشتر اس باغی گروہ کا ایک بہت بڑا لیڈر تھا۔

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام کے کفار سے جہاد کرنے کے لیے لشکر بھرتی فرما رہے تھے۔ ناگہاں ایک ٹولی آپ کے سامنے آئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتہائی کراہت کے ساتھ ان لوگوں کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ پھر دوبارہ یہ لوگ آپ کے روبرو آئے تو آپ نے منہ پھیر کر ان لوگوں کو اسلامی فوج میں بھرتی کرنے سے انکار فرما دیا۔ لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس طرز عمل سے انتہائی حیران تھے لیکن آخر میں یہ راز کھلا کہ اس ٹولی میں "اسود تجیبی" بھی تھا جس نے اس واقعہ سے بیس برس بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی تلوار سے شہید کیا اور اس ٹولی میں عبدالرحمن بن ملجم مرادی بھی تھا جس نے اس واقعہ سے تقریباً چھبیس برس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی تلوار سے شہید کر ڈالا۔ (ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم، الفصل الرابع، ج ۴، ص ۱۰۱)

(۶) عبداللہ ابن موہب:

روایت ہے حضرت ابن موہب سے کہ حضرت عثمان ابن عفان نے جناب ابن عمر سے فرمایا کہ تم لوگوں کے درمیان فیصلے کیا کرو آپ نے عرض کیا اے امیر المؤمنین مجھے معاف رکھیں گے فرمایا تم اس سے نفرت کیوں کرتے ہو حالانکہ تمہارے والد فیصلے فرمایا کرتے تھے عرض کیا اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو قاضی ہو پھر انصاف سے فیصلے کرے تو اس لائق ہے کہ اس سے برابر برابر لوٹے اس کے بعد حضرت عثمان نے دوبارہ نہ فرمایا (ترمذی)

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے شعبہ نے محمد بن عثمان بن عبداللہ بن موہب سے بیان کیا ہے' ان سے موسیٰ بن طلحہ نے اور ان سے ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں لے جائے۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ آخر یہ کیا چاہتا ہے۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ یہ تو بہت اہم ضرورت ہے۔ (سنو) اللہ کی عبادت کرو اور اس کا کوئی شریک نہ ٹھہراؤ۔ نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ دو اور صلہ رحمی کرو۔ اور بہز نے کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہ ہم سے محمد بن عثمان اور ان کے باپ عثمان بن عبداللہ نے بیان کیا کہ ان دونوں صاحبان نے موسیٰ بن طلحہ سے سنا اور انہوں نے ابوایوب سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی حدیث کی طرح (سنا) ابوعبداللہ (امام بخاری) نے کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ محمد سے روایت غیر محفوظ ہے اور روایت عمرو بن عثمان سے (صحیح بخاری کتاب الزکوۃ باب: زکوۃ دینا فرض ہے حدیث: 1395)

(۷) عبداللہ ابن مبارک:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت ہی عظیم الشان محدث اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بہت ہی محبوب اور محب شاگرد رشید ہیں۔ عبادت و ریاضت اور زہد و تقویٰ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مرتبہ بہت اعلیٰ ہے، ان کو ان کے والد کی میراث سے بہت کثیر دولت ملی تھی اور ہمیشہ بہت ناز و نعمت کی زندگی بسر کی تھی اور بہت ہی نفاست پسند امیر کبیر تھے۔

وقت وفات انہوں نے اپنے غلام نصر سے کہا کہ تم مجھے بستر سے اٹھا کر زمین پر رکھ دو اور میرے سر پر خاک ڈال دو۔ تو نصر رو پڑا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تم روکیوں رہے ہو تو نصر نے عرض کیا کہ اے میرے مولیٰ! میں نے تمام عمر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ناز و نعمت میں زندگی بسر کرتے ہوئے دیکھا ہے اور موت کے وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مسکین پردیسی کی طرح مرنے کا خیال رکھتے ہیں تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا کہ میں نے خدا عزوجل سے یہ دعا مانگی تھی کہ اے اللہ! عزوجل تو مجھے اغنیاء کی زندگی اور فقراء کی موت عطا فرما۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تم صرف ایک مرتبہ مجھ کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرنا اور پھر جب تک میں کوئی دوسری بات نہ بولوں دوبارہ مجھے تلقین نہ کرنا۔

چنانچہ نصر نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہدایت پر عمل کیا۔ پھر حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آنکھ کھولی اور ہنسے اور یہ آیت تلاوت کی:

لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ

یعنی ان جیسی نعمتوں کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے

پھر ایک دم ان کا طائر روح عالم بالا کو پرواز کر گیا۔

(اتحاف السادۃ المتقین، کتاب ذکر الموت، الباب الثالث، بیان أقاویل جماعۃ من خصوص الصالحین من التابعین، ج ۱۴، ص ۲۱۴۔۲۱۶)

علامہ ابن راشد کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خواب میں دیدار ہوا تو میں نے کہا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو وفات پا گئے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں۔ پھر میں نے عرض کیا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ کیا معاملہ گزرا؟ تو فرمایا کہ میری مغفرت ہو گئی۔ پھر میں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حال

دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ واہ واہ!

مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا

وہ تو ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر خدا کا انعام ہے یعنی انبیا اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحین کے ساتھ ہیں اور یہ لوگ بہترین ساتھی ہیں (احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت وما بعدہ، الباب الثامن، بیان منامات المشائخ، ج۵،ص ۲۶۷)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا گیا کہ انسان کون ہیں؟ فرمایا، علماء۔ پھر پوچھا گیا کہ بادشاہ کون ہیں؟ فرمایا، آخرت کے لئے دنیا سے روگردانی کرنے والے۔ پھر پوچھا گیا کہ بے وقوف کون ہیں؟ فرمایا، اپنے دین کے بدلے دنیا کمانے والے لوگ۔ (المحدث الفاصل، ج۱،ص ۲۰۵)

حضرتِ سیدنا علی بن حسن بن شقیق علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ حضرتِ سیدنا عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے کہا اے ابوعبدالرحمن! سات سال ہونے کو آئے میرے گھٹنے پر ایک پھوڑا نکلا ہے میں نے مختلف طریقوں سے اس کا علاج کرایا اور بہت سے طبیبوں سے اس کے بارے میں پوچھا مگر مجھے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا، جاؤ! کوئی ایسی جگہ تلاش کرو جہاں لوگ پانی کے محتاج ہوں اور وہاں ایک کنواں کھدواؤ، مجھے امید ہے کہ وہاں پانی نکلتے ہی تیرا خون بہنا بند ہو جائے گا۔ تو اس شخص نے ایسا ہی کیا اور شفایاب ہو گیا۔

(شعب الایمان، کتاب الصلاۃ، باب فی الزکاۃ، فصل فی اطعام الطعام۔۔۔الخ، الحدیث: ۳۳۸۱، ج۳،ص ۲۲۱)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کے غلام حضرتِ سیدنا حسن بن عیسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرتِ سیدنا عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کو زم زم کے کنویں پر آتے دیکھا۔ آپ نے ایک ڈول پانی پیا اور قبلہ رخ ہو کر دعا مانگی، اے اللہ عزوجل! مجھے عبداللہ بن مُؤَمِّل نے ابوزبیر سے انہوں نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہوئے یہ حدیث بیان کی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال،، دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُودو نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا، آبِ زم زم اسی کے لئے ہے جس کے لئے اسے پیا جائے۔ لہذا میں قیامت کی پیاس سے تحفظ کے لئے اسے پی رہا ہوں۔

(شعب الایمان، باب فی المناسک، فضل الحج، رقم ۴۱۲۸، ج۳،ص ۴۸۱)

حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ہمیں زیادہ علم کے مقابلے میں تھوڑے ادب کی زیادہ ضرورت ہے۔ (الرسالۃ القشیریۃ، باب الادب، ص ۳۱۵ تا ۳۱۷، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت سیّدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کثرت سے نوافل پڑھنے والے اور بامُرُوَّت تھے۔

حضرت سیّدنا حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری رات

بیدار رہ کر گزارتے۔ حضرت سیّدُنا علی بن یزید صدائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ ماہِ رمضان میں ساٹھ بار قرآن پاک ختم فرماتے روزانہ دن رات میں ایک ایک بار۔ حضرت سیّدُنا ابو جُویریہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیّدُنا حماد بن سلیمان، سیّدُنا علقمہ بن مرشد، سیّدُنا محارب بن دثار اور سیّدُنا عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی صحبت اختیار کی اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں بھی رہا مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ شب بیداری کرنے والا کوئی نہیں دیکھا، میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں چھ ماہ رہا مگر کسی رات آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سوتے ہوئے نہ دیکھا۔ منقول ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نصف رات جاگا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ کسی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کر کے دوسرے شخص کو بتایا کہ یہی وہ ہیں جو تمام رات جاگ کر گزارتے ہیں۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری رات عبادت میں بسر کرنے لگے۔ اور فرمایا: مجھے اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے حیا آتی ہے کہ اس عبادت کے ساتھ میری تعریف کی جائے جو میں نہیں کرتا۔ (تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۳۵۳ تا ۳۵۶۔ التذکرۃ الحمدونیۃ، باب اوّل، فصل رابع فی اخبار تابعین وسائر طبقات الصالحین رضی اللہ عنہم وکلامہم ومواعظہم، ج ۱، ص ۵۴)

حضرت سیّدُنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے حضرت سیّدُنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس شخص کی بات کرتے ہو جس کے سامنے ساری دنیا پیش کی گئی پھر بھی اس نے ٹھکرا دی۔

(التذکرۃ الحمدونیۃ، باب اول، فصل رابع فی اخبار تابعین وسائر طبقات صالحین رضی اللہ عنہم ۔۔۔۔۔۔ الخ، ج ۱، ص ۵۴)

حضرت سیّدُنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ہم حضرت سیّدُنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں حدیثِ پاک بیان فرما رہے تھے۔ اچانک ایک بچھو نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سولہ (16) مرتبہ ڈنگ مارا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے کا رنگ بدل کر زرد پڑ گیا۔ اس کے باوجود آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیثِ پاک بیان کرتے رہے۔ جب سب لوگ چلے گئے تو میں نے عرض کی: اے ابو عبداللہ! آج میں نے آپ کی عجیب حالت دیکھی ہے؟ تو ارشاد فرمایا: ہاں! میں نے حضور نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی حدیثِ پاک کی تعظیم کرتے ہوئے صبر کیا ہے۔ (ترتیب المدارک وتقریب المسالک، باب صفۃ مجلس مالک للعلم، ج ۱، ص ۴۵)

امام اجل عبداللہ بن مبارک سعید بن مسیب بن حزن رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی: کوئی دن ایسا نہیں جس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وآلہ وسلم پر ان کی اُمت کے اعمال صبح و شام دو دفعہ پیش نہ ہوتے ہوں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انہیں ان کی نشانی صورت سے بھی پہچانتے ہیں اور ان کے اعمال سے بھی، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(کتاب الزھد باب فی عرض عمل الاحیاء علی الاموات حدیث دار الکتب العلمیہ بیروت الجزء الرابع ص ۴۲)

(۸) عبداللہ بن حکیم کنانی

حضرت عبداللہ بن حکیم کنانی یمنی ہیں' اُنہوں نے نبی کریم ﷺ کو حجۃ الوداع میں فرماتے سنا کہ اے اللہ! اس حج کو دکھانے سنانے کے عیب سے پاک رکھ۔ بشر بن قدامہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا: میری آنکھوں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفات میں کھڑا دیکھا۔ ان کی روایت کردہ حدیث کو محمد بن عبداللہ بن الحکم نے سعید بن بشیر سے' اُنہوں نے عبداللہ حکیم سے نقل کیا ہے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تابعی ہے' ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔

(اسد الغابہ لابن اثیر جلد 2 صفحہ 231' رقم الحدیث: 2901)

(۹) عبداللہ ابن ابی قبیس:

ابوالاسود نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عروۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کو قیام فرماتے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک قدم پھٹ جاتے میں نے عرض کیا یارسول اللہ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے اور پچھلے معاملات پر مغفرت و بخشش کی ضمانت فراہم کردی ہے۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں اس کا شکر گذار بندہ نہ بنوں؟ اس حدیث کو امام بخاری نے کتاب الصلوٰۃ میں ذکر کر کے فرمایا: تفطر قدماہ الفطور کا معنی پھٹ جانا ہے کیونکہ انفطرت اور انشقت دونوں کا معنی پھٹ جانا ہے اھ واللہ تعالیٰ اعلم (صحیح البخاری سورۃ الفتح زیر قول لیغفر لک اللہ الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۷۱۶) (صحیح البخاری باب قیام النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۲)

(۱۰) عبداللہ ابی عصم:

روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ثقیف میں ایک جھوٹا ہوگا اور ایک ہلاک کرنے والا، عبداللہ ابن عصمہ نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ جھوٹا تو مختار ابن ابی عبید ہے اور ہلاک کرنے والا حجاج ابن یوسف ہے ہشام ابن حسان نے کہا کہ انہیں گنو جنہیں حجاج نے باندھ کر قتل کیا ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہے (ترمذی)

(۱۱) عبداللہ ابن محیریز:

روایت ہے ابن محیریز سے فرماتے ہیں میں نے ابو جمعہ سے کہا (جو ایک صحابی ہیں) کہ ہم کو ایسی حدیث سنایئے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو فرمایا ہاں میں تم کو ایک کھری حدیث سناتا ہوں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ناشتہ کیا ہمارے ساتھ ابوعبیدہ ابن جراح بھی تھے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا کوئی ہم سے بہتر ہے ہم

اسلام لائے ہم نے آپ کے ساتھ جہاد کیا فرمایا ہاں وہ لوگ جو تمہارے بعد ہوں گے مجھے دیکھا نہ ہوگا اور مجھ پر ایمان لائیں گے (احمد، دارمی) اور رزین نے ابو عبیدہ سے روایت کی ان کے اس قول سے کہ عرض کیا یا رسول اللہ کیا کوئی ہم سے اچھا ہے آخر تک۔

(۱۲) مثنیٰ بن سعید

آپ مثنیٰ بن سعید ابو غفار الضبعی البصری ہیں' آپ نے حضرت انس بن مالک' ابومجلز اور قتادہ کی زیارت کی ہے' آپ کے شیوخ میں ابو قلابہ' قتادہ شامل ہیں جبکہ آپ سے روایت لینے والوں میں مسلم اور ابن مہدی قابل ذکر ہیں۔

(الثقات لابن حبان جلد 7 صفحہ 503' رقم الحدیث: 11181) (تاریخ الکبیر للبخاری جلد 7 صفحہ 418' رقم الحدیث: 1839)

(۱۳) عبداللہ ابن عمر ابن حفص:

روایت ہے حضرت ام فروہ سے فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سا عمل بہتر ہے فرمایا اول وقت نماز پڑھنا (احمد و ترمذی، ابوداؤد) ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث صرف عبداللہ ابن عمر عمری سے مروی ہے اور وہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں

(۱۴) عبداللہ ابن عتبہ:

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عتبہ ابن مسعود سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز میں حٰم دخان پڑھی (نسائی، ارسالاً)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عتبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: میں نے ایک مریض کی عیادت کی۔ جب میں اس کے پاس بیٹھا تو میں نے اس سے پوچھا: اپنے آپ کو کیسا محسوس کرتے ہیں؟ تو اس نے جواب میں چند اشعار پڑھے:

خَرَجْتُ مِنَ الدُّنْيَا وَقَامَتْ قِيَامَتِيْ غَدَاةَ اَقَلَّ الْحَامِلُوْنَ جَنَازَتِيْ

وَعَجَّلَ اَهْلِيْ حَفْرَ قَبْرِيْ وَصَيَّرُوْا خُرُوْجِيْ وَتَعْجِيْلِيْ اِلَيْهِ كَرَامَتِيْ

كَاَنَّهُمْ لَمْ يَعْرِفُوْا قَطُّ صُحْبَتِيْ غَدَاةَ اَتٰى يَوْمِيْ عَلَيْهِ وَسَاعَتِيْ

ترجمہ: (۱)۔۔۔۔۔ میرے کوچ کا وقت آ گیا اور میں دنیا سے نکل کھڑا ہوا، کل تھوڑے سے لوگ میرے جنازے کی چارپائی اٹھائے ہوں گے۔

(۲)۔۔۔۔۔ میرے گھر والے جلدی جلدی میری قبر کھدوائیں گے پھر میری تعظیم کرتے ہوئے جلدی جلدی مجھے

قبر کی طرف لے جائیں گے۔

(۳)۔۔۔۔۔۔جس صبح میری موت کی گھڑی آئی تو ایسا لگا جیسے میری صحبت کو وہ کبھی پہچانتے ہی نہ تھے۔

(از جمع الکبیر للمتقی، فصل آخر فی تتمۃ الاول والمہاجرۃ۔۔۔۔۔۔الخ الحدیث ۵۷۷۵، ص ۲۰۲)

موطا امام محمد میں عبداللہ بن عتبہ سے ہے میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں دوپہر کو آیا تو انہیں نفل پڑھتے ہوئے پایا، میں ان کے پیچھے کھڑا ہوگیا، انہوں نے مجھے قریب کر کے اپنے برابر دائیں کرلیا، پھر جب یرفا آگیا تو میں پیچھے ہوگیا، ہم دونوں نے ان کے پیچھے صف بنالی (ت) اور تیسری صف ایک کی، فقہائے کرام نے کہ چھ ہی مقتدیوں کی صورت لکھی، (موطا امام محمد باب الرجلان یصلیان جماعۃ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ص ۱۲۴)

(۱۵) عبداللہ ابن مالک:

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن بحینہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ظہر پڑھائی تو پہلی دو رکعتوں میں بغیر بیٹھے کھڑے ہوگئے لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوگئے حتی کہ جب نماز پوری کی اور لوگوں نے سلام کا انتظار کیا تو آپ نے بیٹھے ہوئے تکبیر کہی سلام سے پہلے دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا (مسلم، بخاری)

(۱۶) عبداللہ ابن مالک:

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مالک سے کہ عقبہ ابن عامر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بہن کے متعلق دریافت کیا جنہوں نے نذر مانی تھی کہ ننگے پاؤں بغیر دوپٹہ حج کریں گی فرمایا انہیں حکم دے دو کہ دوپٹہ اوڑھیں اور سوار ہو جائیں اور تین دن روزہ رکھیں (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی)

(۱۷) عبداللہ بن مالک الہمدانی:

عبداللہ بن مالک الہمدانی کا شمار تابعین میں ہوتا ہے' آپ نے حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایات لیں جبکہ آپ کے تلامذہ میں ابواسحاق السبیعی قابلِ ذکر ہیں۔ امام ابن حبان نے آپ کا ذکر اپنی کتاب الثقات میں کیا ہے۔ (التاریخ الکبیر للبخاری جلد 5 صفحہ 203 'رقم الحدیث: 644) (کتاب الثقات لابن حبان جلد 5 صفحہ 51 'رقم الحدیث: 3809)

(۱۸) عبداللہ ابن عبدالرحمن:

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عبدالرحمان ابن ابی حسین مکی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ تو درخت

میں لٹکے ہوئے پھل میں ہاتھ کٹتا ہے اور نہ پہاڑ کے جانوروں میں پھر جب اسے طویلہ اور کھلیان میں جگہ دیدے تو اتنے میں ہاتھ کٹتا ہے جو ڈھال کی قیمت کو پہنچ جائے (مالک)

(۱۹) عبداللہ ابن عبید اللہ ابن ابی ملیکہ:

عبدان، عبداللہ، ابن جریج، عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک لڑکی مکہ میں وفات پاگئی، تو ہم لوگ جنازہ میں شریک ہونے کے لئے پہنچے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی حاضر ہوئے۔ میں ان دونوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا یا یہ کہا کہ میں ان میں سے ایک کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور دوسرے آکر میرے پاس بیٹھ گئے، تو عبداللہ بن عمر نے عثمان سے کہا کہ رونے سے کیوں نہیں روکتے ہو۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کے سبب عذاب ہوتا ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے تھے، چنانچہ بیان کیا میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ سے لوٹا یہاں تک کہ ہم بیداء میں پہنچے تو ایک سوار کو دیکھا کہ درخت کے سایہ میں سو رہا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جا کر دیکھو کون سو رہا ہے؟ میں نے جا کر دیکھا تو وہ صہیب رضی اللہ عنہ تھے میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ انہیں میرے پاس بلا لاؤ میں پھر صہیب کے پاس گیا اور کہا چلو چنانچہ صہیب امیر المومنین سے ملے جب حضرت عمر مجروح ہوئے تو صہیب روتے ہوئے پہنچے اور کہنے لگے افسوس میرے بھائی افسوس اے میرے ساتھی۔ عمر نے فرمایا اے صہیب کیا تم مجھ پر روتے ہو حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے ابن عباس کا بیان ہے کہ جب حضرت عمر انتقال کر گئے تو میں نے یہ حدیث حضرت عائشہ سے بیان کی تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ اس پر رحم کرے۔ بخدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ اللہ مومن کو اس کے گھر والوں کے رونے کے سبب عذاب دیتا ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کافر کا عذاب اس کے گھر والوں کے رونے کے سبب زیادہ کر دیتا ہے اور عائشہ نے فرمایا کہ تمہارے لیے قرآن کافی ہے کہ کوئی گناہ گار دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہ اٹھائے گا ابن عباس نے اسوقت کہا اللہ وہی ہے جس نے ہنسایا اور رلایا ابن ملیکہ نے کہا بخدا ابن عمر نے کچھ بھی نہیں کہا۔

(صحیح بخاری، کتاب جنازوں کا بیان، حدیث: 1207)

(۲۰) عبداللہ ابن شقیق:

حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہم کسی عمل کے چھوڑنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے سوا نماز کے۔ (کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نماز چھوڑ دینے کو کفر سمجھتے تھے)

(سنن الترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء فی ترک الصلاۃ، الحدیث ۲۶۳۱، ج ۴، ص ۲۸۲)

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن شقیق سے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نفل نماز کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے فرمایا کہ آپ میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے پھر تشریف لے جاتے لوگوں کو نماز پڑھاتے اور میرے گھر میں تشریف لاتے تو دو رکعتیں پڑھتے اور لوگوں کو نماز مغرب پڑھاتے پھر تشریف لاتے تو دو رکعتیں پڑھتے پھر لوگوں کو عشاء پڑھاتے اور میرے گھر میں تشریف لاتے تو دو رکعتیں پڑھتے اور رات میں نو رکعتیں پڑھتے تھے جن میں وتر بھی ہیں اور رات میں بہت دیر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور بہت دیر تک بیٹھ کر اور جب کھڑے ہوتے قرأت کرتے تو رکوع اور سجدہ بھی بیٹھ کر ہی کرتے اور جب فجر طلوع ہوتی تو دو رکعتیں پڑھتے (مسلم) ابوداؤد نے یہ بڑھایا کہ پھر جاتے لوگوں کو فجر پڑھاتے۔

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن شقیق سے فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ سے کہا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینہ کے پورے روزے بھی رکھتے تھے بولیں مجھے خبر نہیں کہ رمضان کے سواء کسی اور پورے مہینے کے روزے رکھے ہوں یا کسی مہینہ کا پورا افطار کیا ہو ہر مہینہ میں کچھ روزے رکھتے تھے حتی کہ اپنی راہ تشریف لے گئے (مسلم)

(۲۱) عبداللہ ابن شہاب:

روایت ہے ابن شہاب سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا کہ جناب ابوذر رضی اللہ عنہ خبر دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت کھولی گئی جب کہ میں مکہ میں تھا پھر جناب جبریل علیہ السلام اترے انہوں نے میرا سینہ کھولا پھر اسے آب زمزم سے دھویا پھر سونے کا ایک طشت لائے حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا اسے میرے سینہ میں لوٹ دیا پھر اسے سی دیا پھر میرا ہاتھ پکڑا تو مجھے آسمان کی طرف لے گئے تو جب میں دنیاوی آسمان تک پہنچا تو جبریل علیہ السلام نے آسمان کے خزانچی سے کہا کھولو اس نے کہا کون ہے، انہوں نے کہا یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں، کہا کیا تمہارے ساتھ کوئی ہے کہا ہاں میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس نے کہا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہاں ہاں جب کھولا تو ہم دنیا کے آسمان میں چڑھ گئے وہاں ایک صاحب بیٹھے تھے جن کے داہنے کچھ جماعتیں تھیں اور ان کے بائیں کچھ جماعتیں تھیں تو جب اپنے داہنے دیکھتے تو ہنستے تھے اور جب اپنے بائیں دیکھتے تو روتے تھے انہوں نے کہا نبی صالح فرزند صالح خوب آئے، میں نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ یہ کون ہیں، انہوں نے کہا یہ آدم علیہ السلام ہیں اور یہ جماعتیں جو ان کے داہنے بائیں ہیں وہ ان کی اولاد کی روحیں ہیں، داہنے والے ان میں سے جنتی ہیں اور وہ جماعتیں جو ان کے بائیں طرف ہیں وہ دوزخی لوگ ہیں جب وہ اپنے داہنے دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور جب اپنے بائیں دیکھتے ہیں تو روتے ہیں حتی کہ مجھے دوسرے آسمان تک لے گئے پھر اس کے خزانچی سے کہا کھولو ان سے خزانچی نے اس طرح کہا جو پہلے نے کہا، انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نے ذکر کیا کہ آپ نے آسمانوں میں حضرت آدم علیہ السلام، ادریس علیہ

السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام کو پایا یہ یاد نہ رہا کہ ان کے مقامات کیسے تھے بجز اس کے کہ انہوں نے یہ ذکر کیا کہ انہوں نے پہلے آسمان سے آدم علیہ السلام کو اور چھٹے آسمان میں ابراہیم علیہ السلام کو پایا ابن شہاب نے کہا کہ مجھے ابن حزم نے خبر دی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو حیہ انصاری کہا کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے چڑھایا گیا حتی کہ میں ایک میدان میں پہنچا جس میں قلموں کی چرچراہٹ سنتا تھا اور ابن حزم اور انس نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں تو میں یہ لے کر واپس ہوا حتی کہ موسیٰ علیہ السلام پر گزرا کہ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ آپ کی امت پر کیا فرض کیا میں نے کہا پچاس نمازیں فرض کیں انہوں نے کہا کہ اپنے رب کی طرف لوٹ جایئے کیونکہ آپ کی امت یہ طاقت نہیں رکھتی الخ۔ انہوں نے مجھے واپس کر دیا رب نے آدھی نمازیں معاف کر دیں میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا تو میں نے کہا کہ اس کی آدھی معاف فرمادیں انہوں نے کہا آپ اپنے رب کی طرف واپس جایئے کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی پھر میں واپس ہوا رب نے اس کی آدھی اور معاف فرمادیں میں پھر موسیٰ کی طرف لوٹا، انہوں نے کہا کہ رب کی طرف لوٹ جایئے کیونکہ آپ کی امت یہ طاقت نہیں رکھتی پھر میں واپس گیا تو رب نے فرمایا کہ نمازیں پانچ ہیں وہ حقیقت میں پچاس ہیں ہمارے ہاں فیصلہ میں تبدیلی نہیں کی جاتی میں پھر جناب موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا انہوں نے کہا کہ اپنے رب کی طرف واپس جایئے میں نے کہا کہ میں اپنے رب سے شرم کرتا ہوں پھر مجھے لے گئے حتی کہ میں سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا اور اس پر مختلف رنگ چھاگئے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تھے پھر مجھے جنت میں داخل کیا گیا تو اس میں موتی کی عمارتیں تھیں اور اس کی مٹی مشک تھی (مسلم، بخاری)

(۲۲) عبید اللہ ابن رفاعہ:

روایت ہے حضرت عبید ابن رفاعہ سے وہ اپنے والد سے راوی وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا قیامت کے دن بیوپاری بدکار اٹھائیں جائیں گے، بجز ان کے جو پرہیزگاری بھلائی کریں سچ بولیں (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی) اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت براء سے روایت کی اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے۔

روایت ہے حضرت عبید ابن رفاعہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا چھینکنے والے کو تین بار جواب دو پھر جو زیادہ کرے تو اگر چاہو جواب دو اگر چاہو نہ دو (ابوداؤد، ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۲۳) عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب

عبید اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ تابعی ہیں اور روایت حدیث میں درجۂ ثقاہت پر فائز ہیں آپ حضرت عمر رضی اللہ

عنہ کے پوتے ہیں اور سالم کے بھائی ہیں۔ آئمہ صحاح ستہ نے آپ سے احادیث لی ہیں' آپ نے اپنے والد عبداللہ بن عمر سے روایت حدیث کا شرف پایا' آپ کے تلامذہ میں عاصم بن المنذر' آپ کے چچا عیسیٰ بن حفص بن عاصم' محمد بن جعفر بن زبیر' محمد بن مسلم بن شہاب الزہری' نافع مولیٰ ابن عمر اور یحییٰ بن سلیم اور یزید بن رومان قابلِ ذکر ہیں۔ امام ترمذی نے آپ کی صحابیت کا قول کیا ہے۔ امام ابوزرعہ اور امام نسائی کے بقول ثقہ ہیں۔ (طبقات ابن سعد جلد 5 صفحہ 202) (الکامل فی التاریخ جلد 5 صفحہ 126) (تہذیب الکمال للمزی جلد 19 صفحہ 77' رقم الحدیث: 3654) (نہایۃ السول صفحہ 229)

(۲۴) عبیداللہ ابن عدی ابن خیار:

امام بخاری رحمہ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے کہا کہ ہم سے امام اوزاعی نے بیان کیا، کہا ہم سے امام زہری نے حمید بن عبدالرحمن سے نقل کیا۔ انہوں نے عبیداللہ بن عدی بن خیار سے کہ وہ خود حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ جب کہ باغیوں نے ان کو گھیر رکھا تھا۔ انھوں نے کہا کہ آپ ہی عام مسلمانوں کے امام ہیں مگر آپ پر جو مصیبت ہے وہ آپ کو معلوم ہے۔ ان حالات میں باغیوں کا مقررہ امام نماز پڑھا رہا ہے۔ ہم ڈرتے ہیں کہ اس کے پیچھے نماز پڑھ کر گنہگار ہو جائیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا نماز تو جو لوگ کام کرتے ہیں ان کاموں میں سب سے بہترین کام ہے۔ تو وہ جب اچھا کام کریں تم بھی اس کے ساتھ مل کر اچھا کام کرو اور جب وہ برا کام کریں تو تم ان کی برائی سے الگ رہو اور محمد بن یزید زبیدی نے کہا کہ امام زہری نے فرمایا کہ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ہیجڑے کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ مگر ایسی ہی لاچاری ہو تو اور بات ہے جس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو۔ (صحیح بخاری کتاب الاذان: حدیث: 695)

(۲۵) عبید ابن عمیر:

عبید بن عمیر لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میت سے بوقت دفن قبر کہتی ہے کہ میں تاریکی کا گھر ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں، میں بے کسی کا گھر ہوں اگر تو اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار تھا تو آج میں تیرے لیے رحمت بن جاؤں گی اور اگر تو اللہ تعالیٰ کا نافرمان تھا تو میں تیرے لیے عذاب بن جاؤں گی، میں وہ جگہ ہوں کہ خداعزوجل کے فرمانبردار بندے مجھ میں داخل ہونے کے بعد مسرور ہو کر نکلتے ہیں اور خداعزوجل کے نافرمان بندے مجھ میں داخل ہو کر رنجیدہ و غم زدہ ہو کر نکلتے ہیں (احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت وما بعدہ، الباب السابع فی حقیقۃ الموت۔۔۔ الخ، ج ۵، ص ۲۵۲)

عبید بن عمیر سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ آپ حجرِ اسود و رکن یمانی کو بوسہ دیتے ہیں؟ جواب دیا، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ: ان کو بوسہ دینا خطاؤں کو گرا دیتا ہے اور میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو فرماتے سنا جس نے سات پھیرے طواف کیا اس طرح کہ اس کے

آداب کو ملحوظ رکھا اور دو رکعت نماز پڑھی تو یہ گردن آزاد کرنے کی مثل ہے اور میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو فرماتے سنا کہ طواف میں ہر قدم کہ اُٹھاتا اور رکھتا ہے اس پر دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس گناہ مٹائے جاتے ہیں اور دس درجے بلند کیے جاتے ہیں۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۴۴۶۲، ج ۲، ص ۲۰۲)

عبید بن عمیر لیثی اپنے والد رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا، بیشک نمازی اللہ عزوجل کے اولیاء ہیں اور وہ جس نے اللہ عزوجل کی فرض کردہ پانچ نمازیں قائم کیں اور رمضان کے روزے رکھے اور ان کے ذریعے ثواب کی امید رکھی اور خوش دلی سے زکوٰۃ ادا کی اور اُن کبیرہ گناہوں سے بچتا رہا جن سے اللہ عزوجل نے منع فرمایا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کبیرہ گناہ کتنے ہیں؟ ارشاد فرمایا، نو (۹) ہیں، ان میں سب سے بڑا گناہ کسی کو اللہ عزوجل کا شریک ٹھہرانا ہے اور (بقیہ گناہوں میں سے) کسی مؤمن کو ناحق قتل کرنا، میدانِ جہاد سے فرار ہونا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، جادو کرنا، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا اور بیت الحرام جو تمہارے زندوں اور مُردوں کا قبلہ ہے، کو حلال سمجھنا (یعنی اس کی حرمت کو پامال کرنا) لہذا! جو شخص ان کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے پھر مر جائے تو وہ جنتی محل میں محمد ((صلی اللہ علیہ وسلم)) کا رفیق ہوگا جس کے دروازے سونے کے ہوں گے۔ (المعجم الکبیر، رقم ۱۰۱، ج ۱۵-۱۷، ص ۴۸)

روایت ہے حضرت عبید ابن عمیر سے کہ حضرت ابن عمر دو رکنوں میں اس قدر بھیڑ میں گھستے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی کو وہاں اس قدر گھستے نہ دیکھا فرماتے ہیں کہ اگر میں یہ کرتا ہوں تو درست ہے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ان کا چھونا گناہوں کا کفارہ ہے اور میں آپ کو فرماتے سنا کہ جو اس بیت اللہ کا ایک ہفتہ نہایت حفاظت واحتیاط سے طواف کرے تو غلام آزاد کرنے کی طرح ہوگا اور میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ طواف کرنے والا ایک قدم نہیں رکھتا اور دوسرا نہیں اٹھاتا مگر رب تعالیٰ ان کی برکت سے ایک گناہ مٹاتا ہے اور ایک نیکی لکھتا ہے

(ترمذی)

(۲۶) عبدالرحمن ابن کعب ابن مالک:

امام احمد امام شافعی سے وہ امام مالک سے وہ زہری سے وہ عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے وہ اپنے باپ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ) مومن کی روح پرندہ کی صورت میں جنت کے درختوں میں رہتی ہے یہاں تک کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے اپنے جسم کی طرف لوٹا دے گا۔

(مسند احمد بن حنبل حدیث کرب بن مالک انصاری المکتب الاسلامی بیروت ۳/۴۵۵)

(۲۷) عبد الرحمن ابن اسود:

جب حضرت سیدنا عبد الرحمن بن اسود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حج کر کے واپس ہمارے پاس تشریف لائے تو ان کے ایک پاؤں میں کچھ تکلیف تھی تو وہ ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے حتیٰ کہ وہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے

(۲۸) عبد الرحمن ابن یزید ابن حارثہ:

عبد الرحمن بن یزید کا بیان ہے، ایک مرتبہ ہمارا قافلہ روم کی جانب جہاد کے لئے جارہا تھا، قافلے میں ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا۔ ہوا یوں کہ جب ہمارا گزر انگوروں کے ایک باغ کے قریب سے ہوا تو ہم نے ایک نوجوان کو ٹوکری دیتے ہوئے کہا: جاؤ! اس باغ سے ہمارے لئے انگور لے آؤ، ہم چلتے ہیں، تم انگور لے کر ہمارے ساتھ مل جانا۔ وہ نوجوان انگوروں کے باغ میں چلا گیا۔ وہاں پہنچا تو انگور کی بیل کے نیچے سونے کے تخت پر ایک حسین وجمیل خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی دیکھی، نوجوان نے فوراً نگاہیں جھکا لیں اور دوسری طرف چلا گیا۔ وہاں بھی ویسی ہی خوبصورت دوشیزہ سونے کے تخت پر بیٹھی ہوئی پائی۔ اس نے پھر نگاہیں جھکا لیں۔ یہ دیکھ کر وہ حسین وجمیل دوشیزہ مسکراتے ہوئے یوں گویا ہوئی: ہماری طرف دیکھئے! آپ کو ہماری طرف دیکھنا جائز ہے کیونکہ ہم حورعین میں سے آپ کی جنتی بیویاں ہیں اور آج آپ ہمارے ہاں پہنچ جائیں گے۔

اس کے بعد وہ انگور لئے بغیر اپنے رفقاء کی طرف واپس آ گیا۔ وہ خالی ہاتھ تھا اور اس کے چہرے سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں، ہم نے حیران ہو کر ماجرا دریافت کیا مگر اس نے ٹال مٹول سے کام لیا۔ جب دوستوں نے بہت اصرار کیا تو اس نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ سب لوگ اس واقعہ سے بہت حیران ہوئے۔ پھر جیسے ہی ہمارا لشکر دشمن کے سامنے پہنچا وہ نوجوان بپھرے ہوئے شیر کی طرح دشمنوں پر ٹوٹ پڑا اور لڑتے لڑتے جامِ شہادت نوش کر گیا۔ اس دن مسلمانوں کے لشکر میں سب سے پہلے شہید ہونے والا وہی نوجوان تھا۔

(۲۹) عبد الرحمن ابن ابی لیلےٰ:

حضرتِ سیِّدُنا بِشر بن حارث علیہ رحمۃ اللہ الوارث سے منقول ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا ابو جعفر رازی علیہ رحمۃ اللہ الہادی اور حضرتِ سیِّدُنا سُفیان ثَوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی آپس میں بہت گہری دوستی تھی اور دونوں مشترکہ کاروبار کرتے اور ایک دوسرے کا بہت ادب واحترام کرتے۔ حضرتِ سیِّدُنا ابو جعفر رازی علیہ رحمۃ اللہ الہادی ہر سال حرمینِ شریفین جایا کرتے۔ جب وہ کوفہ سے گزرتے تو حضرتِ سیِّدُنا سُفیان ثَوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کافی دور تک ان کے ساتھ جاتے۔ اور ایک مرتبہ انہیں الوداع کہنے نجف شریف تک گئے۔

کچھ عرصہ بعد جب دوبارہ سفرِ حج کا ارادہ کیا تو کسی علاقے کے لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے شکایت کی کہ خلیفہ نے ہم پر جو عامل مقرّر کیا ہے وہ انصاف سے کام نہیں لیتا۔ بے جا ہمارے کاروبار میں دخیل ہو کر ہمیں پریشان کرتا ہے۔ اگر آپ خلیفہ تک ہمارا مسئلہ پہنچا دیں تو کرم نوازی ہوگی۔ لوگوں کی بات سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کوئی جواب نہ دیا اور جانب منزل چل دیئے۔ اس واقعہ کی خبر جب حضرت سیِّدُنا سُفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان سے ملنے کوفہ کے پُل پر گئے۔ خوب انکساری سے پیش آئے اور نجف شریف تک ان کے ساتھ گئے۔ اگلے سال جب حضرت سیِّدُنا ابو جعفر رازی علیہ رحمۃ اللہ الہادی دوبارہ حج کے ارادے سے گزرے تو لوگوں نے پھر عرض کی: حضور! ہمیں اس عامل سے نجات دلوا دیں اور خلیفہ کے پاس ہماری سفارش کریں۔ اس مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی درخواست قبول کر لی اور ان کا معاملہ حل کرنے کے لئے خلیفہ کے دربان سے کہا: خلیفہ کو پیغام دو کہ ابو جعفر آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ خلیفہ کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آنے کی خبر ملی تو دربان سے کہا: انہیں نہایت ادب واحترام سے ہمارے پاس لے آؤ۔ چنانچہ، خُدّام فوراً آپ کو خلیفہ کے پاس لے گئے۔ خلیفہ منصور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بڑی عاجزی وانکساری سے پیش آیا، خوب تعظیم وتوقیر کی۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حال دریافت کرتے ہوئے پوچھا: حضور! اگر میرے لائق کوئی خدمت ہو تو ارشاد فرمایئے؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ہاں! مجھے تم سے ایک ضروری گفتگو کرنی ہے۔ یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سارا قصہ بیان کیا۔ خلیفہ نے فوراً کہا: ہم نے اسے معزول کیا، اب اس علاقے والے جسے چاہیں اپنی خوشی سے عامل مقرر کر لیں مجھے ان کا مقرّر کردہ عامل قبول ہوگا۔

خلیفہ نے یہ حکم نامہ جاری کیا اور خادموں سے کہا: حضرت کو ہماری طرف سے دس ہزار درہم بطور ہدیہ پیش کرو۔ ہم ان کے احسان مند ہیں کہ انہوں نے ہم سے کسی کام کے متعلق سوال کیا۔ حضرت سیِّدُنا ابو جعفر رازی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کو رقم دی گئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ سے کچھ دِرہم گر گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فوراً سمجھ گئے کہ یہ درہم قبول کر کے میں نے بہت بڑی خطا کی ہے۔ لگتا ہے یہ دولت میرے حق میں نقصان دہ ثابت ہوگی۔ اسی سوچ کے پیشِ نظر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محل کی دیوار کے قریب بیٹھ گئے اور کچھ کپڑے منگوا کر تھیلیاں بنائیں، انہیں دراھم سے بھرا اور تمام رقم لوگوں میں تقسیم کر دی۔ جب آپ واپس کوفہ آئے تو ان دراہم میں سے کچھ بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس موجود نہ تھا۔ حضرتِ سیِّدُنا سُفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ اطلاع ملی کہ حضرتِ سیِّدُنا ابو جعفر رازی علیہ رحمۃ اللہ الہادی نے شاہی خزانے سے ہدیہ قبول کیا ہے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے ملنے کا ارادہ ترک کر دیا اور لوگوں کو بتائے بغیر ایک مکان میں علیحدگی اختیار کر لی۔

جب حضرتِ سیِّدُنا ابو جعفر رازی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کوفہ آئے تو حضرتِ سیِّدُنا سُفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو نہ پا کر لوگوں سے ان کے متعلق پوچھا تو سب نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ انہیں بہت تشویش ہوئی۔ بالآخر کافی تگ ودو کے بعد

حضرتِ سیِّدُ نا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ایک بہت قریبی دوست نے ان سے پوچھا: کیا آپ کو حضرت سیِّدُ نا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے کوئی بہت ضروری کام ہے؟ فرمایا: ہاں۔ کہا: آپ ان کے نام ایک رقعہ لکھ دیں، میں وہ رقعہ ان تک پہنچا دوں گا۔ میں آپ کے ساتھ اس سے زیادہ تعاون نہیں کرسکتا۔ آپ نے ایک رقعہ لکھ کر اسے دے دیا۔

وہ شخص کہتا ہے: میں رقعہ لے کر حضرتِ سیِّدُ نا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دیوار سے ٹیک لگائے قبلہ رُخ بیٹھے تھے۔ میں نے سلام کیا اور رقعہ نکال کر دکھایا۔ فرمایا: یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: ابوجَعْفَر رَازِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کا خط۔ فرمایا: سناؤ! اس میں کیا لکھا ہے؟ میں نے پڑھ کر سنایا تو فرمایا: اس کی دوسری جانب جواب لکھو۔ میں نے دوسری جانب بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھی اور عرض کی: حضور! کیا لکھوں؟ فرمایا: پہلے یہ آیت لکھو: لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ

ترجمۂ کنزالایمان: لعنت کیے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں داؤد کی زبان پر۔ (پ6، المائدۃ:78)

پھر لکھو: ہمیں ہمارا مالِ تجارت واپس کردو۔ ہمیں اب اس کے نفع کی کوئی حاجت نہیں۔

پھر مجھ سے فرمایا: جاؤ، یہ خط انہیں دے آؤ۔ میں خط لے کر ان کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ بہت سے لوگ جمع ہیں۔ سب نے خط پڑھا لیکن اس کا مفہوم کوئی بھی نہ سمجھ سکا۔ بالآخر یہ طے ہوا کہ دونوں خط حضرت سیِّدُ نا ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس لے چلتے ہیں تاکہ ان کی رائے معلوم ہوسکے۔ لیکن انہیں بتایا نہ جائے کہ یہ خط کس کا ہے۔ جب ان کے پاس خط پہنچا تو دیکھتے ہی فرمایا: جس نے پہلے خط لکھا وہ ایسا شخص ہے جس کے قول وفعل میں تضاد ہے اور جواب دینے والا ایسا شخص ہے جو اپنے عمل کے ذریعے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کا طالب ہے۔

(عیون الحکایات مؤلف امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی المتوفی ۵۹۷ھ)

حضرت حکم نے ابن ابی لیلیٰ سے سنا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی مانگا تو ایک آدمی انکے پاس چاندی کے برتن میں پانی لایا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس برتن کو پھینک دیا اور فرمایا کہ میں نے اس کو اس برتن کے استعمال سے منع کیا تھا مگر یہ نہیں مانا۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے سونے چاندی کے برتنوں میں کچھ کھانے پینے اور حریر ودیباج (ریشمی کپڑوں) کے پہننے سے منع فرمایا ہے اور یہ ارشاد فرمایا ہے کہ یہ سب چیزیں دنیا میں کافروں کیلئے ہیں اور آخرت میں تم مسلمانوں کیلئے ہیں۔

(سنن الترمذی، کتاب الاشربۃ، باب ماجاء فی کراہیۃ الشرب فی آنیۃ... الخ، الحدیث:۱۸۸۵، ج۳، ص۳۴۹)

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت کی کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا: جو مجھے حضرت ابوبکر وعمر سے افضل کہے گا تو میں اس کو مُفْتَرِی کی سزا دوں گا۔ (تاریخ الخلفاء، ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فصل فی انہ افضل الصحابۃ وخیرہم، ص۳۵)

روایت ہے حضرت عبدالرحمن ابن ابی لیلیٰ سے فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت کعب ابن عجرہ ملے تو بولے کہ کیا میں تمہیں

دوہ یہ نہ دوں جو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے میں نے کہا ہاں وہ ہدیہ مجھے ضرور دیں تو فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا عرض کیا یارسول اللہ آپ کے اہل بیت پر درود کیا ہے اللہ نے یہ تو ہمیں سکھادیا کہ آپ پر سلام کیسے عرض کریں فرمایا یوں کہو اے اللہ محمد اور آل محمد پر رحمتیں بھیج جیسے حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمتیں کیں بے شک تو حمد و بزرگی والا ہے اے اللہ حضور محمد و آل محمد پر ایسی ہی برکتیں بھیج جیسی برکتیں حضرت ابراہیم و آل ابراہیم پر اتاریں بے شک تو حمد و بزرگی والا ہے (مسلم و بخاری) مگر مسلم نے دونوں جگہ علیٰ ابراھیم کا ذکر نہ کیا۔

روایت ہے حضرت ابن ابی لیلی سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے خبر دی کہ وہ حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جارہے تھے ان میں سے ایک صاحب سو گئے تو ان میں سے بعض صحابی اپنی رسی کی طرف چلے اسے پکڑ لیا جس سے وہ گھبرا گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان کے لیے درست نہیں کہ کسی مسلمان کو ڈرائے (ابوداؤد)

روایت ہے عبدالرحمن ابن ابی لیلی سے فرماتے ہیں فرمایا ابولیلی نے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب گھر میں سانپ نمودار ہو تو اس سے کہہ دو کہ ہم حضرت نوح و حضرت سلیمان کے معاہدوں کے واسطے تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو ہم کو نہ ستا اگر پھر ہوئے تو اسے ماردو (ترمذی، ابوداؤد)

(۳۰) عبدالرحمن ابن غنم:

امام احمد عبدالرحمن بن غنم سے اور ترمذی ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: مغرب اور صبح کے بعد بغیر جگہ بدلے اور پاؤں موڑے، دس بار جو یہ پڑھ لے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اس کے لیے ہر ایک کے بدلے دس نیکیاں لکھی جائیں اور دس گناہ محو کیے جائیں گے اور دس درجے بلند کیے جائیں گے اور یہ دُعا اس کے لیے ہر برائی اور شیطان رجیم سے حفظ ہے اور کسی گناہ کو حلال نہیں کہ اسے پہنچے، سوا شرک کے اور وہ سب سے عمل میں اچھا ہے، مگر وہ جو اس سے افضل کہے، تو یہ بڑھ جائے گا۔(1) دوسری روایت میں فجر و عصر آیا ہے۔(2)

(1) صحیح مسلم، کتاب المساجد... الخ، باب استحباب الذکر... الخ، الحدیث: ۵۹۵، ص ۳۰۰ (2) صحیح مسلم، کتاب المساجد... الخ، باب استحباب الذکر... الخ، الحدیث: ۵۹۶، ص ۳۰۱

بیہقی نے شعب الایمان میں عبدالرحمن بن غنم و اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ (عزوجل) کے نیک بندے وہ ہیں کہ ان کے دیکھنے سے خدا یاد آئے اور اللہ (عزوجل) کے برے بندے وہ ہیں، جو چغلی کھاتے ہیں، دوستوں میں جدائی ڈالتے ہیں اور جو شخص جرم سے بری ہے، اس پر تکلیف ڈالنا

چاہتے ہیں۔(شعب الایمان، باب فی الاصلاح بین الناس،... الخ، الحدیث: ۱۱۱۰۸، ج ۷، ص ۴۹۴ و مشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب حفظ اللسان،... الخ، الحدیث: ۴۸۷۱، ج ۳، ص ۴۶)

روایت ہے حضرت عبدالرحمن ابن غنم سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ جو نماز مغرب و فجر سے پھرنے اور پاؤں موڑنے سے پہلے دس بار یہ کہہ لیا کرے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں اسی کا ملک ہے اسی کی تعریف اس کے قبضے میں خیر ہے زندگی اور موت دیتا ہے اور ہر چیز پر قادر ہے تو اس کے لیے ہر ایک کے بدلہ میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس گناہ مٹائے جائیں گے اور دس درجے بلند کیے جائیں گے ہر برائی سے اس کی حفاظت اور مردود شیطان سے امن ہوگی اور شرک کے سوا کوئی گناہ اسے نہ چھو سکے گا اور وہ لوگوں سے عمل میں افضل ہوگا سوا اس کے جو اس سے زیادہ کہہ لے وہ اس سے بڑھ جائے گا۔(احمد)

(۳۱) عبدالرحمن ابن ابی عمرہ:

سیدنا عبدالرحمن بن ابی عمرہ کہتے ہیں کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مغرب کے بعد مسجد میں آئے اور اکیلے بیٹھ گئے۔ میں ان کے پاس جا بیٹھا۔ انہوں نے کہا کہ اے میرے بھتیجے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی تو گویا آدھی رات تک نفل پڑھتا رہا (یعنی ایسا ثواب پائے گا) اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے پڑھی وہ گویا ساری رات نماز پڑھتا رہا۔(مختصر صحیح مسلم)

(۳۲) عبدالرحمن ابن عبداللہ ابن ابی صعصعہ:

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ ہمیں امام مالک نے عبدالرحمن بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی صعصعہ انصاری سے خبر دی، پھر عبدالرحمن مازنی اپنے والد عبداللہ سے بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد نے انھیں خبر دی کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ صحابی نے ان سے بیان کیا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تمہیں بکریوں اور جنگل میں رہنا پسند ہے۔ اس لیے جب تم جنگل میں اپنی بکریوں کو لیے ہوئے موجود ہو اور نماز کے لیے اذان دو تو تم بلند آواز سے اذان دیا کرو۔ کیونکہ جن وانس بلکہ تمام ہی چیزیں جو موذن کی آواز سنتی ہیں قیامت کے دن اس پر گواہی دیں گی۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان (اذان کے مسائل کے بیان میں) باب حدیث:609)

عبداللہ بن یوسف، مالک، عبدالرحمن بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی صعصعہ اپنے والد سے، وہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کسی کو سورت اخلاص بار بار پڑھتے ہوئے سنا، صبح کو اس نے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر بیان کیا اور وہ سورت اخلاص کو چھوٹی ہونے کی وجہ سے کمتر جانتا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ سورت اخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے، ابو معمر نے مزید بیان کیا کہ ہم سے اسماعیل بن جعفر نے ان سے مالک بن انس نے ان سے عبدالرحمن بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابوصعصعہ نے ان سے ان کے والد نے ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ مجھے میرے بھائی قتادہ بن نعمان نے خبر دی کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پچھلی رات اٹھ کر سورت اخلاص پڑھنے لگا اور اس کے علاوہ کچھ نہ پڑھا، جب صبح ہوئی تو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر پہلی حدیث کی طرح بیان کیا۔

(صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 6)

عبداللہ بن مسلمہ، مالک، عبدالرحمن بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی صعصعہ، عبداللہ بن عبدالرحمن، ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ مسلمان کا اچھا مال بکریاں ہوں گی، جن کو لے کر وہ پہاڑ کی چوٹیوں اور چٹیل میدانوں میں چلا جائے تا کہ اپنے دین کو فتنوں سے بچالے۔

(صحیح بخاری کتاب = ایمان کا بیان باب = فتنوں سے بھاگنا دین داری ہے جلد نمبر 1 حدیث 18)

(۳۳) عبدالرحمن ابن ابی عقبہ:

روایت ہے عبدالرحمن ابن عقبہ سے وہ حضرت ابی عقبہ سے راوی اور وہ فارسی غلام سے تھے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احد میں حاضر ہوا تو میں نے مشرکین میں سے ایک شخص کو مارا تو میں نے کہا لے مجھ سے میں فارسی غلام ہوں تو میری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا فرمایا تم نے کیوں نہ کہا کہ مجھ سے یہ لے اور میں انصاری غلام ہوں (ابوداؤد)

(۳۴) عبدالرحمن ابن عبدالقاری:

روایت ہے حضرت عبدالرحمان ابن عبدالقاری سے فرماتے ہیں کہ میں ایک رات حضرت عمر ابن خطاب کے ساتھ مسجد کو گیا لوگ متفرق طور پر الگ الگ تھے کوئی اکیلے نماز پڑھ رہا تھا اور کسی کے ساتھ کچھ جماعت پڑھ رہی تھی حضرت عمر نے فرمایا اگر میں ان لوگوں کو ایک قاری پر جمع کر دیتا تو بہتر تھا پھر آپ نے ارادہ کر ہی لیا تو انہیں ابی ابن کعب پر جمع کر دیا فرماتے ہیں کہ پھر میں دوسری رات آپ کے ساتھ گیا تو لوگ اپنے قاری کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے حضرت عمر نے فرمایا یہ بڑی اچھی بدعت ہے اور وہ نماز جس سے تم سو رہتے ہو اس سے افضل ہے جس کو تم قائم کرتے ہو یعنی آخر رات کی اور لوگ اول رات میں پڑھتے تھے۔ (بخاری)

(۳۵) عبد الرحمن ابن عبد اللہ:

روایت ہے حضرت عبد الرحمان ابن عبد اللہ سے وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے حضور قضاء حاجت کے لیے تشریف لے گئے ہم نے ایک لالی دیکھی جس کے ساتھ دو چوزے تھے ہم نے اس کے چوزے پکڑ لیے کہ لالی آئی تو وہ بچھی جانے لگے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے فرمایا اسے کس نے غمگین کیا اس کے بچوں کی وجہ سے اس کے بچے اسے لوٹا دو اور ایک چیونٹیوں کا جنگل دیکھا جسے ہم نے جلا دیا تھا فرمایا یہ کس نے جلایا ہم نے عرض کیا ہم نے فرمایا یہ لائق نہیں کہ آگ کے رب کے سواء کوئی اور آگ سے عذاب دے۔ (ابوداؤد)

(۳۶) عبد الرحمن ابن ابی بکر:

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ عزوجل قیامت کے دن قرض لینے والے کو بلائے گا یہاں تک کہ بندہ اس کے سامنے کھڑا ہوگا تو اس سے کہا جائے گا: اے ابن آدم! تُو نے یہ قرض کیوں لیا؟ اور لوگوں کے حقوق کیوں ضائع کئے؟ وہ عرض کریگا: اے رب عزوجل! تو جانتا ہے کہ میں نے قرض لیا مگر نہ اسے کھایا ،نہ پیا، نہ پہنا، اور نہ ہی ضائع کیا، البتہ وہ یا تو جل گیا یا چوری ہو گیا یا جتنے میں خریدا تھا اس سے کم میں بیچ دیا۔ تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: میرے بندے نے سچ کہا، میں اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہوں کہ تیری طرف سے قرض ادا کروں۔ اللہ عزوجل کسی چیز کو بلائے گا اور اسے اس کے ترازو میں رکھے گا لہذا اس کی نیکیاں برائیوں سے زیادہ ہو جائیں گی اور وہ اللہ عزوجل کے فضل و رحمت سے جنت میں داخل ہو جائے گا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبد الرحمن بن ابی بکر، الحدیث: ۱۷۰۸، ج۱، ص ۴۲۰)

(۳۷) عبد الرحمن ابن ابی بکرہ:

عبد الرحمن بن ابی بکرہ کے متعلق روایت ہے کہ انہوں نے اپنے والد سے کہا اے والد میں آپ کو ۳ مرتبہ ہر شام و صبح یہ دعاء پڑھتے سنتا ہوں، انہوں نے کہا میں نے یہ دعاء حضور پاک ﷺ کو پڑھتے سنا اس لئے مجھے بھی یہ پسند ہے۔

اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي بَدَنِي اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي سَمْعِي اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي بَصَرِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ (اذکار: ۶۷، ابوداؤد: ۶۹۴)

ترجمہ: اے اللہ ہمیں عافیت بدنی عطا فرما، اے اللہ ہمیں قوت سامع میں عافیت عطا فرما، اے اللہ ہمیں قوت بصارت میں عافیت عطا فرما، اے اللہ ہم پناہ مانگتے ہیں آپ سے کفر اور فقر سے، اے اللہ ہم پناہ مانگتے ہیں عذاب قبر سے کوئی نہیں معبود سوائے تیرے۔

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت: "میرے والد نے عبید اللہ بن ابی بکرہ (جو قاضی تھے) کو لکھا کہ دو آدمیوں کے درمیان غصے کی حالت میں کبھی فیصلہ نہ کرنا کیونکہ میں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ کوئی حاکم غصہ کی حالت میں فریقین کے درمیان فیصلہ نہ کرے۔" (جامع ترمذی، کتاب الاحکام، حدیث:1345)

مسدد بشر بن مفضل جریری عبدالرحمن بن ابی بکرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا کیا میں تم لوگوں کو سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ لوگوں نے جواب دیا ہاں یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا والدین کی نافرمانی کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے فرمایا کہ سن لو جھوٹ بولنا اور بار بار اس کو دہراتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کاش آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو جاتے اور اسمٰعیل بن ابراہیم نے بواسطہ جریری عبدالرحمن روایت کیا۔

(صحیح بخاری۔۔جلد نمبر 1 / دسواں پارہ/ حدیث 2474)

(۳۸) عبدالرحمن ابن عبداللہ ابن ابی عمار:

روایت ہے حضرت عبدالرحمان ابن ابی عمار سے فرماتے ہیں میں نے حضرت جابر بن عبداللہ سے بجو کے متعلق پوچھا کہ کیا وہ شکار ہے فرمایا ہاں میں نے کہا کیا اسے کھایا جا سکتا ہے فرمایا ہاں میں نے کہا کہ یہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے فرمایا ہاں (ترمذی، نسائی، شافعی) اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔

(۳۹) عبدالرحمن ابن یزید ابن اسلم:

روایت ہے حضرت قیس ابن مسلم سے وہ حضرت ابوجعفر سے راوی فرماتے ہیں مدینہ میں ایسا کوئی گھر والا مہاجر نہیں جو تہائی یا چوتھائی پر کھیتی نہ کرتا ہو اور حضرت علی اور سعد ابن مالک، عبداللہ ابن مسعود، عمر ابن عبدالعزیز، قاسم، عروہ اور ابو بکر و عمر و علی کی اولاد نے اور ابن سیرین نے کھیتیاں کرائیں اور عبدالرحمن ابن اسود کہتے ہیں کہ میں عبدالرحمن ابن یزید کے ساتھ کھیتی میں شرکت کر لیتا تھا اور حضرت عمر نے لوگوں سے اس شرط پر معاملہ کیا تھا کہ اگر عمر اپنے پاس سے بیج دیں تو انہیں آدھی پیداوار اور اگر وہ لوگ بیج دیں تو انہیں اتنی پیداوار (بخاری)

حدیث بیان کی عمر بن خالد نے زہیر سے، اس نے ابواسحاق سے کہ میں نے عبدالرحمن ابن یزید سے سنا ہے کہ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج کیا تو ہم مزدلفہ کو آئے۔ اس میں ہے جب فجر طلوع ہوئی تو کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت میں کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے مگر یہ نماز، اسی جگہ، اسی دن، الحدیث۔ (ت)

(بخاری شریف باب من اذن واقام لکل واحدۃ منہما مطبوعہ قدیمی اصح المطابع کراچی ۱/ ۲۲۷)

نسائی کی حدیث جو کتاب المناسک، باب جمع الصلاتین بمزدلفہ میں ہے حدیث بیان کی ہم سے قاسم ابن زکریا نے مصعب ابن مقدام سے، اس نے داؤد سے، اس نے اعمش سے، اس نے عمارہ سے، اس نے عبدالرحمن ابن یزید سے، اس نے ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مغرب وعشاء کو مزدلفہ میں جمع کیا۔ (ت)

(سنن النسائی الجمع بین الصلوٰۃ بالمزدلفۃ مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور ۲ / ۴۰)

(۴۰) عبدالعزیز ابن رفیع:

ابوداود نے عبدالعزیز بن رفیع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: دن کی نماز (عصر) ابر کے دن میں جلدی پڑھو اور مغرب میں تاخیر کرو۔ (مراسیل ابی داود مع سنن ابی داود، کتاب الصلوٰۃ، ص ۵)

(۴۱) عبدالعزیز ابن جریج:

الحافظ، المحدث، المفسر، الفقیہ، ابوالولید عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج الاموی، المکی علیہ رحمۃ اللہ القوی آپ علیہ الرحمہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، آپ کے آثار میں سے، السنن، مناسک حج، تفسیر قرآن وغیرہ ہیں۔

(معجم المؤلفین، ج ۲، ص ۳۱۸، الاعلام للزرکلی، ج ۴، ص ۱۶۰)

اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! اپنے قول پورے کرو۔ (پ6، المآئدۃ: 1)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ بِالْعُقُوْدِ سے مراد اللہ عزوجل کی حرام، حلال اور فرض کردہ اشیاء اور ان میں کی گئی حد بندیاں ہیں۔ سیدنا امام مجاہد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ وغیرہ بھی اسی کے قائل ہیں۔

اسی وجہ سے امام ضحاک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا: یہ وہ چیزیں ہیں جنہیں نبھانے کا اللہ عزوجل نے وعدہ دیا ہے کہ وہ اس کے حلال، حرام اور فرض اُمور جیسے نماز وغیرہ ادا کریں گے۔

یہ تفسیر سیدنا ابن جریج رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے اس قول سے بہتر ہے: یہ آیت مبارکہ اہلِ کتاب کے بارے میں نازل ہوئی یعنی اے پچھلی کتابوں پر ایمان لانے والو! تم سے شفیعِ روزِ شمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم کے بارے میں جو عہد لئے گئے ہیں انہیں پورا کرو ان میں سے ایک عہد یہ بھی ہے:

حضرت سیّدنا ابن جریج رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے لوگوں سے فرمایا: میں نے تمہارے اس کوفی امام نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بارے میں سنا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ خوفِ الٰہی عَزَّ وَجَلَّ کے پیکر ہیں۔ (تاریخ بغداد، رقم ۷۲۹۷، ج ۱۳، ص ۳۵۵)

امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (211-126ھ) اَلْمُصَنَّف میں فرماتے ہیں: ابن جریج، عکرمہ بن خالد سے اور وہ حضرت ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت کسی عورت کے پاس آئی اور جھوٹ بولتے ہوئے کہنے لگی کہ فلانی عورت تجھ سے زیور اُدھار مانگتی ہے۔ اس عورت نے اسے عاریۃً زیور دے دیا۔ اس نے کچھ عرصہ انتظار کیا لیکن اپنا زیور نہ پایا (پھر جب اس عورت سے زیور کا مطالبہ کیا تو) وہ کہنے لگی کہ میں نے تجھ سے زیور اُدھار لیا ہی نہیں۔ وہ دوسری عورت کے پاس گئی اور اس سے زیور کے متعلق پوچھا تو اس نے بھی کسی چیز کے اُدھار لینے کا انکار کیا پس وہ عورت رسول پاک، صاحب لولاک، سیّاحِ اَفلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں (شکایت لے کر) حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (زیور لینے والی) عورت کو بلایا تو وہ کہنے لگی: اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ نبی بنا کر مبعوث فرمایا! میں نے اس سے کوئی چیز اُدھار نہیں لی۔

تو سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ارشاد فرمایا: جاؤ اور اس کے بستر کے نیچے سے وہ زیور لے آؤ۔ پس وہ جا کر زیور لے آئے۔ تو حضور نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کے متعلق فیصلہ فرمایا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

(المصنف لعبد الرزاق، کتاب اللقول، باب الذی یستعیر ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۱۹۱۰۳، ج۹، ص ۲۹۶، بتغیرٍ قلیلٍ)

روایت ہے ابن جریج سے فرماتے ہیں مجھے عطاء نے حضرت ابن عباس اور جابر ابن عبداللہ سے خبر دی ان دونوں نے فرمایا کہ عید بقر کے دن اذان نہ کہی جاتی تھی پھر کچھ عرصہ بعد میں نے عطاء سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ مجھے جابر ابن عبداللہ نے خبر دی کہ عید کے دن امام کے نکلتے وقت اور نکلنے کے بعد نہ تو نماز کی اذان ہے نہ تکبیر، نہ عام اعلان نہ کچھ اور چیز یعنی اس دن نداء ہے نہ تکبیر (مسلم)

(۴۲) عبدالعزیز ابن عبداللہ:

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے کہ لوگ تلاش علم کرتے ہوئے اونٹوں کی سینہ کوبی کریں گے تو مدینہ کے ایک عالم سے بڑا کوئی عالم نہ پائیں گے اسے ترمذی نے روایت کیا اور جامع ترمذی میں ہے کہ ابن عیینہ نے فرمایا کہ وہ مالک ابن انس ہیں اور ایسے ہی عبدالرزاق سے روایت ہے اسحاق ابن موسیٰ نے فرمایا کہ میں نے ابن عیینہ کو سنا وہ فرماتے ہیں کہ وہ عمری زاہد ہیں ان کا نام عبدالعزیز ابن عبداللہ ہے۔

(۴۳) عبدالملک ابن عمیر:

روایت ہے عبدالملک ابن عمیر سے مرسلاً فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سورہ فاتحہ میں ہر بیماری

کی دعا ہے۔ (دارمی، بیہقی شعب الایمان)

عبدالملک بن عمیر نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، کہا کہ اہل کوفہ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے شکایت کی۔ اس لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو علیحدہ کر کے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا حاکم بنایا، تو کوفہ والوں نے سعد کے متعلق یہاں تک کہہ دیا کہ وہ تو اچھی طرح نماز بھی نہیں پڑھا سکتے۔ چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلا بھیجا۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ اے ابواسحاق! ان کوفہ والوں کا خیال ہے کہ تم اچھی طرح نماز نہیں پڑھا سکتے ہو۔ اس پر آپ نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم میں تو انھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرح نماز پڑھاتا تھا، اس میں کوتاہی نہیں کرتا عشاء کی نماز پڑھاتا تو اس کی دو پہلی رکعات میں (قرآت) لمبی کرتا اور دوسری دو رکعتیں ہلکی پڑھاتا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابواسحاق! مجھ کو تم سے امید بھی یہی تھی۔ پھر آپ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک یا کئی آدمیوں کو کوفہ بھیجا۔ قاصد نے ہر ہر مسجد میں جا کر ان کے متعلق پوچھا۔ سب نے آپ کی تعریف کی لیکن جب مسجد بنی عبس میں گئے۔ تو ایک شخص جس کا نام اسامہ بن قتادہ اور کنیت ابوسعدہ تھی کھڑا ہوا۔ اس نے کہا کہ جب آپ نے خدا کا واسطہ دے کر پوچھا ہے تو (سنیے کہ) سعد نہ فوج کے ساتھ خود جہاد کرتے تھے، نہ مال غنیمت کی تقسیم صحیح کرتے تھے اور نہ فیصلے میں عدل وانصاف کرتے تھے۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے (یہ سن کر) فرمایا کہ خدا کی قسم میں (تمہاری اس بات پر) تین دعائیں کرتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے اور صرف ریا ونمود کے لیے کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر دراز کر اور اسے خوب محتاج بنا اور اسے فتنوں میں مبتلا کر۔ اس کے بعد (وہ شخص اس درجہ بدحال ہوا کہ) جب اس سے پوچھا جاتا تو کہتا کہ ایک بوڑھا اور پریشان حال ہوں مجھے سعد رضی اللہ عنہ کی بددعا لگ گئی۔ عبدالملک نے بیان کیا کہ میں نے اسے دیکھا اس کی بھویں بڑھاپے کی وجہ سے آنکھوں پر آ گئی تھی۔ لیکن اب بھی راستوں میں وہ لڑکیوں کو چھیڑتا۔

(صحیح بخاری- کتاب الاذان (صفۃ الصلوٰۃ) حدیث:755)

حضرت عبدالملک بن عمیر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سورہ فاتحہ میں ہر بیماری سے شفا ھے۔ (دارمی)

ابن ماجہ نے بسند حسن عبدالملک ابن عمیر اس طرح مطولاً روایت کی فرماتے ہیں یعنی اہل اسلام سے کسی صاحب کو خواب میں ایک کتابی ملا وہ بولا: تم بہت خوب لوگ ہو اگر شرک نہ کرتے تم کہتے ہو جو چاہے اللہ اور چاہیں محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ ان مسلم نے یہ خواب حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی، فرمایا: سنتے ہو خدا کی قسم تمہاری اس بات پر مجھے بھی خیال گزرتا تھا یوں کہا کرو جو چاہے اللہ پھر جو چاہیں محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(مسند احمد بن حنبل حدیث حذیفۃ بن الیمان المکتب الاسلامی بیروت ۵ / ۳۹۳) (سنن ابی داود، کتاب الادب باب منہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲ / ۳۲۳) (سنن ابن ماجۃ ابواب الکفارات باب النہی ان یقال ماشاء اللہ الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۵۴)

ایک بار عالم قریش سے سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مکہ معظمہ میں فرمایا: مجھ سے جو چاہو پوچھو میں قرآن سے جواب دوں گا۔ کسی نے سوال کیا: احرام میں زنبور کو قتل کرنے کا کیا حکم ہے؟ فرمایا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم، ما اتکم الرسول فخذوہ ومانھکم عنہ فانتھوا وحدثنا سفیٰن بن عیینہ عن عبد الملک بن عمیر بن ربعی بن حراش عن حذیفۃ بن الیمان عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ قال اقتدوا بالذین من بعدی ابوبکر وعمر حدثنا سفین عن مسعر بن کدام عن قیس بن مسلم عن طارق بن شھاب عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ امر بقتل المحرم الزنبور ذکرہ الامام السیوطی فی الاتقان [1]

بسم اللہ الرحمن الرحیم، جو کچھ تمہیں رسول کریم عطا فرمائیں اسے لے لو اور جس سے تمہیں منع فرمائیں اس سے باز رہو اللہ عزوجل نے تو فرمایا کہ ارشاد رسول پر عمل کرو (ہم سے سفیان بن عیینہ نے فرمایا اس نے عبدالملک بن عمیر سے اس نے ربعی بن حراش سے اس نے حذیفہ بن یمان سے انھوں نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کی۔ت) کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ہمیں حدیث پہنچی کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ان دو کی پیروی کرو جو میرے جانشین ہونگے۔ (ہم سے سفیان بن مسعر بن کدام نے بیان کیا انھوں نے قیس بن مسلم سے انھوں نے طارق بن شہاب سے روایت کی) اور ہمیں امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حدیث پہنچی کہ انھوں نے احرام باندھے ہوئے کو قتل زنبور کا حکم دیا (امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے اسے الاتقان فی علوم القرآن میں ذکر فرمایا۔ت)

([1] الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی النوع الخامس والستون مصطفی البابی مصر ۲/۱۲۶)

حضرت سیدنا عبدالملک بن عمیر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت سیدنا ربعی بن خراش رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما نے بتایا: ہم تین بھائی تھے اور ہم میں سب سے زیادہ عبادت گزار اور سب سے زیادہ روزے رکھنے والا ہمارا منجھلا (یعنی درمیانہ) بھائی تھا۔ ایک مرتبہ میں اپنے دونوں بھائیوں کو چھوڑ کر ایک جنگل کی طرف نکل گیا، پھر جب میں واپس گھر پہنچا تو مجھے بتایا گیا کہ میرا وہی عبادت گزار بھائی مرض الموت میں مبتلا ہے۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو معلوم ہوا کہ ابھی کچھ دیر پہلے اس کا انتقال ہو چکا ہے۔ لوگوں نے اُسے ایک کپڑے میں لپیٹا ہوا تھا۔ میں اس کے لئے کفن لینے چلا گیا، جب کفن لے کر آیا تو یکا یک میرے اس مردہ بھائی کے چہرے سے کپڑا ہٹ گیا۔ اس نے مجھے مسکراتے ہوئے سلام کیا۔ میں نے بڑی حیرانگی کے عالم میں جواب دیا اور اس سے پوچھا: اے میرے بھائی! کیا تو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو گیا؟ اس نے کہا: جی ہاں! الحمدللہ عزوجل میں دوبارہ زندہ ہو چکا ہوں، اور تم سے جدا ہونے کے بعد میں اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوا، میرا رب عزوجل مجھ سے بہت خوش ہے، اور وہ پاک پروردگار عزوجل مجھ سے ناراض نہیں۔ اس نے مجھے سبز رنگ کے ریشمی حُلّے عطا فرمائے، اور میں نے اپنا معاملہ تمہارے معاملے سے بہت آسان پایا لہٰذا تم نیک اعمال کی طرف

خوب رغبت کرو اور سستی بالکل نہ کرو، اور (موت) سے بے خبر نہ رہو۔ دنیا سے رخصت ہونے کے بعد الحمد للہ عزوجل میری ملاقات، میری حسرتوں کے محور حضور نبی کریم، رؤوف رحیم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سے ہوئی، انہوں نے کرم کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: جب تک تم نہیں آؤ گے میں تمہاری (قبر) سے نہیں جاؤں گا۔ لہٰذا تم میری تجہیز وتکفین میں جلدی کرو اور بالکل دیر نہ کرو، قبر میں میری ملاقات حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سے ہوگی۔ بقول شاعر:

؎ قبر میں سرکار آئیں تو میں قدموں پر گروں — گر فرشتے بھی اٹھائیں تو میں ان سے یوں کہوں

اب تو پائے ناز سے میں اے فرشتو! کیوں اٹھوں — مر کے پہنچا ہوں یہاں اس دلربا کے واسطے

پھر اس کی آنکھیں بند ہوگئیں، اور اس کی روح اس طرح آسانی سے اس کے بدن سے نکلی جیسے کوئی کنکر جب پانی میں ڈالا جاتا ہے تو آسانی سے تہہ میں اتر جاتا ہے۔

؎ جب تیری یاد میں دنیا سے گیا ہے کوئی — جان لینے کو دلہن بن کے قضا آئی ہے

جب یہ واقعہ اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے بیان کیا گیا تو انہوں نے اس کی تصدیق فرمائی اور فرمایا: ہم یہ حدیث بیان کرتے تھے کہ اس اُمت میں ایک شخص ایسا ہوگا جو مرنے کے بعد بات کریگا۔

حضرت سیدنا ربعی بن خراش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں: میرا وہ بھائی سخت سردی کی راتوں میں بہت زیادہ قیام کرتا، اور سخت گرمیوں کے دنوں میں ہم سے زیادہ روزے رکھتا تھا۔

(عُیُونُ الحِکَایَات مؤلف امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی الجوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی المتوفی ۵۹۷ھ)

(۴۴) عبدالواحد ابن ایمن:

روایت ہے حضرت عبدالواحد ابن ایمن سے وہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ میں جناب عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا ان پر قطری قمیض تھی پانچ درہم والی آپ بولیں تم اپنی نظر اس میری لڑکی کی طرف تو اٹھاؤ اسے دیکھو کہ یہ اس کو گھر میں پہننے سے نفرت کرتی ہے اور اس کپڑے کی ایک قمیض میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں تھی تو مدینہ میں کوئی لڑکی دلہن نہ بنائی جاتی تھی مگر وہ میرے پاس بھیج کر مجھ سے منگا لیتی تھی۔ (بخاری)

(۴۵) عبدالرزاق ابن ہمام:

الحافظ، المحدث، الفقیه، ابو بکر عبدالرزاق بن همام بن نافع الصنعانی، الحمیری الیمنی آپ کا وصال ۸۵ سال کی عمر میں شوال المکرم کے درمیانی عشرہ میں ہوا، آپ کی چند مشہور کتب یہ ہیں: السنن فی الفقه، المصنف فی الحدیث، المغازی، الجامع الکبیر فی الحدیث وغیرہ۔ (معجم المؤلفین، ج ۲، ص ۱۴۲، الاعلام للزرکلی، ج ۳، ص ۳۵۳)

حسینی القدر، حافظ الحدیث امام ابو بکر عبد الرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی المصنف میں حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، وہ کہتے ہیں، میں نے عرض کی: یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم)! میرے ماں باپ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) پر قربان! مجھے بتایئے کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی؟ فرمایا: اے جابر! بے شک بالیقین، اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۶۵۸، الجزء المفقود من الجزء الاول من المصنف، لعبد الرزاق، ص ۶۳ رقم ۱۸)

(۴۶) عبد الحمید ابن جبیر:

روایت ہے عبد الحمید ابن جبیر ابن شیبہ سے فرماتے ہیں کہ میں سعید ابن جبیر کے پاس بیٹھا تھا تو انہوں نے مجھے خبر دی کہ ان کے دادا حزن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا تمہارا نام کیا ہے عرض کیا میرا نام حزن ہے فرمایا بلکہ تم سہل ہو عرض کیا میں وہ نام نہ بدلوں گا جو میرے باپ نے رکھا ہے ابن مسیب نے کہا کہ پھر ہم میں ہمیشہ رنج و غم رہا (بخاری)

(۴۷) عبد المہیمن ابن عباس ابن سہل:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ. حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنْ عَبْدِ الْمُهَيْمِنِ ابْنِ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: الْأَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ. وَلَوْ أَنَّ النَّاسَ اسْتَقْبَلُوا وَادِيًا أَوْ شِعْبًا، وَاسْتَقْبَلَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيًا، لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ. وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ

سعد بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: انصار شعار ہیں اور لوگ دثار ہیں اگر لوگ کسی وادی یا گھاٹی میں جائیں اور انصار کسی دوسری وادی میں جائیں تو میں انصار کی وادی میں جاؤں گا، اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا۔ (ابن ماجہ)

(۴۸) عبد الاعلیٰ ابن مسہر:

علی بن مسہر سے روایت کی کہ میں نے اپنی دادی سے سنا وہ کہتی تھیں کہ میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے زمانہ میں جوان لڑکی تھی، کئی روز آسمان رویا، یعنی آسمان سے خون برسا۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی، جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالکوائن۔۔۔الخ، باب ما روی فی اخبارہ بقتل ابن ابنتہ ابی عبد اللہ الحسین۔۔۔الخ، ج ۶ ص ۴۷۲)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاویٰ رضویہ میں ان کے حوالے سے ایک روایت نقل کرکے فرماتے ہیں کہ

عقود الجواہر میں ہے: فی مصنف ابن ابی شیبۃ حدثنا علی بن مُسہر عن سعید بن ابی عروبۃ عن قتادۃ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ابا عبیدۃ ومعاذ بن جبل وابا طلحۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کانوا یشربون من الطلاء ماذھب ثلثاہ وبقی ثلثہ[1] قلت ورواہ ایضا ابو مسلم الکجی وسعید بن منصور فی سننہ کما فی العمدۃ قال ابوبکر حدثنا وکیع عن الاعمش عن میمون (ھو ابن مھران) عن ام الدرداء قالت کنت اطبخ لابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ الطلاء ماذھب ثلثاہ وبقی ثلثہ[2]
مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے ہمیں علی بن مسہر نے سعید بن ابی عروبہ سے انہوں نے قتادہ سے اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بیان کی حضرت انس نے فرمایا کہ ابوعبیدہ، معاذ بن جبل اور ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایسا طلاء پیتے جس کا دوثلث جل کر ایک ثلث باقی رہتا۔ میں کہتا ہوں کہ اس کو ابو مسلم الکجی اور سعید بن منصور نے بھی اپنی سنن میں روایت کیا جیسا کہ عمدہ میں ہے۔ ابوبکر نے کہا ہمیں وکیع نے اعمش سے انہوں نے ام درداء سے حدیث بیان کی، ام درداء نے کہا کہ میں ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے طلاء پکاتی جس کا دوتہائی جل کر ایک تہائی باقی رہ جاتا۔

(۱۔ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الاشربہ حدیث ۴۰۳۹ ادارۃ القرآن ۸ / ۱۷۰) (۲۔ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الاشربہ حدیث ۴۰۴۱ ادارۃ القرآن ۸ / ۱۷۱) (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۵)

(۴۹) عبد المنعم ابن نعیم:

روایت ہے حضرت جابر سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا جب تم اذان کہو تو ٹھہر ٹھہر کر کہو اور جب تکبیر کہو تو جلدی جلدی کہو اور اپنی اذان وتکبیر کے درمیان اتنا فاصلہ کرو کہ کھانے والا اپنے کھانے سے اور پینے والا اپنے پینے سے اور قضائے حاجت والا جب حاجت کو جائے تو فارغ ہوجائے اور صف میں نہ کھڑے ہوحتی کہ مجھ کو دیکھو یہ ترمذی نے روایت کی اور فرمایا کہ اسے ہم عبد المنعم کی حدیث سے ہی جانتے ہیں اور یہ مجہول اسناد ہے۔

(۵۰) عبد خیر ابن یزید:

روایت ہے حضرت عبد خیر سے فرماتے ہیں کہ ہم بیٹھے ہوئے حضرت علی کو دیکھ رہے تھے جب انہوں نے وضو کیا اور اپنا داہنا ہاتھ ڈالا تو منہ بھر کر کلی کی اور ناک میں پانی لیا اور بائیں ہاتھ سے ناک جھاڑی یہ تین بار کیا پھر فرمایا کہ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو دیکھنا پسند ہو تو حضور کا وضو یہ تھا۔ (دارمی)

(۵۱) عمران ابن حطان:

روایت ہے حضرت عمران ابن حطان سے فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوذر کے پاس گیا تو میں نے انہیں ایک کالے کمبل میں اکیلے ٹیک لگائے بیٹھے پایا میں نے کہا اے ابوذر یہ گوشہ نشینی کیسی تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تنہائی بہتر ہے ہر ساتھی سے اور اچھا ساتھی بہتر ہے تنہائی سے اور اچھی بات بولنا خاموشی سے بہتر ہے اور خاموشی بہتر ہے بری بات بولنے سے۔

(شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، فصل فی فضل السکوت۔۔۔ الخ، الحدیث: ۴۹۹۳، ج ۴، ص ۲۵۶)

(۵۲) عمرو ابن شعیب:

حضرتِ سیدنا عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالی عنہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دوعالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلّم نے فرمایا، جمعہ کے دن ملائکہ کو مسجد کے دروازوں پر بھیجا جاتا ہے جو لوگوں کے آنے کا وقت لکھتے ہیں۔ جب امام منبر پر آجاتا ہے تو صحیفے لپیٹ دیئے جاتے ہیں اور قلم اٹھالئے جاتے ہیں اور ملائکہ ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ فلاں کیوں نہیں آیا؟ پھر ملائکہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں، اے اللہ عزوجل! اگر وہ بندہ راستہ بھٹک گیا ہے تو اسے راستہ دکھا اور اگر بیمار ہے تو اسے شفاء عطا فرما اور اگر وہ تنگ دست ہے تو اسے کشادگی عطا فرما۔ (ابن خزیمۃ، باب ذکر دعاء الملٰئکۃ الخ، ج ۳، ص ۱۳۴)

حضرتِ سیدنا عمرو بن شعیب اپنے والد اور وہ اِن کے دادا رضی اللہ تعالی عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلّم نے فرمایا، جب عورت اپنے شوہر کے گھر سے صدقہ کرتی ہے تو اسے ثواب ملتا ہے اور اس کے شوہر کو بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے اور ان میں سے ایک کا ثواب دوسرے کے ثواب میں کچھ کمی نہیں کرتا، شوہر کو کمانے کا اور عورت کو صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

(ترمذی، کتاب الزکاۃ، باب ماجاء فی نفقۃ المراۃ من بیت زوجھا، رقم ۶۷۱، جلد ۲، ص ۵۰)

حضرتِ سیدنا عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالی عنہما اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلّم نے فرمایا، بہترین دعا یوم عرفہ کی دعاء ہے اور سب سے بہتر کلمہ جو میں نے اور مجھ سے پہلے کے انبیاء علیہم السلام نے کہا ہے وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی دعاء یوم عرفہ، رقم ۳۵۹۶، ج ۵، ص ۳۳۸)

حضرتِ سیدنا عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ خاتم الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ

الغریبین، سراج السالکین، محبوب ربّ العلمین، جناب صادق و امین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖو آلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ جب اللہ عزوجل مخلوق کو جمع فرمائے گا تو ایک منادی ندا کریگا، اہل فضل کہاں ہیں؟ تو کچھ لوگ کھڑے ہونگے جو تعداد میں نہایت قلیل ہونگے۔ جب یہ جلدی سے جنت کی طرف بڑھیں گے تو فرشتے ان سے ملیں گے اور کہیں گے، ہم دیکھ رہے ہیں کہ تم تیزی سے جنت کی طرف جارہے ہو تم کون ہو؟ تو وہ جواب دیں گے کہ ہم اہل فضل ہیں۔ فرشتے کہیں گے کہ تمہارا فضل کیا ہے؟ وہ جواب دیں گے، جب ہم پر ظلم کیا جاتا تھا تو ہم صبر کرتے تھے اور جب ہم سے برائی کا برتاؤ کیا جاتا تھا تو اسے برداشت کرتے تھے۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہوجاؤ اور اچھے عمل والوں کا ثواب کتنا اچھا ہے۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب الرفق، رقم ۱۸، ج ۳، ص ۲۸۱)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖو آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ تکبر کرنے والے قیامت کے دن میدان محشر میں چیونٹیوں کے مثل بنا کر لائے جائیں گے مگر ان کی صورتیں آدمی کی ہوں گی اور ہر طرف سے ان پر ذلت کا گھیرا ہوگا اور وہ گھسیٹ کر جہنم کے اس قیدخانہ میں ڈالے جائیں گے جس کا نام بولس (ناامیدی کی جگہ) ہوگا۔ ان کے اوپر جہنم کی آگ ہوگی جو نارالانیار کہلاتی ہے اور انہیں جہنمیوں کے بدن کا پیپ پلایا جائے گا جس کا نام طینۃ الخبال (پیپ کا کیچڑ) ہے۔ (سنن الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب ۴۷، الحدیث: ۲۵۰۰، ج ۴، ص ۲۲۱)

(۵۳) عمرو ابن سعید:

روایت ہے حضرت عمرو ابن سعید سے وہ حضرت انس سے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو نہ دیکھا جو بال بچوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مہربان ہو آپ کے فرزند ابراہیم بیرون مدینہ میں شیرخوارگی کرتے تھے تو آپ تشریف لے جاتے تھے ہم آپ کے ساتھ ہوتے تھے آپ گھر میں تشریف لے جاتے حالانکہ وہاں دھواں ہوتا تھا ان کا رضاعی والد لوہار تھا آپ بچے کو لیتے اسے چومتے پھر لوٹ آتے حضرت عمرو نے فرمایا پھر جب ابراہیم وفات پاگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا بچہ ابراہیم شیرخوارگی میں وفات پاگیا اس کے لیے دو دوائیاں مقرر ہیں جو اس کی شیرخوارگی جنت میں پوری کریں (مسلم)

(۵۴) عمرو ابن عثمان:

بخاری و مسلم اپنی صحاح اور ابن ماجہ اپنی سنن اور طحاوی شرح معانی آلاثار اور اسماعیلی مستخرج علی صحیح البخاری میں بطریق امام علی بن حسین زین العابدین عن عمرو بن عثمان الغنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی: انہ قال یارسول اللہ این تنزل فی دارك بمکۃ فقال وھل ترك عقیل من رباع او دور وکان

عقیل ورث اباطالب ھو وطالب ولم یرثہ جعفر ولا علی رضی اللہ تعالٰی عنہما شیئا لانہما کان مسلمین وکان عقیل وطالب کافرین فکان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ یقول لایرث المؤمن الکافر ا ــــ ولفظ ابن ماجۃ والطحاوی فکان عمر من اجل ذلک یقول ا ــــ الخ ولفظ الاسماعیلی فمن اجل ذلک کان عمر یقول۔

یعنی انہوں نے خدمتِ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں عرض کی کہ یارسول اللہ! حضور کل مکہ معظمہ میں اپنے محلے کے کون سے مکان میں نزول اجلال فرمائیں گے۔ فرمایا، کیا ہمارے لیے عقیل نے کوئی محلہ یا مکان چھوڑ دیا ہے۔ امام زین العابدین نے فرمایا: ہوا یہ تھا کہ ابوطالب کا ترکہ عقیل اور طالب نے پایا، اور جعفر و علی رضی اللہ تعالٰی عنہما کو کچھ نہ ملا۔ یہ دونوں حضرات وقتِ موت ابی طالب مسلمان تھے اور طالب کافر تھا اور عقیل رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے۔ اسی بناء پر امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرمایا کرتے کہ کافر کا ترکہ مسلمان کو نہیں پہنچتا۔

(ا ــــ صحیح البخاری کتاب المناسک باب توریث دور مکۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۱۶) (صحیح مسلم کتاب الحج باب النزول بمکۃ وتوریث دورہا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۳۶) (۲ ــــ سنن ابن ماجہ ابواب الفرائض باب میراث اھل الاسلام من اہل الشرک ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۰۰)

(۵۵): عمرو ابن شرید:

عمرو بن شرید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں: میں اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ بائیں ہاتھ کو پیٹھ کے پیچھے کرلیا اور داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کی گدی پر ٹیک لگائی۔ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم میرے پاس سے گزرے اور یہ فرمایا: کیا تم ان لوگوں کی طرح بیٹھتے ہو، جن پر خدا کا غضب ہے۔

(سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی الجلسۃ المکروھۃ، الحدیث: ۴۸۴۸، ج ۴، ص ۳۴۵)

روایت ہے حضرت عمرو ابن شرید سے وہ اپنے والد سے فرمایا انہوں نے کہ ثقیف کے وفد میں ایک کوڑھی آدمی تھا تو اس کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہلا بھیجا کہ ہم نے تجھ کو بیعت کرلیا تو لوٹ جا (مسلم)

روایت ہے حضرت عمرو ابن شرید سے اور وہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں مجھ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے جب کہ میں اس طرح بیٹھا تھا کہ میں نے اپنا بایاں ہاتھ اپنے پیٹھ کے پیچھے رکھا ہوا تھا اور میں نے اپنے ہاتھ کی سیرین پر ٹیک لگائی ہوئی تھی تو فرمایا تم ان لوگوں کی بیٹھک بیٹھتے ہو جن پر غضب کیا گیا (ابوداؤد)

روایت ہے عمرو ابن شرید سے وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دن ردیف بنا تو فرمایا کیا تمہیں امیہ ابن ابی الصلت کے کچھ شعر یاد ہیں میں نے عرض کیا ہاں فرمایا لاؤ میں نے ایک شعر پڑھا فرمایا اور لاؤ حتی کہ میں نے آپ کو سو شعر سنائے۔ (مسلم)

(۵۶) عمرو ابن میمون:

حضرت سیّدنا عمرو بن میمون رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کی طرف جلدی کی تو آپ نے ایک شخص کو عرش کے سائے میں دیکھا تو اس کے مقام ومرتبہ پر انہیں بہت رشک آیا اور فرمانے لگے یقیناً یہ شخص اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے ہاں بزرگی والا ہے۔ پس آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کا نام جاننے کے لئے عرض کی تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: بلکہ میں تمہیں اس کا عمل بتاتا ہوں (جس کے سبب اسے یہ مقام ملا) میں نے اپنے بندوں کو اپنے فضل سے جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں یہ شخص ان پر حسد نہیں کرتا تھا، چغلی نہیں کھاتا تھا اور اپنے والدین کی نافرمانی نہیں کرتا تھا۔ (حلیۃ الاولیاء، الحدیث ۵۱۲۱، ج ۴، ص ۱۶۳)

حضرت سیدنا عمرو بن میمون رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جس دن حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کیا گیا اس دن میں وہیں موجود تھا۔ حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمازِ فجر کے لئے صفیں درست کروا رہے تھے۔ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بالکل قریب کھڑا تھا، ہمارے درمیان صرف حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حائل تھے۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفوں کے درمیان سے گزرتے اور فرماتے: اپنی صفیں درست کرلو۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ صفیں بالکل سیدھی ہوچکی ہیں، نمازیوں کے درمیان بالکل خلا نہیں رہا اور سب کے کندھے ملے ہوئے ہیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور تکبیر تحریمہ کہی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادتِ کریمہ تھی کہ صبح کی نماز میں اکثر سورہ یوسف اور سورہ نحل میں سے قراءَت فرماتے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلی رکعت میں کچھ زیادہ تلاوت فرماتے تاکہ بعد میں آنے والے بھی جماعت میں شامل ہوسکیں، ابھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز شروع ہی کی تھی کہ ایک مجوسی غلام جو پہلی صف میں چھپ کر کھڑا تھا اس نے موقع پاتے ہی ایک دودھاری تیز خنجر سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کردیا۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سنائی دی کہ مجھے کسی کتے نے قتل کردیا یا کاٹ لیا ہے وہ مجوسی غلام حملہ کرنے کے بعد پیچھے پلٹا اور بھاگتے ہوئے تیرہ نمازیوں پر حملہ کیا جن میں سے سات شہید ہوگئے، ایک نمازی نے آگے بڑھ کر اس پر کپڑا ڈالا اور اسے پکڑ لیا، جب اس بدبخت غلام نے دیکھا کہ اب میں پکڑا جاچکا ہوں، تو اپنے ہی خنجر سے خودکشی کرلی، جب حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ ہوا تو صفوں میں دور دور کھڑے اکثر نمازی اس حملہ سے بے خبر تھے جب انہوں نے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قراءَت نہ سنی تو سبحان اللہ، سبحان اللہ کہنا شروع کردیا۔ حضرت سیدنا عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر نماز فجر پڑھائی، اکثر لوگوں کو نماز کے بعد واقعہ کا علم ہوا۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدید زخمی ہوچکے تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا: اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما! معلوم کرو کہ مجھے کس نے زخمی کیا ہے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر گئے، کچھ دیر بعد واپس آکر بتایا: مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام (ابولولوہ فیروز) نے

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کیا ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: وہی غلام جو لوہار تھا؟ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جواب دیا: جی ہاں۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اللہ عزوجل اسے غارت کرے! میری اس سے کوئی دشمنی نہیں تھی، بلکہ میں نے تو اسے نیکی کی دعوت دی تھی، میں تو اس کے ساتھ بھلائی کا خواہاں تھا۔ اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ میں کسی مسلمان کے ہاتھوں زخمی نہ ہوا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھر لے جایا گیا۔ حضرت سیدنا عمرو بن میمون رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی طرف چل دیئے۔ لوگوں پر مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔ گویا اس سے پہلے کبھی ایسی پریشانی اور مصیبت سے دو چار نہ ہوئے تھے۔ لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی دیتے گئے: حضور! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پریشان نہ ہوں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زخم جلد ہی ٹھیک ہو جائیں گے، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھجور کی نبیز پلائی گئی لیکن وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیٹ سے زخموں کے ذریعے باہر آگئی۔ پھر دودھ پلایا گیا تو وہ بھی زخموں کے راستے پیٹ سے باہر نکل آیا، لوگ سمجھ گئے کہ اب ہم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت سے زیادہ دیر تک فیضیاب نہ ہو سکیں گے۔

پھر لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کرنا شروع کر دی، ایک نوجوان آ کر کہنے لگا: اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آپ کو مبارک ہو کہ عنقریب اللہ عزوجل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے رحلت فرمانے والے دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ملا دے گا۔ اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آپ کو خلافت کا منصب عطا کیا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عدل و انصاف سے کام لیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اچھے خلیفہ اور لوگوں کے خیر خواہ و محسن ہیں۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: میں تو اس بات کو پسند کرتا تھا کہ مجھے بقدرِ کفایت رزق ملے، نہ کوئی میرا مقروض ہو، نہ ہی میں کسی کا مقروض ہوؤں۔ پھر وہ نوجوان واپس جانے لگا تو اس کا تہبند ٹخنوں سے نیچے تھا اور زمین پر لگ رہا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے فرمایا: اس نوجوان کو میرے پاس بلاؤ۔ جب وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی ہی شفقت سے فرمایا: اے بھتیجے! اپنا کپڑا ٹخنوں سے اونچا کر لے، بیشک اس میں تیرے کپڑوں کی پاکیزگی اور تیرے رب عزوجل کی بارگاہ میں تیرا یہ عمل تقویٰ اور پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے۔ (سبحان اللہ عزوجل! قربان جایئے ان پاکیزہ ہستیوں کے جذبہ تبلیغ پر کہ آخری لمحات میں بھی نیکی کی دعوت دینا ترک نہ کی اور اس حالت میں بھی خلاف شرع کام برداشت نہ ہو سکا۔ اللہ عزوجل ان کے صدقے ہمیں بھی جذبہ تبلیغ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا: حساب لگا کر بتاؤ، ہم پر کتنا قرض ہے؟ انہوں نے حساب لگا کر بتایا: تقریباً چھیاسی ہزار (86,000) درہم۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اگر یہ قرض میرے مال سے ادا ہو جائے تو ادا کر دینا اور اگر میرا مال کافی نہ ہو تو بنی عدی بن کعب کے مال سے ادا کرنا اگر پھر بھی ناکافی ہو تو قریش سے سوال کرنا، ان کے علاوہ اور کسی سے سوال نہ کرنا، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا: تم اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں چلے جاؤ اور ان سے عرض کرو کہ عمر بن خطاب اس بات کی اجازت چاہتا ہے کہ اسے اس کے ساتھیوں کے ساتھ دفن کیا جائے اور حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے قرب میں جگہ عطا فرمائی جائے۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رو رہی تھیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو سلام عرض کر رہے ہیں اور اس بات کی اجازت چاہتے ہیں کہ انہیں ان کے ساتھیوں کے قرب میں دفن کیا جائے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: یہ جگہ تو میں نے اپنے لئے رکھی تھی لیکن اب میں یہ جگہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایثار کرتی ہوں، انہیں جا کر یہ خوشخبری سنا دو۔ چنانچہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اجازت لے کر واپس تشریف لائے۔

جب حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا گیا کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آ گئے ہیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مجھے بٹھا دو۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سہارا دے کر بٹھا دیا گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! کیا خبر لائے ہو؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجازت عطا فرما دی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش ہو جائیں، جس چیز کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پسند کیا کرتے تھے وہ آپ کو عطا کر دی گئی ہے۔ یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مجھے اس چیز سے زیادہ اور کسی چیز کی فکر نہیں تھی، الحمد للہ عزوجل مجھے میری پسندیدہ چیز عطا کر دی گئی ہے۔

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جب میری روح پرواز کر جائے تو مجھے اٹھا کر سرکارِ ابدِ قرار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے روضہ اقدس پر لے جانا، پھر بارگاہِ نبوت میں سلام عرض کرنا اور حضرت سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کرنا: عمر بن خطاب اپنے دوستوں کے ساتھ آرام کی اجازت چاہتا ہے، اگر وہ اجازت دے دیں تو مجھے وہاں دفن کر دینا اور اگر اجازت نہ ملے تو مجھے عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفنا دینا۔

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح خالقِ حقیقی عزوجل سے جا ملی تو ہم لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد نبوی شریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں لے گئے، اور حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حجرہ مبارکہ سے باہر کھڑے ہو کر اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سلام عرض کیا، اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حجرہ مبارکہ میں دفن کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اجازت عطا فرما دی، چنانچہ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے جلووں میں حضرت سیدنا صدیق اکبر

ضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔

(عُیُوْنُ الحِکَایَات، حصہ اوّل مؤلف امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی الجوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی المتوفی ۵۹۷ھ)

روایت ہے حضرت عمرو ابن میمون اودی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے نصیحت کرتے ہوئے کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو: بڑھاپے سے پہلے جوانی کو، بیماری سے پہلے تندرستی کو، فقیری سے پہلے غنا کو اور مشغولیت سے پہلے فرصت کو اور اپنی موت سے پہلے زندگی کو۔ (ترمذی)

حضرت عمرو بن میمون اَودی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے بیان کیا: میں نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (بوقتِ وصال اپنے صاحبزادے سے) فرمایا: اے عبد اللہ بن عمر! اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور عرض کرو کہ عمر بن خطاب آپ کو سلام کہتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ مجھے میرے دونوں رفقاء کے ساتھ (روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں) دفن ہونے کی اجازت دی جائے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جب اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ درخواست پیش کی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وہ جگہ میں اپنے لیے رکھنا چاہتی تھی لیکن آج میں انہیں (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو) اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں۔ جب حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما واپس گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت فرمایا: کیا خبر لائے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: اے امیر المومنین! اُمّ المومنین نے آپ کے لیے اجازت دے دی ہے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس (متبرک و مقدس) مقام سے زیادہ میرے لیے (بطور آخری آرام گاہ) کوئی جگہ اہم نہیں تھی۔ سو جب میرا وصال ہو جائے تو مجھے اٹھا کر وہاں لے جانا اور سلام عرض کرنا۔ پھر عرض کرنا (آقا!) عمر بن خطاب اجازت چاہتا ہے۔ اگر مجھے اجازت مل جائے تو وہاں دفن کر دینا ورنہ مجھے عام مسلمانوں کے قبرستان میں لے جا کر دفن کر دینا۔ اِس حدیث کو امام بخاری اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔

(أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الجنائز، 1/469، الرقم: 1328، وأيضًا في كتاب المناقب، 3/1353، 1355، الرقم: 3497، ونحوه ابن أبي شيبة في المصنف، 3/34، الرقم: 11858، وأيضًا، 7/435، 436، الرقم: 37059، 37074)

(۵۷) عمرو ابن عبد اللہ:

روایت ہے حضرت ابو اسحاق سے کہ کسی نے حضرت براء سے کہا کہ اے ابو عمارہ تم حنین کے دن بھاگ گئے تھے تو فرمایا نہیں خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹھ نہیں پھیری لیکن حضور کے نوجوان صحابہ اس طرح گئے تھے کہ ان کے پاس بہت سے ہتھیار نہ تھے تو وہ تیر انداز قوم سے ملے جس کا کوئی تیر زمین پر گرتا نہ تھا تو انہوں نے مسلمانوں کو زخمی کر دیا ان کے تیر خطا نہیں کرتے تھے تب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفید

خچر پر تھے اور ابوسفیان ابن حارث آپ کے خچر کو کھینچ رہے تھے تب حضور اترے فتح کی دعا کی اور فرمایا میں جھوٹا نبی نہیں ہوں میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں پھر مسلمانوں کی صفیں بنائیں (مسلم)

(۵۸) عمرو ابن عبداللہ:

روایت ہے حضرت عمرو بن عبداللہ ابن صفوان سے وہ اپنے ماموں سے راوی جنہیں یزید ابن شیبان کہا جاتا تھا فرماتے ہیں ہم عرفات میں اپنی منزل میں تھے عمرو نے فرمایا کہ وہ جگہ امام کی جگہ سے بہت دور تھی تو ہمارے پاس ابن مربع انصاری آئے بولے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمہاری طرف پیغامبر ہوں حضور تم سے فرماتے ہیں کہ تم لوگ اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو تم لوگ اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کی وراثت پر ہو (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

(۵۹) عمرو ابن دینار:

روایت ہے حضرت عمر ابن خطاب اور حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کوئی شخص نہیں جو کسی گرفتار بلا کو دیکھے تو یہ کہہ لے شکر ہے اس اللہ کا جس نے مجھے اس آفت سے بچایا جس میں تجھے مبتلا کیا اور جس نے مجھے بہت سی مخلوق پر بزرگی بخشی مگر اسے یہ بلا نہ پہنچے گی جو بلا بھی ہو (ترمذی) اور ابن ماجہ نے اسے حضرت ابن عمر سے روایت کیا اور ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے اور عمرو ابن دینار راوی قوی نہیں۔

روایت ہے حضرت عمرو سے فرماتے ہیں میں نے طاؤس سے کہا کاش آپ کھیتی کرانا چھوڑ دیتے کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے وہ بولے اے عمرو میں انہیں زمین دیتا ہوں اور ان کی مدد کرتا ہوں اور صحابہ کے بڑے عالم نے مجھے خبر دی ہے یعنی حضرت ابن عباس نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہ فرمایا بلکہ یہ فرمایا ہے کہ تم میں سے کسی کا اپنے بھائی کو عاریۃً زمین دے دینا کچھ مقرر اجرت لینے سے بہتر ہے (مسلم، بخاری)

(۶۰) عمرو ابن واقد:

روایت ہے حضرت ابوذر سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ دنیا میں زہد وتقویٰ نہ تو حلال کو حرام کر لینے سے ہے اور نہ مال برباد کرنے سے لیکن دنیا میں زہد یہ ہے کہ اپنے قبضہ کی چیز پر اس سے زیادہ بھروسہ نہ کر جو اللہ کے قبضہ میں ہے اور جب تو مصیبت میں گرفتار ہو تو مصیبت کے ثواب میں زیادہ راغب ہو اگر وہ تجھ پر باقی رکھی جاوے (ترمذی، ابن ماجہ) ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب اور عمرو ابن واقد راوی منکر الحدیث ہے۔

(٦١) عمرو ابن مالک:

حبان فرماتے ہیں: عمرو بن مالك النكري كنيته أبو مالك من أهل البصرة يروي عن أبي الجوزاء روى عنه حماد بن زيد وجعفر بن سليمان وابنه يحيى بن عمرو ويعتبر حديثه من غير رواية ابنه عنه مات سنة تسع وعشرين ومائة. [الثقات لابن حبان 7/228]۔

(٦٢) عمر ابن عبدالعزیز:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ونسب:

حضرت سیّدُنا محمد بن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: آپ کا پورا نام عمر بن عبدالعزیز بن مروان بن حکم بن ابی عاص بن امیہ بن عبد الشمس اور والدۂ ماجدہ کا نام اُمِ عاصم بنت عاصم بن عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ اور کنیت ابوحفص ہے۔

ولادتِ باسعادت:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت سن تریسٹھ (63) ہجری مدینہ شریف میں ہوئی۔ اسی سال اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدَتُنا میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا تھا۔ (الطبقات الکبری لابن سعد، الرقم ۹۹۵ عمر بن عبد العزیز، ج۵، ص ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ تاریخ الاسلام للذھبی، حرف العین، عمر بن عبدالعزیز، ج۲، ص ۳۲۶)

زمانے کا بہترین شخص:

حضرت سیّدُنا عباس بن راشد علیہ رحمۃ اللہ الواجد فرماتے ہیں: حضرت سیّدُنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے اور جب واپس جانے لگے تو میرے آقا نے مجھے حکم فرمایا: تم بھی ان کے ساتھ جاؤ۔ چنانچہ، میں بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جانے کے لئے سوار ہوا۔ جب ہمارا گزر ایک وادی سے ہوا تو اس میں راستے پر ایک مردہ سانپ پڑا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی سواری سے نیچے اُترے اور سانپ کو دفن کر کے پھر سوار ہو گئے اور ہم اپنی منزل کی طرف چل پڑے۔ اتنے میں ایک غیبی آواز آئی: یا خرقاء! یا خرقاء! ہم آواز تو سن رہے تھے لیکن کوئی نظر نہ آ رہا تھا۔ حضرت سیّدُنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے غیبی آواز دینے والے! میں تجھے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ اگر تم سامنے آ سکتے ہو تو آ کر ہمیں بتاؤ کہ یہ خرقاء کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: خرقاء وہی سانپ ہے جس کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دفن کر دیا ہے۔ میں نے ایک دن حضور پُرنور، شافعِ یومُ النشور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلَّم کو اس سانپ سے یہ فرماتے سنا تھا، اے خرقاء اتم چٹیل زمین میں مروگے اور زمانے کا سب سے بہتر مؤمن تمہیں دفن کریگا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: اللہ عزَّ وَجَلَّ تم پر رحم فرمائے! یہ تو بتاؤ کہ تم کون ہو؟ اس نے بتایا، میں ان سات جنّات میں سے ہوں جنھوں نے اس وادی میں رسول اللہ عزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بیعت کی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ پوچھا: کیا واقعی تم نے یہ بات اللہ کے رسول عزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے سنی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ یہ سنا تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے سَیلِ اَشک رواں ہوگیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے چل دیئے۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر، الرقم ۵۲۴۲، عمر بن عبد العزیز، ج ۴۵، ص ۱۴۵۔ ۱۴۶) (حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبد العزیز، الحدیث ۷۴۶۵، ج ۵، ص ۳۷۵)

حضرت سیِّدُنا مجاہد علیہ رحمۃ اللہ الواحد فرماتے ہیں: خلفائے راشدین اور ہدایت یافتہ امام سات ہیں۔ جن میں سے پانچ دُنیا سے رخصت ہوگئے اور دو باقی ہیں۔ حضرت سیِّدُنا خارجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ان پانچ کے نام یہ ہیں:

(۱) امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲) امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳) امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴) امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وَجْہَہُ الْکَرِیْم اور

(۵) امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی التفضیل، الحدیث ۴۶۳۱، ص ۱۵۶۳)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محاسبۂ نفس:

حضرت سیِّدُنا زید بن اسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک ٹوکری تھی جس میں ایک اونی جبہ اور طوق ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مکان کے درمیان ایک کمرہ مخصوص تھا جہاں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز ادا کرتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ اس کمرے میں کوئی داخل نہ ہوتا تھا۔ جب رات کا آخری وقت ہوتا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹوکری کو کھولتے اور جُبّہ پہن کر طوق اپنی گردن میں ڈال لیتے اور طلوعِ فجر تک بارگاہِ الٰہی عزَّ وَجَلَّ میں مناجات اور گریہ وزاری میں مشغول رہتے۔ پھر اس جُبّہ اور طوق کو ٹوکری میں رکھ دیتے۔ ساری زندگی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی معمول رہا۔ (حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبد العزیز، الحدیث ۷۲۶۸، ج ۵، ص ۳۲۴)

دُنیا کو تین طلاقیں:

امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پڑوسی حضرت سیِّدُنا حارث بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جب رات کی تاریکی چھا جاتی اور ستارے روشن ہو جاتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مریض کی طرح بے چین و مضطرب ہو جاتے اور غم زدہ انسان کی طرح رونے لگتے۔ گویا میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے سن رہا ہوں کہ اے دُنیا! تو کیوں میرا پیچھا کرتی ہے یا مجھ میں دلچسپی کیوں لیتی ہے؟ جا، مجھ سے دور ہو جا، کسی اور کو دھوکا دے، میں تو تجھے تین طلاقیں دے چکا ہوں، اب دوبارہ تجھ سے رجوع نہیں ہو سکتا۔ تیری عمر کم، لذّات حقیر اور خطرات زیادہ ہیں۔ ہائے افسوس! زادِ راہ کم، سفر طویل اور راستہ پُرخطر ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نمازِ فجر پڑھ لیتے تو قرآنِ حکیم کو (پڑھنے کے لئے) اپنی گود میں رکھ لیتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنسوؤں سے داڑھی شریف تر ہو جاتی پھر جب کسی آیتِ خوف کی تلاوت فرماتے تو بار بار اس کو دہراتے رہتے اور بہت زیادہ رونے کی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس آیت سے آگے نہ بڑھ سکتے اور طلوعِ آفتاب تک یہی کیفیت رہتی۔ سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! اُن نورانی چہروں کو دیکھنے کا کتنا شوق ہے؟ اُن کی باتیں سُن کر کتنی خوشی ہوتی ہے؟ اور ان کی نشانیاں مٹ جانے پر کس قدر غم ہوتا ہے؟

حضرت سیِّدُنا یزید بن خوشب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا حَسَن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر خوف کھانے والا کوئی نہیں دیکھا گویا جہنم ان ہی کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب موت کو یاد کرتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدن کے جوڑ لرزنے لگ جاتے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الرقم ۹۹۵ عمر بن عبدالعزیز، ج۵، ص۳۱۱۔ حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبدالعزیز، الحدیث ۷۵۲۳، ج۵، ص۳۴۹)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فکرِ آخرت:

حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش بیٹھے تھے جبکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوست گفتگو میں مشغول تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی، اے امیرالمؤمنین! آپ کو کیا ہوا کہ آپ کلام نہیں فرما رہے؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں اہلِ جنت کے متعلق سوچ رہا ہوں کہ وہ جنت میں کیسے ایک دوسرے کی زیارت کریں گے؟ اور اہلِ دوزخ کے بارے میں سوچ رہا ہوں کہ وہ جہنم میں کیسے چلائیں گے؟ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے۔

(الموسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب الرقۃ والبکاء، الحدیث ۹۴، ج۳، ص۱۸۲)

آنسوؤں سے پرنالہ بہہ پڑا:

خراسان کے ایک بزرگ کا بیان ہے کہ جب خلیفہ ابوجعفر منصور نے بیتُ المُقَدَّس جانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے ایک ایسے راہب کے پاس پڑاؤ کیا جہاں حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی پڑاؤ کیا ہوا تھا۔ اس نے راہب سے پوچھا: اے راہب! مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں سب سے عجیب بات کون سی دیکھی؟ تو اس نے جواب دیا: جی ہاں! اے خلیفہ! ایک رات حضرت عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرے اس کمرے کی سنگِ مرمر سے بنی ہوئی چھت پر تھے اور میں اس کے نیچے گُدِّی (یعنی گردن کے پچھلے حصے) کے بَل لیٹا ہوا تھا کہ اچانک پرنالے سے پانی کے قطرے میرے سینے پر گرنے لگے۔ میں نے سوچا، اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! نہ میرے پاس پانی ہے اور نہ ہی آسمان سے برس رہا ہے۔ چنانچہ، حقیقتِ حال سے آگاہی کے لئے میں چھت پر چڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سجدہ ریز ہیں اور آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے آنسو پرنالے سے نیچے گر رہے ہیں۔ (المرجع السابق، الحدیث ۱۲۷۷، ج۳، ص۱۹۶)

حضرت سیِّدُنا حَسَن بن حَسَن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خون کے آنسو روتے دیکھا ہے۔ (الزھد للامام احمد بن حنبل، اخبار عمر بن عبدالعزیز، الحدیث ۱۶۸۹، ص ۲۹۸)

ہدیہ قبول کرنے سے اجتناب:

حضرت سیِّدُنا امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سبزی سے سحری اور افطاری کرتے۔ اکثر اوقات روٹی کو نمک سے ملا کر تناول فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک پلیٹ بطورِ ہدیہ پیش کی، اس میں سیب اور مختلف پھل رکھے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں سے کچھ کھائے بغیر واپس لوٹا دیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی: کیا نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہدیہ قبول نہ فرماتے تھے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: کیوں نہیں، لیکن رسولِ اکرم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف بھیجا ہوا ہدیہ، ہدیہ تھا جبکہ ہمارے اور ہمارے بعد والوں کے لئے رشوت ہے۔ (حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبدالعزیز، الحدیث ۷۲۷۷، ج۵، ص ۳۲۷)

حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نفس کو خواہشات سے باز رکھتے اور لوگوں کو عطیات سے نوازتے تھے۔ حضرت سیِّدُنا خزیمہ ابو محمد عابد علیہ رحمۃ اللہ الواحد کا بیان ہے کہ حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے: میں کسی کو مال دیتا ہوں تو اسے کم خیال کرتا ہوں کیونکہ مجھے حیاء آتی ہے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے اپنے بھائی کے لئے جنت مانگوں اور خود اس پر (مال) دُنیا میں بُخل کروں۔ (موسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب الاخوان، باب فی سخاء ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث ۱۶۵، ج۸، ص۱۸۱)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو غنی کر دیا:

حضرت سیدنا عبدالرحمن بن زید بن خطاب علیہ رحمۃ اللہ الوہاب فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اڑھائی سال منصب خلافت پر فائز رہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال سے پہلے ایک شخص کثیر مال لے کر ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا: جہاں مناسب سمجھو یہ مال فقراء میں تقسیم کر دو۔ مگر اسے اپنا مال لے کر واپس جانا پڑا کیونکہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عطیات سے لوگوں کو غنی کر دیا تھا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ماجاء فی اخبارہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالشر الذی۔۔۔عمر بن عبدالعزیز۔۔۔۔۔۔الخ، ج۶، ص۴۹۳)

نوکرانی کو پنکھا جھلنے والا خلیفہ:

حضرت سیدنا نضر بن سہل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد محترم کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن اپنی نوکرانی سے فرمایا: مجھے پنکھے سے ہوا دو تا کہ میں سو سکوں۔ تو وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پنکھا جھلنے لگی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سو گئے اور نیند کے غلبہ سے اس کی بھی آنکھ لگ گئی۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہوئے تو اُسے پنکھا جھلنے لگے۔ جب کنیز بیدار ہوئی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پنکھا جھلتے ہوئے دیکھا تو اس کی چیخیں نکل گئیں۔ اس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: تو بھی میری طرح انسان ہے، تجھے بھی میری طرح گرمی لگتی ہے۔ لہٰذا میں نے چاہا کہ تجھے پنکھا جھلوں جیسے تُو مجھے جھل رہی تھی۔

(البدایۃ والنھایۃ لابن کثیر، عمر بن عبدالعزیز، ج۶، ص۳۴۸، مختصراً)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زہر دیا گیا:

ولید بن ہشام کا بیان ہے: میری ایک یہودی سے ملاقات ہوئی۔ اس نے حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ بننے سے پہلے ہی مجھے بتا دیا تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنیں گے اور عدل کریں گے۔ میں نے حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مل کر انہیں یہ بات بتا دی۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بن گئے اور چند روز بعد دوبارہ اسی یہودی سے میری ملاقات ہوئی تو وہ کہنے لگا: کیا میں نے تمہیں بتایا نہ تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عنقریب خلیفہ بن جائیں گے؟ اور وہی ہوا جو میں نے کہا تھا۔ میں نے کہا: ہاں، ایسا ہی ہوا۔ پھر اس نے مجھے بتایا کہ اب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زہر پی لیا ہے، لہٰذا انہیں کہو کہ اپنا علاج معالجہ کر کے جان کی حفاظت کریں۔ ولید بن ہشام کا کہنا ہے کہ پھر میری ملاقات حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی، میں نے زہر کا معاملہ ذکر کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! میں وہ گھڑی جانتا ہوں جس میں مجھے زہر دیا گیا تھا، اگر میری شفا اپنے

کانوں کی لَو چُھونے یا خوشبو سونگھنے میں ہوتی تو بھی میں انکار ہی کرتا رہتا۔

حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبدالعزیز، الحدیث ۷۳۶۸، ج۵، ص ۳۷۷، بتغیر

زہر پلانے والا غلام آزاد:

حضرت سیِّدُنا مجاہد علیہ رحمۃ اللہ الواحد فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مرض الموت میں مجھ سے دریافت فرمایا: لوگ میرے متعلق کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کی: لوگ کہتے ہیں کہ آپ پر جادو کیا گیا ہے۔ تو ارشاد فرمایا: مجھ پر کوئی جادو نہیں کیا گیا، ہاں! مجھے زہر پلایا گیا ہے۔ پھر غلام کو بُلوایا اور استفسار فرمایا: تو نے مجھے زہر کیوں دیا تھا؟ وہ کہنے لگا: مجھے ایک ہزار دینار دیئے گئے اور آزادی کا بھی وعدہ کیا گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: وہ ہزار دینار لاؤ۔ پس وہ رقم لے آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بیت المال میں جمع کروا دیا اور غلام سے فرمایا: جہاں جی چاہے چلے جاؤ، آج سے تم آزاد ہو۔ (سیر اعلام النبلاء، الرقم ۶۶۲ عمر بن عبدالعزیز، ج۵، ص ۵۹۵۔ بتغیر)

خواب میں اچھے خاتمہ کی بشارت:

حضرت سیِّدُنا ابو حازم علیہ رحمۃ اللہ الناصر فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک بار حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی تکلیف پہنچنے کے فوراً بعد محوِ خواب تھے، پہلے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روئے، پھر مسکرانے لگے۔ جب آنکھ کھلی تو میں نے عرض کی، اے امیر المؤمنین! خواب میں کیسا معاملہ پیش آیا کہ آپ رو پڑے، پھر مسکرانے لگے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: کیا تم نے دیکھ لیا تھا؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! اور ارد گرد کے تمام لوگوں نے بھی دیکھ لیا تھا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا: میں نے دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے، قبروں سے اٹھنے کے بعد لوگوں کی ایک سو بیس صفیں ہیں، جن میں سے اسّی (80) اُمّتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی ہیں۔ اچانک منادی نے ندا دی: (حضرت سیِّدُنا) عبداللہ بن ابی قحافہ (ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہاں ہیں؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لبَّیک کہا تو فرشتوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں کھڑا کر دیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آسان حساب لیا گیا۔ فارغ ہونے کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا گیا کہ دائیں جانب والوں (یعنی جنتیوں) کی طرف آجاؤ۔ پھر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لایا گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حساب کتاب بھی بآسانی مکمل ہو گیا پھر دونوں حضرات (یعنی ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو دخولِ جنت کا حکم دیا گیا۔ اس کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لایا گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ویسا ہی حساب لیا گیا پھر جنت میں جانے کا حکم دیا گیا۔ پھر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو لایا گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی

دیسا ہی حساب لیا گیا اور دخولِ جنت کا حکم دیا گیا۔

حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، جب پکارا گیا کہ عمر بن عبدالعزیز کہاں ہے؟ تو مجھے پسینہ آگیا اور ملائکہ نے مجھے پکڑ کر بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں کھڑا کر دیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے معمولی معمولی چیزوں اور میرے تمام فیصلوں کے متعلق پوچھ گچھ فرمائی، پھر مجھے بخش دیا اور جنت میں جانے کا حکم ہوا۔ پھر میرا گزر ایک نیم مردہ شخص پر ہوا۔ میں نے ملائکہ سے اس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ خود اس سے پوچھیں یہ جواب دے گا۔ میں نے اپنے پاؤں سے اسے ٹھوکر ماری تو اس نے سر اٹھا کر اپنی آنکھیں کھول دیں۔ میں نے پوچھا، تم کون ہو؟ تو وہ کہنے لگا، آپ کون ہیں؟ میں نے اپنا نام بتایا۔ اس نے پھر پوچھا، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ میں نے جواب دیا: اس نے مجھ پر اپنا رحم وکرم فرمایا اور میرے ساتھ بھی وہی معاملہ فرمایا جو گزشتہ خلفاء (یعنی چاروں خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کے ساتھ فرمایا۔ یہ سُن کر اس نے مجھے مبارک باد دی۔ میں نے پھر اپنا سوال دُہراتے ہوئے پوچھا، تم کون ہو؟ جواب ملا، میں حجاج بن یوسف ثقفی ہوں، مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو میں نے اسے شدید غضب میں پایا۔ مجھے میرے ہر مقتول کے بدلے قتل کیا گیا اور حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدلے ستر مرتبہ قتل کیا گیا اور اب میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اسی چیز کا انتظار کر رہا ہوں جس کا تمام کلمہ گو انتظار کر رہے ہیں یعنی جنت یا جہنم۔ حضرت سیدنا ابو حازم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ خواب سننے کے بعد میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے عہد کر لیا کہ آئندہ کسی بھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ پڑھنے والے کو آگ کی تکلیف نہیں دوں گا۔ (حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبدالعزیز، الحدیث ۷۴۹۸، ج۵، ص۳۳۲، بتغیر)

مُدتِ خلافت اور وصالِ باکمال:

منقول ہے کہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدّت خلافت دس دن کم تیس مہینے تھی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات حسرت آیات پینتالیس (45) سال کی عمر میں ہوئی۔ (الطبقات الکبری، الرقم ۹۹۵، ج۵، ص۳۱۹، بتغیر)

حضرت سیدنا خالد ربعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: تورات میں لکھا ہوا ہے کہ زمین وآسمان حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر چالیس دن تک آہ وفغاں کرتے رہیں گے۔

(حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبدالعزیز، الحدیث ۷۴۶۵، ج۵، ص۳۷۷)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر اہلِ بصرہ کا غم والم:

منقول ہے کہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاصد جب بھی بصرہ پہنچتا تو لوگ خوشی اور مسرت

سے اس کا استقبال کرتے کیونکہ جب بھی وہ آتا تو فقراء کی خبر گیری کر کے ان پر بخشش وعطا اور مال و دولت نچھاور کرتا۔ چنانچہ، جب قاصد موت کی خبر لے کر بصرہ پہنچا تو لوگ اپنی عادت کے مطابق خوش وخرم اس کے پاس آئے۔ لیکن جب اس نے انہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی خبر سنائی تو سب لوگ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ اہلِ بصرہ کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرنے کا غم اس لئے زیادہ تھا کیونکہ یہ ان کے لئے بہت بڑی مصیبت تھی۔

منقول ہے کہ ایک جن نے ان الفاظ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرثیہ کہا (یعنی اظہارِ غم کے اشعار کہے):

عَنَّا جَزَاكَ مَلِيْكُ النَّاسِ صَالِحَةً فِيْ جَنَّةِ الْخُلْدِ وَالْفِرْدَوْسِ يَا عُمَرُ!

أَنْتَ الَّذِيْ لَا نَرٰى عَدْلاً نَسُرُّ بِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ مَا جَرٰى شَمْسٌ وَلَا قَمَرُ

ترجمہ: (۱)۔۔۔۔۔۔اے سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ! لوگوں کا عظیم بادشاہ عَزَّوَجَلَّ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہماری طرف سے جنت الخلد اور جنت الفردوس میں بہترین جزاء عطا فرمائے۔ (آمین)

(۲)۔۔۔۔۔۔جب تک سورج چاند طلوع ہوتے رہیں گے، ہم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد ایسا عادل خلیفہ کبھی نہ پائیں گے جسے ہم فریاد کر سکیں۔ (اخبار مکۃ للفاکھی، ذکر السمر والحدیث فی المسجد الحرام، الحدیث ۱۳۳۹، ج۲، ص۱۵۱)

جب حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتقال فرمایا تو مشہور عربی شاعر جریر نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرثیہ ان الفاظ میں لکھا:

تَنْعَى النُّعَاةُ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَنَا مُفَضَّلاً حَجَّ بَيْتِ اللهِ وَاعْتَمَرَا

حَمَلْتَ أَمْرًا عَظِيْمًا فَاسْتَطَعْتَ لَهٗ وَسِرْتَ فِيْهِ بِأَمْرِ اللهِ مُؤْتَمِرَا!

ترجمہ: (۱)۔۔۔۔۔۔خبر دینے والوں نے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی خبر کو حج وعمرہ کے ساتھ ملا دیا۔ انہوں نے ایک بہت بڑی بات کو برداشت کیا اور میں نے اس اَلَم ناک خبر کو محض اس وجہ سے برداشت کر لیا کہ میں احکامِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی بجا آوری میں مگن تھا۔ (حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبدالعزیز، الحدیث ۷۳۴۷، ج۵، ص۳۵۵۔ بتغیر)

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جنازے کے ساتھ قبرستان تشریف لے گئے، جب لوگوں نے صفیں بنالیں تو آپ سب سے پیچھے چلے گئے (وہاں ایک قبر کے پاس بیٹھ کر غور وفکر میں ڈوب گئے)، آپ کے دوستوں نے استفسار کیا: اے امیر المؤمنین! آپ تو میت کے ولی ہیں اور آپ ہی پیچھے چلے گئے۔ کسی نے عرض کی، یا امیر المؤمنین! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہاں تنہا کیسے تشریف فرما ہیں؟ فرمایا، ابھی ابھی ایک قبر نے مجھے پکار کر بلایا اور بولی، اے عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! مجھ سے کیوں نہیں پوچھتے کہ میں اپنے اندر آنے والوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرتی ہوں؟ میں نے اُس قبر سے کہا، مجھے ضرور بتا۔ وہ کہنے لگی، جب کوئی میرے اندر آتا ہے تو میں اس کا کفن پھاڑ کر جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی اور اس کا گوشت کھا جاتی ہوں، کیا آپ مجھ سے یہ نہیں پوچھیں گے کہ میں اس کے جوڑوں کے

ساتھ کیا کرتی ہوں؟ میں نے کہا: ضرور بتا۔ تو کہنے لگی: ہتھیلیوں کو کلائیوں سے، گھٹنوں کو پنڈلیوں سے اور پنڈلیوں کو قدموں سے جدا کردیتی ہوں۔ اتنا کہنے کے بعد حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہچکیاں لے کر رونے لگے۔ جب کچھ افاقہ ہوا تو کچھ اس طرح عبرت کے مدنی پھول لٹانے لگے، اے اسلامی بھائیو! اس دنیا میں ہمیں بہت تھوڑا عرصہ رہنا ہے، جو اس دنیا میں (سخت گنہگار ہونے کے باوجود) صاحب اقتدار ہے وہ (آخرت میں) انتہائی ذلیل و خوار ہے۔ جو اس جہاں میں مالدار ہے وہ (آخرت میں) فقیر ہوگا۔ اس کا جوان بوڑھا ہوجائے گا اور جو زندہ ہے وہ مرجائے گا۔ دنیا کا تمہاری طرف آنا تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دے، کیونکہ تم جانتے ہو کہ یہ بہت جلد رخصت ہوجاتی ہے۔ کہاں گئے تلاوتِ قرآن کرنے والے؟ کہاں گئے بیت اللہ کا حج کرنے والے؟ کہاں گئے ماہِ رمضان کے روزے رکھنے والے؟ خاک نے ان کے جسموں کا کیا حال کردیا؟ قبر کے کیڑوں نے ان کے گوشت کا کیا انجام کردیا؟ ان کی ہڈیوں اور جوڑوں کے ساتھ کیا ہوا؟ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! دُنیا میں یہ آرام دہ نرم نرم بستر پر ہوتے تھے لیکن اب وہ اپنے گھر والوں اور وطن کو چھوڑ کر راحت کے بعد تنگی میں ہیں، ان کی بیواؤں نے دوسرے نکاح کرکے دوبارہ گھر بسالئے، ان کی اُولادگلیوں میں دربدر ہے، ان کے رشتہ داروں نے ان کے مکانات و میراث آپس میں بانٹ لی۔ واللہ! ان میں کچھ خوش نصیب ہیں جو قبروں میں مزے لوٹ رہے ہیں اور واللہ! بعض قبر میں عذاب میں گرفتار ہیں۔

افسوس صد ہزار افسوس، اے نادان! جو آج مرتے وقت کبھی اپنے والِد کی، کبھی اپنے بیٹے کی تو کبھی سگے بھائی کی آنکھیں بند کررہا ہے، ان میں سے کسی کو نہلا رہا ہے، کسی کو کفن پہنا رہا ہے، کسی کے جنازے کو کندھے پر اُٹھا رہا ہے، کسی کے جنازے کے ساتھ جارہا ہے، کسی کو قبر کے گڑھے میں اتار کر دفنا رہا ہے۔ (یادرکھ! کل یہ سبھی کچھ تیرے ساتھ بھی ہونے والا ہے) کاش!

مجھے علم ہوتا! کون سا گال (قبر میں) پہلے خراب ہوگا پھر حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے اور روتے روتے بے ہوش ہوگئے اور ایک ہفتہ کے بعد اس دنیا سے تشریف لے گئے۔

(الرّوض الفائق فی المواعظ والرقائق مصنف الشیخ شعیب حریفیش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی ۸۱۰ھ)

حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے وقت غیر آباد مساجد میں تشریف لے جاتے اور وہاں نماز ادا کرتے رہتے جس سے اللہ عَزَّ وَجَلَّ خوش ہوتا۔ جب سحری کا وقت ہوتا تو پیشانی زمین پر رکھ کر رُخسار مٹی پر رگڑتے ہوئے طلوعِ فجر تک روتے رہتے۔ ایک رات حسبِ معمول جب آپ نے ایسا کیا اور پھر جب فارغ ہوکر سر اٹھایا تو ایک سبز پرچہ ملا جس کا نور آسمان تک پھیلا ہوا تھا۔ اس پر لکھا تھا: هٰذِهٖ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ مِنَ الْمَلِكِ الْعَزِيْزِ لِعَبْدِهٖ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ یعنی خدائے مالک و غالب اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی طرف سے یہ جہنم کی آگ سے بَرَاءت نامہ ہے جو اس کے بندے عمر بن عبدالعزیز کو عطا ہوا ہے۔ (تفسیر روح البیان، الدخان، تحت الآیۃ ۳، ج ۸، ص ۴۰۲)

(۶۳) عمر ابن عطا ابن خواری:

روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سر کی طرف سے قبر میں اتارا گیا (شافعی) امام شافعی نے اس کی اسناد یوں بیان فرمائی شافعی عن الثقة عندہ عن عمر بن عطاء عن عکرمة عن ابن عباس ہیں۔

(۶۴) عمر ابن عبداللہ ابن ابی خثعم:

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے جن کے درمیان کوئی بری بات نہ کرے تو یہ بارہ برس کی عبادت کے برابر ہوں گی (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے جسے ہم سوائے عمر ابن خثعم کی حدیث کے اور سے نہیں پہچانتے اور میں نے محمد ابن اسمٰعیل کو فرماتے سنا کہ وہ منکر حدیث ہے اور اسے بہت ضعیف کہا

روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو رات میں سورہ حٰم الدخان پڑھے وہ اس طرح سویرا کرے گا کہ اس کے لیے ستر ہزار فرشتے دعائے مغفرت کریں گے ترمذی اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے اور عمر ابن خثعم راوی ضعیف مانے گئے ہیں امام محمد بخاری نے فرمایا وہ منکر الحدیث ہے

(۶۵) عثمان ابن عبداللہ ابن اوس:

روایت ہے حضرت عثمان ابن عبداللہ ابن اوس ثقفی سے وہ اپنے دادا سے راوی فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کا بغیر قرآن کریم دیکھے تلاوت کرنا ہزار درجہ ہے اور قرآن میں دیکھ کر تلاوت کرنا اس پر دو ہزار درجہ افضل ہے

(۶۶) عثمان ابن عبداللہ ابن موہب:

صحیح بخاری ومسند امام احمد وسنن ابن ماجہ میں عثمان بن عبداللہ بن موہب سے مروی:

قال دخلت علی ام سلمة رضی اللہ تعالٰی عنہا فاخرجت شعرا من شعر رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم مخضوبا (زاد الاخیران) بالحناء والکتم۔

یعنی میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے موئے مبارک (جو اُن کے پاس تبرکاتِ شریفہ میں رکھے تھے جس بیمار کو اس کا پانی دھو کر پلاتیں فوراً

شفا پاتا تھا) نکالے مہندی اور کتم سے رنگے ہوئے تھے۔

(صحیح البخاری کتاب اللباس باب مایذکر فی الشیب قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۷۵)

انہیں عثمان بن عبداللہ سے انہیں موئے اقدس کی نسبت صحیح بخاری شریف میں مروی:

ان ام سلمة ارته شعر النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم احمرا۔

یعنی ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے انہیں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے موئے مبارک سرخ رنگ دکھائے۔

(ا صحیح البخاری کتاب اللباس باب مایذکر فی الشیب قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۷۵)

ثابت ہوا کہ حنا وکتم نے سرخ رنگ دیا بلکہ اسی حدیث میں امام احمد رحمہ اللہ تعالٰی کی دوسری روایت یوں ہے:

شعرا احمر مخضوبا بالحناء والکتم۔

یعنی ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے موئے مبارک سرخ رنگ دکھائے جن پر حنا وکتم کا خضاب تھا۔

(مسند امام احمد بن حنبل عن عثمان بن عبداللہ دار الفکر بیروت ۶/ ۲۹۶)

(۶۷) علی ابن عبداللہ ابن جعفر:

روایت ہے معاذ ابن قرہ سے وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب شام والے بگڑ جائیں گے تو تم میں بھلائی نہ ہوگی اور میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ فتح مند رہے گا انہیں نقصان نہ پہنچا سکے گا وہ جو انہیں رسوا کرے حتی کہ قیامت قائم ہو جاوے ابن مدینی کہتے ہیں کہ وہ حدیث والے حضرات ہیں (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی۔

(۶۸) علی ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب:

حضرت سیدنا امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ تعالٰی عنہما کی ولادت ۳۸ھ میں مدینۃ المنورہ میں ہوئی۔ آپ کے والدِ بزرگوار حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے والدِ ماجد حضرتِ سیدنا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اظہارِ عقیدت کے لئے اپنے بچوں کے نام علی رکھتے تھے۔ اسی مناسبت سے امام زین العابدین رضی اللہ تعالٰی عنہ کا نام بھی علی ہے اور کنیت ابو محمد، ابو الحسن، ابو القاسم اور ابو بکر ہے، جبکہ کثرتِ عبادت کے سبب آپ کا لقب سجاد، زین العابدین، سید العابدین اور امین ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرتِ سیدتنا شہر بانو رضی اللہ تعالٰی عنہا فارس کے آخری بادشاہ یزدجرد کی بیٹی تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے 2 سال تک اپنے دادا حضور حضرتِ سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی آغوشِ عاطفت میں پرورش پائی، پھر 10 سال اپنے تایا جان حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ کے زیرِ سایہ رہے اور

تقریباً 11 سال اپنے والد ماجد حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر نگرانی تربیت پاکر علوم معرفت کی منازل طے کیں۔

چہرے کا رنگ زرد پڑ جاتا

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اکابرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پاکیزہ زندگیوں کی چلتی پھرتی تصویر تھے اور خوفِ خدا میں یگانہ روزگار تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب وضو کرتے تو خوف کے مارے آپ کے چہرے کا رنگ زرد پڑ جاتا۔ گھر والے دریافت کرتے، یہ وضو کے وقت آپ کو کیا ہوجاتا ہے؟ تو فرماتے: تمہیں معلوم ہے کہ میں کس کے سامنے کھڑے ہونے کا ارادہ کررہا ہوں؟ (احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ۴، ص ۲۲۶)

بے ہوش ہو گئے

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج کا احرام باندھا تو تلبیہ (یعنی لبیک) نہیں پڑھی۔ لوگوں نے عرض کی، حضور! آپ لبیک کیوں نہیں پڑھتے ؟ آبدیدہ ہوکر ارشاد فرمایا، مجھے ڈرلگتا ہے کہ میں لبیک کہوں اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی طرف سے لا لَبَّیْکَ کی آواز نہ آجائے، یعنی میں تو یہ کہوں کہ اے میرے مالک! میں بار بار تیرے دربار میں حاضر ہوں۔ اور ادھر سے یہ آواز نہ آجائے کہ نہیں نہیں! تیری حاضری قبول نہیں۔ لوگوں نے کہا، حضور! پھر لبیک کہے بغیر آپ کا احرام کیسے ہوگا؟ یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلند آواز سے لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ پڑھا لیکن ایک دم خوفِ خدا عَزَّ وَجَلَّ سے لرز کر اونٹ کی پشت سے زمین پر گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آتے تو لبیک پڑھتے اور پھر بے ہوش ہوجاتے، اسی حالت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج ادا فرمایا۔ (اولیائے رجال الحدیث ص ۱۶۴)

میدانِ کربلا کی طرف جانے والے حسینی قافلے کے شرکاء میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے مگر جب ۱۰ محرم الحرام کو بزمِ شہادت سجی تو آپ شدید بیمار تھے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسینی قافلے کے واحد مرد تھے جو اس معرکہ حق وباطل کے بعد زندہ بچے تھے۔ 58 برس کی عمر میں ولید بن عبدالملک نے آپ کو زہر دیا جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ محرم الحرام ۹۴ھ میں شہادت کے منصب پر فائز ہوکر مدینہ شریف میں جنت البقیع میں آرام فرما ہوئے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بھی نماز کے لیے وضو کرتے تو خوفِ خداوندی سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہرہ پیلا پڑ جاتا تو گھر والوں نے پوچھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ کیا عادت ہوگئی ہے؟ کہ ہمیشہ وضو کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر ڈر جاتے ہیں کہ چہرہ پیلا پڑ جاتا ہے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کانپنے لگتے ہیں؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

کہ کیا تم لوگوں کو معلوم نہیں کہ میں کس کے سامنے نماز میں کھڑا ہونے والا ہوں۔

(احیاء علوم الدین، کتاب الخوف والرجاء، بیان أحوال الصحابۃ والتابعین والسلف الصالحین فی شدۃ الخوف، ج ۴، ص ۲۲۷)

(۶۹) علی ابن منذر:

حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: میں کسی بندے کے جسم کو صحت مند بناؤں اور اس کی روزی میں وسعت عطا کروں پھر اس پر پانچ سال گزر جائیں اور وہ میری بارگاہ میں حاضر نہ ہوتو بے شک وہ محروم ہے۔

(صحیح ابن حبان، کتاب الحج، باب فی فضل الحج والعمرۃ، الحدیث: ۳۶۹۵، ج ۶، ص ۶)

حضرت علی بن منذر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے چند دوستوں نے بتایا کہ حضرت حسن بن حی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ حدیثِ پاک بہت پسند تھی اور وہ اسی حدیثِ پاک سے استدلال کرتے ہوئے خوشحال شخص کے لئے یہ پسند کرتے تھے کہ وہ مسلسل پانچ سال حج ترک نہ کرے۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر مؤلف شیخ الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حجر المکی الھیتمی الشافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی المتوفّی ۹۷۴ھ)

(۷۰) علی ابن زید:

روایت ہے حضرت علی بن زید سے وہ امیہ سے راوی کہ انہوں نے حضرت عائشہ سے رب کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا کہ خواہ تم اپنے دل کی باتیں ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا اور اس کے فرمان کے بارے میں جو کوئی گناہ کرے گا اس کا بدلہ دیا جائے گا آپ بولیں کہ جب سے میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا مجھ سے یہ کسی نے نہ پوچھا حضور نے فرمایا کہ یہ اللہ کا بندوں پر عتاب ہے کہ جو اسے بخار یا مصیبت پہنچ جاتی ہے حتی کہ جو مال اپنی قمیص کی آستین میں رکھے پھر اسے گم پائے تو اس سے گھبرا جائے یہاں تک کہ بندہ اپنے گناہوں سے ایسا نکل جاتا ہے جیسے پیلا سونا بھٹی سے نکل کر (ترمذی)

سنن ابی داؤد میں یوں مروی ہے: عشر من الفطرۃ قص الشارب واعفاء اللحیۃ الخ حدثنا موسی بن اسمعیل وداؤد بن شعیب قالا حدثنا حماد عن علی بن زید عن سلمۃ الخ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ان من الفطرۃ المضمضۃ والاستنشاق بالماء ولم یذکروا اعفاء اللحیۃ وروی نحوہ عن ابن عباس قال خمس کلھا فی الرؤس ذکر فیہ الفرق ولم یذکر اعفاء اللحیۃ قال ابوداؤد روی نحوہ حدیث حماد عن طلق بن حبیب ومجاھد وعن بکر المزنی قولھم ولم یذکر اعفاء اللحیۃ اھ۔

دس۔۱۰ کام فطرت میں سے ہیں: موچھیں کترنا، داڑھی بڑھانا الخ۔ ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل اور داؤد بن شعیب نے بیان کیا دونوں نے کہا ہم سے حماد نے بیان کیا اس نے علی بن زید اس نے سلمہ سے روایت کیا۔ الخ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا امور فطرت یہ ہیں: کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، اس میں داڑھی بڑھانے کا ذکر نہیں۔ یونہی عبداللہ ابن عباس سے بھی روایت کی گئی (چنانچہ) آپ نے فرمایا: پانچ کام ہیں اور وہ سب سر کے متعلق ہیں ان میں سر میں مانگ نکالنے کا ذکر فرمایا مگر داڑھی بڑھانے کا ذکر نہیں فرمایا۔ امام ابوداؤد نے فرمایا: اسی جیسی حدیث حماد بواسطہ طلق بن حبیب اور مجاہد سے روایت کی گئی ہے اور بکر مزنی سے بھی۔ ان سب کا قول مروی ہے مگر اس میں اِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ یعنی داڑھی بڑھانے کا ذکر نہیں۔ت) (ا۔ سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب السواک من الفطرۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۸)

روایت ہے حضرت علی بن زید سے وہ امیہ سے راوی کہ انہوں نے حضرت عائشہ سے رب کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا کہ خواہ تم اپنے دل کی باتیں ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا اور اس کے فرمان کے بارے میں جو کوئی گناہ کرے گا اس کا بدلہ دیا جائے گا آپ بولیں کہ جب سے میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا مجھ سے یہ کسی نے نہ پوچھا حضور نے فرمایا کہ یہ اللہ کا بندوں پر عتاب ہے کہ جو اسے بخار یا مصیبت پہنچ جاتی ہے حتی کہ جو مال اپنی قمیص کی آستین میں رکھے پھر اسے گم پائے تو اس سے گھبرا جائے یہاں تک کہ بندہ اپنے گناہوں سے ایسا نکل جاتا ہے جیسے پیلا سونا بھٹی سے نکل کر (ترمذی)

حضرت علی بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک قریشی نے حضرت عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے سخت کلامی کی تو انہوں نے کافی دیر تک سر نیچے کیے رکھا، پھر فرمایا، تمہارا ارادہ یہ تھا کہ شیطان کے ہاتھوں خفیف ہو کر سلطانی غلبہ کے تحت تمہارے ساتھ وہ بات کروں جو کل تم مجھ سے کرو گے۔ (احیاء العلوم، ج ۳، ص ۴۷۱)

حضرت سیدنا علی بن زید علیہ رحمۃ اللہ الاحد سے منقول ہے، حضرت سیدنا طاءوس علیہ رحمۃ اللہ القدوس نے فرمایا: ایک مرتبہ موسم حج میں حجاج بن یوسف مکہ مکرمہ (زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا) آیا تو مجھے اپنے پاس بلوایا۔ میں گیا تو مجھے اپنے برابر بٹھایا اور ٹیک لگانے کے لئے تکیہ دیا، ہم ابھی بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ کسی طواف کرنے والے کی صدا فضا میں بلند ہوئی:

لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ

ترجمہ: میں حاضر ہوں، اے اللہ عَزَّ وَجَلَّ! میں حاضر ہوں (ہاں) میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بے شک تمام خوبیاں اور نعمتیں تیرے لئے ہیں اور تیرا ہی ملک ہے، (میرے مولیٰ) تیرا کوئی شریک نہیں۔

حجاج بن یوسف نے جب یہ آواز سنی تو خادم کو حکم دیا کہ اس حاجی کو ہمارے پاس بلا لاؤ۔ خادم ایک باوقار شخص کو ساتھ لے آیا۔ حجاج نے اس سے پوچھا: تو کن لوگوں میں سے ہے؟ کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ! میں مسلمان ہوں۔ حجاج نے کہا:

میں تجھ سے اسلام کے متعلق نہیں پوچھ رہا۔ کہا: پھر کس کے متعلق پوچھ رہا ہے؟ کہا: میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تیرا تعلق کس ملک سے ہے۔ کہا: میں یمن کا رہنے والا ہوں۔ حجاج نے کہا: میرا بھائی محمد بن یوسف کیسا ہے؟ کہا: بہت اچھے لباس والا، بہت اچھے جسم کا مالک اور خوب گھومنے پھرنے والا سوار ہے۔ حجّاج نے کہا: میں ان چیزوں کے متعلق نہیں پوچھ رہا۔ کہا: تو پھر کس چیز کے متعلق پوچھ رہا ہے؟ کہا: میں تو اس کی سیرت وکردار کے متعلق پوچھ رہا ہوں۔ یہ سن کر اس مردِ قلندر، جرأت مند حاجی نے بڑی بے خوفی سے کہا: وہ انتہائی ظالم وسرکش ہے، مخلوق کا پیروکار اور خالقِ لَم یَزَل کا نافرمان ہے۔ حجّاج نے اپنے بھائی کے خلاف یہ باتیں سنیں تو غصے سے تڑپ کر بولا: تجھے اس طرح کا کلام کرنے پر کس چیز نے اُبھارا؟ کیا تو جانتا نہیں کہ وہ میرا بھائی ہے اور اس کا مرتبہ میرے نزدیک کتنا بلند ہے؟ جرأت مند حاجی نے بڑی دلیری سے کہا: تیرا کیا خیال ہے کہ اگر تیرا بھائی تیری نظر میں مقام ومرتبے والا ہے تو کیا اس وجہ سے میں اسے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا مقرب جان لوں گا؟ ہرگز نہیں، بلکہ عظیم وبلند تو وہی ہے جو اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں مقرب ہے اور میں تیرے ظالم وسرکش بھائی کو مُعظّم ومُکرّم کیوں سمجھوں؟ حالانکہ میں تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے گھر کا قصد کر کے آیا ہوں، میں تو اس کے دِین کو سمجھنے والا، اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم پر ایمان لانے والا اور ان کی تصدیق کرنے والا ہوں۔

دلیر وجرأت مند حاجی کی باتیں سن کر حجّاج بن یوسف خاموش رہا، اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ پھر بلند ہمت، جرأت مند حاجی کھڑا ہوا اور اجازت لئے بغیر وہاں سے چلا گیا۔ حضرتِ سیِّدنا طاءُوس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں بھی اس مردِ قلندر کے پیچھے ہولیا، میں نے کہا: یہ شخص بہت حکیم ودانا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ وہ خانۂ کعبہ کا غلاف پکڑ کر بارگاہِ خداوندی عَزَّ وَجَلَّ میں اس طرح التجائیں کر رہا ہے: اے میرے پروردگار عَزَّ وَجَلَّ! مجھے اپنے فضل وکرم سے پریشانی اور مصیبت سے نجات عطا فرما، ہر معاملے میں بخیلوں کے شر سے محفوظ رکھ اور حق بات کہنے کی توفیق عطا فرما۔

(عُیُونُ الحِکَایَات، حصہ دوم مؤلف امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی الجوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی المتوفّی ۵۹۷ھ)

(۷۱) علی ابن یزید:

روایت ہے حضرت ابوامامہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم نے کہ رنڈیوں کو نہ بیچو نہ خریدو اور نہ انہیں یہ سکھاؤ اور ان کی قیمت حرام ہے اور اس جیسی صورتوں کے متعلق یہ آیت اتری ہے کہ بعض لوگ کھیل کود کی باتیں خریدتے ہیں (احمد، ترمذی، ابن ماجہ) اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے اور علی ابن یزید راوی حدیث میں ضعیف مانے گئے ہیں اور ہم حضرت جابر کی یہ حدیث کہ بلی کھانے سے منع فرمایا ما یحل اکلہ کے باب میں ان شاء اللہ ذکر کریں گے۔

(۷۲) علی ابن عاصم:

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کسی مصیبت زدہ کو تسلی دے اس جیسا ثواب ملے گا (ترمذی، ابن ماجہ) اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے جسے ہم صرف علی ابن عاصم راوی کی حدیث ہی سے مرفوع پہنچانتے ہیں اور بعض محدثین نے یہ حدیث اسی اسناد سے محمد ابن سوقہ سے موقوفاً روایت کی۔

حضرت سیدنا علی بن عاصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: اگر نصف اہلِ زمین کی عقلوں سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عقل کا موازنہ کیا جائے تو بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عقل زیادہ ہوگی۔

(تاریخ بغداد، الرقم ۷۲۹۷، النعمان بن ثابت ابوحنیفۃ التیمی، ماذکر من وفور عقل ابی حنیفۃ وفطنتہ وتلطفہ، ج ۱۳، ص ۳۶۱)

علی بن عاصم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں میں نے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ ایک شخص کا ایک روپیہ دوسرے کے دو روپے میں مل گیا اُس کے پاس سے دو روپے جاتے رہے ایک باقی ہے اور معلوم نہیں یہ کس کا روپیہ ہے اس کا کیا حکم ہے امام نے فرمایا وہ جو باقی ہے اُس میں سے ایک تہائی ایک روپیہ والے کی ہے اور دو تہائیاں دو ۲ روپے والے کی۔ علی بن عاصم کہتے ہیں اس کے بعد میں ابن شبرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملا اور ان سے بھی یہی سوال کیا اُنھوں نے کہا تم نے اس کو کسی اور سے بھی پوچھا ہے میں نے کہا ہاں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا ہے ابن شبرمہ نے کہا اُنھوں نے یہ جواب دیا ہوگا میں نے کہا ہاں۔ ابن شبرمہ نے کہا اُنھوں نے غلط جواب دیا اس لیے کہ دو روپے جو گم ہو گئے اون میں ایک تو یقیناً اُس کا ہے جس کے دو روپے تھے اور ایک میں احتمال ہے کہ اُس کا ہو یا ایک روپیہ والے کا ہو اور جو باقی ہے اس میں بھی احتمال ہے کہ دو والے کا ہو یا ایک والے کا دونوں برابر کا احتمال رکھتے ہیں لہٰذا نصف نصف دونوں بانٹ لیں۔ کہتے ہیں مجھے ابن شبرمہ کا جواب بہت پسند آیا پھر میں امام اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ملا اور ان سے کہا کہ اس مسئلہ میں آپ کے خلاف جواب ملا ہے امام (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کیا تم ابن شبرمہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پاس گئے تھے میں نے کہا ہاں۔ فرمایا اُنھوں نے تم سے یہ کہا ہے وہ سب باتیں بیان کر دیں میں نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ جب تینوں روپے مل گئے اور امتیاز باقی نہ رہا تو ہر روپیہ میں دونوں شریک ہو گئے ایک والے کی ایک تہائی اور دو والے کی دو تہائیاں پھر جب دو گم ہو گئے تو دونوں کی شرکت کے دو روپے گم ہوئے اور جو باقی ہے یہ بھی دونوں کی شرکت کا ہے کہ ایک تہائی ایک کی اور دو تہائیاں دوسرے کی۔ (الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الغصب، الجزء الاول، ص ۴۴۶)

(۷۳) علاء ابن زیاد:

حضرت سیدنا علاء بن زیاد علیہ الرحمۃ روزانہ رات کو ایک قرآن پاک ختم کیا کرتے تھے۔ آپ علیہ الرحمہ نے ایک رات اپنی زوجہ محترمہ سے فرمایا، آج رات میں کچھ تھکاوٹ محسوس کر رہا ہوں کچھ دیر بعد مجھے جگا دینا۔ جب ان کی زوجہ

محترمہ نے کچھ دیر بعد انہیں جگایا تو آپ علیہ الرحمۃ نے طبیعت میں کچھ گرانی محسوس کی تو اپنی زوجہ سے کہا، مجھے ایک گھنٹہ اور سونے دو۔ اور دوبارہ سو گئے تو خواب میں ایک شخص ان کے پاس آیا اور پیشانی کے بال پکڑ کر انہیں جگا کر کہا، اے ابن زیاد اٹھو، اپنے رب عزوجل کو یاد کر وہ تمہارا چرچا کریگا۔ تو آپ علیہ الرحمۃ گھبرا کر اٹھے تو آپ کی پیشانی کے بال اسی طرح کھڑے تھے اور مرتے دم تک کھڑے ہی رہے۔

(المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح مؤلف حافظ محمد شرف الدین عبدالمؤمن بن خلف دمیاطی علیہ الرحمۃ)

حضرت علاء بن زیاد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: دنیا خوب بناؤ سنگھار کر کے میرے سامنے مثالی صورت میں آئی۔ میں نے کہا: میں تیرے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔ وہ بولی: اگر آپ مجھ سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں تو درہم و دینار سے نفرت کیجئے اس لئے کہ درہم و دینار وہ چیزیں ہیں جن کے ذریعہ آدمی ہر قسم کی دنیا حاصل کرتا ہے لہٰذا جو ان دونوں (یعنی درہم و دینار) سے صبر کریگا (یعنی دور رہے گا) وہ دنیا سے بھی صبر کرلے گا۔

مزید امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے درج ذیل عربی اشعار نقل کئے ہیں:

إِنِّيْ وَجَدْتُ فَلَا تَظُنُّوْا غَيْرَهُ　　أَنَّ التَّوَرُّعَ عِنْدَ هٰذَا الدِّرْهَمِ

فَإِذَا قَدَرْتَ عَلَيْهِ ثُمَّ تَرَكْتَهُ　　فَاعْلَمْ أَنَّ تُقَاكَ تَقْوَى الْمُسْلِمِ

میں نے تو (یہ راز) پالیا ہے پس تم بھی اس کے علاوہ کچھ اور گمان مت کرو اور یہ نہ سمجھو کہ تقویٰ اس درہم کے پاس ہے۔ بلکہ جب تم اس پر قادر ہونے کے باوجود اسے ترک کردو تو جان لو کہ تمہارا تقویٰ ایک مسلمان کا تقویٰ ہے۔

لَا يَغُرَّنَّكَ مِنَ الْمَرْءِ قَمِيصٌ رُقَعُهُ

أَوْ إِزَارٌ فَوْقَ عَظْمِ السَّاقِ مِنْهُ رَفَعَهُ

أَوْ جَبِيْنٌ لَاحَ فِيْهِ أَثَرٌ قَدْ خَلَعَهُ

أَرِهِ الدِّرْهَمَ تَعْرِفُ حُبَّهُ أَوْ وَرَعَهُ

کسی آدمی کی قمیص پر لگے ہوئے پیوند یا پنڈلی سے اوپر کی ہوئی شلوار یا اس کی پیشانی جس میں (سجدے کے) نشانات ہوں، کو دیکھ کر دھوکہ نہ کھانا یہ دیکھو کہ وہ درہم (روپے پیسے) سے محبت کرتا ہے یا اس سے دور رہتا ہے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم البخل وذم حب المال، بیان ذم المال وکراھۃ حبہ، ج ۳، ص ۳۱۲۔۳۱۳)

علاء بن زیاد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مرسلاً راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تیس دجال کذاب مدعی نبوت نکلیں گے۔

(تہذیب تاریخ ابن عساکر، ترجمہ الحارث بن سعید الکذاب، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۳/۴۴۵)

روایت ہے حضرت نافع ابی غالب سے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس ابن مالک کے ساتھ ایک مرد کے

جنازے پر نماز پڑھی تو آپ اس کے سر کے مقابل کھڑے ہوئے پھر لوگ ایک قریشی عورت کا جنازہ لائے بولے اے ابوحمزہ اس پر نماز پڑھیے تو آپ درمیان تخت کے مقابل کھڑے ہوئے ان سے علاء ابن زیاد نے عرض کیا کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنازے پر ایسے ہی کھڑے ہوئے دیکھا جیسے آپ مرد اور عورت کے جنازے پر کھڑے ہوئے فرمایا ہاں (ترمذی، ابن ماجہ) اور ابوداؤد کی روایت میں اس کی مثل ہے کچھ زیادتی کے ساتھ اور اس میں یہ بھی ہے کہ آپ عورت کے سیرین کے مقابل کھڑے ہوئے۔

(۷۴) عطاء ابن یسار:

حضرت سیدنا عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ عزوجل اس کی طرف دو فرشتے بھیجتا ہے اور ان سے فرماتا ہے، دیکھو یہ اپنی عیادت کرنے والوں سے کیا کہتا ہے؟ پھر اگر وہ مریض اپنی عیادت کے لئے آنے والوں کی موجودگی میں اللہ عزوجل کی حمد وثنا بیان کرے تو وہ فرشتے اس کی یہ بات اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کردیتے ہیں حالانکہ اللہ عزوجل زیادہ جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے بندے کا مجھ پر حق ہے کہ میں اسے جنت میں داخل کروں اور اگر اسے شفا دوں تو اس کے گوشت کو بہتر گوشت سے بدل دوں اور اس کے گناہ مٹادوں۔

(موطا امام مالک، کتاب العین، باب فی اجر المریض، رقم ۱۷۹۸، ج ۲، ص ۴۳۰_۴۲۹)

حضرت سیّدنا عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیّدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کی: اے میرے پروردگار عَزَّ وَجَلَّ! مجھے اپنے خاص بندوں کے بارے میں خبر دے جو تیرے مُقرَّبین ہیں اور جنہیں تو اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا؟ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: وہ جن کے دل پاک اور ہاتھ (ظلم سے) بری ہیں، جو میری رضا کے لئے آپس میں محبت کرتے ہیں، جب بھی میرا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ میرا ذکر کرتے ہیں اور جب وہ میرا ذکر کرتے ہیں تو میں ان کا چرچا کرتا ہوں، دشواری کے وقت کامل وضو کرتے ہیں، میرے ذکر کی طرف اس طرح آتے ہیں جس طرح پرندہ اپنے گھونسلے کی طرف آتا ہے، میری حرام کردہ اشیاء کو حلال ٹھہرانے پر اس طرح غضب کرتے ہیں جس طرح چیتا لڑائی کے وقت غضب کرتا ہے اور میری محبت کے ایسے دلدادہ ہوتے ہیں جس طرح بچہ لوگوں کی محبت کی وجہ سے محبت کرتا ہے۔

(کتاب الزھد للامام احمد بن حنبل، الحدیث ۳۸۹، ص ۱۱۰)

عطاء بن یسار سے روایت کی، کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسَلَّم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ ایک شخص آیا جس کے سر اور ڈاڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے، حضور (صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے اس کی طرف اشارہ کیا، گویا بالوں کے درست کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ وہ شخص درست کرکے واپس آیا، حضور (صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے فرمایا: کیا یہ اس

سے بہتر نہیں ہے کہ کوئی شخص بالوں کو اس طرح بکھیر کر آتا ہے گویا وہ شیطان ہے۔

(الموطا، کتاب الشعر، باب اصلاح الشعر، الحدیث: ۱۸۱۹، ج ۲، ص ۴۲۵-۴۲۶)

حضرت سیدنا عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سرکار مدینہ، فیض گنجینہ، راحت قلب وسینہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سے پوچھا کہ کیا میں اپنی ماں کے پاس جانے سے پہلے بھی اجازت لوں؟ تو آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: ہاں۔ اس نے عرض کی: میں تو اس کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتا ہوں۔ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: اجازت لے کر اس کے پاس جاؤ۔ انہوں نے عرض کی: میں اپنی ماں کا خادم ہوں (یعنی بار بار آنا جانا ہوتا ہے) پھر اجازت کی کیا ضرورت؟ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: اجازت لے کر جاؤ، کیا تم پسند کرتے ہو کہ اپنی ماں کو برہنہ دیکھو؟ عرض کی: نہیں۔ ارشاد فرمایا: تو اجازت حاصل کرلیا کرو۔

(الموطا للامام مالک، کتاب الاستئذان، باب الاستئذان، الحدیث ۱۸۴۷، ج ۲، ص ۴۴۶)

(۷۵) عطاء ابن عبداللہ:

روایت ہے عطاء خراسانی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپس میں مصافحہ کرو کینہ جاتا رہے گا اور آپس میں ہدیے تحفے دو محبت کرنے لگو گے اور دشمنی جاتی رہے گی (مالک ارسالا)

(۷۶) عطاء ابن ابی رباح:

روایت ہے حضرت عطاء ابن ابی رباح سے فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابن عباس نے فرمایا کیا میں تمہیں جنتی عورت نہ دکھاؤں میں نے کہا ہاں ضرور فرمایا یہ کالی عورت یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تھی اور عرض کیا تھا یا رسول اللہ میں مرگی میں گر جاتی ہوں اور کھل جاتی ہوں میرے لیئے اللہ سے دعا کیجئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو چاہے تو صبر کر جنت تیرے لیئے ہے اگر تو چاہے تو میں اللہ سے دعا کردوں کہ تجھے آرام دے وہ بولی میں صبر کروں گی پھر بولی کہ میں کھل جاتی ہوں اللہ سے یہ دعا کردیں کہ میں کھلا نہ کروں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیئے دعا کی (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت عطاء سے فرماتے ہیں میں نے اپنے ساتھی لوگوں کی جماعت میں حضرت جابر بن عبداللہ کو سنا فرماتے تھے کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے خالص حج کے لیے احرام باندھا عطاء کہتے ہیں کہ حضرت جابر نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چار بقرعید کی تاریخ کی صبح مکہ معظمہ پہنچے تو ہم کو کھل جانے کا حکم دیا عطا کہتے ہیں کہ فرمایا حلال ہوجاؤ، عورتوں سے صحبت کرو عطا کہتے ہیں صحبت ان پر واجب نہ کی لیکن ان کے لیے عورتیں حلال فرمادیں ہم نے سوچا کہ جب ہمارے اور عرفہ کے درمیان صرف پانچ دن باقی رہ گئے تو ہم کو بیویوں کے پاس جانے کی اجازت دے دی تو کیا ہم

عرفہ کو اس حال میں جائیں کہ ہمارے ذکر منی ٹپکاتے ہوں راوی کہتے ہیں حضرت جابر اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے گویا میں ان کا ہاتھ ہلتا دیکھ رہا ہوں فرماتے ہیں تو ہم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے فرمایا تم جانتے ہو کہ میں تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا سب سے زیادہ سچا اور نیک اعمال ہوں اگر میری ہدی نہ ہوتی تو جیسے تم حلال ہو رہے ہو میں بھی حلال ہو جاتا اور جو بات بعد میں کھلی اگر پہلے سے ہم جانتے تو ہدی لاتے ہی نہیں لہذا حلال ہو جاؤ چنانچہ ہم حلال ہو گئے ہم نے آپ کا حکم سنا اور بجالائے عطاء فرماتے ہیں کہ حضرت جابر نے کہا پھر حضرت علی اپنے دار العمالہ سے آئے حضور انور نے پوچھا کون سا احرام باندھا عرض کیا وہ جو اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا حضور نے فرمایا ہدی ذبح کرو اور احرام میں ٹھہرو حضرت علی ہدی لائے تھے حضرت سراقہ ابن مالک ابن جعشم نے عرض کیا یارسول اللہ کیا یہ ہمارے اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے فرمایا ہمیشہ کے لیے (مسلم)

روایت ہے حضرت عطاء سے فرماتے ہیں کہ ہم جناب ابن عباس کے ساتھ بی بی میمونہ کے جنازہ میں مقام سرف میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی پاک ہیں تو جب تم ان کا جنازہ اٹھاؤ تو نہ انہیں ہلاؤ نہ جھنکا دو ان پر بہت نرمی کرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نو بیویاں تھیں جن میں سے آٹھ کے لیے باری مقرر فرماتے تھے اور ایک کے لیے باری مقرر نہ کرتے تھے حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ ہم کو اطلاع پہنچی ہے کہ جن کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باری مقرر نہ فرماتے تھے وہ بی بی صفیہ تھیں انہیں کی وفات سب سے آخر میں ہوئی جو مدینہ پاک میں فوت ہوئیں (بخاری مسلم) اور رزین فرماتے ہیں کہ عطاء کے علاوہ دیگر علماء نے فرمایا کہ وہ سودہ تھیں یہ ہی زیادہ صحیح ہے انہوں نے اپنا دن بی بی عائشہ کو دے دیا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں طلاق دینا چاہا تو آپ بولیں مجھے رکھیئے میں اپنا دن بی بی عائشہ کو دیتی ہوں تاکہ میں جنت میں آپ کی ازواج میں سے ہوں

روایت ہے حضرت عطاء ابن ابی رباح سے فرماتے ہیں مجھے خبر ملی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شروع دن میں سورہ یٰسٓ پڑھ لے اس کی تمام ضرورتیں پوری ہوں گی (دارمی مرسلاً)

حسان رضی اللہ تعالٰی عنہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے ام المومنین نے ان کے لئے مسند بچھوائی، عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہما نے گزارش کی: آپ انہیں مسند پر بٹھاتی ہیں۔ **وقد قال ما قال** ام المومنین نے فرمایا: **انہ کان یجیب عن رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ویشفی صدرہ من اعدائہ۔ ابن عساکر عن عطاء ابن ابی رباح۔** ترجمہ: یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف سے جواب دیا کرتے اور رنج اعداء سے سینۂ اقدس کو شفاء دیتے (ابن عساکر نے عطاء ابن ابی رباح سے روایت کیا۔ت)؟

(کنز العمال بحوالہ کر حدیث ۳۶۸۵۵ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۳/ ۳۳۹) (تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۱۵۳۶ حسان بن ثابت داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۳/ ۲۷۷)

(۷۷) عطاء ابن عجلان:

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر طلاق جائز ہے سوائے دیوانہ اور مغلوب العقل کی طلاق کے (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے اور عطاء ابن عجلان راوی ضعیف حدیث بھول جانے والے ہیں

(۷۸) عطاء ابن سائب ابن یزید:

سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (241-164ھ) اپنی مُسْنَد میں اسود بن عامر سے، وہ شریک سے، وہ عطاء بن سائب سے، وہ ابو یحییٰ اَعْرَج سے اور وہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: دو آدمی رسولِ اَکرم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اَقدس میں اپنا فیصلہ کروانے کے لئے حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک کو قسم اٹھانے کا حکم ہوا۔ چنانچہ اس نے یوں قسم اٹھائی کہ اللہ عزوجل کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں میرے پاس اس شخص کی کوئی چیز نہیں۔ اسی وقت حضرت سیدنا جبرائیلِ امین علیہ السلام نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی یہ شخص جھوٹا ہے اور اُس شخص کا اِس کے ذمے حق ہے۔ تو رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ وہ اس شخص کو اس کا حق ادا کرے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ ابن العباس، الحدیث: ۲۶۹۵، ج ۱، ص ۶۳۵)

(۷۹) عدی ابن عدی:

عدی ابن عدی الکندی کا بیان ہے کہ ہمارے مولیٰ نے ہم سے حدیث بیان کی کہ اس نے میرے جد امجد سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ عام لوگوں کو خاص لوگوں کے عمل کے باعث عذاب نہیں دیتا یہاں تک کہ وہ اپنے درمیان برے کام ہوتے ہوئے دیکھیں اور اسے روکنے کی طاقت رکھتے ہوں لیکن نہ روکیں اگر انہوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ عام اور خاص سب کو عذاب دے گا (شرح السنہ)

(۸۰) عدی ابن ثابت:

روایت ہے حضرت عدی ابن ثابت سے وہ اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے راوی یحییٰ ابن معین کہتے ہیں کہ عدی کے دادا کا نام دینار ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے استحاضہ والی کے لیئے فرمایا کہ وہ اپنے حیض کے زمانہ میں جن میں اسے حیض آتا تھا نماز چھوڑ دیا کرے پھر نہائے اور ہر نماز کے وقت وضو کرے اور روزے

رکھے اور نماز پڑھے ہوئے ہوں (ترمذی)

روایت ہے حضرت عدی ابن ثابت سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ نماز میں چھینک، اونگھ، جمائی، حیض، قے اور نکسیر شیطان سے ہیں (ترمذی)

حضرت سیدنا عدی بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں کسی کے دانت توڑ دیئے۔ جب مظلوم شخص کو دیت دی گئی تو اس نے دیت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ تین مرتبہ کوشش کی گئی مگر اس نے قبول نہ کی اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جو اپنے خون یا کسی زخم کو صدقہ (یعنی معاف) کریگا وہ صدقہ قیامت کے دن اسکے لئے کفارہ ہو جائے گا۔

(مجمع الزوائد، کتاب الدیات، باب ماجاء فی العفو...الخ، رقم ۱۰۸۰۰، ج ۶، ص ۳۰۷، بتصرف ما)

(۸۱) عیسیٰ ابن یونس ابن اسحاق:

ابن عساکر نے تاریخ دمشق اور ابن النجار نے تاریخ بغداد اور دیلمی نے مسند الفردوس میں بطریق عدیدہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا:

ابن عساکر بطریق احمد بن محمد الرقی ثنا عیسی بن یونس حدثنا العباس بن کثیر ح والدیلمی بطریق الحسین بن اسحق بن یعقوب القطان حدثنا سفین بن زیاد المخرمی حدثنا العباس بن کثیر القرشی حدثنا یزید بن ابی حبیب عن میمون بن مهران قال دخلت علی سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہم فحدثنی ملیا ثم التفت الی فقال یا ابا ایوب الا اخبرك بحدیث تحبہ وتحملہ عنی وتحدث بہ فقلت بلی قال دخلت علی عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہما وھو یتعمم فلما فرغ التفت فقال اتحب العمامۃ قلت بلی قال احبہا تکرم ولا یراك الشیطان الاولی (ھاربا الی) سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یقول صلاۃ تطوع او فریضۃ بعمامۃ تعدل خمسا وعشرین صلاۃ بلا عمامۃ وجمعۃ بعمامۃ تعدل بسبعین جمعۃ بلا عمامۃ ای بنی اعتم فان الملئکۃ یشهدون یوم الجمعۃ معتمین فیسلمون علی اهل العمائم حتی تغیب الشمس اھ۔ ابن عساکر نے بطریق احمد بن محمد از عیسیٰ بن یونس از عباس بن کثیر حدیث بیان کی ح اور دیلمی نے بطریق حسین بن اسحٰق العجلی از اسحٰق بن یعقوب قطان از سفین بن زیاد المخرمی از عباس بن کثیر القرشی از یزید بن ابی حبیب از میمون بن مہران حدیث بیان کی کہا میں سالم بن عبداللہ بن عمر کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے حدیث املاء کرائی پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے ابو ایوب! کیا تجھے ایسی حدیث کہ خبر نہ دوں جو تجھے پسند ہو، میری طرف سے روایت کرے اور اسے بیان کرے۔ میں نے

عرض کیا کیوں نہیں ــــــ تو سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں میں اپنے والد ماجد عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حضور حاضر ہوا اور وہ عمامہ باندھ رہے تھے جب باندھ چکے میری طرف التفات کر کے فرمایا تم عمامہ کو دوست رکھتے ہو؟ میں نے عرض کی کیوں نہیں! فرمایا اسے دوست رکھو عزت پاؤ گے اور جب شیطان تمہیں دیکھے گا تم سے پیٹھ پھیر لے گا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ عمامہ کے ساتھ ایک نفل نماز خواہ فرض بے عمامہ کی پچیس نمازوں کے برابر ہے اور عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بے عمامہ کے ستر جمعوں کے برابر ہے۔ پھر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اے فرزند! عمامہ باندھ کہ فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھے آتے ہیں اور سورج ڈوبنے تک عمامہ والوں پر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔ (لسان المیزان حرف العین ترجمہ العباس بن کثیر مطبوعہ دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن ۳/ ۲۴۴)

روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسے روزہ کی حالت میں قے آجائے تو اس پر قضا نہیں اور جو جان کر قے کرے وہ قضا کرے (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی) اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے جسے ہم سوائے عیسیٰ ابن یونس کسی سے نہیں معلوم کرتے، امام محمد بخاری نے فرمایا کہ میں انہیں محفوظ نہیں جانتا

(۸۲) عامر ابن مسعود:

روایت ہے حضرت عامر ابن مسعود سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھنڈی غنیمت جاڑوں کے روزے ہیں (احمد، ترمذی) اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث مرسل ہے اور حضرت ابوہریرہ کی یہ حدیث مامن ایام الحدیث قربانی کے باب میں ذکر ہو چکی۔

(۸۳) عامر ابن سعد: ابن ابی وقاص:

روایت ہے حضرت عامر ابن سعد سے فرماتے ہیں میں قرظہ ابن کعب اور ابو مسعود انصاری کے پاس ایک شادی میں گیا تو ناگاہ کچھ بچیاں گا رہی تھیں میں نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیو اور اے بدر والو! تمہارے پاس یہ کام کیا جا رہا ہے تو وہ دونوں صاحب بولے اگر تم چاہو بیٹھو اور ہمارے ساتھ سنو اور اگر چاہو چلے جاؤ ہم کو شادی کے موقع پر لہو و لعب کی اجازت دی گئی ہے (نسائی)

روایت ہے ابن مسیب سے انہیں یہ کہتے سنا گیا کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے پاکی پسند فرماتا ہے ظاہر باطن ستھرا ہے ستھرا پن پسند کرتا ہے کریم ہے کرم پسند کرتا ہے سخی ہے سخاوت پسند فرماتا ہے تو تم صاف رکھو مجھے خیال ہے کہ فرمایا اپنے صحنوں کو اور یہود سے مشابہت نہ کرو فرماتے ہیں کہ میں نے مہاجر ابن مسمار سے یہ ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے عامر ابن سعد نے اپنے والد سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی مگر انہوں نے کہا کہ اپنے صحنوں کو صاف رکھو (ترمذی)

حضرت سیدنا عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک صاحب مقصورہ حضرت سیدنا خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور فرمایا، اے عبداللہ ابن عمر! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا فرمارہے ہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص میت کے ساتھ اس کے گھر سے نکلا اور اس پر نماز پڑھی اور تدفین تک اس کے ساتھ رہا تو اس کے لئے دو قیراط ثواب ہے اور ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے اور جو نماز پڑھ کر لوٹ آیا اس کے لئے احد پہاڑ جتنا ایک قیراط ہے۔

توحضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرتِ سیدنا خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کے بارے میں پوچھنے کے لئے ام المؤمنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا اور فرمایا، مجھے بتانا کہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا جواب دیا ہے۔

اس کے بعد حضرتِ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مسجد میں پڑے ہوئے پتھروں میں سے ایک پتھر کو اٹھایا اور حضرت سیدنا خباب رضی اللہ عنہ کے لوٹنے تک اسے اپنے ہاتھ میں گھماتے رہے۔ پھر جب حضرت سیدنا خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واپس آکر بتایا کہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچ کہتے ہیں توحضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے ہاتھ میں موجود پتھر زمین پر مارا اور فرمایا، (افسوس) ہم نے بہت سارے قیراط ضائع کردیئے۔ (مسلم، کتاب الجنائز، باب فضل الصلوۃ علی الجنازۃ، رقم ۹۴۵، ص ۴۷۲)

حضرتِ سیدنا عامر بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اونٹ پر سوار تھے کہ ان کے بیٹے عمران کے پاس آئے۔ جب حضرتِ سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں دیکھا تو فرمایا کہ میں اس سوار کے شر سے اللہ عزوجل کی پناہ چاہتا ہوں۔ پھر اپنے اونٹ سے اتر گئے تو ان کے بیٹے نے عرض کیا، آپ اپنے اونٹ سے اتر گئے اور لوگوں کو حکومت کے بارے میں لڑتا ہوا چھوڑ دیا؟ توحضرتِ سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے سینے پر ہاتھ مار کر ارشاد فرمایا کہ خاموش رہو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ عزوجل پرہیز گار، قناعت پسند اور گمنام بندے کو پسند فرماتا ہے۔ (مسلم، کتاب الزھد، رقم ۲۹۶۵، ص ۱۵۸۵)

روایت ہے حضرت عامر بن سعد سے وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا کہ آپ دائیں بائیں سلام پھیرتے تھے حتی کہ آپ کے رخسار کی سفیدی میں دیکھ لیتا (مسلم)

(۸۴) عامر ابن اسامہ:

روایت ہے حضرت ابی الملیح ابن اسامہ سے وہ اپنے والد سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ حضور نے

درندوں کی کھالوں سے منع فرمایا (احمد، ابوداؤد، نسائی) اور ترمذی اور دارمی نے یہ بڑھایا یہ کہ بچھایا جائے۔ روایت ہے حضرت ابی الملیح سے کہ انہوں نے درندوں کے چمڑوں کی قیمت کو ناپسند جانا (ترمذی)

روایت ہے حضرت ابوالملیح سے وہ اپنے والد سے راوی کہ ایک شخص نے ایک غلام کا حصہ آزاد کردیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں یہ عرض کیا گیا تو فرمایا کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں پھر اس کی آزادی کو جائز رکھا (ابوداؤد)

روایت ہے حضرت ابوالملیح سے فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ کے پاس حمص کی کچھ عورتیں آئیں آپ نے کہا تم کہاں کی ہو وہ بولیں شام کی آپ نے فرمایا شاید تم اس جہاں کی عورتیں ہو جو حماموں میں جاتی ہیں وہ بولیں ہاں آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر کے علاوہ اپنے کپڑے نہیں اتارتی مگر وہ اپنے اور رب تعالیٰ کے درمیان پردہ پھاڑ دیتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اپنے گھر کے علاوہ میں مگر وہ اپنا پردہ اپنے اور اللہ عزوجل کے درمیان پھاڑ دیتی ہے (ترمذی، ابوداؤد)

(۸۵) عاصم ابن سلیمان:

روایت ہے حضرت عاصم احول سے فرماتے ہیں میں نے انس ابن مالک سے نماز میں قنوت کے متعلق پوچھا کہ رکوع سے پہلے تھی یا بعد میں تو فرمایا پہلے تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے بعد تو صرف ایک ماہ قنوت پڑھی کہ آپ نے ایک لشکر بھیجا تھا جنہیں قراء کہا جاتا تھا ستر مرد تھے وہ شہید کردیئے گئے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے بعد ایک ماہ قنوت پڑھی ان پر بددعا کرتے ہوئے۔ (مسلم، بخاری)

(۸۶) عاصم ابن کلیب:

روایت ہے حضرت عاصم ابن کلیب سے وہ اپنے والد سے وہ ایک انصاری سے راوی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں گئے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ قبر پر تشریف فرما تھے کھودنے والے کو سمجھاتے تھے فرماتے تھے کہ اس کے پاؤں کی طرف فراخ کرو اس کے سر کی طرف فراخ کرو پھر جب واپس ہوئے تو آپ کے سامنے اس کی بیوی کی طرف سے بلانے والا آیا آپ نے منظور فرمایا ہم آپ کے ساتھ تھے کھانا لایا گیا حضور نے اپنا ہاتھ رکھا پھر قوم نے کہ سب کھانے لگے تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنے منہ میں لقمہ پھرا رہے ہیں پھر فرمایا کہ میں ایسی بکری کا گوشت محسوس کرتا ہوں جو اس کے مالک کی بغیر اجازت لی گئی ہے اس عورت نے کہلا کر بھیجا کہ یارسول اللہ میں نے نقیع کی طرف بھیجا تھا یہ وہ جگہ تھی یہاں بکریاں فروخت کی جاتی تھیں تاکہ میرے لیے بکری خریدے بکری ملی نہیں میں نے اپنے پڑوسی کے پاس آدمی بھیجا جس نے بکری خریدی تھی یہ کہ مجھے وہ بکری قیمتاً بھیج دے وہ ملا نہیں تو

میں نے اس کی بیوی کے پاس بھیجا اس نے وہ میرے پاس بھیج دی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دو۔ (ابوداؤد، بیہقی دلائل النبوۃ)

سنن ابی داؤد وسنن نسائی وجامع ترمذی وغیرہا میں ایسی سند سے جس کے رجال صحیح مسلم ہیں بطریق عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی:

قل الا اخبر کم بصلاۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال فقام فرفع یدیہ اول مرۃ ثم لم یعد۔

یعنی انہوں نے فرمایا کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نماز کس طرح پڑھتے تھے، یہ کہہ کر نماز کو کھڑے ہوئے تو صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اُٹھائے پھر نہ اُٹھائے (ت)

(سنن النسائی باب رفع الیدین للرکوع الخ مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور ۱/ ۱۲۳)

خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ثابت کہ جب ایک صحابی کو دفن کر کے پلٹے اور صحابہ کرام حاضر رکاب سعادت تھے میت مرحوم کی زوجہ مطہرہ کا بھیجا ہوا آدمی ملا، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان کے مکان پر تشریف لے گئے،

فقد اخرج الامام احمد بسند صحیح و ابوداؤد عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن رجل من الانصار قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فی جنازۃ فلما رجع استقبلہ داعی امرأتہ فجاء وجیء بالطعام۔ الحدیث ملخصا۔

امام احمد نے بسند صحیح اور ابوداؤد نے عاصم بن کلیب سے انھوں نے اپنے والد سے، انھوں نے ایک انصاری صحابی سے روایت کی وہ فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں گئے جب سرکار واپس ہوئے تو مرنے والے کی عورت کا داعی سامنے ایا حضور اس کے گھر تشریف لے گئے اور کھانا حاضر کیا گیا۔ الحدیث بہ تلخیص (ت) اگر دفن سے پلٹ کر مکانِ میّت پر جانا منع ہوتا تو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کیوں قبول فرماتے

(مسند احمد بن حنبل حدیث رجل من انصار دار الفکر بیروت ۵/ ۲۹۳)

(۸۷) عروہ ابن زبیر ابن عوام:

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما جو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے بھانجے تھے ان کا بیان ہے کہ فقہ وحدیث کے علاوہ میں نے حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالٰی عنہا) سے بڑھ کر کسی کو اشعار عرب کا جاننے والا نہیں پایا وہ دوران گفتگو میں ہر موقع پر کوئی نہ کوئی شعر پڑھ دیا کرتی تھیں جو بہت ہی برمحل ہوا کرتا تھا۔

علم طب اور مریضوں کے علاج معالجہ میں بھی انہیں کافی بہت مہارت تھی۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن حیران ہو کر حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا کہ اے اماں جان! مجھے آپ کے علم حدیث وفقہ پر کوئی تعجب نہیں کیونکہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجیت اور صحبت کا شرف پایا ہے اور آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ محبوب ترین زوجہ مقدسہ ہیں اسی طرح مجھے اس پر بھی کوئی تعجب اور حیرانی نہیں ہے کہ آپ کو اس قدر زیادہ عرب کے اشعار کیوں اور کس طرح یاد ہو گئے؟ اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نور نظر ہیں اور وہ اشعار عرب کے بہت بڑے حافظ و ماہر تھے مگر میں اس بات پر بہت ہی حیران ہوں کہ آخر یہ طبی معلومات اور علاج و معالجہ کی مہارت آپ کو کہاں سے اور کیسے حاصل ہو گئی؟ یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی آخری عمر شریف میں اکثر علیل ہو جایا کرتے تھے اور عرب و عجم کے اطباء آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے دوائیں تجویز کرتے تھے اور میں ان دواؤں سے آپ کا علاج کیا کرتی تھی اس لئے مجھے طبی معلومات بھی حاصل ہو گئیں۔

(المواھب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب عائشۃ ام المؤمنین، ج ۴، ص ۳۸۹۔۳۹۲)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: شعر دوسرے کلام کی طرح ہی ہے، اچھا شعر اچھے کلام اور برا شعر برے کلام کی طرح ہوتا ہے۔ امام مناوی نے کہا کہ اس روایت کی سند حسن ہے۔ (ت)

(الادب المفرد باب الشعر حسن الخ نمبر ۳۸۲ حدیث ۸۶۵ مطبوعہ المکتبہ الاثریہ سانگلا ہل شیخوپورہ ص ۲۲۳) (الجامع الصغیر مع فتح القدیر بحوالہ معجم اوسط و ادب مفرد عن ابن عمرو ابو یعلیٰ عن عائشہ ۴/۱۷۵) (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر بحوالہ الہیثمی مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۴/۱۷۵)

ولید بن عبد الملک اموی کے دور حکومت میں جب روضہ منورہ کی دیوار گر پڑی اور بادشاہ کے حکم سے تعمیر جدید کے لیے بنیاد کھودی گئی تو ناگہاں بنیاد میں ایک پاؤں نظر آیا، لوگ گھبرا گئے اور سب نے یہی خیال کیا کہ یہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا پائے اقدس ہے لیکن جب عروہ بن زبیر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دیکھا اور پہچانا پھر قسم کھا کر یہ فرمایا کہ یہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مقدس پاؤں نہیں ہے بلکہ یہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم شریف ہے تو لوگوں کی گھبراہٹ اور بے چینی میں قدرے سکون ہوا۔

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما، الحدیث: ۱۳۹۰، ج ۱، ص ۴۶۹)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مرض وفات میں اپنی صاحبزادی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وصیت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میری پیاری بیٹی! آج تک میرے پاس جو میرا مال تھا وہ آج وارثوں کا مال ہو چکا ہے اور میری اولاد میں تمہارے

دونوں بھائی عبدالرحمن ومحمد اور تمہاری دونوں بہنیں ہیں لہٰذا تم لوگ میرے مال کو قرآن مجید کے حکم کے مطابق تقسیم کر کے اپنا اپنا حصہ لے لینا۔ یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ ابا جان! میری تو ایک ہی بہن بی بی اسماء ہیں۔ یہ میری دوسری بہن کون ہے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میری بیوی بنت خارجہ جو حاملہ ہے اس کے شکم میں لڑکی ہے وہ تمہاری دوسری بہن ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ لڑکی پیدا ہوئی جن کا نام ام کلثوم رکھا گیا۔

(تاریخ الخلفاء، الخلفاء الراشدون، ابوبکر الصدیق، فصل فی مرضہ۔۔۔الخ، ص ٦٣) (حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء ۔۔۔الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ۔۔۔الخ، ص ٦١١)

عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے کسی کو معانی قرآن احکام حلال وحرام، اشعار عرب اور علم انساب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ عالم نہیں دیکھا۔

(حلیۃ الاولیاء، ذکر النساء الصحابیات، عائشۃ زوج رسول اللہ، الحدیث ١٤٨٢، ج ٢، ص ٦٠)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ستر ہزار درہم راہِ خدا میں صدقہ کرتے دیکھا حالانکہ ان کی قمیص کے مبارک دامن میں پیوند لگا ہوا تھا۔

(مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم، ذکر امہات المؤمنین، حضرت عائشہ، ج ٢، ص ٤٧٣)

روایت ہے عروہ ابن زبیر سے وہ فاطمہ بنت ابی حبیش سے راوی کہ وہ مستحاضہ ہوجاتی تھیں ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حیض کا خون ہوتو وہ کالا خون ہوتا ہے جو پہچان لیا جاتا ہے تو جب یہ ہوتو نماز سے رک جاؤ اور جب دوسرا ہوتو وضو کرو اور نماز پڑھو کہ وہ تو رگ ہے (ابوداؤد، نسائی)

روایت ہے حضرت عروہ سے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فجر پڑھی تو دونوں رکعتوں میں سورۂ بقر پڑھی (مالک)

روایت ہے حضرت عروہ ابن زبیر سے فرماتے ہیں کہ مدینہ میں دو شخص تھے ایک بغلی کھودتا تھا دوسرا یہ نہیں صحابہ نے کہا ان میں جو پہلے آئے وہ اپنا کام کرلے تو بغلی کھودنے والا ہی آیا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے بغلی قبر کھودی

(شرح السنہ)

(٨٨) عروہ ابن عامر:

ابوداود نے عروہ بن عامر سے مرسلاً روایت کی، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے سامنے بدشگونی کا ذکر ہوا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے فرمایا: فال اچھی چیز ہے اور براشگون کسی مسلم کو واپس نہ کرے یعنی کہیں جارہا تھا اور براشگون ہوا تو واپس نہ آئے، چلا جائے جب کوئی شخص ایسی چیز دیکھے جو ناپسند ہے یعنی براشگون پائے تو یہ کہے۔

اَللّٰهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔

(سنن أبي داود، كتاب الطب، باب في الطيرة، الحديث: ۳۹۱۹، ج ۴، ص ۲۵)

(۸۹) عبید ابن عمیر:

روایت ہے حضرت عبید ابن عمیر سے کہ حضرت ابن عمر دو رکنوں میں اس قدر بھیڑ میں گھستے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی کو وہاں اس قدر گھستے نہ دیکھا فرماتے ہیں کہ اگر میں یہ کرتا ہوں تو درست ہے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ان کا چھونا گناہوں کا کفارہ ہے اور میں آپ کو فرماتے سنا کہ جو اس بیت اللہ کا ایک ہفتہ نہایت حفاظت واحتیاط سے طواف کرے تو غلام آزاد کرنے کی طرح ہوگا اور میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ طواف کرنے والا ایک قدم نہیں رکھتا اور دوسرا نہیں اٹھاتا مگر رب تعالٰی ان کی برکت سے ایک گناہ مٹاتا ہے اور ایک نیکی لکھتا ہے۔ (ترمذی)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عبید بن عمیر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد صاحب کو حضرتِ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ کہتے ہوئے سنا، کیا بات ہے کہ میں تمہیں صرف ان دو (۲) رُکنوں حجرِ اسود اور رکن یمانی کا ہی استلام کرتے دیکھتا ہوں؟ تو سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جواب دیا، میں ایسا کیوں نہ کروں؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، ان دونوں رکنوں کا استلام کرنا گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اور میں نے یہ بھی سنا کہ جس نے گن کر سات مرتبہ طواف کیا اور پھر دو رکعتیں ادا کیں تو یہ ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ اور یہ بھی سنا کہ طواف کرتے ہوئے آدمی کے ہر قدم کے بدلے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کے دس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور دس درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب، رقم ۴۴۶۲، ج ۲، ص ۲۰۲)

حضرت سَیِّدُنا عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ایک دن میں اور حضرت سَیِّدُنا عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُم المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہمارے اور ان کے درمیان پردہ تھا، اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا: اے عبید! تمہیں ہمارے پاس آنے سے کس چیز نے روکا ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ کے رسول عَزَّ وَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے اس فرمان نے: زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا

ترجمہ: ملاقات میں دیر کیا کرو، محبت میں اضافہ ہوگا۔

پھر حضرت سَیِّدُنا ابن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: آپ ہمیں رسول اللہ عَزَّ وَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی کوئی انوکھی بات بتائیے، جو آپ نے دیکھی ہو؟ یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رونے لگیں اور فرمایا: رسول اللہ عَزَّ وَجَلَّ و صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا ہر معاملہ عجیب تھا، ایک رات آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم میرے ساتھ آرام فرما رہے

تھے، یہاں تک کہ آپ کے جسم کیساتھ میرا جسم مَس ہوا، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: مجھے اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کی عبادت کرنے دو۔ پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مشکیزے کی طرف تشریف لے گئے، اس سے وضوفرمایا ، پھر کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے اور اس قدر روئے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی داڑھی مبارک تر ہوگئی، پھر سجدہ کیا یہاں تک کہ زمین تر ہوگئی، اس کے بعد پہلو پر آرام فرما ہو گئے حتی کہ حضرت سَیِّدُ نا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہوکر نمازِ فجر کی اطلاع دی اور عرض کی: یارسول اللہ عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ حالانکہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے سبب آپ کے اگلوں پچھلوں کے گناہ معاف فرمادیئے ہیں۔ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اے بلال! تجھ پر افسوس! میں کیوں نہ روؤں، آج رات مجھ پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی ہے: اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ترجمۂ کنزالایمان: بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے۔ (پ ۴، آل عمران: ۱۹۰) پھر فرمایا: اس شخص کے لئے خرابی ہے جو اس آیت کریمہ کو پڑھے لیکن اس میں غور وفکر نہ کرے۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب التوبۃ، الحدیث ۶۱۹، ج ۲، ص ۹، بتغیر)

عبید بن عمیر لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میت سے بوقت دفن قبر کہتی ہے کہ میں تاریکی کا گھر ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں، میں بے کسی کا گھر ہوں اگر تو اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار تھا تو آج میں تیرے لیے رحمت بن جاؤں گی اور اگر تو اللہ تعالیٰ کا نافرمان تھا تو میں تیرے لیے عذاب بن جاؤں گی، میں وہ جگہ ہوں کہ خداعزوجل کے فرمانبردار بندے مجھ میں داخل ہونے کے بعد مسرور ہوکر نکلتے ہیں اور خداعزوجل کے نافرمان بندے مجھ میں داخل ہوکر رنجیدہ وغم زدہ ہوکر نکلتے ہیں۔ (احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت ومابعدہ، الباب السابع فی حقیقۃ الموت... الخ، ج ۵، ص ۲۵۲)

(۹۰) عبید ابن سباق:

روایت ہے حضرت عبید ابن سباق سے (ارسلا) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعوں میں سے ایک جمعہ میں فرمایا اے مسلمانوں کے گروہ یہ وہ دن ہے جسے اللہ نے عید بنایا لہذا نہاؤ اور جس کے پاس خوشبو ہو تو اسے لگانے میں ضرر نہیں اور مسواک لازم پکڑو (مالک) اور ابن ماجہ نے ان سے اور انہوں نے ابن عباس سے متصلاً روایت کی۔

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سات حدیثیں بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں جن میں سے دو حدیثیں بخاری شریف میں اور دو حدیثیں مسلم شریف میں ہیں باقی تین حدیثیں دوسری کتابوں میں مذکور ہیں۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبید بن سباق اور ان کے بھتیجے حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔ (المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب جویریۃ ام المؤمنین، ج ۴، ص ۴۲۸ و مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم، ج ۲، ص ۴۸۱)

ابو کریب، عبداللہ بن مبارک وعبدہ بن سلیمان، محمد بن اسحاق، سعید بن عبید بن سباق، عبید بن سباق، سہل بن حنیف، حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری مذی بکثرت خارج ہوتی تھی اس لئے میں بہت نہایا کرتا تھا، میں نے (اس سلسلہ میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا فرمایا اس میں تمہارے لئے وضو ہی کافی ہے، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! جو میرے کپڑے کو لگ جائے تو؟ فرمایا کپڑوں میں جہاں لگی ہوئی نظر آئے پانی کے چلو سے دھولو۔ (سنن ابن ماجہ: جلد اول: حدیث 506)

موسیٰ، ابراہیم، ابن شہاب، عبید بن سباق، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ (دوسری سند) لیث، عبدالرحمٰن بن خالد، ابن شہاب، ابن سباق حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بلا بھیجا، پھر میں نے قرآن تلاش کرنے لگا یہاں تک کہ سورۂ توبہ کی آخری آیات میں نے حضرت ابوخزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس پائی جوان کے علاوہ کسی اور کے پاس نہیں ملی، وہ آیات لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِكُمْ (تمہارے پاس رسول تم ہی میں سے آئے) سے سورۂ توبہ کے اخیر تک کی ہیں۔ یحییٰ بن بکیر نے بواسطہ لیث، یونس سے اس کو روایت کیا اور کہا کہ حضرت ابوخزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس (وہ آیت ملی)۔ (صحیح بخاری۔ جلد: ۲/ تیسواں پارہ/ حدیث نمبر: ۲۹۳۹)

(۹۱) عبیداللہ ابن زیاد:

عبیداللہ ابن زیاد، یزید کی طرف سے کوفہ کا والی (گورنر) کیا گیا تھا۔ اسی بدنہاد کے حکم سے حضرت امام اور آپ کے اہل بیت علیہم الرضوان کو یہ تمام ایذائیں پہنچائی گئیں، یہی ابن زیاد موصل میں تیس ہزار فوج کے ساتھ اترا۔ مختار نے ابراہیم بن مالک اشتر کو اس کے مقابلہ کیلئے ایک فوج کو لے کر بھیجا موصل سے پندرہ کوس کے فاصلہ پر دریائے فرات کے کنارے دونوں لشکروں میں مقابلہ ہوا اور صبح سے شام تک خوب جنگ رہی۔ جب دن ختم ہونے والا تھا اور آفتاب قریب غروب تھا اس وقت ابراہیم کی فوج غالب آئی، ابن زیاد کو شکست ہوئی، اس کے ہمراہی بھاگے۔ ابراہیم نے حکم دیا کہ فوج مخالف میں سے جو ہاتھ آئے اس کو زندہ نہ چھوڑا جائے۔ چنانچہ بہت سے ہلاک کیے گئے۔ اسی ہنگامہ میں ابن زیاد بھی فرات کے کنارے محرم کی دسویں تاریخ 67ھ میں مارا گیا اور اس کا سر کاٹ کر ابراہیم کے پاس بھیجا گیا، ابراہیم نے مختار کے پاس کوفہ میں بھجوایا، مختار نے دار الامارت کوفہ کو آراستہ کیا اور اہل کوفہ کو جمع کر کے ابن زیاد کا سر ناپاک اسی جگہ رکھوایا جس جگہ اس مغرورِ حکومت و بندۂ دنیا نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سرِ مبارک رکھا تھا۔ مختار نے اہل کوفہ کو خطاب کر کے کہا کہ اے اہل کوفہ! دیکھو کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خونِ ناحق نے ابن زیاد کو نہ چھوڑا، آج اس نامراد کا سر اس ذلت و رسوائی کے ساتھ یہاں رکھا ہوا ہے، چھ سال ہوئے ہیں وہی تاریخ ہے، وہی جگہ ہے، خداوندِ عالَم نے اس مغرور، فرعون خصائل کو ایسی ذلت و رسوائی کے ساتھ ہلاک کیا، اسی کوفہ اور اسی دار الامارت میں اس بے دین کے قتل و ہلاک

پر جشن منایا جارہا ہے۔ (الکامل فی التاریخ، سنۃ سبع وستین، ذکر مقتل ابن زیاد، ج ۴، ص ۶۰۔ ۶۲ ملخصا) (البدایۃ والنہایۃ، سنۃ سبع وستین، وترجمۃ ابن زیاد، ج ۶، ص ۳۔ ۴۳ ملخصا) (روضۃ الشہداء (مترجم)، دسواں باب فصل دوم، ج ۲، ص ۴۵۷)

ترمذی شریف کی صحیح حدیث میں ہے کہ جس وقت ابن زیاد اور اس کے سرداروں کے سر مختار کے سامنے لا کر رکھے گئے تو ایک بڑا سانپ نمودار ہوا، اس کی ہیبت سے لوگ ڈر گئے وہ تمام سروں پر پھرا جب عبید اللہ ابن زیاد کے سر کے پاس پہنچا اس کے نتھنے میں گھس گیا اور تھوڑی دیر ٹھہر کر اس کے منہ سے نکلا، اس طرح تین بار سانپ اس کے سر کے اندر داخل ہوا اور غائب ہوگیا۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن... الخ، الحدیث: ۳۸۰۵، ج ۵، ص ۴۳۱)

ابن زیاد، ابن سعد، شمر، قیس ابن اشعث کندی، خولی ابن یزید، سنان بن انس نخعی، عبداللہ بن قیس، یزید بن مالک اور باقی تمام اشقیا جو حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل میں شریک تھے اور ساعی تھے طرح طرح کی عقوبتوں سے قتل کیے گئے اور ان کی لاشیں گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال کرائی گئیں۔

(روضۃ الشہداء (مترجم)، دسواں باب فصل دوم، ج ۲، ص ۴۵۵ ماخوذا)

حدیث شریف میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے یہ وعدہ ہے کہ خونِ حضرتِ امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدلے ستر ہزار شقی مارے جائیں گے۔

(المستدرک للحاکم، کتاب تواریخ المتقدمین... الخ، قصۃ قتل یحیٰی علیہ السلام، الحدیث: ۴۲۰۸، ج ۳، ص ۴۸۵)

وہ پورا ہوا، دنیا پرستارانِ سیاہ باطن اور مغرورانِ تاریک دروں کیا امیدیں باندھ رہے تھے اور حضرت امام علیٰ جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہادت سے ان دشمنانِ حق کو کیسی کچھ توقعات تھیں۔ لشکریوں کو گراں قدر انعاموں کے وعدے دیئے گئے تھے، سرداروں کو عہدے اور حکومت کا لالچ دیا گیا تھا، یزید اور ابن زیاد وغیرہ کے دماغوں میں جہانگیر سلطنت کے نقشے کھنچے ہوئے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ فقط امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کا وجود ہمارے لیے عیشِ دنیا سے مانع ہے، یہ نہ ہوں تو تمام کرۂ زمین پر یزیدیوں کی سلطنت ہوجائے اور ہزاروں برس کے لئے ان کی حکومت کا جھنڈا گڑ جائے مگر ظلم کے انجام اور قہرِ الٰہی عزوجل کی تباہ کن بجلیوں اور دردرسیدگانِ اہل بیت کی جہاں برہم کن آہوں کی تاثیرات سے بے خبر تھے۔ انھیں نہیں معلوم تھا کہ خونِ شہداء رنگ لائے گا اور سلطنت کے پرزے اڑ جائیں گے، ایک ایک شخص جو قتلِ حضرتِ امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں شریک ہوا ہے طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک ہوگا، وہی فرات کا کنارہ ہوگا، وہی عاشورہ کا دن، وہی ظالموں کی قوم ہوگی اور مختار کے گھوڑے انھیں روندتے ہوں گے، ان کی جماعتوں کی کثرت ان کے کام نہ آئے گی، ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں گے، گھر لوٹے جائیں گے، سولیاں دی جائیں گی، لاشیں سڑیں گی، دنیا میں ہر شخص تُف تُف کریگا، اس ہلاکت پر خوشی منائی جائے گی، معرکہ جنگ میں اگرچہ ان کی تعداد ہزاروں کی ہوگی مگر وہ دل چھوڑ کر ہیجڑوں کی طرح بھاگیں گے اور چوہوں اور کتوں کی طرح انھیں جان بچانی مشکل ہوگی، جہاں پائے جائیں گے مار دیئے جائیں

گے، دنیا میں قیامت تک ان پر نفرت وملامت کی جائے گی۔

(۹۲) عکرمہ:

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ نیت صالحہ بکثرت کیا کرو کہ نیت صالحہ میں ریا کی گنجائش نہیں۔

(تنبیہ المغترین، الباب الاوّل، اخلاصہم للہ تعالی، 26)

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کوئی شخص اس شخص سے زیادہ بے عقل نہیں دیکھا جو اپنے نفس کی برائی کو جانتا ہے پھر وہ چاہتا ہے کہ لوگ مجھے عالم وصالح سمجھیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص کانٹے بوتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس میں کھجوروں کا پھل لگے۔ (تنبیہ المغترین، الباب الاوّل، اخلاصہم للہ تعالی، ص 32، ملتقطا)

ابو داود عکرمہ سے راوی، کہ عراق سے کچھ لوگ آئے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال کیا کہ جمعہ کے دن آپ غسل واجب جانتے ہیں؟ فرمایا نہ، ہاں یہ زیادہ طہارت ہے اور جو نہائے اس کے لیے بہتر ہے اور جو غسل نہ کرے تو اس پر واجب نہیں۔ (سنن ابی داود، کتاب الطھارۃ، باب الرخصۃ فی ترک الغسل یوم الجمعۃ، الحدیث: ۳۵۳، ج۱، ص۱۶۰)

روایت ہے حضرت عکرمہ سے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ لوگوں کو ہفتہ میں ایک دفعہ وعظ سناؤ اگر نہ مانو دو دفعہ اگر بہت ہی کرو تو تین بار اس قرآن سے لوگوں کو اکتا نہ دو میں تمہیں ایسا ہرگز نہ پاؤں کہ تم کسی قوم پر پہنچو جو اپنی کسی بات میں مشغول ہوں تو وعظ شروع کر کے ان کی بات کاٹ دو کیونکہ تم انہیں اکتا دو گے بلکہ خاموش رہو جب وہ خود عرض کریں تو انہیں حدیث سناؤ کہ وہ شوق رکھتے ہوں اور خیال رکھنا کہ دعا میں قافیہ دار عبارت سے بچنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو ایسا نہ کرتے ہوئے پایا (بخاری)

(۹۳) علقمہ ابن ابی علقمہ:

علقمہ بن ابی علقمہ کی والدہ بیان کرتی ہیں کہ حفصہ بنت عبدالرحمن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں تو حفصہ نے اپنے اوپر ایک باریک اوڑھنی لے رکھی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو پھاڑ کر پھینک دیا اور ان کو ایک موٹی اوڑھنی پہنا دی۔

(۹۴) عون بن ابی جحیفہ

آپ عون بن ابو جحیفہ ہیں' آپ کا اسم وھب بن عبداللہ السوائی الکوفی ہے' آپ کے شیوخ میں عبدالرحمن بن سمیر' عبدالرحمن بن علقمہ' مالک بن محار مخنف بن سلیم' مسلم بن ریاح اور آپ کے والد ابو جحیفہ السوائی شامل ہیں۔ آپ سے

روایت حدیث لینے والوں میں ادریس بن یزید الاودی' اشعث بن سوار' حجاج بن ارطاۃ' خالد الزیات' سعاد بن سلیمان' مالک بن مغول' عبدالجبار بن عباس' قیس بن ربیع' مسعر بن کدام وغیرہ شامل ہیں۔تمام آئمہ صحاح ستہ نے آپ سے احادیث لی ہیں اور امام اسحاق بن منصور فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن معین' امام ابوحاتم رازی اور امام نسائی جیسے علمائے حدیث نے آپ کی توثیق فرمائی ہے۔(طبقات ابن سعد جلد 6 صفحہ 319)(تاریخ خلیفہ صفحہ 351)(کتاب الکنٰی للدولابی جلد 1 صفحہ 153)(الجرح والتعدیل جلد 6 صفحہ 213)(تہذیب الکمال للمزی جلد 22 صفحہ 447' رقم الحدیث: 4549)

(۹۵) ابوعثمان ابن عبدالرحمن ابن ملی:

حدیث کے راویوں اور مقدمہ کے گواہوں اور مصنفین پر جرح کرنا اوران کے عیوب بیان کرنا جائز ہے

اگر راویوں کی خرابیاں بیان نہ کی جائیں تو حدیث صحیح اور غیر صحیح میں امتیاز نہ ہوسکے گا۔اسی طرح مصنفین کے حالات نہ بیان کیے جائیں تو کتب معتمدہ وغیر معتمدہ میں فرق نہ رہے گا۔گواہوں پر جرح نہ کی جائے تو حقوق مسلمین کی نگہداشت نہ ہوسکے گی، اول سے آخر تک گیارہ صورتیں وہ ہیں، جو بظاہر غیبت ہیں اور حقیقت میں غیبت نہیں اوران میں عیوب کا بیان کرنا جائز ہے، بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے۔(ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۷۵)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوی رضویہ میں ان کے حوالے سے ایک روایت نقل کرکے فرماتے ہیں کہ

روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں عثمٰن بن عبدالرحمن وقاصی ہے جو سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل عمرو بن سعد کا پوتا ہے۔امام بخاری نے فرمایا ترکوہ محدثین نے اسے متروک کردیا۔(کتاب الضعفاء الصغیر مع التاریخ الصغیر باب العین مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل ص ۲۷۰)(میزان الاعتدال حرف العین ترجمہ ۵۵۳۱ دارالمعرفۃ بیروت ۳/ ۴۳)

امام ابوداؤد نے فرمایا:لیس بشیئ ۴؎ کوئی چیز نہیں۔(۴؎ فتح القدیر فصل فی بیان الحرمات مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۱۲۸)

امام علی بن مدینی نے سخت ضعیف ۵؎ فرمایا۔نسائی ودارقطنی نے کہا متروک ۶؎ ہے۔حتی کہ امام یحیٰی بن معین نے فرمایا یکذب ۷؎ جھوٹ بولتا ہے۔(۵؎ میزان الاعتدال حرف العین ترجمہ ۵۵۳۱ دارالمعرفہ بیروت ۳/ ۴۳)(۶؎ میزان الاعتدال حرف العین ترجمہ ۵۵۳۱ دارالمعرفہ بیروت ۳/ ۴۳)(۷؎ میزان الاعتدال حرف العین ترجمہ ۵۵۳۱ دارالمعرفہ بیروت ۳/ ۴۳)

اقول یہی عثمٰن حدیث ام المومنین صدیقہ کا بھی راوی ہے۔روایت ابن حبان کتاب الضعفاء میں یوں ہے:

حدثنا الحسن بن سفین نا اسحٰق بن بہلول نا عبداللہ بن نافع نا المغیرہ بن اسمٰعیل بن ایوب بن سلمۃ عن عثمان بن عبدالرحمٰن عن ابن شہاب الزہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت سئل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الرجل یتبع المرأۃ حراما اینکح ابنتہا

اویتبع الابنۃ حراما اینکح امہا فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایحرم الحرام الحلال انما یحرم ماکان بنکاح حلال۔

ہمیں حدیث بیان کی حسن بن سفیان نے انھوں نے اسحاق بن بہلول سے، انھوں نے عبداللہ بن نافع سے، انھوں نے مغیرہ بن اسمٰعیل بن ایوب بن سلمہ سے، انھوں نے عثمان بن عبدالرحمان سے، انھوں نے امام ابن شہاب زھری سے، انھوں نے عروہ سے۔ انھوں نے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے، انھوں نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا گیا کہ کوئی شخص کسی عورت سے حرامکاری کرے تو کیا وہ اس عورت کی بیٹی یا ماں سے نکاح کرسکتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا حرام، حلال کو حرام نہیں بناتا۔ حلال نکاح ہی حرام بناتا ہے۔ (ت)

ابن حبان نے اسے روایت کر کے کہا:

عثمان بن عبدالرحمان ھو الوقاصی یروی عن الثقات الاشیاء الموضوعات لایجوز الاحتجاج بہ[1]۔

عثمان بن عبدالرحمان وہی وقاصی ہے ثقات سے موضوع خبریں روایت کردیتا ہے اس سے سند لانا حلال نہیں۔

(1؎ العلل المتناھیۃ بحوالہ ابن حبان حدیث ۱۰۳۱ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۲/ ۱۳۶) (فتاوی رضویہ، ج ۱۱، ص ۹۲)

(۹۶) ابو عاصم:

روایت ہے حضرت عرباض ابن ساریہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن ہر کیل والے درندے سے اور ہر پنجے والے پرندے سے اور پلاؤ ہوا گدھوں کے گوشتوں سے اور مجثمہ سے اور خلیہ سے منع فرمایا اور اس سے کہ حاملہ عورت سے صحبت کی جائے حتی کہ اپنے پیٹوں کے بچے جن دیں محمد ابن یحیٰی نے کہا ابو عاصم سے مجثمہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا وہ یہ ہے کہ پرندہ یا کوئی چیز باندھی جائے پھر تیر سے مارا جائے اور خلیہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا بھیڑیا اور درندہ جسے آدمی پالے تو اس کو چھڑا لے پھر وہ ذبح کرنے سے پہلے اس کے قبضہ میں مرجائے (ترمذی)

(۹۷) ابو عبیدہ ابن محمد ابن یاسر:

روایت ہے حضرت عبیدہ ابن محمد ابن عمار ابن یاسر سے فرماتے ہیں کہ میں نے جناب ربیع بنت معوذ ابن عفراء سے کہا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ شریف سنایئے وہ بولیں اے میرے بچے اگر تم حضور کو دیکھتے تو چمکتا ہوا سورج دیکھتے (دارمی)

(۹۸) ابو عمیر ابن انس ابن مالک انصاری:

روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں گھلے ملے رہتے تھے حتی کہ میرے بھائی سے کہتے تھے کہ ابو عمیر چڑیا کیا ہوئی اون کی ایک چڑیا تھی جس سے وہ کھیلتے تھے وہ مرگئی (مسلم، بخاری)

(۹۹) ابو العشر ائ:

ترمذی وابوداود ونسائی ابو العشر اء اور وہ اپنے والد سے راوی اونھوں نے عرض کی یا رسول اللہ (صلّٰی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) کیا ذکاۃ (ذبح شرعی) حلق اور لبہ (سینے کا بالائی حصہ) ہی میں ہوتی ہے فرمایا: اگر تم اوس کی ران میں نیزہ بھونک دو تو بھی کافی ہے۔ ذبح کی یہ صورت مجبوری اور ضرورت کی حالت میں ہے جیسا کہ ابوداود وترمذی نے بھی اس کی تصریح کی ہے۔ (جامع الترمذي، کتاب الاطعمۃ، باب ماجاء في الذکاۃ في الحلق واللبۃ، الحدیث: ۱۴۸۶، ج ۳، ص ۱۵۴)

(۱۰۰) ابو العالیہ:

حضرت عبد اللہ بن عباس اور امام ابو العالیہ اور امام حسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہم فرماتے ہیں صراط مستقیم محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق وعمر فاروق ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہم (الدر المنثور ص ۴۰ مطبوعہ بیروت)

حضرت ابو العالیہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ایک دن رشید کے پاس آئے فرمایا کہ مظلوم کی دعا سے بچتے رہنا کہ اللہ تعالٰی مظلوم کی دعا رد نہیں کرتا اگرچہ وہ فاجر ہو۔ ایک روایت میں ہے اگرچہ وہ کافر ہو۔

(تنبیہ المغترین، الباب الاول، صبرہم علی جور الحکام، ص 45)

ابن عساکر نے ابو العالیہ ریاحی سے نقل کیا ہے کہ مجمعِ اصحاب میں حضرت ابو بکر سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے زمانہ جاہلیت میں کبھی شراب پی ہے؟ فرمایا: پناہ بخدا، اس پر کہا گیا: یہ کیوں؟ فرمایا: میں اپنی مُرُوّت وآبرو کی حفاظت کرتا تھا اور شراب پینے والے کی مروت وآبرو برباد ہوجاتی ہے۔ یہ خبر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے دو مرتبہ فرمایا کہ ابو بکر نے سچ کہا۔

(تاریخ الخلفاء، ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ، فصل کان ابو بکر اعف الناس فی الجاہلیۃ، ص ۲۴)

حضرت سیدنا ابو خلدہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کہتے ہیں: کہ میں حضرت سیدنا ابو العالیہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ کل جب تم عید گاہ جاؤ، تو مجھ سے ملتے جانا۔ جب میں گیا تو مجھ سے فرمایا: کیا تم نے کچھ کھایا؟ میں نے کہا: ہاں۔ فرمایا: کیا تم نہا چکے ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔ فرمایا: صدقہ فطر ادا کر چکے ہو؟ میں نے کہا: ہاں صدقہ فطر ادا کر دیا ہے۔ فرمانے لگے: میں نے تمہیں اسی لیے بلایا تھا۔ پھر آپ نے یہ آیت کریمہ (قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ

فَصَلّٰی) تلاوت کی اور فرمایا: اہل مدینہ صدقہ فطر اور پانی پلانے سے افضل کوئی صدقہ نہیں جانتے تھے۔

(تفسیر طبری، ج ۱۲، ص ۷۵۴، رقم: ۳۶۹۹۲)

امام طحاوی نے حضرت ابو العالیہ سے روایت کی کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر مغرب کے فرضوں کی طرح پڑھتے تھے اور امام حسن نے فرمایا کہ اہل اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ وتر تین رکعت ہیں ایک سلام سے۔

روایت ہے ابوخلدہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے ابو العالیہ سے کہا کہ کیا حضرت انس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے فرمایا انہوں نے دس سال حضور کی خدمت کی ہے اور حضور نے ان کے لیے دعا فرمائی ہے ان کا ایک باغ تھا جو ہر سال میں دو بار میوہ دیتا تھا اور اس باغ میں ایک گھاس تھی جس سے مشک کی خوشبو آتی تھی (ترمذی) اور فرمایا: یہ حدیث حسن ہے غریب ہے۔

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابوبکر بن ابی شیبہ اپنی مصنف میں، طبرانی معجم کبیر میں، دار قطنی اور بیہقی اپنی اپنی سنن میں بطریق ابو خالد یزید بن عبدالرحمن دالانی قتادہ سے وہ ابو العالیہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ انہوں نے دیکھا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سجدے میں نیند آئی یہاں تک کہ سونے میں دہن مبارک یا بینی مبارک کی آواز آئی پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے، تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو تو نیند آ گئی تھی، فرمایا وضو واجب نہیں ہوتا مگر اسی پر جو کروٹ لیٹ کر سو جائے اس لئے کہ جب وہ کروٹ لیٹے گا تو اس کے جوڑ ڈھیلے ہو جائیں گے، یہ ترمذی کے الفاظ ہیں۔

(سنن الترمذی، ابواب الطہارۃ، باب جاء فی الوضوء من النوم، الحدیث ۷۷، دار الفکر بیروت، ۱/ ۱۳۵)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں کہ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

قال سألت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن قول اللہ تعالیٰ الذین هم عن صلوتهم ساهون، قال هم الذین یؤخرون الصلاۃ عن وقتها [۲]۔

(۲؎ السنن الکبریٰ للبیہقی باب الترغیب فی حفظ الصلوٰۃ الخ مطبوعہ دار صادر بیروت ۲/ ۲۱۴)

میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا وہ کون لوگ ہیں جنہیں اللہ عزوجل قرآنِ عظیم میں فرماتا ہے خرابی ہے اُن نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں۔ فرمایا وہ لوگ جو نماز وقت گزار کر پڑھیں۔

بغوی کی روایت یوں ہے: عن مصعب بن سعد عن ابیه رضی اللہ تعالیٰ عنهما انه قال سئل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم عن الذین هم فی صلوتهم ساهون، قال: اضاعة الوقت [۱]۔

مصعب بن سعد سے انکے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس آیت کے

بارے میں سوال ہوا تو فرمایا: اس سے مراد وقت کھونا ہے۔(ت)

(۱؎ تفسیر البغوی مع تفسیر الخازن، زیر آیۃ الذین ھم عن صلوتھم ساھون، مطبوعہ مکتبہ المصطفی البابی مصر ۷ /۲۹۹)

کھونا ہے۔ بعینہٖ یہی معنی ابن جریر نے عبداللہ بن عباس اور ابن ابی حاتم نے مسروق اور عبدالرزاق و ابن المنذر نے بطریق مالک بن دینار امام حسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیے روایت اخیرہ یوں ہے کہ ابوالعالیہ نے کہا ساھون وہ لوگ ہیں جنہیں یاد نہ رہے کہ رکعتیں دو ۲ پڑھیں یا تین ۳۔ اس پر امام حسن نے فرمایا: ھوالذی یسھو عن میقاتھا حتی تفوت (بلکہ وہ وہ ہیں جو اُس وقت سے غافل رہیں یہاں تک کہ وقت نکل جائے۔م) فقیر کے یہاں بحمداللہ نماز تنگ وقت نہیں ہوتی بلکہ مطابق مذہب حنفی ہوتی ہے، عوام بیچارے اپنی ناواقفی سے غلط سمجھتے ہیں، مذہب حنفی میں سوا مغرب اور جاڑوں کی ظہر کے سب نمازوں میں تاخیر افضل ہے اُس حد تک کہ وقتِ کراہت نہ آنے پائے اور وہ عصر میں اُس وقت آتا ہے جب قرصِ آفتاب پر بے تکلف نگاہ جمنے لگے اور تجربے سے ثابت کہ یہ بیس منٹ دن رہے ہوتا ہے اس سے پہلے پہلے جو نماز عصر اُس کے وقت کا نصف اول گزار کر نصف آخر میں ہو وہ وقت مستحب ہے مثلاً آج کل تقریباً سات ۷ بجے غروب ہے اور قریب پانچ کے عصر کا وقت ہوجاتا ہے تو وقت مستحب یہ ہے کہ پانچ بج کر پچاس منٹ سے چھ بج کر چالیس منٹ تک نمازِ عصر پڑھیں اور عشا میں وقتِ کراہت آدھی رات کے بعد ہے یہ حالتیں بحمداللہ تعالٰی میرے یہاں نہیں مجھے پابندی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے احکام کی ہے نہ جاہلوں کے خیالات واوہام کی دارقطنی سنن اور حاکم صحیح مستدرک میں بطریق عباس بن ذریح، زیاد بن عبداللہ نخعی سے راوی:

قال کنا جلوسا مع علی رضی اللہ تعالٰی عنہ فی المسجد الاعظم فجاء المؤذن فقال: یاامیر المؤمنین! فقال: اجلس، فجلس ثم عاد فقال لہ ذلک، فقال رضی اللہ تعالٰی عنہ، ھذا الکلب یعلمنا السنۃ، فقام علی فصلی بنا العصر، ثمّ انصرفنا، فرجعنا الی المکان الذی کنا فیہ جلوسا، فجثونا للرکب لنزول الشمس للغروب نتراٰھا۱؎

ہم کوفہ کی جامع مسجد میں مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم کے پاس بیٹھے تھے، مؤذن آیا اور عرض کی: یاامیر المومنین (یعنی نمازِ عصر کو تشریف لے چلیے) امیرالمومنین نے فرمایا: بیٹھ۔ وہ بیٹھ گیا۔ پھر دوبارہ حاضر ہوا اور وہی عرض کی۔ مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ، نے فرمایا: یہ کتا ہمیں سُنّت سکھاتا ہے۔ بعدہ مولا علی کھڑے ہوئے اور ہمیں عصر پڑھائی پھر ہم نماز کا سلام پھیر کر مسجد میں جہاں بیٹھے تھے وہیں آئے تو گھٹنوں کے بل کھڑے ہوکر سورج کو دیکھنے لگے اس لئے کہ وہ ڈوبنے کو اُتر گیا تھا۔ (۱؎ سُنن الدارقطنی، باب ذکر بیان المواقیت الخ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان، ۱ /۲۵۱)

حاکم نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے اما ان زیادا لم یروعنہ غیر العباس ۲؎، رہی یہ بات کہ زیاد سے سوائے عباس کے کسی نے روایت نہیں کی، (۲؎ سُنن الدارقطنی باب ذکر بیان المواقیت الخ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان ۱ /۲۵۱)

قاله الدارقطنی، فاقول: عباس ثقة، وغایته جهالة عین، فلا تضر عندنا، لاسیما فی اکابر التابعین. قال فی المسلّم. لاجرح بان له راویا فقط وهو مجهول العین باصطلاح ۳؎

جیسا کہ دارقطنی نے کہا ہے، تو میں کہتا ہوں: عباس ثقہ ہے، زیادہ سے زیادہ اس میں جہالت عین پائی جاتی ہے اور یہ ہمارے نزدیک مضر نہیں ہے، خصوصاً اکابر تابعین میں۔ مسلّم میں ہے کہ یہ کوئی جرح نہیں ہے کہ فلاں سے ایک ہی راوی ہے اور وہ اصطلاحی طور پر مجہول العین ہے،

(۳؎ مسلّم الثبوت مع شرح فواتح الرحموت مسئلہ مجہول الحال الخ مطبوعہ منشورات الشریف الرضی قم، ایران ۲/ ۱۴۹)

فواتح میں ہے کہ بعض نے کہا کہ ایسا راوی قابل قبول نہیں ہے، لیکن یہ بے دلیل بات ہے۔ (ت)

(۴؎ فواتح الرحموت شرح مسلّم الثبوت مسئلہ مجہول الحال الخ ۲/ ۱۴۹)

اگر یہ مولیٰ علی کا صرف اپنا فعل ہوتا جب بھی حجت شرعی تھا نہ کہ وہ اسے صراحۃً سنّت بتارہے اور مؤذن پر جو جلدی کا تقاضا کرتا تھا ایسا شدید غضب فرمارہے ہیں، اسی کی مثل امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ، سے نماز صبح میں مروی امام طحاوی بطریق داود بن یزید الاودی عن ابیہ روایت فرماتے ہیں:

قال کان علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنه یصلی بنا الفجر ونحن نترای الشمس مخافة ان تکون قد طلعت ۱؎

مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ہمیں نماز صبح پڑھایا کرتے اور ہم سورج کی طرف دیکھا کرتے تھے اس خوف سے کہ کہیں طلوع نہ کر آیا ہو۔ (۱؎ شرح معانی الآثار باب الوقت الذی یصلی فیہ الفجر ای وقت ھو مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۱۲۳)

مناقب سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ للامام حافظ الدین الکردری میں ہے: ذکر الامام الدیلمی عن زهیر ابن کیسان قال صلیت مع الرصافی العصر ثم انطلقت مسجد الامام فاخر العصر حتّٰی خفتُ فوات الوقت ثم انطلقت الی مسجد سفین فاذا هو لم یصل العصر فقلت رحم اللہ اباحنیفة ما اخرها مثل اخر سفین ۲؎ یعنی امام دیلمی نے زہیر بن کیسان سے روایت کی کہ میں رصافی کے ساتھ نماز عصر پڑھ کر مسجد امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں گیا امام نے عصر میں اتنی تاخیر فرمائی کہ مجھے خوف ہُوا کہ وقت جاتا رہے گا پھر میں مسجد امام سفین ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف گیا تو کیا دیکھوں کہ اُنہوں نے ابھی نماز پڑھی بھی نہیں میں نے کہا اللہ ابوحنیفہ پر رحمت فرمائے انہوں نے تو اتنی تاخیر کی بھی نہیں جتنی سفین نے۔ (۲؎ مناقب امام اعظم ابوحنیفہ للکردری الفصل الثانی فی اصول بنی علیہ مذہب مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ۱/ ۱۵۲) (فتاوی رضویہ، ج ۵، ص ۱۲۶، ۱۲۷)

(۱۰۱) یزید بن عبداللہ بن الشخیر :

آپ ابوالعلاء البصری یزید بن عبداللہ بن الشخیر العامری ہیں' ابومطرف بن عبداللہ کے بھائی ہیں۔
آپ کے شیوخ میں احنف بن قیس' براء بن عازب' سیدنا حنظلہ' سمرہ بن جندب' عبداللہ بن عمرو بن العاص' عبدالرحمن بن محار العبدی' عمران حصین' عیاض بن حمار' قتادہ بن ملحان اور آپ کے بھائی مطرف بن عبداللہ بن الشخیر شامل ہیں جبکہ آپ سے روایت حدیث لینے والوں میں بشیر بن عقبہ' سعید بن ایاس' سلیمان تیمی' فرقد السبخی' قتادہ بن دعامہ' کہمس بن الحسن اور ابوبکر بن شعیب شامل ہیں۔ امام نسائی فرماتے ہیں کہ روایت حدیث میں ثقہ ہیں۔ امام ابن حبان نے اپنی کتاب الثقات میں آپ کا ذکر فرمایا ہے' آپ کا انتقال 111 ہجری میں ہوا۔

(تہذیب الکمال للمزی جلد 22 صفحہ 175,176' رقم الحدیث: 7014) (طبقات ابن سعد جلد 7 صفحہ 155) (مشاہیر علماء الامصار لابن حبان جلد 1 صفحہ 54 صفحہ 663) (العبر فی خبر من غبر جلد 1 صفحہ 24)

(۱۰۲) ابوعبدالرحمن :

امام حاکم علیہ الرحمۃ مستدرک میں حضرت ابوعبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں قال قال علی کرم اللہ وجهه الكريم من السنة أن تفتح على الامام اذا استطعمك قيل لأبي عبد الرحمن ما استطعام الامام قال اذا سقط ترجمہ: فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ سنت ہے کہ جب امام تم سے لقمہ مانگے تو اسے لقمہ دو۔ ابوعبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ امام کا مانگنا کیا ہے، فرمایا جب وہ کچھ چھوڑ دے۔

(مستدرک حاکم ص ۷۰۲ جلد اول دار الفکر بیروت)

(۱۰۳) ابوعطیہ :

ابوعطیہ عقیلی کہتے ہیں کہ: مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے یہاں آیا کرتے تھے، ایک دن نماز کا وقت آ گیا، ہم نے کہا: آگے بڑھیے، نماز پڑھایئے، فرمایا: اپنے میں سے کسی کو آگے کرو کہ نماز پڑھائے اور بتادوں گا کہ میں کیوں نہیں پڑھاتا؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے ہیں: جو کسی قوم کی ملاقات کو جائے، تو اُن کی اِمامت نہ کرے اور یہ چاہیے کہ انہیں میں کا کوئی اِمامت کرے۔

(سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب امامة الزائر، الحديث: ۵۹۶، ج ۱، ص ۲۴۴)

روایت ہے حضرت ابوعطیہ سے فرماتے ہیں میں اور مسروق حضرت عائشہ کے پاس گئے ہم نے عرض کیا اے ام المومنین حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے دو حضرات ہیں ایک تو افطار بھی جلد کرتے ہیں اور نماز بھی جلد

پڑھتے ہیں اور دوسرے صاحب افطار بھی دیر سے کرتے ہیں اور نماز بھی دیر سے پڑھتے ہیں فرمانے لگیں کون صاحب نماز وافطار میں جلدی کرتے ہیں ہم نے عرض کیا عبداللہ ابن مسعود بولیں ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اور دوسرے حضرت ابوموسیٰ ہیں (مسلم)

(۱۰۴) ابو عاتکہ

روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا بولا میں آنکھوں کا بیمار ہوں کیا بحالت روزہ سرمہ لگا سکتا ہوں فرمایا ہاں (ترمذی) اور ترمذی نے فرمایا کہ اس کی اسناد قوی نہیں ابو عاتکہ راوی ضعیف مانے جاتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوی رضویہ میں ان کے حوالے سے ایک روایت نقل کر کے فرماتے ہیں کہ

اسی میں (عہ ۲) ہے: حدیث اطلبوا العلم ولو بالصین، فیہ ابو عاتکۃ منکر الحدیث قلت لم یجرح بکذب ولا تہمۃ۔ حدیث علم حاصل کرو اگرچہ چین جانا پڑے اس کی سند میں ابو عاتکہ منکر الحدیث ہے میں کہتا ہوں اس پر کذب اور تہمت کا طعن نہیں ہے۔ (ت) (التعقبات علی الموضوعات باب العلم مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل ص ۴)

ع۔۔۔صحابیات

(۱) عائشہ صدیقہ:

سیدہ عائشہ بنت ابوبکر صدیق بن ابوقحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۸، ص ۴۶)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیت ام عبداللہ ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سے کنیت مقرر کرنے کی درخواست کی چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: اپنے بھانجے (یعنی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے اپنی کنیت رکھ لو۔

ایک اور روایت میں آیا ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب اپنی بہن کے نوزائیدہ فرزند حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارگاہِ رسالت میں لے کر حاضر ہوئیں تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے اس کے منہ میں لعاب دہن ڈال کر فرمایا: یہ عبداللہ ہے اور تم ام عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم در ذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۶۸)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم نے فرمایا: تم تین راتیں مجھے خواب میں دکھائی گئیں ایک فرشتہ تمہیں (تمہاری تصویر) ریشم کے ایک ٹکڑے میں لے کر آیا اور اس نے کہا: یہ آپ کی زوجہ ہیں ان کا چہرہ کھولیے۔ پس میں نے دیکھا تو وہ تم تھیں میں نے کہا: اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو وہ اسے پورا کریگا۔ (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فی فضل عائشۃ، الحدیث ۲۴۳۸، ص ۱۳۲۴)

دوسری روایت میں یہ لفظ بھی ہیں، یہ تمہاری زوجہ ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فضل عائشۃ، الحدیث ۳۹۰۶، ج ۵، ص ۴۷۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور پیغام سنایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نکاح عائشہ بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمادیا ہے، اوران کے پاس عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک تصویر تھی۔

(شرح العلامۃ الزرقانی، المقصد الثانی، الفصل الثالث فی ذکر ازواجہ الطاہرات، ج ۴، ص ۳۸۷)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح مدینہ طیبہ میں چھ سال کی عمر میں ماہ شوال میں ہوا، اور ماہِ شوال ہی میں نو سال کی عمر میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کی خدمت میں نو سال تک رہیں۔ جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم نے وصال فرمایا تو اس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذکر ازواج رسول اللہ، ج ۸، ص ۴۶، ۴۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم نے مجھ سے شوال کے مہینے میں نکاح کیا اور رخصتی بھی شوال کے مہینے میں ہوئی تو کون سی عورت مجھ سے زیادہ خوش نصیب ہے! ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس بات کو پسند کرتی تھیں کہ عورتوں کی رخصتی شوال میں ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب استحباب التزوج... الخ، الحدیث ۱۴۲۳، ص ۷۳۹)

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اعظم فضائل ومناقب میں سے ان سے حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کا بہت زیادہ محبت فرمانا بھی ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم اپنی نعلین مبارک میں پیوند لگا رہے تھے جبکہ میں چرخہ کات رہی تھی۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کے چہرہ پرنور کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کی پیشانی مبارک سے پسینہ بہہ رہا تھا اور اس پسینہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کے جمال میں ایسی تابانی تھی کہ میں حیران تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم نے میری طرف نگاہ کرم اٹھا کر فرمایا: کس بات پر حیران ہو؟ سیدہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کے رخ روشن اور پسینۂ جبین نے مجھے حیران کردیا ہے اس پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور میرے پاس آئے اور میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا: اے عائشہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے تم اتنا مجھ سے لطف اندوز نہیں ہوئی جتنا تم نے مجھے مسرور کر دیا۔

(حلیۃ الاولیاء، ذکر النساء الصحابیات، عائشۃ زوج رسول اللہ، الحدیث ۱۴۶۴، ج ۲، ص ۵۶)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: اے فاطمہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا جس سے میں محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو گی؟ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: ضرور یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں محبت رکھوں گی۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے محبت رکھو۔ (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فی فضل عائشۃ، الحدیث ۲۴۴۲، ص ۱۳۲۵)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے کسی کو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں بدگوئی کرتے سنا تو حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: او ذلیل وخوار! خاموش رہ، کیا تو اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حبیبہ پر بدگوئی کرتا ہے۔

(حلیۃ الاولیاء، ذکر النساء الصحابیات، عائشۃ زوج رسول اللہ، الحدیث ۱۴۶۰، ج ۲، ص ۵۵)

حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکابر تابعین میں سے ہیں، جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے تو فرمایا کرتے: حدثتنی الصدیقۃ بنت الصدیق حبیبۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے حدیث بیان کی صدیقہ بنت صدیق، محبوبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یا کبھی اس طرح حدیث بیان کرتے حبیبۃ حبیب اللہ المبرّأۃ من السماء اللہ کے حبیب کی محبوبہ جن کی پارسائی کی گواہی آسمان سے نازل ہوئی۔ (مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم در ذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۶۹)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو محبوب کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گفتگو کرنے کی بہت قدرت تھی اور وہ جو چاہتیں بلا جھجک عرض کر دیتی تھیں اور یہ اس قرب ومحبت کی وجہ سے تھا جو ان کے مابین تھی۔

(مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم در ذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۷۱)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ میں اپنی گڑیاں گھر کے ایک دریچہ میں رکھ کر اس پر پردہ ڈالے رکھتی تھی۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ انہوں نے دریچہ کے پردہ کو اٹھایا اور گڑیاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دکھائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ سب کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا: میری بیٹیاں (یعنی میری گڑیاں) ہیں، ان گڑیوں میں ایک گھوڑا ملاحظہ فرمایا جس کے دو بازو تھے۔ فرمایا: کیا گھوڑوں کے بھی بازو ہوتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے

تھے اوران کے بازو تھے۔حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر اتنا تبسم فرمایا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں۔(مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم درذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۷۱)

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص جنت میں داخل نہ ہوگا مگر حق تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل سے۔سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ بھی جنت میں داخل نہ ہوں گے مگر خدا کی رحمت سے؟ فرمایا: ہاں! میں بھی داخل نہ ہوں گا مگر یہ کہ مجھے حق تعالیٰ نے اپنی رحمت میں چھپالیا ہے۔(مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم درذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۷۲)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے درآنحالیکہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بلند آواز سے باتیں کررہی تھیں، توحضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کہتے ہوئے سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف بڑھے کہ اے ام رومان کی بیٹی! کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی آواز کو بلند کرتی ہے۔تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم درمیان میں حائل ہوگئے۔جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے چلے گئے تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مناتے ہوئے فرمایا: کیا تم نے نہ دیکھا کہ میں تمہارے اوران (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے درمیان حائل ہوگیا۔راوی فرماتے ہیں: پھر جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بہت خوش پایا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بہت خوش ہوئے۔

(المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند الکوفیین، حدیث النعمان بن بشیر، ج ۲، ص ۳۵۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں جانتا ہوں جب تم مجھ سے راضی رہتی ہو اور جب تم خفا رہتی ہو میں نے پوچھا: آپ کیسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا: جب تم مجھ سے خوش رہتی ہو تو کہتی ہو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رب عزوجل کی قسم! اور جب ناراض رہتی ہو تو کہتی ہو ابراہیم علیہ السلام کے رب کی قسم! میں نے عرض کیا: ہاں! یہی بات ہے میں صرف آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام ہی چھوڑتی ہوں۔

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب غیرۃ النساء۔۔۔الخ، الحدیث ۵۲۲۸، ج ۳، ص ۴۷۱)

مطلب یہ ہے کہ اس حال میں صرف آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام نہیں لیتی۔لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یاد میرے دل میں اور میری جان آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں مستغرق ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فقہاء وعلماء وفصحاء بلغاء اور اکابر مفتیانِ صحابہ میں سے تھیں اور حدیثوں میں آیا ہے

کہ تم اپنے دو تہائی دین کو ان حمیرا (یعنی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے حاصل کرو۔

(مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم در ذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۶۹)

عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے کسی کو معانی قرآن احکام حلال وحرام، اشعار عرب اور علم انساب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ عالم نہیں دیکھا۔

(حلیۃ الاولیاء، ذکر النساء الصحابیات، عائشۃ زوج رسول اللہ، الحدیث ۱۴۸۲، ج ۲، ص ۶۰)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم کو کسی حدیث کے بارے میں مشکل پیش آتی ہم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کرتے تو ان کے پاس اس کے متعلق علم پاتے۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فضل عائشۃ، الحدیث: ۳۹۰۸، ج ۵، ص ۴۷۱)

ایک سفر میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار مدینہ طیبہ کے قریب کسی منزل میں گم ہو گیا، سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ فالہ وسلم نے اس منزل پر پڑاؤ ڈالا تا کہ ہار مل جائے، نہ منزل میں پانی تھا نہ ہی لوگوں کے پاس، لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شکایت لائے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے، دیکھا کہ راحت العاشقین صلی اللہ تعالیٰ علیہ فالہ وسلم سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آغوش میں اپنا سر مبارک رکھ کر آرام فرما رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر سختی کا اظہار کیا لیکن سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے آپ کو جنبش سے باز رکھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ فالہ وسلم کی چشمانِ مبارک خواب سے بیدار ہو جائیں چنانچہ صبح ہو گئی اور نماز کے لئے پانی عدم دستیاب، اس وقت اللہ عزوجل نے اپنے لطف وکرم سے آیت تیمم نازل فرمائی اور لشکر اسلام نے صبح کی نماز تیمم کے ساتھ ادا کی حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ماھی باول برکتکم یاآل ابی بکر اے اولاد ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔ (مطلب یہ کہ مسلمانوں کو تمہاری بہت سی برکتیں پہنچی ہیں) سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد جب اونٹ اٹھایا گیا تو ہار اونٹ کے نیچے سے مل گیا (گویا حکمت الٰہی عزوجل یہی تھی کہ مسلمانوں کے لئے آسانی اور سہولت مہیا کی جائے۔) (صحیح البخاری، کتاب التیمم، باب التیمم، الحدیث ۳۳۴، ج ۱، ص ۱۳۳ ملخصاً)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: قبل اس کے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ فالہ وسلم میرے لئے پیام نکاح دیں جبرئیل علیہ السلام نے ریشمی کپڑے پر میری صورت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ فالہ وسلم کو دکھائی۔ (مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم در ذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۷۰)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں: بے شک اللہ عزوجل کی نعمتوں میں سے مجھ پر یہ بھی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ فالہ وسلم کا وصال میرے گھر میں اور میری باری میں، میرے سینے اور گلے کے درمیان ہوا، اور

اللہ تعالیٰ نے میرے اور ان کے لعاب کو ان کے وصال کے وقت جمع فرمایا، عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس آئے، ان کے ہاتھ میں مسواک تھی، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم مجھ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے، تو میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کو دیکھا کہ مسواک کی طرف دیکھ رہے ہیں، میں نے پہچانا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم مسواک کو پسند فرماتے ہیں، میں نے پوچھا: آپ کے لئے مسواک لے لوں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم نے سرانور سے اشارہ فرمایا کہ ہاں! میں نے مسواک لی (مسواک سخت تھی) میں نے عرض کی: اسے نرم کردوں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم نے سر سے اشارہ فرمایا کہ ہاں! تو میں نے (اپنے منہ سے چبا کر) اسے نرم کردیا، پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم نے اس کو اپنے منہ میں پھیرا۔ (اس طرح میرا اور سرور دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کا لعاب جمع ہوگیا۔)

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ووفاتہ، الحدیث ۴۴۴۹، ج ۳، ص ۱۵۷)

خلفائے مسلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایمان افروز اقوال

مروی ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کی: (ام المؤمنین پر افترا کرنے والے) منافقین قطعاً جھوٹے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کو اس سے محفوظ رکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کے جسم اطہر پر مکھی بیٹھے، اس لئے کہ وہ نجاست پر بیٹھتی اور اس سے آلودہ ہوتی ہے، تو جب اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کو اتنی سی بات سے بھی محفوظ رکھا پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کو ایسے کی صحبت سے محفوظ نہ فرماتا جو ایسی بے حیائی سے آلودہ ہو۔

(تفسیر النسفی، الجزء الثانی عشر، النور تحت الآیۃ ۱۲، ص ۷۷۲)

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کے سائے کو زمین پر نہیں پڑنے دیا اس لئے کہ کوئی شخص اس سائے پر اپنا پاؤں نہ رکھے تو جب کسی کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کے سائے پر پاؤں رکھنے کا بھی موقع نہ دیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کی زوجہ کی آبرو پر کسی کو کیسے اختیار دے دیتا۔ (تفسیر النسفی، الجزء الثانی عشر، النور تحت الآیۃ ۱۲، ص ۷۷۲)

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: بے شک جبریل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کو اس بات پر بھی مطلع کیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کی نعلین پر میل لگا ہوا ہے، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم سے عرض کی کہ اسے اپنے پاؤں سے اتار دیجئے کیونکہ اس میں میل لگا ہوا ہے، لہٰذا اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو الگ کردینے کا حکم بھی نازل ہوجاتا۔ (تفسیر النسفی، الجزء الثانی عشر، النور تحت الآیۃ ۱۲، ص ۷۷۲)

مروی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول

اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے لئے دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ مجھے جنت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات میں رکھے۔ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اس رتبہ کی تمنا کرتی ہو تو کل کے لئے کھانا بچا کر نہ رکھو۔ اور کسی کپڑے کو جب تک اس میں پیوند لگ سکتا ہے بے کار نہ سمجھو، سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اس وصیت ونصیحت پر اس قدر کاربند رہیں کہ کبھی آج کا کھانا کل کے لئے بچا کر نہ رکھا۔

(مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم، ذکر امہات المؤمنین، حضرت عائشہ، ج ۲، ص ۴۷۲)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ستر ہزار درہم راہ خدا میں صدقہ کرتے دیکھا حالانکہ ان کی قمیص کے مبارک دامن میں پیوند لگا ہوا تھا۔

(مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم، ذکر امہات المؤمنین، حضرت عائشہ، ج ۲، ص ۴۷۳)

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسی دن وہ سب دراہم اقارب وفقرا میں تقسیم فرما دیئے۔ اس دن روزہ سے ہونے کے باوجود شام کے کھانے کے لئے کچھ نہ بچایا۔ باندی نے عرض کیا کہ اگر ایک درہم روٹی خریدنے کے لئے بچالیتیں تو کیا ہوتا؟ فرمایا: یاد نہیں آیا اگر یاد آجاتا تو بچالیتی۔ (مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم، ذکر امہات المؤمنین، حضرت عائشہ، ج ۲، ص ۴۷۲)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کتب معتبرہ میں دو ہزار دو سو دس حدیثیں مروی ہیں ان میں سے بخاری ومسلم میں ایک سو چوہتر متفق علیہ ہیں اور صرف بخاری میں چوّن اور صرف مسلم میں ستر سٹھ ہیں، بقیہ تمام کتابوں میں ہیں صحابہ وتابعین میں سے خلق کثیر نے ان سے روایتیں لی ہیں۔

(مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم، ذکر امہات المؤمنین، حضرت عائشہ، ج ۲، ص ۴۷۲)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ حکومت میں ۵۷ھ میں ۶۶ سال کی عمر میں ہوا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ (شرح الزرقانی علی المواہب، المقصد الثانی، الفصل الثالث، عائشہ ام المؤمنین، ج ۴، ص ۳۹۲)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وصال کے وقت فرمایا: کاش کہ میں درخت ہوتی کہ مجھے کاٹ ڈالتے کاش کہ پتھر ہوتی کاش کہ میں پیدا ہی نہ ہوئی ہوتی۔

جب سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وصال فرمایا تو ان کے گھر سے رونے کی آواز آئی سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی باندی کو بھیجا کہ خبر لائیں۔ باندی نے آکر وصال کی خبر سنائی تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی رونے لگیں اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وہ سب سے زیادہ محبوب تھیں اپنے والد ماجد کے بعد۔ (مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم، در ذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۷۳)

حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ چالیس چالیس دن اپنے گزر جاتے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دولت کدے میں چراغ اور آگ نہ جلتی تھی۔ پوچھا گیا: پھر آپ کس طرح گزارہ کرتے تھے؟ فرمایا کہ دو کالی چیزوں یعنی پانی اور کھجور پر۔ (بخاری، کتاب الرقاق، باب کیف کان عیش النبی الخ، رقم ۶۴۵۸، ج ۴، ص ۲۳۶ ملخصاً)

اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم وصالِ ظاہری فرما گئے اور ہمارے پاس کوئی ایسی شئے نہ تھی جسے کوئی جاندار کھا سکے مگر تھوڑے سے جو میری کٹھلیا میں تھے، میں ایک مدت تک اس سے کھاتی رہی پھر میں نے ان کو ماپ لیا تو وہ ختم ہو گئے۔ (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب فضل الفقر، الحدیث: ۶۴۵۱، ص ۵۴۲)

ام المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا، کہ آدمی کی جو گھڑی ایسی گزرے جس میں وہ اللہ کا ذکر نہ کر پائے تو قیامت کے دن اسے اس گھڑی پر حسرت ہوگی۔

(شعب الایمان، باب فی محبۃ اللہ عزوجل، فصل فی ادامۃ ذکر اللہ، رقم ۵۱۱، ج ۱، ص ۳۹۲)

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے کسی تنگدست قرضدار کو مہلت دی اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن عرش کے سائے میں رکھے گا۔ (مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب فی من فرج عن معسر۔۔۔ الخ، الحدیث ۶۶۷۴، ج ۴، ص ۲۴۱)

(۲) عمرہ بنت رواحہ:

حضرت سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے اپنا کچھ مال دیا تو میری والدہ حضرت عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گی جب تک کہ آپ اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو گواہ نہ کر لیں۔ چنانچہ میرے والد مجھے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کی بارگاہ میں لے گئے تاکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو مجھے دیے گئے صدقے پر گواہ کر لیں۔ سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ان سے پوچھا: کیا تم نے اپنے تمام بیٹوں کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے؟ میرے والد محترم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: نہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں انصاف کرو۔ یہ سن کر وہ واپس لوٹ آئے اور وہ صدقہ واپس لے لیا۔

(صحیح مسلم، کتاب الھبات، باب کراھیۃ تفضیل بعض الاولاد فی الھبۃ، الحدیث ۱۶۲۳، ص ۸۷۸)

روایت ہے حضرت نعمان ابن بشیر سے کہ ان کے والد انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدمت میں لائے عرض کیا میں

نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام دیا ہے حضور نے فرمایا کیا تم نے اپنی ساری اولاد کو اسی طرح دیا ہے عرض کیا نہیں فرمایا تو اسے لوٹا لو اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ نے فرمایا کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ وہ ساری اولاد تمہاری خدمت میں برابر ہو عرض کیا ہاں فرمایا تو نہیں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ فرماتے ہیں مجھے میرے باپ نے کچھ عطیہ دیا تو عمرہ بنت رواحہ بولیں میں تو راضی نہیں حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کرلو تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آئے عرض کیا میں نے اپنے اس بیٹے کو جو عمرہ بنت رواحہ سے ہے ایک عطیہ دیا ہے وہ کہتی ہیں میں یا رسول اللہ آپ کو گواہ بنالوں فرمایا کیا تم نے اپنے سارے بچوں کو اسی طرح دیا ہے عرض کیا نہیں فرمایا اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں انصاف کرو فرماتے ہیں میرے والد لوٹ گئے پھر اپنا عطیہ واپس کرلیا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں ظلم پر گواہ نہیں ہوتا

(مسلم، بخاری)

(۳) ام عمارہ:

یہ جنگ احد میں اپنے شوہر حضرت زید بن عاصم اور اپنے دو بیٹوں حضرت عمارہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ساتھ لے کر میدان جنگ میں کود پڑیں اور جب کفار نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کردیا تو یہ ایک خنجر لے کر کفار کے مقابلہ میں کھڑی ہوگئیں اور کفار کے تیر وتلوار کے ہر ایک وار کو روکتی رہیں یہاں تک کہ جب ابن قمیہ ملعون نے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر تلوار چلادی تو سیدہ ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس تلوار کو اپنی پیٹھ پر روک لیا چنانچہ ان کے کندھے پر اتنا گہرا زخم لگا کہ غار پڑ گیا پھر خود بڑھ کر ابن قمیہ کے کندھے پر اس زور سے تلوار ماری کہ وہ دو ٹکڑے ہوجاتا مگر وہ ملعون دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا اس لئے بچ گیا اس جنگ میں بی بی ام عمارہ کے سر گردن پر تیرہ زخم لگے تھے حضرت بی بی ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے ایک کافر نے جنگ احد میں زخمی کردیا اور میرے زخم سے خون بند نہیں ہوتا تھا میری والدہ حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فوراً اپنا کپڑا پھاڑ کر زخم کو باندھ دیا اور کہا کہ بیٹا اٹھو کھڑے ہوجاؤ اور پھر جہاد میں مشغول ہوجاؤ اتفاق سے وہی کافر سامنے آگیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے ام عمارہ رضی اللہ عنہا! دیکھ تیرے بیٹے کو زخمی کرنے والا یہ ہے یہ سنتے ہی حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جھپٹ کر اس کافر کی ٹانگ میں تلوار کا ایسا بھرپور وار مارا کہ وہ کافر گر پڑا اور پھر چل نہ سکا بلکہ سرین کے بل گھسٹتا ہوا بھاگا یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہنس پڑے اور فرمایا کہ اے ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! تو خدا کا شکر ادا کر کہ اس نے تجھ کو اتنی طاقت اور ہمت عطا فرمائی ہے تو نے خدا کی راہ میں جہاد کیا حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو جنت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت گزاری کا شرف عطا فرمائے اس وقت

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ‌ٖالہٖ وسلم نے ان کے لیے اوران کے شوہراوران کے بیٹوں کے لیے اس طرح دعا فرمائی کہ۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھُمْ رُفَقَائِیْ فِی الْجَنَّۃِ۔

یا اللہ عزوجل! ان سب کو جنت میں میرا رفیق بنادے۔

حضرت بی بی ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زندگی بھر علانیہ یہ کہتی رہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ‌ٖالہٖ وسلم کی اس دعا کے بعد دنیا میں بڑی سے بڑی مصیبت بھی مجھ پر آجائے تو مجھ کو اس کی کوئی پروانہیں ہے۔ (مدارج النبوت، ج۲، ص۱۲۶)

حضرت ام عمارہ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ‌ٖالہٖ وسلَّم میرے پاس تشریف لائے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا پیش کیا تو ارشاد فرمایا، تم بھی کھاؤ۔ میں نے عرض کیا، میں روزے سے ہوں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جب تک روزہ دار کے سامنے کھانا کھایا جاتا ہے فرشتے اس روزے دار کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ کھانے والا جب تک پیٹ بھرلے۔

(الاحسان بترتیب ابن حبان، کتاب الصوم، باب فضل الصوم، رقم ۳۴۲۱، ج۵، ص۱۸۱)

(۴) ام العلاء:

روایت ہے ام العلاء انصاریہ سے فرماتی ہیں میں نے عثمان ابن مظعون کا چشمہ خواب میں دیکھا بہتا ہوا میں نے اسکا واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا تو فرمایا کہ یہ اس کا عمل ہے جو اس کے لیے جاری ہے (بخاری)

روایت ہے جناب ام العلاء انصاریہ سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی قسم میں نہیں جانتا حالانکہ میں رسول اللہ ہوں کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جاوے گا (بخاری)

(۵) ام عطیہ:

یہ بہت ہی جاں نثار صحابیہ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ‌ٖالہٖ وسلم کے ساتھ چھ لڑائیوں میں گئیں یہ مجاہدین کو پانی پلایا کرتی تھیں اور زخمیوں کا علاج اوران کی تیمارداری کیا کرتی تھیں اوران کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ‌ٖالہٖ وسلم سے اتنی عاشقانہ محبت تھی کہ جب بھی یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ‌ٖالہٖ وسلم کا نام لیتی تھیں تو ہر مرتبہ یہ ضرور کہا کرتی تھیں کہ میرے باپ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ‌ٖالہٖ وسلم پر قربان (الاستیعاب، کتاب کنی النساء، باب العین ۳۶۲۱، ام عطیہ، ج۴، ص۵۰۱)

ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی عورت کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرے، مگر شوہر پر چار مہینے دس دن سوگ کرے اور رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے، مگر وہ کپڑا کہ بننے سے پہلے اُس کا

سوت جگہ جگہ باندھ کر رنگتے ہیں اور سرمہ نہ لگائے اور نہ خوشبو چھوئے، مگر جب حیض سے پاک ہو تو تھوڑا سا عود استعمال کر سکتی ہے۔ اور ابو داود کی روایت میں یہ بھی ہے کہ مہندی نہ لگائے۔ (صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب وجوب الاحداد في عدة الوفاة... الخ، الحدیث: ۱۴۹۱، ص ۷۹۹) (سنن ابي داود، کتاب الطلاق، باب فيما تجتنبه المعتدة في عدتها، الحدیث: ۲۳۰۲، ج ۲، ص ۴۲۵)

روایت ہے حضرت ام عطیہ سے فرماتی ہیں کہ ہم کو حکم دیا گیا تھا کہ ہم عیدوں میں حائضہ اور پردے والی عورتوں کو (عیدگاہ) لے جائیں تاکہ وہ مسلمانوں کی جماعت اور دعاؤں میں حاضر ہوں حیض والیاں عیدگاہ سے الگ رہیں ایک عورت نے عرض کیا یارسول اللہ ہم میں سے بعض کے پاس چادر نہیں ہے فرمایا اس کی سہیلی اسے اپنی چادر میں سے اوڑھا لے (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت ام عطیہ سے فرماتی ہیں ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جب کہ ہم آپ کی صاحبزادی کو غسل دے رہے تھے تو فرمایا کہ انہیں تین بار یا پانچ بار اور اگر مناسب سمجھو تو اس سے زیادہ بار پانی اور بیری سے غسل دو آخر میں کافور (یا فرمایا کچھ کافور) ڈال دو جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دو جب ہم فارغ ہو گئیں تو ہم نے آپ کو اطلاع دی آپ نے ہماری طرف اپنا تہبند شریف پھینکا اور فرمایا کہ اسے ان کے کفن کے نیچے رکھ دو اور ایک روایت میں ہے کہ انہیں طاق تین یا پانچ یا سات بار غسل دو اور داہنی طرف اور اعضائے وضو سے ابتداء کرو فرماتی ہیں کہ ہم نے ان کے بالوں کے تین حصے کیے جنہیں ان کے پیچھے ڈالا (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت ام عطیہ سے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات جہاد کیے میں غازیوں کی منزلوں میں ان کے پیچھے رہتی تھی ان کا کھانا پکاتی تھی زخمیوں کی دوا دارو کرتی تھی اور بیماروں کا انتظام کرتی تھی (مسلم)

روایت ہے حضرت ام عطیہ انصاریہ سے کہ ایک عورت مدینہ میں ختنہ کرتی تھی اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ مبالغہ کرو کیونکہ یہ عورت کے لیے زیادہ نافع ہے اور خاوند کو زیادہ پسند (ابوداؤد) اور فرمایا یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کا راوی مجہول ہے۔

روایت ہے حضرت ام عطیہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا جن میں جناب علی تھے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا حالانکہ آپ اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے الٰہی مجھے موت نہ دینا حتی کہ تو مجھے علی کو دکھا دے۔ (ترمذی)

ع۔۔۔تابعیات

(۱) عمرہ بنت عبدالرحمن:

ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی دلائل میں حضرت یحیٰی بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، جب حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کا وقت آیا تو ان کی خدمت میں بہت سے تابعینِ کرام جمع ہوئے۔ ان میں حضرت عروہ بن زبیر، حضرت قاسم بن محمد اور حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن علیہم الرضوان بھی تھے۔

ان حضرات کی موجودگی میں ہی حضرت عروہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پر غشی طاری ہوگئی اور ان حضرات نے چھت پھٹنے کی آواز سنی۔ دیکھا کہ ایک کالا سانپ (یعنی اژدھا نما جن) نیچے آکر گرا جو کھجور کے بڑے تنے کی مثل (موٹا اور لمبا) تھا اور وہ جب ان خاتون کی طرف لپکنے لگا تو اچانک ایک سفید رُقعہ اوپر سے گرا، جس میں لکھا ہوا تھا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مِنْ رَبِّ كَعْبٍ إِلٰى كَعْبٍ ○ لَيْسَ لَكَ عَلٰى بَنَاتِ الصَّالِحِيْنَ سَبِيْلٌ ○

اللہ کے نام شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا بنو کعب کے ربّ کی طرف سے بنو کعب کی طرف تمہیں نیک لوگوں کی بیٹیوں پر ہاتھ بڑھانے کی اجازت نہیں ہے۔

جب اس اژدھانے یہ سفید کاغذ دیکھا تو اوپر چڑھا اور جہاں سے اترا تھا وہیں سے نکل گیا۔

(ملخص از: لقط المرجان فی احکام الجان للسیوطی ترجمہ: جنوں کی دنیا ص306)

روایت ہے حضرت عمرہ بنت عبدالرحمان سے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ کو سنا ان سے ذکر کیا گیا کہ عبداللہ ابن عمر وفرماتے ہیں کہ زندوں کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب ہوتا ہے فرمانے لگیں اللہ ابوعبدالرحمان کو بخشے انہوں نے جھوٹ نہ بولا لیکن وہ بھول گئے یا خطا کر گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودیہ پر گزرے جس پر رویا جارہا تھا تو فرمایا یہ اس پر رو رہے ہیں اور اسے قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔ (مسلم، بخاری)

☆☆☆☆☆

غ۔۔۔صحابہ کرام

(۱)غضیف ابن حارث:

روایت ہے حضرت غضیف ابن حارث سے فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ سے عرض کیا کہ فرمائیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل جنابت اول شب میں کرتے تھے یا آخر میں فرمایا اکثر اول شب میں غسل کرتے تھے اور اکثر آخر میں میں نے کہا اللہ اکبر خدا کا شکر ہے اس کام میں گنجائش رکھی میں نے عرض کیا کہ اول رات میں وتر پڑھتے تھے یا آخر میں فرمایا بارہا اول رات میں وتر پڑھتے تھے بارہا آخر میں میں نے کہا اللہ اکبر خدا کا شکر ہے جس نے اس معاملہ میں گنجائش دی میں نے عرض کیا کہ بلند قرأت کرتے تھے یا آہستہ فرمایا بارہا بلند کرتے تھے بارہا آہستہ میں نے کہا اللہ اکبر خدا کا شکر ہے جس نے اس میں گنجائش دی۔(ابوداؤد)اور ابن ماجہ نے آخری بات روایت کی۔

روایت حضرت غضیف بن حارث ثمالی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی قوم بدعت نہیں ایجاد کرتی مگر اسی قدر سنت اٹھالی جاتی ہے لہذا سنت کو پکڑنا بدعت کی ایجاد سے بہتر ہے(احمد)

(۲)غیلان ابن سلمہ:

روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ غیلان ابن سلمہ ثقفی اسلام لائے ان کے زمانہ جاہلیت میں دس بیویاں تھیں وہ بھی ان کے ساتھ اسلام لائیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار کو رکھ لو باقی کو علیحدہ کردو(احمد،ترمذی،ابن ماجہ)

ابونعیم غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی: ہم ایک سفر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رکاب انور میں تھے ہم نے ایک عجیب بات دیکھی ہم ایک منزل میں اترے وہاں ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کی: یا نبی اللہ! میرا ایک باغ ہے کہ میری اور میرے عیال کی وہی وجہ معاش ہے اس میں میرے دو شتر آبکش تھے دونوں مست ہوگئے ہیں نہ اپنے پاس آنے دیں نہ باغ میں قدم رکھنے دیں کسی کی طاقت نہیں کہ قریب جائے، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع صحابہ کرام آٹھ کر اس کے باغ کو گئے، فرمایا کھول دے، عرض کی یا نبی اللہ! ان کا معاملہ اس سے سخت تر ہے۔فرمایا کھول، دروازے کو جنبش ہوئی تھی کہ دونوں شور کرتے ہوا کی طرح جھپٹے، دروازہ کھلا اور انھوں نے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا تو فوراً سجدے میں گر پڑے۔حضور نے ان کے سر پکڑ کر مالک کے سپرد کردئے اور فرمایا ان سے کام لے اور چارہ بخوبی دے۔حاضرین نے عرض کی یا نبی اللہ! چوپائے حضور کو سجدہ کرتے ہیں تو حضور کے سبب ہم پر اللہ کی نعمت تو بہتر ہے، اللہ نے گمراہی سے ہم کو راہ دکھائی اور حضور کے ہاتھوں پر ہمیں دنیا و آخرت کے مہلکوں سے نجات دی کیا حضور ہم

کو اجازت نہ دیں گے کہ ہم حضور کو سجدہ کریں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سجدہ میرے لئے نہیں وہ تو اسی زندہ کے لئے ہے جو کبھی نہ مرے گا امت میں کسی کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو سجدہ شوہر کا۔

(دلائل النبوۃ الفصل الثانی والعشر ون ذکر سجود البہائم عالم الکتب بیروت الجزء الثانی ص ۳۷۔۳۷۶)

غ۔۔۔تابعین کرام

(۱) غالب ابن ابی غیلان:

روایت ہے غالب قطان سے وہ ایک صاحب سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سرداری حق ہے اور لوگوں کو سرداروں کی ضرورت ہے لیکن سردار ہوں گے آگ میں (ابوداؤد)

حضرت غالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے، ایک آدمی نے بتایا کہ میرے والدِ ماجد نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا اور فرمایا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو میرا اسلام عرض کر۔ اس نے کہا، میں آپ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو گیا اور میں نے عرض کی، سرکار! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے والد صاحب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سلام عرض کرتے ہیں۔ حضور سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عَلَيْكَ وَعَلٰى اَبِيْكَ السَّلَامُ یعنی تجھ پر اور تیرے باپ پر سلام ہو۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الرجل یقول فلان یقرئک السلام، الحدیث ۵۲۳۱، ج ۴، ص ۴۵۸)

(۲) غریف ابن عیاش ابن دیلمی:

روایت ہے حضرت غریف ابن دیلمی سے فرماتے ہیں کہ ہم واثلہ ابن اسقع کے پاس گئے ہم نے عرض کیا کہ ہم کو وہ حدیث سنایئے جس میں کمی بیشی نہ ہو تو وہ ناراض ہو گئے اور فرمایا تم میں سے کوئی تلاوت کرتا ہے اور اس کا قرآن اس کے گھر میں لٹکا ہوتا ہے تو کیا وہ کمی بیشی کر دیتا ہے؟ ہم بولے کہ ہمارا مطلب یہ ہے کہ وہ حدیث سنایئے جو آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو تو فرمانے لگے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے ایک ساتھی کے معاملے میں حاضر ہوئے جس نے قتل کر کے اپنے لیے دوزخ واجب کر لی تھی تو فرمایا اس کی طرف سے غلام آزاد کرو اللہ اس کے ہر عضو کے عوض اس کا عضو آگ سے آزاد کر دے گا (ابوداؤد، نسائی)

(۳) ابو غالب:

حضرت سیدنا ابو غالب علیہ رحمۃ اللہ الغالب فرماتے ہیں: میں ابو امامہ کے پاس شام کے وقت جایا کرتا تھا۔ ایک دن ان کے پڑوس میں ایک مریض کے پاس گیا تو وہ مریض کو جھڑک رہے تھے اور فرمارہے تھے: افسوس ہے تجھ پر اے اپنی جان پر ظلم کرنے والے! کیا میں نے تجھے بھلائی کا حکم نہ دیا اور برائی سے نہ روکا تھا؟ تو وہ نوجوان بولا: اے میرے محترم! اگر اللہ عزوجل مجھے میری ماں کے سپرد کردے اور میرا معاملہ اسی کے حوالے فرمادے تو میری ماں میرے ساتھ کیسا معاملہ فرمائے گی؟ تو انہوں نے جواب دیا: وہ تجھے جنت میں داخل کردے گی۔ تو اس نے عرض کی: اللہ عزوجل مجھ پر میری والدہ سے بھی زیادہ مہربان ہے۔ پھر اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ چنانچہ، جب اس کے چچا نے اس کے ساتھ قبر میں اُتر کر اُسے دفن کیا اور قبر کو برابر کردیا تو اس نے گھبرا کر چیخ ماری۔ میں نے پوچھا: کیا ہوا؟ تو کہنے لگا: اس کی قبر وسیع کردی گئی اور نور سے بھر دی گئی ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی، باب فی معالجۃ کل ذنب بالتوبۃ، الحدیث ۷۱۱۵، ج ۵، ص ۴۱۷)

روایت ہے حضرت ابو غالب سے کہ حضرت ابو امامہ نے کچھ سر دمشق کے راستہ پر لٹکے دیکھے تو ابو امامہ نے فرمایا کہ دوزخ کے کتے ہیں آسمان کی وسعت کے نیچے بدتر مقتولین ہیں بہترین مقتول وہ ہیں جس کو یہ قتل کریں پھر پڑھا کچھ منہ اس دن سفید ہوں گے اور کچھ منہ سیاہ، پوری آیت ابو امامہ سے پوچھا گیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرمایا اگر میں نے حضور کو ایک بار یا دو بار تین بار حتی کہ سات بار گنا فرماتے نہ سنا ہوتا تو میں تم سے روایت نہ کرتا (ترمذی، ابن ماجہ) ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔

☆☆☆☆☆

ف۔۔۔صحابہ کرام

(۱) فضل ابن عباس:

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وصیت فرمادی تھی کہ میری تجہیز و تکفین میرے اہل بیت اور اہل خاندان کریں۔ اس لئے یہ خدمت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاندان ہی کے لوگوں نے انجام دی۔ چنانچہ حضرت فضل بن عباس و حضرت قثم بن عباس و حضرت علی و حضرت عباس و حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مل جل کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غسل دیا اور ناف مبارک اور پلکوں پر جو پانی کے قطرات اور تری جمع تھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جوش محبت اور فرط عقیدت سے اس کو زبان سے چاٹ کر پی لیا۔

(مدارج النبوت، قسم چہارم، باب سوم، ج ۲، ص ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹ ملخصاً)

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر شریف تیار کی جو بغلی تھی۔ جسم اطہر کو حضرت علی و حضرت فضل بن عباس و حضرت عباس و حضرت قثم بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قبر منور میں اتارا۔

(مدارج النبوت، قسم چہارم، باب سوم، ج ۲، ص ۴۴۱، ۴۴۲ ملتقطاً)

روایت ہے حضرت فضل ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز دو، دو رکعتیں ہے ہر دو رکعتوں میں التحیات ہے عجز ہے نیازمندی ہے اور اظہار غریبی پھر ہاتھ اٹھاؤ یعنی اپنے رب کی طرف پھیلاؤ جن کی ہتھیلیاں تمہارے چہرے کی طرف ہوں اور کہو اے مولا اے مولا اور یہ نہ کرے تو وہ ایسا ایسا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ناقص ہے ترمذی۔

روایت ہے حضرت جابر ابن عبداللہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نو برس مدینہ پاک میں مقیم رہے کہ حج نہ کیا پھر دسویں سال لوگوں میں حج کا اعلان کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کو تشریف لے جانے والے ہیں چنانچہ بہت ہی لوگ مدینہ پاک میں آگئے ہم آپ کے ہمراہ نکلے حتی کہ جب ذوالحلیفہ میں پہنچے تو حضرت اسماء بنت عمیس کے ہاں محمد ابن ابوبکر صدیق پیدا ہوئے ان بی بی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ اب میں کیا کروں فرمایا نہالو اور کوئی کپڑا باندھ لو اور احرام باندھ لو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز ادا کی پھر قصواء اونٹنی پر سوار ہوئے حتی کہ جب اونٹنی آپ کو لے کر میدان میں سیدھی کھڑی ہوئی تو حضور نے کلمہ توحید بلند آواز سے پکارا حاضر ہوں الٰہی میں حاضر ہوں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں بے شک تعریف نعمت ملک تیرے ہیں تیرا کوئی شریک نہیں حضرت جابر کہتے ہیں کہ ہم صرف حج ہی کی نیت سے تھے عمرہ کو جانتے بھی نہ تھے حتی کہ ہم جب کعبہ شریف میں حضور انور کے ساتھ پہنچے تو

حضور نے رکن کو بوسہ دیا پھر سات پھیرے طواف کیا جس میں تین چکروں میں رمل فرمایا اور چار میں معمولی چال چلے پھر
مقام ابراہیم پر تشریف لائے تو یہ آیت تلاوت کی کہ مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ پھر دو رکعتیں اس طرح پڑھیں کہ مقام کو
اپنے اور بیت اللہ کے درمیان کرلیا ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے ان دونوں رکعتوں میں قل ھو اللہ احد اور قل یا ایہا
الکافرون پڑھیں پھر رکن اسود کی طرف لوٹے اسے چوما پھر دروازے سے صفا پہاڑ کی طرف تشریف لے گئے جب صفا
سے قریب ہوئے تو یہ آیت تلاوت کی کہ صفا و مروہ اللہ کی دینی نشانیوں میں سے ہیں ہم اس سے ابتداء کریں گے جس سے
رب نے ابتداء کی چنانچہ آپ نے صفا سے سعی شروع کی اس پر چڑھے حتی کہ کعبہ معظمہ کو دیکھ لیا تو کعبہ کو منہ کیا اللہ کی توحید و
تکبیر بیان کی اور فرمایا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا ملک ہے اسی کی تعریف ہے وہ ہر چیز پر قادر
ہے اللہ اکیلے کے سوا کوئی معبود نہیں جس نے اپنا وعدہ پورا کردیا اپنے بندے کی مدد کی اس اکیلے نے احزاب کو بھگایا پھر ان
ذکروں کے درمیان دعا مانگی تین بار یہ فرمایا پھر اترے پھر مروہ کی طرف چلے حتی کہ بطن وادی میں آپ کے قدم شریف برابر
سیدھے ہوگئے پھر دوڑے حتی کہ جب آپ کے قدم چڑھنے لگے تو معمولی چال چلے حتی کہ مروہ پہنچے پھر مروہ پر وہ ہی کیا جیسا
صفا پر کیا تھا حتی کہ جب مروہ پر آخری چکر ہوا تو آپ نے آواز دی حالانکہ آپ مروہ پر تھے اور لوگ آپ سے نیچے تو فرمایا اگر
ہم اس کام کا پہلے سے خیال کرتے جس کا بعد میں خیال آیا تو ہم ہدی نہ لاتے اور اسے عمرہ قرار دیتے لہذا تم میں سے جس
کے ساتھ ہدی نہ ہو وہ احرام کھول دے اور اسے عمرہ بنالے تب حضرت سراقہ ابن مالک بن جعشم کھڑے ہو کر بولے
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ حکم ہمارے اس ہی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل فرمائیں اور دوبارہ فرمایا کہ عمرہ حج میں داخل ہوگیا یہ حکم ہمیشہ ہمیشہ
کے لیے ہے جناب علی یمن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدی کے اونٹ لے کر آئے تو ان سے حضور نے پوچھا کہ جب
تم نے حج کی نیت کی تو کیا کہا تھا عرض کیا میں نے کہا تھا الہی میں اس کا احرام باندھتا ہوں جس کا احرام تیرے رسول نے
باندھا فرمایا میرے ساتھ تو ہدی ہے لہذا تم حلال نہ ہونا راوی فرماتے ہیں کہ مجموعہ ان ہدیوں کا جو جناب علی یمن سے لائے
اور جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لائے کل سو تھا فرماتے ہیں پھر تمام لوگ حلال ہوگئے اور بال کٹوا لیے سوائے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے اور ان حضرات کے جن کے ساتھ ہدی جانور تھا پھر جب آٹھویں بقرعید ہوئی تو لوگوں نے منی کا رخ کیا تب حج
کا احرام باندھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے تو منی میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر پڑھی پھر تھوڑا ٹھہرے حتی کہ
سورج نکل آئے اور حضور نے حکم دیا تھا تو نمرہ میں حضور کے لیے اونی خیمہ لگادیا گیا تھا چنانچہ رسول اللہ چلتے رہے قریش کو
اس میں شک و تردد ہی نہ تھا کہ آپ مشعر حرام کے پاس قیام کریں گے ٹھہر جائیں گے جیسے اسلام سے پہلے قریش کرتے تھے
مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے آگے بڑھ گئے حتی کہ عرفہ پہنچ گئے تو آپ نے مقام نمرہ میں خیمہ لگا ہوا پایا وہاں ہی
اتر پڑے حتی کہ سورج ڈھل گیا تو اونٹنی قصواء کا حکم دیا اسے کجاوا کس دیا گیا آپ بطن وادی میں تشریف لائے لوگوں کو خطبہ

دیا اور فرمایا کہ تمہارے خون تمہارے آپس کے مال تم پر یوں ہی حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی اس مہینہ اور اس شہر میں حرمت خبردار رہو زمانہ جاہلیت کی تمام رسمیں میرے قدم کے نیچے روند دی گئیں اور جاہلیت کے زمانہ کے خون ختم کر دیئے گئے میں اپنے خونوں میں سے پہلا خون ختم کرتا ہوں وہ ابن ربیعہ ابن حارثہ کا خون ہے یہ بنی سعد میں شیر خوار تھے تو انہیں قوم ہذیل نے قتل کر دیا تھا اور جاہلیت کے زمانہ کے سود ختم ہیں میں اپنے سودوں میں سے پہلا سود ختم کرتا ہوں وہ عباس ابن عبدالمطلب کا سود ہے وہ سارا ہی ختم عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو کہ تم نے انہیں اللہ تعالیٰ کی امان میں لے لیا ہے اور کلمہ الہیہ سے ان کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے تمہارے ان پر یہ حقوق ہیں کہ وہ تمہارے بستروں کو ان سے پامال نہ کرائیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو پھر اگر وہ عورتیں ایسا کریں تو تم انہیں غیر مہلک مار مارو اور عورتوں کی تم پر بھلائی سے ان کی روزی اور بھلائی سے ان کا کپڑا ہے میں تم میں وہ چیز چھوڑتا ہوں کہ اس کے ہوتے تم کبھی گمراہ نہ ہو گے جب تک تم اسے تھامے رہے یعنی قرآن کریم اور تم سے میرے متعلق پوچھا جائے گا تو تم کیا کہو گے، سب بولے ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے تبلیغ فرما دی اور امانت ادا کر دی اور خیر خواہی فرمائی تو آپ نے اپنے کلمہ کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور لوگوں کی طرف جھکائی فرمایا خدایا گواہ ہو جاؤ خدایا گواہ ہو جاؤ (تین بار) پھر حضرت بلال نے اذان دی پھر تکبیر کہی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر پڑھی پھر تکبیر کہی تو عصر پڑھ لی ان دو نمازوں کے درمیان کچھ نہ پڑھا پھر سوار ہوئے حتی کہ عرفات کے جائے قیام پر تشریف لائے تو اپنی قصواء کا پیٹ بڑے پتھروں کی طرف کر دیا اور جبل مشاۃ کو اپنے سامنے لیا اور قبلہ کو منہ کیا پھر وہاں اتنا ٹھہرے رہے کہ سورج ڈوب گیا اور کچھ زردی غائب ہو گئی تا آنکہ سورج کی ٹکیہ پوری چھپ گئی اور حضرت اسامہ کو ردیف بنایا اور روانہ ہو گئے حتی کہ مزدلفہ پہنچ گئے پھر وہاں ایک اذان اور دو تکبیروں سے نماز مغرب وعشاء پڑھی درمیان میں نوافل کچھ نہ پڑھے پھر کچھ لیٹ گئے حتی کہ فجر طلوع ہو گئی تو سویرا چمکتے ہی اذان وتکبیر کے ساتھ فجر پڑھی پھر قصواء پر سوار ہو لیے حتی کہ مشعر پہاڑ کے پاس تشریف لائے پھر قبلہ کو منہ کیا اور رب سے دعا مانگی تکبیر وتہلیل وتوحید کہتے رہے وہاں ٹھہرے رہے حتی کہ خوب اجیالا ہو گیا تو سورج نکلنے سے پہلے روانہ ہو گئے اور حضرت فضل ابن عباس کو اپنے پیچھے سوار کر لیا حتی کہ بطن وادی میں آئے تو اپنی اونٹنی کو کچھ حرکت دی پھر درمیانی راستے پر پڑ گئے جو بڑے جمرے پر نکلتا ہے حتی کہ اس جمرہ پر پہنچے جو درخت کے پاس ہے تو اسے سات کنکر مارے جن میں سے ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہتے تھے جو کنکر ٹھیکری جیسے تھے بطن وادی سے رمی کی پھر قربانی گاہ کی طرف لوٹے تو تریسٹھ اونٹ اپنے ہاتھ سے قربانی کیے پھر حضرت علی کو مرحمت فرمائے تو بقیہ انہوں نے قربانی کیے اور حضور نے انہیں اپنی ہدی میں شریک کر لیا پھر حکم دیا تو ہر اونٹ کی ایک بوٹی لے کر ہانڈی میں ڈالی اور پکائی گئی تو ان دونوں صاحبوں نے وہ گوشت کھایا اس کا شوربا پیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور بیت اللہ شریف چلے تو نماز ظہر مکہ میں پڑھی پھر بنی عبدالمطلب کے پاس تشریف لائے جو زمزم پر پانی کھینچ رہے تھے فرمایا اے بنی عبدالمطلب کھینچے جاؤ اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ سب لوگ تمہارے پاس کھینچنے میں تم پر غلبہ کر لیں گے تو میں تمہارے ساتھ پانی

کھینچتا لوگوں نے حضور کو ڈول پیش کیا آپ نے اس سے پیا (مسلم)

روایت ہے انہی سے وہ حضرت فضل ابن عباس سے راوی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ردیف تھے کہ حضور انور نے عرفہ کی شام اور مزدلفہ کے سویرے جب لوگ روانہ ہوئے تو ان سے فرمایا سکون اختیار کرو حضور خود بھی اپنی اونٹنی کی لگام کھینچے ہوئے تھے حتی کہ وادی محسر میں داخل ہو گئے جو منٰی کا ہی حصہ ہے فرمایا کنکریاں چن لو ٹھیکریوں کی طرح جن سے جمرہ کو مارا جائے اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمرہ کی رمی تک تلبیہ کہتے رہے۔ (مسلم)

روایت ہے حضرت فضل ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز دو، دو رکعتیں ہے ہر دو رکعتوں میں التحیات ہے عجز ہے نیاز مندی ہے اور اظہار غریبی پھر ہاتھ اٹھاؤ یعنی اپنے رب کی طرف پھیلاؤ جن کی ہتھیلیاں تمہارے چہرے کی طرف ہوں اور کہو اے مولا اے مولا اور یہ نہ کرے تو وہ ایسا ایسا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ناقص ہے ترمذی۔

(۲) فضالہ ابن عبید:

حضرت سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقائے مظلوم، سرور معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ڈالہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا، جسے اسلام کی ہدایت دی گئی اور بقدرِ کفایت رزق دیا گیا اور اس نے اسی پر قناعت اختیار کی اس کے لئے خوش خبری ہے۔

(ترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی الکفاف والصبر علیہ، رقم ۲۳۵۶، ج ۴، ص ۱۵۶)

حضرت سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ڈالہٖ وسلَّم نے فرمایا، میں کفیل ہوں (یعنی ضامن ہوں) اس کے لئے جو مجھ پر ایمان لائے، میری اطاعت کرے اور ہجرت کرے تو میں اسے جنت کے کنارے اور وسط میں ایک مکان کی ضمانت دیتا ہوں اور اس کا کفیل ہوں جو مجھ پر ایمان لائے اور اطاعت کرے اور جہاد کرے، میں اسے جنت کے وسط اور جنت کے اعلیٰ مقام کے ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں۔ پھر فرمایا، جس نے ایسا کیا اس نے خیر کے لئے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی اور شر سے بچنے کا کوئی موقع نہ گنوایا، اب وہ جہاں مرنا چاہے مر جائے۔ (نسائی، کتاب الجھاد، باب مالمن اسلم وھاجر وجاھد، ج ۶، ص ۲۱)

حضرت سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرور معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ڈالہٖ وسلَّم نے دعا مانگی کہ اے اللہ عزوجل! جو تجھ پر ایمان لائے اور اس بات کی گواہی دے کہ میں تیرا رسول ہوں تو تُو اپنی ملاقات اس کے نزدیک پسندیدہ کردے اور اپنی قضا اس پر آسان فرمادے اور اس کے لئے دنیا کم کردے اور جو تجھ پر ایمان نہ لائے اور اس بات کی گواہی نہ دے کہ میں تیرا رسول ہوں، تو تُو اپنی

ملاقات اس کے نزدیک پسندیدہ نہ فرما اور اس پر اپنی قضا آسان نہ فرما اور اسکے لئے دنیا کو کثیر کردے۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الایمان، باب فرض الایمان، رقم ۲۰۸، ج ۱، ص ۲۱۵)

حضرت سیِّدُنا فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُنا داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ ربُّ العزّت میں عرض کی: اے میرے رب عَزَّ وَجَلَّ! مجھے اپنی مخلوق میں سے اپنے محبوب بندوں کے بارے میں خبر دے تا کہ میں اُن سے تیری خاطر محبت کروں۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: (۱) وہ بادشاہ جو لوگوں پر رحم کرتا ہے اور لوگوں کے حق میں اس طرح فیصلہ کرے جیسا اپنے حق میں فیصلہ کرتا ہے (۲) وہ شخص جسے اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے مال دیا تو وہ اس کو اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی رضا کے حصول اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی اطاعت میں خرچ کرے (۳) وہ شخص جس نے اپنی جوانی اور طاقت کو اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی عبادت میں فنا کر دیا (۴) وہ شخص جس کا دل مساجد کی محبت کی وجہ سے انہی میں لگا رہتا ہے (۵) وہ شخص جو کسی خوبصورت عورت سے ملا پس وہ عورت اُسے اپنے آپ پر قدرت دے تو وہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے خوف کے سبب اس کو چھوڑ دے (۶) وہ شخص جو جہاں بھی ہو یہ یقین رکھے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ میرے ساتھ ہے (۷) وہ لوگ جن کے دل صاف اور کمائی پاک ہے وہ میری رضا کے لئے آپس میں محبت کرتے ہیں، مَیں ان کا چرچا کرتا ہوں اور وہ میرا ذکر کرتے ہیں اور (۸) وہ شخص جس کی آنکھیں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے خوف سے آنسو بہائیں۔

(الزھد لابن المبارک، باب توبۃ داؤد۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۴۷۱، ج ۱، ص ۱۶۱)

فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک چور لایا گیا اوس کا ہاتھ کاٹا گیا پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے حکم فرمایا: وہ کٹا ہوا ہاتھ اوس کی گردن میں لٹکا دیا جائے۔

(جامع الترمذی، کتاب الحدود باب ماجاء فی تعلیق ید السارق، الحدیث: ۱۴۵۲، ج ۳، ص ۱۳۱)

داود فضالہ بن عبید سے اور دارمی عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جو مرتا ہے اوس کے عمل پر مہر لگا دی جاتی ہے یعنی عمل ختم ہو جاتے ہیں، مگر وہ جو سرحد پر گھوڑا باندھے ہوئے ہے اگر مر جائے تو اوس کا عمل قیامت تک بڑھایا جاتا ہے اور فتنۂ قبر سے محفوظ رہتا ہے۔

(جامع الترمذی، کتاب فضائل الجھاد، باب ماجاء فی فضل من مات مرابطا، الحدیث: ۱۶۲۷، ج ۳، ص ۲۳۲)

فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، میں نے خیبر کے دن بارہ دینار کو ایک ہار خریدا تھا جس میں سونا تھا اور پوت، (2) میں نے دونوں چیزیں جدا کیں تو بارہ دینار سے زیادہ سونا نکلا، اس کو میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ذکر کیا، ارشاد فرمایا: جب تک جدا نہ کر لیا جائے، بیچا نہ جائے۔

(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب بیع القلادۃ۔۔۔الخ، الحدیث: ۹۰-(۱۵۹۱)، ص ۸۵۸)

عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ کسی نے فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیا بات ہے

کہ آپ کو پراگندہ سر دیکھتا ہوں؟ انھوں نے کہا، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو کثرتِ ارفاہ یعنی بے سنورے رہنے سے منع فرماتے تھے۔ اُس نے کہا، کیا بات ہے کہ آپ کو ننگے پاؤں دیکھتا ہوں؟ انھوں نے کہا، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو حکم فرماتے کہ کبھی کبھی ہم ننگے پاؤں رہیں۔

(سنن ابی داود، کتاب الترجل، باب النھی عن کثیر من الارفاہ۔۔۔۔ الخ، الحدیث:۴۱۶۰، ج۴، ص۱۰۲)

روایت ہے حضرت فضالہ ابن عبید سے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آیا اس نے نماز پڑھی پھر کہا الٰہی مجھے بخش دے اور رحم کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے نمازی تو نے جلدی کی جب تو نماز پڑھ کر بیٹھے تو اللہ کی حمد کر جس کے وہ لائق ہے اور مجھ پر درود بھیج پھر دعا کر فرماتے ہیں اس کے بعد دوسرے شخص نے نماز پڑھی پھر اللہ کی حمد اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا تو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے نمازی مانگ قبول ہوگی ترمذی، ابوداؤد، نسائی نے اس کی مثل روایت کی۔

روایت ہے حضرت فضالہ ابن عبید سے فرماتے ہیں جناب عمر ابن خطاب کو سنا کہ فرماتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ شہید چار قسم کے ہیں ایک کھرے ایمان والا مؤمن جو دشمن سے ملے تو اللہ کی تصدیق کرے حتی کہ مارا جاوے یہ وہ شخص ہے کہ قیامت کے دن لوگ اس کی طرف یوں آنکھیں اٹھائیں گے اور اپنا سر اٹھایا حتی کہ آپ کی ٹوپی گر گئی مجھے خبر نہیں حضرت عمر کی ٹوپی مراد لی ہے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹوپی شریف فرمایا اور ایک وہ شخص جو کھرے ایمان والا ہے دشمن سے ملے گویا اس کی کھال میں بزدلی کی وجہ سے خاردار درخت کے کانٹے چبھو دیئے گئے اسے غائبانہ تیر لگا قتل کر دیا تو یہ دوسرے درجہ میں ہے اور ایک بندہ مؤمن جس نے نیک و بد اعمال ملے جلے کیے دشمن سے ملا اللہ کی تصدیق کی حتی کہ قتل کر دیا گیا تو یہ تیسرے درجہ میں ہے اور ایک بندہ مؤمن جس نے اپنے نفس پر زیادتی کی دشمن سے ملا اللہ کی تصدیق کی حتی کہ قتل کیا گیا تو یہ چوتھے درجے میں ہے (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن و غریب ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ اشد اذ نا الی الرجل احسن الصوت بالقرأن یجھر بہ من صاحب القینۃ الی قینۃ ، رواہ ابن ماجۃ وابن حبان والحاکم وقال صحیح علی شرطھما والبیھقی کلھم عن فضالۃ بن عبید رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

یعنی جس شوق و رغبت سے گانے کا شوقین اپنی گائن کنیز کا گانا سنتا ہے بیشک اللہ عزوجل اس سے زیادہ پسند و رضا و اکرام کے ساتھ اپنے بندے کا قرآن سنتا ہے جو اسے خوش آوازی سے جہر کے ساتھ پڑھے (ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے اس کو روایت کیا ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری و مسلم دونوں کی شرط پر صحیح ہے اور امام بیہقی نے بھی اس کو روایت کیا ہے تمام نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اس کو روایت فرمایا ہے۔ (ت)

(المستدرک للحاکم کتاب فضائل القرآن دار الفکر بیروت ۱/ ۵۷۱) (سنن ابن ماجہ باب فی حسن الصوت بالقرآن ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

ص ۹۶)(السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الشہادات تحسین الصوت القرآن دار صادر بیروت ۱۰/ ۲۳۰)

(۳) فجیع ابن عبداللہ:

روایت ہے حضرت فجیع عامری سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا کہ ہمارے لیے مردار سے کیا حلال ہے فرمایا تمہارا کھانا پینا کیا ہے ہم نے عرض کیا صبح وشام ایک ایک پیالہ پی لیتے ہیں ابونعیم کہتے ہیں کہ حضرت عقبہ نے مجھ سے اس کی تفسیر کی ایک پیالہ صبح اور ایک پیالہ شام فرمایا میرے والد کی قسم یہ تو بالکل بھوک ہے پھر ہمارے لیے اس حالت میں مردار حلال فرمایا (ابوداؤد)

(۴) فروہ ابن مسیک:

نبوت کا جھوٹا دعویدار اسود عنسی یہ عنس بن قدنج سے منسوب تھا اس کا نام عیلہ تھا۔ اسے ذوالخمار بھی کہتے تھے اور ذوالحمار بھی۔ ذوالخمار کہنے کی وجہ تو یہ تھی کہ یہ اپنے منہ پر دوپٹہ ڈالا کرتا تھا جبکہ ذوالحمار کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ کہا کرتا تھا کہ جو شخص مجھ پر ظاہر ہوتا ہے وہ گدھے پر سوار ہو کر آتا ہے۔

ارباب سیر کے نزدیک یہ کاہن تھا اور اس سے عجیب وغریب باتیں ظاہر ہوتی تھیں یہ لوگوں کو اپنی چرب زبانی سے گرویدہ کرلیا کرتا تھا اس کے ساتھ دو ہمزاد شیطان تھے جس طرح کاہنوں کے ساتھ ہوتے ہیں اس کا قصہ یوں ہے کہ فارس کا ایک باشندہ باذان، جسے کسریٰ نے یمن کا حاکم بنایا تھا، نے آخری عمر میں توفیق اسلام پائی اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے یمن کی حکومت پر برقرار رکھا اس کی وفات کے بعد حکومت یمن کو تقسیم کر کے کچھ اس کے بیٹے شہر بن باذان کو دی اور کچھ ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کو اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرمائی اس علاقے میں اسود عنسی نے خروج کیا اور شہر بن باذان کو قتل کر دیا اور مرزبانہ جو کہ شہر کی بیوی تھی اسے کنیز بنالیا فروہ بن مسیک نے جو کہ وہاں کے عامل تھے اور قبیلہ مراد سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایک خط لکھ کر مطلع کیا حضرت معاذ اور ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہما اتفاق رائے سے حضرموت چلے گئے جب یہ خبر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس جماعت کو لکھا کہ تم اکٹھے ہو کر جس طرح ممکن ہو اسود عنس کے شر وفساد کو ختم کرو اس پر تمام فرمانبرداران نبوت ایک جگہ جمع ہوئے اور مرزبانہ کو پیغام بھیجا کہ یہ اسود عنسی وہ شخص ہے جس نے تیرے باپ اور شوہر کو قتل کیا ہے اس کے ساتھ تیری زندگی کیسے گزرے گی اس نے کہلوایا میرے نزدیک یہ شخص مخلوق میں سب سے زیادہ دشمن ہے مسلمانوں نے جوابا پیغام بھیجا کہ جسطرح تمہاری سمجھ میں آئے اور جسطرح بن پڑے اس ملعون کے خاتمہ کی سعی کرو چنانچہ مرزبانہ نے دو اشخاص کو تیار کیا کہ وہ رات کو دیوار میں نقب لگا کر اسود کی خواب گاہ میں داخل ہو کر اسے قتل کر دیں

ان میں سے ایک کا نام فیروز دیلمی تھا جو مرزبانہ کا چچازاد اور نجاشی کا بھانجا تھا انہوں نے دسویں سال مدینہ منورہ حاضر ہوکر اسلام قبول کیا تھا رضی اللہ عنہ اور دوسرے شخص کا نام دادویہ تھا بہرحال جب مقررہ رات آئی تو مرزبانہ نے اسود کو خالص شراب کثیر مقدار میں پلادی جس سے وہ مدہوش ہوگیا فیروز دیلمی نے اپنی ایک جماعت کے ساتھ نقب لگائی اور اس بدبخت کو قتل کردیا اس کے قتل کرتے وقت گائے کے چلانے کی طرح بڑی شدید آواز آئی اس کے دروازے پر ایک ہزار پہرے دار ہوا کرتے تھے وہ آواز سن کر اس طرف لپکے مگر مرزبانہ نے انہیں یہ کہہ کر مطمئن کردیا کہ خاموش رہو تمہارے نبی پر وحی آئی ہے ادھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات ظاہری سے پہلے ہی خبر دے دی تھی کہ آج رات اسود عنسی مارا گیا ہے اور ایک مرد مبارک نے جو کہ اس کے اہلبیت سے ہے اس نے اسے قتل کیا ہے اس کا نام فیروز ہے اور فرمایا فاز فیروز یعنی فیروز کامیاب ہوا۔ (مدارج النبوۃ مترجم ج دوم ص ۵۵۴ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور)

روایت ہے یحییٰ ابن عبداللہ بن بجیر سے فرماتے ہیں کہ مجھے اس نے خبر دی جس نے فروہ ابن مسیک کو کہتے سنا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ہمارے پاس ایک زمین ہے جسے ابین کہا جاتا ہے اور وہ ہماری باغ اور کھیتی کی زمین ہے اور اس کی وبا بہت سخت ہے تو فرمایا اسے اپنے سے جدا کردو کیونکہ قرف سے ہلاکت ہے (ابوداؤد)

(۵) فروہ ابن عمرو:

ترمذی وابوداود وابن ماجہ نے روایت کی کہ سلمہ بن صخر بیاضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ سے رمضان گزرنے تک کے لیے ظہار کیا تھا اور آدھا رمضان گزرا کہ شب میں اُنھوں نے جماع کرلیا پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی، ارشاد فرمایا: ایک غلام آزاد کرو۔ عرض کی، مجھے میسر نہیں۔ ارشاد فرمایا: تو دو ۲ ماہ کے لگاتار روزے رکھو۔ عرض کی، اس کی بھی طاقت نہیں۔ ارشاد فرمایا: تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ عرض کی، میرے پاس اتنا نہیں۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فروہ بن عمرو سے فرمایا: کہ وہ زنبیل دیدو کہ مساکین کو کھلائے۔

(جامع الترمذي، كتاب الطلاق... إلخ، باب ماجاء في كفارة الظهار، الحديث: ۱۲۰۴، ج۲، ص۴۰۸)

(۶) فیروز دیلمی:

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی موجودگی میں دو کذابوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ ایک مسیلمۃ الکذاب دوسرا اسود عنسی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی موجودگی ہی میں حضرت فیروز دیلمی اور حضرت قیس بن عبد یغوث رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اسود عنسی کو اس طرح قتل کیا کہ حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو پچھاڑ کر اس کے سینے پر چڑھ گئے اور حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا سر کاٹ لیا مگر مسیلمۃ الکذاب کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوجوں

نے قتل کیا اور یہ دونوں جھوٹے مدعیان نبوت دنیا سے فنا ہو گئے۔

(تاریخ الخلفاء، الخلفاء الراشدون، ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ، فصل فیما...الخ، ص ۵۸)

قبیلہ بنی مدلج جس کا رئیس اسود عنسی تھا جو ذوالحمار کے لقب سے مشہور تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل اور یمن کے سرداروں کو فرمان بھیجا کہ مرتدین سے جہاد کریں۔ چنانچہ فیروز دیلمی کے ہاتھ سے اسود عنسی قتل ہوا اور اس کی جماعت بکھر گئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بستر علالت پر یہ خوشخبری سنائی گئی کہ اسود عنسی قتل ہو گیا ہے۔ اس کے دوسرے دن ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہو گیا۔

ف۔۔۔تابعین

(۱) فرافصہ ابن عمیر حنفی:

روایت ہے حضرت فرافصہ ابن عمیر حنفی سے فرماتے ہیں کہ میں نے سورت یوسف نہیں یاد کی مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فجر میں پڑھنے سے کیونکہ آپ یہی بار بار پڑھتے تھے (مالک)

(۲) فروہ ابن نوفل:

روایت ہے حضرت فروہ بن نوفل سے وہ اپنے والد سے راوی کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے ایسی چیز سکھایئے جو میں بستر پر دراز ہوتے وقت پڑھ لیا کروں تو فرمایا" قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ" پڑھ لیا کرو کہ یہ شرک سے بیزاری ہے۔

(ترمذی، ابوداؤد، دارمی)

ف۔۔۔صحابیات

(۱) فاطمہ کبریٰ:

یہ حضور شہنشاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی سب سے چھوٹی مگر سب سے زیادہ چہیتی اور لاڈلی شہزادی ہیں ان کا نام فاطمہ اور لقب زہرا و بتول ہے اللہ اکبر! ان کے فضائل اور مناقب اور ان کے درجات و مراتب کا کیا کہنا حدیثوں میں بکثرت ان کے فضائل اور بزرگیوں کا ذکر ہے جن کو مفصل ہم نے اپنی کتاب حقانی تقریریں میں لکھا ہے ۲ ھ میں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا نکاح ہوا اور ان کے شکم مبارک سے تین صاحبزادگان حضرت امام حسن و حضرت امام

مسیر ۔ حضرت محسن اور تین صاحبزادیاں زینب ام کلثوم و رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنہن پیدا ہوئیں حضرت محسن و رقیہ تو بچپن ہی میں وفات پا گئے حضرت ام کلثوم کی شادی امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی جن کے شکم مبارک سے ایک فرزند حضرت زید اور ایک صاحبزادی حضرت رقیہ کی پیدائش ہوئی اور حضرت زینب کی شادی حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہوئی جن کے فرزند عون و محمد کربلا میں شہید ہوئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم کے وصال کے چھ مہینے بعد ۳ رمضان ۱۱ھ منگل کی رات میں آپ کی وفات ہوئی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

(شرح العلامۃ الزرقانی، الفصل الثانی فی ذکر اولاد و الکرام علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام، ج ۴، ص ۳۳۱، ۳۳۳، ۳۳۹، ۳۴۲ـ۳۴۲)

سنہ ۲ھ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب سے پیاری بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی خانہ آبادی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ ہوئی۔ یہ شادی انتہائی وقار اور سادگی کے ساتھ ہوئی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ حضرات ابوبکر صدیق و عمر و عثمان و عبدالرحمن بن عوف اور دوسرے چند مہاجرین و انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مدعو کریں۔ چنانچہ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمع ہو گئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور نکاح پڑھا دیا۔ شہنشاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شہزادی اسلام حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جہیز میں جو سامان دیا اس کی فہرست یہ ہے۔ ایک کملی، بان کی ایک چارپائی، چمڑے کا گدا جس میں روئی کی جگہ کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، ایک چھاگل، ایک مشک، دو چکیاں، دو مٹی کے گھڑے۔ حضرت حارثہ بن نعمان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ایک مکان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس لئے نذر کر دیا کہ اس میں حضرت علی اور حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سکونت فرمائیں۔ جب حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رخصت ہو کر نئے گھر میں گئیں تو عشاء کی نماز کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور ایک برتن میں پانی طلب فرمایا اور اس میں کلی فرما کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ اور بازوؤں پر پانی چھڑکا پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا اور ان کے سر اور سینہ پر بھی پانی چھڑکا اور پھر یوں دعا فرمائی کہ یا اللہ میں علی اور فاطمہ اور ان کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں کہ یہ سب شیطان کے شر سے محفوظ رہیں۔ (المواہب اللدنیۃ والزرقانی، ذکر تزوج علی بفاطمۃ، ج ۲، ص ۳۵۷ـ۳۶۱ ملتقطا)

حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے پاس بلا کر ان کے کان میں کوئی بات فرمائی تو وہ رونے لگیں۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ان کے کان میں ایک اور بات کہی تو وہ ہنسنے لگیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا۔ انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس رونے اور ہنسنے کا سبب پوچھا؟ تو انہوں نے صاف کہہ دیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا راز ظاہر نہیں کر سکتی۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دوبارہ دریافت کرنے پر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلی مرتبہ میرے کان میں یہ فرمایا تھا کہ میں اپنی اسی

بیماری میں وفات پا جاؤں گا۔ یہ سن کر میں فرط غم سے رو پڑی پھر فرمایا کہ اے فاطمہ! میرے گھر والوں میں سب سے پہلے تم وفات پا کر مجھ سے ملوگی۔ یہ سن کر میں ہنس پڑی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے میری جدائی کا زمانہ بہت ہی کم ہوگا۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، الحدیث:۳۶۲۶، ج۲،ص۵۰۷، ۵۰۸ وکتاب الاستئذان، باب من ناجی بین یدی الناس۔۔۔ الخ، الحدیث:۶۲۸۵، ج۴،ص۱۸۴)

اہل علم جانتے ہیں کہ یہ دونوں غیب کی خبریں حرف بحرف پوری ہوئیں کہ آپ نے اپنی اسی بیماری میں وفات پائی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی صرف چھ مہینے کے بعد وفات پا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جاملیں۔

حضرت حسن وحضرت حسین رضی اللہ عنہما بچپن میں ایک مرتبہ بیمار ہو گئے تو حضرت علی وحضرت فاطمہ وحضرت فضہ رضی اللہ عنہم نے ان شاہزادوں کی صحت کے لئے تین روزوں کی منت مانی۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں شاہزادوں کو شفا دے دی۔ جب نذر کے روزوں کو ادا کرنے کا وقت آیا تو سب نے روزے کی نیت کر لی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک یہودی سے تین صاع جو لائے۔ ایک ایک صاع تینوں دن پکایا لیکن جب افطار کا وقت آیا اور تینوں روزہ داروں کے سامنے روٹیاں رکھی گئیں تو ایک دن مسکین، ایک دن یتیم، ایک دن قیدی دروازے پر آ گئے اور روٹیوں کا سوال کیا تو تینوں دن سب روٹیاں سائلوں کو دے دی گئیں اور صرف پانی سے افطار کر کے اگلا روزہ رکھ لیا گیا۔ حضرت فضہ رضی اللہ عنہا حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی خادمہ تھیں۔ (تفسیر خزائن العرفان،ص۱۰۴۳،پ۲۹،الدھر:۸۔۹)

حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نعتیہ کلام

ماذا علی من شم تربۃ احمد ان لایشم مدی الزمان غوالیا

صبت علی مصائب لو انہا صبت علی الایام صرن لیالیا

(الوفا باحوال المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (مترجم)، باب ۴۰، بعد از وصال حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی کیفیت،ص۸۳۱)

ترجمہ:(۱) جس نے قبر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خاک سونگھ لی اگر وہ زمانے بھر گراں قیمت عطروں اور خوشبوؤں کو نہ سونگھے تو کوئی نقصان کی بات نہیں (یعنی اسے وہی خوشبو کافی ہے اور کسی خوشبو کی اب اسے کوئی ضرورت نہیں۔)

(۲) مجھ پر ایسے مصائب ٹوٹے کہ اگر وہ دنوں پر ٹوٹتے تو وہ راتیں بن جاتے۔

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رحمتِ عالمیان، سرورِ کون ومکان، سیدِ انس وجان، محبوبِ رحمن عزّ وجلّ وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ فضیلت نشان ہے: فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میرے جسم کا ٹکڑا ہے، فاطمہ انسانی حور ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب فاطمۃ، الحدیث ۳۷۶۷،ج۲،ص۵۰۶) (تاریخ بغداد،

الرقم ۲۷۷۲، ۶۷۷، خانم بن حمید بن یونس، ج ۱۲، ص ۲۸ ۳ االنسیۃ بدلہ آدمیۃ)

حضرت سیدتنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دن حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ان کے ہاں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: میرے دونوں بیٹے یعنی حضرات حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہاں ہیں؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: آج جب ہم نے صبح کی تو ہمارے گھر میں کھانے کے لئے کوئی چیز نہیں تھی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ میں ان دونوں کو کہیں لے جاتا ہوں، مجھے ڈر ہے کہ یہ تیرے پاس (بھوک کی وجہ سے) روئیں گے اور تمہارے پاس انہیں کھلانے کو کچھ نہیں۔ پس وہ فلاں یہودی کی طرف گئے ہیں۔

تو حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بھی اُدھر تشریف لے گئے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ دونوں شہزادے حوض میں کھیل رہے ہیں اور کچھ بچی ہوئی کھجوریں ان کے سامنے پڑی ہیں، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: اے علی! کیا میرے بیٹوں کو گرمی کی شدت سے پہلے پہلے گھر نہیں لے جاؤ گے؟ حضرت علی المرتضی کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے عرض کی: یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم آج جب ہم نے صبح کی تو ہمارے گھر میں کھانے کے لئے کچھ نہیں تھا، اگر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تھوڑی دیر بیٹھ جائیں تو میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے یہ بچی ہوئی کھجوریں چن لوں۔ پس حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تشریف فرما ہو گئے۔ اور حضرت علی المرتضی کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے بچی ہوئی کھجوریں اکٹھی کر کے ایک کپڑے میں جمع کیں پھر چل دیئے، ایک شہزادے کو حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اور دوسرے کو حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے اٹھالیا یہاں تک ان کو گھر پہنچا دیا۔ (المعجم الکبیر، ج ۲۲، ص ۴۲۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے محبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی معیت میں ایک میت کو دفنایا، جب ہم فارغ ہو گئے تو رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم واپس تشریف لے آئے اور ہم بھی لوٹ آئے، جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اپنے کاشانہ اقدس کے دروازے پر پہنچے تو ٹھہر گئے، اچانک ہم نے ایک عورت کو آتے ہوئے دیکھا، راوی فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے پہچان لیا تھا، جب وہ چلی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان سے پوچھا کہ اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! تمہیں کس چیز نے گھر سے نکلنے پر آمادہ کیا؟ تو انہوں نے عرض کی یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں اس میت کے لواحقین سے ہمدردی کرنے آئی تھی۔ یا پھر کہا، تعزیت کرنے آئی تھی۔ تو تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا، شاید تم ان کے ساتھ قبرستان تک پہنچ گئی تھی۔ انہوں نے عرض کی، معاذ اللہ! میں

ایسا کیسے کرسکتی ہوں، حالانکہ میں نے عورتوں کے قبرستان جانے کے بارے میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ارشادات سن رکھے ہیں۔ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اگر تم ان کے ساتھ قبرستان چلی جاتی تو میں تمہیں اس بات پر جھڑکتا۔ (سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب التعزیۃ، الحدیث: ۳۱۲۳، ص ۱۴۵۸)

حضور پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اٹھو اپنی قربانی کے جانور کے پاس جاؤ اور اسے لے کر آؤ کیونکہ اس کے خون کا پہلا قطرہ گرنے پر تمہارے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! یہ انعام ہم اہل بیت کے ساتھ خاص ہے یا ہمارے اور تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے؟ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بلکہ ہمارے اور تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے۔

(المستدرک، کتاب الاضاحی، باب یغفر لمن یضحی ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۷۶۰۰، ج ۵، ص ۳۱۴)

(۲) فاطمہ بنت ابی حبیش:

روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرماتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابو حبیش حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور بولیں کہ یارسول اللہ! میں استحاضے والی عورت ہوں کہ پاک ہی نہیں ہوتی تو کیا نماز چھوڑ دوں فرمایا نہیں یہ تو رگ ہے حیض نہیں جب تمہارا حیض آیا کرے تو نماز چھوڑ دیا کرو اور جب چلا جائے تو خون دھو ڈالا کرو پھر نماز پڑھ لیا کرو۔ (مسلم و بخاری)

روایت ہے عروہ ابن زبیر سے وہ فاطمہ بنت ابی حبیش سے راوی کہ وہ مستحاضہ ہو جاتی تھیں ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حیض کا خون ہو تو وہ کالا خون ہوتا ہے جو پہچان لیا جاتا ہے تو جب یہ ہو تو نماز سے رک جاؤ اور جب دوسرا ہو تو وضو کرو اور نماز پڑھو کہ وہ تو رگ ہے۔ (ابوداؤد، نسائی)

روایت ہے حضرت اسماء بنت عمیس سے فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ فاطمہ بنت ابی حبیش اتنی مدت سے استحاضہ میں مبتلا ہیں کہ نماز نہ پڑھ سکیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ یہ تو شیطان کی طرف سے ہے ۴۔ وہ لگن میں بیٹھ جایا کریں جب زردی پانی پر دیکھ لیں تو ظہر و عصر کے لیئے ایک غسل کرلیا کریں اور مغرب و عشاء کے لیئے ایک غسل اور فجر کے لیئے ایک غسل اور ان کے درمیان وضو کرتی رہیں اسے ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور فرمایا کہ مجاہد حضرت ابن عباس سے راوی ہیں کہ جب ان پر غسل بھاری پڑا تو انہیں دو نمازیں جمع کرنے کا حکم دیا۔

(۳) فاطمہ بنت قیس:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنی ذاتی حیثیت بالکل فنا کردی تھی اور اپنی ذات اور اپنی آل اولاد کو رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کردیا تھا۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا جو کہ ایک صحابیہ تھیں، ان سے ایک طرف تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ جو نہایت دولتمند صحابی تھے نکاح کرنا چاہتے تھے، دوسری طرف آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے متعلق ان سے گفتگو کی تھی، جنکی فضیلت یہ تھی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو مجھے دوست رکھتا ہے چاہیے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کو بھی دوست رکھے۔ لیکن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھا نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی قسمت کا مالک بنادیا اور کہا میرا معاملہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ہے جس سے چاہے نکاح کردیجیے۔ (سنن النسائی، کتاب النکاح، باب الخطبۃ فی النکاح، ج ٦، ص ٧٠۔١)

روایت ہے حضرت فاطمہ بنت قیس سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مال میں زکوۃ کے سوا اور بھی حقوق ہیں پھر حضور نے یہ آیت تلاوت کی کہ بھلائی صرف یہ نہیں کہ تم اپنے منہ پورب اور پچھم کو کرلو الایہ

(ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

روایت ہے حضرت ابوسلمہ سے وہ حضرت فاطمہ بنت قیس سے راوی کہ ابوعمرو ابن حفص نے انہیں طلاق بات دے دی جبکہ وہ غائب تھے تو ان کے وکیل نے حضرت فاطمہ کو کچھ جو بھیجے وہ ان پر ناراض ہوئیں تو وکیل نے کہا اللہ کی قسم تمہارا ہم پر کچھ حق نہیں تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ سے اس کا ذکر کیا حضور نے فرمایا تمہارے لیے خرچہ نہیں پھر انہیں حکم دیا ام شریک کے گھر عدت گزاریں پھر فرمایا کہ وہ ایسی بی بی ہیں جن کے پاس ہمارے صحابہ گھیرے رہتے ہیں تم ابن ام مکتوم کے پاس عدت گزارو وہ نابینا آدمی ہیں تم اپنے یہ کپڑے اتار دو پھر جب تم فارغ ہوجاؤ تو مجھے اطلاع دینا فرماتی ہیں کہ جب میں فارغ ہوگئی تو میں نے حضور سے عرض کیا کہ معاویہ ابن ابوسفیان اور ابوجہم نے پیغام دیا تو فرمایا کہ ابوجہم اپنی لاٹھی اپنے کندھے سے اتارتے ہی نہیں رہے معاویہ وہ بہت تنگدست ہیں جن کے پاس مال نہیں تم اسامہ ابن زید سے نکاح کرلو میں نے انہیں ناپسند کیا حضور نے پھر فرمایا کہ اسامہ سے نکاح کرلو میں نے ان سے نکاح کرلیا تو اللہ نے اس نکاح میں بہت خیر دی کہ مجھ پر رشک کیا گیا اور ان ہی کی ایک روایت میں یوں ہے کہ ابوجہم بیویوں کو بہت مارنے والے ہیں (مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ ان کے خاوند نے انہیں تین طلاقیں دے دیں تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں حضور نے فرمایا تمہارے لیے خرچہ نہیں مگر اس صورت میں کہ حاملہ ہوتیں

روایت ہے جناب فاطمہ بنت قیس سے فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانچی کو سنا جو اعلان کررہا تھا کہ نماز تیار ہے تو میں مسجد کی طرف گئی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو جب حضور نے نماز پوری

کرلی تو منبر پر جلوہ افروز ہوئے حالانکہ حضور ہنس رہے تھے فرمایا ہر شخص اپنی نماز کی جگہ رہے پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ ہم نے تم کو کیوں جمع فرمایا ہے سب نے عرض کی اللہ رسول ہی جانیں، فرمایا واللہ ہم نے تم کو بشارت دینے اور ڈرانے کے لیے جمع نہیں فرمایا لیکن اس لیے جمع فرمایا ہے کہ تمیم داری ایک عیسائی آدمی تھا وہ آیا اور مسلمان ہوگیا اور اس نے ہم کو ایسی خبر دی جو اس کے موافق ہے جو ہم تم کو مسیح دجال کے متعلق بتایا کرتے تھے اس نے ہم کو خبر دی کہ وہ قبیلہ لخم اور جذام کے تیس آدمیوں کے سامنے دریائی جہاز میں سوار ہوئے تو انہیں ایک ماہ تک موج سمندر میں کھلاتی رہی پھر وہ مغرب کی طرف جزیرہ کے قریب پہنچے پھر وہ چھوٹی کشتی میں بیٹھے جزیرہ میں داخل ہوئے تو انہیں ایک بہت زیادہ اور موٹے بالوں والا جانور ملا کہ بالوں کی زیادتی کی وجہ سے یہ نہیں جانتے تھے کہ اس کا اگلا اور پچھلا حصہ کون سا ہے ان لوگوں نے کہا تیری خرابی ہو تو کون ہے وہ بولی میں جاسوس ہوں تم لوگ کلیسہ میں اس شخص کے پاس جاؤ کہ وہ تمہاری خبر کا مشتاق ہے، کہا کہ جب اس نے ہم سے ایک آدمی کا نام لیا تو ہم اس سے بولے کہ وہ جناتی ہے کہا کہ پھر ہم تیز چلے حتیٰ کہ کلیسہ میں داخل ہوگئے تو اس میں ایک بہت بھاری بھرکم آدمی تھا ہم نے اتنا بڑا اور ایسا مضبوط بندھا ہوا آدمی نہ دیکھا تھا اس کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے اس کو گھٹنوں سے ٹخنوں تک لوہے سے جکڑا ہوا تھا ہم نے کہا تیری خرابی ہو تو ہے کون وہ بولا میری خبر پر تم نے قابو پالیا تم بتاؤ تم کون لوگ ہو انہوں نے کہا ہم عرب کے لوگ ہیں ہم دریائی جہاز میں سوار ہوئے تو ہم کو دریا ایک ماہ تک کھلاتا رہا پھر ہم اس جزیرہ میں داخل ہوئے تو ہم کو بڑے بالوں والا جانور ملا وہ بولا میں جاسوس ہوں اس کلیسہ کی طرف جاؤ تو ہم دوڑتے ہوئے تیری طرف آگئے وہ بولا کہ مجھے بیسان کے باغ کی خبر دو کیا وہ پھل دے رہا ہے ہم نے کہا ہاں وہ بولا قریب ہے کہ پھل نہ دے گا بولا مجھے بحیرہ طبریہ کے متعلق بتاؤ کیا اس میں پانی ہے ہم نے کہا کہ وہ تو بہت پانی والا ہے بولا قریب ہے کہ اس کا پانی خشک ہو جاوے بولا مجھے چشمہ زغر کے متعلق بتاؤ کیا اس چشمہ میں پانی ہے اور کیا وہاں کے باشندے کھیتی باڑی کر رہے ہیں ہم نے کہا ہاں اس میں بہت پانی ہے اور وہاں کے باشندے اس کے پانی سے کھیتی باڑی کر رہے ہیں وہ بولا مجھے ناخواندہ لوگوں کے نبی کے متعلق خبر دو کہ انہوں نے کیا کیا ہم نے کہا وہ مکہ سے تشریف لے گئے اور مدینہ قیام پذیر ہوئے بولا کیا عرب نے ان سے جنگ کی ہم نے کہا ہاں بولا ان کے ساتھ نبی نے کیا کیا ہم نے اسے بتایا کہ وہ متصل عرب پر غالب آگئے ہیں اور عرب نے ان کی اطاعت کرلی ہے بولا عرب کے لیے ان کی اطاعت کرنا بہتر ہے اور میں تمہیں اپنے متعلق بتاتا ہوں کہ میں مسیح دجال ہوں قریب ہے کہ مجھے نکلنے کی اجازت دی جاوے تو میں نکلوں تو ساری زمین میں چلوں کوئی بستی نہ چھوڑوں مگر وہاں چالیس دن میں اتروں سواء مکہ اور مدینہ کے کہ وہ دونوں بستیاں مجھ پر حرام ہیں جب کبھی میں ان میں سے کسی میں داخل ہوتا جاؤں گا تو میرے سامنے ایک فرشتہ آوے گا جس کے ہاتھ میں ننگی تلوار ہوگی جو مجھے وہاں سے روک دے گا اور اس کے ہر راستہ پر فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہوں گی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عصا منبر پر مارا اور فرمایا یہ ہے طیبہ یعنی مدینہ منورہ، بولو کیا ہم نے تم کو یہ خبریں دی تھیں لوگوں نے کہا ہاں آگاہ رہو کہ وہ شام

یا یمن کے جنگل میں ہے نہیں بلکہ مشرق کی طرف وہ ہے اور اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا (مسلم)

روایت ہے حضرت فاطمہ بنت قیس سے تمیم داری کی حدیث میں مروی ہے فرماتی ہیں فرمایا کہ ناگاہ میں اس عورت پر گزرا جو اپنے بال گھسیٹ رہی تھی انہوں نے کہا تو کون ہے وہ بولی میں جاسوس ہوں اس محل کی طرف جاؤ میں وہاں گیا تو ایک شخص تھا جو اپنے بال گھسیٹ رہا تھا قیدوں میں جکڑا ہوا تھا آسمان وزمین کے درمیان کودر ہا تھا میں نے کہا تو کون ہے وہ بولا میں دجال ہوں (ابوداؤد)

(۵) ام الفضل:

یہ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چچی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی والدہ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی ہیں یہ حضرت عباس سے پہلے مسلمان ہوگئی تھیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی ان پر بے حد مہربان تھے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دین دونیا کی بڑی بڑی بشارتیں دی تھیں یہ ہجرت کے لئے بے قرار تھیں مگر یہ ہجرت کا سامان نہ ہونے سے لاچار تھیں چنانچہ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ ہجرت کا سامان نہ ہونے کی وجہ سے ہجرت نہیں کرسکتی ہیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔

حضرت ام الفضل بنت الحارث حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ ایک روز حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آج میں نے ایک پریشان خواب دیکھا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا؟ عرض کیا: وہ بہت ہی شدید ہے۔ ان کو اس خواب کے بیان کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مکرر دریافت فرمایا تو عرض کیا کہ میں نے دیکھا کہ جسد اطہر کا ایک ٹکڑا کاٹا گیا اور میری گود میں رکھا گیا۔ ارشاد فرمایا: تم نے بہت اچھا خواب دیکھا، ان شاء اللہ تعالیٰ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹا ہوگا اور وہ تمہاری گود میں دیا جائے گا۔

ایسا ہی ہوا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے اور حضرت ام الفضل کی گود میں دیئے گئے۔ ام الفضل فرماتی ہیں: میں نے ایک روز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں دیا، کیا دیکھتی ہوں کہ چشم مبارک سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری ہیں۔ میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ حضور پر قربان! یہ کیا حال ہے؟ فرمایا: جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے یہ خبر فرمائی کہ میری امت اس فرزند کو قتل کرے گی۔ میں نے کہا: کیا اس کو؟ فرمایا: ہاں اور میرے پاس اس کے مقتل کی سرخ مٹی بھی لائے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی، جماع ابواب اخبار النبی۔۔۔الخ، باب ما روی فی اخبارہ۔۔۔الخ، ج ٦ص ٤٦٨) (المستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ

الصحابۃ، باب اول فضائل ابی عبداللہ الحسین بن علی۔۔۔الخ، الحدیث:۴۸۷۱، ج۳، ص۱۷۱)

حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کے ساتھ ہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر مشہور ہو چکی۔ شیر خوارگی کے ایام میں حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ام الفضل کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر دی، خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے اس نونہال کو زمین کربلا میں خون بہانے کے لیے اپنا خون جگر دودھ بنا کر پلایا، علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دل بند جگر پیوند کو خاک کربلا میں لوٹنے اور دم توڑنے کے لئے سینہ سے لگا کر پالا، مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بیابان میں سوکھا حلق کٹوانے اور راہِ خدا عزوجل میں مردانہ وار جان نذر کرنے کے لئے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی آغوشِ رحمت میں تربیت فرمایا، یہ آغوشِ کرامت ورحمتِ فردوسی چمنستانوں اور جنتی ایوانوں سے کہیں زیادہ بالا مرتبت ہے، اس کے رتبہ کی کیا نہایت اور جو اس گود میں پرورش پائے اس کی عزت کا کیا اندازہ۔ اس وقت کا تصور دل لرزا دیتا ہے جب کہ اس فرزندِ ارجمند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کی مسرت کے ساتھ ساتھ شہادت کی خبر پہنچی ہو گی، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چشمہ رحمت چشم نے اشکوں کے موتی برسا دیے ہوں گے، اس خبر نے صحابہ کبار جاں نثارانِ اہلِ بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دل ہلا دیے، اس درد کی لذت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل سے پوچھیے، صدق وصفا کی امتحان گاہ میں سنتِ خلیل علیہ السلام ادا کر رہے ہیں۔

روایت ہے حضرت ام الفضل سے فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بار یا دو بار رو دو ھ پیتا تو حرام نہیں کرتا۔

روایت ہے ام الفضل بنت حارث سے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں بولیں یا رسول اللہ میں نے آج رات ایک خطرناک خواب دیکھا ہے فرمایا کیا ہے، بولیں حضور بہت خطرناک ہے فرمایا وہ کیا ہے بولیں میں نے دیکھا جیسے کہ آپ کے جسم کا ٹکڑا کٹا اور میری گود میں رکھا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اچھی خواب دیکھی ہے ان شاء اللہ فاطمہ لڑکا جنے گی وہ بچہ تمہاری گود میں رہے گا چنانچہ جناب فاطمہ نے حضرت حسین کو جنم دیا وہ میری گود میں رہے جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی انہیں آپ کی گود میں بھر دیا پھر میرا دھیان بٹ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں یہ کیا ہے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تھے مجھے خبر دی کہ میری امت میرے اس فرزند کو قتل کرے گی میں نے کہا اس کو فرمایا ہاں اور وہ میرے پاس وہاں کی سرخ مٹی میں سے کچھ مٹی لائے۔

(۶)ام فروہ:

روایت ہے حضرت ام فروہ سے فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سا عمل بہتر ہے فرمایا اول وقت نماز پڑھنا (احمد وترمذی، ابوداؤد) ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث صرف عبداللہ ابن عمر عمری سے مروی ہے اور وہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں۔

ف۔۔۔تابعیات

(۱)فاطمہ صغریٰ:

یہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ہیں جو عام طور پر فاطمہ صغریٰ کے لقب سے مشہور ہیں جب ان کے شوہر حسن بن امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا وصال ہو گیا تو انہوں نے ان کے جنازہ کو دیکھ کر یہ شعر پڑھا کہ

وکانوا رجاء ثم امسوا رزية　　　　لقد عظمت تلك الرزايا وجلت

یہ لوگ امید تھے پھر شام کو مصیبت بن گئے تو یہ مصیبتیں بہت زیادہ اور بڑی شاندار ہو گئیں۔ پھر انہوں نے اپنے شوہر کی قبر کے پاس ایک خیمہ گاڑا اور مسلسل ایک سال تک وہ اسی خیمہ میں رہیں۔ سال بھر کے بعد خیمہ اکھاڑ کر جب وہ اپنے مکان پر جانے لگیں تو مدینہ منورہ کے قبرستان جنۃ البقیع کے ایک جانب سے ایک غیبی آواز آئی۔ کہ **الا هل وجدوا ما فقدوا** (خبردار! کیا ان لوگوں نے اس چیز کو پالیا جس کو کھودیا تھا) تو دوسرے کنارے سے یہ آواز آئی کہ **بل يئسوا فانقلبوا** (نہیں بلکہ ناامید ہو گئے لہٰذا پلٹ کر اپنے گھر چلے گئے) ان دونوں آوازوں کو لوگوں نے سنا مگر آواز دینے والوں کو کسی نے نہ دیکھا۔ (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ما یکرہ من اتخاذ المسجد، ج ا، ص ۴۴۸)

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت وما بعدہ، الباب السادس، فصل بیان حال القبر واقاویلھم عند القبور، ج ۵، ص ۲۳۸)

حضرت سیدتنا فاطمہ بنت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے والد امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہ وسلّم نے فرمایا، جسے کوئی مصیبت پہنچی اور وہ مصیبت کو یاد کر کے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ کہے اگر چہ اس مصیبت کو کتنا ہی زمانہ گزر چکا ہو تو اللہ اس کے لئے وہی ثواب لکھے گا جو مصیبت کے دن لکھا تھا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی الصبر علی المصیبۃ، رقم ۱۶۰۰، ج ۲، ص ۲۶۸)

روایت ہے حضرت فاطمہ بنت حسین سے وہ اپنی دادی حضرت فاطمۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے راوی فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو محمد مصطفی پر درود وسلام بھیجتے اور فرماتے الٰہی میرے گناہ بخش دے

میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جب نکلتے تو جناب مصطفےٰ پر درود وسلام بھیجتے اور فرماتے یارب میرے گناہ بخش دے میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے (ترمذی احمد، ابن ماجہ) ان دونوں کی روایت میں یہ بھی ہے کہ فرماتی ہیں جب مسجد میں جاتے اور یونہی جب نکلتے تو بجائے صلوٰۃ وسلام کے یہ کہتے بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ ترمذی نے فرمایا کہ اس کی اسناد متصل نہیں فاطمہ بنت حسین نے فاطمہ کبریٰ کو نہ پایا۔

ق۔۔۔۔صحابہ کرام

(۱) قبیصہ ابن ذویب:

روایت ہے حضرت قبیصہ ابن ذویب سے فرماتے ہیں حضرت ابوبکر کی خدمت میں نانی حاضر ہوئیں آپ سے اپنی میراث مانگتی تھیں تو فرمایا نہ اللہ کی کتاب میں تیرے لیے کچھ ہے اور نہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تجھے کچھ ملے گا ابھی تو لوٹ جاتی کہ میں لوگوں سے پوچھ گچھ کرلوں چنانچہ آپ نے پوچھا تو حضرت مغیرہ ابن شعبہ نے عرض کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھا آپ نے دادی کو چھٹا حصہ دیا تھا ابوبکر صدیق نے فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی گواہ ہے تب محمد ابن مسلمہ نے ویسا ہی کہا جو مغیرہ نے کہا تھا چنانچہ جناب صدیق نے دادی کے لیے چھٹا حصہ جاری کردیا پھر دوسری جانب کی دادی حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوئیں اپنی میراث آپ سے مانگتی تھیں تو فرمایا دادی کی میراث یہ ہی چھٹا حصہ ہے اگر تم دونوں (دادی، نانی) جمع ہوجاؤ تو وہ تم دونوں میں ہوگا اور تم میں سے جو اکیلی ہو تو وہ اس کا ہوگا

(مالک، احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

روایت ہے حضرت جابر سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روای فرماتے ہیں کہ جو شراب پی لے تو اسے کوڑے مارو اگر پھر لوٹے تو چوتھی بار میں اسے قتل کردو راوی کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کے بعد وہ شخص لایا گیا جس نے چوتھی بار شراب پی لی تھی آپ نے اسے مارا تو مگر قتل نہ کیا (ترمذی) اور ابوداؤد نے حضرت قبیصہ ابن ذویب سے روایت کی۔

(۲) قبیصہ ابن مخارق:

حضرت قبیصہ بن مُخارِق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا، اے قبیصہ! کیسے آئے؟ میں نے عرض کیا، میری عمر زیادہ ہوگئی اور ہڈیاں نرم پڑگئیں ہیں، میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے کوئی ایسی چیز سکھائیں جو میرے لئے مفید ہو۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اے قبیصہ! (علم کی جستجو میں) تم جس پتھر یا درخت کے قریب سے بھی گزرے اس نے تمہارے لئے استغفار کیا۔ (مسند امام احمد، مسند البصریین/حدیث قبیصہ بن مخارق، رقم ۲۰۶۲۵، ج ۷، ص ۳۵۲)

قبیصہ بن مخارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں: مجھ پر ایک مرتبہ تاوان لازم آیا۔ میں نے حضور اقدس صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا، فرمایا: ٹھہرو ہمارے پاس صدقہ کا مال آئے گا تو تمھارے لیے حکم فرمائیں گے، پھر فرمایا: اے قبیصہ! سوال حلال نہیں، مگر تین باتوں میں کسی نے ضمانت کی ہو (یعنی کسی قوم کی طرف سے دیت کا ضامن ہوا یا آپس کی جنگ میں صلح کرائی اور اس پر کسی مال کا ضامن ہوا) تو اسے سوال حلال ہے، یہاں تک کہ وہ مقدار پائے پھر باز رہے یا کسی شخص پر آفت آئی کہ اُس کے مال کو تباہ کر دیا تو اسے سوال حلال ہے، یہاں تک کہ بسر اوقات کے لیے پا جائے یا کسی کو فاقہ پہنچا اور اُس کی قوم کے تین عقلمند شخص گواہی دیں کہ فلاں کو فاقہ پہنچا ہے تو اسے سوال حلال ہے، یہاں تک کہ بسر اوقات کے لیے حاصل کر لے اور ان تین باتوں کے سوا اے قبیصہ سوال کرنا حرام ہے کہ سوال کرنے والا حرام کھاتا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب من تحل لہ المسألۃ، الحدیث: ۱۰۴۴، ص ۵۱۹)

(۳) قبیصہ ابن وقاص:

روایت ہے حضرت قبیصہ ابن وقاص سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بعد تم پر ایسے حکام ہوں گے جو نماز میں دیر لگایا کریں گے تو وہ تمہارے لئے مفید اور ان پر وبال ہے تم ان کے ساتھ نماز پڑھتے رہنا جب تک وہ کعبے کی طرف نماز پڑھیں۔ (ابوداؤد)

(A-۳) حضرت قتادہ بن ملحان

حیان بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر ایک مرتبہ اپنا دست مبارک پھیرا۔ اس کے بعد ان کو یہ کرامت مل گئی کہ یہ بہت ہی بوڑھے ہو چکے تھے اور ان کے بدن کے ہر حصے پر ضعیفی کے آثار نمودار تھے لیکن ان کے چہرے پر بدستور جوانی کا جمال باقی تھا اور ان کا چہرہ اس قدر چمکتا تھا کہ میں ان کی وفات کے وقت ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت ایک عورت ان کے سامنے سے گزری اس وقت میں نے اس عورت کا عکس ان کے چہرے میں اس طرح دیکھ لیا گویا میں آئینہ میں اسکا چہرہ دیکھ رہا ہوں۔ (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، حرف القاف، قتادۃ بن ملحان، ج ۵، ص ۳۱۷)

(۴) قتادہ ابن نعمان:

حضرتِ سیِّدُنا قتادہ بن نعمان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ مشہور تیر انداز تھے، غزوہ بدر اور اُحد میں شریک ہوئے۔ غزوہ اُحد میں ان کی آنکھ تیر لگنے کے سبب ان کے رخسار پر بہہ پڑی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آنکھ کو ہاتھ میں تھامے سرکارِ مدینہ قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو

مدنی حبیب، طبیبوں کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے قتادہ! یہ کیا ہے؟ عرض کیا: یارسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! یہ وہی ہے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ملاحظہ فرمارہے ہیں۔ تو نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، محبوب رب اکبر عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: اگر تم چاہو تو صبر کرو تو تمہارے لئے جنت ہوگی اور اگر چاہو تو میں یہ آنکھ تمہیں لوٹادوں اور تمہارے لئے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کروں تو تم اس میں کسی کمی کو نہ پاؤ گے۔ عرض کیا: یارسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! خدا عزوجل کی قسم! بے شک جنت بہت بڑی جزا اور بہت بڑی عطا ہے مگر میں اپنی بیویوں سے بھی محبت کرتا ہوں اور مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں وہ مجھے یہ کہہ کر ٹھکرا نہ دیں کہ یہ نابینا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے یہ آنکھ بھی لوٹادیں اور اللہ عزوجل سے میرے لئے جنت کا سوال بھی کریں۔ تو رحمتِ دو عالم، سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے قتادہ! میں ایسا ہی کروں گا۔ پھر مدنی حبیب، طبیبوں کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ آنکھ اپنے دست مبارک میں پکڑی اور اسے اس کی جگہ پر لگا دیا تو وہ آنکھ پہلے سے بہتر اور خوبصورت ہوگئی اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ان کے لئے جنت کی دعا فرمائی۔ (اسدالغابۃ، ۴/۱۹۶) (شرح الزرقانی علی المواہب، باب غزوۃ احد، ج ۲، ص ۴۳۲)

جب ان کے بیٹے حضرتِ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں ان کے پاس حاضر ہوئے تو حضرتِ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا اے جوان! تم کون ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا:

أَنَا ابْنُ الَّذِيْ سَالَتْ عَلَى الْخَدِّ عَيْنُهُ ۔۔۔ فَرُدَّتْ بِكَفِّ الْمُصْطَفٰى أَحْسَنَ الرَّدِّ

فَعَادَتْ كَمَا كَانَتْ بِأَحْسَنِ حَالِهَا ۔۔۔ فَيَا حُسْنَ مَاعَيْنٍ وَيَا حُسْنَ مَارَدِّ

ترجمہ: (۱) میں اس صاحب کا فرزند ہوں جن کی آنکھ رخسار پر بہہ گئی تو دستِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بہترین انداز سے اس کے مقام پر لوٹا دیا۔

(۲) پس وہ آنکھ پہلے سے کہیں زیادہ اچھی حالت میں آگئی، پس یہ آنکھ اور آنکھ لوٹانے والے کیا ہی خوب تھے۔

تو حضرتِ سیدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر نے فرمایا: وسیلہ کے ذریعے ہم تک پہنچنے والوں کو چاہیے کہ انہی جیسے لوگوں کے وسیلہ سے آیا کریں۔ (الاستیعاب، قتادۃ بن النعمان، باب حرف القاف، ج ۳، ص ۳۳۸)

حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: تم نے ایک برا لبادہ اوڑھ لیا ہے، حالانکہ حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے اس باطل کام سے منع فرمایا ہے۔ حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید فرماتے ہیں کہ ایک شخص لاٹھی کے سہارے چلتا ہوا آیا، اس کے سر پر بالوں کا گچھا تھا تو حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: سن لو! یہ باطل ہے۔ حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: باطل کام سے مراد عورتوں کا بالوں میں

کثرت سے پیوند لگاتا ہے۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث معاویۃ بن ابی سفیان، الحدیث ۱۶۸۴۳، ج ۶، ص ۱۶)

حضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ انسان کا بہترین ترکہ تین چیزیں ہیں، (۱) نیک بچہ جو اس کے لئے دعا کرے (۲) صدقہ جاریہ جس کا ثواب اس تک پہنچے (۳) وہ علم جس پر اس کے بعد عمل کیا جائے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب السنہ، باب ثواب معلم الناس الخیر، رقم ۲۴۱، ج ۱، ص ۱۵۷)

حضرت سیِّدُنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: بے شک کافر مصیبت کے وقت اپنے (باطل) معبود سے منہ موڑ لیتا ہے اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے۔ (تفسیر البغوی، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۶۵، ج ۱، ص ۹۴)

(۵) قدامہ ابن عبداللہ:

فضل بن ربیع کا بیان ہے: میں ایک مرتبہ سفرِ حج میں خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کے ساتھ تھا۔ واپسی پر جب ہمارا گزر کوفہ سے ہوا تو دیکھا کہ حضرت سیدنا بہلول دانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک جگہ کھڑے ہیں اور بہت بلند آواز سے چیخ رہے ہیں۔ میں نے ان سے کہا: خاموش ہوجایئے۔ خلیفۃ المسلمین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لا رہے ہیں۔ یہ سن کر وہ خاموش ہو گئے۔ پھر جب خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کی سواری قریب آئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زور سے کہا: اے امیر المؤمنین (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! ذرا میری بات سنئے۔ خلیفہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آواز سنی تو رک گئے۔

حضرت سیدنا بہلول دانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اے امیر المؤمنین (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! مجھے ایمن بن نابل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حدیث سنائی کہ حضرت سیدنا قدامہ بن عبداللہ عامری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو وادیٔ منیٰ میں دیکھا کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک سادے سے کجاوے میں تشریف فرما تھے اور وہاں نہ مارنا تھا، نہ اِدھر اُدھر ہٹانا تھا اور نہ ہی یہ کہ ایک طرف ہوجاؤ۔

(جامع الترمذی، ابواب الحج، باب ماجاء فی کراھیۃ طرد الناس ... الخ، الحدیث: ۹۰۳، ج ۲، ص ۱۷۳)

(۶) قدامہ ابن مظعون:

تین برس تک حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتہائی پوشیدہ طور پر نہایت رازداری کے ساتھ تبلیغ اسلام کا فرض ادا فرماتے رہے اور اس درمیان میں عورتوں میں سب سے پہلے حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آزاد مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور لڑکوں میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور غلاموں

میں سب سے پہلے زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے ۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت وتبلیغ سے حضرت عثمان، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی جلد ہی دامن اسلام میں آ گئے ۔ پھر چند دنوں کے بعد حضرت ابو عبیدہ بن الجراح، حضرت ابو سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد، حضرت ارقم بن ابوارقم، حضرت عثمان بن مظعون اور ان کے دونوں بھائی حضرت قدامہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اسلام میں داخل ہو گئے ۔

(۷) قطبہ ابن مالک:

روایت ہے حضرت قطبہ ابن مالک سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے الٰہی میں تیری پناہ لیتا ہوں بری عادتوں سے برے کاموں سے اور بری خواہشوں سے ۔ (ترمذی)

(۸) قیس ابن ابی غرزہ:

قیس ابن ابی غرزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے گروہ تجار! بیع میں لغو اور قسم ہو جاتی ہے، اس کے ساتھ صدقہ کو ملا لیا کرو۔

(سنن ابی داود، کتاب البیوع، باب فی التجارۃ... الخ، الحدیث: ۳۳۲۶، ج ۳، ص ۳۲۸)

روایت ہے حضرت قیس ابن ابی غرزہ سے فرماتے ہیں کہ زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہم کو سوداگر کہا جاتا تھا ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے اس سے بہتر ہمارا نام رکھا گیا فرمایا اے تاجروں کے گروہ تجارت میں بے ہودگی اور جھوٹی قسمیں آجاتی ہیں لہذا اسے خیرات سے مخلوط کر دو (ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

(۹) قیس ابن سعد ابن عبادہ:

روایت ہے حضرت عبدالرحمان ابن ابی لیلے سے فرماتے ہیں کہ حضرت سہل ابن حنیف اور قیس ابن سعد قادسیہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان پر جنازہ گزرا وہ دونوں صاحب کھڑے ہو گئے ان سے کہا گیا کہ یہ جنازہ زمیندار یعنی ذمی کافر کا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک جنازہ گزرا آپ کھڑے ہو گئے عرض کیا گیا کہ یہ تو یہودی کا جنازہ ہے فرمایا کیا یہ جان نہیں ہے (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ قیس ابن سعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے تھے جیسے امیر کے پولیس والے (بخاری)

(۱۰) قیس ابن عاصم:

حضرتِ سیِّدُنا ابوعَمرو بن عَلَاء اور حضرتِ سیِّدُنا سُفْیان بن عَلَاء رحمہما اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرتِ سیِّدُنا اَحْنَف بن قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا: آپ نے حلم وبردباری کہاں سے سیکھی؟ فرمایا: حضرتِ سیِّدُنا قیس بن عاصم مِنْقَری علیہ رحمۃ اللہ القوی سے۔ وہ حلم وبردباری میں یگانۂ روزگار تھے۔ ہم حلم وبردباری کے حصول کی خاطر ان کی بارگاہ میں اس طرح حاضر رہتے جیسا کہ ایک فقہ کا طالب کسی فقیہ کے پاس حاضر رہتا ہے۔ ایک مرتبہ ہم حضرتِ سیِّدُنا قیس بن عاصم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، وہ اپنی چادر سے اِحْتِبَاء کئے (یعنی گھٹنے کھڑے کر کے چادر سے باندھ کر سرین پر) بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک کچھ لوگ آئے، انہوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا: حضور! آپ کے بیٹے کو آپ کے چچازاد بھائی نے قتل کر دیا ہے، یہ دیکھیں آپ کے بیٹے کی لاش اور یہ آپ کا چچازاد بھائی ہے، ہم اسے رسیوں سے باندھ کر آپ کے پاس لے آئے ہیں۔

راوی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ غم ناک خبر سن کر بالکل چیخ وپکار نہ کی بلکہ لوگوں کی پوری بات توجہ سے سنی پھر گھٹنوں پر بندھی ہوئی چادر کھولی اور مسجد کی طرف چل دیئے۔ وہاں پہنچ کر اپنے بڑے بیٹے سے کہا: جاؤ، میرے چچازاد بھائی کو آزاد کر دو اور اپنے بھائی کی تجہیز وتکفین کرو۔ اور میرے چچازاد بھائی کی والدہ کے لئے سو اونٹ ہدیۃً لے جاؤ، وہ بیچاری انتہائی غریب وتنگ دست ہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے درج ذیل اشعار پڑھے:

ترجمہ: (۱)۔۔۔۔۔۔میں ایسا مرد ہوں کہ جس کی خاندانی شرافت کو کسی بھی گندگی وعیب نے داغ دار نہیں کیا۔

(۲)۔۔۔۔۔۔میں منقر قبیلے کے انتہائی معزز گھرانے کا معزز فرد ہوں اور ٹہنیوں کے گرد ٹہنیاں ہی نکلتی ہیں۔

(۳)۔۔۔۔۔۔اور میں ان فصحاء میں سے ہوں کہ جب ان میں سے کوئی کلام کرتا ہے تو بہترین چہرے والا اور فصیح زبان والا ہوتا ہے۔

(۴)۔۔۔۔۔۔وہ پڑوسیوں کے عیبوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور ان کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنا جانتے ہیں۔

جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوا تو کسی شاعر نے آپ کی شان میں یہ اشعار کہے:

ترجمہ: (۱)۔۔۔۔۔۔اے قیس بن عاصم! تجھ پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے سلامتی ہو اور اس کی رحمت ہو جب تک وہ رحم کرنا چاہے۔

(۲)۔۔۔۔۔۔مبارک ہو اُسے جس نے غضب وناراضی اور شدید غصہ دِلانے والا کام کیا لیکن پھر بھی تجھ سے نعمتیں پائیں اور امن وسکون میں رہا۔

(۳)۔۔۔۔۔۔قیس کی وفات صرف اس اکیلے کی وفات نہیں بلکہ وہ تو پوری قوم کی عمارت تھا جو اس کی وفات سے منہدم ہو گئی۔

(اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو، اور، اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

سُبحٰنَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! کیا حلم ہے میرے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے غلاموں کا کہ اپنے بیٹے کے قاتل کو نہ صرف معاف کیا بلکہ اس کی والدہ کو سواونٹ تحفۃً بھجوائے حالانکہ انہیں اختیار تھا کہ اپنے بیٹے کے قتل کے بدلے قاتل

سے قصاص لیتے (یعنی قتل کے بدلے قتل کرتے) یا پھر دیت (یعنی سواونٹوں) پر صلح کر لیتے لیکن یہ دونوں کام نہ کئے بلکہ سواونٹ ان کے گھر والوں کے لئے بھجوائے۔ یہ بزرگ واقعی حلم وبردباری کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے۔ یہ بزرگ اس کریم آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے غلام ہیں جو دشمنوں کے لئے بھی چادر بچھا دیتے، ظلم کرنے والوں کو دعائیں دیتے، جن کی طرف سے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹے انہیں پیار ومحبت سے نوازا، جس نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے قطع تعلق کیا آپ نے ان سے تعلق جوڑا۔ جنہوں نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے کچھ چھینا انہیں بہت کچھ عطا فرمایا۔

(الغرض سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سراپا حلم تھے اسی لئے ان کے غلاموں نے بھی حلم اپنا کر ایسی مثالیں قائم کیں جن کی نظیر بہت کم ملتی ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان بزرگ ہستیوں کے صدقے ہمیں بھی اُس پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی پیاری پیاری سنتوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے، جن کے خُلق کو خود خالقِ کائنات نے عظیم کہا اور جن کی خِلْقَت کو خالقِ حقیقی نے جمیل کیا اور ہمیں بھی اخلاقِ صالحہ اور حلم وبردباری کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ علیہ وسلَّم)

(عیون الحکایات مؤلف امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی)

حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے 9ھ محرم کے مہینے میں زکوٰۃ وصدقات کی وصولی کے لئے عاملوں اور محصلوں کو مختلف قبائل میں روانہ فرمایا۔ ان امراء وعاملین کی فہرست میں مندرج ذیل حضرات خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں جن کو ابن سعد نے ذکر فرمایا ہے۔

(۱) حضرت عیینہ بن حصن رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بنی تمیم کی طرف

(۲) حضرت یزید بن حصین رضی اللہ تعالٰی عنہ کو اسلم وغفار //

(۳) حضرت عباد بن بشر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو سلیم ومزینہ //

(۴) حضرت رافع بن مکیث رضی اللہ تعالٰی عنہ کو جہینہ کی طرف

(۵) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بنی فزارہ //

(۶) حضرت ضحاک بن سفیان رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بنی کلاب //

(۷) حضرت بشر بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنی کعب //
(۸) حضرت ابن اللبتیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنی ذبیان //
(۹) حضرت مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صنعاء //
(۱۰) حضرت زیاد بن لبید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضر موت //
(۱۱) حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبیلہ طی و بنی اسعد //
(۱۲) حضرت مالک بن نویرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنی حنظلہ //
(۱۳) حضرت زبرقان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنی سعد کے نصف حصہ //
(۱۴) حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ////
(۱۵) حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بحرین //
(۱۶) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نجران //

یہ حضور شہنشاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امراء اور عاملین ہیں جن کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زکوٰۃ و صدقات و جزیہ وصول کرنے کے لئے مقرر فرمایا تھا۔ (اصح السیر ص ۳۳۵)

روایت ہے قیس ابن عاصم سے کہ وہ مسلمان ہوئے تو انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ پانی اور بیری سے غسل کریں (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

(۱۱) قرظہ ابن کعب:

امام نسائی نے عامر بن سعد کے حوالہ سے تخریج فرمائی کہ انھوں نے فرمایا کہ میں قرظہ بن کعب اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس ایک تقریب شادی میں گیا میں نے دیکھا کہ چند لڑکیاں گا رہی تھیں میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اے دو ساتھیو! اور غزوہ بدر میں شریک ہونے والو! تمھارے ہاں یہ کچھ کیا جا رہا ہے؟ انھوں نے فرمایا اگر پسند کرتا ہے تو ہمارے ساتھ بیٹھ کر سن لو اور اگر نہیں پسند کرتا اور نہیں چاہتا تو واپس چلا جا کیونکہ شادیوں میں ہمیں اس کی رخصت دی گئی ہے۔ (سنن النسائی کتاب النکاح اللھو والغناء عند العرس نور محمد کارخانہ تجارت کراچی ۲/۹۲)

(۱۲) قرہ ابن ایاس:

روایت ہے معاذ ابن قرہ سے وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب شام والے بگڑ جائیں گے تو تم میں بھلائی نہ ہوگی اور میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ فتح مند رہے گا انہیں نقصان نہ پہنچا سکے گا وہ جو

انہیں رسوا کرے حتی کہ قیامت قائم ہوجاوے ابن مدینی کہتے ہیں کہ وہ حدیث والے حضرات ہیں (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی روایت ہے حضرت معاویہ ابن قرہ سے وہ اپنے والد سے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مزینہ کی ایک جماعت میں آیا لوگوں نے آپ سے بیعت کی آپ کے بٹن کھلے ہوئے تھے میں نے حضور کی قمیض کے گریبان میں ہاتھ ڈال دیا تو مہر نبوت کو چھوا (ابوداؤد)

روایت ہے حضرت معاویہ ابن قرہ سے وہ اپنے والد سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو درختوں یعنی پیاز ولہسن سے منع فرمایا اور فرمایا کہ جو یہ کھائے ہماری مسجد کے قریب نہ آئے اور فرمایا اگر تمہیں ضروری کھانا ہو تو انہیں پکا کر مار دیا کرو (ابوداؤد)

سنن ابنِ ماجہ میں ہے: یعنی قرہ بن ایاس مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ کے زمانہ میں ہمیں دو ستونوں کے بیچ صف باندھنے سے منع فرمایا جاتا اور وہاں سے دھکے دے کر ہٹائے جاتے تھے۔

(سنن ابن ماجہ باب الصلوٰۃ بین السواری فی الصف مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۷۱)

قرہ بن ایاس مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سرداری حضرات سبطین کریمین کو حفظ تعیم کے لیے جوانان اہلِ جنت سے خاص فرمایا اور فرمایا حسن وحسین جوانانِ اہلِ جنت کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان سے افضل ہے۔ (سنن ابن ماجہ فضل علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲) (المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ دار الفکر بیروت ۳/۱۶۷) (المعجم الکبیر حدیث ۶۵۰ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۹/ ۲۹۲)

(۱۳) ابوقتادہ:

نام حارث بن ربعی انصاری خزرجی۔ ابوقتادہ کنیت۔ ہجرت سے دس سال پیشتر مدینے میں پیدا ہوئے۔ اور عقبہ ثانیہ کے بعد اسلام لائے۔ غزوہ بدر کے بعد تمام غزوات میں شریک ہوئے اپنے وقت کے بہترین شہسوار اور تیز انداز تھے۔ یہ پہلے شخص تھے جنہوں نے مال غنیمت بیچ کر اپنے لیے ایک باغ خریدا تقریبا ۱۷۰ احادیث آپ سے مروی ہیں۔ مدینہ میں انتقال فرمایا۔ (آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا)

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ایک آدمی فوت ہو گیا، ہم نے اسے غسل اور کفن دیا اور خوشبو لگائی، پھر ہم اسے سرکارِ ابدِ قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس لے کر حاضر ہوئے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس کا جنازہ پڑھائیں، ہم نے عرض کی: اس کا جنازہ پڑھایے۔ پس آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک قدم چلے پھر دریافت فرمایا: کیا اس پر قرض ہے؟ ہم نے عرض کی: اس کے ذمہ 2 دینار ہیں۔ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم واپس چلے گئے، حضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی ذمہ داری لے لی تو ہم دوبارہ آپ

صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور حضرت سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: 2 دینار میرے ذمہ ہیں۔ تو شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا: تحقیق قرض خواہ کا حق پورا کردیا گیا ہے اور اب میت اس سے بری ہے۔ حضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: جی ہاں۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، پھر اس کے بعد ایک دن استفسار فرمایا: ان 2 دیناروں کا کیا ہوا۔ میں نے عرض کی: وہ شخص تو کل فوت ہوگیا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا: آنے والے کل اسے (یعنی قرض خواہ کو) لوٹا دینا۔ حضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: میں نے وہ ادا کردیے ہیں۔ تو رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا: اب اس کا جسم عذاب سے بری ہو گیا ہے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند جابر بن عبداللہ، الحدیث: ۱۴۵۴۳، ج۵، ص ۸۳)

حضرتِ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے خطبہ کے دوران ارشادفرمایا، اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ عزوجل پر ایمان لانا سب سے افضل عمل ہیں۔ ایک شخص نے کھڑے ہوکر عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر مجھے راہِ خداعزوجل میں قتل کردیا جائے تو آپ کا کیا خیال ہے کہ میرے گناہ معاف کردیئے جائیں گے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہاں! اگر تمہیں اللہ عزوجل کی راہ میں قتل کردیا جائے جبکہ تم اس پر ثواب کی امید رکھتے ہوئے صبر کرو اور لڑائی کے دوران پیش قدمی کرو اور میدان جہاد سے فرار اختیار نہ کرو۔

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا، ابھی تو نے کیا کہا تھا؟ اس نے عرض کیا، اگر مجھے راہِ خداعزوجل میں قتل کردیا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا خیال ہے کیا میرے گناہ معاف کردیئے جائیں گے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہاں! اگر تم اس پر صبر کرو اور میدانِ جہاد سے فرار اختیار نہ کرو تو قرض کے علاوہ تمہارے تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے، مجھے جبرائیل علیہ السلام نے یہی بتایا ہے۔

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قتل فی سبیل اللہ الخ، رقم ۱۸۸۵، ص ۱۰۴۶)

حضرت سیِّدُنا ابوقتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: یومِ عاشوراء کا روزہ ایک سال قبل کے گناہ مٹا دیتا ہے۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی، الرقم ۱۰۳۸/۱۷ عبداللہ بن معبد، ج۵، ص ۲۷۲)

حضرت سیِّدُنا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے کسی قرضدار کو مہلت دی یا اس کا قرض معاف کردیا تو قیامت کے دن وہ عرش کے سائے

میں ہوگا۔ (مسند احمد حنبل، حدیث ابی قتادۃ الانصاری، الحدیث ۲۲۶۲۲، ج۸، ص۳۶۷)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک جنازہ دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مستریح اور مستراح منہ (یہ آرام پانے والا ہے یا لوگوں کو اس سے آرام مل گیا ہے) تو لوگوں نے عرض کیا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن بندہ (جو نیک ہو وہ تو) وفات پا کر دنیا کی ایذاؤں اور مصیبتوں سے آرام پا کر اللہ تعالیٰ کی رحمت میں پہنچ جاتا ہے، اور بدکار بندہ (جب مرجاتا ہے تو اس) سے تمام بندے تمام شہر یہاں تک کہ تمام درخت اور تمام چوپائے آرام پاجاتے ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب سکرات الموت، الحدیث: ۶۵۱۲، ج۴، ص۲۵۰)

ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے پیر کے دن روزے کا سبب دریافت کیا گیا، فرمایا: اسی میں میری ولادت ہوئی اور اسی میں مجھ پر وحی نازل ہوئی۔

(صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام من کل شھر... إلخ، الحدیث: ۱۹۸۔ (۱۱۶۲)، ص۵۹۱)

ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ساقی (جو لوگوں کو پانی پلا رہا ہے) وہ سب کے آخر میں پیے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب المساجد... إلخ، باب قضاء الصلاۃ الفائتۃ... إلخ، الحدیث: ۳۱۱۔ (۶۸۱)، ص۳۴۴)

ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں میرے سر پر پورے بال تھے، میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم سے عرض کی، ان کو کنگھا کیا کروں؟ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) نے فرمایا: ہاں اور ان کا اکرام کرو۔ لہٰذا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کے فرمانے کی وجہ سے کبھی دن میں دو مرتبہ تیل لگایا کرتے۔

(الموطأ، کتاب الشعر، باب إصلاح الشعر، الحدیث: ۱۸۱۸، ج۲، ص۴۳۵)

(۱۴) ابوقحافہ:

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح مکہ کے موقع پر اپنے بوڑھے والد ابوقحافہ (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) کو لے کر سرکارِ دوعالم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا، اے ابوبکر! تم نے اپنے بوڑھے باپ کو کیوں تکلیف دی؟ میں خود ان کے پاس آجاتا۔ تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، ان کا یہاں حاضر ہونا ہی زیادہ مناسب تھا۔ رسول اکرم نے ابوقحافہ کو اپنے سامنے بٹھایا اور ان کے دل پر ہاتھ رکھ کر کہا، اے ابو قحافہ! اسلام قبول کرلو سلامتی کو پالوگے۔ تو سیدنا ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کرلیا۔

(الطبقات الکبریٰ، ج۶، ص۸، رقم: ۱۴۹۷)

فتح مکہ کے دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ابوقحافہ ایمان لائے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم خوش ہوئے۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کو دین حق کے ساتھ بھیجا ہے، ان (ابوقحافہ) کے اسلام کی نسبت (آپ کے چچا) ابوطالب کا اسلام (اگر وہ اسلام لاتے) میری آنکھوں کو زیادہ ٹھنڈا کرنے والا تھا۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم، الباب الثانی، ج ۲، ص ۴۱) (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، بحوالہ ابی قرۃ وغیرہ ذکر ابی طالب دار صادر بیروت ۴/ ۱۱۷)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد حضرت ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارگاہ نبوت میں لایا گیا۔ تو ان کی داڑھی اور سر کے بال ثغامہ گھاس کی طرح بالکل سفید تھے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا کہ بالوں کی اس سفیدی کو کسی رنگ سے بدل ڈالو اور سیاہی سے بچو (یعنی بالوں کو کالا نہ کرو)۔ (صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب استحباب خضاب الشیب۔۔۔الخ، الحدیث: ۲۱۰۲، ص ۱۱۶۴)

حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا اصلی سبب حضور انور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہے جس کا صدمہ دم آخر تک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب مبارک سے کم نہ ہوا اور اس روز سے برابر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسم شریف گھلتا اور دبلا ہوتا گیا۔

7 جمادی الاخری 13ھ روز دوشنبہ کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غسل فرمایا، دن سرد تھا، بخار آ گیا۔ صحابہ عیادت کے لئے آئے۔ عرض کرنے لگے: اے خلیفۂ رسول! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ اجازت ہو تو ہم طبیب کو بلائیں جو آپ کو دیکھے۔ فرمایا کہ طبیب نے تو مجھے دیکھ لیا۔ انہوں نے دریافت کیا کہ پھر طبیب نے کیا کہا؟ فرمایا کہ اس نے فرمایا: اِنِّیْ فَعَّالٌ لِّمَا اُرِیْدُ۔ یعنی میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ مراد یہ تھی کہ حکیم اللہ تعالیٰ ہے اس کی مرضی کو کوئی ٹال نہیں سکتا، جو مشیت ہے ضرور ہوگا۔ یہ حضرت کا توکلِ صادق تھا اور رضائے حق پر راضی تھے۔

اسی بیماری میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبدالرحمن عوف اور حضرت علی مرتضی اور حضرت عثمان غنی وغیرہم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مشورے سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے بعد خلافت کے لئے نامزد فرمایا اور پندرہ روز کی علالت کے بعد 22 جمادی الاخری 13ھ شب سہ شنبہ کو تریسٹھ سال کی عمر میں اس دار ناپائیدار سے رحلت فرمائی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی وصیت کے مطابق پہلوئے مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں مدفون ہوئے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو سال اور سات ماہ کے قریب خلافت کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات سے مدینہ طیبہ میں ایک شور برپا ہو گیا۔ آپ کے والد ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن کی عمر اس وقت ستانوے برس کی تھی۔ دریافت

کیا کہ یہ کیسا غوغا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ آپ کے فرزند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رحلت فرمائی۔ کہا بڑی مصیبت ہے ان کے بعد کارِ خلافت کون انجام دے گا؟ کہا گیا: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ کی وفات سے چھ ماہ بعد آپ کے والد ابو قحافہ نے بھی رحلت فرمائی۔ (تاریخ الخلفاء، ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فصل فی مرضہ ووفاتہ۔۔۔الخ، ص ۶۲۔۶۶ ملتقطا)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد سیدنا ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کہ وہ بھی صحابی ہوئے) اس زمانۂ جاہلیت میں انہیں بت خانے لے گئے اور بتوں کو دکھا کر کہا: ھٰذہٖ الھتك الشم العلٰی فاسجد لھا یہ تمہارے بلند وبالا خدا ہیں انہیں سجدہ کرو۔ وہ تو یہ کہہ کر باہر گئے، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قضائے مبرم کی طرح بت کے سامنے تشریف لائے اور براہ اظہار عجز صنم وجہل صنم پرست ارشاد فرمایا: انی جائع فاطعمنی میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے۔ وہ کچھ نہ بولا۔ فرمایا: انی عار فاکسنی میں ننگا ہوں مجھے کپڑا پہنا۔ وہ کچھ نہ بولا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک پتھر ہاتھ میں لے کر فرمایا: میں تجھ پر پتھر ڈالتا ہوں۔ فان کنت الٰھا فامنع نفسك اگر تو خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا۔ وہ اب بھی نرا بت بنا رہا۔ آخر بقوت صدیقی پتھر پھینکا کہ وہ خدائے گمراہاں منہ کے بل گرا۔ والد ماجد واپس آتے تھے یہ ماجرا دیکھا، کہا: اے میرے بچے! یہ کیا کیا؟ فرمایا: وہی جو آپ دیکھ رہے ہیں؟ وہ انہیں ان کی والدہ ماجدہ حضرت ام الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس (کہ وہ صحابیہ ہوئیں) لے کر آئے اور سارا واقعہ ان سے بیان کیا انہوں نے فرمایا: اس بچے سے کچھ نہ کہو، جس رات یہ پیدا ہوئے میرے پاس کوئی نہ تھا، میں نے سنا کہ ہاتف کہہ رہا ہے۔ اے اللہ کی سچی لونڈی! تجھے خوشخبری ہو اس آزاد بچے کی، اس کا نام آسمانوں میں صدیق ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یار ورفیق ہے۔ (اسے قاضی ابو الحسین احمد بن محمد زبیدی نے) "معالی الفرش الی عوالی العرش" میں اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور ہم نے پوری حدیث طویل اپنی کتاب "مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین" میں بیان کیا ہے جو بابرکت (کتاب) ہے اگر اللہ نے چاہا۔) (ارشاد الساری شرح صحیح البخاری، بحوالہ معالی الفرش الی عوالی العرش باب اسلام ابی بکر دار الکتاب العربی بیروت ۶/ ۱۸۷، ۱۸۸)

ق۔۔۔تابعین عظام

(۱) قاسم ابن محمد ابن ابوبکر الصدیق:

حضرت سیدنا علی بن الحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں: عبد الملک بن مروان نے ایک شخص کو حاکم بنا کر مدینہ منورہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا بھیجا تا کہ وہ بیعت وغیرہ کا سلسلہ کرے اور انتظامات سنبھالے۔ چنانچہ میں حضرت سیدنا سالم بن عبد اللہ، حضرت سیدنا قاسم بن محمد اور حضرت سیدنا ابوسلمہ بن عبد الرحمن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے پاس گیا اور ان سے کہا: آؤ ہم سب اپنے شہر کے نئے حاکم کے پاس چلتے ہیں تا کہ اس سے ملاقات کریں اور اسے اعتماد میں لیں۔

چنانچہ ہم اس حاکم کے پاس گئے اور اسے سلام کیا، اس نے ہمیں اپنے پاس بلایا اور کہا: تم میں (حضرت سیدنا) سعید بن مسیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کون ہے؟ حضرت سیدنا قاسم بن محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: حضرت سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُمراء سے تعلق نہیں رکھتے انہوں نے مسجد میں رہنے کو لازم کرلیا ہے، وہ ہر وقت دربارِ الٰہی عزوجل میں مشغولِ عبادت رہتے ہیں، دنیاداروں سے انہیں کوئی غرض نہیں، وہ اُمراء کے درباروں میں جانا پسند نہیں فرماتے۔

اس حاکم نے کہا: تم لوگ اسے میرے پاس آنے کی ترغیب دلاؤ اور اسے میرے پاس ضرور لے کر آنا، اللہ عزوجل کی قسم! اگر وہ نہ آیا تو مَیں اسے ضرور قتل کردوں گا۔ اس حاکم نے تین مرتبہ قسم کھا کر ان الفاظ کے ساتھ قتل کی دھمکی دی۔ حضرت سیدنا قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس ظالم حکمران کی یہ دھمکی سن کر ہم بہت پریشان ہوئے اور واپس چلے آئے۔ مَیں سیدھا مسجد میں گیا اور حضرت سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ستون سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ میں نے انہیں ساری صورتحال سے آگاہ کیا اور عرض کی: حضور! میری تو رائے یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمرہ کرنے چلے جائیں اور کچھ عرصہ مکہ مکرمہ میں گزاریں تاکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شریر حاکم کی نظروں سے اوجھل رہیں اور معاملہ رفع دفع ہوجائے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا: مَیں اس عمل میں اپنی نیت حاضر نہیں پاتا اور میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ ہے جو خلوصِ نیت سے ہو اور صرف رضائے الٰہی عزوجل کے لئے ہو۔ میں نے کہا: پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح کریں کہ چند دن کے لئے کسی دوست کے ہاں قیام فرمائیں اس طرح جب کسی شخص کی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نظر نہیں پڑے گی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں نہیں ہوں گے تو چند دنوں میں معاملہ ختم ہوجائے گا اور حاکم یہی سمجھے گا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں چلے گئے ہیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اگر مَیں ایسا کروں اور کسی کے گھر میں قیام کروں، تو جب مؤذن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کی صدائیں بلند کر کے مجھے دربارِ الٰہی عزوجل کی طرف بلائے گا تو میں اس کے حکم سے روگردانی کس طرح کرسکوں گا، دن رات مجھے میرے پاک پروردگار عزوجل کی جانب سے مسجد میں حاضری کا حکم ملے اور میں ایک ظالم حکمران کی وجہ سے احکم الحاکمین عزوجل کے حکم سے اعراض کروں۔ یہ بات میں کبھی بھی گوارا نہیں کرسکتا، چاہے میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے میں مسجد کو ہرگز ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔

یہ جرأت مندانہ جواب سن کر میں نے عرض کی: حضور! پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح کریں کہ کسی اور مسجد میں نماز ادا فرمالیا کریں اور اپنی مجلسِ علم کسی اور جگہ قائم کرلیا کریں۔ اس طرح بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حاکم کی نظروں سے اوجھل رہ سکتے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ میں عرصہ دراز سے اسی مسجد میں اسی ستون کے پاس اپنے

پاک پروردگار عزوجل کی عبادت کر رہا ہوں، اب کسی ظالم کے خوف سے میں اس جگہ کو چھوڑ دوں یہ مجھے ہرگز منظور نہیں ،مَیں اسی مسجد میں اسی ستون کے پاس عبادتِ الٰہی عزوجل میں مشغول رہوں گا۔

حضرت سیدنا قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری تینوں باتوں سے انکار فرمادیا تو میں نے عرض کی: اللہ عزوجل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم فرمائے ،کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی موت سے ڈر نہیں لگتا لوگ تو موت کے نام سے بھی کانپ جاتے ہیں اور آپ ہیں کہ حاکم کی شدید دھمکی کے باوجود ذرہ برابر بھی خوفزدہ نہیں ہوئے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خداعزوجل کی قسم! میں اپنے رب عزوجل کے علاوہ کسی سے بھی نہیں ڈرتا، مجھے صرف اسی پاک پروردگار عزوجل کا خوف ہے اس کے علاوہ میں مخلوق میں کسی سے نہیں ڈرتا۔

میں نے عرض کی: حضور! حاکم نے شدید دھمکی دی ہے، میں تو بہت پریشان ہوگیا ہوں کہیں وہ ظالم حاکم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی نقصان نہ پہنچادے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے قاسم (رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ)! تم بے فکر رہو، میرا پروردگار عزوجل میری حفاظت فرمائے گا اور ان شاء اللہ عزوجل بہتری ہوگی۔ میں اپنے رب عزوجل جو کہ عرشِ عظیم کا مالک ہے، اس کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ وہ میرے معاملہ کو اس ظالم حاکم سے بُھلادے۔

اے قاسم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! تم بے فکر رہو، ان شاء اللہ عزوجل سب بہتر ہوگا۔ یہ سن کر میں وہاں سے چلا آیا، مجھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے بہت پریشانی کا سامنا تھا۔ میں روزانہ لوگوں سے پوچھتا کہ آج شہر میں کوئی خاص واقعہ تو پیش نہیں آیا۔

آج حضرت سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کوئی ناخوش گوار واقعہ تو پیش نہیں آیا لیکن اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عزوجل مجھے ہر مرتبہ خیر ہی کی خبر ملتی۔ اسی طرح ایک سال امن وامان سے گزر گیا وہ حاکم ایک سال وہاں رہا لیکن وہ حضرت سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بال بھی بیکا نہ کرسکا۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا بارگاہِ خداوندی عزوجل میں مقبول ہوئی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر اس حاکم کو بُھلادیا گیا۔ایک سال بعد وہ حاکم معزول کردیا گیا اور اسے کسی اور جگہ کا حاکم بنادیا گیا ایک دن اس حاکم نے اپنے غلام سے کہا: تیرا ناس ہو! مَیں نے علی بن حسین ، قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ کے سامنے تین مرتبہ قسم کھائی تھی کہ میں سعید بن مسیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو قتل کروں گا لیکن جب تک میں مدینہ منورہ میں رہا مجھے سعید بن مسیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا خیال تک نہ آیا، نہ جانے مجھے کیا ہوگیا تھا۔اب میں تو ان حضرات کے سامنے رُسوا ہو کر رہ گیا کہ میں اپنی قسم کو پورا نہ کرسکا۔

اس غلام نے کہا: اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں کچھ عرض کروں؟ حاکم نے کہا: تمہیں اجازت ہے جو کہنا چاہو بے دھڑک کہو۔غلام نے کہا: حضور! اللہ عزوجل نے آپ سے حضرت سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر کو بُھلادیا اور آپ کو ان کے قتل کے گناہ میں ملوث نہ ہونے دیا۔ یہ تو آپ کے حق میں اللہ عزوجل نے بہت بہتر فیصلہ فرمایا ہے، ورنہ

(قتلِ ناحق کا) جو اِرادہ آپ نے کیا تھا اس میں سراسر آپ کا نقصان تھا۔ اللہ عزوجل کا فیصلہ آپ کے حق میں یقیناً بہتر ہے۔ غلام کی یہ بات سن کر حاکم نے کہا: اے غلام! جاؤ تم اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر آزاد ہو۔

(عیون الحکایات مؤلف امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی)

حضرتِ سیِّدُنا قاسم بن محمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرتِ سیِّدُنا سُفْیَان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا: آؤ! ابوہمّام نامی شخص کے پاس چلیں جو حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر کے متعلق ایک واقعہ بیان کرتا ہے۔ ہم دونوں اس کے پاس پہنچے تو میں نے حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر کے متعلق دریافت کیا۔ اس نے کہا: مجھے فلاں پرہیزگار شخص کہ جس کی سچائی لوگوں میں مشہور ہے، نے کچھ اس طرح بتایا: میں مسلسل تین سال سے حج کی دعا کر رہا تھا لیکن میری یہ حسرت دل ہی میں رہی۔

کر رہے ہیں جانے والے، حج کی اب تیّاریاں
رہ نہ جاؤں میں کہیں، کردو کرم پھر یا نبی صلَّی اللہ علیہ وسلَّم!
مجھ پہ کیا گزرے گی آقا! اس برس گر رہ گیا
میرا حالِ دل تو ہے، سب تم پہ ظاہر یا نبی صلَّی اللہ علیہ وسلَّم!

چوتھے سال حج کا موسم قریب تھا۔ میرے دل میں زیارتِ حرمینِ شریفین کی خواہش مچل رہی تھی۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا کرم ہوا میری دعا کی قبولیت کچھ اس انداز میں ہوئی کہ ایک رات جب میں سویا تو میری دل کی آنکھیں کھل گئیں، سوئی ہوئی قسمت انگڑائی لے کر جاگ اٹھی، مجھے رحمتِ عالم، نورِ مجسم، رسولِ محتشم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تم اس سال حج کے لئے چلے جانا۔

میری آنکھ کھلی تو دل خوشی سے جھوم رہا تھا۔ بارگاہِ نبوت سے حج کی اجازت مل چکی تھی۔ سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی میٹھی میٹھی آواز اب تک کانوں میں رَس گھول رہی تھی، میں بہت شاداں وفرحاں تھا۔ اچانک مجھے یاد آیا کہ میرے پاس زادِ راہ تو ہے نہیں، میں تو بالکل بے سروسامان ہوں۔ بس اس خیال کے آتے ہی میں غمگین ہوگیا۔ دوسری رات پھر خواب میں حضور نبیِّ پاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا دیدار ہوا لیکن میں اپنی بے سروسامانی کا ذکر نہ کرسکا۔ اسی طرح تیسری رات بھی بارگاہِ نبوت سے حکم ہوا کہ تم اس سال حج کو چلے جانا۔ میں نے سوچا اگر دوبارہ خواب میں میرے آقا ومولیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تشریف لائے تو میں اپنی بے سروسامانی کے متعلق عرض کروں گا۔ بقولِ شاعر:

پاس مال وزَر نہیں، اُڑنے کو بھی پَر نہیں — کر دو کوئی انتظام، تم پر کروڑوں سلام

چوتھی رات پھر مدینے کے تاجور، سلطانِ بحروبر، محبوبِ ربِّ اکبر عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے میرے

گھر میں جلوہ گری فرمائی، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مجھ سے یہی ارشاد فرما رہے تھے: تم اس سال حج کو چلے جانا۔ میں نے دست بستہ عرض کی: میرے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میرے پاس تو زادِ راہ بھی نہیں۔ ارشاد فرمایا: کیوں نہیں! تم اپنے مکان کی فلاں جگہ کھودو وہاں تمہارے دادا کی زِرہ موجود ہوگی۔ اتنا فرما کر نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تشریف لے گئے۔ صبح جب میری آنکھ کھلی تو میں بہت خوش تھا۔ نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بتائی ہوئی جگہ کھودی تو وہاں واقعی ایک قیمتی زِرہ موجود تھی۔ وہ ایسی نئی تھی گویا اسے کسی نے استعمال ہی نہ کیا ہو۔ میں نے اسے چار ہزار دینار میں بیچا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کیا۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ!** حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی نظرِ عنایت سے اسبابِ حج کا خود ہی انتظام ہوگیا: ؎ جب بلایا آقا نے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ خود ہی انتظام ہوگئے

میں زادِ راہ خرید کر حجاج کے قافلے میں شامل ہوگیا۔ اب ہمارا قافلہ سوئے حرم رواں دواں تھا۔ حرم شریف پہنچ کر مناسکِ حج ادا کئے۔ اب واپسی کا ارادہ تھا میں وہاں کے مناظر پر الوداعی نظر ڈال رہا تھا۔ جدائی کا وقت قریب آتا جا رہا تھا۔ میں نوافل ادا کرنے اَبْطَح کی جانب گیا۔ وہاں کچھ دیر آرام کے لئے بیٹھا تو اونگھ آگئی، سر کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں اور دل کی آنکھیں کھل رہی تھیں۔ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اپنا نورانی چہرہ چمکاتے مسکراتے ہوئے تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: اے خوش بخت! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تیری سعی کو قبول فرما لیا ہے۔ تو عمر بن عبدالعزیز کے پاس جا اور اسے کہنا: ہمارے ہاں تمہارے تین نام ہیں: عمر بن عبدالعزیز، امیر المؤمنین، اَبُوالْیَتَامٰی (یعنی یتیموں کا والی)، اے عمر بن عبدالعزیز! قوم کے سرداروں اور ٹیکس وصول کرنے والوں پر اپنا ہاتھ سخت رکھنا۔ اتنا فرما کر سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم واپس تشریف لے گئے۔ میں بیدار ہوا اور اپنے رفقاء کے پاس پہنچ کر کہا: جاؤ! اللہ تبارک وتعالیٰ کی برکت کے ساتھ اپنے وطن لوٹ جاؤ! میں کسی وجہ سے تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا۔

پھر میں شام جانے والے قافلے میں شامل ہوگیا۔ دمشق پہنچ کر امیر المؤمنین کا گھر معلوم کیا اور زوال سے کچھ دیر قبل وہاں پہنچ گیا۔ باہری دروازے کے پاس ایک شخص بیٹھا ہوا تھا میں نے اس سے کہا: امیر المؤمنین سے میرے لئے حاضری کی اجازت طلب کرو۔ وہ بولا: امیر المؤمنین کے پاس جانے سے تمہیں کوئی نہیں روکے گا، لیکن ابھی وہ لوگوں کے مسائل حل فرما رہے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ تم کچھ دیر انتظار کر لو جیسے ہی وہ فارغ ہوں گے میں تمہیں بتا دوں گا اور اگر ابھی حاضر ہونا چاہو تو تمہاری مرضی۔ میں انتظار کرنے لگا، کچھ دیر بعد بتایا گیا: امیر المؤمنین لوگوں کے مسائل سے فارغ ہو چکے ہیں۔ چنانچہ، میں نے حاضرِ خدمت ہو کر سلام پیش کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے عرض کی: میں رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا قاصد ہوں اور آپ کی طرف پیغام لے کر آیا ہوں۔ یہ سنتے ہی آپ رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ نے میری طرف دیکھا اس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پانی پی رہے تھے۔ فوراً پیالہ ایک طرف رکھا، مجھے سلامتی کی دعا دی پھر اپنے پاس بٹھایا اور پوچھا: تم کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا: بصرہ کا رہنے والا ہوں۔ پوچھا: کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو۔ میں نے کہا: فلاں قبیلے سے۔ فرمایا: وہاں اس سال گندم کیسی ہوئی ہے؟ تمہارے جَو کی فصلیں کیسی ہوئی ہیں؟ وہاں کے انگور کیسے ہیں؟ وہاں کی کھجوریں کیسی ہیں؟ گھی کیسا ہے؟ وہاں کے ہتھیار اور بیج کی کیا حالت ہے؟ الغرض! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خرید و فروخت سے متعلقہ تمام چیزوں کے بارے میں سوال کیا۔ جب ان تمام چیزوں کے متعلق پوچھ چکے تو پہلی بات کی طرف آئے اور کہا: تیرا بھلا ہو تو تو بہت عظیم معاملہ لے کر آیا ہے۔ میں نے عرض کی: حضور! مجھے خواب میں جو پیغام ملا میں وہی لے کر حاضر ہوا ہوں۔ پھر میں نے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت سے یہاں پہنچنے تک تمام واقعات آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کہہ سنائے، مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے انہیں مجھ پر اعتماد ہو گیا ہے اور ان کے نزدیک میری تمام باتیں ثابت ہو چکی ہیں۔ فرمایا: تم ہمارے پاس ٹھہرو، ہم تمہاری خیر خواہی کریں گے۔ میں نے کہا: حضور! میں پیغام لے کر حاضر ہوا تھا، اب میں اپنے فرض سے سبکدوش ہو چکا ہوں، مجھے اجازت عطا فرمایئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے وہیں چھوڑ کر اندر تشریف لے گئے۔ واپسی پر چالیس دیناروں سے بھری ایک تھیلی میری طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا: اس وقت میرے پاس ان دیناروں کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں تم بطورِ تحفہ یہ قبول کرلو۔

میں نے کہا: خدا عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! میں کبھی بھی حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا پیغام پہنچانے کے عوض کوئی چیز نہیں لوں گا۔ بے حد اصرار کے باوجود میں نے ان دیناروں کو ہاتھ تک نہ لگایا۔ میں نے واپسی کی اجازت چاہی اور جب میں الوداع کہہ کر اٹھا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے سینے سے لگالیا اور دروازے تک چھوڑنے آئے اور اشک بار آنکھوں سے مجھے رخصت کیا۔ میں اس ولیٔ کامل سے ملاقات کے بعد اپنے شہر کی جانب آ رہا تھا اور دل میں ان کی محبت و تعظیم مزید بڑھ گئی تھی۔ بصرہ پہنچنے کے کچھ ہی دن بعد مجھے یہ جان لیوا خبر ملی: ولیٔ کامل، امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر ہزاروں آنکھوں کو سوگوار چھوڑ کر اس دنیا سے پردہ فرما گئے اور دارِ عقبیٰ کی طرف روانہ ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ آپ کی جدائی پر ہر آنکھ اشک بار تھی اور ہر زبان گویا یوں کہہ رہی تھی:

عرش پر دھومیں مچیں، وہ مومنِ صالح ملا فرش سے ماتم اٹھے، وہ طیب و طاہر گیا

پھر میں مجاہدین کے ہمراہ جہاد کے لئے روم چلا گیا۔ وہاں مجھے وہی شخص ملا جو حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا اور جس کے ذریعے میں نے اجازت طلب کی تھی۔ میں اسے پہچان نہ سکا لیکن اس نے مجھے پہچان لیا میرے قریب آ کر سلام کیا اور کہا: اے بندۂ خدا! اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے آپ کا خواب سچا کر دیا ہے۔ امیر المؤمنین کے بیٹے عبد الملک بیمار ہو گئے تھے۔ میں رات کے وقت ان کی خدمت پر مامور تھا۔ جب میں ان کے پاس ہوتا تو امیر المؤمنین چلے جاتے اور نماز پڑھتے رہتے۔ جب وہ اپنے بیٹے کے پاس آجاتے تو میں جا کر سوجاتا۔ میرے جاتے

ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دروازہ بند کر لیتے اور نماز میں مشغول ہو جاتے ۔ خدا عَزَّ وَجَلَّ کی قسم ! ایک رات میں نے اچانک امیر المؤمنین کے رونے کی آواز سنی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑے درد بھرے انداز میں بلند آواز سے رو رہے تھے ۔ میں گھبرا کر دروازے کی طرف لپکا دروازہ اندر سے بند تھا۔ میں نے کہا: اے امیر المؤمنین ! کیا عبدالملک کو کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسلسل روتے رہے اور میری بات کی طرف بالکل توجہ نہ دی۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کچھ افاقہ ہوا تو دروازہ کھول کر فرمایا: اے بندۂ خدا! جان لے! بے شک اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اس بصری کا خواب سچا کر دکھایا۔ ابھی ابھی مجھے خواب میں حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر عَزَّ وَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت نصیب ہوئی ۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھ سے وہی ارشاد فرمایا جو اس بصری نے پیغام دیا تھا۔

(عیون الحکایات مؤلف امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی)

حضرتِ سیِّدُ نا قاسم بن محمد بن ابوبکر علیہ رحمۃ اللہ الاکبر سے منقول ہے کہ جنگِ قادسیہ کے بعد حضرتِ سیِّدُ نا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین حضرتِ سیِّدُ نا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کسریٰ (یعنی ایران کے بادشاہ) کی تلوار، قمیص، تاج، پٹکا اور دیگر اشیاء بھیجیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کی طرف دیکھا تو ان میں حضرتِ سیِّدُ نا سُراقہ بن مالک بن جُعْشُم مُدلِجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے، وہ بہت طاقتور اور طویل القامت تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے سُراقہ! اٹھو اور یہ لباس پہن کر دکھاؤ۔ حضرتِ سیِّدُ نا سُراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میرے دل میں پہلے ہی خواہش تھی۔ چنانچہ، میں کھڑا ہوا اور شاہِ ایران کا لباس پہن لیا۔ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: اب دوسری جانب منہ کرو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ فرمایا: اب میری طرف منہ کرو۔ میں آپ کی طرف مُڑ گیا تو فرمایا: واہ بھئی واہ! قبیلہ مُدلِج کے اس جوان کی کیا شان ہے! دیکھو تو سہی، شاہِ ایران کا لباس پہن کر، اس کی تلوار گلے میں لٹکا کر کیسا لگ رہا ہے! اے سُراقہ! اب جس دن تو نے شاہِ ایران کا لباس پہنا وہ دن تیرے لئے اور تیری قوم کے لئے شرف والا تصور کیا جائے گا، اچھا! اب یہ لباس اُتار دو۔ پھر امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ خداوندی جَلَّ جَلَالُہٗ میں اس طرح عرض گزار ہوئے:

اے میرے پاک پروردگار عَزَّ وَجَلَّ ! تُو نے اپنے نبی ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس (دُنیوی مال) سے منع فرمایا ،حالانکہ وہ تیری بارگاہ میں مجھ سے کہیں زیادہ محبوب ہیں اور مجھ سے بہت زیادہ بلند وبالا ہیں۔ پھر تُو نے امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اس (مال) سے منع فرمایا، حالانکہ وہ تیری بارگاہ میں مجھ سے زیادہ بلند مرتبے والے ہیں۔ پھر تُو نے مجھے مال عطا فرما دیا۔ اے میرے پاک پروردگار عَزَّ وَجَلَّ ! اگر تیری طرف سے یہ خفیہ تدبیر ہے تو میں اس سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

یہ کہہ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرتِ سیِّدُ نا عبدالرحمن بن عَوْف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: شام سے قبل اس

تمام مال کو غرباء میں تقسیم کر دو۔ (عیون الحکایات مؤلف امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مرتبہ بہت ہی بلند ہے آپ کے بھتیجے حضرت امام قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روزانہ بلا ناغہ نماز تہجد پڑھنے کی پابند تھیں اور اکثر روزہ دار بھی رہا کرتی تھیں۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، باب ذکر ازواج رسول اللہ، ج ۸، ص ۵۰۔۵۱)

حضرت سیدنا قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میں ایک دن صبح اٹھا اور میری عادت تھی کہ صبح کے وقت میں پہلے حضرت سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کو سلام کیا کرتا تھا تو ایک دن میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ چاشت کی نماز پڑھ رہی تھیں۔

اس میں انہوں نے یہ آیت کریمہ پڑھی۔

فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ

ترجمہ کنزالایمان: تو اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں لو کے عذاب سے بچا لیا (پارہ ۲۷ سورہ طور آیت ۲۷)

آپ روتی ہوتی دعا مانگ رہی تھیں اور یہ آیت بار بار پڑھتی تھیں میں کھڑا رہا حتی کہ تھک گیا اور آپ اسی حالت میں تھیں میں نے یہ حالت دیکھی تو بازار چلا گیا میں نے سوچا اپنے کام سے فارغ ہو کر واپس آؤں گا جب میں اپنے کام سے فارغ ہو کر واپس لوٹا تو ابھی بھی آپ یہ آیت بار بار پڑھتیں روتیں اور دعا مانگ رہی تھیں۔ (احیاء العلوم)

امام ابوداؤد اور حاکم نے حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق کی سند سے روایت کیا۔ فرمایا: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے ان سے عرض کیا: اماں جان! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے دو ساتھیوں کی قبور سے پردہ اٹھا دیجئے، (الحدیث) امام حاکم نے یہ اضافہ کیا (جب مائی صاحبہ نے قبور سے پردہ اٹھایا) تو میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر اطہر سب سے آگے دیکھی اور دوسری دو قبروں کی صورت یہ تھی کہ ابوبکر صدیق کا سر مبارک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دو کندھوں کے پاس تھا جبکہ فاروق اعظم کا سر مبارک حضور کے مبارک پاؤں کے متوازی و متصل تھا، (ا۔ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد العاشر الفصل الثانی دار المعرفۃ بیروت ۸ / ۲۹۴)

روایت ہے حضرت قاسم ابن محمد سے فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ کے پاس گیا اور عرض کیا کہ والدہ ماجدہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کی قبر کھول کر دکھایئے آپ نے میرے سامنے تین قبریں کھولیں جو نہ بہت اونچی تھیں نہ زمین کے برابر جن پر میدان کی سرخ بجری بچھی تھی (ابوداؤد)

روایت ہے حضرت عبدالرحمن ابن ابوعمر انصاری سے کہ ان کی ماں نے آزاد کرنا چاہا پھر صبح تک دیر لگائی وہ فوت ہو گئیں عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں نے قاسم ابن محمد سے پوچھا کہ اگر میں ان کی طرف سے آزاد کر دوں تو کیا انہیں نفع دے گا تو قاسم بولے کہ سعد ابن عبادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے عرض کیا کہ میری ماں وفات پا چکیں کیا انہیں

نفع دے گا یہ کہ میں ان کی طرف سے آزاد کر دوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ (مالک)

روایت ہے حضرت قاسم ابن محمد سے وہ حضرت عائشہ سے راوی فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت دفعہ ایک جوتہ میں چلے اور ایک روایت میں ہے کہ خود آپ ایک جوتہ میں چلیں (ترمذی) اور فرمایا یہ زیادہ صحیح ہے۔

(۲) قبیصہ بن ھلب الطائی:

قبیصہ بن ھلب الطائی کوفی ہیں' آپ کا اسم ھلب یزید بن قنافہ ہیں' آپ نے اپنے والد سے روایتِ حدیث لی جبکہ آپ سے روایت حدیث لینے والوں میں سماک قابلِ ذکر ہیں۔ امام عجلی نے آپ کو تابعی ثقہ فرمایا ہے۔ امام ابن المدینی اور امام نسائی نے آپ کو مجہول فرمایا ہے۔ امام ابن حبان نے بھی آپ کا ذکر اپنی کتاب الثقات میں فرمایا ہے۔ امام ابوداؤد' امام ترمذی اور ابن ماجہ نے آپ سے احادیث لی ہیں۔

(الطبقات لابن سعد جلد 5 صفحہ 15) (تہذیب التہذیب لابن حجر جلد 7 صفحہ 250) (میزان الاعتدال للذھبی جلد 2 صفحہ 261)

(۳) قعقاع ابن حکیم:

روایت ہے حضرت قعقاع سے کہ جناب کعب احبار فرماتے ہیں کہ اگر میں تین کلمات نہ کہہ لیتا ہوتا تو یہود تو مجھے گدھا بنا دیتے ان سے عرض کیا گیا وہ کیا ہیں فرمایا پناہ لیتا ہوں میں اللہ کی عظمت والی ذات کی جس سے بڑی کوئی چیز نہیں اور اللہ کے پورے کلموں کی جن سے کوئی نیک کار و بدکار آگے نہیں بڑھ سکتا اور اللہ کے اچھے ناموں کی جو مجھے معلوم ہیں اور معلوم نہیں ان تمام کی شر سے جنہیں رب نے پیدا کیا پھیلایا اور ٹھیک کیا (مالک)

(۴) قطن ابن قبیصہ:

روایت ہے قطن ابن قبیصہ سے وہ اپنے والد سے راوی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عیافت اور کنکر پھینکنا اور پرندے اڑانا بتوں میں سے ہے (ابوداؤد)

(۵) قتادہ ابن دعامہ:

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عبداللہ دستوائی نے قتادہ ابن دعامہ کے واسطے سے، انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا رہتا ہے اس لیے اپنی داہنی جانب نہ تھوکنا چاہیے لیکن بائیں پاؤں کے نیچے تھوک سکتا ہے۔

(۶) قیس ابن عباد:

روایت ہے حضرت قیس ابن عباد سے فرماتے ہیں اس حال میں کہ میں مسجد میں پہلی صف میں تھا کہ مجھے پیچھے سے کسی نے کھینچا مجھے ہٹا دیا اور میری جگہ خود کھڑا ہو گیا خدا کی قسم مجھے اپنی نماز کی خبر نہ رہی جب فارغ ہوئے وہ ابی ابن کعب تھے فرمایا اے جوان اللہ تمہیں کبھی غمگین نہ کرے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم سے عہد ہے کہ آپ سے قریب رہیں پھر آپ قبلہ رو ہوئے اور فرمایا رب کعبہ کی قسم حکومتوں والے ہلاک ہو گئے تین بار کہا پھر فرمایا خدا کی قسم ان پر غم نہیں کرتا لیکن غم ان پر کرتا ہوں جنہوں نے انہیں بہکایا میں نے کہا اے ابو یعقوب عقد والوں سے آپ کی کیا مراد ہے فرمایا امیر لوگ (نسائی)

روایت ہے حضرت قیس ابن عباد سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جنگ کے وقت شور ناپسند کرتے تھے (ابوداؤد)

روایت ہے حضرت قیس ابن عباد سے فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کی مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک صاحب آئے جن کے چہرے پر انکسار کا اثر تھا لوگ بولے کہ یہ جنت والوں میں سے ہیں انہوں نے دو رکعت پڑھیں جن میں اختصار کر لیا پھر نکل گئے اور میں ان کے پیچھے گیا میں نے کہا کہ آپ جب مسجد میں آئے تو لوگوں نے کہا یہ صاحب جنتیوں میں سے ہیں وہ بولے خدا کی قسم کسی کو مناسب نہیں کہ کسی کے متعلق وہ کہے جو جانتا نہ ہو میں تم کو بتاتا ہوں کہ یہ کیوں ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک خواب دیکھا تھا میں نے وہ خواب حضور پر پیش کیا تھا میں نے دیکھا کہ گویا میں ایک باغ میں ہوں اس کی فراخی اس کی سرسبزی بیان کی اس کے بیچ میں لوہے کا ایک ستون ہے جس کا نچلا حصہ زمین میں ہے اور بالائی حصہ آسمان میں اس کے بالائی حصہ میں ایک دستہ ہے مجھ سے کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ میں نے کہا کہ میں طاقت نہیں رکھتا تو میرے پاس ایک خادم آیا اس نے میرے پیچھے سے میرے کپڑے اٹھائے تو میں چڑھ گیا حتی کہ اس کے اوپر پہنچ گیا پھر میں نے دستہ پکڑ لیا مجھ سے کہا گیا کہ مضبوطی سے پکڑ لو پھر میں جاگ پڑا وہ میرے ہاتھ میں ہی تھی میں نے یہ خواب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی تو فرمایا کہ یہ باغ اسلام ہے اور یہ ستون اسلام کا ستون ہے اور یہ دستہ عروہ وثقی ہے تم مرتے دم تک اسلام پر رہو گے یہ صاحب حضرت عبداللہ ابن سلام تھے۔ (مسلم، بخاری)

(۷) قیس ابن ابی حازم:

حضرت سیدنا قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا اے لوگو! تم یہ آیت مبارکہ پڑھتے ہو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! تم اپنی فکر رکھو تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا جو گمراہ ہوا جبکہ تم راہ پر ہو۔ (المائدہ آیت ۱۰۵)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوی رضویہ میں ان کے حوالے سے ایک روایت نقل کر کے فرماتے ہیں کہ قلت ورواہ ابن ابی شیبۃ حدثنا ابو الاحوص عن ابی اسحٰق عن عمرو بن میمون قال قال عمر انا لنشرب ھذا الشراب الشدید لنقطع بہ لحوم الابل فی بطوننا ان توذینا فمن رابہ من شرابہ شیئ فلیمزجہ بالماء، حدثنا وکیع ثنا اسمٰعیل بن ابی خالد عن قیس بن ابی حازم ثنی عتبۃ بن فرقد قال قدمت علی عمر فدعا بشرب من نبیذ قد کاد ان یصیر خلافقال اشرب فاخذتہ فشربتہ فما کدت ان اسیغہ ثم اخذہ فشربہ ثم قال یاعتبۃ انانشرب ھذا النبیذ الشدید لنقطع بہ لحوم الابل فی بطوننا ان توذینا قلت واسمٰعیل ھذا ھو الامام الحافظ المتفق علی جلالتہ احمسی، کوفی، ثقۃ، ثبت، من رجال الستۃ وحفاظ التابعین وقیس من لایجھل امام ثقۃ حافظ جلیل مخضرم کوفی من رجال الستۃ واکابر التابعین وعتبۃ بن فرقد رضی اللہ تعالٰی عنہ صحابی نزل الکوفۃ فالحدیث صحیح علی شرط الشیخین مسلسل بالکوفیین من لدن ابی بکر الی اخر السند۔

میں کہتا ہوں اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہمیں ابو الاحوص نے حدیث بیان کی انہوں نے ابو اسحاق سے انہوں نے عمرو بن میمون سے انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ بیشک ہم یہ سخت شراب اس لئے پیتے ہیں تاکہ یہ ہمارے پیٹوں میں اونٹوں کے گوشت کی اذیت کو ختم کرے جس شخص کو اس شخص کی شراب شک میں ڈالے تو وہ اس میں پانی ملالے۔ ہمیں وکیع نے حدیث بیان کی اس نے کہا کہ ہمیں اسمٰعیل بن ابی خالد نے قیس بن ابی حازم سے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ مجھے عتبہ بن فرقد نے بتایا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے نبیذ کا مشروب منگوایا جو سرکہ ہونے کے قریب تھا اور فرمایا پیو، میں نے اس کو لے کر پیا تو مجھے کچھ خوشگوار نہ لگا، پھر آپ نے اس کو لے کر پیا اور فرمایا اے عتبہ! ہم یہ سخت نبیذ اس لئے پیتے ہیں کہ یہ ہمارے پیٹوں میں اونٹوں کے گوشت کی ایذا رسانی کو ختم کرے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اسمٰعیل وہی ہی جو امام حافظ ہیں ان کی بزرگی پر اتفاق ہے احمسی، کوفی، ثقہ، ثبت، صحاح ستہ کے رجال اور حفاظ تابعین میں سے ہیں۔ اور قیس مجہول نہیں وہ امام، ثقہ، حافظ جلیل، مخضرم، کوفی، صحاح ستہ کے رجال اور اکابر تابعین میں سے ہیں۔ اور عتبہ بن فرقد رضی اللہ تعالٰی عنہ صحابی ہیں جو کوفہ میں قیام پذیر ہوئے، پس حدیث شرط شیخین پر صحیح ہے جس کے راوی ابو بکر سے لے کر آخر سند تک مسلسل کوفی ہیں۔

(المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الاشربہ حدیث ۹۲۷ سو ۹۲۸ و ۱۳ الجزء الثامن مع الجزء السابع/ ۱۴۲، ۱۴۳) (فتاوی رضویہ، ج ۲۵، ص ۱۳۲)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوی رضویہ میں ان کے حوالے سے ایک روایت نقل کر کے فرماتے ہیں کہ قلت صححہ الحافظ فی الفتح و رواہ سعید بن منصور والبیھقی وسیأتی حدیث کتابہ بطریقین اخرین ثم روی النسائی عن الشعبی قال کان علی رضی اللہ تعالٰی عنہ یرزق الناس الطلاء یقع فیہ

الذہاب ولا یستطیع ان یخرج منه عن داؤد سألت سعیدا ما الشراب الذی احله عمر رضی الله تعالیٰ عنه قال الذی یطبخ حتی یذهب ثلثاه ویبقی ثلثه قلت و رواه ابن ابی شیبة قال حدثنا عبدالرحیم بن سلیمٰن عن داؤد بن ابی هند قال سألت سعید بن المسیب فذکره. ثم روی النسائی عن سعید بن المسیّب ان ابا الدرداء رضی الله تعالیٰ عنه کان یشرب ماذهب ثلثاه و بقی ثلثه عن قیس بن ابی حازم عن ابی موسی الاشعری رضی الله تعالیٰ عنه ان کان یشرب من الطلاء ذهب ثلثاه وبقی ثلثة عن یعلی بن عطاء قال سمعت سعید بن المسیّب وسأله اعرابی عن شراب یطبخ علی النصف فقال لاحتی یذهب ثلثاه ویبقی الثلث عن یحیی بن سعید عن سعد بن المسیب قال اذا طبخ الطلاء علی الثلث فلاباس به عن بشیر بن المهاجر قال سألت الحسن عما یطبخ من العصیر قال تطبخه حتی یذهب الثلثان ویبقی الثلث عن انس بن سیرین قال سمعت انس بن مالك رضی الله تعالیٰ عنه یقول ان نوحا علیه الصلوٰة والسلام نازعه الشیطان فی عود الکرم فقال هذا لی وقال هذالی فاصطلح علی ان لنوح ثلثها و للشیطان ثلثیها عن عبدالملك بن طفیل الجزری قال کتب الینا عمر بن عبد العزیز ان لاتشربوا من الطلاء حتی یذهب ثلثاه ویبقی ثلثه وکل مسکر حرام۔ ۲؎

میں کہتا ہوں اس کو حافظ نے فتح میں صحیح قرار دیا اور اس کو سعید بن منصور اور بیہقی نے روایت کیا۔ عنقریب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط دو اور طریقوں سے بھی آ رہا ہے۔ پھر اس کو امام نسائی نے شعبی سے روایت کیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو طلاء پلاتے تھے اس میں اگر مکھی گر جائے تو نکل نہیں سکتی تھی (یعنی بہت گاڑھی ہوتی تھی) داؤد نے کہا میں نے سعید سے سوال کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کون سی شراب کو حلال کیا تھا انہوں نے بتایا کہ جس کے دو تہائی جل کر خشک ہو جائیں اور ایک تہائی باقی رہ جائے۔ میں کہتا ہوں اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں عبدالرحیم بن سلیمان نے داؤد بن ابی ہند سے بیان کی انہوں نے کہا کہ میں نے سعید بن مسیب سے سوال کیا پھر مذکورہ حدیث کو ذکر کیا، پھر نسائی نے سعید بن مسیب سے روایت کیا کہ ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسا شراب پیتے تھے جس کا دو تہائی خشک ہو جاتا اور ایک تہائی باقی رہ جاتا۔ قیس بن ابی حازم نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ وہ ایسا طلاء پیتے تھے جس کا دو تہائی خشک ہو جاتا اور ایک تہائی باقی رہ جاتا۔ یعلی بن عطاء نے کہا کہ میں نے سعید بن مسیب کو کہتے ہوئے سنا جب ان سے ایک اعرابی نے ایسی شراب کے بارے میں سوال کیا جس کا نصف پکانے سے خشک ہو گیا انہوں نے جواب دیا کہ یہ حلال نہیں یہاں تک کہ اس کا دو تہائی جل کر ایک تہائی باقی رہ جائے۔ یحیٰی بن سعید نے سعید بن مسیب سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب طلاء ایک ثلث تک پکایا جائے تو اس کے پینے میں کوئی حرج نہیں۔ بشیر بن مہاجر نے کہا کہ میں نے حسن سے پکائے ہوئے شیرہ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا تو اس کو اس حد تک

پکا کہ اس کا دوثلث خشک ہوجائے اور ایک ثلث باقی رہے۔انس بن سیرین نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کوفرماتے ہوئے سنا کہ شیطان نے حضرت نوح علیہ السلام سے انگور کے درخت کے بارے میں جھگڑا کیا شیطان نے کہا یہ میرا ہے اورنوح علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میرا ہے پھراس بات پر صلح ہوئی اس کا ایک تہائی نوح علیہ السلام کے لئے اوردوتہائی شیطان کے لئے۔عبدالملک بن طفیل جزری نے کہا کہ ہماری طرف عمر بن عبدالعزیز نے لکھا تم طلاء مت پیو یہاں تک کہ اس کا دوتہائی خشک ہوجائے اورایک تہائی باقی رہ جائے اور ہرنشہ آور حرام ہے۔(ت)

(۱؎ سنن النسائی کتاب الاشربہ ذکر مایجوز شربہ من الطلاء الخ نور محمد کارخانہ کتب کراچی ۲ / ۳۲۴) (۲؎ سنن النسائی کتاب الاشربہ ذکر مایجوز شربہ من الطلاء الخ نور محمد کارخانہ کتب کراچی ۲ / ۳۲۴) (فتاوی رضویہ، ج ۲۵،ص ۱۴۷)

(۸) قیس ابن مسلم ابن کثیر:

روایت ہے حضرت قیس ابن مسلم سے وہ حضرت ابوجعفر سے راوی فرماتے ہیں مدینہ میں ایسا کوئی گھر والا مہاجر نہیں جو تہائی یا چوتھائی پر کھیتی نہ کرتا ہو اور حضرت علی اور سعد ابن مالک، عبداللہ ابن مسعود، عمر ابن عبدالعزیز، قاسم، عروہ اور ابوبکر وعمر وعلی کی اولاد نے اور ابن سیرین نے کھیتیاں کرائیں اور عبدالرحمن ابن اسود کہتے ہیں کہ میں عبدالرحمن ابن یزید کے ساتھ کھیتی میں شرکت کرلیتا تھا اور حضرت عمر نے لوگوں سے اس شرط پر معاملہ کیا تھا کہ اگر عمر اپنے پاس سے بیج دیں تو انہیں آدھی پیداوار اور اگر وہ لوگ بیج دیں تو انہیں اتنی پیداوار (بخاری)

(۹) ابوقلابہ:

روایت ہے حضرت ابوقلابہ سے وہ جناب انس سے راوی فرماتے ہیں کہ سنت سے ہے یہ کہ جب کوئی شخص بیوہ پر کنواری سے نکاح کرے تو اس کے پاس سات دن رہے اور باری مقرر کرے اور جب بیوہ سے نکاح کرے تو اس کے پاس تین دن رہے پھر باری مقرر کرے ابوقلابہ نے فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ جناب انس نے یہ حدیث نبی کریم تک مرفوع کی (مسلم، بخاری)

صحیح بخاری شریف میں ہے:باب نوم الرجال فی المسجد وقال ابو قلابۃ عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قدم رھط من عکل علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فکانوا فی الصفۃ، وقال عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنہما کان اصحاب الصفۃ الفقراء۔

باب لوگوں کا مسجد میں سونے کے بارے میں، ابوقلابہ حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ عکل کا ایک وفد رسالتمآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں آیا اور وہ صفہ میں تھے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر

رضی اللہ تعالیٰ عنھمانے فرمایا کہ اصحاب صفہ فقراء تھے۔ (ت)

(صحیح البخاری باب نوم الرجال فی المسجد مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۶۳)

(۱۰) ابن قطن:

روایت ہے حضرت نواس ابن سمعان سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر فرمایا تو فرمایا اگر وہ نکلا اور میں تم میں ہوا تو تمہارے بغیر اس کا مقابل میں ہوں گا اور اگر نکلا اور میں تم میں نہ ہوا تو ہر شخص اپنی ذات کا محافظ ہے اور ہر مسلمان پر اللہ میرا خلیفہ ہے وہ جوان ہے سخت گھونگر بال اس کی آنکھ ابھری ہوئی ہے گویا میں اسے عبدالعزیٰ ابن قطن سے تشبیہ دیتا ہوں تو تم میں سے جو اسے پائے تو اس پر سورۂ کہف کی شروع کی آیتیں پڑھے اور ایک روایت میں ہے کہ اس پر سورۂ کہف کی ابتدائی آیتیں پڑھے کہ وہ تمہارا امان ہے اس کے فتنہ سے وہ شام وعراق والے راستے سے نکلے گا تو داہنے بائیں فساد پھیلائے گا اے اللہ کے بندو ثابت قدم رہنا ہم نے عرض کیا یارسول اللہ اس کا زمین میں ٹھہرنا کتنا ہے فرمایا چالیس دن ایک دن سال کی طرح ہوگا اور ایک دن مہینہ کی طرح اور ایک دن ہفتہ کی طرح اور بقیہ دن تمہارے عام دنوں کی طرح ہم نے عرض کیا یارسول اللہ تو یہ دن جو ایک سال کی طرح ہوگا کیا اس میں ہم کو ایک دن کی نمازیں کافی ہوں گی فرمایا نہیں تم اس کے لیے اندازہ لگالینا ہم نے عرض کیا یارسول اللہ زمین میں اس کی تیز رفتاری کیسی ہوگی فرمایا جیسے بادل جس کے پیچھے ہوا ہو وہ ایک قوم پر آوے گا انہیں بلائے گا وہ اس پر ایمان لے آئیں گے تو آسمان کو حکم دے گا وہ بارش برسائے گا اور زمین کو حکم دے گا وہ اگائے گی ان کے جانور آئیں گے جیسے پہلے تھے اس سے زیادہ دراز کوہان والے اور زیادہ بھرے ہوئے تھن والے اور زیادہ لمبی کوکھوں والے پھر ایک دوسری قوم کے پاس آئے گا انہیں بلائے گا وہ اس کی بات رد کردیں گے وہ ان کے پاس سے لوٹ جاوے گا تو یہ لوگ قحط زدہ رہ جاویں گے کہ ان کے ہاتھوں میں ان کے مال میں سے کچھ نہ رہے گا اور ویرانہ پر گزرے گا اس سے کہے گا اپنے خزانے نکال تو اس کے پیچھے یہ خزانے شہد کی مکھیوں کی طرح چلیں گے پھر ایک جوانی سے بھرے ہوئے شخص کو بلائے گا اسے تلوار سے مار کر اس کے دو ٹکڑے کرکے تیر کے نشان پر پھینک دے گا پھر اسے بلائے گا تو وہ آجاوے گا اور اس کا چہرہ چمکتا ہوگا وہ ہنستا ہوگا جب کہ وہ اس طرح ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو بھیجے گا آپ دمشق کے مشرقی سفید مینارے کے پاس دو زعفرانی کپڑوں کے درمیان اتریں گے اپنے ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوئے جب اپنا سر جھکائیں گے تو قطرے ٹپکیں گے اور جب اٹھائیں گے تو اس سے قطرے ٹپکیں گے موتیوں کی طرح پھر کسی کافر کو ممکن نہ ہوگا کہ آپ کی سانس پائے مگر مر جاوے گا اور آپ کی سانس وہاں تک پہنچے گی جہاں تک آپ کی نظر جاوے گی آپ اسے تلاش کریں گے یہاں تک کہ اسے باب لد میں پائیں گے تو قتل کریں گے پھر حضرت عیسیٰ کے پاس وہ قوم آوے گی جنہیں اللہ نے دجال سے محفوظ رکھا تو آپ ان کے چہرے صاف فرمائیں گے

اورانہیں ان کے جنتی درجات کی خبردیں گے وہ اس طرح ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ کورب تعالیٰ وحی کرے گا کہ میں نے اپنے بندے نکالے ہیں جن سے لڑنے کی کسی میں طاقت نہیں تو میرے بندوں کوطور کی طرف لے جاؤ اور اللہ یاجوج ماجوج کو بھیجے گا جو ہر ٹیلے سے دوڑتے آئیں گے تو ان کی اگلی جماعت بحیرطبریہ پر گزرے گی اس کا سارا پانی پی جاوے گی ان کی آخری جماعت گزرے گی تو کہے گی کہ کبھی یہاں پانی تھا حتی کہ جبل خمر تک پہنچیں گے، یہ بیت المقدس کا ایک پہاڑ ہے تو کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں کوتو قتل کر دیا آؤ آسمان والوں کوقتل کریں تو اپنے تیر آسمان کی طرف چلائیں گے تو اللہ ان کے تیرخون سے رنگین لوٹائے گا اور اللہ کے نبی اور ان کے ساتھی محصور رہیں گے حتی کہ ان کے لیے ایک بیل کی سری سو اشرفیوں سے بڑھ کر ہوگی جوتمہارے لیے آج ہے تب اللہ کے نبی عیسیٰ اوران کے ساتھی متوجہ الی اللہ ہوں گے تب اللہ ان یاجوج ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کرے گا تو وہ سب ایک شخص کی موت کی طرح مردہ ہوجائیں گے پھر اللہ کے نبی عیسیٰ اوران کے ساتھی زمین کی طرف اتریں گے تو زمین میں بالشت بھر زمین ایسی نہ پائیں گے جوان کی لاشوں اور بدبو نے نہ بھردی ہوتب اللہ کے نبی عیسیٰ اوران کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ پرندے بھیجے گا اونٹ کی گردن کی طرح وہ انہیں اٹھاکر جہاں اللہ چاہے گا پھینک دیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ انہیں نہبل میں پھینک دیں گے اور مسلمان ان کی کمانیں ان کے کمانوں ان کے نیزوں اور ترکش سات سال تک جلائیں گے پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا جس سے نہ کوئی گھر مٹی کا بچے گا نہ اون کا تو وہ زمین کو دھودے گی حتی کہ اسے شیشہ کی طرح کر چھوڑے گی زمین سے کہا جاوے گا تو اپنے پھل اُگا اوراپنی برکت لوٹادے تو اس دن ایک انار سے ایک جماعت کھائے گی اور اس کے چھلکے سے سایہ لے گی اور دودھ میں برکت دی جاوے گی حتی کہ تازہ جنی ہوئی اونٹنی لوگوں کی ایک جماعت کو کافی ہوگی اور نئی جنی ہوئی گائے ایک قبیلہ کوکافی ہوگی اور نئی جنی ہوئی بکری لوگوں کے ایک خاندان کو کافی ہوگی جب کہ وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ اللہ ایک خوشگوار ہوا بھیجے گا وہ انہیں ان کی بغلوں کے نیچے لگے گی تو ہر مسلمان ہر مؤمن کی روح قبض کرلے گی اور بدترین لوگ رہ جائیں گے جوزمین میں گدھوں کی جفتی کی طرح زنا کریں گے ان پر قیامت ہوگی (مسلم) سوا دوسری روایت کے اور یہ قول ہے کہ انہیں نہبل میں پھینک دے گی سبع سنین تک (ترمذی)

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے آج رات اپنے کو کعبہ کے پاس دیکھا تو میں نے ایک شخص کو دیکھا گندمی رنگ ان سب سے اچھا جوتم نے گندمی رنگ کے لوگ دیکھے ان پٹھے والے بال میں تمام پٹھے والوں سے اچھے جوتم نے دیکھے ہوں اس میں کنگھی کی ہوئی ہے ان سے پانی ٹپک رہا ہے دوشخصوں کے کندھوں پرٹیک لگائے ہیں بیت اللہ کا طواف کررہے ہیں، میں نے پوچھا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا یہ مسیح ابن مریم ہیں فرمایا میں پھر ایک شخص پر تھا بال چھلے والے داہنی آنکھ کا کانا گویا اس کی آنکھ ابھرا ہوا انگور ہے جن لوگوں کو میں نے دیکھا ہے ان میں سے سب سے زیادہ مشابہ ابن قطن سے تھا اپنے دونوں ہاتھ دوشخصوں کے کندھوں پر رکھے بیت اللہ کا طواف کررہا تھا

میں نے پوچھا یہ کون ہے لوگوں نے کہا یہ مسیح دجال ہے)مسلم، بخاری) اور ایک روایت میں ہے کہ حضور نے دجال کے بارے میں فرمایا کہ وہ سرخ رنگ موٹے بال داہنی آنکھ کانی والا آدمی ہے لوگوں میں اس سے زیادہ مشابہہ ابن قطن ہے اور ابو ہریرہ کی حدیث لا تقوم الساعة حتى تطلع الشمس من مغربها الخ باب الملاحم میں ذکر کردی گئی اور ہم حضرت ابن عمر کی حدیث قام رسول الله صلى الله عليه وسلم فی الناس ابن صیاد کے قصہ میں ان شاء اللہ ذکر کریں گے۔

(۱۱) قزمان:

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والوں میں سے ایک شخص کے متعلق فرمایا جو دعویٰ اسلام کرتا تھا کہ یہ دوزخ والوں میں سے ہے تو جب جنگ کا وقت آیا تو اس شخص نے سخت جہاد کیا اور اس کو زخم بہت آئے تو وہ آیا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غور تو فرمایئے کہ جس کے متعلق حضور نے خبر دی تھی کہ دوزخی ہے اس نے تو اللہ کی راہ میں سخت جہاد کیا حتی کہ اس کو بہت زخم پہنچے تو فرمایا آگاہ رہو وہ ہے دوزخی قریب تھا کہ بعض لوگ تردد کر جائیں تو جب وہ اسی حال میں تھا کہ اس نے زخم کی تکلیف بہت محسوس کی تو اپنا ہاتھ اپنے ترکش کی طرف بڑھایا ایک تیر نکالا اس سے اپنے کو ذبح کرلیا تو کچھ مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑے بولے یا رسول اللہ رب تعالیٰ نے آپ کی بات سچی کردی فلاں شخص نے اپنے کو ذبح کرلیا اور خودکشی کرلی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں اے بلال اٹھو اعلان کرو کہ جنت میں نہ جائے گا مگر مؤمن اور اللہ تعالیٰ اس دین کو فاسق آدمی سے بھی قوت دے گا

(بخاری)

ق۔۔۔صحابیات

(۱) قیلہ بنت مخرمہ:

روایت ہے حضرت قیلہ بنت مخرمہ سے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں دیکھا کہ آپ قرفصاء کی نشست بیٹھے تھے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عجز و نیاز کرتے دیکھا تو میں خوف سے کانپ گئی

(ابوداؤد)

حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ و طبرانی نے ان سے روایت کی وہ خدمت اقدس

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھیں اپنے ایک بیٹے کو یاد کر کے روئیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کیا طریقہ ہے کہ دنیا میں زندگی تک کو اپنے ساتھی سے اچھا سلوک اور مرے پیچھے ایذا دو، فو الذی نفس محمد بیدہ ان احدا کن لتبکی فتستعبر له صویحبة فیا عباد الله لاتعذبوا موتاکم۔ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان پاک ہے کہ تمھارے رونے پر تمھارا مردہ رونے لگتا ہے، تو اے خدا کے بندو! اپنی اموات کو عذاب نہ کرو، (المعجم الکبیر مروی از قبیلہ بنت مخرمہ حدیث ا مکتبہ فیصلیہ بیروت ۲۵/۱۰)

(۲) ام قیس بنت محصن:

ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ اپنے چھوٹے سے بچے کو جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی گود میں بٹھایا اور اس بچے نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوا کر اس پر چھڑک دیا اور کپڑا نہیں دھویا"

صحیح بخاری حدیث (223) صحیح مسلم حدیث (287)

روایت ہے حضرت ام قیس سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم اپنی اولاد کو اس گلہ آنے سے کیوں دباتی ہو تم اس عود ہندی کو اختیار کرو کہ اس میں سات شفائیں ہیں ان میں سے ذات الجنب بھی ہے گلے آنے سے نسوار لی جاوے اور ذات الجنب سے لیپ کیا جاوے (مسلم، بخاری)

☆☆☆☆☆

ک۔۔۔صحابہ کرام

(۱) کعب ابن مالک:

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دردناک کہانی: تین صحابہ حضرت کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہم بغیر کسی قوی عذر کے سستی کے باعث جنگ تبوک میں شریک نہ ہو سکے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی سرگزشت بڑی تفصیل کے ساتھ خود ہی بیان فرماتے ہیں کہ میں جنگ تبوک سے پہلے کسی لڑائی میں بھی اتنا مالدار نہیں تھا جتنا تبوک کے وقت تھا اس وقت میرے پاس خود ذاتی دو اونٹنیاں تھیں اس سے پہلے کبھی میرے پاس دو اونٹنیاں نہ ہوئی تھیں۔ جنگ تبوک کے موقع پر چونکہ سفر دور کا تھا اور گرمی بھی شدید تھی اس لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صاف اعلان فرمایا تھا کہ لوگ تیاری کرلیں چنانچہ مسلمانوں کی اتنی بڑی جماعت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ ہوگئی کہ رجسٹر میں ان کا نام بھی لکھنا دشوار تھا اور مجمع کی کثرت کی وجہ سے کوئی شخص اگر چھپنا چاہتا کہ میں نہ جاؤں اور پتا نہ چلے تو ہو سکتا تھا۔ میں بھی سامان سفر کی تیاری کا ارادہ صبح ہی کرتا مگر شام ہو جاتی اور کسی قسم کی تیاری کی نوبت نہ آتی۔ میں اپنے دل میں خیال کرتا کہ مجھے وسعت حاصل ہے پختہ ارادہ کروں گا تیاری فوراً ہو جائے گی۔

اسی طرح دن گزرتے گئے حتیٰ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم روانہ بھی ہو گئے اور مسلمان آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ ساتھ تھے مگر میرا سامان سفر تیار نہ ہوا۔ پھر مجھے یہ خیال رہا کہ ایک دو روز میں تیار ہو کر لشکر سے جا ملوں گا۔ اس طرح آج کل پر ٹالتا رہا حتیٰ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور مسلمان تبوک کو روانہ ہو گئے۔ اس وقت میں نے کوشش بھی کی مگر سامان نہ ہو سکا۔ اب جب مدینہ منورہ میں ادھر ادھر دیکھتا ہوں تو صرف وہی لوگ ملتے ہیں جن کے اوپر نفاق کا بدنما داغ لگا ہوا تھا یا معذور تھے۔ ادھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے تبوک پہنچ کر دریافت فرمایا کہ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نظر نہیں پڑتے کیا بات ہوئی؟ ایک صاحب نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! اس کو مال و جمال کے فخر نے روکا، حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ غلط کہا ہم جہاں تک سمجھتے ہیں وہ بھلے آدمی ہیں، مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بالکل سکوت فرمایا اور کچھ ارشاد نہ فرمایا حتیٰ کہ چند روز میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی واپسی کی خبر سنی تو مجھے رنج و غم ہوا اور فکر پیدا ہوئی۔ دل میں جھوٹے جھوٹے عذر آتے تھے کہ اس وقت کسی فرضی عذر سے جان بچا لوں پھر کسی وقت معافی کی درخواست کرلوں گا اور اس بارے میں اپنے گھرانے کے ہر سمجھدار سے مشورہ کرتا رہا مگر جب مجھے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لے ہی آئے تو میرے دل نے فیصلہ کیا کہ بغیر سچ کے کوئی چیز نجات نہ دیگی اور میں نے سچ سچ عرض کرنے کی ٹھان لی۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عادت تھی کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو اوّل مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے اور وہاں تھوڑی دیر تشریف رکھتے کہ لوگوں سے ملاقات فرمائیں۔ چنانچہ حسب معمول حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لائے تو مسجد میں تشریف لے گئے اور وہاں تشریف فرما رہے اور منافق لوگ جھوٹے جھوٹے عذر کرتے اور قسمیں کھاتے رہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کے ظاہری حال کو قبول فرماتے رہے کہ اتنے میں میں بھی حاضر ہوا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سلام کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ناراضگی کے انداز میں تبسم فرمایا اور اعراض فرمایا میں نے عرض کیا۔ یا نبی اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اعراض کیوں فرمالیا۔ خدا عزوجل کی قسم! میں نہ تو منافق ہوں نہ مجھے ایمان میں کچھ تردد ہے۔ ارشاد فرمایا: کہ یہاں آ۔ میں قریب ہو کر بیٹھ گیا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تجھے کس چیز نے روکا؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اگر میں کسی دنیادار کے پاس اس وقت ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ میں اس کے غصے سے کوئی نہ کوئی بات بنا کر خلاصی پالیتا کہ مجھے بات کرنے کا سلیقہ اللہ عزوجل نے عطا فرمایا ہے۔ لیکن یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے متعلق مجھے علم ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سامنے جھوٹ نہیں چل سکتا۔ اور اگر میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سچی بات عرض کروں جس سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھ سے ناراض ہو جائیں تو مجھے امید ہے کہ خدا عزوجل کی ذات پاک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عتاب کو زائل کردے گی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں سچ ہی عرض کرتا ہوں کہ واللہ عزوجل! مجھے کوئی عذر نہ تھا اور جیسا فارغ اور وسعت والا میں اس زمانہ میں تھا کسی زمانہ میں بھی اس سے پہلے نہ ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اس نے سچ کہا۔ پھر فرمایا کہ اچھا اٹھ جاؤ تمھارا فیصلہ اللہ تعالیٰ خود فرمائے گا۔ میں وہاں سے اٹھا تو میری قوم کے بہت سے لوگوں نے مجھ سے کہا: بخدا ہم نہیں جانتے کہ تو نے اس سے پہلے کوئی گناہ کیا ہو۔ اگر تو کوئی عذر کر کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے استغفار کی درخواست کرتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا استغفار تیرے لئے کافی تھا۔

میں نے ان سے پوچھا کہ کوئی اور بھی ایسا شخص ہے جس کے ساتھ یہ معاملہ ہوا ہو۔ لوگوں نے بتایا کہ دو شخصوں کے ساتھ اور بھی یہی معاملہ ہوا کہ انھوں نے بھی یہی گفتگو کی جو تو نے کی اور یہی جواب ان کو بھی ملا ہے جو تجھ کو ملا ایک ہلال بن امیہ دوسرے مرارہ بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں نے دیکھا کہ دو صالح شخص جو دونوں بدری ہیں وہ بھی میرے شریک حال ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہم تینوں سے بولنے کی بھی ممانعت فرمادی کہ کوئی شخص ہم سے کلام نہ کرے۔ اب اس ارشاد کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے تعمیل اس طرح کر کے دکھادی کہ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ممانعت پر لوگوں نے ہم سے بولنا چھوڑ دیا اور ہم سے اجتناب کیا۔ گویا دنیا ہی بدل گئی حتیٰ کہ زمین باوجود اپنی وسعت کے ہمیں تنگ معلوم ہونے لگی سارے لوگ اجنبی معلوم ہونے لگے درودیوار بے گانے ہو گئے

مجھے سب سے زیادہ فکر اس بات کی تھی کہ اگر میں اس حال میں مر گیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جنازہ کی نماز بھی نہ پڑھیں گے اور خدانخواستہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وصال شریف ہو گیا تو میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایسا ہی رہوں گا نہ مجھ سے کوئی کلام کریگا نہ میری نماز جنازہ پڑھے گا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ارشاد کے خلاف کون کرسکتا ہے۔

غرض ہم تینوں نے پچاس دن اس حال میں گزارے۔ میرے دونوں رفقاء شروع ہی سے گھروں میں چھپ کر بیٹھ گئے تھے۔ میں سب میں قوی تھا، چلتا پھرتا، بازار میں جاتا، نماز میں شریک ہوتا، مگر مجھ سے کوئی بات نہ کرتا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہو کر سلام کرتا۔ اور بہت غور سے خیال کرتا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لب مبارک جواب کے لئے ہلے یا نہیں؟ نماز کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قریب ہی کھڑے ہو کر نماز پوری کرتا اور آنکھ چرا کر دیکھتا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھے دیکھتے بھی ہیں یا نہیں۔ جب میں مشغول ہوتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھے دیکھتے اور جب میں ادھر متوجہ ہوتا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھ سے رخ انور پھیر لیتے اور میری جانب سے اعراض فرمالیتے۔

غرض یہی حالات گزرتے رہے اور مسلمانوں کا بات چیت بند کر دینا مجھ پر بہت ہی بھاری ہو گیا تو میں ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دیوار پر چڑھا وہ میرے رشتہ کے چچازاد بھائی تھے اور مجھ سے تعلقات بھی بہت ہی زیادہ تھے میں نے اوپر چڑھ کر سلام کیا۔ تو انھوں نے بھی سلام کا جواب نہ دیا میں نے ان کو قسم دے کر پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مجھے اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت ہے انھوں نے اس کا جواب نہ دیا۔ میں نے دوبارہ قسم دی اور دریافت کیا وہ پھر بھی چپ ہی رہے میں نے تیسری بار قسم دے کر پوچھا تو انھوں نے صرف اتنا کہا۔ اللہ عزوجل جانے اور اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یہ کلمہ سنکر میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور میں وہاں سے لوٹ آیا۔

اسی دوران میں ایک مرتبہ مدینہ کے بازار میں جارہا تھا کہ ایک قبطی کو جو نصرانی تھا اور شام سے مدینہ منورہ اپنا غلہ فروخت کرنے آیا تھا یہ کہتے ہوئے سنا کہ کوئی کعب بن مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا پتا بتایئے۔ لوگوں نے اس کو میری طرف اشارہ کرکے بتایا۔ وہ نصرانی میرے پاس آیا اور غسان کے کافر بادشاہ کا خط مجھے لاکر دیا اس میں لکھا ہوا تھا، ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تمہارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے تجھ پر ظلم کر رکھا ہے تجھے اللہ عزوجل ذلت کی جگہ نہ رکھے اور ضائع نہ کرے تم ہمارے پاس آجاؤ ہم تمہاری مدد کریں گے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں یہ خط پڑھ کر اناللہِ پڑھا کہ میری حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ کافر بھی مجھ میں طمع کرنے لگے ہیں اور مجھے اسلام تک سے ہٹانے کی تدبیریں ہونے لگی ہیں۔ یہ ایک مصیبت اور آئی اور اس خط کو میں نے ایک تنور میں پھینک دیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے جاکر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! اب تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اعراض کی وجہ سے کافر بھی مجھ میں طمع کرنے لگے۔

اس حالت میں ہم پر چالیس روز گزر رہے تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا قاصد میرے پاس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا یہ ارشادِ والا لیکر آیا کہ اپنی زوجہ کو بھی چھوڑ دو میں نے دریافت کیا کہ کیا منشا ہے اسکو طلاق دیدوں؟ کہا نہیں بلکہ اس سے علیحدگی اختیار کرلو اور میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی ان ہی قاصد کی معرفت یہی حکم پہنچا میں نے اپنی زوجہ سے کہہ دیا کہ تو اپنے میکے میں چلی جا جب تک اللہ تعالیٰ اس امر کا فیصلہ نہ فرمائے، وہیں رہنا۔ ہلال بن امیہ کی زوجہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم! ہلال بالکل بوڑھے شخص ہیں کوئی خبر گیری کرنے والا نہ ہوگا تو ہلاک ہوجائیں گے، اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم اجازت دیں تو میں کچھ کام کاج ان کا کردیا کروں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا اچھا اس بات کی تجھے اجازت ہے مگر قربت نہ ہو انھوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم! اس بات کی طرف تو ان کو میلان بھی نہیں جس روز سے یہ واقعہ پیش آیا ہے آج تک ان کا وقت روتے ہی گزر رہا ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس حال میں دس روز اور گزرے کہ ہم سے بات چیت میل جول چھوٹے ہوئے پورے پچاس دن ہوگئے۔ پچاسویں دن صبح کی نماز اپنے گھر کی چھت پر پڑھ کر میں نہایت غمگین بیٹھا ہوا تھا کہ زمین مجھ پر بالکل تنگ تھی اور زندگی دوبھر ہورہی تھی کہ سلع پہاڑ کی چوٹی پر ایک زور سے چلانے والے نے آواز دی کہ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوشخبری ہو تم کو میں اتنا ہی سنکر سجدہ میں گر گیا اور خوشی کے مارے رونے لگا اور سمجھا کہ تنگی دور ہوگئی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد ہماری معافی کا اعلان فرمایا جس پر ایک شخص نے پہاڑ پر چڑھ کر زور سے آواز دی جو سب سے پہلے پہنچ گئی، اسکے بعد ایک صاحب گھوڑے پر سوار بھاگے ہوئے آئے، میں نے اپنے پہننے کے کپڑے اس بشارت دینے والے کی نذر کئے اور پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس طرح میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی خوشخبری لیکر لوگ گئے۔ میں جب مسجد نبوی میں گیا تو لوگ خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ مبارکباد دینے کے لئے دوڑے اور سب سے پہلے ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑھ کر مبارکباد دی اور مصافحہ کیا جو ہمیشہ ہی یادگار رہے گا۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی بارگاہ میں جاکر سلام کیا تو چہرہ انور کھل رہا تھا اور خوشی کے انوار چہرہ مبارک سے ظاہر ہورہے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا چہرہ مبارک خوشی کے وقت چاند کی طرح چمکنے لگتا تھا۔

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم! میری توبہ کی تکمیل یہ ہے کہ میری جتنی جائداد ہے وہ سب اللہ عزوجل کے راستے میں صدقہ ہے (اس لئے کہ یہ امارت وثروت ہی اس مصیبت کا سبب بنی تھی) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا کہ اس میں تنگی ہوگی کچھ حصہ اپنے پاس بھی رہنے دو میں نے عرض کیا بہتر ہے کچھ حصہ میرے پاس بھی رہنے دیا جائے مجھے سچ ہی نے نجات دی اس لئے میں نے عہد کیا ہمیشہ سچ ہی بولوں گا۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب حدیث کعب بن مالک۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۴۴۱۸، ج ۳، ص ۱۴۵)

حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے جب ان کی توبہ قبول ہوئی انہوں نے مولائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی یارسول اللہ میری توبہ کی تمامی یہ ہے کہ میں اپنے سارے مال سے نکل جاؤں اللہ اور اللہ کے رسول کے لیے صدقہ کر کے۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(صحیح البخاری کتاب الزکوٰۃ ۱/ ۱۹۲ وکتاب الوصایا ۱/ ۳۸۶ وکتاب المغازی ۲/ ۶۳۶) (صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۶۰) (سنن ابی داود کتاب الایمان والنذر باب من نذر ان یتصدق بمالہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۱۴) (سنن النسائی کتاب الایمان باب اذا اھدی مالہ علی وجہ النذر نور محمد کارخانہ کراچی ۲/ ۱۴۷) (السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الزکوۃ ۴/ ۱۸۱ وکتاب السیر ۹/ ۳۵ وکتاب الایمان ۱۰/ ۶۸ دار صادر بیروت) (مسند امام احمد حدیث کعب بن مالک رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۴۵۴، ۴۵۶، ۴۵۹) (المصنف لابن ابی شیبۃ کتاب المغازی حدیث ۳۶۹۹۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۷/ ۴۲۵)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوش ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ انور اس طرح چمک اٹھتا تھا کہ گویا چاند کا ایک ٹکڑا ہے اور ہم لوگ اسی کیفیت سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شادمانی و مسرت کو پہچان لیتے تھے۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۳۵۵۶، ج ۲، ص ۴۸۸)

حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک کے لئے جمعرات کے دن روانہ ہوئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جمعرات کے دن روانہ ہونا پسند فرماتے تھے۔

(صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب من اراد غزوۃ فوری ۔۔۔۔ الخ، الحدیث ۲۹۵۰، ج ۲، ص ۲۹۶)

حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے حبیب، حبیب لبیب عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمان عبرت نشان ہے: دو بھوکے بھیڑیے اگر بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیے جائیں تو اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا کہ مال و دولت کی حرص اور حب جاہ انسان کے دین کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

(جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب حدیث ماذئبان جائعان، الحدیث: ۲۳۸۳، ص ۱۸۹۰)

حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدار مدینہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور وہاں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت (نماز نفل) ادا فرماتے۔ (صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب الصلوٰۃ اذا قدم من سفر، الحدیث، ۳۰۸۸، ج ۲، ص ۳۳۶)

حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ تاجدار رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے وصال (ظاہری) سے پانچ راتیں پہلے مجھے آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو میں نے آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ایسا کوئی نبی نہیں گزرا جس کی اُمت میں سے اس کا کوئی خلیل نہ ہو اور میرا خلیل ابو بکر بن ابی قحافہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے، اللہ عزوجل نے تمہارے نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلَّم کو اپنا خلیل بنایا ہے، سن لو اتم سے پچھلی اُمتوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے تین مرتبہ عرض کی: اے اللہ عزوجل! میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا۔ پھر تین مرتبہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے عرض کی: اے اللہ عزوجل! گواہ ہو جا۔ (المعجم الکبیر، الحدیث ۸۹، ج ۱۹ ص ۴۱)

حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرَّم، نُورِ مجسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، بیشک شہداء کی روحیں جنت میں سبز پرندوں کے پیٹ میں ہیں جو جنت کے پھلوں یا جنت کے درختوں میں سے کھاتی ہیں۔ (الترغیب والترہیب، کتاب الجہاد، باب الترغیب فی الشہادۃ، رقم ۱۸، ج ۲، ص ۲۰۷)

(۲) کعب ابن عجرہ:

حضرت سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے چہرے کو متغیر پایا میں نے عرض کی: یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا چہرہ متغیر کیوں ہے؟ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تین دن ہو گئے میرے پیٹ میں ایسی کوئی چیز نہیں گئی جو کسی جاندار کے پیٹ میں جاتی ہے۔

حضرت سیدنا کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں کچھ لانے کے لئے چلا گیا اور راستے میں دیکھا ایک یہودی اپنے اونٹوں کو پانی پلا رہا تھا، میں نے اس کے اونٹوں کو پانی پلایا اور ہر ڈول کے عوض ایک کھجور بطور اُجرت لی، پھر ساری کھجوریں اکٹھی کر کے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں پیش کر دیں۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے استفسار فرمایا: اے کعب! یہ کہاں سے لائے ہو؟ تو میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے معاملہ عرض کر دیا تو حضور نبی رحمت، شفیع امت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اے کعب! کیا تم مجھ سے محبت کرتے ہو؟ میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان، جی ہاں! یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم۔ ارشاد فرمایا: جو مجھ سے محبت رکھتا ہے فقر اس پر اس سے بھی جلدی آتا ہے جتنا پانی اپنے گڑھے کی طرف جاتا ہے، عنقریب تم پر بھی آزمائش آئے گی پس اس کے لئے تیار رہنا۔

(پھر کچھ دن کے بعد) حضور نبی پاک، صاحب لولاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ پایا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے پوچھا: کعب کو کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کی: وہ بیمار ہیں۔ تو حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تشریف لے گئے اور ان کے گھر پہنچ کر ارشاد فرمایا: اے کعب! تیرے لئے خوشخبری ہو۔ (یہ سن کر) حضرت سیدنا کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے کہا: اے کعب! تجھے جنت کی

خوشخبری ہو۔ تو حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: یہ اللہ عزوجل پر قسم کھانے والی کون ہے؟ حضرت سیدنا کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم یہ میری والدہ ہیں۔ حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: اے کعب کی ماں! تجھے کیا معلوم؟ ہوسکتا ہے کہ کعب نے ایسی بات کی ہو جو اس کو نفع نہ دے۔ اور وہ کچھ جمع کیا ہو جو اسے کفایت نہ کرسکے۔ (المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۱۵۷، ج ۵، ص ۲۲۷)

حضرت سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: منبر انور کے قریب آجاؤ۔ تو ہم منبر شریف کے قریب حاضر ہوگئے، جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پہلے زینے پر قدم مبارک رکھا تو ارشاد فرمایا: آمین۔ جب دوسرے زینے پر قدم مبارک رکھا تو ارشاد فرمایا: آمین۔ اور جب تیسرے زینے پر قدم مبارک رکھا تو ارشاد فرمایا: آمین۔ پھر جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم منبر شریف سے نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کی: یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آج ہم نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے ایسی بات سنی ہے جو پہلے کبھی نہ سنی تھی۔ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جبرئیلِ امین علیہ السلام میرے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی: جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی وہ (اللہ عزوجل کی رحمت سے) دور ہو۔ تو میں نے کہا آمین جب میں نے دوسرے زینے پر قدم مبارک رکھا تو جبرئیلِ امین علیہ السلام نے عرض کی: جس کے سامنے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ذکر ہوا اور اس نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درود نہ پڑھا وہ بھی (رحمتِ الٰہی عزوجل سے) دور ہو۔ تو میں نے کہا آمین پھر جب میں نے تیسرے زینے پر قدم مبارک رکھا تو جبرئیلِ امین علیہ السلام نے عرض کی: جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے میں پایا پھر انہوں نے اسے جنت میں داخل نہ کیا تو وہ بھی (اللہ عزوجل کی رحمت سے) دور ہو۔ تو میں نے کہا آمین۔

(المستدرک، کتاب البر والصلۃ، باب لعن اللہ العاق لوالدیہ۔۔۔الخ، الحدیث: ۷۳۳۸، ج ۵، ص ۲۱۳)

محبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت سیدنا کعب بن عُجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: (۱) اے کعب بن عُجرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! جس خون اور گوشت نے حرام سے پرورش پائی وہ جنت میں داخل نہ ہوگا جہنم اس کا زیادہ حق دار ہے۔ (۲) اے کعب بن عجرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! لوگ دو طرح صبح کرتے ہیں ایک شخص اپنی جان کو آزاد کرانے میں صبح کرتا ہے اور اسے آزاد کرالیتا ہے جبکہ ایک اسے ہلاکت میں ڈال کر صبح کرتا ہے۔ (۳) اے کعب بن عجرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! نماز قربت یعنی نیکی ہے، روزہ ڈھال ہے، صدقہ خطا کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح پتھر پر برف پگھلتی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

(جامع الترمذی، ابواب السفر، باب ماذکر فی فضل الصلوٰۃ، الحدیث: ۶۱۴، ج ۲، ص ۱۰۶)

حضرت سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، منزّہ ،

عَنِ الْغُیُوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے قریب سے گزرا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس کو دیکھ کر عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کاش اس کا یہ حال اللہ عزوجل کی راہ میں ہوتا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ شخص اپنے بچوں کے لیے رزق کی تلاش میں نکلا ہے تو یہ اللہ عزوجل کی راہ میں ہے اور اگر یہ شخص اپنے بوڑھے والدین کے لئے رزق کی تلاش میں نکلا ہے تو یہ اللہ عزوجل کی راہ میں ہے اور اگر یہ دکھاوے اور بڑائی کے اظہار کے لئے نکلا ہے تو یہ شیطان کی راہ میں ہے۔ (المعجم الکبیر، رقم ۲۸۲، ج ۱۹، ص ۱۲۹)

حضرت سیِّدُنا کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے حبیب، حبیبِ لبیب عَزَّ وَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ ذیشان ہے: جس نے کسی تنگدست کو مہلت دی یا اس پر آسانی کی تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ اسے اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

(المعجم الکبیر، الحدیث ۲۱۴، ج ۱۹، ص ۱۰۶)

روایت ہے حضرت عبدالرحمن ابن ابی لیلی سے فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت کعب ابن عجرہ ملے تو بولے کہ کیا میں تمہیں وہ ہدیہ نہ دوں جو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے میں نے کہا ہاں وہ ہدیہ مجھے ضرور دیں تو فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا عرض کیا یارسول اللہ آپ کے اہل بیت پر درود کیا ہے اللہ نے یہ تو ہمیں سکھادیا کہ آپ پر سلام کیسے عرض کریں فرمایا یوں کہو اے اللہ محمد اور آل محمد پر رحمتیں بھیج جیسے حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمتیں کیں بے شک تو حمد و بزرگی والا ہے اے اللہ حضور محمد و آل محمد پر ایسی ہی برکتیں بھیج جیسی برکتیں حضرت ابراہیم و آل ابراہیم پر اتاریں بے شک تو حمد و بزرگی والا ہے (مسلم و بخاری) مگر مسلم نے دونوں جگہ علیٰ ابراہیم کا ذکر نہ کیا۔

روایت ہے حضرت کعب ابن عجرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بعض آگے پیچھے آنے والی

چیزیں

وہ ہیں جن کا کہنے والا یا کرنے والا نقصان میں نہیں رہتا ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ بار تسبیح ۳۳ بار حمد اور ۳۴ بار تکبیریں ۳۔ (مسلم)

روایت ہے حضرت کعب ابن عجرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے کوئی جب وضو کرے تو اچھا کرے پھر مسجد کے ارادے سے نکلے تو انگلیوں میں انگلیاں نہ ڈالے کیونکہ وہ نماز میں ہے۔

(احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، دارمی)

روایت ہے حضرت کعب ابن عجرہ سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی عبدالاشہل کی مسجد میں تشریف لے گئے تو وہاں مغرب پڑھی جب لوگ اپنی نماز پڑھ چکے تو حضور نے انہیں اس کے بعد نفل پڑھتے دیکھا تو فرمایا کہ یہ گھروں کی نماز ہے (ابوداؤد) ترمذی اور نسائی کی روایت میں ہے کہ کچھ لوگ نفل پڑھنے کھڑے ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ یہ نماز گھروں میں پڑھنی چاہیئے

روایت ہے حضرت کعب ابن عجرہ سے کہ آپ مسجد میں آئے اور عبدالرحمان ابن ام حکم بیٹھ کر خطبہ پڑھ رہا تھا فرمایا کہ اس خبیث کو دیکھو بیٹھ کر خطبہ پڑھ رہا ہے حالانکہ رب تعالیٰ نے فرمایا کہ جب وہ تجارت یا کھیل کو دیکھتے ہیں تو ادھر دوڑ جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا چھوڑ دیتے ہیں (مسلم)

روایت ہے حضرت کعب ابن عجرہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر گزرے جب کہ وہ مقام حدیبیہ میں تھے مکہ معظمہ داخل ہونے سے پہلے وہ محرم تھے اور ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہے تھے اور جوئیں ان کے چہرے پر گر رہی تھیں تو فرمایا کیا تمہیں جوئیں دکھ دے رہی ہیں عرض کیا ہاں فرمایا تو اپنا سر منڈادو اور ایک فرق (تین صاع) دانے مسکینوں میں بانٹ دو فرق تین صاع کا ہوتا ہے یا تین دن کے روزے رکھ لو یا قربانی دے دو (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت کعب ابن عجرہ سے فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں احمقوں کی سلطنت سے تم کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ وہ کیا چیز ہے فرمایا کچھ سلاطین میرے بعد ہوں گے جو ان کے پاس گیا ان کے جھوٹ کو سچ کہا اور ظلم پر ان کی مدد کی تو نہ وہ مجھ سے ہے اور نہ ہی میں ان سے اور وہ حوض پر میرے پاس ہرگز نہ پہنچیں گے اور جو ان کے پاس نہ گیا اور نہ سچ کہا ان کے جھوٹ کو اور نہ ان کی ظلم پر مدد کی تو وہ میرے ہی ہیں اور میں ان کا ہوں اور وہ حوض پر میرے پاس پہنچیں گے (ترمذی، نسائی)

حضرت کعب ابن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب جل وعلا سے روایت فرماتے ہیں وہ ارشاد کرتا ہے: جو نماز اُس کے وقت میں ٹھیک ادا کرے اُس کے لئے مجھ پر عہد ہے کہ اُسے جنت میں داخل فرماؤں، اور جو وقت میں نہ پڑھے اور ٹھیک ادا نہ کرے اُس کے لئے میرے پاس کوئی عہد نہیں چاہوں اسے دوزخ میں لے جاؤں اور چاہوں تو جنت میں۔

(سنن الدارمی، باب استحباب الصلوٰۃ فی اول الوقت حدیث ۱۲۲۸ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان ۱/ ۲۲۳)

(۳) کعب ابن مرہ:

روایت ہے حضرت کعب ابن مرہ سے کہ سرکار والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا، جس کے بال اسلام میں سفید ہوئے تو وہ بال قیامت کے دن اس کیلئے نور ہونگے۔ (نسائی، کتاب الجہاد، باب ثواب من رمی بسھم، ج۶، ص ۲۷، رواہ عن کعب بن مرہ)

(۴) کعب ابن عیاض:

روایت ہے حضرت کعب ابن عیاض سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ہرامت کا کوئی فتنہ ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے (ترمذی)

(۵) کعب ابن عمرو:

روایت ہے حضرت ابوالیسر (کنیت) سے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو کسی تنگدست کو مہلت یا معافی دے تو اللہ اسے اپنے سایہ میں جگہ دے گا (مسلم)

(۶) کثیر ابن صلت:

روایت ہے حضرت ابوسعید خدری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن تشریف لے جاتے تو نماز سے ابتداء کرتے جب نماز پڑھ چکتے تو لوگوں پر متوجہ ہوتے لوگ اپنے مقام پر بیٹھے ہوتے اگر سرکار کو لشکر بھیجنے کی ضرورت ہوتی تو لوگوں سے ذکر فرمادیتے یا آپ کو اس کے سوا کوئی اور ضرورت ہوتی تو اس کا حکم فرمادیتے اور فرماتے تھے خیرات کرو خیرات کرو خیرات کرو زیادہ خیرات کرنے والی عورتیں ہوتی تھیں پھر آپ واپس ہوتے معاملہ یوں رہا حتی کہ مروان ابن حکم کا زمانہ آیا تو میں مروان کی کمر میں ہاتھ ڈالے نکلا حتی کہ ہم عیدگاہ پہنچے تو دیکھا کہ کثیر ابن صلت نے کچی اینٹ و گارے کا منبر بنایا ہے اور مروان مجھ سے اپنا ہاتھ کھینچنے لگا شاید مجھے منبر کی طرف کھینچتا تھا اور اسے میں نماز کی طرف کھینچتا تھا جب میں نے اس کی یہ حرکت دیکھی تو میں بولا کہ نماز سے ابتداء کرنا کہاں گیا وہ بولا نہیں اے ابوسعید جو تمہارے علم میں ہے وہ اب چھوڑ دی گئی میں نے کہا ہرگز نہیں اس کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے جو چیز میرے علم میں ہے تم اس سے بہتر کوئی چیز نہیں لاسکتے (مسلم)

(۷) کرکرہ:

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان پر ایک شخص تھا جسے کرکرہ کہا جاتا تھا وہ مرگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ آگ میں ہے تو لوگ تلاش کرنے لگے ایک کمبل پایا جس کی اس نے خیانت کر لی تھی (بخاری)

(۸) کلدہ ابن حنبل :

روایت ہے کلدہ ابن حنبل سے کہ صفوان ابن امیہ نے دودھ یا ہرنی کا بچہ اور ککڑیاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے اعلیٰ حصہ میں تھے فرماتے ہیں کہ میں آپ کے پاس حاضر ہوا تو نہ میں نے سلام کیا نہ اجازت لی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوٹ جاؤ پھر کہو السلام علیکم پھر اندر آؤ (ترمذی، ابوداود)

کلدہ بن حنبل سے روایت کی، کہتے ہیں کہ صفوان بن امیہ نے مجھے نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے پاس بھیجا تھا میں بغیر سلام کیے اور بغیر اجازت اندر چلا گیا۔ حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے فرمایا: باہر جاؤ اور یہ کہو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ ءَ اَدْخُلُ کیا اندر آ جاؤں۔

(۹) ابو کبشہ :

حضرت ابو کبشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ گھوڑے کی پیشانی میں خیر بندھی ہوئی ہے اور اس کی وجہ سے اس کے مالکوں کی مدد کی جاتی ہے اور اس پر خرچ کرنے والا ہاتھ پھیلا کر صدقہ کرنے والے کی طرح ہے۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب السیر، باب الخیل، رقم ۴۶۵۵، ج ۷، ص ۹۰)

حضرت سیدنا کبشہ انماری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاک، صاحب لولاک، سیّاحِ افلاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: جس بندے پر ظلم کیا جائے اور وہ اس پر صبر کرے اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ فرمائے گا۔ (جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء مثل الدنیا۔۔۔ الخ، الحدیث ۲۳۳۲، ج ۴، ص ۱۴۵)

حضرت سیدنا کبشہ انماری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاک، صاحب لولاک، سیّاحِ افلاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: جس بندے نے سوال کا دروازہ کھولا اللہ عزوجل اس پر فقر کا دروازہ کھول دے گا۔

(جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء مثل الدنیا مثل اربعۃ نفر، الحدیث ۲۳۳۲، ج ۴، ص ۱۴۵)

حضرت سیدنا کبشہ انماری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: میں تین باتوں میں قسم اٹھاتا ہوں اور تمہیں ایک کام کی بات بتاتا ہوں اسے یاد کرلو (۱) صدقہ بندے کے مال میں کمی نہیں کرتا (۲) جس بندے پر ظلم کیا جائے اور وہ اس پر صبر کرے اللہ عزوجل اس کی عزت میں اضافہ فرمائے گا (۳) جس بندے نے سوال کا دروازہ کھولا اللہ عزوجل اس پر فقر کا دروازہ کھول دے گا۔

(ترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء مثل الدنیا اربعۃ نفر، رقم ۲۳۳۲، ج ۴، ص ۱۴۵)

حضرت سیدنا ابو کبشہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم رءوف رّحیم علیہ الصلوۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا:

لوگ چار قسم کے ہیں؛ پہلا: وہ جسے اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے مال اور علم عطا فرمایا تو وہ پرہیزگاری کرتا، صلہ رحمی کرتا اور اس نعمت میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا حق جانتا ہے تو یہ بہترین مرتبہ ومنزل میں ہے۔ دوسرا: وہ شخص جسے اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے علم عطا فرمایا اس کے پاس مال نہیں اور وہ نیت میں سچا ہے اور کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو فلاں کی طرح عمل کرتا تو وہ اپنی نیت کے ساتھ ہے۔ اور ان دونوں کا اجر وثواب برابر ہے۔ تیسرا: وہ شخص جسے اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے مال عطا فرمایا اور علم عطا نہ فرمایا اور وہ اپنا مال بغیر علم کے خرچ کرتا، پرہیزگاری نہیں کرتا، نہ صلہ رحمی کرتا اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی نعمت میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا حق نہیں جانتا تو یہ بدترین مرتبہ ومنزل میں ہے۔ چوتھا: وہ شخص جسے اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے مال اور علم نہیں دیا اور وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں کی طرح عمل کرتا تو وہ اپنی نیت کے ساتھ ہے اور ان دونوں کا گناہ برابر ہے۔

(جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء مثل الدنیا۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۲۳۳۲، ج ۴، ص ۱۴۰)

روایت ہے حضرت ابو کبشہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ٹوپیاں چپٹی ہوتی تھیں (ترمذی)

روایت ہے حضرت ابو کبشہ انماری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پچھنے لگواتے تھے اپنی کھوپڑی پر اور اپنے دونوں کندھوں کے درمیان اور آپ فرماتے تھے کہ جو کوئی ان خونوں میں سے بہادے تو اسے مضر نہیں کہ وہ کسی بیماری کے لیے کوئی دوا نہ کرے (ابوداؤد، ابن ماجہ)

روایت ہے ابو کبشہ انماری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کھوپڑی پر زہریلی بکری کی وجہ سے فصد کروائی معمر کہتے ہیں کہ پھر میں نے بغیر زہر کے اسی طرح اپنی کھوپڑی میں فصد کرائی تو میرے حافظہ کی عمدگی جاتی رہی حتی کہ مجھے نماز میں سورۂ فاتحہ بتائی جانے لگی (رزین)

ک۔۔۔تابعین عظام

(۱) کعب احبار:

کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجلہ ائمہ تابعین وعلمائے کتابین واعلم علمائے توراۃ سے ہیں پہلے یہودی تھے خلافت فاروقی میں مشرف باسلام ہوئے۔

حضرت ام الدرداء سے راوی میں نے کعب احبار سے پوچھا: تم تورات میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت کیا پاتے ہو؟ کہا: حضور کا وصف تورات مقدس میں یوں ہے:

محمد رسول اللہ اسمہ المتوکل لیس بفظ ولا غلیظ ولا سخاب فی الاسواق واعطی المفاتیح لیبصر اللہ بہ اعینا عوراً ویسمع بہ اذاناً صما ویقیم بہ السنۃ معوجۃ حتی یشھدوا ان لا الہ الا اللہ

وحدہ لاشریک لہ یعین المظلوم ویمنعہ من ان یستضعف ا۔ محمد اللہ کے رسول ہیں ان کا نام متوکل ہے، نہ درشت خو ہیں نہ سخت گو، نہ بازاروں میں چلّانے والے، وہ کنجیاں دے گئے ہیں تا کہ اللہ تعالٰی ان کے ذریعہ سے پھوٹی آنکھیں بینا اور بہرے کان شنوا اور ٹیڑھی زبانیں سیدھی کردے یہاں تک کہ لوگ گواہی دیں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اس کا ساجھی نہیں وہ نبی کریم ہر مظلوم کی مدد فرمائیں گے اور اسے کمزور سمجھے جانے سے بچائیں گے۔

(الخصائص الکبرٰی باب ذکرہ فی التوراۃ والانجیل مرکز اہلسنت گجرات الہند ۱/۱۱)(دلائل النبوۃ للبیہقی باب صفۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی التوراۃ والانجیل دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۳۷۷)

حضرت کعب احبار سے راوی، ان کے سامنے ایک شخص نے خواب بیان کیا، گویا لوگ حساب کے لیے جمع کئے گئے اور حضرات انبیاء بلائے گئے، ہر نبی کے ساتھ اس امت آئی، ہر نبی کے لیے دو نور ہیں، اور ان کے ہر پیرو کے لیے ایک نور جس کی روشنی میں چلتا ہے۔ پھر محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بلائے گئے ان کے سر انور و رُوئے منور کے ہر بال سے جدا جدا نور کے بکے بلند ہیں جنھیں دیکھنے والا تمیز کرے، اور ان کے ہر پیرو کے لیے انبیاء کی طرح دو نور ہیں جس کی روشنی میں راہ چلتا ہے۔

کعب نے خواب سن کر فرمایا: باللہ الذی لاالٰہ الا ھو رأیت ھذا فی منامک تجھے قسم اللہ کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، تو نے یہ واقعہ خواب میں دیکھا۔ کہا ہاں، والذی نفسی بیدہ انھا الصفۃ محمد وامتہ وصفۃ الانبیاء واممھا فی کتاب اللہ تعالٰی فکانما قرأتہ فی التوراۃ۔ا۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بیشک بعینہٖ کتاب اللہ میں یوں ہی صفت لکھی ہے محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور ان کی امت اور انبیائے سابقین اور ان کی امتوں کی، گویا تو نے توریت میں پڑھ کر بیان کیا۔

(ا۔ الخصائص الکبرٰی باب ذکرہ فی التوراۃ والانجیل الخ مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات الہند ۱/۱۶)

حضرت کعب احبار سے راوی، انہوں نے فرمایا، میرے باپ اعلم علمائے توراۃ تھے، اللہ عزوجل نے جو کچھ موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اتارا اس کا علم ان کے برابر کسی کو نہ تھا، وہ اپنے علم سے کوئی شے مجھ سے نہ چھپاتے، جب مرنے لگے مجھے بلا کر کہا: اے میرے بیٹے! تجھے معلوم ہے کہ میں نے اپنے علم سے کوئی چیز تجھ سے نہ چھپائی مگر ہاں دو ورق رکھے ہیں ان میں ایک نبی کا بیان ہے جس کی بعثت کا زمانہ قریب آپہنچا میں نے اس اندیشے سے تجھے ان دو ورقوں کی خبر نہ دی کہ شاید کوئی جھوٹا مدعی نکل کھڑا ہو، تو اس کی پیروی کرلے یہ طاق تیرے سامنے ہے میں نے اس میں وہ اوراق رکھ کر اوپر سے مٹی لگادی ہے ابھی ان سے تعرض نہ کرنا، نہ انہیں دیکھنا جب وہ نبی جلوہ فرما ہو اگر اللہ تعالٰی تیرا بھلا چاہے گا تو تو آپ ہی اس کا پیرو ہو جائے گا، یہ کہہ کر وہ مر گئے ہم ان کے دفن سے فارغ ہوئے مجھے ان دونوں ورقوں کے دیکھنے کا شوق ہر چیز سے زیادہ تھا، میں نے طاق کھولا ورق نکالے تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان میں لکھا ہے: محمد رسول اللہ خاتم النبیین لا نبی بعدہ

مولدہ بمکۃ ومھاجرہ بطیبۃ ا؎ (الحدیث) محمد اللہ کے رسول ہیں، سب انبیاء کے خاتم، ان کے بعد کوئی نبی نہیں، ان کی پیدائش مکے میں اور ہجرت مدینے کو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (ا؎ الخصائص الکبریٰ باب ماجاء فی قلبہ الشریف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دارالحدیث شارع الجمہوریۃ بعابدین، ۱/ ۱۶۲) (تہذیب تاریخ دمشق، باب تطہیر قلبہ من الغل الخ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱/ ۳۷۹) (الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابی نعیم باب ذکرہ فی التوراۃ والانجیل، دارالحدیث شارع الجمہوریہ بعابدین، ۱/ ۳۶)

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ابلیس چالیس ہزار برس تک جنت کا خزانچی رہا اور اسّی ہزار برس تک ملائکہ کا ساتھی رہا اور بیس ہزار برس تک ملائکہ کو وعظ سناتا رہا اور تیس ہزار برس تک مقربین کا سردار رہا اور ایک ہزار برس تک روحانیین کی سرداری کے منصب پر رہا اور چودہ ہزار برس تک عرش کا طواف کرتا رہا اور پہلے آسمان میں اس کا نام عابد اور دوسرے آسمان میں زاہد، اور تیسرے آسمان میں عارف اور چوتھے آسمان میں ولی اور پانچویں آسمان میں تقی اور چھٹے آسمان میں خازن اور ساتویں آسمان میں عزازیل تھا اور لوح محفوظ میں اس کا نام ابلیس لکھا ہوا تھا اور یہ اپنے انجام سے غافل اور خاتمہ سے بے خبر تھا۔ (تفسیر صاوی، ج۱، ص۵۱، پ۱، البقرۃ: ۳۴، تفسیر جمل، ج۱، ص ۶۰)

امام اجل ابن المبارک وابن ابی الدنیا وابوالشیخ اور ابن النجار کتاب الدرر الثمینہ فی تاریخ المدینۃ میں کعب احبار سے راوی کہ انھوں نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے بیان کیا اور کتاب التذکرہ میں امام ابوعبداللہ محمد قرطبی کے الفاظ یہ ہیں کہ: روی ابن المبارک عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا انھا قالت ذکروا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکعب الاحبار حاضر فقال کعب الاحبار ا؎۔ یعنی امام ابن المبارک نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک تھا اور اس وقت کعب احبار حاضر تھے تو کعب احبار نے کہا ہر صبح ستر ہزار فرشتے اتر کر مزار اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طواف (عہ۱) کرتے اور اس کے گرد حاضر رہ کر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے رہتے ہیں۔ جب شام ہوتی ہے وہ چلے جاتے ہیں اور ستر ہزار اور اتر کر یوہیں طواف کرتے اور صلوٰۃ وسلام عرض کرتے رہتے ہیں، یوہیں ستر ہزار رات میں حاضر رہتے ہیں اور ستر ہزار دن میں۔

حتی اذا انشقت عنہ الارض خرج فی سبعین الفامن الملئکۃ یزفون (عہ۲) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ا؎۔

جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزار مبارک سے روز قیامت اٹھیں گے ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ باہر تشریف لائیں گے جو حضور کو بارگاہ عزت میں یوں لے چلیں گے جیسے نئی دولھن کو کمال اعزاز واکرام وفرحت وسرور وراحت وآرام وتزک احتشام کے ساتھ دولھا کی طرف لے جاتے ہیں۔

عہ۱: فی المواھب الشریفۃ من فجر یطلع الانزل سبعون الفامن الملئکۃ حتی یحفون ۱۲ الحدیث

فقال العلامۃ الزرقانی ای یطوفون ۳؎ الخ۔

مواہب شریف میں ہے ہر صبح ستر ہزار فرشتے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے ہیں۔ علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ یقون کا معنی یطوفون (طواف کرتے ہیں) ہے الخ (ت)

عہ۲: ھذا مافی المشکوۃ ومجمع بحار الانوار اوالمدارج الشریفۃ ولفظ التذکرۃ والمواھب یوقرونہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من التوقیر بمعنی التعظیم والکل صحیح، واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ

یہ مشکوۃ، مجمع بحاالانوار اور مدارج شریف کے الفاظ ہیں۔ تذکرہ اور مواہب میں ہے اس کا معنی یوقرون ہے کہ وہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کرتے ہیں۔ اور تمام معانی صحیح ہے، واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ (ت)

(۱؎ شرح الزرقانی علی المواہب بحوالہ الدرر الثمینہ المقصد العاشر الفصل الثالث دارالمعرفۃ بیروت ۸ /۳۴۹) (التذکرۃ فی احوال الموتی باب فی بعث النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من قبرہ دارالحدیث مصر ص ۱۶۳) (۲؎ المواہب اللدینۃ المقصد العاشر الفصل الثالث المکتب الاسلامی بیروت ۴ / ۶۲۵) (۳؎ شرح الزرقانی علی المواہب الدینیۃ المقصد العاشر دارالمعرفۃ بیروت ۸ /۳۴۹) (۴؎ التذکرۃ فی احوال الموتی والآخرۃ باب فی بعث النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من قبرہ دارالحدیث مصر ص ۱۶۳) (۱؎ التذکرۃ فی احوال الموتی باب فی البعث النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دارالحدیث مصر ص ۱۶۳) (مشکوۃ المصابیح باب الکرامات فصل الثالث مطبع مجتبائی دہلی ص ۵۴۶)

ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، وہ کہتے ہیں: میں کوہ طور کی طرف گیا اور کعب احبار سے ملا ان کے پاس بیٹھا، انہوں نے مجھے تورات کی روایتیں سنائیں اور میں نے ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کیں، ان میں ایک حدیث یہ بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: بہتر دن کہ آفتاب نے اس پر طلوع کیا جمعہ کا دن ہے، اسی میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اسی میں انھیں اترنے کا حکم ہوا اور اسی میں ان کی توبہ قبول ہوئی اور اسی میں ان کا انتقال ہوا اور اسی میں قیامت قائم ہوگی اور کوئی جانور ایسا نہیں کہ جمعہ کے دن صبح کے وقت آفتاب نکلنے تک قیامت کے ڈر سے چیختا نہ ہو سوا آدمی اور جن کے اور اس میں ایک ایسا وقت ہے کہ مسلمان بندہ نماز پڑھنے میں اسے پالے تو اللہ تعالٰی سے جس شے کا سوال کرے وہ اسے دے گا۔ کعب نے کہا سال میں ایسا ایک دن ہے؟ میں نے کہا بلکہ ہر جمعہ میں ہے، کعب نے تورات پڑھ کر کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں پھر میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ملا اور کعب احبار کی مجلس اور جمعہ کے بارے میں جو حدیث بیان کی تھی اس کا ذکر کیا اور یہ کہ کعب نے کہا تھا، یہ ہر سال میں ایک دن ہے، عبداللہ بن سلام نے کہا کعب نے غلط کہا، میں نے کہا پھر کعب نے تورات پڑھ کر کہا بلکہ وہ ساعت ہر جمعہ میں ہے، کہا کعب نے سچ کہا، پھر عبداللہ بن سلام نے کہا تمھیں معلوم ہے یہ کون سی ساعت ہے؟ میں نے کہا مجھے بتاؤ اور بخل نہ کرو، کہا جمعہ کے دن کی پچھلی ساعت ہے، میں نے کہا پچھلی ساعت کیسے ہوسکتی

ہے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے تو فرمایا ہے مسلمان بندہ نماز پڑھتے میں اسے پائے اور وہ نماز کا وقت نہیں۔ عبداللہ بن سلام نے کہا، کیا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ جو کسی مجلس میں انتظار نماز میں بیٹھے وہ نماز میں ہے میں نے کہا ہاں، فرمایا تو یہ کہا تو وہ یہی ہے یعنی نماز پڑھنے سے نماز کا انتظار مراد ہے۔

(الموطا للامام مالک، کتاب الجمعۃ، باب ماجاء فی الساعۃ التی فی یوم الجمعۃ، الحدیث: ۲۴۳، ج ۱، ص ۱۱۵)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعب احبار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے پوچھا، ارباب علم کون ہیں؟ کہا، وہ جو جانتے ہیں اس پر عمل کرتے ہیں۔ فرمایا: کس چیز نے علما کے قلوب سے علم کو نکال دیا؟ کہا، طمع نے۔

(سنن الدارمی، باب صیانۃ العلم، الحدیث: ۵۸۳، ج ۱، ص ۱۵۲)

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے دن لوگوں پر ظلم کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ تو ڈرتا نہیں؟ ایسے دن میں ظلم کرتا ہے جس دن قیامت قائم ہوگی اور جس دن تیرا باپ آدم علیہ السلام پیدا ہوا۔

(تنبیہ المغترین، الباب الاول، ص ۶۵)

حضرت کعب احبار فرماتے ہیں: نمازی کے سامنے گزرنے والا اگر جانتا کہ اس پر کیا گناہ ہے؟ تو زمین میں دھنس جانے کو گزرنے سے بہتر جانتا۔

(الموطا، کتاب قصر الصلاۃ فی السفر، باب التشدید فی ان یمر احد بین یدی المصلی، الحدیث: ۳۷۱، ج ۱، ص ۱۵۳)

(۲) کثیر ابن عبداللہ ابن عمرو ابن عوف:

حضرتِ سیدنا کثیر بن عبداللہ مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد اور اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اس آیت کریمہ کے بارے میں سوال کیا گیا، میں سوال کیا گیا،

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰىۙ﴿۱۴﴾ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰىؕ﴿۱۵﴾ (پ ۳۰، الاعلیٰ: ۱۴، ۱۵)

ترجمہ کنز الایمان: بے شک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔

تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، یہ آیت صدقہ فطر کے بارے میں نازل ہوئی۔

(ابن خزیمہ، جماع ابواب قسم الصدقات، باب ذکر ثناء اللہ عز وجل علی مودی صدقۃ الفطر، رقم ۲۴۲۰، ج ۴، ص ۹۰)

روایت ہے حضرت کثیر ابن عبداللہ سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کا آزاد کردہ غلام ان ہی میں سے ہے اور قوم کا حلیف ان ہی میں سے ہے اور قوم کا بھانجا ان ہی میں سے ہے (دارمی)

(۳) کثیر ابن قیس:

حضرتِ سیِّدُ نا کثیر بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرتِ سیِّدُ نا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دمشق کی مسجد میں بیٹھا تھا تو ایک آدمی نے آکر کہا: اے ابودرداء! بے شک میں تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ کالہ وسلم کے شہر مدینہ طیبہ سے یہ سن کر آیا ہوں کہ آپ کے پاس کوئی حدیث ہے جسے آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ کالہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اور میں کسی دوسرے کام کے لیے نہیں آیا ہوں۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ کالہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص علم (دین) حاصل کرنے کے لیے سفر کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اسے جنت کے راستوں میں سے ایک راستے پر چلاتا ہے اور طالب علم کی رضا حاصل کرنے کے لیے فرشتے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں اور ہر وہ چیز جو آسمان وزمین میں ہے یہاں تک کہ مچھلیاں پانی کے اندر عالم کے لیے دعائے مغفرت کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کی فضیلت ستاروں پر، اور علماء انبیائے کرام علیہم السلام کے وارث وجانشین ہیں۔ انبیائے کرام علیہم السلام کا ترکہ دینار ودرہم نہیں ہیں۔ انہوں نے وراثت میں صرف علم چھوڑا ہے تو جس نے اسے حاصل کیا اس نے پورا حصہ پایا۔

(سنن ابوداؤد، کتاب العلم، باب الحث علی طلب العلم، الحدیث ۳۶۴۱، ج ۳، ص ۴۴۴)

(۴) کریب ابن ابی مسلم:

حضرت سیدنا کریب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لے کر ابولہب کی بھٹی کی طرف جا رہا تھا کہ انہوں نے مجھ سے دریافت فرمایا: کیا ہم فلاں مقام پر پہنچ گئے ہیں؟ تو میں نے عرض کی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اب اس مقام کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ تو انہوں نے ارشاد فرمایا: مجھے میرے والد عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا: میں اس جگہ پر حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ تھا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص دو چادریں اوڑھے متکبرانہ چال چلتا ہوا آیا، وہ اپنی چادریں دیکھتا ہوا اس پر اترا رہا تھا کہ اللہ عزوجل نے اسے اِس جگہ زمین میں دھنسا دیا اب وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی رہے گا۔ (مسند ابی یعلی الموصلی، مسند العباس بن عبدالمطلب، الحدیث: ۶۶۶۹، ج ۶، ص ۵)

حضرتِ سیدنا کریب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ کالہ وسلَّم نے فرمایا کہ ہے کوئی جو جنت کو پانے کے لئے کمر بستہ ہو؟ کیونکہ جنت وہ جس کا کبھی کسی کو خیال بھی نہیں گزرا ہوگا، ربِّ کعبہ کی قسم! جنت جھلملاتے اور کھلکھلاتے پھول، مضبوط محل، رواں نہروں، پکے ہوئے پھلوں، حسین وخوبصورت بیویوں، بے شمار جنتی

ملبوسات اور ہمیشہ رہنے والے سلامتی والے گھر اور پھلوں والے سرسبز بلند و بالا محل والی کشادہ نعمت ہے۔ تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا کہ ہم اسکے لئے کمربستہ ہونے والے ہیں۔ فرمایا کہ ان شاء اللہ کہو۔ تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ان شاء اللہ کہا۔ (ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب صفۃ الجنۃ، رقم ۴۳۳۲، ج ۴، ص ۵۳۵)

روایت ہے حضرت کریب سے کہ حضرت ابن عباس اور مسور ابن مخرمہ اور عبدالرحمان ابن ازہر نے انہیں حضرت عائشہ کے پاس بھیجا کہا کہ ہم سب کا انہیں سلام کہنا اور ان سے عصر کے بعد والی دو رکعتوں کے متعلق پوچھنا فرماتے ہیں میں حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہیں وہ پیغام پہنچایا جو مجھے دے کر بھیجا تھا انہوں نے کہا ام سلمہ سے پوچھو میں ان حضرات کی طرف لوٹا انہوں نے مجھے ام سلمہ کے پاس لوٹایا ام سلمہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے منع فرماتے سنا پھر میں نے آپ کو یہ رکعتیں پڑھتے دیکھا پھر آپ تشریف لائے تو میں نے آپ کی خدمت میں لڑکی کو بھیجا اور میں نے کہہ دیا کہ آپ سے عرض کرنا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمہ عرض کرتی ہیں کہ میں نے آپ کو ان دو رکعتوں سے منع کرتے سنا اور آپ کو پڑھتے دیکھتی ہوں فرمایا اے ابی امیہ کی بیٹی تم نے عصر کے بعد دو رکعتوں کے متعلق مجھ سے پوچھا میرے پاس عبدالقیس کے کچھ لوگ آئے تھے جنہوں نے مجھے ظہر کے بعد والی دو رکعتوں سے باز رکھا یہ وہی دو رکعتیں ہیں (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت کریب ابن عباس کے مولے سے وہ عبداللہ ابن عباس سے راوی کہ ان کا فرزند قدید یا عسفان میں وفات پا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اے کریب دیکھو کتنے لوگ جمع ہو گئے فرماتے ہیں میں نکلا تو کچھ لوگ جمع ہو ہی گئے تھے میں نے آپ کو خبر دی، فرمایا کیا تم کہہ سکتے ہو کہ چالیس ہوں گے میں نے کہا ہاں، فرمایا میت کو لاؤ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ایسا کوئی مسلمان نہیں جو مر جائے اس کے جنازے پر چالیس آدمی کھڑے ہوں جو اللہ کا کوئی شریک نہ بناتے ہوں اللہ ان کی سفارش اس میت کے بارے میں ضرور قبول فرماتا ہے (مسلم)

(۵) ابو کریب ابن محمد ابن علاء:

روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا اور اس کی بہترین بی بی مریم بنت عمران ہیں اور اس کی بہترین بی بی خدیجہ بنت خویلد ہیں (مسلم، بخاری) اور ایک روایت میں ہے کہ ابو کریب نے فرمایا کہ وکیع نے اس آسمان و زمین کی طرف اشارہ کیا

ک۔۔۔تابعیات

(۱) کبشہ بنت کعب ابن مالک:

یہ قبیلہ انصار کی بہت ہی جاں نثار صحابیہ ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم نے ان کی مشک کے منہ سے اپنا منہ لگا کر پانی نوش فرمالیا تو حضرت کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس مشک کا منہ کاٹ کر تبرکاً اپنے پاس رکھ لیا

(الاستیعاب، باب النساء، باب الکاف ۳۵۱۱، کبشۃ الانصاریۃ، ج ۴، ص ۴۶۰)

ترمذی نے کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں: میرے یہاں رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم تشریف لائے، مشک لٹکی ہوئی تھی، اس کے دہانے سے کھڑے ہوکر پانی پیا۔ (حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم) کے اس فعل کو علما نے بیان جواز پر محمول کیا ہے)، میں نے مشک کے دہانے کو کاٹ کر رکھ لیا۔ (سنن الترمذي، کتاب الاشربۃ، باب ماجاء في الرخصۃ ۔۔۔ إلخ، الحدیث: ۱۸۹۹، ج ۳، ص ۳۵۵) (سنن ابن ماجہ، کتاب الاشربۃ، باب الشرب قائما، الحدیث: ۳۴۲۳، ج ۴، ص ۸۰)

روایت ہے حضرت کبشہ بنت کعب ابن مالک سے آپ ابوقتادہ کے فرزند کی بیوی تھیں۔ ابوقتادہ ان کے پاس آئے تو انہوں نے ابوقتادہ کے لیئے وضو کا پانی انڈیلا بلی آکر اس سے پینے لگی آپ نے اس کے لیئے برتن جھکا دیا حتی کہ اس نے پی لیا کبشہ فرماتی ہیں کہ مجھے ابوقتادہ نے اپنی طرف دیکھتے ہوئے ملاحظہ کیا تو بولے بھتیجی کیا تم تعجب کرتی ہو بولیں ہاں تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلی نجس نہیں وہ تو تم پر پھرنے والے یا پھرنے والیوں میں سے ہے

(مالک، احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی)

(۲) کریمہ بنت ہمام:

روایت ہے کریمہ بنت ہمام سے کہ ایک عورت نے جناب عائشہ سے مہندی کے خضاب کے متعلق پوچھا آپ بولیں کوئی حرج نہیں لیکن میں اسے ناپسند کرتی ہوں میرے محبوب اس کی مہک ناپسند کرتے تھے (ابوداؤد، نسائی)

(۳) ام کرز:

روایت ہے حضرت ام کرز سے فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ پرندوں کو ان کے گھونسلوں میں رکھو فرماتی ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ہیں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری تمہیں مضر نہیں کہ نر ہوں یا مادہ (ابوداؤد، ترمذی) اور نسائی نے یہاں سے روایت کی عن الغلام، الخ اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں : لم یبق من النبوۃ الا مبشرات الرؤیا الصالحۃ. رواہ البخاری [1] عن ابی ھریرۃ و زاد مالك یراھا الرجل الصالح او تری له [2] والاحمد وابن ماجۃ وابن خزیمۃ وابن حبان وصححاہ عن ام کرز ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات [3] وللطبرانی فی الکبیر عن حذیفۃ بسند صحیح ذھبت النبوۃ فلا نبوۃ بعدی الا المبشرات الرؤیا الصالحۃ یراھا الرجل او تری له [4]۔ یعنی "نبوت گئی اب میرے بعد نبوت نہیں، ہاں بشارتیں باقی ہیں، اچھے خواب"۔ اسے بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ اور مالک نے زیادہ کیا کہ نیک آدمی دیکھے یا اس کے لئے دیکھا جائے۔ احمد، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے روایت کیا اور اس کی تصحیح کی ام کرز سے کہ نبوت چلی گئی اور مبشرات باقی رہ گئے۔ اور طبرانی نے کبیر میں حذیفہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا کہ میرے بعد نبوت نہیں مگر بشارتیں باقی ہیں اچھا خواب کہ نیک آدمی دیکھے یا اس کیلئے دیکھا جائے۔ (ت)

(1۔ صحیح البخاری کتاب التعبیر باب مبشرات قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۰۳۵) (2۔ مؤطا امام مالک ماجاء فی الرؤیا میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۷۴۳) (3۔ سنن ابن ماجہ ابواب التعبیر الرؤیا باب الرؤیا الصالحۃ یراہا المسلم الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۸۶) (مسند احمد بن حنبل حدیث ام کرز رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/۳۸۱) (4۔ معجم الکبیر حدیث ۳۰۵۱ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۳/۱۷۹)

(۴) ام کلثوم بنت عقبہ ابن ابی معیط:

یہ مکہ مکرمہ میں مسلمان ہوئیں اور چونکہ مفلسی کی وجہ سے سواری کا انتظام نہ ہو سکا اس لئے پیدل چل کر انہوں نے ہجرت کی اور مدینہ منورہ پہنچ کر حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے بیعت ہوئیں مدینہ میں ان سے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے نکاح فرمالیا پھر جب وہ جنگ موتہ میں شہید ہو گئے تو ان سے جنتی صحابی حضرت زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے نکاح فرمالیا پھر طلاق دے دی تو دوسرے جنتی صحابی حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ان سے نکاح فرمالیا اور ان کے شکم سے ابراہیم وحمید دو فرزند پیدا ہوئے پھر جب حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ کی وفات ہوگئی تو فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ان سے نکاح کیا اور چند مہینے زندہ رہ کر وفات پا گئیں یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ماں کی طرف سے بہن ہیں۔

(الاستیعاب، کتاب کنی النساء، باب الکاف ۳۶۳۷، ام کلثوم بنت عقبۃ، ج ۴، ص ۵۰۸)

حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی ہے کہ سرکار والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک ومختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ایسے اہل قرابت پر صدقہ کرنا افضل ہے جو پوشیدہ دشمنی رکھتا ہو۔ (صحیح ابن خزیمۃ، باب فضل الصدقۃ علی ذی رحم الکاشح، الحدیث: ۲۳۸۶، ج ۴، ص ۷۷۔ ۷۸)

ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: وہ شخص جھوٹا نہیں جو دوگوں کے درمیان صلح کرائے کہ اچھی بات پہنچاتا ہے یا اچھی بات کہتا ہے۔

(صحیح البخاري، کتاب الصلح، باب ما جاء في الاصلاح بین الناس، الحدیث: ۲۶۹۲، ج ۲، ص ۲۱۰)

☆☆☆☆☆

ل۔۔۔صحابہ کرام

(۱) لقیط ابن عامر ابن صبرہ:

روایت ہے حضرت لقیط ابن صبرہ سے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وضو کے متعلق خبر دیجئے فرمایا وضو پورا کرو انگلیوں کے درمیان خلال کرو اور ناک کے پانی میں مبالغہ کرو مگر جب تم روزہ دار ہو (ابوداؤد) ترمذی اور نسائی نے روایت کی اور ابن ماجہ و دارمی نے بین الاصابع تک روایت کی۔

روایت ہے حضرت ابورزین عقیلی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مؤمن کی خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اور وہ پرندے کے پاؤں پر ہوتی ہے جب تک اس کی خبر نہ دی جاوے جب وہ بیان کردی جاوے تو واقع ہوجاتی ہے مجھے خیال ہے کہ انہوں نے کہا کہ خواب نہ بیان کرو مگر دوست سے یا عاقل سے (ترمذی) اور ابوداؤد کی روایت میں ہے فرمایا کہ پرندے کے پاؤں پر ہے جب تک تعبیر نہ دی جاوے جب تعبیر دے دی جاوے تو واقع ہوکر رہتی ہے غالباً انہوں نے فرمایا کہ خواب نہ بیان کرو مگر محبت والے پر یا عقل والے پر روایت ہے حضرت ابورزین سے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہیں اس چیز کی اصل پر رہبری نہ کروں جس سے تم دنیا و آخرت کی بھلائی پالو تم ذکر والوں کی مجلس اختیار کرو اور جب تم تنہائی میں ہو تو جہاں تک کرسکو اپنی زبان اللہ کے ذکر میں ہلاتے رہو اور اللہ کی راہ میں محبت کرو اور اللہ کی راہ میں عداوت کرو اے ابورزین کیا تمہیں خبر ہے کہ کوئی شخص اپنے گھر سے اپنی بھائی کی ملاقات کے لیے نکلتا ہے تو اسے ستر ہزار فرشتے پہنچاتے ہیں وہ تمام اس کے لیے دعا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ الٰہی اس نے تیری راہ میں جوڑا ہے تو اسے جوڑ دے تو اگر کرسکو کہ اپنے جسم کو اس میں مشغول کرو تو ضرور کرو روایت ہے حضرت ابورزین عقیلی سے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ خدا تعالیٰ مخلوق کو کیسے لوٹائے گا اور اس کی خلقت میں اس کی نشانی کیا ہے فرمایا کیا تم اپنی قوم کے جنگل میں خشک سالی میں نہیں گزرے تھے وہاں اس وقت نہ گزرے جب سبزہ سے لہلہارہی ہیں میں نے عرض کیا ہاں فرمایا تو یہ اللہ کی نشانی ہے اس کی مخلوق ہیں اسی طرح اللہ مردے زندہ کردے گا ان دونوں کو رزین نے روایت کیا

(۲) لبید ابن ربیعہ:

حضرت لبید بن ربیعہ عامری۔ طالب ہاشمی ابوعقیل لبید بن ربیعہ عامری کا شمار جاہلی عرب کے ان شعراء میں ہوتا ہے جو عزت اور شہرت کے آسمان پر آفتاب بن کر چمکے اور دنیا نے جنہیں امراء القیس، نابغہ ذبیانی، زہیر بن ابی سلمٰی، عمرو بن

کلثوم، اعشیٰ بن قیس اور طرفہ بن العبد جیسے نامور شعراء کی صف کا شاعر تسلیم کیا۔لبید کی عظمت کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہوسکتی ہے کہ خود سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بعض اشعار پر اظہارِ پسندیدگی فرمایا۔ وہ ان سات شعراء (اصحاب المعلقات یا المذہبات) میں سے ایک تھے جن کے قصائد زمانہ جاہلیت میں اہلِ مکہ نے کعبہ میں آویزاں کر رکھے تھے۔

لبید کا نسب نامہ یہ ہے: لبید بن ربیعہ بن عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر صعصعہ عامری۔لبید کے والد ربیعہ بن عامر اپنے قبیلے کے رؤسا میں سے تھے اور جود وسخا میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔بیسیوں غرباء و مساکین ان کے دسترخوان پر پرورش پاتے تھے، اور ان کی اسی فیاضی اور سیر چشمی نے انہیں قوم کی طرف سے ربیع المقترین کا خطاب دلایا تھا۔لبید اسی نامور باپ کے خلف الرشید تھے۔فیاضی اور غریب پروری انہوں نے باپ سے ورثے میں پائی اور تمام عمر اسے بڑی شان اور وقار سے نباہا۔اس کے علاوہ وہ شجاعت و شہامت، شہسواری، سلامتیٔ طبع اور راست بازی جیسے اوصاف سے بھی آراستہ تھے۔ان کو اوائل عمر ہی سے شعر و شاعری سے لگاؤ تھا۔عہدِ شباب میں ایک دفعہ اپنے چچاؤں کے ساتھ نعمان ابوقابوس کے دربار میں گئے تو وہاں عظیم جاہلی شاعر نابغہ ذبیانی سے ملاقات ہوگئی۔اس نے ان کا کلام سن کر بہت داد دی اور کہا کہ تم بنی عامر اور بنو قیس کے تمام شاعروں سے بڑھ گئے۔اس کے بعد وہ رفتہ رفتہ جاہلی عرب کے شعراء کی صفِ اوّل میں آگئے اور تمام عالمِ عرب میں ان کی شہرت پھیل گئی۔..........☆☆☆..........زمانہ جاہلیت میں لبید اکثر مکے آتے جاتے رہتے تھے۔اپنے شاعرانہ کمالات کی بدولت وہ قریش کے نزدیک بڑی قدر و منزلت کے حامل تھے۔ابن اثیر کا بیان ہے کہ 5بعدِ بعثت میں ایک دفعہ وہ مکہ آئے تو اہلِ مکہ نے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیا۔وہ اُس وقت تک شرفِ اسلام سے بہرہ ور نہیں ہوئے تھے اس لیے حسبِ سابق قریش کی محافلِ شعر و سخن کو گرمانے لگے۔ایک دن ایسی ہی ایک محفل میں اپنا قصیدہ سنا رہے تھے، جب یہ مصرع پڑھا: الاکل شئ ماخلا اللہ باطل (خبردار رہو کہ اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے) تو جلیل القدر صحابی حضرت عثمان بن مظعون، جو اس مجلس میں موجود تھے، بے اختیار پکار اٹھے: تم نے سچ کہا۔لیکن جب انہوں نے دوسرا مصرع پڑھا: وکل نعیم لامحالۃ زائل (اور ہر نعمت لامحالہ زائل ہونے والی ہے) تو حضرت عثمان بن مظعون بول اٹھے: یہ غلط ہے، جنت کی نعمتیں ابدی ہیں اور کبھی زائل نہ ہوں گی۔اس پر سارے مجمع میں شور مچ گیا، لوگ حضرت عثمان بن مظعون کو برا بھلا کہنے لگے اور لبید سے یہ شعر دوبارہ پڑھنے کی فرمائش کی۔انہوں نے اس شعر کی تکرار کی تو حضرت عثمان نے بھی اپنے الفاظ کا اعادہ کیا۔اس پر لبید سخت برافروختہ ہوئے اور قریش سے مخاطب ہو کر کہنے لگے: اے برادرانِ قریش، خدا کی قسم پہلے تمہاری مجلسوں کی یہ کیفیت نہ تھی، نہ ان میں بیٹھنا کسی کے لیے باعثِ ننگ و عار تھا اور نہ کبھی بدتمیزی نے ان میں راہ پائی تھی۔اگر یہ شخص مجھے اسی طرح ٹوکتا رہا تو میں اپنا کلام سنا چکا۔لبید کی باتیں سن کر مشرکین بھڑک اٹھے اور انہوں نے حضرت عثمان بن مظعون کو برا بھلا کہنے پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ ان پر ہاتھ اٹھانے سے بھی دریغ نہ کیا۔اس موقع پر جو ہوا سو ہوا لیکن جب اس واقعہ کے پندرہ سولہ سال بعد اللہ تعالیٰ نے لبید بن ربیعہ کو بھی آستانہ اسلام پر جھکا دیا تو ان کے ردیں

روئیں نے گواہی دی کہ بے شک عثمان بن مظعون نے جو کچھ کہا تھا، وہ سچ تھا۔ حافظ ابن عبد البر نے "الاستیعاب" میں لکھا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو لبید کا یہ مصرع بہت پسند تھا: الا کل شیئ ما خلا اللہ باطل حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شعراء کے کلام میں لبید کا یہ کلام بہت اچھا ہے۔.........☆☆☆.........لبید کے والد نے اسلام کا زمانہ نہیں پایا، خود لبید بعثتِ نبوی کے وقت بوڑھے ہو چکے تھے۔ اگرچہ وہ فطرتاً ایک سلیم الطبع اور شریف النفس آدمی تھے لیکن تعجب ہے کہ وہ عہدِ رسالت کے آخر میں شرفِ اسلام سے بہرہ ور ہوئے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ بڑھاپے میں اپنا آبائی مذہب یا عقیدہ تبدیل کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ حافظ ابن عبد البر اور بعض دوسرے اہلِ سیر نے لکھا ہے کہ حضرت لبید بن ربیعہ 9 ہجری میں قبیلہ بنو جعفر بن کلاب کے وفد کے ساتھ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور سعادت اندوزِ اسلام ہو گئے۔ اُس وقت ان کی عمر بہ اختلافِ روایت نوے یا ایک سو تیرہ برس کی تھی۔ علامہ ابن اثیر کا بیان ہے کہ حضرت لبید بن ربیعہ نے 41 ہجری میں 145 سال کی عمر میں بمقام کوفہ وفات پائی۔ اس حساب سے قبولِ اسلام کے وقت یعنی 9 ہجری میں ان کی عمر 113 برس کے لگ بھگ ٹھہرتی ہے، گویا وہ حالتِ اسلام میں 22 برس جیئے۔ دوسری طرف اصابہ اور اغانی کی راویت کے مطابق وہ حالتِ اسلام میں 55 برس جیئے۔ اس حساب سے قبولِ اسلام کے وقت ان کی عمر نوے برس قرار دینی پڑے گی۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اکثر اربابِ سیر نے لکھا ہے کہ ایمان لانے کے بعد حضرت لبید نے شاعری ترک کر دی اور تادمِ مرگ ایک یا دو کے سوا کوئی شعر نہیں کہا، فرمایا کرتے تھے کہ اللہ نے مجھے شعر کے عوض سورۂ بقرہ اور آلِ عمران دی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے اپنے عہدِ خلافت میں ایک مرتبہ حضرت لبید سے پوچھ بھیجا کہ آپ نے زمانۂ اسلام میں کون سے اشعار کہے۔ جب انہوں نے جواب میں کہلا بھیجا کہ شعر کے عوض مجھے اللہ نے بقرہ اور آلِ عمران دی ہیں تو حضرت عمر اتنے خوش ہوئے کہ انہوں نے لبید کا وظیفہ بڑھا کر دو ہزار کر دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ امیر معاویہ نے اپنے زمانے میں ایک مرتبہ حضرت لبید سے کہا: لبید میرا اور تمہارا وظیفہ برابر ہے، میں تمہارا وظیفہ گھٹا دوں گا۔ انہوں نے کہا: کچھ دن توقف کیجیے، اس کے بعد میرا وظیفہ بھی آپ ہی لے لیجیے گا۔ (یہ اپنی کبرسنی کی طرف اشارہ تھا) امیر معاویہ نے شاید از راہِ تفنن وظیفہ گھٹانے کی بات کی تھی۔ حضرت لبید کا جواب سن کر وہ خاموش ہو گئے اور وظیفہ کی رقم میں کوئی کمی نہیں کی۔ حضرت لبید نہایت مخیر اور کشادہ دست تھے، اس لیے معقول وظیفہ کے باوجود وہ تنگدست رہتے تھے۔ حافظ ابن عبد البر کا بیان ہے کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں عہد کیا تھا کہ جب بادِ صبا چلا کرے گی تو وہ جانور ذبح کر کے لوگوں کو کھلایا کریں گے۔ اس عہد کو وہ زندگی بھر نباہتے رہے۔ کہا جاتا ہے کہ لوگوں کو ان کی تنگدستی کا علم ہو گیا تھا چنانچہ جب بادِ صبا چلتی تو وہ اونٹ جمع کر کے ان کی خدمت میں ہدیۃً پیش کر دیتے تھے اور وہ انہیں ذبح کر کے لوگوں کو کھلا دیتے۔ اس طرح ان کا عہد اور ارمان دونوں پورے ہو جاتے تھے۔.........☆☆☆.........اربابِ سیر نے حضرت لبید بن ربیعہ کے محاسنِ اخلاق کی بے حد تعریف کی ہے اور لکھا ہے کہ وہ نہایت مخیر، فیاض، شہسوار، شجاع اور صادق القول تھے۔ جاہلیت میں

بھی معزز اور شریف تھے اور اسلام میں بھی۔ ابن قتیبہ نے ان کے سلیم الفطرت ہونے کے ثبوت میں یہ شعر پیش کیا ہے جو انہوں نے زمانہ جاہلیت میں کہا تھا وکل امری یوما سیعلم سعیہ اذا کشف عندالالہ المحاصل (اور ہر انسان کو اپنی کوششوں کا نتیجہ اُس وقت معلوم ہوگا جب اس کے نتائج اللہ کے سامنے ظاہر ہوں گے) عرب کے فحول شعراء میں حضرت لبید بن ربیعہ کا مرتبہ اتنا بلند تھا کہ ایک دفعہ عرب کا نامور شاعر فرزدق ان کا یہ شعر سن کر بے اختیار سجدے میں گر گیا: رجلا السیول عن الطول کانھا زبر تجد متونھا اقلامھا (اور سیلاب نے ٹیلوں کو اس طرح مجلّی کر دیا گویا وہ کتاب کے صفحات ہیں جن کے متن کو قلم نے درست کیا) لوگوں نے فرزدق سے پوچھا: یہ کیسا سجدہ ہے؟ کہنے لگا: یہ سجدۂ شعر ہے، جس طرح لوگ قرآن کے مقاماتِ سجدہ کو جانتے ہیں، میں شاعری کے مقام سجدہ کو پہچانتا ہوں۔ حضرت لبید بن ربیعہ کا دیوان چھپ چکا ہے اور اس کی جرمن زبان مین شرح بھی لکھی جا چکی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت ہی سچی بات جو شاعر کہے وہ لبید کی بات ہے کہ یقیناً اللہ کے سواء ہر چیز فانی ہے (مسلم، بخاری)

(۳) ابولبابہ:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝ ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو اللہ اور رسول سے دغا نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت۔ (پ9، الانفال: 27)

یہ آیت ابولبابہ ہارون بن عبدالمنذر انصاری کے حق میں نازل ہوئی۔ واقعہ یہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودِ بنی قُریظہ کا دو ہفتے سے زیادہ عرصہ تک محاصرہ فرمایا، وہ اس محاصرہ سے تنگ آ گئے اور ان کے دل خائف ہو گئے تو ان سے ان کے سردار کعب بن اسد نے یہ کہا کہ اب تین شکلیں ہیں یا تو اس شخص یعنی سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرو اور ان کی بیعت کر لو کیونکہ قسم بخدا وہ نبیِ مُرسَل ہیں یہ ظاہر ہو چکا اور یہ وہی رسول ہیں جن کا ذکر تمہاری کتاب میں ہے، ان پر ایمان لے آئے تو جان مال اہل و اولاد سب محفوظ رہیں گے مگر اس بات کو قوم نے نہ مانا تو کعب نے دوسری شکل پیش کی اور کہا کہ تم اگر اسے نہیں مانتے تو آؤ پہلے ہم اپنے بی بی بچوں کو قتل کر دیں پھر تلواریں کھینچ کر محمدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے اصحاب کے مقابل آئیں کہ اگر ہم اس مقابلہ میں ہلاک بھی ہو جائیں تو ہمارے ساتھ اپنے اہل و اولاد کا غم تو نہ رہے، اس پر قوم نے کہا کہ اہل و اولاد کے بعد جینا ہی کس کام کا تو کعب نے کہا یہ بھی منظور نہیں ہے تو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صلح کی درخواست کرو شاید اس میں کوئی بہتری کی صورت نکلے تو انہوں نے حضور سے صلح کی درخواست کی لیکن حضور نے منظور نہ فرمایا سوائے اس کے کہ اپنے حق میں سعد بن معاذ کے فیصلہ کو منظور کریں، اس پر انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس ابولبابہ کو بھیج دیجئے کیونکہ ابولبابہ سے ان کے تعلقات تھے اور ابولبابہ کا مال اور ان کی اولاد اور ان

کے عیال سب بنی قُریظہ کے پاس تھے، حضور نے ابولبابہ کو بھیج دیا۔ بنی قُریظہ نے ان سے رائے دریافت کی کہ کیا ہم سعد بن معاذ کا فیصلہ منظور کرلیں کہ جو کچھ وہ ہمارے حق میں فیصلہ دیں وہ ہمیں قبول ہو۔ ابولبابہ نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیر کر اشارہ کیا کہ یہ تو گلے کٹوانے کی بات ہے، ابولبابہ کہتے ہیں کہ میرے قدم اپنی جگہ سے ہٹنے نہ پائے تھے کہ میرے دل میں یہ بات جم گئی کہ مجھ سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خیانت واقع ہوئی، یہ سوچ کر وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تو نہ آئے سیدھے مسجد شریف پہنچے اور مسجد شریف کے ایک ستون سے اپنے آپ کو بندھوا لیا اور اللہ کی قسم کھائی کہ نہ کچھ کھائیں گے نہ پئیں گے یہاں تک کہ مرجائیں یا اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرے۔ وقتاً فوقتاً ان کی بی بی آکر انہیں نمازوں کے لئے اور انسانی حاجتوں کے لئے کھول دیا کرتی تھیں اور پھر باندھ دیئے جاتے تھے۔ حضور کو جب یہ خبر پہنچی تو فرمایا کہ ابولبابہ میرے پاس آتے تو میں ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتا لیکن جب انہوں نے یہ کیا ہے تو میں انہیں نہ کھولوں گا جب تک اللہ ان کی توبہ قبول نہ کرے۔ وہ سات روز بندھے رہے نہ کچھ کھایا نہ پیا یہاں تک کہ بے ہوش ہوکر گر گئے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی، صحابہ نے انہیں توبہ قبول ہونے کی بشارت دی تو انہوں نے کہا میں خدا کی قسم نہ کھلوں گا جب تک رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے خود نہ کھولیں۔ حضرت نے انہیں اپنے دستِ مبارک سے کھول دیا، ابولبابہ نے کہا میری توبہ اس وقت پوری ہوگی جب میں اپنی قوم کی بستی چھوڑ دوں جس میں مجھ سے یہ خطا سرزد ہوئی اور میں اپنے کُل مال کو اپنے مِلک سے نکال دوں۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تہائی مال کا صدقہ کرنا کافی ہے، ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے فرماتے ہیں کہ بدر کے دن ہم ایک ایک اونٹ پر تین تین تھے تو ابولبابہ اور علی بن ابی طالب رسول اللہ کے ساتھی تھے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (چلنے کی) باری آتی تو یہ دونوں عرض کرتے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چل لیں گے تو حضور فرماتے کہ تم دونوں مجھ سے زیادہ قوی نہیں اور میں ثواب سے مستغنی تم سے بڑھ کر نہیں (شرح السنہ)

روایت ہے حضرت ابولبابہ سے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری توبہ سے یہ ہے کہ میں اپنی قوم کی جگہ چھوڑ دوں جہاں میں نے یہ گناہ کیا اور یہ ہے کہ اپنے سارے مال سے علٰیحدہ ہوجاؤں صدقہ کرتے ہوئے فرمایا تمہیں تہائی کافی ہے (رزین)

روایت ہے حضرت ابولبابہ ابن عبدالمنذر سے فرماتے ہیں فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمعہ کا دن اللہ کے نزدیک تمام دنوں کا سردار اور تمام سے بڑا ہے اور وہ اللہ کے نزدیک عید بقر اور عید الفطر کے دنوں سے بھی بڑا ہے اس میں پانچ اوصاف ہیں اللہ نے حضرت آدم کو اس میں پیدا کیا اور اللہ نے اس میں حضرت آدم کو زمین کی طرف اتارا اسی میں اللہ نے حضرت آدم کو وفات دی اور اس میں ایک ساعت ایسی ہے جس میں بندہ کوئی شے نہیں مانگتا مگر رب اسے دیتا ہے جب

تک کہ حرام چیز نہ مانگے اسی میں قیامت قائم ہوگی کوئی مقرب فرشتہ آسمان، زمین، ہوائیں، پہاڑ، دریا ایسے نہیں جو جمعے کے دن سے خوف نہ کرتے ہوں (ابن ماجہ)

(سنن ابن ماجہ ابواب اقامۃ الصلوۃ والسنۃ فیہا باب فی فضل الجمعۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۷۷)

(۴) ابولبیبہ

آپ عبدالرحمن بن عطا القرشی ہیں' آپ نے سعید بن مسیب' سلیمان بن یسار' عبدالملک بن جابر بن عتیک' محمد بن جابر بن عبداللہ اور ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر سے روایات لیں جبکہ آپ کے تلامذہ میں بکیر بن سلیم الصواف' حاتم بن اسماعیل' داؤد بن قیس الفرائی' سعد بن صلت البجلی' سلیمان بن بلال' عبدالعزیز بن محمد الدراوردی' محمد بن عبدالرحمن بن ابوذئب اور ہشام بن سعد شامل ہیں۔ امام ابوحاتم نے آپ کو شیخ (صیغہ توثیق) سے پکارا ہے اور نسائی اور امام ابن حبان کے ہاں آپ ثقہ فی الحدیث ہیں۔ امام ابن سعد فرماتے ہیں کہ آپ کا وصال خلیفہ منصور کے دور میں 143 ہجری میں ہوا اور آپ ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔ (تہذیب الکمال للمزی جلد 17 صفحہ 285' رقم الحدیث: 3906)

ل۔۔۔تابعین عظام

(۱) لیث ابن سعد:

حضرت سیدنا لیث بن سعد علیہ رحمۃ اللہ الاحد فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں جب حج کے ارادے سے مکہ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا حاضر ہوا۔ میں نے نمازِ عصر ادا کی پھر جبلِ ابی قُبَیس کی طرف چل پڑا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا یہ دُعا کر رہا تھا: یارب عَزَّ وَجَلَّ! یارب عَزَّ وَجَلَّ! یہاں تک کہ اس کی سانس پھول گئی۔ پھر کہنے لگا: یااللہ عَزَّ وَجَلَّ! یااللہ عَزَّ وَجَلَّ! یہاں تک کہ اس کی سانس پھول گئی۔ پھر کہا: یاحی، یاقیوم! یہاں تک کہ اس کی سانس پھول گئی۔ پھر کہنے لگا: یارحمن عَزَّ وَجَلَّ! یارحمن عَزَّ وَجَلَّ! یہاں تک کہ اس کی سانس پھول گئی۔ پھر یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْن کا ورد کرتا رہا حتی کہ اس کی سانس پھول گئی۔ جب وہ دعا سے فارغ ہوا تو عرض کرنے لگا: یااللہ عَزَّ وَجَلَّ! انگور کھانے کی خواہش ہے مجھے انگور کھلا دے اور میری چادر پھٹ گئی ہے مجھے نئی چادر عطا کر دے۔ حضرت سیدنا لیث بن سعد علیہ رحمۃ اللہ الاحد فرماتے ہیں: اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! اس کی بات ابھی پوری نہ ہوئی تھی کہ میں نے ایک ٹوکری دیکھی جو انگوروں سے بھری ہوئی تھی حالانکہ ان دنوں انگوروں کا موسم نہ تھا۔ ساتھ ہی دو چادریں بھی تھیں۔ جب اس نے کھانے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا: میں بھی آپ کا شریک ہوں۔ اس نے پوچھا، وہ کیسے؟ میں نے عرض کی، جب آپ نے دعا کی تھی تو میں نے آمین کہا تھا۔ اس نے کہا:

تو آؤ، اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا نام لے کر کھاؤ اور کوئی چیز بچا کر نہ رکھنا۔ میں نے آگے بڑھ کر انگور کھانا شروع کر دیا۔ وہ انگور بیج کے بغیر تھا۔ میں نے ایسا عمدہ انگور پہلے کبھی نہ کھایا تھا۔ پس میں نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ مگر ٹوکری میں سے کچھ بھی کم نہ ہوا۔ پھر اس نے کہا: ان چادروں میں سے جو پسند ہو لے لو۔ میں نے کہا: مجھے چادر کی ضرورت نہیں۔ پھر وہ کہنے لگا: تم تھوڑی دیر چھپ جاؤ تا کہ میں چادریں پہن لوں۔ میں اوٹ میں ہو گیا۔ اس نے ایک چادر کو تہبند کے طور پر استعمال کیا اور دوسری اوپر اوڑھ لی پھر دوسری دو چادریں اپنے ہاتھ میں لیں جو پہلے سے اس کے پاس موجود تھیں اور چل دیا۔ میں بھی اس کے پیچھے چل پڑا یہاں تک کہ جب وہ صفا و مروہ کے مقام پر پہنچا تو اسے ایک آدمی ملا اور کہنے لگا: اے اللہ کے پیارے رسول عَزَّ وَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے چچازاد! مجھے لباس پہنایئے، اللہ عَزَّ وَجَلَّ آپ کو پہنائے۔ اس نے دونوں چادریں مانگنے والے کے حوالے کر دیں۔ میں نے اس آدمی سے پوچھا: اللہ عَزَّ وَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے، یہ کون تھے؟ اس نے جواب دیا: یہ حضرت سیِّدُنا جعفر بن محمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد تھے۔ حضرت سیِّدُنا لیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اس کے بعد میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بہت تلاش کیا مگر کہیں نہ پایا۔ مجھے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جدائی پر بہت صدمہ ہوا۔ (اَلرَّوْضُ الْفَائِق فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق مصنف اَلشَّیخ شُعَیب حَرِیْفِیش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اَلْمُتَوَفّٰی ۸۱۰ھ)

روایت ہے حضرت لیث ابن سعد سے وہ ابوملیکہ سے وہ یعلی ابن مملک سے راوی کہ انہوں نے حضرت ام سلمہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت قرآن کی متعلق پوچھا تو آپ حضور کی قرأۃ اس طرح بتانے لگیں کہ ایک ایک حرف الگ الگ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

روایت ہے حضرت ابن جریج سے وہ ابن ابوملیکہ سے وہ حضرت ام سلمہ سے راوی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتے تھے اس طرح کہ پڑھتے الحمد للہ رب العلمین پھر ٹھہر جاتے پھر پڑھتے الرحمن الرحیم پھر ٹھہر جاتے (ترمذی) اور ترمذی نے فرمایا اس حدیث کی اسناد مسلسل نہیں کیونکہ یہ حدیث لیث نے ابن ابی ملیکہ سے انہوں نے یعلی ابن مملک سے انہوں نے ام سلمہ سے روایت کی لیث کی حدیث زیادہ صحیح ہے

حضرت سیِّدُنا لیث بن سعد علیہ رحمۃ اللہ الاحد فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم پرہیز گاری کا علم ہے اور اس کے لئے حفظ وامان کا باعث ہے جو اسے حاصل کرے۔
(ترتیب المدارک وتقریب المسالک، باب شھادۃ السلف الصالح واھل العلم لہ بالامامۃ فی العلم، ج۱، ص۳۶)

حضرت سیِّدُنا لیث بن سعد علیہ رحمۃ اللہ الاحد فرماتے ہیں: اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! مجھے روئے زمین پر سب سے زیادہ محبت حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ دُعا فرمایا کرتے: یا اللہ عَزَّ وَجَلَّ! میری عمر بھی امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لگا دے۔ (سیر اعلام النبلاء، الرقم ۱۱۸۵، مالک الامام، ج۷، ص۴۱۲۔ ترتیب المدارک وتقریب المسالک، الفصل الاول فی ترجمۃ من طریق النقل، ج۱، ص۱۹)

(۴) ابن ابی لیلیٰ:

حضرت حکم نے ابن ابی لیلیٰ سے سنا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی مانگا تو ایک آدمی انکے پاس چاندی کے برتن میں پانی لایا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس برتن کو پھینک دیا اور فرمایا کہ میں نے اس کو اس برتن کے استعمال سے منع کیا تھا مگر یہ نہیں مانا۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سونے چاندی کے برتنوں میں کچھ کھانے پینے اور حریر و دیباج (ریشمی کپڑوں) کے پہننے سے منع فرمایا ہے اور یہ ارشاد فرمایا ہے کہ یہ سب چیزیں دنیا میں کافروں کیلئے ہیں اور آخرت میں تم مسلمانوں کیلئے ہیں۔

(سنن الترمذی، کتاب الاشربۃ، باب ماجاء فی کراہیۃ الشرب فی آنیۃ ... الخ، الحدیث:۱۸۸۵، ج۳، ص۳۴۹)

روایت ہے حضرت عبدالرحمن ابن ابی لیلی سے ا۔ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت کعب ابن عجرہ ملے ۲۔ تو بولے کہ کیا میں تمہیں وہ ہدیہ نہ دوں جو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے میں نے کہا ہاں وہ ہدیہ مجھے ضرور دیں ۳۔ تو فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا عرض کیا یارسول اللہ آپ کے اہل بیت پر درود کیا ہے اللہ نے یہ تو ہمیں سکھا دیا کہ آپ پر سلام کیسے عرض کریں ۴۔ فرمایا یوں کہو اے اللہ محمد اور آل محمد پر رحمتیں بھیج ۵۔ جیسے حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمتیں کیں بے شک تو حمد و بزرگی والا ہے ۶۔ اے اللہ حضور محمد و آل محمد پر ایسی ہی برکتیں بھیج جیسی برکتیں حضرت ابراہیم و آل ابراہیم پر اتاریں ۷۔ بے شک تو حمد و بزرگی والا ہے ۸۔ (مسلم، بخاری) مگر مسلم نے دونوں جگہ علیٰ ابراہیم کا ذکر نہ کیا۔

روایت ہے حضرت عبدالرحمان ابن ابی لیلے سے فرماتے ہیں کہ حضرت سہل ابن حنیف اور قیس ابن سعد قادسیہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان پر جنازہ گزرا دہ دونوں صاحب کھڑے ہوگئے ان سے کہا گیا کہ یہ جنازہ زمیندار یعنی ذمی کافر کا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک جنازہ گزرا آپ کھڑے ہوگئے عرض کیا گیا کہ یہ تو یہودی کا جنازہ ہے فرمایا کیا یہ جان نہیں ہے (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت ابن ابی لیلی سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے خبر دی کہ وہ حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے ان میں سے ایک صاحب سو گئے تو ان میں سے بعض صحابی اپنی رسی کی طرف چلے اسے پکڑ لیا جس سے وہ گھبرا گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان کے لیے درست نہیں کہ کسی مسلمان کو ڈرائے (ابوداؤد)

روایت ہے عبدالرحمن ابن ابی لیلی سے فرماتے ہیں فرمایا ابولیلی نے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب گھر میں سانپ نمودار ہو تو اس سے کہہ دو کہ ہم حضرت نوح و حضرت سلیمان کے معاہدوں کے واسطے تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو ہم کو نہ ستا اگر پھر ہوئے تو اسے مار دو (ترمذی، ابوداؤد)

(۴)ابن لہیعہ:

ابو ہدبہ حمصی کا بیان ہے کہ جب امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر ملی کہ عراق کے لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گورنر کو اس کے منہ پر کنکریاں مار کر اور ذلیل ورسوا کر کے شہر سے باہر نکال دیا ہے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس خبر سے انتہائی رنج وقلق ہوا اور آپ بے انتہا غضبناک ہو کر مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں تشریف لے گئے اور اسی غیظ وغضب کی حالت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز شروع کر دی لیکن چونکہ آپ فرط غضب سے مضطرب تھے اس لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز میں سہو ہو گیا اور آپ اس رنج وغم سے اور بھی زیادہ بے تاب ہو گئے اور انتہائی رنج وغم کی حالت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! عزوجل قبیلۂ ثقیف کے لونڈے (حجاج بن یوسف ثقفی) کو ان لوگوں پر مسلط فرما دے جو زمانہ جاہلیت کا حکم چلا کر ان عراقیوں کے نیک وبد کسی کو بھی نہ بخشے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ دعا قبول ہوگئی اور عبدالملک بن مروان اموی کے دور حکومت میں حجاج بن یوسف ثقفی عراق کا گورنر بنا اور اس نے عراق کے باشندوں پر ظلم وستم کا ایسا پہاڑ توڑا کہ عراق کی زمین بلبلا اٹھی۔ حجاج بن یوسف ثقفی اتنا بڑا ظالم تھا کہ اس نے جن لوگوں کو رسی میں باندھ کر اپنی تلوار سے قتل کیا ان مقتولوں کی تعداد ایک لاکھ یا اس سے کچھ زائد ہی ہے اور جو لوگ اس کے حکم سے قتل کیے گئے ان کی گنتی کا تو شمار ہی نہیں ہو سکا۔

حضرت ابن لہیعہ محدث نے فرمایا ہے کہ جس وقت امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا مانگی تھی اس وقت حجاج بن یوسف ثقفی پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔ (ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم، الفصل الرابع، ج ۴، ص ۱۰۸)

روایت ہے حضرت عمرو ابن شعیب سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے پھر اس سے صحبت کرے تو اس کی بیٹی کا نکاح حلال نہیں اور اگر اس سے صحبت نہیں کی تو اس کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے اور جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے تو اسے اس عورت کی ماں سے نکاح حلال نہیں اس سے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو (ترمذی) اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث اسناد کی طرف سے صحیح نہیں اسے ابن لہیعہ اور مثنی ابن صباح نے عمرو ابن شعیب سے روایت کیا اور وہ دونوں حدیث میں ضعیف مانے جاتے ہیں،

روایت ہے حضرت عمرو ابن شعیب سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی کہ دو عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن (کڑے) تھے ان سے حضور انور نے فرمایا کہ تم ان کی زکوۃ دیتی ہو! وہ بولیں نہیں تب ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم پسند کرتی ہو کہ اللہ تمہیں آگ کے کنگن پہنائے ؟ وہ بولیں نہیں فرمایا تو ان کی زکوۃ دیا کرو (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث مثنی ابن صباح نے روایت کی عمرو ابن شعیب سے اس کی مثل اور مثنی ابن صباح اور ابن لہیعہ حدیث میں ضعیف مانے جاتے ہیں اور اس باب میں نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ۳؎۔

نوٹ: خیال رہے کہ ابن لہیعہ کو امام ترمذی نے ضعیف کہا مگر امام طحاوی نے ان کی توثیق کی ہے، امام اعظم کا مذہب نہایت قوی ہے اور استعمالی زیوروں پر زکوۃ فرض ہے۔

ل۔۔۔صحابیات

(۱) لبابہ بنت حارث:

روایت ہے حضرت ام الفضل سے فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بار یا دو بار دودھ پینا حرام نہیں کرتا۔

روایت ہے حضرت لبابہ بنت حارث سے فرماتی ہیں کہ حضرت حسین ابن علی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں تھے کہ آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا میں نے عرض کیا کہ اور کپڑا پہن لیجئے اپنا تہبند مجھے دے دیجئے کہ دھوؤں فرمایا لڑکی کے پیشاب کو خوب دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب سے پانی بہادیا جاتا ہے (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ) اور ابوداؤد اور نسائی کی روایت میں ابی سمح سے ہے فرماتے ہیں کہ لڑکی کے پیشاب سے دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب پر چھینٹا دیا جاتا ہے

م۔۔۔صحابہ کرام

(۱) مالک ابن اوس:

روایت ہے حضرت مالک ابن اوس ابن حدثان سے فرماتے ہیں حضرت عمر ابن خطاب نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس فیٔ میں سے ایسی چیز سے خاص فرمایا جو ان کے سوا کسی کو نہ دی پھر یہ آیت تلاوت کی وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ، قَدِيْرٌ تک پس یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص رہا کہ آپ اپنے گھر والوں کو اس مال سے سال بھر کا خرچ دیتے تھے پھر جو بچتا تھا تو اسے لیتے اللہ کے مال کے مصرف میں خرچ فرماتے (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت مالک بن اوس حدثان سے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر ابن خطاب نے ایک دن فیٔ کا ذکر فرمایا تو فرمایا کہ اس فیٔ کا نہ تو میں تم سے زیادہ حقدار ہوں نہ ہم میں سے کوئی اس کا زیادہ حق دار ہے مگر ہم میں سے ہر ایک کتاب اللہ سے اپنے درجہ پر ہے حضور کی تقسیم پر لہذا مرد کو دیا جائے گا اس کے قدیم الاسلام ہونے پر اور مرد اس کی مشقت پر اور مرد اس کے بال بچوں پر اور مرد اس کی ضروریات پر (ابوداؤد)

(۲) مالک ابن حویرث:

روایت ہے حضرت مالک ابن حویرث سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے حتی کہ انہیں اپنے کانوں کے مقابل کر دیتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے "سمع اللہ لمن حمدہٗ" ایسے ہی کرتے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ہاتھوں کو کانوں کی لو کے مقابل کرتے (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت ابوعطیہ عقیلی سے فرماتے ہیں کہ مالک ابن حویرث ہمارے پاس ہماری مسجد میں آتے اور بات چیت کیا کرتے تھے ایک دن نماز کا وقت آ گیا ابوعطیہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان سے کہا آگے بڑھیے نماز پڑھایئے وہ بولے کہ تم اپنے کسی آدمی کو آگے بڑھاؤ جو تمہیں نماز پڑھائے اور میں بتاؤں گا کہ میں نماز کیوں نہیں پڑھاتا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو کسی قوم کی ملاقات کو جائے وہ ان کی امامت نہ کرے ان کی امامت انہیں میں کا کوئی کرے (ابوداؤد، ترمذی، نسائی) مگر نسائی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ پر کفایت کی۔ (سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب امامة الزائر، الحديث: ۵۹۶، ج۱، ص ۲۴۴) (وجامع الترمذي، أبواب الصلاة، باب ما جاء فيمن زار قوما فلا يصل بهم، الحديث: ۳۵۶، ج۱، ص ۳۷۲)

روایت ہے حضرت مالک بن حویرث سے فرماتے ہیں کہ میں اور میرا چچیرا بھائی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کہ جب تم دونوں سفر کرو تو اذان و تکبیر کہو اور تم میں کا بڑا امامت کرے (بخاری)

(۳) مالک ابن صعصعہ:

روایت ہے حضرت قتادہ سے وہ حضرت انس ابن مالک سے وہ مالک ابن صعصعہ سے راوی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس رات کے متعلق خبر دی جس میں حضور کو معراج کرائی گئی جب کہ میں حطیم بسا اوقات فرمایا کہ حجر میں تھا کہ میرے پاس ایک آنے والا آیا اس نے یہاں سے یہاں تک چیرا یعنی آپ کے گلے کی گھنڈی سے آپ کے بالوں تک پھر میرا دل نکالا پھر میرے پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان سے بھرا تھا پھر میرا دل دھویا گیا پھر اسے بھر دیا گیا پھر لوٹا دیا گیا اور ایک روایت میں ہے پھر پیٹ دھویا گیا زمزم کے پانی سے پھر ایمان وحکمت سے بھر دیا گیا پھر میرے پاس ایک جانور لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا سفید رنگ تھا جسے براق کہا جاتا ہے وہ اپنی انتہائی نظر پر اپنا ایک قدم رکھتا ہے تو میں اس پر سوار کیا گیا پھر مجھے جبرئیل علیہ السلام لے چلے حتی کہ وہ دنیا کے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا کہا گیا کون فرمایا جبریل، کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے، فرمایا حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں ان کی خوش آمدید ہو وہ خوب آئے پھر دروازہ کھول دیا گیا، جب میں داخل ہوا تو وہاں جناب آدم علیہ السلام تھے کہا یہ تمہارے والد آدم علیہ السلام ہیں انہیں سلام کرو میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا، پھر فرمایا صالح فرزند صالح نبی تم خوب تشریف لائے پھر مجھے جبرئیل علیہ السلام اوپر لے گئے حتی کہ دوسرے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا، کہا گیا کون بولے میں ہوں جبریل، کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں، کہا حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم، کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں، کہا خوش آمدید تم بہت ہی اچھا آنا آئے، پھر دروازہ کھول دیا گیا تو جب میں اندر پہنچا تو ناگہاں وہاں حضرت یحیٰی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام تھے وہ دونوں خالہ زاد ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا یہ یحیٰی علیہ السلام ہیں یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں انہیں سلام کرو میں نے سلام کیا ان دونوں نے جواب دیا پھر کہا صالح بھائی صالح نبی آپ خوب آئے، پھر جبریل علیہ السلام مجھے تیسرے آسمان کی طرف لے گئے دروازہ کھلوایا، کہا گیا کون وہ بولے جبریل علیہ السلام ہوں، کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے، کہا حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، کہا گیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں خوش آمدید تم خوب ہی آئے پھر دروازہ کھول دیا گیا جب میں داخل ہوا تو وہاں حضرت یوسف علیہ السلام تھے جبریل علیہ السلام نے کہا یہ یوسف علیہ السلام ہیں انہیں سلام کرو میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہا صالح بھائی صالح نبی آپ خوب آئے پھر مجھے اوپر لے گئے حتی کہ چوتھے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا گیا، کہا گیا کون ہیں فرمایا میں جبریل ہوں، کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے کہا حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم، کہا گیا کیا انہیں بولایا گیا ہے کہا ہاں کہا گیا خوش آمدید اچھا آنا آپ آئے دروازہ کھولا گیا جب ہم اندر داخل ہوئے تو وہاں حضرت ادریس علیہ السلام تھے جبریل علیہ السلام نے کہا یہ ادریس علیہ السلام ہیں آپ انہیں اسلام کریں میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا کہا خوش آمدید اے صالح بھائی صالح نبی پھر مجھے اوپر چڑھایا گیا حتی کہ پانچویں آسمان

پر پہنچے دروازہ کھلوایا، کہا گیا کون ہے کہا میں جبریل علیہ السلام ہوں، کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے کہا حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں بلایا گیا ہے، کہا گیا خوش آمدید آپ اچھا آنا آئے دروازہ کھولا گیا جب میں اندر گیا تو وہاں حضرت ہارون علیہ السلام تھے جبریل علیہ السلام نے کہا یہ ہارون علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہا خوش آمدید اے صالح بھائی صالح نبی پھر مجھے اوپر لے گئے حتی کہ چھٹے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا، کہا گیا کون ہے کہا میں جبریل علیہ السلام ہوں، کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے کہا حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں، کہا گیا خوش آمدید آپ اچھا آنا آئے دروازہ کھولا گیا میں جب اندر پہنچا تو وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے جبریل علیہ السلام نے کہا یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہا خوش آمدید اے صالح بھائی صالح نبی جب وہاں سے آگے بڑھے تو وہ رونے لگے ان سے کہا گیا کیا چیز آپ کو رلا رہی ہے فرمایا اس لیے کہ ایک فرزند میرے بعد نبی بنائے گئے ان کی امت میری امت سے زیادہ جنت میں جائے گی پھر مجھے ساتویں آسمان کی طرف اٹھایا گیا جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا، کہا گیا کون ہے کہا میں جبریل علیہ السلام ہوں، کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے، کہا حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں تو کہا گیا خوش آمدید آپ بہت اچھا آنا آئے، پھر جب میں وہاں داخل ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں تھے جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کے والد ابراہیم علیہ السلام ہیں آپ انہیں سلام کریں میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہا خوب آئے اے صالح فرزند صالح نبی پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک اٹھایا گیا تو اس کے بیر ہجر کے مٹکوں کی طرح تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح، جبریل علیہ السلام نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے وہاں چار نہریں تھیں: دو نہریں تو خفیہ تھیں اور دو نہریں ظاہر میں نے کہا اے جبریل یہ کیا ہے عرض کیا کہ خفیہ نہریں تو جنت کی دو نہریں ہیں لیکن ظاہری نہریں وہ نیل اور فرات ہیں پھر میرے سامنے بیت المعمور لایا گیا پھر میرے پاس ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا اور ایک برتن شہد کا لایا گیا میں نے دودھ قبول کیا تو جبریل علیہ السلام نے کہا یہ وہ فطرت ہے جس پر آپ اور آپ کی امت ہے پھر مجھ پر ہر دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں پھر میں واپس ہوا تو موسیٰ علیہ السلام پر گزرا انہوں نے کہا آپ کو کیا حکم دیا گیا میں نے کہا ہر دن پچاس نمازوں کا، انہوں نے کہا کہ آپ کی امت ہر دن پچاس نمازوں کی طاقت نہیں رکھے گی اللہ کی قسم میں نے آپ سے پہلے لوگوں کی آزمائش کی اور بنی اسرائیل کو تو خوب آزمایا لہذا آپ اپنے رب کی طرف لوٹیے اور اس سے اپنی امت کے لیے آسانی مانگیے چنانچہ میں واپس ہوا تو اس نے مجھ سے دس نمازیں کم کر دیں پھر میں جناب موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا میں پھر رب کی طرف لوٹا اس نے مجھ سے دس معاف فرما دیں میں پھر جناب موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا انہوں نے پھر وہی کہا میں پھر لوٹا اس نے مجھے سے دس اور معاف فرمادی میں پھر جناب موسیٰ کی طرف لوٹا انہوں نے پھر وہی کہا میں پھر لوٹا رب نے مجھ سے دس اور معاف کر دیں پھر میں جناب موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا انہوں نے پھر وہی کہا میں پھر

لوٹا تو مجھے ہر دن پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا میں پھر جناب موسیٰ کی طرف لوٹا انہوں نے کہا آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے میں نے کہا ہر دن پانچ نمازیں، انہوں نے کہا کہ آپ کی امت ہر دن پانچ نمازوں کی طاقت نہیں رکھتی میں نے آپ سے پہلے لوگوں کی آزمائش کرلی ہے اور بنی اسرائیل کو تو میں نے اچھی طرح آزمایا ہے آپ پھر اپنے رب کی طرف لوٹیے آپ ان سے اپنی امت کے لیے کمی کا سوال کریں حضور نے کہا کہ میں نے اپنے رب سے اتنے سوال کیے کہ اب شرم آتی ہے لیکن میں راضی ہوں تسلیم کرتا ہوں فرمایا کہ پھر میں جب آگے بڑھا تو پکارنے والے نے پکارا کہ میں نے اپنا فریضہ جاری کردیا اور اپنے بندوں سے تخفیف کردی۔ (مسلم، بخاری)

(۴) مالک ابن ہبیرہ:

روایت ہے حضرت مالک ابن ہبیرہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ایسا کوئی مسلمان جو مرے تو اس پر مسلمانوں کی تین صفیں نماز پڑھیں مگر اللہ واجب کردیتا ہے مالک جب جنازے والوں کو تھوڑا دیکھتے تو انہیں اس حدیث کی وجہ سے تین صفوں میں بانٹ دیتے (ابوداؤد) ترمذی کی روایت میں یوں ہے کہ مالک ابن ہبیرہ جب جنازہ پر نماز پڑھتے جس پر لوگوں کو کم دیکھتے تو ان کے تین حصے کردیتے پھر فرماتے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس پر تین صفیں نماز پڑھیں واجب ہوگئی اور ابن ماجہ نے اس کی مثل روایت۔

حضرت سیدنا مالک بن ہُبَیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور پاک، صاحبِ لَولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو مسلمان مرجائے اور اس پر مسلمانوں کی تین صفیں نماز پڑھیں تو اللہ عزوجل اس پر جنت واجب فرمادیتا ہے۔ (ابوداود، کتاب الجنائز، رقم ۳۱۶۶، ج ۳، ص ۲۷۵)

(۵) مالک ابن یسار:

روایت ہے حضرت مالک ابن یسار سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم اللہ سے دعا مانگو تو ہتھیلیوں سے مانگو ہاتھوں کی پشت سے نہ مانگو۔

(۶) مالک ابن تیہان:

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن یا ایک رات باہر تشریف لائے تو اچانک ابوبکر و عمر تھے فرمایا اس گھڑی تم دونوں کو اپنے گھروں سے کس چیز نے نکالا عرض کیا بھوک نے فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھے بھی اس نے نکالا جس نے تم کو نکالا اٹھو چنانچہ وہ حضور کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے ایک

انصاری صاحب (مالک ابن تیہان) کے ہاں گئے تو وہ اپنے گھر میں نہ تھے جب حضور کو ان کی بیوی نے دیکھا بولیں خوش آمدید اھلاً ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فلاں کہاں ہیں بولیں ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں اتنے میں انصاری صاحب آگئے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو دیکھا بولے اللہ کا شکر ہے آج مجھ سے بہتر مہمانوں والا کوئی نہیں پھر وہ چلے تو ان کی خدمت میں ایک بڑا خوشہ لائے جس میں کچے خشک وتر کھجوریں تھیں عرض کیا اس سے کھایئے اور چھری لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دودھ والی سے الگ رہنا پھر انہوں نے ان حضرات کے لیے بکری ذبح کی ان صاحبوں نے بکری اور اس خوشہ سے کھایا پانی پیا پھر جب سیر ہوگئے اور پانی سے سیراب ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابوبکر وعمر سے فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم سے ان نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا قیامت کے دن کہ تم کو تمہارے گھروں سے بھوک نے نکالا پھر تم واپس نہ ہوئے حتی کہ تم کو یہ نعمتیں مل گئیں (مسلم) اور حضرت ابومسعود کی حدیث کان رجل من الانصار باب الولیمۃ میں ذکر کی گئی۔

(۷) مالک ابن قیس:

مالک بن قیس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من ضارّ ضار اللہ بہ ومن شاق شق اللہ علیہ۔

جو کسی کو ضرر دے گا اللہ تعالٰی اسے نقصان پہنچائے گا اور جو کسی پر سختی کرے گا اللہ تعالٰی اسے مشقت میں ڈال دے گا۔ (جامع الترمذی باب ماجاء فی الخیانۃ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۲۸۷)

(۸) مالک ابن ربیعہ:

روایت ہے حضرت ابی اسید سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بدر کے دن فرمایا جب کہ ہم نے قریش کے مقابل صفیں باندھیں اور انہوں نے ہمارے مقابل صف آرائی کی کہ جب تم سے قریب ہوں تو تیر لو اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جب وہ تم سے قریب ہوں تو انہیں تیر مارو اور اپنے تیر باقی رکھو (بخاری) اور حضرت سعد کی حدیث ھل تنصرون الخ باب فضل الفقراء میں ہم بیان کریں گے اور حضرت براء کی حدیث بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ (ان شاء اللہ) باب المعجزات میں ہم بیان کریں گے روایت ہے حضرت ابوسید انصاری سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روغن زیتون کھاؤ بھی لگاؤ بھی کہ یہ برکت والے درخت سے ہے (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

(۹) ماعز ابن مالک:

حضرت سیدنا ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ سب سے افضل عمل کونسا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا، ایک اللہ عزوجل پر ایمان لانا پھر حج مبرور کرنا تمام اعمال پر ایسی فضیلت رکھتے ہیں جیسے سورج طلوع ہونے اور غروب کے درمیان ہوتا ہے۔

(مسند احمد، حدیث ماعز رضی اللہ عنہ، رقم ۱۹۰۴۳، ج ۷، ص ۲۳)

روایت ہے حضرت بریدہ سے فرماتے ہیں کہ ماعز ابن مالک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے بولے یارسول اللہ مجھے پاک فرمادو تو فرمایا افسوس ہے ارے لوٹ جا اللہ سے معافی مانگ لے اور توبہ کرلے فرماتے ہیں وہ تھوڑی دور لوٹے پھر آگئے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پاک فرمادو تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح فرمایا حتی کہ جب چوتھی بار ہوئی تب اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا میں تجھے کس چیز سے پاک کروں عرض کیا زنا سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اسے دیوانگی ہے خبر دی گئی کہ اسے دیوانگی نہیں پھر فرمایا کیا اس نے شراب پی ہے تو ایک شخص اٹھا اس نے اس کے منہ کی بو سونگھی تو اس سے شراب کی بو نہ پائی تب فرمایا کیا تو نے زنا کیا ہے عرض کیا ہاں تو رجم کیا گیا لوگ دو تین دن ٹھہرے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے فرمایا ماعز ابن مالک کے لیے دعائے مغفرت کرو اس نے ایسی شاندار توبہ کی ہے کہ اگر ایک جماعت کے درمیان وہ بانٹ دی جائے تو ان کو شامل ہو جائے پھر حضور کی خدمت میں ازد کے قبیلہ غامد کی عورت آئی بولی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پاک فرمادو فرمایا افسوس تجھ پر لوٹ جا اللہ سے معافی مانگ اور توبہ کر بولی کیا آپ چاہتے ہیں کہ مجھے ایسے لوٹا دیں جیسے ماعز ابن مالک کو لوٹایا تھا یہ بندی تو زنا سے حاملہ ہے تب فرمایا کہ تو، بولی ہاں تب اس سے فرمایا حتی کہ تو اپنے پیٹ کے بچہ کو جن دے راوی نے کہا کہ اس کا ایک انصاری مرد کفیل وضامن ہو گیا حتی کہ اس نے جن دیا تب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا عرض کیا کہ غامدیہ نے بچہ جن دیا ۱۶؎ فرمایا تب تو ہم اس کو رجم نہ کریں گے اس کے چھوٹے بچے کو یوں ہی نہ چھوڑیں گے کہ اسے کوئی دودھ پلانے والا نہ ہو تو ایک انصاری مرد کھڑا ہوا عرض کیا کہ اس کا دودھ میرے ذمہ ہے یا نبی اللہ فرماتے ہیں تب اسے رجم کیا گیا اور ایک روایت میں یوں ہے فرمایا جا حتی کہ بچہ جن دے پھر جب جن چکی تو فرمایا جا اسے دودھ پلا حتی کہ اس کا دودھ چھوڑا دے پھر جب اس کا دودھ چھڑا دیا تو بچہ کو لے کر آئی اس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا بولی یا نبی اللہ میں نے اس کا دودھ چھوڑا دیا ہے اور اب بچہ کھانا کھانے لگا ہے تب حضور نے بچہ ایک مسلمان کے سپرد کیا پھر اس کے متعلق حکم دیا تو اس کے لیے سینہ تک گڑھا کھودا گیا اور لوگوں کو حکم دیا انہوں نے اسے رجم کیا خالد ابن ولید پتھر لا رہے تھے وہ اس نے سر میں مارا تو خالد کے چہرے پر خون کی چھینٹیں پڑ گئیں اسے خالد نے برا کہا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہر جاؤ اے خالد اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر یہ توبہ ٹیکس لینے والا کرتا تو اس کو بھی بخش دیا جاتا تو اس

پر نماز پڑھی گئی اور وہ دفن کردی گئی (مسلم) (مسلم، کتاب الحدود، باب من اعتراف علی نفسہ)

(۱۰) مطر ابن عکاس:

روایت ہے مطر بن عکاس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے متعلق کسی زمین میں مرنے کا فیصلہ فرماتا ہے تو اس کے لئے وہاں ضروری کام ڈال دیتا ہے (احمد و ترمذی)

(۱۱) معاذ ابن انس:

روایت ہے حضرت معاذ ابن انس جہنی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص جب نماز فجر سے فارغ ہو تو اپنے مصلے میں بیٹھا رہے حتی کہ اشراق کے نفل پڑھ لے صرف خیر ہی بولے تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ سے زیادہ ہوں (ابوداؤد)

روایت ہے حضرت معاذ ابن انس جہنی سے وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں اس نے دوزخ کی طرف پل بنالیا (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

روایت ہے حضرت معاذ ابن انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن اکڑوں بیٹھنے سے منع فرمایا جب کہ امام خطبہ پڑھتا ہو (ترمذی، ابوداؤد)

حضرت سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، جو کھانا کھانے کے بعد یہ کہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ ترجمہ: تمام خوبیاں اس اللہ عزوجل کے لئے جس نے مجھے یہ کھلایا اور میری کوشش اور قوت کے بغیر مجھے یہ کھانا عطا فرمایا۔ اللہ عزوجل اسکے پچھلے گناہ معاف فرمادیتا ہے اور جو نئے کپڑے پہننے کے بعد: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ ترجمہ: تمام خوبیاں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے یہ (کپڑا) پہنایا اور میری کوشش اور قوت کے بغیر مجھے یہ لباس عطا فرمایا۔ کہتا ہے تو اسکے اگلے پچھلے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔ (ابوداؤد، کتاب اللباس، باب مایقول اذا لبس ثوبا جدیدا، رقم ۴۰۲۳، ج ۴، ص ۵۹)

ابوداؤد نے حضرت معاذ ابن انس سے بھی روایت کی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں اس کے ہم معنی اور زیادتی کی کہ پھر دوسرا اور آیا اس نے عرض کیا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ تو فرمایا چالیس اور فرمایا یونہی زیادتیاں ہوتی رہیں گی (ابوداؤد)

حضرت سیدنا معاذ بن انس الجہنی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور سرورِ کونین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا، جس نے کسی مسلمان (کی عزت) کو اس منافق سے بچایا جو پیٹھ پیچھے اس کی برائی کر رہا تھا تو اللہ تبارک وتعالیٰ (بروز قیامت) اسکی طرف ایک فرشتہ بھیجے گا جو اسے جہنم سے بچائے گا اور جس نے کسی مسلمان کو ذلیل کرنے کا سامان کیا اللہ تعالیٰ اسکی سزا پوری ہونے تک اُسے جہنم کے پل پر روکے رکھے گا۔

(ابوداؤد، کتاب الادب، باب من ردّ عن مسلم غیبۃ، ج ۴، رقم ۴۸۸۳، ص ۳۵۴)

حضرت سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا، وہ شخص جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں مسلمانوں کی حفاظت کے لئے رضا کارانہ طور پر پہرہ دے اور اسے حاکم کے خوف نے پہرہ دینے پر مجبور نہ کیا ہو تو وہ اپنی آنکھوں سے جہنم کو نہ دیکھے گا مگر اللہ عزوجل کی قسم پوری کرنے کے لئے کیونکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے،

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا

ترجمہ کنزالایمان: اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو۔ (پ16، مریم:71)

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند معاذ بن انس، رقم ۱۵۶۱۲، ج ۵، ص ۳۰۸)

حضرت سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا، اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ اپنے دل میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اپنے فرشتوں کی جماعت میں اس کا چرچا کرتا ہوں اور جب میرا بندہ کسی مجمع میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں رفیق اعلیٰ میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الذکر والدعاء، باب الترغیب فی الاکثار من ذکر اللہ الخ، رقم ۲، ج ۲، ص ۲۵۲)

معاذ بن انس جہنیر ضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: جو شخص مسلمان پر کوئی بات کہے اس سے مقصد عیب لگانا ہو، اللہ تعالیٰ اس کو پل صراط پر روکے گا جب تک اس چیز سے نہ نکلے جو اس نے کہی۔ (سنن ابی داود، کتاب الادب، باب من ردعن مسلم غیبۃ، الحدیث: ۴۸۸۳، ج ۴، ص ۳۵۵)

(۱۲) معاذ ابن جبل:

ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ یہ قبیلہ خزرج کے انصاری اور مدینہ منورہ کے باشندہ ہیں۔ یہ ان ستر خوش نصیب انصار میں سے ایک ہیں جن لوگوں نے ہجرت سے بہت پہلے میدان عرفات کی گھاٹی میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بیعت اسلام کی تھی۔ یہ جنگ بدر اور اس کے بعد کے تمام جہادوں میں مجاہدانہ شان سے شریک جنگ رہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو یمن کا قاضی اور معلم بنا کر بھیجا تھا اور حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ان کو ملک شام کا گورنر بھی مقرر کر دیا تھا جہاں انہوں نے ۱۸ھ میں طاعونِ عمواس میں علیل ہو کر اڑتیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ بہت ہی بلند پایہ عالم، حافظ، قاری، معلم اور نہایت ہی متقی و پرہیز گار اور اعلیٰ درجے کے عبادت گزار تھے۔ بنی سلمہ کے تمام بتوں کو انہوں نے ہی توڑ پھوڑ کر پھینک دیا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت میں ان کا لقب امام العلماء ہے۔ (اسد الغابۃ، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، ج۵، ص۲۰۶ ملتقطا)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے) فتح کے بعد (مکہ کا نظم ونسق اور انتظام چلانے کے لئے حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ کا حاکم مقرر فرما دیا اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس خدمت پر مامور فرمایا کہ وہ نو مسلموں کو مسائل واحکام اسلام کی تعلیم دیتے رہیں۔

(مدارج النبوت، قسم سوم، باب ہشتم، ج۲، ص۳۲۴، ۳۲۵) (والمواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب غزوۃ حنین، ج۳، ص۴۹۸۔۴۹۹)

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک غلام کو حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے 400 دینار دے کر بھیجا اور اسے ان کے ہاں ٹھہرنے کا حکم دیا تاکہ وہ دیکھ سکے کہ ان دیناروں کا کیا ہوتا ہے، وہ غلام دینار لے کر گیا اور حضرت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیے، آپ نے کچھ غور کیا پھر ان سب کو تقسیم کر دیا، تو وہ غلام حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لوٹ آیا اور سارا واقعہ عرض کر دیا اور دیکھا کہ انہوں نے ایسی ہی عطا حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بھی تیار کر رکھی ہے، پھر آپ نے وہ عطا اس غلام کو دے کر حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھی بھیجی اور اسے ان کے ہاں بھی ٹھہرنے کا حکم دیا تاکہ وہ دیکھ سکے کہ ان دیناروں کا کیا ہوتا ہے، اس نے ایسا ہی کیا حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ دینار تقسیم کر دیے، جب آپ کی زوجہ محترمہ کو اس کی خبر ہوئی تو وہ بولیں: خدا کی قسم! ہم بھی مسکین ہیں، ہمیں بھی عطا فرمایئے۔ آپ کے خرقہ میں دو دینار بچے تھے آپ نے وہ انہیں دے دیے، پھر وہ غلام حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لوٹ آیا اور قصہ عرض کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: یہ لوگ آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ (المعجم الکبیر، الحدیث:۴۶، ج۲۰، ص۳۳، بتغیر)

کرامت

منہ سے نور نکلتا تھا

حضرت ابوبحریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حمص کی مسجد میں دیکھا وہ گھنے اور گھونگھریالے بال والے بہت خوبصورت تھے جب وہ گفتگو فرماتے تو ان کے ساتھ ساتھ ان کے منہ سے ایک نور نکلتا جس کی روشنی اور چمک صاف نظر آتی۔

(تذکرۃ الحفاظ، الطبقۃ الاولیٰ، معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس۔۔۔ الخ، ج۱، الجزء ۱، ص۲۰)

حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ دو قدم ایسے ہیں جن میں سے ایک اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہے اور دوسرا اللہ عزوجل کو سب سے زیادہ ناپسند ہے۔ جو شخص صف میں خلا دیکھے پھر اسے پُر کرنے کیلئے چلے اور اسے پُر کردے تو اسکا یہ قدم اٹھانا اللہ عزوجل کو پسند ہے اور جو قدم اللہ عزوجل کو ناپسند ہے، وہ یہ کہ کوئی شخص کھڑا ہونے کیلئے اپنی دائیں ٹانگ پھیلا کر اس پر اپنا ہاتھ رکھے پھر اپنی بائیں ٹانگ کھڑی کر کے اٹھے۔

(المستدرک للحاکم، کتاب الامامۃ وصلوۃ الجماعۃ/خطوتان احدھما احب الی اللہ والاخری الخ، رقم ۱۰۴۶، ج ۱، ص ۵۲۰)

حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا، کہ جو مسلمان باوضو سوئے پھر جب وہ رات میں بیدار ہو اور اللہ عزوجل سے دنیا اور آخرت کی کوئی بھلائی طلب کرے تو اللہ عزوجل اسے وہ بھلائی عطا فرمادے گا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی النوم علی طھارۃ، رقم ۵۰۴۲، ج ۴، ص ۴۰۳)

حضرتِ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جس عورت کا کچا بچہ انتقال کر جائے اور وہ اس پر صبر کرے تو وہ بچہ اپنی ماں کو اپنی ناف کے ذریعے کھینچتا ہوا جنت میں لے جائے گا۔

(ابن ماجہ، ماجاء فیمن اصیب بسقط، کتاب الجنائز، رقم ۱۶۰۹، ج ۲، ص ۲۷۳)

حضرتِ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا، جس نے کسی بھوکے مؤمن کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا تو اللہ عزوجل اسے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے سے داخل فرمائے گا جس سے اُسی جیسے لوگ داخل ہوں گے۔ (طبرانی کبیر، رقم ۱۶۲، جلد ۲۰، ص ۸۵)

حضرتِ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ہمارے ساتھ پانچ چیزوں کا وعدہ فرمایا ہے، جو شخص ان میں سے ایک پر بھی عمل کریگا وہ اللہ عزوجل کے ذمۂ کرم میں ہوگا، (۱) جو مریض کی عیادت کرے، یا (۲) جنازے کے ساتھ چلے، یا (۳) اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کے لئے نکلے، یا (۴) حاکمِ اسلام کے پاس آئے اور نیک اور جائز باتوں میں اسکی اطاعت کرے، یا (۵) اپنے گھر میں اس لئے بیٹھا رہے کہ وہ لوگوں سے اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں۔ (مسند احمد، مسند الانصار، حدیث معاذ بن جبل، رقم ۲۲۱۵۴، ج ۸، ص ۲۵۵)

(۱۴۳) معاذ ابن عمرو ابن جموح:

روایت ہے حضرت عبدالرحمان ابن عوف سے فرماتے ہیں کہ میں بدر کے دن صف میں کھڑا تھا تو میں نے اپنے داہنے بائیں دیکھا تو میں انصار کے دو نو عمر بچوں کے درمیان تھا میں نے تمنا کی کہ میں ان سے بہادروں کے درمیان ہوتا ان دونوں میں سے ایک نے مجھے اشارہ کیا بولا اے چچا کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں میں بولا تجھے اس سے کیا کام ہے اے بھتیجے؟ وہ بولا مجھے خبر ملی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو میرا جسم اس کے جسم سے جدا نہ ہوگا تا آنکہ ہم سے جلد موت والا مر جائے فرماتے ہیں میں نے اس پر تعجب کیا فرماتے ہیں کہ دوسرے نے بھی مجھے اشارہ کیا تو مجھے اس طرح کہا تو میں نہ ٹھہرا حتی کہ میں نے ابوجہل کو دیکھ لیا جو لوگوں کے بیچ گھوم رہا تھا تو میں بولا کیا تم دیکھتے نہیں یہ تمہارا وہ یار ہے جس کے متعلق تم مجھ سے پوچھ رہے تھے فرماتے ہیں کہ وہ دونوں اپنی تلواریں لے کر اس پر جھپٹے اسے مارا حتی کہ اسے قتل کر دیا پھر دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹے حضور کو اس کی خبر دی تو فرمایا تم دونوں میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے تو ان میں سے ہر ایک بولا کہ اسے میں نے مارا ہے فرمایا کیا تم نے اپنی تلواریں پونچھ لی ہیں وہ بولے نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تلواریں دیکھیں فرمایا تم دونوں نے ہی اسے قتل کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلب کا فیصلہ معاذ ابن عمرو ابن جموح کے لیے کیا اور وہ دونوں صاحب معاذ ابن جموح اور معاذ ابن عفرا تھے (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر اچھے آدمی ہیں، عمر اچھے آدمی ہیں، ابوعبیدہ ابن جراح اچھے شخص ہیں اسید ابن حضیر اچھے شخص ہیں ثابت ابن قیس ابن شماس اچھے شخص ہیں، معاذ ابن جبل اچھے شخص ہیں، معاذ ابن عمرو بن جموح اچھے شخص ہیں (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

روایت ہے حضرت قیس ابن ابی حازم سے فرماتے ہیں کہ بدر والوں کا عطیہ پانچ پانچ ہزار تھا حضرت عمر نے فرمایا کہ میں ان کو بعد والوں پر فضیلت دوں گا (بخاری) ان بدر والوں کے نام جو بخاری کی جامع میں بیان کیے گئے نبی محمد ابن عبداللہ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ ابن عثمان یعنی ابوبکر صدیق قرشی عمر ابن خطاب عدوی عثمان ابن عفان قرشی جنہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دختر رقیہ کی تیمارداری کے لیے پیچھے چھوڑا اور ان کے لیے حصہ الگ رکھا علی ابن ابی طالب ہاشمی ایاس ابن بکیر بلال ابن رباح یعنی ابوبکر صدیق کے غلام حمزہ ابن عبدالمطلب ہاشمی حاطب ابن ابی بلتعہ جو قریش کے حلیف تھے ابوحذیفہ ابن عتبہ ابن ربیعہ قرشی حارثہ ابن ربیع انصاری جو بدر کے دن شہید ہوئے اور وہ حارثہ ابن سراقہ ہیں جو اولی میں مقرر تھے خبیب ابن عدی انصاری، خنیس ابن حذافہ سہمی رفاعہ ابن رافع انصاری رفاعہ ابن عبدالمنذر ابولبابہ انصاری زبیر ابن عوام قرشی زید ابن سہل یعنی ابوطلحہ انصاری ابوزید انصاری سعد ابن مالک زہری سعد ابن خولہ قرشی سعید ابن زید ابن عمرو ابن نفیل قرشی سہل ابن حنیف انصاری ظہیر ابن رافع انصاری اور انکے بھائی عبداللہ ابن مسعود ہذلی عبدالرحمن ابن عوف

زہری عبیدہ ابن حارث قرشی عبادہ ابن صامت انصاری عمرو ابن عوف جو بنی عامر ابن لوی کے حلیف تھے عقبہ ابن عمرو انصاری عامر ابن ربیعہ عنزی عاصم ابن ثابت انصاری عویمر ابن ساعدہ انصاری عتبان ابن مالک انصاری قدامہ ابن مظعون قتادہ ابن نعمان انصاری معاذ ابن عمرو ابن جموح معوذ ابن عفراء اور ان کے بھائی مالک ابن ربیعہ ابو اسید انصاری مسطح ابن اثاثہ ابن عباد ابن عبدالمطلب ابن عبد مناف مرارہ ابن ربیع انصاری معن بن عدی انصاری مقداد ابن عمرو کندی جو بنی زہرہ کے حلیف ہیں ہلال ابن امیہ انصاری اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی رہے۔

(۱۴) معاذ بن حارث بن رفاعہ

آپ معاذ بن حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار ہیں' ان کا عرف ابن عفراء ہے' عفراء ان کی والدہ کا نام ہے' ان کا نسب عفراء بنت عبید بن ثعلبہ بن بنو غنم بن مالک بن نجار ہے' یہ صاحب انصاری خزرجی بخاری تھے' یہ خود اور ان کے دو بھائی عوف اور معوذ' عفراء کے دو بیٹے غزوۂ بدر میں موجود تھے' عوف اور معوذ دونوں شہید ہو گئے مگر معاذ بچ گئے جو بعد کے غزوات میں شریک ہوتے رہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ وہ ابوجہل کے قتل میں شریک تھے۔ معاذ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد تک حیات رہے جبکہ بعض علماء کے مطابق جنگ صفین میں شریک ہوئے' حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا اور اسی جنگ میں شہادت پائی۔

(اسد الغابہ لابن اثیر جلد 3 صفحہ 207' رقم الحدیث: 4955)

(۱۵) معوذ ابن حارث:

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں صف میں کھڑا تھا اور میرے دائیں بائیں دو نو عمر لڑکے کھڑے تھے۔ ایک نے چپکے سے پوچھا کہ چچا جان! کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے اس سے کہا کہ کیوں بھتیجے! تم کو ابوجہل سے کیا کام ہے؟ اس نے کہا کہ چچا جان! میں نے خدا سے یہ عہد کیا ہے کہ میں ابوجہل کو جہاں دیکھ لوں گا یا تو اس کو قتل کر دوں گا یا خود لڑتا ہوا مارا جاؤں گا کیونکہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بہت ہی بڑا دشمن ہے۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں حیرت سے اس نوجوان کا منہ تاک رہا تھا کہ دوسرے نوجوان نے بھی مجھ سے یہی کہا اتنے میں ابوجہل تلوار گھماتا ہوا سامنے آ گیا اور میں نے اشارہ سے بتا دیا کہ ابوجہل یہی ہے، بس پھر کیا تھا یہ دونوں لڑکے تلواریں لے کر اس پر اس طرح جھپٹے جس طرح باز اپنے شکار پر جھپٹتا ہے۔ دونوں نے اپنی تلواروں سے مار مار کر ابوجہل کو زمین پر ڈھیر کر دیا۔ یہ دونوں لڑکے حضرت معوذ اور حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے جو عفراء کے بیٹے تھے۔ ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے اپنے باپ کے قاتل حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کر دیا اور پیچھے سے ان کے

بائیں شانہ پر تلوار ماری جس سے ان کا بازو کٹ گیا لیکن تھوڑا سا چمڑا باقی رہ گیا اور ہاتھ لٹکنے لگا۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عکرمہ کا پیچھا کیا اور دور تک دوڑا یا مگر عکرمہ بھاگ کر بچ نکلا۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حالت میں بھی لڑتے رہے لیکن کٹے ہوئے ہاتھ کے لٹکنے سے زحمت ہو رہی تھی تو انہوں نے اپنے کٹے ہوئے ہاتھ کو پاؤں سے دبا کر اس زور سے کھینچا کہ تسمہ الگ ہو گیا اور پھر وہ آزاد ہو کر ایک ہاتھ سے لڑتے رہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوجہل کے پاس سے گزرے، اس وقت ابوجہل میں کچھ کچھ زندگی کی رمق باقی تھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی گردن کو اپنے پاؤں سے روند کر فرمایا کہ تو ہی ابوجہل ہے! بتا آج تجھے اللہ نے کیسا رسوا کیا۔ ابوجہل نے اس حالت میں بھی گھمنڈ کے ساتھ یہ کہا کہ تمہارے لئے یہ کوئی بڑا کارنامہ نہیں ہے میرا قتل ہو جانا اس سے زیادہ نہیں ہے کہ ایک آدمی کو اس کی قوم نے قتل کر دیا۔ ہاں! مجھے اس کا افسوس ہے کہ کاش! مجھے کسانوں کے سوا کوئی دوسرا شخص قتل کرتا۔ حضرت معوذ اور حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما چونکہ یہ دونوں انصاری تھے اور انصار کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے اور قبیلۂ قریش کے لوگ کسانوں کو بڑی حقارت کی نظر سے دیکھا کرتے تھے اس لئے ابوجہل نے کسانوں کے ہاتھ سے قتل ہونے کو اپنے لئے قابل افسوس بتایا۔

جنگ ختم ہو جانے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے کر جب ابوجہل کی لاش کے پاس سے گزرے تو لاش کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ابوجہل اس زمانے کا فرعون ہے۔ پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوجہل کا سر کاٹ کر تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدموں پر ڈال دیا۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب ۱۰، الحدیث: ۳۹۸۸، ج ۳، ص ۱۴ و کتاب فرض الخمس، باب من لم یخمس الاسلاب... الخ، الحدیث: ۳۱۴۱، ج ۲، ص ۳۵۶)

(۱۶) مسطح ابن اثاثہ ابن عباد ابن عبدالمطلب ابن عبد مناف:

اسی سال ساٹھ یا اسّی مہاجرین کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سفید جھنڈے کے ساتھ امیر بنا کر رابغ کی طرف روانہ فرمایا۔ اس سریہ کے علمبردار حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ جب یہ لشکر ثنیۂ مرہ کے مقام پر پہنچا تو ابوسفیان اور ابوجہل کے لڑکے عکرمہ کی کمان میں دو سو کفار قریش جمع تھے دونوں لشکروں کا سامنا ہوا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار پر تیر پھینکا یہ سب سے پہلا تیر تھا جو مسلمانوں کی طرف سے کفار مکہ پر چلایا گیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کل آٹھ تیر پھینکے اور ہر تیر نشانہ پر ٹھیک بیٹھا۔ کفار ان تیروں کی مار سے گھبرا کر فرار ہو گئے اس لیے کوئی جنگ نہیں ہوئی۔

(مدارج النبوت، قسم سوم، باب دوم، ج ۲، ص ۷۸ والمواھب اللدنیۃ والزرقانی، سریۃ عبیدۃ المطلبی، ج ۲، ص ۲۲۶، ۲۲۷)

ارشاد ربانی (عزوجل) ہے۔

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٢٢﴾

ترجمہ کنزالایمان اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فضیلت والے اور گنجائش والے ہیں قرابت والوں اور مسکینوں اور اللہ (عزوجل) کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے کی اور چاہئے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ (عزوجل) تمہاری بخشش کرے اور اللہ (عزوجل) بخشش والا مہربان ہے (پارہ نمبر ۱۸ سورہ نور آیت ۲۲)

یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب واقعہ افک (ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پر جھوٹی تہمت لگائی گئی تھی اس میں حضرت سیدنا مسطح بن اثاثہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) نے منافقین کی باتوں میں آکر غلطی سے حصہ لیا اور گفتگو کی تو حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) نے قسم کھائی کہ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) ان سے رفاقت و نرمی ختم کردیں گے۔ (صحیح بخاری جلد ۲ ص ۵۹۶ کتاب المغازی)

اور آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) مال کے ذریعے اس کی مدد کیا کرتے تھے تو مسطح کے ایک بہت بڑے جرم کے باوجود یہ آیت نازل ہوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سے بڑا جرم کیا ہوسکتا ہے کہ حرم رسول ا کے سلسلے میں زبان درازی کی جائے اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں کوئی شخص زبان کھولے لیکن چوں کہ اس واقعہ کے ذریعے گویا حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کو نقصان پہنچایا گیا تھا اور ظالموں کو معاف کردینا اور برائی کرنے والوں سے احسان کا سلوک کرنا صدیقین کے اخلاق کا حصہ ہے۔

(۱۷) مسور ابن مخرمہ:

ان پر خوف الٰہی عزوجل کا اتنا غلبہ تھا کہ یہ قرآن مجید سننے کی تاب نہیں لاتے تھے۔ کسی آیت کو سنتے تو ان کی چیخ نکل جاتی تھی اور کئی کئی دنوں تک بے ہوش ہوجایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ قبیلہ خثعم کا ایک قاری آیا اور ان کے سامنے یہ آیت پڑھ دی کہ

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ﴿٨٥﴾ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿٨٦﴾

ترجمہ کنزالایمان: جس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمٰن کی طرف لے جائیں گے مہمان بنا کر اور مجرموں کو جہنم کی طرف ہانکیں گے پیاسے۔ (پ ۱۶، مریم: ۸۵، ۸۶)

یعنی اس دن کو یاد کرو جبکہ ہم متقیوں کو مہمان بنا کر رحمٰن کے دربار میں جمع کریں گے اور مجرموں کو ہانک کر جہنم میں پیاسا لے جائیں گے تو اس آیت کو سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اس آیت کو پھر پڑھ چنانچہ قاری نے دوبارہ اس

آیت کو پڑھا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک زوردار چیخ ماری اور فوراً ہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح اقدس عالم بالا کو پرواز کر گئی۔ (احیاء علوم الدین، کتاب الخوف والرجاء، بیان احوال الصحابۃ والتابعین والسلف الصالحین فی شدۃ الخوف، ج ۴، ص ۲۲۷)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک تلوار جس کا نام "ذوالفقار" تھا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھی ان کے بعد ان کے خاندان میں رہی یہاں تک کہ یہ تلوار کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھی۔ اس کے بعد ان کے فرزند وجانشین حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہی۔ چنانچہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد جب حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید بن معاویہ کے پاس سے رخصت ہو کر مدینہ تشریف لائے تو مشہور صحابی حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ اگر آپ کو کوئی حاجت ہو یا میرے لائق کوئی کار خدمت ہو تو آپ مجھے حکم دیں میں آپ کے حکم کی تعمیل کے لئے حاضر ہوں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے کوئی حاجت نہیں پھر حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ گزارش کی کہ آپ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جو تلوار (ذوالفقار) ہے کیا آپ وہ مجھے عنایت فرما سکتے ہیں؟ کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں یزید کی قوم آپ پر غالب آجائے اور یہ تبرک آپ کے ہاتھ سے جاتا رہے اور اگر آپ نے اس مقدس تلوار کو مجھے عطا فرمادیا تو خدا کی قسم! جب تک میری ایک سانس باقی رہے گی ان لوگوں کی اس تلوار تک رسائی بھی نہیں ہوسکتی مگر حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مقدس تلوار کو اپنے سے جدا کرنا گوارا نہیں فرمایا۔

(صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس، باب ماذکر من درع النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔۔۔الخ، الحدیث: ۳۱۱۰، ج ۲، ص ۳۴۴) (سنن ابی داود، کتاب النکاح، باب ما یکرہ ان یجمع بینھن من النساء، الحدیث: ۲۰۶۹، ج ۲، ص ۳۲۷)

روایت ہے حضرت مسور ابن مخرمہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈانے سے پہلے ذبح فرمایا اور اپنے صحابہ کو بھی اس کا حکم دیا ہے (بخاری)

روایت ہے مسور ابن مخرمہ سے فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر کو نیزہ مارا گیا تو آپ غم کرنے لگے ان سے ابن عباس نے تسکین دیتے ہوئے عرض کیا اے امیر المؤمنین آپ ان تمام کی پرواہ نہ کریں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے تو ان کی رفاقت خوب نبھائی پھر وہ آپ سے جدا ہوئے وہ آپ سے راضی تھے پھر آپ حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ رہے تھے تو ان کی رفاقت خوب نبھائی وہ آپ سے جدا ہوئے تو وہ آپ سے راضی تھے پھر آپ مسلمانوں کے ساتھ رہے ان کا ساتھ خوب نبھایا اگر آپ ان سے جدا ہوئے تو اس طرح جدا ہوں گے کہ وہ آپ سے راضی ہوں گے آپ نے فرمایا یہ جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پاک کا اور آپ کی خوشنودی کا ذکر کیا یہ اللہ کا احسان ہے جو اس نے مجھ پر کیا لیکن جو تم نے حضرت ابوبکر کی صحبت اور ان کی خوشنودی کا ذکر کیا یہ بھی مجھ پر اللہ کا احسان ہے جو اس نے مجھ پر کیا لیکن میری گھبراہٹ تم دیکھ رہے ہو وہ تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی وجہ سے ہے اللہ کی قسم اگر میرے پاس زمین بھر کر سونا ہو

تو میں عذاب الٰہی سے فدیہ دے دوں اسے دیکھنے سے پہلے (بخاری)

روایت ہے حضرت مسور ابن مخرمہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس نے انہیں ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا اور ایک روایت میں ہے کہ جو چیز انہیں پریشان کرے وہ مجھے پریشان کرتی ہے اور جو انہیں تکلیف دے مجھے ستاتا ہے (مسلم، بخاری)

مسور بن مخرمہ اور مروان بن الحکم حدیبیہ کے طویل قصے میں ذکر کرتے ہیں کہ عروہ اصحاب نبی کو گھور رہا تھا، اس نے کہا کہ بخدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب بھی ناک سنکی تو کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ میں پڑی اور اس نے اپنے چہرے پر ملی اور اپنے جسم پر لگائی، جب آپ نے حکم دیا تو انہوں نے ماننے میں جلدی کی، جب آپ وضو فرماتے تو وہ وضو کا پانی لینے پر لڑنے کے قریب ہو جاتے، اور جب گفتگو فرماتے تو صحابہ اپنی آوازیں پست کر لیتے اور آپ کی تعظیم کی وجہ سے آپ کی طرف نگاہ نہ کر پاتے تھے، تو وہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ آیا اور کہا میں قیصر و کسریٰ و نجاشی کے درباروں میں آیا مگر ایسا کوئی بادشاہ نہ دیکھا جس کی تعظیم اس کے ساتھی ایسے کرتے ہوں جیسی محمد کی ان کے صحابی کرتے ہیں۔

(صحیح البخاری باب الشروط فی الجہاد والمصالحۃ مع اہل الحرب الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۷۹) (الخصائص الکبریٰ باب ما وقع عام الحدیبیۃ من الآیات مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۱/۲۴۰ و ۲۴۱)

(۱۸) مسیب ابن حزن:

روایت ہے حضرت ابو سعید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں فخریہ نہیں کہتا اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا فخریہ نہیں کہتا، اس دن کوئی نبی آدم علیہ السلام اور ان کے سوا ایسا نہ ہوگا جو میرے جھنڈے تلے نہ ہو[۴] میں ان میں پہلا ہوں جن سے زمین کھلے گی فخریہ نہیں فرماتا۔ (ترمذی)

(۱۹) مستورد ابن شداد:

حضرت سیدنا مستورد بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ، اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل کی قسم! آخرت کے مقابلے میں دنیا اتنی سی ہے جیسے کوئی اپنی اس انگلی کو سمندر میں ڈالے تو وہ دیکھے کہ اس انگلی پر کتنا پانی لایا۔ اس حدیث کے یحییٰ نامی راوی نے شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا۔ (صحیح مسلم، کتاب الجنۃ، باب فناء الدنیا، الحدیث: ۷۱۹۷، ص ۱۱۷۳)

مُستَورِد بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: جس شخص کو کسی مرد

مسلم کی برائی کرنے کی وجہ سے کھانے کو ملا، اللہ تعالیٰ اس کو اتنا ہی جہنم سے کھلائے گا اور جس کو مرد مسلم کی برائی کی وجہ سے کپڑا پہننے کو ملا، اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کا اتنا ہی کپڑا پہنائے گا۔ (سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب في الغيبة، الحدیث: ۴۸۸۱، ج ۴، ص ۳۵۴) (والمسند للامام أحمد بن حنبل، حدیث المستورد بن شداد، الحدیث: ۱۸۰۳۳، ج ۶، ص ۲۹۴)

روایت ہے مستورد ابن شداد سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب وضو کرتے تو اپنی چھنگلی سے پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرتے (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

روایت ہے حضرت مستورد ابن شداد سے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو ہمارا اعامل بنے چاہیے کہ بیوی کرلے پھر اگر اس کے خادم نہ ہو تو چاہیئے کہ خادم رکھ لے اگر اس کے پاس مکان نہ ہو تو مکان بنالے اور ایک روایت میں ہے کہ جو اس کے علاوہ لے گا وہ خائن ہوگا (ابوداؤد)

روایت ہے حضرت مستورد سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا جو کسی مسلمان آدمی مشغول ہو کر کچھ لقمے کھائے تو اللہ اسے اس کی مثل دوزخ میں کھلائے گا اور جو کسی مسلمان آدمی کی وجہ سے کپڑا پہنایا جاوے تو اللہ اسے اس کی مثل دوزخ سے پہنائے گا اور جو کسی شخص کی وجہ سے سنانے اور دکھانے کی جگہ میں کھڑا ہو تو اللہ اسے قیامت کے دن سنانے اور دکھانے کی جگہ کھڑا کرے گا (ابوداؤد)

روایت ہے حضرت مستورد ابن شداد سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا میں قیامت کے اندر بھیجا گیا ہوں تو میں قیامت سے اس طرح پہلے ہوں جیسے یہ انگلی اس سے اور اپنی دو انگلیوں کلمہ کی اور بیچ کی طرف اشارہ کیا (ترمذی)

(۲۰) مغیرہ ابن شعبہ:

کفار چونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جانی دشمن تھے اور ہر وقت اس تاک میں لگے رہتے تھے کہ اگر اک ذرا بھی موقع مل جائے تو آپ کو شہید کر ڈالیں۔ بلکہ بارہا قاتلانہ حملہ بھی کر چکے تھے۔ اس لیے کچھ جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم باری باری سے راتوں کو آپ کی مختلف خوابگاہوں اور قیام گاہوں کا شمشیر بکف ہو کر پہرہ دیا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب کہ یہ آیت نازل ہوگئی کہ وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ط یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے بچائے گا۔ اس آیت کے نزول کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب پہرہ دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمالیا ہے کہ وہ مجھ کو میرے تمام دشمنوں سے بچائے گا۔ ان جاں نثار پہرہ داروں میں چند خوش نصیب صحابہ کرام خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں جن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

(۱) حضرت ابوبکر صدیق (۲) حضرت سعد بن معاذ انصاری (۳) حضرت محمد بن مسلمہ (۴) حضرت ذکوان بن عبد قیس (۵) حضرت زبیر بن العوام (۶) حضرت سعد بن ابی وقاص (۷) حضرت عباد بن بشر (۸) حضرت ابوایوب

انصاری (۹) حضرت بلال (۱۰) حضرت مغیرہ بن شعبہ۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

(المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب فی خدمہ صلی اللہ علیہ وسلم ... الخ، ج ۴، ص ۵۱۹۔ ۵۲۲ ملتقطا)

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنگِ حنین کے بعد طائف سے واپس تشریف لائے اور جعرانہ سے عمرہ ادا کرنے کے بعد مدینہ تشریف لے جا رہے تھے تو راستے ہی میں قبیلہ ثقیف کے سردار اعظم عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر برضا و رغبت دامن اسلام میں آ گئے۔ یہ بہت ہی شاندار اور باوفا آدمی تھے انہوں نے مسلمان ہونے کے بعد عرض کیا کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ مجھے اجازت عطا فرمائیں کہ میں اب اپنی قوم میں جا کر اسلام کی تبلیغ کروں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اجازت دے دی اور یہ وہیں سے لوٹ کر اپنے قبیلہ میں گئے اور اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا اور اپنے قبیلہ والوں کو اسلام کی دعوت دی۔ اس علانیہ دعوت اسلام کو سن کر قبیلہ ثقیف کے لوگ غیظ و غضب میں بھر کر اس قدر طیش میں آ گئے کہ چاروں طرف سے ان پر تیروں کی بارش کرنے لگے یہاں تک کہ ان کو ایک تیر لگا اور یہ شہید ہو گئے۔ قبیلہ ثقیف کے لوگوں نے ان کو قتل تو کر دیا لیکن پھر یہ سوچا کہ تمام قبائل عرب اسلام قبول کر چکے ہیں۔ اب ہم بھلا اسلام کے خلاف کب تک اور کتنے لوگوں سے لڑتے رہیں گے؟ پھر مسلمانوں کے انتقام اور ایک لمبی جنگ کے انجام کو سوچ کر دن میں تارے نظر آنے لگے۔ اس لئے ان لوگوں نے اپنے ایک معزز رئیس عبد یالیل بن عمرو کو چند ممتاز سرداروں کے ساتھ مدینہ منورہ بھیجا۔ اس وفد نے مدینہ پہنچ کر بارگاہ اقدس میں عرض کیا کہ ہم اس شرط پر اسلام قبول کرتے ہیں کہ تین سال تک ہمارے بت لات کو توڑا نہ جائے۔ آپ نے اس شرط کو قبول فرمانے سے صاف انکار فرما دیا اور ارشاد فرمایا کہ اسلام کسی حال میں بھی بت پرستی کو ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ لہٰذا بت تو ضرور توڑا جائے گا یہ اور بات ہے کہ تم لوگ اس کو اپنے ہاتھ سے نہ توڑو بلکہ میں حضرت ابوسفیان اور حضرت مغیرہ بن شعبہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو بھیج دوں گا وہ اس بت کو توڑ ڈالیں گے۔ چنانچہ یہ لوگ مسلمان ہو گئے اور حضرت عثمان بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو اس قوم کے ایک معزز اور ممتاز فرد تھے اس قبیلے کا امیر مقرر فرما دیا۔ اور ان لوگوں کے ساتھ حضرت ابوسفیان اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو طائف بھیجا اور ان دونوں حضرات نے ان کے بت لات کو توڑ پھوڑ کر ریزہ ریزہ کر ڈالا۔ (مدارج النبوت، قسم سوم، باب نہم، ج ۲، ص ۳۶۵، ۳۶۶ ملخصاً)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ وفات کے بعد حضرت عمر و حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اجازت لے کر مکان میں داخل ہوئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھ کر کہا کہ بہت ہی سخت غشی طاری ہو گئی ہے۔ جب وہ وہاں سے چلنے لگے تو حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے عمر! تمہیں کچھ خبر بھی ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو چکا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپے سے باہر ہو گئے اور تڑپ کر بولے کہ اے مغیرہ! تم جھوٹے ہو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس وقت تک انتقال نہیں ہو سکتا جب تک دنیا سے ایک ایک

منافق کا خاتمہ نہ ہوجائے۔ (المواہب اللدنیہ وشرح الزرقانی، الفصل الاول فی اتمامہ۔۔۔ الخ، ج ۷، ص ۳۰۴)

حضرت سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مکہ مکرمہ سلطان مدینہ منورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم اتنی لمبی نماز ادا فرماتے تھے کہ مبارک قدموں میں ورم آجاتا یہاں تک کہ زخم ہوجاتے اور جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم سے اس کے بارے میں عرض کی جاتی (کہ اتنی مشقت کیوں کرتے ہیں؟) تو ارشاد فرماتے: کیا میں اپنے رب عزوجل کا شکرگزار بندہ نہ بنوں؟ (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الصبر عن محارم اللہ، الحدیث ۶۴۷۱، ج ۴، ص ۲۳۶)

حضرت سیدنا مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں تم پر حرام کردی ہیں:

(1) ماؤں کی نافرمانی کرنا اور (2) لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا اور (3) دوسروں کا جو اپنے اوپر آتا ہو اسے نہ دینا اور دینے مانگنا کہ لاؤ۔ اور یہ باتیں تمہارے لیے مکروہ کیں (4) قیل وقال یعنی فضول باتیں اور (5) کثرت سوال اور (6) اضاعت مال۔ (صحیح البخاری، کتاب الاستقراض والدیون، باب ما ینہی عن اضاعۃ المال، الحدیث ۲۴۰۸، ج ۲، ص ۱۱۱)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: ایک بار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم نے ہم میں کھڑے ہوکر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ جانے تک کا حال ہم سے بیان فرمادیا۔ یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔

(صحیح البخاری کتاب بدءالخلق باب ما جاء فی قول اللہ وھو الذی یبدء الخلق، قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۴۵۳)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی حرام کردی اور بچیوں کو زندہ درگور کرنا اور بخل کرنا اور گداگری کرنا اور ادھر ادھر کی فضول باتیں کرنا تم پر حرام کردیا ہے۔ اور فرمایا زیادہ سوال کرنا اور مال کو ضائع کرنا بھی حرام کردیا گیا ہے۔ بخاری ومسلم نے اس کو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الادب باب حقوق الوالدین الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۸۸۳) (صحیح مسلم کتاب الاقضیۃ باب النہی من کثرۃ المسائل الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۷۵، ۷۶)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی اور بزار حضرت عبداللہ بن عباس یا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: دوسرے انبیاء کرام پر دو باتوں میں مجھے فضیلت بخشی گئی، ایک یہ کہ میرا شیطان کافر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قوت دی یہاں تک کہ وہ مسلمان ہوگیا الحدیث (ت)

(کشف الاستار عن زوائد البزار حدیث ۲۴۳۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۳ /۱۴۶) (مجمع الزوائد البزار باب عصمتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن القرین ۸ /۲۲۵ وباب منہ خصائص ۸ /۲۶۹)

(۲۱) مقدام ابن معدیکرب:

امام احمد نے ابوبکر بن ابی مریم سے روایت کی، وہ کہتے ہیں حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیز دودھ بیچا کرتی تھی اور اُس کا ثمن مقدام رضی اللہ تعالیٰ عنہ لیا کرتے تھے۔ اُن سے کسی نے کہا، سبحان اللہ آپ دودھ بیچتے ہیں اور اُس کا ثمن لیتے ہیں (گویا اس نے اس تجارت کو نظر حقارت سے دیکھا) اُنھوں نے جواب دیا ہاں میں یہ کام کرتا ہوں اور اس میں حرج ہی کیا ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ سوا روپے اور اشرفی کے کوئی چیز نفع نہیں دے گی۔

(المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند الشامیین، حدیث المقدام بن معدیکرب، الحدیث: ۱۷۲۰۱، ج ۶، ص ۹۶)

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اپنے اپنے کھانے کو ناپ لیا کرو، تمھارے لیے اس میں برکت ہوگی۔

(صحیح البخاري، کتاب البیوع، باب مایستحب من الکیل، الحدیث: ۲۱۲۸، ج ۲، ص ۲۷)

صحیح بخاری شریف میں حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اُس کھانے سے بہتر کوئی کھانا نہیں جس کو کسی نے اپنے ہاتھوں سے کام کر کے حاصل کیا ہے اور بے شک اللہ کے نبی داود علیہ الصلاۃ والسلام اپنی دستکاری سے کھاتے تھے۔

(صحیح البخاري، کتاب البیوع، باب کسب الرجل... إلخ، الحدیث: ۲۰۷۲، ج ۲، ص ۱۱)

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے سنا کہ آدمی نے پیٹ سے زیادہ برا کوئی برتن نہیں بھرا۔ ابن آدم کو چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں۔ اگر زیادہ کھانا ضروری ہو تو تہائی پیٹ کھانے کے لیے اور تہائی پانی کے لیے اور تہائی سانس کے لیے۔

(سنن الترمذي، کتاب الزهد، باب ماجاء في کراهیة کثرة الاکل، الحدیث: ۲۳۸۷، ج ۴، ص ۱۶۸)

روایت ہے حضرت مقدام سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں ہر مسلمان کا اس کی جان سے زیادہ والی ہوں جو قرض یا بال بچے چھوڑے وہ ہماری سپرد ہے اور جو مال چھوڑے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے میں اس کا والی ہوں جس کا کوئی والی نہیں میں اس کے مال کا وارث ہوں گا اور اس کے قیدی کو چھوڑاؤں گا اور ماموں اس کا وارث ہے جس کا کوئی وارث نہیں کہ اس کے مال کا وارث ہوگا اور اس کا قیدی چھوڑائے گا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ میں وارث ہوں اس کا جس کا کوئی وارث نہیں کہ اس کی دیت بھی دوں گا اور اس کا وارث بھی ہوں گا اور ماموں وارث ہے اس کا جس کا کوئی وارث نہ ہو کہ اس کی دیت دے گا اور میراث لے گا۔ (ابوداؤد)

(۲۲) مقداد ابن اسود:

ان کے والد کا نام عمرو بن ثعلبہ تھا۔ اسود کے بیٹے اس لئے کہلانے لگے کہ اسود بن عبدیغوث زہری نے ان کو اپنا متبنی بنالیا تھا۔ اس لئے اس کی طرف منسوب ہوگئے اور چونکہ قبیلۂ بنی کندہ سے انہوں نے محالفہ کرلیا تھا اور ان کے حلیف بن گئے تھے اس لئے اس نسبت سے اپنے کو کندی کہنے لگے۔ ان کی کنیت ابو معبد یا ابوالاسود ہے اور یہ قدیم الاسلام ہیں۔ مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے۔ پھر حبشہ سے مکہ مکرمہ واپس چلے آئے مگر مدینہ منورہ کو ہجرت نہیں کر سکے کیونکہ کفار نے ہر طرف سے ناکہ بندی کر کے مدینہ منورہ کا راستہ بند کر دیا تھا یہاں تک کہ جب حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک چھوٹا سا لشکر لے کر مدینہ منورہ سے عکرمہ بن ابو جہل کے لشکر سے لڑنے کے لئے آئے تو یہ اور حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کافروں کے لشکر میں شامل ہوگئے اور بھاگ کر مسلمانوں سے مل گئے اور اس طرح مدینہ منورہ ہجرت کر کے پہنچ گئے۔ یہ وہی حضرت مقداد بن الاسود ہیں کہ جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جنگ بدر کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشورہ فرمایا تو انہوں نے باآواز بلند یہ کہا کہ یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) ہم بنی اسرائیل نہیں ہیں جنہوں نے اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جنگ کے وقت یہ کہا تھا کہ آپ اور آپ کا خدا دونوں جا کر جنگ کریں ہم تو اپنی جگہ بیٹھے رہیں گے۔ بلکہ ہم تو آپ کے وہ جاں نثار ہیں کہ اگر خدا کی قسم! ہم کو آپ برک الغماد تک لے جائیں گے تو ہم آپ کے ساتھ چلیں گے اور ہم آپ کے آگے، آپ کے پیچھے، آپ کے دائیں، آپ کے بائیں سے اس وقت تک لڑتے رہیں گے جب تک کہ ہمارے بدن میں خون کا آخری قطرہ اور زندگی کی آخری سانس باقی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں سات اشخاص ایسے تھے جنہوں نے مکہ مکرمہ میں کفار کے سامنے سب سے پہلے علی الاعلان اپنے اسلام کا اعلان کیا ان میں سے ایک حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو سات جاں نثار رفقاء دیئے ہیں لیکن مجھ کو حضرت حق جل مجدہ نے چودہ رفقاء کی جماعت عطا فرمائی ہے جن کی فہرست یہ ہے:

(۱) ابوبکر (۲) عمر (۳) علی (۴) حمزہ (۵) جعفر (۶) حسن
(۷) حسین (۸) عبداللہ بن مسعود (۹) سلمان (۱۰) عمار (۱۱) حذیفہ
(۱۲) ابوذر (۱۳) مقداد (۱۴) بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد... الخ، الحدیث: ۳۸۱۰، ج۵، ص۴۳۳)

احادیث پاک میں ان کے فضائل ومناقب بہت کثیر ہیں۔ یہ تمام اسلامی لڑائیوں میں جہاد کرتے رہے اور فتح مصر کی معرکہ آرائی میں بھی انہوں نے ڈٹ کر کفار سے جنگ کی۔

۳۳ھ میں امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے دوران مدینہ منورہ سے تین میل دور مقام جرف میں ستر برس کی عمر پا کر وصال فرمایا اور لوگ فرط عقیدت سے اپنے کندھوں پر ان کے جنازہ مبارکہ کو جرف سے اٹھا کر مدینہ منورہ لائے اور جنت البقیع میں دفن کیا۔ (اسد الغابۃ، المقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ، ج۵، ص ۲۶۵۔۲۶۷)

کرامت

چوہے نے سترہ اشرفیاں نذر کیں

ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ یہ اس قدر تنگ دستی میں مبتلا تھے کہ درختوں کے پتے کھایا کرتے تھے۔ ایک دن ایک ویران جگہ میں رفع حاجت کے لیے بیٹھے تو اچانک ایک چوہا اپنے بل میں سے ایک اشرفی منہ میں لے کر نکلا اور ان کے سامنے رکھ کر چلا گیا پھر وہ اسی طرح برابر ایک ایک اشرفی لاتا رہا یہاں تک کہ سترہ اشرفیاں لایا۔

یہ سب اشرفیوں کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور پورا ماجرا عرض کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لئے اس مال میں کچھ صدقہ کرنا ضروری نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس مال میں برکت عطا فرمائے۔ حضرت ضباعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ان میں سے آخری اشرفی ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ میں نے چاندی کے ڈھیر حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں دیکھ لئے۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم، دعاؤہ لمقداد بالبرکۃ۔۔۔الخ، لاصدقۃ علیک۔۔۔الخ، الحدیث: ۳۶۷، ج۱، ص ۳۶۵)

روایت ہے حضرت مقداد سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ قیامت کے دن سورج مخلوق سے قریب کر دیا جاوے گا حتی کہ ان سے میل کی مقدار رہ جاوے گا تو لوگ اپنے اعمال کے مطابق پسینہ میں ہوں گے بعض وہ ہوں گے کہ ان کے ٹخنوں تک پسینہ ہوگا، بعض وہ جن کے گھٹنوں تک ہوگا اور بعض وہ جن کی کمر تک ہوگا اور ان میں بعض وہ ہوں گے کہ پسینہ ان کی لگام بن جاوے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ شریف سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا (مسلم)

روایت ہے حضرت مقداد ابن اسود سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ نیک بخت وہ ہے جو فتنوں سے محفوظ رہے، نیک بخت ہے وہ جو فتنوں سے محفوظ رہے، نیک بخت وہ ہے جو فتنوں سے محفوظ رہے اور جو مبتلا ہو جاوے تو صبر کرے تو اچھا ہے (ابوداؤد)

(۲۴) حضرت مہاجر بن خالد بن ولید

حضرت مہاجر بن خالد بن ولید قرشی مخزومی ہیں، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں یہ اور ان کے بھائی چھوٹے سے

لڑکے تھے' دونوں بھائیوں کے مزاج میں کافی فرق تھا' عبدالرحمن صفین میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل تھے جبکہ حضرت مہاجر بن خالد رضی اللہ عنہ' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ اس جنگ میں ان کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی تھی' بعد میں جنگِ صفین ہی میں شہادت پائی۔ حضرت مہاجر کا ایک بیٹا تھا جس کا نام خالد تھا' جب ابن اثال الطبیب نے عبدالرحمن بن خالد کو زہر دے کر مار دیا تو خالد نے اپنے چچا کا خون بہانا طلب کیا لیکن عروہ بن زبیر نے انہیں عار دلائی' چنانچہ خالد اور ان کا غلام دمشق چلے گئے اور ابن اثال کا تعاقب کر کے اس کا کام تمام کر دیا اور پھر واپس مدینہ آ گئے۔

(اسد الغابہ لابن اثیر جلد 3 صفحہ 261' رقم الحدیث: 5128)

(۲۴) مہاجر ابن قنفذ:

حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ پیشاب کر رہے تھے تو انہوں نے سلام عرض کیا لیکن آپ نے انہیں جواب مرحمت نہ فرمایا یہاں تک کہ وضو فرما لیا، پھر ان سے عذر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ناپسند کیا مگر پاکی کی حالت میں یا فرمایا کہ حالت طہارت میں (سنن ابوداود کتاب الطہارۃ حدیث نمبر: 17)

(۲۵) معیقیب ابن ابی فاطمہ:

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دسترخوان پر شام کو کھانا رکھا گیا لوگ حاضر تھے امیر المومنین برآمد ہوئے کہ ان کے ساتھ کھانا تناول فرمائیں، معیقیب بن ابی فاطمہ دوسی صحابی مہاجر حبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: قریب آیئے بیٹھئے خدا کی قسم دوسرا ہوتا تو ایک نیزے سے کم فاصلے پر میرے پاس نہ بیٹھتا۔ (ابن سعد اور ابن جریر نے اسے فقیہ مدینہ خارجہ بن زید سے صبح کے کھانے کے بارے میں روایت کیا ہے۔ جبکہ یہ حدیث رات کے کھانے کے بارے میں مروی ہے۔ت) (الطبقات الکبرٰی ترجمہ معیقیب بن ابی فاطمہ الدوسی دار صادر بیروت ۴ / ۱۱۸) (کنز العمال بحوالہ ابن سعد وابن جریر حدیث ۳۸۵۰۲ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰ / ۹۶)

روایت ہے حضرت معیقیب سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی اس شخص کے بارے میں جو سجدے کی جگہ مٹی برابر کرے فرمایا اگر تمہیں کرنا ہے تو ایک بار۔ (سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب مسح الحصی فی الصلاۃ، الحدیث: ۹۴۶، ج ۱، ص ۳۵۶)

(۲۶) معقل ابن یسار:

حضرت سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم نے

فرمایا کہ جس نے صبح کے وقت تین مرتبہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ترجمہ: میں سننے والے علم والے اللہ عزوجل کی شیطان مردود سے پناہ طلب کرتا ہوں۔ اور سورۂ حشر کی آخری تین آیات پڑھیں، اللہ عزوجل ستر ہزار فرشتوں کو شام تک اسکے لئے استغفار کرنے پر مقرر فرمادے گا اور اگر شام کے وقت پڑھے تو اسکے لئے صبح تک یہی فضیلت ہے۔ (سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ۲۲، رقم ۲۹۳۱، ج ۴، ص ۴۲۳)

حضرت سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے کہ اے ابن آدم! تو میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا میں تیرے دل کو غنا سے اور تیرے ہاتھوں کو رزق سے بھر دوں گا۔ اے ابن آدم! مجھ سے دوری مت اختیار کر ورنہ میں تیرے دل کو فقر سے بھر دوں گا اور تیرے بدن کو مصروفیت سے بھر دوں گا۔

(المستدرک، کتاب الرقائق، باب النبی اکل خشنا ولبس خشنا، رقم ۷۹۹۶، ج ۵، ص ۴۶۴)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ اللہ کے رسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کہ اپنے مرنے والوں کے قریب سورۂ یٰس شریف پڑھو۔

(سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب القراءۃ، الحدیث ۳۱۲۱، ج ۳، ص ۲۵۶)

سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے: حضرت سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہو گئے تو عبید اللہ بن زیاد ان کی عیادت کے لئے تشریف لایا اور ان سے پوچھا: اے معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ! کیا آپ جانتے ہیں کہ میں نے کوئی حرام خون بہایا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میں نہیں جانتا۔ تو اس نے دوبارہ پوچھا: کیا آپ جانتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں کی مالی چیزوں میں سے کوئی چیز مہنگی کی ہے؟ تو انہوں نے کہا: میں نہیں جانتا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے ارشاد فرمایا: اسے میرے پاس بٹھاؤ۔ اور اس سے ارشاد فرمایا: اے عبید اللہ! سنو، میں تمہیں ایسی چیز بیان کرتا ہوں جو میں نے تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے صرف ایک یا دو بار نہیں سنی میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس نے مسلمانوں کی مالی چیزوں میں کوئی دخل اندازی کی تاکہ وہ مہنگی ہو جائیں تو اللہ عزوجل اسے قیامت کے دن ضرور بڑی آگ کا مزا چکھائے گا۔ اس نے پوچھا: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات خود سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنی؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ہاں! ایک، دو سے بھی زیادہ مرتبہ۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، معقل بن یسار، الحدیث: ۲۰۳۲۵، ج ۷، ص ۲۸۹)

حضرتِ سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس قوم میں صبح کو اذان دی جاتی ہے وہ شام تک اللہ عزوجل کی امان میں ہوتی ہے اور جس قوم میں شام کو اذان دی جاتی ہے وہ صبح تک اللہ عزوجل کی

امان میں ہوتی ہے۔ (طبرانی کبیر، رقم ۴۹۸، ج ۲۰، ص ۲۱۵)

(۲۷)معقل ابن سنان:

روایت ہے حضرت علقمہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے نکاح کیا اور مہر کچھ نہیں بندھا اور دخول سے پہلے اس کا انتقال ہو گیا۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: عورت کو مہرِ مثل ملے گا، نہ کم نہ زیادہ اور اس پر عدت ہے اور اُسے میراث ملے گی۔ معقل بن سنان اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ بروع بنت واشق کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا ہی حکم فرمایا تھا۔ یہ سن کر ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش ہوئے۔

(جامع الترمذی، أبواب النکاح، باب ماجاء فی الرجل یتزوج المرأۃ... إلخ، الحدیث: ۱۱۴۸، ج ۲، ص ۳۷۷)

(۲۸)معن ابن عدی:

روایت ہے حضرت قیس ابن ابی حازم سے فرماتے ہیں کہ بدر والوں کا عطیہ پانچ پانچ ہزار تھا حضرت عمر نے فرمایا کہ میں ان کو بعد والوں پر فضیلت دوں گا (بخاری) ان بدر والوں کے نام جو بخاری کی جامع میں بیان کیے گئے نبی محمد ابن عبداللہ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ ابن عثمان یعنی ابوبکر صدیق قرشی عمر ابن خطاب عدوی عثمان ابن عفان قرشی جنہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دختر رقیہ کی تیمارداری کے لیے پیچھے چھوڑا اور ان کے لیے حصہ الگ رکھا علی ابن ابی طالب ہاشمی ایاس ابن بکیر بلال ابن رباح یعنی ابوبکر صدیق کے غلام حمزہ ابن عبدالمطلب ہاشمی حاطب ابن ابی بلتعہ جو قریش کے حلیف تھے ابوحذیفہ ابن عقبہ ابن ربیعہ قرشی حارثہ ابن ربیع انصاری جو بدر کے دن شہید ہوئے اور وہ حارثہ ابن سراقہ ہیں جو اوپی میں مقرر تھے خبیب ابن عدی انصاری، خنیس ابن حذافہ سہمی رفاعہ ابن رافع انصاری رفاعہ ابن عبدالمنذر ابولبابہ انصاری زبیر ابن عوام قرشی زید ابن سہل یعنی ابوطلحہ انصاری ابوزید انصاری سعد ابن مالک زہری سعد ابن خولہ قرشی سعید ابن زید ابن عمرو ابن نفیل قرشی سہل ابن حنیف انصاری ظہیر ابن رافع انصاری اور انکے بھائی عبداللہ ابن مسعود ہذلی عبدالرحمن ابن عوف زہری عبیدہ ابن حارث قرشی عبادہ ابن صامت انصاری عمرو ابن عوف جو بنی عامر ابن لوی کے حلیف تھے عقبہ ابن عمرو انصاری عامر ابن ربیعہ عنزی عاصم ابن ثابت انصاری عویمر ابن ساعدہ انصاری عتبان ابن مالک انصاری قدامہ ابن مظعون قتادہ ابن نعمان انصاری معاذ ابن عمرو ابن جموح معوذ ابن عفراء اور ان کے بھائی مالک ابن ربیعہ ابواسید انصاری مسطح ابن اثاثہ ابن عباد ابن عبدالمطلب ابن عبد مناف مرارہ ابن ربیع انصاری معن بن عدی انصاری مقداد ابن عمرو کندی جو بنی زہرہ کے حلیف ہیں ہلال ابن امیہ انصاری اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی رہے۔

منافقوں نے اسلام کی بیخ کنی اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے مسجد قباء کے مقابلہ میں ایک مسجد تعمیر کی تھی جو

درحقیقت منافقین کی سازشوں اوران کی دسیسہ کاریوں کا ایک زبردست اڈہ تھا۔ابو عامر راہب جو انصار میں سے عیسائی ہو گیا تھا جس کا نام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو عامر فاسق رکھا تھا اس نے منافقین سے کہا کہ تم لوگ خفیہ طریقے پر جنگ کی تیاریاں کرتے رہو۔میں قیصر روم کے پاس جا کر وہاں سے فوجیں لاتا ہوں تاکہ اس ملک سے اسلام کا نام ونشان مٹادوں۔چنانچہ اسی مسجد میں بیٹھ بیٹھ کر اسلام کے خلاف منافقین کمیٹیاں کرتے تھے اور اسلام و بانئ اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتمہ کر دینے کی تدبیریں سوچا کرتے تھے۔

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنگ تبوک کے لئے روانہ ہونے لگے تو مکار منافقوں کا ایک گروہ آیا اور محض مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے بارگاہ اقدس میں یہ درخواست پیش کی کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم نے بیماروں اور معذوروں کے لئے ایک مسجد بنائی ہے۔آپ چل کر ایک مرتبہ اس مسجد میں نماز پڑھادیں تاکہ ہماری یہ مسجد خدا کی بارگاہ میں مقبول ہو جائے۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اس وقت تو میں جہاد کے لئے گھر سے نکل چکا ہوں لہٰذا اس وقت تو مجھے اتنا موقع نہیں ہے۔منافقین نے کافی اصرار کیا مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی اس مسجد میں قدم نہیں رکھا۔جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنگ تبوک سے واپس تشریف لائے تو منافقین کی چالبازیوں اور ان کی مکاریوں، دغابازیوں کے بارے میں سورۂ توبہ کی بہت سی آیات نازل ہو گئیں اور منافقین کے نفاق اور ان کی اسلام دشمنی کے تمام رموز واسرار بے نقاب ہو کر نظروں کے سامنے آ گئے۔اور ان کی اس مسجد کے بارے میں خصوصیت کے ساتھ یہ آیتیں نازل ہوئیں کہ

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ۝ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ۝

پ ۱۱، التوبۃ: ۱۰۷-۱۰۸

اور وہ لوگ جنہوں نے ایک مسجد ضرر پہنچانے اور کفر کرنے اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کی غرض سے بنائی اور اس مقصد سے کہ جو لوگ پہلے ہی سے خدا اور اس کے رسول سے جنگ کر رہے ہیں ان کیلئے ایک کمین گاہ ہاتھ آجائے اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے تو بھلائی ہی کا ارادہ کیا ہے اور خدا گواہی دیتا ہے کہ بے شک یہ لوگ جھوٹے ہیں آپ کبھی بھی اس مسجد میں نہ کھڑے ہوں وہ مسجد (مسجد قباء) جسکی بنیاد پہلے ہی دن سے پرہیز گاری پر رکھی ہوئی ہے وہ اس بات کی زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں اسمیں ایسے لوگ ہیں جو پاکی کو پسند کرتے ہیں اور خدا پاکی رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔(توبہ)

اس آیت کے نازل ہو جانے کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت مالک بن دخشم وحضرت معن بن

عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حکم دیا کہ اس مسجد کو منہدم کر کے اس میں آگ لگادیں۔

(المواھب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، ثم غزوۃ تبوک، ج ۴، ص ۹۷۔ ۹۸ ماخوذا)

(۲۹) معن ابن یزید ابن اخنس سلمی:

روایت ہے حضرت ابوجویریہ جرمی سے کہ میں نے سلطنت معاویہ کے زمانہ میں زمین روم میں ایک سرخ گھڑا پایا جس میں اشرفیاں تھیں اور ہمارے حاکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک صاحب تھے نبی سلیم کے جنہیں معن ابن یزید کہا جاتا تھا میں وہ سب ان کے پاس لایا آپ نے وہ مسلمانوں کے درمیان تقسیم کر دیا اور اس میں سے مجھے اتنا ہی دیا جتنا ان میں سے ایک شخص کو دیا پھر فرمایا اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے نہ سنا ہوتا کہ نہیں ہے نفل مگر خمس کے بعد تو میں تم کو دے دیتا (ابوداؤد)

(۳۰) مجمع ابن جاریہ:

حضرت مجمع بن جاریہ نے بچپن میں ہی قرآن کریم حفظ کرلیا تھا جو اگرچہ اس زمانہ میں کوئی خاص بات نہیں سمجھی جاتی لیکن اس زمانہ کے تمدن کے لحاظ سے بہت بڑی بات تھی (اسد الغابہ جلد 4۔ صفحہ 203) زہد و تقدس کی وجہ سے اپنی قوم میں امام تھے۔ آپ کا باپ ہی مسجد ضرار کا بانی تھا۔ مگر آپ نے باوجود کم سنی کے اسلامی تعلیم کی روح کو ایسی عمدہ طرح اخذ کیا ہوا تھا کہ باپ کا قطعاً کوئی اثر قبول نہیں کیا۔

روایت ہے حضرت مجمع ابن جاریہ سے فرماتے ہیں کہ خیبر حدیبیہ والوں پر بانٹ دیا گیا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اٹھارہ حصوں پر تقسیم فرمایا اور لشکر پندرہ سو نفری تھا جن میں تین سو سوار تھے تو سوار کو دو حصے عطا فرمائے اور پیادہ کو ایک حصہ (ابوداؤد) اور ابوداؤد نے کہا کہ ابن عمر کی روایت زیادہ صحیح ہے اور اس پر عمل ہے مجمع کی حدیث میں وہم یہ ہو گیا کہ انہوں نے کہا تین سو سوار حالانکہ تھے دو سو سوار۔

(۳۱) محجن ابن ادرع:

ایک صحابی محجن نامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مجلس میں حاضر تھے اذان ہوئی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی وہ بیٹھے رہ گئے، ارشاد فرمایا: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے کیا چیز مانع ہوئی کیا تم مسلمان نہیں ہو۔ عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ہوں تو مگر میں نے گھر پڑھ لی تھی، ارشاد فرمایا: جب نماز پڑھ کر مسجد میں آؤ اور نماز قائم کی جائے تو لوگوں کے ساتھ پڑھ لو اگرچہ پڑھ چکے ہو۔ اسی

کے مثل یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے جو ابوداود میں مروی۔ (الموطا للامام مالک، کتاب صلاۃ الجماعۃ، باب إعادۃ الصلاۃ مع الامام، الحدیث: ۳۰۲، ج۱، ص ۱۳۵، ومشکاۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، باب من صلی صلاۃ مرتین، الحدیث: ۱۱۵۳، ج۱، ص ۲۳۸)

حضرت محجن بن ادرع اسلمی سے اور طبرانی نے کبیر میں عمران بن حصین سے اور اوسط میں نیز ابن عدی، ضیاء اور ابن عبدالبر نے علم کے بیان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا بہترین دین وہ ہے جو سب سے زیادہ آسان ہو۔ (مسند امام احمد بن حنبل حدیث محجن بن الادرع مطبوعہ دار الفکر بیروت ۴/۳۳۸)

(۳۲) مخنف ابن سلیم:

روایت ہے حضرت مخنف بن سلیم سے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ کے ساتھ عرفہ میں ٹھہرے تھے کہ میں نے آپ کو فرماتے سنا اے لوگوں ہر گھر والے پر ہر سال ایک قربانی ہے اور ایک عتیرہ فرمایا کیا جانتے ہو عتیرہ کیا ہے یہ وہی ہے جسے تم رجبیہ کہتے ہو (ترمذی، ابوداود، نسائی، ابن ماجہ) اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے، اسناد ضعیف ہے اور ابوداود نے فرمایا کہ عتیرہ منسوخ ہے۔

(۳۳) مدعم:

خیبر کی لڑائی سے فارغ ہو کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وادی القریٰ تشریف لے گئے جو مقام تیماء اور فدک کے درمیان ایک وادی کا نام ہے۔ یہاں یہودیوں کی چند بستیاں آباد تھیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنگ کے ارادہ سے یہاں نہیں آئے تھے مگر یہاں کے یہودی چونکہ جنگ کے لئے تیار تھے اس لئے انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تیر برسانا شروع کر دیا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک غلام جن کا نام حضرت مدعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا یہ اونٹ سے کجاوہ اُتار رہے تھے کہ ان کو ایک تیر لگا اور یہ شہید ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان یہودیوں کو اسلام کی دعوت دی جس کا جواب ان بدبختوں نے تیر وتلوار سے دیا اور باقاعدہ صف بندی کر کے مسلمانوں سے جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔ مجبوراً مسلمانوں نے بھی جنگ شروع کر دی، چار دن تک نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یہودیوں کا محاصرہ کئے ہوئے ان کو اسلام کی دعوت دیتے رہے مگر یہ لوگ برابر لڑتے ہی رہے۔ آخر دس یہودی قتل ہو گئے اور مسلمانوں کو فتح مبین حاصل ہو گئی۔ اس کے بعد اہل خیبر کی شرطوں پر ان لوگوں نے بھی صلح کر لی کہ مقامی پیداوار کا آدھا حصہ مدینہ بھیجتے رہیں گے۔ (المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب فتح وادی القریٰ، ج۳، ص ۳۰۱، ۳۰۲)

(۳۴) حضرت مرداس بن مالک اسلمی:

حضرت مرداس بن مالک الاسلمی کوفی ہیں اور بیعت رضوان والوں سے ہیں' آپ سے صرف ایک ہی حدیث مروی ہے' وہ یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

معاشرے کا صالح عنصر پہلے چلا جائے گا اور وہ ختم ہو جائے گا' اس کے بعد کھجور اور جَو کے بچے کھچے اور بیکار دانوں کی طرح معاشرہ کا ردی حصہ رہ جائے گا' جن سے اللہ تعالیٰ کوئی تعلق نہیں رکھے گا۔ (اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 168' رقم الحدیث: 4831)

(۳۵) محیصہ ابن مسعود:

مسعود بن کعب کے دو بیٹے تھے حویصہ اور محیصہ، حویصہ بڑے تھے ان کا ذکر صحیحین میں موجود ہے، محیصہؓ چھوٹے تھے؛ لیکن ان سے زیادہ عقلمند ہوشیار اور وقت شناس تھے، ہجرت سے قبل مشرف بہ اسلام ہوئے

روایت ہے حضرت محیصہ سے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پچھنے لگانے والے کی مزدوری کی اجازت مانگی تو آپ نے انہیں منع فرمادیا وہ اجازت مانگتے ہی رہے تب فرمایا کہ وہ اپنی اونٹنی کو چرادو اور اپنے غلام کو کھلا دو

(مالک، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

(۳۶) مخارق بن عبداللہ:

آپ کو مخارق بن خلیفہ بن جابر کہا جاتا ہے' ابوسعید الکوفی بھی کہا جاتا ہے۔ آپ نے روایت حدیث طارق بن شہاب الاحمسی سے لی جبکہ آپ کے تلامذہ میں اسرائیل بن یونس' حسن بن صالح بن حی' حصین بن عمر الاحمسی' سفیان ثوری' سفیان بن عیینہ' شریک بن عبداللہ' شعبہ بن حجاج شامل ہیں۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ حدیث میں ثقہ ہیں' آپ سے حدیث لینے والوں میں امام بخاری' امام ترمذی' امام نسائی اور امام ابوداؤد (کتاب القدر) شامل ہیں۔

(تہذیب الکمال للمزی جلد 27 صفحہ 314' رقم الحدیث: 5823)

(۳۷) مجاشع ابن مسعود:

مجاشع بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم) نے فرمایا: بھیڑ کا جذع (چھ مہینے کا بچہ) سال بھر والی بکری کے قائم مقام ہے۔

(سنن ابی داود، کتاب الضحایا، باب مایجوز من السن فی الضحایا، الحدیث: ۲۷۹۹، ج ۳، ص ۱۲۷)

(۳۸) مخرمہ عبدی:

روایت ہے حضرت سوید ابن قیس سے فرماتے ہیں کہ میں اور مخرفہ عبدی مقام ہجر سے کپڑا لائے ہم اسے مکہ معظمہ میں لائے تو ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پا پیادہ چلتے ہوئے تشریف لائے تو ہم سے پائجامہ کا بھاؤ چکایا ہم نے وہ آپ کے ہاتھ بیچ دیا وہاں ایک شخص تھا جو مزدوری پر تول رہا تھا اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تول دو اور نیچا تو لو (احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ) ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے

(۳۹) مرارہ ابن ربیع:

غزوہ تبوک میں جو لوگ غیر حاضر رہے ان میں اکثر منافقین تھے۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبوک سے مدینہ واپس آئے اور مسجد نبوی میں نزولِ اجلال فرمایا تو منافقین قسمیں کھا کھا کر اپنا اپنا عذر بیان کرنے لگے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی سے کوئی مواخذہ نہیں فرمایا لیکن تین مخلص صحابیوں حضرت کعب بن مالک وہلال بن امیہ ومرارہ بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا پچاس دنوں تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بائیکاٹ فرما دیا۔ پھر ان تینوں کی توبہ قبول ہوئی اور ان لوگوں کے بارے میں قرآن کی آیت نازل ہوئی۔

(بخاری ج ۲ ص ۶۳۴ تا ص ۶۳۷ حدیث کعب بن مالک) (المواھب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب ثم غزوۃ تبوک، ج ۴، ص ۱۰۷، ۱۰۹ ملخصاً)

روایت ہے حضرت قیس ابن ابی حازم سے فرماتے ہیں کہ بدر والوں کا عطیہ پانچ پانچ ہزار تھا حضرت عمر نے فرمایا کہ میں ان کو بعد والوں پر فضیلت دوں گا (بخاری) ان بدر والوں کے نام جو بخاری کی جامع میں بیان کیے گئے نبی محمد ابن عبداللہ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ ابن عثمان یعنی ابوبکر صدیق قرشی عمر ابن خطاب عدوی عثمان ابن عفان قرشی جنہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دختر رقیہ کی تیمارداری کے لیے پیچھے چھوڑا اور ان کے لیے حصہ الگ رکھا علی ابن ابی طالب ہاشمی ایاس ابن بکیر بلال ابن رباح یعنی ابوبکر صدیق کے غلام حمزہ ابن عبدالمطلب ہاشمی حاطب ابن ابی بلتعہ جو قریش کے حلیف تھے ابوحذیفہ ابن عقبہ ابن ربیعہ قرشی حارثہ ابن ربیع انصاری جو بدر کے دن شہید ہوئے اور وہ حارثہ ابن سراقہ ہیں جو اوپی میں مقرر تھے خبیب ابن عدی انصاری، خنیس ابن حذافہ سہمی رفاعہ ابن رافع انصاری رفاعہ ابن عبدالمنذر ابولبابہ انصاری زبیر ابن عوام قرشی زید ابن سہل یعنی ابوطلحہ انصاری ابوزید انصاری سعد ابن مالک زہری سعد ابن خولہ قرشی سعید ابن زید ابن عمرو ابن نفیل قرشی سہل ابن حنیف انصاری ظہیر ابن رافع انصاری اور انکے بھائی عبداللہ ابن مسعود ہذلی عبدالرحمن ابن عوف زہری عبیدہ ابن حارث قرشی عبادہ ابن صامت انصاری عمرو ابن عوف جو بنی عامر ابن لوی کے حلیف تھے عقبہ ابن عمرو انصاری عامر ابن ربیعہ عنزی عاصم ابن ثابت انصاری عویمر ابن ساعدہ انصاری عتبان ابن مالک انصاری قدامہ ابن مظعون قتادہ ابن نعمان انصاری معاذ ابن عمرو ابن جموح معوذ ابن عفراء اور ان کے بھائی مالک ابن ربیعہ ابواسید انصاری

مسطح ابن اثاثہ ابن عباد ابن عبدالمطلب ابن عبد مناف مرارہ ابن ربیع انصاری معن بن عدی انصاری مقداد ابن عمرو کندی جو بنی زہرہ کے حلیف ہیں ہلال ابن امیہ انصاری اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی رہے۔

(۴۰) مصعب ابن عمیر:

سیدنا مصعب بن عمیر کا تعلق مکہ کے اس طبقے سے تھا جسے ہماری دنیا میں برگر کلاس سمجھا جاتا ہے، مکہ کی گلیوں سے جب یہ خوبرو نوجوان گزرا کرتا تو جھروکوں سے کئی آنکھیں اسے تکتی تھیں، جو عطور یہ نوجوان استعمال کیا کرتا اسکی خوشبو گلیوں سے دیر تلک آیا کرتی، اس خوش باش خوش پوش وخوبرو جوان کو اپنی ماں سے محبت تھی، اور شدید محبت تھی، ایک دن اس بے فکر نوجوان کی کانوں نے ان صداوں کو سنا، جو نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جاری ہوئیں اور مصعب ابن عمیر بھی اس قافلے کے سنگ ہو لیے جو غربا کہلاتے تھے، احد کی سدا پر لبیک کہا تو پہلی مزاحمت ماں نے کی، قید کیا اور سارے خوبصورت لباس اور خوشبوں سے محروم کردیا، نبی علیہ السلام کے پاس اس حال میں پہنچے کہ تن پر ایک کپڑا تھا، ایک وقت آیا جب سیدنا مصعب بن عمیر کو اللہ کے نبی نے دعوت کے مدینہ بھیجا، جہاں کئی اہم لوگ انکی کوششوں کے باعث دین متین کی صداقت سے روشناس ہوئے، بدر کے معرکے میں قیدیوں کے پاس سے گزرتے ہوئے، سگے بھائی پر نظر پڑی ایک صحابی انکی مشکیں کس رہے تھے، فرمایا کہ اسکی ہاتھ اچھی طرح باندھو، اسکی ماں بہت امیر عورت ہے تمہیں اچھا فدیہ دے گی، احد کے میدان میں شہید ہوئے، تن پہ ایک کپڑا تھا سر چھپاتے تو پیر ننگے، پیر ڈھانکتے تو سر کھل جاتا نبی مہربان نے فرمایا کہ سر ڈھانک دو، پیر پر اذخر گھاس رکھ دو، میرے آقا نے اس حال میں مصعب کو دیکھا تو رو دیے فرمایا مکہ کی گلیوں نے اس زیادہ حسین جوان نہیں دیکھا۔

امیر المومنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور نبی مکرم، شفیع معظم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں حضرت سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حال میں ہمارے پاس آئے کہ ان کے بدن پر صرف ایک پھٹی پرانی پیوند لگی ہوئی چادر تھی۔ جب حضور رحمتِ کونین، دکھی دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان کو دیکھا تو رو پڑے کہ کل جو آسائشوں اور نعمتوں میں رہتا تھا آج اس حالت میں ہے۔

پھر حضور نبی پاک، صاحب لولاک، سیّاح افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم میں سے کوئی صبح میں ایک لباس پہنے گا اور شام میں دوسرا لباس پہنے گا، اس کے سامنے (کھانے وغیرہ کا) ایک پیالہ رکھا جائے گا اور دوسرا اٹھایا جائے گا۔ اور تم اپنے گھروں پر اس طرح پردے لٹکاؤ گے جس طرح کعبہ معظمہ پر پردہ ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کی: یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم!

ان دنوں ہم آج کی بنسبت بہتر ہوں گے کیونکہ عبادت کے لئے (زیادہ) فارغ ہوں گے اور ہم تفکرات کی تکلیف سے آزاد ہوں۔ تو حضور نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: نہیں۔ تم اُس دن کی بنسبت آج بہتر حال میں ہو۔

(جامع الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب حدیث علی........الخ، الحدیث: ۲۴۸۴، ص ۱۹۰۱)

دنیا میں زاہدین کے پیشواؤں میں سے ایک حضرت سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔ چنانچہ، حضرت سیدنا خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبیوں کے سلطان، سرور ذیشان، محبوب رحمن عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی معیت میں رضائے الٰہی عزوجل کے لئے اللہ عزوجل کی راہ میں ہجرت کی۔ جس کا اجر وثواب اللہ عزوجل کے ہاں ثابت ہو گیا۔ ہم میں سے بعض وہ ہیں جن کا وصال ہو گیا اور انہیں دنیا میں کوئی اجر نہیں ملا۔ انہیں میں سے ایک حضرت سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو غزوہ اُحد کے دن شہید ہو گئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کفن کے لئے سوائے ایک چادر کے کچھ نہیں تھا، جب ہم اس چادر کو اُن کے سر پر ڈالتے تو پاؤں ظاہر ہو جاتے اور جب پاؤں چھپاتے تو سر ظاہر ہو جاتا، حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: چادر کو ان کے سر پر ڈال دو اور پاؤں پر اِذْخَر (ایک گھاس کا نام) ڈال دو۔ حضرت سیدنا خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اور ہم میں سے بعضوں کی محنت کا پھل پک چکا ہے اور وہ اس کو چن چن کر کھا رہا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب فی کفن المیت، الحدیث: ۲۱۷۷، ص ۶۲۵)

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفاقت میں راہِ خدا عزوجل میں سفر پر روانہ ہوئے تو قبیلہ بنی ظفر کے باغ میں مرق نامی کنوئیں پر جا کر بیٹھ گئے۔ ان دونوں کے پاس قبیلہ بنو اسلم کے لوگ جمع ہو گئے۔ ان کے چوٹی کے سردار سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر تھے جو ابھی دامنِ اسلام سے وابستہ نہ ہوئے تھے۔ جب ان دونوں کو اپنے خالہ زاد بھائی حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنے کی خبر ملی تو سعد بن معاذ نے اسید بن حضیر کو بھیجا کہ جاؤ ان دونوں کو ڈانٹ کر روک دو جو ہمارے کمزور لوگوں کو (معاذ اللہ عزوجل) بہکانے کے لئے آئے ہیں۔ چنانچہ اسید بن حضیر نے اپنا نیزہ لیا اور کنوئیں کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو دور سے ہی آتے ہوئے دیکھ لیا اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگے، یہ شخص اپنی قوم کا سردار ہے۔ آپ نے فرمایا، ذرا آنے تو دو، میں ہی اس سے بات کروں گا۔

اسید بن حضیر نے آتے ہی ان کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور کہنے لگے، تم یہاں کس لئے آئے ہو؟ ہمارے کمزوروں کو بے وقوف بنانے کے لئے؟ اگر تمہیں زندگی پیاری ہے تو یہاں سے چلے جاؤ۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نرمی سے کہا، ذرا بیٹھ کر میری بات تو سن لو، اگر میری بات سمجھ میں آ جائے تو اسے مان لینا اور اگر پسند نہ آئے تو ہم تمہیں مجبور نہیں کریں گے۔ اسید بن حضیر نے کہا، یہ بات تو تم نے فائدے کی کہی ہے۔ اور اپنا نیزہ زمین پر گاڑ کر ان دونوں کے پاس

بیٹھ گئے۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالی عنہ نے ان کو اسلام کے بارے میں بتانا شروع کیا اور قرآن پڑھ کر سنایا تو ان کے چہرے پر قبولِ اسلام پر آمادگی کے آثار نمودار ہوئے اور یہ کہنے لگے، کیا ہی اچھا اور پسندیدہ دین ہے، اس دین میں داخل ہونے کے لئے تم کیا کہلواتے اور کون سا کام کرواتے ہو؟ ان دونوں نے جواب دیا، پہلے غسل کریں اور اپنے کپڑے پاک کریں پھر کلمہ حق کی گواہی دیں پھر نماز پڑھیں۔ اے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالی عنہ نے ان کے کہنے کے مطابق غسل کر کے کلمہ پڑھا اور دو رکعت نماز ادا کی پھر ان سے کہنے لگے کہ میرے پیچھے ایک آدمی اور ہے جس کا نام سعد بن معاذ ہے، اگر اس نے تم دونوں کی بات مان لی تو میری ساری قوم تمہاری بات مان لے گی، میں اسے ابھی تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ رضی اللہ تعالی عنہ وہاں سے چل دیئے اور سعد بن معاذ کے پاس جا پہنچے اور ان سے کہنے لگے، میں نے ان سے گفتگو کی ہے، خدا کی قسم! میں نے کوئی خطرے والی بات نہیں دیکھی۔ پھر آپ نے کسی نہ کسی حیلے سے سعد بن معاذ کو ان کے پاس جانے پر راضی کر لیا۔ جب سعد بن معاذ ان دونوں کے پاس پہنچے تو ان کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور حضرت اسعد بن زرارہ سے کہا، اے ابوامامہ (رضی اللہ تعالی عنہ)! اگر ہمارے درمیان رشتہ داری نہ ہوتی تو تم کبھی ایسی ہمت نہ کر سکتے، کیا تم ہمارے گھروں میں وہ چیز لانا چاہتے ہو جس کو ہم برا سمجھتے ہیں؟ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالی عنہ نے انہیں بھی سمجھاتے ہوئے فرمایا، ارے بیٹھو تو سہی! اور ہماری بات تو سن لو، اگر سمجھ میں آجائے تو مان لینا اور اگر ناپسند گزرے تو ہم یہاں سے چلے جائیں گے۔ اس پیش کش کو سن کر یہ بھی نرم پڑ گئے اور اپنا نیزہ زمین پر گاڑ کر ان کے قریب بیٹھ گئے۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالی عنہ نے ان پر بھی اسلام کی خوبیاں آشکار کیں اور سورہ زخرف کی ابتدائی آیات پڑھ کر سنائیں۔ قرآن پاک سنتے ہی ان کے چہرے پر بھی قبولِ اسلام کے ارادے کا نور چمکنے لگا اور انہوں نے دریافت کیا، جب تم اسلام لاتے ہو تو کیا کام کرتے ہو اور کیا بات کہتے ہو؟ انہیں بھی بتایا گیا کہ اچھی طرح پاکی حاصل کر کے کلمہ حق کی گواہی دو اور نماز پڑھو۔ چنانچہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی غسل کر کے کلمہ پڑھا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر اپنی قوم کی طرف لوٹے اور ان سے کہنے لگے، تم میرے بارے میں کیا رائے رکھتے ہو؟ سب نے بیک زبان ہو کر کہا، آپ ہمارے سردار ہیں اور آپ کی رائے درست اور دُور رس ہوتی ہے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا، مجھ پر تمہارے مردوں اور عورتوں سے اس وقت تک بات کرنا حرام ہے جب تک تم اللہ عزوجل اور اس کے رسول پر ایمان نہیں لے آتے۔ راوی فرماتے ہیں، خدا عزوجل کی قسم! شام نہیں ہونے پائی تھی کہ اس قبیلے کے تمام مرد وعورت مسلمان ہو چکے تھے۔ (البدایۃ والنہایۃ، ج۳، ص۱۸۶)

(۴۱) معاویہ ابن ابی سفیان:

آپ کے والد کا نام ابوسفیان اور والدہ کا نام ہند بنت عتبہ ہے ۸ھ میں فتح مکہ کے دن یہ خود اور آپ کے والدین

سب مسلمان ہو گئے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ بہت ہی عمدہ کاتب تھے اس لئے دربار نبوت میں وحی لکھنے والوں کی جماعت میں شامل کر لئے گئے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں یہ شام کے گورنر مقرر ہوئے اور حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت ختم ہونے تک اس عہدہ پر فائز رہے مگر جب امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تخت خلافت پر رونق افروز ہوئے تو آپ نے ان کو گورنری سے معزول کر دیا لیکن انہوں نے معزولی کا پروانہ قبول نہیں کیا اور شام کی حکومت سے دست بردار نہیں ہوئے بلکہ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کے قصاص کا مطالبہ کرتے ہوئے انہوں نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت سے نہ صرف انکار کیا بلکہ ان سے مقام صفین میں جنگ بھی ہوئی۔

پھر جب ۴۱ھ میں حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت ان کے سپرد فرما دی تو یہ پورے عالم اسلام کے بادشاہ ہو گئے۔ بیس برس تک خلافت راشدہ کے گورنر رہے اور بیس برس تک خود مختار بادشاہ رہے اس طرح چالیس برس تک شام کے تخت سلطنت پر بیٹھ کر حکومت کرتے رہے اور خشکی و سمندر میں جہادوں کا انتظام فرماتے رہے۔

اسلام میں بحری لڑائیوں کے موجد آپ ہیں، جنگی بیڑوں کی تعمیر کا کارخانہ بھی آپ نے بنوایا، خشکی اور سمندری فوجوں کی بہترین تنظیم فرمائی اور جہادوں کی بدولت اسلامی حکومت کی حدود کو وسیع سے وسیع تر کرتے رہے اور اشاعت اسلام کا دائرہ برابر بڑھتا رہا۔ جا بجا مساجد کی تعمیر اور درس گاہوں کا قیام فرماتے رہے۔

(اسد الغابۃ، معاویۃ بن صخر بن ابی سفیان، ج۵، ص۲۲۰۔۲۲۳ ملتقطاً)

رجب ۶۰ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لقوہ کی بیماری میں وفات کے قریب ہو گئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے فرمایا کہ مجھے بٹھاؤ تو لوگوں نے مسند کے سہارے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بٹھایا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیر تک سبحان اللہ، سبحان اللہ پڑھتے رہے اور زار زار روتے رہے۔ پھر یہ دعا مانگی: یَارَبِّ ارحم الشیخ العاصی وذا القلب القاسی اللھم اقل العثرۃ واغفر الزلۃ وعد بحلمك علی من لم یرج غیرك ولم یثق باحد سواك۔

اے میرے رب! گناہگار اور سخت دل بوڑھے پر رحم فرما، گناہوں کو معاف فرما دے اور لغزشوں کو بخش دے۔ اپنے حلم کے ساتھ اس شخص سے برتاؤ فرما جس نے تیرے سوا کسی سے کوئی امید نہیں رکھی نہ تیرے سوا کسی دوسرے پر کوئی بھروسا کیا۔ پھر فرمایا کہ مجھے غسل دینے کے بعد شاہی خزانہ سے وہ رومال نکالنا جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مبارک ملبوس اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مقدس بالوں اور ناخنوں کا تراشہ محفوظ ہے ان مقدس بالوں اور ناخنوں کو میری آنکھوں، میرے منہ، ناک اور کانوں میں رکھ دینا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مبارک لباس میرے بدن پر کفن کے نیچے رکھ دینا اور پھر مجھ کو قبر میں لٹا کر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا۔

محمد بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقتِ وفات آپہنچا تو بڑی حسرت کے ساتھ یہ فرمایا: یالیتنی کُنت رَجُلا من قُریش بذی طوی وانی لم ال من ھٰذا الامر شیئًا۔

اے کاش! میں قریش کا ایک مرد ہوتا جو مقامِ ذی طوی میں رہ جاتا اور سلطنت کے معاملہ میں کسی چیز کا میں والی نہ بنا ہوتا۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رُوح عالم بالا کو پرواز کرگئی۔ وفات کے وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرزند یزید دمشق میں موجود نہیں تھا اس لیے ضحاک بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کفن دفن کا انتظام کیا اور اسی (یعنی ضحاک) نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت وما بعدہ، الباب الخامس فی کلام المحتضرین من الخلفاء والأمراء والصالحین، ج ۵، ص ۲۲۹، ۲۳۰۔ اسد الغابۃ، معاویۃ بن صخر، ج ۵، ص ۲۲۳)

کرامات

آپ کی چند کرامتیں بہت ہی مشہور ہیں اور آپ کے فضائل میں چند احادیث بھی مروی ہیں۔

دعا مانگتے ہی بارش

سلیم بن عامر خبائری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ملک شام میں بالکل ہی بارش نہیں ہوئی اور شدید قحط کا دور دورہ ہو گیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز استسقاء کے لیے میدان میں نکلے اور منبر پر بیٹھ کر آپ نے حضرت ابن الاسود جرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور ان کو منبر کے نیچے اپنے قدموں کے پاس بٹھا کر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور اس طرح دعا مانگی کہ یا اللہ! عزوجل ہم تیرے حضور میں حضرت ابن الاسود جرشی کو سفارشی بنا کر لائے ہیں جن کو ہم اپنے سے نیک اور افضل سمجھتے ہیں۔

پھر حضرت ابن الاسود جرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام حاضرین بھی اپنے اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر بارش کی دعا مانگنے لگے ناگہاں پچھم سے ایک زوردار ابر اٹھا پھر موسلا دھار بارش ہونے لگی یہاں تک کہ ملک شام کی زمین سیراب ہو کر کھیتی سے سرسبز و شاداب ہو گئی۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الطبقۃ الاولی من اہل الشام... الخ، یزید بن الاسود الجرشی، ج ۷، ص ۳۰۹)

شیطان نے نماز کے لیے جگایا

حضرت علامہ مولانا جلال الدین مولانائے روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مثنوی شریف میں آپ کی اس کرامت کو بڑی دھوم سے بیان فرمایا ہے کہ ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محل میں داخل ہو کر کسی نے آپ کو نماز فجر کے لیے بیدار

کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا کہ تو کون ہے؟ اور کس لئے تو نے مجھے جگایا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ اے امیر معاویہ! میں شیطان ہوں۔ آپ نے حیران ہوکر پوچھا کہ اے شیطان! تیرا کام تو انسان سے گناہ کرانا ہے اور تو نے مجھے نماز کے لیے جگا کر مجھے نیک عمل کرنے کا موقع دیا۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ تو شیطان نے جواب دیا کہ اے امیر المؤمنین! میں جانتا ہوں کہ اگر سوتے رہنے میں آپ کی نماز فجر قضا ہو جاتی تو آپ خوف الٰہی سے اس قدر روتے اور اس کثرت سے توبہ و استغفار کرتے کہ خدا کی رحمت کو آپ کی بے قراری و گریہ وزاری پر پیار آجاتا اور وہ آپ کی قضا نماز قبول فرما کر ادا نماز سے ہزاروں گنا زیادہ اجر و ثواب عطا فرما دیتا چونکہ مجھے خدا کے نیک بندوں سے بغض و حسد ہے اس لئے میں نے آپ کو جگا دیا تا کہ آپ کو کچھ زیادہ ثواب نہ مل سکے۔ (مثنوی مولانا روم (مترجم)، دفتر دوم، ص ۴۹۔ ۵۰ ملخصاً)

حضرت سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا کہ سچائی کو اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ یہ نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور یہ دونوں جنت میں ہیں اور جھوٹ سے بچتے رہو کیونکہ یہ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور یہ دونوں جہنم میں لے جانے والے ہیں۔ (طبرانی کبیر، رقم ۸۹۴، ج ۱۹، ص ۳۸۱)

حضرت سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا کہ سچائی کو اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ یہ نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور یہ دونوں جنت میں ہیں اور جھوٹ سے بچتے رہو کیونکہ یہ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور یہ دونوں جہنم میں لے جانے والے ہیں۔ (طبرانی کبیر، رقم ۸۹۴، ج ۱۹، ص ۳۸۱)

حضرت سیدنا ابو بُردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس موجود تھا۔ ایک طبیب آپ رضی اللہ عنہ کی پیٹھ کے ایک پھوڑے کا علاج کر رہا تھا جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو تکلیف ہو رہی تھی۔ میں نے کہا، اگر ہمارے کسی جوان کو ایسا پھوڑا نکلتا تو ہم اسے اس کے لئے کافی سمجھتے۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اس تکلیف کے نہ پہنچنے پر کوئی خوشی نہ ہوتی کیونکہ میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کو فرماتے سنا ہے کہ مسلمان کو اپنے جسم میں جو تکلیف پہنچتی ہے وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الجنائز، باب الترغیب فی الصبر ... الخ، رقم ۱۳، ج ۴، ص ۱۴۴)

(۴۲) معاویہ ابن حکم:

روایت ہے حضرت معاویہ ابن حکم سے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ قوم میں سے ایک شخص چھینکا میں نے کہا اللہ تم پر رحم کرے مجھے لوگوں نے تیز نگاہوں سے دیکھا تو میں نے کہا ہائے میری ماں کا

رونا تھیں کیا ہوا کہ مجھے دیکھتے ہوتو وہ رانوں پر ہاتھ مارنے لگے جب میں نے دیکھا کہ مجھے خاموش کررہے ہیں تو میں بھی خاموش ہوگیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھ لی تو میرے ماں باپ ان پر نثار میں نے ایسا اچھا سکھانے والا معلم نہ آپ سے پہلے دیکھا نہ بعد میں۔ خدا کی قسم نہ مجھے ڈانٹا نہ مارا نہ برا کہا فرمایا کہ ان نمازوں میں انسانی کلام مناسب نہیں یہ صرف تسبیح، تکبیر اور تلاوت قرآن ہے یا جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے عرض کیا یارسول اللہ میرا زمانہ جاہلیت سے قریب ہے اللہ نے ہمیں اسلام دیا اور ہم میں سے بعض لوگ کاہنوں کے پاس جاتے ہیں فرمایا تم وہاں نہ جاؤ میں نے کہا کہ ہم میں سے بعض پرندے اڑاتے ہیں فرمایا یہ ایسی بات ہے جسے وہ اپنے دلوں میں پاتے ہیں انہیں یہ کاموں سے نہ روکے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا ہم میں سے بعض لکیریں کھینچتے ہیں فرمایا ایک پیغمبر خط کھینچتے تھے جس کا خط ان کے موافق ہوگا تو درست ہے (مسلم) ان کا قول سکت میں نہیں، صحیح مسلم میں یوں ہی پایا اور کتاب حمیدی میں ہے کہ جامع اصول میں لکنی کے اوپر لفظ کذا اسے صحیح کہا (مشکوۃ المصابیح، کتاب الصلوۃ، ج ۱، ص ۲۹۲، رقم: ۹۷۸)

حضرت سیدنا معاویہ بن حکم رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا، یہ نماز یعنی نماز عصر تم سے پچھلے لوگوں پر پیش کی گئی تو انہوں نے اسے ضائع کردیا لہذا جو اسے پابندی سے ادا کریگا اسے دگنا ثواب ملے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین وقصرھا، باب الاوقات، رقم ۸۳۰، ص ۴۱۴)

روایت ہے حضرت معاویہ ابن حکم سے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری لونڈی میری بکریاں چراتی تھی میں اس کے پاس گیا تو ایک بکری گم پائی میں نے اسے بکری کے متعلق پوچھا تو وہ بولی کہ اسے بھیڑیا کھا گیا میں اس پر بہت غصے ہوا میں آدمی ہوں میں نے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا اور مجھ پر ایک غلام آزاد کرنا ہے کیا اسے آزاد کردوں تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کہاں ہے وہ بولی آسمان میں پھر فرمایا میں کون ہوں، بولی آپ اللہ کے رسول ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے آزاد کردو (مالک) اور مسلم کی روایت میں ہے فرماتے ہیں میری ایک لونڈی تھی جو میری بکریاں احد اور جوانیہ کی طرف چراتی تھی ایک دن میں اچانک وہاں گیا تو بھیڑیا ہماری بکریوں میں سے ایک بکری لے گیا تھا اور میں اولاد آدم سے ایک شخص ہوں جیسے سب غمگین ہوتے ہیں میں بھی غمگین ہوتا ہوں لیکن میں نے اسے صرف ایک تھپڑ مار دیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اسے مجھ پر بڑا جرم قرار دیا میں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا میں اسے آزاد نہ کردوں فرمایا اسے میرے پاس لاؤ تو میں اسے لایا تو آپ نے فرمایا اللہ کہاں ہے وہ بولی آسمان میں فرمایا میں کون ہوں بولی آپ رسول اللہ ہیں فرمایا اسے آزاد کردو یہ مؤمنہ ہے

(۴۳) معاویہ ابن جاہمہ:

حضرت سیدنا معاویہ بن جاھمہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت سیدنا جاھمہ رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرا جہاد کرنے کا ارادہ ہوا تو میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں مشورہ کرنے کیلئے چلا آیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کیا تیری ماں ہے؟ عرض کیا، ہاں۔ فرمایا، تو اسکی خدمت کو اپنے اوپر لازم کر لو کیونکہ جنت اسکے قدم کے پاس ہے۔ (سنن النسائی، کتاب الجہاد، باب فضل من یجاھد فی سبیل اللہ، ج ۶ ص ۱۱)

(۴۴): مروان ابن حکم:

مروان بن حکم کا تعلق بنوامیہ کی دوسری شاخ بنی عاص سے تھا۔ حکم نے فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کیا۔ حضور نے اس کو اور اس کے بیٹے مروان کو اس وجہ سے شہر بدر کر دیا تھا۔ حضرت عثمان نے حکم کے بیٹے مروان کو بعد تو بہ اپنا سیکرٹری مقرر کیا تھا۔ یہ نہایت عیار اور چالاک شخص تھا۔ مگر حضرت عثمان کو اس پر اپنی سادگی کی وجہ سے اعتماد تھا۔ اس لیے مہر خلافت بھی اس کے سپرد کر رکھی تھی۔ جب آپ کے خلاف فسادیوں نے شورش پیدا کی تو حاکم مصر کے نام منسوب خط وغیرہ کی جعلسازی کی ذمہ داری بھی اس پر عائد کی جاتی ہے۔ شہادت عثمان کے بعد مدینہ چھوڑ کر بھاگ نکلا اور امیر معاویہ کے ساتھ جنگ جمل اور جنگ صفین میں حضرت علی کے خلاف لڑا۔ حضرت طلحہ رض مذ کی شہادت بھی اس کے ہاتھوں ہوئی جو اسی کی فوج کے سربراہ تھے۔ امیر معاویہ کے برسر اقتدار آنے کے بعد اسے مدینہ کا گورنر مقرر کیا گیا۔ یزید کی موت کے وقت یہ مدینہ ہی میں مقیم تھا۔ جبیر ابن مطعم سے روایت ہے کہ ہم لوگ پیغمبر اسلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ ادھر سے حکم (مروان کا باپ) گذرا۔ اسے دیکھ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے صلب میں جو بچہ ہے اس سے میری امت عذاب اور پریشانی میں مبتلا ہوگی۔ (الآصابہ جلد ا صفحہ ۳۴۰)

(۴۵) مرہ ابن کعب:

روایت ہے حضرت مرہ ابن کعب سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا جب کہ آپ نے فتنوں کا ذکر کیا اور انہیں بہت قریب بتایا تو ایک شخص چادر پوش گزرا تو فرمایا کہ اس دن یہ ہدایت پر ہوگا میں اس شخص کی طرف اٹھا تو وہ عثمان ابن عفان تھے، فرماتے ہیں کہ میں نے ان کا چہرہ حضور کے سامنے کیا اور کہا کہ کیا یہ فرمایا ہاں (ترمذی، ابن ماجہ) اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی۔

(۴۶) مزیدہ ابن جابر:

مزیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ مکہ داخل ہوئے اور آپ کی تلوار سونا اور چاندی سے مزین تھی، راوی طالب کہتے ہیں: میں نے ہود بن عبداللہ سے چاندی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: قبضہ کی گرہ چاندی کی تھی۔ (سنن الترمذی حدیث نمبر ۱۶۹۰)

حضرت مزیدہ بن جابر سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میری والدہ نے فرمایا: میں کوفہ کی مسجد میں تھی اور امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کا دور خلافت تھا اور ہمارے ساتھ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بھی تھے۔ اُنہوں نے فرمایا، میں نے سُنا، وہ فرما رہے تھے: "کہ رسول کریم ﷺ عاشورا کے روزہ کے بارے میں فرما رہے تھے کہ روزہ رکھو۔" (مسند احمد)
ایسے ہی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا واقعہ ہے وہ منبر پر بیٹھے ہوئے تھے یوم عاشورا کے بارے میں فرما رہے تھے "یہ عاشورا کا دن ہے روزہ رکھو، رسول اللہ ﷺ اِس دن کے روزہ کا حکم فرماتے تھے۔" (المعجم الکبیر للطبرانی، مسند احمد)

(۴۷) مسلم قرشی:

روایت ہے حضرت مسلم قرشی سے فرماتے ہیں کہ یا میں نے یا کسی اور نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر بھر کے روزوں کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے رمضان کا اور اس کے متصل کا روزہ رکھو اور ہر بدھ و جمعرات کا روزہ رکھو تو تم نے ساری عمر کے روزے رکھ لیے (ابوداؤد، ترمذی)

(۴۸) مطلب ابن ابی وداعہ:

حضرت مطلب بن ابی وداعہ سے راوی، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب سعی سے فارغ ہوئے تو حجر کے سامنے تشریف لا کر حاشیہ مطاف میں دو رکعت نماز پڑھی۔

(المسند للامام احمد، الحدیث: ۲۷۳۴۳، ج۱۰، ۳۵۴)

حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں یعنی نماز نفل دو ۲ دو ۲ رکعت ہے ہر دو ۲ رکعت پر التحیات اور خضوع وزاری و تذلل، پھر بعد سلام دونوں ہاتھ اپنے رب کی طرف اُٹھا اور ہتھیلیاں چہرے کے مقابل رکھ کر عرض کر اے میرے رب اے رب میرے جو ایسا نہ کرے تو وہ نماز چنیں و چناں یعنی ناقص ہے۔ (جامع الترمذی باب ماجاء فی التخشع فی الصلوۃ مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱/۵۰و۵۱)
فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: اللہ عزوجل نے خلق بنا کر دو فریق کی، مجھے بہتر فریق میں رکھا پھر ان کے قبیلے قبیلے جدا کئے مجھے سب سے بہتر قبیلے میں رکھا پھر قبیلوں میں خاندان بنائے، مجھے سب سے بہتر گھر میں رکھا، پھر میرا

قبیلہ تمھارے قبیلوں سے بہتر اور میرا گھر تمھارے گھروں سے بہتر، اسے روایت کیا ہے احمد اور ترمذی نے مطلب بن ابی وداعہ سے اور ترمذی نے عباس بن عبدالمطلب سے اور حاکم نے ربیعہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے۔

(جامع الترمذی ابواب المناقب باب ماجاء فی فضل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امین کمپنی دہلی ۲ /۲۰۱) (مسند احمد بن حنبل عن المطلب المکتب الاسلامی بیروت ۱ /۲۱۰ و ۴ /۱۶۶) (المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابہ دارالفکر بیروت ۳ /۲۴۷)

(۴۹) مطلب ابن ربیعہ:

روایت ہے حضرت عبدالمطلب ابن ربیعہ سے کہ جناب عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بہت غصہ کی حالت میں آئے میں حضور کے پاس تھا حضور نے فرمایا آپ کو کس چیز نے غصہ میں کیا عرض کیا یارسول اللہ ہم کو قریش سے کیا تعلق ہے کہ جب آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو ہنس مکھ ہو کر ملتے ہیں اور جب ہم سے ملتے ہیں تو اس کے سوا اور طریقہ سے ملتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے حتی کہ آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا پھر فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کسی کے دل میں ایمان داخل نہ ہوگا حتی کہ اللہ رسول کے لیے تم لوگوں سے محبت کرے پھر فرمایا اے لوگو جس نے میرے چچا کو ستایا اس نے مجھے ستایا کیونکہ آدمی کا چچا اس کے باپ کی مثل ہے (ترمذی) اور مصابیح میں مُطلب سے روایت کی۔

مطلب بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: آلِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے صدقہ جائز نہیں کہ یہ تو آدمیوں کے مَیل ہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب ترک استعمال آل النبی علی الصدقۃ، الحدیث: ۱۰۷۲، ص ۵۳۹)

(۵۰) محمد بن ابوبکر صدیق:

آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے' حجۃ الوداع میں ذوالحلیفہ میں پیدا ہوئے' نوجوانانِ قریش سے تھے' امیرالمؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں پرورش پائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں آپ کو مصر کا گورنر مقرر کیا گیا اور وہیں شہادت پائی' آپ کے بیٹے قاسم نے آپ سے روایت حدیث کی۔ (الاستیعاب لابن عبدالبر جلد 3 صفحہ 1366)

(۵۱) محمد ابن حاطب:

محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ایسے صحابی ہیں جو بچپن میں اپنی ماں کی گود سے آگ میں گر پڑے اور کچھ جل گئے، ان کی ماں ان کو لے کر خدمت اقدس میں آئیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ان پر مل کر دعا

فرمادی۔محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں کہتی تھیں کہ میں بچے کو لے کر وہاں سے اٹھنے بھی نہیں پائی تھی کہ بچے کا زخم بالکل ہی اچھا ہو گیا۔(الخصائص الکبری للسیوطی، باب ایاتہ فی ابراء المرضی۔۔۔الخ، ج ۲،ص ۱۱۵) (والمسند للامام احمد بن حنبل،مسند المکیین،حدیث محمد بن حاطب۔۔۔الخ،الحدیث:۱۵۴۵۳،ج ۵،ص ۲۶۵)

روایت ہے حضرت محمد ابن حاطب جمحی سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا حلال وحرام کے درمیان فرق نکاح میں آواز اور دف ہے۔(جامع الترمذی ابوب النکاح باب ماجاء فی اعلان النکاح امین کمپنی کراچی ۱/۱۲۹) (سنن النسائی کتاب النکاح اعلان النکاح بالصوت وضرب الدف نور محمد کارخانہ کراچی ۲/۹۰) (سنن ابن ماجہ ابواب النکاح اعلان النکاح ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۸)

(۵۲) محمد ابن عبداللہ ابن جحش:

روایت ہے حضرت محمد ابن عبداللہ ابن جحش سے فرماتے ہیں ہم مسجد کے صحن میں بیٹھے تھے جہاں جنازے رکھے جاتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تشریف فرما تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی پھر کچھ دیکھا پھر اپنی نگاہ شریف جھکا لی اور اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھا فرمایا سبحان اللہ سبحان اللہ کیسی سختی نازل ہوئی فرماتے ہیں ہم ایک دن رات خاموش رہے ہم نے بھلائی کے سواء کچھ نہ دیکھا حتی کہ سویرا ہو گیا محمد (راوی) فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا وہ کون سی سختی تھی جو نازل ہوئی فرمایا قرض کے متعلق اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر کوئی شخص اللہ کی راہ میں مارا جائے پھر زندہ ہو پھر اللہ کی راہ میں مارا جائے، پھر زندہ ہو، پھر اللہ کی راہ میں مارا جائے، پھر زندہ حالانکہ اس پر قرض ہو تو جنت میں نہیں جا سکتا حتی کہ اس کا قرض ادا کر دیا جائے (احمد) اور شرح سنہ میں اس کی مثل ہے۔

(۵۳) محمد ابن عمرو ابن حزم:

روایت ہے ابن شہاب سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا کہ جناب ابوذر رضی اللہ عنہ خبر دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت کھولی گئی جب کہ میں مکہ میں تھا پھر جناب جبریل علیہ السلام اترے انہوں نے میرا سینہ کھولا پھر اسے آب زمزم سے دھویا پھر سونے کا ایک طشت لائے حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا اسے میرے سینہ میں لوٹ دیا پھر اسے سی دیا پھر میرا ہاتھ پکڑا تو مجھے آسمان کی طرف لے گئے تو جب میں دنیاوی آسمان تک پہنچا تو جبریل علیہ السلام نے آسمان کے خزانچی سے کہا کھولو اس نے کہا کون ہے، انہوں نے کہا یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں، کہا کیا تمہارے ساتھ کوئی ہے کہا ہاں میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس نے کہا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں جب کھولا تو ہم دنیا کے آسمان میں چڑھ گئے وہاں ایک صاحب بیٹھے تھے جن کے داہنے کچھ جماعتیں تھیں اور ان کے

بائیں کچھ جماعتیں تھیں تو جب اپنے داہنے دیکھتے تو ہنستے تھے اور جب اپنے بائیں دیکھتے تو روتے تھے انہوں نے کہا نیک صالح فرزند صالح خوب آئے، میں نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ یہ کون ہیں، انہوں نے کہا یہ آدم علیہ السلام ہیں اور یہ جماعتیں جو ان کے داہنے بائیں ہیں وہ ان کی اولاد کی روحیں ہیں، داہنے والے ان میں سے جنتی ہیں اور وہ جماعتیں جو ان کے بائیں طرف ہیں وہ دوزخی لوگ ہیں جب وہ اپنے داہنے دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور جب اپنے بائیں دیکھتے ہیں تو روتے ہیں حتی کہ مجھے دوسرے آسمان تک لے گئے پھر اس کے خزانچی سے کہا کھولو ان سے خزانچی نے اس طرح کہا جو پہلے نے کہا، انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نے ذکر کیا کہ آپ نے آسمانوں میں حضرت آدم علیہ السلام، ادریس علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام کو پایا یہ یاد نہ رہا کہ ان کے مقامات کیسے تھے بجز اس کے کہ انہوں نے یہ ذکر کیا کہ انہوں نے پہلے آسمان سے آدم علیہ السلام کو اور چھٹے آسمان میں ابراہیم علیہ السلام کو پایا ابن شہاب نے کہا کہ مجھے ابن حزم نے خبر دی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابوحیہ انصاری کہا کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے چڑھایا گیا حتی کہ میں ایک میدان میں پہنچا جس میں قلموں کی چرچراہٹ سنتا تھا اور ابن حزم اور انس نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں تو میں یہ لے کر واپس ہوا حتی کہ موسیٰ علیہ السلام پر گزرا کہ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ آپ کی امت پر کیا فرض کیا میں نے کہا پچاس نمازیں فرض کیں انہوں نے کہا کہ اپنے رب کی طرف لوٹ جایئے کیونکہ آپ کی امت یہ طاقت نہیں رکھتی انہوں نے مجھے واپس کر دیا رب نے آدھی نمازیں معاف کر دیں میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا تو میں نے کہا کہ اس کی آدھی معاف فرمادیں انہوں نے کہا آپ اپنے رب کی طرف واپس جایئے کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی پھر میں واپس ہوا رب نے اس کی آدھی اور معاف فرمادیں میں پھر موسیٰ کی طرف لوٹا، انہوں نے کہا کہ رب کی طرف لوٹ جایئے کیونکہ آپ کی امت یہ طاقت نہیں رکھتی پھر میں واپس گیا تو رب نے فرمایا کہ نمازیں پانچ ہیں وہ حقیقت میں پچاس ہیں ہمارے ہاں فیصلہ میں تبدیلی نہیں کی جاتی میں پھر جناب موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا انہوں نے کہا کہ اپنے رب کی طرف واپس جایئے میں نے کہا کہ میں اپنے رب سے شرم کرتا ہوں پھر مجھے لے گئے حتی کہ میں سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا اور اس پر مختلف رنگ چھاگئے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تھے پھر مجھے جنت میں داخل کیا گیا تو اس میں موتی کی عمارتیں تھیں اور اس کی مٹی مشک تھی (مسلم، بخاری)

(۵۴) محمد ابن ابی عمیرہ:

روایت ہے حضرت محمد ابن ابو عمیرہ سے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے تھے، حضور نے فرمایا کہ اگر کوئی بندہ اپنی پیدائش کے دن سے اپنے چہرے کے بل گر جاوے حتی کہ اللہ کی اطاعت میں بوڑھا ہو کر مر جاوے تو اس

دن اس عبادت کو حقیر سمجھے گا اور تمنا کرے گا کہ دنیا میں لوٹا یا جاوے تا کہ اجر وثواب اور زیادہ کرے دونوں حدیثیں احمد نے روایت کیں۔

(۵۵) محمد ابن مسلمہ:

یہودیوں میں کعب بن اشرف بہت ہی دولت مند تھا۔ یہودی علماء اور یہود کے مذہبی پیشواؤں کو اپنے خزانہ سے تنخواہ دیتا تھا۔ دولت کے ساتھ شاعری میں بھی بہت با کمال تھا جس کی وجہ سے نہ صرف یہودیوں بلکہ تمام قبائل عرب پر اس کا ایک خاص اثر تھا۔ اس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سخت عداوت تھی۔ جنگ بدر میں مسلمانوں کی فتح اور سرداران قریش کے قتل ہو جانے سے اس کو انتہائی رنج وصدمہ ہوا۔ چنانچہ یہ قریش کی تعزیت کے لئے مکہ گیا اور کفار قریش کا جو بدر میں مقتول ہوئے تھے ایسا پر درد مرثیہ لکھا کہ جس کو سن کر سامعین کے مجمع میں ماتم برپا ہو جاتا تھا۔ اس مرثیہ کو یہ شخص قریش کو سنا سنا کر خود بھی زار زار روتا تھا اور سامعین کو بھی رلاتا تھا۔ مکہ میں ابوسفیان سے ملا اور اس کو مسلمانوں سے جنگ بدر کا بدلہ لینے پر ابھارا بلکہ ابوسفیان کو لے کر حرم میں آیا اور کفار مکہ کے ساتھ خود بھی کعبہ کا غلاف پکڑ کر عہد کیا کہ مسلمانوں سے بدر کا ضرور انتقام لیں گے پھر مکہ سے مدینہ لوٹ کر آیا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجو لکھ کر شان اقدس میں طرح طرح کی گستاخیاں اور بے ادبیاں کرنے لگا، اسی پر بس نہیں کیا بلکہ آپ کو چپکے سے قتل کرا دینے کا قصد کیا۔

کعب بن اشرف یہودی کی یہ حرکتیں سراسر اس معاہدہ کی خلاف ورزی تھی جو یہود اور انصار کے درمیان ہو چکا تھا کہ مسلمانوں اور کفار قریش کی لڑائی میں یہودی غیر جانبدار رہیں گے۔ بہت دنوں تک مسلمان برداشت کرتے رہے مگر جب بانیٔ اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس جان کو خطرہ لاحق ہو گیا تو حضرت محمد بن مسلمہ نے حضرت ابو نائلہ و حضرت عباد بن بشر و حضرت حارث بن اوس و حضرت ابوعبس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ساتھ لیا اور رات میں کعب بن اشرف کے مکان پر گئے اور ربیع الاول ۳ھ کو اس کے قلعہ کے پھاٹک پر اس کو قتل کر دیا اور صبح کو بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اس کا سر تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈال دیا۔ اس قتل کے سلسلہ میں حضرت حارث بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار کی نوک سے زخمی ہو گئے تھے۔ محمد بن مسلمہ وغیرہ ان کو کندھوں پر اٹھا کر بارگاہ رسالت میں لائے اور آپ نے اپنا لعاب دہن ان کے زخم پر لگا دیا تو اُسی وقت شفاء کامل حاصل ہو گئی۔

(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی،قتل کعب بن الاشرف۔۔۔الخ، ج۲،ص ۳۶۸ ملتقطاً)

۶ھ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماتحتی میں ایک لشکر نجد کی جانب روانہ فرمایا۔ ان لوگوں نے بنی حنیفہ کے سردار ثمامہ بن اُثال کو گرفتار کر لیا اور مدینہ لائے۔ جب لوگوں نے ان کو بارگاہ رسالت میں پیش کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کو مسجد نبوی کے ایک ستون میں باندھ دیا جائے۔ چنانچہ

یہ ستون میں باندھ دیئے گئے۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کہ اے ثمامہ! تمہارا کیا حال ہے؟ اور تم اپنے بارے میں کیا گمان رکھتے ہو؟ ثمامہ نے جواب دیا کہ اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرا حال اور خیال تو اچھا ہی ہے۔ اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو ایک خونی آدمی کو قتل کریں گے اور اگر مجھے اپنے انعام سے نواز کر چھوڑ دیں گے تو ایک شکرگزار کو چھوڑیں گے اور اگر آپ مجھ سے کچھ مال کے طلبگار ہوں تو بتا دیجئے۔ آپ کو مال دیا جائے گا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ گفتگو کر کے چلے آئے۔ پھر دوسرے روز بھی یہی سوال و جواب ہوا۔ پھر تیسرے روز بھی یہی ہوا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو۔ چنانچہ لوگوں نے ان کو چھوڑ دیا۔ ثمامہ مسجد سے نکل کر ایک کھجور کے باغ میں چلے گئے جو مسجد نبوی کے قریب ہی میں تھا۔ وہاں انہوں نے غسل کیا۔ پھر مسجد نبوی میں واپس آئے اور کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گئے اور کہنے لگے کہ خدا کی قسم! مجھے جس قدر آپ کے چہرہ سے نفرت تھی اتنی روئے زمین پر کسی کے چہرہ سے نہ تھی۔ مگر آج آپ کے چہرہ سے مجھے اس قدر محبت ہو گئی ہے کہ اتنی محبت کسی کے چہرہ سے نہیں ہے۔ کوئی دین میری نظر میں اتنا ناپسند نہ تھا جتنا آپ کا دین لیکن آج کوئی دین میری نظر میں اتنا محبوب نہیں ہے جتنا آپ کا دین۔ کوئی شہر میری نگاہ میں اتنا برا نہ تھا جتنا آپ کا شہر اور اب میرا یہ حال ہو گیا ہے کہ آپ کے شہر سے زیادہ مجھے کوئی شہر محبوب نہیں ہے۔ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عمرہ ادا کرنے کے ارادہ سے مکہ جا رہا تھا کہ آپ کے لشکر نے مجھے گرفتار کر لیا۔ اب آپ میرے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو دنیا و آخرت کی بھلائیوں کا مژدہ سنایا اور پھر حکم دیا کہ تم مکہ جا کر عمرہ ادا کر لو!

جب یہ مکہ پہنچے اور طواف کرنے لگے تو قریش کے کسی کافر نے ان کو دیکھ کر کہا کہ اے ثمامہ! تم صابی (بے دین) ہو گئے ہو۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت جرأت کے ساتھ جواب دیا کہ میں بے دین نہیں ہوا ہوں بلکہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور اے اہل مکہ! سن لو! اب جب تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجازت نہ دیں گے تم لوگوں کو ہمارے وطن سے گیہوں کا ایک دانہ بھی نہیں مل سکے گا۔ مکہ والوں کے لئے ان کے وطن یمامہ ہی سے غلہ آیا کرتا تھا۔

(بخاری ج ۲ ص ۶۲۷ باب وفد بنی حنیفہ و حدیث ثمامہ) (صحیح مسلم، کتاب الجھاد والسیر، باب ربط الاسیر۔۔۔الخ، الحدیث: ۱۷۶۴، ص ۹۷۶ و مدارج النبوت، قسم سوم، باب ششم، ج ۲، ص ۱۸۹)

ہجرت کے بعد جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ نے مدینہ اور اطراف مدینہ کے یہودیوں سے صلح و عہد کا معاہدہ فرما لیا۔ مگر یہودی اپنے عہد و پیمان پر قائم نہیں رہے بلکہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف اندرونی اور بیرونی سازشوں کا جال بچھانا شروع کر دیا۔ اسی دوران یہودیوں میں سے قبیلہ بنو نضیر کے ذمہ دار افراد نے ایک روز یہ سازش کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر یہ عرض کریں کہ ہم کو آپ سے ایک ضروری

مشورہ کرتا ہے اور جب وہ تشریف لے آئیں تو دیوار کے قریب ان کو بٹھایا جائے اور وہ جب گفتگو میں مصروف ہو جائیں تو چھت کے اوپر سے ایک بھاری پتھر ان کے اوپر گرا کر ان کی زندگی کا خاتمہ کر دیا جائے۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں کی بستی میں تشریف لے گئے۔ مگر ابھی آپ دیوار کے قریب بیٹھے ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی یہودیوں کی سازش سے آپ کو مطلع کر دیا۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموشی کے ساتھ فوراً واپس تشریف لے گئے۔ اس طرح یہودیوں کی سازش ناکام ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پہنچ کر محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا کہ وہ بنونضیر کے یہودیوں تک یہ پیغام پہنچا دیں کہ چونکہ تم لوگوں نے غداری کر کے معاہدہ توڑ ڈالا ہے اس لئے تم لوگوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ حجاز مقدس کی سرزمین سے جلاوطن ہو کر باہر نکل جاؤ۔ منافقین نے یہ سنا تو جمع ہو کر بنونضیر کے پاس پہنچے اور کہنے لگے کہ تم لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اس حکم کو ہرگز تسلیم نہ کرو اور یہاں سے ہرگز جلاوطن نہ ہو۔ ہم ہر طرح تمہارے شریک کار ہیں۔ بنونضیر نے منافقین کی پشت پناہی دیکھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کی تیاری شروع کر دی، اور حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کو مدینہ کا امیر بنا کر صحابہ کرام کی ایک فوج لے کر بنونضیر کے قلعہ پر حملہ آور ہو گئے۔ یہودی اس قلعہ میں بند ہو گئے اور انہوں نے یقین کر لیا کہ اب مسلمان ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور پھر حکم دیا کہ ان کے درختوں کو کاٹ ڈالو کیونکہ ممکن تھا کہ درختوں کے جھنڈ میں چھپ کر یہودی اسلامی لشکر پر چھاپہ مارتے۔ ان حالات کو دیکھ کر بنونضیر کے یہودیوں پر ایسا رعب بیٹھ گیا اور اس قدر خوف طاری ہو گیا کہ وہ لرز اٹھے، اور ان کو منافقین کی طرف سے بھی بجز مایوسی اور رسوائی کے کچھ ہاتھ نہ آیا، آخر کار مجبور ہو کر یہودیوں نے درخواست کی کہ ہم لوگوں کو جلاوطن ہونے کا موقع دیا جائے۔ چنانچہ ان لوگوں کو اجازت دی گئی کہ سامانِ جنگ کے علاوہ جس قدر سامان بھی وہ اونٹوں پر لاد کر لے جانا چاہتے ہیں، لے جائیں۔ چنانچہ بنونضیر کے یہودی چھ سو اونٹوں پر اپنا مال و سامان لاد کر ایک جلوس کی شکل میں گاتے بجاتے مدینہ سے نکلے اور کچھ تو خیبر چلے گئے اور زیادہ تعداد میں ملک شام جا کر اذرعات اور اریحاء میں آباد ہو گئے اور چلتے وقت یہودیوں نے اپنے مکانوں کو گرا کر برباد کر دیا تا کہ مسلمان ان مکانوں سے فائدہ نہ اٹھا سکیں۔

(مدارج النبوت، بحث غزوہ بنی نضیر، ج ۲، ص ۱۴۸۔ ۱۴۷)

محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پُرنور سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں تمہارے رب کے لئے زمانے کے دنوں میں کچھ عطائیں، رحمتیں، تجلّیاں ہیں تو ان کی تلاش رکھو (یعنی کھڑے بیٹھے لیٹے ہر وقت دُعا مانگتے رہو، تمہیں کیا معلوم کس وقت رحمتِ الٰہی کے خزانے کھولے جائیں) شاید ان میں کوئی تجلّی تمہیں بھی پہنچ جائے کہ پھر بدبختی نہ آئے۔ (المعجم الکبیر مروی از محمد بن مسلمہ حدیث ۵۱۹ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۹ / ۲۳۴)

(۵۶) محمود ابن لبید:

روایت ہے حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمتِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں اکٹھی دی ہیں۔ یہ سنتے ہی حضور اغضب ناک ہو کر کھڑے ہو گئے پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ کھیل کیا جاتا ہے حالانکہ میں تمہارے اندر موجود ہوں۔ (نسائی، کتاب الطلاق، ج ۳، ص ۱۴۲)

روایت ہے حضرت محمود ابن لبید سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو چیزیں ہیں جنہیں انسان ناپسند کرتا ہے، وہ موت کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ موت مؤمن کے لیے فتنے سے بہتر ہے اور مال کی کمی کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ مال کی کمی حساب کو کم کر دے گی (احمد)

نبیِ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: مجھے تم پر سب سے زیادہ خوف شرکِ اصغر کا ہے۔ صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یارسول اللہ عَزَّ وَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! شرکِ اصغر کیا ہے؟ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ریاء کاری۔ (پھر فرمایا) بروزِ قیامت جب بندہ اپنے اعمال لے کر حاضر ہوگا تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ان لوگوں کے پاس جاؤ جن کے لئے دنیا میں دکھاوا کرتے تھے اور دیکھو! کیا اُن کے پاس کوئی بدلہ پاتے ہو۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث محمود بن لبید، الحدیث ۲۳۶۹۲، ج ۹، ص ۱۶۰)

حضرتِ سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلَّم نے فرمایا جب اللہ عزوجل کسی سے محبت فرماتا ہے تو اسے آزمائش میں مبتلا فرماتا ہے لہذا جو صبر کرے اسکے لئے صبر ہے اور جو چیخے چلائے (یعنی بے صبری کرے) اسکے لئے چیخنا ہی ہے۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند محمود بن لبید، رقم ۲۳۶۹۵، ج ۹، ص ۱۶۰)

حضرتِ سَیِّدُنا محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ طیبہ کے شمس الضُّحیٰ، کعبے کے بدرُ الدُّجیٰ، محمد رَّسولُ اللہ عَزَّ وَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلَّم کا فرمانِ عافیت نشان ہے: اللہ عَزَّ وَجَلَّ اپنے بندے کو دُنیا سے اس طرح پرہیز کراتا ہے جس طرح تُم اپنے مریض کو کھانے اور پینے کی چیزوں سے پرہیز کراتے ہو۔

(شُعَبُ الْاِیمان، ج ۷، ص ۳۲۱، حدیث ۱۰۴۵۰ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(۵۷) معمر ابن عبد اللہ:

حج کی قربانی کے بعد حضرت معمر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سر کے بال اتروائے اور کچھ حصہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا اور باقی موئے مبارک کو مسلمانوں میں تقسیم کر دینے کا حکم صادر فرمایا۔ (مسلم ج ۱ ص ۴۲۱ باب بیان ان السنۃ یوم النحر الخ)

اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے اور طواف زیارت فرمایا۔

روایت ہے حضرت معمر ابن عبداللہ سے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا غلہ کی غلہ سے بیع برابر برابر کرو (مسلم)

روایت ہے حضرت معمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو غلہ روکے وہ خطا کار ہے (مسلم) اور ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کہ بنی نضیر کے مال کا الخ ان شاء اللہ تعالیٰ باب الفی میں ذکر کریں گے۔

(۵۸) مغیث:

حضرت سیدنا مغیث بن سمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: بروز قیامت سورج لوگوں کے سروں سے چند گز کے فاصلے پر ہوگا اور جہنم کے دروازے کھول دیئے جائیں گے، تو اس کی لُو اور سخت گرمی ان کی طرف چلے گی اور جہنم کی تپش ان کی طرف بڑھے گی حتی کہ زمین پر ان کا پسینا بہنے لگے گا جو سڑی ہوئی لاش سے زیادہ بدبودار ہوگا مگر اس وقت روزہ دار عرش کے سائے میں ہوں گے۔ (الدر المنثور، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۸۴، ج۱، ص ۴۴۲)

روایت ہے حضرت عروہ سے وہ جناب عائشہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے حضرت بریرہ کے متعلق فرمایا کہ انہیں خرید لو پھر آزاد کردو اور ان کا خاوند (مغیث) غلام تھا اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اختیار دیا انہوں نے اپنے کو اختیار کرلیا اور اگر وہ آزاد ہوتے تو بریرہ کو اختیار نہ دیتے (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ بریرہ کا خاوند حبشی غلام تھا جسے مغیث کہا جاتا تھا گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں کہ بریرہ کے پیچھے مدینہ کی گلیوں میں روتا پھرتا ہے ۱۔ اور اس کے آنسو اس کی داڑھی پر بہہ رہے ہیں ۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب عباس سے فرمایا اے عباس کیا تم تعجب نہیں کرتے مغیث کی محبت سے جو بریرہ سے ہے اور بریرہ کی نفرت سے مغیث سے ۳۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر تھا تم اس کی طرف سے رجوع کر جاتیں ۴۔ وہ بولیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ مجھے یہ حکم دیتے ہیں فرمایا میں سفارش کرتا ہوں بولیں مجھے اس کی حاجت نہیں ۵۔ (بخاری)

روایت ہے ان ہی سے کہ بریرہ آزاد ہوئیں حالانکہ وہ مغیث کے پاس تھیں تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار دیا اور فرمایا کہ اگر وہ تمہارے قریب آگیا تو تمہیں اختیار نہیں (ابوداؤد)

(۵۹) منذر ابن ابی اسید:

روایت ہے حضرت سہل ابن سعد سے فرماتے ہیں کہ منذر ابن ابی اسید کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لایا گیا جب

کہ وہ پیدا ہوئے تو اسے حضور نے اپنی ران پر رکھا فرمایا اس کا نام کیا ہے عرض کیا فلاں فرمایا نہیں لیکن اس کا نام منذر ہے
(مسلم، بخاری)

(۶۰) ابوموسیٰ اشعری:

حضرت ابوعامر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تھوڑی سی فوج کا افسر بنا کر اوطاس کی طرف روانہ فرمادیا وہاں درید بن الصمہ کا فر کئی ہزار کی فوج لے کر ان کے مقابلہ کے لیے میدان میں نکل پڑا اور درید بن الصمہ کے بیٹے نے حضرت ابوعامر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک تیر مارا جوان کے گھٹنے پر لگا اور یہ زخمی ہو کر زمین پر بیٹھ گئے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوڑ کر آئے اور کہا کہ چچا جان! مجھے جلد بتائیے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس نے تیر مارا ہے؟ تو حضرت ابوعامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارہ سے بتایا کہ وہ شخص میرا قاتل ہے، تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چچا کے قاتل پر جوش میں بھرے ہوئے دوڑ پڑے تو وہ بھاگنے لگا مگر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو برابر دوڑاتے رہے۔ یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیا۔ پھر اپنے چچا حضرت ابوعامر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر یہ خوش خبری سنائی کہ چچا جان! خدا عزوجل نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل کو میرے ہاتھ سے ہلاک کر دیا ہے پھر حضرت ابوموسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے چچا حضرت ابوعامر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانو سے وہ تیر کھینچ کر نکالا تو وہ چونکہ زہر میں بجھا ہوا تھا اس لیے زخم سے بجائے خون کے پانی بہنے لگا اور وہ نڈھال ہونے لگے پھر انہوں نے اپنے بھتیجے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی جگہ اپنی فوج کا افسر بنایا اور یہ وصیت فرمائی کہ تم رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر میرا اسلام عرض کرنا اور میرے لیے دعا کی درخواست کرنا۔ یہ وصیت کی اور اس کے بعد ہی فوراً ان کی وفات ہوگئی۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب جنگ سے فارغ ہو کر میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور اپنے مرحوم چچا کا سلام اور پیغام عرض کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو اتنا اونچا اٹھایا کہ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھ لی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح دعا مانگی کہ یا اللہ! عزوجل تو ابوعامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قیامت کے دن بہت سے انسانوں سے زیادہ بلند مرتبہ بنادے۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ کرم دیکھ کر عرض کیا کہ یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے لیے بھی دعا فرمادیجئے۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی کہ یا اللہ! عزوجل تو عبداللہ بن قیس (ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے گناہوں کو بخش دے اور اس کو قیامت

کے دن عزت والی جگہ میں داخل فرما۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ اوطاس، الحدیث: ۴۳۲۳، ج ۳، ص ۱۱۳)

کرامات

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ ایک خاص کرامت تھی کہ غیبی آوازیں آپ کے کان میں آیا کرتی تھیں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمندری جہاد میں امیر لشکر بن کر گئے۔ رات میں سب مجاہدین کشتیوں پر سوار ہو کر سفر کر رہے تھے کہ بالکل ناگہاں اوپر سے ایک پکارنے والے کی آواز آئی:

کیا میں تم لوگوں کو خدا تعالیٰ کے اس فیصلہ کی خبر دے دوں جس کا وہ اپنی ذات پر فیصلہ فرما چکا ہے؟ یہ وہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے لیے گرمی کے دنوں میں پیاسا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ پیاس کے دن (قیامت میں) ضرور ضرور اس کو سیراب فرما دے گا۔

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ علیہم الرضوان، باب جزاء من یعطش للہ فی یوم صائف، الحدیث: ۶۰۲۲، ج ۴، ص ۵۸۶)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز اور لہجہ میں اتنی زبردست کشش تھی کہ اس کو کرامت کے سوا اور کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا۔ حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتے تو فرماتے: ذَكِّرْنَا رَبَّنَا يَا أَبَا مُوْسٰى (اے ابوموسیٰ! ہم کو اپنے رب کی یاد دلاؤ) یہ سن کر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن شریف پڑھنے لگتے ان کی قرأت سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب میں ایسی نوری تجلی پیدا ہو جاتی کہ انہیں دنیا سے دوری اور اپنے رب کی حضوری نصیب ہو جاتی تھی۔

(کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، الحدیث: ۳۷۵۴۷، ج ۷، الجزء ۱۳، ص ۲۶۰)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرأت سنی تو ارشاد فرمایا کہ حضرت داود علیہ الصلوۃ والسلام کی سی خوش الحانی اس شخص کو خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کی گئی ہے۔ (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، الحدیث: ۳۷۵۵۰، ج ۷، الجزء ۱۳، ص ۲۶۰)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لڑکا پیدا ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وبارک وسلم کی خدمت میں لائے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وبارک وسلم نے اس کا نام رکھا، اپنے منہ میں کھجور ڈال کے اس کے منہ میں ڈالی اور اس کو برکت کی دعا دی۔ (صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء للصبیان بالبرکۃ..... الخ، الحدیث: ۶۳۵۲، ج ۴، ص ۲۰۳)

حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو اللہ عزوجل کے نام پر سوال کرے وہ

ملعون ہے اور جس سے اللہ عزوجل کے نام پر سوال کیا جائے اور وہ سوال کرنے والے کو نہ دے جبکہ وہ کسی بُری چیز کا سوال نہ کرے تو وہ بھی ملعون ہے۔ (مجمع الزوائد، کتاب الادعیة، باب السوال بوجہ اللہ الکریم، الحدیث: ۱۷۲۲۳، ج۱۰، ص ۲۳۲)

حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: جس نے ماں اور اس کے بیٹے یا دو بھائیوں کے درمیان جدائی ڈالی اللہ کے رسول عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس پر لعنت فرمائی۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب التجارات، باب النھی عن التفریق بین السبی، الحدیث: ۲۲۵۰، ص ۲۶۱)

حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم المُرسلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین، مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق وامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، بیشک وہ امانت دار اور مسلمان خزانچی جسے کوئی مال کہیں منتقل کرنے کا حکم دیا جائے پھر وہ پورا مال خوش دلی سے ادا کر دے اور اسے جس کے بارے میں حکم دیا گیا ہو اس تک پہنچا دے تو وہ بھی صدقہ دینے والوں میں سے ایک شمار ہوگا۔

(بخاری، کتاب الزکاۃ، باب اجر الخادم اذا تصدق الخ، رقم ۱۴۳۸، ج۱، ص ۴۸۳)

حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: اللہ عزوجل نصف شعبان کی رات اپنی تمام مخلوق پر نظر فرماتا ہے، پھر مشرک اور بغض رکھنے والے کے علاوہ اپنی ساری مخلوق کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان، رقم ۱۳۹۰، ج۲، ص ۱۶۲)

حضرت سیّدُ نا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں، نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنی دُنیا سے محبت کرتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو شخص اپنی آخرت سے محبت کرتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے پس فنا ہونے والی پر باقی رہنے والی کو ترجیح دو۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی موسیٰ الاشعری، الحدیث ۱۹۷۱۷، ج۷، ص ۱۶۵)

حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: جس سے اللہ عزوجل کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بیزار ہیں، میں بھی اس سے بیزار ہوں، بے شک سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مصیبت کے وقت نوحہ کرنے والی، بال منڈوانے والی اور گریبان چاک کرنے والی عورت سے بیزار ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماینھی من الحلق عن المصیبۃ، الحدیث: ۱۲۹۶، ص ۱۰۱)

حضرت سیّدُ نا ابن شہاب علیہ رحمۃ اللہ الوہاب ارشاد فرماتے ہیں: ہمیں صحابہ کرام وتابعینِ عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت سیّدُ نا علی بن ابی طالب، حضرت سیّدُ نا ابوموسیٰ اشعری، حضرت سیّدُ نا علی بن حسین اور حضرت سیّدُ نا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین یومِ عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند علی بن ابی طالب، الحدیث ۱۰۶۹، ج۱، ص ۲۷۳ مختصراً)

حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور نبی مکرم، نُورِ مجسم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عظیم الشان ہے: میری امت رحم کی ہوئی امت ہے، اس کا عذاب دنیا میں ہی زلزلوں اور فتنوں کے ذریعے ہوجائے گا۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو میرے ہر امتی کو ایک کتابی (یعنی عیسائی یا یہودی) دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ تیری طرف سے جہنم میں جائے گا۔ (سنن ابی داود، کتاب الفتن، باب ما یرجی فی القتل، الحدیث ۴۲۷۸، ص ۱۵۳۴) (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی موسی الاشعری، الحدیث ۱۹۶۷۸، ج ۷، ص ۱۵۶، بتغیر)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم نے فرمایا جو عورت خوشبو لگا کر مردوں کے پاس سے گزرے تا کہ لوگ اس کی خوشبو سونگھیں وہ عورت بدچلن ہے۔

(سنن النسائی، کتاب الزینۃ، باب ما یکرہ للنساء من الطیب، ج ۸، ص ۱۵۳)

(۶۱) ابومرثد غنوی:

حضرت ابومرثد غنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم نے فرمایا کہ قبروں پر مت بیٹھو اور قبروں کی طرف منہ کر کے نماز مت پڑھو۔

(صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب النھی عن الجلوس۔۔۔الخ، الحدیث: ۹۷۲، ص ۴۸۳)

روایت ہے حضرت سہل ابن حنظلیہ سے کہ لوگ حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے تو انہوں نے بہت دراز سفر کیا حتی کہ شام ہوگئی تو ایک سوار آیا عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں فلاں فلاں پہاڑ پر چڑھا تو میں نے ہوازن کو دیکھا جو سارے کا سارا قبیلہ اپنی عورتوں جانوروں کے ساتھ حنین میں جمع ہوگیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا کہ انشاء اللہ یہ سب کچھ کل مسلمانوں کی غنیمت ہوگی پھر فرمایا کہ آج رات ہماری حفاظت کون کرے گا انس ابن مرثد غنوی بولے یارسول اللہ میں کروں گا فرمایا سوار ہوجاؤ۔ چنانچہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوگئے فرمایا اس گھاٹی کے سامنے جاؤ حتی کہ اس کی بلندی پر پہنچ جاؤ پھر جب ہم نے سویرا کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مصلے پر تشریف لائے دو رکعتیں پڑھیں پھر فرمایا کہ کیا تم نے اپنے سوار کو محسوس کیا ایک صاحب نے کہا یارسول اللہ ہم نے تو محسوس نہ کیا پھر نماز کی تکبیر کہی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے ہوئے گھاٹی کی طرف کنکھیوں سے دیکھنے لگے حتی کہ جب نماز پوری فرمائی تو فرمایا خوش ہوجاؤ تمہارا سوار آپہنچا تو ہم گھاٹی میں درختوں کی طرف دیکھنے لگے تو ناگاہ وہ آرہا تھا حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکھڑا ہوا تو عرض کیا کہ میں چلا حتی کہ میں اس گھاٹ کی چوٹی پر پہنچ گیا جہاں کا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا پھر جب میں نے سویرا کیا تو میں ان دونوں گھاٹیوں (پہاڑیوں) پر چڑھ گیا تو میں نے کسی ایک کو نہ دیکھا ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس رات نیچے اترے عرض کیا نہیں سواء نماز

کے یا ادا حاجت کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بعد کوئی عمل نہ کرنا تم کو مضر نہیں (ابوداؤد)

روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور زبیر اور مقداد کو بھیجا دوسری روایت میں بجائے مقداد کے ابو مرثد ہیں تو فرمایا کہ تم جاؤ حتی کہ خاخ کے باغ میں پہنچو وہاں ایک بوڑھی عورت ہے جس کے پاس ایک خط ہے وہ اس سے لے لو چنانچہ ہم چلے کہ ہم کو ہمارے گھوڑے دوڑا رہے تھے حتی کہ ہم باغ میں آئے تو ہم اس بوڑھی کے پاس تھے ہم نے کہا خط نکال دو وہ بولی میرے پاس کوئی خط نہیں ہم نے کہا یا خط نکال ورنہ کپڑے اتار تب اس نے اپنی چوٹی سے خط نکالا ہم وہ خط نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو اس میں حاطب بن بلتعہ کی طرف سے مکہ والے مشرکوں کی طرف پیغام تھا وہ مشرکوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض کاموں کی خبر دے رہے تھے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حاطب یہ کیا وہ بولے یا رسول اللہ حضور مجھ پر جلدی نہ کریں میں قریش میں ایک الحاقی شخص ہوں میں خود قریش میں سے نہیں ہوں اور جو مہاجرین آپ کے ساتھ ہیں ان کی قریش سے قرابت داریاں ہیں جن سے وہ مکہ میں ان کے مالوں ان کے گھر والوں کی حفاظت کرتے ہیں میں نے چاہا کہ جب مجھے ان سے نسبی رشتہ حاصل نہیں تو میں ان پر ایک احسان کر دوں جس سے وہ میرے عزیزوں کی حفاظت کریں میں نے یہ کام نہ تو کفر کی وجہ سے کیا نہ اپنے دین سے پھرتے ہوئے اور نہ اسلام کے بعد کفر سے راضی ہو کر تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے تم سے سچ کہا جناب عمر بولے یا رسول اللہ مجھے چھوڑ دیجئے میں اس منافق کی گردن ماردوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بدر میں حاضر ہوئے ہیں تمہیں کیا خبر شاید اللہ تعالی نے بدر والوں پر توجہ فرمائی ہے فرمایا ہو کہ جو چاہو کرو تمہارے لیے جنت واجب ہو چکی اور ایک روایت میں ہے کہ میں تم کو بخش چکا تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری کہ اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ (مسلم، بخاری)

(۶۲) ابو مسعود:

روایت ہے حضرت ابو مسعود انصاری سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا بولا کہ میرا اونٹ تھک رہا ہے مجھے سواری دیجئے فرمایا میرے پاس نہیں ایک نے کہا یا رسول اللہ میں اسے وہ آدمی بتاتا ہوں جو اسے سواری دے دے تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بھلائی پر رہبری کرے اسے کرنے والے کی طرح ثواب ہے۔ (مسلم)

روایت ہے حضرت ابو مسعود انصاری سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ انسان کی نماز درست نہیں ہوتی حتی کہ رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ سیدھی کرے (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی) اور ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

روایت ہے حضرت ابن مسعود انصاری سے فرماتے ہیں میں اپنے غلام کو مار رہا تھا کہ میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی کہ اے ابو مسعود ہوشیار کہ اللہ تم پر اس سے زیادہ قادر ہے جتنے تم اس پر ہو میں نے پیچھے پھر کر دیکھا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ آزاد ہے اللہ کی راہ میں تب حضور نے فرمایا اگر تم یہ نہ کرتے تو تم کو آگ جلاتی یا آگ پہنچتی (مسلم)

(۶۳)ابو مالک اشعری:

حضرت سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نورِ مُجسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، صفائی نصف ایمان ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ میزان کو بھر دیتی ہے اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ زمین وآسمان کے درمیان ہر چیز کو بھر دیتے ہیں اور نماز نور ہے اور صدقہ دلیل یعنی رہنما ہے، صبر روشنی ہے اور قرآن تیرے حق میں یا تیرے خلاف حجت ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء، رقم ۲۲۳، ص ۱۴۰)

حضرت سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، بے شک جنت میں کچھ ایسے محلات ہیں جن میں آر پار نظر آتا ہے، اللہ عزوجل نے وہ محلات ان لوگوں کیلئے تیار کئے ہیں جو محتاجوں کو کھانا کھلاتے ہیں، سلام کو عام کرتے اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھتے ہیں۔

(صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب افشاء السلام واطعام الطعام، رقم ۵۰۹، ج۱، ص ۳۶۳)

حضرت سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، اے لوگو! سن لو، سمجھ لو اور جان لو کہ بیشک اللہ عزوجل کے کچھ بندے ہیں جو نہ تو انبیاء ہیں نہ ہی شہداء، اور انبیاء وشہداء ان کے مرتبے اور قُربِ الٰہی عزوجل کی وجہ سے ان پر رشک کریں گے۔ پیچھے بیٹھے ہوئے ایک اعرابی صحابی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جو بندے نہ تو انبیاء ہیں نہ ہی شہداء، اور انبیاء وشہداء ان کے مرتبے اور قُربِ الٰہی عزوجل کی وجہ سے ان پر رشک کریں گے، ہمیں ان کے اوصاف بتائیے۔

تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس پر اعرابی کے سوال کی وجہ سے خوشی کے آثار نمودار ہوئے پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مختلف قبائل سے تعلق رکھنے والے لوگ ہوں گے جو کسی قسم کی رشتہ داری کے بغیر محض اللہ عزوجل کے لئے ایک دوسرے سے محبت رکھیں گے اور ایک دوسرے سے مصافحہ کریں گے، اللہ عزوجل ان کے لئے قیامت کے دن نور کے منبر بچھائے گا جن پر وہ بیٹھیں گے، اللہ عزوجل ان کے چہروں اور کپڑوں کو نور کر دے گا، قیامت کے دن جب لوگ گھبراہٹ میں مبتلا ہوں گے وہ نہ گھبرائیں گے، یہ ہی اللہ عزوجل کے وہ اولیاء ہیں جنہیں نہ تو کوئی

خوف ہوگا اور نہ ہی کچھ غم۔ (الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب فی الحب فی اللہ الخ، رقم ۲۳، ج ۴، ص ۱۳)

(۶۴) ابومحذورہ:

حضوراکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ۸ ھ میں غزوہ حنین میں شرکت فرمانے کے بعد واپس تشریف لارہے تھے۔ اثنائے سفر ایک مقام پر پڑاؤ ہوا نماز کا وقت ہوگیا تو مسلمان لشکر میں اذان کا آوازہ بلند ہوا۔ ابومحذورہ اُس وقت اپنے چند مشرک دوستوں کے ساتھ کہیں جارہے تھے، ان لوگوں نے بھی اذان کی آواز سنی تو اس کا مضحکہ اڑانے کے لیے اس کی نقل اتارنے لگے، ابومحذورہ نے بھی اذان کی نقل اتارنی شروع کی۔ انکی آواز میں بڑی دلکشی اور حلاوت تھی اس لیے غیر سنجیدگی اور مذاق کے باوجود حسن صوت آشکار ہورہا تھا۔ انکی یہ آوازیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گوشِ انور تک بھی پہنچ گئیں، آپ نے حکم دیا کہ اذان کی نقل کرنے والے افراد کو میرے پاس لے آؤ۔ یہ لوگ حاضر کردیے گئے، آپ نے اُن سے استفسار فرمایا: ابھی ابھی کس نے سب سے بلند آواز میں اذان دی تھی، ابومحذورہ کے ساتھیوں نے ان کی طرف اشارہ کردیا، آپ نے باقی سب افراد کو واپس کردیا اور انھیں روک لیا اور ان سے فرمائش کی کہ ذرا اذان تو سناؤ۔ ابومحذورہ پر یہ فرمائش بڑی گراں گزر رہی تھی لیکن انھیں حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے انکار کی جرائت بھی نہ ہورہی تھی۔ انھوں نے عذر کیا کہ مجھے اذان سے پوری طرح واقفیت نہیں ہے، حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا کہ میری زبان سے سن کر کلماتِ اذان کو دہراؤ، انھوں نے آپ کے ساتھ ساتھ ان کلمات کو دہرانا شروع کیا۔ معلم تطہیر وتزکیہ صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زبان مبارک کی اعجاز آفرینی تھی کہ اس مرتبہ اذان کے کلمات دہرانے میں ان کی زبان کے ساتھ ساتھ ان کا دل بھی پکار اٹھا، اشہدان لاالٰہ الا اللہ واشہدان محمد رسول اللہ، ابومحذورہ جو ابھی کچھ دیر پہلے شرک کی نجاست سے آلودہ تھے اور اذان کی تضحیک کررہے تھے اور اذان ان پر گراں گزر رہی تھی، انکے پورے وجود میں آوازہ اذان اتر گیا۔ وہ اسلام کے حلقہ بگوش ہوگئے، حضور نے انھیں ایک تھیلی میں تھوڑی سی چاندی عطا فرمائی اور ان کی پیشانی سے لے کر ناف تک دست مبارک پھیر کر برکت کی دعا دی۔ ابومحذورہ نے آپ کی خدمت اقدس میں درخواست پیش کی کہ یارسول اللہ مجھے مکہ معظمہ میں اذان دینے کی اجازت عنایت فرمائیں، آپ نے منظور فرمالیا اور وہ اجازت لے کر مکہ چلے گئے، ان کا دل نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے معمور ہوچکا تھا۔ مکہ جاکر وہ عامل شہر عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کے پاس اترے اور اذان دینے لگے۔ حضور نے انھیں مکہ کا مستقل موذن بنادیا، ان کی اذان اور خوش الحانی اس قدر مقبول ہوئی کہ شعراء اس کی قسم کھاتے تھے۔ ایک قریشی شاعر کہتا ہے، پردہ پوش کعبہ کے رب، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تلاوت کردہ سورتوں اور ابی محذورہ کے نغموں کی قسم میں یہ کام ضرور کروں گا۔ (ابوداؤد، نسائی)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصوصی موذنوں کی تعداد چار ہے:

(۱) حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲) حضرت عبداللہ بن ام مکتوم (نابینا) رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ دونوں مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے مؤذن ہیں۔

(۳) حضرت سعد بن عائذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو سعد قرظ کے لقب سے مشہور ہیں۔ یہ مسجد قبا کے مؤذن ہیں۔

(۴) حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ مکہ مکرمہ کی مسجد حرام میں اذان پڑھا کرتے تھے۔

(المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب فی مؤذنیہ وخطباۂ... الخ، ج۵، ص ۷۰ ۔ ۷۳)

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طائف شریف فتح فرمایا۔ اذان ہوئی، بچوں نے اس کی نقل کی، اُن میں ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے ان کی آواز بہت اچھی تھی۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے آپ کو بلایا اور سر پر دستِ مبارک رکھا اور ان کو مؤذِن مقرر فرمادیا۔ برکت کے لیے پیشانی کے ان بالوں کو جن پر دستِ اقدس رکھا گیا تھا، محفوظ رکھا۔ جس وقت بال کھولے جاتے تو زمین پر آجاتے تھے۔

(ملخصاً کنز العمال، کتاب الصلاۃ فصل فی الاذان، الحدیث ۲۳۱۹۴، ۲۳۱۹۵، ج۸، ص ۱۶۳)

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو صحابی اور مسجد حرام کے مؤذن ہیں ان کے سر کے اگلے حصہ میں بالوں کا ایک جوڑا تھا۔ جب وہ زمین پر بیٹھتے اور اس جوڑے کو کھول دیتے تو بال زمین سے لگ جاتے تھے۔ کسی نے ان سے کہا کہ آپ ان بالوں کو منڈواتے کیوں نہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ میں ان بالوں کو منڈوا نہیں سکتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے ان بالوں کو اپنے دست مبارک سے مسح فرمادیا ہے۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، فصل ومن اعظامہ واکبارہ... الخ، ج۲، ص ۵۶)

(۶۵) ابن مربع:

روایت ہے حضرت عمرو بن عبداللہ ابن صفوان سے وہ اپنے ماموں سے راوی جنہیں یزید ابن شیبان کہا جاتا تھا فرماتے ہیں ہم عرفات میں اپنی منزل میں تھے عمرو نے فرمایا کہ وہ جگہ امام کی جگہ سے بہت دور تھی تو ہمارے پاس ابن مربع انصاری آئے بولے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمہاری طرف پیغامبر ہوں حضور تم سے فرماتے ہیں کہ تم لوگ اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو تم لوگ اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کی وراثت پر ہو۔ (ترمذی، ابوداود، نسائی، ابن ماجہ)

م۔۔۔تابعین عظام

(۱) محمد ابن حنفیہ:

روایت ہے حضرت محمد ابن حنفیہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں

میں کون بہتر ہے فرمایا ابوبکر میں نے کہا پھر کون فرمایا عمر، میں ڈرا کہ آپ کہہ دیں گے کہ عثمان تو میں نے کہا پھر آپ نے فرمایا میں تو نہیں مگر مسلمانوں میں سے ایک شخص۔ (بخاری)

(۲) محمد ابن علی بن حسین ابن علی ابن ابی طالب:

حضرت سیّدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واقعہ کربلا سے تین سال پہلے ۵۷ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام محمد، کنیت ابوجعفر و مبارک اور لقب سامی، باقر، شاکر اور ہادی تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرتِ سیّدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ہیں۔ آپ کی والدہ محترمہ امّ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیرت وصورت میں اپنے آباء کی طرح تھے۔ جس قدر علمِ دینِ متین، علمِ سنّت، علمِ قرآن پاک وتاریخ وسیرت اور فنونِ ادب وغیرہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ظاہر ہوئے، اس کی مثال نہیں ملتی۔ حضرتِ امام قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ میں نے سیّدنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: آپ نے حضرتِ امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی ہے؟ فرمایا: ہاں میں نے ملاقات کی ہے اور ان سے ایک مسئلہ بھی دریافت کیا تھا جس کا اتنا شاندار جواب عطا فرمایا کہ اس سے شاندار جواب کسی سے نہ سنا۔

خوفِ خدا عَزَّ وَجَلَّ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سینہ خشیتِ الٰہی کا خزینہ تھا۔ آپ کے غلام افلح کا بیان ہے: حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ حج کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور میں آپ کے ہمراہ تھا۔ آپ جب مسجد حرام میں داخل ہوئے تو بیت اللہ شریف کو دیکھتے ہی اتنے زور سے روئے کہ چیخیں نکلنے لگیں۔ میں نے کہا حضور! اس قدر زور سے نہ چیخیں کیونکہ تمام لوگوں کی نظریں آپ کی طرف مرکوز ہوگئیں ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: میں کیوں نہ روؤں؟ شاید اللہ تعالیٰ میرے رونے کی وجہ سے مجھ پر رحمت کی نظر فرمائے اور میں کل قیامت کے دن اس کے نزدیک کامیاب ہوجاؤں۔ پھر آپ نے طواف کیا اور مقامِ ابراہیم پر نماز پڑھی اور جب سجدہ کر کے سر اٹھایا تو سجدہ کی جگہ آنسوؤں سے بھیگی ہوئی تھی۔

(روض الریاحین، الفصل الثانی فی اثبات کرامات الاولیاء، ص ۱۴۳)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال مشہور قول کے مطابق ۷ ذوالحجۃ الحرام ۱۱۴ھ پیر شریف کو ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے حضرتِ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت کی تھی کہ مجھے اسی کپڑے کا کفن دیا جائے جس میں میں نماز پڑھتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے غسل دینے کے بعد حسب وصیت اسی کپڑے کا کفن دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار پُرانوار جنت البقیع میں ہے۔

غضب ناک شیر

ایک مرتبہ بادشاہ وقت نے حضرت سیدنا امام ابوجعفر محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے کے ارادہ سے ایک شخص کی معرفت بلوایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شخص کے ہمراہ بادشاہ کے پاس تشریف لے گئے۔ جب بادشاہ وقت کے قریب پہنچے تو وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معافی طلب کرنے لگا اور اظہار معذرت کرتے ہوئے تحائف پیش کئے اور بڑی ہی عزت واحترام کے ساتھ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو الوداع کیا۔ لوگوں نے بادشاہ وقت سے دریافت کیا کہ تُو نے انہیں قتل کی غرض سے بلوایا تھا لیکن ہم نے تو کچھ اور ہی دیکھا، آخر اسکی کیا وجہ ہے؟ بادشاہ نے جواب دیا کہ جب حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے قریب تشریف لائے تو میں نے دو بڑے ہی غضبناک شیروں کو دیکھا جو ان کے دائیں بائیں کھڑے ہوئے تھے اور مجھ سے کہہ رہے تھے کہ اگر تم نے حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کوئی بھی گستاخی کی تو ہم تمہیں مار ڈالیں گے۔ (کشف المحجوب (فارسی)، ص ۸۰)

روایت ہے حضرت جعفر ابن محمد سے وہ اپنے باپ سے مرسلاً راوی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میت پر اپنے دونوں ہاتھوں سے تین لپ ڈالے اور اپنے فرزند ابراہیم کی قبر پر چھڑکاؤ کیا اور اس پر کنکر بچھائے (شرح السنہ) اور شافعی نے رش سے۔

روایت ہے محمد ابن علی ابن حسین سے ا۔ وہ حضرت علی ابن ابی طالب سے راوی فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک بکری سے عقیقہ کیا اور فرمایا فاطمہ اس کا سر منڈا دو اور ان کے بالوں کے وزن کی چاندی خیرات کر دو تو ہم نے بال تولے تو ایک درہم یا بعضہ درہم وزن ہوا (ترمذی) اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور اس کی اسناد متصل نہیں کیونکہ محمد ابن علی ابن حسین نے علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو نہ پایا۔

(۳) محمد ابن یحیٰی ابن حبان:

محمد ابن یحیٰی یہ امام بخاری کے استاذ ہیں۔ (تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی النوع الثانی قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۲۸)

روایت ہے حضرت عرباض ابن ساریہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن ہر کیل والے درندے سے اور ہر پنجے والے پرندے سے اور پلاؤ ہوا گدھوں کے گوشتوں سے اور مجثمہ سے اور خلیہ سے منع فرمایا اور اس سے کہ حاملہ عورت سے صحبت کی جائے حتیٰ کہ اپنے پیٹوں کے بچے جن دیں محمد ابن یحیٰی نے کہا ابو عاصم سے مجثمہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا وہ ہے کہ پرندہ یا کوئی چیز باندھی جائے پھر تیر سے مارا جائے اور خلیہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا بھیڑیا اور درندہ جسے آدمی پالے تو اس کو چھڑا لے پھر وہ ذبح کرنے سے پہلے اس کے قبضہ میں مر جائے (ترمذی)

(۴) محمد ابن سیرین:

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

إِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِيْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَأْخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ. (صحیح مسلم، مقدمۃ، باب بیان ان الاسناد من الدین۔۔۔ الخ، ص ۱۱)

ترجمہ: یعنی یہ علم دین ہے پس تم دیکھو کہ تم اپنا دین کس سے حاصل کرتے ہو۔

تقریب میں ہے: محمد بن سیرین ثقة ثبت عابد کبیر القدر مات سنة عشر و مائة۔

(تقریب التہذیب ترجمہ ۵۹۶۶ محمد بن سیرین دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/۸۵)

محمد بن سیرین ثقہ، ثبت، عبادت گزار اور بڑی قدر و منزلت والے ہیں، ان کا وصال ۱۱۰ھ میں ہوا۔ ت)

وفیات الاعیان میں ہے:

محمد بن سیرین له الید الطولیٰ فی تعبیر الرؤیا توفی تاسع شوال یوم الجمعة سنة عشر ومائة بالبصرة۔

محمد بن سیرین جو کہ خوابوں کی تعبیر میں کامل مہارت رکھتے تھے، نے ۹ شوال ۱۱۰ھ بروز جمعہ میں بصرہ میں وفات پائی۔ ت) (وفیات الاعیان ترجمہ ۵۶۵ محمد بن سیرین دار الثقافۃ بیروت ۴/۱۸۲)

روایت ہے حضرت محمد ابن سیرین سے فرماتے ہیں کہ ایک جنازہ حضرت حسن ابن علی اور ابن عباس پر گزرا تو حسن کھڑے ہوگئے ابن عباس نہ کھڑے ہوئے امام حسن نے فرمایا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہودی کے جنازے کے لیے نہ کھڑے ہوئے فرمایا ہاں پھر بیٹھنے لگے (نسائی)

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب زمانہ قریب ہوگا تو مؤمن کی خواب جھوٹی نہ ہوسکے گی اور مؤمن کی خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اور جس کا تعلق نبوت سے ہو وہ جھوٹی نہیں ہوتی محمد ابن سیرین نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ خواب تین طرح کی ہے نفسیاتی خیالات اور شیطان کی دھمکی اور اللہ کی طرف سے بشارت تو جو ناپسند چیز خواب میں دیکھے اسے کسی پر بیان نہ کرے اور کھڑا ہو جاوے نماز پڑھ لے فرمایا کہ آپ خواب میں طوق کو ناپسند کرتے تھے اور انہیں قید پسند تھی کہا جاتا ہے کہ قید دین میں پختگی ہے۔ (مسلم، بخاری)

بخاری نے فرمایا کہ اسے قتادہ یونس ہشیم اور ابو ہلال نے محمد ابن سیرین سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا یونس نے فرمایا میں اسے نہیں خیال کرتا مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قید کے متعلق اور مسلم نے کہا مجھے خبر نہیں کہ وہ حدیث میں ہے یا یہ ابن سیرین نے کہا اور ایک روایت میں ہے کہ حدیث میں یہ قول أکرہ الغل پورے کا پورا حدیث میں داخل کرلیا گیا ہے۔

(۵) محمد ابن سوقہ:

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کسی مصیبت زدہ کو تسلی دے اس جیسا ثواب ملے گا (ترمذی، ابن ماجہ) اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے جسے ہم صرف علی ابن عاصم راوی کی حدیث ہی سے مرفوع پہچانتے ہیں اور بعض محدثین نے یہ حدیث اسی اسناد سے محمد ابن سوقہ سے موقوفا روایت کی۔

علی بن محمد، ابواسامہ، محاربی، مالک بن مغول، محمد بن سوقہ، نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم شمار کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجلس میں سو بار فرماتے رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ اے میرے پروردگار! میری بخشش فرما اور توبہ قبول فرما۔ بلاشبہ تو توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

(سنن ابن ماجہ: جلد سوم: حدیث نمبر 694)

(۶) محمد ابن عمرو:

روایت ہے حضرت محمد ابن عمرو ابن حسن ابن علی سے فرماتے ہیں ہم نے جابر ابن عبداللہ سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں پوچھا فرمایا ظہر دوپہری میں پڑھتے تھے اور عصر جب کہ سورج صاف ہوتا اور مغرب جب کہ سورج ڈوب جاتا ہے اور عشاء جب لوگ زیادہ ہوتے تو جلدی پڑھ لیتے اور جب تھوڑے ہوتے تو دیر میں پڑھتے اور صبح اندھیرے میں (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت محمد ابن عمرو سے وہ ابوسلمہ سے وہ ابوہریرہ سے راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچے بچے کے متعلق غلام یا لونڈی یا گھوڑے یا خچر کا فیصلہ فرمایا۔ (ابوداؤد) فرمایا یہ حدیث حماد ابن سلمہ اور خالد واسطی نے محمد ابن عمرو سے روایت کی اور گھوڑے کا ذکر نہ فرمایا۔

(۷) محمد ابن سلیمان:

یہ ایک مشہور ونامور تابعی محدث ہیں انہوں نے اپنے فرزند کی قبر پر اس طرح دعا مانگی کہ یا اللہ! عزوجل میں اس فرزند کے بارے میں تجھ سے کچھ امیدیں رکھتا ہوں اور کچھ تیرا خوف بھی رکھتا ہوں تو اے اللہ! عزوجل تو میری امیدوں کو پورا فرمادے اور مجھے خوف سے اپنے امن میں رکھ لے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت ومابعدہ، الباب السادس، بیان اقاویلہم عند موت الولد، ج ۵، ص ۲۴۱)

(۸) محمد ابن ابی بکر ابن محمد ابن عمرو ابن حزم:

روایت ہے حضرت ابوبکر ابن محمد ابن عمرو ابن حزم سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن والوں کو فرمان عالی لکھا اور اس کتاب میں تھا کہ جس نے کسی مسلمان کو بلا قصور قتل کیا یا تو وہ اپنے ہاتھ کے قصاص میں گرفتار ہوگا مگر یہ کہ مقتول کے وارثوں کو راضی کرے اور اس میں یہ تھا کہ مرد عورت کے عوض قتل کیا جائے گا اور اس میں یہ تھا کہ جان میں دیت ہے سو اونٹ اور سونے والوں پر ہزار دینار اور ناک میں جب پوری کاٹ دی جائے پوری دیت سو اونٹ ہیں اور دانتوں میں دیت ہے اور ہونٹوں میں دیت ہے اور فوطوں میں دیت ہے اور آلہ تناسل میں دیت ہے اور پیٹھ میں دیت ہے اور آنکھوں میں دیت ہے اور ایک پاؤں میں آدھی دیت ہے اور مغز تک پہنچنے والے زخم میں تہائی دیت ہے اور پیٹ میں پہنچنے والے زخم میں تہائی دیت ہے اور ہڈی منتقل کر دینے والے زخم میں پندرہ اونٹ ہیں اور ہاتھ پاؤں کی انگلیوں میں سے ہر انگلی میں دس اونٹ ہیں اور دانت میں پانچ اونٹ ہیں (نسائی، دارمی) اور امام مالک کی روایت میں ہے کہ آنکھ میں پچاس اونٹ ہیں اور ہاتھ میں پچاس اونٹ اور پاؤں میں پچاس اونٹ اور ہڈی کھول دینے والے زخم میں پانچ.

نوٹ: آپ کا نام محمد ابن ابی بکر ابن عمرو ابن حزم انصاری ہے، صاحب مشکوٰۃ نے باب الفرائض میں ان کا نام یوں ہی بیان کیا ہے یہاں انشاء فرما گئے،

(۹) محمد ابن منکدر:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑے بڑے بلند پایہ محدثین کے شاگرد اور مشہور ائمۂ حدیث کے مقتدی اور استاذ ہیں۔ عبادت کی کثرت اور زہد و تقویٰ میں بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے زمانے کے بہت مشہور و ممتاز عابد و زاہد ہیں۔ بوقت وفات جانکنی کے عالم میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلبلا کر رونے لگے۔ جب لوگوں نے پوچھا کہ اس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رونے کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آنسو پونچھتے ہوئے بھرائی آواز میں فرمایا کہ میں اپنے کسی گناہ یا اور کسی وجہ سے نہیں رو رہا ہوں بلکہ صرف اس خیال سے مجھے رونا آگیا کہ میں نے بہت سی باتوں کو معمولی اور حقیر سمجھا تھا حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی باتیں تھیں۔ تو میں ڈر رہا ہوں کہ کہیں ان باتوں پر میری پکڑ نہ ہو جائے۔ اتنا کہا اور فوراً ہی ان کی وفات ہوگئی۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت، الباب الخامس، بیان أقاویل جماعۃ من خصوص الصالحین من التابعین، ج ۵، ص ۲۳۱)

حضرت سیدنا محمد بن منکدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب روتے تو آنسو کو اپنے چہرے اور داڑھی سے صاف کرتے اور فرماتے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آگ اس جگہ کو نہ چھوئے گی جہاں آنسو گرے ہوں۔ (احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء، ج ۴، ص ۲۰۱)

مشہور حافظ الحدیث حضرت محمد بن منکدر (متوفی ۲۰۵ھ) کا بیان ہے کہ ایک شخص نے میرے والد کے پاس اسی دینار بطور امانت رکھے اور یہ کہہ کر جہاد میں چلا گیا کہ میری واپسی تک اگر تمہیں اس کی ضرورت پڑے تو خود خرچ کر لینا۔ والد نے قحط سالی میں یہ رقم خرچ کر ڈالی۔ اس شخص نے جہاد سے واپس آ کر اپنی رقم کا مطالبہ کیا۔ والد نے اس سے وعدہ کر لیا کہ کل آنا اور رات مسجد نبوی میں گزاری کبھی قبر انور سے لپٹتے، کبھی منبر اطہر سے چمٹتے اسی حال میں صبح کر دی ابھی کچھ اندھیرا ہی تھا کہ ناگہاں ایک شخص نمودار ہوا وہ یہ کہہ رہا تھا کہ اے ابو محمد! یہ لو۔ والد نے ہاتھ بڑھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ایک تھیلی ہے جس میں اسی دینار ہیں صبح کو والد نے وہی دینار اس شخص کو دے دیئے۔

(وفاء الوفاء للسمھودی، الفصل الثالث فی توسل الزائر۔۔۔ الخ، ج ۲، ص ۱۳۸۰، ۱۳۸۱)

روایت ہے حضرت محمد ابن منکدر سے فرماتے ہیں کہ میں حضرت جابر ابن عبداللہ کے پاس گیا جب کہ وہ وفات پا رہے تھے میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا سلام کہنا۔ (ابن ماجہ)

حضرتِ سیدنا محمد بن منکدر رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آقائے مظلوم، سردرِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، جس نے سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا اور اس دوران کوئی لغو کام نہ کیا تو یہ ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ (طبرانی کبیر، رقم ۸۴۵، ج ۲۰، ص ۳۶۰)

حضرت محمد بن منکدر رضي اللہ تعالي عنہ سے مروی ہے کہ جب آگ کو پیدا کیا گیا تو فرشتوں کے دل اپنی جگہ سے اڑنے لگے پھر جب انسانوں کو پیدا کیا گیا تو واپس آ گئے۔ (احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ۴، ص ۲۲۳)

(۱۰) محمد ابن منتشر:

روایت ہے حضرت محمد ابن منتشر سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ اسے دشمن سے نجات دے تو وہ اپنے آپ کو ذبح کر دے گا پھر اس نے حضرت ابن عباس سے پوچھا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ مسروق سے پوچھو تو انہوں نے فرمایا کہ اپنے کو ذبح نہ کر کیونکہ اگر تو مؤمن ہے تو تو نے مؤمن جان کو قتل کر لیا اور اگر تو کافر ہے تو تو نے دوزخ کی طرف جلدی کی اور تو ایک دنبہ خرید اسے ذبح کر دے فقراء کے لیے کیونکہ حضرت اسحاق تجھ سے بہتر تھے اور ان کا فدیہ دنبہ سے دیا گیا اس نے حضرت ابن عباس کو خبر دی آپ نے فرمایا کہ میں نے بھی تجھے یہ ہی فتویٰ دینا چاہا تھا۔ (رزین)

(۱۱) محمد ابن صباح:

روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری امت کے کچھ لوگ علم دین سیکھیں گے اور قرآن پڑھیں گے کہیں گے کہ ہم امیروں کے پاس جائیں ان کی دنیا لے آئیں اپنا دین بچالائیں لیکن

ایسا نہ ہو سکے گا جیسے ببول کے درخت سے کانٹے ہی چنے جاتے ہیں ایسے ہی امیروں کے قرب سے (محمد ابن صباح نے فرمایا مطلب یہ ہے کہ) خطائیں ہی چنی جائیں گی۔(ابن ماجہ)

(۱۲) محمد ابن خالد:

روایت ہے حضرت محمد ابن خالد سلمی سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کسی بندہ کے لیئے کوئی درجہ رب کی طرف سے مقدر ہو چکا ہو جہاں تک یہ اپنے عمل سے نہیں پہنچ سکتا تو اللہ اسے اس کے جسم یا مال یا اولاد کی آفت میں مبتلا کر دیتا ہے پھر اسے اس پر صبر بھی دیتا ہے حتی کہ اس درجہ تک پہنچ جاتا ہے جو رب کی طرف سے اس کے لیئے مقدر ہو چکا۔(احمد،ابوداؤد)

حضرتِ سیدنا محمد بن خالد رضی اللہ عنہ اپنے دادا رضی اللہ عنہ سے، جو کہ صحابئ رسول (رضی اللہ عنہ) ہیں روایت کرتے ہیں کہ جب بندے کے لئے اللہ عزوجل کے پاس کوئی مرتبہ مقدر ہو اور وہ بندہ کسی عمل کے ذریعے اس تک نہ پہنچ پائے تو اللہ عزوجل اسے جسمانی یا مالی یا اولاد کی پریشانی میں مبتلاء فرما دیتا ہے پھر اسے اس پر صبر کی توفیق عطا فرماتا ہے اور اسے اس مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے جو اللہ عزوجل کی طرف سے اس کے لئے مقدر ہوتا ہے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الجنائز، باب الترغیب فی الصبر .... الخ، رقم ۲۵، ج ۴، ص ۱۴۳)

(۱۳) محمد ابن زید ابن عبداللہ ابن عمر فاروق:

روایت ہے حضرت عروہ ابن زبیر سے کہ سعید ابن زید ابن عمرو ابن نفیل سے اروی بنت اوس نے مروان ابن حکم کی کچہری میں جھگڑا (مقدمہ) کیا اور دعویٰ کیا کہ انہوں نے اس کی زمین کا ایک حصہ لے لیا تو سعید نے کہا کہ کیا میں اس کی زمین کا کچھ حصہ لے سکتا ہوں اس کے بعد کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن چکا ہوں مروان نے کہا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا ہے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو کسی کی ایک بالشت زمین ظلماً لے لے تو سات زمین تک کی زمین گلے میں طوق ڈالا جائے گا ان سے مروان نے کہا کہ اس کے بعد میں تم سے کوئی دلیل نہیں مانگتا تو سعید نے کہا الٰہی اگر یہ جھوٹی ہو تو اس کی آنکھیں اندھی کر دے اور اسے اس کی زمین میں مار دے راوی نے فرمایا کہ وہ نہ مری حتیٰ کہ اس کی آنکھیں جاتی رہیں اور جب کہ وہ اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ وہ ایک گڑھے میں گر گئی مر گئی (مسلم، بخاری) اور مسلم کی روایت میں محمد ابن زید ابن عبداللہ ابن عمرو سے اس کے معنی مروی ہیں کہ انہوں نے اسے اندھا دیکھا جو دیواریں ٹٹولتی تھی کہ مجھے سعید کی دعا لگ گئی اور وہ اس کنویں پر گزری جو اس کے گھر میں تھا جس کے بارے میں اس نے سعید سے جھگڑا کیا تھا تو وہ اس میں گر گئی وہ ہی اس کی قبر بن گئی۔

(۱۴) محمد ابن کعب:

روایت ہے حضرت محمد ابن کعب قرظی سے فرماتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے حضرت علی ابن ابی طالب کو فرماتے سنا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تھے کہ اچانک ہم پر مصعب ابن عمیر نمودار ہوئے جن پر صرف ایک چادر تھی چمڑے سے پیوند کی ہوئی تو جب انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو حضور رو پڑے اسی نعمت کے خیال سے جس میں وہ پہلے تھے اور اسی حالت سے جس میں وہ آج ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تم کیسے ہو گے جب تم میں سے کوئی ایک جوڑے میں صبح ملے گا اور دوسرے جوڑے میں شام اور اس کے سامنے ایک پیالہ رکھا جاوے گا اور دوسرا اٹھایا جاوے گا اور تم اپنے گھروں کو ایسے کپڑے پہناؤ گے جیسے کعبہ پہنایا جاتا ہے تو صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ہم اس دن آج کے دن سے اچھے ہوں گے کہ عبادت سے فارغ ہوں گے اور کام کاج سے بچالیے جاویں گے، فرمایا نہیں تم آج اچھے اس دن کے مقابلہ میں (ترمذی)

حضرت سیدنا محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اللہ عزوجل کو اپنی عبادت سے بڑھ کر یہ چیز زیادہ پسند ہے کہ اس کی نافرمانیاں چھوڑ دی جائیں۔ ان کے اس قول کی تائید یہ حدیث مبارکہ بھی کرتی ہے۔ چنانچہ شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو بقدر طاقت اس پر عمل کرو اور جب تمہیں کسی کام سے منع کروں تو اس سے رُک جاؤ۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فرض الحج مرۃ فی العمر، الحدیث: ۳۲۵۷، ص۹۰۱، فاجتنبوہ بدلہ فدعوہ)

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہاجرین صحابہ کے گروہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرتِ سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی موجود تھے کہ شبِ قدر کا تذکرہ ہوا، پس ان حضرات نے شبِ قدر کے متعلق جو کچھ سن رکھا تھا، کہہ دیا لیکن حضرتِ سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما خاموش رہے۔ حضرتِ سیِّدُنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استفسار فرمایا: اے عبداللہ بن عباس! آپ گفتگو کیوں نہیں کر رہے؟ آپ بھی کچھ بولئے! بولنے پر پابندی نہیں۔ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ یوں گویا ہوئے: بے شک اللہ عَزَّ وَجَلَّ طاق ہے اور طاق کو پسند فرماتا ہے۔ اس نے ایامِ دنیا کو اس طرح بنایا کہ وہ سات کے گرد چکر لگا رہے ہیں (یعنی ہفتہ میں سات دن ہیں)، انسان کو بھی سات چیزوں سے پیدا کیا۔ ہمارے رزق کو بھی سات چیزوں سے پیدا کیا، ہمارے اوپر سات آسمان بنائے اور نیچے سات زمینیں بچھائیں، سات سمندر بنائے، سجدے میں زمین پر لگنے والے اعضاء سات بنائے، قرآنِ مجید میں سات قسم کے رشتہ داروں سے نکاح حرام فرمایا اور سات قسم کے ورثاء پر وراثت تقسیم فرمائی، حضور نبیِّ کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو سورۂ فاتحہ کی سات آیات عطا فرمائیں اور شیاطین کو بھی سات کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ لہٰذا میرا خیال ہے کہ شبِ قدر رمضان کی ستائیسویں رات ہے۔ اور اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے۔ امیر المؤمنین

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ متعجب ہوئے اور ارشاد فرمایا: اے لوگو! ابن عباس کی طرح کون روایت بیان کرسکتا ہے؟

(حلیۃ الاولیاء، عبداللہ بن عباس، الحدیث ۱۱۲۳، ج ۱، ص ۳۹۲، بتغیر)

(۱۵) محمد ابن ابی مجالد:

روایت ہے حضرت محمد ابن ابی المجالد سے وہ عبداللہ ابن ابی اوفی سے راوی فرماتے ہیں میں نے پوچھا کیا آپ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کھانے سے خمس نکالا کرتے تھے وہ بولے کہ ہم نے خیبر کے دن کھانا پایا تو کوئی شخص آتا تو اس ہی سے اپنی کفایت کی بقدر لے لیتا پھر لوٹ جاتا (ابوداؤد)

محمد بن ابی مجالد سے مروی، کہتے ہیں کہ عبداللہ بن شداد اور ابو ہریرہ نے مجھے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس بھیجا کہ جا کر اُن سے پوچھو کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کرام گیہوں میں سلم کرتے تھے یا نہیں؟ میں نے جا کر پوچھا، اُنھوں نے جواب دیا کہ ہم ملک شام کے کاشتکاروں سے گیہوں اور جَو اور منقے میں سلم کرتے تھے، جس کا پیمانہ معلوم ہوتا اور مدت بھی معلوم ہوتی۔ میں نے کہا اُن سے کرتے ہوں گے جن کے پاس اصل ہوتی یعنی کھیت یا باغ ہوتا۔ اُنھوں نے کہا، ہم یہ نہیں پوچھتے تھے کہ اصل اُس کے پاس ہے یا نہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب السلم، باب السلم الی من لیس عندہ اصل، الحدیث: ۲۲۴۴، ۲۲۴۵، ج ۲، ص ۵۷، ۵۸)

(۱۶) محمد ابن قیس ابن مخرمہ:

روایت ہے حضرت محمد ابن قیس ابن مخرمہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا کہ جاہلیت والے جب عرفہ سے چلتے تھے جب کہ سورج ایسا ہوجاتا تھا جیسے لوگوں کی پگڑیاں ان کے چہروں میں غروب سے پہلے اور مزدلفہ سے آفتاب چمکنے کے بعد جب کہ دھوپ ایسی ہوتی جیسے لوگوں کی پگڑیاں ان کے چہروں میں اور ہم عرفہ سے سورج ڈوبنے تک روانہ ہوں گے اور مزدلفہ سے سورج نکلنے سے پہلے چلیں گے ہمارا طریقہ بت پرستوں اور مشرکوں کے خلاف ہوگا (بیہقی) وہاں یہ بھی روایت کی کہ ہم پر حضور نے خطبہ ارشاد کیا پھر اس کی مثل روایت کی۔

محمد بن قیس بن مخرمہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ: اہل جاہلیت عرفات سے اس وقت روانہ ہوتے تھے جب آفتاب مونھ کے سامنے ہوتا غروب سے پہلے اور مزدلفہ سے بعد طلوع آفتاب روانہ ہوتے جب آفتاب چہرے کے سامنے ہوتا اور ہم عرفات سے نہ جائیں گے جب تک آفتاب ڈوب نہ جائے اور مزدلفہ سے طلوع کے قبل روانہ ہوں گے ہمارا طریقہ بُت پرستوں اور مشرکوں کے طریقہ کے خلاف ہے۔

(۱۷) محمد ابن ابراہیم:

روایت ہے حضرت محمد ابن ابراہیم سے وہ قیس ابن عمرو سے راوی فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فجر کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھتے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا صبح کی نماز دو دو رکعتیں پڑھتے ہو اس نے عرض کیا کہ میں نے پہلی دو رکعتیں نہ پڑھیں تھیں وہ اب پڑھ لیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے (ابوداؤد) اور ترمذی نے اس کی مثل روایت کی اور فرمایا کہ اس کی اسناد متصل نہیں ہے کیونکہ محمد ابن ابراہیم نے قیس ابن عمرو سے نہ سنا اور شرح سنہ اور مصابیح کے نسخوں میں قیس ابن قہد سے اس کی مثل ہے۔

محمد بن ابراہیم نے قیس بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا کہ انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بعد صلوٰۃ صبح دو رکعتیں پڑھتے دیکھا فرمایا صبح کی دو ہی رکعتیں ہیں؟ اس شخص نے عرض کی سنتیں میں نے نہ پڑھی تھیں وہ اب پڑھ لیں، اس پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا۔

(سنن ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب من فاتتہ متی یقضیہا مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۱۸۰)

امام ابن جریر نے اپنی تفسیر میں حضرت محمد بن ابراہیم سے روایت کی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال کے شروع میں شہداء کی خاک پر قدم رنجہ فرماتے اور کہتے تم پر سلام ہو" آخر تک" حضور کے بعد حضرت صدیق وفاروق اور ذی النورین بھی ایسا ہی کرتے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ (جامع البیان (تفسیر ابن جریر) زیر آیۃ سلام علیکم الخ مطبعۃ میمنیہ مصر ۱۳/ ۸۴)

(۱۸) محمد ابن ابی بکر عوف:

روایت ہے حضرت محمد ابن ابی بکر ثقفی سے کہ انہوں نے منیٰ سے عرفہ جاتے ہوئے حضرت انس ابن مالک سے پوچھا کہ آپ حضرات اس دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کیا کیا کرتے تھے تو وہ بولے کہ ہم میں تلبیہ کہنے والا لبیک کہتا تھا اور اس پر اعتراض نہ ہوتا تھا اور ہم میں سے تکبیر والا اللہ اکبر کہتا تھا اس پر اعتراض نہ ہوتا تھا (مسلم، بخاری)

(۱۹) محمد ابن مسلم:

روایت ہے حضرت ابوالزبیر سے فرماتے ہیں میں نے حضرت جابر ابن عبداللہ کو سنا کہ ان سے ہدی پر سوار ہونے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اس پر احتیاط واعتدال سے سوار ہو جاؤ جب تمہیں اس کی ضرورت پڑے حتیٰ کہ دوسری سواری پالو۔ (مسلم)

روایت ہے حضرت ابوالزبیر سے وہ حضرت جابر سے راوی فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس کو دریا پھینک دے اور اس سے پانی ہٹ جائے تو اسے کھالو اور جو دریا میں مر جائے اور وہ تیر جائے تو اسے نہ کھاؤ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

ماجہ)اور محی السنہ نے فرمایا کہ اکثر محدثین اس پر ہیں کہ یہ حدیث حضرت جابر پر موقوف ہے۔

(۲۰) محمد ابن قاسم:

روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابوخلاد سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی بندے کو دیکھو کہ اسے دنیا سے بے رغبتی اور کم بولنے کی نعمتیں دی گئیں ہیں تو اس سے قرب حاصل کرو کیونکہ اسے حکمت دی جاتی ہے (بیہقی شعب الایمان)

(۲۱) محمد ابن فضل ابن عطیہ:

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر پر کھڑے ہوتے تو ہم آپ کی طرف اپنے منہ کر لیتے (ترمذی) اور ترمذی نے فرمایا کہ اس حدیث کو ہم صرف محمد ابن فضل کی حدیث سے ہی پہچانتے ہیں اور وہ ضعیف ہے حدیث بھول جاتا ہے۔

(۲۲) محمد ابن اسحاق:

حضرت سیدنا محمد بن اسحاق (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) فرماتے ہیں جب حضرت سیدنا عبدالرحمن بن اسود (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) حج کر کے واپس ہمارے پاس تشریف لائے تو ان کے ایک پاؤں میں کچھ تکلیف تھی تو وہ ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے حتی کہ وہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) فرماتے ہیں صالحین کی علامت یہ ہے کہ شب بیداری کی وجہ سے ان کے رنگ زرد پڑ جاتے ہیں رونے کی وجہ سے ان آنکھوں کی بینائی کمزور ہو جاتی ہے اور روزے کی وجہ سے ان کے ہونٹ خشک ہو جاتے ہیں ان پر خشوع وخضوع کرنے والوں کی طرح غبار ہوتی ہے۔

(۲۳) مسدد ابن مسرہد:

روایت ہے حمید حمیری سے فرماتے ہیں کہ میں اس شخص سے ملا جو حضرت ابوہریرہ کی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں چار سال رہے فرمایا منع کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے کہ عورت مرد کے بچے ہوئے سے غسل کرے یا مرد عورت کے بچے ہوئے سے غسل کرے مسدد نے یہ بڑھایا کہ دونوں ایک ساتھ چلو لیں اسے ابوداؤد، نسائی نے روایت کیا اور احمد نے اس کے اول میں یہ بھی زیادتی کی کہ حضور نے منع فرمایا اس سے کہ ہم میں سے کوئی روزانہ کنگھی کرے یا غسل خانہ میں پیشاب کرے اسے ابن ماجہ نے عبداللہ ابن سرجس سے روایت کیا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوی رضویہ میں ان کے حوالے سے ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ استاذ امام بخاری ومسلم مسدد کی مسند کبیر میں ابوالجلد سے ہے: انه لا تهلك هذه الامة حتى يكون منها اثنا عشر خليفة كلهم يعمل بالهدى و دين الحق، منهم رجلان من اهل بيت محمد صلى الله تعالى عليه وسلم۔ بے شک یہ امت اس وقت تک ہلاک نہ ہوگی جب تک ان میں بارہ خلفاء حکمران ہوں گے، وہ سب ہدایت و دین حق پر عمل کریں گے ان میں سے دو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہلبیت میں سے ہوں گے۔ (ت)

(فتح الباری بحوالہ مسدد فی مسندہ الکبیر تحت الحدیث ۷۲۲۲ و ۷۲۲۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۴/ ۱۸۳) (فتاوی رضویہ جلد ۲۹ صفحہ ۲۱۸)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوی رضویہ میں ان کے حوالے سے ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ امام ابوداؤد نے اپنی کتاب سنن ابوداؤد میں روایت فرمائی ہے کہ ہم سے مسدد نے بیان کیا اس سے یحییٰ نے اس نے محمد بن ابی یحییٰ سے روایت کی ہے اس نے کہا مجھ سے عکرمہ تابعی نے بیان فرمایا اس نے ابن عباس کو دیکھا کہ جب ازار باندھتے تو اپنی ازار کی اگلی جانب کو اپنے قدم کی پشت پر رکھتے اور پچھلے حصہ کو اونچا اور بلند رکھتے۔ میں نے عرض کی آپ اس طرح تہبند کیوں باندھتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسی طرح ازار باندھتے دیکھا ہے۔ قلت (میں کہتا ہوں) حدیث کے تمام روای ثقہ (معتبر) اور عادل ہیں۔ ان سے امام بخاری روایت کرتے ہیں۔ جیسا کہ ذہین۔ فہیم اور ماہر فن پر پوشیدہ نہیں۔

(سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب ماجاء فی الکبر آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۱۰) (فتاوی رضویہ جلد ۲۲ صفحہ ۱۶۸)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوی رضویہ میں ان کے حوالے سے ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ صحیح بخاری شریف میں باب القعدہ بین الخطبتین یوم الجمعہ میں مرقوم ہے:

حدثنا مسدد ثنا بشر بن المفضل ثنا عبيد الله عن نافع عن عبد الله بن عمر، قال كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يخطب خطبتين يقعد بينهما۔

مسدد نے ہمیں اور انھیں بشر بن مفضل نے انھیں نافع نے انھیں عبداللہ بن عمر نے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب خطبہ ارشاد فرماتے تو دو خطبوں کے درمیان بیٹھتے۔ (ت)

(صحیح البخاری باب القعدہ بین الخطبتین مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۲۷) (فتاوی رضویہ جلد ۸ صفحہ ۳۹۰)

(۲۴) مجاہد ابن جبر:

روایت ہے حضرت مجاہد سے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے شبہ عمد میں تیس جزعہ اور چالیس خلفہ کا فیصلہ فرمادیا جو عمر میں ثنیہ اور بازل کے درمیان ہوں (ابوداؤد)

ابن ابی الدنیا، بیہقی نے شعب الایمان میں، اور ابو نعیم نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی ہے کہ کوئی شخص مرتا مگر اس کے اہل مجلس اس پر پیش کیے جاتے ہیں اگر وہ (مرنے والا) اہلِ ذکر سے ہوتا ہے تو ذکر والے اور اگر کھیل کودوالوں میں سے ہوتا ہے تو کھیل کودوالے پیش کیے جاتے ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء، مجاہد بن جبر، الحدیث: ۴۱۱۵، ج ۳، ص ۳۲۴)

روایت ہے حضرت مجاہد سے وہ حضرت عبداللہ ابن عمر سے راوی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اپنے گھر والوں کو مسجدوں میں آنے سے ہرگز نہ روکے تو عبداللہ ابن عمر کے بیٹے نے کہا ہم تو انہیں روکیں گے تو حضرت عبداللہ نے کہا کہ میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بتاتا ہوں اور تو یہ کہتا ہے، فرماتے ہیں کہ ان سے حضرت عبداللہ نے مرتے دم تک کلام نہ کیا (احمد)

روایت ہے حضرت مجاہد سے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے شبہ عمد میں تیس جزعہ اور چالیس خلفہ کا فیصلہ فرمادیا جو عمر میں ثنیہ اور بازل کے درمیان ہوں۔ (ابوداؤد)

حضرت مجاہد حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے تین ۳ بیٹے ہوں اور ان میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھے اس نے جہالت سے کام لیا۔

حضرت مجاہد حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے تین ۳ بیٹے ہوں اور ان میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھے اس نے جہالت سے کام لیا۔

(کتاب الموضوعات باب التسمیۃ بمحمد مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱/ ۱۵۴)

(۲۵) مہاجر ابن مسمار:

روایت ہے ابن مسیب سے انہیں یہ کہتے سنا گیا کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے پاکی پسند فرماتا ہے ظاہر باطن ستھرا ہے ستھرا پن پسند کرتا ہے کریم ہے کرم پسند کرتا ہے سخی ہے سخاوت پسند فرماتا ہے تو تم صاف رکھو مجھے خیال ہے کہ فرمایا اپنے صحنوں کو اور یہود سے مشابہت نہ کرو فرماتے ہیں کہ میں نے مہاجر ابن مسمار سے یہ ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے عامر ابن سعد نے اپنے والد سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی مگر انہوں نے کہا کہ اپنے صحنوں کو صاف رکھو

(ترمذی)

(۲۶) مکحول ابن عبداللہ:

حضرت سیدنا مکحول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا مَسلمہ بن مُخلَد رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے تو ان کے دربان کے ساتھ ان کی تکرار ہوگئی۔ حضرت مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ

نے انکی آواز سن لی اور انہیں اندر بلوالیا۔ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہاری ملاقات کے لیے نہیں آیا بلکہ ضرورت کے تحت آیا ہوں کیا تمہیں وہ دن یاد ہے جس دن رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا تھا کہ جو اپنے بھائی کے کسی عیب پر مطلع ہوکر اسکی پردہ پوشی کرے گا اللہ عزوجل قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ سیدنا مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے یاد ہے۔ تو حضرت سیدنا عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اسی لئے آیا تھا۔

(المعجم الکبیر، مسند محمد بن سیرین، رقم ۹۶۲، ج ۱۷، ص ۳۴۹، بتغیر ما)

روایت ہے حضرت مکحول سے انہیں خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مغرب کے بعد بات کرنے سے پہلے دو رکعتیں اور ایک روایت میں ہے چار رکعتیں پڑھ لے تو اس کی نماز علیین میں اٹھائی جاتی ہے (مرسلًا)

روایت ہے حضرت مکحول سے فرماتے ہیں جو جمعہ کے دن سورۂ آل عمران پڑھے تو رات تک فرشتے اسے دعائیں کرتے رہتے ہیں (دارمی)

روایت ہے حضرت مکحول سے وہ حضرت ابوہریرہ سے راوی فرماتے ہیں مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ زیادہ پڑھا کرو کہ یہ جنت کے خزانے سے ہے مکحول فرماتے ہیں جو کوئی پڑھا کرے لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور لا منجا من اللہ الا الیہ تو اللہ تعالیٰ اس سے ستر مصیبتوں کے در بند کردے گا جن میں سے ادنیٰ مصیبت فقیری ہے (ترمذی) اور ترمذی نے فرمایا کہ اس حدیث کی اسناد متصل نہیں مکحول نے حضرت ابوہریرہ سے سنا نہیں۔

روایت ہے حضرت مکحول سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤمن لوگ نرم دل نرم طبیعت ہوتے ہیں جیسے نکیل والا اونٹ اگر چلایا جاوے تو اطاعت کرے اور اگر پتھر پر بٹھایا جاوے تو بیٹھ جاوے۔ (ترمذی مرسلًا)

(۲۷) مسروق ابن اجدع:

حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرفہ کے دن ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ مجھے پینے کے لئے کچھ دیجئے۔ تو ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا، اے لڑکے! اسے شہد پلاؤ۔ پھر دریافت فرمایا، اے مسروق! تم نے روزہ نہیں رکھا؟ تو میں نے عرض کیا، نہیں! مجھے خوف ہوا کہ کہیں آج عید الاضحیٰ کا دن نہ ہو۔ تو ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا، عرفہ تو وہ دن ہے جس دن حاکم اسلام کسی کو امیرِ حج مقرر کرے اور قربانی کا دن وہ ہے جس دن حاکم اسلام قربانی کرے۔ پھر فرمایا، اے مسروق! کیا تم نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عرفہ کے روزے کو ایک ہزار دن کے برابر سمجھتے تھے۔

(مجمع الزوائد، کتاب الصیام، باب صیام یوم عرفۃ، رقم ۵۱۴۳، ج ۳، ص ۴۳۶)

حضرت سیدنا مسروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت مبارکہ کے بارے میں سوال کیا: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۟

ترجمہ کنزالایمان: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔ (پ4، آل عمران:169)

تو انہوں نے فرمایا، ہم نے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے بارے میں سوال کیا تھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ان کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹ میں ہیں، ان کے گھونسلے عرش سے معلق ہیں، وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں پھر ان قندیلوں میں لوٹ آتے ہیں، پھر ان کا رب عزوجل ان پر تجلّی فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے، کیا تمہیں کسی چیز کی خواہش ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں، ہمیں کس چیز کی خواہش ہوگی جبکہ ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں۔ اللہ عزوجل تین مرتبہ یہی فرماتا ہے کہ کوئی خواہش ہے؟ جب وہ جان لیتے ہیں کہ ہمارے لئے کچھ مانگے بغیر چارہ نہیں تو عرض کرتے ہیں، یارب عزوجل! ہم چاہتے ہیں کہ تو ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دے تاکہ ہم ایک مرتبہ پھر تیری راہ میں قتل کئے جائیں۔ جب اللہ عزوجل دیکھتا ہے کہ انہیں کوئی حاجت نہیں تو انہیں چھوڑ دیتا ہے۔ (مسلم، کتاب الامارۃ، باب بیان ارواح الشھداء فی الجنۃ، رقم ۱۸۸۷، ص ۱۰۴۷)

حضرت سیدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: تابعین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے آٹھ بزرگ ایسے عظیم ہیں گویا ان پر زہد وتقوی کی انتہاء ہوگئی۔

حضرت سیدنا عامر بن عبداللہ، حضرت سیدنا اویس قرنی، حضرت سیدنا ہرم بن حیان، حضرت سیدنا ربیع بن خُثَیم، حضرت سیدنا ابومسلم خولانی، حضرت سیدنا اسود بن یزید، حضرت سیدنا مسروق بن اجدع اور حضرت سیدنا حسن بن ابوحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

(عُیُوْنُ الْحِکَایَات مؤلف امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی الجوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی المتوفی ۵۹۷ھ)

حضرت سیدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے، حضرت سیدنا مسروق بن اجدع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجہ محترمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فرماتی ہیں: حضرت سیدنا مسروق علیہ رحمۃ اللہ المعبود نماز میں طویل قیام کرتے جس کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پنڈلیاں سوج جاتیں۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز پڑھتے تو میں ان کے پیچھے بیٹھ جاتی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حالت دیکھ دیکھ کر مجھے بہت ترس آتا اور میں روتی رہتی۔

پھر جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رونے لگے۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے رونے کا سبب پوچھا گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: میں کیوں نہ روؤں، اس وقت میں اپنے آپ کو اس حالت میں پاتا ہوں کہ موت میرے سامنے ہے، میرے ایک طرف جنت اور دوسری طرف جہنم ہے، اب

معلوم نہیں کہ موت مجھے جہنم کی طرف دھکیلتی ہے یا جنت میں لے جاتی ہے۔

(عُیُونُ الحِکَایَات مؤلف امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی الجوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی المتوفی ۵۹۷ھ)

حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکابر تابعین میں سے ہیں، جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے تو فرمایا کرتے: حدثتنی الصدیقۃ بنت الصدیق حبیبۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھ سے حدیث بیان کی صدیقہ بنت صدیق، محبوبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یا کبھی اس طرح حدیث بیان کرتے حبیبۃ حبیب اللہ المبرأۃ من السماء اللہ کے حبیب کی محبوبہ جن کی پارسائی کی گواہی آسمان سے نازل ہوئی۔ (مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم درذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۶۹)

(۲۸) مرثد ابن عبداللہ:

روایت ہے حضرت مرثد ابن عبداللہ سے فرماتے ہیں کہ میں عقبہ جہنی کے پاس حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ کیا میں ابوتمیم کی عجیب بات آپ کو نہ سناؤں وہ تو مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے تو عقبہ بولے کہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم بھی کرتے تھے میں نے عرض کیا کہ اب آپ کو کون شئے مانع ہے فرمایا مشغولیت (بخاری)

حضرت یزید بن ابوحبیب سے مروی ہے کہ حضرت مرثد بن ابوعبداللہ یزنی اہل مصر میں سے وہ پہلے شخص تھے جو شام کے وقت مسجد میں جایا کرتے تھے۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں آپ کو جب بھی مسجد جاتے دیکھتا تو آپ کے ہاتھ میں صدقہ کرنے کے لئے پیسے یا روٹی یا گیہوں کچھ نہ کچھ ہوتا حتی کہ بسا اوقات میں انہیں پیاز اٹھائے ہوئے بھی دیکھتا تو میں کہتا کہ اے ابوالخیر! یہ پیاز آپ کے کپڑوں کو بدبودار کر دیگا تو آپ فرماتے: اے ابوحبیب کے بیٹے! میں اپنے گھر میں اس کے سوا اور کوئی چیز نہیں پاتا کہ جسے صدقہ کروں، مجھے ایک صحابیٔ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کا دیا ہوا صدقہ بروز قیامت اس پر سایہ ہوگا۔ (الترغیب والترھیب، کتاب الصدقات، الترغیب فی الصدقۃ والحث علیھا... الخ، الحدیث: ۲۸، ج ۲، ص ۱۱)

روایت ہے حضرت مرثد ابن عبداللہ سے فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ نے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا قیامت کے دن مسلمان کا سایہ اس کا صدقہ ہوگا (احمد)

(۲۹) مالک بن مرثد:

آپ مالک بن مرثد بن عبداللہ الزمانی ہیں' آپ نے اپنے والد اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت حدیث لی جبکہ آپ کے تلامذہ میں ابوزمیل سماک بن الولید الحنفی قابل ذکر ہیں' آپ سے امام ترمذی' امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے

روایت حدیث لی۔امام بخاری نے اپنی کتاب الادب المفرد میں آپ سے حدیث لی۔امام ابن حبان نے آپ کا ذکر اپنی کتاب الثقات میں کیا' آپ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔(تہذیب الکمال للمزی جلد 27 صفحہ 155 'رقم الحدیث:5750)(تہذیب التہذیب لابن حجر جلد 9 صفحہ 14)(الکاشف للذھبی جلد 1 صفحہ 95 'رقم الحدیث:5259)

(۳۰)مسلم ابن ابی بکرہ:

سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ(241-164ھ)اپنی مُسْنَد میں فرماتے ہیں: رَوْح،عثمان الشحام سے،وہ مسلم بن ابوبکرہ سے اور وہ اپنے والد حضرت سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبیِّ پاک،صاحبِ لَوْلاک،سیّاحِ اَفلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز کی طرف جاتے وقت ایک شخص کے قریب سے گزرے جو سجدہ میں تھا۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا فرمائی اور واپس تشریف لائے تو وہ شخص ابھی تک سجدہ میں ہی تھا۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہاں ٹھہر گئے اور ارشاد فرمایا:اسے کون قتل کریگا؟ایک شخص کھڑا ہوا اس نے اپنی آستینیں چڑھائیں،تلوار سونتی اور اسے لہرایا پھر عرض کرنے لگا:یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم!میرے ماں باپ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر قربان!میں سجدہ کرنے والے ایسے شخص کو کیسے قتل کروں جو یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور(حضرت)محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں؟

حضور نبیِّ کریم،رء وف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ ارشاد فرمایا:اس شخص کو کون قتل کرے گا؟ایک دوسرے شخص نے کہا:مَیں قتل کروں گا۔اس نے بھی اپنی آستینیں چڑھائیں،تلوار سونتی،اسے لہرایا مگر اس کے ہاتھ کانپنے لگے،عرض کرنے لگا:یارسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم!میں سجدہ کرنے والے ایسے شخص کو کیسے قتل کردوں جو یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور(حضرت)محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں؟

سرکارِ مدینہ،راحتِ قلب وسینہ،باعثِ نزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے!اگر تم اسے قتل کردیتے تو وہ پہلا اور آخری فتنہ ہوتا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل،حدیث ابی بکرۃ،الحدیث:۲۰۴۵۳،ج۷،ص۳۱۷)

روایت ہے حضرت مسلم ابن ابوبکرہ سے فرماتے ہیں کہ میرے والد ہر نماز کے بعد یہ پڑھا کرتے تھے الٰہی میں تیری پناہ لیتا ہوں کفر،فقیری اور قبر کے عذاب سے تو میں بھی پڑھنے لگا آپ نے فرمایا اے میرے بچے تو نے یہ دعا کس سے لی میں نے کہا آپ سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ کلمات پڑھا کرتے تھے۔(ترمذی،نسائی)لیکن نسائی نے نماز کے بعد کا ذکر نہ کیا اور احمد نے اس حدیث کے الفاظ روایت کیے اور ان کے نزدیک ہر نماز کے پیچھے ہے۔

(۳۱) مسلم ابن یسار:

روایت ہے مسلم ابن یسار سے فرماتے ہیں کہ عمر ابن الخطاب سے آیت کے متعلق پوچھا گیا جب آپ کے رب نے اولاد آدم کی پیٹھوں سے ان کی ذریت نکالی الایہ حضرت عمر نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ سے یہ ہی سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ نے حضرت آدم کو پیدا فرمایا پھر ان کی پیٹھ کو اپنے ہاتھ سے ملا تو اس سے ان کی اولاد نکلی تو فرمایا کہ انہیں میں نے جنت کی لیئے بنایا یہ جنتیوں کے کام کریں گے پھر ان کی پشت ملی تو اس سے اولاد نکلی تو فرمایا انہیں میں نے آگ کے لیئے بنایا یہ لوگ دوزخیوں کے کام کریں گے ایک شخص بولا پھر عمل کا ہے میں رہا یا رسول اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقینا اللہ جس بندے کو جنت کے لیئے پیدا فرماتا ہے تو اس سے جنتیوں کے کام لیتا ہے یہاں تک کہ وہ جنتیوں کے اعمال میں سے کسی عمل پر مرتا ہے اس بنا پر اسے داخل فرماتا ہے جنت میں اور جب بندے کو دوزخ کے لیئے پیدا فرماتا ہے تو اس سے دوزخیوں کے کام لیتا ہے تا آنکہ وہ دوزخیوں کے کاموں میں سے کسی کام پر مرتا ہے جس کی وجہ سے اسے دوزخ میں داخل فرماتا ہے۔ (مالک ترمذی، ابوداؤد)

حضرتِ سیدنا مسلم بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، مَحبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ جو آنکھ آنسوؤں سے بھر جائے اللہ عزوجل اس پورے جسم کو جہنم پر حرام فرما دیتا ہے اور جو قطرہ آنکھ سے بہہ کر رخسار پر بہہ جائے اس چہرے کو ذلت وتنگدستی نہ پہنچے گی۔ اگر کسی امت میں ایک بھی رونے والا ہو تو اسکی وجہ سے ساری امت پر رحم کیا جاتا ہے اور ہر چیز کی ایک مقدار اور وزن ہوتا ہے مگر اللہ عزوجل کے خوف سے رونے والا آنسو آگ کے سمندروں کو بجھا دے گا۔

(شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالی، رقم ۸۱۱، ج ۱، ص ۴۹۴)

(۳۲) مصعب ابن سعد ابن ابی وقاص:

حضرت سیدنا مصعب بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد بزرگوار سے پوچھا: آپ کا اللہ عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان: اَلَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ ترجمۂ کنز الایمان: جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔ (پ: ۳۰، الماعون: ۵) کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ہم میں سے کون ہے جو نماز میں نہ بھولتا ہو؟ ہم میں سے کون ہے جو اپنے آپ سے باتیں نہ کرتا ہو؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: اس سے مراد یہ نہیں بلکہ اس سے مراد وقت ضائع کر دینا ہے۔ (مسند ابی یعلی الموصلی، مسند سعد بن ابی وقاص، الحدیث ۷۰۰، ج ۱، ص ۳۰۰)

حضرت سَیِّدُنا مصعب بن سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) اپنے والد حضرت سیدنا سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے والد صاحب کو خیال آیا کہ انہیں حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بعض

صحابہ (علیہم الرضوان) پر فضیلت حاصل ہے جو اُن سے درجے میں کم ہیں تو نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا نَصَرَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ بِضُعَفَائِهَا وَدَعْوَتِهِمْ وَإِخْلَاصِهِمْ وَصَلَاتِهِمْ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اِس امت کی مدد اِس کے کمزوروں اُن کی دعاؤں، اخلاص اور اُن کی نمازوں کے ذریعے فرمائی ہے (السنن الکبریٰ للبیہقی)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاویٰ رضویہ میں ان کے حوالے سے ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ ابن ابی شیبہ مصنف میں بطریق مصعب بن سعد حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

انہ قال اول من یاخذ بحلقۃ باب الجنۃ فیفتح لہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم قرأ آیۃ من التوراۃ اخرا قدما یانحن الاخرون الاولون۔

یعنی انہوں نے کہا سب سے پہلے جو دروازہ جنت کی زنجیر پر ہاتھ رکھے گا پس اس کے لئے دروازہ کھولا جائے گا، وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، پھر توریت مقدس کی آیت پڑھی کہ سب سے پہلے مرتبے میں سابق زمانے میں لاحق، یعنی امتِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الفضائل، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی، ۱۱/ ۴۳۴) (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۵)

روایت ہے حضرت مصعب ابن سعد سے وہ اپنے والد سے راوی اعمش کہتے ہیں کہ میں نہیں سمجھتا مگر یہ کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا اطمینان سے کرنا ہر چیز میں اچھا ہے سواء آخرت کے کام کے (ابوداؤد)

روایت ہے حضرت مصعب ابن سعد سے فرماتے ہیں کہ حضرت سعد نے سمجھا کہ انہیں اپنے سے نیچوں پر بزرگی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے کمزوروں کی برکت سے ہی مدد کیے جاتے ہو اور روزی دیئے جاتے ہو

(بخاری)

روایت ہے حضرت مصعب ابن سعد سے وہ اپنے والد سے راوی اعمش کہتے ہیں کہ میں نہیں سمجھتا مگر یہ کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا اطمینان سے کرنا ہر چیز میں اچھا ہے سواء آخرت کے کام کے۔ (ابوداؤد)

روایت ہے حضرت مصعب ابن سعد سے فرماتے ہیں کہ حضرت سعد نے سمجھا کہ انہیں اپنے سے نیچوں پر بزرگی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے کمزوروں کی برکت سے ہی مدد کیے جاتے ہو اور روزی دیئے جاتے ہو۔

(بخاری)

(۴۳)معن ابن عبدالرحمن ابن عبداللہ ابن مسعود:

روایت ہے حضرت معن ابن عبدالرحمن سے فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ فرمایا میں نے مسروق سے پوچھا کہ جس رات جنات نے قرآن سنا ہے تو جنات کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے دی انہوں نے کہا کہ مجھے تمہارے والد یعنی عبداللہ ابن مسعود نے بتایا کہ ان کی خبر ایک درخت نے دی۔ (مسلم، بخاری)

(۴۴)معدان ابن طلحہ:

روایت ہے حضرت معدان ابن طلحہ سے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ثوبان سے ملا میں نے کہا کہ مجھے ایسا عمل بتائیں جو میں کروں تو اللہ مجھے اس کی برکت سے جنت میں داخل کردے آپ خاموش رہے میں نے پھر پوچھا آپ خاموش رہے میں نے پھر تیسری بار پوچھا تو فرمایا کہ میں نے اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا آپ نے فرمایا کہ اللہ کے لیئے زیادہ سجدے اختیار کرو کیونکہ تم اللہ کے لیے کوئی سجدہ نہ کرو گے مگر اللہ اس کی برکت سے تمہارا درجہ بڑھائے گا اور تمہاری خطا معاف کرے گا۔ معدان کہتے ہیں کہ پھر میں حضرت ابودرداء سے ملا ان سے پوچھا انہوں نے مجھ سے وہی کہا جو ثوبان نے کہا تھا۔ (صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب فضل السجود...الخ، الحدیث:۴۸۸، ص۲۵۲)

روایت ہے حضرت معدان ابن طلحہ سے کہ ابوالدرداء نے انہیں خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قے کی تو روزہ افطار کر دیا فرماتے ہیں کہ میں دمشق کی مسجد میں حضرت ثوبان سے ملا میں نے کہا کہ حضرت ابوالدرداء نے مجھے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قے کی تو روزہ افطار فرمادیا فرمایا انہوں نے سچ کہا اور میں نے آپ کے لیے وضو کا پانی انڈیلا (ابوداؤد، ترمذی، دارمی)

(۴۵)معمر ابن راشد:

اور شرح سنہ میں انہیں سے ہے فرمایا جب تم میں سے کوئی سایہ میں ہو پھر اس سے سایہ ہٹ جاوے تو اٹھ کھڑا ہو کہ یہ شیطان کی بیٹھک ہے اسے معمر نے یوں ہی موقوفا روایت کی۔

روایت ہے حضرت انس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ فرمایا کہ میری امت میں میری امت پر بہت رحیم و کریم ابوبکر ہیں اور اللہ کی راہ میں سب سے زیادہ سخت عمر ہیں اور ان سب میں سچے جہاد والے عثمان ہیں اور زیادہ علم فرائض داں زید ابن ثابت سب میں بڑے قاری ابی ابن کعب ہیں حرام و حلال کو بہت جاننے والے معاذ ابن جبل ہیں ہر امت میں ایک امین ہوتا ہے اس امت کے امین ابوعبیدہ ابن جراح ہیں (احمد، ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے اور معمر نے قتادہ سے مرسلاً روایت کی اس میں یہ ہے کہ سب سے بڑھ کر فیصلہ فرمانے والے علی ہیں۔

روایت ہے ابو کبشہ انماری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کھوپڑی پر زہریلی بکری کی وجہ سے فصد کروائی معمر کہتے ہیں کہ پھر میں نے بغیر زہر کے اسی طرح اپنی کھوپڑی میں فصد کرائی تو میرے حافظہ کی عمدگی جاتی رہی حتی کہ مجھے نماز میں سورۂ فاتحہ بتائی جانے لگی۔ (رزین)

(۳۶) مہلب ابن ابی صفرہ:

روایت ہے حضرت مہلب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دشمن تم پر شب خون مارے تو تمہارا نشان حم لاینصرون۔ (ترمذی، ابوداؤد)

مہلب بن ابی صفرہ فرمایا کرتے تھے: انی لاکرہ الرجل یکون للسانہ فضل علی فعلہ

(تنبیہ المغترین، الباب الاوّل، مساواتہم السر والعلانیۃ، ص40)

کہ میں ایسے شخص کو بنظر کراہت دیکھتا ہوں جس کی زبان کو اس کے فعل پر فضیلت ہو۔ یعنی اس کے اقوال تو اچھے ہوں لیکن افعال اچھے نہ ہوں۔

(۳۷) مورق ابن مشمرج:

روایت ہے حضرت مورق عجلی سے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر سے عرض کیا کہ کیا آپ چاشت پڑھتے ہیں فرمایا نہیں میں نے عرض کیا عمر فاروق فرمایا نہیں میں نے عرض کیا اچھا ابوبکر صدیق فرمایا نہیں میں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا مجھے آپ کا خیال نہیں۔ (بخاری)

(۳۸) موسیٰ ابن طلحہ:

روایت ہے حضرت موسیٰ ابن طلحہ سے فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت معاذ ابن جبل کی کتاب ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے فرمایا کہ انہیں حضور نے یہ حکم دیا کہ وہ گیہوں، جو کشمش، کھجور سے زکوٰۃ لیں (شرح السنہ)

روایت ہے حضرت موسیٰ ابن طلحہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے زیادہ کسی کو فصیح وبلیغ نہ دیکھا (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی غریب بھی۔

(۳۹) موسیٰ ابن عبداللہ:

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یوم موعود قیامت کا دن ہے اور

یوم مشہود عرفے کا دن ہے اور شاہد جمعے کا دن جمعہ سے بہتر کسی دن پر آفتاب طلوع نہیں ہوا اس میں ایک ایسی ساعت ہے جسے کوئی مؤمن اللہ سے دعائے خیر کرتے ہوئے نہیں پاتا مگر اللہ اسے قبول کرتا ہے اور کسی چیز سے پناہ نہیں مانگتا مگر اللہ اسے پناہ دیتا ہے (احمد، ترمذی) اور ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ موسیٰ ابن عبیدہ کے سوا کسی حدیث سے پہچانی نہ گئی اور وہ ضعیف مانے جاتے ہیں

روایت ہے حضرت موسیٰ ابن عبیدہ سے جو محمد ابن قاسم کے مولیٰ ہیں فرماتے ہیں مجھے محمد ابن قاسم نے براء ابن عازب کے پاس بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے متعلق دریافت کرنے کے لیے تو فرمایا وہ سیاہ رنگ کا چوکھنا تھا اون کا (احمد، ترمذی، ابوداؤد)

(۴۰) موسیٰ ابن عبیدہ:

امام ابوبکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (235-159ھ) اپنی مُسنَد میں فرماتے ہیں کہ زید بن حباب، موسیٰ بن عبیدہ سے وہ ہود بن عطاء یمانی سے اور وہ حضرت سیدنا اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم میں ایک بہت ہی عبادت گزار، صاحب زُہد وتقویٰ اور عقل مند نوجوان تھا۔ ہم نے بارگاہِ رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اس نوجوان کا نام ذکر کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اسے پہچان نہ سکے۔ ہم نے اس کی صفات بیان کیں، پھر بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اسے نہ پہچان سکے۔ ابھی ہم گفتگو ہی کر رہے تھے کہ وہ شخص آتا دکھائی دیا۔ ہم نے عرض کی: یارسولَ اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! یہی وہ شخص ہے۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے تو اس کے چہرے پر شیطان کی سیاہی (یعنی منافقت کی علامات) دکھائی دے رہی ہے۔ اس نے آکر سلام کیا تو نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: کیا تیرے دل میں یہ خیال نہیں آیا کرتا کہ تُو اس قوم کا بہترین شخص ہے؟ اس نے جواب دیا: اللہ عزوجل کی قسم! ہاں، سچ تو یہ ہے کہ مجھے یہ خیال آتا رہتا ہے۔ پھر وہ چلا گیا اور مسجد میں داخل ہوگیا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کون اس شخص کو قتل کریگا؟

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: میں اسے قتل کروں گا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے مگر وہ نماز میں کھڑا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوچا کہ کیا میں ایسے شخص کو قتل کردوں جو نماز ادا کر رہا ہے حالانکہ سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نمازیوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے؟

سرکارِ ابدقرار، شافعِ روزِ شمار، ہم بےکسوں کے مددگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ ارشاد فرمایا: کون ہے جو اسے قتل کرے؟ حضرت سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسولَ اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم ائیں۔ پس جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو وہ سجدے میں تھا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی (اپنے دل میں) وہی بات کہی جو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہی تھی۔ مزید یہ بھی کہا کہ میں ضرور واپس لوٹوں گا کیونکہ وہ (یعنی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی واپس چلے گئے تھے جو مجھ سے بہتر ہیں۔ نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ اَفلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! ٹھہرو (اور بتاؤ کیا ہوا) تو حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سارا معاملہ عرض کر دیا۔

تاجدارِ مدینہ، فیض گنجینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پھر ارشادفرمایا: کون ہے جو اِس کو قتل کرے؟ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے عرض کی: یارسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! مَیں اسے قتل کروں گا۔ تو نبیِّ کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: اگر تم نے اسے پالیا تو ضرور قتل کردو گے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے لیکن وہ جاچکا تھا۔

(مسند ابی یعلٰی، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۸۵، ج۱، ص۵۹، بتغیر)

(۴۱) مطرف ابن عبداللہ ابن شخیر:

روایت ہے حضرت مطرف ابن عبداللہ ابن شخیر سے وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے پیٹ میں ہانڈی کی سی کھولن تھی یعنی رو رہے تھے اور ایک روایت میں ہے فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا حالانکہ آپ کے سینے میں رونے سے چکی کی سی گڑگڑاہٹ تھی۔ (احمد) اور نسائی نے پہلی روایت اور ابوداؤد نے دوسری روایت کی۔

روایت ہے حضرت مطرف بن عبداللہ بن شخیر سے فرماتے ہیں کہ بنی عامر کے وفد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو ہم نے کہا کہ آپ ہمارے سید ہیں فرمایا سید تو اللہ ہے ہم نے عرض کیا کہ آپ ہم سب میں بڑی بزرگی والے اور بڑے عطا والے ہیں تو فرمایا کہ اپنی یہ بات یا بعض بات کہو اور تم کو شیطان بے باک نہ کردے (احمد، ابوداؤد)

روایت ہے حضرت مطرف سے وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم الھٰکم التکاثر تلاوت کررہے تھے فرمایا کہ انسان کہتا ہے میرا مال، میرا مال، فرمایا اے انسان تیرا مال نہیں ہے مگر جو تو کھا کر ختم کردے یا پہن کر گلا دے یا خیرات کرکے آگے بڑھا دے (مسلم)

(۴۲)معاذ ابن زہرہ:

روایت ہے حضرت معاذ ابن زہرہ سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ افطار تے تو فرماتے الٰہی میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا (ابوداؤد مرسلا)

(۴۳)معاذ ابن عبداللہ ابن حبیب:

روایت ہے حضرت معاذ بن عبداللہ جہنی سے فرماتے ہیں کہ جہنیہ کے ایک آدمی نے انہیں خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ نے فجر کی دونوں رکعتوں میں "إِذَا زُلْزِلَتِ" پڑھی یہ مجھے خبر نہیں آیا بھول گئے یا عمداً پڑھی۔ (ابوداؤد)

(۴۴)مخلد ابن خفاف:

روایت ہے حضرت مخلد ابن خفاف سے فرماتے ہیں میں نے ایک غلام خریدا میں نے اس کی آمدنی وصول کر لی پھر میں اس کے ایک عیب پر مطلع ہوا تو میں نے اس کا مقدمہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے مجھے اس کے واپس کر دینے کا فیصلہ اور اس کی آمدنی لوٹا دینے کا حکم دیا پھر میں حضرت عروہ کے پاس گیا اور انہیں خبر دی وہ بولے شام کو میں ان کے پاس جاؤں گا اور انہیں بتاؤں گا کہ حضرت عائشہ نے مجھے خبر دی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جیسے مقدمہ میں فیصلہ یہ فرمایا کہ آمدنی خرچ کے عوض ہے چنانچہ عمر کے پاس عروہ گئے تو انہوں نے فیصلہ فرمایا کہ آمدنی اس شخص سے واپس لے لو جسے دے دینے کا حکم مجھے دیا تھا (شرح السنہ)

(۴۵)مختار ابن فلفل:

روایت ہے حضرت مختار ابن فلفل سے فرماتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک سے عصر کے بعد کے نفلوں کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ حضرت عمر بعد عصر نماز پڑھنے پر لوگوں کے ہاتھوں پر مارتے تھے حالانکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آفتاب ڈوبنے کے بعد مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے تو میں نے ان سے کہا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ پڑھتے تھے تو فرمایا کہ ہمیں پڑھتے دیکھتے تھے تو نہ ہمیں حکم کرتے تھے اور نہ منع کرتے تھے (مسلم)

(۴۶)مختار ابن ابی عبید ابن مسعود:

تاریخ شاہد ہے کہ کربلا میں اہل بیت نبوت کو شہید کرنے والے یزیدی کوفیوں اور شامیوں کا یہی حشر ہوا کہ مختار بن

عبید کے دورِ حکومت میں یزیدیوں کا بچہ بچہ قتل کر دیا گیا اور ان کے گھروں کو تاخت و تاراج کر کے ان پر گدھوں کے ہل چلائے گئے اور آج روئے زمین پر ان یزیدیوں کی نسل کا کوئی ایک بچہ بھی باقی نہیں رہ گیا۔

ایک لاکھ چالیس ہزار یزیدی مقتول:۔ حاکم محدث نے ایک حدیث روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی بھیجی تھی کہ قوم یہود نے حضرت زکریا علیہ السلام کو قتل کر دیا تو ان کے ایک خون کے بدلے ستر ہزار یہودی قتل ہوئے اور آپ کے نواسہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک خون کے بدلے ستر ستر ہزار یعنی ایک لاکھ چالیس ہزار کوفی و شامی مقتول ہوں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ اس طرح پورا ہوا کہ مختار بن عبید کی لڑائی میں ستر ہزار کوفی و شامی قتل ہوئے اور پھر عباسی سلطنت کے بانی عبداللہ سفاح کے حکم سے ستر ہزار کوفی و شامی مارے گئے۔ کل مل کر ایک لاکھ چالیس ہزار مقتول ہو گئے۔ (المستدرک، کتاب التفسیر، باب اخبار القتل عوض الحسین۔۔۔۔۔۔۔ الخ، ج ۳، ص ۷، رقم ۲۲۰۱)

روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ثقیف میں ایک جھوٹا ہوگا اور ایک ہلاک کرنے والا، عبداللہ ابن عصمہ نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ جھوٹا تو مختار ابن ابی عبید ہے اور ہلاک کرنے والا حجاج ابن یوسف ہے ہشام ابن حسان نے کہا کہ انہیں گنو جنہیں حجاج نے باندھ کر قتل کیا ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہے (ترمذی)

معاویہ بن یزید کے انتقال کے بعد اہل مصر و شام نے بھی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی پھر مروان بن حکم نے خروج کیا اور اس کو شام و مصر پر قبضہ حاصل ہوا۔ 65ھ میں اس کا انتقال ہوا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا عبدالملک اس کا قائم مقام ہوا۔ عبدالملک کے عہد میں مختار بن عبید ثقفی نے عمر بن سعد کو بلایا، ابن سعد کا بیٹا حفص حاضر ہوا۔ مختار نے دریافت کیا: تیرا باپ کہاں ہے؟ کہنے لگا کہ وہ خلوت نشین ہو گیا ہے، گھر سے باہر نہیں نکلتا۔ اس پر مختار نے کہا کہ اب وہ رے کی حکومت کہاں ہے جس کی چاہت میں فرزندِ رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے وفائی کی تھی، اب کیوں اس سے دست بردار ہو کر گھر میں بیٹھا ہے۔ حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہادت کے روز کیوں خانہ نشین نہ ہوا۔ اس کے بعد مختار نے ابن سعد اور اس کے بیٹے اور شمر ناپاک کی گردن مارنے کا حکم دیا اور ان سب کے سر کٹوا کر حضرت محمد بن حنفیہ برادر حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دیئے اور شمر کی لاش کو گھوڑوں کے سُموں سے روندوا دیا جس سے اس کے سینہ اور پسلی کی ہڈیاں چکنا چور ہو گئیں۔ شمر حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلوں میں سے ہے اور ابن سعد اس لشکر کا قافلہ سالار و کمانڈر تھا جس نے حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مظالم کے طوفان توڑے آج ان ظالمانِ ستم شعار و مغرورانِ نابکار کے سر تن سے جدا کر کے دشت بدشت پھرائے جا رہے ہیں اور دنیا میں کوئی ان کی بیکسی پر افسوس کرنے والا نہیں۔ ہر شخص ملامت کرتا ہے اور نظرِ حقارت سے دیکھتا ہے اور ان کی اس ذلت و رسوائی کی موت پر خوش ہوتا ہے۔ مسلمانوں نے مختار کے اس کارنامہ پر اظہارِ فرح کیا اور اس کو دشمنانِ امام سے بدلہ لینے پر مبارکباد دی۔

(تاریخ الخلفاء، عبداللہ بن الزبیر، ص ۱۶۹ والکامل فی التاریخ، سنہ ست وستین، ج ۴، ص ۲۷-۲۹ ملخصاً)

اے ابن سعد ارے کی حکومت تو کیا ملی — ظلم و جفا کی جلد ہی تجھ کو سزا ملی
اے شمر نابکار! شہیدوں کے خون کی — کیسی سزا تجھے ابھی اے نا سزا ملی
اے تشنگانِ خونِ جوانانِ اہلِ بیت — دیکھا کہ تم کو ظلم کی کیسی سزا ملی
کتوں کی طرح لاشے تمہارے سڑا کیے — گھورے پہ بھی نہ گور کو تمہاری جا ملی
رسوائے خلق ہو گئے برباد ہو گئے — مردودو! تم کو ذلتِ ہر دو سرا ملی
تم نے اُجاڑا حضرتِ زہرا کا بوستاں — تم خود اُجڑ گئے تمہیں یہ بددعا ملی
دنیا پرستو! دین سے منہ موڑ کر تمہیں — دنیا ملی نہ عیش وطرب کی ہوا ملی
آخر دکھایا رنگ شہیدوں کے خون نے — سر کٹ گئے اماں نہ تمہیں اک ذرا ملی
پائی ہے کیا نعیم انہوں نے ابھی سزا — دیکھیں گے وہ جحیم میں جس دم سزا ملی

اس کے بعد مختار نے ایک حکمِ عام دیا کہ کربلا میں جو جو شخص عمر بن سعد کا شریک تھا وہ جہاں پایا جائے مار ڈالا جائے۔ یہ حکم سن کر کوفہ کے جفا شعار سورما بصرہ بھاگنا شروع ہوئے، مختار کے لشکر نے ان کا تعاقب کیا جس کو جہاں پایا ختم کر دیا، لاشیں جلا ڈالیں، گھر لوٹ لیے۔ خولی بن یزید وہ خبیث ہے جس نے حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سرِ مبارک تنِ اقدس سے جدا کیا تھا، یہ روسیاہ بھی گرفتار کر کے مختار کے پاس لایا گیا۔ مختار نے پہلے اس کے چاروں ہاتھ پیر کٹوائے پھر سولی چڑھایا، آخر آگ میں جھونک دیا۔ اس طرح لشکرِ ابن سعد کے تمام اشرار کو طرح طرح کے عذابوں کے ساتھ ہلاک کیا۔ چھ ہزار کوفی جو حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل میں شریک تھے ان کو مختار نے طرح طرح کے عذابوں کے ساتھ ہلاک کر دیا۔ (الکامل فی التاریخ، سنۃ ست وستین، ج۴، ص۲۷۔۲۹ ملخصاً)

عبید اللہ ابن زیاد، یزید کی طرف سے کوفہ کا والی (گورنر) کیا گیا تھا۔ اسی بدنہاد کے حکم سے حضرت امام اور آپ کے اہل بیت علیہم الرضوان کو یہ تمام ایذائیں پہنچائی گئیں، یہی ابن زیاد موصل میں تیس ہزار فوج کے ساتھ اترا۔ مختار نے ابراہیم بن مالک اشتر کو اس کے مقابلہ کیلئے ایک فوج کو لے کر بھیجا موصل سے پندرہ کوس کے فاصلہ پر دریائے فرات کے کنارے دونوں لشکروں میں مقابلہ ہوا اور صبح سے شام تک خوب جنگ رہی۔ جب دن ختم ہونے والا تھا اور آفتاب قریب غروب تھا اس وقت ابراہیم کی فوج غالب آئی، ابن زیاد کو شکست ہوئی، اس کے ہمراہی بھاگے۔ ابراہیم نے حکم دیا کہ فوجِ مخالف میں سے جو ہاتھ آئے اس کو زندہ نہ چھوڑا جائے۔ چنانچہ بہت سے ہلاک کیے گئے۔ اسی ہنگامہ میں ابن زیاد بھی فرات کے کنارے محرم کی دسویں تاریخ 67ھ میں مارا گیا اور اس کا سر کاٹ کر ابراہیم کے پاس بھیجا گیا، ابراہیم نے مختار کے پاس کوفہ میں بھجوایا، مختار نے دار الامارت کوفہ کو آراستہ کیا اور اہل کوفہ کو جمع کر کے ابن زیاد کا سرِ ناپاک اسی جگہ رکھوایا جس جگہ اس مغرورِ حکومت و بندۂ دنیا نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سرِ مبارک رکھا تھا۔ مختار نے اہل کوفہ کو خطاب کر کے

کہا کہ اے اہل کوفہ! دیکھ لو کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خونِ ناحق نے ابن زیاد کو نہ چھوڑا، آج اس نامراد کا سر اس ذلت ورسوائی کے ساتھ یہاں رکھا ہوا ہے، چھ سال ہوئے ہیں وہی تاریخ ہے، وہی جگہ ہے؛ خداوندِ عالَم نے اس مغرور، فرعون خصال کو ایسی ذلت ورسوائی کے ساتھ ہلاک کیا، اسی کوفہ اور اسی دار الامارت میں اس بے دین کے قتل وہلاک پر جشن منایا جارہا ہے۔ (الکامل فی التاریخ، سنۃ سبع وستین، ذکر مقتل ابن زیاد، ج۴، ص۶۰۔۶۲ ملخصاً) (والبدایۃ والنہایۃ، سنۃ سبع وستین، وترجمۃ ابن زیاد، ج۶، ص۷۳۔۴۳ ملخصاً) (وروضۃ الشہداء (مترجم)، دسواں باب، فصل دوم، ج۲، ص۴۵۷)

ترمذی شریف کی صحیح حدیث میں ہے کہ جس وقت ابن زیاد اور اس کے سرداروں کے سر مختار کے سامنے لاکر رکھے گئے تو ایک بڑا سانپ نمودار ہوا، اس کی ہیبت سے لوگ ڈر گئے وہ تمام سروں پر پھرا جب عبید اللہ ابن زیاد کے سر کے پاس پہنچا اس کے نتھنے میں گھس گیا اور تھوڑی دیر ٹھہر کر اس کے منہ سے نکلا، اس طرح تین بار سانپ اس کے سر کے اندر داخل ہوا اور غائب ہوگیا۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن... الخ، الحدیث:۳۸۰۵، ج۵، ص۴۳۱)

(۴۷) مغیرہ ابن زیاد:

روایت ہے حضرت مغیرہ ابن شعبہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار جنازے کے پیچھے ہی چلے اور پیدل اس کے آگے وپیچھے، دائیں، بائیں اس کے قریب چلے اور گرے بچے پر نماز پڑھی جائے گی جس میں اس کے ماں باپ کے لیے بخشش اور رحمت کی دعا کی جائے (ابوداود) اور احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ سوار جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل جدھر چاہے اور بچے پر نماز پڑھی جائے اور مصابیح میں مغیرہ بن زیادہ سے ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوی رضویہ میں ان کے حوالے سے ایک روایت نقل کر کے فرماتے ہیں کہ مغیرہ رجال سنن اربعہ سے ہے امام ابن معین وامام نسائی دونوں صاحبوں نے باآں تشدد وشدید فرمایا: لیس بہ باس (اس میں کوئی برائی نہیں) زاد یحیٰی لہ حدیث واحد منکر (اُس کی صرف ایک حدیث منکر ہے) لاجرم وکیع نے ثقہ، ابوداؤد نے صالح، ابن عدی نے عندی لاباس بہ ا؎ (میرے نزدیک اس میں کوئی نقص نہیں ہے۔ ت) کہا تو اس کی حدیث حسن ہونے میں کلام نہیں اگرچہ درجہ صحاح پر بالغ نہ ہو جس کے سبب نسائی نے لیس بالقوی (اُس درجے کا قوی نہیں ہے۔ ت) ابو احمد حاکم نے لیس بمتین عندھم ۲؎ (اس درجے کا متین نہیں ہے ان کے نزدیک۔ ت) کہا لا انہ لیس بقوی لیس بمتین وشتان مابین العبارتین (نہ یہ کہ سرے سے قوی اور متین نہیں ہے، ان دو عبارتوں میں بہت فرق ہے۔ ت) حافظ نے ثقہ سے درجہ صدوق میں رکھا اس قسم کے رجال اسانید صحیحین میں صدہا ہیں۔

(۱؎ میزان الاعتدال ترجمہ مغیرہ بن زیاد موصلی ۸۷۰۹ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۴/ ۱۶۰) (۲؎ میزان الاعتدال ترجمہ مغیرہ بن زیاد موصلی ۸۷۰۹ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۴/ ۱۶۰) (فتاوی رضویہ جلد ۵ صفحہ ۱۸۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے موقوفاً اور ابن عدی کامل میں بروایت ابن عباس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی:

وھذا حدیث الطحاوی بطریق عمر بن ایوب الموصلی عن مغیرہ بن زیاد عن عطاء بن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی الرجل تفجاء الجنازۃ وھو علی غیر وضوء قال یتیمم ویصلی علیہا۔

(اور یہ امام طحاوی کی حدیث ہے جس کی سند یہ ہے عمر بن ایوب موصلی، مغیرہ بن زیاد، عطاء، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ت) یعنی جس شخص کے پاس ناگاہ جنازہ آجائے اور اُسے وضو نہ ہو وہ تیمم کرکے نماز پڑھ لے۔

(شرح معانی الآثار باب ذکر الجنب والحائض ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۶۴)

(۴۸) مغیرہ ابن مقسم:

روایت ہے حضرت مغیرہ سے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر ابن عبدالعزیز نے مروان کی اولاد کو جمع فرمایا جب آپ خلیفہ ہوئے پھر فرمایا کہ فدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا جس سے آپ خرچ فرماتے تھے اور اس سے بنی ہاشم کے بچوں پر لوٹاتے تھے اسی میں سے اور اسی سے ان کی بیوگان کا نکاح کرتے تھے اور حضرت فاطمہ نے آپ سے سوال کیا تھا کہ یہ انہیں دے دیں تو انکار فرمادیا تھا پھر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی شریف میں اسی طرح رہا حتی کہ حضور اپنی راہ تشریف لے گئے پھر جب ابوبکر صدیق خلیفہ بنائے گئے تو آپ نے اس میں وہ ہی عمل کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی شریف میں کرتے تھے حتی کہ آپ بھی اپنی راہ گئے پھر جب حضرت عمر ابن خطاب خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے اس میں وہ ہی کام کیے جو ان دونوں بزرگوں نے کیے تھے حتی کہ وہ بھی اپنی راہ گئے پھر اسے مروان نے بانٹ لیا پھر وہ عمر ابن عبدالعزیز کے پاس پہنچا تو میں سمجھتا ہوں کہ جس چیز کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ کو نہ دیا اس میں میرا حق نہیں کہ تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں اسے اسی حال کی طرف لوٹاتا ہوں جہاں پر وہ تھا یعنی حضور اور ابوبکر و عمر کے زمانہ میں (ابوداؤد)

(۴۹) مثنی ابن صباح:

روایت ہے حضرت عمرو ابن شعیب سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی کہ دو عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن (کڑے) تھے ان سے حضور انور نے فرمایا کہ تم ان کی زکوۃ دیتی ہو وہ بولیں نہیں تب ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم پسند کرتی ہو کہ اللہ تمہیں آگ کے کنگن پہنائے وہ بولیں نہیں فرمایا تو ان کی زکوۃ دیا کرو (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث مثنی ابن صباح نے روایت کی عمرو ابن شعیب سے اس کی مثل اور مثنی ابن صباح اور ابن لہیعہ حدیث میں ضعیف مانے جاتے ہیں اور اس باب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سے کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں۔

روایت ہے حضرت عمرو ابن شعیب سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے پھر اس سے صحبت کرے تو اس کی بیٹی کا نکاح حلال نہیں اور اگر اس سے صحبت نہیں کی تو اس کی بیٹی سے نکاح کرسکتا ہے اور جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے تو اسے اس عورت کی ماں سے نکاح حلال نہیں اس سے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو (ترمذی) اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث اسناد کی طرف سے صحیح نہیں اسے ابن لہیعہ اور مثنی ابن صباح نے عمرو ابن شعیب سے روایت کیا اور وہ دونوں حدیث میں ضعیف مانے جاتے ہیں،

حضرت سیدنا مثنی بن صباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی علیہ وَآلہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا، سفید بالوں والے مسلمان اور افراط وتفریط سے بچنے والے عاملِ قرآن کی تعظیم گویا اللہ عزوجل کی تعظیم ہے۔ (سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی تنزیل الناس منازلھم ج ۴، رقم ۴۸۴۳، ص ۳۴۴)

(۵۰) معاویہ ابن قرہ:

حضرت معاویہ بن قرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: "نبی رحمت صلی اللہ علی ✕ وسلم نے فرمایا: جب اہل شام میں خرابی پیدا ہوگی تو تم میں کوئی خیر وبھلائی نہ ہوگی۔ میری امت میں سے ایک گروہ ایسا ہے جس کی ہمیشہ مدد ونصرت ہوتی رہے گی اور کسی کا ان کی مدد نہ کرنا انہیں نقصان نہیں پہنچائے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہوجا گی۔

(درجہ حسن صحیح، جامع ترمذی ابواب الفتن حدیث 69)

(۵۱) معاویہ ابن مسلم:

روایت ہے ابونوفل معاویہ ابن مسلم سے فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ ابن زبیر کو مدینہ کی گھاٹی پر دیکھا فرماتے ہیں کہ قریش اور لوگ ان پر گزرنے لگے حتی کہ ان پر عبداللہ ابن عمر گزرے تو ان پر رک گئے پھر بولے اے ابوخبیب تم پر سلام اے ابوخبیب تم پر سلام اے ابوخبیب خدا کی قسم میں تم کو اس سے منع کیا کرتا تھا خدا کی قسم میں تم کو اس سے منع کیا کرتا تھا خدا کی قسم تم کو اس سے منع کیا کرتا تھا خدا کی قسم جہاں تک میں جانتا ہوں تم بہت روزہ نماز والے صلہ رحمی کرنے والے تھے خدا کی قسم جس گروہ کے نزدیک تم برے ہو وہ برا گروہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اچھا گروہ ہے پھر عبداللہ ابن عمر چلے گئے پھر حجاج کو عبداللہ کے ٹھہرنے اور ان کی گفتگو کی خبر پہنچی تو ان کی لاش پر آدمی بھیجا وہ اپنی شاخ سے اتارے گئے پھر یہود کے قبرستان میں ڈال دیئے گئے پھر اس نے ان کی والدہ اسماء بنت ابوبکر کو بلوایا انہوں نے آنے سے انکار کیا اس نے دوبارہ قاصد سے کہلا بھیجا کہ یا تو میرے پاس آجاؤ ورنہ تمہارے پاس اس کو بھیجوں گا جو تم کو بالوں سے کھینچے گا فرماتے

ہیں کہ انہوں نے انکار ہی کیا بولیں خدا کی قسم میں تیرے پاس نہیں آؤں گی حتی کہ میرے پاس اسے بھیجے جو میرے بال پکڑ کر مجھے گھسیٹے ۱۰ فرماتے ہیں وہ بولا میری جوتی دکھاؤ اس نے اپنی جوتی لی پھر اکڑتا ہوا چلا حتی کہ ان کے پاس پہنچ گیا بولا تم نے مجھے دیکھ لیا کہ میں نے اللہ کے دشمن سے کیسا سلوک کیا ہے آپ بولیں کہ میں نے تجھے دیکھا کہ تو نے انکی دنیا ان پر بگاڑ دی اور انہوں نے تجھ پر تیری آخرت بگاڑ دی مجھے خبر پہنچی ہے کہ تو ان سے کہتا ہے کہ اے دو کمر بند والی کے بیٹے خدا کی قسم میں دو کمر بند والی ہوں ان میں سے ایک تو اس سے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا اور حضرت ابوبکر کا کھانا جانوروں سے اٹھاتی تھی رہا دوسرا تو وہ ہی کمر بند ہے جس سے عورت بے نیاز نہیں ہوتی آگاہ رہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خبر دی تھی کہ قبیلہ ثقیف میں ایک جھوٹا ہوگا اور ایک فسادی ہلاکت والا جھوٹا تو ہم نے دیکھ لیا رہا فسادی تو میں تجھے نہیں سمجھی مگر وہی راوی فرماتے ہیں کہ ان کے پاس سے اٹھ گیا انہیں کوئی جواب نہ دیا (مسلم)

(۵۲) سعید بن مینا:

آپ سعید بن مینا المکی اور کہا گیا کہ مدنی ہیں۔ سلیمان بن مینا کے بھائی ہیں' آپ کے شیوخ میں الاصبغ بن نباتہ' جابر بن عبداللہ' عبداللہ بن زبیر' عبداللہ بن عمرو بن العاص' قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ جبکہ تلامذہ میں ابراہیم بن یزید الخوزی' ایوب سختیانی' حماد بن یحییٰ' سلیم بن حیان' عبدالملک بن جریج' عمرو بن قیس المکی' محمد بن اسحاق بن یسار شامل ہیں۔ امام احمد بن حنبل اور امام یحییٰ بن معین اور امام ابوحاتم فرماتے ہیں کہ ثقہ ہیں۔ امام ابن حبان نے اپنی کتاب الثقات میں ذکر فرمایا' آپ سے امام نسائی کے علاوہ تمام آئمہ صحاح ستہ نے روایات لی ہیں۔

(طبقات لابن سعد جلد 5 صفحہ 311) (تاریخ یحییٰ بن معین للدوری جلد 2 صفحہ 209) (تہذیب الکمال للمزی جلد 11 صفحہ 84 رقم الحدیث: 2365) (الجرح والتعدیل جلد 4 صفحہ 444) (الکاشف للذھبی جلد 1 صفحہ 198)

(۵۳) ابوالملیح:

ابوالملیح سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درندہ کی کھال بچھانے سے منع فرمایا ہے۔ (سنن الترمذی، کتاب اللباس، باب ماجاء فی النھی عن جلود السباع، الحدیث: ۱۷۷۷، ج ۳، ص ۲۹۹)

روایت ہے حضرت ابی الملیح ابن اسامہ سے وہ اپنے والد سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ حضور نے درندوں کی کھالوں سے منع فرمایا (احمد، ابوداؤد، نسائی) اور ترمذی اور دارمی نے یہ بڑھایا یہ کہ بچھایا جائے۔ روایت ہے حضرت ابی الملیح سے کہ انہوں نے درندوں کے چمڑوں کی قیمت کو ناپسند جانا (ترمذی)

روایت ہے حضرت ابوالملیح سے وہ اپنے والد سے راوی کہ ایک شخص نے ایک غلام کا حصہ آزاد کردیا تو نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں یہ عرض کیا گیا تو فرمایا کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں پھر اس کی آزادی کو جائز رکھا (ابوداؤد)

روایت ہے حضرت ابوالملیح سے فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ کے پاس حمص کی کچھ عورتیں آئیں آپ نے کہا تم کہاں کی ہو وہ بولیں شام کی آپ نے فرمایا شاید تم اس جہاں کی عورتیں ہو جو حماموں میں جاتی ہیں وہ بولیں ہاں آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر کے علاوہ اپنے کپڑے نہیں اتارتی مگر وہ اپنے اور رب تعالٰی کے درمیان پردہ پھاڑ دیتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اپنے گھر کے علاوہ میں مگر وہ اپنا پردہ اپنے اور اللہ عزوجل کے درمیان پھاڑ دیتی ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

(۵۴) ابومودود:

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن سلام سے فرماتے ہیں کہ توریت میں حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت مذکور ہے اور عیسیٰ ابن مریم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن کیے جائیں گے ابومودود کہتے ہیں کہ حجرہ انور میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے (ترمذی)

(۵۵) ابو ماجدۃ:

آپ کو ابن ماجد الحنفی العجلی الکوفی بھی کہا جاتا ہے۔ امام ابوحاتم فرماتے ہیں کہ آپ کا نام عائذ بن نفلۃ ہے' آپ نے صرف حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت لی جبکہ آپ سے روایتِ حدیث لینے والوں میں ایوب سختیانی اور یحیٰ بن عبداللہ جابر شامل ہیں۔ (تہذیب الکمال للمزی جلد 34 صفحہ 241' رقم الحدیث: 7596) (تاریخ الکبیر للبخاری جلد 9 صفحہ 687) (اسامی الضعفاء لابی زرعۃ صفحہ 382)

(۵۶) ابومسلم:

حضرت سیدنا ابومسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرتِ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ خدا عزوجل کی قسم! میں کسی دنیوی غرض یا تعلق کے بغیر آپ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے پوچھا پھر کس وجہ سے محبت کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا، اللہ عزوجل کے لئے۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے میری نشست گاہ کی چوکی کو اپنی طرف کھینچا اور فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو خوش ہو جاؤ کہ میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ عزوجل کی رضا کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے اس دن عرش کے سائے میں ہونگے جس دن عرش کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا اور انبیاء وشہداء ان کے مرتبہ پر رشک کریں گے۔

سیدنا ابو مسلم رضی اللہ عنہ مزید فرماتے ہیں کہ میری ملاقات حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی یہ بات بیان کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے میرے لیے آپس میں محبت کرنے والوں پر میری محبت ثابت ہوگئی اور میرے لئے ایک دوسرے کی خیر چاہنے والوں کے لیے میری محبت ثابت ہوگئی اور میرے لئے دل کھول کر خرچ کرنے والوں کے لئے میری محبت ثابت ہوگئی، یہ لوگ نور کے منبروں پر ہونگے انبیاء، شہداء اور صدیقین ان کے مرتبہ پر رشک کریں گے۔ (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب الصحبۃ والمجالس، رقم ۵۷۶، ج ۱، ص ۳۹۲)

امام بیہقی علیہ رحمۃ اللہ القوی (458-384ھ) امام ابو منصور عبد القاہر بن طاہر سے، وہ ابو عمرو بن نُجید سے، وہ ابو مسلم سے، وہ انصاری سے، وہ اشعث سے اور وہ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص کی اونٹنی گم ہوگئی تو اس نے ایک شخص کے خلاف دعویٰ کر دیا۔ چنانچہ اسے بارگاہِ رسالت میں لایا گیا تو مدعی (یعنی دعوی کرنے والے) نے عرض کی کہ اس شخص نے میری اونٹنی لی ہے۔ دوسرے شخص نے کہا: اللہ عزوجل کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے اس کی اونٹنی نہیں لی۔ تو اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تُو نے ہی اونٹنی لی ہے پس اسے لوٹا دے۔ تو اس شخص نے واپس کر دی۔

(السنن الکبری للبیہقی، کتاب الایمان، باب ماجاء فی الیمین الغموس، الحدیث: ۱۹۸۸۰، ج ۱۰، ص ۶۶)

روایت ہے حضرت یزید ابن ابی عبیدہ سے فرمایا کہ میں نے سلمہ ابن اکوع کی پنڈلی میں ایک چوٹ کا اثر دیکھا تو میں نے کہا کہ اے ابو مسلم یہ چوٹ کیسی ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ وہ چوٹ ہے جو مجھے خیبر کے دن لگی تھی تو لوگوں نے کہا کہ سلمہ شہید ہوگئے پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نے تین بار دم فرمایا تو میں اس وقت تک تکلیف میں گرفتار نہیں ہوا۔ (بخاری)

(۵۷) ابو مطوس:

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ نے جو رمضان میں بغیر شرعی اجازت اور بغیر بیماری ایک دن کا روزہ نہ رکھے تو اگرچہ پھر عمر بھر روزہ رکھے اس کی قضا نہ کرے گا (احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ دارمی) اور بخاری نے ترجمہ باب میں روایت کیا۔ ترمذی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد یعنی امام بخاری کو فرماتے سنا کہ ابو المطوس راوی سے اس حدیث کے سواء اور حدیث مجھے معلوم نہیں۔

(۵۸) ابن مدینی:

روایت ہے معاذ ابن قرہ سے وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب شام والے بگڑ جائیں گے تو تم میں بھلائی نہ ہوگی اور میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ فتح مندر ہے گا انہیں نقصان نہ پہنچا سکے گا وہ جو انہیں رسوا کرے حتی کہ قیامت قائم ہو جاوے ابن مدینی کہتے ہیں کہ وہ حدیث والے حضرات ہیں (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی۔

(۵۹) ابن ابی ملیکہ:

ابوداود نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کی، کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے کہا کہ ایک عورت (مردوں کی طرح) جوتے پہنتی ہے۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

(سنن ابی داود، کتاب اللباس، باب فی لباس النساء ... الخ، الحدیث: ۴۰۹۹، ج ۴، ص ۸۴)

روایت ہے حضرت ابن ابی ملیکہ سے فرماتے ہیں جب عبدالرحمان ابن ابی بکر نے مقام حبشی میں وفات پائی تو وہ مکہ لاکر دفن کیے گئے جب حضرت عائشہ آئیں تو عبدالرحمان ابن ابی بکر کی قبر پر تشریف لے گئیں اور یہ شعر پڑھے ہم تم دراز زمانہ تک جذیمہ کے وزیروں کی طرح رہے حتی کہ کہا گیا کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے مگر جب بچھڑے تو میں اور مالک اتنا دراز ساتھ رہنے کے باوجود گویا ایک رات بھی ساتھ نہ رہے پھر بولیں رب کی قسم اگر میں موجود ہوتی تو تم وہیں دفن کیے جاتے جہاں تم فوت ہوئے اور اگر میں اس وقت ہوتی تو اب تمہاری زیارت نہ کرتی۔ (ترمذی)

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن ابی ملیکہ سے فرماتے ہیں کہ عثمان ابن عفان کی بیٹی مکہ میں فوت ہوئیں تو ہم جنازہ میں شرکت کے لیئے آئے وہاں ابن عمر اور ابن عباس بھی تھے میں ان دونوں بزرگوں کے درمیان بیٹھا تھا تو عبداللہ ابن عمر نے ابن عثمان سے جو ان کے سامنے تھے فرمایا کیا تم رونے سے منع نہیں کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میت کو اس کے گھر والوں کے اس پر رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے حضرت ابن عباس بولے کہ جناب عمر بھی کچھ ایسا ہی کہتے تھے پھر آپ نے قصہ سنایا فرمایا کہ میں حضرت عمر کے ساتھ مکہ سے لوٹا حتی کہ جب ہم مقام بیداء میں تھے تو ایک خاردار درخت کے سائے کے نیچے ایک قافلہ تھا نظر پڑی آپ نے فرمایا جاؤ دیکھو یہ سوار کون ہے میں نے دیکھا تو حضرت صہیب تھے فرماتے ہیں میں نے آپ کو خبر دی فرمایا انہیں بلالو میں حضرت صہیب کے پاس لوٹ گیا میں نے کہا چلو امیر المؤمنین کے ساتھ مل جاؤ پھر جب حضرت عمر شہید کیے گئے تو صہیب روتے ہوئے آئے کہتے تھے ہائے میرے بھائی ہائے میرے ساتھی جناب عمر نے فرمایا اے صہیب کیا تم مجھ پر روتے ہو حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب عمر فاروق نے

وفات پائی تو میں نے حضرت عائشہ سے اس کا ذکر کیا آپ بولیں اللہ عمر پر رحم کرے رب کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب دیا جاتا ہے لیکن اللہ کافر کا عذاب اس کے اہل کے رونے سے بڑھا دیتا ہے حضرت عائشہ نے فرمایا تمہیں قرآن کافی ہے کہ کوئی بوجھل جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی اس وقت حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اللہ ہنساتا رولاتا ہے ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر نے کچھ نہ فرمایا۔

(مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت ابن جریج سے وہ ابن ابوملیکہ سے وہ حضرت ام سلمہ سے راوی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتے تھے اس طرح کہ پڑھتے الحمد للہ رب العلمین پھر ٹھہر جاتے پھر پڑھتے الرحمن الرحیم پھر ٹھہر جاتے (ترمذی) اور ترمذی نے فرمایا اس حدیث کی اسناد مسلسل نہیں کیونکہ یہ حدیث لیث نے ابن ابی ملیکہ سے انہوں نے یعلی ابن مملک سے انہوں نے ام سلمہ سے روایت کی لیث کی حدیث زیادہ صحیح ہے۔

روایت ہے حضرت ابن عباس سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ فرمایا ساجھی شفیع ہے اور شفعہ ہر چیز میں ہے (ترمذی) اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث ابن ابی ملیکہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق ارسال مروی ہے یہ ہی زیادہ صحیح ہے۔

روایت ہے حضرت ابن ابی ملیکہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے سنا ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ بناتے تو کسے بناتے فرمایا ابوبکر کو، پھر کہا گیا پھر ابوبکر صدیق کے بعد کسے بناتے فرمایا عمر کو، کہا گیا کہ عمر کے بعد پھر کسے بولیں ابوعبیدہ ابن جراح کو (مسلم)

(٦٠) محاربی:

حضرت عبدالرحمن محاربی سے روایت کیا فرمایا کہ ایک شخص کی وفات کا وقت قریب آ گیا تو اس سے کہا گیا کہ تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (یعنی پورا کلمہ طیبہ) پڑھ تو اس نے کہا کہ میں طاقت نہیں رکھتا (کیونکہ) میں ان لوگوں کا مصاحب ہوتا تھا جو مجھے ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تبرّا وگالی دینے کا حکم دیتے تھے۔ (شرح الصدور، باب من دنا اجلہ وکیفیۃ الموت وشدتہ، ص ٣٨)

م۔۔۔۔صحابیات

(١) میمونہ:

ام المؤمنین سیدہ میمونہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام برہ تھا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی

اللہ تعالیٰ عنہا کا نام تبدیل کر کے میمونہ رکھا۔ (مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم درذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۸۳)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ کا نام ہند بنت عوف ہے جن کے ایسے داماد تھے جو کسی اور کو میسر نہیں، ایک داماد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہ وسلم تھے، دوسرے داماد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیونکہ سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجیت میں تھیں، ہند بنت عوف کی پہلے شوہر عمیس خثعمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو صاحبزادیاں تھیں، ایک اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو پہلے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجیت میں آئیں، حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دوسری بہن حضرت زینب بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں جو حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔ (مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم درذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۸۴)

نکاح مع سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہ وسلم

ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہ وسلم کے ساتھ ماہ ذیقعدہ ۷ ھ میں عمرۃ القضاء میں ہوا۔ (مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم درذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۸۴)

جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہ وسلم کی طرف سے انہیں نکاح کا پیام ملا وہ اونٹ پر سوار تھیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: اونٹ اور جو اس پر ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہ وسلم کے لئے ہے۔

(التفسیر القرطبی، الجزء الرابع عشر، الاحزاب: ۵۰، ج ۷، ص ۱۵۴)

یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح، زفاف اور وصال ایک ہی مقام پر واقع ہوا جسے سرف کہتے ہیں اور یہ مکہ مکرمہ سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ (مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم درذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۸۴)

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے چھہتر حدیثیں مروی ہیں۔ سات متفق علیہ باقی دیگر کتابوں میں ہیں۔

(مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم درذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۸۴)

وصال

سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال مشہور تر قول کے مطابق ۵۱ ھ میں ہوا اور باقوال مختلفہ ۶۱ ھ یا ۶۳ ھ یا ۶۶ ھ بھی بتایا گیا ہے۔ بقول بعض حضرات میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ۳۸ ھ میں امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ہوا۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آخری زوجہ مطہرہ ہیں ان کے بعد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہ وسلم

نے کسی سے نکاح نہ فرمایا۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نماز جنازہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھانجے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی اور دیگر بھانجوں نے انکو قبر میں اتارا۔

(مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم درذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲،ص ۴۸۴)

جب اُم المؤمنین حضرت سیدتنا میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توجہ ان کے کثرت سے قرض لینے کی جانب کرائی گئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشادفرمایا کہ رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے:میری اُمت میں سے جس کسی نے قرض لیا پھراس کی ادائیگی کی کوشش کی لیکن ادا کرنے سے پہلے مرگیا تومیں اس کا ضامن ہوں، جب کوئی آدمی قرض لیتا ہے اوراللہ عزوجل دیکھ رہا ہے کہ اس کا ادا کرنے کا ارادہ بھی ہےتو اللہ عزوجل دنیا ہی میں اس کی طرف سے ادا کر دیتا ہے۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السیدۃ عائشۃ رضی اللہ عنہا، الحدیث: ۲۵۲۶۶،ج۹،ص۴۹۶)(الترغیب والترہیب، کتاب البیوع، باب الترہیب من الدین۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث:۲۷۹۹،ج۲،ص۳۸۰)

(۲)ام منذر:

روایت ہے حضرت ام منذر سے فرماتی ہیں کہ میرے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ کے ساتھ جناب علی تھے اور ہمارے ہاں خوشے لٹکے ہوئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے لگے اور علی بھی آپ کے ساتھ کھانے لگے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے فرمایا اے علی ٹھہرو کیونکہ تم کمزور ہو فرماتی ہیں پھر میں نے ان حضرات کے لیے چقندر اور جو تیار کیے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی اس سے لو کیونکہ یہ تمہارے لیے بہت موافق ہے

(احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

(۳)ام معبد بنت خالد:

دوسرے روز مقامِ قدید میں اُمِ معبد عاتکہ بنت خالد خزاعیہ کے مکان پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گزرہوا۔اُمِ معبد ایک ضعیفہ عورت تھی جو اپنے خیمہ کے صحن میں بیٹھی رہا کرتی تھی اور مسافروں کو کھانا پانی دیا کرتی تھی۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے کچھ کھانا خریدنے کا قصد کیا مگر اس کے پاس کوئی چیز موجود نہ تھی۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اس کے خیمہ کے ایک جانب ایک بہت ہی لاغر بکری ہے۔دریافت فرمایا کیا یہ دودھ دیتی ہے؟اُمِ معبد نے کہا نہیں۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اجازت دو تو میں اس کا دودھ دوہ لوں۔اُمِ معبد نے اجازت دے دی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بسم اللہ پڑھ کر جو اس کے تھن کو ہاتھ لگایا تو اس کا تھن دودھ سے بھر گیا اور اتنا دودھ نکلا کہ سب لوگ سیراب ہوگئے اور اُمِ معبد کے تمام برتن دودھ سے بھر گئے۔یہ معجزہ دیکھ کر ام معبد اور ان کے خاوند دونوں مشرف بہ

اسلام ہو گئے۔(مدارج النبوت ،قسم دوم ، باب چہارم، ج ۲،ص ۶۱ والمواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب ہجرۃ المصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم...الخ، ج ۲،ص ۱۳۰)

روایت ہے کہ اُم معبد کی یہ بکری 18 ھ تک زندہ رہی اور برابر دودھ دیتی رہی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں جب عام الرماد کا سخت قحط پڑا کہ تمام جانوروں کے تھنوں کا دودھ خشک ہو گیا اس وقت بھی یہ بکری صبح وشام برابر دودھ دیتی رہی۔(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب ہجرۃ المصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم...الخ، ج ۲،ص ۱۳۲)

روایت ہے حضرت حرام ابن ہشام سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا حبیش ابن خالد سے راوی وہ ام معبد کے بھائی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ معظمہ سے باہر کیے گئے آپ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر کے روانہ ہوئے آپ اور ابوبکر صدیق اور ابوبکر کے غلام عامر ابن فہیرہ اور ان کے رہبر عبداللہ لیثی ام معبد کے خیمے پر گزرے انہوں نے آپ سے گوشت چھوہارے مانگے تاکہ ان سے خریدیں انہوں نے یہ کوئی چیز ام معبد کے پاس نہ پائی یہ حضرات بے توشہ تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری دیکھی جو خیمے کے کنارہ میں تھی فرمایا اے ام معبد یہ بکری کیسی ہے انہوں نے عرض کیا کہ یہ ایسی بکری ہے جسے دبلے پن نے بکریوں سے پیچھے کر دیا ہے فرمایا گیا اس میں دودھ ہے وہ بولیں کہ وہ اس سے بہت دور ہے فرمایا کیا تم مجھے اجازت دیتی ہو کہ اسے دوھ لوں بولیں آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں اگر آپ اس میں دودھ دیکھیں تو دودھ لیں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا اس کے تھن پر اپنا ہاتھ پھیرا اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور ان کے لیے ان کی بکری میں دعا کی تو اس نے ٹانگیں چیر دیں اور دودھ اتار لائی جگالی کرنے لگی تو حضور نے ایسا برتن منگایا جو ایک جماعت کو سیراب کر دے اس میں دوہا چھلکتا ہوا حتی کہ جھاگ اوپر آ گئے پھر حضور نے ام معبد کو پلایا حتی کہ وہ سیر ہو گئیں اور اپنے ساتھیوں کو پلایا حتی کہ وہ بھی سیر ہو گئے پھر انکے آخر میں خود پیا پھر اس میں پہلی بار کے بعد دوہا حتی کہ برتن بھر دیا یہ ام معبد کے پاس چھوڑ دیا اور ان سے بیعت لی اور وہاں سے ان سب نے کوچ کر دیا(شرح السنہ)ابن عبدالبر نے استیعاب میں،ابن جوزی نے کتاب الوفاء اور اس حدیث میں ایک بڑا قصہ ہے۔

(۴)ام معبد بنت کعب ابن مالک:

روایت ہے حضرت ام معبد سے فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا الٰہی میرے دل کو نفاق سے اور میرے عمل کو دکھلاوے سے اور میری زبان کو جھوٹ سے اور میری آنکھ کو بددیانتی سے پاک رکھ کیونکہ تو جانتا ہے خیانت والی آنکھ کو اور اس کو جسے سینے چھپاتے ہیں یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے دعوات کبیر میں نقل کیں۔

(۵) ام مالک:

روایت ہے حضرت ام مالک بہزیہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کا ذکر فرمایا اسے بہت قریب کیا میں نے عرض کیا یارسول اللہ اس میں بہترین آدمی کون ہوگا فرمایا وہ شخص جو اپنے جانوروں میں رہے، ان کا حق ادا کردے اور اپنے رب کی عبادت کرے اور وہ شخص جو اپنے گھوڑے کا سر پکڑے ہو وہ دشمن کو ڈرائے اور دشمن اسے ڈرائیں (ترمذی)

م۔۔۔تابعی بیویاں

(۱) معاذہ بنت عبداللہ:

یہ بہت ہی عبادت گزار اور پرہیز گار خدا کی نیک بندی تھیں حضرت ام المؤمنین بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں شاگرد ہیں دن رات میں چھ سو رکعات نفل پڑھا کرتی تھیں اور رات بھر نوافل اور خدا کی یاد میں مصروف رہ کر جاگتی تھیں خدا کے خوف سے کبھی آسمان کی طرف سر اٹھا کر نہیں دیکھتی تھیں دن میں کبھی کبھی جب بہت زیادہ نیند کا غلبہ ہوتا تھا تو گھنٹہ دو گھنٹہ سولیا کرتی تھیں اور اپنے نفس سے کہا کرتی تھیں کہ ابھی کیوں سوئیں؟ یہ تو عمل کا وقت ہے جاگ کر جتنا ہو سکے اچھے اچھے عمل کر لینا چاہیے موت کے بعد جب عمل کا وقت نہیں رہے گا پھر تو قیامت تک سونا ہی ہے کبھی کہا کرتی تھیں کہ میں کیوں سوؤں؟ کیا معلوم کب موت آجائے کہیں ایسا نہ ہو کہ میں سوتی رہ جاؤں اور خدا کی یاد سے غافل رہتے ہوئے میرا دم نکل جائے غرض ان پر خوف خدا کا بہت زیادہ غلبہ تھا جو ولایت کی خاص نشانی ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو یہ دولت نصیب فرمائے (آمین)

روایت ہے حضرت معاذہ سے فرماتی ہیں فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن سے غسل کرتے تھے جو میرے اور آپ کے درمیان ہوتا پس آپ جلدی کرتے مجھ پر حتی کہ میں کہتی کہ میرے لیئے بھی چھوڑیئے فرماتی ہیں کہ وہ دونوں جنابت میں ہوتے (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت معاذہ عدویہ سے کہ انہوں نے حضرت عائشہ سے عرض کیا کہ حائضہ کا کیا حال ہے کہ وہ روزہ تو قضا کرتی اور نماز قضا نہیں کرتی حضرت عائشہ نے فرمایا کہ یہ عارضہ ہم کو آتا تھا تو ہم کو روزہ کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا اور نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا (مسلم)

روایت ہے حضرت معاذ عدویہ سے کہ انہوں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینہ میں تین دن روزے رکھتے تھے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا کہ مہینہ کے کون سے حصہ میں روزے رکھتے تھے فرمایا اس کی پرواہ

نہ کرتے تھے کہ کس حصہ میں روزہ رکھیں (مسلم)

حضرت سیدتنا مُعاذہ عدَوِیّہ رحمۃ اللہ علیہا روزانہ صبح کے وقت فرماتیں، (شاید) یہ وہ دن ہے جس میں مجھے مرنا ہے۔ پھر شام تک کچھ نہ کھاتیں پھر جب رات ہوتی تو کہتیں، یہ وہ رات ہے جس میں مجھے مرنا ہے۔ پھر صبح تک نماز پڑھتی رہتیں۔
(المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح مؤلف حافظ محمد شرف الدین عبدالمؤمن بن خلف دمیاطی علیہ الرحمۃ)

(۲) مغیرہ:

روایت ہے حضرت حجاج ابن حسان سے فرماتے ہیں کہ ہم انس ابن مالک کے پاس گئے تو مجھے میری بہن مغیرہ نے بتایا بولیں کہ تم اس دن بچے تھے اور تمہارے دو گیسو یا پیشانی پر دو جوڑے تھے تو تمہارے سر پر ہاتھ پھیرا اور تمہیں دعائے برکت دی اور فرمایا کہ ان دونوں کو مونڈ دادیا اور کتر وادیا کرو کیونکہ یہ یہود کا طریقہ ہے (ابوداؤد)

ن۔۔۔صحابہ کرام

(۱) نعمان ابن بشیر:

روایت ہے حضرت نعمان ابن بشیر سے فرمایا کہ میں اس نماز یعنی آخری عشاء کے نماز کا وقت خوب جانتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نماز تیسری شب کے چاند ڈوب جانے پر پڑھا کرتے تھے (ابوداؤد، دارمی)

روایت ہے حضرت نعمان ابن بشیر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری سیدھی صفیں کرتے تھے یہاں تک کہ گویا ان سے تیر سیدھے لیے جائیں گے حتی کہ آپ نے خیال فرمالیا کہ اب ہم آپ سے سیکھ چکے پھر ایک دن تشریف لائے تو کھڑے ہوئے حتی کہ تکبیر کہنے والے ہی تھے کہ ایک شخص کو سینہ نکالے دیکھا تو فرمایا کہ اللہ کے بندو اپنی صفیں سیدھی کرو ورنہ اللہ تعالٰی تمہاری ذاتوں میں اختلاف ڈال دے گا (مسلم)

روایت ہے حضرت نعمان ابن بشیر سے فرماتے ہیں کہ جب ہم نماز میں کھڑے ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفیں سیدھی کرتے جب ہم سیدھے ہوجاتے تو تکبیر کہتے۔ (ابوداؤد)

روایت ہے حضرت نعمان ابن بشیر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گھر گیا تو دو دو رکعتیں پڑھتے رہے اور سورج کے بارے میں پوچھتے جاتے تھے حتی کہ سورج کھل گیا (ابوداؤد) اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ جب سورج گہا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری تمام نمازوں کی طرح نماز پڑھی کہ رکوع اور سجدہ کرتے تھے اور اس کی دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن جلدی جلدی مسجد کی طرف آئے سورج گہہ گیا تھا تو نماز پڑھی حتی کہ کھل گیا پھر فرمایا کہ جاہلیت والے کہتے تھے کہ سورج اور چاند زمین کے کسی بڑے آدمی کے مرنے پر گہتے ہیں حالانکہ سورج چاند نہ کسی کی موت گہیں نہ کسی کی زندگی پر یہ تو خلق الٰہی میں سے دو مخلوق ہیں اللہ اپنی مخلوق پر جو چاہے حادثہ کرے لہذا تم نماز پڑھا کرو حتی کہ سورج کھل جائے یا اللہ کوئی واقعہ پیدا کردے۔

روایت ہے حضرت نعمان ابن بشیر سے فرماتے ہیں کہ عبداللہ ابن رواحہ پر غشی چھاگئی تو ان کی بہن عمرہ رونے لگیں کہ ہائے میرے پہاڑ ہائے میرے ایسے ہائے میرے ویسے ان کی خوبیاں گن گن کر، جب انہیں افاقہ ہوا تو فرمایا کہ تم نے کچھ نہ کہا مگر مجھ سے کہا گیا کیا تم ایسے ہی ہو ایک روایت میں زیادہ کیا تو جب وہ فوت ہوئے تو ان کی بہن ان پر نہ روئیں۔ (بخاری)

روایت ہے حضرت نعمان ابن بشیر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالٰی نے زمین وآسمان کی پیدائش سے دو ہزار برس پہلے ایک کتاب لکھی جس میں سے دو آیتیں وہ اتاریں جن پر سورۂ بقرہ ختم فرمائی یہ ناممکن ہے

کہ کسی گھر میں یہ آیتیں برابر تین شب پڑھی جائیں پھر شیطان اس کے پاس بھی پھٹکے ترمذی، دارمی اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے

روایت ہے حضرت نعمان ابن بشیر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور ان کے درمیان کچھ شبہ کی چیزیں ہیں جنہیں بہت لوگ نہیں جانتے تو جو شبہات سے بچے گا وہ اپنا دین اور اپنی آبرو بچالے گا اور جو شبہات میں پڑے گا وہ حرام میں واقع ہو جائے گا جیسے جو چرواہا شاہی چراگاہ کے آس پاس چرائے تو قریب ہے کہ اس میں جانور چرلیں آگاہ رہو کہ ہر بادشاہ کی چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ کی مقرر کردہ چراگاہ اس کے محرمات ہیں، آگاہ رہو کہ جسم میں ایک پارہ گوشت ہے جب وہ ٹھیک ہو جائے تو سارا جسم ٹھیک ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جائے تو تمام جسم بگڑ جاتا ہے، خبردار وہ دل ہے (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت نعمان ابن بشیر سے کہ ان کے والد انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدمت میں لائے عرض کیا میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام دیا ہے حضور نے فرمایا کیا تم نے اپنی ساری اولاد کو اسی طرح دیا ہے عرض کیا نہیں فرمایا تو اسے لوٹالو اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ نے فرمایا کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ وہ ساری اولاد تمہاری خدمت میں برابر ہو عرض کیا ہاں فرمایا تو نہیں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ فرماتے ہیں مجھے میرے باپ نے کچھ عطیہ دیا تو عمرہ بنت رواحہ بولیں میں تو راضی نہیں حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کرلو تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آئے عرض کیا میں نے اپنے اس بیٹے کو جو عمرہ بنت رواحہ سے ہے ایک عطیہ دیا ہے وہ کہتی ہیں میں یارسول اللہ آپ کو گواہ بنالوں فرمایا کیا تم نے اپنے سارے بچوں کو اسی طرح دیا ہے عرض کیا نہیں فرمایا اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں انصاف کرو فرماتے ہیں میرے والد لوٹ گئے پھر اپنا عطیہ واپس کرلیا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں ظلم پر گواہ نہیں ہوتا

(مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت نعمان ابن بشیر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گیہوں سے شراب ہوتی ہے اور جو سے شراب ہوتی ہے اور کھجور سے شراب ہوتی ہے اور کشمش سے شراب ہوتی ہے اور شہد سے شراب ہوتی ہے، (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ) اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

روایت ہے حضرت نعمان ابن بشیر سے فرماتے ہیں کہ کیا تم جس قدر چاہو کھانے پینے میں مشغول نہیں میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ردی خرمے بھی اس قدر نہ پاتے تھے کہ اپنا پیٹ بھر لیں

(مسلم)

روایت ہے حضرت نعمان ابن بشیر سے فرماتے ہیں اجازت مانگی حضرت ابوبکر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو حضرت عائشہ کی آواز سنی بلند تو جب آئے تو انہیں پکڑا تا کہ طمانچہ ماردیں اور فرمایا میں تم کو نہ دیکھوں کہ تم اپنی آواز نبی صلی

اللہ علیہ وسلم پر اونچی کرتی ہوتو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو روکنے لگے اور حضرت ابوبکر ناراض ہوکر چلے گئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہ ابوبکر صدیق چلے گئے بولو تم نے مجھے کیسا دیکھا میں نے تم کو ان صاحب سے بچالیا راوی کہتے ہیں کہ پھر کچھ دن حضرت ابوبکر ٹھہرے پھر اجازت مانگی تو ان دونوں حضرات کو صلح محبت میں پایا ان سے عرض کیا کہ مجھے اپنی صلح صفائی میں داخل کرلو جیسے تم نے مجھے اپنی لڑائی میں داخل کیا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے کرلیا ہم نے کرلیا

(ابوداؤد)

روایت ہے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی حدود میں سستی کرنے والوں اور ان میں گرنے والوں کی مثال ان لوگوں جیسی ہے جنہوں نے کشتی میں قرعہ ڈالا پس کچھ لوگ اس کے نچلے حصے میں رہے اور کچھ اوپر والے میں نیچے والے پانی لے کر اوپر والوں کے پاس سے گزرے انہیں اس پر تکلیف دی جاتی تو انہوں نے کلہاڑی لی اور کشتی کا نچلہ حصہ توڑنا شروع کردیا فریق ثانی نے آکر کہا کہ تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ کہا کہ میری وجہ سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے اور مجھے پانی کی ضرورت ہے اگر وہ اس کا ہاتھ پکڑلیں تو اسے بچالیں گے اور اپنی جانوں کو بھی اور اگر چھوڑدیں تو اسے ہلاک کردیں گے اور اپنی جانوں کو بھی ہلاک کرلیں گے (بخاری)

روایت ہے حضرت نعمان ابن بشیر سے وہ حضرت حذیفہ سے راوی فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم میں نبوت رہے گی جب تک اس کا رہنا اللہ چاہے پھر اسے اللہ اٹھالے گا پھر ہوگی خلافت نبوت کے راستہ پر جب تک اللہ اس کا ہونا چاہے ۳ پھر اسے بھی اللہ اٹھالے گا پھر کٹکھنا ملک ہوگا پھر وہ رہے گا جب تک اللہ اس کا رہنا چاہے پھر اسے اللہ اٹھالے گا پھر جبریہ سلطنت ہوگی وہ بھی رہے گی جب تک اللہ اس کا رہنا چاہے، پھر اسے اللہ اٹھالے گا، پھر خلافت نبوۃ کی شہراہ پر ہوگی پھر حضور خاموش ہوگئے، حبیب کہتے ہیں پھر جب عمر ابن عبدالعزیز قائم ہوئے تو میں نے انہیں یہ حدیث لکھ بھیجی میں ان کو یہ حدیث یاد دلاتا تھا میں نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ آپ کٹکھنے اور جبریہ ملک کے بعد مسلمانوں کے امیر ہوئے تو آپ اس سے بہت خوش ہوئے اور عمر ابن عبدالعزیز کو یہ بہت پسند آئی (احمد، بیہقی دلائل النبوۃ)

روایت ہے حضرت نعمان ابن بشیر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دوزخیوں میں سب سے ہلکے عذاب والا وہ ہوگا جس کے لیے آگ کا جوتا اور دو تسمے ہوں گے جس سے اس کا دماغ کھولتا ہے جیسے ہانڈی کھولتی ہے وہ نہ سمجھے گا کہ کوئی بھی اس سے سخت تر عذاب والا ہے حالانکہ وہ ان سب میں ہلکے عذاب والا ہوگا (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت نعمان ابن بشیر سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میں نے تم کو آگ سے ڈرایا میں نے تم کو آگ سے ڈرایا آپ یہ فرماتے رہے حتی کہ اگر حضور میری اس جگہ ہوتے تو بازار والے سن لیتے اور حتی کہ جو چادر آپ پر تھی وہ آپ کے پاس قدموں پر گر گئی (دارمی)

(۲) نعمان ابن عمرو ابن مقرّن:

حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہمارے قبیلہ کے چار سو آدمی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور جب ہم لوگ اپنے گھروں کو واپس ہونے لگے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر! تم ان لوگوں کو کچھ تحفہ عنایت کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے گھر میں بہت ہی تھوڑی سی کھجوریں ہیں۔ یہ لوگ اتنے قلیل تحفہ سے شاید خوش نہ ہوں گے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر یہی ارشاد فرمایا کہ اے عمر! جاؤ ان لوگوں کو ضرور کچھ تحفہ عطا کرو۔ ارشادِ نبوی سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان چار سو آدمیوں کو ہمراہ لے کر مکان پر پہنچے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ مکان میں کھجوروں کا ایک بہت ہی بڑا تودہ پڑا ہوا ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفد کے لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ جتنی اور جس قدر چاہو ان کھجوروں میں سے لے لو۔ ان لوگوں نے اپنی حاجت اور مرضی کے مطابق کھجوریں لے لیں۔ حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ سب سے آخر میں جب میں کھجوریں لینے کے لئے مکان میں داخل ہوا تو مجھے ایسا نظر آیا کہ گویا اس ڈھیر میں سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی ہے۔ (المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب الوفد الثانی عشر، وفد مزینۃ، ج ۵،ص ۱۷۸۔۱۷۹)

یہ وہی حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جو فتح مکہ کے دن قبیلہ مزینہ کے علم بردار تھے یہ اپنے سات بھائیوں کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ آئے تھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ کچھ گھر تو ایمان کے ہیں اور کچھ گھر نفاق کے ہیں اور آل مقرن کا گھر ایمان کا گھر ہے۔ (مدارج النبوت، قسم سوم، باب نہم، ج ۲،ص ۳۶۷)

روایت ہے حضرت نعمان ابن مقرن سے اٖ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں حاضر ہوا جب حضور اول دن میں جنگ نہ کرتے تو انتظار فرماتے حتی کہ ہوائیں چلتیں اور وقت نماز آجاتا (بخاری)

(۳) نعیم ابن مسعود:

حضرت نعیم بن مسعود اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبیلہ غطفان کے بہت ہی معزز سردار تھے اور قریش و یہود دونوں کو ان کی ذات پر پورا پورا اعتماد تھا یہ مسلمان ہو چکے تھے لیکن کفار کو ان کے اسلام کا علم نہ تھا انہوں نے بارگاہ رسالت میں یہ درخواست کی (جنگ خندق کے موقع پر) کہ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں یہود اور قریش دونوں سے ایسی گفتگو کروں کہ دونوں میں پھوٹ پڑ جائے، آپ نے اس کی اجازت دے دی چنانچہ انہوں نے یہود اور قریش سے الگ الگ کچھ اس قسم کی باتیں کیں جس سے واقعی دونوں میں پھوٹ پڑ گئی۔

ابو سفیان شدید سردی کے موسم، طویل محاصرہ، فوج کا راشن ختم ہو جانے سے حیران و پریشان تھا جب اس کو یہ پتا چلا کہ یہودیوں نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے تو اس کا حوصلہ پست ہو گیا اور وہ بالکل ہی بددل ہو گیا پھر ناگہاں کفار کے لشکر پر قہر

قہار وغضب جبار کی ایسی مار پڑی کہ اچانک مشرق کی جانب سے ایسی طوفان خیز آندھی آئی ابوسفیان نے اپنی فوج میں اعلان کرادیا کہ راشن ختم ہوچکا، موسم انتہائی خراب ہے، یہودیوں نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا لہٰذا اب محاصرہ بے کار ہے، یہ کہہ کر کوچ کا نقارہ بجادینے کا حکم دے دیا اور بھاگ نکلا قبیلہ غطفان کا لشکر بھی چل دیا بنوقریظہ بھی محاصرہ چھوڑ کر اپنے قلعوں میں چلے آئے اوران لوگوں کے بھاگ جانے سے مدینہ کا مطلع کفار کے گردوغبار سے صاف ہوگیا۔ (السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر مغازیہ، غزوۃ بنی قریظۃ، ج۲، ص۴۴۴۔۴۴۸ ملتقطاً) (والمواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ الخندق... الخ، ج۳، ص۵۳۔۵۶)

روایت ہے حضرت نعیم ابن مسعود سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دوشخصوں سے فرمایا جومسیلمہ کے پاس سے آئے تھے کہ اگر یہ قانون نہ ہوتا کہ قاصد قتل نہیں کیے جاتے تو میں تمہاری گردنیں ماردیتا (احمد، ابوداؤد)

ابوبکرابن ابی شیبہ مصنف میں عبید بن عمرولیثی اور طبرانی کبیر میں نعیم بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تقوم الساعة حتى يخرج ثلثون كذابا كلهم يزعم انه نبي زاد - عبيد قبل يوم القيمة-

قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ اس سے پہلے تیس کذاب نکلیں ہرایک اپنے آپ کو نبی کہتا ہو۔عبید نے اس پر قبل یوم القیمۃ کوزائد کیا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفتن حدیث ۱۹۴۱۱، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی ۱۵/ ۱۷۰)

(۵) نعیم ابن عبداللہ:

ایک روایت یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن غصہ میں بھرے ہوئے ننگی تلوار لے کر اس ارادہ سے چلے کہ آج میں اسی تلوار سے پیغمبر اسلام کا خاتمہ کردوں گا۔ اتفاق سے راستہ میں حضرت نعیم بن عبداللہ قریشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوگئی۔ یہ مسلمان ہوچکے تھے مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوان کے اسلام کی خبر نہیں تھی۔ حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ کیوں؟ اے عمر! اس دوپہر کی گرمی میں ننگی تلوار لے کر کہاں چلے؟ کہنے لگے کہ آج بانیٔ اسلام کا فیصلہ کرنے کے لئے گھر سے نکل پڑا ہوں۔انہوں نے کہا کہ پہلے اپنے گھر کی خبر لو۔تمہاری بہن فاطمہ بنت الخطاب اورتمہارے بہنوئی سعید بن زید بھی تو مسلمان ہوگئے ہیں۔ یہ سن کر آپ بہن کے گھر پہنچے اوردروازہ کھٹکھٹایا۔گھر کے اندر چند مسلمان چھپ کر قرآن پڑھ رہے تھے۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آوازسن کر سب لوگ ڈرگئے اور قرآن کے اوراق چھوڑ کر ادھرادھر چھپ گئے۔ بہن نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلا کر بولے کہ اے اپنی جان کی دشمن! کیا تو بھی مسلمان ہوگئی ہے؟ پھر اپنے بہنوئی حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جھپٹے اوران کی داڑھی پکڑ کران کو زمین پر پٹخ دیا اور سینے پر سوار ہوکر مارنے لگے۔ان کی بہن حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوہر کو بچانے کے لئے دوڑ پڑیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو ایسا طمانچہ مارا کہ ان کے کانوں کے جھومر ٹوٹ کر گر پڑے اور

ان کا چہرہ خون سے لہولہان ہو گیا۔ بہن نے صاف صاف کہہ دیا کہ عمر! سن لو تم سے جو ہو سکے کرلو مگر اب اسلام دل سے نہیں نکل سکتا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہن کا خون آلودہ چہرہ دیکھا اور ان کا عزم واستقامت سے بھرا ہوا یہ جملہ سنا تو ان پر رقت طاری ہو گئی اور ایک دم دل نرم پڑ گیا۔ تھوڑی دیر تک خاموش کھڑے رہے۔ پھر کہا کہ اچھا تم لوگ جو پڑھ رہے تھے مجھے بھی دکھاؤ۔ بہن نے قرآن کے اوراق کو سامنے رکھ دیا۔ اٹھا کر دیکھا تو اس آیت پر نظر پڑی کہ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اس آیت کا ایک ایک لفظ صداقت کی تاثیر کا تیر بن کر دل کی گہرائی میں پیوست ہوتا چلا گیا اور جسم کا ایک ایک بال لرزہ براندام ہونے لگا۔

جب اس آیت پر پہنچے کہ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ تو بالکل ہی بے قابو ہو گئے اور بے اختیار پکار اٹھے کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہ وہ وقت تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ارقم بن ابوارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں مقیم تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہن کے گھر سے نکلے اور سیدھے حضرت ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر پہنچے تو دروازہ بند پایا، کنڈی بجائی، اندر کے لوگوں نے دروازہ کی جھری سے جھانک کر دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ننگی تلوار لئے کھڑے تھے۔ لوگ گھبرا گئے اور کسی میں دروازہ کھولنے کی ہمت نہیں ہوئی مگر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلند آواز سے فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور اندر آنے دو اگر نیک نیتی کے ساتھ آیا ہے تو اس کا خیر مقدم کیا جائے گا ورنہ اسی کی تلوار سے اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اندر قدم رکھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود آگے بڑھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بازو پکڑا اور فرمایا کہ اے خطاب کے بیٹے! تو مسلمان ہو جا آخر تو کب تک مجھ سے لڑتا رہے گا؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہ آواز بلند کلمہ پڑھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مارے خوشی کے نعرہ تکبیر بلند فرمایا اور تمام حاضرین نے اس زور سے اللہ اکبر کا نعرہ مارا کہ مکہ کی پہاڑیاں گونج اٹھیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ چھپ چھپ کر خدا کی عبادت کرنے کے کیا معنی؟ اٹھیے ہم کعبہ میں چل کر علی الاعلان خدا کی عبادت کریں گے اور خدا کی قسم! میں کفر کی حالت میں جن جن مجلسوں میں بیٹھ کر اسلام کی مخالفت کرتا رہا ہوں اب ان تمام مجالس میں اپنے اسلام کا اعلان کروں گا۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کی جماعت کو لے کر دو قطاروں میں روانہ ہوئے۔ ایک صف کے آگے آگے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چل رہے تھے اور دوسری صف کے آگے آگے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اس شان سے مسجد حرام میں داخل ہوئے اور نماز ادا کی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حرم کعبہ میں مشرکین کے سامنے اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ یہ سنتے ہی ہر طرف سے کفار دوڑ پڑے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مارنے لگے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان لوگوں سے لڑنے لگے۔ ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ماموں ابوجہل آ گیا۔ اس نے پوچھا کہ یہ ہنگامہ کیسا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہو گئے ہیں اس لئے لوگ برہم ہو کر ان پر حملہ آور ہوئے ہیں۔

یہ سن کر ابوجہل نے حطیم کعبہ میں کھڑے ہوکر اپنی آستین سے اشارہ کر کے اعلان کر دیا کہ میں نے اپنے بھانجے عمر کو پناہ دی۔ ابوجہل کا یہ اعلان سن کر سب لوگ ہٹ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ اسلام لانے کے بعد میں ہمیشہ کفار کو مارتا اور ان کی مار کھاتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب فرما دیا۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کی جماعت کو لے کر دو قطاروں میں روانہ ہوئے۔ ایک صف کے آگے آگے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چل رہے تھے اور دوسری صف کے آگے آگے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اس شان سے مسجد حرام میں داخل ہوئے اور نماز ادا کی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حرم کعبہ میں مشرکین کے سامنے اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ یہ سنتے ہی ہر طرف سے کفار دوڑ پڑے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مارنے لگے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان لوگوں سے لڑنے لگے۔ ایک ہنگامہ برپا ہوگیا۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ماموں ابوجہل آ گیا۔ اس نے پوچھا کہ یہ ہنگامہ کیسا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہو گئے ہیں اس لئے لوگ برہم ہوکر ان پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ یہ سن کر ابوجہل نے حطیم کعبہ میں کھڑے ہوکر اپنی آستین سے اشارہ کر کے اعلان کر دیا کہ میں نے اپنے بھانجے عمر کو پناہ دی۔ ابوجہل کا یہ اعلان سن کر سب لوگ ہٹ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ اسلام لانے کے بعد میں ہمیشہ کفار کو مارتا اور ان کی مار کھاتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب فرما دیا۔ (شرح الزرقانی علی المواھب، اسلام عمر الفاروق رضی اللہ عنہ، ج ۲، ص ۵۔۱۰) (والمواھب اللدنیۃ، ھجرۃ صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۱، ص ۱۲۵، ۱۲۶ ملتقطا)

روایت ہے حضرت جابر سے کہ ایک انصاری آدمی نے اپنا غلام مدبر کیا اور اس کے پاس اس کے سوا اور مال نہ تھا یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا مجھ سے اسے کون خریدتا ہے چنانچہ اسے نعیم ابن نحام نے آٹھ سو درہم کے عوض خرید لیا (مسلم، بخاری) اور مسلم کی روایت میں یوں ہے کہ اسے نعیم ابن عبداللہ عدوی نے آٹھ سو درہم کے عوض خریدا وہ یہ درہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے آپ نے وہ درہم اسے دیئے پھر فرمایا کہ اپنے نفس سے شروع کرو کہ اس پر خرچ کرو پھر اگر کچھ بچ رہے تو اپنے گھر والوں کو دو پھر اگر گھر والوں سے کچھ بچ رہے تو اپنے قرابت والوں کو دو پھر اگر تمہارے قرابت داروں سے بھی کچھ بچ رہے تو یوں دو اور یوں دو، حضور انور اپنے آگے دائیں بائیں اشارہ فرماتے جاتے تھے۔

(۶) ناجیہ ابن جندب:

روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص (ناجیہ ابن جندب اسلمی) کے ساتھ سولہ ہدی کے اونٹ بھیجے کہ اسی شخص کو ان کا منتظم بنایا اس نے عرض کیا یارسول اللہ کہ ان میں سے اس کا کیا کروں جو تھک رہے فرمایا اسے ذبح کر دو پھر اس کے جوتے اس کے خون میں رنگ دو پھر وہ جوتے اس کے کوہان کے حصہ پر رکھ دو

اور اس سے نہ تم کھاؤ، نہ تمہارے ساتھیوں میں سے کوئی کھائے (مسلم)

روایت ہے حضرت ناجیہ خزاعی سے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس ہدی اونٹ کا میں کیا کروں جو تھک کر رہ جائے فرمایا اسے ذبح کردو پھر اس کی جوتی اس کے خون میں بھگو دو پھر اسے لوگوں میں چھوڑ دو کہ اسے کھالیں (مالک، ترمذی، ابن ماجہ) ابوداؤد، دارمی نے یہ حدیث ناجیہ اسلمی سے روایت کی

(۷) نبیشۃ الخیر:

امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے نبیشۃ الخیر الہذلی سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی پیالہ میں کھایا پھر اس کو چاٹا تو وہ پیالہ اس کیلئے استغفار کرے گا۔ (مسند احمد بن حنبل عن نبیشۃ بیروت ۵/۷۶)

(۸) نوفل ابن معاویہ:

طائف ایک بہت ہی محفوظ شہر تھا جس کے چاروں طرف شہر پناہ کی دیوار بنی ہوئی تھی اور یہاں ایک بہت ہی مضبوط قلعہ بھی تھا۔ یہاں کا رئیس اعظم عروہ بن مسعود ثقفی تھا جو ابوسفیان کا داماد تھا۔ یہاں ثقیف کا جو خاندان آباد تھا وہ عزت و شرافت میں قریش کا ہم پلہ شمار کیا جاتا تھا۔ کفار کی تمام فوجیں سال بھر کا راشن لے کر طائف کے قلعہ میں پناہ گزیں ہوگئی تھیں۔ اسلامی افواج نے طائف پہنچ کر شہر کا محاصرہ کر لیا مگر قلعہ کے اندر سے کفار نے اس زور و شور کے ساتھ تیروں کی بارش شروع کر دی کہ لشکر اسلام اس کی تاب نہ لا سکا اور مجبوراً اس کو پسپا ہونا پڑا۔ اٹھارہ دن تک شہر کا محاصرہ جاری رہا مگر طائف فتح نہیں ہو سکا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب جنگ کے ماہروں سے مشورہ فرمایا تو حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لومڑی اپنے بھٹ میں گھس گئی ہے۔ اگر کوشش جاری رہی تو پکڑ لی جائے گی لیکن اگر چھوڑ دی جائے تو بھی اس سے کوئی اندیشہ نہیں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے محاصرہ اٹھا لینے کا حکم دے دیا۔ (المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب غزوۃ الطائف، ج ۴، ص ۶، ۷، ۱۳ ملتقطاً)

روایت ہے حضرت نوفل ابن معاویہ سے فرماتے ہیں کہ میں اسلام لایا حالانکہ میرے قبضہ میں پانچ بیویاں تھیں تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو فرمایا ایک کو جدا کر دو اور چار کو رکھ لو چنانچہ میں نے ان میں سے اپنی پرانی صحبت والی جو ساٹھ سالہ بانجھ تھی ادھر توجہ کی اور اسے جدا کر دیا (شرح السنہ)

حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جس کی نماز فوت ہوئی گویا اس کے اہل و مال جاتے رہے۔

(صحیح البخاري، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ في الاسلام، الحدیث: ۳۶۰۲، ج ۲، ص ۵۰۱.

(۹) نواس ابن سمعان:

روایت ہے حضرت نواس ابن سمعان سے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ قیامت کے دن قرآن اور قرآن والے جو اس پر عمل کرتے تھے یوں بلائے جائیں گے کہ سورۂ بقرو آل عمران آگے آگے ہوں گی گویا سفید بادل ہیں یا کالے شامیانے جن کے درمیان کچھ فاصلہ ہوگا گویا وہ صف بستہ پرندوں کی دو ٹولیاں اپنے عاملوں کیطرف سے جھگڑتی ہوں گی (مسلم)

روایت ہے نواس ابن سمعان سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خالق کی نافرمانی میں سے مخلوق کی اطاعت نہیں (شرح السنہ)

روایت ہے حضرت نواس ابن سمعان سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے متعلق پوچھا تو فرمایا نیکی اچھی عادت ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے سینہ میں چھپے اور تو یہ ناپسند کرے کہ اس پر لوگ خبردار ہوں (مسلم)

روایت ہے حضرت نواس ابن سمعان سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر فرمایا تو فرمایا اگر وہ نکلا اور میں تم میں ہوا تو تمہارے بغیر اس کا مقابل میں ہوں گا اور اگر نکلا اور میں تم میں نہ ہوا تو ہر شخص اپنی ذات کا محافظ ہے اور ہر مسلمان پر اللہ میرا خلیفہ ہے وہ جوان ہے سخت گھونگر بال اس کی آنکھ ابھری ہوئی ہے گویا میں اسے عبدالعزیٰ ابن قطن سے تشبیہ دیتا ہوں تو تم میں سے جو اسے پائے تو اس پر سورۂ کہف کی شروع کی آیتیں پڑھے اور ایک روایت میں ہے کہ اس پر سورۂ کہف کی ابتدائی آیتیں پڑھے کہ وہ تمہارا امان ہے اس کے فتنہ سے وہ شام و عراق والے راستے سے نکلے گا تو داہنے بائیں فساد پھیلائے گا اے اللہ کے بندو ثابت قدم رہنا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کا زمین میں ٹھہرنا کتنا ہے فرمایا چالیس دن ایک دن سال کی طرح ہوگا اور ایک دن مہینہ کی طرح اور ایک دن ہفتہ کی طرح اور بقیہ دن تمہارے عام دنوں کی طرح ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ تو یہ دن جو ایک سال کی طرح ہوگا کیا اس میں ہم کو ایک دن کی نمازیں کافی ہوں گی فرمایا نہیں تم اس کے لیے اندازہ لگا لینا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ زمین میں اس کی تیز رفتاری کیسی ہوگی فرمایا جیسے بادل جس کے پیچھے ہوا ہو وہ ایک قوم پر آوے گا انہیں بلائے گا وہ اس پر ایمان لے آئیں گے تو آسمان کو حکم دے گا وہ بارش برسائے گا اور زمین کو حکم دے گا وہ اگائے گی ان کے جانور آئیں گے جیسے پہلے تھے اس سے زیادہ دراز کوہان والے اور زیادہ بھرے ہوئے تھن والے اور زیادہ لمبی کوکھوں والے پھر ایک دوسری قوم کے پاس آئے گا انہیں بلائے گا وہ اس کی بات رد کر دیں گے وہ ان کے پاس سے لوٹ جاوے گا تو یہ لوگ قحط زدہ رہ جاویں گے کہ ان کے ہاتھوں میں ان کے مال میں سے کچھ نہ رہے گا اور ویرانہ پر گزرے گا اس سے کہے گا اپنے خزانے نکال تو اس کے پیچھے یہ خزانے شہد کی مکھیوں کی طرح چلیں گے پھر ایک جوانی سے بھرے ہوئے شخص کو بلائے گا اسے تلوار سے مار کر اس کے دو ٹکڑے کر کے تیر کے نشان

پر پھینک دے گا پھر اسے بلائے گا تو وہ آجاوے گا اور اس کا چہرہ چمکتا ہوگا وہ ہنستا ہوگا جب کہ وہ اس طرح ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو بھیجے گا آپ دمشق کے مشرقی سفید مینارے کے پاس دو زعفرانی کپڑوں کے درمیان اتریں گے اپنے ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوئے جب اپنا سر جھکائیں گے تو قطرے ٹپکیں گے اور جب اٹھائیں گے تو ان سے قطرے ٹپکیں گے موتیوں کی طرح پھر کسی کافر کو ممکن نہ ہوگا کہ آپ کی سانس پائے مگر مر جاوے گا اور آپ کی سانس وہاں تک پہنچے گی جہاں تک آپ کی نظر جاوے گی آپ اسے تلاش کریں گے یہاں تک کہ اسے باب لد میں پائیں گے تو قتل کریں گے پھر حضرت عیسیٰ کے پاس وہ قوم آوے گی جنہیں اللہ نے دجال سے محفوظ رکھا تو آپ ان کے چہرے صاف فرمائیں گے اور انہیں ان کے جنتی درجات کی خبر دیں گے وہ اس طرح ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ کو رب تعالیٰ وحی کرے گا کہ میں نے اپنے بندے نکالے ہیں جن سے لڑنے کی کسی میں طاقت نہیں تو میرے بندوں کو طور کی طرف لے جاؤ اور اللہ یاجوج ماجوج کو بھیجے گا جو ہر ٹیلے سے ڈورتے آئیں گے ۲۶ تو ان کی اگلی جماعت بحیر طبریہ پر گزرے گی اس کا سارا پانی پی جاوے گی ان کی آخری جماعت گزرے گی تو کہے گی کہ کبھی یہاں پانی تھا حتی کہ جبل خمر تک پہنچیں گے، یہ بیت المقدس کا ایک پہاڑ ہے تو کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں کو تو قتل کر دیا آؤ آسمان والوں کو قتل کریں تو اپنے تیر آسمان کی طرف چلائیں گے تو اللہ ان کے تیر خون سے رنگین لوٹائے گا اور اللہ کے نبی اور ان کے ساتھی محصور رہیں گے حتی کہ ان کے لیے ایک بیل کی سری سو اشرفیوں سے بڑھ کر ہوگی جو تمہارے لیے آج ہے تب اللہ کے نبی عیسیٰ اور ان کے ساتھی متوجہ الی اللہ ہوں گے تب اللہ ان یاجوج ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کرے گا تو وہ سب ایک شخص کی موت کی طرح مردہ ہوجائیں گے پھر اللہ کے نبی عیسیٰ اور ان کے ساتھی زمین کی طرف اتریں گے تو زمین میں بالشت بھر زمین ایسی نہ پائیں گے جو ان کی لاشوں اور بدبو نے نہ بھر دی ہو تب اللہ کے نبی عیسیٰ اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ پرندے بھیجے گا اونٹ کی گردن کی طرح وہ انہیں اٹھا کر جہاں اللہ چاہے گا پھینک دیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ انہیں نھبل میں پھینک دیں گے اور مسلمان ان کی کمانیں ان کے کمانوں ان کے نیزوں اور ترکش سات سال تک جلائیں گے پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا جس سے نہ کوئی گھر مٹی کا بچے گا نہ اون کا تو وہ زمین کو دھودے گی حتی کہ اسے شیشہ کی طرح کر چھوڑے گی زمین سے کہا جاوے گا تو اپنے پھل اُگا اور اپنی برکت لوٹا دے تو اس دن ایک انار سے ایک جماعت کھائے گی اور اس کے چھلکے سے سایہ لے گی اور دودھ میں برکت دی جاوے گی حتی کہ تازہ جنی ہوئی اونٹنی لوگوں کی ایک جماعت کو کافی ہوگی اور نئی جنی ہوئی گائے ایک قبیلہ کو کافی ہوگی اور نئی جنی ہوئی بکری لوگوں کے ایک خاندان کو کافی ہوگی جب کہ وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ اللہ ایک خوشگوار ہوا بھیجے گا وہ انہیں ان کی بغلوں کے نیچے لگے گی تو ہر مسلمان ہر مؤمن کی روح قبض کر لے گی اور بدترین لوگ رہ جائیں گے جو زمین میں گدھوں کی جفتی کی طرح زنا کریں گے ان پر قیامت ہوگی (مسلم) سوا دوسری روایت کے اور یہ قول ہے کہ انہیں نھبل میں پھینک دے گی سبع سنین تک (ترمذی)

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ نیکی کیا ہے؟ اور گناہ کیا ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ نیکی اچھے اخلاق ہیں اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو اس کو برا سمجھے کہ لوگ اس پر مطلع ہوں۔ (صحیح مسلم، کتاب البر...الخ، باب تفسیر البر والاثم، الحدیث: ۲۵۵۳، ص ۱۳۸۲)

(۱۰) نفیع ابن حارث ثقفی:

روایت ہے حضرت ابوبکرہ سے فرماتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز کے لئے نکلا تو آپ جس سوتے ہوئے شخص پر گزرتے تھے اسے نماز کے لئے آواز دیتے یا اپنے پاؤں شریف سے ہلاتے (ابوداؤد)

روایت ہے حضرت ابوبکرہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرماتے ہیں مدینہ میں مسیح دجال کا رعب نہ آسکے اس دن مدینہ کے سات دروازے ہوں گے ہر دروازہ پر دو فرشتے (بخاری)

روایت ہے حضرت ابوبکرہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا جب دو مسلمان ملیں کہ ان میں سے ایک اپنے بھائی پر ہتھیار اٹھائے تو وہ دونوں دوزخ کے کنارہ میں ہوتے ہیں پھر جب ان میں سے ایک اپنے صاحب کو قتل کردیتا ہے تو وہ دونوں دوزخ میں داخل ہوجاتے ہیں انہیں سے دوسری روایت میں ہے فرمایا کہ جب دو مسلمان اپنی تلواروں سے مل پڑتے ہیں تو قاتل ومقتول دوزخ میں جاتے ہیں میں نے عرض کیا یہ تو قاتل ہے تو مقتول کا کیا ہے فرمایا وہ اپنے صاحب کے قتل پر حریص تھا (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت ابوبکرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عنقریب فتنے ہوں گے پھر فتنے، خبردار پھر فتنے ہوں گے پھر وہ فتنے ہوں گے کہ ان میں بیٹھا ہوا چلتے ہوئے سے بہتر ہوگا اور چلتا ہوا دوڑتے ہوئے سے بہتر ہوگا آگاہ رہو کہ جب وہ فتنے واقع ہوں تو جس کے اونٹ ہوا اور اونٹوں سے مل جاوے اور جس کی بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں میں چلا جاوے اور جس کی زمین ہو وہ اپنی زمین میں پہنچ جاوے تو ایک صاحب بولے یارسول اللہ فرمایئے تو جس کے پاس نہ اونٹ ہوں نہ بکریاں نہ زمین فرمایا وہ اپنی تلوار کی طرف رخ کرے اور اس کی دھار کو پتھر سے کوٹ دے پھر الگ ہونے کی طاقت رکھے اے اللہ کیا میں نے پہنچادیا (تین بار فرمایا) پھر ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ فرمایئے تو اگر مجھے مجبور کیا جاوے حتی کہ مجھے دونوں صفوں میں سے ایک صف تک لے جایا جاوے پھر مجھے کوئی اپنی تلوار سے مار دے یا آوے کہ مجھے قتل کردے فرمایا وہ اپنا اور تمہارا گناہ لے کر لوٹے گا اور وہ دوزخی ہوگا (مسلم)

روایت ہے حضرت ابوبکرہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا کہ حسن ابن علی آپ کی ایک کروٹ پر تھے آپ کبھی لوگوں پر توجہ فرماتے اور کبھی ان پر اور فرماتے تھے کہ میرا یہ بیٹا سید ہے شاید کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرادے (بخاری)

(۱۱) نافع ابن عتبہ ابن ابی وقاص:

روایت ہے حضرت نافع ابن عتبہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم لوگ جزیرہ عرب پر جہاد کرو گے تو اللہ اسے فتح فرمادے گا تو پھر فارس پر تو اللہ وہ بھی فتح کردے گا پھر تم روم پر غزوہ کرو گے تو اللہ وہ بھی فتح کردے گا پھر تم دجال پر جہاد کرو گے تو اللہ وہ بھی فتح کردے گا (مسلم)

(۱۲) ابو نجیح:

روایت ہے ابو نجیح سلمی سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جس نے اللہ کی راہ میں تیر پہنچایا تو وہ اس کے لیے جنت میں ایک درجہ ہے اور جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا تو اس کے لیے آزاد کیے ہوئے کے برابر ہے اور جو اسلام میں بوڑھا ہوا تو اس کے لیے قیامت کے دن نور ہوگا بیہقی شعب الایمان اور ابوداؤد نے پہلی فصل روایت کی اور نسائی نے پہلی اور دوسری اور ترمذی نے دوسری اور تیسری اور ان بیہقی اور ترمذی کی روایات میں بجائے فی الاسلام کے یوں ہے کہ جو اللہ کی راہ میں جوان ہوا

ن۔۔۔تابعین عظام

(۱) نافع ابن سرجس:

روایت ہے حضرت نافع سے کہ ایک شخص حضرت ابن عمر کے پاس آیا بولا کہ فلاں آپ کو سلام کہتا ہے فرمایا میں نے سنا ہے وہ بدعتی ہوگیا اگر واقعی وہ بدعتی ہوگیا تو اسے میرا اسلام نہ کہنا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میری امت میں یا اس امت میں دھنسنا، صورت بدلنا، پتھر برسنا ہوگا قدریوں میں اسے ترمذی، ابوداؤد، اور ابن ماجہ نے نقل کیا ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے

(۲) نافع ابن جبیر ابن مطعم:

روایت ہے حضرت عمرو بن عطاء سے فرماتے ہیں کہ نافع ابن جبیر نے انہیں حضرت سائب کے پاس اس چیز کے پوچھنے کے لیئے بھیجا جو امیر معاویہ نے ان سے نماز میں دیکھی ہو انہوں نے فرمایا ہاں میں نے امیر معاویہ کے ساتھ مقصورے میں جمعہ پڑھا جب امام نے سلام پھیرا تو میں اسی جگہ کھڑا ہوگیا۔ جب وہ چلا گیا تو مجھے بلایا اور فرمایا کہ یہ کام آئندہ نہ کرنا جب تم جمعہ پڑھو تو اسے اور نماز سے نہ ملاؤ یہاں تک کہ کوئی بات کرلو یا ہٹ جاؤ کیونکہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا کہ بغیر کلام یا بغیر ہٹے نماز کو نماز سے نہ ملائیں (مسلم)

(۳) نافع ابن غالب:

حضرت سیّدنا ابو غالب علیہ رحمۃ اللہ الغالب فرماتے ہیں: میں ابو امامہ کے پاس شام کے وقت جایا کرتا تھا۔ ایک دن ان کے پڑوس میں ایک مریض کے پاس گیا تو وہ مریض کو جھڑک رہے تھے اور فرما رہے تھے: افسوس ہے تجھ پر، اے اپنی جان پر ظلم کرنے والے! کیا میں نے تجھے بھلائی کا حکم نہ دیا اور برائی سے نہ روکا تھا؟ تو وہ نوجوان بولا: اے میرے محترم! اگر اللہ عَزَّ وَجَلَّ مجھے میری ماں کے سپرد کر دے اور میرا معاملہ اسی کے حوالے فرما دے تو میری ماں میرے ساتھ کیسا معاملہ فرمائے گی؟ تو انہوں نے جواب دیا: وہ تجھے جنت میں داخل کر دے گی۔ تو اس نے عرض کی: اللہ عَزَّ وَجَلَّ مجھ پر میری والدہ سے بھی زیادہ مہربان ہے۔ پھر اس کی روح قفسِ عُنصُری سے پرواز کر گئی۔ چنانچہ، جب اس کے چچا نے اس کے ساتھ قبر میں اُتر کر اُسے دفن کیا اور قبر کو برابر کر دیا تو اس نے گھبرا کر چیخ ماری۔ میں نے پوچھا: کیا ہوا؟ تو کہنے لگا: اس کی قبر وسیع کر دی گئی اور نور سے بھر دی گئی ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی، باب فی معالجۃ کل ذنب بالتوبۃ، الحدیث ۷۱۱۵، ج۵، ص۴۱۷)

روایت ہے حضرت نافع ابی غالب سے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس ابن مالک کے ساتھ ایک مرد کے جنازے پر نماز پڑھی تو آپ اس کے سر کے مقابل کھڑے ہوئے پھر لوگ ایک قریشی عورت کا جنازہ لائے بولے اے ابوحمزہ اس پر نماز پڑھیئے تو آپ درمیان تخت کے مقابل کھڑے ہوئے ان سے علاء ابن زیاد نے عرض کیا کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنازے پر ایسے ہی کھڑے ہوئے دیکھا جیسے آپ مرد اور عورت کے جنازے پر کھڑے ہوئے فرمایا ہاں۔ (ترمذی، ابن ماجہ) اور ابوداؤد کی روایت میں اس کی مثل ہے کچھ زیادتی کے ساتھ اور اس میں یہ بھی ہے کہ آپ عورت کے سیرین کے مقابل کھڑے ہوئے

(۴) نبیہ ابن وہب:

حضرت نبیہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: جب بھی دن نکلتا ہے ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں اور وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ اقدس کو گھیر لیتے ہیں اور قبرِ اقدس پر اپنے پَر مارتے ہیں (یعنی اپنے پروں سے جھاڑو دیتے ہیں۔) اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود (وسلام) بھیجتے ہیں اور شام ہوتے ہی واپس آسمانوں پر چلے جاتے ہیں اور اتنے ہی مزید اُترتے ہیں اور وہ بھی دن والے فرشتوں کی طرح کا عمل دہراتے ہیں۔ حتی کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ مبارک (روزِ قیامت) شق ہو گی تو آپ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں (میدانِ حشر میں) تشریف لائیں گے۔

(أخرجہ الدارمي في السنن، (5) باب: ما أکرم اللہ تعالی نبیہ بعد موتہ، 1 / 57، الرقم: 94)

(۵) نضر ابن شمیل:

امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (215-303ھ) فرماتے ہیں: سلمان بن سلم مصاحفی بلخی، نضر بن شمیل سے، وہ حماد سے، وہ یوسف بن سعد سے اور وہ حضرت سیدنا حارث بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بارگاہِ رسالت علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں ایک چور لایا گیا تو امام المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے قتل کردو۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یا رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اس نے تو فقط چوری کی ہے۔ سرکارِ دو عالم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا: اسے قتل کردو۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پھر عرض کی: یا رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اس نے فقط چوری کی ہے۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کا ہاتھ کاٹ دو۔

راوی فرماتے ہیں کہ اس نے دوسری مرتبہ پھر چوری کی تو اس کا پاؤں کاٹ دیا گیا۔ پھر اس نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں تیسری بار چوری کی یہاں تک کہ (بار بار چوری کے سبب) اس کے تمام اعضاء کاٹ دیئے گئے۔ اور جب اس نے پانچویں مرتبہ چوری کی تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے معاملے میں سب سے زیادہ جاننے والے تھے اسی لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ اسے قتل کردو۔

چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے قریش کے جوانوں کی طرف بھیج دیا تاکہ وہ اسے قتل کردیں، ان میں حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے جو اُس گروہ قریش پر امیر بننا چاہتے تھے تو انہوں نے قریش سے فرمایا: مجھے اپنے اُوپر امیر بنالو۔ تو گروہ قریش نے انہیں اپنا امیر بنالیا چنانچہ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے مارا تو وہ نوجوان بھی اسے مارنے لگے یہاں تک کہ انہوں نے اس شخص کو قتل کردیا۔

(سنن النسائی، کتاب قطع السارق، باب قطع الرجل من السارق۔۔۔۔۔ الخ، ج۸، ص۹۰)

(۶) ناصح ابن عبداللہ:

روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی شخص اپنے بچے کو ادب کی تعلیم دے اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ ایک صاع خیرات کرے (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے اور ناصح

راوی محدثین کے نزدیک قوی نہیں۔

(۷) نفیلی:

سُنن ابی داؤد شریف میں بسندِ حسن مروی ہے: حدثنا النفیلی ثنا محمد بن سلمة عن محمد بن اسحٰق عن الزهری عن السائب بن یزید رضی الله تعالٰی عنه قال کان یؤذن بین یدی رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعة علی باب المسجد وابی بکر وعمر۔

نفیلی نے بیان کیا کہ محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحٰق سے انہوں نے زہری سے انہوں نے سائب بن یزید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب روزِ جمعہ منبر پر تشریف فرما ہوتے تو حضور کے روبرو اذان مسجد کے دروازے پر دی جاتی اور یونہی ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما کے زمانے میں۔

(سنن ابی داؤد باب وقت الجمعہ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۱۵۵)

روایت ہے حضرت سہل ابن حنظلیہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو مانگے حالانکہ اس کے پاس بقدر غنا ہو تو وہ آگ بڑھاتا ہے نفیلی نے فرمایا جو دوسری جگہ اس حدیث کے ایک راوی ہیں وہ غنا کیا ہے جس کے ہوتے سوال مناسب نہیں فرمایا اس قدر کہ صبح شام کھائے اور دوسری جگہ فرمایا کہ اس کے پاس ایک دن یا ایک دن ورات کی سیری ہو (ابوداؤد)

(۸) نجاشی:

حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کے بعد تمام مہاجرین وہاں نہایت امن وسکون کے ساتھ رہنے لگے۔ مگر کفارِ مکہ کو کب گوارا ہوسکتا تھا کہ فرزندان توحید کہیں امن وچین کے ساتھ رہ سکیں۔ ان ظالموں نے کچھ تحائف کے ساتھ عمرو بن العاص اور عمارہ بن ولید کو بادشاہ حبشہ کے دربار میں اپنا سفیر بنا کر بھیجا ان دونوں نے نجاشی کے دربار میں پہنچ کر تحفوں کا نذرانہ پیش کیا اور بادشاہ کو سجدہ کرکے یہ فریاد کرنے لگے کہ اے بادشاہ! ہمارے کچھ مجرم مکہ سے بھاگ کر آپ کے ملک میں پناہ گزین ہوگئے ہیں، آپ ہمارے ان مجرموں کو ہمارے حوالہ کر دیجئے۔ یہ سن کر نجاشی بادشاہ نے مسلمانوں کو دربار میں طلب کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہ مسلمانوں کے نمائندہ بن کر گفتگو کے لئے آگے بڑھے اور دربار کے آداب کے مطابق بادشاہ کو سجدہ نہیں کیا بلکہ صرف سلام کرکے کھڑے ہوگئے درباریوں نے ٹوکا۔ تو حضرت رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ ہمارے رسول انے خدا کے سوا کسی کو سجدہ کرنے سے منع فرمایا ہے اس لئے میں بادشاہ کو سجدہ نہیں کرسکتا۔

اس کے بعد حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نجاشی سے مخاطب ہو کر فرمایا،

اے بادشاہ! ہم لوگ ایک جاہل قوم تھے شرک و بت پرستی کرتے تھے لوٹ مار، چوری، ڈکیتی، ظلم وستم اور طرح طرح کی بدکاریوں اور بداعمالیوں میں مبتلا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری قوم میں ایک شخص کو اپنا رسول بنا کر بھیجا۔ جس کے حسب و نسب اور صدق و دیانت کو ہم پہلے سے جانتے تھے۔ اس رسول نے ہم کو شرک و بت پرستی سے روک دیا اور صرف ایک خدائے واحد کی عبادت کا حکم دیا اور ہر قسم کے ظلم وستم اور تمام برائیوں اور بدکاریوں سے ہم کو منع کیا۔ ہم اس رسول پر ایمان لائے اور شرک و بت پرستی چھوڑ کر تمام برے کاموں سے تائب ہو گئے۔ بس یہی ہمارا گناہ ہے جس پر ہماری قوم ہماری جان کی دشمن ہو گئی اور ان لوگوں نے ہمیں اتنا ستایا کہ ہم اپنے وطن کو خیر باد کہہ کر آپ کی سلطنت کے زیر سایہ پر امن زندگی بسر کر رہے ہیں اب یہ لوگ ہمیں مجبور کر رہے ہیں کہ ہم پھر اسی پرانی گمراہی میں واپس لوٹ جائیں۔

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انفرادی کوشش سے نجاشی بادشاہ بے حد متاثر ہوا۔ یہ دیکھ کر کفار مکہ کے سفیر عمرو بن العاص نے اپنے ترکش کا آخری تیر بھی پھینک دیا اور کہا کہ اے بادشاہ! یہ مسلمان لوگ آپ کے نبی حضرت عیسیٰ ں کے بارے میں کچھ دوسرا ہی اعتقاد رکھتے ہیں جو آپ کے عقیدہ کے بالکل ہی خلاف ہے۔ یہ سن کر نجاشی بادشاہ نے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ نے سورہ مریم کی تلاوت فرمائی۔ کلام ربانی کی تاثیر سے نجاشی بادشاہ کے قلب پر اتنا گہرا اثر پڑا کہ اس پر رقت طاری ہو گئی اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے رسول ا نے ہم کو یہی بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں جو کنواری مریم کے شکم مبارک سے بغیر باپ کے خدا کی قدرت کا نشان بن کر پیدا ہوئے۔ نجاشی بادشاہ نے بڑے غور سے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر کو سنا اور یہ کہا کہ بلاشبہ انجیل اور قرآن دونوں ایک ہی آفتاب ہدایت کے دو نور ہیں اور یقیناً حضرت عیسیٰ ں خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک حضرت محمد اللہ عزوجل کے وہی رسول ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل میں دی ہے اور اگر میں دستور سلطنت کے مطابق تخت شاہی پر رہنے کا پابند نہ ہوتا تو میں خود مکہ جا کر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ﷲ وسلّم کی جوتیاں سیدھی کرتا اور ان کے قدم دھوتا۔

بادشاہ کی یہ تقریر سن کر اس کے درباری جو کٹر قسم کے عیسائی تھے، ناراض و برہم ہو گئے مگر نجاشی بادشاہ نے جوشِ ایمانی میں سب کو ڈانٹ پھٹکار کر خاموش کر دیا اور کفار مکہ کے تحفوں کو واپس لوٹا کر عمرو بن العاص اور عمارہ بن ولید کو دربار سے نکلوا دیا اور مسلمانوں سے کہہ دیا کہ تم لوگ میری سلطنت میں جہاں چاہو امن وسکون کے ساتھ آرام وچین کی زندگی بسر کرو کوئی تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔ (زرقانی علی المواهب ج ۲ ص ۳۳)

حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نجاشی بادشاہ نے حضورِ پاک، صاحب لولاک، سیاحِ

افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں کچھ زیورات بطور تحفہ بھیجے جن میں ایک حبشی نگینے والی انگوٹھی بھی تھی۔ نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس انگوٹھی کو چھڑی یا انگشتِ مبارکہ سے مس کیا اور اپنی نواسی امامہ کو بلایا جو شہزادی رسول حضرت سیدتنا زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی تھیں اور فرمایا: اے چھوٹی بچی! اسے تم پہن لو۔

(سنن ابی داود، کتاب الخاتم، باب ماجاء فی ذھب للنساء، الحدیث ۴۲۳۵، ج ۴، ص ۱۲۵)

حضرتِ سیِّدُنا ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس دن شاہِ حَبَشہ حضرتِ سیِّدُنا نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اِنتقال ہوا، شَہَنْشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحِبِ مُعَطَّر پسینہ، باعِثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے صَحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ان کے اِنتقال کی خبر دی اور فرمایا: اِسْتَغْفِرُوا لِاَخِیْکُمْ یعنی اپنے بھائی کے لئے اِسْتِغفار کرو۔ (سُنَن نَسائی ص ۳۴۴ حدیث ۲۰۳۹ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

حضورتاجدارمدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نجاشی کے پاس بھیجا کہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پیام دیں اور نکاح کریں، پھر سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا وکیل بنایا، نجاشی نے خطبہ پڑھا، حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہ تمام مسلمان جو حبشہ میں موجود تھے شریک محفل ہوئے، پھر نجاشی نے حضرت خالد بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دینار سپرد کئے لوگ جب روانہ ہونے کے لئے تیار ہوئے تو نجاشی نے کہا: بیٹھ جاؤ کہ مجلس نکاح میں کھانا کھلانا انبیا علیہم السلام کی سنت ہے، نجاشی نے کھانے کا انتظام کیا، سب نے کھانا کھایا پھر رخصت ہو گئے۔

(مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم درذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۸۱)

(۹) ابونضر:

ابوطاہر، احمد بن عمرو بن سرح، ابن وہب، یونس۔ حرملہ بن یحیی، ابن وہب، یونس، ابن شہاب، سالم بن عبداللہ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے آباؤ اجداد کی قسمیں اٹھانے سے منع کرتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! جب سے میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی ممانعت سنی ہے۔ میں نیا اس کی قسم نہیں اٹھائی۔ اپنی طرف سے ذکر کرتے ہوئے اور نہ کوئی حکایت نقل کرتے ہوئے۔ (صحیح مسلم۔ جلد: ۲/ دوسرا پارہ/ حدیث نمبر: ۴۲۴۵)

(۱۰) ابونضرہ منذر ابن مالک:

سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ عفان، حماد بن سلمہ سے، وہ عبدالملک ابوجعفر سے، وہ ابونضرہ

سے اور وہ حضرت سیدنا سعد بن اطول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا بھائی ترکے میں تین سو درہم اور اہل وعیال چھوڑ کر دنیا سے چل بسا، پس میں نے وہ رقم اس کے گھر والوں پر خرچ کرنے کا ارادہ کیا تو نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تیرا بھائی قرض میں گرفتار تھا لہٰذا اس کی طرف سے قرض ادا کرو۔ (قرض ادا کرنے کے بعد) انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں نے اس کی طرف سے سارا قرض ادا کر دیا ہے سوائے ان دو دیناروں کے جن کا دعویٰ ایک عورت کرتی ہے حالانکہ اس کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے دے دو، وہ سچ کہتی ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الصدقات، باب اداء دین۔۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۲۴۳۳، ج ۳، ص ۱۵۵، محبوس بدلہ محتبس)

(A۱۰) نعمان بن ثابت

سراج الامہ، امام الائمہ حضرت سیّدُنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پورا نام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن زُوطی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 80 سنِ ہجری انبار میں پیدا ہوئے، 150 ھ میں وفات پائی اور 70 سال کی عمر پائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مبارک دَور میں ہوئی اور تابعین کے دور میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عظیم فقیہہ بن گئے۔ حضرت سیّدُنا ابوبکر بن ثابت مؤرخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدُنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دادا ابو ثابت نے حضرت سیّدُنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نوروز (یعنی آتش پرستوں کے قومی تہوار) کے دن ہدیہ میں فالودہ پیش کیا۔ بعض نے کہا: وہ مہرجان (یعنی آتش پرستوں کے سب سے بڑے قومی تہوار) کا دن تھا۔ امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد حضرت سیّدُنا ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں امیرُ المؤمنین حضرت سیّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کی اس دعا کی برکت سے ہوں جو انہوں نے میرے حق میں فرمائی۔'' حضرت سیّدُنا مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدُنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہیئت وحالت، چہرہ، لباس اور جوتے اچھے ہوتے تھے اور اپنے پاس آنے والے ہر شخص کی مدد فرماتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قد درمیانہ تھا، نہ زیادہ لمبا تھا، نہ پست۔ تمام لوگوں سے زیادہ اَحسن انداز میں کلام فرماتے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں سانپ گر گیا۔ لوگوں نے بھاگنا شروع کر دیا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سانپ کو ہٹا دیا اور خود وہیں بیٹھے رہے اور بالکل اِدھر اُدھر نہ ہوئے۔ حضرت سیّدُنا ابونعیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم فرمایا کرتے: ''امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوبصورت چہرے اور ستھرے کپڑوں والے، اچھی خوشبو والے، بہت کرم فرمانے والے اور اپنے بھائیوں کی مدد فرمانے والے تھے۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بڑے عابد وزاہد، اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی معرفت اور اس کا خوف رکھنے والے تھے، اپنے علم سے ہمیشہ رضائے الٰہی

عَزَّ وَجَلَّ تلاش کرتے ۔ (تاریخ بغداد، الرقم ۷۲۹۷، النعمان بن ثابت ابوحنیفہ التیمی، ج ۱۳ص ۳۲۷، ۳۳۱، ۳۴۷)

عبادتِ امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُ نا امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کثرت سے نوافل پڑھنے والے اور بامُرُوَّت تھے۔

حضرت سیِّدُ نا حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری رات بیدار رہ کر گزارتے ۔ حضرت سیِّدُ نا علی بن یزید صدائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ ماہِ رمضان میں ساٹھ بار قرآن پاک ختم فرماتے روزانہ دن رات میں ایک ایک بار ۔ حضرت سیِّدُ نا ابوجُویریہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُ نا حماد بن سلیمان، سیِّدُ نا علقمہ بن مرثد، سیِّدُ نا محارب بن دثار اور سیِّدُ نا عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی صحبت اختیار کی اور امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں بھی رہا مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ شب بیداری کرنے والا کوئی نہیں دیکھا، میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں چھ ماہ رہا مگر کسی رات آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سوتے ہوئے نہ دیکھا۔ منقول ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نصف رات جاگا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں تشریف لے جارہے تھے کہ کسی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کر کے دوسرے شخص کو بتایا کہ یہی وہ ہیں جو تمام رات جاگ کر گزارتے ہیں۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری رات عبادت میں بسر کرنے لگے۔ اور فرمایا: ''مجھے اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے حیا آتی ہے کہ اس عبادت کے ساتھ میری تعریف کی جائے جو میں نہیں کرتا۔'' (المرجع السابق، ج ۱۳، ص ۳۵۳ تا ۳۶۵ ۔ التذکرۃ الحمدونیۃ، باب اول، فصل رابع فی أخبار تابعین وسائر طبقات الصالحین رضی اللہ عنہم وکلامہم ومواعظہم، ج ۱، ص ۵۴)

زُہد وتقویٰ امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت سیِّدُ نا بشر بن ولید علیہ رحمۃ اللہ الوحید سے منقول ہے کہ خلیفہ ابوجعفر منصور نے امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف قاصد بھیجا اور عہدۂ قضاء آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کرنے کا ارادہ کیا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار فرمادیا۔ ابوجعفر نے قسم کھائی کہ تمہیں یہ کام ضرور کرنا پڑے گا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی قسم کھائی کہ میں ہرگز نہیں کروں گا۔ حضرت سیِّدُ نا ربیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی: ''آپ دیکھتے نہیں کہ خلیفہ قسم کھارہا ہے۔'' تو فرمایا: ''خلیفہ اپنی قسم کا کفارہ دینے پر مجھ سے زیادہ قادر ہے۔'' چنانچہ، خلیفہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید کرنے کا حکم دے دیا۔ قید خانہ میں ہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیزران کے قبرستان میں سپُردِ خاک کیا گیا۔

(تاریخ بغداد، الرقم ۷۲۹۷، النعمان بن ثابت ابوحنیفہ التیمی، ذکر قدوم ابی حنیفۃ بغداد وموتہ بہا، ج ۱۳، ص ۳۲۹، ۳۲۴)

دوسری روایت میں ہے کہ خلیفہ ابوجعفر منصور نے حضرت سیِّدُ نا امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت سیِّدُ نا سفیان ثوری اور حضرت سیِّدُ نا شریک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کو بلوایا۔ تینوں تشریف لے گئے۔ اس نے حضرت سیِّدُ نا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا کہ آپ بصرہ میں عہدۂ قضاء سنبھال لیں۔ حضرت سیِّدُ نا شریک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا کہ وہ کوفہ میں قضا کا عہدہ سنبھال لیں اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میرے شہر اور اس کے قرب وجوار کی قضاء کا منصب آپ کے سپرد کیا جاتا ہے۔ آپ تینوں اپنی ذِمّہ داریاں سنبھال لیں۔ پھر اپنے دربان سے کہا کہ ان کے ذمہ دار بن کر ساتھ جاؤ، اگر ان میں سے کوئی انکار کرے تو اس کو سو کوڑے لگانا۔ چنانچہ، حضرت سیِّدُ نا شریک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تو منصبِ قضاء قبول کر لیا لیکن حضرت سیِّدُ نا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یمن تشریف لے گئے اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی قبول نہ کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سو کوڑے لگائے گئے اور پھر قید کر دیا گیا یہاں تک کہ وہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا۔

(مناقب الامام الاعظم للکردری، الفصل السادس فی وفاۃ الامام، وذکر الشیخ عبداللہ بن نصر الزاغونی، ج ۲ ص ۲۱، بتغیر)

حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے حضرت سیِّدُ نا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم اس شخص کی بات کرتے ہو جس کے سامنے ساری دنیا پیش کی گئی پھر بھی اس نے ٹھکرا دی۔''

(التذکرۃ الحمدونیۃ، باب اول، فصل رابع فی اخبار تابعین وسائر طبقات صالحین رضی اللہ عنہم۔۔۔۔۔۔۔الخ، ج ۱ ص ۵۴)

حضرت سیِّدُ نا محمد بن شجاع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت سیِّدُ نا امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں عرض کی گئی: ''خلیفہ ابوجعفر نے آپ کو دس ہزار درہم دینے کا حکم دیا ہے۔'' مگر آپ اس پر راضی نہ ہوئے۔ جب مال دینے کا دن آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نمازِ فجر پڑھتے ہی خود کو اپنے کپڑوں سے ڈھانپ لیا اور کسی سے کوئی بات نہ کی۔ جب حسن بن قحطبہ کا قاصد مال لے کر آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے بھی کوئی کلام نہ فرمایا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''جو شخص ہمارے پاس آیا ہے وہ ہم سے یوں کلام کریگا کہ ایک کلمہ کے بعد دوسرا کلمہ بولے گا یعنی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی عادت بتائی۔ پھر فرمایا: ''اس مال کو جراب میں ڈال کر گھر کے کسی کونے میں پھینک آؤ'' اس کے بعد جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھر کے سامان کے متعلق وصیت کی تو بیٹے کو ارشاد فرمایا: ''جب میری وفات ہو اور لوگ مجھے دفن کر دیں تو یہ تھیلی حسن بن قحطبہ کو دے دینا اور کہنا: ''یہ آپ کی امانت ہے جو آپ نے ابوحنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس رکھی تھی۔'' صاحبزادے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والدِ محترم کے حکم پر عمل کیا۔ یہ دیکھ کر حسن بن قحطبہ کہنے لگا: ''تمہارے والد پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت ہو، وہ اپنے دین پر کس قدر حریص تھے۔'' (المرجع السابق ص ۵۵)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علمی مقام:

حضرت سیِّدُنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اُخروی اور دینی معاملات کا علم اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معرفتِ الٰہی عَزَّ وَجَلَّ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شدید خوفِ الٰہی عَزَّ وَجَلَّ اور دُنیا سے بے رغبتی پر دلالت کرتی ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابن جریج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لوگوں سے فرمایا: ''میں نے تمہارے اس کوفی امام نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں سنا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوفِ الٰہی عَزَّ وَجَلَّ کے پیکر ہیں۔''

(تاریخ بغداد، الرقم ۷۲۹۷، ج ۱۳، ص ۳۵۵)

حضرت سیِّدُنا شریک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ خاموش اور ہمیشہ مُتفکّر رہتے اور لوگوں سے بہت کم بات کرتے۔''

(التذکرۃ الحمدونیۃ، باب اول، فصل رابع فی أخبار تابعین وسائر طبقات الصالحین رضی اللہ عنہم۔۔۔۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۵۴)

یہ اس بات کی واضح علامت ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باطنی علم رکھتے اور اہم دینی مقاصد میں مصروف رہتے تھے اور جسے خاموشی اور زہد دیا گیا اُسے سارا علم عطا کر دیا گیا۔

خارجی گروہ تائب ہو گیا:

منقول ہے کہ ایک دن حضرت سیِّدُنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ خوارج کے کچھ سرغنے اپنی تلواریں لہراتے ہوئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: ''اے ابوحنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! ہم تم سے دو مسئلے پوچھتے ہیں، اگر تم نے جواب دے دیا تو بچ جاؤ گے ورنہ تمہیں قتل کر دیں گے (معاذ اللہ عَزَّ وَجَلَّ)۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اپنی تلواریں میان میں ڈال لو کیونکہ انہیں دیکھ کر میرا دل مشغول ہو جائے گا۔'' وہ کہنے لگے: ''ہم ان کو کیسے چھپالیں حالانکہ ہم تمہاری گردن میں ڈال کر بہت زیادہ اجر و ثواب پائیں گے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''چلو، جو پوچھنا ہے پوچھو۔'' انہوں نے پوچھا: ''دروازے پر دو جنازے ہیں: ان میں ایک شرابی ہے، اس کو اُچھو لگا اور نشہ کی حالت میں مر گیا اور دوسرا جنازہ زنا سے حاملہ عورت کا ہے جو توبہ سے قبل ہی بچے کی ولادت سے مر گئی تو کیا وہ دونوں کافر مرے یا مسلمان؟'' ان سوال کرنے والے خارجیوں کا مذہب یہ تھا کہ اگر کوئی مسلمان ایک گناہ بھی کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اب اگر امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دونوں کو مسلمان کہتے تو وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دیتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استفسار فرمایا: ''ان کا تعلق کس فرقے سے تھا؟ کیا یہودی تھے؟'' انہوں نے کہا، ''نہیں۔'' پھر پوچھا، ''کیا عیسائی تھے؟'' تو کہنے لگے، ''نہیں'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر پوچھا: ''کیا مجوسی یعنی آگ کی پوجا کرنے والے تھے؟'' جواب ملا، ''نہیں'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''بت

پرست تھے؟'' پھر بھی جواب نفی میں پایا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر پوچھا:'' آخر وہ کون تھے؟'' انہوں نے کہا:'' وہ مسلمان تھے۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا:''جواب تو تم نے خود ہی دے دیا ہے۔'' کہنے لگے،'' وہ کیسے؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:''تم نے اعتراف کیا ہے کہ وہ مسلمان تھے۔لہٰذا تم کسی مسلمان کو کیسے کافر قرار دے سکتے ہو؟'' انہوں نے پھر پوچھا:''کیا وہ جنتی ہیں یا دوزخی؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا:''میں ان کے متعلق وہی کہوں گا جو حضرت سیِّدُنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کے شریر و نافرمان لوگوں کے متعلق اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کی تھی کہ،

(1) فَمَنۡ تَبِعَنِیۡ فَاِنَّہٗ مِنِّیۡ ۚ وَ مَنۡ عَصَانِیۡ فَاِنَّکَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۳۶﴾

ترجمۂ کنز الایمان: تو جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا تو بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔(پ13،ابراہیم:36)

اور وہی کہوں گا جو حضرت سیِّدُنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہِ خداوندی میں اپنے نافرمان اُمَّتیوں کے متعلق عرض کی تھی:

(2) اِنۡ تُعَذِّبۡہُمۡ فَاِنَّہُمۡ عِبَادُکَ ۚ وَ اِنۡ تَغۡفِرۡ لَہُمۡ فَاِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۱۱۸﴾

ترجمۂ کنز الایمان: اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔(پ7،المائدہ:118)

چنانچہ، وہ خوارج تائب ہوئے اور آپ سے معذرت کی۔

(مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ للامام الموفق بن احمد المکی رحمۃ اللہ، ج۱،ص۱۲۴)

منقول ہے کہ ایک عورت حضرت سیِّدُنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد میں حاضر ہوئی۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے رفقاء کے درمیان تشریف فرما تھے۔اس نے ایک سیب نکالا جو ایک طرف سے سرخ اور دوسری جانب سے زرد تھا۔اس نے بغیر کوئی بات کئے سیب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے رکھ دیا۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے،عورت چلی گئی۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احباب اس ماجرے کو نہ سمجھ سکے۔چنانچہ، انہوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:''اس عورت کو کبھی سیب کی ایک جانب کی طرح سرخ خون آتا ہے اور کبھی دوسری جانب کی طرح زرد خون آتا ہے گویا وہ پوچھ رہی تھی کہ وہ خون حیض کا ہے یا طہر کا۔تو میں نے سیب کو توڑ کر اس کا اندرونی حصہ دکھایا جس سے میری مراد یہ تھی کہ جب تک اس سیب کی اندرونی سفیدی کی طرح سفیدی دکھائی نہ دے،طہر نہیں ہوگا تو وہ چلی گئی۔''

سراج الأمۃ،امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بصرہ میں داخل ہوا۔سوچا تھا کہ جو بھی مجھ سے

سوال کریگا میں اس کو جواب دوں گا لیکن بصرہ والوں نے مجھ سے ایسے سوالات کئے کہ میرے پاس ان کا کوئی جواب نہ تھا۔ پھر میں نے عزم کرلیا کہ آئندہ اپنے استاذ حضرت سیّدنا حماد علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کی صحبت کبھی نہ چھوڑوں گا۔ چنانچہ بیس سال اُن کی صحبت میں رہا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں ہر نماز میں اپنے والدین، تمام اساتذہ اور بالخصوص حضرت سیّدنا حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہوں۔''

(تاریخ بغداد، الرقم ۷۲۹۷، النعمان بن ثابت ابوحنیفۃ التیمی، ذکر خبر ابتداء ابی حنیفۃ بالنظر فی العلم، ج ۱۳، ص ۳۳۴، بتغیر)

حضرت سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا میں سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی قبر اَقدس کھود کر ہڈیاں نکال رہا ہوں اور ان کو صاف کر رہا ہوں۔ اس سے مجھے بہت زیادہ ڈر محسوس ہوا۔ میں نے حضرت سیّدنا امام ابنِ سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے اپنا خواب بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: ''اگر یہ خواب سچا ہے تو آپ رسولِ اَکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سنت کو زندہ کریں گے۔''

(مناقب الامام الاعظم للموفق بن احمد المکی، الباب الخامس فی ابتداء جلوسہ للفتیا والتدریس، ج ۱، ص ۶۷، بتغیر)

حضرت سیّدنا یوسف بن صباغ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے کسی نے بتایا کہ میں نے خواب میں حضرت سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، محبوبِ رَبُّ العزّت، محسنِ انسانیت عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی قبرِ انور کو کھودتے ہوئے دیکھا تو کسی کو بتائے بغیر حضرت سیّدنا ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس کی تعبیر پوچھی۔ انہوں نے فرمایا: ''یہ شخص حضرت سیّدنا محمدِ مصطفی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سنت کو زندہ کریگا۔''

(تاریخ بغداد، الرقم ۷۲۹۷ النعمان بن ثابت ابوحنیفۃ التیمی، ذکر خبر ابتداء ابی حنیفۃ بالنظر فی العلم، ج ۱۳، ص ۳۳۵۔ بتغیر)

حضرت سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے: ''ہمیں حضور نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے جو بات پہنچے ہم اُسے سر آنکھوں پر قبول کریں گے اور جو صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے ملے اس میں سے اختیار کریں گے اور اُن کے قول سے باہر نہیں نکلیں گے اور جو بات تابعینِ عظام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ملے تو وہ بھی ہماری طرح انسان ہیں اور ان کے علاوہ کو بالکل نہیں سنیں گے۔''

(سیر اعلام النبلاء، الرقم ۹۹۴۔ ابوحنیفۃ النعمان بن ثابت، ج ۶، ص ۵۳۶۔ بدون ''عن التابعین'')

مجالسِ علماء کا ادب:

حضرت سیّدنا عبدالعزیز دراوردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ

اور حضرت سیِّدُنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو عشاء کے آخری وقت کے بعد مسجدِ نبوی علی صاحبھا الصلوۃ والسلام میں بحث ومباحثہ کرتے ہوئے دیکھا۔ جب ان میں سے ایک اپنا مؤقف پیش کر کے خاموش ہوجاتا تو دوسرا بھی ڈانٹے، جھڑکے یا دوسرے کو غلط قرار دیئے بغیر چُپ ہوجاتا۔ پھر وہ دونوں اسی مجلس میں صبح تک نوافل پڑھتے رہتے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انصاف اور اعترافِ حق کا عالَم یہ ہے کہ ارشاد فرمایا کرتے: ''ہمارا یہ قول ایک رائے ہے اور یہ ہمارے قیاس میں سے بہترین رائے ہے۔ اب جس نے اس سے بھی اچھی رائے پیش کی تو وہی زیادہ بہتر ہے۔''

(تاریخ بغداد، الرقم ۷۲۹۷ النعمان بن ثابت ابوحنیفۃ التیمی، ما قیل فی نقہ ابی حنیفۃ، ج ۱۳ ص ۳۵۱)

قیامِ حق کے لئے کوششیں:

جب حضرت سیِّدُنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی برائی دیکھتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نرمی سختی میں بدل جاتی، آنکھیں سُرخ ہوکر چڑھ جاتیں، رگیں پھول جاتیں اور جب بھی کوئی خلافِ شرع کام دیکھتے تو اس کا قلع قمع کر دیتے۔ ایک دن ایک شخص کے پاس کچھ آلاتِ لہو ولعب دیکھے تو اس سے لے لئے۔ اس نے انجانے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زوردار ضرب لگائی، اس کے باوجود آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان آلات کو توڑ دیا اور گھر لوٹ آئے۔ اور اس شدّتِ ضرب کی وجہ سے دو ماہ تک گھر میں تنہا رہے۔

حضرت سیِّدُنا خطیب بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی ارشاد فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غیبت سے اتنے دُور رہتے ہیں کہ میں نے کبھی ان کو دشمن کی غیبت کرتے ہوئے بھی نہیں سنا۔ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ اس معاملے میں بہت سمجھدار ہیں کہ کسی ایسی چیز کو اپنی نیکیوں پر مُسلَّط کریں جو انہیں (دوسرے کے نامہ اعمال میں) منتقل کردے۔'' حضرت سیِّدُنا علی بن عاصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اگر نصف اہلِ زمین کی عقلوں سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عقل کا موازنہ کیا جائے تو بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عقل زیادہ ہوگی۔''

(تاریخ بغداد، الرقم ۷۲۹۷، النعمان بن ثابت ابوحنیفۃ التیمی، ما ذکر من وفور عقل ابی حنیفۃ وفطنتہ وتلطفہ، ج ۱۳ ص ۳۶۱)

منقول ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ حضرت سیِّدُنا علقمہ اور حضرت سیِّدُنا اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سے افضل کون ہے؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اس مقام پر نہیں کہ ان کا موازنہ کروں سوائے اس کے کہ ان کی عزّت وعظمت کے پیشِ نظر ان کے لئے دُعا واِستغفار کرتا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ ان میں افضل کون ہے۔''

(ربیع الابرار، باب التفاضل والتفاوت والاختلاف والاشتباہ وما قارب ذلک ودناہ، ج ۱ ص ۳۵۳)

جُودو کرمِ امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت سیِّدُنا قیس بن ربیع علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کمائی سے مالِ تجارت جمع کرتے پھر اس سے کپڑے خرید کر مشائخ، محدثین اور حاجت مندوں کو پیش کرتے اور فرماتے: ''اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی حمد وثناء کرو کہ اُسی نے تمہیں یہ عطا فرمایا۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! میں نے اپنے مال میں سے کچھ بھی نہیں دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کوئی شخص حاضر ہوتا تو اس کے متعلق دریافت کرتے، اگر وہ محتاج ہوتا تو کچھ عطا فرماتے۔ چنانچہ، ایک شخص آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اس کے کپڑے بوسیدہ تھے، جب لوگ چلے گئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بیٹھنے کا حکم دیا جب وہ تنہا رہ گیا تو ارشاد فرمایا: ''اس مُصَلّٰے کو اُٹھاؤ اور نیچے سے ہزار درہم لے کر اپنی حالت اچھی کر لو۔'' اس نے عرض کی: ''حضور! میں تو خوشحال ہوں، نعمتوں میں ہوں۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تمہیں یہ حدیث نہیں پہنچی کہ ''اللہ عَزَّ وَجَلَّ پسند فرماتا ہے کہ وہ اپنی نعمت کا اثر بندے پر دیکھے۔''

(جامع الترمذی، ابواب الادب، باب ماجاء ان اللہ عَزَّ وَجَلَّ یحب ان یری اثر نعمتہ علی عبدہ، الحدیث ۲۸۱۹، ص ۱۹۳۴)

''تجھے اپنی حالت بدلنی چاہے تاکہ تیرا دوست تیری حالت سے غمگین نہ ہو۔''

(تاریخ بغداد، الرقم ۷۲۹۷، النعمان بن ثابت ابوحنیفۃ التیمی، ماذکر من جود ابی حنیفۃ وسماحۃ وحسن عہدہ، ج ۱۳، ص ۳۵۷۔۳۵۸، بتغیر)

جو بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی حاجت کا سوال کرتا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُسے پورا فرما دیتے۔

کپڑوں کی قیمت صدقہ کردی:

حضرت سیِّدُنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر شبہ والی چیز سے مکمل اجتناب فرماتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شریکِ تجارت حضرت سیِّدُنا حفص بن عبدالرحمن علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے ساتھ تجارت کرتے تھے اور مجھے مالِ تجارت بھیجتے ہوئے فرمایا کرتے: ''اے حفص! فلاں کپڑے میں کچھ عیب ہے۔ جب تم اسے فروخت کرو تو عیب بیان کر دینا۔ حضرت سیِّدُنا حفص نے ایک مرتبہ مالِ تجارت فروخت کیا اور بیچتے ہوئے عیب بتانا بھول گئے۔ جب امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام کپڑوں کی قیمت صدقہ کر دی۔ (المرجع السابق، ص ۳۵۶)

حضرت سیِّدُنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تقویٰ کی ایک اور مثال یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک بکری چوری ہوگئی تو اندازاً جتنا عرصہ وہ بکری زندہ رہ سکتی تھی اس مدّت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی بکری کا گوشت نہ کھایا۔

منقول ہے کہ خلیفۂ وقت (ابوجعفر منصور) نے حضرت سیِّدُنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیِّدُنا ابن

ابی ذئب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف کچھ مال بھیجا تو حضرت سیّدُنا ابن ابی ذئب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''میں خلیفہ کے لئے اس مال پر راضی نہیں تو اپنے لئے کیسے راضی ہو جاؤں؟'' اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''اگر مجھے مارا جائے کہ ان میں سے ایک درہم کو صرف ہاتھ لگا دو پھر بھی میں اسے نہ چھوؤں گا۔''

(مناقب الامام الاعظم للامام البزازی الکردری، الفصل الخامس، جمع المنصور تا لکاد ابن ابی ذئب والامام ومقالتھم لہ، ج ۲، ص ۱۶)

منقول ہے کہ خلیفہ وقت نے حضرت سیّدُنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوا کر دریافت کیا: ''اے ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آزاد مرد کے لئے کتنی آزاد عورتیں حلال ہیں؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''چار۔'' تو خلیفہ نے اپنی بیوی کی طرف متوجہ ہو کر کہا: ''اے آزاد عورت! میری بات سن۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً ارشاد فرمایا: ''اے خلیفۃ المسلمین! مگر آپ کے لئے صرف ایک حلال ہے۔'' تو خلیفہ نے غضبناک ہو کر کہا: ''ابھی تو آپ نے کہا تھا کہ چار حلال ہیں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے خلیفۃ المسلمین! اللہ عَزَّ وَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:''

(3) فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً

ترجمۂ کنزالایمان: تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو دو اور تین تین اور چار چار پھر اگر ڈرو کہ دو بیبیوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو۔ (پ4، النسآء:3)

جب میں نے آپ کو اپنی بیوی سے یہ کہتے سنا: ''اے آزاد عورت! میری بات سن۔'' تو میں نے جان لیا کہ آپ عدل نہیں کریں گے۔ لہٰذا میں نے کہہ دیا کہ آپ کے لئے صرف ایک حلال ہے۔'' جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے رخصت ہوئے تو خلیفہ کی زوجہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ہزار درہم بھجوائے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شکریہ ادا کیا اور تعریف بھی کی لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درہم قبول نہ کئے اور واپس بھیج دیئے اور ساتھ ہی کہلا بھیجا کہ میں نے یہ بات تجھے خوش کرنے کے لئے نہیں کی تھی بلکہ رضائے الٰہی عَزَّ وَجَلَّ کے لئے کی تھی پس اس کا ثواب بھی اللہ تعالیٰ ہی دے گا۔

حضرت سیّدُنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خشیتِ الٰہی عَزَّ وَجَلَّ کے پیکر اور کثرت سے صدقہ کرنے والے تھے۔

حضرت سیّدُنا خطیب بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی نقل فرماتے ہیں کہ ''اگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اہل وعیال پر کچھ خرچ کرتے تو اسی قدر صدقہ بھی کر دیتے۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی نیا کپڑا پہنتے تو اسی قیمت کا کپڑا علماء کو بھی خرید کر دیتے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے جب کھانا لگایا جاتا تو جتنا خود کھاتے اتنا ہی چھوڑ دیتے پھر وہ کھانا کسی فقیر کو کھلا دیتے یا گھر میں کسی کو ضرورت ہوتی تو اسے کھلا دیتے۔ رضائے ربُّ الانام عَزَّ وَجَلَّ کو ہر چیز پر ترجیح دیتے اور حکم الٰہی عَزَّ وَجَلَّ کے معاملے میں اگر تلوار کا وار بھی کیا جاتا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ برداشت کر لیتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہمیشہ یہ دو اشعار پڑھا کرتے تھے:

عَطَاءُ ذِي الْعَرْشِ خَيْرٌ مِنْ عَطَائِكُمُوْ وَفَضْلُهُ وَاسِعٌ يُرْجىٰ وَيُنْتَظَر

تُكَدِّرُوْنَ الْعَطَا مِنْكُمْ بِمِنَّتِكُمُوْ وَاللهُ يُعْطِيْ فَلاَ مَنَّ وَلَا كَدَر

ترجمہ:(۱)۔۔۔۔۔۔عرش کے مالک کی عطا تمہاری عطا سے بہتر ہے۔اور اس کا فضل وکرم وسیع ہے جس کی اُمید اور انتظار کیا جاتا ہے۔

(۲)۔۔۔۔۔۔تم اپنی عطا کو احسان جتلانے سے ملا دیتے ہو جبکہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ احسان جتلائے اور گدلا کئے بغیر عطا فرماتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا محمد بن حسین لیثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کوفہ آیا اور اہلِ کوفہ سے وہاں کے سب سے بڑے عابد کے متعلق دریافت کیا تو مجھے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بتایا گیا۔ پھر میں دوبارہ بڑھاپے میں یہاں آیا اور سب سے بڑے فقیہ کے بارے میں پوچھا تو مجھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی نام بتایا گیا۔"

(تاریخ بغداد، الرقم ۷۲۹۷، النعمان بن ثابت ابوحنیفۃ التیمی، ماذکر من عبادۃ ابی حنیفۃ وورعہ، ج ۱۳، ص ۳۵۱۔۳۵۶۔۳۵۷، بتغیر)

مشہور زاہد ومتقی حضرت سیِّدُنا مسعر بن کدام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجتماعِ پاک میں حاضر ہوا تو میں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نمازِ فجر میں پایا پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمازِ ظہر تک محفلِ علم میں تشریف فرما رہے، نمازِ ظہر پڑھ کر عصر تک محفل جاری رہی، نمازِ عصر پڑھ لی تو مغرب تک بیٹھے رہے، نمازِ مغرب کے بعد عشاء تک پھر بیٹھ گئے۔ میں نے دل میں کہا کہ اس شخص کی مصروفیت یہ ہے تو عبادت کے لئے کب فارغ ہوتا ہوگا، آج رات میں ضرور دیکھ بھال کروں گا۔ چنانچہ، میں نے نگرانی شروع کر دی۔ جب سب لوگ رُخصت ہو گئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں تشریف لے گئے اور طلوعِ فجر تک نماز ادا کرتے رہے پھر گھر تشریف لائے۔ کپڑے پہن کر مسجد کی طرف چل دیئے۔ دوسرے دن اور رات بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی معمول رہا۔ میں نے تہیہ کر لیا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں ہی رہوں گا یہاں تک کہ میں مرجاؤں یا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو جائے۔" حضرت سیِّدُنا ابن ابی معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت سیِّدُنا مسعر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد میں حالتِ سجدہ میں ہوا۔ (المرجع السابق، ج ۱۳، ص ۳۵۴)

حضرت سیِّدُنا قاسم بن معن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیتِ مبارکہ کی تلاوت فرمائی: "بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ﴿۴۶﴾ ترجمۂ کنز الایمان: بلکہ ان کا وعدہ قیامت پر ہے اور قیامت نہایت کڑی اور سخت کڑوی۔" (پ ۲۷، القمر: ۴۶) اور طلوعِ فجر تک یہی آیتِ طیبہ دُہراتے رہے اور گریہ وزاری کرتے رہے۔ (سیر اعلام النبلاء، الرقم ۹۹۴، ابوحنیفۃ النعمان بن ثابت، ج ۶، ص ۵۳۵۔ تاریخ بغداد، الرقم ۷۲۹۷، ماذکر من عبادۃ ابی

حنیفۃ۔۔۔۔۔۔الخ، ج ۱۳، ص ۳۵۲۔۳۵۶)

حضرت سیِّدُ نا حفص بن عبدالرحمن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُ نا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیس سال تک ساری رات ایک رکعت میں قرآن کریم کی تلاوت فرماتے رہے۔ حضرت سیِّدُ نا اسد بن عمرو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے نمازِ فجر پڑھی۔ رات کے وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آہ وبکا کی اتنی شدید آواز سنائی دیتی کہ پڑوسیوں کو آپ پر ترس آجاتا۔ کہا جاتا ہے کہ جس جگہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی اس مقام پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھ ہزار مرتبہ قرآنِ کریم ختم کیا۔ حضرت سیِّدُ نا ابن ابی زائد علیہ رحمۃ اللہ الواحد فرماتے ہیں کہ میں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نمازِ عشاء ادا کی۔ نماز کے بعد لوگ چلے گئے اور میں مسجد میں ہی ٹھہر گیا۔ میرا ارادہ تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مسئلہ دریافت کروں گا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد میں میری موجودگی کا علم نہ ہوا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآنِ کریم کی تلاوت شروع کر دی اور اس آیت کریمہ پر پہنچے فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ ترجمۂ کنزالایمان: تو اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں لُو کے عذاب سے بچالیا۔'' (پ ۲۷، الطور: ۲۷) تو طلوعِ فجر تک اسے دُہراتے رہے۔ منقول ہے کہ ایک رات آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد میں کسی قاریٔ قرآن کو یہ آیتِ مبارکہ تلاوت کرتے ہوئے سنا، اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ﴿۱﴾ ترجمۂ کنزالایمان: جب زمین تھرتھرا دی جائے جیسا اس کا تھرتھرانا ٹھہرا ہے۔'' (پ ۳۰، الزلزال: ۱) تو شدّتِ خوف سے فجر تک اپنی داڑھی مبارک ہاتھ میں پکڑے یہی کہتے رہے: ''ہمیں ذرہ بھر گناہ کی بھی سزا دی جائے گی۔''

(تاریخ بغداد، ص ۳۵۲ تا ۳۵۵، بتغیرٍ قلیلٍ)

وصالِ امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

احمد بن کامل اور عبدالباقی بن قانع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کا بیان ہے کہ حضرت سیِّدُ نا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال

باکمال رَجَبُ المُرَجَّب یا شعبانُ المُعَظَّم کے مہینے 150ھ بغداد میں ہوا، اس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک ستر (70) برس تھی۔ (تاریخ بغداد، الرقم ۷۲۹۷، النعمان بن ثابت ابوحنیفۃ التیمی، ذکر ما قالہ العلماء۔۔۔۔۔۔الخ، ج ۱۳، ص ۴۲۴)

ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زہر دیا گیا جس کے اثر سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت واقع ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نمازِ جنازہ قاضی القضاۃ حضرت سیِّدُ نا حسن بن عمارہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہت بڑی جماعت کے ساتھ پڑھائی۔

(مناقب الامام الاعظم للموفق بن احمد المکی، الباب الثامن والعشرون، سبب آخر فی وفاۃ الامام رضی اللہ عنہ، ج ۲، ص ۱۸۳)

امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخش دیا گیا:

حضرت سیدنا جعفر بن حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِكَ یعنی اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' جواب دیا: ''مجھے بخش دیا گیا۔'' (مناقب الامام الاعظم للموفق بن احمد المکی، الباب الثامن والعشرون، ج ۲، ص ۱۸۶)

حضرت سیدنا عبدالحمید بن عبدالرحمن جمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یوں دیکھا گویا کہ ایک ستارہ آسمان سے گر پڑا ہے، اور کہا گیا: یہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ پھر دوسرا ستارہ گرا تو کہا گیا: یہ حضرت سیدنا مسعر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ پھر تیسرا ستارہ گرا تو کہا گیا: یہ حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ چنانچہ، تینوں میں سب سے پہلے حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا، پھر حضرت سیدنا مسعر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اور آخر میں حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہوا۔

حضرت سیدنا صدقہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مستجاب الدعوات بزرگ تھے، فرماتے ہیں کہ جب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیزران کے قبرستان میں دفن کیا گیا تو میں نے تین رات مسلسل یہ آواز سنی:

ذَهَبَ الْفِقْهُ فَلَا فِقْهَ لَكُمْ　　فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا خَلَفَا

مَاتَ النُّعْمَانُ فَمَنْ هٰذَا الَّذِیْ　　بَعْدُ یُحْیِیْ لَیْلَهُ اِنْ سَجَفَا

ترجمہ: (۱)۔۔۔۔۔۔فقیہ چلا گیا، اب تمہارے پاس ایسا فقیہ کوئی نہیں، لہٰذا اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے ڈرو اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہترین جانشین بنو۔

(۲)۔۔۔۔۔۔امام اعظم نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا۔ تو اب کون ہے جو اُن کے بعد تاریک راتوں میں بیدار رہے۔

(اَلرَّوْضُ الْفَائِقِ فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِقِ مُصَنِّفُ الشَّیْخِ شُعَیْبِ حَرِیْفِیْشِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ الْمُتَوَفّٰی ۸۱۰ھ)

(۱۱) ابن نواحہ:

روایت ہے حضرت نعیم ابن مسعود سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (دو شخصوں میں سے ایک ابن نواحہ تھے) سے فرمایا جو مسیلمہ کے پاس سے آئے تھے کہ اگر یہ قانون نہ ہوتا کہ قاصد قتل نہیں کیے جاتے تو میں تمہاری گردنیں مار دیتا (احمد، ابوداؤد)

حارثہ بن مضرب رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ وہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئے (جبکہ وہ کوفہ میں والی

گئے) اور کہا: مجھے کسی عرب سے کوئی عداوت نہیں اور میں قبیلہ بنو حنیفہ کی مسجد سے گزرا ہوں تو میں نے انہیں پایا ہے کہ وہ لوگ مسلیمہ پر ایمان رکھتے ہیں (یہ مسجد کوفہ ہی میں تھی) پس سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے انہیں بلوالیا' انہیں لایا گیا تو انہوں نے (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے) ان سے توبہ کروائی' سوائے ابن نواحہ کے' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (تجھ سے) کہا تھا: "اگر تو سفیر نہ ہوتا تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔" اور آج تو سفیر یا قاصد نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے قرظہ بن کعب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے اس کو بازار میں (سرعام) قتل کر دیا۔ پھر فرمایا جو ابن نواحہ کو مقتول دیکھنا چاہتا ہے وہ اسے بازار میں دیکھ لے۔ (سنن ابوداود کتاب الجہاد باب: سفیر اور قاصدوں (کی حرمت) کا بیان۔ حدیث:2762)

د۔۔۔صحابہ کرام

(۱) واثلہ ابن اسقع:

حضرت سیدنا ابو سباع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر سے ایک اونٹنی خریدی، جب میں اسے لے کر نکلا تو حضرتِ سیدنا واثلہ مجھے ملے جبکہ وہ اپنا تہبند گھسیٹ رہے تھے اور دریافت فرمایا: آپ اسے خریدنا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ تو انہوں نے کہا: کیا آپ کو اس کے (عیب کے) بارے میں وضاحت کردی گئی ہے؟ میں نے کہا: اس میں کیا عیب ہوسکتا ہے، بے شک یہ ظاہراً موٹی تازی صحت مند ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا: آپ کا اس سے سفر کا ارادہ ہے یا گوشت کھانے کا؟ میں نے کہا: میرا تو حج کا ارادہ ہے۔ آپ نے کہا: آؤ واپس لوٹانے چلیں۔ تو اُونٹنی (بیچنے) والے نے کہا: اللہ عزوجل آپ کی اصلاح فرمائے، آپ کیا چاہتے ہیں؟ کیا آپ بیع توڑنا چاہتے ہیں؟ تو حضرتِ سیدنا واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: بے شک میں نے حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: کسی کے لئے جائز نہیں کہ کسی چیز کو عیب بیان کئے بغیر بیچے اور جس کو عیب معلوم ہو اس کے لئے عیب بیان نہ کرنا بھی جائز نہیں۔

(شعب الایمان، باب فی الامانات ووجوب ادائھا الی اھلھا، الحدیث: ۵۲۹۵، ج ۴، ص ۳۳۰)

حضرت سیدنا حبّان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرتِ سیدنا یزید بن اسود رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے نکلا تو میری ملاقات حضرتِ سیدنا واثلہ بن اسقع سے ہوئی وہ بھی ان کی عیادت کا ارادہ رکھتے تھے۔ جب ہم ان کے پاس پہنچے اور انہوں نے سیدنا واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو اپنا ہاتھ پھیلا دیا اور ان کی طرف اشارہ کیا۔ حضرتِ سیدنا واثلہ ان کے پاس آکر بیٹھ گئے تو حضرتِ سیدنا یزید رضی اللہ عنہ نے حضرتِ سیدنا واثلہ رضی اللہ عنہ کے دونوں ہاتھ تھام لئے اور انہیں اپنے چہرے پر پھیرنے لگے تو حضرتِ سیدنا واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا، تمہارا اللہ عزوجل کے ساتھ کیسا گمان ہے؟ تو حضرتِ سیدنا یزید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، خدا کی قسم! مجھے اللہ عزوجل سے اچھا گمان ہے۔ فرمایا، پھر خوش ہو جاؤ کہ میں نے نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوں اگر وہ اچھا گمان کرے تو اس کے لئے ویسا ہی ہے اور اگر وہ برا گمان کرے تو اس کے لئے ویسا ہی ہے۔ (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب حسن الظن باللہ، رقم ۶۴۰، ج ۲، ص ۱۷)

حضرت سیدنا واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہماری طرف آتے جبکہ ہم تجارت کر رہے ہوتے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے: اے تاجروں کے گروہ!

جھوٹ سے بچو۔ (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۳۲، ج ۲۲ص ۵۶)

حضرت سیدنا واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشادفرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشادفرماتے ہوئے سنا کہ اللہ عزوجل ارشادفرماتا ہے: میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں اگر وہ مجھ سے اچھا گمان رکھتا ہے تو اسے اچھائی ملتی ہے اور اگر برا گمان رکھے تو برائی پہنچتی ہے۔

(صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب حسن الظن باللہ، الحدیث: ۶۳۸، ج ۲، ص ۱۶)

حضرت سیدنا واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ خوش خصال، پیکرِ حسن وجمال، دافعِ رنج وملال، صاحبِ جودونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا، جس نے علم کی جستجو کی اور اسے پالیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اجر کے دو حصے لکھے گا اور جس نے علم کی جستجو کی مگر اسے پا نہ سکا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اجر کا ایک حصہ لکھے گا۔ (طبرانی کبیر، رقم ۱۶۵، ج ۲۲ص ۶۸)

حضرت سیدنا ابودرداء، ابواُمامہ اور واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایات کا خلاصہ ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا، جھگڑنا چھوڑ دو، میں حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا چھوڑنے والے کو جنت کے کنارے، وسط اور اعلیٰ درجے میں تین گھروں کی ضمانت دیتا ہوں، جھگڑنا چھوڑ دو، بے شک میرے رب عزوجل نے مجھے بتوں کی پوجا سے منع کرنے کے بعد سب سے پہلے جھگڑا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (طبرانی کبیر، رقم ۷۶۵۹، ج ۸، ص ۱۵۲)

حضرت سیدنا بشر بن حَیّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم ایک مسجد بنارہے تھے کہ حضرت سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے اور سلام کیا پھر فرمایا کہ میں نے سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو لوگوں کے نماز پڑھنے کے لئے مسجد بنائے گا اللہ عزوجل اس کے لئے جنت میں اس سے بہتر گھر بنائے گا۔ (مسند احمد، مسند المکیین/حدیث واثلۃ بن الاسقع، رقم ۱۶۰۰۵، ج ۵، ص ۴۱۹)

حضرت عبادہ بن صامت وشداد بن اوس وحضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: کسی کو ڈکار یا چھینک آئے تو آواز بلند نہ کرے کہ شیطان کو یہ بات پسند ہے کہ ان میں آواز بلند کی جائے۔ (شعب الایمان، باب فی تشمیت العاطس، فصل فی تکریر العاطس، الحدیث ۹۳۵۵، ج ۷، ص ۳۲)

(۲) وہب ابن عمیر:

اور شرح سنہ میں روایت کی گئی کہ عورتوں کی ایک جماعت ہے جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے نکاح کی بنا پر ان کے خاوندوں پر واپس فرمایا، دونوں اسلاموں کے جمع ہونے کے وقت دین اور ملک علیحدہ ہونے کے باوجود ان ہی سے

ولید ابن مغیرہ کی بیٹی بھی ہے جو صفوان ابن امیہ کی زوجہ تھیں وہ فتح کے دن اسلام لائیں اور ان کے خاوند اسلام سے بھاگ گئے تو ان کے چچازاد بھائی وہب ابن عمیر نے ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر بطور امان صفوان کے لیے بھیجی پھر جب وہ آئے تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار ماہ کا دیس نکالا دیا تا آنکہ وہ مسلمان ہوئے پھر ان کی بیوی ان کے پاس رہیں اور ام حکیم بنت حارثہ ابن ہشام یعنی عکرمہ ابن ابوجہل کی بیوی فتح مکہ کے دن ایمان لے آئیں اور ان کے خاوند اسلام سے بھاگ گئے حتی کہ یمن پہنچ گئے ام حکیم چلیں تا آنکہ ان کے پاس یمن میں پہنچ گئیں پھر انہیں دعوت اسلام دی چنانچہ وہ مسلمان ہو گئے اور یہ دونوں اپنے نکاح پر قائم رہے (مالک عن ابن شہاب مرسلا)

(۳) وابصہ ابن معبد:

روایت ہے حضرت وابصہ ابن معبد سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو صف کے پیچھے اکیلا نماز پڑھتے دیکھا تو اسے نماز لوٹانے کا حکم دیا (احمد، ترمذی، ابوداؤد) ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔

روایت ہے حضرت وابصہ ابن معبد سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے وابصہ تم نیکی اور گناہ کے متعلق پوچھنے آئے ہوئے ہو میں نے عرض کیا ہاں فرماتے ہیں کہ حضور انور نے اپنی انگلیاں جمع کر کے ان کے سینہ پر لگائیں اور تین بار فرمایا اپنے دل سے فتویٰ لے لیا کر و نیکی وہ ہے جس پر طبیعت جمے اور جس پر دل مطمئن ہو اور گناہ وہ ہے جو طبیعت میں چبھے اور دل میں کھٹکے اگرچہ لوگ اس کا فتویٰ دے دیں (احمد و دارمی)

(۴) وائل ابن حجر:

وائل بن حجر کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حاضر خدمت ہوا میرے سر کے بال بہت بڑھے ہوئے تھے میں سامنے آیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ذباب، ذباب میں یہ سمجھا کہ میرے بالوں کو ارشاد فرمایا واپس گیا، اور ان کو کٹوا دیا۔ جب دوسرے دن خدمت میں حاضر ہوا تو ارشاد فرمایا: میں نے تجھے نہیں کہا تھا لیکن یہ اچھا کیا۔

(سنن ابی داود، کتاب اللباس، باب فی تطویل الجمۃ، الحدیث ۴۱۹۰، ج ۴، ص ۱۱۲)

ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں ذکر کیا کہ ہمیں وکیع نے موسیٰ بن عمیر سے علقمہ بن وائل بن حجر نے اپنے والد گرامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے دوران نماز نبی اکرم کو دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے باندھے دیکھا ہے۔ امام علامہ قاسم بن قطلوبغا حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ اختیار شرح مختار کی احادیث کی تخریج کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کی سند جید اور تمام راوی ثقہ ہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ وضع الیمین علی الشمال من کتاب الصلوۃ مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/ ۳۹۰) (تخریج احادیث شرح مختار للقاسم بن قطلوبغا)

وائل بن حجر نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے جلسہ تشہد میں چھوٹی انگلی اور اُس کی برابر والی کو بند کیا پھر بیچ کی انگلی کو انگوٹھے کے ساتھ حلقہ بنایا اور انگشت شہادت سے اشارہ فرمایا۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی باب ماروی فی تحلیق الوسطی بالابہام مطبوعہ دار صادر بیروت ۲/۱۳۱)

روایت ہے حضرت وائل ابن حجر سے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نماز کو کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے حتی کہ ہاتھ تو کندھوں کے مقابل ہوگئے اور اپنے انگوٹھوں کو کانوں کے مقابل کر دیا پھر تکبیر کہی۔ ابوداؤداوراس کی دوسری روایت میں ہے کہ اپنے انگوٹھے کانوں کی گدیوں تک اٹھاتے۔

روایت ہے حضرت وائل ابن حجر سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب سجدہ کرتے تو اپنے گھٹنے ہاتھوں سے پہلے رکھتے اور جب اٹھتے تو اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے (ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی)

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھے چاہیے کہ اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھے (ابوداؤد، نسائی، دارمی) ابوسلیمان خطابی فرماتے ہیں کہ وائل ابن حجر کی حدیث اس سے زیادہ قوی ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ منسوخ ہے۔

روایت ہے حضرت وائل ابن حجر سے وہ رسول اللہ سے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ پھر حضور بیٹھے تو اپنا بایاں پاؤں بچھایا اور اپنا بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھا اور اپنی داہنی کہنی اپنی داہنی ران پر دراز کی دوانگلیاں بند کیں اور حلقہ بنایا پھر اپنی انگلی شریف اٹھائی میں نے آپ کو دیکھا کہ اسے ہلاتے تھے اس سے اشارہ کرتے تھے (ابوداود، دارمی)

(۵) وحشی ابن حرب:

یہی وہ وحشی ہیں جنہوں نے جنگ اُحد میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا تھا۔ یہ بھی فتح مکہ کے دن بھاگ کر طائف چلے گئے تھے مگر پھر طائف کے ایک وفد کے ہمراہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی زبان سے اپنے چچا کے قتل کی خونی داستان سنی اور رنج وغم میں ڈوب گئے مگر ان کو بھی آپ نے معاف فرما دیا۔ لیکن یہ فرمایا کہ وحشی! تم میرے سامنے نہ آیا کرو۔ حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا بے حد ملال رہتا تھا۔ پھر جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں مسیلمۃ الکذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور لشکر اسلام نے اس ملعون سے جہاد کیا تو حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنا نیزہ لے کر جہاد میں شامل ہوئے اور مسیلمۃ الکذاب کو قتل کر دیا۔ حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زندگی میں کہا کرتے تھے کہ قَتَلْتُ خَيْرَ النَّاسِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَقَتَلْتُ شَرَّ النَّاسِ فِي الْإِسْلَامِ۔ یعنی میں نے دور جاہلیت میں بہترین انسان (حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو قتل کیا اور اپنے دور اسلام میں بدترین آدمی (مسیلمۃ الکذاب) کو قتل کیا۔ انہوں نے

دربار اقدس میں اپنے جرائم کا اعتراف کر کے عرض کیا کہ کیا خدا مجھ جیسے مجرم کو بھی بخش دے گا؟ تو یہ آیت نازل ہوئی کہ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًاؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۝ (پ ۲۴، الزمر: ۵۳)

یعنی اے حبیب آپ فرما دیجئے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر حد سے زیادہ گناہ کر لیا ہے اللہ کی رحمت سے نا امید مت ہو جاؤ۔ اللہ تمام گناہوں کو بخش دے گا۔ وہ یقیناً بڑا بخشنے والا اور بہت مہربان ہے۔ (زمر)

(مدارج النبوت، قسم سوم، باب ہفتم، ج ۲، ص ۲۰۱، ۲۰۳، ملخصاً)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کو شہید کرنے والے وحشی بن حرب کے پاس اپنا نمائندہ بھیج کر اسلام قبول کرنے کے لئے دعوت دی۔ اس نے جواب میں یہ کہلا بھیجا، آپ کیونکر مجھے اسلام کی طرف آمادہ کر رہے ہیں جب کہ آپ کا دعوی ہے کہ قاتل، مشرک اور زانی جہنم میں ڈالا جائے گا اور قیامت کے دن اس کے عذاب کو دوگنا کر دیا جائے گا اور وہ ہمیشہ جہنم میں ذلیل وخوار ہوتا رہے گا۔ اور میں نے ان سب کاموں کو کیا ہے، تو کیا ان سب کے باوجود آپ میرے چھٹکارے کی کوئی راہ پاتے ہیں۔

اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی، اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓىٕكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۝

ترجمہ کنز الایمان: مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (الفرقان ۷۰)

جب وحشی کو اس آیت کے بارے میں پتہ چلا تو اس نے اپنا اشکال پیش کیا کہ نیک اعمال اور توبہ کی شرط تو بہت کڑی ہے، عین ممکن ہے کہ میں اس کو پورا نہ کر پاؤں۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور اس کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔ (النساء: ۴۸)

اس آیت کو سن کر وحشی نے کہا، میرے گمان میں یہ خدا (عزوجل) کی مشیت پر ہے مجھے کیا پتہ کہ میری مغفرت ہوگی بھی یا نہیں؟ کیا اس کے علاوہ کوئی اور بھی امید افزاء بات ہے یا نہیں؟ تب یہ آیت نازل ہوئی یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِؕ ترجمہ کنز الایمان: اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی، اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو۔ (زمر: ۵۳)

یہ سن کر حضرت سیدنا وحشی بن حرب رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا، اب ٹھیک ہے۔ اور دامن اسلام میں آ گئے۔

(مجمع الزوائد، ج ۷، ص ۲۲۴، رقم الحدیث ۱۱۳۱۴)

(۶) ولید ابن عقبہ:

۵ھ کے غزوہ بنی مصطلق میں جب مسلمان فتح یاب ہو گئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبیلہ کے سردار کی بیٹی حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمالیا تو صحابہ کرام نے تمام اسیرانِ جنگ کو یہ کہہ کر رہا کر دیا کہ جس خاندان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کر لی، اس خاندان کا کوئی آدمی لونڈی غلام نہیں رہ سکتا۔ مسلمانوں کے اس حسنِ سلوک اور اخلاقِ کریمانہ سے متاثر ہو کر تمام قبیلہ مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ولید بن عقبہ کو اس قبیلہ والوں کے پاس بھیجا تا کہ وہ قبیلے کے دولت مندوں سے زکوٰۃ وصول کر کے ان کے فقراء پر تقسیم کر دیں۔

قبیلہ بنی المصطلق کے لوگوں کو جب ولید کی اس آمد کا علم ہوا تو وہ عامل اسلام کے استقبال کے لئے خوشی خوشی ہتھیار لے کر بستی سے باہر میدان میں نکلے۔ زمانہ جاہلیت میں اس قبیلہ اور ولید میں کچھ ناچاتی رہ چکی تھی اس لئے پرانی عداوت کی بناء پر استقبال کے لئے اس اہتمام کو ولید نے دوسری نظر سے دیکھا اور سمجھا اور قبیلہ والوں سے اصل معاملہ دریافت کئے بغیر ہی مدینہ واپس چلا آیا، اور دربارِ نبوت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ قبیلہ بنی مصطلق کے لوگ تو مرتد ہو گئے اور انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اس خبر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم رنجیدہ ہوئے اور مسلمان بے حد برافروختہ ہو گئے بلکہ مقابلہ کے لئے جہاد کی تیاریاں ہونے لگیں۔ ادھر بنی مصطلق کو ولید کے اس عجیب طرزِ عمل سے بڑی حیرت ہوئی اور جب ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ ولید نے دربارِ نبوت میں غلط بیانی اور تہمت طرازی کر دی ہے تو ان لوگوں نے ایک معزز اور باوقار وفد دربارِ نبوت میں بھیجا جس نے بنی المصطلق کی طرف سے صفائی پیش کی۔ ایک جانب اپنے عامل ولید کا بیان اور دوسری جانب بنی المصطلق کے وفد کا یہ بیان دونوں باتیں سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاموشی اختیار فرمالی۔ اور وحی الٰہی کا انتظار فرمانے لگے، آخر وحی اُتر پڑی اور سورہ حجرات کی آیات نے نازل ہو کر نہ صرف معاملہ کی حقیقت ہی واضح کر دی بلکہ اس خصوص میں ایک مستقل قانون اور معیارِ تحقیق بھی عطا فرمادیا۔ وہ آیات یہ ہیں۔

(تفسیر خزائن العرفان، ص ۹۲۸، پ ۲۶، الحجرات: ۶)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ۝ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ فِیْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ یُطِیْعُكُمْ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْكُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَیْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ۝ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ۝

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو کہ کہیں کسی قوم کو بے جانے ایذا نہ دے بیٹھو پھر اپنے کئے پر پچھتاتے رہ جاؤ اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول ہیں بہت معاملوں میں اگر یہ تمہاری خوشی کریں تو تم ضرور مشقت میں پڑو لیکن اللہ نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا اور کفر

اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی ایسے ہی لوگ راہ پر ہیں اللہ کا فضل اور احسان اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔(پ26،الحجرات:6-8)

روایت ہے حضرت ولید ابن عقبہ سے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو مکہ والے حضور کے پاس اپنے بچے لانے لگے حضور ان کے لیے دعاء برکت فرماتے اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے مجھے آپ کے پاس لایا گیا میں خلوق والا تھا تو خلوق کی وجہ سے مجھے مس نہ فرمایا (ابوداؤد)

(۷) ولید ابن ولید:

ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آخری رکعت سے سر اٹھاتے تو یہ کہتے اے اللہ! نجات دے عیاش بن ابی ربیعہ کو، اے اللہ! نجات دے سلمۃ بن ہشام کو، اے اللہ نجات دے ولید بن ولید کو، اے اللہ! نجات دے مومنین میں سے ضعیفوں کو، اے اللہ! تو اپنی سخت گرفت فرما مضر پر، اے اللہ! ان پر قحط مسلط فرما جس طرح یوسف علیہ السلام کے زمانے میں قحط ہوا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: غفار کے لئے اللہ تعالٰی نے مغفرت فرمائی ہے اور اسلم سے اللہ تعالٰی نے صلح فرمائی ہے۔(ت)

(صحیح بخاری ابواب الاستسقاء باب دعاء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۳۶)

(۸) ورقہ ابن نوفل ابن اسد:

ایک دن آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم غار حراء کے اندر عبادت میں مشغول تھے کہ بالکل اچانک غار میں آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس ایک فرشتہ ظاہر ہوا۔ (یہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے جو ہمیشہ خدا عزوجل کا پیغام اس کے رسولوں علیہم الصلاۃ والسلام تک پہنچاتے رہے ہیں) فرشتے نے ایک دم کہا کہ پڑھیئے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ فرشتہ نے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو پکڑا اور نہایت گرم جوشی کے ساتھ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے زوردار معانقہ کیا پھر چھوڑ کر کہا کہ پڑھیئے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ فرشتہ نے دوسری مرتبہ پھر آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اپنے سینے سے چمٹایا اور چھوڑ کر کہا کہ پڑھیئے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پھر وہی فرمایا کہ میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ تیسری مرتبہ پھر فرشتہ نے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بہت زور کے ساتھ اپنے سینے سے لگا کر چھوڑا اور کہا کہ

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ﴿۳﴾ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ﴿۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم جس نے قلم سے لکھنا سکھایا آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔ (پ ۳۰، العلق: ۱۔۵)

یہی سب سے پہلی وحی تھی جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ ان آیتوں کو یاد کر کے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لائے۔ مگر اس واقعہ سے جو بالکل ناگہانی طور پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیش آیا اس سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر لرزہ طاری تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گھر والوں سے فرمایا کہ مجھے کملی اڑھاؤ۔ مجھے کملی اڑھاؤ۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خوف دور ہوا اور کچھ سکون ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے غار میں پیش آنے والا واقعہ بیان کیا اور فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔ یہ سن کر حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ نہیں، ہرگز نہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ کبھی بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رسوا نہیں کریگا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو رشتہ داروں کے ساتھ بہترین سلوک کرتے ہیں۔ دوسروں کا بار خود اٹھاتے ہیں۔ خود کما کما کر مفلسوں اور محتاجوں کو عطا فرماتے ہیں۔ مسافروں کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق وانصاف کی خاطر سب کی مصیبتوں اور مشکلات میں کام آتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ ورقہ ان لوگوں میں سے تھے جو موحد تھے اور اہل مکہ کے شرک وبت پرستی سے بیزار ہو کر نصرانی ہو گئے تھے اور انجیل کا عبرانی زبان سے عربی میں ترجمہ کیا کرتے تھے۔ بہت بوڑھے اور نابینا ہو چکے تھے۔ حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے کہا کہ بھائی جان! آپ اپنے بھتیجے کی بات سنیے۔ ورقہ بن نوفل نے کہا کہ بتایئے۔ آپ نے کیا دیکھا ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غار حراء کا پورا واقعہ بیان فرمایا۔ یہ سن کر ورقہ بن نوفل نے کہا کہ یہ تو وہی فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا تھا۔ پھر ورقہ بن نوفل کہنے لگے کہ کاش! میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت کے زمانے میں تندرست جوان ہوتا۔ کاش! میں اس وقت تک زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو مکہ سے باہر نکالے گی۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (تعجب سے) فرمایا کہ کیا مکہ والے مجھے مکہ سے نکال دیں گے تو ورقہ نے کہا جی ہاں! جو شخص بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرح نبوت لے کر آیا لوگ اس کے ساتھ دشمنی پر کمربستہ ہو گئے۔

سیرتِ مصطفی

روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ورقہ کے متعلق پوچھا گیا حضور سے جناب خدیجہ نے کہا کہ انہوں نے آپ کی تصدیق کی تھی لیکن اظہار سے پہلے وفات پا گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ مجھے خواب میں وہ دکھائے گئے ان پر سفید کپڑے تھے اور اگر وہ آگ والوں سے ہوتے تو ان پر اس کے علاوہ لباس ہوتا (احمد، ترمذی)

(۹) ابوواقد

داود ابوواقد لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہتے ہیں جب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ میں تشریف لائے اس زمانہ میں یہاں کے لوگ زندہ اونٹ کا کوہان کاٹ لیتے اور زندہ دنبہ کی چکی کاٹ لیتے حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم) نے فرمایا: زندہ جانور کا جوٹکڑا کاٹ لیا جائے وہ مردار ہے کھایا نہ جائے۔

(جامع الترمذی، کتاب الأطعمۃ، باب ما قطع من الحی... الخ، الحدیث: ۱۴۸۵، ج ۳، ص ۱۵۳)

روایت ہے حضرت عبیداللہ سے کہ حضرت عمر بن خطاب نے حضرت ابوواقد لیثی سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بقر عید اور عید میں کون سی سورتیں پڑھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ ان دونوں میں "قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ" اور "اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ پڑھتے تھے۔ (مسلم)

روایت ہے حضرت ابوواقد لیثی سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے حالانکہ لوگ اونٹ کی کوہان اور بکری کی چوتڑ کاٹ لیا کرتے تھے تو حضور نے فرمایا کہ جو حصہ جانور کا کاٹ لیا جائے اور جانور زندہ ہو تو وہ حصہ مردار ہے نہ کھایا جائے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

روایت ہے ابوواقد لیثی سے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ہم کسی زمین میں ہوتے ہیں تو ہم کو بھوک پہنچ جاتی ہے تو ہمارے لیے مردار کب حلال ہے فرمایا جب کہ تم صبح کو یا شام کو پیالہ نہ پاؤ یا زمین کا ساگ پات بھی نہ پاؤ تو تم اس مردار کو اختیار کرلو، اس کے معنی یہ ہیں کہ تم صبح یا شام کو پیالہ نہ پاؤ اور نہ ساگ و پات پاؤ جسے تم کھاؤ تو تمہارے لیے مردار حلال ہے (دارمی)

روایت ہے حضرت ابوواقد لیثی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ حنین کی طرف تشریف لے گئے تو مشرکوں کے ایک درخت پر گزرے جس پر وہ اپنے ہتھیار لٹکاتے تھے اسے ذات انواط کہا جاتا تھا تو لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ہمارے لیے بھی کوئی ذات انواط مقرر فرما دیجئے جیسے ان کا ذات انواط ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا کہ ہمارے لیے کوئی معبود مقرر کردو جیسے ان کے معبود ہیں اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم لوگ اپنے سے پہلے والوں کی راہ چلو گے۔ (ترمذی)

ابوواقد لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں کے لوگ زندہ اونٹوں کی کوہانوں اور دنبوں کی چکیوں کو کاٹ کھانا پسند کرتے تھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: زندہ

جانور کا کاٹا ہوا حصہ مردار ہو حافظ ترمذی نے فرمایا: اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے ہدایہ کے مچھلی کے مسائل میں ہے کہ اگر مچھلی کا کچھ حصہ کاٹ کر جدا کرلیا اور مچھلی مرجائے تو اس کے دونوں ٹکڑے حلال ہیں کیونکہ اس کی موت سماوی ہوتی ہے تو زندہ سے ٹکڑا جدا کیا ہوا اگرچہ مردہ ہے لیکن اس کا مردہ حلال ہے۔ اللہ تعالٰی حقیقت حال بہتر جانتا ہے۔ (ت)

(جامع الترمذی ابواب الصید باب ماجاء فی ماقطع من الحی فہو میت امین کمپنی کراچی ۱/ ۱۷۹) (الہدایہ کتاب الذبائح مطبع یوسفی لکھنو دہلی ۴/ ۴۴۱)

و۔۔۔تابعین عظام

(ا) وہب ابن منبہ:

حضرتِ سیّدُنا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں، تورات شریف میں ہے کہ اللہ عزَّ وَجَلَّ بروزِ قیامت اپنے سات لاکھ مقرّب فرشتوں کو بھیجے گا، جن میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں سونے کی ایک زنجیر ہوگی۔ اللہ عزَّ وَجَلَّ فرمائے گا: جاؤ! اور بیت اللہ شریف کو ان زنجیروں میں باندھ کر محشر کی طرف لے آؤ۔ فرشتے جائیں گے، ان زنجیروں سے باندھ کر کھینچیں گے اور ایک فرشتہ پکارے گا: اے کعبۃ اللہ! چل۔ تو کعبہ مبارکہ کہے گا: میں نہیں چلوں گا جب تک میرا سوال پورا نہ ہو جائے۔

فضائے آسمانی سے ایک فرشتہ پکارے گا: تُو سوال کر۔ تو کعبہ عرض کریگا: اے اللہ عزَّ وَجَلَّ! تو میرے پڑوس میں دفن مؤمنین کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ تو کعبہ شریف کو ایک آواز سنائی دے گی: میں نے تیری درخواست قبول فرما لی۔

حضرتِ سیّدُنا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: پھر مکہ کے مُردوں کو اُٹھایا جائے گا جن کے چہرے سفید ہوں گے۔ وہ سب احرام کی حالت میں کعبہ کے گرد جمع ہو کر تلبیہ (یعنی لبیک) کہہ رہے ہوں گے۔ پھر فرشتے کہیں گے: اے کعبہ! اب چل۔ تو وہ کہے گا: میں نہیں چلوں گا یہاں تک کہ میری درخواست قبول ہو جائے۔ تو فضائے آسمانی سے ایک فرشتہ پکارے گا: تو مانگ، تجھے دیا جائے گا۔ تو کعبہ شریف کہے گا: اے اللہ عزَّ وَجَلَّ! تیرے گنہگار بندے جو اکٹھے ہو کر دُور دُور سے غبار آلود ہو کر میرے پاس آئے۔ انہوں نے اپنے اہل وعیال اور احباب کو چھوڑا۔ انہوں نے فرمانبرداری اور زیارت کے شوق میں نکل کر تیرے حکم کے مطابق مناسکِ حج ادا کئے۔ تو میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ ان کے حق میں میری شفاعت قبول فرما، ان کو قیامت کی گھبراہٹ سے امن میں رکھ اور انہیں میرے گرد جمع فرمادے۔

تو ایک فرشتہ ندا دے گا: ان میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جنہوں نے تیرے طواف کے بعد گناہوں کا ارتکاب کیا ہوگا اور ان پر اصرار کر کے اپنے اوپر جہنم واجب کر لی ہوگی۔ تو کعبہ عرض کریگا: اے اللہ عزَّ وَجَلَّ! میں تجھ سے ان گنہگاروں کے

حق میں شفاعت قبول ہونے کا سوال کرتا ہوں جن پر جہنم واجب ہو چکی ہے۔ تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ فرمائے گا: میں نے ان کے حق میں تیری شفاعت قبول فرمائی۔ تو وہی فرشتہ ندا کریگا: جس نے کعبہ کی زیارت کی تھی وہ لوگوں سے الگ ہو جائے۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ ان سب کو کعبہ کے گرد جمع کر دے گا۔ ان کے چہرے سفید ہوں گے اور وہ جہنم سے بے خوف ہو کر طواف کرتے ہوئے تلبیہ کہیں گے۔ پھر فرشتہ پکارے گا: اے کعبۃ اللہ! چل تو کعبہ شریف تلبیہ کہے گا: لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، وَالْخَيْرُ كُلُّهُ بِيَدَيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ پھر فرشتے اس کو کھینچ کر محشر تک لے جائیں گے۔ (احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الحج، الباب الثانی، ج ۱، ص ۳۳۳ مختصر)

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہِ ربُّ العزت میں عرض کی: اے اللہ عَزَّ وَجَلَّ! جو تیری رضا کے لئے کسی یتیم یا بیوہ کو پناہ دے تو اس کی جزاء کیا ہے؟ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: میں اُسے اپنے عرش کے سائے میں اس دن جگہ دوں گا جس دن اُس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

(حلیۃ الاولیاء، الحدیث ۴۷۰۸، ج ۴، ص ۴۸)

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے:

من طلب الدنیا بعمل الآخر قنکس اللہ قلبه و کتب اسمه فی دیوان اهل النار

(تنبیہ المغترین، الباب الاوّل، اخلاصہم للہ تعالیٰ، ص 23)

جو شخص آخرت کے عمل کے ساتھ دنیا طلب کرے۔ خدا تعالیٰ اس کے دل کو الٹا کر دیتا ہے اور اس کا نام دوزخیوں کے دفتر میں لکھ دیتا ہے۔ حضرت وہب بن منبہ:

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ قول اس آیت سے ماخوذ ہے جو حق تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿۲۰﴾ (پ25، الشوریٰ:20)

کہ جو شخص (اپنے اعمال صالح میں) دنیا چاہے ہم دنیا سے اتنا جتنا کہ اس کا مقرر ہے دے دیتے ہیں اور آخرت میں اس کے لئے کوئی حصہ نہیں۔

وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اکہتر (۷۱) کتابوں میں یہ پڑھا ہے کہ جب سے دنیا عالم وجود میں آئی ہے اس وقت سے قیامت تک کے تمام انسانوں کی عقلوں کا اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عقل شریف سے موازنہ کیا جائے تو تمام انسانوں کی عقلوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عقل شریف سے وہی نسبت ہوگی جو ایک ریت کے ذرے کو تمام دنیا کے ریگستانوں سے نسبت ہے۔ یعنی تمام انسانوں کی عقلیں ایک ریت کے ذرے کے برابر ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عقل شریف تمام دنیا کے ریگستانوں کے برابر ہے۔ اس حدیث کو ابو نعیم محدث نے حلیہ میں روایت کیا اور محدث ابن عساکر نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، فصل واما وفور عقلہ، ج ۱، ص ۶۷)

روایت ہے حضرت وہب ابن منبہ سے کہ ان سے عرض کیا گیا کہ کیا کلمہ لا الہ الا اللہ جنت کی چابی نہیں فرمایا ہاں ہے لیکن کوئی چابی دندانہ بغیر نہیں ہوتی تو اگر تم دندانہ والی چابی لے کر آؤ گے تو تمہارے لئے دروازہ کھلے گا ورنہ نہ کھلے گا

(بخاری ترجمہ باب)

حضرت وہب بن منبہ رضي اللہ تعالي عنہ فرماتے ہیں، توریت میں لکھا ہے کہ جو بارگاہِ الٰہی میں سمجھ دار بننا چاہے تو اسے چاہیے کہ دل میں اللہ تعالیٰ کا حقیقی خوف پیدا کرے۔ (المنبہات علی الاستعداد لیوم المعاد، ص ۱۳۴)

بیہقی وہب بن منبہ سے راوی: اللہ تعالی نے زبور مقدس میں وحی بھیجی: اے داؤد عنقریب تیرے بعد وہ سچا نبی آئے گا جس کا نام احمد و محمد ہے، میں کبھی اس سے ناراض نہ ہوں گا اور نہ وہ کبھی میری نافرمانی کرے گا۔ اس کی امت امت مرحومہ ہے، میں نے انھیں وہ نوافل عطا کئے جو پیغمبروں کو دیے، اوران پر وہ احکام فرض ٹھہرائے جو انبیاء اور رسل پر فرض تھے ،یہاں تک کہ وہ لوگ میرے پاس روز قیامت اس حال پر حاضر ہوں گے کہ ان کا نور مثل نور انبیاء کے ہوگا۔ اے داؤد !میں نے محمد کو سب سے افضل کیا۔ اوراس کی امت کو تمام امتوں پر فضلیت بخشی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

(دلائل النبوۃ باب صفۃ الرسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فی التوراۃ والانجیل الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۳۸۰)

(۲) وبرہ ابن عبدالرحمن:

روایت ہے حضرت وبرہ سے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر سے پوچھا کہ میں جمروں کی رمی کب کروں فرمایا جب تمہارا امام رمی کرے تو تم بھی کرو میں نے پھر یہی سوال کیا تو فرمایا ہم وقت کے منتظر رہتے تھے جب سورج ڈھل جاتا تو ہم رمی کر لیتے تھے۔ (بخاری)

عمرو بن عون، مسدد، خالد بیان بن بشر، مسدد ابو بشر، وبرہ بن عبدالرحمن، عامر بن عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے (اپنے والد) زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث روایت کرنے میں کیا مانع ہے؟ جیسے کہ آپ کے ساتھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک خاص تقرب کا درجہ حاصل تھا لیکن میں نے آپ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

(سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 258)

وبرہ (یعنی ابن عبدالرحمن) کہتے ہیں کہ میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ مجھے عرفات میں جانے سے پہلے طواف کرنا صحیح ہے؟ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں تو اس نے کہا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ تو کہتے ہیں کہ عرفات میں جانے سے پہلے طواف نہ کرو۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے

کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا اور عرفات میں جانے سے پہلے بیت اللہ کا طواف کیا۔ تو اگر تو (اپنے ایمان میں) سچا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول لینا بہتر ہے یا سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا؟) مقام عبرت ہے کہ سیدنا ابن عباس جیسے جلیل القدر فقیہ صحابی کی بات جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کے خلاف ہو تو ان کی بات کی طرف دیکھنے کی بھی اجازت نہیں ہے چہ جائیکہ آج کی طرح ائمہ یا پیرو مرشد کی باتوں پر بلا چوں چرا اس عمل کو دین سمجھ لیا جائے {۔ایک دوسری روایت میں ہے، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا اور بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کی سعی کی۔

(مختصر صحیح مسلم حج کے مسائل باب: اس آدمی پر کیا لازم آتا ہے جو حج کا احرام باندھے اور مکہ مکرمہ میں طواف اور سعی کرنے کے لئے آئے۔703)

(۳) وکیع ابن جراح:

وکیع بن الجراح بن ملیح بن عدی الکوفی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) صائم الدھر تھے، ہر رات ایک بار ختم قرآن فرماتے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تلامذہ میں سے ہیں اور حضرت امام شافعی کے شیوخ میں ہیں ۱۹۸ھ میں وفات پائی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

شَكَوْتُ إِلَى وَكِيْعٍ سُوْءَ حِفْظِي

فَأَرْشَدَنِي إِلَى تَرْكِ الْمَعَاصِي

ترجمہ: میں نے اپنے استاد وکیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ضعف حافظہ کی شکایت کی پس انہوں نے مجھے گناہوں سے اجتناب کرنے کی ہدایت کی۔

فَإِنَّ الْحِفْظَ فَضْلٌ مِنْ إِلٰهِي

وَفَضْلُ اللّٰهِ لَا يُهْدٰى لِعَاصِي

ترجمہ: بے شک قوت حافظہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فضل ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ فضل (قوت حافظہ) گناہوں کا عادی نہیں پاسکتا۔

(۴) وحشی ابن حرب:

روایت ہے حضرت وحشی ابن حرب سے وہ اپنے والد سے راوی وہ اپنے دادا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کھاتے ہیں اور سیر نہیں ہوتے فرمایا شاید تم الگ الگ کھاتے ہو عرض کیا

ہاں فرمایا اپنے کھانے پر جمع ہو جایا کرو اور اللہ کا نام لو تم کو اس میں برکت دی جائے گی۔ (ابوداؤد)

(۵) ابو وائل:

روایت ہے حضرت شقیق سے فرماتے ہیں کہ عبداللہ ابن مسعود ہر جمعرات کو وعظ فرماتے تھے ایک شخص نے عرض کیا کہ اے ابو عبدالرحمن میری تمنا یہ ہے کہ آپ روزانہ وعظ فرماتے فرمایا مجھے اس سے رکاوٹ یہ ہے کہ میں ناپسند کرتا ہوں کہ تمہیں ملال میں ڈال دوں میں تمہارا ویسے ہی لحاظ رکھتا ہوں جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا وعظ میں لحاظ رکھتے تھے ملال کے خوف سے۔ (بخاری، مسلم)

روایت ہے حضرت ابو وائل سے فرماتے ہیں کہ حضرت خالد ابن ولید نے فارس والوں کو لکھا میں شروع کرتا ہوں مہربان رحم والے اللہ کے نام سے یہ خط ہے خالد ابن ولید کی طرف سے رستم اور مہران کی طرف جو فارس کی جماعت میں ہیں اس پر سلام ہو جو ہدایت کی اتباع کرے اس کے بعد ہم تم کو اسلام کی طرف دعوت دیتے ہیں لیکن اگر تم نہ مانو تو جزیہ اپنے ہاتھ سے دو حالانکہ تم ذلیل ہو پھر اگر تم نہ مانو تو میرے ساتھ ایسی قوم ہے جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جانے کو ایسا پسند کرتے ہیں جیسے فارس کے لوگ شراب پسند کرتے ہیں اور سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔ (شرح السنہ)

ہ۔۔۔صحابہ کرام

(۱) ہشام ابن حکیم:

روایت ہے حضرت عمر ابن خطاب سے فرماتے ہیں میں نے ہشام ابن حکیم ابن حزام کو سنا کہ وہ سورہ فرقان اس کے خلاف پڑھ رہے ہیں جو میں پڑھتا تھا اور مجھے یہ سورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی تھی قریب تھا کہ میں ان پر جلدی کر بیٹھوں مگر میں نے انہیں مہلت دی حتی کہ فارغ ہوگئے پھر میں نے انہیں ان ہی کی چادر میں لپیٹ لیا پھر انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لایا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے انہیں سنا کہ سورۂ فرقان اس کے علاوہ پڑھ رہے ہیں جو مجھے حضور نے پڑھائی ہے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں چھوڑ دو ہشام پڑھو انہوں نے وہ ہی قرأت تلاوت کی جو میں نے انہیں تلاوت کرتے سنی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں ہی اتری ہے پھر مجھ سے فرمایا پڑھو میں نے پڑھی فرمایا یوں بھی اتری ہے یہ قرآن سات قرأت پر اترا ہے۔جس طرح آسان ہو تلاوت کرلیا کرو۔ (مسلم، بخاری) اور لفظ مسلم کے ہیں۔

روایت ہے حضرت ہشام ابن عروہ سے وہ اپنے باپ سے راوی کہ ہشام ابن حکیم شام میں کچھ کسان آدمیوں پر گزرے جو دھوپ میں کھڑے کیے گئے تھے اور ان کو سروں پر تیل ڈالا گیا تھا تو آپ نے کہا یہ کیا ہے؟ کہا گیا یہ لوگ ٹیکس کے بارے میں عذاب دیئے جارہے ہیں تو ہشام نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب دے گا جو لوگوں کو دنیا میں عذاب دیتے ہیں۔(مسلم)

(۲) ہشام ابن عاص

ابن عساکر بطریق قاضی معافی بن زکریا حضرت عبادہ بن صامت، اور بیہقی و ابونعیم بطریق حضرت ابوامامہ باہلی حضرت ہشام بن عاص سے راوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں بادشاہ روم ہرقل کے پاس بھیجا اور ہم اس کے شہ نشین کے نزدیک پہنچے وہاں سواریاں بٹھائیں اور کہا لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ جانتا ہے یہ کہتے ہی اس کا شہ نشین ایسا ہلنے لگا جیسے ہوا کے جھونکے میں کھجور، اس نے کہلا بھیجا یہ تمہیں حق نہیں پہنچتا کہ شہروں میں اپنے دین کا اعلان کرو، پھر ہمیں بلایا ہم گئے وہ سرخ کپڑے پہنے سرخ مسند پر بیٹھا تھا آس پاس ہر چیز سرخ تھی اس کے اراکین دربار اس کے ساتھ تھے ہم نے سلام نہ کیا اور ایک گوشے میں بیٹھ گئے وہ ہنس کر بولا تم آپس میں جیسا ایک دوسرے کو سلام کرتے ہو مجھے کیوں نہ کیا؟ ہم نے کہا ہم تجھے اس سلام کے قابل نہیں سمجھتے اور جس مجرے پر تو راضی ہوتا ہے وہ ہمیں روا

نہیں کہ کسی کے لئے بجالائیں، پھراس نے پوچھا سب سے بڑا کلمہ تمہارے یہاں کیا ہے؟ ہم نے کہالا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر، خدا گواہ ہے یہ کہتے ہی بادشاہ کے بدن پر لرزہ پڑگیا پھر آنکھیں کھول کر غور سے ہمیں دیکھا اور کہا یہی وہ کلمہ ہے جو تم نے میرے شہ نشین کے نیچے اترتے وقت کہا تھا؟ ہم نے کہا ہاں، کہا جب اپنے گھروں میں اسے کہتے ہو تو کیا تمہاری چھتیں بھی اس طرح کانپنے لگتی ہیں؟ ہم نے کہا خدا کی قسم یہ تو ہم نے یہیں دیکھا اور اس میں خدا کی کوئی حکمت ہے، بولا سچی بات خوب ہوتی ہے سن لو خدا کی قسم مجھے آرزو تھی کہ کاش میرا آدھا ملک نکل جاتا اور تم یہ کلمہ جس چیز کے پاس کہتے وہ لرزنے لگتی۔ ہم نے کہا یہ کیوں؟ کہا یوں ہوتا تو کام آسان تھا اور اس وقت لائق تھا کہ یہ زلزلہ شان نبوت سے نہ ہو بلکہ کوئی انسانی شعبدہ ہو (یعنی اللہ تعالیٰ ایسے معجزات ہر وقت ظاہر نہیں فرماتا بلکہ عالم اسباب میں شان نبوت کو بھی غالباً مجرائے عادت کے مطابق رکھتا ہے) (دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ما وجد من صورۃ نبینا محمد، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱/ ۸۷-۳۸۶) (جامع الاحادیث بحوالہ ابن عساکر عن العائی عن عبادۃ بن الصامت، حدیث ۱۵۶۴۱ دارالفکر، بیروت، ۲۰/ ۶۲)

(۳) ہشام ابن عامر:

روایت ہے حضرت ہشام ابن عامر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن فرمایا کہ چوڑی، گہری اور اچھی قبر کھودو اور ایک قبر میں دو دو تین تین دفن کرو جن میں زیادہ قرآن والوں کو آگے رکھو۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی) اور ابن ماجہ نے احسنوا تک۔

(۴) ہلال ابن امیہ:

غزوہ تبوک میں جو لوگ غیر حاضر رہے ان میں اکثر منافقین تھے۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبوک سے مدینہ واپس آئے اور مسجد نبوی میں نزول اجلال فرمایا تو منافقین قسمیں کھا کھا کر اپنا اپنا عذر بیان کرنے لگے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی سے کوئی مواخذہ نہیں فرمایا لیکن تین مخلص صحابیوں حضرت کعب بن مالک و ہلال بن امیہ و مرارہ بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا پچاس دنوں تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بائیکاٹ فرمادیا۔ پھر ان تینوں کی توبہ قبول ہوئی اور ان لوگوں کے بارے میں قرآن کی آیت نازل ہوئی۔ (المواھب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب ثم غزوۃ تبوک، ج ۴، ص ۱۰۷، ۱۰۹ ملخصاً)

روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ ہلال ابن امیہ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اپنی بیوی کو شریک ابن سماء سے تہمت لگائی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہ لاؤ یا تمہاری پیٹھ میں سزا ہے وہ بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہم میں سے کوئی اپنی بیوی پر کسی مرد کو دیکھے تو گواہ ڈھونڈتا پھرے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے گواہ لاؤ ورنہ تمہاری پیٹھ میں سزا ہوگی ہلال بولے اس کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا میں سچا ہوں تو اللہ تعالیٰ ضرور وہ

آیات اتارے گا جو میری پیٹھ کو سزا سے بچالیں گی اتنے میں جبرئیل اترے اور آپ پر یہ آیت اتاری اور وہ لوگ جو الزام لگائیں اپنی بیویوں کو، پھر پڑھی حتی کہ ان کان من الصادقین تک پہنچ گئے پھر ہلال آئے گواہی دی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یقیناً اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے تو کیا تم میں سے کوئی توبہ کرلے گا پھر عورت کھڑی ہوئی پس گواہی دی جب پانچویں پر پہنچی تو لوگوں نے اسے ٹھہرالیا اور بولے کہ یہ واجب کرنے والی ہے ابن عباس فرماتے ہیں کہ وہ کچھ ٹھہری اور لوٹی حتی کہ ہم نے گمان کرلیا کہ یہ رجوع کرلے گی پھر بولی میں اپنی قوم کو کبھی رسوا نہ کروں گی پھر گزر گئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے دیکھنا اگر یہ سرگیں آنکھوں والا بھرے چوتڑوں والا پتلی پنڈلیوں والا بچہ جنے تو وہ شریک ابن سمحاء کا ہے پھر وہ ایسا بچہ لائی فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر قرآن کا وہ حکم جو گزر گیا نہ ہوتا تو میرا اور اس عورت کا کچھ حال ہوتا۔ (بخاری)

روایت ہے حضرت کعب ابن مالک سے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ کہ میری قبول توبہ کے شکریہ سے یہ ہے کہ اپنے مال سے الگ ہوجاؤں صدقہ کرتے وقت اللہ ورسول کی طرف تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا کچھ مال روک لو تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے میں نے عرض کیا کہ میں اپنا وہ حصہ روکتا ہوں جو خیبر میں ہے۔ (مسلم، بخاری) یہ بڑی حدیث کا ایک حصہ ہے۔

روایت ہے حضرت قیس ابن ابی حازم سے فرماتے ہیں کہ بدر والوں کا عطیہ پانچ پانچ ہزار تھا حضرت عمر نے فرمایا کہ میں ان کو بعد والوں پر فضیلت دوں گا (بخاری) ان بدر والوں کے نام جو بخاری کی جامع میں بیان کیے گئے نبی محمد ابن عبداللہ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ ابن عثمان یعنی ابوبکر صدیق قرشی عمر ابن خطاب عدوی عثمان ابن عفان قرشی جنہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دختر رقیہ کی تیمارداری کے لیے پیچھے چھوڑا اور ان کے لیے حصہ الگ رکھا علی ابن ابی طالب ہاشمی ایاس ابن بکیر بلال ابن رباح یعنی ابوبکر صدیق کے غلام حمزہ ابن عبدالمطلب ہاشمی حاطب ابن ابی بلتعہ جو قریش کے حلیف تھے ابوحذیفہ ابن عقبہ ابن ربیعہ قرشی حارثہ ابن ربیع انصاری جو بدر کے دن شہید ہوئے اور وہ حارثہ ابن سراقہ ہیں جو اوپر میں مقرر تھے خبیب ابن عدی انصاری، خنیس ابن حذافہ سہمی رفاعہ ابن رافع انصاری رفاعہ ابن عبدالمنذر ابولبابہ انصاری زبیر ابن عوام قرشی زید ابن سہل یعنی ابوطلحہ انصاری ابوزید انصاری سعد ابن مالک زہری سعد ابن خولہ قرشی سعید ابن زید ابن عمرو ابن نفیل قرشی سہل ابن حنیف انصاری ظہیر ابن رافع انصاری اور انکے بھائی عبداللہ ابن مسعود ہذلی عبدالرحمن ابن عوف زہری عبیدہ ابن حارث قرشی عبادہ ابن صامت انصاری عمرو ابن عوف جو بنی عامر ابن لوی کے حلیف تھے عقبہ ابن عمرو انصاری عامر ابن ربیعہ عنزی عاصم ابن ثابت انصاری عویمر ابن ساعدہ انصاری عتبان ابن مالک انصاری قدامہ ابن مظعون قتادہ ابن نعمان انصاری معاذ ابن عمرو ابن جموح معوذ ابن عفراء اور ان کے بھائی مالک ابن ربیعہ ابواسید انصاری مسطح ابن اثاثہ ابن عباد ابن عبدالمطلب ابن عبدمناف مرارہ ابن ربیع انصاری معن بن عدی انصاری مقداد ابن عمرو کندی

جو بنی زہرہ کے حلیف ہیں ہلال ابن امیہ انصاری اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی رہے۔

(۵) ہذال ابن ذباب:

روایت ہے حضرت فُجیع عامری سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا کہ ہمارے لیے مردار سے کیا حلال ہے فرمایا تمہارا کھانا پینا کیا ہے ہم نے عرض کیا صبح وشام ایک ایک پیالہ پی لیتے ہیں ابونعیم کہتے ہیں کہ حضرت عقبہ نے مجھ سے اس کی تفسیر کی ایک پیالہ صبح اور ایک پیالہ شام فرمایا میرے والد کی قسم یہ تو بالکل بھوک ہے پھر ہمارے لیے اس حالت میں مردار حلال فرمایا۔ (ابوداؤد)

(٦) ابوہریرہ:

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ صحابی ہیں کہ جن کا اصل نام عَبْدُ الرَّحْمٰن سخر دوسی تمیمی تھا، بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ کالہ وسلم سے ابوہریرہ یعنی مُنّی سی بلی والے کی کُنیت عطا ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے حافظ الحدیث تھے۔ محدِّثین رحمہم اللہُ المبین کا مُتّفِقہ فیصلہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سب سے زیادہ احادیثِ مبارکہ (5364) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہیں۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ صحابی ہیں کہ جن کا اصل نام عَبْدُ الرَّحْمٰن سخر دوسی تمیمی تھا، بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ کالہ وسلم سے ابوہریرہ یعنی مُنّی سی بلی والے کی کُنیت عطا ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے حافظ الحدیث تھے۔ محدِّثین رحمہم اللہُ المبین کا مُتّفِقہ فیصلہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سب

(تفہیم البخاری ج اوّل، ص ۸۸)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کن دُشوار گزار اور کٹھن حالات کا مُقابلہ کیا، مُلاحظہ فرمایئے:

سیدی ومرشدی، عاشقِ رسولِ عربی، محبِّ ہر سید وصحابی وولی، مُبلغِ سُنّتِ مصطفوی، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ اپنی مایہ ناز تصنیف فیضانِ سُنّت صَفْحہ 690 پر لکھتے ہیں،

حضرتِ سیِّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، اُس خدا عَزَّ وَجَلَّ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں بھوک کی وجہ سے اپنا پیٹ زمین پر رکھتا اور بھوک کے سبب پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا۔ ایک دن میں اس راستے پر بیٹھ گیا جس سے لوگ باہر جاتے تھے۔ جانِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ کالہ وسلم میرے پاس سے گزرے تو مجھے دیکھ کر مسکرائے اور میرا چہرہ دیکھ کر میری حالت سمجھ گئے۔ فرمایا، اے ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! میں نے عرض کی، لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ (عَزَّ وَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ کالہ وسلم) فرمایا، میرے ساتھ آجاؤ۔ میں پیچھے پیچھے چل دیا، جب شہنشاہِ بَحر وبَر، مدینے کے

تاجور، ساقی حوضِ کوثر، حبیبِ داوَر عَزَّ وَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے مبارک گھر پر جلوہ گر ہوئے تو اجازت لیکر میں بھی اندر داخل ہو گیا۔ سرورِ کائنات، شاہِ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک پیالے میں دودھ دیکھا تو فرمایا، یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ اَہلِ خانہ نے عرض کی، فُلاں صَحابی یا صَحابیہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ہَدِیَّۃً بھیجا ہے۔ فرمایا، ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! میں نے عرض کی، لَبَّیْکَ یَا رَسُولَ اللہ (عَزَّ وَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) فرمایا، جا کر اَہلِ صُفّہ کو بُلا لاؤ۔ حضرتِ سیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ اہلِ صُفّہ علیہم الرضوان اسلام کے مہمان ہیں، نہ اُن کو گھر بار سے رغبت ہے نہ مال و دولت سے اور نہ وہ کسی شخص کا سہارا لیتے ہیں۔ جب مَحبوبِ ربِّ ذُوالجلال عَزَّ وَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس صَدَقہ کا مال آتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کی طرف بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہیں لیتے تھے۔ اور جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کوئی ھَدِیّہ آتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس بھیجتے اس میں سے خود بھی استعمال کرتے اور ان کو بھی شریک فرماتے۔ مجھے یہ بات گراں سی گزری اور دل میں خیال آیا، اَہلِ صُفّہ (علیہم الرضوان) کا اِس دُودھ سے کیا بنے گا، میں اس کا زیادہ مستحق تھا کہ اس دودھ سے چند گھونٹ پیتا اور کچھ قوّت حاصل کرتا۔ جب اصحابِ صُفّہ (علیہم الرضوان) آجائیں گے تو سرکارِ نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے ہی ارشاد فرمائیں گے، کہ ان کو دودھ پیش کرو۔ اِس صورت میں بُہت مشکل ہے کہ دودھ کے چند گھونٹ مجھے میسّر ہوں۔ لیکن اللہ عَزَّ وَجَلَّ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اِطاعت کے بغیر چارہ نہ تھا۔ میں اصحابِ صُفّہ (علیہم الرضوان) کے پاس گیا اور اُن کو بُلایا۔ وہ آئے، انہوں نے شہنشاہِ عرب، محبوبِ ربّ عَزَّ وَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت عطا فرمائی اور وہ گھر میں حاضر ہو کر بیٹھ گئے۔ میٹھے میٹھے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! میں نے عرض کی، لَبَّیْکَ یَا رَسُولَ اللہ (عَزَّ وَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) فرمایا، پیالہ پکڑو اور ان کو دودھ پلاؤ۔ حضرتِ سیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے پیالہ پکڑا۔ میں وہ پیالہ ایک شخص کو دیتا وہ سَیر ہو کر دودھ پیتا اور پھر پیالہ مجھے لوٹا دیتا۔ حتّٰی کہ میں پلاتا پلاتا آقائے مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا اور تمام لوگ سَیر ہو چکے تھے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پیالہ لے کر اپنے دستِ اقدس پر رکھا۔ پھر میری طرف دیکھ کر تبسم فرمایا، اور فرمایا، ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! میں نے عرض کی، لَبَّیْکَ یَا رَسُولَ اللہ (عَزَّ وَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) فرمایا، اب میں اور تم باقی رہ گئے ہیں۔ عرض کی، یارسول اللہ عَزَّ وَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا، فرمایا، بیٹھو اور پیو میں بیٹھ گیا اور دودھ پینے لگا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پیو میں نے پیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسلسل فرماتے رہے، پیو! حتّٰی کہ میں نے عرض کی، نہیں، قسم اُس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، اب مزید گنجائش نہیں۔ فرمایا، مجھے دکھاؤ۔ میں نے پیالہ پیش کر دیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ

تعالیٰ کی حمد بیان کی، بسم اللہ پڑھی اور باقی دودھ نوش فرمالیا۔ (فیضانِ سنت صفحہ نمبر ۶۹۰)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حلقہ میں رونق افروز تھے کسی ضرورت سے اٹھے تو پلٹنے میں دیر ہوگئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم گھبرا گئے کہ خدانخواستہ دشمنوں کی طرف سے کوئی چشم زخم تو نہیں پہنچا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اسی پریشانی کی حالت میں گھبرا کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جستجو میں انصار کے ایک باغ میں پہنچے۔ دروازہ ڈھونڈا، تو نہیں ملا، دیوار میں پانی کی ایک نالی نظر آئی اس میں گھس کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچے اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پریشانیوں کی داستان سنائی۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب دلیل علی أن من مات علی التوحید دخل الجنۃ قطعا، الحدیث: ۳۱، ص ۳۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ جسے یہ بات پسند ہو کہ اس کے رزق میں وسعت (کشادگی) کی جائے، مال میں برکت ہو، تو اُسے چاہے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرے۔

("صحیح البخاري"، کتاب الأدب، باب من بسط الخ، ج ۴، ص ۹۷، الحدیث: ۵۹۸۶، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

سیّدُ المبلّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: اے ابو ہریرہ! جو کچھ تمہیں پہنچنے والا ہے وہ لکھ کر قلم خشک ہو چکا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب ما یکرہ من التبتل ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۵۰۷۶، ص ۴۳۹)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا اسے چاہے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔ (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب اثم من کذب الی ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۱۱۰، ص ۱۲)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، کہ جو ہدایت کی طرف بلائے تو اسے ہدایت کی پیروی کرنے والوں کے اجر کے برابر ثواب ملے گا اور ان کے ثواب میں سے کچھ بھی کم نہ ہوگا اور جو گمراہی کی طرف بلائے اس پر گمراہی کی پیروی کرنے والوں کے گناہوں کی مثل گناہ لازم ہوگا اور ان پیروی کرنے والوں کے گناہ سے کچھ بھی کم نہ ہوگا۔

(صحیح مسلم، کتاب العلم، باب من سن سنۃ حسنۃ او سیئۃ الخ، رقم ۲۶۷۴، ص ۱۴۳۸)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ حضور پاک، صاحب لولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا جب کوئی مؤمن وضو کرتے ہوئے چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے پر پانی پڑنے یا پانی کا آخری قطرہ پڑنے سے اس کے چہرے سے ہر وہ گناہ جھڑ جاتا ہے جس کی طرف اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو، پھر جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں پر پانی پڑنے یا پانی کا آخری قطرہ پڑنے سے ہر وہ گناہ جھڑ جاتا ہے جسے اس کے ہاتھوں

نے کیا ہو، پھر جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے تو پانی پڑنے یا پانی کا آخری قطرہ پڑنے سے اس کے قدموں کا ہر وہ گناہ جھڑ جاتا ہے جسکی طرف اس کے قدم چل کر گئے، یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب خروج الخطایا مع ماء الوضوء، رقم ۲۴۴، ص ۱۴۹)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا، کیا میں تمہاری ایسے عمل کی طرف رہنمائی نہ کروں جس کے سبب اللہ عزوجل گناہ مٹاتا ہے اور درجات کو بلند فرماتا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کیوں نہیں، ضرور کیجئے۔ ارشاد فرمایا دُشواری کے وقت کامل وضو کرنا اور مسجد کی طرف کثرت سے چلنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، پس یہی گناہوں سے حفاظت کیلئے قلعہ ہے، پس یہی قلعہ ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب فضل اسباغ الوضوء علی مکارہ، رقم ۲۵۱، ص ۱۵۱)

(۷) ابوالہیثم:

''ایک روز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت عمر اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے ساتھ حضرت ابوہیثم بن تیہان الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر تشریف لے گئے، وہ باہر گئے ہوئے تھے۔ آئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے لپٹ گئے اور قربان ہونے لگے، پھر سب کو باغ میں لے گئے، فرش بچھایا، اور کھجوریں توڑ کر آپ کے سامنے رکھ دیں کہ خود دست مبارک سے چن چن کر تناول فرمائیں، اس کے بعد اٹھے اور بکری ذبح کی اور سب نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔ (سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی معیشۃ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۲۳۷۶، ج ۴، ص ۱۶۳)

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالہیثم ابن تیہان سے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس خدمت گار ہے انہوں نے کہا نہیں تو فرمایا کہ جب ہمارے پاس قیدی آویں تو آنا چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو شخص لائے گئے تو ان کی خدمت میں ابوالہیثم آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں سے ایک چن لو عرض کیا یا نبی اللہ آپ ہی چن دیں فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس سے مشورہ لیا جاوے وہ امین ہے تم اسے لو کیونکہ میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے اور اس کے متعلق بھلائی کی وصیت قبول کرو۔ (ترمذی)

(۸) ابوہاشم:

حضرت سیدنا ابوہاشم بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار تھے کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی بیمار پرسی کے لئے آئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روتے ہوئے پایا، حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا:

اے ماموں جان! آپ کیوں روتے ہیں؟ کیا درد نے آپ کو پریشان کر رکھا ہے یا دنیا کی حرص ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ہرگز نہیں بلکہ حضور نبی کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ہم سے ایک عہد لیا تھا جسے ہم نے پورا نہ کیا۔ حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: وہ کون سا عہد تھا؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں نے حضور نبی رحمت، شفیع امت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مال جمع کرنے کے مقابلے میں ایک خادم اور راہِ خدا عزوجل میں سفر کے لئے ایک سواری کافی ہے۔ (پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا) اور آج میں اپنے پاس مال جمع پاتا ہوں۔

پس جب حضرت سیدنا ابو ہاشم بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترکہ کو شمار کیا گیا تو صرف ۳۰ درہم کی مقدار کو پہنچا، اور اس حساب میں وہ برتن بھی شامل تھا جس میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آٹا گوندھا کرتے اور اسی میں کھانا کھاتے تھے۔ (الترغیب والترھیب، کتاب التوبۃ والزھد، الحدیث: ۵۰۸۲، ج ۴، ص ۹۵)

روایت ہے حضرت ابوہاشم ابن عتبہ سے فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد لیا فرمایا کہ تمہیں مال جمع کرنے کے لیے ایک خادم اور اللہ کی راہ میں ایک سواری کافی ہے (احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) اور مصابیح کے بعض نسخوں میں بجائے ت کے ہاشم ابن عتید دال سے ہے اور یہ غلط ہے۔

۵۔۔۔تابعین عظام

(۱) ابوہند:

روایت ہے حضرت جابر سے کہ خیبر والوں میں سے ایک یہودی عورت نے بھنی بکری میں زہر ملایا پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ کر دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دستی لی اس میں کھایا آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ کی ایک جماعت نے کھایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ہاتھ اٹھالو اور یہودی عورت کے پاس کسی کو بھیجا اسے بلایا فرمایا کیا تو نے اس بکری میں زہر ملایا ہے وہ بولی آپ کو کس نے بتایا فرمایا مجھے اس دستی نے بتایا جو میرے ہاتھ میں ہے وہ بولی ہاں میں نے کہا کہ اگر وہ سچے نبی ہیں تو انہیں نقصان نہ دے گا اور اگر نبی نہیں ہیں تو ہم ان سے راحت پا جائیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف فرما دیا اسے سزا نہ دی آپ کے جن صحابہ نے اس بکری سے کچھ کھایا تھا وہ وفات پا گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کندھوں پر پچھنے لگوائے اس وجہ سے کہ آپ نے بکری سے کچھ کھایا تھا ابوہند نے پچھنے لگائے سنگی اور چھری سے وہ بیاضہ انصاری کے غلام تھے۔ (ابوداؤد، دارمی)

(۲) ہشام ابن عروہ ابن زبیر:

امام الحدیث ابوالمنذر ہشام بن عروہ بن الزبیر بن العوام، القرشی الاسدی، التابعی آپ علیہ الرحمہ مدینۃ المنورہ میں پیدا ہوئے اور وہیں زندگی گزاری اور مدینۃ المنورہ ہی میں وصال فرمایا۔ آپ سے 400 سو احادیث مروی ہیں۔

(الاعلام للزرکلی، ج ۸، ص ۸۷)

روایت ہے حضرت ہشام ابن عروہ سے وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں کہ اسامہ ابن زید سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں جب عرفہ سے روانہ ہوئے تو کس چال سے چلتے رہے فرمایا آپ قدرے تیز چلتے رہے (دلکی) پھر جب کھلا راہ پاتے تو زیادہ تیز چلتے (میدانی)۔ (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت ہشام ابن عروہ سے وہ اپنے باپ سے راوی کہ ہشام ابن حکیم شام میں کچھ کسان آدمیوں پر گزرے جو دھوپ میں کھڑے کیے گئے تھے اور ان کو سروں پر تیل ڈالا گیا تھا تو آپ نے کہا یہ کیا ہے؟ کہا گیا یہ لوگ ٹیکس کے بارے میں عذاب دیئے جا رہے ہیں تو ہشام نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب دے گا جو لوگوں کو دنیا میں عذاب دیتے ہیں۔ (مسلم)

(۳) ہشام ابن زید ابن انس ابن مالک:

روایت ہے ہشام ابن زید سے وہ حضرت انس سے راوی فرمایا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ طویلہ میں تھے آپ کو دیکھا کہ آپ بکریوں کو داغ رہے تھے مجھے خیال ہے کہ فرمایا ان کے کانوں میں (مسلم، بخاری)

(۴) ہشام ابن حسان:

روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ثقیف میں ایک جھوٹا ہوگا اور ایک ہلاک کرنے والا، عبداللہ ابن عصمہ نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ جھوٹا تو مختار ابن ابی عبید ہے اور ہلاک کرنے والا حجاج ابن یوسف ہے ہشام ابن حسان نے کہا کہ انہیں گنو جنہیں حجاج نے باندھ کر قتل کیا ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہے۔ (ترمذی)

حاکم مستدرک میں بطریق محمد بن سلمہ بن ہشام بن حسان عن محمد بن سیرین قصہ اسلام ابی قحافہ والد امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی: قال فلما مدیدہ یبایعہ بکی ابوبکر فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما یبکیک قال لان تکون ید عمك مکان یدہ ویسلم ویقر اللہ عینك احب الیّ من ان یکون ا۔ یعنی جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست انور ابوقحافہ سے بیعت اسلام لینے کے لیے بڑھایا، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روئے، حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں روتے

ہو؟ عرض کی: ان کے ہاتھ کی جگہ آج حضور کے چچا کا ہاتھ ہوتا اور ان کے اسلام لانے سے اللہ تعالیٰ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی آنکھ ٹھنڈی کرتا تو مجھی اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ یہ بات عزیز تھی۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، بحوالہ عمر بن شبیہ وغیرہ ذکر ابی طالب دار صادر بیروت ۴/۱۱۶)

(۵) ہشام ابن عمار:

اور ہشام بن عمار نے بیان کیا کہ ان سے صدقہ بن خالد نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن یزید نے، ان سے عطیہ بن قیس کلابی نے، ان سے عبدالرحمٰن بن غنم اشعری نے بیان کیا کہا کہ مجھ سے ابوعامر رضی اللہ عنہ یا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اللہ کی قسم انہوں نے جھوٹ نہیں بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایسے برے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو زنا کاری، ریشم کا پہننا، شراب پینا اور گانے بجانے کو حلال بنالیں گے اور کچھ متکبر قسم کے لوگ پہاڑ کی چوٹی پر (اپنے بنگلوں میں رہائش کرنے کے لیے) چلے جائیں گے۔ چرواہے ان کے مویشی صبح وشام لائیں گے اور لے جائیں گے۔ ان کے پاس ایک فقیر آدمی اپنی ضرورت لے کر جائے گا تو وہ ٹالنے کے لیے اس سے کہیں گے کہ کل آنا لیکن اللہ تعالیٰ رات کو ان کو (ان کی سرکشی کی وجہ سے) ہلاک کر دے گا پہاڑ کو (ان پر) گرا دے گا اور ان میں سے بہت سوں کو قیامت تک کے لیے بندر اور سور کی صورتوں میں مسخ کر دے گا۔ (صحیح البخاری، کتاب العلم،، الحدیث ۵۵۹۰)

(۶) ہشام بن زیاد

آپ ہشام بن زیاد بن ابی یزید القرشی ہیں، ولید بن ابی ہشام کے بھائی ہیں، مولیٰ آل عثمان بن عفان ہیں۔

آپ کے شیوخ میں حسن بصری، ذکوان ابی صالح السمان، عمار بن سعد، عمر بن عبدالعزیز، محمد بن کعب القرظی، موسیٰ بن انس بن مالک اور ہشام بن عروہ قابلِ ذکر ہیں۔

جبکہ تلامذہ میں ابراہیم بن محمد الثقفی، آدم بن ابی ایاس، اسماعیل بن صبیح الیشکری، عبداللہ بن بکر السہمی، عبداللہ بن زیاد، عبداللہ بن عاصم، عبداللہ بن مبارک، عبید بن عقیل الہلالی، وکیع بن جراح، یحییٰ بن فیاض زمانی شامل ہیں۔

(تہذیب الکمال للمزی جلد 30 صفحہ 200، رقم الحدیث: 6575) (لسان المیزان لابن حجر جلد 7 صفحہ 212، رقم الحدیث: 5097)

(۷) ہشیم ابن بشیر:

بخاری نے فرمایا کہ اسے قتادہ یونس ہشیم اور ابوہلال نے محمد ابن سیرین سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے روایت

کیا یونس نے فرمایا میں اسے نہیں خیال کرتا مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قید کے متعلق اور مسلم نے کہا مجھے خبر نہیں کہ وہ حدیث میں ہے یا یہ ابن سیرین نے کہا اور ایک روایت میں ہے کہ حدیث میں یہ قول اکرہ الغل پورے کا پورا حدیث میں داخل کرلیا گیا ہے۔

(۸) ہلال ابن علی ابن اسامہ:

روایت ہے حضرت ہلال ابن اسامہ رضی اللہ عنھما سے وہ ابو میمونہ سلیمان سے راوی جو اہل مدینہ کے مولیٰ ہیں فرماتے ہیں کہ اس حال میں کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک عورت فارسی ان کے پاس آئی جس کے ساتھ اس کا بچہ تھا اور اسے اس کے خاوند نے طلاق دے دی تھی ان دونوں نے بچہ کا دعویٰ کیا عورت نے فارسی میں کلام کیا بولی اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میرا خاوند چاہتا ہے کہ میرے بچے کو لے جائے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس پر قرعہ ڈال لو آپ نے فارسی میں یہ فرمایا پھر اس کا خاوند آیا بولا کہ میرے بچہ میں مجھ سے کون جھگڑ سکتا ہے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا الٰہی میں نہیں کہتا مگر اس لیے کہ میں بیٹھا ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہ آپ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی بولی یا رسول اللہ میرا خاوند چاہتا ہے کہ میرے بچہ کو لے جائے حالانکہ یہ بچہ مجھے آرام پہنچاتا ہے مجھے ابو عنبہ کے کنوئیں سے پانی پلاتا ہے اور نسائی کے ہاں کہ میٹھا پانی پلاتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر تم دونوں قرعہ ڈال لو تو خاوند بولا میرے بچہ کے متعلق مجھ سے کون جھگڑ سکتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیری ماں ہے تو ان میں سے جس کا چاہے ہاتھ پکڑ لے اس نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ لیا۔ (ابوداؤد، نسائی) لیکن نسائی نے مسند کا ذکر کیا اور دارمی نے ہلال ابن اسامہ سے روایت کی۔

(۹) ہلال ابن عامر:

روایت ہے حضرت ہلال ابن عامر سے وہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منیٰ میں اپنے خچر پر خطبہ دیتے دیکھا آپ پر سرخ چادر تھی اور علی آپ کے سامنے تھے آپ سے لوگوں کو پہنچاتے تھے۔

(ابوداؤد)

(۱۰) ہلال ابن یساف:

روایت ہے حضرت ہلال ابن یساف سے فرماتے ہیں کہ ہم سالم ابن عبید کے پاس تھے تو قوم میں سے کسی شخص نے چھینکا تو بولا السلام علیکم تو اس سے سالم نے کہا تجھ پر اور تیری ماں پر تو شاید وہ شخص اپنے دل میں غصہ ہوا تو فرمایا میں نے وہ

ٰٰعی کہا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھینک لی تھی تو بولا السلام علیکم تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر اور تیری ماں پر جب تم میں سے کوئی چھینکے تو کہے الحمد للہ رب العالمین اور اس کو جواب دینے والا کہے یرحم ✕ اللہ اور یہ کہے یغفر اللہ لی ولکم ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

(۱۱) ہلال ابن عبداللہ:

روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص توشہ اور سواری کا مالک ہو جو اسے بیت اللہ تک پہنچا سکے پھر حج نہ کرے تو اس میں فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے کہ لوگوں پر اللہ کے لیے بیت اللہ کا حج فرض ہے جو وہاں تک کا راستہ طے کر سکے (ترمذی) اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے جس کی اسناد میں کچھ گفتگو ہے، ہلال ابن عبداللہ مجہول آدمی ہے اور حارث حدیث میں ضعیف مانا جاتا ہے

(۱۲) ہمام ابن حارث:

مام بن حارث کہتے ہیں کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک مہمان آیا، انہوں نے مہمان کے لیے اپنی پیلی چادر دینے کا حکم دیا، اسے اس چادر میں احتلام ہو گیا، اسے شرم محسوس ہوئی کہ وہ چادر کو اس حال میں بھیجے کہ اس میں احتلام کا نشان ہو، اس نے چادر پانی میں ڈبو دی، پھر عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اس نے ہمارا کپڑا کیوں خراب کر دیا؟ اسے تو انگلی سے کھرچ دینا کافی تھا، میں نے اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی اپنی انگلی سے کھرچی ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

روایت ہے حضرت اسود اور ہمام سے وہ حضرت عائشہ سے راوی فرماتی ہیں کہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی مل دیتی تھی (مسلم) اور علقمہ اسود کی ایک روایت میں حضرت عائشہ سے اسی طرح ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ آپ اسی میں نماز پڑھ لیتے

(۱۳) ہود ابن عبداللہ ابن سعد:

روایت ہے ہود ابن عبداللہ ابن سعد سے وہ اپنے دادا مزیدہ سے راوی فرماتے ہیں تشریف لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے دن حالانکہ آپ کی تلوار پر سونا اور چاندی تھے (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۴) ہبیرہ ابن مریم:

ابونعیم اصفہانی نے اپنی سند کے ساتھ ہبیرہ بن مریم سے نقل کیا ہے: حسن بن علی حضرت علی کی شہادت کے بعد کھڑے ہوئے اور لوگوں کے سامنے خطبہ دیا اور خطبہ کے ضمن میں فرمایا: لقد فارقکم رجل بالامس لم یسبقہ الاولون ولا یدرکہ الآخرون بعلم۔ یقینا کل تمہارے درمیان سے وہ شخص اٹھا ہے کہ اس سے پہلے والوں نے ان سے سبقت نہیں لی اور آنے والے بھی علم میں ان کو درک نہیں کر سکیں گے۔ (حلیۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۶۷)

(۱۵) ہذیل ابن شرحبیل:

علی بن محمد، وکیع، سفیان، ابوقیس اودی، ہذیل بن شرحبیل حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔ (سنن ابن ماجہ: جلد اول: باب: جرابوں اور جوتوں پر مسح)

ہناد، محمود بن غیلان وکیع، سفیان، ابی قیس، ہذیل بن شرحبیل، مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا اور جوربین اور نعلین پر مسح کیا ابوعیسی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ جامع ترمذی:

(۱۶) ابوالہیاج:

روایت ہے حضرت ابی ہیاج اسدی سے فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت علی نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا کہ تم کوئی تصویر نہ دیکھو مگر مٹادو اور نہ اونچی قبر دیکھو مگر زمین کے برابر کردو۔ (مسلم)

۵۔۔۔ صحابیات

(۱) ہند بنت عتبہ:

صحیحین میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ ہند بنت عتبہ نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ابوسفیان (میرے شوہر) بخیل ہیں، وہ مجھے اتنا نفقہ نہیں دیتے جو مجھے اور میری اولاد کو کافی ہو مگر اُس صورت میں کہ اُن کی بغیر اطلاع میں کچھ لے لوں (تو آیا اس طرح لینا جائز ہے؟) فرمایا: کہ اُس کے مال میں سے اتنا تو لے سکتی ہے جو تجھے اور تیرے بچوں کو دستور کے موافق خرچ کے لیے کافی ہو۔

(صحیح البخاري، کتاب النفقات، باب اذالم ینفق الرجل۔۔۔ الخ، الحدیث: ۵۳۶۴، ج ۳، ص ۵۱۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ ھند بنت عتبہ نے عرض کی، یا نبی اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) مجھے بیعت کرلیجیے۔فرمایا: میں تجھے بیعت نہ کروں گا، جب تک تو اپنی ہتھیلیوں کو نہ بدل دے۔(یعنی منہدی لگا کر ان کا رنگ نہ بدل لے) تیرے ہاتھ گویا درندہ کے ہاتھ معلوم ہورہے ہیں۔

(سنن أبي داود، کتاب الترجل، باب في الخضاب للنساء، الحدیث: ۴۱۶۵، ج ۴،ص ۱۰۴)

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بارگاہ نبوت میں آئیں اور یہ عرض کیا کہ یارسول اللہ!عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روئے زمین پر آپ کے گھر والوں سے زیادہ کسی گھر والے کا ذلیل ہونا مجھے محبوب نہ تھا۔مگر اب میرا یہ حال ہے کہ روئے زمین پر آپ کے گھر والوں سے زیادہ کسی گھر والے کا عزت دار ہونا مجھے پسند نہیں۔(صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ذکر ھند بنت عتبۃ بن ربیعۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، الحدیث: ۳۸۲۵، ج ۲،ص ۵۶۷)

(۲)ام ہانی:

یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن ہیں فتح مکہ کے سال ۸ھ میں انہوں نے اسلام قبول کرلیا تھا ظہور اسلام سے پہلے ہی ان کی شادی ہبیرہ بن ابی وہب کے ساتھ ہوگئی تھی ہبیرہ اپنے کفر پر اڑا رہا اور مسلمان نہیں ہوا۔

(الاستیعاب، کتاب کنی النساء، باب الھاء ۳۶۵۶، أم ھانی بنت أبي طالب، ج ۴،ص ۵۱۷)

اس لئے میاں بیوی میں جدائی ہوگئی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے زخمی دل کو تسکین دینے کے لئے ان کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر تمہاری خواہش ہو تو میں خود تم سے نکاح کرلوں انہوں نے جواب میں عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم! جب میں کفر کی حالت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کرتی تھی تو بھلا اسلام کی دولت مل جانے کے بعد میں کیوں نہ آپ سے محبت کروں گی؟ لیکن بڑی مشکل یہ ہے کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں مجھے خوف ہے کہ میرے ان بچوں کی وجہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ان کا جواب سن کر مطمئن ہوگئے۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ دو خصوصیات بہت زیادہ باعث شرف ہیں ایک یہ کہ فتح مکہ کے دن حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک کافر کو امان اور پناہ دے دی اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کافر کو قتل کرنا چاہا جب ام ہانی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جس کو تم نے امان دے دی اس کو ہم نے بھی امان دے دی۔(صحیح البخاری، کتاب الجزیۃ والموادعۃ، باب امان النساء، رقم ۳۱۷۱، ج ۲،ص ۳۶۷)

دوسری یہ کہ فتح مکہ کے دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے مکان پر غسل فرمایا اور کھانا نوش فرمایا پھر آٹھ رکعت نماز چاشت ادا فرمائی۔(صحیح البخاری، کتاب الغسل، باب التستر فی الغسل عند الناس، رقم ۲۸۰، ج ۱،ص ۱۱۵)

ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بی بی ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ کیا گھر میں کچھ کھانا بھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اعزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خشک روٹی کے چند ٹکڑے ہیں۔ مجھے بڑی شرم دامن گیر ہوتی ہے کہ اس کو آپ کے سامنے پیش کردوں۔ ارشادفرمایا کہ لاؤ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ان خشک روٹیوں کو توڑا اور پانی میں بھگو کر نرم کیا اور حضرت اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان روٹیوں کے سالن کے لئے نمک پیش کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا کوئی سالن گھر میں نہیں ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میرے گھر میں سرکہ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ سرکہ لاؤ۔ آپ نے سرکہ کو روٹی پر ڈالا اور تناول فرما کر خدا کا شکر بجالائے۔ پھر فرمایا کہ سرکہ بہترین سالن ہے اور جس گھر میں سرکہ ہوگا اس گھر والے محتاج نہ ہوں گے۔ پھر حضرت اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے حارث بن ہشام (ابوجہل کے بھائی) اور زہیر بن اُمیہ کو امان دے دی ہے۔ لیکن میرے بھائی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دونوں کو اس جرم میں قتل کرنا چاہتے ہیں کہ ان دونوں نے حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج سے جنگ کی ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اُم ہانی! رضی اللہ تعالیٰ عنہا جس کو تم نے امان دے دی اس کے لئے ہماری طرف سے بھی امان ہے۔ (شرح الزرقانی علی المواھب، باب غزوۃ الفتح الاعظم، ج ۳، ص ۴۶۴)

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پانی یا دودھ پی کر حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کو عنایت فرمایا، بولیں، میں اگرچہ روزے سے ہوں لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جھوٹا واپس کرنا پسند نہیں کرتی ہوں۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ام ھانی، الحدیث: ۲۶۹۵۸، ج ۱۰، ص ۲۶۰)

روایت ہے حضرت ام ہانی سے فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت میمونہ نے اس لگن سے وضو کیا جس میں گندھے آٹے کا اثر تھا (نسائی وابن ماجہ)

روایت ہے حضرت ام ہانی سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے پاس مکہ میں تشریف آوری فرمائی اس دن آپ کے چار گیسو تھے (احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

(۳) ام ہشام بنت حارثہ ابن نعمان:

روایت ہے حضرت ام ہشام بنت حارثہ ابن النعمان سے فرماتی ہیں کہ میں نے سورۂ ق والقرآن المجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے ہی یاد کی جسے آپ ہر جمعہ کو منبر پر پڑھتے تھے جب کہ لوگوں کو خطبہ فرماتے۔ (مسلم)

☆☆☆☆☆

ی۔۔۔صحابہ کرام

(۱) یزید ابن اسود:

روایت ہے حضرت یزید ابن اسود سے فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے حج میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کے ساتھ مسجد خیف میں فجر کی نماز پڑھی جب آپ نماز پوری کر چکے اور پھرے تو آخری قوم میں دو شخص تھے جنہوں نے آپ کے ساتھ ساتھ نماز نہ پڑھی فرمایا انہیں میرے پاس لاؤ انہیں لایا گیا ان کے کندھے کانپ رہے تھے فرمایا کہ تمہیں ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اپنی منزلوں میں نماز پڑھ چکے تھے فرمایا ایسا نہ کرو جب اپنی منزلوں میں نماز پڑھ لو پھر جماعت کی مسجد میں آؤ تو ان کی ساتھ بھی پڑھ لو کہ وہ تمہارے لیے نفل ہو جائے گی۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

حضرت سیدنا حبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرتِ سیدنا یزید بن اسود رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے نکلا تو میری ملاقات حضرتِ سیدنا واثلہ بن اسقع سے ہوئی وہ بھی ان کی عیادت کا ارادہ رکھتے تھے۔ جب ہم ان کے پاس پہنچے اور انہوں نے سیدنا واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو اپنا ہاتھ پھیلا دیا اور ان کی طرف اشارہ کیا۔ حضرتِ سیدنا واثلہ ان کے پاس آ کر بیٹھ گئے تو حضرتِ سیدنا یزید رضی اللہ عنہ نے حضرتِ سیدنا واثلہ رضی اللہ عنہ کے دونوں ہاتھ تھام لئے اور انہیں اپنے چہرے پر پھیرنے لگے تو حضرتِ سیدنا واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا، تمہارا اللہ عزوجل کے ساتھ کیسا گمان ہے؟ تو حضرتِ سیدنا یزید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، خدا کی قسم! مجھے اللہ عزوجل سے اچھا گمان ہے۔ فرمایا، پھر خوش ہو جاؤ کہ میں نے نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوں اگر وہ اچھا گمان کرے تو اس کے لئے ویسا ہی ہے اور اگر وہ برا گمان کرے تو اس کے لئے ویسا ہی ہے۔ (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب حسن الظن باللہ، رقم ۶۳۰، ج ۲، ص ۱۷)

(۲) یزید ابن عامر:

روایت ہے حضرت یزید ابن عامر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نماز میں تھے میں بیٹھ گیا اور ان کے ساتھ نماز میں شامل نہ ہوا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے میں بیٹھا ہوا تھا تو فرمایا اے یزید تم مسلمان نہیں میں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ میں مسلمان ہو چکا فرمایا کہ تمہیں لوگوں کے ساتھ نماز میں شرکت سے کس نے منع کیا میں نے عرض کیا کہ میں اپنی جگہ میں نماز پڑھ چکا ہوں میں سمجھا کہ آپ حضرات نماز پڑھ چکے تو فرمایا کہ جب تم نماز کو آؤ اور لوگوں کو پاؤ ان کے ساتھ نماز پڑھو اگرچہ پڑھ چکے ہو یہ نماز تمہاری نفل ہو جائے گی اور وہ فرض (ابوداؤد)

(۳) یزید ابن شیبان:

روایت ہے حضرت عمرو بن عبداللہ ابن صفوان سے وہ اپنے ماموں سے راوی جنہیں یزید ابن شیبان کہا جاتا تھا فرماتے ہیں ہم عرفات میں اپنی منزل میں تھے عمرو نے فرمایا کہ وہ جگہ امام کی جگہ سے بہت دور تھی تو ہمارے پاس ابن مربع انصاری آئے بولے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمہاری طرف پیغامبر ہوں حضور تم سے فرماتے ہیں کہ تم لوگ اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو تم لوگ اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کی وراثت پر ہو (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

(۴) یزید ابن نعامہ:

روایت ہے حضرت یزید ابن نعامہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی شخص کسی سے بھائی چارہ کرے تو اس سے اس کا نام اس کے باپ کا نام پوچھ لے اور یہ کہ وہ کس قبیلہ سے ہے کہ یہ تحقیقات دوستی کو مضبوطی دینے والی ہے۔ (ترمذی)

(۵) یحیٰی ابن اسید ابن حضیر:

روایت ہے حضرت ابوسعید خدری سے کہ حضرت اسید ابن حضیر فرماتے ہیں اس اثناء میں کہ وہ رات میں سورہ بقر پڑھ رہے تھے ان کا گھوڑا ان کے پاس بندھا تھا کہ گھوڑا کودنے لگا وہ خاموش ہو گئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا انہوں نے پھر پڑھا تو گھوڑا پھر کودا وہ پھر چپ ہو گئے تو گھوڑا پھر ٹھہر گیا انہوں نے پھر پڑھا تو گھوڑا پھر کودا آپ نے قرأت بند کر دی ان کا بیٹا یحیٰی گھوڑے سے قریب تھا آپ ڈرے کہ گھوڑا اس تک پہنچ جائے جب انہوں نے یحیٰی کو ہٹایا تو اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا دیکھا کہ شامیانہ کیطرح ہے جس میں چراغ جیسے ہیں جب صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واقعہ عرض کیا فرمایا اے ابن حضیر پڑھا کرو اے ابن حضیر پڑھا کرو عرض کیا یارسول اللہ میں ڈرا کہ یحیٰی کو گھوڑا روند دے یحیٰی اس سے قریب ہی تھے تو میں ان کے پاس چلا گیا اور میں نے آسمان کیطرف سر اٹھایا تو شامیانہ سا تھا جس میں چراغ جیسی چیزیں تھیں میں باہر آ گیا حالانکہ وہ نظر نہ آئیں فرمایا کیا جانتے ہو یہ کیا تھا عرض کیا نہیں فرمایا یہ فرشتے تھے جو تمہاری آواز پر جھک پڑے تھے اگر تم پڑھتے رہتے فرشتے اس طرح سویرا کر دیتے لوگ انہیں دیکھتے فرشتے ان سے نہ چھپتے ہیں مسلم، بخاری، لفظ بخاری کے ہیں مسلم میں بجائے متکلم فخرجت کے یوں ہے کہ وہ شامیانہ اوپر چڑھ گیا

(۶) یوسف ابن عبداللہ ابن سلام:

روایت ہے حضرت یوسف ابن عبداللہ ابن سلام سے فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور نے جو

کی روٹی کا ایک ٹکڑا لیا پھر اس پر چھوہارا رکھ فرمایا یہ اس کا سالن ہے اور کھالیا (ابوداؤد)

حضرت سیدنا یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرض موت میں ان سے ملنے کے لئے حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے بھتیجے! تمہارا اس شہر میں کیسے آنا ہوا؟ میں نے عرض کیا، میں صرف اس تعلق کے سبب حاضر ہوا ہوں جو آپ رضی اللہ عنہ کا میرے والد کے ساتھ تھا۔ تو انہوں نے فرمایا، اس گھڑی (یعنی مرض الموت میں) جھوٹ بولنا بہت بُرا ہے۔ (پھر فرمایا) میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر دو یا چار رکعتیں ادا کیں (یہاں راوی کو شک ہے کہ دو فرمایا تھا یا چار) اور خشوع وخضوع سے رکوع وسجود کئے پھر اللہ عزوجل سے مغفرت طلب کی تو اللہ عزوجل اس کی مغفرت فرمادے گا۔

(مسند احمد، بقیۃ حدیث ابی درداء، رقم ۲۷۶۱۶، ج ۱۰، ص ۴۳۰)

(۸) یعلیٰ ابن مرہ:

موسیٰ بن عقبہ نے اپنے مغازی میں لکھا ہے کہ جب حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ موتہ کی خبر لے کر دربار نبوت میں پہنچے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم مجھے وہاں کی خبر سناؤ گے؟ یا میں تمہیں وہاں کی خبر سناؤں۔ حضرت یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ ہی سنایئے جب آپ نے وہاں کا پورا پورا حال وماحول سنایا تو حضرت یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بات بھی نہیں چھوڑی کہ جس کو میں بیان کروں۔

(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ موتۃ، ج ۳، ص ۳۵۵،۳۵۶)

سیدنا یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ ایک کھلی جگہ میں کپڑا باندھے بغیر نہا رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور اللہ عزوجل کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا "اللہ عزوجل انتہائی حیاء والا اور پردہ پوش ہے حیاء اور پردہ پوشی کو پسند کرتا ہے" سو تم میں سے جب کوئی غسل کرنے لگے تو پردہ کرلے۔

(سنن ابوداؤد: کتاب الحمام، باب: عریاں اور برہنہ ہونا حرام ہے۔ حدیث نمبر 4012)

یعلی بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: امیر المؤمنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میں نے عرض کی، کہ اللہ عزوجل نے تو یہ فرمایا:

أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ (پ ۵، النسآء: ۱۰۱)

اور اب تو لوگ امن میں ہیں (یعنی امن کی حالت میں قصر نہ ہونا چاہیے) فرمایا: اس کا مجھے بھی تعجب ہوا تھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا ارشاد فرمایا: یہ ایک صدقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر تصدق فرمایا اس کا صدقہ

قبول کرو۔ (صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب صلاۃ المسافرین وقصرھا، الحدیث: ۶۸۶ ص ۳۴۷)

روایت ہے حضرت یعلیٰ ابن امیہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ آیت پڑھتے سنا" وَنَادَوْا يَامَلِكُ" الخ (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت یعلیٰ ابن امیہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز چادر بغل سے نکالے ہوئے بیت اللہ کا طواف کیا (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، داری)

روایت ہے حضرت یعلیٰ ابن امیہ سے فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقام جعرانہ میں تھے کہ آپ کے پاس ایک بدوی حاضر ہوئے جن پر قبا تھی اور وہ خلوق خوشبو میں لتھڑے ہوئے تھے تو بولے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے عمرہ کا احرام باندھا ہے اور مجھ پر یہ ہے فرمایا اپنی خوشبو تو تین بار دھوڈالو رہا جبہ تو اسے اتار ڈالو، پھر عمرہ میں وہ ہی کرو جو حج میں کرتے ہو (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت یعلیٰ ابن امیہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حرم شریف میں غلہ بند رکھنا یہاں بے دینی کرنے کی طرح ہے (ابوداؤد)

(۹) ابوالیسر:

ابوالیسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا: کہ جو شخص تنگدست کو مہلت دے گا یا اُسے معاف کردیگا، اللہ تعالیٰ اُس کو اپنے سایہ میں رکھے گا۔

روایت ہے حضرت ابوالیسر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے الٰہی میں تیری پناہ لیتا ہوں عمارت گرنے سے اور تیری پناہ لیتا ہوں اوپر سے گرجانے اور ڈوب جانے جل جانے اور بڑھاپے سے اور تیری پناہ لیتا ہوں اس سے کہ شیطان مجھے وسوسے دے موت کے وقت اور تیری پناہ لیتا ہوں اس سے کہ تیری راہ میں پیٹھ پھیرتا مروں اور تیری پناہ لیتا ہوں اس سے کہ سانپ سے ڈسا ہوا مروں (ابوداؤد، نسائی) اور دوسری روایت میں یہ زیادتی ہے کہ غم سے۔

زوایت ہے حضرت ابوالیسر سے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو کسی تنگدست کو مہلت یا معافی دے تو اللہ اسے اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔ (مسلم)

ی۔۔۔تابعین کرام

(۱) یزید ابن ہارون:

روایت ہے حضرت ابن رزین سے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ اپنی مخلوق پیدا فرمانے سے پہلے ہمارا

رب کہاں تھا فرمایا ہلکے بادل میں تھا نہ اس کے نیچے ہوائیں نہ اس کے اوپر ہوا اور اپنا عرش پانی پر پیدا فرمایا (ترمذی) اور فرمایا کہ یزید ابن ہارون نے کہا ہلکے بادل سے مراد ہے کہ اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی۔

حضرت سیدنا حسن بن عرفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے واسط میں حضرت سیدنا یزید بن ہارون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا، آپ کی آنکھیں سب سے زیادہ خوبصورت تھیں پھر کچھ عرصہ بعد میں نے انہیں دیکھا تو وہ نابینا ہو چکے تھے، میں نے پوچھا: اے ابو خالد! آپ کی خوبصورت آنکھوں کو کیا ہوا؟ تو انہوں نے ارشاد فرمایا: انہیں سحر کا رونا لے گیا۔

(اولیاے رجال الحدیث ص ۲۶۳)

علامہ ابوبکر بن ابی شیبہ (235-159ھ) اور امام احمد بن منیع (244-160ھ) رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں اپنی اپنی مُسنَد میں فرماتے ہیں کہ یزید بن ہارون، عوام بن حوشب سے، وہ طلحہ بن نافع ابوسفیان سے اور وہ حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس سے گزرا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے اس کی تعریف کی۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے کون قتل کریگا؟ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: مَیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف گئے مگر اسے نماز کی حالت میں کھڑا پایا۔ اس نے نشان لگا کر اپنے لئے جگہ مخصوص کر رکھی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس لوٹ آئے اور اسے نماز کی حالت میں قتل نہ کیا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا: اسے کون قتل کرے گا؟ حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: میں قتل کروں گا۔ پس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف گئے مگر اسے اسی مخصوص جگہ پر نماز کی حالت میں کھڑا دیکھا تو واپس لوٹ آئے اور اسے قتل نہ کیا۔

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا: اسے کون قتل کرے گا؟ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالیٰ وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے عرض کی: اسے مَیں قتل کروں گا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم ہی ایسا کرتے مگر مجھے لگتا ہے کہ تم اسے نہیں پاؤ گے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف گئے تو وہ جا چکا تھا۔ (مسند ابی یعلی، مسند جابر بن عبداللہ، الحدیث: ۲۲۱۲، ج ۲، ص ۳۳۸)

(۲) یزید ابن زریع:

روایت ہے حضرت عوف ابن مالک اشجعی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں اور سیاہ رخسار والی عورت ان دو کی طرح ہوں گے قیامت کے دن اور یزید ابن زریع نے بیچ کی انگلی کی طرف اشارہ فرمایا وہ عورت جو اپنے خاوند سے الگ ہوگئی عزت والی جمال والی جس نے اپنے کو اپنے یتیموں پر روک رکھا حتی کہ وہ جدا ہو گئے یا مر گئے (ابوداؤد)

(۳) یزید ابن ہرمز:

روایت ہے حضرت یزید ابن ہرمز سے فرماتے ہیں کہ مجدہ حروری نے حضرت ابن عباس کو خط لکھا وہ آپ سے اس غلام وعورت کے متعلق پوچھتا تھا جو غنیمت میں حاضر ہوں کہ کیا انہیں حصہ دیا جائے تو آپ نے یزید سے فرمایا کہ اسے لکھ دو کہ ان کے لئے حصہ نہیں مگر یہ کہ کچھ دے دیا جائے اور ایک روایت میں ہے کہ اسے حضرت ابن عباس نے لکھا کہ تو نے لکھ کر مجھے پوچھا ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے ساتھ غزوہ فرماتے تھے اور کہا ان کے لیے حصہ مقرر فرماتے تھے تو یقیناً حضور انور ان کے ساتھ غزوہ کرتے تھے یہ بیماریوں کا علاج کرتی تھیں اور غنیمت سے کچھ دے دی جاتی تھیں لیکن حصہ ان کے لئے مقرر نہ تھا۔ (مسلم) (صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب النساء الغازیات۔۔۔ الخ، الحدیث: ۱۳۹۔ (۱۸۱۲)، ص ۱۰۰۷)

(۴) یزید ابن ابی عبید:

روایت ہے حضرت یزید ابن ابی عبیدہ سے فرمایا کہ میں نے سلمہ ابن اکوع کی پنڈلی میں ایک چوٹ کا اثر دیکھا تو میں نے کہا کہ اے ابو مسلم یہ چوٹ کیسی ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ وہ چوٹ ہے جو مجھے خیبر کے دن لگی تھی تو لوگوں نے کہا کہ سلمہ شہید ہو گئے پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نے تین بار دم فرمایا تو میں اس وقت تک تکلیف میں گرفتار نہیں ہوا۔ (بخاری)

یزید بن ابو عبید اپنے مولیٰ سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب اقدس خیبر کو چلے، رات کا سفر تھا، حاضرین سے ایک صاحب حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: اے عامر! ہمیں کچھ اشعار اپنے نہیں سناتے، اور ابن اسحٰق نے نصر بن دہر اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت کیا کہ میں نے سفر خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے سنا اے ابن اکوع! اتر کر کچھ اپنے اشعار ہمارے لئے شروع کرو۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اس امر کا امر فرمایا۔ عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاعر تھے اترے اور قوم کے سامنے یوں حدی خوانی کرتے چلے کہ: یارب! اگر حضور نہ ہوتے ہم راہ نہ پاتے نہ زکوٰۃ ونماز بجالاتے۔

ہم حضور پر بلا گرداں (ف) ہوں ہمارے جو گناہ باقی رہے ہیں بخش دیجئے۔ ان اشعار میں مخاطب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں یعنی حضور کے حقوق حضور کی مدد میں جو قصور ہم سے ہوئے حضور معاف فرمادیں۔ حضور کے لئے خطاب ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اللہ عزوجل سے ایسا خطاب کرنا معقول نہیں (ائمہ فرماتے ہیں کہ کسی پر فدا ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس پر اگر کوئی بلاء یا تکلیف آتی تو وہ اپنے اوپر لے لی جائے اس کی محافظت میں اپنی جان دے دی جائے تو اللہ عزوجل کو اس

کلام کا مخاطب کیونکر بناسکتے ہیں) رہا یہ کہ ابتداء میں اللّٰھم ہے اس سے مقصود حضرت عزت جل جلالہ کو پکارنا نہیں (کہ یہ اللہ عزوجل سے عرض قرار پائے) بلکہ اس کے نام سے ابتدائے کلام ہے اور حضور ہم پر سکینہ اتاریں مقابلہ دشمن کے وقت اور ہمیں ثابت قدم رکھیں یعنی اپنے رب جل وعلا سے ان مراعات کی دعا فرمادیں۔ یہ اشعار سن کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: یہ کون اونٹوں کو رواں کرتا ہے؟ صحابہ نے عرض کی: عامر بن اکوع۔ حضور نے فرمایا: اللہ اس پر رحمت کرے۔ اور مسند احمد (وصحیح مسلم) میں بروایت ایاس بن سلمہ (اپنے والد ماجد سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے) ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے) فرمایا: تیرا رب تیری مغفرت فرمائے اور حضور (ایسی جگہ) جب کسی خاص شخص کا نام لے کر دعائے مغفرت فرماتے تھے وہ شہید ہوجاتا تھا (لہذا) حاضرین میں سے ایک صاحب یعنی امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا کہ صحیح مسلم میں تصریح ہے عرض کی: یارسول! حضور کی دعا سے عامر کے لئے شہادت واجب ہوگئی حضور نے ہمیں ان سے نفع کیوں نہ لینے دیا یعنی حضور انہیں ابھی زندہ رکھتے کہ ہم ان سے بہرہ مند ہوتے۔ انتہی۔ (ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب المغازی حدیث ۴۱۹۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۹ / ۲۱۴ تا ۲۱۶)

(۵) یزید ابن رومان:

روایت ہے حضرت یزید ابن رومان سے وہ صالح ابن خوات سے راوی وہ ان سے راوی جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذات الرقاع کے دن نماز خوف پڑھی کہ ایک ٹولہ آپ کے ساتھ صف آراء ہوا اور دوسرا ٹولہ دشمن کے مقابل رہا آپ نے اپنے ساتھ والے ٹولے کو ایک رکعت پڑھائی پھر یوں ہی کھڑے رہے انہوں نے اپنی نماز پوری کرلی پھر چلے گئے اور دشمن کے مقابل صف بستہ ہوگئے پھر دوسرا ٹولہ آیا آپ نے انہیں رکعت پڑھائی جو آپ کی نماز سے باقی تھی پھر آپ یوں ہی بیٹھے رہے ان صاحبوں نے اپنی نماز پوری کرلی پھر حضور نے ان سب کے ساتھ سلام پھیرا (مسلم، بخاری) بخاری نے دوسری اسناد سے قاسم سے انہوں نے صالح ابن خوات سے انہوں نے سہل ابن ابی حثمہ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

(۶) یزید ابن اصم:

روایت ہے حضرت یزید ابن الاصم سے جو حضرت میمونہ کے بھانجے ہیں وہ جناب میمونہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ سے بحالت حلال نکاح کیا (مسلم) حضرت شیخ امام محی السنہ فرماتے ہیں کہ اکثر علماء اس پر ہیں کہ حضور انور نے ان سے نکاح تو بحالت حلال کیا مگر بحالت احرام نکاح کا حال کھلا پھر مکہ معظمہ کے راستہ میں مقام سرف میں آپ سے زفاف حلال ہوکر کیا

حضرت یزید بن اصم) المؤمنین میمونہ کے بھانجے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگوں نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مقام سرف میں اسی چھپر کے اندر دفن کیا جس میں پہلی باران کو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قربت سے سرفراز فرمایا تھا (شرح العلامۃ الزرقانی، حضرت میمونہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا، ج ۴، ص ۴۱۸۔ ۴۲۳)

(۷) یزید ابن نعیم ابن ہزال:

روایت ہے حضرت یزید ابن نعیم سے وہ اپنے باپ سے راوی کہ ماعز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ کے پاس چار بار اقرار کیا تب آپ نے ان کے رجم کا حکم دیا اور ہزال سے فرمایا کہ اگر تم اپنے کپڑے سے ڈھک لیتے تو تمہارے لیے بہتر ہوتا ابن منکدر کہتے ہیں کہ ہزال نے ماعز کو مشورہ دیا تھا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں حضور کو یہ خبر دیں (ابوداؤد)

روایت ہے حضرت یزید ابن نعیم ابن ہزال سے وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں کہ جناب ماعز میرے والد کی پرورش میں یتیم تھے انہوں نے قبیلہ کی لڑکی سے زنا کرلیا تو ان سے میرے باپ نے کہا کہ رسول اللہ کی خدمت میں جاؤ اور جو کچھ تم نے کیا ہے اس کی خبر دو شاید حضور انور تمہارے لیے دعائے مغفرت فرمادیں اس سے میرے والد کا ارادہ صرف یہ امید تھی کہ ان کے لیے کوئی راہ نکل آئے چنانچہ وہ حضور کی خدمت میں آئے بولے یارسول اللہ میں نے زنا کرلیا تو مجھ پر اللہ کی کتاب قائم فرمائیں تو حضور نے اس سے منہ پھیر لیا وہ پھر لوٹے بولے یارسول اللہ میں نے زنا کیا ہے مجھ پر کتاب اللہ قائم فرمایئے یہاں تک کہ انہوں نے چار بار یہ کہا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے یہ چار بار کہا ہے تو بتاؤ کس سے زنا کیا ہے بولے فلاں عورت سے فرمایا کیا تم اس کے ساتھ لیٹے عرض کیا ہاں فرمایا کیا تم نے اسے چمٹایا عرض کیا ہاں فرمایا کیا تم نے اس سے صحبت کی عرض کیا ہاں راوی کہتے ہیں تب ان کو رجم کیے جانے کا حکم فرمایا انہیں حرہ کی طرف نکالا گیا پھر جب انہیں رجم شروع ہوا انہوں نے پتھروں کی تکلیف پائی تو گھبرا گئے بھاگے ہوئے نکل گئے پھر انہیں عبداللہ ابن انیس ملے حالانکہ ان کے ساتھی عاجز آچکے تھے تو انہوں نے اونٹ کی پنڈلی نکالی اس سے انہیں مار اقتل کردیا پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور حضور سے اس کا ذکر کیا فرمایا تم نے انہیں چھوڑ کیوں نہ دیا شاید وہ توبہ کرلیتے تو رب ان کی توبہ قبول فرمالیتا (ابوداؤد)

(۸) یزید ابن زیاد:

روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں جائز ہے گواہی خیانت کرنے والے کی اور نہ خیانت کرنے والی کی اور نہ سزا کوڑے مارے ہوئے کی اور نہ کینہ والے کی اپنے بھائی کے خلاف اور نہ

والا، والد سب میں تہمت والے کی اور نہ کسی گھر والوں کے خرچہ پر گزارہ کرنے والے کی (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے اور یزید ابن زیاد دمشقی راوی منکر الحدیث ہے۔

(۹) یعلیٰ بن مملک

آپ یعلیٰ بن مملک حجازی ہیں' آپ تابعین عظام سے ہیں' آپ نے سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت حدیث لی جبکہ آپ سے روایت لینے والوں میں صرف اور صرف ابن ابی ملیکہ ہیں' امام ابن حبان نے آپ کا تذکرہ ''الثقات'' میں کیا ہے' نیز امام بخاری نے آپ سے اپنی کتاب ''الادب المفرد'' اور ''افعال العباد'' میں روایت لیں۔ ائمہ صحاح میں آپ سے روایت لینے والوں میں امام ابوداؤد' امام ترمذی' امام نسائی نے روایات لیں۔ بقول امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ: آپ روایاتِ حدیث میں مقبول ہیں۔ امام عینی نے آپ کا اسم یعلیٰ بن مالک لکھا ہے۔

(کتاب الثقات' ابن حبان' جلد 4 صفحہ 171' رقم الحدیث:6219) (التاریخ الکبیر للبخاری جلد 8 صفحہ 130' رقم الحدیث:3537) (تہذیب الکمال للمزی جلد 32 صفحہ 401' رقم الحدیث:714) (معانی الاخیار جلد 5 صفحہ 300 رقم الحدیث:3742) (الکاشف الذہبی جلد 2 صفحہ 398' رقم الحدیث:6420)

(۱۰) یعیش ابن طغفہ ابن قیس:

روایت ہے یعیش ابن طخفہ ابن قیس غفاری سے وہ اپنے والد سے راوی اور وہ صفہ والوں میں سے تھے فرماتے ہیں اس حالت میں کہ میں درد کی وجہ سے اپنے پیٹ پر لیٹا ہوا تھا ناگاہ کوئی صاحب مجھے اپنے پاؤں سے ہلانے لگے پھر فرمایا کہ اس لیٹنے سے اللہ ناراض ہے میں نے دیکھا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

(۱۱) یعقوب ابن عاصم ابن عروہ ابن مسعود:

روایت ہے حضرت یعقوب ابن عاصم ابن عروہ سے کہ انہوں نے حضرت شرید کو فرماتے سنا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات چلا تو آپ کے قدم شریف زمین سے نہ لگے حتّٰی کہ مزدلفہ میں پہنچ گئے۔ (ابوداؤد)

حضرت سیدنا یعقوب بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال،، دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُودو نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو بندہ روح کی گہرائی اور تصدیق قلب کے ساتھ اپنی زبان سے یہ کہتا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اللہ

تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے، سب خوبیوں سراہا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو اللہ عزوجل اس بندے پر نظرِ کرم فرمانے کے لئے آسمان کو کشادہ فرما دیتا ہے اور جس بندے پر اللہ عزوجل نظر رحمت فرماتا ہے اس کا یہ حق ہے کہ اللہ عزوجل اس کی مراد پوری فرمائے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الدعاء والذکر، باب الترغیب فی قول لا الٰہ الا اللہ، الخ رقم ۳، ج ۲، ص ۲۷۱)

(۱۲) یحییٰ بن خلف

آپ امام یحییٰ بن خلف الباہلی ہیں اور ابوسلمہ البصری اور معروف بنام بالجوباری ہیں' آپ نے روایت حدیث ابراہیم بن صدقہ' بشر بن المفصل' حبیب بن متر' حسین بن حسن الشکر' روح بن عبادہ' سالم بن نوح' سہل بن یوسف العماطی' ابوعاصم الضحاک ابن مخلد' عبداللہ بن مسلم' عبدالعلیٰ بن عبدالعلیٰ السامی' عبدالوہاب الثقفی' فضل بن یسار اور محمد بن عدی شامل ہیں' جبکہ آپ سے مشرف تلمذ پانے والوں میں احمد بن الصفر بن سجان' ابوبکر احمد بن عمر بن ابی عاصم' بکر بن محمد بن عبدالوہاب' حجاج بن عمران السدوسی' حسن بن عثمان زیاد اور عبداللہ بن جریر بن حبلہ' یعقوب بن سفیان الفارسی قابل ذکر ہیں۔ امام ابن حبان نے اپنی کتاب ''الثقات'' میں ذکر فرمایا' امام ابن حجر عسقلانی نے آپ کو روایت حدیث میں مصدوق فرمایا ہے' آپ سے ائمہ صحاح سے روایت حدیث لینے والوں میں امام مسلم' امام ابوداؤد' امام ترمذی' امام ابن ماجہ شامل ہیں' امام موسیٰ بن ہارون فرماتے ہیں: آپ نے 262 ہجری میں وفات پائی۔

(کتاب الثقات لابن حبان' جلد 8 صفحہ 115' رقم الحدیث: 16362) (تہذیب الکمال للمزی' جلد 31 صفحہ 292' رقم الحدیث: 6819) (المقتنیٰ فی سرد الکنی للذہبی' صفحہ 237' رقم الحدیث: 2803) (الکاشف للذہبی' جلد 1 صفحہ 145' رقم الحدیث: 6162) (تقریب التہذیب لابن حجر' جلد 3 صفحہ 77' رقم الحدیث: 589)

(۱۳) یحییٰ ابن سعید:

روایت ہے حضرت یحییٰ ابن سعید سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص کو موت آئی تو دوسرا آدمی بولا اسے مبارک ہو کہ بیماری میں مبتلا ہوئے بغیر فوت ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر افسوس ہے تمہیں کیا خبر کہ اگر اللہ اسے کسی بیماری میں مبتلا کرتا تو اس کے گناہ مٹا دیتا۔ (مالک مرسلاً)

روایت ہے حضرت یحییٰ ابن سعید سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور مدینہ منورہ میں ایک قبر کھودی جا رہی تھی تو ایک شخص قبر میں جھانک کر بولا کہ یہ مؤمن کا بڑا برا ٹھکانہ ہے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے یہ غلط کہا وہ صاحب بولے میری یہ نیت نہ تھی اللہ کی راہ میں شہادت میری مراد تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یہاں

کا ذکر) شہادت فی سبیل اللہ کے برابر بھی نہیں زمین کا کوئی حصہ ایسا نہیں جہاں مجھے اپنی قبر کا ہونا اس جگہ سے زیادہ پیارا ہو تین بار فرمایا (مالک) مرسلاً

روایت ہے حضرت یحییٰ ابن سعید سے فرماتے ہیں کہ عبدالرحمن ابن ابوبکر سوتے میں وفات پا گئے ان کی بہن عائشہ صدیقہ نے انکی طرف سے بہت غلام آزاد کیے (مالک)

روایت ہے حضرت یحییٰ ابن سعید سے انہوں نے سعید ابن مسیب کو فرماتے سنا کہ رحمن کے خلیل ابراہیم لوگوں میں پہلے وہ ہیں جنہوں نے مہمانوں کی مہمانی کی اور لوگوں میں پہلے آپ نے ختنہ کیا اور لوگوں میں پہلے آپ نے اپنی مونچھ تراشی اور لوگوں میں پہلے آپ نے بڑھاپا دیکھا تو عرض کیا یارب یہ کیا رب تعالیٰ نے فرمایا یہ وقار ہے اے ابراہیم، عرض کیا رب میرے وقار کو بڑھادے۔ (مالک)

(۱۴) یحییٰ ابن حصین:

روایت ہے حضرت یحییٰ ابن حصین سے وہ اپنی دادی سے راوی اے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حجۃ الوداع میں سنا کہ آپ نے سر منڈانے والوں کے لیے تین بار دعا کی اور کترانے والوں کے لیے ایک بار (مسلم)

(۱۵) یحییٰ بن عبدالرحمن بن حاطب بن ابی بلتعہ:

آپ امام یحییٰ بن عبدالرحمن بن حاطب بن ابی بلتعہ اللخمی ہیں' ابومحمد یا ابوبکر المدنی ہیں۔ آپ نے اپنے والد اسامہ بن زید' حسان بن ثابت' سیدنا ابن عمر' سیدنا ابن زبیر' سیدنا ابوسعید' سیدہ عائشہ' عبدالرحمن بن الحارث سے روایت حدیث لی' آپ کی ولادت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی' آپ بقول امام عجلی: روایت حدیث میں ثقہ ہیں اور مشہور تابعی ہیں۔ آپ سے روایت لینے والوں میں اسامتہ بن زید لیثی' بکیر بن عبداللہ الیحہ' جعفر بن عبداللہ بن الحکم خالد بن الیاس' زید بن اسلم' موسیٰ بن سعد' ہشام ابن مروہ بن زبیر' یحییٰ بن سعید الانصاری شامل ہیں۔ امام ابن حبان نے آپ کا ذکر اپنی کتاب ''الثقات'' میں ذکر کیا ہے' امام ابن سعد فرماتے ہیں: یہ روایت حدیث میں ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں۔ نیز امام دارقطنی اور امام نسائی نے بھی آپ کو روایت حدیث میں ثقہ فرمایا ہے۔ امام علی بن مدینی' امام محمد بن سعد' ابوحاتم رازی' امام خلیفہ بن خیاط' امام عمر بن علی الفلاس وغیرہ کی رائے کے مطابق آپ کا وصال 104 ہجری میں ہوا۔ امام مسلم اور ائمہ اربعہ نے آپ سے حدیث لی۔ (معرفۃ الثقات العجلی جلد 2 صفحہ 58' رقم الحدیث: 1986) (کتاب الثقات لابن حبان' جلد 4 صفحہ 166' رقم الحدیث: 6040) (تہذیب الکمال للمزی' جلد 31 صفحہ 435' رقم الحدیث: 6869) (الکاشف للذہبی' جلد 1 صفحہ 148' رقم الحدیث: 6202) (تہذیب التہذیب لابن حجر' جلد 11 صفحہ 218' رقم الحدیث: 400)

(۱۶) یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر:

آپ یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر القرشی المخزومی بن ابوزکریا المصری کے نام سے بھی جانے جاتے ہیں۔ بنی مخزوم کے مولیٰ تھے' اپنے جد کی طرف منسوب ہیں' آپ نے روایت حدیث بکر بن مضر' حماد بن زید' شعیب بن لیث بن سعد' حمزہ بن ربیعہ' عبداللہ بن سوید المصری' عبداللہ بن وہب' عبدالعزیز بن ابی حازم اور امام مالک بن انس جیسے نابغۂ روزگار شامل ہیں' آپ سے روایتِ حدیث لینے والوں میں امام بخاری' امام بقی بن مخلد الاندلسی' ابومسلم خیر بن موفق' سہل بن زنجلہ' عبدالرحمن بن ابراہیم' امام ابوزرعہ رازی' مالک بن عبداللہ بن سیف اور امام ابوحاتم رازی جیسی عظیم القدر شخصیات شامل ہیں۔ امام ابوحاتم آپ سے روایت حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: آپ سے حدیث لکھی جائے اور نہ احتجاج کیا جائے۔ امام نسائی فرماتے ہیں: روایتِ حدیث میں فقیہ نہیں' جبکہ ابن حبان نے آپ کا ذکر اپنی کتاب ''الثقات'' میں فرمایا' امام ابن یونس مصری فرماتے ہیں: آپ کی ولادت 154 ہجری میں ہوئی جبکہ وصال 231 ہجری میں ہوا۔

(کتاب الثقات لابن حبان' جلد 8 صفحہ 113' رقم الحدیث:16333) (التاریخ الکبیر للبخاری' جلد 8 صفحہ 86' رقم الحدیث:3019) (الکاشف للذہبی' جلد 1 صفحہ 147' رقم الحدیث:6193) (تہذیب الاسماء واللغات' جلد 1 صفحہ 715' رقم الحدیث:684) (تہذیب الکمال للمزی' جلد 31 صفحہ 401' رقم الحدیث:6858) (لسان المیزان لابن حجر' جلد 7 صفحہ 220' رقم الحدیث:5224)

(۱۷) یحییٰ ابن ابی کثیر:

حضرت سیدنا سلیمان بن داؤد علی نبینا وعلیہما الصلوۃ والسلام نے اپنے بیٹے سے ارشاد فرمایا: اے میرے بیٹے! غصہ کی کثرت سے بچتے رہو کیونکہ غصہ کی کثرت بُردبار شخص کے دل کو راہِ حق سے ہٹا دیتی ہے۔

(حلیۃ الاولیاء، یحییٰ بن ابی کثیر، الحدیث:۳۲۵۹، ج۳، ص ۸۲)

روایت ہے حضرت یحییٰ ابن ابی کثیر سے فرماتے ہیں کہ میں نے ابوسلمہ ابن عبدالرحمن سے قرآن کی پہلی نازل ہونے والی آیت کے متعلق پوچھا تو فرمایا یاایہا المدثر ہے، میں نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اقرا باسم ربک ہے تو ابوسلمہ بولے کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں پوچھا اور میں نے ان سے اسی طرح کہا جو تم نے مجھ سے کہا تو مجھ سے حضرت جابر نے کہا کہ میں تم کو نہیں خبر دیتا مگر اس کی جو ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی فرمایا تھا کہ میں نے حراء میں ایک ماہ اعتکاف کیا تو جب میں نے اپنا اعتکاف پورا کیا تو میں اتر آیا پھر مجھے پکارا گیا میں نے اپنے داہنے دیکھا تو کچھ نہ دیکھا اور میں نے اپنے بائیں غور کیا تو کچھ نہ دیکھا اور میں نے اپنے پیچھے دیکھا تو کچھ نہ پایا پھر میں نے اپنا سر اٹھایا تو ایک چیز دیکھی پھر میں جناب خدیجہ کے پاس آیا میں نے کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو انہوں نے اوڑھا دیا اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالا تب یہ آیت اتری اے کپڑے اوڑھنے والے اٹھو ڈراؤ اور اپنے رب کی بڑائی بولو اور اپنے کپڑے پاک رکھو پلیدی

دور کرو، یہ واقعہ نماز فرض کیے جانے سے پہلے کا ہے۔ (مسلم، بخاری)

(۱۸) یونس ابن یزید:

لحدثني عبداللہ بن أحمد، قال: حدثني ابي، قال: حدثني سليمان بن يونس بن يزيد، عن الز※ ري۔ اس روایت کے مطابق حضرت عمرو نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کو خلیفہ بنانے کی تجویز پیش کی تو حضرت ابوموسی نے اس کی تردید کی اور پھر یہ دونوں ایک دوسرے کو برا بھلا کہتے ہوئے باہر آئے۔ حضرت ابوموسی نے حضرت عمرو کے متعلق یہ آیت پڑھی: وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِيَ آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانسَلَخَ مِنْهَا یعنی "انہیں اس شخص کا قصہ سنایئے جسے ہم نے اپنی آیات دیں تو وہ ان سے نکل گیا" اس پر حضرت عمرو نے ان کے بارے میں یہ آیت پڑھی: مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا جنہیں تورات دی گئی، ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جس نے کتابوں کا بوجھ اٹھایا ہو۔

(طبری 3/2-252)

(۱۹) یونس ابن عبید:

بخاری نے فرمایا کہ اسے قتادہ یونس ہشیم اور ابو ہلال نے محمد ابن سیرین سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا یونس نے فرمایا میں اسے نہیں خیال کرتا مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قید کے متعلق اور مسلم نے کہا مجھے خبر نہیں کہ وہ حدیث میں ہے یا یہ ابن سیرین نے کہا اور ایک روایت میں ہے کہ حدیث میں یہ قول اکرہ الغل پورے کا پورا حدیث میں داخل کرلیا گیا ہے۔

تدریب میں ہے یونس بن عبید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن سے پوچھا اے ابوسعید! آپ کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا حالانکہ آپ نے آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی زیارت نہیں کی؟ فرمایا اے بھتیجے! تو نے مجھ سے ایسا سوال کیا ہے جو تجھ سے پہلے آج تک مجھ سے کسی نے نہیں کیا، اگر تیرا یہ مقام میرے ہاں نہ ہوتا تو میں تجھے اس سوال کا جواب نہ دیتا میں جس زمانے میں ہوں (وہ جیسے تجھے معلوم ہے) اور یہ حجاج کا زمانہ تھا جو کچھ مجھ سے آپ لوگ سنتے ہیں کہ میں کہتا ہوں نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ سے میں نے سنا ہوتا ہے (یہ نہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ظاہری حیات پائی ہے) چونکہ میں ایسے دور میں ہوں جس میں حضرت علی کا نام ذکر نہیں کر سکتا (اس لئے میں حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا نام لیتا ہوں) واللہ تعالی اعلم۔

(تدریب الراوی شرح تقریب النواوی الکلام فی احتجاج الشافعی بالرسل مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱/ ۲۰۴)

ی۔۔۔صحابیات

(۱) یسیرہ:

روایت ہے حضرت یسیرہ سے آپ مہاجر بیویوں میں سے ہیں فرماتی ہیں ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے بیبیو تسبیح وتہلیل اور رب کی پاکی بولنے کو لازم کرلو انگلیوں پر گنا کرو (عقد انامل) کہ انگلیوں سے سوال ہوگا انہیں گویائی بخشی جائے گی اور کبھی غافل نہ ہونا ورنہ تم رحمت سے بھلادی جاؤ گی۔ (ترمذی وابوداؤد)

حضرات صحابہ کرام سے مروی احادیث کی تعداد

مکثرین صحابہ:

وہ صحابہ کرام جن سے کثیر تعداد میں احادیث مروی ہیں ان کو مکثرین صحابہ کہا جاتا ہے یہ وہ حضرات ہیں جن کی مرویات کی تعداد دو ہزار سے زائد ہے ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت ابوہریرہ	پانچ ہزار تین سو چوہتر ۵۳۷۴
(۲) حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب	دو ہزار چھ سو تیس ۲۶۳۰
(۳) حضرت انس بن مالک	دو ہزار دو سو چھیاسی ۲۲۸۶
(۴) حضرت عائشہ صدیقہ	دو ہزار دو سو دس ۲۲۱۰

ایک ہزار سے یا اس سے کچھ زائد روایت کرنے والے حضرات کی تعداد مرویات

(۵) حضرت عبداللہ بن عباس	ایک ہزار چھ سو ساٹھ ۱۶۶۰
(۶) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	دو ہزار پانچ سو چالیس ۲۵۴۰ احادیث
(۷) حضرت ابوسعید خدری	دو ہزار ایک سو ستر ۲۱۷۰ احادیث

واضح رہے کہ ایک ہزار یا اس سے زائد حدیث کی روایت کرنے والے کو محدثین کی اصطلاح میں مکثرین کہا جاتا ہے۔

ایک ہزار سے کم روایت کرنے والے حضرات

(۸) حضرت عبداللہ بن مسعود	آٹھ سو اڑتالیس ۸۴۸

(۹) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص — سات سو ۷۰۰

(۱۰) حضرت عمر بن الخطاب — پانچ سو سینتیس ۵۳۷

(۱۱) حضرت علی بن ابی طالب — پانچ سو ۵۰۰

(۱۲) حضرت ام سلمہ (ام المومنین) — تین سو اٹھہتر ۳۷۸

(۱۳) حضرت ابوموسیٰ اشعری — تین سو ساٹھ ۳۶۰

(۱۴) حضرت براء بن عازب — تین سو پانچ ۳۰۵

دوسو یا کچھ زائد روایت کرنے والے حضرات

(۱۵) حضرت ابوذر الغفاری (بکسر الغین) — دوسو اکیاسی ۲۸۱

(۱۶) حضرت سعد بن ابی وقاص — دوسو اکہتر ۲۷۱

(۱۷) حضرت ابوامامہ باہلی (بضم الہمزہ) — دوسو ستر ۲۷۰

(۱۸) حضرت حذیفہ بن الیمان — دوسو پچیس ۲۲۵

سو یا اس سے زائد روایت کرنے والے حضرات

(۱۹) حضرت سہل بن سعد — ایک سو اٹھاسی ۱۸۸

(۲۰) حضرت عبادہ بن صامت — ایک سو اکیاسی ۱۸۱

(۲۱) حضرت عمران بن حصینؓ — ایک سو اسی ۱۸۰

(۲۲) حضرت ابودرداءؓ — ایک سو اناسی ۱۷۹

(۲۳) حضرت ابوقتادہ — ایک سو ستر ۱۷۰

(۲۴) حضرت بریدہ الحصیب الاسلمی — ایک سو چھہتر ۱۷۶

(۲۵) حضرت ابی بن کعب — ایک سو چونسٹھ ۱۶۴

(۲۶) حضرت معاویہ بن ابی سفیان — ایک سو تہتر ۱۷۳

(۲۷) حضرت ابوایوب انصاری — ایک سو پچپن ۱۵۵

(۲۸) حضرت معاذ بن جبل — ایک سو ستاون ۱۵۷

(۲۹) حضرت عثمان بن عفان — ایک سو چھیالیس ۱۴۶

(۳۰) حضرت جابر بن سمرہ انصاری	ایک سو چھیالیس ۱۴۶
(۳۱) حضرت ابوبکر صدیق	ایک سو بیالیس ۱۴۲
(۳۲) حضرت مغیرہ بن شعبہ	ایک سو چھتیس ۱۲۶
(۳۳) حضرت ابوبکر	ایک سو بتیس ۱۳۲
(۳۴) حضرت اسامہ بن زید	ایک سو اٹھائیس ۱۲۸
(۳۵) حضرت ثوبان (مولی رسول)	ایک سو اٹھائیس ۱۲۸
(۳۶) حضرت نعمان بن بشیر	ایک سو چودہ ۱۱۴
(۳۷) حضرت ابومسعود انصاری	ایک سو دو ۱۰۲
(۳۸) حضرت جریر بن عبداللہ البجلی	ایک سو ایک ۱۰۱

سو سے کم حدیث روایت کرنے والے صحابہ

(۳۹) حضرت عبداللہ بن ابی اوفی	پنچانوے ۹۵
(۴۰) حضرت زید بن خالد	اکیاسی ۸۱
(۴۱) حضرت اسماء بنت یزید بن السکن	اکیاسی ۸۱
(۴۲) حضرت کعب بن مالک	اسی ۸۰
(۴۳) حضرت رافع بن خدیج	اٹھہتر ۷۸
(۴۴) حضرت سلمہ بن اکوع	ستتر ۷۷
(۴۵) حضرت میمونہ (ام المومنین)	چھہتر ۷۶
(۴۶) حضرت وائل بن حُجر	اکہتر ۷۱
(۴۷) حضرت زید بن ارقم انصاری	ستر ۷۰
(۴۸) حضرت ابورافع (مولی رسول ا	اڑسٹھ ۶۸
(۴۹) حضرت ابوعوف بن مالک	سڑسٹھ ۶۷
(۵۰) حضرت عدی بن حاتم	چھیاسٹھ ۶۶
(۵۱) حضرت ام حبیبہ (ام المومنین)	چھیاسٹھ ۶۶
(۵۲) حضرت عبدالرحمن بن عوف	پینسٹھ ۶۵

(۵۳) حضرت عمار بن یاسر	باسٹھ ۶۲
(۵۴) حضرت سلمان الفارسی	ساٹھ ۶۰
(۵۵) حضرت حفصہ (ام المومنین)	ساٹھ ۶۰
(۵۶) حضرت اسماء بنت عُمیس	ساٹھ ۶۰
(۵۷) حضرت جبیر بن مُطعم	ساٹھ ۶۰
(۵۸) حضرت اسماء بنت ابی بکر	اٹھاون ۵۸
(۵۹) حضرت واثلہ بن اسقع	چھپن ۵۶
(۶۰) حضرت عقبہ بن عامر الجہنی	پچپن ۵۵
(۶۱) حضرت شداد بن اوس	پچاس ۵۰
(۶۲) حضرت فضالہ بن عُبَید	پچاس ۵۰
(۶۳) حضرت عبداللہ بن بشیر	پچاس ۵۰
(۶۴) حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل	تینتالیس ۴۳
(۶۵) حضرت مقدام بن معدیکرب	سینتالیس ۴۷
(۶۶) حضرت عبداللہ بن زید	اڑتالیس ۴۸
(۶۷) حضرت کعب بن عُجرہ	سینتالیس ۴۷
(۶۸) حضرت ام ہانی بنت ابی طالب	چھیالیس ۴۶
(۶۹) حضرت ابوبَرزَہ اسلمی	چھیالیس ۴۶
(۷۰) حضرت ابوجُحیفہ	پینتالیس ۴۵
(۷۱) حضرت بلال (موذن رسول ا)	چوالیس ۴۴
(۷۲) حضرت جندب بن عبداللہ بن سفیان	تینتالیس ۴۳
(۷۳) حضرت عبداللہ بن مغفل	تینتالیس ۴۳
(۷۴) حضرت مقداد	بیالیس ۴۲
(۷۵) حضرت معاویہ بن حیوۃ	بیالیس ۴۲
(۷۶) حضرت سہل بن حُنیف	چالیس ۴۰
(۷۷) حضرت حکیم بن حزام	چالیس ۴۰

(۷۸) حضرت ابوثعلبہ خشنی	چالیس ۴۰
(۷۹) حضرت ام عطیہ	چالیس ۴۰
(۸۰) حضرت عمرؓ و بن العاص	انتالیس ۳۹
(۸۱) حضرت خزیمہ بن ثابت	اڑتیس ۳۸
(۸۲) حضرت زبیر بن عوام	اڑتیس ۳۸
(۸۳) حضرت طلحہ بن عبید اللہ	اڑتیس ۳۸
(۸۴) حضرت عمرو بن عنبسہ	اڑتیس ۳۸
(۸۵) حضرت عباس بن عبد المطلب	پینتیس ۳۵
(۸۶) حضرت معقل بن یسار	چونتیس ۳۴
(۸۷) حضرت فاطمہ بنت قیس	چونتیس ۳۴
(۸۸) حضرت عبد اللہ بن زبیر	تینتیس ۳۳
(۸۹) حضرت خباب بن الارت	بتیس ۳۲
(۹۰) حضرت عرباض بن ساریہ	اکتیس ۳۱
(۹۱) حضرت معاذ بن انس	تیس ۳۰
(۹۲) حضرت عیاض بن حماد	تیس ۳۰
(۹۳) حضرت سہیب	تیس ۳۰
(۹۴) حضرت فضل بنت حارث	تیس ۳۰
(۹۵) حضرت عثمان بن ابی العاص الثقفی	انتیس ۲۹
(۹۶) حضرت یعلی بن امیہ	اٹھائیس ۲۸
(۹۷) حضرت عقبہ بن عبد	اٹھائیس ۲۸
(۹۸) حضرت ابو اسید الساعدی	اٹھائیس ۲۸
(۹۹) حضرت عبد اللہ بن مالک بن بحینہ	اٹھائیس ۲۸
(۱۰۰) حضرت ابو مالک اشعری	ستائیس ۲۷
(۱۰۱) حضرت ابو حمید الساعدی	ستائیس ۲۷
(۱۰۲) حضرت یعلی بن مُرّہ	چھبیس ۲۶

(۱۰۳) حضرت عبداللہ بن جعفر	چھبیس ۲۶
(۱۰۴) حضرت ابوطلحہ انصاری	پچیس ۲۵
(۱۰۵) حضرت عبدالسلام بن سلام	پچیس ۲۵
(۱۰۶) حضرت سہل بن ابی حثمہ	پچیس ۲۵
(۱۰۷) حضرت ابوملیح الہذلی	پچیس ۲۵
(۱۰۸) حضرت فضل بن عباس	چوبیس ۲۴
(۱۰۹) حضرت ابوواقد اللیثی	چوبیس ۲۴
(۱۱۰) حضرت رفاعہ بن رافع	چوبیس ۲۴
(۱۱۱) حضرت عبداللہ بن اُنیس	چوبیس ۲۴
(۱۱۲) حضرت اوس بن اوس	چوبیس ۲۴
(۱۱۳) حضرت لقیط بن عامر	چوبیس ۲۴
(۱۱۴) حضرت ام قیس بنت محصن	چوبیس ۲۴
(۱۱۵) حضرت عامر بن ربیعہ	بائیس ۲۲
(۱۱۶) حضرت قرۃ المزنی	بائیس ۲۲
(۱۱۷) حضرت سائب بن یزید	بائیس ۲۲
(۱۱۸) حضرت سعد بن عُبادہ	اکیس ۲۱
(۱۱۹) حضرت الربیع بنت مُعوذ	اکیس ۲۱

بیس عدد روایت کرنے والے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۱۲۰) حضرت ابوبرزہ اسلمی

(۱۲۱) حضرت ابوشریح الکعبی

(۱۲۲) حضرت عبداللہ بن جراد (۱۲۳) حضرت مسور بن مخرمہ

(۱۲۴) حضرت عمرؓو بن امیہ ضمری

(۱۲۵) حضرت صفوان بن عسال

انیس حدیث کے راوی

(۱۲۶) حضرت سراقہ بن مالک
(۱۲۷) حضرت سبرہ بن معبد الجُہنی

اٹھارہ حدیث کے راوی

(۱۲۸) حضرت تمیم الداری
(۱۲۹) حضرت خالد بن ولید
(۱۳۰) حضرت عمرو بن حریث
(۱۳۱) حضرت اُسید بن حُضیر
(۱۳۲) حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سترہ حدیث کے راوی

(۱۳۳) النواس بن سمعان الکلابی
(۱۳۴) حضرت عبداللہ بن سَرجس

سولہ حدیث کے راوی

(۱۳۵) صعب بن جثامہ
(۱۳۶) قیس بن سعد بن عبادہ
(۱۳۷) محمد بن مسلمہ

پندرہ حدیث کے راوی

(۱۳۸) مالک بن حیرث اللیثی
(۱۳۹) ابولُبابہ بن عبدالمنذر
(۱۴۰) سُلمان بن صُرَد
(۱۴۱) خولہ بنت حکیم

چودہ حدیث کے راوی

(۱۴۲) عبدالرحمن بن شبل
(۱۴۳) ثابت بن ضحاک
(۱۴۴) طلق بن علی
(۱۴۵) عبیدہ بن الجراح
(۱۴۶) طارق آخر
(۱۴۷) عبداللہ الصنابحی
(۱۴۸) عبدالرحمن مرہ
(۱۴۹) الحکم بن عُمیر
(۱۵۰) حضرت سفینہ مولی رسول صلی اللہ علیہ وسلم
(۱۵۱) کعب بن مُرّہ

(۱۵۲) ام سُلیم بنت ملحان

تیرہ حدیث کے راوی

(۱۵۳) ابویعلی انصاری
(۱۵۴) معاویہ بن حکم
(۱۵۵) حسن بن علی بن ابی طالب
(۱۵۶) حذیفہ بن اسد الغفاری
(۱۵۷) سلیمان بن عامر
(۱۵۸) عروۃ البارقی
(۱۵۹) صفوان بن امیہ بن خلف

بارہ حدیث کے راوی

(۱۶۰) ابوبصرہ الغفاری
(۱۶۱) عبدالرحمن بن البزی
(۱۶۲) عبداللہ بن عکیم
(۱۶۳) عمر بن مسلمہ
(۱۶۴) عامر بن ربیعہ
(۱۶۵) ربیعہ بن کعب
(۱۶۶) سلمہ بن محبق الہذلی
(۱۶۷) الشفا بنت عبداللہ العدویہ
(۱۶۸) سبیعہ الاسلمیہ

گیارہ حدیث روایت کرنے والے حضرات صحابہ

(۱۶۹) نبیشہ بن ابوکبشہ الانماری
(۱۷۰) عمرو بن الحمق
(۱۷۱) قبیصہ یزید بن قنافہ الطائی
(۱۷۲) وابصہ بن معبد الاسدی
(۱۷۳) زینب بنت جحش (ام المومنین)
(۱۷۴) ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب
(۱۷۵) ابوالیسر
(۱۷۶) بسرہ بنت صفوان

جن صحابہ کرامؓ سے دس احادیث مروی ہیں

(۱۷۷) خریم بن فاتک
(۱۷۸) ابومحذورہ
(۱۷۹) ام المومنین حضرت صفیہ
(۱۸۰) عتبان بن مالک
(۱۸۱) عروۃ بن مضرس
(۱۸۲) عمیر مولیٰ ابواللحم

(۱۸۳) مجمع بن جاریہ
(۱۸۴) نعیم بن ہمار
(۱۸۵) ام کلثوم
(۱۸۶) ام مبشر الانصاریہ
(۱۸۷) ام معقل الاسدیہ
(۱۸۸) ام ہشام بنت حارثۃ الانصاریہ
(۱۸۹) ام کرزہ

نو احادیث کے رواۃ

(۱۹۰) ابیض بن حمال
(۱۹۱) اشعث بن قیس
(۱۹۲) بشیر بن خصاصیہ
(۱۹۳) حمزہ بن عمرو اسلمی
(۱۹۴) عمارہ بن رویبہ
(۱۹۵) مطلب بن ابو وداعہ
(۱۹۶) نوفل بن معاویہ
(۱۹۷) ہشام بن عامر
(۱۹۸) ابوریحانہ (نام شمعون)
(۱۹۹) ابوصرمہ
(۲۰۰) ابوطفیل بن حنظلہ

آٹھ احادیث کے راوی صحابہؓ

اسماء بن شریک اسود بن سریع امیمہ بنت رقیہ ابن الحارث
جرہد حسین بن علی حنظلہ الکاتب خولہ بنت قیس
بنت خذام رویفع بن ثابت زینب (زوجہ مسعود) عائذ بن عمرو المزنی
عبدالرحمن بن ابوبکر عبدالمطلب بن ربیعہ عمرو بن خارجہ
فریعہ بنت مالک ام الحصین ام رمیۃ

سات احادیث کے رواۃ

حارث بن اوس
حارث بن یزید البکری
امۃ بنت خالد
ام المومنین حضرت جویریہ
صیب بن مسلمہ
زینب بنت ابوسلمہ
سلمہ بن قیس الاشجعی
سلمہ بن صخر البیاضی

سلمی (رسول اکی آزاد کردہ باندی)
سوید بن نعمان
عبداللہ بن السائب
عبداللہ بن المزنی
عرلجہ ابن اسعد
عقبہ بن حارث
علی بن شیبان
عویم بن ساعدہ
قتادہ بن نعمان
قطبہ بن مالک
قیس بن طلحہ غفاری
قیس بن ابوغرزہ
محمد بن عبداللہ بن جحش
مستورد بن شداد
مسیب ابوسعید
معیقب
ابوامیہ
ابو جمعہ
ام حرام بنت ملحان

چھ احادیث کے راوی صحابہ

بشیر بن حیم حجاج الاسلمی حارث الاشعری حارثہ بن وہب الخزاعی
رافع بن عرامہ سلمہ بن یزید سوید بن مقرن عاصم بن عدی
عبداللہ بن حنظلہ عبداللہ بن شخیر عقیل بن ابی طالب عویمر بن اشقر
فلتان بن عاصم قبیصہ بن المخارق کرز بن علقمہ مالک بن الحویرث
محمد بن صفوان مخنف بن سلیم مہاجر بن قنفذ نصر بن حزن
نعمان بن مقرن ابوعیاش الزرقی ابوالحمرائ ابووہب الجشمی
ام حبیب ام العلاء

جن صحابہؓ سے پانچ احادیث مروی ہیں

ثعلبہ بن الحکم خفاف بن ایما خولہ بنت ثعلبہ ربیعہ بن عباد
سائب بن خلاد سالم بن عبید سلمہ بن نفیل سفیان بن ابوزہیر
سفیان بن عبداللہ الطائفی ام المومنین حضرت سودہ صحار العبدی صفیہ بنت ابی شیبہ
عثمان بن طلحہ عمرو بن حزمؓ قابوس بن ابولمخارق لقیط بن صبرہ

مالک بن صعصعہ مجاشع بن مسعود الاسلمی محجن بن الاذرع معقل بن سنان الاشجعی
معمر بن عبداللہ بن نضلہ معن بن یزید ہانی بن نیاز یزید بن الاسود ابوالجعد
ابوعبس بن جبیر ابوغریب ام ایمن ام درداء
ام بجید

جن صحابہ کرامؓ سے چار روایتیں مروی ہیں

ابی بن مالک بشر بن ابی ارطاۃ جاریہ بن قدامہ جارود العبدی
حارث بن عمرو حارث بن قیس حارث بن مسلم حجاج بن عمر
خالد بن عرفطہ دیلم الحمیری ذویب ابوقبیصہ رکانہ بن عبد یزید
رویبہ زید بن حارثہ (رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام) زیاد بن حارث
صبرہ بن فاتک سعد ابوعبدالعزیز سنان بن سنہ ضحاک بن سفیان
طارق بن اشیم علاء بن الحضرمی عبداللہ بن ابوحدرد عبداللہ بن یزید الانصاری
عبدالرحمن بن حسنہ عباس بن مروان عتبہ بن غزوان عثمان بن مظعون
عکاف بن وداعہ، فیروز دیلمی قیس بن عاصم المنقری مالک بن ہبیرہ
محمد بن صیفی معاذ بن عفرائ معاویہ بن خدیج وحشی بن حرب
ہانی بن ہانی ہزال ابوخزامہ ابوبشیر الانصاری
ابوجبیرہ الانصاری ابوحازم الانصاری ابودہم ابویزید الانصاری
ابولبیبہ ابونجیح السلمی ابن ابی عمیرہ ام حبیبہ بنت سہل
ام ضبیہ ام کردم ام لیلیٰ ام المنذر

جن صحابہ کرامؓ سے تین احادیث منقول ہیں

احمر بن جزء الاغر المزنی اقرم انس بن مالک الاشہلی انیسہ اہبان بن صیفی
بدیل بن ورقائ بصرہ بن ابی بصرہ جاریہ بن ظفر ابوغزان الحنفی
جعدہ ابوجزی جنادہ الازدی حارث بن وہب حرملہ
حکیم بن معاویہ حارث بن زیاد حبشی بن جنادہ حنظلہ بن ندیم

خارجہ بن حذافہ (خالد بن خلی) خالد بن سعید خالد الخزاعی دحیہ الکلبی
درہ بنت ابولہب ذوالجوشن سعید بن حریث سعید بن یربوع
ابن عنکثہ سلمہ بن سلامہ سوید بن ہبیرہ سوید بن قیس
سہل بن حنظلہ الانصاری سہل بن بیضائی شریک بن طارق صماد بنت بسر
عابس التیمی عبداللہ بن حذافہ السہمی عبداللہ بن حبیب عبداللہ السعدی
عبداللہ بن عبداللہ بن ابی عبداللہ بن ابی الجدعاء عبداللہ بن ابی حبیبہ عبداللہ بن قارب
عبدالرحمن بن یعمر عبید مولی رسول اعبید بن خالد عراء بن خالد
عطیہ السعدی عطیہ القرظی علی بن طلق عمارہ بن حزمؓ
عمرو بن مرہ الجہنی غطیف بن حارث فاطمہ بنت ابوعمیش فروہ بن مسک
کردم مالک بن ربیعہ ابومریم مالک بن عبداللہ
مالک بن عمر القشیری محرش الکعبی محیصہ میمونہ بنت سعد
یزید بن ثابت یوسف بن عبداللہ بن سلام ابوالدراج ابوحیہ البدری
ابوزید ابوسعد الانصاری ابوشہم ابوعبدالرحمن الجہنی
ابوعزہ ابوعنبہ الخولانی ابوفاطمہ الازدی ابولبید الانصاری
ابومحیہ الباہلی ابوہاشم بن عتبہ بن کاس ابن ام کلثوم ام سعد

جن صحابہؓ سے دو حدیثیں مروی ہیں

ابی بن عمارہ اسلع اسید بن ظہیر اشج بنی عصر
امیمہ اوس بن حذیفہ اوس بن صامت ایاس بن عبد المزنی جذامہ بنت وہب
جعدہ بن خالد حارث بن برصا حارث بن قیس حارث بن ہشام
حارثہ بن نعمان حارثہ بن قیس حارث بن ہشام حارثہ بن نعمان
حارثہ (زید کے بھائی) حکیم بن جابر حکیم بن سعید المزنی حمزہ بن عبدالمطلب
حمل بن النابغہ خالد بن لجلاج خشخاش العبدی بنت ثامر
دہر بن اخرم ذوالاصابع ذوالیدین رافع بن عمرو
رباح بن الربیع ربیعہ بن الہاد رفاعہ الجہنی زاہر کنیت ابومجراۃ

زینب زید بن ابی مولی (سعد ابوبکر کے آزاد کردہ غلام) سعید بن سعد

سلمہ بن سلامہ بن وقش سلیم بن جابر الہجیمی (یا اصل نام جابر بن سلیم الہجیمی ہے) سلمہ بن خزاعی

سندر سوادہ بن ربیع سوید بن حنظلہ سوداء

سہلہ بنت سہیل شرحبیل بن حسنہ شیبہ بن عتبہ صخر الغامدی

طارق بن مخاش ظہیر عائشہ بنت قدامہ عباد

عبداللہ بن ارقم عبداللہ بن ثعلبہ عبداللہ بن حنظلہ (غسیل الملائکہ)

عبداللہ بن ربیعہ بن حارث عبداللہ بن سائب عبداللہ بن عدی

عبداللہ بن قریط عبداللہ بن مالک عبداللہ بن المرقع عبداللہ بن القرشی

عبداللہ بن ابی ربیعہ عبدالرحمن بن عائذ عبدہ بن حزن عتاب بن شمیر

عتبہ بن نذر حدمی بن عدی عرس بن عمیرہ عقبہ بن مالک

عمرو بن الاحوص عمرو بن ثعلب عمر بن غیلان عمرو بن کعبؓ الیامی

عمیر بن قتادہ عیاش بن ابی ربیعہ عیاض الاشعری فرات بن حبان الفراسی

قتادہ بن ملحان قدامہ بن عبداللہ کعب بن عیاض مالک بن عبداللہ الاودی

مالک (کنیت ابوصفوان) ماریہ (رسول اکی آزاد کردہ باندی) محمد بن حاطب

محصن مطلب بن عبداللہ حنطب معقل بن مقرن معقل بن ابو معقل

معاویہ بن جاہمہ میمونہ (رسول اکی آزاد کردہ باندی) نافع بن حارث

نبیط بن شریط نعیم بن نحام ولید بن عقبہ وہب بن حذیفہ

یعلی العامری یسیر (اسیر) الدرکی ابوامامہ الحارثی ابو بردہ

ابوابراہیم ابوثابت ابوالجعد ابورافع الغفاری

ابورفاعہ ابوزہیر النمیری ابوسعید بن المعلی ابوسلامہ

ابوسلمی (راعی وخادم رسول ا) ابوسلیط ابوشریح

ابوسیارہ المتعی ابوعمرہ ابوغطیف ابوکلیب

ابومرثد الغنوی ابونملہ (نام معاذ) ابودردائی ام بشر بن براء

ام الحکم ام زیاد ام عبدالرحمن بن طارق ام عبداللہ بنت اوس

ام عمارہ ام معبد ام ورقہ بن الرسیم

جن صحابہ کرامؓ سے صرف ایک حدیث مروی ہے

ابولحم اذرع السلمی اذینہ اسماء بن جاریہ اسمر بن مضرس اسود بن اصرم المحاربی
اقرع بن حابس انیس ابو فاطمہ ایمن بن عبید
انیس بن ابومرثد اوس ایاس بن عبداللہ بروع بنت واشق
بریرہ (حضرت عائشہؓ کی آزاد کردہ باندی) بسر بن محجن بشر بن عاصم
بشر کنیت ابونحیلہ بشیر الغفاری بشیر بن عقربہ بشیر الاسلمی
بشیر بقیرہ (حضرت قعقاع کی اہلیہ) بلال بن سعد
حلب تمیم المازنی تمیم العدوی ثابت بن رفیع
ثابت بن صامت ثابت بن قیس بن شماس ثابت بن یزد ثابت بن ابوعاصم
ثعلبہ بن زہدم ثعلبہ بن ابو مالک ثعلبہ ثمامہ بن انس
جاہمہ جابر بن عمیر جابر الاحمسی جبار بن سلمی
جبیر الکندی جبلہ بن ازرق جدار الاسلمی جرموز الہجیمی
جعدہ بن ہبیرہ جعفر بن ابوالحکم جعیل الاشجعی جمرہ ایر بوعیہ
جمیلہ بنت ابی بن سلول جبارہ بن مالک جندب بن سلمہ جندب بن مکیث
جندرہ بن خیشنہ جودان حارث بن بدل حارث بن حارث
حارث بن حاطب حارث بن حسان حارث بن خزمہ حارث بن غزیہ
حارث بن غطیف حارث بن مالک حارث بن نوفل حارث الثقفی
حارثہ الخزاعی حازم بن حرملہ حبیب بن فدیک حبیبہ بنت ابوتجراء
حبہ بنت خالد حبان بن بح حجاج بن عبداللہ حجاج بن علاط
حجر المدری حجیر بن بیان حدرد بن ابی حدرد حذیم السعدی
حرام بن معاویہ حرملہ العنبری حرملہ الاسلمی حسان بن ثابت
حسان بن ابوجابر السلمی حصین بن عوف الاحمسی حکم بن حزم حکم بن عمرو الغفاری
حمزہ بن ابواسید حمنہ بنت جحش حنظلہ السدوسی حواء
حویطب بن عبدالعزی خالد بن عدی الجہنی خالد بن ابوجبل خلاد

خالدہ بنت انس ام المومنین خدیجہ خرشہ بن حارث خزیمہ بن جزی
خوات بن جبیر خولی خولہ بنت صامت خیرہ (کعب بن مالک کی اہلیہ)
دغفل دکین بن سعید دیلم الجیشانی ذوالزوائد
ذوالغرہ راوع بن بشر یا ابن بسر رافع بن عمرو المزنی رافع بن مالک الانصاری
رافع بن مکیث رافع بن ابورافع الطائی ربیع الانصاری رتیم الہجری
رشید السعدی رفیقہ زارع بن عامر العنبری زہیر بن عثمان
زہیر بن علقمہ زہیر بن عمرو زہیر بن قیس البجلی زنباع الجذامی
زیاد بن حارث زید بن حارثہ زید بن خارجہ زید بن ثابت
زرارہ بن جزی زنکل سائب بن خباب سائب بن خلاد کنیت ابوسہلہ
سابط سالم بن حرملہ سبرہ بن ابوفاکہ سراء بنت نبہان
سعد بن اطول سعد بن اسحاق سعد بن تمیم سعد سعید بن العاص
سعید بن عامر سعید سعید بن ابوراشد سعید بن ابوذباب
سعید سفیان بن مجیب سفیان بن وہب الخولانی سلمہ بن قیس
سلمہ بن نعیم سلمی ام رافع (حضورا کی آزاد کردہ باندی)، سلمی الجری
سلامہ بن قیصر سلامہ بن معقل سلیل اشجعی سلمان
سواء بن خالد سوید بن جبلہ سوید الانصاری سواد بن عمرو
سہل بن حنیف سہیل بن یوسف شریک بن حنبل شداد بن اسید
شعبہ بن توام شقی بن ماتع شکل بن حمید شمیر
شموس بنت نعمان شیبہ بن عثمان شیبان صخر بن عیلہ
صعصعہ بن ناجیہ صعصعہ صفوان الزہریؓ صلہ الغفاری
صمیتہ صہیب (یہ صہیب رومی کے علاوہ ہیں) ضحاک بن قیس
طارق بن عبداللہ المحاربی طارق بن سوید طارق بن شہاب طعمہ بن جرء
طفیل بن سخبرہ طلحہ بن مالک طلحہ بن معاویہ طلحہ السلمی
طلحہ النصری طلق بن یزید طہفہ الغفاری عابس الغفاری
عامر بن شہر عامر بن عائذ عامر بن مسعود عامر المزنی

عامر الرام عائذ بن قرط عبداللہ بن اقرم عبداللہ بن بدر

عبداللہ بن جبیر الخزاعی عبداللہ بن رواحہ عبداللہ بن ربیعہ عبداللہ بن زمعہ

عبداللہ بن سبرہ عبداللہ بن سعد عبداللہ بن السعدی عبداللہ بن سہیل

عبداللہ بن عامر عبداللہ بن عمار عبداللہ بن عتبہ عبداللہ بن عبدالرحمن

عبداللہ بن عتیک عبداللہ بن عدی عبداللہ بن عیسیٰ عبداللہ بن کعبؓ

عبداللہ بن معقل بن مقرن عبداللہ بن معبد عبداللہ بن ہلال الثقفی عبداللہ بن ابوامیہ

عبداللہ بن ابوشدیدہ عبداللہ بن ابوسفیان عبداللہ بن ابوالمطرف عبیداللہ القرشی

عبدالرحمن بن خباب عبدالرحمن بن خماشہ عبدالرحمن بن سبرہ بن سنہ عبدالرحمن بن عائش

عبدالرحمن بن عتبہ عبدالرحمن بن عثمان عبدالرحمن بن عدیس (یا حدیس)

عبدالرحمن بن عمرو السلمی عبدالرحمن بن قتادہ السلمی عبدالرحمن بن مالک عبدالرحمن بن معاذ

عبدالرحمن بن معاویہ عبدالرحمن بن ابوعقیل عبادہ بن قرص عبید بن خشخاش

عباد بن شرجیل عباد عبدالحمید بن عمرو

عبدعوف (قیس بن ابوحازم کے والد) عبیدہ بن عمرو الکلابی عبید اللیثی

عبید بن خالد السلمی عثمان بن حنیف عدی بن زید عدی الجذامی

عروہ بن عامر الجہنی عروہ بن مسعود الثقفی عروہ عسعس بن سلامہ

عصام المزنی عفیف الکندی عقبہ بن اوس عقبہ بن مالک

عکرمہ بن ابوجہل عکراش بن ذویب علقمہ بن حویرث علقمہ بن رمثہ البلوی

علقمہ بن نضلہ عمار بن اوس عمارہ بن زعکرہ عمار بن مدرک

عمرو بن اراکہ عمرو بن حارث عمرو بن سعد عمرو بن سفیان السلمی

عمرو بن شاس عمرو بن شعبہ عمرو بن عامر بن طفیل عمرو بن مالک الروسی

عمرو بن معدیکرب عمرو بن الوعقرب عمرو بن العجلانی عمرو البکالی

عمرو الجمعی عمیر بن حبیب بن خماشہ عمیر بن سلمہ

عمیر بن عامر بن مالک (کنیت ابوداؤد) عمیر بن ابوسلمہ الضمری عمر اللیثی

عمیر بن الحضری عمیر عیاض بن غنم غالب بن ابوابجر

عرفہ الکندی فاکہ بن سعد فجیع العامری فروہ بن نوفل

قارب اللیثی قبیصہ البجلی قتبلہ قسامہ بن زہیر
قطبہ بن قتادہ قعقاع بن ابوحذرد قیس بن خشخاش قیس بن سائب
قیس بن سہل الفیجی قیس بن سہل (حضرت یحییٰ بن سعیہ کے دادا)
قیس بن عائذ (کنیت ابوالکاہل) کبیشہ کدیر الضبی
کروم بن قیس کلیب الجہنی کلثوم کندیر
کیسان (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام) لیلیٰ بنت قانف مالک بن اخیمر
مالک بن تیہان مالک بن خشخاش مالک بن عبادہ الغافقی مالک بن عتاہیہ
مالک بن عوف القشیری مالک بن بن عمرو العبدی مالک بن عمرو البلوی مالک بن قہطم
مالک بن مرارہ مالک الاشعری مشعب مجمع بن یزید
محمد بن عبداللہ بن سلام محمد بن عمرو بن علقمہ محمد بن فضالہ محمود بن ربیع
محجن الدیلی مخمر بن معاویہ مخرمہ بن نوفل مرہ البہزی
مرہ الفہری مسعود البلوی مسلم بن حارث التمیمی مرزوق الصیقل
مرداس بن عروہ مرداس بن عبدالرحمن مروان بن قیس مسعود بن العجماء
مسعود بن عمرو، مسعدہ (سپہ سالار) مسور بن ندبہ مسعور بن یزید
مسلم بن رباع مسلمہ بن مخلد مطر بن عکاس مطیع بن اسود
معقل بن مقرن مغیرہ مسعد (۲) (منقذ بن عمرو المنہال)
المنقع مہران (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام) مہند الغفاری
مہاجر (حضرت ام سلمہؓ کے آزاد کردہ غلام) میسرۃ (میسرۃ الفجر) میمونہ بن سنباذ
ناجیہ الخزاعی نافع بن حارث نافع بن عتبہ نبیہ الجہنی
نصر بن دہر الاسلمی نصر السلمی نضرہ نضلہ
نعیم بن مسعود الاشجعی نعمان بن ہلال المزنی نفیر ابوجبیر نقادہ الاسدی
نمیر بن تولب نمیر الخزاعی نوفل الاشجعی ہیب بن معقل
ہرماس بن زیاد ہرم (ان کو وہب بن خنبش بھی کہتے ہیں) ہشام بن فدیک
ہلال الاسلمی ہند بن ابوہالہ ہند الاسلمی ہنیدہ بن خالد الخزاعی
یزید بن اخنس یزید بن مسکن یزید بن سلمہ یزید بن شجرہ

یزید بن شرح یزید بن عامر السوائی یزید بن مربع یزید بن نعیم

یزید بن ثعامہ یعقوب، یعلی بن سیابہ یعمر بن شداد

ابوابی الانصاری ابواثیلہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام) ابوالارقم

ابواسید بن ثابت ابوامیہ ابوبشر الخثعمی ابوبشر السلمی

ابو بردہ بن قیس ابو بردہ الظفری ابوبعجہ ابوثعلبہ الاشجعی

ابوثور الفہمی ابوحماد ابوحازم مولی الانصاری ابوحبیب العنبری

ابوالحجاج الثمالی ابوحدرد ابوحصین ابوخالد

ابوخلاد الانصاری ابوخیثمہ ابوالدحداح ابورفاعہ

ابورمثہ التیمی ابوالرداد ابوزہیر الثقفی ابوسائب

ابوسعد بن فضالہ ابوسعید الانصاری ابوسفیان بن حرب ابوسلمہ

ابوسلامہ ابوسنابل بن بعکک ابوسود ابوسوید

ابوسہل ابوسہلہ ابوشیب ابوصبرہ

ابوطلیق الاشجعی ابوعامر الاشعری ابوعبدالرحمن المعنطی ابوعبدالرحمن الفہری

ابوعبداللہ الامجاری ابوعبداللہ ابوعزیز ابوعقبہ

ابوعقرب ابوعقیل ابوغادیہ ابوالغوث

ابوفرہ ابوفصیلہ ابوقتیلہ ابوقتادہ السدوسی

ابوالیقین ابومالک ابودرہم الازدی ابوالعلاء الانصاری

ابومنصور ابوالمنتفق ابومنفعہ ابونعمان

ابونضلہ الکنانی ابوالنضر السلمی ابونجیح السلمی ابوہانی

ابوہند الداری ابویزید بن ابومریم ابویزید الہلالی ابونخسینہ

ابن حبشی ابن حذافہ ابن سیلان ابن شیاب

ابن عائش ابن عبادہ بن صامت ابوالفغوائی ابن کیسان

ابن مربع الانصاری ابن ابوشیخ اخوقرہ بن ایاس عم حسناء الصریمیہ عم ابوحرہ

عم جاریہ بن قدامہ ام ایوب الانصاریہ حضرت ابوایوب کی اہلیہ ام اسحاق

ام انس ام جمیلہ ام الحجاج ام حمید

ام خالد بن اسود ام رومان ام سنبلہ
ام سلیمان بنت حکیم (یا بنت ابوحکیم) ام شریک ام صہبا
ام طفیل ام عامر ام عثمان بنت سفیان ام فروہ
ام کبشہ ام مالک البہزیہ ام منیب ام نضر
ام ہانی الانصاریہ ام ہلال بنت بلال بنت حمزہ بن عبد المطلب

چند انصار صحابہ کے نام مبارکہ

حضرت ابوایوب انصاری
حضرت انس بن مالک
حضرت ابوطلحہؓ انصاری
حضرت ابوسعید خدری
حضرت ابوقتادہ
حضرت ابودجانہ
حضرت ابولبابہ
حضرت اسعد بن زرارہ
حضرت حمید ساعدی
حضرت ابوزید عمرو بن اخطب
حضرت اوس بن خولی
حضرت ابوزید
حضرت براء بن مالک
حضرت براء بن معرور
حضرت ثابت بن ضحاک
حضرت جبار بن صخر
حضرت شداد بن اوس
حضرت عبداللہ بن رواحہ

حضرت انس بن نضر
حضرت ابیؓ بن کعب
حضرت ابودرداءؓ
حضرت ابومسعود بدری
حضرت اسید بن حضیر
حضرت ابوالیسر کعب بن عمرو
حضرت ابوالہیثم بن الیتہان
حضرت ابوقیس صرمہ
حضرت احیرم
حضرت ابوعمرہ
حضرت ابوعبس بن جبر
حضرت ابواسید ساعدی
حضرت براء بن عازب
حضرت ثابت بن قیس
حضرت جابر بن عبداللہ
حضرت جلیبیب
حضرت عبادہ بن صامت
حضرت عاصم بن ثابت

حضرت عبداللہ بن عبداللہ
حضرت عبداللہ بن عمرو
حضرت عبادہ بشر
حضرت عتبان بن مالک
حضرت عباس بن عبادہ بن نضلہ
حضرت عبداللہ بن عتیک
حضرت عبداللہ بن زید بن صام
حضرت عبداللہ بن زید
حضرت عبدالرحمن بن شبل
حضرت عبداللہ بن یزید خطمی
حضرت عمارہ بن حزم
حضرت عثمان بن حنیف
حضرت عمرو بن حزم
حضرت عمرو بن جموح
حضرت عویم بن ساعدہ
حضرت عمیر بن سعد
حضرت قتادہ بن نعمان
حضرت فضالہ بن عبید
حضرت قرظہ بن کعب
حضرت قیس بن سعد
حضرت کعب بن مالک
حضرت قطبہ بن عامر
حضرت معاذ بن جبل
حضرت کلثوم بن الہدم
حضرت محمد بن مسلمہ
حضرت مسلمہ بن مخلد
حضرت مجمع بن جاریہ
حضرت معاذ بن عفراء
حضرت منذر بن عمرو
حضرت محیصہ بن مسعود
حضرت نعمان بن عجلان
حضرت نعمان بن بشیر
حضرت ابو بردہ بن نیار
حضرت ہلال بن امیہ
حضرت حذیفہ بن الیمان
حضرت ثابت بن دحداح
حضرت سعد بن حبتہ
حضرت زید بن سعنہ
حضرت طلحہ بن البراء
حضرت سمرہ بن جندب
حضرت عبداللہ بن انیس جہینی
حضرت عاصم بن عدی
حضرت عبداللہ بن سلام
حضرت عبداللہ بن سلمہ
حضرت عدی بن ابی الزغباء
حضرت عبداللہ بن طارق
حضرت کعب بن عجرہ
حضرت عقبہ بن وہب
حضرت معن بن عدی
حضرت مجذر بن زیاد

حضرت حباب بن منذر	حضرت حرام بن ؓملحان
حضرت حضرت حسان بن ثابت	حضرت حارثہ بن سراقہ
حضرت حارثہ بؓن صمہ	حضرت حنظلہ بن ابی عامر
حضرت خبیب بن عدی	حضرت خارجہ بن زید بن ابی زہیر
حضرت خزیمہ بن ثابت	حضرت خواتؓ بن جبیر
حضرت خلادؓ بن سوید	حضرت رافع بنؓ مالک
حضرت رفاعہ بن رافع زرقی	حضرت رافعؓ بن خدیج حضرت رویفع بن ثابت
حضرت زید بن ارقم	حضرت زید بن ثابت
حضرت زیاد بن لبید	حضرت زید بن وشنہ
حضرت سعد بن ربیع	حضرت سہل بن سعد
حضرت سہل بن حنیف	حضرت سعد بن معاذؓ
حضرت سعد بن عبادہؓ	حضرت سعد بن خیثمہ
حضرت سعد بن زید اشہلی	حضرت سلمہ بن سلامہ
حضرت سہل بن حنظلیہ	حضرت سائب بن خلاد

چند مہاجر صحابہ کے نام مبارکہ

حضرت زبیر بن العوامؓ	حضرت طلحہؓ
حضرت عبدالرحمن بن عوف	حضرت سعد بن ابی وقاصؓ
حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ	حضرت سعید بن زید
حضرت حمزہ بن عبدالمطلب	حضرت عباس بن عبدالمطلب
ؓحضرت بلال بن رباح	حضرت جعفر طیار
حضرت زید بن حارثہ	حضرت عبداللہ بن عباس
حضرت عبداللہ بن مسعود	حضرت ابوموسیٰ اشعری
ؓحضرت عمار بن یاسر	حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ
حضرت صہیب بن سنانؓ	حضرت مصعب بن عمیر

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ
حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ
حضرت حاطب بن ابی بلتعہ
حضرت عتبہ بن غزوان
حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد
حضرت عکاشہ بن محصن
حضرت سالم مولی ابی حذیفہ
حضرت شماس بن عثمان
حضرت محرز بن نضلہ
حضرت عمیر بن ابی وقاص
حضرت عبداللہ بن عمر
حضرت ابوذر غفاری
حضرت اسامہ بن زید
حضرت خالد بن ولید
حضرت خالد بن سعید بن العاص
حضرت خباب بن ارت
حضرت ابن ام مکتوم
حضرت طفیل بن عمرو دوسی
حضرت عمیر بن وہب
حضرت ابورافع
حضرت عقیل بن ابی طالب
حضرت فضل بن عباس
حضرت ثوبان
حضرت ولید بن ولید رضی اللہ عنہ
حضرت عبداللہ بن سہیل

حضرت ارقم رضی اللہ عنہ بن الارقم
حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق
حضرت عبداللہ بن سہیل
حضرت عامر بن فہیرہ
حضرت عبداللہ بن جحش
حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ
حضرت عبیدہ بن الحارث
حضرت شجاع بن وہب
حضرت شقران صالح رضی اللہ عنہ
حضرت عامر بن ربیعہ
حضرت ابوہریرہ
حضرت سلمان فارسی
حضرت عمرو بن العاص
حضرت مغیرہ بن شعبہ
حضرت شرجیل بن حسنہ
حضرت سلمہ بن اکوع
حضرت بریدہ بن حصیب
حضرت عقبہ بن عامر جہنی
حضرت زید بن خطاب
حضرت سعید بن عامر بن خدیم
حضرت نوفل بن حارث
حضرت طلیب بن عمیر
حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن عبسہ
حضرت سلمہ بن ہشام
حضرت معیقیب بن ابی فاطمہ دوسی

حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی

حضرت ابوبرزہ سلمی

حضرت قدامہ بن مظعون

حضرت عمرو بن سعید بن العاص الاکبر

حضرت مرثد بن ابی مرثد غنوی

حضرت عمرو بن امیہ

حضرت نعیم بن مسعود

حضرت عیاش بن ابی ربیعہ

حضرت عبداللہ بن مخرمہ

حضرت معمر بن عبداللہ

حضرت عثمان بن طلحہ

حضرت سہیل بن بیضاء

حضرت ابوکبشہ

حضرت ابومرثد غنوی

حضرت ابوسبرہ بن ابی رہم

حضرت عتبہ بن مسعود

حضرت سنان بن ابی سنان

حضرت طفیل بن حارث

حضرت عامر بن ابی وقاص

حضرت عبداللہ بن حارث

حضرت عبداللہ بن سراقہ

حضرت ثمامہ بن عدی

حضرت معمر بن ابی سرح

حضرت عدی بن نضلہ

حضرت سکران بن عمرو

حضرت حجاج بن علاط

حضرت ہشام بن عاص

حضرت ابواحمد بن جحش

حضرت مسطح بن اثاثہ

حضرت ابورہم غفاری

حضرت ابان بن سعید بن العاص

حضرت واقد بن عبداللہ

حضرت ابوفکیہہ

حضرت نعیم النحام

حضرت عمرو بن عوف

حضرت سہل بن بیضاء

حضرت ابوقیس بن حارث

حضرت سلیط بن عمرو

حضرت ذوالشمالین

حضرت خنیس بن حذافہ

حضرت صفوان بن بیضاء

حضرت آنسہ

حضرت سائب بن عثمان

حضرت وہب بن سعد

حضرت عمرو بن سراقہ

حضرت اسود بن نوفل

حضرت سعد بن خولہ

حضرت محمیہ بن جزء

حضرت یزید بن زمعہ

حضرت ابوسنان بن محصن

حضرت فراس بن نضر
حضرت حاطب بن حارث
حضرت معمر بن حارث
حضرت ابورہم اشعری
حضرت ابوبردہ
حضرت حارث بن خالد
حضرت عیاض بن زہیر
حضرت خباب
حضرت مسعود بن ربیع
حضرت ربیعہ بن اکثم
حضرت عمیر بن رئاب
حضرت عمرو بن عثمان
حضرت خطاب بن حارث
حضرت عاقل بن ابی بکیر
حضرت عبداللہ الاصغر
حضرت قیس بن عبداللہ
حضرت مالک بن زمعہ
حضرت حاطب بن عمرو
حضرت اربد بن حمیر
حضرت جہم بن قیس
حضرت ہاشم بن ابوحذیفہ

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا
حضرت سودہ رضی اللہ عنہا
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا
حضرت زینب ام المساکین رضی اللہ عنہا
حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا
حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا
حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا
حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا
حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

بناتِ طاہرات رضی اللہ عنہن

حضرت زینب رضی اللہ عنہا
حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا
حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

چند صحابیات رضی اللہ عنھن

حضرت اُمامہ رضی اللہ عنہا
حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا
حضرت اُمِ الفضل رضی اللہ عنہا
حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا
حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ عنہا
حضرت ہند بنتِ عتبہ رضی اللہ عنہا
حضرت زینب بنتِ ابی سلمہ رضی اللہ عنہا
حضرت خولہ بنتِ حکیم رضی اللہ عنہا
حضرت ربیع بنتِ معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا
حضرت فاطمہ بنتِ خطاب رضی اللہ عنہا
حضرت اسماء بنتِ ابی بکر رضی اللہ عنہا
حضرت شفاء بنتِ عبداللہ رضی اللہ عنہا
حضرت اسماء بنتِ یزید رضی اللہ عنہا
حضرت اُمِ حکیم رضی اللہ عنہا
حضرت اُمِ حرام رضی اللہ عنہا
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا
حضرت فاطمہ بنتِ اسد رضی اللہ عنہا
حضرت اُمِ رومان رضی اللہ عنہا
حضرت اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا
حضرت اُمِ عطیہ رضی اللہ عنہا
حضرت اُمِ کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا
حضرت اُمِ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہا
حضرت حمنہ بنتِ جحش رضی اللہ عنہا
حضرت اُمِ ہانی بنتِ ابی طالب رضی اللہ عنہا
حضرت اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا
حضرت فاطمہ بنتِ قیس رضی اللہ عنہا
حضرت زینب بنت ابی معاویہ رضی اللہ عنہا
حضرت اُمِ درداء رضی اللہ عنہا
حضرت خنساء رضی اللہ عنہا
حضرت اُمِ ورقہ بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا

حدیث کی چھ مستند ترین کتابیں:

(۱) بخاری شریف
(۲) مسلم شریف
(۳) ترمذی شریف
(۴) ابوداؤد شریف
(۵) نسائی شریف
(۶) ابن ماجہ شریف

چند ضروری معلومات

صحابی کی تعریف:

وہ خوش نصیب جس نے ایمان کی حالت میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ملاقات کا شرف حاصل کیا ہو اور

اسی پر اس کا انتقال ہوا ہو۔ (نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر)

تعداد صحابہ:

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تعداد کے بارے میں قطعی طور پر تو کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا لیکن محتاط اندازے کے مطابق ان کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز ہے۔

افضل ترین صحابہ کرام:

اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق افضل ترین صحابہ سیدنا صدیق اکبر پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی اور پھر علی المرتضی رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ہیں۔ ان کے بعد دیگر عشرہ مبشرہ، پھر اصحاب بدر و احد اور پھر اہل بیعت رضوان۔

تابعی کی تعریف:

وہ شخص جس نے کسی صحابی سے ملاقات کی ہو اور اسلام پر اس کا وصال ہوا ہو۔

☆☆☆☆☆